เรพก

ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر

از تالیف لطیف [illegible]

[illegible]

ترجمان القرآن
بلطائف البيان

[illegible]

[illegible]

مصنفہ نواب صدیق حسن خان بہادر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۂ بنی اسرائیل

اسکو سورۂ سبحان بھی کہتے ہیں اور سورۂ اسرا بھی یہ ایک سو گیارہ آیت ہے ابن عباس و ابن الزبیر اسکو مکی بتاتے ہیں مگر تین آیتیں ایک وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ یہ آیت اسوقت اتری جب کہ قبیلۂ ثقیف کے ایلچی پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے اور یہود نے کہا یہ سرزمین انبیا کی نہیں ہے دوم رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ سوم اِنَّ رَبَّکَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ مقاتل نے ایک چوتھی زیادہ کی اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ بعض نے کہا آٹھ آیتیں مدنی ہیں ابن مسعود نے حق میں اس سورت کے اور سورۂ کہف اور سورۂ مریم کے کہا ہے اِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ ہر رات سورۂ بنی اسرائیل و سورۂ زمر پڑھا کرتے تھے رَوَاهُ اَحْمَدُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ پاک ذات ہے جو لے گیا بندے اپنے کو رات ہی رات ادب والی مسجد سے پرلی مسجد تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں کہ دکھاویں اسکو اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سنتا دیکھتا **ف** حق تعالی اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا مکے سے بیت المقدس براق پر سوار کر کے لے گیا شبِ معراج پر یہاں اتنا ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں ہے اللہ تعالی نے اپنے نفس مقدس کی تمجید اور اپنی قدرت کی تعظیم جس کو کوئی سوا اسکے قادر نہیں ہے بیان کی فَلَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ عبد سے مراد محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ہیں اور لیل سے مراد ایک حصہ رات ہی کا مسجد الحرام سے مراد مسجد مکہ ہے اور مسجد اقصے سے مراد بیت المقدس ہے جو ایلیا میں واقع ہے اور معدن انبیاء ہے زمانہ ابراہیم خلیل جلیل علیہ السلام سے اور اسی جگہ سارے انبیاء علیہم السلام آپکے پیچھے کھڑے ہوئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی جگہ اونکے سامنے کھڑے ہو کر انکی امامت کی یہ دلیل ہے اسپر کہ حضرت ہی امام اعظم و رئیس مقدم ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین وہان کے نہر و ثمار میں اللہ نے برکت رکھی ہے اس برکت کا نشان اب تک موجود ہے اس لیجانے سے مطلب یہ کہا کہ آیات عظیم کا نظارہ خود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہا کما قال تعالیٰ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى بیشک دیکھا اپنے رب کے بڑے نمونے اس باب میں جو احادیث آئی ہیں انکا ذکر آتا ہے اللہ اپنے بندون کے اقوال سنتا ہے خواہ مومن ہون یا کافر پہر انکی تصدیق یا تکذیب کرتا ہو انکو دیکھتا ہے ہر کسی کو جسکا وہ مستحق ہے دنیا و آخرت میں دیتا ہے

ذکر احادیث وارده درباره اسرار

انس بن مالک کہتے ہیں جس شب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد کعبہ سے لیگئے اس رات میں تین نفر آئے قبل اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی ہو حضرت مسجد حرام میں سوتے تہے اول نے کہا ان میں وہ کون ہے اوسط نے کہا وہ بہترین ہے اونکا آخر نے کہا انکے بہترین کو لو اس رات اتنا ہی گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو نہیں دیکھا یہانتک کہ دوسری رات آئی ایسی حالت میں کہ حضرت کا دل دیکھتا تہا اور آنکہ سوتی تہی اور دل نہ سوتا تہا انبیاء کا یہی حال ہے کہ انکی آنکہیں سوتی ہیں دل نہیں سوتے انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بات نہ کی یہانتک کہ آپکو اٹہا کر پاس چاہ زمزم کے رکھدیا پہر ان میں سے جبرئیل علیہ السلام متولی ہوئے اور ما بین نحر و لبہ کو چیر ڈالا یہانتک کہ سینہ و جوف سے فارغ ہوئے پہر آب زمزم سے بدست خود دہویا یہانتک کہ جوف نقی ہو گیا پہر ایک طشت سونیکا لائے اس میں تور تہا سونیکا وہ پر تہا ایمان وحکمت سے اس سے سینہ کو اور لغادید یعنے عروق حلق کو پر کیا پہر اسکو منطبق کر دیا یعنے ٹانک دیا پہر اونکو لیکر آسمان دنیا پر چڑہے اور ایک در کو دروازے آسمان سے مارا آسمان والون نے ندا کی کہ یہ کون ہے جبرئیل نے کہا میں جبرئیل ہون کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا میرے ساتھ محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کیا تو انکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا مرحبا بہ واہلا آسمان والے خوش ہوئے اہل سما نہ جانتے تہے کہ اللہ کا ارادہ اونکی ساتھ زمین میں کیا ہے یہانتک کہ ایستادہ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان دنیا پر آدم کو پایا جبرئیل نے کہا یہ تیرا باپ ہے اسپر سلام کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انپر سلام کیا آدم نے جواب سلام کا دیا اور کہا

مرحباً واهلاً بالنبی قیم الابن یعنے مرحبا ای میرے بیٹے اور نبی گہر مین آیا تو اچہا بیٹا آسمان دنیا مین دو
نہرین جاری تہین حضرت نے کہا یہ نہرین کیسی ہین اسے جبرئیل کہا یہ نیل و فرات ہین یعنے عنصر ان دونو نہرون
کا پہر انکو آسمان مین سے لگئے وہان ایک دوسری نہر تہی اسپر ایک محل موتی و زبرجد کا تہا اس مین ہاتہ مارا وہ مشک خالص
تہا کہا یہ کیسے ہے ای جبرئیل کہا یہ کوثر ہے جسکو چہپا رکہا ہے تیرے لیے تیرے رب نے پہر انکو لیکر دوسرے آسمان پر چڑہے اس
جگہ کے ملائکہ نے اسی طرح کہا جسطرح کہ ملائکہ آسمان اول نے کہا تہا کون ہے یہ کہا جبرئیل ہون کہا تیرے ساتہ کون
ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کیا تو انکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا مَرْحَبًا بِهٖ وَاَهْلاً یعنے اسکا آنا مبارک
ہو اور وہ گہر مین آیا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر آسمان سوم پر چڑہے وہان کے فرشتون نے مثل ملائکہ آسمان
اول و دوم کہا پہر چوتہے آسمان پر لیگئے وہان بہی ملائکہ نے مثل سابق کے کہا پہر آسمان پنجم پر لیگئے وہان بہی اسی
طرح کہا پہر آسمان ششم پر لے چڑہے یہان بہی اسی طرح کہا پہر آسمان ہفتم پر لے گئے وہان بہی اسی طرح کہا پہر آسمان
مین پیغمبر لوگ تہے اونکے نام لیے منجملہ انکے مینے یہ نام یاد کرلیے ادریس دوسرے آسمان مین ہارون چوتہے آسمان
مین اور ایک پانچوین آسمان مین جنکا نام مجہے یاد نہین رہا ابراہیم چہٹے آسمان مین موسے ساتوین آسمان مین
بسبب فضیلت کلام خدا کے موسے نے کہا اے رب مجہکو گمان نہ تہا کہ تو کسیکو مجہپر بلند کریگا پہر حضرت صلے اللہ وآلہ وسلم
کو فوق اسکے اوپر کو لیگئے جسکو اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا یہانتک کہ سدرۃ المنتہی تک آئے اور نزدیک ہوا
جبار رب العزت پہر لٹکا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندازہ پر دو کمان کے تہا اس سے بہی
نزدیک تر پہر وحی کی اللہ نے طرف آپ کے منجملہ اسکے یہ تہی کہ پچاس نمازین ہین تیری امت پہ ہر رات دن مین پہر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتارا یہانتک کہ پاس موسے کے پہنچے موسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روک لیا
کہا ای محمد کیا عہد کیا تجہسے تیرے رب نے کہا پچاس نمازون کا ہر رات دن کہا تیری امت اسکی استطاعت نہین رکہتی
ہے پہر جاؤ تیرا رب تجہسے تخفیف کریگا اور انسے بہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل کی طرف التفات
کیا گویا انسے مشورہ لیتے تہے جبرئیل نے اشارہ کیا کہ ہان اگر تو چاہے پہر جبرئیل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اوپر کیطرف پاس جبار تعالی و تقدس کے لیگئے اور وہ اپنی جگہ مین تہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہا اے رب تخفیف کر ہمسے بیشک میری امت یہ نہ کرسکیگی تب اللہ نے دس نمازین کم کردین پہر حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پاس موسی کے آئے موسی نے انکو روک لیا اور طرف رب کے پہیرتے رہے یہانتک کہ پانچ نمازین رہ گئین
پہر موسے نے پانچ نماز پر بہی روکا اور کہا اے محمد قسم ہے میری بنی اسرائیل اپنی قوم کو اس سے کم پر قصد کیا تہا وہ

ضعیف نکلے اور انہون نے نماز ترک کر دی سو تمہاری امت اور بھی زیادہ ضعیف ہے اجساد و قلوب و ابدان
و ابصار و اسماع مین تو پھر جا تیرا رب تجھسے تخفیف کر دیگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف جبرئیل کی التفات
کرتے تھے تاکہ مشورہ لین اور جبرئیل اسکو کروہ نہ رکھتے تھے پھر پانچوین بار پھر اوپر لیگئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا
ای رب میری امت ضعفا ہے اجساد و قلوب و اسماع و ابصار و ابدان مین تو ہمسے تخفیف کیجیے تبارک و تعالی نے کہا اے محمد کہا
لبیک و سعدیک فرمایا میرے پاس بات نہین بدلتی جسطرح سے تجھپر ام الکتاب مین یہ بات فرض کی ہے کہ ہر نیکی دس
گنی ہوگی سو یہ نمازین پچاس ہین ام الکتاب مین اور پانچ ہین تجھپر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر کر پاس موسی کے آئے
موسی نے کہا کیا کر آئے کہا ہم سے تخفیف کی ہمکو ہر حسنہ پر عشر امثال حسنہ عطا کیا موسی نے کہا قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ
بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ فَتَرَکُوْہُ اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَلْیُخَفِّفْ عَنْکَ اَیْضًا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَا مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ مِمَّا اخْتَلَفْتُ
اِلَیْهِ یعنی اللہ کی قسم مینے بنی اسرائیل کو اس سے تھوڑی عبادت پر آزمایا ہے انہون نے اسکو بھی چھوڑ دیا
جا اپنے رب پاس وہ تجھسے بھی تخفیف کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے موسی اللہ کی قسم مین
اپنے رب سے شرم کرتا ہون اسلیے کہ مین اسکے پاس آجا چکا ہون کہا پس اتر واللہ کا نام لیکر اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جاگ گئے اور مسجد الحرام مین تھے هٰکَذَا سَاقَهُ الْبُخَارِیُّ فِی التَّوْحِیْدِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَزَادَ وَ
نَقَصَ وَقَدَّمَ وَاَخَّرَ مسلم نے کہا ہے کہ شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے اس حدیث مین اضطراب کیا ہے اسکا
حافظہ اچھا نہ تھا اور اسنے ضبط نہین کیا بعض نے اسکو خواب ٹھیرایا ہے بطور تمہید کے جو بعد اسکے واقع ہوا
بیہقی نے کہا حدیث شریک مین زیادت ہے کہ جسکے ساتھ وہ منفرد ہے اس شخص کے اعتقاد پر جسنے کہا ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا پھر کہا ہے کہ قول عائشہ و ابن مسعود و ابوہریرہ رض کا
حمل کرنے مین ان آیات کی روایت جبرئیل علیہ السلام پر اصح ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ قول بیہقی کا اس مسئلہ مین
حق ہے کیونکہ ابو ذر نے کہا تھا اے رسول اللہ تم نے اپنے ربکو دیکھا فرمایا نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ یعنی وہ نور تھا
اسکو مین کیونکر دیکھ سکتا ہون یا معنے یہ کہ وہ نور تھا کہ مینے اسکو دیکھا دوسری روایت مین ہے رَاَیْتُ نُوْرًا
یعنی مینے نور دیکھا اخرجہ مسلم اور مراد ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی سے جبرئیل علیہ السلام ہین جسطرح کہ صحیحین مین عائشہ
ام المومنین و ابن مسعود سے آیا ہے اسی طرح مسلم مین ابوہریرہ رض سے اور صحابہ مین کوئی مخالف انکا معروف
نہین ہے اس آیت کی تفسیر مین انس بن مالک کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا اتیت با

میرے براق لایا ایک دابہ ہے سفید گدہے سے بڑا خچر سے چھوٹا وہ اپنا قدم منتہے نگاہ پر رکہتا ہے مین اسپر
سوار ہوا وہ مجہکو لیکر چلا مین بیت المقدس مین آیا مینے اس دابہ کو اس حلقے سے باندہ دیا جس سے انبیا
باندہتے تہے پہر مینے داخل ہوکر دو رکعت نماز پڑہی پہر باہر نکلا پہر میرے پاس جبرئیل ؑ لائے ایک برتن شراب کا
اور ایک برتن دودہ کا لیکر مینے دودہ پسند کیا جبرئیل ؑ نے مجہسے کہا اَصَبْتَ الْفِطْرَۃَ تمنے تو سیدہی کو
لیا پہر مجہکو لیکر آسمان دنیا پر چڑہے اور دروازہ کہلوانا چاہا انسے کہا گیا کہ تو کون ہے کہا جبرئیل ہون کہا
تیرے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کیا اس کے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہان بہیجا گیا تہا تب انکے
دروازہ ہمارے لیے کہولا اتنے مین آدم ؑ ملے انہون نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا خیر کی پہر مجہکو دوسرے
آسمان پر چڑہا لے گئے جبرئیل ؑ نے دروازہ کہلوانا چاہا کہا تو کون ہے کہا مین جبرئیل ؑ ہون کہا تیرے ساتہ
کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا کیا انکے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہان بہیجا گیا تہا تب ہمارے
لیے دروازہ کہولا گیا وہان دو پہر خالہ یحیے ؑ و عیسٰے ؑ ملے انہون نے مرحبا کہا اور دعا خیر کی پہر آسمان سوم پر
چڑہا لے گئے دروازہ کہلوایا کہا تو کون ہے کہا جبرئیل ؑ ہون کہا تیرے ساتہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہین کہا وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ کیا جبرئیل انکے لانیکو بہیجے گئے تہے کہا اُرْسِلَ اِلَيْهِ یعنے
بہیجے گئے تہے پہر دروازہ کہولدیا وہان یوسف ؑ تہے ان کو نصف حسن عطا ہوا تہا انہون نے مرحبا کہا
اور دعا خیر کی پہر چوتہے آسمان پر لیگئے دروازہ کہلوایا کہا تو کون ہے کہا جبرئیل ؑ ہون کہا تیرے ہمراہ
کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا کیا انکے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہان بہیجا گیا تہا پہر دروازہ کہولدیا
وہان ادریس ؑ تہے مجہکو مرحبا کہا اور دعا خیر دی اللہ تعالی فرماتا ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا اور اٹہا لیگئے ہم
اسکو ایک اونچی مکان پر پہر پانچوین آسمان پر لیگئے دروازہ کہلوانا چاہا کہا تو کون ہے کہا جبرئیل ؑ ہون
کہا تیرے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا قَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ یعنے کیا جبرئیل ؑ انکی طرف
بہیجے گئے تہے کہا قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ یعنے بہیجے گئے ہین پہر دروازہ کہولدیا وہان ہارون ؑ تہے انہونے
ترحیب کی اور دعاء خیر دی پہر چہٹے آسمان پر لے گئے اور دروازہ کہلوایا کہا تو کون ہے کہا مین جبرئیل ؑ
ہون کہا تیرے ساتہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ کہا ہان پہر
دروازہ کہولدیا وہان موسے ؑ تہے انہون نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی پہر آسمان ہفتم پر لیگئے دروازہ
کہلوایا کہا تو کون ہے کہا جبرئیل ؑ ہون کہا تیرے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین

کہا کیا تو اسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان تب دروازہ کہولدیا وہان ابراہیم تہے بیت المعمور سے ٹیکی ہوئے اور اس
گہر مین ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے تہے پہر دوبارہ وہان نہ آتے پہر مجہکو سدرۃ المنتہی تک لیگئے اسکے پتے
جیسے کان ہاتہیون کے اور اسکے پہل جیسے مٹکی جب اللہ کے حکم سے اسکو ڈہانپ لیا جس شے نے کہ ڈہانپ لیا تو وہ
دگرگون ہوگیا کوئی خلق خدا تعالی مین اسکے حسن کا وصف نہین کر سکتا ہے اللہ نے جو چاہا وہ مجہکو سنا دیا بہیجا اوس
ہر رات دن مین پچاس نمازین مجہپر فرض کین مین وہان سے اترا اور موسی کے پاس تک پہونچا مجہسے موسی نے کہا
تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا مینے کہا پچاس نمازین ہر دن رات مین کہا اپنے رب کے پاس پہر جا اور تخفیف کا
سوال کر واسطے اپنی امت کے تیری امت کو اتنی نمازون کی طاقت نہ ہوگی مینے بنی اسرائیل کو آزمایا اور انکا امتحان لیا
ہے مین اپنے رب کے پاس پہر گیا اور کہا اے رب میری امت سے تخفیف کر پس پانچ نمازین کم کردین مین اترا اور موسی
کے پاس پہونچا مجہسے کہا تم نے کیا کیا مینے کہا پانچ نمازین کم کردین کہا تیری امت کو طاقت اسکی نہ ہوگی پہر جا پاس
اپنے رب کے اور تخفیف چاہ واسطے اپنی امت کے مین درمیان اپنے رب اور موسی کے آتا جاتا رہا اور پانچ پانچ نمازین
کم ہوتی رہین یہانتک کہ فرمایا اے محمد یہ پانچ نمازین ہین ہر دن رات مین ہر نماز دس برابر ہے یہ پچاس نمازین ہوئین
اور جسنے ارادہ کیا نیکی کا پہر وہ نیکی نہ کی اسکے لیے ایک نیکی لکہی گئی اور اگر وہ نیکی کر گزرا تو دس نیکیان لکہی گئین
اور جسنے قصد کیا بدی کا پہر وہ بدی نہ کی تو لکہی نہ گئی اور اگر کی تو ایک بدی لکہی گئی مین وہان سے اترا اور پاس موسی
کے آیا اور انکو احوال کی خبر دی موسی نے کہا ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ
لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ یعنی جا اپنے رب پاس پہر اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کر اسلیے کہ تیری امت کو اسکی طاقت نہین ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَقَدْ رَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْيَيْتُ یعنی اسقدر اپنے رب پاس آتا
جاتا رہا کہ مجہے شرم آئی رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذَا السِّيَاقِ وَهُوَ اَصَحُّ مِنْ سِيَاقِ شَرِيْكٍ بیہقی
نے کہا اس سیاق مین دلیل ہے اس بات پر کہ معراج اسی رات کو ہوئی تہی جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے بیت
المقدس لیگئے تہے ابن کثیر کہتے ہین وَهٰذَا الَّذِیْ قَالَهُ هُوَ الْحَقُّ الَّذِیْ لَا شَكَّ فِيْهِ وَلَا مِرْيَةَ اور یہ جو
اسنے کہا ہے ٹہیک ہے جسمین کوئی شک اور شبہ نہین ہے انس رضی اللہ عنہ نے رفعا کہا ہے لایا گیا براق اس رات جب لیجائے گئے مجہکو
زین اور لگام لگا ہوا تاکہ اسپر سوار ہون اسنے شوخی کی جبریل نے اس سے کہا تو یہ شوخی کیون کرتا ہے قسم ہے اللہ کی
سوار نہ ہوا تجہپر کبہی کوئی بندہ زیادہ عزت والا اللہ کے پاس سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تب اسکو پسینا آگیا رَوَاهُ
اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ غَرِيْبٌ دوسرے لفظ مین انس کا رفعا یہ ہے جب چڑہائے گئے مجہکو طرف میرے رب

عروج میں کے گذرا میں ایک قوم پر جنکے ناخن تانبے کے تھے وہ اس سے اپنے منہ اور سینے نوچتے تھے میں نے کہا ای جبرئیل یہ کون ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور انکی آبرو ریزی کرتے ہیں رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ مِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ لَیْسَ فِیْہِ اَنَسٌ تیسرا لفظ انس کا یوں ہے کہ گذرا میں شب معراج کو موسے پر اور وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ [illegible] چوتھا لفظ انس کا یہ ہے کہ خبر دی مجھکو بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حضرت کا گذر شب معراج میں موسی علیہ السلام پر ہوا وہ نماز پڑھ رہے تھے اپنی قبر میں رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی پانچواں لفظ انس کا یہ ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ مَرَّ بِمُوْسٰی وَھُوَ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ یعنے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات موسی علیہ السلام پر سے گذرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے پھر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براق پر سوار کیا پھر دابہ کو باندھا کہا فرس کو ابوبکر نے کہا مجھسے اسکا حال کہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کلمہ ذکر کیا ابوبکر نے کہا اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہے ابوبکر رضہ نے اس براق کو دیکھا تھا رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی چھٹا لفظ انس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوتا تھا کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور درمیان میرے دونوں کندھوں کے ایک ہاتھ مارا میں طرف ایک درخت کے کھڑا ہو گیا اور اس میں دو آشیانے پرندے کے تھے ایک میں وہ بیٹھ گئے اور دوسرے میں میں بیٹھ گیا وہ اونچا اور بلند ہوا یہاں تک کہ خافقین کو مسدود کر لیا اور میں اپنی نظر لوٹاتا پھیرتا تھا اگر میں چاہتا کہ آسمان کو چھو لوں تو چھو لیتا میں نے جبرئیل کی طرف التفات کیا گویا وہ ایک حلس لاطی ہیں پھر میں نے فضل انکے علم کا ساتھ اللہ کے اپنے اوپر پہچانا اور میرے لیے ایک در ابواب آسمان کا کھل گیا میں نے ایک نور عظیم دیکھا اور پردے کے آگے ہر طرف در و یاقوت تھا اور اللہ نے جو چاہا وہ مجھکو وحی کی رَوَاہُ الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَرَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ فَذَکَرَہٗ بِسَنَدِہٖ مِثْلَہٗ محمد بن عمیر کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گروہ میں اپنے اصحاب کے بیٹھے کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت میں ایک کونچا دیا اور انکو طرف ایک درخت کے لیگئے اسمیں مثل دو آشیانہ پرندہ کے تھے ایک میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے اور دوسرے میں جبرئیل وہ لیکر اونچا ہوا یہاں تک کہ افق تک پہنچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اگر میں اپنا ہاتھ طرف آسمان کے بڑھاتا تو اسکو چھو لیتا پھر ایک رسی کو پکڑ کر طرف فرود کے اوترا جبرئیل بیہوش ہو گئے گویا حلس ہیں سو میں نے فضل انکی خشیت کا اپنی خشیت پر پہچانا پھر اللہ نے مجھکو وحی کی کہ تو نبی بادشاہ بنے گا یا نبی عبد والی جنت اَنْتَ یعنے تو کیا ہونا چاہتا ہے جبرئیل نے مجھکو اشارہ کیا اور وہ براہ خاکساری لیٹے تھے میں نے کہا بلکہ میں نبی عبد ہوں ابن کثیر کہتے ہیں

یہ روایت اگر صحیح ہو تو مقتضی اسکو ہے کہ یہ واقعہ غیر شب معراج کا ہے کیونکہ اسمین ذکر بیت المقدس کا ہے اور نہ ذکر آسمان پر چڑھنے کا تو یہ ماجرا سوا اس کے ہے جس مین ہم بحث کرتے ہین واللہ اعلم بزار نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا یہ روایت غریب ہے ابن جریر انس بن مالک سے راوی ہین کہ جب جبریل براق پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے اُسنے اپنی دم ہلائی جبریل نے کہا تھم جا ای براق فواللہ ما رکبک مثلہ یعنے تیرے اوپر ایسا اگلا کبھی کوئی سوار نہین ہوا اور چلے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہانتک کہ ایک بڑھیا کنارہ راہ پر کہا اے جبریل یہ کون ہے کہا ای محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چلو پھر جتنا اللہ نے چاہا کہ چلین تنے مین ایک شے راہ سے کنارے پر پکارتی تہی کہ اے محمد آؤ پہر آگے چلے جتنا اللہ نے چاہا کہ چلین ایک خلق اللہ کی خلق مین سے ملی اُسنے کہا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر جبریل نے کہا جواب دو سلام کا ای محمد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب سلام کا دیا پہر دوسری بار وہ خلق ملی اور مثل پہلی بار کے کہا پہر تیسری بار ملی اسی طرح یہانتک کہ بیت المقدس پہنچے وہان پانی اور شراب اور دودہ سامنے آیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودہ پیا جبریل نے کہا اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ یعنے تو فطرت کو پہنچا اگر تو پانی پیتا ڈوب جاتا اور تیری امت بہی ڈوب جاتی اور اگر شراب پیتا تو تو اور تیری امت بہک جاتی پہر واسطے حضرت کے آدم اور جو سوا انکے پیغمبر علیہم السلام تہے اُٹہائے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات ان سب کی امامت کی پہر جبریل نے کہا وہ بڑھیا جو تو نے دیکھی تہی کنارہ راہ پر سو باقی نہین ہے دنیا سے مگر جسقدر باقی ہے عمر اس پیرزال کی اور وہ شخص جس نے جہکنا تیرا اپنی طرف چاہا تہا وہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے اسنے چاہا کہ تو اسکی جانب مائل ہو اور وہ لوگ جنہون نے تجہکو سلام کیا وہ ابراہیم وموسے وعیسے علیہم السلام ہین وَهٰكَذَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ وَهْبٍ وَفِيْ بَعْضِ اَلْفَاظِهٖ نَكَارَةٌ وَّغَرَابَةٌ دوسرا طریق اسحدیث کا انس بن مالک سے سنن مجتبی للنسائی مین آیا ہے اس مین بہی غرابت نکارت ہے لیکن تفسیر کبیر مین اسکو نہین لکہا وہ طریق یہہ ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لایا گیا پاس میرے ایک دابہ گدہے سے بڑا خچر سے چہوٹا اسکا قدم وہان پڑتا جہان نگاہ کی منتہی ہوتی مین سوار ہوا اور میرے ہمراہ جبریل علیہ السلام تہے مین چلا مجہسے کہا اترو اور نماز پڑھو مینے نماز پڑہی مجہ سے کہا تو نے جانا کہ تو نے کس جگہہ نماز پڑہی تو نے طیبہ مین نماز پڑہی اسی کی طرف ہجرت ہوگی پہر کہا اُترو نماز پڑھو مینے نماز پڑہی کہا تو جانتا ہے کہ تو نے کہان نماز پڑہی طور سینا مین نماز پڑہی ہے جہان

تعالی نے موسی علیہ السلام سے بات کی تہی پہر کہا اتر نماز پڑہ مینے نماز پڑہی کہا تو جانتا ہے کہ تو نے کہان نماز پڑہی تو نے بیت لحم مین نماز پڑہی جہان عیسے علیہ السلام پیدا ہوئے مین پہر بیت المقدس مین داخل ہوا پہر میرے لیے انبیا جمع کیے گئے علیہم السلام جبریل علیہ السلام نے مجہکو آگے کر دیا مینے انکی امامت کی پہر مجہکو آسمان دنیا پر چڑہا لے گئے وہان آدم علیہ السلام تہے پہر دوسرے آسمان پر لیگئے وہان ہر دو پسر خالہ عیسے و یحیے علیہما السلام تہے پہر آسمان سوم پر لے چڑہے وہان یوسف علیہ السلام تہے پہر چوتہے آسمان پر لیگئے وہان ہارون علیہ السلام تہے پہر پانچوین آسمان پر لے چڑہے وہان ادریس علیہ السلام تہے پہر چہٹے آسمان پر لیگئے وہان موسے علیہ السلام تہے پہر ساتوین آسمان پر لے چڑہے وہان ابراہیم علیہ السلام تہے پہر فوق ہر ہفت آسمان پر لے چڑہے پہر پہر مین سدرۃ المنتہے پر آیا مجہکو ایک ضبابہ نے ڈہانپ لیا مین سجدے مین گر پڑا مجہسے یہ بات کہی گئی کہ مینے جس دن آسمان و زمین پیدا کیے تجہپر اور تیری امت پر پچاس نمازین فرض کین اب تو اور تیری امت ان نمازون کے ساتہ قیام کر جب موسی سے یہ ذکر ہوا کہا یہ نہ تجہسے بنی اور نہ تیری امت سے بنے اپنے رب کے پاس پہر جا اور تخفیف مانگ مین پہر اپنے رب کے پہر گیا مجہسے دس نمازون کی تخفیف کی پہر پاس موسی علیہ السلام کے آیا مجہے پہر حکم رجوع کا دیا مین پہر گیا مجہسے دس نمازین اور کم کین پہر پانچ نمازین ٹہیرین موسی نے کہا پہر پاس اپنے رب کے جا اور تخفیف چاہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض ہوئی تہین وہ انکو بہی قائم نہ رکہ سکے مین پہر پاس اپنے رب عزوجل کے گیا اور سوال تخفیف کا کیا فرمایا مینے جسدن آسمان و زمین پیدا کیے تہے تجہپر اور تیری امت پر پچاس نمازین فرض کی تہین سو یہ پانچ عوض مین ان پچاس کے ہین اب تو اور تیری امت انکے ساتہ قیام کر تب مینے پہچانا کہ یہ نمازین طرف سے اللہ کے حتمی ہین مین پہر کر پاس موسی کے آیا کہا پہر جا مین نے پہچان لیا کہ یہ طرف سے اللہ کے حتمی ہے یعنی واجب ہو گیا

طریق دیگر انس بن مالک رضی کہتے ہین جس رات حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بیت المقدس لیگئے تہے اس رات جبرئیل علیہ السلام ایک دابہ لائے حمار سے بڑا خچل سے کم اس پر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سوار کرایا اسکا سم وہان پڑتا تہا جہان اسکی نگاہ پڑتی جب بیت المقدس مین اس جگہ پہنچے جسکو باب محمد کہتے ہین تو پاس اس پتہر کے آئے جو وہان پر ہے جبرئیل نے اپنی انگلی مار کر اسمین سوراخ کیا اور دابہ کو اس سے باندہا پہر چڑہے جب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور وہ دونو صحن مسجد مین مستوی ہوئے تو جبرئیل نے کہا اے محمد تمنے اپنے رب سے یہ سوال کیا تہا کہ وہ تمکو حور مین دکہائے کہا ہان کہا چلو پاس ان عورتون کے اور سلام کرو انپر وہ بیٹہی ہین جانب بائین صخرہ کے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا مین انکے پاس گیا اور سلام کیا انہون نے ہمکو جواب سلام کا دیا مینے کہا تم

کون ہو کہا فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ نِسَاءُ قَوْمٍ اَبْرَارٍ نُقُوْا فَلَمْ یَدْنَسُوْا وَاَقَامُوْا فَلَمْ یَظْعَنُوْا وَ
خُلِّدُوْا فَلَمْ یَمُوْتُوْا ہم نیک عورتیں ہیں خوبصورت نیک لوگوں کی عورتیں جو دنیا میں صاف کیے گئے ہیں
پہر نہ ملوث ہونگے اور یہاں ہی رہیں گے پہر نہ سفر کرینگے اور ہمیشہ رہینگی پہر نہ مرینگے پہر ہم وہاں سے پہر
اونہ پہر اگر ذرا سا کہ اتنے میں بہت سے لوگ فراہم ہو گئے پہر ایک مؤذن نے اذان دی اور نماز قائم ہوئی ہم
صفیں باندہکر کہڑے ہوئے منتظر تہے کہ کون ہماری امامت کریگا جبرئیل ع نے میرا ہاتہ پکڑکر آگے کردیا مینے اُن
سب کو نماز پڑہائی جبرئیل ع نے کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم جانتے ہو کہ تمہارے پیچہے کن لوگوں نے نماز پڑہی
مینے کہا نہیں کہا تمہارے پیچہے ہر نبی نے جسکو اللہ نے بہیجا ہے نماز پڑہی پہر جبرئیل ع میرا ہاتہ پکڑکر آسمان پر چڑہے جب
ہم دروازے تک پہونچے دروازہ کہلوانا چاہا کہا تو کون ہے کہا میں جبرئیل ہوں کہا تیرے ہمراہ کون ہے
کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہا کیا تو اُنکے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہاں تب دروازہ اُن کے لیے کہولدیا اور کہا
مَرْحَبًا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ یعنے آپ اور آپکے ساتہہ والوں کو مرحبا پہر جب پہلے آسمان پر مستوی ہوا وہاں آدم ع
تہے جبرئیل ع نے مجہے کہا تو اپنے باپ پر سلام نہیں کرتا مینے کہا ہاں مینے اُنپر سلام کیا مجہکو جواب سلام کا دیا اور
کہا مَرْحَبًا یَا بُنَیَّ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ میرے بیٹے اور نبی نیک کو مرحبا پہر مجہکو دوسرے آسمان پر لیگئے اور دروازہ
کہلوایا کہا کون ہے کہا جبرئیل ع ہوں کہا تیرے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہا وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ
یعنے اور وہ اُسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہاں دروازہ کہول دیا اور کہا مَرْحَبًا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ یعنے آپکو اور آپکے
ساتہہ والونکو مرحبا وہاں عیسے اور انکی خالہ کے بیٹے یحیے علیہما السلام تہے پہر مجہکو تیسرے آسمان پر چڑہا لے گئے
دروازہ کہلوانا چاہا کہا تو کون ہے کہا میں جبرئیل ہوں کہا تیرے ساتہہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیں کہا کیا اُنکے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہاں تب دروازہ کہولدیا اور کہا مَرْحَبًا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ یعنے آپ اور
آپکے ساتہہ والونکو مرحبا وہاں یوسف علیہ السلام تہے پہر چوتہے آسمان پر لیگئے دروازہ کہلوانا چاہا کہا تو کون
ہے کہا میں جبرئیل ع ہوں کہا تیرے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہا وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ
یعنے اور وہ اُسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہاں دروازہ کہولدیا اور کہا مَرْحَبًا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ وہاں ادریس ع تہے
پہر مجہکو پانچویں آسمان پر چڑہا لے گئے استفتاح کیا کہا مَنْ اَنْتَ یعنے تو کون ہے کہا جبرئیل کہا وَمَنْ مَّعَكَ
اور تیرے ساتہہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ یعنے اور وہ اسکی طرف بہیجا
گیا تہا کہا نعم ہاں دروازہ کہولدیا اور کہا مَرْحَبًا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ یعنے آپ اور آپکے ساتہہ والوں کو مرحبا

وہان ہارون علیہ السلام تھے پہر چڑہے آسمان پر لیگئے استفتاح کیا کہا تو کون ہے کہا جبرئیل ہون کہا تیرے
ہمراہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا کیا اُن کے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہان دروازہ کہولدیا اور
کہا مرحبا ہے تجہکو اور اسکو جو تیرے ساتہ ہے وہان موسی علیہ السلام تھے پہر ساتوین آسمان پر چڑہا لے گئے اور دروازہ
کہلوانا چاہا قَالُوْا مَنْ اَنْتَ یعنے تو کون ہے کہا جبرئیل ہون قَالُوْا وَمَنْ مَّعَكَ اور تیرے ساتہ کون ہے کہا
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ یعنے اور اسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان تب دروازہ کہولدیا اور
کہا مَرْحَبًا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ اگو اور اپکے ساتہ والون کو مرحبا وہان ابراہیم علیہ السلام تھے جبرئیل نے کہا ای
محمد تم سلام نہین کرتے اپنے باپ ابراہیم پر مینے کہا ہان پہر کر مینے سلام کیا مجہکو جواب سلام کا دیا اور کہا مرحبا
یا بُنَیَّ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ پہر جبرئیل مجہکو آسمان ہفتم پر لے گئے یہانتک کہ ایک نہر پر پہونچے جسکے جام گوہر یاقوت
وزبرجد کے تھے اور اسپر سبز پرندے تھے بہتر سے بہتر طیر جو مینے دیکہے مینے کہا ای جبرئیل یہ طیر بہت ناعم ہین کہا
اے محمد جو کہانیوالا انکا ان سے بہی ناعم تر ہے پہر کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جانتا ہے کہ یہ کیا نہر ہے
کہا نہین کہا یہ کوثر ہے جو اللہ نے تجہکو دی ہے اس مین برتن تھے سونے چاندی کے وہ نہر رضراض یاقوت وزمرد
پر جاری تہی پانی اسکا سفید تر شیر سے مینے ایک آوند زرین اس سے اٹہا کر وہ پانی پیا وہ شہد سے زیادہ تر شیرین
تہا اور مسک سے زیادہ خوشبودار پہر مجہکو لیکر چلے ایک درخت تک پہونچے وہان ایک بادل نے مجہکو ڈہانپ
لیا اس مین ہر رنگ تہا جبرئیل نے مجہکو چہوڑ دیا مین اللہ عزوجل کے لیے سجدے مین گرا اللہ نے مجہسے کہا اے
محمد مینے جسدن آسمان وزمین پیدا کیے تجہپر اور تیری امت پر پچاس نمازین فرض کین اب تو اور تیری امت
انکے ساتہ قیام کر پہر وہ بادل مجہسے کہل گیا جبرئیل نے میرا ہاتہ پکڑا مین جلدی سے پہرا اور نزدیک ابراہیم
کے آیا انہون نے کچہ نہ کہا پہر موسے ع کے پاس آیا کہا اے محمد تم کیا کر آئے مینے کہا مجہپر اور میری امت پر پچاس
نمازین فرض ہوئی ہین کہا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَهَا اَنْتَ وَلَا اُمَّتُكَ یعنے نہ آپ اسپر طاقت رکہین گے نہ آپ کی امت
تو اپنے رب کے پاس جا اور تخفیف کا سوال کر مین جلد پہر کر پاس درخت کے پہنچا ایک ابر نے مجہکو ڈہانپ لیا جبرئیل نے
مجہے چہوڑ دیا مین سجدے مین گرا اور مینے کہا اے میرے رب تونے مجہپر اور میری امت پر پچاس نمازین فرض
کی ہین سو نہین کرسکون گا اور نہ میری امت تو ان کو سبک فرمادے فرمایا مینے دس نمازین تمسے موقوف کردین
پہر وہ بادل کہل گیا جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتہ پکڑا مین جلد پہر کر پاس ابراہیم ع کے آیا انہون نے کچہ مجہسے نہ
فرمایا جب موسی ع کے پہنچا کہا مَا صَنَعْتَ یَا مُحَمَّدُ تو نے کیا کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مینے کہا مجہے میرے رب نے دس

نمازیں تمام کریں اب چالیس نمازیں رہیں کہا کہ تجھ سے نہ ہو سکینگی تیری امت سے فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْئَلْہُ اَنْ یُّخَفِّفَ
عَنْکَ تو جا اپنے رب پاس اور اس سے تخفیف کا سوال کر پھر ذکر کی حدیث کو اسی طرح پانچ نمازوں تک اور یہ پانچ پچاس ہیں
موسیٰ نے پھر کہا کہ تم پھر واپس جاکر تخفیف چاہو میں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے پھر میں نیچے اترا اور جبریل سے
کہا یہ کیا بات ہے کہ میں جس آسمان والوں کے پاس آیا سب نے مجھے مرحبا کہا اور ہنسے سوا ایک مرد کے کہ جب میں نے اسپر
سلام کیا تو اسنے میری سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا لیکن مجھے دیکھکر نہیں ہنسا کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مالک
خازن جہنم ہے وہ جس دن سے پیدا ہوا ہے کبھی نہیں ہنسا اور اگر کسی کے لیے ہنستا تو تم کو دیکھ کر ہنستا پھر میں پھرنے
کو سوار ہوا بعض طرق کے درمیان گذر لگ گیا قافلۂ قریش پر جو طعام بار کیے ہوئے تھے ان میں ایک شتر پر دو غرارہ
تھے ایک سیاہ ایک سفید جب اس شتر کا سامنا ہوا تو وہ بدک کر چکر مار کر پڑا اور ٹوٹ گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وہاں سے چل دیے اور صبح ہوئی اور اس حال کی خبر مشرکوں نے سنا اور پاس ابوبکرؓ کے آئے اور کہا اے ابابکر بھی تم کو
اپنے صاحب کی بھی خبر ہے کہ وہ کیا خبر دیتا ہے کہتا ہے کہ وہ آج کی رات ایک مہینہ کے رستے پر جاکر اسی رات میں واپس
آیا ابوبکرؓ نے کہا اگر اسنے یہ بات کہی ہے تو وہ سچا ہے اور ہم تو تصدیق اسکی اس بات میں کرتے ہیں جو اس سے بھی دور تر
امر ہے ہم اسکی تصدیق خبر آسمان پر کرتے ہیں مشرکوں نے حضرت م سے کہا تم جو کہتے ہو اسکی علامت کیا ہے کہا
میرا گذر ایک قافلۂ قریش پر ہوا فلان فلان جگہ اس قافلے کے اونٹ ہم سے بھاگے اور چکر مارا ان میں ایک اونٹ
پر دو غرارے تھے ایک سیاہ ایک سفید وہ گر کر ٹوٹ گیا جب قافلہ آیا لوگوں نے انسے حال پوچھا انہوں نے اسی کے
مطابق خبر دی جو بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی تھی اسی جگہ سے ابوبکرؓ کا نام صدیق ہوا پھر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ ان لوگوں میں جو تمہارے ساتھ حاضر ہوئے موسیٰ و عیسیٰ بھی تھے کہا ہاں کہا
بھلا انکی صفت تو بیان کرو کہ کس شکل کے ہیں کہا اچھا موسیٰ ایک مرد گندم گون تھے جیسے مردان عمان کے اور
عیسیٰ ایک مرد میانہ قد سپید تھے بال جن پر سرخی چڑھی آتی تھی گویا اونکے بالوں سے موتیوں کے جھمکے پڑتے ہیں رواہ
ابن ابی حاتم وَھٰذَا سِیَاقٌ فِیْہِ غَرَائِبُ عَجِیْبَۃٌ طریق دیگر انس بن مالکؓ کہتے ہیں حدیث کی ہمکو
مالک بن صعصعہ نے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصہ شب اسرا کا لوگوں سے کہا اور فرمایا میں حطیم میں
تھا اور کبھی قتادہ راوی نے کہا حجر میں لیٹا تھا کہ اتنے میں ایک آنے والا آیا اور اپنے صاحب اوسط سے کہنے
لگا درمیان تین کے کہا وہ آیا اور اسنے یہاں سے یہاں تک پھاڑ دیا پھر ڈالا قتادہ کہتے ہیں میں نے جارود سے کہا
اور وہ میرے پہلو کے پاس تھے اس کا کیا مطلب کہا ثغرہ نحر سے تا زیر ناف اور میں نے انکو سنا کہتے تھے قصہ سے تا شعرہ

پہر پیٹ میں سے دل نکالا اور ایک طشت سونے کا ایمان و حکمت سے بہرا لاکر میرے دل کو دہویا پہر اسکو بہر کر برابر کر دیا پہر ایک
جانور لایا گیا خچر سے چہوٹا خر سے بڑا سفید رنگ جارود نے کہا یہ براق تہا اے ابا حمزہ کہا ہاں اسکا قدم نزدیک
انتہاء نظر کے پڑتا مجھکو اسپر سوار کیا اور جبرئیل لیکر چلے یہانتک کہ آسمان دنیا پر پہونچے دروازہ کہلوانا چاہا کہا گیا
یہ کون ہے کہا جبرئیل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کیا انکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہاں
کہا مَرْحَبًا بِهٖ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ پہر دروازہ کہولا جب میں پہنچا تو وہاں آدم علیہ السلام تہے کہا یہ تیرے باپ آدم ہیں
انپر سلام کر میںنے سلام کیا انہوں نے جواب سلام کا دیا پہر کہا مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ نیک بیٹے
اور نیک نبی کو مرحبا پہر دوسرے آسمان پر چڑہکر دروازہ کہلوانا چاہا کہا یہ کون ہے کہا جبرئیل کہا تیرے ہمراہ کون
ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ اور وہ انکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہاں کہا مَرْحَبًا بِهٖ وَنِعْمَ
الْمَجِيْءُ جَاءَ انکو مرحبا اور وہ اچہا آنا آیا پہر ہمارے لیے دروازہ کہول دیا جب ہم اندر پہنچے وہاں عیسے و یحیے علیہما السلام
تہے یہ دونوں بہائی خالہ زاد ہیں جبرئیل نے کہا یہ یحیے و عیسے علیہما السلام ہیں انپر سلام کرو میںنے سلام کیا انہوں نے
جواب دیا پہر کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ نیک بہائی اور نیک نبی کو مرحبا پہر تیسرے آسمان پر چڑہے
اور دروازہ کہلوانا چاہا کہا یہ کون ہے کہا جبرئیل ہیں کہا تمہارے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیں کہا کیا انکے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہاں کہا مَرْحَبًا بِهٖ وَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ اسکو مرحبا اور وہ اچہا آنا آیا پہر دروازہ
کہولا جب میں وہاں پہونچا تو یوسف علیہ السلام تہے کہا یہ یوسف ہیں انکو سلام کرو میںنے سلام کیا انہوں نے
سلام کا جواب دیا پہر کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ نیک بہائی اور نیک نبی کو مرحبا پہر چوتہے
آسمان پر چڑہے اور استفتاح کیا کہا یہ کون ہے کہا جبرئیل کہا ہمراہ تیرے کون ہے کہا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیں کہا اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ کیا انکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہاں کہا مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ اسکو مرحبا
اور وہ اچہا آنا آیا پہر ہمارے لیے دروازہ کہولا جب میں وہاں پہونچا دیکہا ادریس علیہ السلام ہیں کہا یہ ادریس
ہیں انکو سلام کرو میںنے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
پہر اوپر چڑہے یہانتک کہ پانچویں آسمان تک پہونچے اور دروازہ کہلوانا چاہا کہا کون ہے کہا جبرئیل کہا
تیرے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کیا انکے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہاں کہا مَرْحَبًا بِهٖ وَنِعْمَ
الْمَجِيْءُ جَاءَ اسکو مرحبا اور وہ اچہا آنا آیا پہر ہمارے لیے دروازہ کہولا جب ہم وہاں پہونچے تو ہارون علیہ السلام تہے
کہا یہ ہارون ہیں انپر سلام کرو میںنے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پہر کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ نیک

بہائی اور نیک نبی کو مرحبا پہر چہٹے آسمان پر چڑہے استفتاح کیا کہا کون ہے کہا جبرئیل کہا تیرے ہمراہ کون ہے
کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ کیا اُسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا مَرْحَبًا بِہٖ وَنِعْمَ
الْمَجِیْءُ جَاءَ اسکو مرحبا اور وہ اچہا آنا آیا اور دروازہ کہولدیا جب مین وہان پہونچا موسے علیہ السلام تہے کہا یہ موسیٰ
ہین انپر سلام کرو مینے سلام کیا انہون نے جواب دیا پہر کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ نیک بہائی اور نیک
نبی کو مرحبا جب مین انکو چہوڑکر آگے بڑہا وہ رونے لگے کہا گیا کیون روتے ہو کہا اسلیے روتا ہون کہ ایک لڑکا
بعد میرے مبعوث ہوا داخل ہوگی جنت مین اسکی امت زیادہ تر میری امت کے داخل ہونے سے پہر ساتوین آسمان
پر چڑہے اور دروازہ کہلوانا چاہا کہا یہ کون ہے کہا جبرئیل ہون کہا تیرے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم ہین کہا اَوَقَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ کیا اسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا مَرْحَبًا بِہٖ وَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ اور
دروازہ کہولدیا جب مین پہونچا ابراہیم تہے کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہین انکو سلام کرو مینے سلام کیا انہون نے جواب
دیا پہر کہا مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ پہر مین طرف سدرۃ المنتہی کے اوٹہایا گیا اوسکے بیر
جیسے گہڑے ہجر کے یعنے بہت بڑی بڑی اور اسکے پتے جیسے کان ہاتیون کے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے وہان
چار نہرین تہین دو باطن اور دو ظاہر مینے کہا ای جبرئیل یہ کیا ہین کہا دو نہرین باطن کی جنت مین ہین اور
دو ظاہر کی نیل و فرات ہین پہر میری طرف بیت المعمور مرفوع ہوا قتادہ کہتے ہین حدیث کی ہم کو حسن نے
ابوہریرہ سے رفعا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المعمور کو دیکہا اس مین ہر دن ستر ہزار فرشتے
داخل ہوتے ہین پہر اسمین پہر کر نہین آتے پہر قتادہ نے رجوع طرف حدیث انس کے کیا اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہا پہر لایا گیا پاس میرے ایک برتن شراب کا اور ایک برتن شیر کا اور ایک برتن شہد کا
مینے دودہ لیا جبرئیل نے مجہسے کہا یہ فطرت ہے اسپر تو اور تیری امت ہے پہر مجہہ پر پچاس نمازین فرض ہوئین ہر
دن مین مین وہان سے نیچے اترا اور پاس موسے کے آیا کہا تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا مینے کہا
پچاس نمازین ہر دن مین کہا تیری امت کو پچاس نماز کی استطاعت نہین ہوگی اور مینے آزمایا ہے لوگون کو تجہسے
پہلے اور سخت معالجہ کیا ہے بنی اسرائیل کا تو اپنے رب کے پاس پہر جاؤ اور تخفیف مانگو واسطے اپنی امت کے
مین پہر گیا مجہسے دس نمازین کم کر دین پہر پاس موسے کے آیا پوچہا اب تجہکو کیا حکم ہوا مینے کہا چالیس
نمازین ہر روز مین کہا اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ
قَبْلَکَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَۃِ تیری امت ہر روز چالیس نمازون کی طاقت نہین رکہتی

اور مینے لوگون کو آزمایا ہے تجھسے پہلے اور بنی اسرائیل کو خوب دیکھا بھالا ہے تو رجوع کر طرف اپنے رب کے اور تخفیف مانگ
اپنی امت کے لیے مین پہر گیا مجسے دس نمازین کم کردین پہر پاس موسیٰ علیہ السلام کے آیا کہا بِمَا اُمِرْتَ مینے کہا مجکو
تیس نماز کا حکم ہوا ہے کہا تیری امت تیس نمازین ہر دن نہین پڑہ سکتی اور مینے تجہسے پہلے لوگون کی آزمایش کی
ہے اور بنی اسرائیل کا اشد معالجہ کیا ہے فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِكَ تو جا اپنے رب
پاس اور تخفیف مانگ اپنی امت کے لیے مین پہر واپس گیا دس نمازین اور مجہسے کم کردین پہر پاس موسیٰ کے آیا کہا
تجھکو کیا حکم ملا مینے کہا بیس نماز کا ہر دن کہا اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِیْعُ لِعِشْرِیْنَ صَلٰوةً كُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ
قَدْ خَبَرْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ تیری امت بیس نمازون کی طاقت
نہین رکھتی ہر دن اور مینے پہلے تجھسے ہی لوگون کو آزمایا ہے اور لوگون کو خوب ٹٹولا ہے اپنے رب پاس پہر جاؤ
اور تخفیف مانگو اپنی امت کے لیے مین پہر گیا دس نمازین اور کم کین پہر پاس موسے علیہ السلام کے آیا کہا بما
اُمِرْتَ یعنے تجھکو کیا حکم ہوا مینے کہا دس نماز کا حکم ہر دن ہوا ہے کہا تیری امت ہر دن دس نمازین نہ پڑہ سکے گی
مینے لوگون کا امتحان قبل تجھسے کیا ہے اور بنی اسرائیل کا سخت معالجہ کیا تو اپنے رب کے پاس جا اور سوال تخفیف کا کر
اپنی امت کے لیے مین پہر گیا مجھکو پانچ نماز کا حکم ہر دن ہوا مین پہر کر پاس موسیٰ علیہ السلام کے آیا کہا تجھکو کیا حکم
ہوا مینے کہا پانچ نماز کا ہر دن کہا اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِیْعُ لِخَمْسِ صَلَوٰتٍ كُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ خَبَرْتُ
النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِیْفَ
لِاُمَّتِكَ تیری امت پانچ نمازون کی بہی ہر دن طاقت نہین رکھتی اور مینے لوگون کو تیرے پہلے آزمایا ہے اور مینے
انکو خوب ٹٹولا ہے تو جا اپنے رب پاس اور اس سے تخفیف کا اپنی امت کے لیے سوال کر مینے کہا قَدْ سَاَلْتُ
رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْیَیْتُ یعنے مینے اپنے رب سے سوال کیا تا کہ مین شرمسار ہوا ولکن مین اب راضی ہون اور تسلیم
کرتا ہون پہر مین نافذ ہوا ایک منادی نے مجھکو ندا کی قَدْ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ یعنے
اپنا حکم جاری کر دیا اور اپنے بندون سے تخفیف کی رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ
قَتَادَةَ بِنَحْوِهٖ رِوَایَةُ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ لفظ حدیث کا یہ ہے کہ انس بن مالک نے کہا ابوذر رضہ حدیث
کرتے تہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہول دی گئی چہت میرے گہر کی اور مین مکہ مین تہا جبرئیل ع
اترے اور میرا سینہ کشادہ کیا پہر اسکو آب زمزم سے دہویا پہر ایک طشت سونیکا مملو حکمت و ایمان سے لائے
اور وہ میرے سینہ مین گرا دیا پہر سینے کو جوڑ دیا پہر میرا ہاتہ پکڑکر آسمان دنیا پر چڑہے جب مین آسمان پر آیا

جبرئیلؑ نے خازن سما سے کہا کہول اُسنے کہا یہ کون ہے کہا جبرئیلؑ ہون کہا کیا ہمراہ تیرے کوئی اور ہے مین نے
کہا ہان میرے ہمراہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا کیا پاس انکے بہیجا گیا تہا کہا ہان جب دروازہ کہلا ہم آسمان
دنیا پر چڑہے وہان ایک مرد بیٹہا تہا اُسکے داہنیطرف کچہ اسودہ تہین اور بائین طرف کچہ اسودہ جب جانب
یمین دیکہتا ہنستا اور جب جانب شمال نظر کرتا روتا کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ نیک نبی
اور نیک بیٹے کو مرحبا مینے جبرئیلؑ سے کہا یہ کون ہین کہا آدمؑ ہین اور یہ اسودہ یمین وشمال اونکی اولاد کے
ہین یمین والے اہل جنت ہین اور اسودہ شمال اہل نار جب نظر داہنیطرف کرتے ہین تو ہنستے ہین
اور جب شمال کیطرف نگاہ کرتے ہین تو روتے ہین پہر مجہکو لیکر دوسرے آسمان پر چڑہے خازن آسمان سے
کہا دروازہ کہول خازن نے اسی طرح کہا جسطرح پہلے خازن نے کہا تہا پہر دروازہ کہولدیا انسؓ نے ذکر کیا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانون مین آدم وادریس وموسی وعیسے وابراہیم صلوات اللہ علیہم کو پایا
اور یہ بات ثابت نہین کی کہ اونکے منازل کسطرح پر تہے ہان یہ ذکر کیا کہ آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا پر پایا اور
ابراہیم علیہ السلام کو آسمان ششم پر انسؓ کہتے ہین جب جبرئیل علیہ السلام حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر ادریسؑ
پر گذرے کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ نبی نیک اور نیک بہائی کو مرحبا مینے کہا یہ کون ہین کہا
ادریسؑ ہین پہر گذر میرا موسی علیہ السلام پر ہوا کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ نیک نبی اور نیک
بہائی کو مرحبا مینے کہا یہ کون ہین کہا یہ موسےؑ ہین پہر مین عیسےؑ پر گذرا کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ
الصَّالِحِ نیک بہائی اور نیک نبی کو مرحبا مینے کہا یہ کون ہین کہا عیسےؑ ہین پہر ابراہیم علیہ السلام پر گذر ہوا
کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ نیک نبی اور نیک بیٹے کو مرحبا مینے کہا یہ کون ہین کہا
ابراہیمؑ ہین زہری نے کہا مجہے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباسؓ وابو حبہ انصاریؓ یہ دونو کہتے تہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر مجہے اوپر لیگئے یہانتک کہ مین ایک برابر جگہہ مین پہنچا جہان آواز
قلمون کی سنتا تہا ابن حزم وانسؓ بن مالک نے کہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میری امت
پر پچاس نمازین فرض کین مین وہان سے واپس پہرا یہانتک کہ موسیؑ پر گذرا مجہسے کہا کیا فرض کیا اللہ نے
تیری امت پر مینے کہا پچاس نمازین فرض کین موسےؑ نے کہا پہر جا طرف اپنے رب کے تیری امت اسکی
طاقت نہین رکہتی ہے مینے مراجعت کی نصف نماز کم کردی مین پہر پاس موسےؑ کے آیا اور کہا نصف
کم ہوگئین کہا پہر جا پاس اپنے رب کے تیری امت کو اسکی طاقت نہوگی مین پہر گیا نصف نماز کم کی

میں پاس موسیٰ علیہ السلام کے آیا کہا اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِکَ جا اپنے رب پاس پھر
تیری امت اسکی طاقت نہیں رکھتی ہے میں پھر گیا فرمایا هِیَ خَمْسٌ وَّهِیَ خَمْسُوْنَ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وہ
پانچ نمازیں ہیں اور ثواب پچاس نماز کا نہیں بدلتی بات میرے پاس میں پھر پاس موسیٰ علیہ السلام کے آیا اور کہا
تم پھر پاس اپنے رب کے جاؤ کہا مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے پھر مجھکو جبرئیل لیکر چلے اور سدرۃ المنتہیٰ
پہونچے اسکو طرح طرح کے رنگ ڈھانپے ہوئے تھے میں نہیں جانتا کہ وہ الوان کیا تھے پھر میں جنت میں داخل
کیا گیا وہاں گنبد تھے موتیوں کے اسکی مٹی مشک تھی هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ فِیْ کِتَابِ الصَّلٰوۃِ وَرَوَاہُ
فِیْ ذِکْرِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَفِی الْحَجِّ وَفِیْ اَحَادِیْثِ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ طَرِیْقٍ اٰخَرَ عَنْ یُوْنُسَ بِہٖ وَرَوَاہُ
مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ فِیْ کِتَابِ الْاِیْمَانِ مِنْہُ عَنْ یُوْنُسَ بِہٖ نَحْوَہٗ یہ بخاری کے لفظ ہیں کتاب الصلوٰۃ
میں اور اسکو بنی اسرائیل کے ذکر اور حج اور احادیث الانبیا میں بھی دوسرے طریق سے یونس سے روایت کیا ہے اور مسلم
نے اسکو اپنے صحیح کی کتاب الایمان میں اس سے یونس سے اسی کی مثل نکالا امام احمد نے عبداللہ بن شقیق سے
روایت کیا ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے کہا اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو انسے سوال کرتا کہا تو
کیا سوال کرتا کہا میں یہ پوچھتا کہ آپنے اپنے رب کو دیکھا ابوذرؓ نے کہا میں نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے پوچھی تھی فرمایا قَدْ رَاَیْتُہٗ نُوْرًا اَنّٰی اَرَاہُ روایت امام احمد میں اسی طرح آیا ہے صحیح مسلم کا
لفظ ابوذرؓ سے یوں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا هَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ کیا آپ
نے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ محمد بن بشار کا لفظ ابوذر سے یہ ہے سَاَلْتُہٗ فَقَالَ رَاَیْتُ
نُوْرًا میں نے پوچھا تو آپنے فرمایا میں نے نور دیکھا امام احمد نے انس بن مالکؓ سے روایت کیا ہے کہ ابی بن کعب
کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کشادہ ہوگئی اور میں مکے میں تھا جبرئیل
علیہ السلام آئے اور میرا سینہ شگاف کیا پھر اسکو آب زمزم سے دھویا پھر ایک طشت سونے کا حکمت و ایمان سے
مملو لاکر میرے سینے میں خالی کیا پھر سینے کو جوڑ دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لیگئے جب آسمان دنیا پر آئے ایک
مرد تھا اوسکے داہنی طرف اسودہ تھے اور بائیں طرف اسودہ وہ جب طرف یمین کے نظر کرتا مسکراتا اور
جب طرف یسار کے نظر کرتا روتا اوسنے کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ نیک نبی اور نیک بیٹے
کو مرحبا میں نے جبرئیل سے کہا یہ کون ہیں کہا آدم ہیں اور یہ اسودہ جو یمین و شمال انکے ہیں انکی اولاد کی
روحیں ہیں یمین والے اہل جنت ہیں اور شمال والے اہل نار ہیں جب داہنی طرف دیکھتے ہیں ہنستے ہیں اور جب بائیں

طرف دیکھتے ہین روتے ہین پہر اسکو جبرئیل دوسرے آسمان پر چڑہا لے گئے اور خازن سے کہا دروازہ کہول اسنے وہی
کہا جو خازن آسمان دنیا نے کہا تہا پہر دروازہ کہولدیا انس نے ذکر کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانون مین
آدم وادریس وموسے وابراہیم علیہم السلام کو پایا اور مجہکو تحقیق طور پر نہ بتلایا کہ انکے منازل کس طرح پر ہین بجز اسکے کہ ذکر
کیا کہ آدم کو آسمان دنیا پر پایا اور ابراہیم علیہ السلام کو چہٹے آسمان مین جب جبرئیل وحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ادریس علیہ السلام پر ہوا کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ نیک نبی اور نیک بہائی کو مرحبا مینے کہا یہ
کون ہین اسے جبرئیل کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین پہر پر گذر موسے علیہ السلام کا ہوا کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَ
الْأَخِ الصَّالِحِ نیک نبی اور نیک بہائی کو مرحبا مینے کہا یہ کون ہین کہا یہ موسی علیہ السلام ہین پہر مین عیسے علیہ السلام
پر گذرا کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ نیک نبی اور نیک بہائی کو مرحبا مینے کہا یہ کون ہین کہا عیسے
بن مریم علیہما السلام ہین پہر ابراہیم علیہ السلام پر گذرا کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ مینے کہا
یہ کون ہین کہا ابراہیم علیہ السلام ہین ابن شہاب کہتے ہین مجہے خبر دی ابن حزم نے کہ ابن عباس و ابو حبہ انصاری
کہتے تہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ صَرِيفَ
الْأَقْلَامِ ابن حزم وانس بن مالک نے کہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرض کین اللہ نے میری امت پر پچاس
نمازین مین یہ حکم لیکر پہرا پہر گذر موسے علیہ السلام پر ہوا موسی نے کہا مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ اللہ تعالیٰ
نے تیری امت پر کیا فرض کیا مینے کہا اونپر پچاس نمازین فرض کی ہین موسے علیہ السلام نے مجہسے کہا فَارْجِعْ
إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَٰلِكَ یعنے تو جا اپنے رب پاس تیری امت کو اسکی طاقت نہین ہے
مینے اپنے رب سے مراجعت کی نصف نماز کم کردی مین پاس موسی کے گیا اور یہ خبر کی کہا پہر جاؤ پاس اپنے رب کے
تمہاری امت کو اسکی طاقت نہین ہے مین پہر گیا فرمایا یہ پانچ ہین اور یہی پچاس ہین میرے پاس بات نہین
بدلتی مین پہر کر پاس موسے کے آیا کہا پہر اپنے رب کے پاس جاؤ مینے کہا مجہے اپنے رب سے شرم آتی ہے پہر
جبرئیل مجہکو لیکے چلے مین سدرۃ المنتہی تک آیا اسکو الوان ڈہانپے ہوئے تہے مین نہین جانتا کہ وہ کیا تہے پہر
مین جنت مین داخل ہوا اوران گنبد تہے موتی کے اسکی مٹی مشک تہی هَكَذَا رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ
فِي مُسْنَدِ أَبِيهِ وَلَيْسَ هُوَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ
أَنَسٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مِثْلُ هَذَا السِّيَاقِ سَوَاءً وَاللَّهُ أَعْلَمُ یعنے اسکو ایسا ہی عبداللہ بن احمد نے اپنے
باپ کے مسند مین روایت کیا ہے اور صحاح ستہ مین یہ مذکور نہین ہے ہان صحیحین مین انس سے انہون نے ابوذر

سے دیکھی مثل سابق گذر چکا ہے بریدہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھکو لے
گئے اس رات جبرئیل نے صخرہ بیت المقدس پر اپنی انگلی رکھی اسمین سوراخ ہو گیا اُس سے براق کو باندھا رَوَاہُ
الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرٍ الْبَزَّارُ وَقَالَ لَا نَعْلَمُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا عَنْ بُرَيْدَةَ وَقَدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
فِي التَّفْسِيْرِ مِنْ جَامِعِهٖ وَقَالَ غَرِيْبٌ یعنے اسکو حافظ ابو بکر بزار نے روایت کیا اور کہا ہم اس حدیث کو نہین
جانتے مگر بریدہ سے اور اسکو ترمذی نے اپنی جامع کی کتاب التفسیر مین روایت کیا اور کہا غریب ہے جابر بن عبداللہ کہتے
ہین سنا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تھے جب قریش نے مجھکو جھٹلایا جبکہ مجھے راتون رات بیت
المقدس لیگئے مین حجر مین کھڑا ہوا اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کر دیا مین انکو خبر دینے لگا اور مین طرف
بیت المقدس کے نظر کرتا تھا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ طَرِيْقِ الزُّهْرِيِّ یعنے اسکو امام احمد نے
روایت کیا اور صحیحین مین بھی یہ حدیث زہری کے طریق سے مروی ہے سعید بن المسیب کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم جب بیت المقدس کو پہونچے وہان ابراہیم وموسیٰ وعیسے علیہم السلام کو دیکھا اور دو پیالے آپ کے پاس لائے
گئے ایک ساغر شراب اور دوسرا ساغر شیر آپنے دونو کی طرف نظر کی پھر قدح لبن لیا جبرئیل نے کہا اَصَبْتَ هُدِيْتَ
الْفِطْرَةَ آپنے درست کیا اور آپ فطرت کی راہ دیے گئے اگر تم پیالہ شراب کا لیتا تو تیری امت بہک جاتی پھر رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے کو پھر آئے اور خبر دی کہ مجھے رات کو لے گئے تھے بہت سے لوگ فتنے مین پڑ گئے جنہون نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی ابن شہاب نے کہا ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہتے تھے کہ کچھ لوگون نے
قریش مین سے تیاری کی اور چلا اسطرح کا کہا طرف ابو بکر رضہ کے اور جا کر کہا هَلْ لَكَ فِيْ صَاحِبِكَ يَزْعُمُ اَنَّهٗ
جَاءَ اِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى مَكَّةَ فِيْ لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ یعنے تیرا اپنے یار کے حق مین کیا خیال
ہے وہ تو کہتا ہے کہ مین بیت المقدس مین گیا اور وہان سے ایک رات مین واپس آیا ابو بکر نے کہا اَوَقَالَ ذٰلِكَ
کیا انہون نے یہ بات کہی ہے کہا ہان کہا فَاَنَا اَشْهَدُ لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ مین گواہی دیتا ہون
کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو آپ نے سچ فرمایا ہے کہا کیا تو اسکی تصدیق کرتا ہے کہ وہ ایک
رات مین شام کو گیا اور پھر مکے مین پھر آگیا قبل صبح کے کہا نَعَمْ اَنَا اُصَدِّقُهٗ بِاَبْعَدَ مِنْ ذٰلِكَ اُصَدِّقُهٗ
بِخَبَرِ السَّمَاءِ یعنے ہان مین انکی اس سے بھی بعید بات مین تصدیق کرتا ہون مین انکی سماوی خبر مین تصدیق
کرتا ہون ابو سلمہ کہتے ہین فَبِهَا سُمِّيَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقَ یعنے اسی جگہ سے ابو بکر کا نام صدیق ہوا ابو سلمہ
نے کہا مینے جابر بن عبداللہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تھے لَمَّا

لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ
فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ و زر بن حبیش کہتے ہین
مین پاس حذیفہ بن الیمان کے آیا اور وہ اسرا کا ذکر کرتے تہے اور کہتے تہے ہم چلے یہانتک کہ بیت المقدس پہنچے
پس وہ دونو اس جگہ داخل ہوئے کہتے ہین مینے کہا بلکہ حضرت ص وہان داخل ہوئے اس شب اور نماز پڑہی کہا ای صلع
تیرا کیا نام ہے کہ مین تیری صورت پہچانتا ہون لیکن یہی نہین جانتا کہ تیرا نام کیا ہے مینے کہا زر بن حبیش ہون
کہا تونے کسطرح جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہان نماز پڑہی اس رات مینے کہا قرآن مجھکو اس بات کی
خبر دیتا ہے کہا جسنے کلام کیا ساتھ قرآن کے وہ رستگار ہوا پڑہ مینے کہا سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ
لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى پاک ذات ہے جو لیگیا بندے اپنےکو رات ہی رات ادب والی مسجد
پرلی مسجد تک کہا اے صلع کہا تو اس مین یہ بات پاتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہان نماز پڑہی مینے
کہا نہین کہا واللہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات وہان نماز نہین پڑہی اور اگر پڑہتے تو تمپر وہان کا
نماز پڑہنا فرض ہوجاتا جسطرح کہ تمپر نماز پڑہنا بیت عتیق مین لکہا گیا ہے وَاللّٰهِ مَا زَايَلَا الْبُرَاقَ حَتّٰى
فُتِحَتْ لَهُمَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَرَأَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَوَعْدَ الْآخِرَةِ أَجْمَعَ ثُمَّ عَادَا عَوْدَهُمَا عَلَى
بَدْئِهِمَا اللہ کی قسم وہ تو دونو براق سے جدا نہین ہوئے یہانتک کہ انکے لیے آسمان کے دروازے کہولے گئے
پہر انہون نے بہشت اور دوزخ اور آخرت کے سب وعدے دیکہے پہر انکا واپس آنا بیان کیا پہر ہنسے یہانتک کہ مینے انکے
دانت دیکہے کہا کہتے ہین کہ براق کو باندہ دیا تہا کہ کہین بہاگ نہ جائے حالانکہ مسخر نہین کیا تہا اسکو مگر عالم
غیب و شہادت نے مینے کہا اے عبداللہ براق کیسا دابہ ہے کہا ایک سفید جانور ہے دراز اسکا قدم
مد بصر پر پڑتا ہے رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَالنَّسَائِيُّ
اصح قول حذیفہ کا ہے اور جسکو غیر حذیفہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت کیا ہے کہ دابہ کو حلقہ
سے مربوط کیا اور بیت المقدس مین نماز پڑہی اور وہ جو گذر چکا اور جو آوے گا مقدم ہے اگر قول پر واللہ
اعلم بالصواب ابو سعید خدری کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے حضرت ص سے کہا ای رسول
خدا ہمکو شب اسرا کی خبر دو جس مین آپ کو لے گئے تہے فرمایا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ
بِعَبْدِهِ لَيْلًا الآية اللہ عزوجل فرماتا ہے پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو رات ہی رات خبر یہہ
ہے کہ مین سوتا تہا وقت عشا کے مسجد حرام مین کہ اتنے مین ایک آنیوالا آیا اور اسنے مجھکو جگایا

ع یعنی حضرت سے پوچھا
ع یعنی حذیفہ نے پوچھا

مین ہلکا تہا اور کوئی چیز نہ دیکہی مگر ناگہان ایک ہیئت خیال نظر آئی مینے اسکی پیچہا ہی نگاہ لگائی یہانتک کہ
مسجد سے باہر نکلا پہر یکایک ایک دابہ دیکہا قریب مانند تمہاری دواب کے جو کہ خچر ہین وہ مضطرب الاذنین تہا
اوسکو براق کہتے مین مجہسے پہلے انبیا اسی پر سوار ہوتے تہے اوسکا سم نزدیک اوسکی منتہی نظر کے پڑتا ہے مین اوسپر سوار ہوا اور
چلا کہ اتنے مین ایک پکارنیوالے نے میری داہنے طرف سے مجہکو پکارا کہ اے محمد مجہے مہلت دو کہ مین کچہ تم سے
پوچہون یا محمد انظرنی اسألك یا محمد انظرنی اسألك مینے کچہ جواب نہ دیا اور نہ مین کہڑا ہوا اسی بیچ مین
کہ مین چلا جاتا تہا ایک پکارنے والے نے میرے بائین سے پکارا یا محمد انظرنی اسألك اے محمد مجہے مہلت دو
کہ مین تم سے کچہ پوچہون مینے نہ جواب دیا اور نہ مین ٹہرا مین رواں تہا کہ اتنے مین ایک عورت ملی دونو بازو ننگے
اور اوپر ہر طرح کی زینت جو اللہ نے پیدا کی ہے اوسنے کہا یا محمد انظرنی اسألك اے محمد مجہے مہلت دو کہ مین
تمسے پوچہون مینے کچہ التفات طرف اسکی نہ کیا اور نہ اوسپر ٹہیرا یہانتک کہ بیت المقدس آیا مینے اپنے دابے کو
اس حلقہ سے مضبوط باندہا جس سے انبیا باندہتے تہے جبرئیل میرے پاس دو برتن لائی ایک شراب کا دوسرا شیر کا مینے
دودہ پیا اور شراب سے انکار کیا جبرئیل نے کہا تم نے فطرت پالی مینے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر جبرئیل نے کہا تو نے اپنی اس
وجہ مین کیا دیکہا مینے کہا مین چلا جاتا تہا کہ اتنے مین ایک پکارنیوالے نے میری جانب راست سے پکارا کہ یا محمد انظرنی
اسألك یعنے مجہے مہلت دو کہ مین کچہ تم سے پوچہون مینے کچہ جواب اسکو نہ دیا اور نہ اوسپر ٹہیرا کہا یہ داعی الیہود تہا
اگر تو کچہ جواب دیتا یا اوسپر ٹہیرتا تو تیری امت یہود ہو جاتی پہر کہا کہ مین چلا جاتا تہا کہ ایک پکارنے والے نے بائین
سے مجہکو پکارا کہ یا محمد انظرنی اسألك اے محمد مجہے کچہ مہلت دو کہ مین تمسے کچہ پوچہون مینے کچہ التفات
طرف اسکی نہ کی اور نہ ٹہیرا کہا یہ داعی نصاری تہا اگر تو اسکو جواب دیتا تو تیری امت نصرانی ہو جاتی کہا پہر مین جا رہا تہا
اتنے مین ایک عورت دونو بازو کہولے ہوئے ملی اوسپر ہر زینت تہی جو اللہ نے پیدا کی وہ کہنے لگی یا محمد انظرنی
اسألك اے محمد مجہے مہلت دو کہ مین تم سے کچہ پوچہون مینے کچہ جواب اسکو نہ دیا اور نہ کہڑا ہوا کہا یہ دنیا تہی اگر تو اسکو
جواب دیتا یا اوسپر ٹہہرتا تو تیری امت دنیا کو آخرت پر اختیار کر لیتی فرمایا پہر مین اور جبرئیل دونو بیت المقدس مین
داخل ہوئے ہر ایک نے ہم مین سے دو رکعت نماز پڑہی پہر میرے پاس وہ معراج یعنے سیڑہی لائی گئی جسپر ارواح
بنی آدم کا عروج ہوتا ہے خلائق نے بہتر اس معراج سے نہین دیکہا کیا تو نے نہین دیکہا کہ جب مردہ کی بصر شق
ہوتی ہے تو وہ طرف آسمان کی لگ جاتی ہے نگاہ کا باعث طرف آسمان کے معلوم ہونا سبب اسکی محبت کے معراج
سے ہوتا ہے فرمایا پہر مین اور جبرئیل دونو چڑہے مجہکو ایک فرشتہ ملا جسکو اسمٰعیل کہتے تہے وہ صاحب آسمان

دیتا تھا اسکے سامنے ستر ہزار فرشتے تھے ہمراہ ہر فرشتے کے اسکا لشکر ایک لاکھ فرشتوں کا تھا کہا اللہ تعالے نے
فرمایا ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کا لشکر مگر وہی آپ جبرئیل ؑ نے
آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہیں کہا گیا اَوَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ کیا انکی طرف بھیجا گیا تھا کہا ہاں پکارا گیا آدم علیہ السلام سے اسی ہیئت
پر جس دن کہ اللہ عزوجل نے انکو انکی صورت پر پیدا کیا تھا انپر ارواح انکی ذریات مانند انکی عرض کیجاتی تھیں وہ
کہتے تھے یہ روح طیب ونفس طیب ہے اسکو لیجا کر علیین میں رکھو پھر ارواح ذریت فجار کے عرض کیجاتیں وہ
کہتے یہ روح خبیث ونفس خبیث ہے اسکو سجین میں رکھو وہاں سے ذرا سا چلا کر راستے میں کچھ خوان ملے اونپر
گوشت کرایا ہے کہ کوئی بھی پاس نہ جاتا پھر دوسرے خوان ملے جنپر گوشت بودار و بدبو تھا اسکے پاس کچھ لوگ
تھے جو اس میں سے کہاتے تھے میں نے کہا ای جبرئیل ؑ یہ کون لوگ ہیں کہا یہ تیری امت کے وہ لوگ ہیں جو حرام لیتے ہیں
اور حلال کو چھوڑتے ہیں فرمایا پھر میں ذرا سا اور چلا کچھ اقوام دیکھے جنکے مشافر مانند اونٹ کے مشافر ونکے
منہ پہاڑ کر ان میں پس گوشت کا لقمہ دیا جاتا تھا وہ انکے اسافل سے باہر نکلتا تھا اونکا چیخنا اور فریاد کرنا طرف اللہ عزوجل
کے سنا اور جبرئیل ؑ سے کہا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ تیری امت کے وہ لوگ ہیں جو مال یتیموں کا ظلم سے کہاتے ہیں اِنَّمَا
یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا وہ ہی کہاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ اور اب پہنچینگے
آگ میں فرمایا پھر میں وہاں سے کچھ چلا کہ دیکھے عورتیں لٹکی ہیں جو چھاتی کے بل لٹک رہی تھیں میں نے انکی فریاد طرف
اللہ عزوجل کے سنی اور جبرئیل ؑ سے کہا یہ کون عورتیں ہیں کہا تیری امت کے زناکار ہیں پھر ذرا سا چلا کہ کچھ اقوام ملے جنکے
پیٹ مثل گھروں کے تھے ان میں جب کوئی کھڑا ہوتا گر پڑتا اور کہتا اے اللہ تو قیامت قائم نکر فرمایا وہ سابلہ آل فرعون
پر تھے سابلہ آتا اور انکو روندتا میں نے انکو سنا وہ طرف اللہ کے فریاد کرتے ہیں میں نے کہا اے جبرئیل ؑ یہ کون ہیں کہا یہ
تیری امت کے وہ لوگ ہیں جو سود کہاتے ہیں لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ
الْمَسِّ نہ اٹھینگے قیامت کو مگر جسطرح اوٹھتا ہے جسکے حواس کھودیے جن نے لپٹ کر پھر ذرا سا آگے چلا کچھ
قوم دیکھیں کہ انکے پہلوؤں سے گوشت کاٹکر انکو لقمہ دیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اسکو کہا جسطرح کہ تو
گوشت اپنے بھائی کا کہاتا تھا میں نے کہا ای جبرئیل ؑ یہ کون ہیں کہا یہ ہمازین لمازین ہیں تیری امت کے پھر ہم دوسرے
آسمان پر چڑہے ایک مرد تھا بہترین مخلوق خدائے عزوجل وہ لوگوں پر حسن میں بڑہا ہوا تھا جیسے چاند لیلۃ البدر
کا سب تاروں پر میں نے کہا اے جبرئیل ؑ یہ کون ہے کہا یہ تیرا بھائی یوسف ہے اور انکے ہمراہ کچھ نفر اونکی

قوم کے تھے مینے انپر سلام کیا اونہون نے مجھکو سلام کا جواب دیا پہر تیسرے آسمان پر
چڑہا اور دروازہ کہلوایا گیا تب مینے وہان ان کے ہمراہ کچہہ نفر اونکی قوم کے تہے مینے انپر سلام کیا انہون نے مجھکو
جواب دیا پہر مین چوتہے آسمان پر چڑہا وہان ادریس ملے و رفعه الله مکانا علیا اسکو اللہ نے اٹہا لیا ایک
اونچے مکان پر مینے انپر سلام کیا انہون نے مجھکو جواب دیا پہر مین پانچوین آسمان پر چڑہا وہان ہارون ملے تہے انکی
نصف ڈاڑہی سفید اور نصف سیاہ تہی لگتا تہا کہ انکی ڈاڑہی ناف پر جا لگے بسبب طول کے مینے کہا اے جبرئیل یہ کون
ہین کہا یہ اپنی قوم کے دوست ہارون بن عمران ہین اور انکے ساتہہ کچہہ نفر انکی قوم کے تہے مینے انپر سلام کیا انہون
نے جواب دیا پہر مین چہٹے آسمان پر چڑہا وہان موسیٰ بن عمران ملے ایک مرد گندم رنگ کثیر الشعر اگر انپر دو قمیص ہوتے تب
بہی بال انکی قمیص مین گہس جاتے وہ کہنے لگے لوگ زعم کرتے ہین کہ مین اکرم علی اللہ ہون اس سے بلکہ یہ اکرم علی اللہ ہے
مجہسے مینے جبرئیل سے کہا یہ کون ہین کہا یہ تیرا بہائی ہے موسیٰ بن عمران ہے اور انکے ساتہہ کچہہ نفر انکی قوم کے تہے مینے
انپر سلام کیا اونہون نے جواب دیا پہر مین ساتوین آسمان پر چڑہا وہان میرے باپ ابراہیم خلیل الرحمن تہے تکیہ لگائی
ہوئی اپنی پشت کا بیت المعمور سے بہت بہتر مرد مینے کہا اے جبرئیل یہ کون ہین کہا یہ تمہارے باپ ابراہیم خلیل الرحمن
ہین اور انکے ہمراہ کچہہ نفر انکی قوم کے تہے مینے انپر سلام کیا انہون نے جواب دیا اتنے مین مینے اپنی امت کو
دیکہا دو شطر ایک شطر پر سفید کپڑے گویا وہ قرطاس ہین دوسرے شطر پر سیاہ کپڑے پہر مین بیت المعمور مین داخل
ہوا اور میرے ہمراہ وہ لوگ داخل ہوئے جنپر سفید کپڑے تہے اور دوسرے لوگ جنپر سیاہ کپڑے تہے وہ محجوب رہے اور
وہ بہی خیر پر تہے پہر مینے اور جو میرے ہمراہ تہے اونہون نے بیت المعمور مین نماز پڑہی پہر مین اور وہ لوگ باہر
آئے فرمایا بیت معمور مین ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑہتے ہین اور قیامت کے دن تک پہر اسطرف عود نہین
کرتے پہر مین طرف سدرۃ المنتہیٰ کے اٹہا لیا گیا اوسکا ہر پتا قریب تہا کہ اس امت کو چہپا لے اس مین ایک چشمہ
جاری تہا جسکو سلسبیل کہتے ہین اس سے دو نہرین پہٹ کر نکلی ہین ایک کوثر دوم نہر رحمت مین اوس مین
نہایا میرے اگلے پچہلے گناہ بخش دیے گئے پہر مین طرف جنت کے مرفوع ہوا میرے سامنے ایک جاریہ آئی مینے کہا
اے جاریہ تو کس کے لیے ہے کہا زید بن حارثہ کے لیے وہان نہرین تہین پانی کی جو بسا نہ تہا اور نہرین تہین دودہ
کی جسکا مزہ نہین بدلا اور نہرین تہین شراب کی لذت دار واسطے پینے والون کے اور نہرین تہین شہد مصفا کی اور
کے انار جیسے بڑا ڈول اور پرندے جیسے شتر بختی یہ ذکر کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ
اَعَدَّ لِعِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ اللہ تعالیٰ نے

نیک بندون کے واسطے وہ انعام تیار کیے ہین جنکو آنکھون نے نہین دیکھا اور کانون نے نہین سنا اور کسی بشر کے
دل پر انکا خیال نہین آیا پھر کہا پیش کی گئی مجھپر دوزخ اسمین اللہ کا غضب و زجر و نقمت تہا اس مین اگر پتھر اور لوہا ڈالا
جائے تو وہ آگ کو کہا جائے وہ پھر بند کردیے گئے پھر مین طرف سدرۃ المنتہی کے مرفوع ہوا اوسنے مجھکو ڈھانپ
لیا درمیان میرے اور درمیان اسکے برابر دو کمان کے یا اس سے بھی کم فاصلہ تہا فرمایا اسکے ہر پتے پر ایک فرشتہ
نازل تہا فرمایا اور فرض ہوئین مجھپر پچاس نمازین اور کہا کہ تجھکو ہر نیکی دس گنی ہے جب تونے ارادہ کیا نیکی کا اور وہ
نیکی نہ کی تو ایک نیکی واسطے تیرے لکھی گئی اور جب تونے وہ نیکی کی تو دس نیکیان لکھی گئین اور جب تونے ارادہ بدی کا
کیا اور وہ بدی نہ کی تو وہ تجھپر نہ لکھی گئی اور اگر وہ بدی کی تو تجھپر ایک بدی لکھی گئی پھر مین پاس موسیٰ عم کے آیا کہا فَمَا اَمَرَكَ
رَبُّكَ تجھکو تیرے رب نے کیا حکم کیا مینے کہا پچاس نمازین کہا پھر جا پاس اپنے رب کے اور تخفیف مانگ اپنی امت کے لیے
تیری امت اسکی طاقت نہین رکھتی ہے اور کب انکا نہ کرے گی مین پاس رب کے گیا مین نے کہا اے رب میری امت سے
تخفیف کر وہ ضعیف ترین امم سے ہے مجھسے دس نمازین کم کین اور چالیس رہ گئین مین ہمیشہ درمیان موسیٰ اور اپنے رب کے
آتا جاتا تہا جب مین پاس رب کے آتا مجھسے مثل اسی کے کہتے یہانتک کہ جب پھر انکے پاس آیا مجھسے کہا بِمَا اُمِرْتَ
تو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے مینے کہا مجھکو دس نمازون کا حکم ہوا ہے کہا جا پاس رب اپنے کے اور سوال تخفیف کا کر واسطے
اپنی امت کے مین پاس اپنے رب کے گیا اور مینے کہا اے رب تخفیف کر میری امت سے کہ وہ ضعیف امم ہے مجھسے پانچ نمازین
کم کین اور پانچ رکہین سو وقت ایک فرشتے نے مجھے پکارا اور کہا تَمَّتْ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي وَاَعْطَيْتُهُمْ
بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا میرا حکم پورا ہوگیا اور مینے اپنے بندون سے تخفیف کی اور مینے انکو ہر نیکی کے بدلے دس گنا دیا
پھر مین پاس موسیٰ کے آیا مجھسے پوچھا تمکو کیا ملا مینے کہا پانچ نمازون کا کہا اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيفَ
فَاِنَّهٗ لَا يَئُودُهٗ شَيْءٌ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيفَ لِاُمَّتِكَ اپنے رب پاس جا کر تخفیف کا سوال کر اسکو تو کوئی چیز نہین
تھکاتی پھر اس سے اپنی امت کے واسطے تخفیف مانگ مینے کہا رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّي حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مین لوٹ کر بار بار
اسقدر آیا گیا کہ مین شرمندہ ہوگیا حضرت نے مکے مین صبح کی اور لوگون کو عجائب کی خبر دی کہ آجکی رات بیت المقدس
گیا اور مجھکو آسمان پر لیگئے اور مینے کذا وکذا دیکھا ابوجہل یعنی ابن ہشام نے کہا تم لوگ تعجب نہین کرتے کہ محمد صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کہتے ہین انکو یہ اعتقاد ہے کہ وہ آجکی رات بیت المقدس گئے پھر صبح درمیان ہمارے کی
اپنی سواری کو ایک مہینے کی چڑہائی پر اور ایک ماہ کی آمد پسے گئے یہ دو ماہ کا رستہ ہوا ایک رات مین کہا حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی انکو ایک قافلہ قریش کی کہ مینے جاتے وقت اسکو کذا وکذا مکان مین دیکھا تہا اور وہ

اونٹ بدکا جب مین وہین آتا تہا تو مینے اسکو پاس ضجنہ کے پایا پہر پہر فرزا دہ اسکے شتر کا حال بیان کیا کہ کذا او کذا تہا
اور سرایہ ہکا کذا وکذا تہا ابو جہل نے کہا کہ یہ ہمکو بہت سی چیزون کی خبر دیتے ہین ایک مرد نے ان مین سے کہا کہ
مین عالم مردم ہون ساتہ بیت المقدس کے اسکی بنا کیسی ہے اسکی ہیئت کیسی ہے اسکو پاس پہاڑ کیسے ہین تب حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیت المقدس اسی نشست کی جگہہ پر بلند کر دیا گیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی طرف
نظر کی جیسے کوئی ہم مین کا دیکہتا ہے اور فرمایا اسکی بنا کذا وکذا ہے اور اسکی ہیئت کذا وکذا اور اسکے پاس پہاڑ
کذا وکذا اس مرد نے کہا تو نے سچ کہا پہر دوسرون کے پاس گیا اور کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بات مین سچے
ہین یا شبیہ کلام کے کچہہ کہا رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ کِتَابِ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ وَکَذَا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَبُوْجَعْفَرِ بْنُ
جَرِیْرٍ بِطُوْلِہٖ بِطُرُقٍ یَقِیْنٍ وَرَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ فَذَکَرَہٗ بِسِیَاقٍ طَوِیْلٍ حَسَنٍ اَنِیْقٍ اَجْوَدَ مِمَّا سَاقَہٗ
غَیْرُہٗ عَلٰی غَرَابَتِہٖ وَمَا فِیْہِ مِنَ النَّکَارَۃِ ثُمَّ ذَکَرَہُ الْبَیْہَقِیُّ اَیْضًا مِنْ طَرِیْقِ عُمَارَۃَ بْنِ جُوَیْنٍ
وَہُوَ مُضَعَّفٌ عِنْدَ الْاَئِمَّۃِ ابن کثیر کہتے ہین وَاِنَّمَا سُقْنَا حَدِیْثَہٗ ہٰہُنَا لِمَا فِیْہِ مِنَ الشَّوَاہِدِ لِغَیْرِہٖ
وَلِمَا رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ یزید بن ابی الحکیم نے کہا ہے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور کہا اے
رسول خدا ایک مرد آپکی امت کا ہے اسکو سفیان ثوری کہتے ہین لا باس بہ فرمایا لا باس اسنے حدیث کی ہے ہمکو
ابی ہارون عبدی سے انہونے ابو سعید خدری سے انہونے آپ سے جس رات آپکو لے گئے تب کیا آپنے فرمایا
ہے کہ مین آسمان مین دیکہا پہر ساری حدیث بیان کی پس آپنے مجہسے فرمایا ہان مینے کہا اے رسول خدا کچہہ لوگ
آپ کی امت کے آپسے اس رات کے جانے مین عجائبات بیان کرتے ہین فرمایا ذٰلِکَ حَدِیْثُ الْقُصَّاصِ
یہ حدیث قصہ خوانون کی ہے شداد بن اوس کہتے ہین ہمنے کہا اے رسول خدا کیونکر رات کو تمہین لے گئے فرمایا مینے نماز
عشا کی تاخیر سے کر مین اپنے اصحاب کے ساتہ پڑہی تب جبریل ایک سفید دابہ لیکر آئے فَوْقَ الْحِمَارِ وَ
دُوْنَ الْبَغْلِ اور مجہے کہا سوار ہو اس نے شوخی کی اسکا کان امیٹہ دیا پہر مجہکو اسپر لادا اور وہ مجہکو لیکر چلا
اسکا سم وہان پڑتا جہان اسکی نگاہ پہونچتی یہانتک کہ ہم ایک زمین نخل دار پر پہونچے مجہکو اتار کر کہا نماز پڑہو
مینے نماز پڑہی کہا تو نے جانا کہ تو نے کہان نماز پڑہی مینے کہا اللہ اعلم کہا یثرب مین نماز پڑہی طیبہ مین
نماز پڑہی پہر وہ دابہ مجہکو لیکر چلا اسکا سم وہان پڑتا جہان اسکی نظر ختم ہوتی پہر ہم ایک زمین پر پہونچے
کہا اتر پہر کہا نماز پڑہو مینے نماز پڑہی کہا تو نے جانا کس جگہہ یہ نماز پڑہی ہے مینے کہا اللہ جانے کہا مدین
مین نماز پڑہی ہے نزدیک شجرہ موسیٰ کے پہر وہ دابہ مجہکو لیکر چلا اسکا سم وہان پڑتا جہان نگاہ پہونچتی پہر ہم

ایک زمین مین پہر مجہکو وہانسے کوچ ظاہر ہوا سے کہا اتر مین اترا کہا نماز پڑہ مینے نماز پڑہی کہا تجہے معلوم ہوا کہ تو نے
کہان نماز پڑہی ہے مینے کہا اللہ جانے کہا یہ نماز بطن لحم مین پڑہی ہے جہان عیسی مسیح بن مریم پیدا ہوے تہے
پہر مجہکو لیچلے یہانتک کہ شہر مین آئے باب یمانی سے داخل ہوئی پہر قبلہ مسجد کے پاس گئے اور دابہ کو اس سے باندہ
دیا اور ہم داخل مسجد ہوئے ایسے دروازے سے جسمین سورج و چاند جہکتا ہے پہر مینے مسجد مین نماز پڑہی جہان اللہ
نے چاہا اور مجہکو سخت پیاس لگی میرے پاس دو پیالے لائے گئے ایک شیر کا دوسرا شہد کا یہ دونون میرے پاس
ایکبارگی بہیجے گئے مینے دونو مین برابری کی پہر اللہ عز وجل نے مجہے ہدایت دی مینے دودہ لیا اور پیا پہر میرے
ہاتہہ مین پسینا اگیا میرے سامنے ایک بوڑہا آدمی ایک جگہہ پر اپنے تکیہ لگائے بیٹہا تہا اسنے کہا تیرے صاحب
نے فطرت کو لیا وہ راہ یاب ہوگا پہر مجہکو لیکر چلے یہانتک کہ ہم ایک وادی مین پہونچے وہان جہنم تہی زرابی کی
طرح مینے کہا ای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے اسکو کیسا پایا کہا مینے اسکو پایا مانند ایک گرم ذمک کے پہر مجہکو
لیکر میرے ساتہہ گذر ایک قافلہ قریش پر مکان کذا و کذا مین ہوا انہون نے ایک اونٹ اپنا گم کر دیا تہا اسکو فلان
نے جمع کیا مینے انپر سلام کیا بعضون نے کہا یہ آواز محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے پہر مین پاس اپنے اصحاب کے
صبح کو آگیا مکے مین میرے پاس ابوبکر آئے اور کہا کہ اے رسول خدا آپ آجکی رات کہان تہے مینے آپکو آپکے مکان مین
تلاش کیا فرمایا تونے جانا کہ مین آجکی رات بیت المقدس گیا تہا کہا اے رسول خدا وہ ایک مہینہ کا رستہ ہے مجہسے
آپ انکا وصف کرین فرمایا میرے لیے ایک صراط مفتوح ہوگئی گویا مین طرف اسکے دیکہتا ہون مجہسے کسی شے کا
سوال نہین کیا لیکن مینے انکی خبر دی ابوبکر نے کہا أَشْهَدُ أَنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ یعنے مین گواہی دیتا ہون کہ تو
بیشک اللہ کا رسول ہے مشرکون نے کہا ابن ابی کبشہ کیطرف دیکہو کہ وہ یہ زعم کرتا ہے کہ آجکی رات بیت المقدس گیا
تہا فرمایا ایک نشانی اسکی جو مین تم سے کہتا ہون یہ ہے کہ میرا گذر ایک تمہارے قافلہ پر ہوا فلان فلان جگہہ اور انکے
اونٹ کہو گئے تہے فلان نے انکو جمع کیا اور وہ رستہ مین فلان فلان جگہہ اترین گے اور فلان فلان دن تمہارے
پاس آوین گے انکے آگے ایک شتر گندم گون ہوگا اسپر سیاہ ٹاٹ ہے اور دو غرارے سیاہ رنگ جب وہ دن آیا لوگ
جہانکنے تکنے لگے جبکہ دوپہر قریب ہوئی قافلہ آیا اونکے آگے وہی شتر تہا جسکا ذکر کیا تہا هٰكَذَا رَوَاهُ
الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقَيْنِ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيِّ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ كَلَامِهِ هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ
وَرُوِيَ ذٰلِكَ مُفَرَّقًا فِي أَحَادِيثِ غَيْرِهِ وَنَحْنُ نَذْكُرُ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى مَا
حَضَرَنَا ثُمَّ سَاقَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً فِي الْإِسْرَاءِ كَالشَّاهِدِ لِهٰذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى

هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ بِطُوْلِهٖ الْاِمَامُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ فِیْ تَفْسِیْرِهٖ
عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ الْعَلَاءِ الزُّبَیْدِیِّ وَلَا شَكَّ اَنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ اَعْنِی الْحَدِیْثَ
الْمَرْوِیَّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ مُشْتَمِلٌ عَلٰی اَشْیَاءَ مِنْهَا مَا هُوَ صَحِیْحٌ كَمَا ذَكَرَهُ الْبَیْهَقِیُّ وَمِنْهَا مَا
هُوَ مُنْكَرٌ كَالصَّلٰوةِ فِیْ بَیْتِ لَحْمٍ وَسُؤَالِ الصِّدِّیْقِ عَنْ نَعْتِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ وَغَیْرِ ذٰلِكَ وَ
اللّٰهُ اَعْلَمُ ابن عباس کہتے ہین کہ جس رات حضرت کو لیگئے حضرت جنت مین گئی ایک جانب آہٹ سنی
کہا ای جبریل یہ کیا ہی کہا یہ بلال مؤذن ہی جب حضرت پاس لوگون کے آئی کہا قَدْ اَفْلَحَ بِلَالٌ رَاَیْتُ لَهٗ كَذَا وَ
كَذَا بلال نے مزار بالی سینے ایسی ایسی ہسکو دیکھا کہا پہر حضرت کو موسے ملے انہون نے کہا مرحبا بالنبی الامی کہا
فرمایا وہ ایک مرد گندم گون دراز قد راست موی ہیں بال انکے کانون تک یا اوپر کانون کے سنے کہا یہ کون ہین اے
جبریل کہا یہ موسے ہین پہر چلے ایک شیخ جلیل ہیبت ملے انہون نے ترحیب کی اور انپر سلام کیا اور سب پر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کرتے تہی کہا اے جبریل یہ کون ہین کہا هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِیْمُ یہ آپکے باپ ابراہیم
ہین پہر دوزخ مین نظر کی ایک قوم مردار کہا رہی تہی کہا یہ کون ہین اے جبریل کہا یہ وہ ہین جو لوگون کا گوشت
کہاتے ہین اور ایک مرد دیکہا سخت سرخ ازرق کہا اے جبریل یہ کون ہے کہا یہ عاقر ناقہ ہے جب حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مسجد اقصے مین آے کہڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے وہان ساری پیغمبرون نے ہمراہ آپکے نماز پڑہی جب
پہرے تو دو قدح لائی گئے ایک جانب بائین سے دوسرا جانب داہنے سے ایک مین شیر دوسری مین شہد تہا شیر لیکر
پیا اس شخص نے جسکے ساتہ وہ قدح تہا کہا قَدْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ آپ فطرۃ کو پہونچے رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ
صَحِیْحٌ وَلَمْ یُخَرِّجُوْهُ دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کو رات بیت المقدس
کو لے گئے پہر اسی رات آکر اپنے جانے کا اور علامت بیت المقدس اور قافلے کا ذکر کیا کہہ لوگون نے کہا ہم محمد
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق نہین کرتے اس قول مین وہ مرتد ہوکر کافر ہو گئے اللہ نے انکی گردنین ہمراہ ابو
جہل کے مارین ابو جہل نے کہا تہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو درخت زقوم سے ڈرالتے ہین تم تمر وزبد لاکر
زقوم بناؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کو اسکی صورت مین آنکہہ سے دیکہا یہ دیکہنا خواب مین نہ تہا
اسی طرح عیسے وموسے وابراہیم علیہم السلام کو دیکہا حضرت سے دجال کا سوال کیا تہا فرمایا رَاَیْتُهٗ فَیْلَمَانِیًا اَقْمَرَ لِنُرِیَهٗ مِنْ عَجِیْبٍ
ہجان ایک آنکہہ اسکی قائم ہے جیسے کوکب دری گویا بال اسکے سر کے جیسے شاخین درخت کی اور دیکہا عیسے
جیسے کہ سفید سرخ ہوا سر تیز بصر سبط الخلق اور دیکہا موسے کو گندم گون آدم کثیر الشعر شدید الخلق اور نظر کی

یعنی طرف ابراہیم کے نہ دیکھا طرف کسی عضو کے اُنکے مگر دیکھا میں نے اسکی طرف اپنے آپ سے یہانتک کہ گویا وہ تمہارے
صاحب ہیں پھر جبرئیل نے کہا سلام کرو پس پہنچا آپ پر میں نے اُنپر سلام کیا رواہ احمد والنسائی وھو اسناد صحیح
ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھا میں نے شب معراج میں موسیٰ بن عمران کو ایک مرد دراز قد
گھونگر بال کا گویا وہ ایک شخص ہے قبیلہ شنوءہ سے اور دیکھا میں نے عیسیٰ بن مریم کو میانہ خلق سرخ و سپید سیدھے بال
اور مالک خازن دوزخ و دجال کو ان آیات میں جو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائیں کہا فَلَا تَكُنْ
فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ یعنے پس نہ ہو تو شک میں اسکے ملنے سے قتادہ اسکی یہ تفسیر کرتے تھے کہ نبی اللہ نے موسیٰ سے ملے
کو دیکھا وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ یعنے اللہ نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کا ہادی و رہنما بنایا تھا رواہ
ورواہ مسلم مختصراً ابن عباس نے روایت کیا ہے جب رات کو جب لیگئے تو ایک خوشبو کا گذر مجھپر ہوا میں نے کہا
یہ کیا خوشبو ہے کہا ماشطہ ہے بنت فرعون اور اسکی اولاد کی اوسکے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تھی اُس نے کہا بسم اللہ
بنت فرعون نے کہا میرا باپ ہے وہ بولی میرا رب اور تیرا رب اور تیرے باپ کا رب کہا کیا سوائے میرے باپ کی کوئی اور تیرا
رب ہے بولی ہاں میرا رب اور تیرا رب اور تیرے باپ کا رب اللہ ہے فرعون نے اسکو بلا کر کہا أَلَكِ رَبٌّ غَيْرِي تیرا
میرے سوا اور کوئی رب ہے اسنے کہا نَعَمْ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ہاں میرا اور تیرا رب اللہ عز وجل ہے فرعون نے
حکم دیا کہ تانبے کی گاۓ گرم کرو پھر حکم دیا کہ اسکو اس میں ڈال دو ماشطہ نے کہا مجھے تجھسے کچھ حاجت ہے کہا کیا
کہا تو میری ہڈیاں اور میری اولاد کی ہڈیاں ایک جا کر دینا کہا خیر اسی طرح ہوگا تیرا ہمپر حق ہے پھر حکم دیا ایک ایک
اسمیں ڈالا یہانتک کے نوبت ایک شیرخوار لڑکی آئی جو اسکی گود میں تھا اُسنے کہا اے ماں گر پڑ مت تو حق پر ہے فرمایا
بات کی چار لڑکون نے مہد میں اور وہ صغیر تھے ایک یہ دوسرے شاہد یوسف تیسرے صاحب جریج چوتھے عیسیٰ
بن مریم کے رواہ البیہقی واسنادہ لا باس بہ ولم یخرجوہ ابن عباس نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا جس رات مجھکو لیگئے میں صبح کے ہوئی میں گھبرایا اور میں نے جانا کہ لوگ مجھکو جھٹلائیں گے پھر
کنارہ اسکے غمگین بیٹھے دشمن خدا ابوجہل کا گذر ہوا وہ آکر پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھا اور بطور ٹھٹھا
کے کہا کچھ نئی ہے کہا ہاں کہا کیا ہے کہا آج کی رات مجھکو یہاں سے لیگئے کہا کہاں فرمایا طرف بیت المقدس
کے کہا پھر تم نے صبح کی درمیان ہمارے کہا ہاں اُسنے نہ دیکھا کہ حضرت کو جھٹلائے اس ڈر سے کہ کہیں وہ
وقت بلانے قوم کے اس بات کا انکار نہ کر جاۓ کہا بھلا اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو اُنسے بھی یہی بات کہیگا
جو مجھسے کہی ہے فرمایا ہاں کہا اے گروہ بنی کعب بن لوی کے آؤ لوگ مجلسون سے آئے اور پاس ان دونو کے بیٹھے

ابو جہل نے کہا اب اپنے وہی ذکر کرو جو مجھ سے کیا ہے فرمایا آجکی رات مجھے بیان سے لیگئے کہا کدہر فرمایا بیت
المقدس تک کہا پہر تم صبح کو ہمارے درمیان مین آگئے کہا ہان کسی نے تالی بجائی اور کسی نے تعجب سے اپنے سر پر ہاتہ
رکہا اور اعتقاد کذب کا کیا اور کہا بہلا تو ہمسے حال مسجد کا بیان کر سکتا ہو ان مین ایسا شخص بہی تہا جس نے اس
شہر کا سفر کیا تہا اور مسجد دیکہی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا مین حال بیان کرنے لگا یہانتک کہ بعض وصف
ملتبس ہوا فرمایا مسجد کہ سے آئی مین اسکی طرف دیکہتا تہا یہانتک کہ اس مسجد کو خانہ عقیل یا عقال سے بہی قریب
تر رکہدیا مینے اسکا حال بیان کیا اور مسجد کو دیکہتا جاتا تہا فرمایا ہمراہ اسکے وہ بیان بہی تہا جو مجھکو یاد نہ تہا قوم نے
کہا اَمَّا النَّعْتُ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ اَصَابَ فِیْہِ مسجد کی نشانیان تو انہون نے ٹہیک بیان کین رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ
اَخْرَجَہُ النَّسَائِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب لیگئے اور
سدرۃ المنتہٰی تک پہونچے یہ چہٹے آسمان پر ہے اسی تک وہ چیز منتہی ہوتی ہے جو اس طرف چڑہتی ہے یہانتک کہ
مقبوض ہوتی ہے اس سے اور اسی تک وہ چیز نہایت پذیر ہوتی ہے جو اترتی ہے اسکی اوپر سے یہانتک کہ مقبوض
ہو اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی جب چہا رہا اس بیری پر جو کچہہ چہا رہا تہا پتنگے سونیکے اسکو ڈہانپے ہوئے ہین
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہان پانچ نمازین دی گئین اور خواتیم سورہ بقرہ اور جو شخص اللہ کے ساتہہ کسی کو
شریک نہین کرتا ہے اسکے مقحمات یعنے کبائر بخشے گئے رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ بیہقی نے کہا
ھٰذَا الَّذِیْ ذَکَرَہُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ طَرَفٌ مِّنْ حَدِیْثِ الْمِعْرَاجِ وَقَدْ رَوَاہُ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ عَنْ مَالِکِ بْنِ
صَعْصَعَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ثُمَّ رَوَاہُ مَرَّۃً مُرْسَلًا
مِنْ دُوْنِ ذِکْرِہِمَا ثُمَّ اِنَّ الْبَیْہَقِیَّ سَاقَ الْاَحَادِیْثَ الثَّلٰثَۃَ کَمَا تَقَدَّمَ وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ بِاَبْسَطَ مِنْ ھٰذَا وَفِیْہِ غَرَابَۃٌ وَذٰلِکَ فِیْمَا رَوَاہُ الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَۃَ فِیْ جُزْئِہٖ
الْمَشْہُوْرِ بلفظ اس روایت کا یہ ہے کہ ابو ظبیان جنبی نے کہا ہم پاس ابو عبیدہ ابن مسعود و محمد بن سعد بن ابی
وقاص کے بیٹھے تھے محمد بن سعد نے ابو عبیدہ سے کہا حدیث کرو تم ہم کو اپنے باپ سے اس شب کی جسمین حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیگئے تھے ابو عبیدہ نے کہا نہین بلکہ تم حدیث کرو ہم کو اپنے باپ سے محمد نے کہا اگر
تم مجھ سے پہلے یہ سوال کرتے ہوتے تو میں ہی بیان کرتا تب ابو عبیدہ اپنے باپ سے حدیث کرنے لگے
جسطرح کہ ان سے سوال کیا گیا تہا کہ حضرت نے فرمایا کہ لائے جبریلؑ پاس میرے ایک جانور گدہے سے بڑا اور خچر سے
چہوٹا پہر مجھکو اسپر سوار کیا پہر مجھے لیکے چلے وہ دابہ جب کسی گہاٹی پر چڑہتا اسکے دونو پانون دونون ہاتہ

کے ساتھ برابر ہو جاتے اور جب نیچے اترتا تب بھی دونوں ہاتھ دونوں پاؤں سے ملجاتی یہاں تک کہ گذرے ہم ایک
مرد دراز قد پر سے جو گندم گون ہے گویا وہ رجال ازد شنوءہ سے ہے وہ باواز بلند کہتا تھا اَکْرَمْتَہٗ وَفَضَّلْتَہٗ
تونے اسکو عزت دی اور بزرگی دی ہمکو اسکی طرف رفع کیا ہمنے اسپر سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا کہا یہ تیرے
ساتھ کون ہے ای جبرئیل کہا یہ احمد ہیں کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْعَرَبِیِّ الَّذِیْ بَلَّغَ رِسَالَۃَ رَبِّہٖ وَ
نَصَحَ لِاُمَّتِہٖ نبی امی عربی کو مرحبا جسنے اپنے رب کی رسالت پہونچائی اور اپنی امت کی خیر خواہی کی پھر ہم وہاں
سے چلے مینے کہا اے جبرئیل یہ کون تھے کہا موسیٰ بن عمران تھے مینے کہا یہ کسکو خطاب کرتے تھے کہا اپنے رب کو
تمہارے بارے میں خطاب کرتے تھے مینے کہا کیا اپنی آواز اپنے رب پر اونچی کرتے تھے کہا اللہ تعالیٰ انکی حدت
کو جانتا ہے کہا پھر ہم وہاں سے چلے یہاں تک کہ ایک درخت پر گذرے گویا اسکے پھل چراغ تھے اسکے نیچے
ایک شیخ اور شیخ کے عیال تھے جبرئیل نے مجھسے کہا جاؤ پاس اپنے باپ ابراہیم کے اور ہم کو انکے طرف
رفع کیا ہمنے انپر سلام کیا اونہوں نے سلام کا جواب دیا ابراہیم نے کہا یہ کون ہے ساتھ تیرے ای جبرئیل
کہا هٰذَا ابْنُكَ اَحْمَدُ یہ تیرا بیٹا احمد ہے تب کہا مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ بَلَّغَ رِسَالَۃَ رَبِّہٖ وَ
نَصَحَ لِاُمَّتِہٖ نبی امی کو مرحبا جسنے اپنے رب کی رسالت پہونچادی اور اپنی امت کی خیر خواہی کی اے بیٹے میرے تم
تو ملنے والا ہے اپنے رب سے آجکی رات اور تیری امت آخر و ضعیف امم ہے فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ
حَاجَتُكَ اَوْ جُلُّهَا فِیْ اُمَّتِكَ فَافْعَلْ پھر ہم وہاں سے چلے یہاں تک کہ مسجد اقصےٰ پہنچے مینے اترکر (مسجد اقصیٰ میں پہنچے)
دابہ کو حلقۂ باب مسجد سے باندھا جس سے انبیا باندھا کرتے تھے اور مسجد میں داخل ہوا پیغمبروں کو پہچانا کوئی قائم
تھا کوئی راکع کوئی ساجد پھر میرے پاس دو پیالے لائے گئے شہد و شیر کے مینے شیر لیا جبرئیل نے میرے
دوش کو مارا اور کہا اَصَبْتَ الْفِطْرَۃَ وَرَبِّ مُحَمَّدٍ پھر نماز قائم ہوئی مینے ان سب کی امامت کی پھر ہم وہاں
سے پھرے اور متوجہ ہوئے ابن کثیر نے کہا یہ اسناد غریب ہے انہوں نے اسکی تخریج نہیں کی اسمیں غرائب
ہیں جیسے سوال انبیاء کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابتداءً پھر سوال حضرت کا انکے حال سے بعد انصراف
کے اور مشہور جسطرح کہ صحاح میں گذر چکا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے جبرئیل بتا دیتے تھے
تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو پہچان کر سلام کریں اسمیں اجتماع ساتھ انبیا کے قبل دخول مسجد اقصے
آیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اجتماع ساتھ انکے سموات میں ہوا تھا پھر ثانیاً بیت المقدس میں اترے اور وہ سب
ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے انکو نماز پڑھائی پھر براق پر سوار ہوکر رجوع طرف مکے کو کیا واللہ اعلم

ابن مسعودؓ نے روایت کیا ہے کہ جب شب اسرا مین ابراہیم و موسے و عیسے علیہم السلام کو دیکہا انہون نے امر ساعت کا مذاکرہ کیا پہر سب نے معاملہ امر کا طرف ابراہیم علیہ السلام کے کیا ابراہیم نے کہا مجہے کچہ اسکا علم نہین ہے اور موسے پر حوالہ کیا موسے علیہ السلام نے کہا لَا عِلْمَ لِی بِهَا پہر طرف عیسے کے رد کیا عیسے نے کہا مَا وَقْتُهَا فَلَا يَعْلَمُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مجہے اسکی وحی نہین کی گئی اور اسکو سوا اللہ عز و جل کے کوئی جانتا ہے ہان میرے رب نے مجہسے یہ عہد کیا ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے ساتہہ دو قضیب ہونگے جب وہ مجہکو دیکہے گا جیسے سیسہ گلتا ہے اسطرح وہ گہل جاویگا اللہ اسکو ہلاک کردے گا جب وہ مجہے دیکہے گا یہانتک کہ شجر و حجر کہیگا کہ اے مسلمان میرے پیچہے کافر ہے آ اور اسکو قتل کر اللہ ان سب کو ہلاک کر دے گا پہر لوگ اپنے بلاد و اوطان کے طرف پہر جاوینگے اس وقت یاجوج و ماجوج نکلین گے وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ اور وہ ہر اوچان سے پہیلتے آوینگے وہ انکے شہرون کو پامال کر ڈالینگے اور جس شے پر انکا آنا ہوگا اسکو برباد کر دینگے اور کسی پانی پر گذر نہ کرینگے لیکن اسکو پی جاوینگے پہر لوگ میرے پاس آکر شکایت کرینگے مین انپر بد دعا کرونگا اللہ انکو ہلاک کر دے گا اور مار ڈالے گا یہانتک کہ زمین انکی بدبو سے بہر جاویگی تب اللہ تعالی مینہہ بہیجے گا وہ انکے اجساد کو بہا کر دریا مین پہینک دے گا اس بارے مین میرے رب نے مجہسے عہد کیا ہے کہ جب ایسا حال ہوگا تب ساعت مثل حاملہ تمام کے ہوگی لوگ نہ جانینگے کہ کب قیامت انکو پیدا ہو کر رات کو یا دن کو ناگہان آ جاوے گی رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ عبدالرحمن بن قرط کہتے ہین کہ جس رات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد الحرام سے مسجد اقصے کو زمزم و مقام کے درمیان سے لے گئے جبریل دہنے پر اور میکائیل بائین پر تہے یہ دونون اونکو لے اوڑے یہانتک کہ سماوات علی پر پہونچے جب پہر کر آئے فرمایا مینے انکی تسبیح سموات علی مین ہمراہ تسبیح کثیر کے سنی سموات علی نے تسبیح کی صاحب ہیبت اور خوف سے صاحب علو کی سبحان العلی الاعلے سبحانہ وتعالی اس حدیث کی راویہ آیت دلالت ہے اسی صورت کی تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ الآیۃ اسکی ستہرائی بولتے ہین ساتون آسمان رَوَاهُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ امام احمد کہتے ہین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جابیہ مین تہے فتح بیت المقدس کا ذکر آیا عمر نے کعب سے کہا تو کہان میرا نماز پڑہنا دیکہتا ہے کہا اگر مجہسے اخذ کرتے ہو تو نماز پڑہو تم پیچہے صخرہ کے سارا قدس تمہارے سامنے ہوگا عمرؓ نے کہا تو نے مشابہت یہودیت کی بتائی لیکن مین وہان نماز پڑہونگا جہان رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہی تہی پہر قبلہ کیطرف بڑہکر نماز پڑہی پہر آکر اپنی چادر بچہائی اور سارا کوڑا اپنی چادر مین لیا اور لوگون نے بہت جلد جلد کنسی کی اور صخرہ کی جو تعظیم تہی وہ نہ کی کہ اس کے پیچہے نماز پڑہتے او مقدس سامنے ہوتا جیسا

ار کعب احبار نے اشارہ کیا تہا کعب اس قوم مین سے تہے جو صخرہ کی تعظیم کرتے تہے یہانتک کہ صخرہ ہی کو اپنا قبلہ ٹہرا لیا تہا لیکن بعد سنت کہی کعب پر اور ہدایت کی انکو طرف حق کے دلہذا جب کعب نے اشارہ کیا کہ عقب صخرہ نماز پڑہو تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ضَاهَيْتَ الْيَهُوْدِيَّةَ تو نے یہود کی مشابہت کی اور اسکی ویسی اہانت نہ کی جیسے نصاری نے سکی تہی کہ صخرہ کو ایک مزبلہ ٹہیرایا اسلیے کہ قبلہ یہود ہے ولیکن عمر نے اذی کو اس سے دور کیا اور اسکا خس و خاشاک اپنی چادر سے جہاڑا یہ شابہ اسکی ہے جو کہ صحیح مسلم مین ابی مرثد غنوی سے رفعاً آیا ہی لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا قبرون پر نہ بیٹہو اور نہ انکی طرف نماز پڑہو ابو ہریرہ کہتے ہین جبریل علیہ السلام پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے انکی ہمراہ میکائیل تہے جبریل نے میکائیل سے کہا میرے پاس ایک طشت آب زمزم کا لاؤ تاکہ مین دل اسکا پاک کرون اور سینہ کشادہ کرون پہر شکم کو چیر کر تین بار دہویا اور میکائیل تین طشت آب زمزم کے لیگئے سینہ کہولکر جو کچہہ غل اسمین تہا وہ نکالکر علم و حلم و ایمان و یقین و اسلام سے بہر دیا اور درمیان ہر دو دوش خاتم نبوت کی مہر لگا دی پہر ایک گہوڑا لاکر اسپر سوار کیا ہر قدم اسکا منتہی بصر پر تہا قصہ مختصر پہر آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلا اور جبریل انکے ہمراہ تہا ایک قوم پر آئے جو ایک دن مین بوتے اور ایک دن مین کاٹتے جب کاٹ چکتے تو پہر بدستور سابق ہو جاتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے کہا یہ مجاہد ہین راہ خدا کے انکا ایک حسنہ سات سو گنا ہوتا ہے وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور جو کچہہ خرچ کرتے ہو کچہہ چیز وہ اسکا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر ہے روزی دینے والا پہر ایک ایسی قوم پر آئے جنکے سر پتہر سے پہوڑے جاتے تہے جب پہوٹ جاتے تو پہر بدستور ہو جاتے کوئی شے اس مین سے سست نہوتی کہا اے جبریل یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جن کے سر نماز فرض سے گرانی کرتے ہین پہر ایک قوم پر آئے جنکے قبال و ادبار پر رقاع تہے وہ یون چرتے تہے جیسے شتر و چوپایہ چرتے ہین اور ضریع و زقوم اور رضف جہنم کہاتے تہے کہا اے جبریل یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو اپنے مال سے صدقات نہین دیتے تہے اللہ نے انپر کچہہ ظلم نہین کیا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور تیرا رب ایسا نہین کہ ظلم کرے بندون پر پہر ایک قوم پر آئے جنکے سامنے پکا گوشت رکہا تہا اور دوسرا گوشت کچا ناپاک ہانڈی مین تہا وہ کچا ناپاک گوشت کہانے لگے اور پکا پاک چہوڑ دیتے تہے کہا اے جبریل یہ کون ہین کہا یہ وہ آدمی ہے تیری امت کا جسکے پاس عورت حلال پاک ہے اور وہ کسی ناپاک عورت کے پاس جاکر شب تا صبح بسر کرتا ہے اور کوئی عورت اپنے شوہر حلال پاک کو چہوڑ کر کسی مرد خبیث کے پاس جاکر شب ہمراہ اسکے بسر کرتی ہے یہانتک کہ صبح ہو پہر ایک چوب پر اتنا سے راہ مین آئے اسپر جو کپڑا لگتا وہ اسکو پہاڑ ڈالتی اسی طرح ہر چیز کو چاک کر دیتی کہا اے جبریل یہ کیا ہے

کہا یہ کہاوت ہے کہ یہ اقوام کی تیری امت میں سے کہ راہون میں بیٹھ کر رہزنی کرتے ہیں پہر آیت پڑہی وَلَا تَقْعُدُوا
بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ الآیۃ اور مت بیٹھو ہر راہ پر ڈکیتی کرتے اور روکتے اللہ کی راہ سے پہر ایک
مرد دیکھا جو ایک بڑا گٹھا لکڑی کا جمع کرتا جسکو اٹھا نہ سکتا اور وہ پہر زیادہ کرتا جاتا ہے کہا اے جبرئیل یہ کون ہے
کہا یہ ایک مرد ہے تیری امت کا اسکے پاس لوگوں کے امانات تھے وہ انکو ادا نہ کر سکتا تہا اور چاہتا ہے کہ انکو اٹھا
لے پہر ایک قوم پر آئے جنکی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کترے جاتے تہے جب کتر جاتے تو پہر درست ہو
جاتے کچھ سستی انمین نہ ہوتی کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں کہا خطیب فتنہ ہیں پہر ایک چھوٹے سے پتھر پر
آئے جس سے ایک بڑا بیل نکلتا تہا وہ بیل چاہتا کہ میں پہر جاؤن جہان سے نکلا ہون لیکن اسکو استطاعت اسکی
نہ تہی کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے کہا یہ شخص ایک کلمہ عظیم کہتا پہر اسپر نادم ہوتا پہر اسکو رد نہ کر سکتا پہر ایک وادی پر آئے اور
ایک ہوا خوشبودار سرد اور مشک کی بو پائی اور ایک آواز سنی کہا اے جبرئیل یہ ریح طیبہ باردہ اور یہ مشک اور یہ آواز
کیا ہے کہا آواز ہے جنت کی یہ کہتی ہے یَا رَبِّ ائْتِنِي بِمَا وَعَدْتَنِي فَقَدْ كَثُرَتْ غُرَفِي وَاِسْتَبْرَقِي وَحَرِيرِي
وَسُنْدُسِي وَعَبْقَرِيِّي وَلُؤْلُؤِي وَمَرْجَانِي وَفِضَّتِي وَذَهَبِي وَاَكْوَابِي وَصِحَافِي وَاَبَارِيقِي وَاَكْوَاسِي
وَعَسَلِي وَمَائِي وَلَبَنِي وَخَمْرِي فَائْتِنِي بِمَا وَعَدْتَنِي اے میرے رب میرے پاس وہ مال لا جسکا تو نے میرے
ساتھ وعدہ کیا ہے میرے جھروکے بہت ہوگئے اور بہت ہوگیا میرا تافتہ اور ریشم اور تبلا ریشم اور درشین اور موتی اور
مونگا اور میری چاندی اور میرا سونا اور آبخورے اور رکابیان اور صراحیان اور پیالے اور شہد اور میرا پانی اور دودہ اور
شراب پہر تو انکو لا جنکا میرے پاس تیرے لانیکا وعدہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے لَكِ كُلُّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ وَمُؤْمِنٍ
وَمُؤْمِنَةٍ وَمَنْ آمَنَ بِي وَبِرُسُلِي وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَمْ يُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَلَمْ يَتَّخِذْ مِنْ دُونِي أَنْدَادًا وَ
مَنْ خَشِيَنِي فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ وَمَنْ أَقْرَضَنِي جَزَيْتُهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَيَّ كَفَيْتُهُ أَنَا
اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لَا أُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَقَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ وَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ تیری
لیے ہر ایک مرد مسلمان ہے اور عورت مسلمان ہے اور مرد مومن اور عورت ایمان والی اور جو ایمان لایا میرے پر اور میرے
رسولون پر اور اسنے اچہے کام کیے اور میرے ساتھ کسیکو شریک نکیا اور میرے سوائے اور کسیکو ہمسر نہ بنایا اور جو شخص مجھسے ڈرا
وہ بے ڈر ہے اور جسنے مجھسے مانگا میں اسکو دونگا اور جسنے مجھکو قرض دیا میں اسکا قرض ادا کرونگا اور جسنے مجہپر
توکل کیا میں اسکو کافی ہون میں ہی معبود ہون میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں وعدہ خلاف نہیں کرتا کام نکال
لیگئے ایمان والے سو بڑی برکت اللہ کی جو بہتر بنانے والا جنت نے کہا راضی ہوئی میں خوش ہوئی پہر ایک

اور وادی پر آئے ایک آواز سنکر سنی اور باد خبیث پائی کہا یہ کیا ہے اے جبرئیل اور یہ کیا آواز کہا یہ جہنم کی
آواز ہے یہ کہتی ہے یا رب ائتنی بما وعدتنی فقد کثرت سلاسلی واغلالی وسعیری وحمیمی
وضریعی وغساقی وعذابی وقد بعد قعری واشتد حری فائتنی بما وعدتنی اے رب میرے
میرے پاس وہ لوگ لا جنکے لانیکا میرے پاس وعدہ ہے میرے زنجیر اور طوق آگ بہت ہوئی اور بہت ہو گئے
میرے گرم پانی اور جھاڑ کانٹے اور میری پیپ اور میرا عذاب اور میرا گہراؤ بڑا ہو گیا اور میری گرمی سخت ہوئی تو میرے پاس
انکو لا جنکے لانیکا تیرا وعدہ ہے اللہ نے کہا لک کل مشرک ومشرکۃ وکافر وکافرۃ وکل خبیث وخبیثۃ
وکل جبار لا یؤمن بیوم الحساب تیرے لیے ہر مشرک مرد اور مشرک عورت اور ہر کافر مرد اور ہر کافر عورت اور
ہر خبیث مرد اور ہر خبیثہ عورت اور ہر غرور والا جو نہ مانے حساب کا روز اوسنے کہا قد رضیت میں راضی ہوئی پھر چلے
یہانتک کہ بیت المقدس آئے پھر اترکر اپنا اسپ صخرہ سے باندھا اور داخل ہوکر ہمراہ ملائکہ کے نماز پڑھی جب نماز ہو
چکی کہا اے جبرئیل تیرے ساتھ یہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہا کیا انکی طرف بھیجا گیا تھا کہا ہاں
کہا حیاہ اللہ من اخ ومن خلیفۃ فنعم الاخ ونعم الخلیفۃ ونعم المجیء جاء اللہ تعالی میرے
بھائی اور میرے خلیفہ کا آنا مبارک کرے کیا اچھا بھائی ہے اور کیا عمدہ ہمنشین ہے اور کیا نیک آنا آیا پھر ارواح
انبیا سے ملاقات ہوئی انہوں نے اپنے رب کی ثنا کی ابراہیم علیہ السلام نے کہا الحمد للہ الذی اتخذنی
خلیلا واعطانی ملکا عظیما وجعلنی امۃ قانتا یؤتم بی وانقذنی من النار وجعلها علی
بردا وسلاما سب تعریف اللہ کو جسنے مجھکو یار بنایا اور مجھے بڑی پادشاہی دی اور مجھے راہ ڈالنے والا حکم بردار بنایا
میری پیروی کیجاتی ہے اور مجھے آگ سے بچایا اور اسکو میرے لیے ٹھنڈک اور آرام بنایا پھر موسے علیہ السلام نے اپنے رب پر
ثنا کی اور کہا الحمد للہ الذی کلمنی تکلیما وجعل ھلاک آل فرعون ونجاۃ بنی اسرائیل علی
یدی وجعل من امتی قوما یھدون بالحق وبہ یعدلون سب تعریف اللہ کو جسنے میرے ساتھ کلام
کی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی خلاصی میرے ہاتھ پر مقدر کی اور میری امت سے ایک لوگ پیدا کیے
جو راہ بتلاتے ہیں حق کی اور اسیپر انصاف کرتے ہیں پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کی اور کہا الحمد للہ
الذی جعل لی ملکا عظیما وعلمنی الزبور والان لی الحدید وسخر لی الجبال یسبحن
والطیر واعطانی الحکمۃ وفصل الخطاب سب تعریف اللہ کو جسنے مجھکو بڑا ملک عطا کیا اور مجھے زبور سکھائی
اور میرے لیے لوہا نرم کیا اور پہاڑونکو میرا فرمانبردار کیا تسبیح کرتے اور جانورونکو اور دی مجھکو تدبیر اور فیصلہ بات کا

پھر سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کی اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لِیَ الرِّیَاحَ وَسَخَّرَ لِیَ الشَّیَاطِیْنَ
یَعْمَلُوْنَ لِیْ مَا شِئْتُ مِنْ مَحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رَّاسِیَاتٍ وَعَلَّمَنِیْ
مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاٰتَانِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ فَضْلًا وَسَخَّرَ لِیْ جُنُوْدَ الشَّیَاطِیْنِ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ وَفَضَّلَنِیْ
عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاٰتَانِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ وَجَعَلَ مُلْکِیْ مُلْکًا طَیِّبًا
لَیْسَ فِیْهِ حِسَابٌ سب تعریف اللہ کو جسنے ہواکو میرے تابع کیا اور تابع کیے شیاطین بناتے تھے میرے لیے جو میں چاہتا
تہا قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے تلاب اور دیگیں جو لہو تہیں اور مجھے سکھائی بولی اڑتے جانوروں کی اور مجھے ہر
چیز سے فضیلت دی اور جنوں اور انسانوں اور اڑتے جانوروں کے لشکر میرے تابع کیے اور مجھے فضیلت دی
اپنے بہت بندوں ایمانداروں پر اور مجھے بڑی بادشاہی دی جو کسی کو میرے پیچھے لائق نہیں ہے اور مجھے دی پاکیزہ بادشاہی
عنایت کی جسمیں مجھپر کوئی مواخذہ نہ ہوگا پھر عیسٰی علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کی اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ
کَلِمَتَهٗ وَجَعَلَ مَثَلِیْ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ وَعَلَّمَنِیَ الْکِتَابَ وَ
الْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَجَعَلَنِیْ اَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا
بِاِذْنِ اللّٰهِ وَجَعَلَنِیْ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَرَفَعَنِیْ وَطَهَّرَنِیْ وَاَعَاذَنِیْ
وَاُمِّیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّیْطَانِ عَلَیْنَا سَبِیْلٌ سب تعریف اللہ پاک کے لیے جسنے
مجھکو اپنا کلمہ بنایا اور میری مثال ایسی بنائی جیسے آدم کی اسکو مٹی سے بنایا پھر اسکو فرمایا ہو وہ ہوگیا اور مجھکو کتاب
اور حکمت سکہائی اور توریت اور انجیل اور مجھکو بنایا کہ میں پرندوں کی طرح مٹی کے جانور بناتا ہوں تو وہ خدا کے
حکم سے اڑتا ہے اور مجھے بنایا کہ میں مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں
اللہ کے حکم سے اور میرا اسنے مرتبہ بلند کیا اور مجھے پاک کیا اور مجھکو اور میری ماں کو شیطان مردود سے امن میں
رکھا تو شیطان کے لیے ہماری ضرر میں کوئی سبیل نہ تہا پھر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عزوجل پر ثنا کی اور
کہا تم سب نے اپنے پروردگار پر ثنا کی اب میں اپنے رب پر ثنا کرتا ہوں پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً
لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ تِبْیَانٌ لِّکُلِّ شَیْءٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ
خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ اُمَّةً وَّسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ
وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا اس اسکی تعریف
ہے جسنے مجھکو بہیجا مہر کرکے جہان کے لوگوں پر اور سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانیکو اور مجھپر قرآن

انذراجس مین ہر چیز کی شرح ہے اور میری امت کو بہتر امت بنایا جو پیدا ہوئی ہے لوگون مین اور میری امت کو معتدل بنایا اور میری امت کو (قیامت مین) سب سے پہلے (اور دنیا مین) پیچھے آنیوالی بنایا اور میرا سینہ کہولدیا اور میرا بوجھ مجہسے اُتار دیا اور میرے ذکر کو بلند کیا اور مجہکو فاتح اور خاتم بنایا ابراہیم علیہ السلام نے کہا بِهٰذَا فَضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسی لیے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمپر فضیلت دی گئی ہے ابوجعفر رازی کہتے ہین خَاتِمٌ بِالنُّبُوَّةِ فَاتِحٌ بِالشَّفَاعَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نبوت کو ختم کرنے والے اور شفاعت کو شروع کرنے والے قیامت کے دن پہر پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین برتن لائے گئے جنکے منہ ڈہپے تہے ایک برتن مین انمین سے پانی تہا کہا پیو تہوڑا سا پیا پہر دوسرا برتن دیا اس مین دودہ تہا کہا پیو اسکو خوب سا سیراب ہوکر پیا پہر تیسرا برتن دیا اسمین شراب تہی کہا پیو کہا مین اسکا پینا نہین چاہتا مین سیراب ہوچکا جبرئیل نے کہا سن لو یہ شراب عنقریب حرام ہوگی تمہاری امت پر اور اگر تم اسکو پی لیتے تو تمہاری پیروی نہ کرتی تمہاری امت مین سے مگر تہوڑے لوگ پہر جبرئیل مع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر آسمان پر چڑہے دروازہ کہلوایا کہا کون ہے یہ جبرئیل کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ کیا انکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا حَيَّاهُ اللهُ مِنْ أَخٍ وَمِنْ خَلِيفَةٍ فَنِعْمَ الْأَخُ وَنِعْمَ الْخَلِيفَةُ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ اللہ تعالی بہائی اور ہمنشین کو جیتا رکہے سو کیا اچہا بہائی ہے اور کیا نیک ہمنشین ہے اور مبارک آنا آیا پہر دروازہ کہول دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے ایک مرد دیکہا تام الخلق جس کی خلقت مین کوئی نقصان نہ تہا جسطرح کہ لوگون کی خلقت مین نقصان ہوتا ہے اسکی داہنی طرف ایک دروازہ تہا جس سے خوشبو آتی تہی اور بائین طرف ایک دروازہ تہا جس سے بدبو آتی تہی جب باب یمین کیطرف نظر کرتا ہنستا اور خوش ہوتا اور جب باب شمال کی طرف نظر کرتا روتا اور غمگین ہوتا مینے کہا ای جبرئیل یہ کون شخص تام الخلق ہے جسکی خلقت مین کوئی شے ناقص نہین ہے اور یہ دونو در کیا ہین کہا یہ تیرے باپ آدم علیہ السلام ہین اور یہ دروازہ جانب یمین کا باب بہشت ہے جب وہ انکو دیکہتا ہے جو اسکی ذریت سے بہشت مین جاتے ہین تو ہنستا ہے اور خوش ہوتا ہے اور دروازہ جانب شمال کا باب جہنم ہے ان کو دیکہتا ہے جو اسکی ذریت سے جہنم مین داخل ہوتے ہین تو روتا اور غمگین ہوتا ہے پہر جبرئیل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے آسمان پر لیگئے اور دروازہ کہلوایا کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا انکے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا حَيَّاهُ اللهُ مِنْ أَخٍ وَمِنْ خَلِيفَةٍ فَنِعْمَ الْأَخُ وَنِعْمَ الْخَلِيفَةُ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ اللہ تعالی بہائی ہمنشین کو جیتا رکہے سو کیا اچہا بہائی اور کیا نیک ہمنشین ہے اور مبارک آنا آیا پہر

پہر داخل ہوئے دو جوان دیکھے کہا جبرئیلؑ یہ کون ہین کہا یہ عیسیٰ بن مریمؑ و یحیےٰ بن زکریا ابنا خالہ ہین پہر
تیسرے آسمان پر چڑہے دروازہ کہلوایا کہا یہ کون ہے کہا جبرئیلؑ ہون کہا تیرے ہمراہ کون ہے کہا محمد صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ کہا اسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا حَیَّاہُ اللہُ مِنْ اَخٍ وَّمِنْ
خَلِیْفَۃٍ فَنِعْمَ الْاَخُ وَنِعْمَ الْخَلِیْفَۃُ وَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ اللہ تعالیٰ بہائی اور ہمنشین کو جیتا رکہے سو کیا اچہا بہائی
اور کیا نیک ہمنشین ہے اور کیا مبارک آنا آیا پہر داخل ہوئے ایک مرد ملے جو لوگون پر حسن مین فاضل تہے جیسے لیلۃ البدر
کا چاند سائر کواکب پر کہا ای جبرئیلؑ یہ کون ہین جو سب لوگون پر حسن مین زیادہ ہین کہا یہ تیرا بہائی یوسف علیہ السلام
ہے پہر آسمان چہارم پر لیکر چڑہے دروازہ کہلوایا کہا کون ہے کہا جبرئیلؑ ہون کہا ن تیرے ہمراہ کون ہے کہا
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا کیا اونکے پاس بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا حَیَّاہُ اللہُ مِنْ اَخٍ وَّمِنْ خَلِیْفَۃٍ
فَنِعْمَ الْاَخُ وَنِعْمَ الْخَلِیْفَۃُ وَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ اللہ تعالیٰ بہائی اور ہمنشین کو جیتا رکہے سو کیا اچہا بہائی اور
کیا نیک ہمنشین ہے اور کیا مبارک آنا آیا پہر داخل ہوئے کہا یہ کون ہے ای جبرئیلؑ کہا یہ ادریس علیہ السلام
ہین وَرَفَعَہُ اللہُ مَکَانًا عَلِیًّا اسکو اللہ تعالیٰ نے بلند مکان مین اٹہا لیا پہر پانچوین آسمان پر چڑہے دروازہ
کہلوایا کہا کون ہے کہا جبرئیلؑ ہون کہا تیرے ساتہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہا اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ
کیا اسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان قَالُوْا حَیَّاہُ اللہُ مِنْ اَخٍ وَّمِنْ خَلِیْفَۃٍ فَنِعْمَ الْاَخُ وَنِعْمَ الْخَلِیْفَۃُ وَ
نِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ پہر داخل ہوئے ایک مرد بیٹہا ہوا ملا اُسکے گرد قوم تہی وہ انکو وعظ کرتا تہا کہا اے جبرئیلؑ
یہ مرد اور یہ قوم کون ہے کہا یہ ہارون محبب ہے اور یہ بنی اسرائیل ہین پہر چہٹے آسمان پر لے گئے دروازہ
کہلوایا کہا تو کون ہے کہا جبرئیلؑ ہون کہا تیرے ساتہ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کہا اَوَقَدْ
اُرْسِلَ اِلَیْہِ کیا اسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا حَیَّاہُ اللہُ مِنْ اَخٍ وَّمِنْ خَلِیْفَۃٍ فَنِعْمَ الْاَخُ وَنِعْمَ
الْخَلِیْفَۃُ وَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ اللہ تعالیٰ بہائی اور ہمنشین کو جیتا رکہے سو کیا اچہا بہائی اور کیا نیک ہمنشین
ہے اور کیا مبارک آنا آیا پہر داخل ہوئے ایک مرد بیٹہا ہوا دیکہا جب اسکو چہوڑ کر آگے بڑہے وہ رویا کہا ای جبرئیلؑ
یہ کون ہے کہا موسیٰؑ ہین کہا کیسلیے روتے ہین کہا بنی اسرائیل نے یہ زعم کیا کہ مین اکرم بنی آدم ہون اللہ عزوجل پر
اور یہ ایک مرد ہے بنی آدم مین سے میرے بعد دنیا مین آیا ہے اور مین آخرے مین ہون اگر وہ بنفسہ اکرم ہوتا تو
ہوتا مجہکو کچہہ پرواہ نہ تہی لیکن ہر نبی کے ساتہ اسکی امت ہوگی پہر جبرئیل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان ہفتم پر
لے چڑہے اور دروازہ کہلوایا کہا تو کون ہے کہا جبرئیلؑ ہون کہا تیرے ساتہ کون ہے کہا محمد صلے اللہ علیہ و

اور دسم میں کہا اور کیا ارسل الیہ کیا اسکی طرف بہیجا گیا تہا کہا ہان کہا حیاہ اللہ من اخ و خلیفۃ فنعم الاخ
ونعم الخلیفۃ ولنعم المجی مجاء پہر داخل ہوئے ایک مرد شمط کیطرف یعنے ادہیڑ جسکے کچہہ بال سفید اور کچہہ سیاہ ہوں
پاس دروازہ بہشت کے کرسی پر بیٹہا ہوا دیکہا اسکے پاس ایک قوم بیٹہی تہی سفید رو جیسے قراطیس اور ایک قوم جنکے
الوان میں کچہہ تہا یہ لوگ جنکی الوان میں کچہہ تہا کہڑے ہوگئے اور ایک نہر میں داخل ہوکر نہائے پہر نکلے کچہہ رنگ انکا صاف
ہوا پہر دوسری نہر میں گہسے اور غسل کیا پہر باہر نکلے انکی الوان کچہہ خالص ہوئی پہر ایک اور نہر میں داخل ہوئے اور نہائے
اور باہر نکلے اونکی رنگت بالکل صاف ہوگئی وہ اپنے صحابہ کے الوان پر ہوگئے اور آکر پاس یار دنکے بیٹہے کہا اے
جبریل یہ اشمط کون ہیں اور یہ سفید رو کون ہیں اور یہ لوگ جنکے الوان میں کچہہ ہے کون ہیں اور یہ انہار کیا ہیں جسمیں یہ
لوگ داخل ہوئے اور جب آئے تو انکی الوان صاف ہوگئی کہا یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں سب سے پہلے روئے زمین
پر انہیں کے بال سفید ہوئے اور یہ سفید چہرہ ونکے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا اور جن لوگوں
کے رنگوں میں کچہہ ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عمل صالح اور دوسرا عمل سئی ملایا پہر توبہ کی اللہ نے انکی توبہ قبول
فرمائی رہے انہار سو پہلی نہر رحمت خدا ہے اور دوسری نعمت خدا اور تیسری سقاھم ربھم شرابا طھورا
پلائی انکو انکے رب نے شراب جو دل کو دہو گئی پہر سدرۃ تک پہنچے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے اسی تک پہر کوئی تیری امت
کا جو تیری سنت پر ہو منتہی ہوتا ہے یہ ایک درخت تہا جسکی جڑ سے نہریں نکلتی ہیں ایک انھار من ماء غیر
اسن کی یعنی نہریں ہیں پانی کی جو نہیں بگڑ گیا دوسری انھار من لبن لم یتغیر طعمہ یعنے نہریں ہیں دود
کی جنکا مزہ نہیں پہرا تیسری انھار من خمر لذۃ للشاربین نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں
کو چوتہی انھار من عسل مصفی نہریں ہیں شہد جہاگ اتارا ہوا یہ ایک درخت ہے جسکے سایہ کے تلے سوار ستر
برس چلے اور قطع نکرے ایک پتہ اسکا ساری امت کو ڈہانپ لیتا ہے اس درخت کو نور خلاق عزوجل ڈہانپے ہوئے
تہا اور فرشتے اسکو مثل غربان کے چہپائے ہوئے تہے جبکہ درخت پر کوئی داغ نہ رب تبارک وتعالی کا گر تا اللہ پاک
اس درخت کے کلام کیا اور کہا مانگ عرض کیا تو نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور ملک عظیم انکو دیا اور موسے سے بات
کی اور داؤد کو ملک عظیم عطا کیا اور لوہا انکے لیے نرم کر دیا اور سلیمان کو بادشاہی دی اور جن وانس وشیاطین کو انکا
مسخر کیا اور ہوائیں انکی تسخیر میں دیں اور ایسا ملک دیا کہ پہر ویسا کسی کو بعد اونکے دیا نہیں ہے اور عیسی کو
توریت وانجیل سکہائی مانند ہے اور کوڑہی کو اچہا کر دیتے تہے اور مردے کو جلا دیتے تیری اذن سے اور انکو
اور انکی ماں کو شیطان مردود سے پناہ دی شیطان کو کوئی رستہ انپر نہ تہا رب عزوجل نے فرمایا یعنے مجہکو

اپنا خلیل کیا ہے اور توریت مین حبیب الرحمن لکھا ہوا ہے اور مینے تجھکو تمام لوگون کی طرف بہیجا ہے خوشخبری
سنانے والا ڈرانیوالا اور مینے تیرا سینہ کہول دیا اور تیرا بوجھ اتار رکہا اور تیرا ذکر بلند کر دیا کہ لَا اُذْكَرُ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِیْ تو مین
نہ یاد کیا جاونگا مگر تو میرے ساتھ مذکور ہوگا اور تیری امت کو خیر امت ٹہیرایا جو لوگون کے لیے نکالی گئی ہے اور انکو
امت وسط کیا اور یہی تیری امت اولین و آخرین ہے اور جائز نہین ہے واسطے تیرے امت کے خطبہ یہانتک کہ گواہی دین
کہ تو میرا بندہ و رسول ہے اور تیری امت مین سے اقوام بنائے جنکے دل انجیل ہین اور تجھکو اول نبیین خلق مین اور آخر نبیین
بعث مین کیا ہے سب سے پہلے تیری امت کا نیاو ہوگا اور تجھکو سبع مثانی دی ہے جو تجھسے پہلے کسی نبی کو
نہین دی گئی اور تجھکو خواتیم سورۂ بقرہ کنز زیر عرش سے دیے ہین جو مین نے کسی نبی کو تجھسے پہلے نہین دیے
اور تجھکو کوثر دی ہے اور آٹھہ سہام عطا کیے ہین اسلام ہجرت جہاد نماز صدقہ صوم رمضان امر بالمعروف
نہی عن المنکر تجھکو فاتح و خاتم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فضیلت دی ہے مجھکو میرے رب نے
چھہ چیزون سے جو مجھکو عطا کی ہین فاتح و خواتیم کلام و جوامع حدیث اور مجھکو طرف ساری لوگون کے بہیجا ہے بشیر
و نذیر کرکے اور میرے اعدا کے دل مین ایک ماہ کی رستے تک کا رعب ڈالا ہے اور مجھکو غنائم حلال کیے ہین اور مجھسے
پہلے کسی کو حلال نہ تھے اور میرے لیے ساری زمین طہور و مسجد کر دی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچاس
نمازین فرض کی گئی تہین جب پہر کر نزدیک موسی علیہ السلام کے آئے کہا بِمَ اُمِرْتَ یَا مُحَمَّدُ قَالَ بِخَمْسِیْنَ صَلٰوةً قَالَ
اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِیْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ اَضْعَفُ الْاُمَمِ فَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ شِدَّةً
تو کس بات کا حکم دیا گیا فرمایا پچاس نمازون کا موسی نے فرمایا اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف کا سوال کر تیری امت
تو سب امتون سے ضعیف ہے اور مین بنی اسرائیل سے تکلیف پا چکا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب
کے پاس گئے اور تخفیف کا سوال کیا دس نمازین کم کر دین پہر پاس موسی ع کے آئے کہا کیا حکم تمکو ملا کہا چالیس نماز
کا کہا پہر جاؤ پاس اپنے رب کے اور تخفیف مانگو تمہاری امت ضعیف ترین امم ہے مینے بنی اسرائیل سے بہت شدت و
تکلیف پائی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہر کر پاس اپنے رب کے آئے اور سوال تخفیف کا کیا دس نمازین کم کین پہر نزدیک
موسی ع کے آئے کہا کہو کیا حکم تمکو دیا کہا اب تیس نمازون کا حکم ملا ہے کہا اپنے رب کے پاس جا کر آسانی
چاہو تمہاری امت سب امتون سے ناتوان ہے اور مین بنی اسرائیل سے شدت دیکھ چکا ہون حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اپنے رب کے گئے اور تخفیف چاہی دس نمازین کم کین پہر پاس موسی ع کے آئے کہا بِمَ
اُمِرْتَ قَالَ اُمِرْتُ بِعِشْرِیْنَ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِیْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ اَضْعَفُ

أَضْعَفُ الْأُمَمِ وَقَدْ لَقِيتُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ شِدَّةً ۔ اب کیا حکم ہوا فرمایا پچاس نمازون کا فرمایا اب بھی اپنے رب پاس پھر
جاکر تخفیف کا سوال کر تیری امت سب امتون سے ناتوان ہے اور مینے بنی اسرائیل سے تکلیف اٹھائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پاس اپنے رب کے آئے سوال تخفیف کا کیا دس نمازین کم کین پاس موسی علیہ السلام کے آئے پوچھا اب کتنی نمازون کا حکم
ہوا ہے کہا دس نمازو کا کہا اپنے رب کے پاس پھر جاؤ اور تخفیف چاہو تمہاری امت اضعف امم ہے اور مین بنی اسرائیل
سے شدت دیکھ چکا ہون حضرت نے رب کے پاس آکر سوال تخفیف کا کیا پانچ نمازین کم کین پھر کر پاس موسی کے آئے
پوچھا کیا حکم ہوا کہا پانچ نمازین دن مین کہا پھر پاس اپنے رب کے جاؤ اور سوال تخفیف کا کرو کہ تمہاری امت ضعیف ترین امم ہے
اور مین بنی اسرائیل سے سختی دیکھ چکا ہون کہا قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ فَمَا أَنَا بِرَاجِعٍ إِلَيْهِ یعنے مین
اسقدر رب کے پاس آگیا ہون کہ مین شرمسار ہوگیا اب تو مین اسکے پاس نہین جاتا تب یہ بات کہی گئی أَمَا إِنَّكَ كَمَا
صَبَرْتَ نَفْسَكَ عَلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ فَإِنَّهُنَّ يُجْزِينَ عَنْكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَإِنَّ كُلَّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ
أَمْثَالِهَا جیسے تونے صبر کیا پانچ نمازو پر تو انگی تجھکو پچاس نمازون کی جزا دی جاویگی کیونکہ ایک نیکی کی جزا
اسکے دس برابر ہے تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل خوش ہوگئے کہا موسی علیہ السلام سخت ترین پہلے تھے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبکہ آپکا گذر ہوا اور بہترین انبیا تھے جبکہ طرف انکی رجوع کیا رواہ ابن جریر بطولہ وفیہا
غَرَابَةٌ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فَذَكَرَ مِثْلَ مَا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَذَكَرَ أَنَّ الْحَاكِمَ أَبَا عَبْدِ اللهِ رَوَاهُ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ ذَكَرَهُ أَبُو زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رض قَالَ فِي قَوْلِ اللهِ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ
كَنَحْوٍ مِمَّا سُقْنَاهُ قُلْتُ وَأَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ قَالَ فِيهِ الْحَافِظُ أَبُو زُرْعَةَ الرَّازِيُّ يَهِمُ فِي الْحَدِيثِ
كَثِيرًا وَقَدْ ضَعَّفَهُ غَيْرُهُ أَيْضًا وَوَثَّقَهُ بَعْضُهُمْ وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ سَيِّئُ الْحِفْظِ فَفِيمَا تَفَرَّدَ بِهِ نَظَرٌ
وَهٰذَا الْحَدِيثُ فِي بَعْضِ أَلْفَاظِهِ غَرَابَةٌ وَنَكَارَةٌ شَدِيدَةٌ وَفِيهِ شَيْءٌ مِنْ حَدِيثِ الْمَنَامِ
مِنْ رِوَايَةِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ فِي الْمَنَامِ الطَّوِيلِ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ وَيُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ مَجْمُوعًا مِنْ
أَحَادِيثَ شَتَّى أَوْ مَنَامٍ أَوْ قِصَّةٍ أُخْرَى غَيْرِ الْإِسْرَاءِ وَاللهُ أَعْلَمُ ۔ صحیحین مین ابو ہریرہ رض سے
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھکو لے گئے مینے موسی کو دیکھا پھر ان کی نعت بیان کی
کہ وہ ایک مرد ہین مین گمان کرتا ہون مضطرب سیدھے بال سر کے جیسے رجال شنوءہ کے اور دیکھا مینے عیسے علیہ السلام
کو پھر نعت بیان کی انکی کہ وہ میانہ قد سرخ رنگ ہین گویا دیماس یعنے حمام سے باہر نکل آتے ہین اور دیکھا مینے

ابراہیم ہو گوا اور مین اشبہ اولاد ابراہیم مجھون ساتھ ابراہیم ہے کے اور لائے گئے میرے پاس دو برتن ایک دودہ کا
دوسرا شراب کا مجھسے کہا جو نسا تو چاہے پیلے مینے دودہ لیکر پیا مجھے کہا گیا هُدِيتَ الْفِطْرَةَ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ
تجھے فطرت کی ہدایت کی گئی یا راوی نے یون کہا تو فطرت کو پہونچا اگر تو شراب لیتا تیری امت بہک جاتی وَذَكَرَ حَمَّادٌ وَمَنْ
دَخَبَرُ اٰخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ یہ تحقیق صحیح مسلم کا لفظ ابو ہریرہ رضہ سے رفعا یہ ہے مینے دیکھا اپنے آپ کو اور قریش مجھ
سے سوال میری شب روی کا کرتے تھے مجھسے حال بعض اشیا بیت المقدس کا پوچھا جسکو مینے اچھی طرح نہ جانا تھا مجھکو ایسا
کرب ہوا کہ کبھی ویسا نہ ہوا تھا اللہ نے اسکو میری طرف مرفوع کر دیا اور مین اسکو دیکھتا اور جس چیز کا وہ سوال کرتے مین انہیں
کی خبر انکو دیتا مینے اپنے آپ کو ایک جماعت انبیا مین دیکھا موسے کہڑے نماز پڑہتے تھے وہ ایک شخص میانہ
ہوئے تھے گویا رجال شنوءہ سے ہین عیسے بن مریم بھی کہڑے نماز پڑہتے تھے بہت قریب لوگون مین مشابہ ان کے
عروہ بن مسعود ثقفی ہین ابراہیم عہ بھی کہڑے نماز پڑہتے تھے اقرب مردم شبہ مین ساتھ انکے تمہارا صاحب ہے یعنے
مین اتنے مین وقت نماز کا آیا مین انکا امام بنا جب نماز پڑہ چکا ایک کہنے والے نے کہا اے محمد یہ مالک خازن جہنم
ہے مینے انکی طرف التفات کیا انسے ابتدا السلام کی ابن ابی حاتم کا لفظ ابو ہریرہ سے فقط یون ہے کہ مینے شب اسرا
مین جبکہ مین ساتوین آسمان پر پہونچا دیکھا کہ مینے اوپر کو نظر کی رعد و برق و صواعق تھے اور آیا مین ایک قوم پر
جنکے بطون جیسے بیوت ان مین حیات جو کہ خارج بطون سے دکہائی دیتے تھے مینے کہا یہ کون مین لسے جبرئیل نے
کہا یہ سود کہانے والے ہین جب مین دنیا مین اترا تو نیچے کی طرف دیکھا ناگہاں ایک رہج و دخان و اصوات تھے
مینے کہا یہ کون ہین اے جبرئیل کہا یہ شیاطین ہین بنی آدم کی آنکھون کے اردگرد پہرتے ہین ملکوت ارض و سموات
مین نظر نہین کرتے اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہ لوگ عجائب دیکھتے رَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَابْنُ مَاجَةَ
بیہقی نے علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ و ابن عباس و ابن مسعود و ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے
کہ ان سب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہر مین ام ہانی کے سوتے تھے اور نماز عشا پڑہ چکے تھے حاکم ابو عبد اللہ
نے یہ حدیث طویل روایت کی ہے نسخہ مسموعہ سے اس مین ذکر مدارج و ملائکہ وغیر ذلک کا ہے جس کا
انکار اللہ کی قدرت کے سامنے نہین ہوسکتا اگر روایت صحت کو پہونچے بیہقی نے کہا فِي حَدِيثِ اَبِي هَارُوْنَ
الْعَبْدِيِّ فِي اِثْبَاتِ الْاِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ كِفَايَةٌ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ابو ہارون عبدی کی حدیث اسرا اور
معراج کی اثبات مین کافی ہے اس حدیث کو بہت تابعین ائمہ مفسرین نے مرسلا روایت کیا ہے بیہقی کا لفظ
عائشہ رض سے یہ ہے کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد اقصے کو گئے صبح کو لوگون سے ذکر کیا کچھ لوگ

جو ایمان لائے اور تصدیق کیتھے وہ مرتد ہو گئے اور ابو بکرؓ سے سعایت کی کہ تمکو کچہہ خبر ہے کہ تمہارے صاحب زعم
کرتے ہین کہ وہ آجکی رات بیت المقدس گئے تھے کہا کیا انہون نے اسطرح کہا ہے کہا ہان کہا لَئِنْ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ
صَدَقَ کہا کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ اس شب بیت المقدس جا کر صبح سے پہلے آ گئے کہا ہان مین
انکی تصدیق اس سے دور تر امر مین کرتا ہون صبح یا شام جو خبر آسمان کی دیتے ہین اسکی تصدیق کرتا ہون اسی
جگہہ سے ابو بکر کا نام صدیق ہوا ام ہانی بنت ابی طالبؓ کہتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وقت شب نہین
لیگئے مگر وہ میرے گہر مین اس رات نزدیک میرے سوتے تھے نماز عشا پڑہکر سو رہے اور ہم بھی سو رہے صبح سے پہلے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو جگا دیا جب نماز صبح کی پڑہی اور ہم نے بہی ہمراہ آپ کے صبح پڑہی کہا اے
ام ہانیؓ مینے ہمراہ تمہارے نماز پڑہی تہی جسطرح تو نے دیکہا اس وادی مین پہر مین بیت المقدس کو گیا اور وہان
نماز پڑہی پہر مینے نماز صبح تمہارے ہمراہ پڑہی اسوقت جسطرح کہ تو دیکہتی ہے رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ اس
روایت مین کلبی متروک ہے لہذا ساقط ہے لیکن ابو یعلےٰ نے اسکو ام ہانیؓ سے مبسوط تر سیاق مین اس سے روایت
کیا ہے وہ اسجگہہ لکہنا چاہیے طبرانی کا لفظ ام ہانیؓ سے یہہ ہے کہ جس شب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیگئے اس
رات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گہر مین سوئے تہے مینے انکو وقت شب نہ پایا مجکو اس ڈر کے سے نیند نہ
آئی کہ کہین بعض قریش آپ سے متعرض ہوئے ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل آئے اور میرا
ہاتہہ پکڑکر باہر لیگئے دروازہ پر ایک دابہ تہا خچر سے چہوٹا گدہے سے بڑا مجکو اسپر سوار کرکے چلے یہانتک کہ
بیت المقدس پر پہونچے مجہے ابراہیم علیہ السلام کو دکہایا انکی خلقت مشابہ میری خلقت کی تہی اور موسےؑ کو دکہایا
وہ ایک مرد گندم گون دراز قد سبط الشعر مشابہ مردم ازد شنوءہ کے تہے عیسی علیہ السلام کو دکہایا وہ میانہ
قد سفید رنگ مائل بسرخی مشابہ عروہ بن مسعود کے تہے دجال کو دکہایا ممسوح العین یمنی تہا مشابہ قطن بن عبد العزی
کہا مین چاہتا ہون کہ نکل کر قریش کو خبر دون جو کچہہ مینے دیکہا ہے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کپڑا
پکڑا اور کہا مین تمکو اسکی یاد دلاتی ہون کہ تم اگر اپنی قوم کے پاس جاؤگے تو وہ تمکو جہٹلائینگے اور تمہاری
بات کا انکار کرینگے مجہے ڈر ہے کہ تمپر حملہ کرین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کپڑا میرے ہاتہہ سے چہڑا
لیا پہر پاس انکے گئے وہ بیٹہے تہے انکو خبر دی جبیر بن مطعم نے کہا اے محمد اگر تمہاری شان ہوتی جیسے کہ تم
تہے تو جو بات تم نے کہی ہے تم نہ کہتے اور تم درمیان ہمارے ہو ایک مرد نے قوم مین سے کہا اے محمد تم
گذرے ہماری اونٹون پر بہی ہو فلان فلان جگہہ کہا ہان واللہ مینے انکو پایا کہ انکا ایک اونٹ گم گیا تہا اور وہ

اوس کو تلاش کرتے تہے کہا بنی فلان کے اونٹ پر بہی تم گذرے تہے کہا ہان میننے انکو فلان فلان جگہہ دیکہا تہا انکا
ایک ناقہ سرخ شکست ہو گیا تہا انکے پاس ایک بڑا پیالہ پانی کا تہا مین نے اسمین سے پانی پیا کہا پہلا اون کی
گنتی اور جو چرواہے ہے انکے ساتہہ ہین انکی تعداد بتا دو کہا مین انکی گنتی سے مشغول تہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہڑے ہوگئے اور اونٹ لائے گئے اونکو اور رعاۃ کو گن لیا پہر پاس قریش کے آئے اور فرمایا تم نے مجہسے بنی فلان
اونٹوں کا حال پوچہا تہا وہ کذا کذا ہین اور ان مین فلان و فلان راعی ہے اور تم نے مجہسے حال اونٹ بنی فلان
کا دریافت کیا وہ ثنیہ ہین اور ان مین منجملہ رعاۃ کے ابن ابی قحافہ اور فلان فلان ہے اور یہ کل صبح کو ثنیہ
پر آجائینگے لوگ اس گہاٹی پر انتظار کرنے کو بیٹہے کہ دیکہین سچ کہا ہے یا نہین اتنے مین سامنے سے اونٹ
آئے اون سے پوچہا کہ تمہارا کوئی اونٹ گم گیا تہا کہا ہان دوسرون سے پوچہا کہ کوئی تمہارا ناقہ سرخ اسکا ٹوٹ گیا
تہا کہا ہان کہا تمہارے پاس کوئی قصعہ تہا ابوبکر نے کہا واللہ میننے وہ قصعہ رکہدیا تہا کسی نے اسکو نہین
پیا اور نہ زمین پر بہایا ابوبکر نے انکی تصدیق کی اور ایمان لائے اوسدن سے انکا نام صدیق ہوا **ف** ابن
کثیر کہتے ہین جب مجموع ان احادیث پر کہ صحیح و حسن و ضعیف ہین وقوف حاصل ہوا تو مضمون متفق علیہ ثابت
ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبا شب مکے سے بیت المقدس کو گئے اور یہ جانا ایک ہی بار ہوا تہا اگرچہ عبارت
رواۃ اور مضمون مین مختلف ہین اور الفاظ کی کمی بیشی ہے کیونکہ ماسوی انبیا پر خطا روا جائز ہے اور جسنے ہر ہر
روایت کو کہ دوسری روایت کے مخالف ہے علیحدہ ٹہیراکر اسراات متعددہ قرار دیے وہ بعید اغرب ہے اور
بار طرف غیر مہرب کے اسکو مطلب ہاتہہ نہ آیا اور بعض متاخرین نے تصریح کی ہے کہ جانا مکے سے بیت المقدس کو
ایک بار ہوا تہا فقط اور ایک بار مکے سے آسمان پر فقط اور ایک بار مکے سے بیت المقدس پہر وہان سے آسمان کو
اور یہ متاخر اس مسلک سے خوش ہوا اور اسنے جانا کہ اس کے ہاتہہ ایک ایسی چیز لگی جس سے خلاص اشکالات
سے ہوتا ہے حالانکہ یہ نہایت بعید ہے اور کسی ایک سلف سے یہ بات منقول نہین ہوئی اور اگر یہ سیر متعدد ہوتا
تو خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دیتے اور لوگ اس تعدد و تکرر کو نقل کرتے **ف** موسے بن عقبہ کہتے
ہین کہ زہری نے کہا ہے کہ اسرا ایک سال قبل ہجرت کے ہوا تہا عروہ بہی اسی کے قائل ہین سدی نے کہا چہ
مہینے پہلے ہجرت کے ہوا تہا حق یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسرا بیداری تہا نہ خواب مکے سے بیت المقدس
براق پر سوار ہو کر گئے جب باب مسجد پر پہونچے دابہ کو نزدیک دروازہ کے باندہکر مسجد مین آئے اور قبلہ مسجد مین دو رکعت
تحیۃ المسجد پڑہین پہر معراج لائی گئی وہ مثل سلم کے صاحب درج تہی اسپر چڑہتے تہے اسپر سے صعود طرف آسمان

دنیا کے کیا پھر ہفت آسمان پر گئے ہر آسمان کے مقربین نے تلقی کی اور حضرت نے اُن پیغمبرون پھر چھ آسمانون مین
تھے سلام کیا بحسب منازل و درجات انبیا کے یہانتک کہ موسی کلیم پر آسمان ششم مین گذرے اور ابراہیم خلیل پر آسمان
ہفتم مین پھر ان دونوں انبیا کی منزلت سے تجاوز کیا یہانتک کہ مستوی تک پہنچے وہان آواز اقلام قدر کی سنی جو کچھ لکھنے
والا تھا اور سدرۃ المنتہے دیکھا اللہ تعالی کا امر اُسکو ڈھانپے تھا ایک عظمت عظیم تھی سونیکے پتنگے اور الوان متعدد
و ملائکہ اسکو ڈھانپے ہوئے تھے وہان جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت پر دیکھا چھ سو پر تھے اور رفرف خضر کو دیکھا
و عافق کو گھیرے ہوئی تھا اور بیت معمور دیکھا جو کعبہ ارضیہ بنائے ابراہیم خلیل کے مقابل مین ہے ابراہیم اپنی پشت
اُس سے لگائے ہوئے بیٹھے تھے اسلیے کہ وہ کعبہ سماویہ ہے اسمین ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہو کر عبادت کرتے
ہین پھر طرف اُسکے قیامت کے دن تک عود نہین کرتے اور جنت و نار کو دیکھا وہان اللہ نے پچاس نمازین فرض
کین پھر تخفیف فرما کر براہ رحمت و لطف بالعباد پانچ رکھین اسمین ایک اعتبار عظیم ہے ساتھ شرف و عظمت نماز کے
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس پر اترے اور اُنکے ہمراہ انبیا بھی اُترے اُنکے ہمراہ نماز پڑھی جبکہ وقت
نماز کا آیا محتمل ہے کہ وہ نماز صبح کی ہو اُسدن اور بعض لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ امامت نماز کی آسمان پر
کی تھی لیکن بظاہر روایات اسی پر ہے کہ یہ نماز بیت المقدس مین تھی لیکن بعض روایات مین یون ہے کہ اول
دخول مین تھی ظاہر یہ ہے کہ بعد رجوع کے تھی اسلیے کہ جب گذر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منازل انبیا
پر ہوا تو آپ ایک ایک کو جبرئیل سے پوچھتے گئے اور وہ ہر ایک کے حال سے خبر دیتے رہے اور یہی لائق بھی
ہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول مطلوب جناب علوی تھے تاکہ آپ پر اور آپکی امت پر اللہ تعالی جو چاہے
وہ فرض کرے پھر جب اس مراد سے فارغ ہوئے تب اجتماع ساتھ اخوان انبیا علیہم السلام کے ہوا پھر اللہ نے
آپکا شرف و فضل اُنپر بہ تقدیم امامت ظاہر کیا اور اس امامت کا اشارہ جبرئیل ع نے کیا تھا پھر بیت المقدس
سے نکلکر براق پر سوار ہوئے اور غلس مین تاریکی شب مین مکہ مین پھر کر آگئے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم رہا پیش
کرنا برتن شیر و شہد یا شیر و شراب یا شیر و آب کا اِن سب برتنون کا سو بیت المقدس مین تھا یا آسمان مین
اور محتمل ہے کہ یہان اور وہان دونو جگہہ ہو کیونکہ یہ شغل ضیافت کا تھا واسطے قادم کے واللہ اعلم **ف**
لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ پھرانا بدن و روح دونون کے ساتھ ہوا تھا یا فقط روح سے اس مین دو
قول ہین اکثر علما اسپر ہین کہ روح و بدن دونون سے بیداری مین ہوا نہ خواب مین اس امر کا انکار نہین ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل اسکے خواب مین دیکھا ہو پھر بعد اسکے بیداری مین اسلیے کہ حضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خواب دیکھتے تھے وہ مثل فلق صبح کے ظاہر ہوتی تھی دلیل سیر یہ آیت کتاب عزیز ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ پاک ذات ہے جو لیگیا اپنے بندہ کو رات ہی رات ادب والی مسجد سے پرلی مسجد تک جسمین ہمنے خوبیاں رکھین تسبیح نزدیک امور عظام کے ہوتی ہے اگر منام ہوتی تو کچھ بڑی بات نتھی اور کچھ استعظام نتہا اور کفار قریش طرف تکذیب کے شتابی نہ کرتے اور ایک جماعت مسلمین اسلام لاکر مرتد نہ ہوجاتے نیز عبد عبارت ہے مجموع روح وجسد سے اور اللہ نے کہا ہے اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا اور فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ اور وہ دکھاوا جو تجھکو دکھایا ہمنے سو جانچنے کو لوگون کے ابن عباسؓ نے کہا یہ رؤیا عین تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی گئی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ اور فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی بہکی نہین نگاہ اور حد سے نہین بڑہی اور بصر آلات ذات سے ہے نہ روح سے نیز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمول ہوے براق پر یہ ایک دابہ بیضا براق ذو لمعان ہے یہ بات بدن کے لیے ہوتی ہے نہ روح کے لیے اسلیے کہ روح اپنی حرکت مین محتاج کسی مرکب کا رکوب کی نہین ہوتی ہے واللہ اعلم دوسرے گروہ نے کہا کہ اسرا روح سے تھی نہ جسد سے محمد بن اسحق نے سیر میں کہا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان جب کوئی سوال حضرت کے سیر کا کرتا تو کہتے کَانَتْ رُؤْیَا مِّنَ اللّٰہِ صَادِقَۃً اللہ کی جانب سے سچی خواب تھی اور مجھسے بعض آل ابی بکرؓ نے کہا ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی تہین مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ اُسْرِیَ بِرُوْحِہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک مفقود نہین ہوا لیکن آپکی روح کو اسرا کرایا گیا ابن اسحق کہتے ہین اس قول عائشہؓ کا انکار نہین کیا گیا ہے بسبب قول حسن کہ یہ آیت نازل ہوئی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ اور وہ دکھاوا جو دکھایا ہمنے تجھکو سو جانچنے کو لوگون کے اور اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے خبر دی ہے اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (میں دیکھتا ہون خواب میں کہ میں تجھکو ذبح کرتا ہون پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے) پھر انہون نے اس منام پر کام کیا اس سے معلوم ہوا کہ انبیا کو وحی بیداری اور خواب دونون مین آتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے تَنَامُ عَیْنَایَ وَقَلْبِیْ یَقْظَانُ میری آنکھین سوجاتی ہین اور میرا دل بیدار رہتا ہے واللہ اعلم کہ ان مین سے کونسی وحی آئی اور یہ سب ماجرا معاینہ کیا کونسی حالت تھی بیداری یا خواب یہ سب حق وصدق ہے انتہی کلام ابن اسحق اس کلام کا تعقب ابن جریر نے اپنی تفسیر مین رد وانکار وتشنیع کے ساتھ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خلاف ظاہر سیاق آیت قرآن سے ہے اور ادلہ اسکے رد پر ذکر کیے ہین جن مین سے بعض گذر چکے **ف** حافظ ابن کثیر

اصبہانی نے کتاب دلائل النبوۃ مین بطریق واقدی محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دحیہ بن خلیفہ کلبی کو پاس قیصر کے بھیجا پہر انکے ورود کا ذکر قیصر پر اور رسالت آپ کا کیا ہے سیاق مذکور مین دلالت عظیم
ہے وفور عقل ہرقل پر پہر اوسنے تجار شام کو بلایا ابوسفیان صخر بن حرب اور انکے اصحاب کو لائے انسے مسائل مشہورہ کا
سوال کیا رَوَاهَا الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ کَمَا سَیَاتِیْ بَیَانُہٗ ابوسفیان نے جہد کیا کہ امر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی تحقیر وتصغیر نزدیک قیصر کے کرے اس سیاق مین ابوسفیان نے کہا ہے وَاللہِ مَا مَنَعَنِیْ مِنْ اَنْ اَقُوْلَ عَلَیْہِ قَوْلًا
اُسْقِطُهٗ مِنْ عَیْنِهٖ اِلَّا اَنِّیْ اَکْرَهُ اَنْ اَکْذِبَ عِنْدَهٗ کِذْبَةً یَاْخُذُهَا عَلَیَّ وَلَا یُصَدِّقُنِیْ بِشَیْءٍ یعنی اللہ
کی قسم مجھے نہین روکا اس بات سے کہ مین ایسی وہ بات بتاؤن جو اسکو بادشاہ کی نظر سے گرا دے مگر اس امر نے کہ مینے
برا جانا کہ مین بادشاہ کے پاس جھوٹ بولکر اپنا اعتبار نہ اٹھالون کہا یہان تک کہ ذکر انکے قول کا بابت معراج
کے کیا کہ مینے کہا اَیُّهَا الْمَلِكُ اَلَا اُخْبِرُكَ خَبَرًا تَعْرِفُ اَنَّهٗ قَدْ كَذَبَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ قُلْتُ
اِنَّهٗ یَزْعُمُ لَنَا اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْ اَرْضِنَا اَرْضِ الْحَرَمِ فِیْ لَیْلَةٍ فَجَاءَ مَسْجِدَكُمْ هٰذَا مَسْجِدَ اِیْلِیَاءَ وَ
رَجَعَ اِلَیْنَا تِلْكَ اللَّیْلَةَ قَبْلَ الصَّبَاحِ قَالَ وَبَطْرِیْقُ اِیْلِیَاءَ عِنْدَ رَاْسِ قَیْصَرَ فَقَالَ بَطْرِیْقُ اِیْلِیَاءَ قَدْ
عَلِمْتُ تِلْكَ اللَّیْلَةَ اے بادشاہ مین تجھے ایک بات نہ بتلاؤن جس سے تجھکو اسکا جھوٹ معلوم ہو جاوے ہرقل
بولا وہ کیا ہے ابوسفیان نے کہا مینے کہا وہ گمان کرتا ہے کہ مین ایک ہی رات مین حرم کی زمین سے نکلکر بیت
المقدس مین گیا اور پہر اسی رات مین واپس آیا صبح سے پہلے کہا اور بیت المقدس کا عالم قیصر کے پاس کھڑا تھا
وہ بولا مجھے وہ رات معلوم ہے قیصر نے طرف اسکے دیکھا کہا تجھے کیا معلوم ہے کہا مین کسی رات سوتا نہ تھا جب
تک کہ سارے دروازے مسجد کے بند نہ کرتا جب وہ رات ہوئی مینے سارے دروازے بند کر دیے مگر ایک دروازہ
جو مجھسے بند نہ ہوا مینے اپنے اعمال سے مدد لی اور جتنے لوگ میرے پاس حاضر تھے سب سے مدد کی ہر چند اسکا بند کرنا
چاہا نہ ہو سکا ہم اسکو ہلا بہی نہ سکے گویا ہم ایک پہاڑ کو سرکاتے تہے مینے نجاروں کو بلایا انہون نے اسکو دیکھا کہا
اس دروازے پر سنگاف و بنیان ساقط ہو گئی ہے ہم اسکو ہلا نہین سکتے صبح ہو تو نظر کرین کہ یہ کیا ہوا ہے مین
دونو دروازے کہلے چہوڑکر چلا آیا صبح کو وہان گیا وہ پتھر جو زاویہ مسجد مین ہے اسکو مثقوب پایا اور اسمین اثر باندھنے
ایک جانور کا تہا مینے اپنے اصحاب سے کہا روکا نہین گیا یہ دروازہ آجکی رات مگر کسی نبی پر اور اسنے آجکی رات
ہماری اس مسجد مین نماز پڑہی ہے وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثِ ابن کثیر نے اس فائدے کو فائدہ حسنہ جلیلہ کہا ہے
ف حافظ ابو الخطاب عمر بن دحیہ نے کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر مین ذکر حدیث اسرا کا طریق انس سے

سے کرکے بہم کیا ہے فَاَجَادَ وَاَفَادَ پھر کہا ہے کہ روایات متواترہ آئی ہیں حدیث اسرا میں عمر بن خطاب
علی وابن مسعود وابوذر ومالک بن ابی صعصعہ وابی ہریرہ وابی سعید وابن عباس وشداد بن اوس وابی بن کعب وعبد
الرحمن بن قرظ وابو حبہ وابی لیلے انصاریین وعبداللہ بن عمر وجابر وحذیفہ وبریدہ وابو ایوب وابو امامہ وسمرہ بن
جندب وابو الحمراء وصہیب رومی وام ہانی وعائشہ واسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اجمعین سے کسی نے سیاق
حدیث کا بطول اور کسی نے مختصر روایت کیا ہے جس طرح کہ مسانید میں واقع ہے اگرچہ روایت بعض کی شرط صحت
پر نہیں فَحَدِیْثُ الْاِسْرَاءِ اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَعْرَضَ عَنْہُ الزَّنَادِقَۃُ وَالْمُلْحِدُوْنَ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ سو اسرا کی حدیث پر اہل اسلام
کا اتفاق ہے لیکن زندیقوں اور ملحدوں نے اس سے اعراض کیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں
سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے چاہے برا مانیں کافر اول تفسیر آیۃ سبحان الذی سے اس جگہ جو
کچھ لکھا گیا ہے یہ سب ترجمہ ہے کلام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا انکی تفسیر شریف سے وللہ الحمد والمنۃ مقصود
اس جگہ ایراد وذکر روایات مثبتۂ اسرا کا ہے نہ بیان فوائد وفقہ واستنباط معانی والفاظ کا ورنہ زیر ہر حدیث اسرا
علی اختلاف الفاظہ وطرقہ فوائد بے شمار ومسائل بسیار ومنافع کثیر ولطائف نفیس ہیں ف فتح البیان کا
بیان اس جگہ یہ ہے کہ سبحان مصدر سماعی ہے سبح مشدد کا یا اسم مصدر ہے یا مصدر قیاسی ہے سبح مخفف کا معنے اسکے
تنزیہ وبعد وبرات کے ہیں ہر نقص وسوء سے بہرحال یہ علم جنس ہے واسطے تنزیہ وتقدیس کے یا علم تسبیح ہے دال
ہے تسبیح بلیغ وتنزیہ کامل پر ولہذا اسکا استعمال بجز اللہ تعالےٰ کے اور کے حق میں نہیں آتا ہے عبد الواسع
ہانسوی نے شرح بوستان سعدی میں کیا خوب کہا ہے کہ در لفظ سبحان عقل حیران است کہ اسم ست یا مصدر تا کجا
حقیقت سبحان چہ رسد اسرا کہتے ہیں رات میں سیر کرنے کو یعنے شبا شب چلنا اور بعض نے کہا سیر اول شب کو
کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جب اسرا خاص شب کا ساتھ سیر لیل کے تو فائدہ ذکر لفظ لیل کا تقلیل مدت شب ہوا یعنے بعض شب
میں مکے سے شام کو گئے مسافت چہل شب تک اور وجہ دلالت لیل کی تقلیل مدت پر تنکیر ہے یہ تنکیر دلالت
کرتی ہے بعضیت پر بخلاف سِرْتُ اللَّیْلَ کہ یہ مفید استیعاب سیر جملہ لیل ہے زمخشری نے افادہ قلت سیر پر
لفظ لیلا سے استدلال کیا ہے ساتھ قرات عبد اللہ وحذیفہ کے کہ انہوں نے من اللیل پڑھا ہے ای بعض جزء
قلیل من اللیل بعض نے کہا بقدر چار ساعت کے اور کسی نے کہا تین ساعت اور کسی نے کہا اس سے بھی کم اور تقلیل
وتبعیض متقارب ہیں تبعیض کی جگہ میں استعمال تقلیل کا کیا گیا ف مفسرین وعلماء متکلمین کا اجماع ہے اسبات پر

کہ مراد عبد سے اس آیت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین امت مین سے کسی کا اسا ہی مین اختلاف نہین
ہے لفظ عبد کہا نبی و رسول نہ کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہ لیا اس سے مقصود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تشریف و تکریم و تبجیل ہے اہل علم نے کہا ہے اگر عبد کے سوا کوئی اور نام اشرف تر اس
نام سے ہوتا تو اللہ وہی نام اس مقام مین ذکر کرتا ؎

اَصَمُّ اِذَا نُوْدِیْتُ بِاسْمِیْ وَاِنَّنِیْ — اِذَا قِیْلَ لِیْ یَا عَبْدَهَا لَسَمِیْعُ
لَا تَدْعُنِیْ اِلَّا بِیَا عَبْدَهَا — فَاِنَّهٗ اَشْرَفُ اَسْمَائِیْ

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۷ ربیع الاول قبل ہجرت کے یک سالے
وقت شب سیر کو گئے ابن شہاب عروہ کا لفظ یہ ہے کہ سیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرف بیت المقدس کے قبل
قبل نکلنے طرف مدینے کے یک سال ہوا تھا اور سدی نے کہا سولہ ماہ حسن و قتادہ نے کہا مراد مسجد الحرام سے
نفس مسجد ہے ظاہر قرآن یہی ہے اور عامہ مفسرین کہتے ہین کہ سیر گھر سے ام ہانی کے ہوا تھا مسجد الحرام محمول ہے کہ یا
حرم پر اسلیے کہ یہ دونو محیط مسجد الحرام ہین یا اسلیے کہ سارا حرم مسجد ہے حدیث مالک بن صعصعہ مین آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بَیْنَا اَنَا فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِی الْحِجْرِ پھر ساری حدیث معراج کی ذکر کی مسجد اقصے سے مراد
بیت المقدس ہے اسکا نام اقصے اسلیے ہوا کہ مسجد الحرام سے مسافت بعید پر واقع ہے جو لوگ حجاز مین رہتے ہین اُنسے
وہ دور تر ہے یا یہ قدر مین وجہ اقصے ہونے کی یہ بھی ہے کہ جن مساجد کی زیارت کیجاتی ہے ان سب مین وہ ابعد المساجد ہے یا ابعد ہے
اقذار و خبائث سے یا اسوقت جبکہ وہ بنائی گئی تھی کوئی مسجد سوا اس کے نہ تھی اس مین ایک معنے تنزیہ و تعجب کے
ہین سب سے پہلے اسکو آدم نے بنایا تھا چالیس برس بعد کعبے کے کما فی المواہب پس مسجد اقصے اول مسجد ہے جو روئے
زمین پر بعد کعبے کے بنائی گئی ہے اس مسجد کا پورا حال کتاب لقطۃ العجلان فیما تمس الیہ معرفۃ حاجۃ الانسان
مین لکھا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسرا بدن سے بیداری مین ہوا تھا اور قبل اس کے منام مین جسطرح سے
فتح مکہ کو خواب مین دیکھا تھا پھر شہود مین اسکا تحقق ہوا حکمت اسرا مین طرف بیت المقدس کے اور ہونے معراج
عروج کے وہان کر ہونے سے یہ ہے کہ ایسا زمین محشر ہے منظور یہ ہوا کہ وہ زمین پامال قدم مبارک سے ہو تاکہ آپ
کی امت پر وہان قیامت کے موقف مین جگہ کا بوجہ برکت اثر قدم شریف سہل و آسان ہو جائے یا اسلیے کہ وہ جگہ
مجمع ارواح انبیاء علیہم السلام ہے اللہ نے چاہا کہ انکو شرف زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بخشے یا اسلیے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کو اسکی صفات کی خبر دین تاکہ باقی امور مین وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی تصدیق کرین تعالی الکرخی و ہو اخیر الظہر ہے اور مضمون کہا ہے جنے اس مسجد کے گرد کو برکت دی ہے مراد برکت دنیوی
ہے یہ برکت نہین ہی مگر حوالی ہی مین اور اندر کی برکت تو دونون مسجدون سے ہے بلکہ یہ برکت مسجد الحرام کے اندر
اتم ہے یعنی کثرت ثواب عبادات کا اور منے کہا مراد برکت سے ثمار و انہار و اشجار ہین یا وجود انبیا و صالحین کی کیونکہ
یہ مسجد انکا قبلہ تہا قبل ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسکا نام مبارک کہا اسلیے کہ مقر انبیا و مہبط وحی
و ملائکہ ہے اور محشر خلائق کا دن قیامت کے اسی طرف ہوگا اللہ نے حول مسجد اقصے کی برکات دنیا و آخرت رکہی
ہین سدی نے کہا یعنی ہم نے گرد اسکے درخت اگائی ہین اور انہار کا طرف اسکے ہونا تو ظاہر تہا معراج الی
السماء کا بعلامت اسرا کی بیان کی کہ مراد اس سے دکہانا اپنی نشانیون کا اور عجائبات کا اس راتمین تہا انمین سے ایک
قطع مسافت بعیدہ و طویلہ ہے ایک پارہ شب مین اور من واسطے تبعیض کے ہے مراد اس سے تعظیم آیات الہی ہے
کیونکہ جو کچہہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکہا تہا اگرچہ عظیم جلیل تہا لیکن بہ نسبت عجائب قدرت و جلیل حکمت و
آیات کونیہ الہیہ کے بعض تہا کقولہ انکو شاملۃ رویت محتملہ بصریہ ہے اور ابن عطیہ نے کہا قلبیہ اول اولی ہے
اللہ ہر مسموع کا سامع اور ہر مبصر کا بصیر ہے بنجملہ اسکے قول و ذات رسول ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت شریف مین
چلیا یا پانچ التفاتات ہین معظم سلف و خلف کا مذہب ہے کہ اسرا جسد و روح دونون سے تہا اور ایک گروہ نے
کہا کہ فقط روح سے تہا تیسرے گروہ نے کہا اسرا جسد سے بیداری مین تا بیت المقدس اور روح سے تا آسمان تہا
دلیل اس تفصیل پر الی المسجد الاقصے ہے کہ اس مسجد کو غایت اسرا ٹہیرایا ہے اگر بیت المقدس سے آسمان تک بذاتہ
واقع ہوتا تو اللہ تعالی ذکر اسکا کرتا لیکن بدلیل احادیث صحیحہ کثیرہ وہی مذہب معظم سلف و خلف ہے کہ اسرا جسد
و روح دونون سے بیداری مین بیت المقدس تک پہر سموات تک تہا کچہہ حاجت تاویل کی اور صرف نظم قرآنی کی
نہین ہے اور نہ صرف الفاظ احادیث کی مخالف حقیقت اور کوئی مقتضی اسکا بجز مجرد استبعاد کے نہین ہے عقل
محض تحکیم عقول قاصرہ ہے اسلیے کہ کوئی شے مستحیل نہین ہے اور اگر یہ اسرا مجرد رویا ہوتی جسطرح کہا ہے
کہ فقط روح سے تہی اور رویا انبیا کے حق ہوتی ہے تو کفار تکذیب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس
اخبار پر نہ کرتے اور بعض مسلمان مرتد نہ ہوتے اسلیے کہ انسان خواب مین ایسی چیز دیکہتا ہے جو مستبعد بلکہ
محال ہے اور کوئی اسکا انکار نہین کرتا رہا استدلال اسرا بالروح پر کریمہ وما جعلنا الرؤیا الخ سے سو اگر تسلیم بہی کیا
جائے کہ مراد اس رویا سے اسرا ہے تب بہی وہ تفسیر ہے جو سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا سے
واقع ہے اور صراحت جو احادیث صحیحہ کثیرہ مین آئی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب غیب لے گئے

فائدہ استدلال سے اس بات پر نہیں ہے کہ یہ رؤیا اول ہو ساتھ رویت عین کے کیونکہ رویت عین کو بھی
کبھی رؤیا بولتے ہیں اور کس طرح حمل اس اسرا کا رؤیا پر صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ احادیث صحیحہ میں تصریح اس امر کی
آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہو کر گئے اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بصراحت
کہہ دیا کہ جب اسرا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین النائم والیقظان تھے پس اولیٰ وہی مذہب جمہور ہے کیونکہ
یہ فضیلت واسطے علم کے اور کوئی مرتبہ اعلیٰ اس کے نہیں ہے اور وجہ اس اختلاف کی کہ تاریخ اسرا ایک سال
قبل ہجرت کے طرف مدینہ کے تھی یا سالہا سال یہ ہے کہ خدیجہ نے ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھی اور وہ
پانچ برس پہلے ہجرت سے انتقال کر چکی تھیں یا تین برس یا چار برس اور نماز فرض نہیں ہوئی مگر شب اسرا میں اسی
ابن عبدالبر نے استدلال کیا ہے **ف** زہری نے کہا اسرا ایک سال قبل ہجرت کے تھا حربی نے کہا ۲۷ شب
ربیع الاول کو ایک سال پہلے ہجرت سے تھا ابن القاسم نے اپنی تاریخ میں کہا ہے اسرا بعثت سے بعد ۱۸ ماہ کے
ہوا تھا ابن عبدالبر کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اہل سیر میں کسی نے ایسی بات کہی ہو زہری نے کہا اسرا سات
برس پہلے بعثت سے ہوا تھا دوسرا قول یہ ہے کہ پانچ برس پہلے بعثت سے ہوا تھا عائشہ رض نے کہا کہ خدیجہ کی
وفات قبل فرضیت نماز کے ہوئی تھی **ف** بہت سے مفسرین نے جیسے کہ ابن کثیر و سیوطی ہیں وغیرہما
اس جگہ اطالت کی ہے ذکر احادیث میں جو درباره اسرا آئی ہیں مع الفاظ مختلفہ و احکام متعلقہ باسرا اور اقوال
اہل علم ذکر کیے ہیں اور ان آیات کا ذکر کیا ہے جو بعد معراج کے ظاہر ہوئی ہیں اور دلیل ہیں صدق پر
معراج کے سو اس میں کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہے اس لیے کہ یہ احادیث اپنے مواضع میں کتب حدیث سے معروف
ہیں اسی طرح ذکر فضائل مسجد الحرام و مسجد اقصیٰ میں اطالت کی ہے حالانکہ یہ ایک دوسرا بحث ہے مقصود
کتب تفسیر میں وہ چیز ہوتی ہے جس کا تعلق الفاظ کتاب عزیز سے ہے یا اسباب نزول سے اور بیان مسائل
شرعیہ سے جو الفاظ کتاب سے ماخوذ ہیں اس کے سوا جو کچھ ہے وہ فضل ہے جس کی طرف کوئی حاجت داعی
نہیں ہے واللہ اعلم وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا
مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ اور دی ہم نے موسیٰ
کو کتاب اور وہ سوجھ دی بنی اسرائیل کو کہ نہ حوالہ کرو میرے سوا کسی پر کام تم جو اولاد ہو ان کی جن کو لاد لیا ہم
نے نوح کے ساتھ وہ تھا بندہ حق ماننے والا **ف** اللہ نے بعد ذکر اسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ذکر اپنے عبد و رسول و کلیم کا کیا اللہ تعالیٰ اکثر ذکر موسیٰ علیہ السلام و معجزہ کا اور ذکر توریت و قرآن کا

نزدیک دیگر فرمایا ہے یعنی موسی کو کتاب توریت دی تھی اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہادی و راہ نما ٹھیرایا
اور کہا تھا کہ تم سوا میرے کسی کو وکیل یعنی ولی و نصیر و معبود نہ ٹھیراؤ کیونکہ اللہ نے ہر نبی مرسل پر یہ آیات نازل کی تھی کہ
وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کرو پھر فرمایا کہ تم انکی ذریت ہو جنکو ہم نے ہمراہ نوح کشتی میں لیا تھا یہ مین تہییج و تنبیہ
ہے اس پر مطلب یہ ہے کہ تم مشابہ اپنے باپ کے بنو وہ ایک بندہ شکر گذار تھے اور میری نعمت کو اپنے اوپر یاد کر کے
بھیجا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمہاری طرف بھیجا حدیث مین و آثار مین سلف سے آیا ہے کہ نوح علیہ السلام طعام و
شراب و لباس اور ہر شان و حال مین اللہ کی حمد کرتے تھے اللہ نے انکا نام عبد شکور رکھا سعد بن مسعود ثقفی کہتے ہیں
نوح بندہ شکر گذار تھے اسلیے کہ جب کہاتے یا پیتے تو اللہ کی حمد کرتے رواہ الطبرانی حدیث انس
بن مالک مین فرمایا ہے اللہ راضی ہوتا ہے بندے سے اس بات پر کہ وہ ایک لقمہ کہاوے یا ایک گہونٹ پیوے پھر اس
کی حمد کرے رواہ احمد وھکذا رواہ مسلم والترمذی والنسائی زید بن اسلم نے کہا نوح حمد
کرتے تہے اللہ کی ہر حال مین حدیث طویل ابو ہریرۃ مین رفعا آیا ہے کہ لوگ دن قیامت کے پاس نوح علیہ السلام
کے آئینگے اور کہینگے اے نوح تو اول رسل ہے طرف اہل ارض کے اللہ نے تیرا نام عبد شکور رکھا ہے تم
ہماری شفاعت کرو طرف اپنے رب کے الحدیث بکمالہ رواہ البخاری فتح البیان مین کہا ہے یعنی ہو جاؤ تم
عبودیت و انقیاد مین مثل نوح کے اور کثرت شکر اللہ مین فعل طاعات سے مراد ذریت سے اگلے پچھلے لوگ زمین کے
ہین کیونکہ انہین لوگونکی ذریت ہین جو سفینہ مین ساتھ تھے یا مراد موسی و قوم موسی ہے حدیث عبد اللہ بن زید انصاری
مین فرمایا ہے کہ جتنے ہمراہ نوح کے تھے مگر چار اولاد حام و سام و یافث کو کسی نہین چار اولاد سے نسل چلی نوح
کثیر الشکر تھے حضر اور سفر مین جب کہاتے پیتے پہنتے الحمد للہ کہتے شکر اعظم اسباب خیر و افضل طاعات ہے ذریت کو تحریض
کیا ہے ادائے شکر پر وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ
عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا
خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ
وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝ إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ
الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا
عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۝ صاف کہ سنایا ہمنے بنی اسرائیل وقف لازم
کو کتاب مین کہ تم خرابی کرو گے ملک مین دو بار اور چڑھ جاؤگے بڑی طرح پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجا ہمنے

سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہمنے پھیری تمہاری باری انپر
اور مدد دی تمکو مال سے اور بیٹوں سے اور اس سے زیادہ کردی تمہاری بھیڑ اگر بھلائی کی تمنے تو بھلا کیا اپنا اور
اگر برائی کی تو آپ کو پھر جب پہنچا وعدہ پہلی بار کا کہ وہ لوگ اداس کریں تمہارے موہنہ اور پیٹھیں مسجد میں
جیسے پیٹھے پہلی بار اور خراب کریں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی آیا ہے رب تمہارا اسپر کہ تم کو رحم کرے اور اگر
پھر وہی کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور کیا ہے ہمنے دوزخ منکروں کا بندیخانہ **ف** توریت میں کہہ دیا تھا کہ دو
بار بنی اسرائیل شرارت کرینگے اسکی جزا میں دشمن انکے ملک پہ غالب ہونگے اسی طرح ہوا ہے ایک بار جالوت
غالب ہوا پھر حقتعالی نے اسکو داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک کیا پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت
سلیمان علیہ السلام کی سلطنت میں دوسری بار فارسی لوگوں میں بخت نصر غالب ہوا تب سے انکی سلطنت نے قوت
نہ پکڑی اب فرمایا کہ اللہ مہربانی پر آیا ہے اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھر کردے اور اگر پھر وہی
شرارت کروگے تو ہم وہی کرینگے یعنے مسلمانوں کو انپر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے انتہی
توریت میں یہ خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل دو بار زمین میں فساد کرینگے اور متکبر و طاغی و عالی ہو کر لوگوں پر ظلم کرینگے
کقولہ تعالی وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَٰؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ اور چکا دیا ہمنے اسکو
وہ کام کہ انکی جڑ کٹی ہے صبح ہوتے یعنے یہ بات ہم نے پہلے سے انکو خبر کہی تھی جب پہلا وعدہ آیا یعنے فساد اول
تو ہمنے ایک لشکر اپنی مخلوق میں سے جو کہ صاحب قوت و عدد و عُدد و سلطنت شدید تھا انپر مسلط کر دیا وہ دیار
گھروں کے بیچ یعنے تمہارے شہروں میں گھس پڑے اور ملک پامال و بیوت ہوگئے اور آنے جانے لگے کسی کا خوف
انکو نہ تھا یہ وعدہ تو ہونے والا ہی تھا سو ہوا مفسرین سلف و خلف کا اختلاف ہے کہ یہ مسلطین کون تھے ابن
عباس و قتادہ نے کہا جالوت جزری اور اسکی فوج تھی اولا بنی اسرائیل پر یہ لشکر مسلط ہوا پھر بنی اسرائیل انپر غالب
آئے داؤد نے جالوت کو قتل کیا وہذا فرمایا ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ الآیۃ پھر ہمنے پھیری باری تمہاری
انپر اور سعید بن جبیر نے کہا کہ مسلط بادشاہ موصل سنجاریب اور اسکے لشکر اور بعض نے کہا بخت نصر تھا بادشاہ بابل
ابن ابی حاتم نے ایک عجیب قصہ بخت نصر کا بابت کیفیت ترقی امر کے اول سے آخر حال تک
تمامت ذکر کیا ہے حاصل یہ ہے کہ وہ ایک فقیر یا ضعیف تھا لوگوں سے کہا اور عطا مانگا پھر اسکا جو انجام ہوا
وہ ہوا یعنے بلاد بیت المقدس تک گیا اور ایک خلق کثیر کو بنی اسرائیل میں سے اسنے قتل کر ڈالا ابن جریر نے
اسجگہ ایک حدیث بسند مشہور فوقہا مطولا روایت کی ہے وہ حدیث موضوع ہے لا محالہ جسکو ادنی معرفت بھی حدیث کی

ہوگی وہ کیونکہ اسکے موضوع ہونے مین شک نہ رہیگا ابن کثیر کہتے ہین وَالْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ كَيْفَ رَاجَ عَلَيْهِ مَعَ جَلَالَةِ قَدْرِهِ وَإِمَامَتِهِ وَقَدْ صَرَّحَ شَيْخُنَا الْحَافِظُ الْعَلَّامَةُ أَبُو الْحَجَّاجِ الْمِزِّيُّ رح بِأَنَّهُ مَوْضُوعٌ مَكْذُوبٌ وَكَتَبَ ذٰلِكَ عَلٰى حَاشِيَةِ الْكِتَابِ کہ بڑا تعجب ہے کہ ابن جریر رحمہ نے اس حدیث کو باوجود اپنے بڑے مرتبہ اور امامت کے کیسے رواج دیا حالانکہ ہمارے شیخ حافظ علامہ ابو الحجاج مزی نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث موضوع مکذوب ہے اور یہ بات انہون نے حاشیہ پر لکھی ہے اس بارے مین آثار کثیرہ اسرائیلیہ آئے ہین ہم انکو ذکر کرکے طول کتاب نہین کرتے کیونکہ اُن مین بعض آثار ساختہ و پرداختہ زنادقہ ہین اور بعض مین احتمال صحت کا ہی ہم اُنسے بے نیاز ہین ولله الحمد وَفِيمَا قَصَّ اللهُ تَعَالٰى عَلَيْنَا فِي كِتَابِهِ غُنْيَةٌ عَمَّا سِوَاهُ مِنْ بَقِيَّةِ الْكُتُبِ قَبْلَهُ وَلَمْ يُحْوِجْنَا اللهُ وَلَا رَسُولُهُ إِلَيْهِمْ اور جو اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین بیان کیا ہے اس سے پہلی کتابون سے جو اُسکے سوا ہین کفایت ہو اور اللہ اور اسکے رسول نے ہمکو انکا محتاج نہ کیا اللہ نے ہمکو یہ خبر دی ہے کہ جب بنی اسرائیل طاغی باغی ہو گئے اللہ نے اُنپر انکے دشمن کو مسلط کر دیا اس دشمن نے استباحت بیضہ و سلوک خلال بیوت کیا اور خوب سا انکو ذلیل و مقہور بنایا جَزَاءً وِفَاقًا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ اور تیرا رب ایسا نہین کہ ظلم کرے بندون پر کیونکہ بنی اسرائیل نے تمرد کیا اور ایک خلق کو انبیا و علما سے قتل کر ڈالا تہا ابن جریر سعید بن المسیب سے راوی ہین کہ بخت نصر نے شام پر غالب ہو کر بیت المقدس کو ویران کر دیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا پہر دمشق مین آیا وہان ایک خون کو کُبا پر جوش مارتے ہوئے دیکھا پوچھا یہ خون کیسا ہے کہا ہم نے اپنے آبا کو اسی حال پر پایا ہے اور جب کبہی غالب ہوتا ہے تو یہ خون ظاہر ہوتا ہے بخت نصر نے اس خون پر ستر ہزار مسلمان وغیرہم مار ڈالے تب وہ خون ساکن ہوا یہ روایت سعید بن المسیب تک صحیح ہے اور یہی مشہور ہے کہ اُسنے اشراف و علما کو اتنا قتل کیا کہ کوئی حافظ توریت باقی نہ رہا اور ایک خلق کثیر کو ابنا انبیا وغیرہم مین سے گرفتار و قید کر لیا اور بہت سے امور وکوائن جا بجا ہوئے جنکے ذکر کرنے مین طول ہے اگر ہم صحیح بات یا جو قریب بصحیح ہے پاتے تو کتابت و روایت اسکی جائز ہوتی والله اعلم پہر اللہ نے فرمایا اگر تم بہلا کرو گے تو وہ بہتری تمہارے لیے ہو اور اگر برا کرو گے تو اسکا وبال تمہارے ہی اوپر ہے کما قال تعالى مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا جسنے کی بہلائی سو اپنے واسطے اور جسنے کی برائی وہ بہی اسی پر اور جب دوبارہ فساد کرو گے اور تمہارے اعدا آ جاوینگے تو تمہارے چہرے اور اس پڑ جاینگے یعنی وہ تمہاری اہانت کرینگے اور تم مقہور ہو جاؤ گے اور وہ مسجد یعنی بیت المقدس

مین بہی اسیطرح داخل ہونگے جسطرح کہ پہلی بار گہرون مین گہس پڑے تہے اور جسپر انکو غلبہ ہوگا اسکو خاک سیاہ کر ڈالینگے
اور ویران و برباد کر دینگے قریب ہے کہ رحم کرے تمپر رب تمہارا اور اُن کو تم سے پہیر دے اور جب تم عود الی الفساد
کروگے تو ہم بہی دنیا مین علاوہ عذاب آخرت کے انکو تمپر مسلط کر دینگے وہذا فرمایا ہے کہ ہم نے جہنم کو واسطے
کفار کے حصیر یعنے مستقر و محصر و سجن ٹہیرایا ہے اُس سے گریز نہین ہوگا ابن عباس رضنے کہا حصیر سجن ہے یعنے
بندیخانہ مجاہد نے کہا اس مین محصور کیے جاوینگے حسن نے کہا حصیر ہے یعنے فراش و مہاد قتادہ نے کہا بنی
اسرائیل نے عود کیا طرف فساد کے اللہ نے اُنپر محمد و اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلط کر دیا اب یہ اُنسے دست
بدست جزیہ لیتے ہین اور وہ ذلیل ہو کر دیتے ہین فتح البیان مین کہا اگر قضا سے یہ جگہہ اعلام و اخبار ہے
قالہ ابن عباس یا حکم و اتمام اصل معنے قضا کے کسی چیز کے محکم کرنے سے فارغ ہونا ہے یا مراد قضینا سے اوحینا
ہے کتاب سے مراد توریت ہے وہ اسکے نبی موسی علیہ السلام پر اتری تہی یا لوح محفوظ ہے مراد فساد فی الارض سے
مخالفت شرع منزل فی التوریت ہے اور زمین سے مراد زمین شام اور بیت المقدس یا زمین مصر پہلی بار کا فساد قتل شعیا
و حبس ارمیا و مخالفت احکام توریت تہی اور دوسری کا فساد قتل یحیے بن زکریا اور عزم قتل عیسے یا اول قتل
زکریا اور ثانی قتل یحیے ہے ابن اسحق نے ذکر کیا ہے کہ بعض علما نے خبر دی ہے کہ زکریا اپنی موت سے
مرے اور مقتول نہین ہوئے ابن مسعود رضنے کہا اول فساد قتل زکریا ہے اللہ نے اُنپر بادشاہ نبط کو بہیجا بنی اسرائیل
نے تیاری جنگ کی ہمراہ نبط کے کی اور انکو مارا فذلک قولہ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ ابن عباس رضنے
کہا اللہ نے پہلی بار جالوت کو اٹہایا اور دوسری بار بخت نصر کو لیکن بنی اسرائیل نے پہر عود طرف فساد کے کیا تب
اللہ نے مومنین کو انپر مسلط فرمایا مراد ملوک ہین اسکبار ہے طاعت خدا سے اور استعلا لوگونپر ساتہہ ظلم [illegible]
عظیم کے جب وقت پہلے وعدہ کا یعنے وعید کا آیا کہ عذاب موعود نازل ہو تو ہم نے تمپر ایسے بندے اپنے بہیجے
جو کہ صاحب بأس شدید تہے یعنے قوت جنگ رکہتے اور وقت لقاء عدو کے سخت گیری کرتے مراد لشکر بخت نصر ہے
اور بعض نے کہا جالوت یا فوج فارس یا جند بابل سنجاریب اہل نینوی انہون نے علما کو قتل کر ڈالا اور توریت
آگ مین پہونک دی اور مسجد ویران کر دی اور ستر ہزار نفر قید کر لیے اور درمیان گہرون و محلون اور شہرون
کے گہسکر فساد و قتل کیا ابن عزیز و قتیبی نے کہا ہے کہ جاسوا و حاسوا و داسوا کے ایک معنے ہین یعنے
عاثوا و ترددوا زجاج نے کہا یعنے طواف کیا کہ کوئی قتل سے باقی رہا ہے یا نہین جوس کہتے ہین طلب شی کو
ساتہہ استقصاء کے ابن جریر نے کہا یعنے دیار مین گہومتے پہرتے تہے اور گہر گہر کو جستجو کرتے اور ڈہونڈ

ڈہونڈہکرتے جاتے قتل کرتے فراء نے کہا اونکو ڈہونڈہکر قتل کیا قطرب نے کہا جاسوا بمعنے تردد ہے ابن
عباس رضی نے حاسو پڑھا ہے ابوزید نے کہا حوس جوس جوس ہوس سب بمعنے طوف باللیل ہے ابن عباس نے کہا
جاسوا بمعنے مشغول ہے خلال دیار بمعنے وسط دیار ہے یہ وعدہ اللہ کا لامحالہ ہونیوالا تہا اس مین گنجایش خلاف
کی نہتی پہر لوٹادیا ہمنے یعنی بنی اسرائیل تمکو دولت و غلبت و رجعت اونپر مدار پر دوسری بار عطا کی جب کہ تمنے اپنی
بد فعالی سے توبہ کی یہ غلبت انکو وقت قتل کرنے داؤد کے جالوت کو حاصل ہوا تہا اسوقت کہ بخت نصر
مارا گیا اور ہمراہ اس غلبے کے اللہ نے مال و اولاد سے بہی مدد کی یعنی انکا پہلے سارا مال دست برد تاراج ہوگیا
تہا اور اولاد قید مین چلی گئی تہی اب پہر وہی ساز و برگ بدستور سابق حاصل ہوا اور کثرت نفیر و انصار کے باعث
آئی اور عدد مین اعدا سے بڑہ گئے اور یہ بہی فرمایا کہ اب بعد اس ترقی کے اگر تمہارے فعل و افعال بر وجہ
مطلوب مستحسن ہونگے تو انکا ثواب تمپر عائد ہوگا اور اگر تمہارے اعمال بُری ہوئے اور تمنے بر خلاف وجہ
مطلوب کے اونکو کیا تو انکی برائی تمپر ہے تعبیر ساتھ حرف لام کے واسطے مشاکلت کے ہے قال الکرمانی ابن
جریر نے کہا لام بمعنے الی کے ہے ای فَاِلَیۡہَا تَرۡجِعُ الۡاِسَاءَةُ یعنے اسی کیطرف اسکی برائی پہرتی ہے بعض
نے کہا معنے یہ ہین فَلَہَا الۡجَزَآءُ وَالۡعِقَابُ یعنے اسی کے لیے جزا اور سزا ہے حسین بن فضل نے کہا ای
فَلَہَا رَبٌّ یَغۡفِرُ الۡاِسَاءَةَ یہ خطاب یا تو اگلے بنی اسرائیل کو ہے یا معاصرین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
کہ تمہارے سلف کی یہ گذر چکا ہے تم ایسا نہ کرو یا یہ خطاب مشرکین قریش کو ہے جب جب دوسرا وعدہ آوے گا اور
اس وعدے سے قتل یحیی بن زکریا ہے قصہ انکے قتل کا انجیل مین بطور استیفا آیا ہے انکا نام انجیل مین
یوحنا ہے انکو ایک بادشاہ نے بادشاہان بنی اسرائیل مین سے قتل کر ڈالا تہا ایک مستی کی فرمایش سے
اس بادشاہ کا نام لاخت تہا قال ابن قتیبة ابن جریر نے کہا ہیرودس تہا تب فرس و روم انپر مسلط ہوئے
اور قتل کیا اور کہیں قید کر لیے بعض نے کہا مراد قصد قتل عیسی ہے جنہا اللہ نے عیسی کو رہائی دی اور اپنی طرف
اٹہا لیا بالجملہ اس وعدہ دیگر سے انکی صورتوں پر مسارت ظاہر ہوئی اور چہرونپر کآبت نمودار ہوئی بعض نے
کہا مراد وعدے سے اونکے سوار ہین اور انہون نے پہلی بار کی طرح مسجد مین داخل ہوکر ویرانی کی اور جس
شے پر قابو پایا اسکو تباہ و ہلاک کردیا جب تک انکا غلبہ رہا یہی برتاؤ کرتے رہے اللہ نے کہا اے بنی
اسرائیل اللہ عنقریب تمپر بعد اس انتقام بار دیگر کے رحم کرنا چاہتا ہے وہ تمہارے دولت تمکو پہیر دیگا
ضحاک نے کہا وہ رحمت جسکا وعدہ کیا تہا بعثت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ بہی کہدیا کہ اگر اب تم

سزا دینگے پھر اگر تم وہی اگلا کام کروگے تو ہم بھی تیسری بار تمکو عذاب کرینگے اہل سیر نے کہا انہوں نے عود کیا
طرف شر پر کے جو انکو لائق نہ تھی یعنے تکذیب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کتمان نعت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم جو توریت وانجیل میں آچکی ہو لہذا اللہ نے بھی عود طرف ان کی عقوبت کر فرمایا اتھ پر عرب کے بنی قریظہ
ونضیر وبنی قینقاع وخیبر پر قتل وگرفتاری وجلاوطنی وضرب جزیہ اور ذلت ومسکنت کی بلا آئی جو اختلاف مفسرین
نے در بارۂ تعیین واقع مرتین اور تعیین مسلطین بر کیفیت اس مقام میں کیا ہے اس سے کوئی فائدہ زائد متعلق نہیں
ہے پھر اللہ نے دوزخ کو واسطے منکرون کے ایک محبس قیدخانہ ٹھیرایا وہ ہمیشہ جہنم مین محبوس رہینگے کبھی
رہائی نہ پاوینگے بعض کو حصیر کہتے ہین اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے انکو جو یقین لائے اور کرین ع ۱
نیکیان کہ انکو ہے ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہین مانتے پچھلا دن انکے لیے رکھی ہے ہمنے دکھ کی مار ف
اللہ نے اپنی کتاب عزیز کی جو اپنے رسول مقبول پر اتاری ہے مدح فرمائی کہ یہ قرآن ہادی طرف اقوم طرق
اور سبل کے ہے مؤمنین عاملین صالحات کے لیے بشارت دہان ہے کہ قیامت مین انکو اجر کبیر ملیگا اور
جو لوگ منکر آخرت ہین انکو مژدہ عذاب الیم کا دیتا ہے کما قال تعالی فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ سو خوشی سنا
انکو ایک دکھ والی مار کی فتح البیان مین کہا ہے اقوم سے مراد اعدل ہے مراد اس طریق سے ملت اسلام ہے
زجاج نے کہا ہادی ہے طرف اس حال کے جو کہ اقوم حالات ہے وہ توحید خدا اور ایمان بالرسل ہے
یہی قول فراء کا بھی ہے بعض نے کہا مراد کلمۂ عدل ہے یعنے شہادت لا الہ الا اللہ بیان حال ان کو جو اچھے
کام کرتے ہین یعنے فرائض وطاعات وترک سیئات ہین تو مژدہ دیتا ہے یعنے جنت کا مژدہ اور جو آخرت
پر ایمان نہین لاتے انکے لیے عذاب دردناک طیار کیا گیا ہے یہ ایک دوسری خوشخبری ہے مسلمانان ایمانداران
کو کرنیکے بعد انکو عذاب ہوگا اور بے شک مصیبت اور سبب دور ہوتی ہے وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ
دُعَاۤءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ مانگتا ہے آدمی برائی جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان
اتاولا ف یعنے گھبراتا ہے کہ میری دعا شاید کیون نہین قبول ہوتی اور اسکی دعا بعضی اسکے حق
مین بری ہے اگر قبول ہو تو نقصان خراب ہو سو بہتر اللہ بہتر جانتا ہے اسی کی رضا پر شاکر رہے انہی
مد سے انسان شکر شامل کرنے کی غرض کہ بعض جاہل ہین وہ اپنی جان اور اولاد اور مال پر بد دعا

کرتا ہے اور موت ہلاکت و دمار و لعنت و نحو ذلک مانگتا ہے اگر اللہ دعا اسکی قبول کرے تو وہ ہلاک ہو
جائے کما قال تعالی ولو یعجل اللہ للناس الشر الآیۃ اور اگر شتاب دے اللہ لوگون کو برائی جیسے شتاب
مانگتے ہین بھلائی تو پوری کر چکے انکی عمر سو ہم چھوڑ رکھتے ہین جنکو امید نہین ہماری ملاقات کی اپنی شرارت
مین بھٹکتے ابن عباس و مجاہد و قتادہ نے اسی طرح تفسیر کی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ لا تدعوا علی
انفسکم ولا علی اموالکم ان توافقوا من اللہ ساعۃ یستجیب فیہا یعنے اپنی جانون اور مالون
پر دعا نہ کرو کہین اللہ کی جانب سے اس ساعت مین موافق نہ پڑ جاؤ جسمین وہ قبول کر لیتا ہے ابن آدم کو علم
اس دعا شر پر اسکا قلق و عجلت ہوتا ہی ولہذا فرمایا ہے کہ انسان شتابی کرنیوالا ہے سلمان فارسی و ابن عباس
نے اسجگہ قصہ آدم علیہ السلام کا ذکر کیا ہے کہ جب روح کا پہونکنا طرف سے سر کے ہوا اور جان دماغ تک پہنچی
چھینک آئی کہا الحمد للہ اللہ نے فرمایا یرحمک ربک یا آدم جب روح دونو آنکھ تک پہنچی آنکھین کھولین جب
اعضا مین ساری ہوئی اور بدن مین پھیلی لگے دیکھنے اور خوش ہوئے اور چاہا کہ اٹھہ کھڑے ہون قبل اسکے کہ جان
پاؤن تک پہونچے لیکن کھڑے نہ ہو سکے اور کہا اے رب جلدی کر رات سے پہلے سو انسان جلد باز پیدا ہوا ہے
فتح البیان مین کہا ہے مراد انسان سے جنس ہے اسلیے کہ یہ دعا بعض افراد انسان سے واقع ہوتی ہے
آدمی کسی وقت تنگ دل ہو کر اپنی جان یا اولاد کو کوسنے لگتا ہے جو لائق قبول کے نہین ہے جیسے اللہم اہلکہ اللہم العنہ و نحوہ
یہ بد دعا کرنا اسکا ویسا ہی ہے جیسے کہ اپنے لیے دعاء خیر اپنے رب سے مانگتا ہے مثل عافیت و رزق کے سو اگر اللہ بد دعا
اسکی اسکے حق مین قبول کرے تو وہ برباد ہو جائے لیکن وہ براہ تفضل و رحمت قبول نہین کرتا ہے سورۂ یونس
سے مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی دعاء خیر کو مستجاب کرتا ہے اور دعاء بد کو قبول نہین فرماتا بعض نے کہا مراد انسان
سے اسجگہ کافر ہے وہ اپنے لیے دعاء شر مانگتا ہے یعنے عذاب کے آنے کی جلدی کرتا ہے کقولہ اللہم ان کان
ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم یا
اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر یا لا ہم پر دکھ کی مار بعض نے کہا مراد دعا کرنا ہے طلب
منظور مین مثل دعا کے طلب صلاح مین انسان مطبوع ہوا ہے شتاب کاری پر جو خطرہ اسکے دل مین گذرتا ہے اسکے
لیے جلدی کرتا ہے انجام کار کی طرف نظر نہین کرتا منجملہ اسکے عجلت کے ایک یہ بات ہے کہ شر کا سوال مثل سوال
خیر کے کرتا ہے ابن عباس نے کہا آدمی دل تنگ بنا ہو اسپر شکر کرنے ... ہے اکثر نے کہا مراد انسان سے جنس ہے اسلیے کہ کوئی
آدمی عجلت سے عاری نہین ہے اگر وہ اسکو چھوڑ دیتا تو بہتر اسکے لیے دین و دنیا مین ہوتا بعض نے کہا مراد انسان

سے ایجکے تو ہم ہیں لیکن مناسب سیاق وہی قول اول ہے وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل

وجعلنا آية النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربكم ولتعلموا عدد السنين والحساب

وكل شيء فصلناه تفصيلا ۝ ہمنے بنائے رات اور دن دو نمونے پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا نمونہ دن کا دیکھنے کو کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور معلوم کرو گنتی برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہمنے کھول کر ف یعنی گھبرانے کا فائدہ نہیں ہر چیز کا وقت اور اندازہ مقرر ہے جیسے رات اور دن کسی کے گھبرانے سے اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی اپنے وقت پر آپ صبح ہوتی ہے اور دونوں نمونے اسکی قدرت کے ہیں لکھتے ہیں ۵

رات دن گردش میں ہیں ہفت آسمان ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

اللہ نے اپنی خلق پر اپنی آیات عظام کی سنت رکھی ایک نشانی مخالفت ہے درمیان روز و شب کے تاکہ رات میں سکون ہو اور دن میں انتشار واسطے معایش و منافع کے اور فرصت کام کرنیکی اور سفر بحر و بر کا انتظام رہے اور ایام و جمع و شہور و اعوام کی گنتی معلوم ہو جو مدتیں و آجال اور قرض اور عبادات و معاملات و اجارات وغیر ذلک کیلیے مقرر کی گئیں ہیں انکی شناخت حاصل ہو لہذا فرمایا ہے کہ یہ بندوبست اس لیے کیا گیا ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو یعنی معایش و اسفار میں و نحو ذلک اور برسوں و حساب کی گنتی جان لو کیونکہ اگر سارا زمان ایک نسق پر ہوتا اور اسلوب متساوی رہتا تو کوئی شے اشیاء مذکورہ میں سے معلوم نہ ہوتی کما قال تعالی قل أرأيتم إن جعل الله عليكم الليل سرمدا إلى يوم القيامة من إله غير الله يأتيكم بضياء أفلا تسمعون قل أرأيتم إن جعل الله عليكم النهار سرمدا إلى يوم القيامة من إله غير الله يأتيكم بليل تسكنون فيه أفلا تبصرون ومن رحمته جعل لكم الليل والنهار لتسكنوا فيه ولتبتغوا من فضله ولعلكم تشكرون تو کہہ دیکھو تو اگر رکھدے تم پر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک اللہ سے اللہ کے سوائے کہ لاوے تمکو کہیں روشنی پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھدے اللہ تم پر دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون مالک ہے اللہ کے سوا کہ لاوے تمکو رات جس میں چین پکڑو کیا تم نہیں دیکھتے اور اپنی مہر سے بنا دئے تمکو رات اور دن کہ اسمیں چین بھی پکڑو اور تلاش بھی کرو کچھ اسکا فضل اور شاید تم شکر کرو اور فرمایا تبارك الذي جعل في السماء بروجا وجعل فيها سراجا وقمرا منيرا وهو الذي جعل الليل والنهار خلفة لمن أراد أن يذكر أو أراد شكورا بڑی برکت ہے اسکی جس نے بنائے آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن بدلتے

اسکے واسطے جو چاہے دہیان کرنا یا چاہے شکر کرنا اور فرمایا ان فی اختلاف اللیل والنهار اسمین کئی
نشانات رات اور دن کا اور فرمایا یکور اللیل علی النهار ویکور النهار علی اللیل وسخر الشمس و
القمر کل یجری لاجل مسمی الا هو العزیز الغفار لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور کام
لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری مدت پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا اور
فرمایا فالق الاصباح وجعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا ذلک تقدیر العزیز العلیم
پہوٹ نکالنے والا صبح کی روشنی اور رات بنائی آرام اور سورج اور چاند حساب سے اندازہ رکھا ہے زوردار خبردار نے
اور فرمایا وآیة لهم اللیل نسلخ منه النهار فاذا هم مظلمون والشمس تجری لمستقر لها
ذلک تقدیر العزیز العلیم اور ایک نشانی ہے انکو رات اور کھینچ لیتے ہیں ہم اس سے دن پھر تبہی
رہجاتے ہیں اندھیرے میں اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہری راہ پر یہ سادھا ہے اس زبردست خبردار کا یعنی
اللہ نے رات کو ایک نشانی ٹھیرایا جیسے علامت جسکو پہچانتے ہیں وہ علامت تاریکی شب کی اور نکلنا چاند
کا ہے چاند سورج کی روشنی میں تفاوت رکھا ہے تاکہ ہر ایک کی جدا جدا شناخت ہے کما قال تعالی هو
الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب
ما خلق الله ذلک الا بالحق یفصل الآیات لقوم یعلمون وہی ہے جسنے بنایا سورج کو جھلک اور
چاند کو اجالا اور ٹھیرائیں اسکو منزلیں تو پہچانو گنتی برسوں کی اور حساب نہیں بنایا اللہ نے یہ سب مگر تدبیر سے
کھولتا ہے نشانیاں ایک لوگوں پر جنکو سمجھ ہے البتہ بدلنے میں رات اور دن کے اور جو بنایا اللہ نے آسمان
زمین میں نشانیاں ہیں ایک لوگونکو جو ڈر رکھتے ہیں اور فرمایا یسئلونک عن الاهلة قل هی مواقیت
للناس والحج الآیة تجھسے پوچھتے ہیں چاند کا نیا نکلنا تو کہہ یہ وقت ٹھہرے ہیں واسطے لوگوں کے
اور واسطے حج کے اور نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ چہت پر سے لیکن نیکی وہی جو بچتا رہے اور گھروں
میں آؤ دروازوں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم مراد کو پہنچو قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیره وعبارة
کہا ہے [illegible] ہے اور مجاہد نے کہا آفتاب نشان روز اور ماہتاب نشان شب ہے
چاند میں سیاہی [illegible] اسکو اسی طرح پیدا کیا ہے ابن عباس نے کہا ہے چاند سورج کی طرح چمکتا تھا
رات کی علامت اور صبح دن کی علامت ہے رات کی نشانی کو میٹ دیا وہ جو قمر میں ہے [illegible] ابن الکواء نے
علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ [illegible] کہا [illegible] تجھ کو تو قرآن [illegible]

پڑھتا ہے تو پڑھ نا آیۃ اللیل یہ مروی ہے یہاں آیت کا فائدہ دیکھتے ہیں ہم سنتے تھے کہ نشان رات کی علامت
کالی ہی سیاہی پھر چاند کی اور دن کی نشانی کو روشن کیا ہے اور سورج کہا چاند سے زیادہ تر درخشان واعظم ابن عباس
نے کہا اللہ نے رات دن اسی طرح بنائے ہیں فتح البیان میں کہا ہے شب و روز دو نشانیان ہیں ایک میں
اظلام دوسرے میں انارت پھر ایک پیچھے دوسرے کے لگا چلا آتا ہے اُن میں وہ عجائب ہیں جنکے بیان
کرنے میں عقلون کو حیرانی ہوتی ہے انکو آیت اسلیے فرمایا کہ یہ دونو دلیل ہیں وجود صانع و قدرت خالق پر
حکم انکے تعاقب ایک نسق واحد پر باوجود امکان صورت دیگر جاری ہے رات کو ذکر میں اسی سبب سے
مقدم کیا کہ اصل یہی رات ہے اسجگہ آیتین بلفظ تثنیہ کہا اور کریمہ وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَا
آیۃ (اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نمونہ) میں آیت کو مفرد کیا اسلیے کہ رات دن میں تباین ہے ہر وجہ سے لز
دونو مکرر آتے جاتے رہتے ہیں لہذا اسجگہ تثنیہ مناسب ٹھیرا بخلاف عیسی و مریم علیہما السلام کہ عیسی ایک
جزو تھے اپنی ماں کے ان میں کچھ تکرر نہ تھا لہذا وہان افراد مناسب ہوا قال الکرخی محو سے مراد نشان ہے
نور غیب کا چاند انارت و ضو میں مثل سورج کے تھا لیکن اُس میں سیاہی کہی گئی ہے یہی اثر آثار محو میں
سے ہے بعض نے کہا مراد محو سے یہ ہے کہ اللہ نے رات کو اندھیرا اور کالا اور تیرہ و تار پیدا کیا ہے ایسی کہ کوئی شے
نمودار نہیں ہوتی ہے یہ مراد نہیں ہے کہ پہلے ایسی نہ تھی اب اسکو محو کر دیا ہے علی مرتضی رضنے کہا ھُوَ السَّوَادُ
الَّذِیْ فِی الْقَمَرِ یہ وہی سواد ہے جو چاند میں ہے عبداللہ بن سلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا
تھا کہ یہ سیاہی چاند کی کیا ہے کہا یہ دو نور دو سورج تھے اور یہ سیاہی جو تو نے دیکھی محو ہے آخرجہ البیہقی
وَابْنُ عَسَاکِرَ وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدُوَیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَہٗ مَرْفُوْعًا بِاَطْوَلَ مِنْہُ سیوطی نے کہا اسنا
اسکی واہی ہے پھر فرمایا کہ ہم نے دن کی آیت کو بینا کر دیا یعنے سورج کی روشنی میں ہر شے اچھی طرح نظر آتی ہے
اسلیے کہ تم بیاض نہار سے توسل طرف تصرف کے وجوہ معاش میں کرو فضل سے مراد رزق ہے کیونکہ غا
یہی ہے کہ دن میں تحصیل ارزاق و قضاء حوائج کرتے ہیں اسجگہ ذکر سکون کا رات میں نہیں فرمایا اکتفا کیا
ذکر پر دوسرے موضع میں اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا اسے یعنی
بنائی تم نے رات کو آیت میں پھر اور دن دیکھاتا پھر ایک دوسری مصلحت اس جعل کی بیان فرمائی وہ علم ہے
عدد سنوات و حساب کا کہ یہ علم بغیر اختلاف جدیدین و معرفت ایام و اسبوع و شہور و سنین حاصل ہونا معلوم
فرق درمیان علم و حساب کے یہ ہے کہ سکتے ہیں ۵ کم بیش کے احصار کو جو کمیت رکھتی ہے بتکریر امثال بغیر کہ

کہ کوئی چیز اس سے حاصل ہو اور حساب حاصل ہے اس شے کا جو کمیت رکھتی ہے بتکرر مثال اسطرح پر کہ اسکے ایک
طائفہ معینہ اور حصہ مقررہ سے ایک جمع معین حاصل ہوتی ہے اور اسکے لیے ایک نام خاص ہے مثلاً اگر سال بنظر
بحیثیت عدد ایام پڑتی ہے تو یہ عدد ہے اور اگر بحیثیت تحقق و تحصل کے شہور عدیدہ سے پڑتی ہے اور ہر ماہ
چند ایام سے حاصل ہوتا ہے اور ہر یوم چند ساعت سے اور ہر ساعت چند دقائق سے ہے تو یہ حساب ہوا اور اگر رات
دن یکساں ہوتے اور مثل یکدیگر تو شناخت رات کی دن سے نہ ہوتی اور نہ حرکات مکتسبین و تجار پر استراحت پاتے
ملا یکفر امور معطل ہو جاتے اور صائم نہ جانتا کہ میں کب افطار کروں اور وقت حج و صوم و زکاۃ و حلول دیون
سو جاتا کہ معلوم ہوتا کرخی نے کہا لفظ عدد و حساب میں کچھ تکرار نہیں ہے اسلیے کہ عدد موضوع حساب ہے
پھر فرمایا کہ ہم نے ہر شے کی بخوبی تفصیل کر دی جسکی حاجت ہے تمکو دین و دنیا میں کقولہ ما فرطنا فی الکتاب
من شیء ہم نے چھوڑی نہیں ہے لکھنے میں کوئی چیز اور فرمایا ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء اور ما
ہمنے تجھپر کتاب شرح کرنیوالی ہر چیز کی لفظ تفصیلا کا ذکر واسطے تاکید و تقریر کلام کے ہے گویا یوں ارشاد کیا ہے
کہ فصلناہ حقا علی الوجہ الذی لا مزید علیہ ہمنے بیشک ٹھیک پر تفصیل کی جسپر کچھ زیادتی نہیں ہے
اس مقام پر سارے علل دور ہو جاتے ہیں اور تمام اعذار زائل اب جو کوئی ہلاک ہوگا وہ بینہ سے ہلاک ہوگا
انتہی کلیات و عمومات کتاب عزیز کے اسی طرح سنت مطہرہ کے واسطے احکام حوادث کے الی یوم القیام کفایت
کرتے ہیں ان دو اصل اصیل کے ہوتے ہوئے ہرگز کچھ حاجت تفریعات فقہیہ و مجادلات عقلیہ و قیاسات خیالیہ
و اجتہادات فضولیہ کے نہیں پڑتی ہے لیکن نزولات و عبور کتاب و سنت پر در کار ضرور ہے وہ بھی اسی قدر
جتنا اہل کفتہا و اہل رائی کو اپنے کتب قیل وقال و خلوطات مسائل تفریع و تفاریق رسائل میں ہے نہ
زیادہ بلکہ اس سے بھی کم خصوصاً اس زمان حاضر میں کیونکہ بحمدہ تعالی دو اوین کتب فقہ سنت کے ہر نفسہ طرح طرح
مدون ہوگئے ہیں کیا مسائل عبادات اور کیا احکام معاملات اور وہ بھی ہمراہ دلیل و حجت مقبول کے اس دعوے
کی شہادت کے لیے رسائل عرف الجادی و منہج مقبول و مسک الختام و بدور الاہلہ من ربط المسائل بالادلہ موجود ہیں
اور جسکی ہمت زیادہ ترجولانی کرے اور وہ چاہے کہ میں تفصیل کا ہمن من حج پر مطلع ہوں وہ کتاب نیل الاوطار
و فتح العلام و مسک الختام و دلیل الطالب و سیل جرار کا مطالعہ کرے انشاء اللہ تعالی شرح صدر نصیب ہوگا
اور طریقہ اجتہاد کرنے کا آسان پڑ جائے گا اور قوت تقاضا کی مسائل متلاطم مذاہب میں میسر آئے گی اور ترجیح
صحیح اور صواب بیہم منکشف ہوگا اور حلاوت ایمان کی حاصل ہو گی اور احوال ماخذ سلف و خلف پر آگاہی

ہم بہیج چکی لیکن یہ توفیق اسی کو حاصل ہوتی ہے جو کہ صدق دل سے بندۂ خدا و امت رسول مصطفےٰ و نبی مجتبیٰ ہے نہ ہر طبوس دستار دار اور عالم بدکردار اور فقیر ناہموار اور جاہل گنوار کو ؎

این سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا جو آدمی ہے لگادی ہے ہمنے اسکی بری قسمت اسکی گردن سے اور نکال کہا دینگے اسکو قیامت کے دن لکھا کہ پادے گا اسکو کہلا پڑھ لے لکھا اپنا تو ہی بس ہے آجکے دن اپنا حساب لینے والا ف یعنے بری قسمت کے ساتھ برے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آئینگے قیامت میں انتہٰی اور نے بعد ذکر زمان و آن اعمال بنی آدم کے جو زمان میں واقع ہوتے ہیں الزام طائر کا ذکر کیا مراد طائر سے وہ عمل ہے جو کرتا ہے ابن عباس و مجاہد و غیرہما نے اسیطرح کہا ہے یعنی خیر و شر کہ یہ ہر انسان کو لازم حال ہوگا اور اسی کے موافق سزا و جزا ملیگی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ سو جس کی ذرہ بہر بھلائی وہ دیکہ لے گا اور جسنے کی ذرہ بہر برائی وہ دیکہ لے گا اور فرمایا عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ داہنے بیٹھا اور بائیں بیٹھا نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اس پاس ایک راہ دیکھتا تیار اور اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اور تم پر نگہبان عزت میں سردار لکھنے والے جانتے ہیں جو کرتے ہو اور فرمایا اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وہی بدلا پاؤگے جو کرتے تہے اور فرمایا مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ جو کوئی برا کرے گا اسکی سزا پائیگا مقصود یہ ہے کہ عمل ابن آدم کا محفوظ رہتا ہے قلیل ہو یا کثیر اور رات دن اسپر لکھا جاتا ہے صبح و شام حدیث جابر میں فرمایا ہے لطائر کل انسان فی عنقه ہر انسان کی قسمت اسکی گردن میں ہے ابن لہیعہ نے کہا ہے یعنی الطیرة رواه احمد یہ حدیث سخت غریب ہے پہر جب دن قیامت کا آئیگا تو مجموعہ سارے اعمال کا ایک کتاب میں دیا جائیگا داہنے ہاتھ میں اگر سعید ہے اور بائیں ہاتھ میں اگر شقی ہے وہ کتاب منشور یعنے مفتوح ہوگی ہر کوئی اسکو پڑھ لیگا خود یاد دہ اسکا نہ ... سارے عمل اول عمر سے تا آخر عمر لکھے ہوئے ہونگے يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ جتادینگے انسان کو اس دن جو آگے بہیجا اور جو پیچھے چھوڑا بلکہ آدمی اپنے واسطے آپ سوجھ ہے اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے و کہذا فرمایا ہے کہ تو خود اپنی کتاب آپ پڑھ لے تو ہے اپنی جان کا حساب لینے والا کافی ہے

تجکو اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ تجھپر کوئی ظلم نہیں کیا گیا ہے اور وہی لکھا گیا جو تو نے کیا تھا مجکو
جو کچھ تجب ہوا ہے یاد ہوگا کیونکہ کوئی شخص دن قیامت کے اپنے کیے کو نہیں بھولتا ہے اس دن ہر کوئی اپنی
آپ پڑھ لیگا امی ہو یا کاتب ذکر عنق کا اسلیے کیا کہ یہ ایک ایسا عضو ہے اعضا میں سے جسکا نظیر سارے بدن میں
نہیں ہے جس شخص کی گردن میں کوئی چیز باندھ دیجاویگی وہ اس سے گریز نہیں کرسکتا کما قال الشاعر ؎

اِذْهَبْ بِهَا اِذْهَبْ بِهَا طُوِّقْتَهَا طَوْقَ الْحَمَامَةِ

حدیث جابر بن عبداللہ میں فرمایا ہے لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَکُلُّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهٗ فِیْ
عُنُقِهٖ یعنی کوئی مرض متعدی ہے اور نہ کوئی بدشگونی ہے اور ہر انسان کی بدقسمت جسنے اسکی گردن میں لگادی
رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ لفظ عبد بن حمید کا مسند میں متصلاً جابر سے مرفوعاً یوں ہے طَائِرُ کُلِّ عَبْدٍ فِیْ
عُنُقِهٖ ہر انسان کی قسمت اسکی گردن میں ہے حدیث عقبہ بن عامر میں مرفوعاً آیا ہے لَیْسَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا وَهُوَ
یُخْتَمُ عَلَیْهِ فَاِذَا مَرِضَ الْمُؤْمِنُ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یَا رَبَّنَا عَبْدُكَ فُلَانٌ قَدْ حَبَسْتَهٗ فَیَقُوْلُ
الرَّبُّ جَلَّ جَلَالُهٗ اِخْتِمُوْا لَهٗ عَلٰی مِثْلِ عَمَلِهٖ حَتّٰی یَبْرَأَ اَوْ یَمُوْتَ کوئی عمل نہیں مگر اعمال کا اسی
پر خاتمہ ہوتا ہے جب مومن بیمار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ای رب ہمارے اب تو نے اپنے فلان بندے کو
روک رکھا ہے تو اللہ جل جلالہ فرماتا ہے (جیسا یہ بیمار مرض سے پہلے عمل کرتا تھا) اسی پر اسکا خاتمہ کرو جب تک
تندرست ہو جاوے یا مرجاوے رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ جَیِّدٌ قَوِیٌّ وَلَمْ یُخْرِجُوْهُ قتادہ نے کہا طائر
سے مراد عمل ہے وہی عمل دن قیامت کے ایک مکتوب منشور ہو جائیگا حسن بصری نے عن الیمین وعن الشمال
پڑھکر کہا اے ابن آدم تیرے لیے صحیفہ کھولا گیا اور تجھپر دو بزرگ فرشتے مقرر ہیں ایک جانب راست
دوم جانب چپ جو داہنے طرف ہے وہ تیری نیکیاں لکھتا ہے اور جو بائیں طرف ہے وہ تیری برائیاں
لکھتا ہے اب جو تیرے جی میں آئے سو تو کر کم یا زیادہ یہانتک کہ جب تو مرجائیگا تو تیرا صحیفہ لپیٹکر تیری
گردن میں لٹکا دیا جائیگا اور وہ ہمراہ تیرے قبر میں رہیگا یہانتک کہ دن قیامت کے ایک کتاب نکلکر
نکلیگا وہ تجکو کھلا ہوا پائیگا تو اپنی کتاب آپ پڑھ لے واللہ جسنے تجکو محاسب تیرے نفس کا مقرر کیا ہے
اسنے بڑا انصاف کیا هٰذَا مِنْ حُسْنِ کَلَامِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فتح البیان میں کہا ہے ابو
عبیدہ کہتے ہیں طائر نزدیک عرب کے حظ کو کہتے ہیں اور اسکو بخت بھی بولتے ہیں پس طائر وہ چیز ہے جو
کسی شخص کے لیے ازل میں واقع ہو چکی ہے اور عقل وفہم وعمل وعمر ورزق وسعادت وشقاوت سے نصیب

لکھی ہی ہے گویا کہ ایک تعویذ طرف اُسکے تشبیہ ازل و تا دیکھا ہے عالم غیب اور تمام باس اُڑنے کی
نہایت و غایت نہیں ہے یہانتک کہ وقت مقدر میں بغیر خلاص و مناص اُس شخص تک پہونچ جاتا ہے از ہر جا
کہا اہل اثبات نے ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو پیدا کیا تو جان لیا کہ اُسکی ذریت میں مطیع کون ہے اور عاصی کون پھر
اپنے اس علم کو سب کے حق میں لکھدیا کہا جسکو مطیع جانا اسپر حکم سعادت کا لگایا اور جسکو عاصی جانا اُسکو شقی ٹھیرایا پھر
ایک کے لیے اُن میں سے وہ چیز اڑا دی جسکی طرف وہ پھرنیوالا ہے وقت خلق و انشاء کے و ذلک قولہ و کل انسان
الزمناہ طائرہ فی عنقہ ای ما طار لہ فی علم اللہ اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اُسکی گردن میں لگا دی یعنی
جو کچھ اُسکے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں اُڑ چکا ہے بعض نے کہا عرب جب کوئی کام کرنا چاہتے اور ارادہ کرتے تھے
کے معلوم کرنیکو پرندہ اُڑاتے اگر سانح طرف خیر کے ہوگا یا شر کے تو احوال طائر سے عبرت پکڑتے جب یہ رسم انمین کثرت سے
جاری ہوگئی تو نفس خیر و شر کو طائر کہنے لگے جو نام لازم شے کا تھا وہ خود اُس شے کا نام رکھدیا یعنی عبارت
ہے شدت لزوم و کمال ارتباط سے جیسے گلے کا ہار مجاہد نے کہا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا ہے لیکن اُسکے گلے میں
ایک ورق لکھا ہوا ہوتا ہے کہ شقی ہے یا سعید ابن عباس نے کہا مراد طائر سے سعادت و شقاوت ہے الخ
نے جو کچھ اُسکے لیے مقدر کیا ہے اچھا یا برا وہ اُسکو لازم ہے کہیں جا نہ سکیگا ہار ہے انس نے کہا طائر کتاب
ہے غرضکہ طائر کی دو تفسیریں ہیں ایک علم مقدر دوم کتاب جسمیں یہی طائر درج ہیں قیامت کے لیے کتاب جسکو
کھلا ہوا نکالینگے نہیں لکھے ہوئے اعمال اُسکے لکھے ہونگے نہ عمل صغیر بچیگا نہ عمل کبیر اللہ نے فرمایا یلقاہ منشورا اقرأ
تعجیل بشری جو ساتھ حسنہ کے اور توبیخ ہے سیئہ پر ضمیر طرف انسان کے ہے یا طرف منشور اعمال کے
کتاب اعمال کو ہر شخص پڑھ لیگا خواہ دنیا میں قاری تھا یا نہ تھا حسیبا سے مراد محاسب یا کافی یا محاسب ہے غایت
درجہ کا انصاف ہے کہ اُسکا حساب خود اُسی کو حوالہ کیا کہ تو ہی سب اپنا یہان سے کہدے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے سچ
ہے یا نہیں ہے اگر سچ ہے اور حقیقت میں سچ ہے تو پھر جو بدلہ اُسکا تجکو ملیگا وہ ہرگز داخل ظلم نہ ہوگا

اهتدی فانما یهتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیها ولا تزر وازرة وزر اخری ،

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ٥ جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی واسطے اور جو کوئی بہکا رہا
تو بہکا رہا اپنے ہی برے کو اور کسی پر نہیں پڑتا بوجھ دوسرے کا اور ہم بلا نہیں ڈالتے جب تک بھیجیں کوئی
رسول ف بھیجنے میں آیت کے ذریت پر حق تعالیٰ کی غیر سے جانے نہیں پکڑتا رسول بھیجتا ہے اسی واسطے لقمہ
... کہ جو شخص ہدایت پایا اصل میں منافع اور متقی اور ثبوت ہوا اُسنے ثابت محمود ابدی جان کے

لیے حاصل کی اور جو حق سے گمراہ ہو گیا اور سبیل رشاد سے بہک گیا تو وبال اسکا اسی کی جان پر ہے کوئی کسی
کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور قصور وار اپنی ہی جان پر قصور کرتا ہے کما قال تعالی وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَى حِمْلِهَا لَا
يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ اور اگر بلاوے کوئی بوجھوں مرتا اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اٹھاوے اسمیں سے کچھ اور آیت
مین اور آیۃ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ اور البتہ اٹھاوینگے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے
بوجھ کے میں کچھ منافات نہیں ہے اسی طرح اس آیت میں وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ
اور کچھ بوجھ انکے جنکو بہکاتے ہیں بے تحقیق کیونکہ دعاۃ پر اثم انکے ضلالت فی نفسہ کا اور اثم اورونکے گمراہ کرنے
کا ہے بغیر اسکے کہ اونکے آثام اور اوزار میں سے کچھ کم ہو اور یہ اللہ کا عدل و رحم ہے اپنے بندوں پر خبر دی کہ ہم
کسی قوم کو عذاب نہیں کرتے جب تک کہ رسول نہ بھیجیں یہ کمال انصاف پروری ہے خالق عادل داوری کہ جس کسی
کو عذاب کرتا ہے بعد قیام حجت اور اتمام دلیل کے کرتا ہے پہلے اسکے پاس رسول بھیجتا ہے کقولہ تعالی كُلَّمَا
أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ
اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ یعنے جس بار ڈالا اسمیں ایک غول پوچھا انسے اسکے داروغون نے کیا
نہ پہنچا تمکو کوئی ڈر سنانیوالا وہ بولے کیون نہیں ہم پاس پہنچا تھا ڈر سنانیوالا پھر ہمنے جھٹلایا اور کہا کوئی نہیں اللہ نے
اتاری کچھ چیز تم پڑے ہو بڑے بہکاوے میں وکذا قولہ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتَّى إِذَا
جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ
وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا بَلَى وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ اور ہانکے گئے
جو منکر تھے دوزخ کو جتھے جتھے یہانتک کہ جب پہنچے اسپر کھولے گئے اسکے دروازے کہنے لگے انکو داروغے اسکے
کیا نہ پہنچے تھے تم پاس رسول تم میں کے پڑھتے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تمکو اس تمہارے دن کی
ملاقات سے بولے کیون نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر اور فرمایا وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا
فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ اور وہ چلاوینگے اس میں اے رب نکال کہ ہم کچھ بھلا کام کریں وہ نہیں جو کرتے تھے
کیا ہمنے عمر نہ دی تھی تمکو جتنے میں سوچ لے جسکو سوچنا ہو اور پہنچا تم کو ڈر سنانیوالا اب چکھو کوئی نہیں گنہگاروں
کا مددگار اسکے سوا اور بہت آیتیں ہیں جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ کوئی دوزخ میں نہیں جاتا ہے مگر بعد
ارسال رسل کے اسی جگہ سے ایک جماعت علما نے یہ لفظ سمجھ [illegible] بخاری میں ہے عند قولہ تعالی ان رحمت

الحدیث بحضرت المصنفین بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہے نیکی والون سے آئی ہے طبرانی نے کیا ہے بحدیث ابوہریرہ
مین فرمایا ہے کہ جنت و نار مین جھگڑا ہوا الحدیث الی قولہ واما الجنۃ فلا یظلم اللہ من خلقہ احدا وانہ
ینشئ للنار خلقا فیلقون فیہا فتقول ھل من مزید الخ اور یہی جنت تو اللہ تعالی مخلوق مین سے
کسی پر ظلم نکرے گا اور اللہ تعالی آگ کے واسطے مخلوق پیدا کرے گا پھر وہ اسمین ڈالے جاوینگے پھر کہیگی کچھ اور
ہے سو یہ جنت کے حق مین ہے کیونکہ جنت دار فضل و دولت خانہ خدا ہے رہی نار سو وہ انصاف کا گھر ہے اسمین
کوئی نہ جاوے گا مگر بعد اعذار و قیام حجت کے ایک جماعت حفاظ نے اس لفظ مین تکلم کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ لفظ راوی
پر منقلب ہو گئی ہے بدلیل حدیث دیگر صحیحین چنانچہ لفظ بخاری کا ابوہریرہ سے رفعا یہ ہے تحاجت الجنۃ والنار
الی قولہ فاما النار فلا تمتلئ حتی یضع فیہا قدمہ فتقول قط قط فہنالک تمتلئ ویزوی
بعضہا الی بعض ولا یظلم اللہ من خلقہ احدا واما الجنۃ فان اللہ ینشئ لہا خلقا جنت اور
دوزخ نے جھگڑا کیا اور حدیث کو بیان کیا اور فرمایا پس آگ نہین بھرے گی یہانتک کہ اسمین اللہ تعالی اپنا قدم
رکھیگا پھر وہ کہیگی بس بس پھر اسوقت پر ہو جاویگی اور بعض بعض کیطرف سمٹ جاویگی اور اللہ تعالی کسی پر ظلم نہ
کریگا اور رہی جنت تو اسکے لیے اللہ اور مخلوق پیدا کریگا ف باقی رہا اسجگہ ایک مسئلہ کہ ائمہ رحمہم اللہ تعالی کا اختلاف
ہے قدیما و حدیثا وہ مسئلہ یہ ہے کہ جو لڑکے چھوٹی عمر مین مر گئے اور انکے آبا کفار تھے انکا حکم کیا ہے اسی طرح
مجنون اور بہرے اور بڈہے کا جو سٹھیا گیا ہے اور وہ شخص جو کہ فطرت مین مر گیا ہے اور اسکو دعوت رسول نہین پہونچی
سو انکی شان مین احادیث آئی ہین ہم انکا ذکر اسجگہ کرتے ہین بعون اللہ تعالی و توفیقہ پھر ایک فصل تمیس پر
کلام ائمہ کے ذکر کرینگے واللہ المستعان **حدیث اول** اسود بن سریع رفعا کہتے ہین چار شخص روز قیامت کے
حجت کرینگے ایک مرد بہرا جو کچھ نہین سنتا دوسرا مرد احمق تیسرا مرد بڈھا چوتھا وہ مرد جو فطرت مین مر گیا ہے
بہرا کہے گا اے رب اسلام آیا اور مین کچھ نہ سنتا تھا احمق کہیگا اے رب اسلام آیا اور بچے مجھکو مینگنیاں مارتے تھے
بوڑھا کہیگا اے رب اسلام آیا اور مین کچھ نہ سمجھتا تھا اور جو فطرت مین مرا ہے وہ کہیگا اے رب تیرا کوئی رسول میرے
پاس نہین آیا اللہ تعالی انسے عہد لیگا کہ وہ اسکی اطاعت کرین پھر انکو حکم بھیجیگا کہ دوزخ مین جاؤ سو قسم ہے
اسکی جسکے ہاتھ مین ہے جان محمد کی اگر وہ دوزخ مین جاتے تو وہ انپر برد و سلام ہو جاتی رواہ احمد و مدد
اسناد مین ابوہریرہ سے یہ لفظ آخر مین آیا ہے کہ جو کوئی ان مین سے داخل نار ہوگا آگ اسپر برد و سلام ہو
جاویگی اور جو داخل نہوگا وہ طرف آگ کے گھسیٹا جاویگا ذکرہ ابن ادرہ و اسحق بن راہویہ عقدہ الیہ

فی کتاب الاعتقاد بسندہ وقال ہذا اسناد صحیح وکذا رواہ حماد بن سلمۃ عنہ رفعا
بلفظ الاربعۃ کلہم یدلی علی اللہ بحجتہ فذکر نحوہ ورواہ ابن جریر وقال کذا قال ابوہریرۃ
اقرءوا ان شئتم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا وکذا رواہ معمر عنہ موقوفا
حدیث دوم یزید بن ابان کہتے ہیں ہم نے انس بن مالک سے کہا اے ابا حمزہ تم حق میں اطفال مشرکین کے
کیا کہتے ہو کہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انکے لیے سیئات نہیں کہ وہ معذب ہوں اور اہل دوزخ میں ہوں
اور نہ انکے لیے حسنات ہیں کہ انکو بدلا ملے اور اہل جنت میں ہوں رواہ ابو داود الطیالسی **حدیث سوم**
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لاوینگے چار شخصوں کو دن قیامت کے مولود اور معتوہ یعنے مجنون اور وہ شخص جو مرا بیچ فترت میں اور
شیخ فانی ہر ایک کلام کریگا اپنی حجت سے رب تبارک وتعالی آگ کی گردن سے فرمائیگا کہ ظاہر ہو اور ان سے فرمائیگا
میں اپنے بندوں کی طرف رسول بھیجتا تھا انہیں میں سے اور اب میں خود اپنا رسول طرف تمہاری تم داخل ہو آگ
میں پس جس پر بدبختی لکھی گئی ہے وہ کہیگا میں کیونکر داخل ہوں اس سے بھاگتا تھا اور جس پر سعادت لکھی گئی ہے وہ
چلکر آگ میں جلد گھسیگا اللہ تعالی فرمائیگا تم میرے رسولوں کی سخت تکذیب ومعصیت کرتے پھر انکو جنت میں اور انکو
دوزخ میں داخل کرے گا رواہ ابو یعلی وہکذا رواہ البزار باسنادہ مثلہ **حدیث چہارم**
براء سے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال اطفال مسلمین کا فرمایا ہم مع آبائہم وہ اپنے آبا واجداد
کے ساتھ ہونگے پھر سوال اولاد مشرکین کا کیا فرمایا ہم مع آبائہم وہ اپنے آبا واجداد کے ساتھ ہونگے کہا کہ
یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا کرتے تھے فرمایا اللہ اعلم بہم انکو اللہ اچھا جانتا ہے رواہ ابو یعلی و
رواہ عمر بن ذر عن عائشۃ فذکرہ **حدیث پنجم** ثوبان سے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
عظمت بیان کی شان سوال کی اور فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اہل جاہلیت آمینگے اپنے اوزار اپنی پشت
پر اٹھائے ہوئے انکا رب انسے سوال کریگا وہ کہیں گے اے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول نہیں بھیجا اور نہ کوئی حکم
ہمارے پاس آیا اگر تو ہمارے پاس رسول بھیجتا تو ہم سب بندوں میں زیادہ مطیع تیرے ہوتے اللہ تعالی فرمائے
گا بہلا اگر اب میں تمکو حکم دوں تو تم میری طاعت کروگے وہ کہیں گے ہاں اللہ تعالی انکو حکم دیگا کہ تم جاکر
جہنم میں داخل ہو وہ روانہ ہونگے جب قریب جہنم پہنچیں گے اسکا تغیظ اور جلانا سنیں گے رب کے پاس پھر کر کہیں گے
اے رب تو ہمکو اس سے نکال یا بچا وے اللہ تعالی کہیگا کیا تم نے یہ زعم نہیں کیا تھا کہ اگر میں تمکو کوئی حکم
دونگا تو میری طاعت کروگے پھر انسے عہد لیگا اور فرمادیگا جاؤ داخل ہو آگ میں وہ چلیں گے یہانتک کہ

اور جب اور دیکہیں گے شدت اسکی کہ گویا کہ وہ بھی ہے سب ہم پر سے ذرہ بہر طاقت اسمین داخل ہونیکی نہین ہے تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا جاؤ اسمین خلیل ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر پہلی بار داخل ہو جاتے تو دوزخ انپر سرد و سلامتی ہو جاتی رواہ البزار وقال متن هذا الحديث غير معروف الا من هذا الوجه **حدیث ششم** ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہین ہالک فترت مین اور معتوہ اور مولود ہالک کہیگا میرے پاس کوئی کتاب نہین آئی معتوہ کہیگا اے رب تونے مجہے عقل نہین دی تہی جس سے مین خیر و شر کو سمجہتا مولود کہیگا مینے ادراک عقل کا نہین کیا انکو آگ کہائی جائیگی اور کہا جائیگا اسمین جاؤ سو جو شخص اللہ کے علم مین سعید ہے اگر وہ عمل کرتا وہ اسمین جائیگا اور جو شخص اللہ کے علم مین شقی ہے اگر عمل کرتا رک جائیگا اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم نے میری نافرمانی کی اگر میرے رسول تمہارے پاس آتے تو تم کیا کرتے رواہ محمد بن يحيى الذهلي وكذا رواه البزار وقال لا نعرف من حديث ابي سعيد الا من طريق فضيل عن عطية عنه اور آخر حدیث مین یون کہا ہے فيقول الله اياي عصيتم فكيف برسلي بالغيب پہر اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم نے میری نافرمانی کی تو میرے رسولون کی غیب مین کیونکر نافرمانی نکرتے **حدیث ہفتم** معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہین دن قیامت کے ممسوخ العقل کو اور ہالک فی الفترۃ کو اور ہالک کو صغر مین لائینگے ممسوخ کہے گا اے رب تو اگر مجہکو دیتا تو جسکو تونے عقل دی ہے وہ مجہسے زیادہ سعید نہوتا اسی طرح در بارۂ ہالک فترت و صغیر کے کہا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا مین تمکو ایک حکم کرتا ہون تم میری اطاعت کروگے وہ کہینگے ہان فرمائیگا جاؤ نار مین داخل ہو فرمایا اگر وہ داخل ہوتے تو آگ کچہہ مضرت انکو نکرتی پہر اونپر فرائص نکلینگے وہ گمان کرینگے کہ اسنے ہلاک کردی ہر چیز جو خدا نے پیدا کی ہے اور جلد واپس آوینگے پہر دوبارہ انکو یہی حکم ہوگا وہ اسی طرح پہر آوینگے تب اللہ عز وجل فرمائیگا قبل اسکے کہ مین تمکو پیدا کرون مینے جان لیا تہا کہ تم کیا عمل کروگے اور مینے اپنے علم پر تمکو پیدا کیا تہا اور اب تم طرف میرے علم کے پہروگے پہر نار انکو پکڑے گی رواہ هشام بن عمار ومحمد بن المبارك **حدیث ہشتم** یہہ حدیث روایت کی ہے ان سیاق کے ساتھ سند صحیح سے اور گذر چکی اور صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رفعاً آیا ہے ہر مولود پیدا ہوتا ہے فطرت پر پہر اسکے ماں باپ اسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر ڈالتے ہین جسطرح کہ بہیمہ بہیمہ جماء جنتا ہے یعنی پورا بچہ تم ان مین کوئی جدعاء یعنی گوش بریدہ دیکہتے ہو یعنی نہین دوسری روایت مین آیا ہے لوگونے کہا خبر دو کہ صغیر میت کا کیا حال ہے فرمایا الله اعلم بما كانوا عاملين ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ذراری مسلمین جنت مین ابراہیم علیہ السلام کی کفالت کرتے ہین رواہ احمد وصحیح مسلم مین عیاض بن حمار سے رفعاً آیا ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ انی خلقت عبادي حنفاء مینے اپنے بندونکو مسلمان پیدا کیا تہا الحدیث غیر مسلم

میں آیا ہے مسلمین۔ حدیث نہم سمرہ نے نقل کیا ہے ہر مولود پیدا ہوتا ہے فطرت پر لوگوں نے پکار کر
کہا اے رسول خدا اور اولاد مشرکین فرمایا اولاد مشرکین بھی رَوَاهُ الْحَافِظُ اَبُوْ بَکْرٍ الْبَرْقَانِیُّ فِیْ کِتَابِ الْمُسْتَخْرَجِ
عَلَی الْبُخَارِیِّ طبرانی کا لفظ سمرہ سے یہ ہے کہ ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال اطفال مشرکین کا کیا فرمایا
هُمْ خَدَمُ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنے وہ بہشتیوں کے خدمتگار رہینگے حدیث دہم خنساء بنت معاویہ کہتی ہیں کہ
مجھسے میرے عم نے کہا کہ میں نے کہا اے رسول خدا جنت میں کون جائیگا فرمایا اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَالشَّهِیْدُ فِی الْجَنَّةِ
وَالْمَوْلُوْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْوَئِیْدُ نبی جنت میں ہے اور شہید جنت میں ہے اور مولود جنت میں ہے اور زندہ دفن
کیا گیا جنت میں ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ توقف ہے بسبب احادیث کے اور بعض نے جزم کیا
ساتھ جنت کے بدلیل حدیث سمرہ بن جندب جو صحیح بخاری میں ہے کہ اس منام میں یہ کہا ہے کہ میں ایک شیخ بزرگ
نیچے درخت کے اسکے گرد ولدان تھے جبرئیل نے کہا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ اولاد مسلمین ہے اور اولاد مشرکین
کہا اے رسول خدا اور اولاد مشرکین فرمایا ہاں اولاد مشرکین اور بعض نے جزم بالنار کیا ہے بدلیل حدیث هُمْ
مَعَ آبَائِهِمْ یعنے وہ اپنے باپ داداوں کے ساتھ ہونگے اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ قیامت کے دن انکا امتحان
لیا جائیگا عرصات میں جو طاعت کریگا وہ بہشت میں جائیگا اللہ کا علم انکے بارے میں بسابق سعادت منکشف
ہوگا اور جو نافرمانی کریگا وہ داخل نار ہوگا ذلیل ہوکر اللہ کا علم انکے حق میں بسابق شقاوت منکشف ہوگا ابن
کثیر کہتے ہیں وَهٰذَا الْقَوْلُ یَجْمَعُ بَیْنَ الْاَدِلَّةِ کُلِّهَا وَقَدْ صَرَّحَتْ بِهِ الْاَحَادِیْثُ الْمُتَقَدِّمَةُ الْمُتَعَاضِدَةُ
الشَّاهِدُ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ اور یہ قول جمع اولہ کے درمیان جمع کردینے والا ہے اور اسکی گذشتہ احادیث میں
تصریح ہے جو ایکدوسری کو قوت دینے والی ہیں اور ایک دوسرے کی شاہد ہیں پھر کہا ہے کہ اسی قول کو شیخ ابو الحسن
اشعری نے اہلسنت جماعت سے حکایت کیا ہے اور اسی قول کی نصرت حافظ ابو بکر بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں
کی ہے اور محققین علماء اور حفاظ نقاد نے بھی یوں ہی کہا ہے اور شیخ ابن عبد البر نے بعض احادیث امتحان کا
ذکر کرکے کہا ہے وَاَحَادِیْثُ هٰذَا الْبَابِ لَیْسَتْ قَوِیَّةً وَلَا تَقُوْمُ بِهَا حُجَّةٌ وَاَهْلُ الْعِلْمِ
یُنْکِرُوْنَهَا لِاَنَّ الْاٰخِرَةَ دَارُ جَزَاءٍ وَلَیْسَتْ بِدَارِ عَمَلٍ وَلَا ابْتِلَاءٍ فَکَیْفَ یُکَلَّفُوْنَ دُخُوْلَ النَّارِ
وَلَیْسَ ذٰلِكَ فِیْ وُسْعِ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَاللّٰهُ لَا یُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اس باب کی احادیث صحیح
نہیں اور نہ انسے دلیل قائم ہوسکتی ہے اور اہل علم کو ان احادیث سے انکار ہے کیونکہ آخرت دار جزا ہے دار
عمل نہیں ہے تو کیسے انکو دوزخ میں داخل ہونیکی تکلیف دی جاویگی اور یہ مخلوق کی طاقت سے باہر ہے اور

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی کو اسکی طاقت سے بڑھکر تکلیف نہین دیتا سو جواب اسبات کا یہ ہے کہ احادیث باب مین بعض
صحیح ہین جیسے ائمہ علماء نے انپر نص کی ہے اور بعض احادیث حسن ہین اور بعض ضعیف جو مجموعہ حسن سے قوی
ہوجاتی ہین اور جب احادیث باب واحد متصل متعاضد اس نمط پر ہوئین تو ناظر احادیث کے لیے افادہ حجت کرینگی
رہی یہ بات کہ آخرت دار جزا ہے سو اسمین کچھ شک نہین ہے لیکن ہونا تکلیف کا عرصات مین قبل دخول جنت و نار
کے کچھ منافی اسکے نہین ہے جسطرح کہ شیخ ابو الحسن اشعری نے امتحان اطفال کو مذہب اہلسنت و جماعت سے
حکایت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ الآیۃ یعنی جس دن
کہولی جاویگی پنڈلی اور بلائے جاوینگے سجدے کو پھر نہ کرسکینگے نیچی ہونگی انکی آنکھین چڑھی آتی ہے انپر ذلت اور
پہلے انکو بلاتے تھے سجدے کو اور وہ چنگے تھے اور صحاح وغیرہ مین ثابت ہوچکا ہے کہ مومنین دن قیامت کے اللہ پاک
کو سجدہ کرینگے اور منافقین سجدہ نہ کرسکینگے انکی پشت مثل صفحہ واحدہ کے طبق واحد ہوجاویگی جب ارادہ سجدہ
کرنے کا کرینگے پشت کے بل گر پڑینگے صحیحین مین آیا ہے کہ سب سے پیچھے جو شخص اہل دین کا نار سے باہر نکلے
گا اللہ تعالیٰ اس سے عہود و مواثیق لیگا کہ اب پھر اور کچھ سوا اسکے نہ مانگنا اور یہ امر بار بار مکرر ہوگا اور اللہ تعالیٰ
فرمائیگا يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ اے ابن آدم تو کیسا فریبی ہے پھر اسکو اذن دخول جنت کا دیگا اور
یہ قول ابن عبد البر کا کہ دخول نار اسکے وسع مین نہین ہے پھر انکی تکلیف دینا یعنے چہ سوئے کچھ مانع صحت
حدیث نہین ہے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے اپنے بندون کو حکم پار ہونیکا صراط سے دیگا یہ ایک پل ہے پشت
جہنم پر تلوار سے زیادہ تیز بال سے زیادہ باریک اسکا بیان لوگ اس پل پر سے بحسب اعمال خود گذرینگے کوئی
بجلی کیطرح کوئی ہوا کی طرح کوئی اسپ تیز رفتار کیطرح کوئی شتر سوار کیطرح دوڑتا کوئی چلتا اور کوئی سینے کے بل
اور کسیکا چہرہ آگ مین جل جاویگا سو کچھ حق مین ان اطفال کے آیا ہے وہ کچھ اس حال سے بڑھکر نہین ہے بلکہ
یہی ماجرا اطم و اعظم ہے نیز سنت سے یہ ثابت ہے کہ دجال کے ہمراہ بہشت و دوزخ ہوگی اور شارع نے مومنین
کو حکم دیا ہے کہ ان مین سے کوئی دجال کو پاوے تو اس مین گر پڑے جسکو آگ مین دیکھتا ہے کہ وہ برد و سلام
ہوجاویگی سو نظیر ہے اسکی نیز اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے انفس کو قتل کرین چنانچہ
بعض نے بعض کو قتل کیا یہانتک کہ کہتے ہین کہ ایک صبح مین ستر ہزار کو مارا مرد نے اپنے باپ بھائی کو قتل کیا اور
غمامہ مین ایک غمامہ کے تھے جسکو اللہ نے انپر بھیجا تھا یہ انکی عقوبت تھی عبادت گوسالہ پر اور نفوس پر یہ بات بہت
شاق ہے کچھ مضمون حدیث مذکور سے متعارض نہین ہے واللہ اعلم ف جب یہ بات مقرر ہو گئی تو ہوگئی

کو اختلاف ہے اولاد مشرکین میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ وہ جنت میں ہیں بدلیل حدیث سمرہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ابراہیم کو بحکم اطفال مسلمین و اولاد مشرکین کو دیکھا اور بدلیل حدیث عم خنساء کہ مولود جنت میں ہے اور یہ استدلال صحیح ہے ولکن
احادیث امتحان اخص ہیں اوس سے اونہوں نے جسکو مطیع جان لیا ہے اسکی روح برزخ میں ابراہیم کے پاس ہے اور
اولاد مسلمین جو فطرت پر مری اور جسکو اللہ نے عاصی جانا کہ وہ فطرت کو قبول نہ کریگا اسکا اختیار اللہ کو ہے وہ دن قیامت
کے آگ میں ہوگا احادیث امتحان اسی پر دال ہیں اشعری نے اسکو نقل کیا ہے اہلسنت سے پھر جو لوگ انکے جنت میں ہونیکو
قائل ہیں ان میں کوئی انکو مستقل فی الجنۃ کہتا ہے اور کوئی خدم الجنت بتاتا ہے جسطرح حدیث انس میں نزدیک ابو
داؤد طیالسی کے آیا ہے اور وہ حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ہمراہ اپنے آبا کے نار میں ہونگے
اسپر دلیل روایت امام احمد ہے عبداللہ بن ابی قیس کی کہ انہوں نے عائشہ رض سے سوال ذراری کفار کا کیا کہا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے هُمْ تَبَعٌ لِآبَائِهِمْ وہ اپنے باپوں کے تابع ہیں میں نے کہا اے رسول خدا بلا
اعمال کہا اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ اللہ خوب واقف ہے جو یہ کرتے اسکو ابوداؤد نے بھی عبداللہ بن ابی قیس
سے روایت کیا ہے اس لفظ سے کہ میں نے عائشہ رض کو سنا وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ذراری مومنین
کا کیا فرمایا وہ اپنے آبا کے ساتھ ہونگے میں نے کہا ذراری مشرکین کہا هُمْ مَعَ آبَائِهِمْ وہ اپنے آبا کے ساتھ ہونگے
میں نے کہا بلا عمل فرمایا اللہ جانتا ہے کہ وہ کیا کرتے امام احمد کا لفظ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ انہوں نے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر اطفال مشرکین کا کیا فرمایا اِنْ شِئْتِ اَسْمَعْتُكِ تَضَاغِيَهُمْ فِي النَّارِ اگر تو چاہے
تو تجھکو انکا دوزخ میں چلانا سنوا دوں اسکی سند میں یحییٰ بن متوکل متروک ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خدیجہ
نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حال اپنے دو بچوں کا پوچھا جو جاہلیت میں مر گئے تھے فرمایا هُمَا فِي النَّارِ وہ دونو
آگ میں ہیں جب انکے چہرے میں کراہت دیکھی فرمایا لَوْ رَاَيْتِ مَكَانَهُمَا لَاَبْغَضْتِهِمَا اگر تو ان دونوں کی جگہہ
دیکھے تو تو انکو برا جانے کہا پس اولاد تم سے فرمایا اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَوْلَادَهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ وَ
اَوْلَادَهُمْ فِي النَّارِ مومنین اور انکی اولاد جنت میں ہیں اور مشرکین اور انکی اولاد دوزخ میں پھر یہ آیت پڑھی وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ اور جو لوگ ایمان لائے اور انکے راہ چلی انکی
اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہمنے انکی اولاد کو رَوَاهُ اَحْمَدُ وَهٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ فَاِنَّ فِي اِسْنَادِهِ مُحَمَّدَ
ابْنَ عُثْمَانَ مَجْهُوْلُ الْحَالِ وَشَيْخُهُ زَاذَانُ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيًّا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ شعبی نے مرفوعا کہا ہے اَلْوَائِدَةُ
وَالْمَوْءُوْدَةُ فِي النَّارِ زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن کی گئی آگ میں ہے پھر اس کو مسند کیا طرف ابن مسعود کے

رواہ ابو داود وذکر النقضی کہ سلمہ بن قیس اشجعی سے یہ ہے کہ میں اور میرا بھائی پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے
ہمنے کہا ہماری ماں جاہلیت میں گئی وہ مہمان کو کھلاتی اور صلہ رحم کرتی تھی اُسنے ایک ہماری بہن کو جاہلیت میں زندہ
درگور کردیا تھا وہ بلوغ کو نہیں پہونچی تھی فرمایا وائدہ اور موؤدہ نار میں ہیں مگر یہ کہ وائدہ اسلام کو پاکر مسلمان ہو
جاے رواہ جماعۃ وھذا اسناد حسن تیسیر اقول توقف ہے اس میں اور اعتماد اس لفظ حدیث پر ہے اللّٰہ
اعلم بما کانوا عاملین اللہ خوب واقف ہے جو یہ کام کرتے اور یہ لفظ صحیح میں آئی ہے ابن عباس نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال اولاد مشرکین کا کیا تھا فرمایا اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین اللہ خوب واقف ہے
جو کام کرتے اسی طرح صحیحین میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال اطفال مشرکین کا
کیا فرمایا اللّٰہ اعلم بما کانوا عاملین اللہ خوب واقف ہے جو عمل کرتے اور بعض نے انکو اہل اعراف ٹھیرایا
ہے یہ قول راجع ہے طرف اس شخص کے قول کے جو انکو اہل جنت کہتا ہے کیونکہ اعراف دار قرار نہیں ہے انجام کار اہل
اعراف کا جنت ہے جسطرح کہ تقریر اس مسئلے کی سورۂ اعراف میں گذر چکی ہے **ف** معلوم رکھنا چاہیے کہ
یہ خلاف مخصوص اطفال مشرکین سے ہے رہے ولدان مومنین سو درمیان علماء کے کچھ خلاف نہیں ہے جسطرح کہ قاضی
ابویعلی بن الفراء الحنبلی نے امام احمد سے حکایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا لا یختلف فیہم انہم من
اھل الجنۃ کہ انکے جنتی ہونے میں اختلاف نہیں ہے ابن کثیر کہتے ہیں وھذا ھو المشھور بین الناس
وھو الذی نقطع بہ انشاء اللہ عز وجل اور یہی لوگوں میں مشہور ہے اور اسکے ساتھ ہم جزم کرتے
ہیں انشاء اللہ تعالی اور وہ جو شیخ ابو عمر بن عبد البر نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس میں توقف
کیا اور سارے ولدان زیر مشیت ہیں یہ کہا ہے کہ ایک جماعت اہل فقہ و حدیث کی اسی طرف گئی ہے ازانجملہ حماد
وابن مبارک وابن راہویہ وغیرہم ہیں یہ کہا وھو یشبہ ما رسم مالک فی موطاہ فی ابواب القدر
وما اوردہ من الاحادیث فی ذلک وعلی ذلک اکثر اصحابہ ولیس عن مالک فیہ شیء
منصوص الا ان المتاخرین من اصحابہ ذھبوا الی ان اطفال المسلمین فی الجنۃ واطفال
المشرکین خاصۃ فی المشیۃ انتہی یہ اسکے موافق ہے جو امام مالک نے اپنے موطا کے ابواب القدر میں لکھا
ہے اور ان احادیث کے بھی مشابہ ہے جو امام مالک نے اس باب میں بیان کی ہیں اور اسی پر اکثر صحابہ امام کے
گئے ہیں اسطرح کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں ہیں اور مشرکوں کے بچے زیر مشیت ہیں انتہی کلام سو یہ کلام انکا
سخت غریب ہے اور قرطبی نے اپنی تذکرہ میں اسی کے کچھ ذکر کیا ہے واللہ اعلم اور اس باب میں حدیث

عائشہ رض ذکر کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بچے کے جنازے پر بلایا گئے انصار مین سے مین نے کہا ای رسول اللہ طوبیٰ لہ عُصفُورٌ مِن عَصَافِیرِ الجَنَّۃِ لَم یَعمَلِ السُّوءَ وَلَم یُدرِکہُ اسکو خوشی ہو یہ تو ایک چڑیا ہے جنت کی چڑیوں مین سے جسنے کوئی برائی نہین کی اور نہ برائی کے زمانہ کو پہونچا فرمایا اَوَ غَیرَ ذٰلِکِ یَا عَائِشَۃُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الجَنَّۃَ وَخَلَقَ لَھَا اَھلًا وَھُم فِی اَصلَابِ آبَائِھِم وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَھَا اَھلًا وَھُم فِی اَصلَابِ آبَائِھِم کیا تو یہ کہتی ہے ای عائشہ اور امر بہتر نہین ہے اللہ نے جنت پیدا کی اور اُسکے اہل بھی بنائے اور وہ اپنے باپون کے اصلاب مین تھے اور دوزخ کو بنایا اور دوزخ والونکو بھی بنایا اور وہ اپنے باپون کی پشتون مین تھے رَوَاہُ مُسلِمٌ وَاَحمَدُ وَاَبُودَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابنُ مَاجَۃَ جو کہ کلام کرنا اس مسئلے مین محتاج ہے دلائل صحیحہ جیدہ کا اور کبھی ایسا شخص اسمین گفتگو کرنے لگتا ہے جسکے پاس علم شارع نہین ہے اسلیے ایک جماعت علماء نے کلام کرنا اس مسئلے مین مکروہ رکھا ہے ابن عباس و قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق و محمد بن حنفیہ وغیرہم سے اسی طرح مروی ہے ابن عباس نے منبر پر کہا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَزَالُ اَمرُ ھٰذِہِ الاُمَّۃِ مُوَاتِیًا اَو مُقَارِبًا مَا لَم یَتَکَلَّمُوا فِی الوِلدَانِ وَالقَدَرِ رَوَاہُ ابنُ حِبَّانَ وَقَالَ یَعنِی اَطفَالَ المُشرِکِینَ اس امت کا امر ہمیشہ ٹھیک رہیگا جب تک بچون اور تقدیر مین کلام نہ کرینگے اسکو ابن حبان نے روایت کیا اور بولا کہ بچون سے مشرکین کے بچے مراد ہین وَھٰکَذَا رَوَاہُ البَزَّارُ وَقَالَ وَقَد رَوَاہُ جَمَاعَۃٌ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ مَوقُوفًا فتح البیان مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ ثواب عمل صالح کا اور عقاب عمل بد کا مختص ہے ساتھ فاعل کے متعدی الی الغیر نہین ہوتا ہے پس جو کوئی راہ یاب ہوا امر خدا بجا لاکر اور نہی خدا چھوڑ کر اور جو احکام کہ اسکے الصحائف مین مین وہ اُسنے کیے تو منفعت اسکی اسی کے نفس کیطرف عائد ہوتی ہے غیر مہتدی کی طرف نہین جاتی اور جو شخص گمراہ ہوا طریق حق سے اور فاعل امر و تارک نہی نہین ہے وبال اُسکی ضلالات کا خود اسی کی جان پر ہے اس سے تجاوز نہین کرتا ہر ایک محاسب ہے اپنے نفس سے اور مجزی ہے اپنی طاعت پر اور معاقب ہے اپنے معصیت پر یہ حاصل ہے کلام متقدم کا کہ قرآن ہادی اقوم طرق ہے اور اعمال اپنے صاحب کو لازم حال ہین پھر اس کلام کی تاکید ابلغ کی اور فرمایا کہ کسی کا بوجھ کوئی نہین اٹھاتا ہے کہ یہ سا ہوا اور دوسرا پکڑا جائے مثل اسکے سورۂ انعام مین بھی گذر چکا ہے زجاج نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے اِنَّ الاٰثِمَ وَالمُذنِبَ لَا یُؤَاخَذُ بِذَنبِ غَیرِہٖ وَھٰذَا تَحقِیقُ مَعنٰی قَولِہٖ وَکُلَّ اِنسَانٍ اَلزَمنَاہُ طٰٓئِرَہٗ فِی عُنُقِہٖ گنہگار اور مذنب اپنے غیر کے گناہ کے ساتھ

گرفتار نہونگے اور یہی اللہ تعالے کے قول وکل انسان الآیۃ کے معنے کی تحقیق ہے یہی آیت مَنْ یَّشْفَعْ
شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّکُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّکُنْ لَّهٗ کِفْلٌ مِّنْهَا جو کوئی سفارش کرے
نیک بات میں اسکو بھی ہے ایک حصہ اس میں سے اور جو کوئی سفارش کرے بری بات میں اس پر بھی ہے ایک بوجھ اس میں سے
اور یہ آیت لِیَحْمِلُوْا اَوْزَارَهُمْ کَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ کہ
اٹھاوین بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ انکے جنکو بہکاتے ہین بے تحقیق سنتا ہے برا بوجھ ہے جو
اٹھاتے ہین یعنے نیکی یا بدی اٹھانا اور حسنہ سے منتفع ہونا اور سیئہ سے متضرر ہونا سو یہ فی الحقیقت انہی حسنہ و سیئہ سے
منتفع و متضرر ہونا ہے جزاء نیکی بدی کی عامل حسنہ و سیئہ کو لازم ہے اور شافع کو جزاء شفاعت ملتی ہے نہ جزاء
اصل حسنہ و سیئہ اسی طرح جزاء ضلال مقصور ہے ضالین پر اور جس چیز کے یہ مضلین عامل ہین وہ جزاء اضلال
ہے پہر اللہ نے فرمایا کہ ہم کسی کو بے رسول بہیجے عذاب نہین کرتے یعنے نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین جمہور نے
کہا ہے یعنی عذاب دنیا ہے نہ عذاب آخرت اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ جو کچھ جانا ہی اسکا جو
سمعی ہے نہ عقلی وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ
فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا جب ہمنے چاہا کہ کہپا دین کوئی بستی حکم بہیجا اسکے عیش کرنیوالون کو پہر انہون نے بے
حکمی کی اس مین تب ثابت ہوئی انپر بات تب اکہاڑ مارا انکو اٹھا کر ف اَمَرْنَا کو مخفف پڑھا ہے مراد اس سے امر
قدری ہے کقولہ تعالی اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا آیا انکو ہمارا حکم رات کو یا دن کو کیونکہ اللہ امر فحشا کا نہین
کرتا ہے بعض نے کہا انکو مستحق فعل فواحش کیا اسلیے وہ مستحق عذاب ہوئے یا ہمنے انکو امر طاعات کا کیا تہا انہون
نے فواحش کیے اور مستحق عقوبت ہوئے ابن عباس نے اسی طرح کہا ہے سعید بن جبیر بہی اسی کے قائل ہین ابن جریر نے
کہا محتمل ہے کہ معنے یون ہون کہ ہمنے انکو امیر کیا لیکن یہ معنے قراءت مشدد امّرنا کے بنتے ہین نہ قراءت مخفف کے
ابن عباس نے کہا ہمنے انکے شریر کو مسلط کیا انہون نے عصیان کیا جب وہ عاصی ہوئے تب اللہ نے انکو ہلاک
کرڈالا عذاب سے یہو قول وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا الآیہ یون ہی کیے ہین ہمنے
ہر بستی مین گنہگارونکے سردار کہ حیلہ لایا کرین وہان اور جو حیلہ کرتے ہین سو اپنے اوپر اور نہین بوجہتے ابو العالیہ و مجاہد
ربیع بن انس کا قول یہی ہے ایک قول ابن عباس کا یہ ہے کہ ہمنے سبب سے انکے دشمن کر دیے عکرمہ و حسن و
ضحاک و قتادہ بہی اسی کے قائل ہین زہری نے کہا اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا اَىْ اَكْثَرْنَا بعض نے اسجگہ حدیث سوید
بن ہبیرہ سے رفعًا استشہاد کیا ہے کہ خَیْرُ مَالِ الْمَرْءِ لَهٗ مُهْرَةٌ مَاْمُوْرَةٌ اَوْ سِكَّةٌ مَاْبُوْرَةٌ رواہ احمد

آدمی کا بہتر مال گھوڑی ہے بہت بچے جننے والی یا کھجوروں کی جو تابیر کی گئی ہو ابو عبید نے کتاب الغریب میں کہا ہے
المامورة كثيرة النسل والسكة الطريقة المصطفة من النخل والمابورة من التابير۔ مامورہ
گھوڑی ہے جو بہت جنے اور سکہ وہ راستہ ہے جیسے کھجوروں کی صف ہو اور مابورہ تابیر سے مشتق ہے بعض نے کہا یہ کلام
بطور تناسب آیا ہے جیسے مازورات غیر ماجورات فتح البیان میں کہا ہے مراد امر سے نقیض نہی ہے اور
مامور بہ نزدیک اکثر کے طاعت و خیر ہے کشاف میں کہا ہے اَمَرْنَاهُمْ بِالْفِسْقِ یعنی ہم انکو فسق کے ساتھ حکم کرتے
ہیں لیکن اسمیں نظر ہے بعض نے کہا مراد امرنا سے اکثرنا ہے مترفین سے مراد آسودہ لوگ ہیں جنکو نعمت و وسعت
عیش سبب تراخی کا ہوتا ہے مفسرین نے تفسیر مترفین کی ساتھ جبارین و متسلطین اور ملوک جائرین کے کی ہے تخصیص
انکے ذکر کی اس سبب ہے کہ جو لوگ انکے سوا ہیں وہ انکے اتباع ہیں قاموس میں کہا ہے ترفہ بالضم بمعنی نعمت و طعام
طیب و شی طریف ہے وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا
بَصِيْرًا اور کتنی کھپا دیں ہم نے سنگتیں نوح سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ جانتا دیکھتا ف
اللہ نے کفار قریش کو بابت تکذیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ڈرایا کہ ہم نے بہت سی امم مکذبین رسل کو
نوح علیہ السلام کے بعد ہلاک کر ڈالا ہے یہ دلیل ہے اسپر کہ جو قرون درمیان آدم و نوح علیہما السلام کے گذرے ہیں
اسی طرح کہ ابن عباس رض نے کہا کہ دس قرن تھے وہ سب اسلام پر تھے معنے یہ ہوئے کہ اے مکذبین تم کچھ اللہ پر ان امم سے
زیادہ اکرم نہیں ہو کہ وہ تو تکذیب رسل پر معذب و ہلاک ہوں اور تم نہ ہو بلکہ تم نے تو اشرف رسل کی تکذیب کی ہے
جو کہ اکرم الخلائق ہے پس تمہاری عقوبت و تعذیب اولیٰ و احری ہے اللہ کو ساری اعمال عباد کی خیر ہوں یا شر خبر
رہتی ہے اسپر کوئی خافیہ مخفی نہیں ہے فتح البیان میں کہا ہے مراد قرون کثیرہ ہیں جیسے عاد و ثمود وغیرہ امم خالیہ
جنپر بعد نوح کے بلا اور سوط عذاب نازل ہوا اس میں تخویف ہے کفار مکہ کو نوح کا نام اسلیے لیا کہ سب سے پہلے انہی
کی قوم نے تکذیب کی تھی لہذا من بعد آدم نہ کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا کہ تیرا رب بندوں کے
گناہوں کا واقف کار ہے محیط حقائق اشیا ہے ظاہرا و باطنا عالم جمیع معلومات ہے اور اسی جملہ مرتبات
آیت میں بشارت عظیمہ ہے اہل طاعت کو اور تخویف شدید ہے اہل معصیت کو کیونکہ علم تام و خبرت کاملہ و بصیرت
نافذہ مقتضی ایصال جزا کی ہے طرف مستحق کے بسبب استحقاق اور یہ کچھ منافی تفضل کو اہل تفضل پر نہیں ہے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا
مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

جو کوئی چاہتا ہو پہلا گھر شتاب دے چکین ہم اسکو اسی مین جتنا چاہین جسکو چاہین پھر ٹھہرایا ہے ہمنے اوسکے
واسطے دوزخ پیٹھے گا اسمین برا سنکر دہکیلا جاکر اور جسنے چاہا پچھلا گھر اور دوڑ کی اُسکے واسطے جو اُسکی دوڑ ہے اور وہ
یقین پر ہے سو ایسونکی دوڑ ٹھکانے لگی ہے ف فتح البیان مین کہا ہے مراد عاجلہ سے منفعت عاجلہ یا دار عاجلہ ہے یعنے جو
کوئی اعمال نیک یا اعمال آخرت سے ارادہ اس گھر کا یعنے دنیا کا کرتا ہے جیسے کافر و فاسق و ریاکار و منافق سب اہل اسکے
تو ہم اس مرید کو شتابی اُسکی مراد دیتے ہین پھر اس شتابی کے ساتھ دو قیدین لگائین ایک بانشار یعنے جسکی شتابی ہم
چاہتے ہین نہ وہ جسکو مرید چاہے لہذا بہت سے دنیا کے مرید نظر آتے ہین کہ انکی تمنا پوری نہین ہوتی اور وہ اپنے
ارادے تک نہین پہونچتے دوسری قید لمن نرید ہے یعنے جسکو دینا ہم چاہتے ہین دیتے ہین باقتضا مشیت نہ یہ کہ وہ
دنیا حسب مراد ہر کسی شخص کو دیا جاتا آتی ہے بعض نے کہا یہ آیت حق مین منافقین کے آئی ہے وہ بطور ریا ہمراہ مسلمانون
کے ہوکر لڑتے انکی غرض نہ تھی مگر شرکت غنائم مین یہ آیت قید ہے واسطے آیات مطلقہ کے جیسے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ
حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا جو کوئی ہو چاہتا دنیا کی کہیتی اسکو دین ہم کچہ اس مین سے وقوله مَنْ کَانَ یُرِیْدُ
الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ جو کوئی چاہتا ہو دنیا کا جینا
اور اُسکی رونق بہر دین ہم انکو اُنکے عمل اسی مین اور انکو اسمین نقصان نہین لیکن بعد اس مطلب کے جو ثابت ہے فارغ
ہے اور مقید بدو قید ہے عذاب آخرت ہے ولہذا فرمایا کہ پہر ہمنے اسکے لیے بسبب ترک عمل آخرت کے جسکا اسکو حکم تہا
اور بسبب ترک اخلاص عذاب جہنم اسکا ٹہکانا مقرر کیا ہے وہ اسمین جہنم مین مذموم یعنے ملامت زدہ ہو کر طرف سے خلق
کے اور مطرود ہو کر رحمت خدا سے داخل ہوگا یہ عقوبت اسکی ہے آخرت مین حالانکہ اسکو دنیا نہین ملتی ہے مگر اسی قدر
جتنی اللہ نے اسکے لیے مقدر کی ہے کہان حال اس شقی کا اور کہان حال مومن تقی کا کہ اسکو بقدر مقدر دنیا بہی ملا اور
ورجوع ہمراہ سکون نفس و اطمینان قلب کے ملتی ہے اور وہ محض آخرت کے لیے عمل کرتا ہے اور منتظر جزا کا اللہ پاک سے ہے
وہ جزا جنت ہے ولہذا فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے اعمال سے ارادہ آخرت کا کرتا ہے اور اسکے لیے ساعی ہے اور نیت
و اخلاص رکھتا ہے اور ایسی کوشش بجا لاتا ہے اور امر و نہی کا پابند ہے اور خالص اللہ کے لیے بلا آمیزش
ریا و نحوہ کام کرتا ہے اور قانون شرع پر چلتا ہے تابع ابتداع و ہوا نہین ہے اور اللہ پر ایمان بہی رکہتا ہے کیونکہ مستحق
جزا عمل صالح کا وہی شخص ہوتا ہے جو مومن ہی ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ کہ اللہ تعالی قبول کرتا ہے سو
ادب والون سے تو ایسے شخص کی سعی نزدیک اللہ کے مقبول غیر مردود ہوتی ہے بلکہ اضعاف کثیرہ تک بڑہ جاتی ہے اللہ
تعالی نے سعی کے مشکور ہونے کے لیے تین قیدین رکہین ایک ارادہ آخرت دوسری سعی کامل تیسری تحلی بایمان یعنے

سلف صالح نے کہا ہے جسکے پاس تین چیزیں نہیں ہیں اسکو عمل کچہ نافع نہیں ہے ایمان ثابت نیت صادق عمل
صواب پہر یہ آیت پڑہی ابن کثیر کہتے ہیں مَا کُلُّ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا مِنَ النَّعِيمِ يَحْصُلُ لَهُ مَا يَحْصُلُ لِمَنْ أَرَادَ
اللہَ مَا يَشَآءُ طالب دنیا و ما فیہا کو ہر مقصد نعمتیں حاصل نہیں ہوتیں جس مقصد اللہ تعالیٰ کے چاہنے والے کی مشیت کو عطا ہو کر
حاصل ہوتی ہیں حدیث عائشہ رضہ میں فرمایا ہے اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهُ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ
مَنْ لَّا عَقْلَ لَهُ دنیا اسکا گہر ہے جسکا کوئی گہر نہیں ہے اور اسکا مال ہے جسکا کوئی مال نہیں ہے اور دنیا کو وہ
جمع کرتا ہے جو بیعقل ہے رواہ احمد اور جو شخص نعیم و سرور آخرت کا خواہشمند ہے اور اسکی طلب بتابعت رسول ہو اور
ایمان قلب کے کرتا ہو اور مصدق ثواب و جزا ہے تو اسکی کوشش ٹہکانے لگتی ہے كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ
عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ
اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ ہر ایک کو ہم پہونچائے جاتے ہیں انکو اور انکو تیرے رب کی بخشش میں سے
اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں گہیری دیکہہ کیسا بڑہایا ہمنے ایک کو ایک سے اور پچہلے گہر میں تو اور بڑے
درجے ہیں اور بڑی بڑائی **ف** اللہ تعالیٰ نے کہا ہر واحد کو دونوں فریق میں سے کیا مرید دنیا اور کیا مرید آخرت
ہم پہونچاتے ہیں عطا یعنی حاکم متصرف فی الامور جو ہے نہیں کرتا ہے ہر کسی کو جسکا وہ مستحق ہے سعادت و شقاوت
سے دیے جاتا ہے کوئی اسکے حکم کا پہیرنے والا اور کوئی اسکے عطا کا مانع اور کوئی اسکے ارادے کا بدلنے والا
نہیں ہے ولہذا فرمایا کہ تیرے رب کی عطا ممنوع نہیں ہے اسکو منع نہیں کر سکتا قتادہ نے کہا محظور یعنی منقوص
حسن وغیرہ نے کہا یعنی ممنوع پہر ذکر دنیا کی تفضیل کا فرمایا کہ کوئی درمیان غنی ہے اور کوئی فقیر اور کوئی درمیان غنا
و فقر کے اور کوئی حسین اور کوئی قبیح اور کوئی درمیان اسکے اور کوئی صغر میں مر جاتا ہے اور کوئی عمر پاتا ہے
یہانتک کہ شیخ کبیر ہو جاتا ہے اور کوئی درمیان اسکے رہتا ہے اسی طرح تفاوت دار آخرت کا دنیا کے تفاوت
سے بہی بڑا ہے کوئی درکات جہنم میں ہوگا اور سلاسل و اغلال میں گرفتار اور کوئی درجات علیا و نعیم و سرور
میں ہوگا پہر درکات دوزخ متفاوت ہونگے عذاب میں جسطرح کہ اہل درجات متفاوت ہونگے ثواب میں کیونکہ
جنت کے سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے بیچ میں اتنا تفاوت ہے جتنا کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے
صحیح میں آیا ہے اہل درجات علی اہل علیین کو یوں دیکہیں گے جسطرح ڈوبتے تارے کو آسمان کے کنارے
میں دیکہتے ہیں لہذا آخرت کو اکبر درجات اور اکبر تفضیل فرمایا ہے سلمان فارسی کہتے ہیں مَا مِنْ عَبْدٍ
يُّرِيْدُ اَنْ يَّرْتَفِعَ فِي الدُّنْيَا دَرَجَةً فَارْتَفَعَ اِلَّا وَضَعَهُ اللّٰهُ فِي الْاٰخِرَةِ اَكْبَرَ مِنْهَا دنیا میں کوئی بندہ

نہین ہے جو دنیا کا درجہ حاصل کرنا چاہے مگر اللہ تعالی آخرت مین اُس سے اسکا بڑا درجہ کرا دیتا ہے پہر یہ آیت
پڑہی وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا فتح البیان مین کہا ہے آیت مین لف نشر مرتب ہو یعنے ہم
کفار و مومنین و اہل معصیت اہل طاعت دونو کو دیتے ہین معصیت عاصی کو کچہہ اثر قطع رزق مین نہین ہے امداد
سے مراد وہ چیز ہے جو مرید دنیا کو شتابی اس دنیا مین ملتی ہے اور وہ جو مرید آخرت کو دنیا و آخرت مین ملیگی
عطا ہمرا تفضل محض ہے یہ عطا کسی کے روکنے سے نہین رکتی ہے محظور بحای مہلہ و ظا معجمہ یعنے منع ہے
عطا دنیا سے مراد رزق و جاہ ہے کیونکہ کا ذکر آخرت مین کچہہ حظ نہ ہوگا زجاج نے کہا اللہ نے یہ بات
بتادی کہ ہم مسلمانو کا فرونون کو دیتے ہین اور ان سب کے رازق ہین ؎

خدا است مسلم بزرگی و الطاف ‏ ‏ ‏ کہ جرم بیند و نان برقرار سیدارد

حسن نے کہا اللہ دنیا مین سب کو رزق دیتا ہے نیک ہو یا بد ؎

و لاکن خداوند بالا و پست ‏ ‏ ‏ بعصیان در رزق بر کس نبست

ابن عباس نے کہا اللہ رزق دیتا ہے اسکو جو طالب دنیا ہے اور اسکو جو مرید آخرت ہے دیکہہ ای محمد
یا یہ خطاب ہے ہر اہل خطاب کو کہ ہم نے عطا ایسے عاجلہ مین کسطرح بعض بندون کو بعض پر زیادتی بخشی ہے
کوئی توانگر ہے کوئی محتاج کوئی تندرست ہے کوئی بیمار کوئی عقلمند ہے کوئی احمق اسمین وہ حکمت بالغہ ہے
جسکے ادراک سے معقول قاصر ہین ہی آخرت سو وہان کے درجے اور زیادتی دنیا سے کہین بڑی ہے کیونکہ
نسبت تفاضل درجات آخرت کے بہ نسبت تفاضل درجات دنیا کے ایسی ہے جیسے نسبت آخرت کی دنیا سی
اور دنیا بہ نسبت آخرت کے کچہہ مقدار نہین رکہتی ہے لہذا آخرت درجات و تفاضل مین اکبر و اعظم واعلے ٹہری
بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ مومنین داخل جنت ہونگے اور کافر داخل نار ہو تب فضیلت اہل ایمان کی کفار پر ظاہر ہوگی
حاصل یہ ہے کہ تفاضل درجات آخرت تفاضل مراتب دنیا پر فائق ہین لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ٭ نہ ٹہیرا اللہ کے ساتہہ دوسرا حاکم پہر بیٹہہ رہیگا تو اُلہنا پاکر بے کس ہو کر ع۲
ف یہ خطاب ہے ہر مکلف کو اس اثنے کہ تجہکو جو تکلیف عبادت کی دی گئی ہے تو اس مین کسی کو اپنے
رب کا شریک نکر اس اشراک کی وجہ سے تو نکوہیدہ و بے مدد رہیگا کیونکہ اللہ تعالی پہر تیری نصرت نکریگا
بلکہ تجہکو سپرد اسی تیرے معبود باطل کے کردیگا جو نہ مالک ضرر ہے اور نہ مالک نفع کیونکہ ملکیت نفع و نقصان
کی اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ

لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللهِ أَرْسَلَ اللهُ لَهُ بِالْغِنَى إِمَّا آجِلًا وَإِمَّا عَاجِلًا
فاقہ پہنچا اور اُسنے لوگون کے پاس ظاہر کیا تو اُسکا فاقہ مسدود نہین ہوتا اور جسنے اسکو اللہ پر نازل کیا تو اللہ تعالیٰ
اُسکے لیے غنا بھیجتا ہے دیر کے بعد یا جلدی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وقال حسن
صحیح غریب فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ یہ خطاب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مراد امت ہے یا خطاب
ہے ہر مکلف سے اہل خطاب کو اس آیت مین نہی زبانی ہے شرک سے اور وہ انواع تکلیف کے بیان فرمانے مین جز
مین کوئی اصلی ہے اور کوئی فرعی اصل کی ابتدا اس آیت سے کی ہے پھر سائر اعمال کا ذکر کیا کہ اُن اعمال کا کرنے
والا ساعی فی الآخرۃ ہے وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ○ حکم دیا تیرے
رب نے کہ نہ پوجو اُسکے سوائے اور ماں باپ سے بھلائی کبھی پہنچ جاوے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونون
تو نہ کہہ انکو ہون اور نہ جھڑک اونکو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جھکا اُنکے آگے کندھے عاجزی کرکے پیار سے
اور کہہ اے رب اُنپر رحم کر جیسا پالا انہون نے مجھکو چھوٹا ف اللہ نے امر کیا عبادت خالص وحدہ لاشریک لہ
کا کیونکہ قضا اس جگہ بمعنے امر ہے مجاہد نے کہا قضے بمعنے وصّی ہے ابی بن کعب وابن مسعود وضحاک نے وصی
پڑھا ہے واللہ اپنی عبادت کے ساتھہ ذکر بر والدین کا کیا ہے کہ ماں باپ کے ساتھہ نیکی اور حسن سلوک کر جس طرح
دوسری آیت مین فرمایا ہے أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر
میرے تک آنا ہے اُف سے مراد سنانا ہے ایسی بات کا جو بری ہو یہانتک کہ تافیف بھی نہ کرے کہ ادنی مراتب
قول سئی ہے اور کوئی فعل قبیح اس سے نسبت اُنکی صادر نہ ہو عطا بن ابی رباح نے کہا لَا تَنْهَرْهُمَا أَيْ لَا
تَنْفُضْ يَدَكَ عَلَيْهِمَا یعنے اُنپر اپنے ہاتھہ نہ ہلا پھر بعد نہی کے قول قبیح وفعل قبیح سے حکم قول حسن وفعل
حسن کا کیا اور فرمایا اچھی پاکیزہ نرم بات کہہ ساتھہ ادب وتوقیر وتعظیم کے اور اُنکے لیے جھک جا اور خاکساری
کر اپنے فضل سے براہ رحمت وشفقت اور اُنکے لیے دعاء رحمت مانگ اللہ تعالے سے یعنے زمان کبر مین اور
وقت وفات کے ابن عباس نے کہا پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ
يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ یعنے نہین پہنچتا نبی کو اور مسلمانون کو کہ بخشش مانگین مشرکون کی بر والدین مین بہت
سی احادیث آئی ہین انمین سے ایک حدیث انس کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھکر تین بار آمین کہی

کہا اے محمد صلعم آپنے کس چیز پر آمین کہی ہے فرمایا میرے پاس جبریل آئے کہا اے محمدؐ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَغِمَ اَنْفُ امْرِءٍ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ اُس آدمی کی ناک خاک آلودہ ہو جسنے اپنے ماں باپ کو پایا اُن میں سے ایک کو پایا اور اُن دونوں نے اسکو جنت میں داخل نہ کرایا تو کہہ آمین میں نے کہا آمین یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے دوسرا لفظ مالک یا ابن مالک کا یہ ہے مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ جسنے ماں باپ کو پایا یا اُن میں سے ایک کو پھر دوزخ میں داخل ہوا تو اُسکو اللہ نے دور کر دیا رَوَاهُ اَحْمَدُ تیسرا لفظ مالک بن عمرو قشیری کا یہ ہے مَنْ اَدْرَكَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ ثُمَّ لَمْ يُغْفَرْ لَهٗ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ جسنے ایک کو ماں باپ سے پالیا پھر اُسکے لیے معافی نہ ہوئی تو اسکو اللہ نے دور کر دیا رَوَاهُ اَحْمَدُ چوتھا لفظ انکا یہ ہے مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا ثُمَّ دَخَلَ النَّارَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَاَسْحَقَهٗ جسنے ماں باپ کو پایا یا ان میں سے ایک کو پھر دوزخ میں داخل ہوا اُسکے پیچھے تو اسکو اللہ نے دور کر دیا اور دور کر دیا رَوَاهُ اَحْمَدُ اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيُّ ابو ہریرہؓ کا لفظ رفعاً یوں ہے رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ اَحَدَ اَبَوَيْهِ اَوْ كِلَيْهِمَا عِنْدَ الْكِبَرِ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَهُوَ صَحِيْحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَمْ يُخْرِجْهُ سِوٰى مُسْلِمٍ اسکی ناک خاک آلودہ ہو پھر اسکی ناک خاک آلودہ ہو پھر اسکی ناک خاک آلودہ ہو جسنے ماں باپ سے ایک کو پایا یا دونوں کو بوڑھے پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا دوسرا لفظ انکا رفعاً یہ ہے رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ اسکی ناک خاک آلودہ ہو جسکے نزدیک دونوں ماں باپ بوڑھے ہو گئے اور پھر اُن دونوں نے اسکو جنت میں داخل نہ کرایا رَوَاهُ اَحْمَدُ بِطُوْلِهٖ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاسْتَغْرَبَهٗ مالک بن ربیعہ ساعدی کہتے ہیں ہم پاس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھے تھے اتنے میں ایک مرد انصاری آیا اُسنے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم هَلْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ بَعْدَ مَوْتِهِمَا اَبَرُّهُمَا بِهٖ قَالَ نَعَمْ خِصَالٌ اَرْبَعٌ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا رَحِمَ لَكَ اِلَّا مِنْ قِبَلِهِمَا فَهُوَ الَّذِيْ بَقِيَ عَلَيْكَ مِنْ بِرِّهِمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا کیا میرے ماں باپ کے بھلائی سے انکے مرنے کے پیچھے کوئی چیز باقی ہے جسکے ساتھ میں اُنکے ساتھ سلوک کروں فرمایا چار باتیں انکے لیے دعا کر اور انکے لیے استغفار کر اور انکے عہد پورے کر اور اُنکے دوستوں کی عزت کر اور اس قرابت کو جسکی نہیں ہے علاقہ تیرے ساتھ قرابت کا مگر انکے سبب سے بھلائی جو انکے ساتھ کرنی تیرے پر باقی رہ گئی ہے

انکے مرنیکے پیچھے رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجۃ معاویہ بن جاہمہ سلمی کہتے ہیں کہ جاہمہ پاس حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور کہا اے رسول خدا میں نے ارادہ غزو یعنے جہاد کا کیا ہے اور تم سے مشورہ لینے آیا ہوں فرمایا
تیری ماں ہے کہا ہاں فرمایا فالزمھا فان الجنۃ عند رجلیھا تو اسکو لازم کر کیونکہ جنت اسکے پاؤں کے نیچے ہے
پھر دوبارہ سہ بارہ مقامہا مختلف میں آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مثل اسی قول کے فرمایا رواہ احمد والنسائی
وابن ماجۃ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان اللہ یوصیکم بآبائکم ان اللہ یوصیکم بامہاتکم
ان اللہ یوصیکم بامہاتکم ان اللہ یوصیکم بامہاتکم ان اللہ یوصیکم بالاقرب فالاقرب
اللہ تعالی تمکو آباء کے ساتھ احسان کی وصیت فرماتا ہے اللہ تعالی تمکو ماؤں کے ساتھ احسان کی وصیت فرماتا
ہے اللہ تعالی تمکو ماؤں کے ساتھ احسان کرنیکی وصیت فرماتا ہے اللہ تعالی تمکو ماؤں کے ساتھ احسان کرنے
کی وصیت فرماتا ہے اللہ تعالی تمکو اقرب پھر اقرب کے ساتھ احسان کرنیکی وصیت فرماتا ہے اخرجہ احمد
وابن ماجۃ یعنے درباب پدر ایک بار وصیت کی اور درباب مادر سہ بار وصیت فرمائی ایک مرد بنی یربوع
نے کہا میں پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا میں نے سنا آپ لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے کہتے تھے
ید المعطی العلیا امک واباک واختک واخاک ثم ادناک ادناک رواہ احمد دینے والے کا
ہاتھ بلند ہے تو دے اپنی ماں اور اپنے باپ اور بہن کو پھر اقرب پھر اقرب کو بریدہ نے کہا ہے ایک مرد طواف میں اپنی ماں
کو اٹھائے ہوئے طواف کرتا تھا اوس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ہل ادیت حقہا
کیا میں نے اسکا حق ادا کیا فرمایا لا ولا بزفرۃ واحدۃ او کما قال نہیں اور تو نے اسکے ایک سانس کا بھی حق ادا نہیں
کیا رواہ البزار اسکی سند میں حسن بن ابی جعفر ضعیف ہے واللہ اعلم فتح البیان میں کہا ہے معنے قضا کے
امر کیا امر جزم و حکم قطع و حتم مبرم بعض نے کہا قضی اسجگہ بمعنے اوجب ہے اور مجاہد نے کہا عہد ربک
تیرے رب نے عہد کیا بہر حال حکم یہ کیا کہ تم سوا اللہ کے کسی کو نہ پوجو یہ آیت دلیل ہے وجوب عبادت خدا پر اور
منع پر عبادت غیر اللہ سے اور یہی حق ہے پھر اپنے حق کے بعد ذکر ماں باپ کے حق کا کیا اور فرمایا کہ ہم
نے حکم دیا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کرو وجہ اس ذکر کی یہ ہے کہ والدین سبب ظاہر ہیں وجود متولد میں
انکے ساتھ احسان کرنیکو قرین عبادت و توحید خود کیا اس میں اعلان ہے تاکید حق ابوین کا اور فرط عنایت ہے
بحال الدین اسی طرح اللہ نے دوسری آیت میں ماں باپ کا شکر اپنے شکر کے ساتھ مقرون کیا ہے پھر حالت
کبر کو بالخصوص ذکر کیا کیونکہ اس حالت میں انکو مزید حاجت ہوتی ہے طرف اولاد کے چنانچہ فرمایا کہ اگر

ایک یا ہر دو ان مین سے پاس تیرے پیری کو پہونچ جاوین یعنے تیری کنف و کفایت مین ہون تو تو ان دونو
سے اف بہی مت کہہ تقیید ساتہہ اس شرط کے خارج مخرج غالب ہے اسلیے کہ اولاد وقت پیری مادر و پدر کے اونکا
تہاون کرتے ہین ورنہ یہ تانیف کچہہ مختص بکبر نہین ہے بلکہ ہر حال مین اجتماع ہو یا انفراد کہولت ہو یا شیخوخت یا
منہی عنہ ہے کچہہ حالت اجتماع ہی فقط مراد نہین ہے حسین بن علی علیہ السلام نے کہا ہے لَوْ عَلِمَ اللّٰہُ شَیْئًا مِنَ
الْعُقُوْقِ اَدْنٰی مِنْ اُفٍّ لَحَرَّمَہٗ اگر اللہ اف سے کم کوئی عقوق جانتا تو اسکو حرام کر دیتا یعنے ہون
کہنا بہی داخل عقوق ہے پہر اس سے زیادہ کہنے کا کیا ذکر ہے مجاہد نے کہا یعنے اونکے بول براز اٹہانے اور ایذا
غلا و بول کے دور کرنے پر اف کہے جسطرح کہ وہ اسکے گہن سہتے تہے پر زبان صغر کچہہ نہ کہتے تہے اف مین چالیس
لغت ہین قال السمین از انجملہ تین لغتین متواتر اور چار شواذ ہین غرضکہ اف اسم فعل ہے تضجر و استثقال سے خبر
دیتا ہے اولاد کو یہی زیبائی ہے کہ ایسی بات ظاہر نہ ہو جسکو دلالت تنگدلی و ثقل پر ہو پہر فرمایا کہ ان کو مت جہڑک
اور جہڑک بلکہ قول بین و لطیف دلکش کہہ وہ بہی ہمراہ حسن ادب و حیا و احتشام کے محمد بن زبیر نے کہا یعنے جب تجہ
کو پکارین تو لبیک و سعدیک کہے اور یا اماہ یا ابتاہ کہے ہو نام لیکر مت پکار اور کنیت بہی نہ لی بلکہ ذلت و خواری
سے انکے سامنے جہک جا سعید بن جبیر کہتے ہین خاکساری کر جسطرح کہ غلام اپنے سید تند مزاج سخت دل کی کرتا ہے
قفال نے کہا خفض جناح کنایہ ہے حسن تدبیر سے گویا ولد سے کہا ہے کہ تو اپنے والدین کا کفیل ہو بسبب انکی کبر و
افتقار کے جسطرح کہ وہ تیرے کفیل تہے صغر مین اور تو انکا محتاج تہا نیز کنایہ بلیغ ہے تواضع و ترک ارتفاع سے یہ
خفض جناح دونو صورتون مین بوجہ فرط شفقت و عطف ہو کیونکہ وہ آجکے دن محتاج ہین جسطرح کہ دیروز تو افقر خلق
اللہ تہا طرف انکی اور صرف اس رحم و کرم پر اکتفا نہ کر بلکہ اللہ کو پکار اگرچہ پانچ ہی بار ہر رات دن مین کہ اے رب تو ان دونو پر
رحمت باقی و دائم کر یہ جب ہے کہ ہووین مسلمان ہون جسطرح کہ ان دونون نے مجہے پالا صغر مین یعنے جیسے مہربانی انہون
نے بچپن اور لڑکپن مین مجہپر کی تہی ویسی مہربانی و تفضل تو انکے حال پر کر اللہ پاک نے توصیہ والدین مین ایسا مبالغہ
کیا جس سے بہرپول کلیجے پہٹ جاتے ہین اور اہل عقوق ڈر جاتے ہین آغاز اپنی توحید و عبادت سے کیا پہر اوسکی تشفیع
احسان بالدین سے کی پہر امر مراعات ابوین کو ہمقدر تنگ پکڑا کہ اونے کلمہ ضجر و ثقل کا انکے حق مین کہنا روا
رکہا پہر ذل و خضوع کرنے کا ساتہ شکر حکم کیا پہر انکے لیے دعا کرنے اور ترحم کرنے پر ختم کلام کیا یہ پانچ چیزین
ہین جنکی تعلیق حق والدین مین کی ہے احادیث حقوق والدین صحیحین و غیرہا مین معروف ہین اسباب
مین رسالہ اسعاد العباد بحقوق الوالدین و الاولاد کافی شافی وافی ہے ذٰلِکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ○ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخشتا ہے ف یعنے دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملت نباہنی مشکل ہے تو فرمایا کہ جسکی نیت نیکی پر ہے اگر خطا کرے اور پھر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے نقل ہے سعید بن جبیر نے کہا یہ وہ آدمی ہے کہ اس سے کوئی بادرہ حق میں ابوین کے ہوگیا اور اس کی نیت دل میں ہے کہ اسکی پکڑ اسپر نہ ہو دوسری روایت میں ہے کہ اسکا ارادہ نہ تھا مگر خیر کا تو اللہ غفور ہے قتادہ نے کہا اوابین سے مراد مطیعین اہل نماز ہیں ابن عباس نے کہا مسبحین ہیں دوسرا لفظ یہ ہے کہ اہل طاعت و احسان ہیں بعض نے کہا وہ لوگ ہیں جو درمیان مغرب و عشا کے نماز پڑھتے ہیں بعض نے کہا چاشت گزار ہیں سعید بن المسیب نے کہا وہ لوگ ہیں کہ ان سے گناہ ہو جاتا ہے پھر وہ تائب ہوتے ہیں اور اگر پھر گناہ کرتے ہیں تو پھر توبہ کر ڈالتے ہیں شعبی بھی اسی کے قائل ہیں عطا بن یسار و سعید بن جبیر نے کہا مراد راجعین الی الخیر ہیں عبید بن عمیر نے کہا یہ وہ شخص ہے جو تنہائی میں اپنے گناہ یاد کر کے ان گناہوں سے مستغفر ہوتا ہے مجاہد بھی اسی کے قائل ہیں ابن عمیر کا دوسرا لفظ یہ ہے کہ ہم اواب حفیظ کو گنتے تھے جو یوں کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا اَصَبْتُ فِيْ مَجْلِسِيْ هٰذَا یا اللہ جو میں نے اس مجلس میں گناہ کیا ہے تو اسکو معاف کرے ابن جریر نے کہا اولی اس باب میں قول اس شخص کا ہے جس نے یہ کہا کہ اواب توبہ کرنیوالا گناہ سے رجوع کرنے والا معصیت سے طرف طاعت کے ہے اللہ کے مکروہ کو چھوڑ کر اوسکے امر محبوب و مرضی کی طرف پھرتا ہے پھر کہا کہ ثواب یہی ہے اسلیے کہ اوب بمعنی رجوع ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب راجع ہوتے کہتے آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ہم رجوع کرنے والے ہیں توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اپنے رب کی تعریف کرنے والے فتح البیان میں کہا ہے تمہارا رب خوب علم رکھتا ہے تمہارے ضمائر کا کہ دل میں خلاص ہے یا نہیں ہے طاعات میں اور گناہ سے توبہ کرنے والے ہیں جو تم سے ہوگیا ہے یا جسپر تم نے اصرار کیا ہے اس عموم میں بر و عقوق والدین بھی باندراج اولی مندرج ہے بعض نے کہا یہ آیت خاص ہی ساتھ بر و عقوق ابوین کے لیکن اول اولی ہے کیونکہ تم عموم لفظ کا چاہتا ہے نہ خصوص سبب کا دلالت سیاق مفید اس تخصیص و تقیید کی نہیں ہے اگر تم ابرار مطیعین قاصد صلاح و بر و توبہ و اخلاص طاعت ہو تو اللہ رجوع کرنے والوں کو گناہ سے طرف توبہ کے اور سیئات سے طرف حسنات کی اور عقوق سے طرف بر و احسان اور عدم خلاص سے طرف محض اخلاص کے بخشنے والا ہے جو تم سے کوئی قول صادر ہوا ہو یا فعل یا اعتقاد جس گناہ سے کہ تم نے توبہ کر ڈالی ہے وہ گناہ تم کو ضرر نہ پہنچاوے

کیونکہ مَنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَمَنْ رَجَعَ رَجَعَ اللّٰہُ اِلَیْہِ جو توبہ کرے اللہ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور جو رجوع کرتا ہے اللہ اسکی طرف رجوع کرتا ہے ابن المسیب نے کہا هُوَ الْعَبْدُ یَتُوْبُ ثُمَّ یُذْنِبُ ثُمَّ یَتُوْبُ ثُمَّ یُذْنِبُ وہ وہ بندہ ہے جو توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے یعنے اواب صیغہ مبالغہ کا ہے اس سے بار بار تائب ہونا مراد ہے ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آر | گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست | صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ۝ دے ناتے والے کو اسکا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اڑا بکھیر کر یعنے بے جگہہ خرچ کرکے خراب نکر بیشک اڑانے والے بھائی ہین شیطانون کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر یعنے مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت مین اور درجے بڑہین بہشت مین اسکو بیجا اڑانا ناشکری ہے اور کبھی تغافل کرے تو انکی طرف سے تلاش مین مہربانی کی اپنے رب کیطرف سے جسکی تو توقع رکہتا ہے تو کہہ انکو بات نرمی کی یعنے جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اسکے پاس نہین ہے تو اللہ کے ہان امیدواری کا محروم جانا خوش نہین آتا اس محتاج کی قسمت سے اللہ سبہون کو بہیج رہتا ہے سو اسطرح اگر ایک وقت نہ دی تو میٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب خیراتین برباد نہ ہون ف اللہ نے بعد ذکر بر والدین کے ذکر احسان کا ساتھہ قرابت والون کے اور صلہ ارحام کا کیا حدیث مین آیا ہے اُمَّكَ وَاَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ یعنے پہلے ماں سے پہر باپ سے پہر جو زیادہ قریب ہو پہر جو بعد اس کے قرابت مین نزدیک ہے دوسری روایت مین ہے اَلْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ اقرب زیادہ مستحق ہے پہر اُس سے نیچے کا حدیث مین فرمایا ہے مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَیُنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ جسکو رزق کی فراخی اور عمر کا بڑہنا پسند آوے تو وہ ناتے والون سے سلوک کرے ابو سعید کہتے ہین جب آیت اتری وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کو باغ فدک عطا کیا رواہ البزار یہ حدیث اگر اسکی اسناد صحیح ہو تو مشکل ہے اسلیے کہ آیت مکی ہے اور فدک پہر فتح خیبر مفتوح ہوا تہا سنہ ہفت ہجری مین پہر التیام اسکا آیت سے کسطرح ہو سکتا ہے سورہ برأت مین کلام حق مین مساکین و

ابنا سبیل کے گذر چکا ہے حاجت اعادہ کی نہیں ہے پھر بعد امر انفاق کے تبذیر سے نہی فرمائی اور اسراف سے
منع کیا یعنے توسط اختیار کرو جانب افراط و تفریط کو چھوڑ دو ع کِلَا طَرَفَيْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِيْمٌ جس طرح
دوسری آیت میں فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا
وہ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ اڑا دیں اور نہ تنگی کریں اور ہے بیچ اس کے ایک سیدھی گذران پھر واسطے نفرت دلانے
کے تبذیر سے یہ فرمایا کہ مسرفین برادر شیاطین ہیں یعنے انکے اشباہ ہیں ابن مسعودؓ نے کہا تبذیر خرچ کرنا ہے غیر
حق میں یہی قول ابن عباسؓ کا بھی ہے مجاہد نے کہا اگر کوئی انسان سارا مال اپنا حق میں خرچ کر دے تو وہ مبذر
نہ ہوگا اور اگر غیر حق میں خرچ کرے گا تو مبذر ٹھیرے گا یعنے گو تھوڑا خرچ کرے قتادہ نے کہا تبذیر نفقہ
ہے معصیت خدا اور فساد اور غیر حق میں انس بن مالکؓ کہتے ہیں ایک مرد بنی تمیم کا آیا اور کہا اے رسول خدا
میں بڑا مالدار ہوں اور صاحب اہل و ولد اور حاضرہ مجھے خبر دو کہ کیونکر خرچ کروں فرمایا اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکال
کہ یہ طہارت ہے تجھکو پاک کر دیگی اور اپنے ناتے والوں سے سلوک کر اور حق سائل کا اور ہمسائے کا اور مسکین کا پہچان
کہا اے رسول خدا میرے لیے کچھ کم کیجیے فرمایا وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا
تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اوس نے کہا حَسْبِيَ اللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مجھے اللہ تعالی بس ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم جب میں تمہارے رسول کو زکوٰۃ دیدی اب میں زکوٰۃ سے طرف اللہ و رسول کے بری ہوگیا فرمایا ہاں
جب تو نے زکوٰۃ ادا کر دی تو اب تو بری ہوگیا تجھکو تیرا اجر ہے اور گناہ اسپر ہے جو اسکو بدل ڈالے مبذرین
کو اخوان شیاطین فرمایا تبذیر در سفہ و ترک طاعت خدا و ارتکاب معصیت میں ولہذا یہ کہا کہ شیطان اپنے
رب کا ناشکر ہے یعنے منکر نعمت خدا ہے اسنے طاعت خدا پر عمل نہیں کیا بلکہ معصیت و مخالفت خدا پر متوجہ ہوا
میں کہتا ہوں اکثر مبذرین فساق و فجار ہیں اور اہل صلاح میں جو لوگ استطاعت ادا کی نہیں رکھتے ہیں اور قرض
دام کر کے سخاوت و جود کرتے ہیں اگر اس میں ریا و ناموری مقصود نہیں ہے تو مبذر ہیں اور اگر ہے تو یہ
تبذیر مجموعہ ذنوب ہے اور اگر یہ کچھ نہیں ہے اور فہمایش سے بھی اس اسراف و صرف بیجا سے باز نہیں آتے
ہیں تو سفہ و حمق محض ہے علاوہ اثم تبذیر کے واللہ الہادی پھر فرمایا کہ جب تجھ سے تیرے اقارب
سوال کریں یا وہ لوگ جن کے دینے کا حکم ہم نے کیا ہے اور تیرے پاس کچھ دینے کو نہیں ہے اور تو
انسے اعراض کرے بسبب فقد نفقہ کے تو ایسی صورت میں انسے سہل و نرم بات کر مثلاً یوں کہہ دے کہ
عنقریب اللہ کا رزق آویگا تو میں تمکو بھی دونگا انشاء اللہ تعالی مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن و قتادہ وغیرہم

تفسیر قول یہ سکی اسی طرح کی ہے فتح البیان میں کہا ہے خطاب آیت باب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے
واسطے تہییج والہاب غیر کے امت میں سے یا ہر صالح خطاب کو مکلفین میں سے ہے یا مراد اسطرح وجوب کے ہے نزدیک
ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے اونکے نزدیک ہر ہر ہو مساوات اقارب واجب ہے جبکہ محارم ہوں گے بھائی بہن اور غیر کے
نزدیک واسطے مذہب کی ہے وہ کہتا ہے کہ سوائے نفقہ اصول و فروع کے اور کسی کا نفقہ اقارب میں سے واجب
نہیں ہے میں کہتا ہوں مراد ذوی القربی سے اہل قرابت ہیں اور انکا حق یہی صلہ رحم ہے جسکا حکم اللہ نے
کیا ہے یا مودت و زیارت و حسن معاشرت و مؤالفت ہے سرا و ضرا میں اللہ نے اس وصیت کو مؤکد کیا اور
اہل علم کا اختلاف ہے وجوب نفقہ قرابت میں بعض جیسے نفقہ والدین کا اولاد پر اور اولاد کا والدین پر اور یہ معروف
ہے اور لائق اعتماد کے یہ بات ہے کہ صلہ انکا واجب ہے جہاں تک دستگاہ ہو اور حال اسکا مقتضی ہو ابن عباس
نے کہا اَمَرَهُ بِاَحَقِّ الْحُقُوْقِ وَعَلَّمَهُ كَيْفَ يَصْنَعُ اِذَا كَانَ عِنْدَهُ وَكَيْفَ يَصْنَعُ اِذَا لَمْ يَكُنْ
اللہ تعالی نے اسکو بڑے حق سے اطلاع دی اور اسکو سکہا دیا کہ کیسے کرے جب اسکے پاس مال ہو اور کیا کرے جب
اسکے پاس مال نہ ہو تو ہے مسکین وابن السبیل انکا حق زکوۃ میں ہے یہ دلیل ہے اسبات کی کہ مراد ایتاء ذی القربی
سے تعہد انکا ساتھ مال کے ہے سفیان نے اس آیت میں کہا ہے اہل قرابت کو دے مسکین کو کہانا کہلائے
مسافر کے ساتھ احسان کرے سدی نے کہا قربی سے مراد قربی بنی مطلب کے ہیں اور قرابت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں کہتا ہوں سیاق میں دلالت اس تخصیص پر نہیں ہے اور نہ کوئی دلیل اسپر دال ہے اور معنی
نظم قرآنی کے موضع میں اگر خطاب یہ ہر صالح خطاب کو ہے امت میں سے یعنی جس مکلف کو قدرت صلہ رحم کی
ہے وہ انکا حق ادا کرے وہ حق یہی صلہ مامور بہا ہے اور اگر خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے
اور بطور تعریض ملامت کے ہے تو وہی اول بات ہوئی اور اگر خاص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے بلا تعریض
تو امت آپکی پیرو ہے گویا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کرنا ادائے حق قرابت کا امر ہے ہر فرد کو
افراد امت سے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خطاب خاص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں ہے بدلیل
ما قبل آیت یعنی قولہ وقضی ربک و ما بعد آیت یعنی ولا تبذر تبذیرا تبذیر سے مراد مال کا پریشان کرنا ہے
جیسے بذر یعنے تخم پھیلا دیتے ہیں کہا انفق بغیر تقدیر مواقعہ کے اور یہ اسراف مذموم ہے اس میں حد
مستحسن شرعی سے تجاوز کرنا ہے انفاق میں یا غیر حق میں خرچ کرنا ہے اگرچہ یسیر و قلیل ہو شافعی رحمہ اللہ
نے فرمایا ہے اَلتَّبْذِيْرُ اِنْفَاقُ الْمَالِ فِيْ غَيْرِ حَقِّهِ وَلَا تَبْذِيْرَ فِيْ عَمَلِ الْخَيْرِ تبذیر کہتے ہیں مال

بیجا صرف کرنے کو اور محل غیر مین مال کے صرف کرنے مین تبذیر نہین ہے ایک شخص نے کہا تہا لاخیر فی الاسراف
اسراف مین بہلائی نہین ہے اسکو جواب دیا لا اسراف فی الخیر بہلائی مین اسراف نہین ہے قرطبی نے کہا
قول جمہور کا یہی وہی ہے جو امام شافعی رح نے فرمایا ہے امام مالک کہتے ہین اَلتَّبْذِیْرُ ھُوَ اَخْذُ الْمَالِ مِنْ
حَقِّہٖ وَوَضْعُہٗ فِیْ غَیْرِ حَقِّہٖ وَھُوَ الْاِسْرَافُ وَھُوَ حَرَامٌ تبذیر یہ ہے کہ مال تو اسکی جگہہ سے لے اور
اسکے غیر محل مین صرف کرے اور یہی اسراف ہے اور یہ حرام ہے بقولہ تعالی اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ
یہ جملہ علت ہے نہی کی تبذیر سے اور مراد اخوت سے مماثلت تامہ ہے اور تجنب مماثلت شیطان سے
اگرچہ ایک ہی خصلت مین انکی خصال سے ہو واجب ہے پہر اسکا کیا ذکر ہے جو اتم تر ہے اس مین جسطرح اطلاق مماثلت
اسپر دلیل ہے اور اسراف انفاق مین عمل شیطان ہے پہر جب یہ کام کسی بنی آدم نے کیا تو وہ مطیع شیطان ہوا
اور مقتدی دیو لعین بنا اور یہ غایت مذمت ہے کیونکہ شیطان سے بدتر کوئی نہین جو شخص کسی قوم کی راہ ورسم
وعادت وطریقہ وسنت کا ملازم ہوتا ہے عرب اسکو بہائی اس قوم کا کہتے ہین ابن مسعود رض کہتے ہین ہم اصحاب
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپس مین چرچا کیا کرتے تہے کہ تبذیر خرچ کرنا ہے غیر حق مین ابن عباس رض نے کہا یہ
وہ لوگ ہین جو مال بیجا صرف کیا کرتے ہین علی مرتضی رض نے کہا ہے تو جو کچہہ اپنی جان اور اپنے گہر والون پر
بغیر صرف تبذیر کے خرچ کرتا ہے اور صدقہ دیتا ہے وہ تیرے لیے ہے اور جو کچہہ تو ریا وسمعہ یعنے ناموری
کے لیے اٹہاتا ہے وہ حصہ شیطان کا ہے بعض نے کہا مراد انفاق مال ہے عمارت مین بروجہ سرف یہ
مرض امرا ورؤسا کو اور بعض جہال اہل غنا کو زیادہ تر ہوتا ہے انکا مال غالباً تیاری محلسرا وحویلی وباغات
ونحوہا مین یا شہرت وناموری کے لیے ہتہیار بنانے ہے حالانکہ حاجت ضروری سے زیادہ گہر بنانا وبال
ہے صاحب بنیاد پر اور تعریف وثنا کے لیے خرچ کرنا کفران نعمت ہے یہ تبذیر وہ بلا ہے جس نے اکثر مبسوط
الحال لوگون کو محتاج کر رکہا ہے اگر انفاق مین پابندی شرع کی کرین اور حقوق واجبہ پر مقتصر ہون تو نوبت
افلاس وسوال وبے وقری کی نہ آئے ہم نے ہزارون آدمی ایسے دیکہے ہین کہ انکو اللہ نے بقدر کفاف
نفس واہل وعیال کے دیا ہے لیکن وہ اپنے صرف بیجا وصرف ناروا اور سوء تدبیر سے ہمیشہ محتاج اور نظر خلق
مین خوار رہتے ہین یہ حال انکا ہے جو فی الجملہ مسائل سے آگاہ ہین رہے فساق فجار انکا اسجگہہ ذکر کرنا
ہی عبث ہے کیونکہ انکا سارا مال خواہ کثیر ہو یا یسیر معاصی خدا وحظ نفس واتباع ہوا اور قضاء شہوات بطن
وفرج مین ضائع ہوا کرتا ہے الا ماشاء اللہ اس زمان غربت اسلام وندرت ایمان مین اکثر لوگ اسباب

معاش مین نسبت زمان مشہود لہا بالخیر اور بہ نسبت مقدارت صحابہ کے صد چند زیادہ ہین بلکہ جسکو دیکھو وہ حکم پادشاہ مین ہے لاکن بہ ہمہ قلت معاش کا شاکی اور خدا سے ناراض اور خلق سے سائل اور قناعت سے دور اور کفاف سے بیزار اور دل سے بتفرقہ حلال و حرام طالب درہم و دینار اور مسرف ناہموار ہے فانا للہ علی ہذہ الحال نسال اللہ العافیۃ اہل حق نے کہا ہے آدمی اگر ساری دولت اپنے حق مین صرف کر دے تو وہ مبذر نہ ہوگا اور اگر ایک پیسہ یا پاؤ بہر غلہ باطل مین صرف کریگا تو مبذر ہوگا اب ہر شخص اپنے انفاق کا حساب بہی دیکھے کہ وہ مبذر و مسرف ہے یا نہین بے شبہہ وہ مبذر ہی نکلیگا ضرور نفقہ اسکا خواہ قلیل تہا یا کثیر جا سے کہ صرف ہوا ہوگا اور بے جا بہت اور جس جگہہ جا سے خرچ ہوا ہے مثلاً نفقہ نفس یا اہل یا ولد و نحوہا مین و ملن غالبًا نیت صحیحہ ہمراہ نہ ہوگی تو ایسے عمدہ مصرف کا بہی اجر برباد گیا کیونکہ اکثر لوگ پابند راہ و رسم زمانہ یا قواعد برادری یا ضوابط رشتہ داری ہوتے ہین اسکو اہتمام انصرام امور کا بمطابقت شرع قویم و موافقت صراط مستقیم نہین ہوتا اور نہ نیت صالحہ خالصہ ہمراہ ہوتی ہے تو وہ نفقہ عبث واقع ہوتا ہے اور یہ کام شیطان کا سا درحقیقت مین آلت ہے اور شیطان کا ذریعت اور جامہ احسان بکریم ہے اور حق سے سخت تمرد کرتا ہے اور بجز شر کے کچہہ اس سے نہین ہو سکتا ؎

ہمیشہ دست بسر رسیدہ حچہ شد فیضی   مگر ز دست تو کار دگر نمی آید

اس آیت شریف مین تسجیل ہے مبذرین پر اثبات شیاطین کی بہن بشیطان پر تسجیل ہے کفور ہونے کی نکلا مقتضا یہ ہوا کہ مبذر مماثل شیطان ہے اور یہ مماثل شیطان کو حکم شیطان کا ہے اور شیطان کفور ہے تو مبذر کفور ہم کرخی نے کہا ہے وَكَذَالِكَ مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ جَاهًا اَوْ مَالًا فَصَرَفَهُ اِلٰى غَيْرِ مَرْضَاةِ اللّٰهِ كَانَ كَفُوْرًا لِنِعْمَةِ اللّٰهِ لِاَنَّهُ مُوَافِقٌ لِلشَّيْطَانِ فِي الصِّفَةِ وَالْفِعْلِ اور ایسا ہی جسکو اللہ سبحانہ کوئی مرتبہ عنایت کرے یا مال دیوے اور وہ اسکو اللہ کی خوشی کی جگہہ مین صرف نہ کرے تو وہ اللہ کی نعمت کا ناشکر ہے کیونکہ وہ صفت اور فعل مین شیطان کا ساتھی ہے لیکن اس زمانہ پر آشوب کے تو وہ حال ہے اور اکثر لوگ اسی قول کے مصداق ہین خصوصًا سلاطین کہ ہمیشہ شیاطین ہین اور انکے انصار و اعوان ازواج شیاطین ہین اللہ نے فرمایا کہ اگر تو منہ پہیرے اقربا سے مسکین و ابن سبیل سے بسبب اضطرار کسی امر کے اعراض کرے مثلاً دینے کو کچہہ حاصل نہین ہے اور تنگ دستی نے طرف انہا کے مضطر کر رکہا ہے اور تو چاہتا ہے کہ اللہ دے تو تو ان ہی کو دے تو ایسی صورت مین یہ چاہیے کہ اون کو کوئی ملاطفت بات کہہ دے غمل و تذلیل یا خند معقول کے مثلاً یہ کہے رَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِنْ فَضْلِهٖ مراد ہم فر سے جگہہ بدگردانی نہین ہے بلکہ مجز ہے ؎

صدا ئیا محبت سائل بر سینم در کرد   بے ندی کردین بجو لقا ردن در کرد

اللہ تعالی نے اس آیت مین اپنے بندون کو ادب حسن سکھایا ہے کہ جب کوئی سائل ان سے مانگے اور انکے پاس کچھ دینے کو نہ ہو تو وہ اسکو کیا کہین اور کس طرح سے پھیرین ؎

إِن لَا يَكُن وَرِقٌ يَوْمًا أَجُودُ بِهَا   لِلسَّائِلِينَ فَإِنِّي لَيِّنُ الْعُودِ

لَا يَعْدَمُ السَّائِلُونَ الْخَيْرَ مِنْ خُلُقِي   إِمَّا نَوَالٌ وَإِمَّا حُسْنُ مَرْدُودِ

لکن یہ ادب ایک عمر دراز سے شرع متروک سا ہو گیا ہے نہ سائل متادب ہے اور نہ معطی باادب جس سائل کو دیکھو ملحف ہے اور صورت حل سوال کا فاقد اور عدم عطا پر شاتم اور معطی کا نام رکھ لیا ہے باعطار دشنام

با خستے کہ لازم ارباب دولت است   دشنام میدہند بسائل غنیمت است

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ نہ رکھ اپنا ع
ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھولدے اسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا یعنے سب الزام دین کہ اتنا کیون دیا کہ آپ محتاج رہگیا تیرا رب کشادہ کرتا ہے روزی جسکو چاہے اور کستا ہے وہی ہے اپنے بندون کو جانتا دیکھتا ف یعنے محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا اسکی حاجت تیرے ذمہ پر نہین اللہ کے ذمے پر ہے لیکن یہ باتین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمائی ہین جب ضیق تھے جب کے جی سے مال نہ نکل سکے اسکو تقید ہے دینے کا حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم ف یعنے اللہ تعالی نے میانہ روی کا حکم دیا معیشت بسر کرنے مین بخل کی مذمت کی سرف سے نہی فرمائی کہا تو بخیل مانع نہ ہو کہ کسیکو کچھ نہ دے جس طرح کہ یہودنے علیہم لعائن اللہ کہا یداللہ مغلولۃ یعنے خدا کو منسوب طرف بخل کے کیا تعالی و تقدس الکریم الوہاب پھر تمام بسط سے منع فرمایا یعنے انفاق مین سرف نہ کر کہ طاقت سے زیادہ دے اور دخل سے خرچ زیادہ ہو جاے کیونکہ پہلے بخل کرنے مین تو ملامت زدہ اور تنگ کر بیٹھ رہے گا یہ لف ونشر مرتب ہے یعنے بخل کرنے مین لوگ تجھکو ملامت کرین گے اور برا کہین گے اور تجھے بے پروائی کہینگے اور اگر تو ہاتھ فوق طاقت کشادہ کر دیگا تو پھر تیرے پاس کچھ نہ ہو گا کہ تو خرچ کرے مثل حسیر یعنے واماندہ عاجز عن السیر کے ہو جاویگا کہ تنگ کر ضعف و عجز سے کھڑا ہو جاتا ہے ایسے جانور کو حسیر کہتے ہین ماخوذ ہے کلال سے کہ قال تعالی ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر یعنی اوسے تیز سے اپنی نگاہ رد ہو کر تھک کر الی کلیل عن ان یری شیئا یعنے نقص کے

بیٹھنے سے تھک جاؤ گے کی آیت کی تفسیر اسطرح کی گئی ہے کہ مراد اس سے بخل و اسراف ہے اور ابن عباس و حسن و قتادہ و مجاہد و ابن
جریج و ابن زید وغیرہم نے اسی طرح کہا ہے ابو ہریرہؓ نے رفعًا کہا ہے مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا
جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ إِلَّا سَبَغَتْ أَوْ وَفَرَتْ عَلَى جِلْدِهِ
حَتّٰى تُخْفِيَ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ أَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا إِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ
مِنْهَا مَكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ فِي الزَّكٰوةِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا
بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال اُن دو آدمیوں کی سی ہے جنپر لوہے کے دو کرتے ہیں چھاتیوں سے ہنسلی تک
خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو اسکا وہ کرتا کھل جاتا ہے یہانتک کہ اوسکے پاؤں کے پوروں تک
ڈھانک لیتا ہے بلکہ اسقدر فراخ ہو جاتا ہے کہ اسکے قدموں کے آثار کو مٹا دیتا ہے اور بخیل
کسی چیز کے خرچ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا مگر اسکی ہر ایک کنڈی اپنی اپنی جگہ چمٹ جاتی ہے وہ خرچ کرنا
چاہتا ہے اور وہ فراخ نہیں ہوتا اسماء بنت ابی بکرؓ سے فرمایا تھا أَنْفِقِي هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَلَا تُوعِي
فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوكِي فَيُوكِيَ اللهُ عَلَيْكِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ تو اسطرح خرچ کر اور اسطرح اور اسطرح
اور نہ داب رکھ پھر تجھ پر داب رکھے گا اور نہ روک پھر تجھ سے اللہ تعالی روک لیگا و فی لفظ وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ
اللهُ عَلَيْكِ ابو ہریرہ کا لفظ رفعًا یوں ہے اللہ کہتا ہے تو نفقہ کر میں تجھ پر نفقہ کرونگا رَوَاهُ مُسْلِمٌ دوسرا لفظ
انکا یہ ہے مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا وَمَلَكَانِ يَنْزِلَانِ مِنَ السَّمَاءِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا اللّٰهُمَّ
أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ہر روز دو فرشتے نازل
ہوتے ہیں ایک کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو نیک خلعت عطا کر اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ ممسک کا مال تلف کرنے والا
پیدا کر تیسرا لفظ انکا یہ ہے مال صدقہ دینے سے کم نہیں ہوتا ہے اور اللہ انفاق کرنے سے بندے کی عزت بڑھاتا
ہے اور جو کوئی تواضع کرتا ہے اللہ اسکو بلند رتبہ کر دیتا ہے رواہ مسلم حدیث عمرؓ میں فرمایا ہے بچو تم شح یعنے
حرص سے کہ تم سے اگلوں کو اسی حرص نے ہلاک کیا ہے اسی نے لوگوں کو حکم بخل کا دیا وہ بخیل ہو گئے
اور حکم قطیعت کا دیا انہوں نے قطیعت کی اور حکم فجور کا دیا وہ فاجر ہو گئے رواہ مسلم امش کے باپ رفعًا کہتے
ہیں مَا يُخْرِجُ رَجُلٌ صَدَقَةً حَتّٰى يَفُكَّ عَنْهَا لَحْيَيْ سَبْعِينَ شَيْطَانًا یعنے صدقہ ستر شیطانوں کی
کلہ شکنی کرتا ہے حدیث ابن مسعودؓ میں فرمایا ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنے شخص میانہ رو محتاج نہیں ہوتا ہے
رَوَاهُ أَحْمَدُ پھر فرمایا کہ اللہ رازق قابض باسط متصرف ہے اپنی خلق میں جسطرح چاہتا ہے کسی کو غنی کسی

کو فقیر کرتا ہے اُسکی حکمت وہی جانتا ہے اور تفاوت غنا و فقر کا واسطے اپنے بندون کے پہچانتا ہے حدیث میں آیا ہے اِنَّ مِنْ عِبَادِیْ مَنْ لَا یُصْلِحُهٗ اِلَّا الْفَقْرُ وَلَوْ اَغْنَیْتُهٗ لَاَفْسَدْتُ عَلَیْهِ دِیْنَهٗ وَاِنَّ مِنْ عِبَادِیْ مَنْ لَا یُصْلِحُهٗ اِلَّا الْغِنٰی وَلَوْ اَفْقَرْتُهٗ لَاَفْسَدْتُ عَلَیْهِ دِیْنَهٗ یعنی بندون مین سے بعض وہ بندے مین جنکو فقر لائق ہے اور اگر مین انکو غنی کردون تو انکا دین بگاڑ دون اور میرے بعض بندے ایسے مین جنکو غنی کرنا لائق ہے اگر مین انکو فقیر کردون تو وہ بے دین ہو جاوین ابن کثیر نے تخریج اس حدیث کی ذکر نہین کی ہے پہر کبھی غنا حق مین بعض لوگون کے استدراج ہوتی ہے اور فقر عقوبت عِیَاذًا بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا اھ فتح البیان مین کہا ہے تو اپنے ہاتہ کو گردن سے مت باند اور نہ بالکل کہول یہ نہی متناول ہے ہر مکلف کو خواہ خطاب بطور تعریض تعلیم امت ہو یا ہو صاحب خطاب کو مکلفین مین سے انسان کو منع کیا ہے ایسے امساک سے جس سے وہ اپنی جان پر تنگی کرے اور اہل و عیال کو ضیق مین رکہے اور نہ انفاق مین اسقدر توسیع کرے جس کی حاجت نہین ہے تو مسرف بن جائے غرضکہ افراط و تفریط دونون سے منع کیا ہے اس سے مشروعیت توسط کی حاصل ہوتی ہے یہی وہ عدل ہے جسکی طرف اللہ نے ندب کیا ہے ؎

وَلَا تَكُ فِيْهَا مُفْرِطًا اَوْ مُفَرِّطًا ۔۔۔ كِلَا طَرَفَيْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِيْمٌ

اللہ نے اس آیت مین شحیح کے حال کی مثال اُس شخص کے حال سے دی ہے جسکا ہاتہ گلے سے بندہا ہو وہ کچھہ تصرف نہین کر سکتا ہے اور جو شخص تصرف مین حد سے تجاوز ہے اُسکی مثال حال سے اس شخص کے دی ہے جسنے اپنا ہاتہ کہولدیا ہے اُس کے ہاتہ مین کوئی شے تہمتی نہین اس تصویر مین مبالغہ عظیم بلیغ ہے پہر اللہ نے اُن دونون حالت کی غایت بیان کی اور کہا کہ اگر تو بخل کرے گا یا سرف تو لوگون کے نزدیک مذموم ہو کر یا نزدیک اللہ کے ملامت زدہ ہو کر بسبب شح و بخل عیر مرضے کے بیٹہہ گا یا خود نزدیک اپنے اور نزدیک اپنے دل کے یا تیرے سائل تجہکو الہنا دین گے بسبب عدم عطا کی اور اگر تو اسراف کریگا تو مقاصد سے منقطع ہوگا بسبب فقر و حاجت کے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لیے فرمایا تیرا رب کسی پر کشایش رزق کی کرتا ہے اور کسی پر تنگی رزق کی کرتا ہے اسمین حکمت بالغہ ہے یہ بات نہین کہ جسپر توسیع رزق کی ہے وہ نزدیک اللہ کے کرم ہو اور جسپر رزق کو تنگ کیا ہے وہ نزدیک اُسکے خوار و محتقر ہو بعض نے کہا قبض و بسط اللہ ہی کو زیبا ہے کہ اسکے خزائن خالی نہین ہوتے ہین عباد سو انکو میانہ روی واجب ہے حسن مسکہ پہ نظر کرتا ہے اگر واسطے اُسکے تونگری کو بہتر جانتا ہے تو تونگر کردیتا ہے اور ناگرفتہ کو بہتر جانتا ہے تو فقیر کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے

بندون کے احوال کا خبیر بصیر ہے سر و علانیہ کا عالم ہے اسکو علم سے کوئی خافیہ مخفی نہین ہے اسکو بصیرت ہے تدبیر
عباد اور اونکے ارزاق کی یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ متکفل ارزاق عباد کا وہی وحدہ لاشریک لہ ہے ولله الحمد ۞
وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۞ نہ مار ڈالو
اولاد کو ڈر سے مفلسی کے ہم روزی دیتے ہین انکو اور تم کو بیشک انکا مارنا بڑی چوک ہے ف کافر بیٹیان
مارتے تھے کہ ان کا خرچ کہان سے لاوینگے انتہی یہ آیت کریمہ دلیل ہے اس بات پر کہ الله کا رحم اپنے بندون پر والد کے رحم
سے ولد پر زیادہ ہے اسلیے کہ الله نے قتل اولاد سے نہی کی ہے جسطرح کہ آبا کو در بارۂ میراث اولاد وصیت کی ہے
اہل جاہلیت بیٹیون کو وارث نہ ٹھیراتے تھے بلکہ کوئی ان مین اپنی بیٹی کو مار ڈالتا تاکہ اسکی عیالداری کرنا نہ پڑے الله تعالی
نے اس حرکت بے برکت سے منع فرمایا اور کہا کہ محتاجی کے ڈر سے تم اپنی اولاد کو قتل نکرو ولہذا انکے اہتمام رزق کو
مقدم کیا کہ رازق انکے اور تمہارے ہم ہین سورۂ انعام مین یون کہا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ
نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو پھر فرمایا کہ انکا مار
ڈالنا ایک بڑا گناہ ہے صحیحین مین ابن مسعود رض سے آیا ہے کہ مینے کہا کہ اے رسول خدا کون گناہ بہت بڑا ہے فرمایا
کہ ٹھیراوے تو واسطے الله کے ہمسر حالانکہ اس نے تجھکو پیدا کیا ہے مینے کہا پھر کون سا گناہ عظیم ہے کہا اَنْ تَقْتُلَ
وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھاویگا مینے کہا پھر کون سا فرمایا اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ
فتح البیان مین لکھا ہے مت قتل کرو تم اپنی اولاد کو یہ خطاب ہے جاہلون کو خوف فقر و فاقہ سے کہ کہین تم محتاج ہو جاؤ
جاہلیت مین اسی طرح کرتے تھے اور سورۂ انعام مین تنگدستون کو اس سے منع کیا ہے کرخی نے کہا حاصل یہ ہے کہ اگر
قتل اولاد ڈر سے فقر کے ہو تو یہ بدگمانی ہے ساتھ الله کے اور اگر براہ غیرت کے بنات پر تو یہ سعی ہو تخریب جہان مین
اول ضد تعظیم امر الله ہے اور ثانی ضد شفقت علی خلق الله اور یہ دونون مذموم ہین پھر یہ بیان کیا کہ ڈر انکا فقر سے یہانتک
کہ نوبت قتل اولاد کی پہونچے بیجا ہے کیونکہ رازق عباد و رازق ابنا و آبا وہی سبحانہ ہے وہی ان سب کو رزق
دیتا ہے کہیں تم ان کے رزق کے متکفل نہین ہو کہ یہ کام انکے ساتھ کرو پھر فرمایا کہ قتل ایک خطائے بزرگ ہے یعنی گناہ کبیرہ و ذنب عظیم ۞ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى
اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۞ پاس نجاؤ بدکاری کے وہ ہے بیحیائی اور بری راہ ہے یعنی اگر نکلی
تو ایک دوسرے کی عورت پر نظر کہ اسکو کوئی اپنی عورت پر کب سہے ف الله نے اپنے بندون کو زنا سے منع فرمایا بلکہ
یہ کہا کہ اسکے پاس نجاؤ اور اسکے اسباب و دواعی کی مخالطت نکرو یہ زنا ایک فاحشہ یعنی گناہ کبیرہ ہے اور برا طریقہ
و مسلک ہے ابو امامہ کہتے ہین ایک جوان نے آکر کہا اے رسول خدا مجھے اذن دو زنا کا قوم نے اسکی طرف متوجہ ہو کر

زجر کیا اور کہا چپ چپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس آ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہوا فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا فرمایا تو اپنی ماں سے زنا کرنا دوست رکھتا ہے کہا لا واللہ جعلنی اللہ فداک نہیں اللہ کی قسم ہے مجھے اللہ آپ پر فدا کرے فرمایا لوگ بھی اس کام کو اپنی ماؤں سے کرنا دوست نہیں رکھتے ہیں فرمایا کیا تو اپنی بیٹی سے زنا کرنا پسند کرتا ہے کہا نہیں فرمایا لوگ بھی اسکو اپنی بیٹیوں سے پسند نہیں کرتے فرمایا تو اپنی بہن سے اسکو دوست رکھتا ہے کہا نہیں جعلنی اللہ فداک مجھے آپ پر اللہ فدا کرے فرمایا لوگ بھی اپنی بہنوں سے اس کام کا کرنا دوست نہیں رکھتے کہا تو اپنی پھپی سے یہ کام کرنا پسند کرتا ہے کہا لا واللہ جعلنی اللہ فداک نہیں اللہ کی قسم مجھے آپ پر اللہ فدا کرے فرمایا لوگ بھی اپنی عمات سے ایسا کام کرنا دوست نہیں رکھتے فرمایا کیا تو اپنی خالہ سے یہ بات کرنا دوست رکھتا ہے کہا لا واللہ جعلنی اللہ فداک نہیں اللہ کی قسم مجھکو اللہ آپ پر فدا کرے کہا لوگ بھی اپنی خالات سے اسکو دوست نہیں رکھتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اسپر رکھکر کہا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَهٗ اے اللہ اسکا گناہ معاف کر اور اسکا دل صاف کر اور اسکا ستر بچا راوی نے کہا بعد اسکے پھر وہ جوان کسی شئے کیطرف التفات نہ کرتا رواہ احمد حدیث ہیثم بن مالک طائی میں فرمایا ہے مَا مِنْ ذَنْبٍ بَعْدَ الشِّرْكِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ نُطْفَةٍ وَضَعَهَا رَجُلٌ فِيْ رَحِمٍ لَا يَحِلُّ لَهٗ شرک سے پیچھے اللہ کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی بڑا گناہ نہیں کہ انسان اپنے نطفے کو اس رحم میں داخل کرے جو اسکے لیے حلال نہیں ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فتح البیان میں کہا ہے نہی قربان زنا سے بمباشرت مقدمات زنا نہی ہے زنا سے بالاولی کیونکہ جب وسیلہ طرف کسی شئے کے حرام ٹھیرا تو متوسل الیہ بفحوائے خطاب حرام ہوا قبح اس زنا کا متجاوز الحد اور متبالغ فی القبح ہے شرعاً و نقلاً اس راہ کو بری راہ فرمایا کیونکہ یہ راہ زانی کو طرف نار کے پہنچا دیتی ہے زنا کے کبیرہ گناہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اسکی تقبیح اور اس سے تنفیر میں وارد آئے ہیں یہ زنا مشتمل ہے انواع مفاسد پر جیسے معصیت و ایجاب حد علی النفس اور اختلاط انساب کوئی نہیں جانتا کہ یہ لڑکا کسکا ہے اور کون اسکی تربیت کرے اس سے اولاد کا ضیاع ہوتا ہے اور نسل منقطع ہو جاتی ہے اور انقطاع نسل خراب عالم ہے سدی نے کہا جب یہ آیت اتری تھی تب تک حدود نہ آئے تھے اسکے بعد سورہ نور میں حدود آئے ابی بن کعب نے کہا سَاءَ سَبِيْلًا اِلَّا مَنْ تَابَ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وہ بری راہ ہے مگر جسنے توبہ کی تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے اسکا ذکر عمر رض سے ہوا عمر رض نے ابی سے پوچھا کہا میں نے یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کی ہے اور تم کچھ کام

کرتے تھے کہ لین دین جمع مین ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ اور نہ مارو جان جو منع کی
اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے تو ہم نے دیا اُسکے وارث کو زور سو اب ہاتھہ نہ چھوڑ دے خون پر اُسکو مدد
ہوتی ہے یعنی ہر کسیکو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے مین مدد کرے نہ اُلٹا قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی
چاہیے ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھہ نہ لگا تو اُسکے بیٹے بھائی کو نہ مارنے لگے ف اللہ تعالے
نے قتل نفس ناحق سے منع فرمایا کہ کوئی کسی شخص کو بغیر حق شرعی قتل نہ کرے صحیحین مین مرفوعًا آیا ہے لَا يَحِلُّ
دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلٰثٍ اَلنَّفْسُ
بِالنَّفْسِ وَالزَّانِي الْمُحْصَنُ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهٖ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ جو مسلمان شہادتین کا مقر ہے اسکا
خون حلال نہین ہے مگر تین باتون کے ساتھہ ایک تو قصاص مین دوسرا بیاہا ہوا ہو کر زنا کرے تیسرا مرتد
ہو جاوے اور سنن مین آیا ہے لَزَوَالُ الدُّنْيَا عِنْدَ اللّٰهِ اَهْوَنُ مِنْ قَتْلِ مُسْلِمٍ دنیا کا زائل ہو جانا اللہ
تعالی کے نزدیک مسلمان کے قتل سے آسان ہے پھر فرمایا کہ ولی مقتول کو سلطنت ہے قاتل پر اسکو اختیار ہے
چاہے اسکو قتل کرے بطور قصاص یا دیت لیکر معاف کردے اور چاہے یون ہی مفت مین معاف فرما دے
سنت مطہرہ مین اسی طرح ثابت ہو امام حبر ابن عباس رضؓ نے عموم اس آیت کریمہ سے ولایت معاویہ کی سلطنت
کو اخذ کیا تھی کہ وہ عنقریب مالک ہو جاوینگے کیونکہ ولی عثمان رضہ تھے اور عثمان مظلوم مارے گئے تھے
اور معاویہ علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کرتے تھے کہ قاتلین کو ہمارے سپرد کردو تا کہ ہم اُنسے قصاص لین کیونکہ
معاویہ اموی تھے اور علی مرتضی رضہ استمہال کرتے تھے یہانتک کہ متمکن ہون اور قصاص لین اور علی رضہ معاویہ
سے کہتے تھے کہ تم ملک شام میرے حوالہ کردو معاویہ اس بات کو نہ مانتے تھے اور کہتے تھے کہ اول تم قاتلین
عثمان کو میرے حوالہ کردو اور بیعت علی رضہ سے انکار کیا اور اہل شام بھی منکر ہوے پھر جب بحث طویل ہوئی
تو معاویہ متمکن ہوئے اور امیر شام مین ہو گئے كَمَا قَالَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاسْتَنْبَطَهٗ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ
الْكَرِيْمَةِ وَهٰذَا مِنَ الْاَمْرِ الْعَجِيْبِ اسکو طبرانی نے اپنے معجم مین ذکر کیا ہے اس لفظ سے کہ زہدم جرمی
نے کہا ہم ابن عباس رضؓ سے افسانہ گوئی کرتے تھے انہون نے کہا ہم تم سے ایک بات کا ذکر کرتے ہین جو
نہ چھپی ہے نہ کھلی جب اس مرد کا ماجرا ہوا یعنے عثمان کا مینے علی رضہ سے کہا تم کنارہ کش ہو جاؤ اگر تم
کسی سوراخ مین ہوگے تب بھی تم کو ڈھونڈ نکالین گے یہانتک کہ تم کو باہر نکلنا ہوگا علی رضی اللہ نے میرا

کہتا ہے نا قسم اللہ کی جاوید تیز تیز ہو جاوٗ گا اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ
سُلْطَانًا الآية اور قریش تمکو سنت کے خلاف دم برآمادہ کرینگے اور عنقریب تمہارے درمیان یہ دو جوش کو تم قائم کرینگے تم
مین جو کوئی اس دن نند معروف ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو کوئی ترک کریگا اور تم بھی تارک ہوگے تو مثل ایک قرن کے
قرون ہالکہ مین سے ہوجاوٗگے نہ سرف فی القتل سے یہ مراد ہے کہ قاتل کو مثلہ نہ کرے یا غیر قاتل سے قصاص نہ لے
کیونکہ ولی مقتول منصور ہے قاتل پر تسلط اور غالب۔ قدرہ فتح البیان مین کہا ہے جو نفس معصوم ہے عصمت دین یا
عصمت عہد اسکو قتل کرنا جو جیسے اصل قتل مین حرمت غلیظہ ہے اور حلت قتل با سبب کسی عارض کے ہوتی ہے لہذا
اور بعد قتل سے حکم اصل پر نفی نہ کی جا اس حالت کے جسمین قتل حلال ہو جاتا ہے مستثنے کیا وہ حالت اسباب عارضہ مین
جیسے ردت زنائے محصن یا قصاص قاتل عمدا بعد ازان سورہ انعام مین ذکر اسکا ہوچکا ہے یہ آیت مکہ مین اتری ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی مکہ شریف مین تھے شان قتل مین سب سے پہلے نزول اسی آیت کا ہوا ہے مشرکین اہل مکہ
اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکے مین مار ڈالتے تھے اللہ نے کہا جو مشرک تم کو قتل کرے تو تم اسکے باپ
بھائی کو مت مارو اور نہ کسی دوسرے شخص کو اسکے کنبے مین سے بلکہ خاص اسی قاتل مشرک کو قتل کرو یہ حکم قبل نزول برأت
و قبل امر قتال مشرکین تھا اور اسراف فی القتل سے منع کیا اسلیے کہ ولی مقتول منصور ہے یہ حکم اب بھی حق مین مسلمانوں
کے باقی ہے کہ کسی کو قتل کرنا بجز قاتل کے انکو حلال نہین ہے پھر فرمایا کہ جو کوئی مظلوم مارا گیا ہے یعنے نہ
بسبب کسی موجب قتل کے جو تین امر ہین کفر بعد ایمان اور زنا بعد احصان اور قتل مومن معصوم عمدا تو ہم نے
ولی مقتول کو جو کہ اسکا وارث ہو یا سلطان ہے اگر ورثہ نہون تسلط علی القاتل دیا ہے چاہے مار ڈالے چاہے
عفو کرے چاہے دیت لے اب ولی کو چاہیے کہ قتل قاتل مین اسراف نہ کرے یعنی حد سے آگے نہ بڑھے کہ ایک کے عوض
دو کو یا ایک جماعت کو مار ڈالے یا قاتل کو مثلہ کرے یا عذاب دے ابن جریر نے کہا یہ خطاب حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ہے اور امت کو بعد حضرت کے زید بن اسلم نے کہا لوگ جاہلیت مین فقط قتل قاتل پر راضی نہ ہوتے
تھے جب تک کہ کسی مرد شریف کو قتل نہ کرین اور اگر وہ قاتل شریف نہ ہوتا تو نرے قاتل کو قتل نہ کرتے بلکہ کسی
اور کو بھی اسکے ہمراہ مار ڈالتے اللہ نے اس بارے مین یہ وعظ کیا اور سرف فی القتل سے منع فرمایا اور ولی مقتول
کو منصور ٹھیرایا یعنے وہ اللہ کی طرف سے مؤید و معان ہے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ
اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ مت جاوٗ یتیم کے مال

کے مگر جس طرح بہتر ہو یعنے اُسکے مال کو سنوار دے تو وہ مضائقہ نہیں جب تک وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا
کرو اقرار کو بیشک اقرار کی پوچھ ہے یعنے کسی سے قول اقرار صلح کا دیکر بدی کرنی اسکا وبال ضرور پڑتا ہے اور پورا
بھر ماپ جب ماپ دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے یعنی جھوک مار دے یہ بہتر ہے اور اچھا اسکا انجام یعنے دغابازی
اول چلتی ہے پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملت نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو خوش لگتا ہے اسی سے
اُسکی تجارت خوب چلاتا ہے **ف** اللہ نے منع کیا تصرف کرنے سے مال یتیم میں مگر ساتھ غبطہ کے قال تعالیٰ
وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ
بِالْمَعْرُوفِ اور کہا نہ جاؤ انکو اُڑاکر اور گھبراکر کہ یہ بڑے نہ ہو جاویں اور جو کوئی محفوظ ہو تو چاہیے بچتا رہے اور جو کوئی
محتاج ہے تو کہا دے موافق دستور کے صحیح مسلم میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر رضی سے فرمایا
اے ابا ذر رضی تجھکو ضعیف دیکھتا ہوں اور میں تیرے لیے وہی بات دوست رکھتا ہوں جو اپنے لیے دوست رکھتا
ہوں تو حکم نہ کر دو آدمی پر بھی اور متولی مت ہو مال یتیم کا اور جو عہد تم لوگوں سے کرو اور جن عقود کا معاملہ کرو
اسکو پورا کرو کیونکہ عہد و عقد کا سوال ہوگا کرنے والے سے اور جب ماپ کرو تو کم نہ دو اور لوگوں کا نقصان نہ کرو
اور سیدھی ترازو سے تولکر دو جسمیں کچھ کجی و انحراف و اضطراب نہو مجاہد نے کہا قسطاس عدل ہے زبان رومی
میں یہ کارروائی بہتر ہے تمہاری معاش و معاد کے لیے اسکا انجام آخرت میں بہتر ہوگا قتادہ نے کہا اَنَّ
خَيْرٌ ثَوَابًا وَأَحْسَنُ عَاقِبَةً یعنے ثواب میں بہتر ہے اور انجام میں اچھا ہے ابن عباس رضی کہتے تھے اے گروہ
غلاموں کے تم کو دو امر کا والی کیا گیا ہے جنسے اگلے لوگ تمہارے ہلاک ہوگئے ایک کیال دوسرے
میزان یعنے ماپ و تول ہم سے ذکر ہوا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے لَا يَقْدِرُ رَجُلٌ
عَلَى حَرَامٍ ثُمَّ يَدَعُهُ لَيْسَ بِهِ إِلَّا مَخَافَةُ اللّٰهِ إِلَّا أَبْدَلَهُ اللّٰهُ بِهِ فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا قَبْلَ الْآخِرَةِ
مَا هُوَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ذَٰلِكَ کوئی آدمی حرام پر قادر ہو کر اسکو نہیں چھوڑتا اور چھوڑتا ہی صرف اللہ کے
خوف سے ہے مگر اسکو آخرت سے پہلے ہی اس سے اچھا بدلہ دیدیتا ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ یہ
خطاب ہے اولیاء یتیم کو اور نہی قربان سے مبالغہ ہے نہی میں مباشرت و اتلاف مال سے قتادہ نے کہا
وہ لوگ مال اور اکل اور مرکب میں مخالطت یتیم سے بچتے تھے یہانتک کہ یہ آیت آئی وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ
فَإِخْوَانُكُمْ اور اس امر کی بھی اجازت دی کہ جس قربان میں اصلاح مال یتیم ہو اسکا مضائقہ نہیں ہے جیسے
حفظ و طلب ربح یا اسی زیادت میں باتفاق مطابق دستور کے پھر جب وہ جوان ہو جاوے تو اسکا مال

اسکو حوالہ کردے پھر حکم ایفاء عہد کا زجاج نے کہا ہر امر ونہی داخل عہد ہے اسمین عہد خدا وعہد عباد سب
شامل ہین وفا بعہد عبارت ہی حفظ عہد سے بدجہ شرعی وقانون مرضی مگر یہ کہ کوئی دلیل خاص جواز نقض پر دلالت
کرے عہد کا سوال صاحب عہد سے ہوگا سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ امد عہد شکن سے سوال عہد کا کرے گا ایفاء کیل
سے مراد اتمام ہے اور یہ خطاب بائعین کو ہے کہ جب تم ناپ کرو تو پوری کرو بعض نے اس جگہ سے یہ اخذ کیا ہے کہ اجرت
کیل کی بائع پر ہے کیونکہ یہ اجرت تمام تسلیم ہے اسیطرح اجرت نقاد ثمن کی انکے ذمے پر بائع کے ہے قسطاس مستقیم
سے مراد میزان عدل ہے بڑی ترازو ہو یا چھوٹی خواہ میزان دراہم ہو یا اور کچھ ضحاک نے کہا مراد نفس عدل ہے بعض
نے کہا قسطاس لغت سریانی ہے اور کسی نے کہا لغت روم اس سے کچھ قدح عربیت قرآن میں لازم نہیں آتی
ہے لفظ عجمی کا استعمال عراب ولتعریف وتنکیر مین جب عرب کرتے ہین تو وہ لفظ عربی ٹھیر جاتی ہے اہم یہ ہے
کہ یہ لفظ عربی ہے ماخوذ قسط سے یعنے عدل پھر جو تفاوت بسبب نقصان کیل ووزن حاصل ہوتا ہے وہ قلیل
ہے اور جو وعید اسپر حاصل ہوتی ہے وہ شدید عظیم ہے لہذا احتراز کرنا واجب آیا وجہ عظم وعید کی یہ ہے کہ
سب لوگ محتاج معاوضات وبیع وشرا ہین شارع عم نے واسطے ابقاء اموال کے ارباب اموال پر منع تطفیف و
نقصان مین سعی بلیغ فرمائی اور کہا کہ یہ ایفاء کیل ووزن واسطے تمہارے نزدیک اللہ کے اور نزدیک لوگون
کے بہتر ہے اور اسکا انجام بہت اچھا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَ
الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہین تجھکو بیشک کان اور آنکھ اور دل
ان سب کی اس سے پوچھ ہے یعنے جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اسکو دعوے کرکے نہ کہے کہ یون ہے اور
ایسی ہے گواہی دینی ف ابن عباس رض نے کہا لا تقف اے لا تقل دوسرا لفظ یہ ہے تہمت نہ لگا کسی
کو اس بات کی جو تجھکو معلوم نہین ہے محمد بن حنفیہ نے کہا مراد شہادت زور ہے قتادہ نے کہا لا تقل
رَاَیْتُ وَلَمْ تَرَ وَسَمِعْتُ وَلَمْ تَسْمَعْ وَعَلِمْتُ وَلَمْ تَعْلَمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُكَ عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مت کہہ
کہ مینے دیکھا اور تو نے دیکھا نہین اور مینے سنا اور تو نے سنا نہین اور مینے جانا اور تو نے جانا نہین ان
سب باتون سے اللہ تعالیٰ تجھسے پوچھے گا مضمون اسکا یہ ہے کہ اللہ نے منع فرمایا قول بلا علم سے بلکہ
اس ظن سے جو از راہ وہم وخیال ہے کما قال تعالیٰ اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ بچے رہو بہت اٹکلون
سے بعضی تہمت گناہ ہے اور حدیث مین آیا ہے اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ یہ حدیث صحیحین مین ثابت
ہوئی ہے اور سنن ابو داؤد مین ہے بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ زَعَمُوْا زعموا آدمی کا بُرا مرکب ہے دوسری حدیث مین ہے اِنَّ اَفْرَى الْفِرَى اَنْ يُّرِيَ الرَّجُلُ

عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا یہ بڑا جھوٹ ہے کہ آدمی اپنی آنکھون کو وہ دکھاوے جو انہون نے نہین دیکھا صحیح مین آیا
ہے مَنْ تَحَلَّمَ حُلْمًا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَيْسَ بِفَاعِلٍ جسنے جھوٹی
خواب بیان کی اسکو قیامت کے دن تکلیف دیجاویگی کہ دو جو مین گرہ دے اور اس سے یہ کام ہو نہ سکے گا بالجملہ
ان سب صفات کا سوال ان اعضا سے ہوگا استعمال اولٰئک کا بجائے تلک کے درست ہو شاعر نے کہا ہے

ذُمَّ الْمَنَازِلِ بَعْدَ مَنْزِلَةِ اللِّوٰی وَالْعَيْشَ بَعْدَ اُولٰٓئِكَ الْاَيَّامِ

فتح البیان مین کہا ہے آیت کے معنے یہ ہین کہ انسان وہ بات نہ کہے جو جانتا نہین ہے اور وہ کام نہ کرے
جسکا علم نہین ہے یہ ایک قضیہ کلیہ ہے اسکو جماعت مفسرین نے خاص ساتھ بعض امور کے کیا ہے قتیبی نے
کہا ای لَا تَتَّبِعِ الْحَدْسَ وَالظُّنُوْنَ اور یہ ٹھیک ہے کیونکہ اسکے سوا جو کچھ ہے وہ علم ہے بعض نے کہا مراد
علم سے اسجگہہ اعتقاد راجح مستفاد سند سے ہے قطعی ہو یا ظنی مین کہتا ہون یہ آیت دلیل ہے عدم جواز
عمل پر نامعلوم کے ولکن یہ عام مخصوص ہے ان دلائل سے جو کہ جواز عمل بالظن مین آئے ہین جیسے عمل کرنا عام پر یا
خبر واحد پر یا شہادت و اجتہاد فی القبلہ پر یا جزاء صید مین ونحو ذلک پس اس عموم اور عموم ان الظن لا یغنی
من الحق شیئا سے خارج نہ ہوگا مگر وہی امر جسپر دلیل جواز عمل قائم ہے پس عمل کرنا رائے پر مسائل شرعیہ مین
اگر بوجہ عدم وجود دلیل کتاب و سنت ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی رخصت دی ہو اور حدیث
قضاء معاذ اسپر دلیل ہے رہا حجت کرنا رائے پر باوجود دلیل قرآن و حدیث کے سو وہ داخل ہے اس نہی
مین بدخول اولی کیونکہ رائے محض ہے اسکی شرع مین اور لوگ بسبب کتاب خدا و سنت رسول اس سے بے نیاز
مین اور کوئی حاجت داعی طرف رائے کے نہین ہے حالانکہ ترخیص رائے مین بوقت عدم وجود دلیل کے مجتہد کے
لیے ہے کہ وہ اپنی رائے پر عمل کر سکتا ہے اسپر کوئی دلیل نہین ہے کہ غیر کو عمل کرنا اسکے رائے پر جائز ہو
اور رائے نازل بمنزلہ مسائل شرع کیجائے اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ آرا مدونہ کتب فرعیہ کی شرع
نہین ہین یا مدعمل کرنے والا اسپر کنارے پر ایک جرف کے ہے مجتہد مستکثر من الرای متقفی ہے اس چیز کا
جسکا علم اسکو نہین ہے اور عامل بالرائے عامل ہے نامعلوم پر یہ تقلید پس مسکین کے لیے ظلمات بالائے
ظلمات ہے بعض نے کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ عقائد کے لیکن اسپر کوئی دلیل نہین ہے پھر اللہ نے علت نہی
کی عمل کرنے سے نامعلوم پر یہ بیان فرمائی کہ ہر حاسہ ان حواس گوش و چشم و دل کا مسئول ہوگا معنے سوال
کے ان جوارح سے یہ ہین کہ صاحب ان جوارح کا مسئول ہوگا کہ اسنے ان آلات کو کس جگہہ استعمال کیا اور

ستعمل انکی روح انسانی ہے اگر استعمال انکا خیر مین کیا ہے تو مستحق ثواب ہوگا اور اگر شر مین کیا ہے تو مستحق
عذاب ہوے گا اسی کو زمخشری نے اختیار کیا ہے بعض نے کہا اللہ تعالی ان اعضا کو وقت سوال کے ناطق کر دیگا
یا اپنے صاحب کے فعل کی خبر دین گے قاضی نے اسی طرح کہا ہے اور یہ سوال بطور توبیخ اصحاب جوارح مذکور ہوگا
یہ ابلغ ہے قول دال سے آیت دلیل ہے اس بات پر کہ بندہ ماخوذ ہے اپنی عزم پر واسطے معصیت کے وَلَا تَمْشِ فِي

الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ
رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۝ نہ چل زمین پر اتراتا تو نہ پہاڑ ڈالیگا زمین کو اور نہ پہونچے گا پہاڑون تک لنبا ہوکر یہ جتنی
باتین ہین ان مین سے بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری ف جن باتون کو منع کیا وہ رب کی بیزاری ہے
اور جن کو حکم کیا انکا نہ کرنا بیزاری ہے انتہے اللہ نے اپنی بندون کو تکبر و تبختر سے رفتار مین منع فرمایا اور کہا کہ
تم زمین مین اترا کر اور شمائل ہوکر مثل جبارین کے نہ چلو کیونکہ تم اس چال سے زمین کو پہاڑ نہ ڈالوگے اور اس
تمایل و فخر سے کچھ پہاڑون کے برابر لنبے نہ ہو جاؤگے بلکہ فاعل اسکا جزا بنقیض قصد پائیگا جس طرح صحیح مین آیا
ہے کہ تم سے پہلے ایک شخص تہا دو چادر پہنے ہوئے ناز نخرے سے چلا جاتا تہا کہ ناگہان زمین مین دہس گیا وہ قیامت
تک دہستا چلا جاتا ہے اسی طرح اللہ نے قارون کے حال سے خبر دی ہے کہ وہ آراستہ پیراستہ ہوکر اپنی قوم مین
نکلا تہا اللہ نے اسکو اور اسکے گہر کو زمین دہسا دیا حدیث مین آیا ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ
فِي نَفْسِهِ حَقِيرٌ وَعِنْدَ النَّاسِ كَبِيرٌ وَمَنِ اسْتَكْبَرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ وَعِنْدَ
النَّاسِ حَقِيرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَبْغَضُ إِلَيْهِمْ مِنَ الْكَلْبِ أَوِ الْخِنْزِيرِ جو اللہ تعالے کیلیے تواضع کرتا ہے اسکا
اللہ درجہ بلند کرتا ہے وہ اپنے آپ مین تو ذلیل ہوتا ہے لیکن لوگون کے نزدیک کبیر ہوتا ہے اور جو تکبر
کرے اسکو اللہ تعالی گرا دیتا ہے تو وہ آپکو بڑا سمجہتا ہے اور لوگون کے نزدیک ذلیل یہانتک کہ وہ لوگون
کے نزدیک کتے اور خنزیر سے بدتر ہوتا ہے ابوبکر بن ابے الدنیا نے کتاب الخمول والتواضع مین اپنی سند سے
روایت کیا ہے کہ ابوبکر ہذلی سے کہا ہم ہمراہ حسن کے تہے کہ اتنے مین گذر منصور بن الاہیم کا ہوا وہ خز کا
جبہ پہنے ہوئے تہا جسکو تہ اسکی ساق پر تہا یا تہا اور قبا اس سے علیحدہ کشادہ تر تہی وہ ناز سے چلتا
تہا حسن نے اسکی طرف نظر اوٹہا کر دیکہا اور کہا أُفٍّ أُفٍّ شَامِخٌ بِأَنْفِهِ ثَانٍ عِطْفَهُ مُصَعِّرٌ خَدَّهُ يَنْظُرُ
فِي عِطْفَيْهِ أَيْ حُمَيْقٌ أَيْ يَنْظُرُ فِي عِطْفِهِ فِي نِعَمٍ غَيْرِ مَشْكُورَةٍ وَلَا مَذْكُورَةٍ غَيْرِ الْمَأْخُوذِ
بِأَمْرِ اللّٰهِ فِيهَا وَلَا الْمُؤَدِّي حَقَّ اللّٰهِ مِنْهَا وَاللّٰهِ أَنْ يَمْشِيَ أَحَدُهُمْ طَبِيعَتَهُ يَتَلَجْلَجُ تَلَجْلُجَ الْمَجْنُونِ

فی کُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ نِعْمَةٌ وَّلِلشَّیْطَانِ بِهٖ لَعْنَةٌ ہون ہون ناک چڑہاتا ہے اپنی کردن موڑتا ہے گال
پہولاتا ہے یہ کیسا احمق ہے اپنی کردن ان نعمتوں مین موڑتا ہے جنکا شکر نہین کرتا اور انکو خدا کے حکم کے موافق
استعمال نہین کرتا اور ان مین خدا کا حق ادا نہین کرتا ایک ان مین کا ناز مین چلتا ہے اسکی ہر عضو اسکی نعمت
ہے اور شیطان کی اسپر لعنت ہر ابن الاہیم نے یہ سنکر رجوع کیا اور معذرت کرنے لگا حسن نے کہا لَا تَعْتَذِرْ اِلَیَّ وَتُبْ
اِلٰی رَبِّكَ اَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ
تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا میرے سامنے بہانے نہ بنا اور اللہ کے آگے توبہ کر تونے نہین سنا اللہ تعالی نے فرمایا ہر
ولا تمش الآیہ **حکایت** بختری عابد نے ایک مرد کو آل علی رضی اللہ عنہ سے دیکھا کہ وہ ناز سے چلتا تہا
اور اپنی رفتار مین اتراتا کہا یَا هٰذَا اِنَّ الَّذِیْ اَکْرَمَكَ بِهٖ لَمْ تَکُنْ هٰذِهٖ مِشْیَتُهٗ اے مرد تیری
اللہ تعالی نے سیادت کی عزت کی ہے تیری یہ چال نہین چاہیے اس شخص نے اسدن سے وہ چال چہوڑ
دی **حکایت** ابن عمر رض نے ایک مرد کو دیکہا کہ وہ اتراتا چلتا ہے کہا اِنَّ لِلشَّیَاطِیْنِ اِخْوَانًا
شیطانون کے بہائی ہین حدیث حسن مین فرمایا ہے اِذَا مَشَتْ اُمَّتِی الْمُطَیْطَاءَ وَخَدَمَتْهُمْ
فَارِسُ وَالرُّوْمُ سُلِّطَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ جب میری امت اترا کر چلے گی اور انکی فارس اور روم کے لوگ
خدمت کرینگے تو بعض کو بعض پر اللہ مسلط کریگا رَوَاهُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا پہر اللہ نے فرمایا کہ یہ سب جیسے ذکر قتل اولاد سے
یہانتک جو کچہہ مذکور ہوا اسپر مواخذہ ہوگا اور یہ کام نزدیک اللہ کے سخت مکروہ ہے وہ انکو دوست نہین رکہتا
اور پسند نہین فرماتا یہ معنے آیت کے قرات سیئہ پر ہین بغیر اضافت کے اور جسنے اضافت سے پڑہا ہے اسکی
نزدیک معنے اسکے یہ ہین کہ قصہ رکب سے یہانتک اسکا سیئہ مکروہ و قبیح ہے نزدیک اللہ کے هٰکَذَا وَجَّهَهٗ ذٰلِكَ
ابن جریر فتح البیان مین کہا ہے مرح بمعنے شدت فرح ہے یا تکبر چال مین یا تجاوز کرنا انسان کا اپنی قدر سے
یا اترانا رفتار مین یا بطر و اشر یا نشاط ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے خیلا و فخر ہے زجاج نے کہا یعنے زمین
تو زمین مین مختال فخور ہوکر ذکر زمین کا باآنکہ چلنا زمین ہی پر ہوتا ہے واسطے تاکید و تقریر کے ہے ؎

وَلَا تَمْشِ فَوْقَ الْاَرْضِ اِلَّا تَوَاضُعًا فَکَمْ تَحْتَهَا قَوْمٌ هُمْ مِنْكَ اَرْفَعُ
وَاِنْ کُنْتَ فِیْ عِزٍّ وَّحِرْزٍ وَّمَنْعَةٍ فَکَمْ مَاتَ مِنْ قَوْمٍ هُمْ مِنْكَ اَمْنَعُ

خرق کہتے ہین کپڑے کے پہاڑ ڈالنے کو یعنے تو کبہی اس چال سے زمین شق و قطع نہ کرے گا کہ آخر زمین تک
پہونچ جاے اس مین تہکم ہے ساتہ مختال متکبر کے یا مراد خرق سے نقب لگانا ہے زمین مین یا قطع مسافت

از ہری نے کہا خرق قطع ہے اور نہ تجھکو یہ قدرت ہے کہ تو اتنا لنبا ہو اور تیرا جثہ مقدار سے بڑھ جائے
کہ تو پہاڑون کی برابری کرے پہر یہ مرح یعنے چہ تو تو احقر و اصغر تر ہے ہر ایک ان دونون جاد سے بہی تجھکو یہ
کبر و تکبر نہیں بہاتا ہے یہ ساری امر و نواہی بست و تیگانہ یا فقط منہیات نزدیک خدا کے مکروہ ہین ذٰلِكَ

مِمَّآ اَوۡحٰٓى اِلَيۡكَ رَبُّكَ مِنَ الۡحِكۡمَةِ ؕ وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰى فِىۡ جَهَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا

یہ ہے کچہہ ایک جو وحی کی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کامون سے اور نہ ٹہیرا اللہ کے سوا اور کی بندگی پہر
پڑے تو دوزخ مین الزام کہا یا دہکیلا ف اللہ نے کہا یہ اخلاق جمیلہ جنکا ہمنے حکم کیا اور یہ صفات رذیلہ
جنسے ہمنے منع کیا تجہکو وحی کیے ہین تو انکا حکم لوگون کو دے اور کسی کو اللہ کا شریک کر کہ جہنم مین ملامت
زدہ ہوکر پڑے اللہ و خلق دونو تجھکو ملامت کرین اور تو ہر خیر سے دور جا پڑے ابن عباس و قتادہ نے
کہا مدحور یعنے مطرود ہے یہ خطاب ہے امت کو بواسطہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ حضرت معصوم
ہین فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ مذکورات جنس وحی سے ہین یا بعض وحی ہین یا اشارہ تہیں ہین جنکا اول
لا تجعل ہے ہے تورات مین فقط دس آیات ذکر کیے ہین ان کو حکمت فرمایا یعنے کلام محکم ہے جسکی طرف نسخ
و فساد کو راہ نہین ملتی ہے اور نزدیک حکماء کے حکمت عبارت ہے معرفت حق لذاتہ سے سو توحید قسم
اول سے ہے اور باقی تکالیف قسم ثانی سے اللہ نے شرک سے کر نہی کی واسطے تاکید و تقریر کے اور واسطے تنبیہ
کے اس بات پر کہ یہ راس خصال دین و مبدء و منتہائے شرع مبین اور ملاک حکمت اسی یقین ہے اس تاکید مین
رعایت ایک دقیقہ کی فرمائی ہے اول پر مذموم مخذول ہونے کو مرتب کیا اور یہ اشارہ ہے طرف حال شرک
کے دنیا مین اور ثانی پر ترتیب نتیجہ عقبے کی فرمائی اور کہا کہ جہنم مین ملوم و مدحور ہوگا یعنے رحمت خدا سے
دور و ہان مقعود کہا اور بیان القرآن مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ انسان کے لیے دنیا مین صورت اختیار
کی ہے بخلاف آخرت کے اَفَاَصۡفٰىكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَـنِيۡنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ
لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِيۡمًا ۝ کیا تمکو چنکر دیے تمہارے رب نے بیٹے اور آپ لیے فرشتے بیٹیان تم ع
کہتے ہو بڑی بات ف اللہ نے مشرکین کا ذہن پر رد کیا جنکو یہ زعم ہے کہ ملائکہ دختران حق تعالی
ہین اسلیے فرشتون کو جو رحمن کے بندے ہین مؤنث ٹہیرایا ہے پہر ان کو خدا کی بیٹیان بتایا پہر انکو
پوجا سو ان ہرسہ مقام مین وہ چوک گئے اور سخت خطا پر ہین اللہ نے انپر انکار کیا کہ کیا تم مخصوص بنین کو
ہو اور مینے اناث لیے ہین پہر تشدید کی اس انکار مین اور فرمایا کہ یہ اعتقاد تمہارا کہ اللہ اولاد والا ہے

اسکی اولاد ماننا ہے جس سے تم عار کرتے ہو اور اکثر انکو زندہ در گور کر دیتے ہو ایک سخت بات ہے یعنی قسمت ضیزی
ہے قال تعالیٰ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا إِنْ
كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ آتِيهِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا اور لوگ کہتے ہین رحمن کے لیے اولاد تم لگے ہو بھاری چیز میں ابھی آسمان پھٹ پڑین اس بات
سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑین پہاڑ ڈہے کر اسپر کہ پکارتے ہین رحمن کے نام اولاد اور نہین بن آتا رحمن کو کر
رکہے اولاد کوئی نہین آسمان و زمین مین جو نہ آوے رحمن کا بندہ ہو کر اُس پاس انکا شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی
گنتی اور ہر کوئی اُن مین آویگا اس پاس قیامت کے دن اکیلا فتح البیان مین کہا ہے یہ خطاب کفار کو ہے جو اس بات کے قائل تھے
کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیان ہین اس مین توبیخ شدید و تقریع بالغ ہے اور اسکو قول عظیم یعنی کمال جرأت علی اللہ ٹھیرایا ہے جسکا
اندازہ نہین ہو سکتا وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ہیر پھیر سمجھایا ہم نے
اس قرآن مین تا وہ سوچین اور انکو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا **ف** یعنی ہمنے اس کتاب مستطاب مین ہر قسم
کی وعید بار بار ذکر کی ہے کہ شاید یہ لوگ ان حجج و بینات و زواجر کو سوچکر منزجر ہون اور شرک و ظلم و افک کو
چھوڑ دین لیکن ان ظالمون کی نفرت بڑہتی جاتی ہے اور حق سے یہ دور پڑتے جاتے ہین فتح البیان کا لفظ یہ ہے
ہم نے قرآن مین ضرب امثال و عبر و حکم و مواعظ و قصص و اخبار و اوامر و نواہی وغیرہ بیان کیے ہین اس غرض
سے کہ یہ لوگ پند پذیر اور عبرت گیر ہون اور اپنے عقل سے تدبر و تفکر کرین اور اپنے قول کے بطلان پر واقف ہون
لیکن ان کو ان اشیا مشار الیہا سے نفرت بڑہتی جاتی ہے کیونکہ انکا اعتقاد حق مین قرآن شریف کے یہ ہے
کہ یہ قرآن حیلہ و مکر و سحر و شعر و کہانت ہے اور وہ اس غوایت سے باز نہین آتے اور نہ کوئی انکا وازع ہے جو انکو
طرف ہدایت کے لائے سفیان ثوری رحمہ اللہ جب اس آیت کو پڑہتے کہتے زَادَنِي لَكَ خُضُوعًا مَا زَادَ
أَعْدَاءَكَ نُفُورًا قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا
سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا کہہ اگر ہوتے اسکے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتاتے ہین تو نکالتے
تخت کے صاحب کی طرف راہ یعنی پایا محکوم رہنا کیون قبول کرتے تخت کے مالک کو الٹ ڈالتے وہ پاک
ہے اور اوپر ہے انکی باتون سے بہت دور **ف** اللہ پاک نے حضرت سے کہا کہ تم ان مشرکون سے جنکو یہ
اعتقاد ہے کہ کوئی شریک ہے اللہ کا اسکی مخلوق میں سے اور یہ اس غیر کو ہمراہ اللہ کے بغرض تقرب الی اللہ

پس جتنے ہین یہ بات کہدو کہ اگر یہی بات ہوتی جو تم کہتے ہو کہ سوا اللہ کے اور معبود بھی ہین جنکی بوجہ سے تمکو اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور وہ تمہاری شفاعت نزدیک اسکے کرینگے تو وہ معبود بھی اللہ ہی کی عبادت کرتے اور اسکا تقرب چاہتے اور اسکی طرف جستجو وسیلہ کرتے سو تم نے اسکی عبادت کرو جسطرح کہ یہ اغیار یعنے تمہارے معبودین بھی اللہ کو پکارتے ہین تمکو کچھ حاجت اور کسی معبود کی نہین ہے کہ وہ درمیان تمہارے اور معبود برحق کے واسطہ ٹھیرے کہ یہ بات اللہ کو نا محبوب و ناپسند ہے بلکہ ہمنے اس بات سے نہی کی ہے ساری انبیا و رسل کی زبان پر پھر اپنے نفس کریم کی تنزیہہ فرمائی اور کہا کہ اللہ پاک ہے اس بات سے جو یہ مشرک حد سے بڑہنے والے اور ظالم معتدی اپنے زعم مین کہتے ہین کہ اللہ کے ساتھہ اور بھی معبودات ہین بلکہ اللہ ُاحد احد صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہے افتح البیان مین کہا ہے اے پیغمبر تم ان لوگون سے دربارہ استدلال کے ابطال تعدد و اثبات توحید پر کہدو کہ اگر اللہ کے ساتھہ اور معبود بھی ہوتے جسطرح کہ تم بکتے ہو تو وہ ضرور کوئی رستہ طرف ذوالعرش کے نکال لیتے یعنے واسطے مغالبہ و مقاتلہ و ممانعت کے تاکہ اللہ کا ملک زائل کردین جسطرح کہ بعض ملوک ہمراہ بعض ملوک کے قتال و حرب و مصادمت کرتے ہین ایک معنے یہی ہے کہ وہ معبودین غیر اللہ بھی کوئی رستہ تقرب و توسل کا طرف معبود برحق کے پیدا کرتے کیونکہ اللہ کے سوا ہین اور مشرکون کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ اپنے عباد کو اللہ کا مقرب بنا دیتے ہین لکن ظاہر یہی معنے اول ہین و مثلہ معنے قولہ تعالی لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر ہوتے ان دونون مین اور حاکم سوا اللہ کے دونو خراب ہوجاتے انکے اقوال شنیعہ و فریہ عظیمہ سے اللہ کا رتبہ کہین برتر عالی ہے تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ

السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ اسکو ستہرائی بولتے ہین آسمان ساتون اور زمین اور جو کوئی ان مین ہے اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑہتی خوبیان اسکی لکن تم نہین سمجھتے پڑہنا انکا بیشک وہی ہے تحمل والا بخشتا ف یعنے ایسی بری بات پر بھی تم کو شتاب نہین پکڑتا اور توبہ کرو تو بخشتا ہے نفع اللہ تعالی نے فرمایا کہ سارے آسمان و زمین اور جتنی مخلوقات درمیان انکے ہین وہ سب اللہ کی تقدیس تنزیہ تعظیم تکبیر کرتی ہے اس قول سے جو یہ مشرکین کہتے ہین اور شاہد ہے وحدانیت و ربوبیت وا آیت کی ؎

فَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدُ
وَلِلّٰهِ فِيْ كُلِّ تَحْرِيْكَةٍ وَتَسْكِيْنَةٍ اَبَدًا شَاهِدُ

کما قال تعالی تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا

الرَّحْمٰنِ وَلَکِنَّ ابھی آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ پکارتے
ہیں رحمن کے نام پر اولاد عبدالرحمن بن قرط کہتے ہیں جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد اقصے کو گئے
پھر جبریل انکو سموات علی پر لے گئے اور وہان سے پھر کر آئے فرمایا سَمِعْتُ تَسْبِیْحًا فِی السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی مَعَ
تَسْبِیْحٍ کَثِیْرٍ سَبَّحَتِ السَّمٰوٰتُ الْعُلٰی مِنْ ذِی الْمَهَابَةِ مُشْفِقَاتٍ لِذِی الْعُلُوِّ بِمَا عَلَا سُبْحَانَ
الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی یعنے اونچے آسمان میں تسبیح سنی بہت تسبیح کے ساتھ کہ اونچے آسمان ہیبت والے
بادشاہ کی تسبیح کہتے تھے بڑائی والے سے ڈرنے والے اسکے علو کی وجہ سے پاک ہے علی اعلی وہ پاک ہے اور برتر ہے رَوَاهُ
الطَّبَرَانِیُّ پھر فرمایا کہ نہیں ہے کوئی شے مخلوقات میں سے لیکن وہ تسبیح کرتی ہے اللہ کی حمد سے لیکن اے لوگو
تم اسکی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو اسلیے کہ وہ تمہارے لغات کے برخلاف ہے اور یہ عام ہے حیوانات و جمادات و نباتات
میں اشہر قولین یہی قول ہے جس طرح کہ صحیح بخاری میں ابن مسعود رض سے آیا ہے کُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ
یُؤْکَلُ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے اور وہ کھایا جاتا اور حدیث ابوذر رض میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کچھ کنکریاں ہاتھ میں لین اور انکی تسبیح سنی جیسے بھن بھناہٹ مگس شہد کی اسی طرح ہاتھ میں ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ
عنہم کے تسبیح کی یہ حدیث مسانید میں مشہور ہے انس رض نے کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم پر داخل
ہوئے وہ اپنے دواب و رواحل پر کھڑے تھے فرمایا ارْکَبُوْهَا سَالِمَةً وَدَعُوْهَا سَالِمَةً وَلَا تَتَّخِذُوْهَا
کَرَاسِیَّ لِاَحَادِیْثِکُمْ فِی الطُّرُقِ وَالْاَسْوَاقِ فَرُبَّ مَرْکُوْبَةٍ خَیْرٌ مِّنْ رَاکِبِهَا وَاَکْثَرُ ذِکْرًا لِلّٰهِ مِنْهُ
ان پر سوار ہو اور وہ تندرست ہوں اور انکو چھوڑ دو اور وہ تندرست ہوں اور انکو اپنی باتوں کے واسطے کرسیاں
نہ بناؤ راہوں میں اور بازاروں میں پھر بہت مرکوب اپنے سواروں سے بہتر ہیں اور اللہ کو یاد کرنے والے
رَوَاهُ اَحْمَدُ حدیث ابن عمر رض میں آیا ہے منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کرنے سے مینڈک
کے اور فرمایا اسکی آواز تسبیح ہے رَوَاهُ النَّسَائِیُّ دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ آدمی جب لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے
تو یہ کلمہ اخلاص ہے قبول نہیں کرتا اللہ عمل کسیکا یہانتک کہ یہ کلمہ کہے اور جب الحمد للہ کہتا ہے تو یہ کلمہ شکر کا
ہے شکر نہیں کرتا کوئی بندہ اللہ کا یہانتک کہ یہ کلمہ کہے اور جب اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ مابین آسمان و زمین
کو بھر دیتا ہے اور جب سبحان اللہ کہتا ہے تو یہ نماز ہے خلائق کی نہیں چھوڑا اللہ نے کسی کو اپنی خلق میں
سے لیکن مقرر کیا اسکو ساتھ نماز و تسبیح کے اور جب کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو فرماتا ہے اَسْلَمَ عَبْدِیْ
وَاسْتَسْلَمَ میرا بندہ مسلمان ہوا اور اسنے گردن رکھ دی تیسرا لفظ انکا نزدیک امام احمد کے یہ ہے کہ ایک اعرابی

آیا اور وہ ایک جبہ طیالسہ کا پہنے تہا جسکی جیب یا گہنڈی دیباج کی تہی اُسنے کہا تمہارے صاحب چاہتے
ہین کہ ہر راعی ابن راعی کو بلند درجہ کرین اور ہر رأس ابن رأس کو پست کردین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضب
مین آکر کہڑے ہوگئے اور اسکا جبہ پکڑ کر کہینچا اور فرمایا نہ دیکہون مین تجہپر جامہ لا یعقل کا پہر بیٹہ گئے اور فرمایا جب
نوح علیہ السلام کو وفات حاصل ہوئی اپنے دو فرزندکو بلایا اور کہا مین تمپر وصیت کو بیان کرتا ہون اور تمکو
دو امر کا حکم دیتا ہون اور دو سے منع کرتا ہون ایک شرک باللہ کبر سے اور حکم کرتا ہون بلا الہ الا اللہ کا سارے
آسمان زمین اور جو کچہ اُن مین ہے اگر ایک کفہ ترازو مین رکہے جاوین اور لا الہ الا اللہ دوسرے کفہ مین تو یہی کلمہ
راجح ہوگا اور اگر سموات و ارض ایک حلقہ ہون اور انپر لا الہ الا اللہ رکہدیا جاوے تو یہ انکو توڑ دے اور حکم کرتا
ہون تمکو سبحان اللہ وبحمدہ کا کہ یہ نماز ہے ہر شے کی اور اسی سے ہر شے کو رزق ملتا ہے رَوَاہُ اَحْمَدُ بِاَطْوَلَ
مِنْ ھٰذَا وَتَفَرَّدَ بِہٖ ابن جریر جابر سے راوی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُکُمْ
بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ نُوْحٌ ابْنَہٗ اِنَّ نُوْحًا عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِابْنِہٖ یَا بُنَیَّ اٰمُرُکَ اَنْ تَقُوْلَ سُبْحَانَ
اللّٰہِ فَاِنَّہَا صَلٰوۃُ الْخَلْقِ وَتَسْبِیْحُ الْخَلْقِ وَبِہَا یُرْزَقُ الْخَلْقُ قَالَ تَعَالٰی وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ
بِحَمْدِہٖ مین تمکو وہ بات بتاتا ہون جو نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہی فرمایا اے میرے بیٹے مین تجہے حکم
کرتا ہون کہ تو سبحان اللہ کہا کرے کیونکہ وہ مخلوق کی نماز ہے اور انکی تسبیح اور اسی کے ساتہہ مخلوق کو روزی ملتی
ہے اللہ تعالی نے فرمایا اور کوئی چیز نہین جو رب کی پاکی نہین بولتی اسکی اسناد مین ضعف ہے عکرمہ نے
کہا استوانہ تسبیح کرتا ہے شجرہ تسبیح کرتا ہے مراد استوانہ سے ستون ہے بعض سلف نے کہا ہے آواز در تسبیح ہے
در کی اور آواز آب تسبیح ہے آب کی بدلیل آیۃ باب کہ ہر شے تسبیح بحمد خدا ہے ابراہیم نے کہا طعام تسبیح کرتا ہے اسکی شاہد
آیت سجدہ ہے سورۃ حج مین بعض نے کہا تسبیح وہ چیز کرتی ہے جس مین روح ہے یعنے حیوان و نبات قتادہ نے
کہا ہر شے جسمین جان ہے وہ تسبیح کرتی ہے شجر ہو یا کوئی اور شے حسن و ضحاک نے کہا ہے ہر شے مین روح ہے
ابو الخطاب نے کہا ہم ہمراہ یزید رقاشی کے تہے اور انکے ہمراہ حسن تہے طعام مین سے اتنے مین خوان لائے یزید رقاشی
نے کہا اے ابا سعید یہ خوان تسبیح کرتا ہے کہا کَانَ یُسَبِّحُ مَرَّۃً یعنے کبہی یہ تسبیح کہتا تہا خوان کہتے ہین مائدہ
چوبی کو گویا حسن نے یہ کہا کہ جب تک چوب زندہ تہی اسمین سبزی تہی تسبیح کرتی تہی جب کاٹ لی گئی اور چوب
خشک ہوگئی تو اب تسبیح اسکی منقطع ہوگئی اس قول کا استیناس حدیث ابن عباس سے ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا گذر دو قبر پر ہوا فرمایا انکو عذاب ہوتا ہے اور کچہہ بڑی بات کے پیچہے نہین ہوتا ہے ایک ان مین

پیشاب سے استتار نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا پھر ایک شاخ تازہ لیکر دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک کو ایک
قبر مین گاڑ دیا پھر فرمایا لَعَلَّهُ یُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا شاید جب تک دونو شاخین خشک ہون اُنسے
عذاب کی تخفیف ہو جاوے اَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ بعض علما نے اس حدیث پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ مَا لَمْ
یَیْبَسَا اسلیے فرمایا کہ اِنَّهُمَا یُسَبِّحَانِ مَادَامَ فِیْهِمَا خُضْرَةٌ فَاِذَا یَبِسَا انْقَطَعَ تَسْبِیْحُهُمَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
جب تک دونو سبز رہین گی تسبیح کہین گی جب خشک ہو جاوینگی انکی تسبیح منقطع ہو جاویگی اللہ حلیم غفور ہے
یعنے عصاة کو شتاب عقوبت نہین کرتا بلکہ تاخیر دیتا ہے اگر اُسنے اپنے کفر و عنا کا استمرار کیا تو عزیز مقتدر کیطرح
پکڑ لیتا ہے جسطرح کہ صحیحین مین آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَیُمْلِی لِلظَّالِمِ حَتّٰی اِذَا اَخَذَهُ لَمْ یُفْلِتْهُ اللہ تعالی
ظالم کو مہلت دیتا ہے جب پکڑ لیتا ہے تو نہین چھوڑتا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَ
كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ الآیۃ اور ایسی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے
بستیون کو اور وہ ظلم کر رہتی ہین بیشک اُنکی پکڑ دکھ دیتی ہے زور کی اور فرمایا وَكَاَیِّنْ مِنْ قَرْیَةٍ اَمْلَیْتُ
لَهَا وَهِیَ ظَالِمَةٌ اور کتنی بستیان ہین کہ مینے انکو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھین اور فرمایا وَكَاَیِّنْ مِنْ قَرْیَةٍ
اَهْلَكْنَاهَا وَهِیَ ظَالِمَةٌ کہ بہت بستیان ہلاک کیا ہمنے اور وہ ظلم کر رہی تھین اور جو کوئی اپنے کفر و عصیان سے منتقل
ہو کے طرف اللہ کے رجوع لاتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ اسکی توبہ قبول فرماتا ہے کما قال تعالی وَمَنْ یَعْمَلْ سُوْٓءًا
اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ الآیۃ اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشواوے پاوے
اللہ کو بخشتا مہربان اور اسجگہہ لفظ حلیم غفور فرمایا ہے جسطرح کہ آخر فاطر مین کہا ہے اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا
غَفُوْرًا وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ
فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا اسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّیِّئِ وَلَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ
السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ
تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ وَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ
اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَ
لٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیْرًا تحقیق اسلام

رکہتا ہے آسمانون اور زمین کو کہ ٹل نہ جاوین اور اگر ٹل جاوین تو کوئی نہ تہام سکے انکو اسکے سوا وہ ہے
تحمل والا بخشتا اور قسم کہاتے تہے اللہ کی تاکید کی قسمین اپنی اگر آوے گا انپاس کوئی ڈر سنانے والا البتہ
بہتر راہ چلینگے اور کسی ایک امت سے پہر جب آیا انپاس ڈر سنانیوالا اور زیادہ ہوا انکا بدکنا غرور کرنا ملک مین
اور داؤن کرنا برے کام اور برائی کا داؤن الٹیگا اسی داؤن والونپر پہر اب وہی راہ دیکہتے ہین اگلونکے
دستور کی سو تو نہ پاوے گا اللہ کا دستور بدلتا اور نہ پاوے گا اللہ کا دستور ٹلتا کیا پہرے نہین ملک مین کہ
دیکہین آخر کیسا ہوا انکا جو انسے پہلے تہے اور تہے انسے سخت زور مین اور اللہ وہ نہین جسکو تہکا دے کوئی
چیز آسمانون مین اور نہ زمین مین وہی ہے سب جانتا کر سکتا اور اگر پکڑ کرے اللہ لوگون کو انکی کمائی پر نہ چہوڑے
زمین کی پیٹہ پر ایک ہلنے چلنے والا پر انکو ڈہیل دیتا ہے ایک ٹہیرے ہوئے وعدہ تک پہر جب آیا انکا وعدہ تو
اللہ کی نگاہ مین ہین اسکے سب بندے فتح البیان مین کہا ہے اللہ نے سماوات و ارض کے حال سے خبر دی کہ
وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہین ایسے ہی وہ مخلوقات جو درمیان انکے ہے جیسے ملائکہ و جن و انس وغیرہ اشیا العقل
اس مین دلالت ہے اسبات پر کہ ساری کائنات تمامہا شاہد اس نزاہت کی ہے لیکن مشرکین اس تسبیح کو نہین
سمجہتے پہر جنسے مقصود اس ذکر سے توبیخ و تقریع ہے انکے شرک کا اللہ پر حالانکہ ہر شے سوائے ان کے اللہ کی
تنزیہ ہر نقص سے کرتی ہے آگے کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹہے تہے اپنے اصحاب کے ساتہہ کہ اتنے مین ایک
آواز سنی فرمایا چرچراتا ہے آسمان اور اسکو چرچرانا پہونچتا ہے قسم ہے اسکی جسکے ہاتہہ مین ہے جان محمد کی
نہین ہے آسمان پر جگہہ ایک بالشت کی لیکن اس مین پیشانی ایک فرشتہ کی سجدہ کرتی ہے وہ تسبیح کرتا ہے
اللہ کی حمد سے اخرجہ ابن مردویہ پہر اس مضمون کی مزید تعمیم و تاکید فرمائی اور کہا کوئی شے نہین ہے
لیکن وہ تسبیح بحمد خدا ہے یہ شامل ہے ہر چیز کو جسکا نام شے ہے کوئی چیز کم نہ ہو یہانتک کہ مر یا بعض
سقف اسکی تسبیح یہی سبحان اللہ وبحمدہ ہے بعض نے کہا من فیہن محمول ہے ملائکہ و ثقلین پر اور ان شے
باقی مخلوقات پر جو سوا انکے ہے اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ یہ عموم مخصوص ہے یا نہین ایک گروہ
نے کہا مخصوص نہین ہے اور تسبیح کو حمل کیا ہے تسبیح دلالت پر اسلیے کہ ہر مخلوق شاہد ہے اپنے نفس پر
اور غیر پر دلیل ہے اسبات پر کہ اللہ خالق و قادر ہے دوسرے گروہ نے کہا یہ تسبیح حقیقۃ ہے اور عموم حسب
ظاہر ہے مطلقاً بنا بر اسکے ساری مخلوقات مسبح اللہ ہے اور معنے تسبیح کے تنزیہ ہین اگرچہ بشر اس تسبیح کو
نہین سنتے ہین کیونکہ محجوب ہین سماع سے اور نہ اسکو سمجہتے ہین اسلیے کہ یہ تسبیح انکی لغات مین نہین

ہے اسکا مقتضا یہ ہوا کہ تسبیح جماد کی بلسان مقال ہوتی ہے اسی کو خازن نے اختیار کیا ہے اور احادیث متعددہ سے ثبوت کو پہنچا ہے جن نے کہا وَهُوَ قَرِيبٌ جِدًّا اسی کی تائید یہ قول کرتا ہے وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ اور لیکن تم انکی تسبیح نہیں سمجھتے کیونکہ اگر مراد تسبیح دلالت ہوتی تو ہر کوئی انکو سمجھ سکتا ہے اسکا جواب ہے کہ مراد لا تفقہون سے کفار ہیں جو اعتبار سے اعراض کرتے ہیں دوسرے گروہ نے کہا کہ یہ عموم مخصوص ہے ساتھ ملائکہ و ثقلین کے اس میں جمادات داخل نہیں ہیں بعض نے کہا خاص ہے ساتھ تسبیح نباتات کے وقت نمو کے نہ بعد قطع کے لیکن مؤید حمل آیت علی العموم یہ قول ہے اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ہمنے تابع کیے پہاڑ اسکے ساتھ پاکی بولتے شام کو اور صبح کو اور یہ قول وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ اور ان میں تو وہ بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے ڈر سے وقول وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر اور مثل اسکی اور بہت آیتیں ہیں صحیح بخاری میں آیا ہے کہ صحابہ تسبیح طعام کی سنتے تھے اور وہ ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھاتے تھے اسی طرح حنین جذع اور وہ حدیث جس میں ایک پتھر کا سلام کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکے میں آیا ہے یہ سب صحیح میں وارد ہے اسیطرح تسبیح حصا کی کف مبارک نبوی میں اور مدافعت اس آیت کی عموم کی بمجرد استبعادات داب سے اس شخص کے نہیں ہے جو اللہ سبحانہ پر ایمان رکھتا ہے اور معجزہ کا مصدق ہے جو پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئی ہے سدی نے کہا مَا اصْطِيدَ حُوتٌ فِي الْبَحْرِ وَلَا طَائِرٌ يَطِيرُ إِلَّا بِمَا يُضَيِّعُ مِنْ تَسْبِيحِ اللَّهِ تعالی مچھلی اور اڑنے والی جب تسبیح کو ضائع کر دیتے ہیں تو انکا شکار ہو جاتا ہے یعنے مچھلی اور پرندہ کا شکار ہونا بسبب برباد کرنے تسبیح الٰہی کے ہوتا ہے بیشک اللہ حلم والا اور بخشنے والا ہے اسکا حلم یہ ہے کہ اسنے تمکو چھوڑ رکھا ہے اور باوجود تمہاری غفلت اور سوء نظر و جہل بالتسبیح کے تمپر عقوبت نازل نہیں کرتا ہے مغفرت یہ ہے کہ جو کوئی تم میں تائب ہو جاتا ہے اس سے مواخذہ نہیں فرماتا ابو ہریرہ رفعاً کہتے ہیں ایک چیونٹی نے ایک نبی کو انبیا میں سے کاٹ کھایا تھا حکم دیا کہ قریۃ النمل کو جلا دو چنانچہ جلا دیا اللہ نے وحی بھیجی کہ تونے ایک چیونٹی کے سبب ایک امت کو امم مسبحہ سے جلا دیا رواہ الشیخان ابن عباس نے کہا زرع تسبیح کرتی ہے اور اجر اسکا صاحب زرع کو ہوتا ہے اور کپڑا تسبیح کرتا ہے اور میل کچیل کہتا ہے اگر تو مومن ہے تو مجھکو دھو ڈال دوسرا لفظ انکا یہ ہے ہر شے تسبیح کرتی ہے مگر سگ وخر اخرجہ ابو الشیخ حسن نے کہا آیات تورات میں بقدر ایک ہزار آیت کے ہے یعنے وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ تورات میں کہا ہے کہ جبال و شجر وکذا وکذا

تسبیح کرتے ہین سلف سے اسا ہی منقول ہے احادیث وروایات آئی ہین ان مین تصریح ہے جمیع مخلوقات کی تسبیح کی وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ

وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کردیتے ہین ہم بیچ مین تیرے اور ان لوگون کے جو نہین مانتے پچھلا گھر جیسے ایک پردہ ڈھانکا اور رکھی ہین ہمنے انکے دلون پر اوٹ کہ اسکو نہ سمجھین اور انکے کانون مین بوجھ اور جب مذکور کرتا ہے تو قرآن مین اپنے رب کا اکیلا کر کے بھاگتے ہین اپنی پیٹھ پر بدک کر

ف یعنے اس قرآن مین ایسی تاثیر ہے اور کافرون پر اثر نہین ہوتا اسواسطے کہ اوٹ مین ہین آفتاب سے جہان روشن ہے اور جسکی اسطرف پیٹھ ہو اسکے حساب مین کہین نہین انتہے قتادہ ابن بدر نے کہا مراد حجاب مستور سے اکنہ ہین انکے دلون پر کما قال تعالی وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَفِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ اور کہتے ہین ہمارے دل غلاف مین ہین اس بات سے جسطرف تو ہمکو بلاتا ہے اور ہمارے کانون مین بوجھ ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ مین اوٹ ہے یعنے ایک مانع حائل ہے جسکی وجہ سے کوئی بات ہم تک نہین پہونچتی ہے مستور اسجگہ بمعنے ساتر ہے جیسے میمون ومشئوم بمعنے یامن وشائم یا مستور ہے بعبارت کہ انہین اسکو نہین دیکھتی ہین ومعہ ذلک وہ ایک پردہ ہے درمیان انکے اور ہدایت کے ابن جریر کا میلان خاطر اسی کی ترجیح کیطرف ہے اسماء بنت ابی بکر کہتی ہین جب آیت تبت یدا ابی لہب اتری عورا ام جمیل آئی اسکو ایک ولولہ تہا اور اسکے ہاتھ مین ایک پتھر تہا وہ کہتی تہی مُذَمَّمًا اَبَیْنَا اَوْ اَبِیْنَا ہم مذمم کے پاس آئے ہین ریاس نے بکارہ بیجا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا اور محمد کی جگہ مذمم کا لفظ استعمال کیا) یا ہم نے اسکا انکار کیا اسوسری نے کہا یا شک میطرف سے ہر دِیْنَهٗ قَلَیْنَا وَاَمْرَهٗ عَصَیْنَا اور اسکے دین کو ہم نے چھوڑدیا اور اسکے امر کی نافرمانی کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تہے اور ابو بکر آپکے پاس تہے ابو بکرؓ نے کہا یہ عورت آئی ہے ہمکو خوف ہے کہ وہ تمکو دیکہے فرمایا وہ مجھکو نہ دیکھے گی اور کچھ قرآن پڑھا یہ آیت آئی وہ آکر ابو بکر کے پاس کھڑی ہوئی اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا کہا اے ابو بکر مجھکو یہ بات پہونچی ہے کہ تیرے صاحب نے میری ہجو کی ہے ابو بکرؓ نے کہا قسم ہے اس گھر کے رب کی تیری ہجو نہین کی ہے تب وہ پہر کر چلدی اور کہتی جاتی تہی قَدْ عَلِمَتْ قُرَیْشٌ اَنِّیْ بِنْتُ سَیِّدِهَا یعنے قریش جانتے ہین کہ مین انکے سردار کی بیٹی ہون اکنہ جمع ہے کنان کی کنان وہ جہلی ہے جو دلکو چہپائے دیتی ہے وقر سے مراد ثقل ہے جو مانع

سماع ہو مراد اس سے سمع رضا ہے پھر جب قرآن میں ذکر آتا کہ لا الہ الا اللہ تو وہ پشت پھیر کر رستہ پکڑتی تقریر
جمع ہے نافر کی جیسے قعود جمع قاعد کی یا مصدر ہے غیر فعل سے واللہ اعلم قال تعالی وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ
قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ الآیۃ اور جب نام لیجے اللہ کا نرا رک جاویں دل انکے جو یقین نہیں رکھتے
پچھلے گھر کا اور جب نام لیجے اسکے سوا اوروں کا تب ہی وہ لگیں خوشیاں کرنے قتادہ نے کہا جب مسلمانوں
نے لا الہ الا اللہ کہا تو مشرکون نے اسکا انکار کیا اور یہ کلمہ انپر گران گذرا ابلیس اور اسکے لشکری تنگ دل ہوئے
لیکن اللہ نے نمانا اور اس کلمے کو جاری و عالی کیا اور اسکو نصرت و غلبہ دیا دشمنوں پر یہ وہ کلمہ ہے کہ جو کوئی اسکے
ساتھ کسی سے خصومت کرے فلاح پاوے اور جو کوئی اسکے ساتھ مقاتلہ کرے منصور ہو اس کلمے کو اس جزیرے کے
فقط مسلمان پہچانتے ہیں جسکو سوار تھوڑی اونٹوں اور تھوڑے زمانے میں قطع کرتا ہے ہمراہ جماعت مردم کے
جو اسکو نہیں پہچانتے اور اسکا اقرار نہیں کرتے ہیں ابن عباس نے کہا پشت پھیر کر چلدینے والی شیاطین ہیں
وَهٰذَا اَغْرَبُ جِدًّا ورنہ شیاطین تو وقت قرأت قرآن اور ندا اذان اور ذکر اللہ کے منصرف ہوتے ہیں
فتح البیان میں کہا ہے مراد حجاب مستور سے حجاب بالائے حجاب ہے گویا مستور بالغیر ہے یا مراد طبع وختم ہے سیوطی
نے کہا آیت حق میں انکے اتری ہے جنہوں نے ارادہ حملہ کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا
تھا لمنتہ جیسے ابوجہل اور ام جمیل زن ابو لہب مراد قرآن سے اسجگہ مطلق قرآن ہے یا تین آیت مشہور نحل
وکہف وجاثیہ نحل میں یہ آیت ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ الآیۃ یعنی وہی ہیں کہ مہر
کردی اللہ نے انکے دلونپر اور کانونپر اور آنکھونپر اور وہی ہیں بیہوش سورہ کہف میں یہ آیت ہے وَجَعَلْنَا عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ الآیۃ رکھے ہیں انکے دلونپر گھونگٹ کہ اسکو نہ سمجھیں جاثیہ میں ہے اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ
وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ بھلا دیکھ تو جسنے ٹھیرایا اپنا حاکم اپنی چاؤ کو اور راہ سے کھو دیا اسکو اللہ نے جانتا بوجھتا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برکت سے ان آیات کے عیون مشرکین سے اوٹ میں رکھا ذکرہ الخطیب
قرطبی نے کہا انکے ساتھ اول سورہ یس کو بھی زیادہ کرنا چاہیے الی قولہ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ سیرت میں آیا ہے
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ کیا انکی جگہہ فراش پر علی مرتضی رضی اللہ عنہ سورہے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے تو ایک مشت خاک اپنے ہاتھ میں لی اور اللہ نے انکے ابصار لے لیے وہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھتے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مٹی انکے سرونپر پھینک دی اور آپ یہ
آیت سورہ یس پڑھتے جاتے تھے جب فارغ ہوئے تو کوئی شخص نہ بچا کہ اسکے سرپر خاک نہ ہو پھر مراد حجاب

جاتا ہے گیا الکنہ سے مراد غطا ہے یہ حکایت ہے انکے قول کی قُلُوْبُنَا غُلْفٌ وَفِیْ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ وقر سے مراد صم وثقل سمع ہے مشرکین چاہتے تہے کہ جسطرح اللہ کا ذکر و نام لیا جاتا ہے اسیطرح ہمارے آلہہ کا بہی نام لیا جائے اور ذکر کیا جائے لیکن جب کہ اللہ کا نام سنتے نہ ذکر آلہہ تو مجلس سے بہاگ جاتے جسطرح کہ اللہ نے فرمایا کہ جب تو نے اللہ کا ذکر قرآن مین کیا ہے تو پیٹہ پہیر کر چلدیتے ہین نَحْنُ

اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۝ ہم خوب جانتے ہین جسواسطے سنتے ہین جسوقت کان رکہتے ہین تیری طرف اور جب وہ مشورہ کرتے ہین جب وہ کہتے ہین بے انصاف جسکے کہنے پر چلتے ہو نہین مگر وہ ایک مرد جادو مارا دیکہہ کیسی مثالین تجہپر کہا دین اور بہکتے ہین سو راہ نہین پاسکتے **ف** اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو کفار قریش کی سرگوشی پر جبکہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سننے کو قوم سے پوشیدہ آتے تہے خبر دی کہ انہون نے کہا یہ شخص جادو زدہ ہے جسطرح کہ بعض نے کاہن اور بعض نے مجنون کہا تہا ولہذا فرمایا کہ تو دیکہہ کسطرح کی کہاوتین بیان کرتے ہین اور حق بات انکے ہاتہہ نہین آتی اور کوئی مخلص نہین پاتے محمد بن مسلم بن شہاب زہری کہتے ہین کہ ابوسفیان بن حرب و ابوجہل بن ہشام اور اخنس بن شریق ثقفی حلیف بنی زہرہ ایک رات نکلے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑہنا سنین حضرت رات کو اپنے گہر مین نماز پڑہتے تہے ہر ایک ان مین کا اپنی اپنی جگہہ بیٹہکر سننے لگا ایک کو دوسرے کی جگہہ معلوم نہ تہی ساری رات بیٹہے ہوئے سنا کیے یہانتک کہ فجر ہوگئی پہر متفرق ہوئے یہانتک کہ راہ مین جمع ہوگئے آپس مین ایک نے دوسرے کو ملامت کی اور بعض نے بعض سے کہا اب پہر نہ آنا اگر بعض بے وقوف لوگ تمہارے دیکہہ پائینگے تو تم انکے جی مین کچہہ ڈالوگے پہر چلے گئے جب دوسری رات آئی ہر شخص اپنی جگہہ پر پہر آیا اور سب نے طلوع فجر تک پڑہنا سنا پہر متفرق ہوگئے بعض نے بعض سے اسیطرح کہا جسطرح کہ پہلی بار کہا تہا جب تیسری شب ہوئی پہر ہر ایک اپنی اپنی جگہہ آبیٹہا اور سنا کیا یہانتک کہ صبح ہوئی پہر جدا ہوگئے اور راہ مین ملے بعض نے بعض سے کہا اب ہم نہ ٹلین گے جب تک باہم یہ عہد نہ کرین کہ پہر نہ آئینگے اسپر معاہدہ ہوا پہر متفرق ہوگئے صبح کو اخنس بن شریق نے اپنا عصا لیا اور ابوسفیان کے گہر آیا اور کہا اے ابا حنظلہ تم خبر دو مجہکو اپنی رائے سے اس بارہ مین جو تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہا اے ابا ثعلبہ مینے ایسی چیزین سنی جنکو مین پہچانتا ہون اور اسسے جو مراد

سے بعضے بہی پہچانتا ہون اسیطرح ایسی چیزین بہی سنی جنکے معنے نہین پہچانتا ہون اور نہ انکی مراد جانتا ہون اخنس نے کہا واللہ میرا بہی یہی حال ہے پہر وہان سے نکلکر ابی جہل کے آیا اور اُسکے گہر مین داخل ہوکر کہا یَا اَبَا الْحَکَمِ مَا رَاْیُکَ فِیْمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍ اے ابا حکم تیری کیا رائے ہے جو تونے محمد سے سنا اُسمین کہا تونے کیا سنا کہا منازعت کی ہمنے اور بنو عبد مناف نے شرف مین اطعام و حمل و عطا مین یہانتک کہ جب ہم مثل دو فرس رہان کے ہوئے تو انہون نے کہا ہم مین ایک پیغمبر ہے جسکو وحی آتی ہے آسمان سے سو تو کب اسکو پا سکیگا واللہ مین کبہی اسپر ایمان نلاؤنگا اور نہ اُسکی تصدیق کرونگا اخنس اٹہہ کہڑا ہوا اور چہوڑکر چلدیا فتح البیان مین کہا ہم جانتے ہین اس حال کو جبکہ قرآن سنتے ہین یعنے ہمراہ استخفاف و استہزا و لغو کے اور وہ باہم سرگوشی کرتے ہین یعنی بابت تکذیب و استہزا اور تجہکو مختلط العقل ٹہیراتے ہین ابن الاعرابی نے کہا مراد مسحور سے ذاہب العقل ہے یا مخدوع کیونکہ سحر حیلہ و خدیعت ہے انکو یہی زعم تہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض لوگون سے تعلیم پاتے ہین بعض نے کہا مسحور سے یہ غرض کہ وہ طعام و شراب سے بے نیاز نہین ہے تو مثل تمہارے ہے ابن قتیبہ نے اس تفسیر کو منکر کہا ہے امثال سے مراد یہ ہے کہ کبہی کاہن کہتے ہین اور کبہی شاعر اور ساحر اور کبہی مجنون اس ضرب امثال مین گمراہ ہوگئے ہین انکو طرف حق کے راہ نہین ملتی یا ایسی طعن ہاتہ نہین آتی جسکو عقول سلیمہ قبول کرین یا انکو کوئی راستہ خلاص کا ہاتہ نہین آتا ان کا کلام متناقض ہے

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ

ع ۵ ۱۲ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ کہتے ہین کیا جب ہوگئے ہڈیان اور چورا کیا ہم پہر اٹہین گے نئے بنکر تو کہہ تم ہو جاؤ پتہر یا لوہا یا کوئی خلقت جو مشکل لگے تمہارے جی مین پہر اب کہین گے کون اُٹہائیگا ہم کو کہہ جسنے بنایا تمکو پہلی بار پہر اب ہلاوینگے تیری طرف اپنے سر اور کہین گے کب ہے وہ تو کہہ شاید نزدیک ہی ہوگا جسدن تم کو پکاریگا پہر چلے آؤگے سراہتے اسکو اور اٹکلوگے کہ دیر نہین لگی مگر تہوڑی یعنے اب شتابی کرتے ہو تب جانوگے کہ دنیا مین کچہہ دیر نہ رہے تہے پچاس سو برس اُن ہزارون برس کے سامنے کیا معلوم ہون **ف** جو کفار وقوع معاد کو بعید جانتے تہے اور بطور استفہام انکار مضمون مذکور کہتے تہے اللہ نے انکے حال سے خبر دی مجاہد نے کہا رفات سے مراد خاک ہے ابن عباس نے کہا غبار ہے یعنے کیا ہم قیامت کے دن بوسیدہ و عدم ہوکر

پھر بھی نہین گے جسطرح دوسری جگہ کہا ہے يَقُولُونَ أَئِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ أَئِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً
قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ لوگ کہتے ہین کیا ہم پھر آوینگے اولٹے پاؤن کیا جب ہم ہڈیان کھوکھلی ہولے
تو تو یہ پھر آنا ٹوٹا ہے اور فرمایا وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهُ اور بیٹھا ہے ہمپر کہاوت اور بھول گیا اپنی
پیدایش تا آخر وہ آیت اللہ نے اپنے نبی کو کہا کہ تم یہ جواب دو کہ تم پتھر یا لوہا ہوجاؤ کہ یہ استخوان و تراب سے امتناع
مین سخت تر ہین مجاہد نے کہا مینے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اسکا کیا مطلب ہے کہا مراد موت ہے ابن عمرؓ نے کہا
یعنے اگر تم موت ہو گے تب بھی مین تمکو زندہ کرونگا یہی قول سعید بن جبیر کا ہے ابو صالح و حسن و قتادہ و ضحاک وغیرہم
اسی کے قائل ہین معنے یہ ہوئے تم فرض کرلو کہ اگر تم مردہ ہوجاؤ جو ضد حیات ہو تب بھی اللہ تمکو زندہ کرے گا
جب چاہیگا کیونکہ اسپر کوئی شے دشوار نہین ہے جبکہ وہ ارادہ کرے کسی شی کا ابن جریر نے اسجگہ حدیث ذبح
موت ذکر کی ہے کہ اسکو بین الجنۃ والنار ذبح کرکے کہینگے کہ اے اہل جنت خلود ہے بلا موت کی اور اے اہل
نار خلود ہے بلا موت کے مجاہد نے کہا خلق کبیر سے مراد آسمان و زمین ہے اور پہاڑ ہین دوسری روایت
مین ہے کہ تم جو چاہو ہوجاؤ اللہ عنقریب اعادہ تمہارا بعد موت کے کریگا زہری نے کہا کہتے ہین کہ یہ موت ہے
کہتے ہین کہ اگر ہم پتھر یا لوہا ہوگئے تو پھر ہمارا اعادہ کون کریگا اسکا جواب یہی ہے کہ وہی شخص کریگا جس نے
پہلی بار تمکو بنایا اور تم کوئی شے مذکور نہ تھے پھر تم بشر ہوگئے اور پھیل گئے وہی قادر ہے کہ پھر اعادہ تمہارا
کرے اگرچہ تم کسی حال پر کیون نہ ہوجاؤ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ
الآیۃ اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اسکو دوہراوے گا اور وہ آسان ہے اسپر اور اسکی کہاوت سے
اوپر آسمان و زمین مین اور وہ ہے زبردست حکمتون والا ابن عباسؓ و قتادہ نے کہا ننغض رءوس سے مراد تحریک
راس ہے بطور استہزا عرب کی لغت مین یون ہی آیا ہے کیونکہ انغاض بمعنے تحرک ہے اسفل سے طرف علے کے یا
اعلے سے طرف سفل کے اور یہ کہنا کہ قیامت کب ہوگی ایک طرح استبعاد ہے اسکے وقوع مین کما قال تعالی و
يَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو اور فرمایا يَسْتَعْجِلُ
بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا شتابی کرتے ہین اسکی جو یقین نہین رکھتے اور یہ جو کہا کہ کہدے اے پیغمبر شاید وہ قریب
ہو اسکے معنے یہ ہین کہ تم حذر کرو اسکے قرب سے کہ وہ لا محالہ جلد آئیگی لِأَنَّ كُلَّ مَا هُوَ آتٍ آتٍ اسلیے کہ
ہر آیندہ چیز آنے والی ہے پکارنیکا مطلب یہ ہے کہ جس وقت وہ تمکو حکم نکلنے کا زمین مین سے دیگا تم
فی الفور نکل پڑو گے کیونکہ کوئی اسکا مخالف و مانع نہین ہے بلکہ جسطرح اللہ نے کہا ہے اسی طرح پر ہوگا و

مَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَۃٌ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ اور ہمارا کام ہی ایک دم کی بات ہے جیسے ایک نگاہ کی اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ
اِذَآ اَرَدْنٰہُ اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم نے اسکو چاہا یہی ہے کہ کہیں اسکو
تو وہ ہو جاوے اور فرمایا اِنَّمَا ھِیَ زَجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ فَاِذَا ھُمْ بِالسَّاھِرَۃِ سو وہ تو جھڑکی ہے ایک پھر تب ہی
آ رہے وہ میدان میں یعنے ایک جھڑکی میں سب زمین کے اندر سے بالا زمین نکل آوینگے جس طرح اس
جگہہ فرمایا ہے کہ جسدن تم کو پکاریگا تم اسکا حکم بجا لاؤ گے اور اسکے ارادہ کی طاعت کرو گے ابن عباسؓ نے
کہا مراد استجابت بالحمد سے قبول امر ہے ابن جریج و قتادہ نے کہا معرفت و طاعت ہے بعض نے کہا انکی وہ الحمد ہی
کل حال حدیث میں آیا ہے لَیْسَ عَلٰٓی اَھْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْشَۃٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ کَاَنِّیْ بِاَھْلِ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ یَقُوْمُوْنَ مِنْ قُبُوْرِھِمْ یَنْفُضُوْنَ التُّرَابَ عَنْ رُءُوْسِھِمْ یَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اہل
لا الہ الا اللہ پر انکی قبور میں کوئی وحشت نہ ہوگی گویا میں اہل لا الہ الا اللہ کو انکی قبور سے اٹھتا دیکھہ رہا ہوں کہ وہ اپنے
سروں سے مٹی جھاڑ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں لا الہ الا اللہ دوسری روایت میں یوں ہے کہ یہ کہیں گے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ شکر اللہ کا ہے جسنے دور کیا ہم سے غم اسکا ذکر سورہ فاطر میں آئیگا
اور جسدن تم اپنی قبور سے اٹھہ کھڑے ہوگے تمکو یہ گمان ہوگا کہ رہے تم دنیا میں مگر تھوڑے کقولہ
تعالی کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْ ضُحٰھَا اب لگیگا جسدن دیکھینگے اسکو کہ دیر نہ لگے
انکو مگر ایک شام یا صبح اسکی اور فرمایا یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا یَّتَخَافَتُوْنَ
بَیْنَھُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُھُمْ طَرِیْقَۃً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا
یَوْمًا جسدن پھونکیں گے صور میں اور گھیر لاوینگے ہم گنہگاروں کو اسدن نیلی آنکھیں چپکے چپکے کہتے ہیں آپس
میں دیر نہیں ہوئی تم کو مگر دس دن ہمکو خوب معلوم ہے جو کہتے ہیں جب بولیگا ان میں اچھی راہ والا تم کو
دیر نہیں لگی مگر ایک دن اور فرمایا وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَۃٍ
کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ جسدن اٹھیگی قیامت قسم کہا وینگے گنہگار کہ ہم نہیں رہے ایک گھڑی سے زیادہ اسی
طرح تھے الٹے جاتے اور فرمایا قٰلَ کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ
یَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ فرمایا کتنے دن رہے
تم زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے ہم رہے ایکدن یا کچھہ دن سے کم تو پوچھہ گنتی والوں سے فرمایا تم
اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہو فتح البیان میں کہا ہے اللہ نے بعد قرن حکایت

شبہات قوم سے امر بعث مین حکایت انکے شبہہ کی امر معاد مین فرمائی اور بطور استفہام انکار و استبعاد کے
کہا کہ کیا ہم ہڈی اور مٹی ہوکر پہر جی اٹھینگے یہ اسلیے کہا کہ رطوبت جو ہڈی و پوست رمیم مین لعبد و منافات ہے
تقریر شبہہ کی یہ ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکی ہڈیان خشک ہو جاتی ہین اور بکہر جاتی ہین اور جوانب
عالم مین متفرق و پریشان ہو جاتی ہین اور اسکے بسائط عناصر سے جو کہ شامل اسکے ہین مختلط ہو جاتے ہین پہر
بعد اسکے اجتماع انکا باعیانہا عقل مین نہین آسکتا ہو پہر عود حیات کا طرف اس مجموعہ کے امر نے اسکا جواب
دیا کہ اعادہ بدن میت کا طرف حال حیات کی ایک امر ممکن ہے اور اگر تم فرض کرو کہ بدن میت کا ابعد شئے حیات
سے ہوگیا ہے اور رطوبت حیات اس سے جاتی رہی جیسے پتہر یا لوہا تب بہی تم مبعوث ہوگے جیسے کوئی کہے
کہ اَتَظُنُّ بِيَ وَاَنَا ابْنُ فُلَانٍ تو مجہے جرم کرتا ہے اور مین فلان کا بیٹا ہون دوسرا کہے تو بادشاہ کا بیٹا ہو یا جس
کسی کا تو ہو ہے لیکن مین اپنا حق تجہسے پہر لونگا رفات کے معنے مین ریزہ ریزہ اور بوسیدہ ہو جانا یا غبار تراب قرآن مین
مکرر آیا ہے تُرَابًا وَعِظَامًا یا رفات وہ ہو جو چور چور اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ابن جریر نے کہا یعنے اگر تم کو تعجب
ہے اسبات سے کہ اللہ تم کو پہر استخوان و پوست و گوشت دیگا تو پہر تم پتہر شدت مین یا لوہا قوت مین ہو جاؤ
اگر ہو سکتے ہو علی بن عیسیٰ نے کہا یعنے اگر تم سنگ و آہن بہی ہو جاؤ گے تب بہی اللہ سے فوت نہین ہو
سکتے ہو وہ جب ارادہ کرے گا تو تمکو اٹہا کہڑا کریگا یہ جملہ خارج مخرج امر ہے اور ابلغ ہے الزام مین بعض
نے کہا اسکے معنے یہ ہین کہ اگر تم پتہر و لوہا بہی بن جاؤ گے تب بہی وہ تمہارا اعادہ کرے گا جسطرح اسنے
ابتدا تمکو بنایا تہا اور تمکو مار کر پہر زندہ کرے گا نحاس نے کہا یہ قول حسن ہے اسلیے کہ وہ سنگ و آہن نہین
بن سکتے ہین معنے یہ ہوے کہ وہ باوجود اقرار خالق انکار بعث کرتے ہین یا کوئی اور مخلوق بن جاؤ جو
تمہارے نزدیک بڑی ہو سنگ و آہن سے بہی اور منافی حیات ہو تم تو لامحالہ مبعوث ہوگے ایک جماعت مفسرین
و صحابہ و تابعین نے کہا ہو کہ مراد موت ہے اسلیے کہ نفس ابن آدم مین کوئی شے موت سے زیادہ بڑی نہین ہے
وہ کہتے ہین ہمارا اعادہ کون کریگا تو کہہ وہی کرے گا جسنے اول بار تمکو پیدا کیا ہے جب کہ کوئی مثال سابق و
صورت متقدمہ نہ تہی پہر جو شخص ابدا و انشاء پر قادر ہے کیا وہ اعادہ پر قدرت نہین رکہتا ہے بلکہ اعادہ
تو بدء سے کہین سہل و آسان تر ہے ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول ٭ یہ لوگ استہزاء سے سر ہلا کر کہتے
ہین کہ بعث و اعادہ کب ہوگا تو کہہ جلد ہوگا جس دن وہ تمکو پکارے گا تم اسکے امر کا انقیاد کرو گے
سعید بن جبیر نے کہا ہے کفار وقت نکلنے کے قبور سے کہین گے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ یا اسکا ترجمہ

پاک ہے اور مین تیری تعریف کرتا ہون یا یہ خطاب ہے مومنین کو وہ حمد کہتے ہوئے اٹھینگے اور اسوقت تم یہ
گمان کروگے کہ تم دنیا مین یا قبر مین بہت کم رہے یا مراد بین النفختین ہے یعنی کہ درمیان ہر دو نفخہ کے عذاب روک
دیا جائیگا اور یہ فاصلہ چالیس برس کا ہوگا اس مین سوتے رہینگے پھر کہینگے کہ ہمکو ہماری خوابگاہ سے کسنے اٹھایا
دنیا انکی آنکھون مین حقیر نظر آئے گی ہول روز قیامت دیکھکر قالہ قتادہ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ
اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ کہدے
میرے بندونکو بات وہی کہین جو بہتر ہو شیطان جھگڑواتا ہے آپسمین بیشک شیطان ہے انسان کا دشمن صریح
یعنے مذاکرے مین سخت بات نہ کہین شیطان لڑائی ڈالتا ہے جب لڑائی پڑے تو اگلا سمجھتا ہو تو بھی نہ سمجھے
ف اللہ نے اپنے بندے رسول کو حکم دیا کہ وہ اپنے بندوں سے کہدین کہ تم اپنے مخاطبات و محاورات مین
اچھا کلام اور پاکیزہ کلمہ کہا کرو اگر ایسا نہ کروگے تو شیطان درمیان تمہارے ناخوشی کرادیگا اور قول سے
نوبت فعل کی آویگی اور شر و مخاصمہ و مقاتلہ واقع ہوگا کیونکہ شیطان آدم و اولاد آدم کا دشمن ظاہر ہے ولہذا منع فرمایا
ہے اس بات سے کہ کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف کسی لوہے سے اشارہ کرے کیونکہ شیطان اسکے ہاتھ مین نزغ
کرتا ہے یعنے مبادا کہین وہ ہتھیار اس برادر مسلم پر لگ جاوے اور وہ آگ کے گڑھے مین جا گرے ابو ہریرہ کا لفظ
رفعا یہ ہے لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ اَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزِعُ
فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالشَّيْخَانِ حسن نے کہا مجھے حدیث کی ایک مرد نے
بنی سلیط سے کہ مین نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیا آپ ایک جماعت مردم مین تھے مینے سنا
فرماتے تھے اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اسپر
ظلم نہ کرے اور اسکو رسوا نہ کرے تقوے کا محل ہے رَوَاهُ اَحْمَدُ بِطُوْلِهٖ فتح البیان مین کہا ہے کلام احسن وہ ہے
جو خشن نہ ہو مثلا یون نہ کہے کہ تم دوزخی ہو کہ اس سے شر اوٹھتا ہے حالانکہ انجام انکا ہم سے غائب ہے و
ہو کقولہ تعالی وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور جھگڑا نہ کرو کتاب والون سے مگر
اسطرح پر کہ جو بہتر ہو اور فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا سو کہو اس سے بات نرم مخاشنت اکثر موجب نفرت کی
اجابت کو ہوتی ہے یا موری طرف دشنام بازی کے جسطرح اللہ نے فرمایا ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ اور تم مشرکین کے بتونکو گالی نہ دو ورنہ وہ خدا کو نادانی سے
گالیان دینگے اور یہ حکم قبل نزول آیت سیف کے تھا بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ بات کا اللہ نے حکم دیا ہے

تم بہی اُسیکا امر کرو اور جس بات سے منع فرمائی ہے تم بہی اسی سے نہی کرو اور کسی نے کہا آیت واسطے مومنین کے
ہے خاص نہیں آپسکی مجرا دمین لکن اول اولیٰ ہے سبب نزول یہی ہی کا شاہد ہے ابن سیرین نے کہا کلام حسن
سے مراد لا الہ الا اللہ ہے ابن جریج نے کہا یعنی سیئہ معاف کرتے ہین حسن نے کہا یون کہے یرحمک اللہ
یغفر اللہ لک خدا تجہے رحم کرے اور تجہے معاف کرے نزغ شیطان سے مراد فساد اور دشمنی ڈالنا اور بہڑکانا
ہے سخت گوئی بغض عناد دراز دار فساد ہوتی ہے قتادہ نے کہا نزغ تحریش ہے بعض نے کہا اغرا ہے بعض
نے کہا مراد نزغ سے اغوا و وسوسہ ہے شیطان کی عداوت بنی آدم کے ساتھ کہلی ہوئی ہے رَبُّکُمْ اَعْلَمُ
بِکُمْ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ وَکِیْلًا ۝ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ
بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ تمہارا
بہتر جانتا ہے تمکو اگر چاہے تمپر رحم کرے اور اگر چاہے تمکو مار دے اور تجہکو نہیں بہیجا ہم نے انپر ذمہ لینے
والا اور تیرا رب بہتر جانتا ہے جو کوئی ہے آسمانون مین اور زمین مین اور ہم نے زیادہ کیا ہے بعضے نبیون
کو بعضون سے اور دی ہمنے داود کو زبور **ف** مذاکرہ مین حق والا جہنجلاتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہین
مانتا سو فرمایا کہ تمپر انکا ذمہ نہین اللہ بہتر جانے جسکو چاہے راہ سمجہائے بعضے نبی تہے کہ جہنجلا گئے تیرا
حوصلہ اونسے زیادہ کہلا ہے اور داود ع کا ذکر کیا کہ وہ نوبت رکہتے تہے جہاد بہی اور زبور بہی سمجہانے کو وہی
دو نوباتین بیان بہی ہمنے لکہی ہے اللہ نے کہا اللہ ہی جانتا ہے کہ کون مستحق ہدایت کا ہے اور کون نہین وہ
چاہے تو تمپر رحم کرے اسطرح کہ تمکو توفیق طاعت کی دے اور انابت بخشے اور اگر چاہے عذاب کرے ہمنے
تجہکو فقط ڈرانے کو بہیجا ہے کہ جو کوئی تیری طاعت کرے گا وہ بہشت مین جاوے گا اور جو تیری نافرمانی
کریگا داخل نار ہوگا آسمان و زمین مین جو لوگ ہین اللہ انکے مراتب طاعت و عصیان سے بخوبی آگاہ ہے
ہمنے بعض پیغمبرون کو بعض پر فضیلت دی ہے کما قال تعالی تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ
مِنْہُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَہُمْ دَرَجٰتٍ یہ سب رسول بڑائی دی ہمنے ایک کو ایک سے کوئی ہے
کہ کلام کیا اس سے اللہ نے اور بلند کیے بعضون کے درجے اور یہ کہنا اسکے منافی نہین ہے کہ صحیحین مین آیا
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت
نہ دو کیونکہ مراد اس سے تفضیل ہے بمجرد تشہی عصبیت کہ نہ بمقتضاء دلیل کے اور جب دلیل کسی شے پر دلالت
کرے تو اتباع دلیل کا واجب ہے اسمین خلاف نہین کہ رسل افضل ہین بقیہ انبیاء سے اور ان مین جو

اولوالعزم ہین وہ افضل ہین اور یہ پانچ شخص ہین جنکا ذکر نصاً دو آیتون ہین قرآن کی سورۂ احزاب مین آیا
ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
اور جب لیا ہمنے نبیون سے اقرار اور تجہسے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسی سے اور عیسے سے جو
بیٹا مریم کا اور سورۂ شوری مین کہا ہے شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ اور اسمین خلاف نہین
کہ افضل رسل اولوالعزم ہمارے نبی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پہر ابراہیم علیہ السلام پہر موسی علیہ السلام
علے المشہور معنے اس مسئلے کا بسط دوسری جگہہ کیا ہی اس ارشاد مین کہ ہم نے داؤد کو زبور دی تنبیہ ہے شرف داؤد
علیہ السلام پر حدیث ابو ہریرہؓ مین فرمایا ہے خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ
فَكَانَ يَقْرَاُ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ يَعْنِي الْقُرْاٰنَ داؤد علیہ السلام پر زبور کا پڑہنا سہل کیا گیا آپ سواریونپر
زین ڈالنے کا ارشاد فرماتے اور انپر ڈالے جانے سے پہلے زبور پڑہ لیتے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فتح البیان
مین کہا ہی آیت یا بخطاب ہے مشرکین کو یعنے اگر اللہ چاہے تو تمکو توفیق اسلام کی دی اور رحم کرے یا شرک پر
مارے اور عذاب کرے یا خطاب ہے مومنین کو کہ اگر چاہے تمپر رحم کرے اور کفار سے تمکو محفوظ رکہے یا توفیق
توبہ دے ایمان دے اور چاہے تمکو عذاب کرے اور کفار کو تمپر مسلط کر دے بعض نے کہا آیت تفسیر ہے کلمہ احسن کی ہم
نے تجہکو اسلیے نہین بہیجا ہے کہ تو انکو کفر سے روکدے یا ایمان پر مجبور کر دے اللہ کو علم ہے انکا جو آسمان
وزمین مین ہین ذاتاً وحالاً واستحقاقاً ان مین سے جسکو چاہتا ہے واسطے نبوت کے اختیار کرتا ہے اس مین رد ہے
قریش پر کہ وہ ایک یتیم ابوطالب کا نبی ہونا بعید جانتے تہے اور ننگے بہوکے لوگ اسکے اصحاب ہون بیضاوی
نے اسی طرح کہا ہی مین کہتا ہون تصحیح ساتہہ اس عبارت کے بطور حکایت کے سے طرف سے کفار کے کہ نقل کفر کفر نباشد
ورنہ اطلاق اسکا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جائز نہین ہے یہانتک کہ بعض مالکیہ نے فتوی قتل قائل قول ہذا
کا دیا ہے کما فی الشفاء بیضاوی کو چاہیے تہا کہ اس عبارت کو ترک کر دیتے پہر جو فضیلت ایک نبی
کو دوسرے پر ہے اسکی مبنا اللہ کے علم پر ہے وہ جانتا ہے کہ کسکا رتبہ بلند اور کون اس سے کم ہے اور کسکو
استحقاق مزید خصوصیت کا ہی بوجہ تکثیر فضائل وفواضل لہذا ہر کسیکو بقدر اسکے حال کے خاص کرتا ہے مراد فضائل
نفسانیہ و تبری علائق جسمانیہ سے ہے نہ کثرت اموال و اتباع معنے کہ شرف داؤد علیہ السلام کا بسبب وحی
کتاب ہے نہ بوجہ حصول بادشاہی اسمین اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفضیل کا حضرت نام جب

ذکر اپنے ارتفاع درجات کا کرتے تو کافر منکر ہوتے اللہ نے اس آیت مین انکے انکار کو دفع کیا ہے اور یہ بات
ثابت کی کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا انکار کرو جسطرح ہمنے انکو قرآن دیا ہے اسی طرح داؤد
کو زبور دی تھی اس مین دلالت ہے وجہ تفضیل پر کہ آپ خاتم انبیا ہین اور آپکی امت خیر امم ہے کیونکہ یہ بات زبور
مین لکھی ہوئی ہے قال تعالی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ
الصَّالِحُونَ اور ہمنے لکھدیا ہے زبور مین نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہونگے میرے نیک بندے یہان مراد
اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی امت ہے تخصیص کتاب داؤد کی ساتھ ذکر کے اسلیے ہے
کہ یہود یہ اعتقاد کرتے تھے کہ بعد موسی کے کوئی نبی ہے اور نہ بعد توریت کی کوئی کتاب اللہ نے زبور کا ذکر
کرکے انکو جھٹلایا اور لفظ زبور کسی جگہ معرفہ آیا ہے اور کسی جگہ نکرہ قتادہ کہتے ہین كُنَّا نُحَدَّثُ أَنَّ
الزَّبُورَ دُعَاءٌ عُلِّمَهُ دَاوُدُ وَتَحْمِيدٌ وَتَمْجِيدٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ فِيهِ حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ وَلَا
فَرَائِضُ وَلَا حُدُودٌ وَلَا أَحْكَامٌ ہم بیان کیے جاتے ہین کہ زبور دعا ہے جسکو داؤد علیہ السلام سکھائے
گئے اور اللہ کی تحمید وتمجید ہے اسمین حلال حرام کے مسئلے نہین ہین اور نہ اس مین فرائض اور حدود اور احکام کا
بیان ہے ربیع بن انس نے کہا زبور ثنا رب ہے اللہ پر اور دعا وتسبیح ہے بات تو یہی ہے جو قتادہ وربیع نے کہی ہم نے
بھی زبور کا مطالعہ کیا خطبے پائے داؤد علیہ السلام وقت خواندگی کے ان خطبون سے اپنے رب کو مخاطب کرتے
تھے سب ایک سو پچاس خطبے ہین ہر خطبے کا نام مزمور ہے بعض خطب مین داؤد نے اپنے رب سے شکایت اپنے
دشمنون کی کی ہے اور انپر نصرت چاہی ہے اور بعض مین حمد وثنا وحمد خدا ہے اس بات پر کہ اعدا پر نصرت
ملی غلبہ حاصل ہوا وقت خطبہ پڑھنے کے قیثار بجاتے یہ ایک آلہ ہے آلات ملاہی سے سیوطی نے در
منثور مین ہر جگہ ایک جماعت سلف سے روایات نقل کیے ہین ان مین ذکر الفاظ زبور کا ہے جنپر اون کو وقوف حاصل
ہوا وَلَيْسَ لَهَا كَثِيرُ فَائِدَةٍ فَقَدْ أَغْنَى عَنْهَا وَعَنْ غَيْرِهَا مَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ مِنَ الْمَوَاعِظِ وَ
الزَّوَاجِرِ جنکا چندان فائدہ نہین ہے کیونکہ قرآن کے مواعظ اور زواجر اپنے غیر سے مغنی ہین قُلِ ادْعُوا
الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ
يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ
رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝ کہہ پکارو جنکو سمجھتے ہو سوا اسکے سو نہین اختیار رکھتے کہ تکلیف کھولدین
تمسے نہ بدل دین یعنے تم سے کسی اور پر ڈالدین وہ لوگ جنکو یہ پکارتے ہین ڈھونڈھتے ہین اپنے رب تک

وسیلہ کہ کون بندہ بہت نزدیک ہے اللہ سے اور امید رکھتے ہیں اسکی مہر کی اور ڈرتے ہیں اسکی مار سے بیشک تیرے رب کی مار ڈرنے
کی چیز ہے یعنے جنکو کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اسکی جناب میں وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا توسل
پکڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں کی شفاعت ہوگی انتہے ف مراد ماسوا اللہ سے اصنام و انداد ہیں اسلئے
کہا انکی طرف رغبت کرو انکو بالکل کچھ اختیار کشف ضر کا نہیں ہے اور نہ یہ تمہاری بلا غیر پر حوالہ کر سکتے ہیں معنے یہ ہوئے
کہ وہ شخص جسکو یہ قدرت ہو اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے وہی کی خلق ہے اسی کا حکم ہے ابن عباس نے کہا اہل شرک کہتے
تھے ہم عابد ملائکہ و مسیح و عزیر ہیں اللہ نے کہا یہ کسی شے کے مالک نہیں ہیں میں کہتا ہوں اس امت کے مشرک نام کے مسلمان بھی
اس کام میں ہمصفیر اہل شرک ہیں یہ اولیا و صلحا کو پوجتے ہیں اور مردوں کی نذر و نیاز و منت مانتے ہیں اور جیسا
عقیدہ مشرکین کا حق میں ملائکہ و مسیح و عزیر و اصنام و اوثان و انداد کے تھا ویسا ہی عقیدہ انکا حق میں پیر و فقیہ
شہید و ولی وغیرہم کے ہے یعنے انکو نافع و ضار و متصرف و کاشف ضر اور معطی خیر و مسعف مرام او منجح مراد اعتقاد کرتے
ہیں فمَا اَشْبَهَ اللَّيْلَةَ بِالْبَارِحَةِ تو یہ رات کل کی رات کی کیسی مشابہ ہے ابن مسعود نے کہا ہے کچھ لوگ جو عابد جن
تھے اسلام لے آئے وہی مراد ہیں متبعین وسیلہ سے دوسری روایت میں ہے کہ وہ جن جنکو یہ لوگ پوجتے تھے ان میں سے کچھ
مسلمان ہوگئے تھے اور ان لوگوں نے انکے دین کے ساتھ تمسک کیا تھا ایک لفظ یہ ہے کہ آیت اتری ہے حق میں
کچھ انفار عرب کے وہ عابد جن تھے وہ جن مسلمان ہوگئے اور یہ عابد انکے نہ جانتے تھے انکو اسلام سے چوتھا لفظ یہ ہے کہ
جن ایک صنف ملائکہ تھے لوگ انکی عبادت کرتے ابن عباس نے کہا مراد عیسے و مریم و عزیر ہیں دوسرا لفظ یہ ہے کہ
عیسے و عزیر و مہر و ماہ ہیں مجاہد نے کہا یہ اولیاء ملائکہ ہیں ابن جریر نے قول ابن مسعود کا اختیار کیا ہے بدلیل يَبْتَغُونَ اِلٰى
رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ اور اسکی تعبیر ماضی سے نہیں ہوتی ہے تو اس میں عیسے و عزیر و ملائکہ داخل نہیں ہیں پھر کہا
وسیلے سے مراد قربت ہے یہی قول قتادہ کا بھی ہے و لہذا فرمایا اَيُّهُمْ اَقْرَبُ رجاء رحمت و خوف عذاب کا ذکر اسلیے
کیا کہ عبادت بغیر خوف و رجا کے تمام نہیں ہوتی ہے خوف کی وجہ سے آدمی مناہی سے باز رہتا ہے اور رجا کی وجہ
سے کثرت طاعت کرتا ہے اللہ کا عذاب لائق اسکے ہے کہ اس سے حذر اور اسکے وقوع سے خوف کیا جائے
عیاذاً باللہ فتح البیان میں کہا ہے کہ آیت رد ہے ایک طائفہ مشرکین پر جو عابد تماثیل تھے یعنے صور ملائکہ کی پوجا
کرتے تھے اور رد ہے ایک طائفہ اہل کتاب پر جو قائل الوہیت عیسے و مریم و عزیر تھے اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ تم
ان لوگوں سے کہدو کہ جنکو تم سوا اللہ کے معبود اعتقاد کرتے ہو انکو بلاؤ بعض نے کہا مراد کچھ نفر جن کے ہیں جنکی
عبادت کرتے تھے لیکن ہمنے تخصیص آیت کی ساتھ مذکورین کے بدلیل قول يَبْتَغُونَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ کیونکہ یہ

لائق عبادات نہین ہین بلکہ انہین معبود سے ہی اسیطرح مرزی ہے پہر فرمایا کہ ان معبودات کو کچہہ قابو دفع زیان و تحویل ملا مین
نہین ہے یہ کیا کر سکتے ہین وہ معبود برحق جو کاشف ضر اور ایک حال سے دوسرے حال پر پہیرنے والا اللہ تعالی ہے اب واجب ہے
کہ ان معبودین کو خدا نہ سمجہا جاے اور انکی پرستش عمل مین نہ آئی پہر ان کا مفتقر ہونا طرف معبود برحق کے بطور تاکید ذکر فرمایا کہ
یہ خود جستجو کرتے وسیلہ مین ہین وہ وسیلہ قربت بالطاعة والعبادت ہے یعنی طرف اللہ کے متضرع ہین طلب مین ایسی شے کے جو انکو
انکے رب سے نزدیک کر دی اس صورت مین وہ کب دوسرے کے نفع و ضرر پر قادر ہو سکتے ہین پہر خود درماندہ شفاعت کی حدیث ابوہریرہ
مین فرمایا ہے سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ قَالُوا وَمَا الْوَسِيلَةُ قَالَ الْقُرْبُ مِنَ اللّٰهِ میرے لیے اللہ سے وسیلہ مانگو بولے
اور وسیلہ کیا ہے فرمایا اللہ کا قرب پہر یہ آیت ابیتہم ہی وہ معبودین اس تلاش مین ہین کہ ان مین کون شخص اقرب یا بوسیلہ
طرف اللہ کی ہے جانے کہ یعنی تقرب کرتے ہین طرف اللہ کی عمل صالح سے یا جستجو مین اقرب الوسیلہ کے ہین پہر انکا کیا
ذکر ہے جو انسے درجے مین کمتر ہین بعض نے کہا مراد ابتغا سے حرص ہے یعنی طاعت و عبادت تقرب پر حرص کرتے
ہین اور اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اسکے عذاب سے ترسان لرزان ہین جسطرح کہ اور سب لوگ ڈر عذاب کا رکہتے ہین تو پہر
انکے حق مین یہ زعم کرنا کہ وہ آلہہ ہین یعنی چہ معبود کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ وہ غنی مطلق ہوتا ہے اور یہ تو محتاج قربت ہین
مثل سائر اشخاص بلکہ جیسے انکی حاجت عابدین کو ہے ویسی ہی احتیاج ان معبودین کو طرف رب العالمین کے ہے کہ رجا و خوف
ہر دم لگا رہتا ہے اور کیون نہ لگا رہے کہ رب کا عذاب لائق حذر کے ہے ملائکہ و انبیا وغیرہم سب اللہ سے ڈرتے ہین ع

در آن دم کہ از فضل پرسند و قول — اولوالعزم را تن بلرزد ز ہول
بجائے کہ دہشت خورند انبیا — تو عذر گناہ را چہ داری بیا

وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ
مَسْطُورًا ۝ کوئی بستی نہین جسکو ہم نہ کہپا دین گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالین گے اسپر سخت آفت یہ ہے کتاب مین
لکہا گیا یعنی تقدیر مین لکہہ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ شہر کا جیسے ہین کہ ہم اسکی رعیت ہین اور اسکی پناہ مین ہین جب
وقت آئے پر کوئی نہین پناہ دے سکتا انتہی ف اللہ نے خبر دی کہ لوح محفوظ مین ستم و واجب ہو چکا ہے کہ ہر قریہ
عنقریب برباد ہوگا ساری لوگ سب کے ہلاک ہو جائین گے یا انپر عذاب شدید نازل ہوگا جیسے قتل یا ابتلا اور یہ ہلاک و عذاب
بسبب انکے ذنوب و خطایا کے ہوگا جس طرح کہ امم گذشتہ سے حکایت فرمایا ہے وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ اور
ہمنے انپر ظلم نہ کیا لیکن ظلم کر گئے اپنی جان پر اور فرمایا فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا پہر چکہی سزا
اپنے کام کی اور آخر اسکے کام مین ٹوٹا آیا اور فرمایا وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ اور کتنی بستیان

اجل طبعی اپنے رب کے حکم سے اور اسکے رسولون کے فتح البیان مین کہا ہے کہ ہر قریہ کافرہ کو ہم قبل قیامت کے ہلاک کرینگے موت سے یا ویرانی سے یا عذاب سے جو انکو مستاصل کردیگا قبل قیامت اسلیے کہا کہ جو ہلاک دن قیامت کی ہوگا وہ کچھ مختص ساتھ قری کفار کے نہین ہے بلکہ شامل ہر قریہ ہے بسبب انقضاء عمر دنیا کے عذاب شدید سے مراد قتل وانواع عقاب ہے کفر وعصیان کی یا ہلاک حق مین قریہ صالحہ کے ہے اور تعذیب حق مین طالحہ کے لیکن اول اولی ہے بقولہ تعالی وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ اور ہم نہین کہپانیوالے بستیون کو مگر جبکہ وہان کے لوگ گنہگار ہون ابن مسعود نے کہا جب کسی قریے مین زنا ظاہر ہوتا ہے تو اللہ حکم اسکے ہلاک کا دیتا ہے تفسیر مدارک مین ضحاک سے خراب ہر قریہ خاصہ وبلدہ معینہ کا ایک نوع خاص عذاب قسم مخصوص ہلاک سے نقل کیا ہے وہ کچھ مرفوع نہین ہے کہ اسپر اعتماد کیا جائے اجمال نظم قرآنی مغنی عن تفصیل مشار الیہ ہے واللہ اعلم یہ ہلاک وتعذیب فی لوح محفوظ مین مکتوب ہے قال ابراہیم التیمی حدیث [illegible] إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ فَقَالَ مَا أَكْتُبُ قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَى الْأَبَدِ پہلے اللہ نے قلم پیدا کی اور اسکو فرمایا کہ لکھ بولی کیا لکھون فرمایا تقدیر لکھ اور جو قیامت تک ہوگا أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ

اور یہبات تو تجربہ وکتب تاریخ سے بخوبی ثابت ہے کہ زمان آدم ابو البشر علیہ السلام سے جتنی قریے وقتاً فوقتاً آباد ہوئے وہ وقتاً فوقتاً بحسب مشیت الٰہی وحکمت بالغہ بمرور دہور ہلاک ہوتے رہے ہر زمانے مین بلاد ویران کا نشان پایا جاتا ہے علاوہ جن امم نے انبیا ورسل کی تکذیب کی وہ بانواع عذاب معذب ہوکر برباد ہوگئے اور ہر صدی پر ایک طرح تغیر عظیم امور دنیا ودین مین ہوا کرتا ہے اور ہر ہزار برس کے بعد حالت دنیا کی بدل جاتی ہے پھر کبھی یہ تغیر مظہر ہوتا ہے کہ ہر شخص اسکو جان لیتا ہے اور کبھی مظہر ہوتا ہے کہ بجز عقلا کے اور لوگ اسکو نہین سمجھ سکتے اسوقت تیرہوین صدی ہجرت کی ختم ہوکر چھ برس سے چودہوین صدی شروع ہوئی ہے اہل علم وعقل سمجھ سکتے ہین کہ بنسبت حالت گذشتہ کے حالت راہنہ مین کس قدر تغیر عظیم پیدا ہوگیا ہے اسلام اگرچہ ایک زمان دراز سے بدست گریبان غربت تھا اور بعد ایک ہزار سال ہجرت کے نہایت درجہ کا ضعف اس مین آگیا ہے لیکن جو کچھ قدر راہ ورسم اسلام وصورت شرعی اہل اسلام مین صد سیزدہ مین پائی تہی اب وہ بھی عنقا کیمیا ہوگئی اب تجربہ شناسون کو معلوم ہوگیا کہ نام کا اسلام بھی معرض زوال مین آگیا ہے اور اسکو ترقی روز افزون ہے کام کا اسلام تو صد گذشتہ مین بھی بمنزلہ ندرت تھا اشراط صغراے قیامت تو ایک مدت دراز سے ظاہر ہو چکے اب معاملات اشراط کبرے کی نظر آتے ہین یہ وہ وقت ہے کہ صحت عقیدہ عمل پر قائم رہنا انگارہ کا ہاتھ مین لینا ہے اغیار وکفار کا ذکر نہین ہے خود مسلمانون کے اندر اسقدر تباین اختلاف وحسد ونفاق واخلاق ذمیمہ نے گنجائش پائی ہے جو احاطہ ضبط وتدبیر واصلاح سے خارج ہے کہ

نفس و دیدیہا بر ایک مبتدعی (نفس پرست) کا مصداق ظاہر ہو گیا اصل دین جو اتباع کتاب و سنت و اقتدائے سلف صالح اور عدم اختلاف و اجتماع و ائتلاف تہا بالکل روپوش ہو گیا اظہار کفر و نفاق مثل اظہار اسلام کے محمود و ممدوح ٹہیر گیا ہے اور تقوے و طہارت کا خلل کرنا اور علوم شریعت پڑہنا گاہ ہونا معائب منکرہ مین قرار پایا ہے مدارس بیباب بری ہین اور تحصیل علم کی سے عاری مساجد کثرت سے آباد ہین اور ہدایت سے ویران نکاح ہوتے ہین لیکن حرام کاری کی گرم بازاری تجارت کا زور و شور ہے مگر حلت و حرمت اموال کے واسطے نہین تالیفات فروع و مسائل مسائل بکثرت ہین لیکن تحقیق حق و اتباع صدق سے کچھ سروکار نہین بالجملہ مفاسد جہل و تعصب و مصائب غربت دین و مذلت مسلمین لا تحصے ہین وکان امر اللہ قدرا مقدورا فہذا اسلام صنعوا ناممہ شہر ہے ترک ناموس اکل حرام و اختیار فسق و آثام شیوہ خاص و عام ہو گیا ہے آفات کا اسقدر ہجوم ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان یا مومن صحیح الاعتقاد یہ چاہے کہ صحبت بد سے بچے اور خرخشار فساق اور فجار و روزی فجار سے محفوظ رہے تو ممکن نہین بلکہ امر محال ہو گیا ہے جلوت کجا خلوت و عزلت بہی نہین بنتی اور نہ کوئی خاموش ہو کر کسیکو بیٹھنے دیتا ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون ایسی حالت بدحالت مین مومن کیلیے بطن زمین بہتر ہے پشت زمین سے نسأل اللہ العافیۃ ہاہنا وہناک ۔ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۔ ہمنے اسی سے موقوف کین نشانیان بہیجنی کہ اگلون نے انکو جھٹلایا اور ہمنے دی ثمود کو اونٹنی سمجھانے کو پہر اسکا حق نہ مانا اور نشانیان جو ہم بہیجتے ہین سو ڈرانے کو یعنی ہدایت موقوف نہین نشانی پر ف سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ مشرکین نے کہا تہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو یہ زعم ہے کہ تم سے پہلے پیغمبر آئے تہے ان مین کسی کے لیے ہوا مسخر تہی اور کوئی مردے زندہ کرتا تہا اگر تمکو یہ بات خوش آتی ہے کہ ہم تم پر ایمان لائین اور تمہاری تصدیق کرین تو تم اپنے رب سے دعا کرو کہ یہ پہاڑ صفا کا ہمارے لیے سونیکا ہو جائے اللہ نے وحی کی کہ ہم نے انکی بات سنی اگر تم چاہو کہ ہم ایسا ہی کر دین جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہین تو کر دین گے لیکن اگر اسپر بہی ایمان نہ لائے تو عذاب نازل ہوگا بعد نزول آیت کے پہر کوئی مناظرہ نہ رہے گا اور اگر تم چاہو کہ مین حق تمہاری قوم کے دیر کرون تو دیر کرونگا کہا اے رب مین انکے لیے دیر چاہتا ہون قتادہ و ابن جریج بہی اسی کے قائل ہین ابن عباس کہتے ہین مکے والون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ تم کوہ صفا کو سونیکا کر دو اور پہاڑ یہان سے سرک جائین ہم اسجگہہ کہیتی کرین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا اگر تم چاہو تو انکے لیے تاخیر کیجائے اور اگر چاہو تو انکا سوال ان کو مل جائے لیکن اگر پہر بہی کفر کیا تو جسطرح اگلی امتین ہلاک ہو گئی ہین اسیطرح یہ بہی ہلاک کر دیے جاوین گے کہا نہین بلکہ مین ان کے لیے تاخیر چاہتا ہون اسپر یہ آیت اتری رواہ احمد والنسائی وابن جریر

کا لفظ ابن عباس سے یہہ کہ قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے کہ صفا کو ہمارے
لیے سونا بنا دے ہم تجھپر ایمان لے آوینگے فرمایا کیا تم ایسا کروگے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی جبرئیل
نے آکر کہا تیرا رب تجھکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے تو صفا انکے لیے سونیکا ہو جاوے لیکن پہر اسکے جو کوئی
ان مین سے کافر ہوگا اسکو وہ عذاب کرونگا جو کسی کو سارے جہان مین نہ کیا ہوگا اور اگر تو چاہے تو انکے لیے دروازے
توبہ و رحمت کے کہولدون کہا بلکہ یہی یا رب توبہ و رحمت کو کہولدے زبیر بن العوام کہتے ہین جب یہ آیت اتری وَأَنذِرْ
عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ اور ڈر سنا دے اپنے نزدیک ناتے والون کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہ ابو قبیس پر
چڑہکر پکارا اے آل عبد مناف مین ڈرانے والا ہون قریش نے انکو تہدید کی اور ڈرایا انہون نے کہا تجھکو زعم
ہے کہ تجھے وحی آتی ہے سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا و پہاڑ مسخر تہے اور موسی علیہ السلام کے لیے دریا مسخر ہو
گیا تہا اور عیسے علیہ السلام مردون کو زندہ کرتے تہے تو اللہ سے دعا کر کہ ان پہاڑون کو یہان سے سرکا دے اور زمین
مین ہمارے لیے نہرین جاری کردے ہم زراعت کرینگے اور کہاوین ورنہ یہ دعا کر کہ ہمارے مردون کو زندہ کردے ہم
ان سے بات کرین وہ ہم سے بات کرین یا یہ دعا کر یہ پتہر جو نیچے تیرے ہے سونیکا ہو جاوے ہم اس مین سے تراش لیا کرین
اور تو ہم کو سفر سرما و گرما سے بے نیاز کردے اتنے مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آئی فرمایا وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ أَعْطَانِي مَا سَأَلْتُمْ وَلَوْ شِئْتُ لَكَانَ وَلَكِنْ خَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ تَدْخُلُوا بَابَ الرَّحْمَةِ
فَيُؤْمِنُ مَنْ يُسْلِمُ وَبَيْنَ أَنْ يَكِلَكُمْ إِلَى مَا اخْتَرْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَتَضِلُّوا عَنْ بَابِ الرَّحْمَةِ فَلَا يُؤْمِنُ
مِنْكُمْ أَحَدٌ فَاخْتَرْتُ بَابَ الرَّحْمَةِ فَيُؤْمِنُ مِنْكُمْ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ إِنْ أَعْطَاكُمْ ذَلِكَ ثُمَّ كَفَرْتُمْ
إِنَّهُ يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ اللہ کی قسم مجہے اللہ نے وہ چیز دی جو تمنے مانگی اور اگر
مین چاہون تو ہو جاوے لیکن مجہے دو باتون مین اختیار دیا ہے ایک یہ کہ تم رحمت کے دروازے مین
داخل ہو جاؤ تو بچ جاویگا جو مسلمان ہوگا اور اس مین کہ تم کو تمہاری جانون کیطرف سپرد کرے تو تم رحمت کے
دروازے سے بہک جاؤگے اور تم سے کوئی نہ بچیگا تو مینے رحمت کے دروازے کو پسند کیا تو تم بچ جاؤگے اور
مجہے خبر دی کہ اگر تمکو تمہارا مانگا دیدیگا تو تم کافر ہو جاؤگے پہر تم پر ایسا عذاب کریگا کہ دنیا جہان
مین کسی کو عذاب نہین کریگا اور یہ آیت اب نازل ہوئی پہر ضمن اسکے یہ پڑہین وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ
أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى الآیہ یعنے اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا کہ چلے اس سے پہاڑ یا کٹ
ہوا اس سے زمین یا بولے اس سے مردے بلکہ اللہ کے ہاتہ مین سب کام ولہذا اللہ تعالے نے فرمایا کہ ہم نشانیان ظاہر

ان کی قوتین لے بہیج سکتے ہین یہ بات ہم پر بہت آسان ہے لیکن اسیطرح اگلون نے نشانیان مانگی تہین جب وہ نشانیان آئین
تو انہون نے جہٹلایا ہماری عادت ایسے معاملات مین یون جاری ہے کہ جو کوئی سوال آیت کرکے بعد حصول آیت کے ایمان
نہین لاتا ہی تو پہر ہم انکے عذاب مین تاخیر نہین کرتے ہین یہی ہماری حق مین انکے اور جو لوگ امثال انکے ہین جاری ہے
کما قال تعالی فی المائدۃ قال اللہ انی منزلہا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا
اعذبہ احدا من العالمین یعنی بہیجنے مین اتارونگا وہ خوان تم پر پہر جو کوئی تم مین ناشکری کرے اس پیچہے تو مین اسکو
وہ عذاب کرونگا جو نہ کرونگا کسی کو جہان مین اسی طرح ثمود نے سوال ناقہ کا کیا تہا کہ خاص اس پتہر سے ایک اونٹنی نکلے
صالح علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے ناقہ اس صخرہ سے نکالا اونکا سوال پورا ہوا لیکن جب انہون نے کفر چہوڑا اور رسول
کی تکذیب کی اور ناقے کو مار ڈالا تب اللہ نے کہا تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام ذلک وعد غیر مکذوب
یعنے برت لو اپنے گہرون مین تین دن یہ وعدہ ہے جہوٹا نہ ہوگا غرضکہ اللہ نے وہ ناقہ اسلیے نکالا تہا کہ اللہ کے وحدانیت
اور خالق کی الوہیت و ربوبیت و صدق رسالت رسول قبول دعا نبی پر دلیل ہو لیکن جب ثمود نے انکار کیا اور ناقے
کو پانی سے روکا اور اسکی کونچین کاٹ ڈالین تو اللہ نے اول سے تا آخر اس قوم کو نیست و نابود کردیا اور عزیز مقتدر کا
سا پکڑنا پکڑ لیا قتادہ نے کہا اللہ تعالی آیت بہیجکر لوگون کو ڈراتا ہے کہ شاید وہ عبرت پکڑین اور کچہہ سوچین سمجہین اور
رجوع لائین **حکایت** عبداللہ بن مسعود رض مین کوفے کو زلزلہ ہوا کہا یا ایہا الناس ان ربکم یستعتبکم فاعتبوہ
یعنے ای لوگو تمہارا رب تم سے رجوع و معذرت چاہتا ہے تم تائب و معتذر ہو اللہم غفرا **حکایت** زمانہ عمر بن خطاب رض
مین مدینہ منورہ مین کئی بار بہونچال آیا عمر رض نے فرمایا احدثتم واللہ لئن عادت لا افعلن ولا افعلن یعنے
تم نے کوئی بدعت نکالی ہے جسکی وجہ سے یہ زلزلہ ہوا اگر پہر یہ زلزلہ آیا تو مین تمکو سمجہہ لونگا یعنے تمہارے احداث پر
تمکو تعزیر دونگا غرضکہ وجود زلازل کا بوجہ احداث و عصیان ہے پیدا یہ کمال قوت ایمان ہے اسیطرح حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حدیث متفق علیہ مین درباره چاند و سورج کے فرمایا ہے کہ یہ دونون اللہ کی نشانیان ہین کسی کے مرنے
جینے کے لیے انکو گہن نہین لگتا ہے لیکن اللہ عز وجل انسے اپنے بندون کو ڈراتا ہے تم جب گہن دیکہو تو ذکر کرو دعا و
استغفار مین مشغول ہو پہر فرمایا اے امت محمد اللہ سے بڑہکر کوئی غیرت دار نہین ہے یہ کہ کوئی بندہ یا کنیز اسکی حرام کرے اے
امت محمد اگر تم جانو جو مین جانتا ہون تو ہنسو تہوڑا اور روؤ بہت فتح البیان مین کہا ہے ربیع بن انس کہتے ہین
لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کاش تم بہی کوئی نشانی لاتے جسطرح کہ صالح اور نبی لائے تہے
فرمایا اگر تم چاہو تو مین اللہ سے دعا کرون وہ تم پر کوئی نشانی اپنی اتارے لیکن اگر پہر تم نافرمانی کروگے تو ہلاک ہو جاوگے

کہا ہم نہین چاہتے أخرجه البيهقي في الدلائل حاصل معنے یہ ہے کہ مانع ارسال آیات سے جنکی فرمایش کرتے ہین یہ
بات ہے کہ فرمایش پہر تکذیب کے موجب ہلاک کلی ہوتی ہے یعنے پہر استیصال ہوجاتا ہے اور ہمنے یہ عزم کیا ہے کہ ہم امت
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے دن تک تاخیر دین بعضنے کہا معنے آیت کے یہ ہین کہ کفار قریش وغیرہم مثل اپنے آباء
کے ہین یا البتہ ایمان نہ لاوینگے جسطرح کہ وہ ایمان نہین لائے تو ارسال آیات کا ضائع ہوگا پہر اللہ تعالی نے اسپر قصہ ناقہ صالح
علیہ السلام سے استشہاد کیا کہ انہون نے اس ناقہ کی فرمایش کی تہی جب اللہ نے اسکو ظاہر کردیا تو ایمان نہ لائے اور عذاب سے
مستاصل ہوگئے تخصیص قوم صالح کی اسجگہہ اسلیے فرمائی کہ آثار انکے ہلاک کے بلاد عرب مین قریش سے قریب تہے ہر وارد وصادر
انکا آنکہہ سے ان آثار کو دیکہتا تہا ناقہ مذکور کو مبصرہ فرمایا یعنے وہ ذات ابصار تہا لوگ اسکو آنکہون سے دیکہتے تہے ثمود
نے اس نشانی کی تکذیب کی اور جاحد کافر منکر ہوئے تب اللہ تعالی نے انکی عقوبت مین تعجیل فرمائی اور اسجگہہ کہا کہ ارسال
آیات سے غرض تخویف ہے نزول عذاب استیصال سے کہ اگر نشانی دیکہکر بہی نہ ڈرینگے تو عذاب اترے گا خواہ وہ نشانی
فرمایشی ہو یا غیر فرمایشی جیسے معجزات وآیات قرآن بعضنے کہا مراد آیات سے عبر ومعجزات ہین جو اللہ نے ہاتہہ پر رسل کے
دلائل انذار سے ظاہر کیے تہے واسطے تخویف مکذبین کے بعضنے کہا مراد آیات انتقام ہین اس مین ڈرانا ہے معاصی
پر بعضنے کہا مراد تقلب احوال ہے کہ بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑہاپا آتا ہے تا کہ انسان تقلب احوال دیکہہ کر عبرت
پکڑے اور عاقبة الامر سے ڈرے کسی نے کہا آیات قرآن مراد ہین کسی نے کہا موت ذریع یعنے مرگ عام مراد ہے
مگر مناسب مقام کے تفسیر لفظ آیات کی ساتہہ آیات مقترحہ کے ہے واللہ اعلم پہر جب ذکر منع ارسال آیات فرمایشی کا
کیا تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصر وغلبہ کا وعدہ دیکر قوی دل بنایا اور فرمایا وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ
بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَ
ع ۸ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝ جب کہدیا ہم نے تجہسے کہ تیرے رب نے گہیر لیا لوگون کو اور وہ
دکہاوا جو دکہایا ہمنے تجہکو سو جانچنے کو لوگون کے اور وہ درخت جسپر پہٹکار ہے قرآن مین اور ہم ان کو ڈراتے
ہین تو انکو زیادہ ہوتی ہے بڑی شرارت یعنے جب کہدیا کہ رب نے گہیر لیے لوگ تو آخر سب مسلمان ہونگے پہر تو نشانی
کیون مانگے اور وہ دکہاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچون نے مانا اور کچون نے جہوٹ جانا اور درخت پہٹکارا
یعنے درخت زقوم قرآن مین فرمایا کہ دوزخ والے کہاوینگے ایمان والے یقین لائے اور منکرون نے کہا کہ دوزخ کی
آگ مین سبز درخت کیونکر ہوگا یہی جانچنا تہا انتہی ف اللہ نے تعریض کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ابلاغ رسالت پر اور خبر دی کہ ہمنے تجہکو لوگون سے محفوظ رکہا ہے کیونکہ اللہ ان سب پر قادر ہے اور وہ اللہ کے قبضے

ہم میں اور نیچے اسکے قہر و غلبے کے مجاہد و عروہ بن زبیر و حسن و قتادہ وغیرہم نے کہا ہے احاط بالناس سے مراد عصمت
منہم ہے ابن عباس نے کہا یہ رویا آنکھ کی تھی جو شب اسرا میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی گئی اور شجرہ ملعونہ
زقوم ہے رواہ البخاری واحمد وعبد الرزاق مجاہد و سعید بن جبیر و حسن و مسروق و ابراہیم و قتادہ و ابن زید وغیرہم نے تفسیر رویا
کی ساتھ لیلۃ الاسرا کے کی ہے احادیث اسرا اول سورت میں بطور استقصا کے ذکر کی ہیں شرح المواہب اللدنیہ میں ہے کہ جو لوگ
ایمان میں کچے تھے وہ پھر گئے انکی عقول میں تحمل تصدیق اسرا کے نہ ہوئی مستبعد جانکر تکذیب کرنے لگے فکذبوا
بما لم یحیطوا بعلمه انہوں نے جھٹلایا اسکو جو سمجھ میں نہ آیا اور دوسروں نے تصدیق کی اجراء شب معراج کو ثبات
و یقین کر دیا ولہذا فرمایا کہ یہ رویا ایک طرح کا اختبار و امتحان ہے رہا درخت لعنت زدہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے خبر دی تھی کہ آپ نے جنت و نار کو دیکھا اور شجرۂ زقوم کو دیکھا لوگوں نے اس امر کو جھٹلایا یہانتک کہ ابو جہل لعنہ
اللہ نے کہا هَاتُوا لَنَا تَمْرًا وَزُبْدًا ہمکو کھجوریں اور مکھن لا دو پھر ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا کر کھانے لگا اور کہا
تَزَقَّمُوا فَلَا نَعْلَمُ الزَّقُّومَ غَيْرَ هٰذَا کہا ہم اسکے سوا کسی اور چیز کو زقوم نہیں سمجھتے اسکو ابن عباس و مسروق
و ابو مالک و حسن بصری و غیر واحد نے حکایت کیا ہے اور جس کسی نے تفسیر رویا کی ساتھ لیلۃ الاسرا کے کی ہے اس نے
تفسیر شجرہ کی زقوم کی ہے اور بعض نے کہا مراد شجرہ ملعونہ سے بنی امیہ میں یہ قول غریب و ضعیف ہے سہل بن سعید کہتے
ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ بنی فلان میرے منبر پر مثل بندروں کے جست کرتے ہیں یہ بات حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بری لگی پھر مرتے وقت اچھی طرح نہ ہنسے اور اس بارے میں اللہ نے آیت اتاری رواہ
ابن جریر وہذا السند ضعیف جدا اسکی سند میں محمد بن حسن بن زبالہ متروک ہے اور اسکا شیخ بالکل ضعیف ابن جریر
نے یہی بات اختیار کی ہے کہ مراد اس رویا سے شب اسرا ہے اور درخت ملعون سے زقوم ہے پھر کہا ہے لاجماع
الحجۃ من اهل التاويل على ذلك اى فى الرؤيا والشجرة اسلیے کہ رویا سے اسرا مراد ہے اور درخت ملعونہ
زقوم سے مراد ہونی پر اہل تاویل کا اجماع ہے مراد نخوفہم سے ڈرانا کفار کا ہے وعید و عذاب و نکال سے لیکن جتنا انکو
ڈرایا جاتا ہے اتنا ہی انکا طغیان بڑھتا ہے فتح البیان میں کہا ہے ہم نے تجھسے کہدیا ہے کہ تیرا رب محیط مردم
ہے یعنی سب لوگ اسکے قبضے میں اور زیر قدرت میں کوئی رستہ نکل جانے کا ارادۂ الٰہی سے انکے لیے نہیں ہے
کیونکہ اللہ کے احاطہ میں پڑے ہیں مراد ناس سے اس جگہ اہل مکہ ہیں اور مراد احاطہ سے اہلاک انکا یعنی اللہ جلد انکو
تباہ کر دے گا صیغہ ماضی کا واسطے تحقق وقوع کے ہے چنانچہ دن بدر اور دن فتح کے ایسا ہی ہوا یا مراد عصمت ہے قتل
مردم سے کہ کوئی آپکو مار نہ سکے گا اور آپ پیغام اللہ کی رسالت پہنچا دینگے پھر اسکو رویا اس لیے کہا کہ رات کو جانا

جاتا ہوا تہا یا اسلیے کہ کفار نے کہا شاید یہ خواب ہوگی مراد فتنہ سے مرتد ہو جانا بعض مسلمین کا ہے وقت اخبار پہر اسکے
بعض نے کہا یہ خواب تہا حضرت نے دیکہا کہ مین ہمراہ اپنے اصحاب کے مکے مین داخل ہوا ہون حالانکہ اسدن مدینے مین تہے
پہر قبل اجل کے مکے کو چلے مشرکون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہیر دیا جانے نہ دیا لوگون نے کہا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہر گئے حالانکہ ہم سے کہتے تہے کہ ہم داخل مکہ ہونگے پس یہ رویا سبب فتنہ کی ہوئی کچہہ مسلمان
فتنہ مین پہنس گئے جب اللہ نے مکہ مفتوح کیا یہ آیت اتری لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ یعنے اللہ نے سچ
دکہایا اپنے رسول کو خواب بتحقیق اسکا تعقب کیا ہے اسطرح کہ یہ آیت مکی ہے اور رویا مدینے مین ہوئی تہی اسکا جواب دیا ہے
کہ اگر یہ خواب مکے مین دیکہا ہو اور حقیقۃً مدینے مین ہوا تو کچہہ دور نہین ہے لیکن اسمین تکلف ہے خفاجی نے کہا بعید ہے
بسبب قلت نقل کے اور حمل اسکا بنی امیہ پر اور بہی زیادہ ضعیف تر ہے بعض نے کہا خواب مین مصارع قریش کو دیکہا تہا
یہانتک کہ فرمایا وَاللّٰهِ لَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَصَارِعِ الْقَوْمِ اسکی قسم کہ مین قوم کے گرنے کی مقام دیکہہ رہا ہون آنحضرت
اشارہ کرتے تہے طرف زمین کے اور کہتے تہے هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ یعنے یہ فلان کے گرنے کا مقام
ہے یہ فلان کا جب قریش نے یہ بات سنی ہنسی اور آپکو سخریہ ٹہیرایا بالجملہ اسباب نزول متعارض ہین اور جمع ناممکن اسلیے جانب
طرف ترجیح کے واجب ہوا سو راجح براہ کثرت وصحت یہی ہے کہ سبب نزول اسکا قصہ معراج ہے اور یہی متعین ہو جاتا ہے
جمہور مفسرین کہتے ہین کہ مراد شجرہ سے درخت زقوم ہے اور مراد لعن سے ملعون ہونا اُسکے آکل کا ہے کما قال تعالیٰ
اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ زجاج نے کہا عرب ہر طعام مکروہ کو ملعون کہتے ہین اور لعن دور ہونا ہے رحمت
سے اور اس درخت کی جڑ جحیم مین ہے جگہ ابعد مکان مین سے رحمت سے فتنے کے معنے یہ ہین کہ ابوجہل وغیرہ نے کہا
کہ تمہارے صاحب کو یہ زعم ہے کہ جہنم کی آگ پتہر کو جلا دیتی ہے معہذا یہ بہی کہتا ہے کہ دوزخ مین درخت ہے اسپر یہ آیت
آئی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ کیونکہ اللہ پر یہ بات کچہہ مشکل نہین ہے کہ ایسا درخت پیدا کرے جسکو آگ نہ جلا دے ترک مین سمندر
نام ایک کیڑا ہوتا ہے اُس سے مندیل بناتے ہین جب وہ مندیل میلی ہو جاتی ہے اسکو آگ مین ڈال دیتے ہین میل اسکا جل
دور ہو جاتا ہے اور مندیل سالم رہتی ہے آگ اس مین کچہہ اثر نہین کرتی شتر مرغ آگ کی چنگاری نگل جاتی ہے اسکو کچہہ مضرت
نہین ہوتی بلکہ ہر درخت مین آگ پیدا کی ہے وہ آگ اس درخت کو نہین جلاتی پس جائز ہے کہ آگ جہنم مین کوئی ایسا درخت
ہو جسکو آگ نہ جلائے ابن الزبعری نے کہا اللہ نے کثرت سے تمہارے گہر مین زقوم کا ذکر کیا ہے یہ تمر و زبد ہے لغت
یمن مین بعض نے کہا کشوث کا درخت ہے کہ جس درخت پر لپٹ جاتا ہے اسکو جلا دیتا ہے بعض نے کہا مراد اس
درخت سے شیطان ہے کسی نے کہا یہود ہین بعض نے کہا بنی امیہ ہین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان بن الحکم سے کہا تہا کہ تیرے

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا تیرا باپ داوا اسکے تہ تھے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ تم لوگ وہ درخت
ملعون ہے جسکو تخفیف زقوم کہا ہے لیکن اس مین نکارت ہے اور شک کہا ہم انکو ڈراتے ہین آیات و نظائر آیات سے جیسے قتل استیصال
کا و اعلی دلالت کہ ہے تجدد و تکرار ہے لیکن یہ اس ڈرانے سے اور زیادہ طاغی ہوتے ہین اور حد سے آگے بڑھ جاتے ہین سو
آیات کا انکو کچھ فائدہ نہین کرتا مگر یہی زیادت کفر مین تب ہم انکے ساتھ وہی کام کرتے ہین جو اگلے کفار کے ساتھ کیا
یعنے عذاب بیخ کن بھیجے ہین لیکن ہم نے تاخیر عقوبت کا حکم دیا ہے سو یہ انکے لیے خذلان ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ
اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ
عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝ جب کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدے
مین گر پڑے مگر ابلیس بولا کیا مین سجدہ کرون ایک شخص کو جو تو نے بنایا مٹی کا کہنے لگا بھلا دیکھ تو یہ جس کو تو نے
مجھ سے چڑھایا اگر تو مجھکو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اسکی اولاد کو ڈاہنی دے لون مگر تھوڑے سے ف یعنے اللہ کے
حکم مین شبہ لگانے کافرون کی وہی چال ہے ابلیس کی مراد ڈاہنی دینے سے یہ ہے کہ اپنا مسخر کر لون جیسے گھوڑے کو لگام
دیکر یعنے اللہ نے ابلیس کی عداوت کا ذکر ساتھ آدم و ذریت آدم کے کیا کہ یہ عداوت قدیم ہے جب سے کہ آدم پیدا ہوے اللہ
نے ملائکہ کو حکم دیا تہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو سب فرشتون نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے استکبار و انکار کیا آپ کو بڑا جانا آدم کو حقیر
ٹہیرایا اور کہا کیا مین اس مٹی کے پتلے کو سجدہ کرون جسطرح دوسری آیت مین نقل کیا ہے أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن
نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ مین اس سے بہتر ہون مجھکو تو نے بنایا آگ سے اور اسکو بنایا خاک سے اور اسجگہ أَرَأَيْتَكَ
کہا یہ کہنا رب سے جرأت و کفر ہے اور رب نے حلم کیا اور مہلت دی ابن عباس نے کہا یعنے مین مستولی ہونگا ذریت آدم
پر مگر تھوڑے سے لوگون پر استیلا نہ ہوگا مجاہد نے کہا یعنے مین انپر محتوی ہو جاؤنگا ابن زید نے کہا مین انکو گمراہ
کر دونگا اور یہ سب معانی متقارب ہین مطلب یہ ہوا کہ اگر تو مجھے مہلت دیگا تو مین اس شخص کی اولاد کو جسکو تو نے مجھ پر بزرگی دی
ہے گمراہ کر دونگا مگر تھوڑے لوگ ان مین سے فتح البیان مین کہا ہے اللہ نے جب ذکر کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہاتھ سے اپنی قوم کے ایک بلیۂ عظیمہ و محنت شدیدہ مین ہین تو چاہا کہ یہ بات بھی بیان کر دے کہ سارے
انبیا علیہم السلام بھی اسی طرح سے مبتلا ابتلا تھے یہانتک کہ ایک عادت قدیمہ ہے جس کو ابلیس لعین ساتھ اول
انبیا کے نکال گیا ہے پہر فرمایا کہ ہم نے ملائکہ سے کہا تہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو اللہ نے اس قصہ کو سات جگہ قرآن
مین ذکر کیا ہے سورۂ بقرہ و اعراف و حجر اور یہ سورت اور کہف و طٰہٰ و ص مین اسکی تفسیر سورۂ بقرہ مین مبسوطاً گذر چکی ہے
غرضکہ سب ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہا کیا مین اس خاکی کو سجدہ کرون گا آدم کو اللہ نے خاک زمین سے بنایا

تہا شیرین و تلخ سے سو جسکو خاک شیرین سے بنایا ہے وہ سعید اور جسکو خاک تلخ سے بنایا ہے وہ شقی ہے ابلیس نے کہا تو مجھے خبر دے کہ یہ شخص جسکو تونے مجھپر فضیلت دی ہے اور مجھکو حکم دیا کہ مین اسکے سامنے اپنا سر رکھون اسکو کسلیے یہ کرامت دی حالانکہ تونے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور یہ خاک سے بنا ہے آگ کا جوہر لطیف ہوتا ہے اور خاک کا عنصر کثیف ہوتا ہے پہر لطیف کا کثیف کو سجدہ کرنا یعنے چہ الله تعالی نے اس سوال کا جواب کچھ نہین دیا بغرض اہمال و تحقیر کیونکہ اس لعین نے اپنے مولی پر اعتراض کیا اور بحرف لم سوال کیا لَأَحْتَنِكَنَّ کے معنے لَأَسْتَوْلِيَنَّ ہین یعنے مین آدم کو اغوا و اضلال کر کے ان پر غالب ہونگا لام بمعنے قسم ہے یہ قسم اس لیے کہائی کہ بطور استراق سمع اسکا علم فرشتون سے اسکو ہو چکا تہا یا اسنے قول ملائکہ سے استدلال کیا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا تو زمین مین اسکو بساویگا جو اسمین بگاڑ کرے گا یا یہ بات طبع بشر سے معلوم کی کیونکہ ان مین شہوت رکہی گئی ہین یا یہ گمان اسکو اسلیے ہوا کہ آدم نے اسکا وسوسہ قبول کر لیا تہا اور عزم نکیا یا اُسنے گمان کیا کہ پہر اکثر ان مین بخوبی نافذ ہو جائیگا اور وہ خون کی طرح انکے اندر دوڑتا پہرے گا مگر جسکو تو بچائے جیسے انبیا و صلحا اس امت کے یہی مراد ہین إِلَّا قَلِيلًا سے کہا ہر کہ ہزار مین ایک ایسا ہے وقال تعالی إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ یعنے وہ جو میرے بندے ہین ان پر نہین تیری حکومت اسی کو موید ہے یہ آیت وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ یعنے اور سچ کر دکہائی ان پر ابلیس نے اپنی اٹکل اس سے معلوم ہوا کہ بنیاد اسکی اس دعوے کی ظن پر تہی اسی ظن پر معتمد ہو کر اُسنے ارادہ گمراہ کرنے کا کیا اور تشبیک کیا قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ

فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ

وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۝ فرمایا جا پہر جکوئی تیرے ساتھ ہوا ان مین سے سو دوزخ ہی تم سب کی سزا ہو پورا بدلا اور گہبرا لے ان مین جسکو گہبرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا انپر اپنے سوار اور پیادے اور ساجہا کر ان سے مال و اولاد مین اور وعدے دے انکو اور کچہہ نہین وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغا بازی ۝ جو میرے بندے ہین انپر نہین تیری حکومت اور تیرا رب بس ہے کام بنانے والا ف مال مین ساجہا یہ کہ بتون کی نیاز اپنے مال مین مقرر سمجہتے ہین اولاد مین یہ کہ ایک کو بتاتے ہین فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا انتہے ابلیس نے جب مہلت مانگی تو اللہ نے اسکو مہلت دی جسطرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ تو تجھکو ڈہیل ہے اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے پہر ابلیس اور اسکے تابعین کو بنی آدم مین سے یہ وعید سنائی کہ تم سب کے لیے جہنم ہے یہ پوری جزا ہے تمہاری اعمال کی مجاہد نے کہا موفور بمعنے وافر ہے قتادہ نے کہا یعنے تمکو یہ بدلہ

پھر پھیر دیا جائیگا کہ پھر کبھی نہ ہوگی صوت سے مراد غنا ہے مجاہد نے کہا یعنے لہو و غنا اس میں ان کو بہکا ابن عباس نے کہا
مراد ہر داعی طرف معصیت خدا کے ہے قتادہ نے بھی یہی کہا ہے اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے رجل جمع ہے راجل
کی یعنے پیادہ جلبت یعنی شکار کر تو مسلط ہوا انپر جہانتک تجھسے بن پڑ یا مرقد ہے کہ قولہ تعالیٰ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا تنے نہیں دیکھا کہ ہمنے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اچھالتے ہیں انکو ابھار کر
یعنے یہ شیاطین کفار کو طرف معاصی کے ہانکتے اور کھینچ کرتے ہیں قتادہ و ابن عباس نے کہا مراد ہر راکب و ماشی
ہے معصیت الٰہی میں قتادہ کہتے ہیں شیطان کے لیے سوار و پیادے ہیں جن و انس میں سے یہ وہی ہیں جو اسکے مطیع
ہیں ابن عباس نے کہا شرکت مال سے مراد ہے کہ اموال کو معاصی خدا میں خرچ کرینگے عطاء نے کہا مراد ربا ہے یعنی سود خواری
حسن نے کہا مراد جمع کرنا مال خبیث کا ہے اور خرچ کرنا اسکا حرام میں یہی قول قتادہ کا بھی ہے ابن عباس نے کہا شراکت
مال میں یہ ہے کہ بحائر و سوائب وغیرہا کو حرام کر لیا ضحاک و قتادہ بھی اسی کے قائل ہیں ابن جریر یہ کہتے ہیں اولے
یہی کہ آیت عام ہے سب ان اقسام کو ابن عباس و مجاہد و ضحاک نے کہا شرکت اولاد سے مراد اولاد زنا ہے ابن عباس
نے کہا وہ اولاد جسکو بغیر علم کے قتل کیا ہے بے وقوفی سے حسن بصری نے کہا واللہ ابلیس مشارک ہوا انکے اموال
و اولاد میں کوئی مجوسی ہو گیا کوئی یہودی کوئی نصرانی اسلام کے سوا اور رنگ روپ لیا اور اپنے اموال میں سے
ایک حصہ شیطان کے لیے مقرر کیا قتادہ نے بھی اسی طرح کہا ہے سوا اسکے ابن عباس نے کہا اپنی اولاد کا نام
عبد الحارث عبد الشمس عبد فلاں رکھتے ہیں ابن جریر نے کہا اول قول یہ ہے کہ جو بچہ جس شخص کا پیدا ہوا اس میں اللہ کی
نافرمانی کے نام رکھکر جسکو اللہ نا پسند کرتا ہے یا داخل کیا اسکو دین نامرضی خدا میں یا اسکی ماں سے زنا کیا یا اسکو مار ڈالا یا
زندہ درگور کر دیا یا ایسے اور امور کیے جنمیں اللہ کی معصیت ہے ان سب میں ابلیس کی شراکت ہوئی اسلیے کہ اللہ نے کوئی
تخصیص معنے شرکت کی نہیں کی کہ فلاں طرح کی شرکت ہی اور فلاں طرح کی نہیں پس ہر شے جس میں اسکی نافرمانی
کی یا اسکے ساتھ معاصی خدا ہوا یا شیطان کی طاعت کی وہ مشارکت ہے ابن کثیر کہتے ہیں وَهٰذَا الَّذِيْ قَالَهُ مُتَّجِهٌ
وَكُلٌّ مِّنَ السَّلَفِ فَسَّرَ بَعْضَ الْمُشَارَكَةِ اور یہ قول عمدہ ہے اور سلف میں ہر ایک نے ایک بعض مشارکت کے ساتھ
تفسیر کی ہے صحیح مسلم میں عیاض بن حمار سے رفعاً آیا ہے يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ
فَجَاءَتْهُمُ الشَّيٰطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ یعنے میں نے اپنے بندوں
کو موحد بنایا تھا شیطانوں نے آکر انکو دین سے ان کے بہکا دیا جو چیزیں میں نے ان کے لیے حلال کی تھی انہوں
نے وہ انپر حرام کر دی صحیحین میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی پاس اپنے اہل خانہ کے آئے اور

یون کہے بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطٰن وجنب الشیطٰن ما رزقتنا اللہ کے نام سے یا اللہ تو شیطان کو ہم سے
دور کہہ اور شیطان کو دور کہہ اس سے جو تونے ہمکو دیا ہے سو اگر درمیان ان دونو کے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو شیطان کبھی اسکو
نقصان نہ پہونچاوے گا پھر اللہ نے شیطان کے وعدہ کو فریب بتایا جسطرح دوسری آیت مین خبر دی ہے کہ جسدن اللہ سچا فیصلا
کرے گا اسدن ابلیس کہے گا اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ الآیۃ اللہ نے تمہارے ساتھ
سچا وعدہ کیا اور مینے وعدہ کیا سو خلاف کیا پھر خبر دی کہ ہم اپنے ایماندار بندون کی تائید و حفاظت کرتے ہین اور
شیطان رجیم سے انکو حراست مین رکھتے ہین اسواسطے فرمایا کہ تیرا رب کارساز ہے یعنے حافظ و مؤید و مددگار حدیث ابو ہریرۃ رض
فرمایا ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُنْضِیْ شَیَاطِیْنَہٗ کَمَا یُنْضِیْ اَحَدُکُمْ بَعِیْرَہٗ فِی السَّفَرِ رَوَاہُ اَحْمَدُ یعنے مومن اپنے
شیطانون کو چوٹی پکڑکر زیر کرتا ہے جیسے کوئی تم مین اپنے اونٹ کی چوٹی سفر مین پکڑتا ہے فتح البیان مین کہا ہے
اللہ نے ابلیس سے کہا جا اور نفخہ اولے تک منتظر رہ اسکی غرض یہ تھی کہ نفخہ ثانیہ تک مہلت حاصل ہو مطلب اس سے یہ تھا
کہ مزہ موت نہ چکھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بعد نفخہ ثانیہ کے کوئی نہین مرے گا پھر ابلیس اور اسکے مطیعین و تابعین کو بشارت
جزا وافی کی جہنم مین دی اور کہدیا کہ جہانتک تیرا بس چلے تو جلدی کر اور کچھ و بنا اور لغزش دے اور گھبرالے اپنی
آواز سے یعنی انکو طرف معصیت خدا کے بلا یا مراد آواز سے غنا و وسوسہ لہو و لعب و معازف و مزامیر ہین اور اپنے
سوار و پیادون کو چڑھا لا زجاج نے کہا ہے یعنے جتنی قدرت ہو تجھے انکا مدد حبائل جمع کر اور انکو غوایت پر آمادہ کر
اور ان مین بحسب مقدور اپنا تصرف کر یہ امر واسطے تہدید کے ہے جسطرح کہتے ہین کہ اچھا جا جو کچھ تجھ سے بن سکے
کر گذر عنقریب تجھکو انجام اسکا معلوم ہو جائیگا خیل سے مراد سوار ہین یعنے سوار دکار رسالہ کقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خیل اللہ
ارکبی اے اللہ کے رسالہ سوار ہو جاؤ رجل سے مراد پیادے ہین جمعیت و کمپنی کے اور فرمایا جا شریک ہو انکا مال و اولاد مین
مال کی شرکت ہر وہ تصرف ہے جس مین مخالفت ہو شرع کی خواہ غیر حق سے لیا ہو یا غیر حق مین کہایا ہو جیسے غصب سرقہ و ربا
اسی مین چارپایون کے کانون کا پھاڑنا اور انکا بحیرہ و سائبہ و وصیلہ بنانا بھی داخل ہے شرکت اولاد مین دعوے ولد کا بغیر
سبب شرعی و حاصل کرنا اولاد کا زنا سے اور عبد اللات و عبد العزی نام رکھنا اور خصائل شریرہ پر انکی تربیت کرنا اور اسی مین داخل ہے
قتل و واد اولاد اور مجوسی یہودی نصرانی بنانا یا کسی اور دین کفر مین شامل کرنا یا حرفت ذمیمہ پر لگانا اور افعال قبیحہ کرانا
اور منجملہ اسکے مشارکت ہے سلطان کی جماع مین کہ جب بسم اللہ نہین کہتا ہے تو شیطان شریک جماع ہو جاتا ہے حکایت ایک شخص
نے ابن عباس سے کہا تھا کہ میری جورو جاگ اٹھی اسکی شرمگاہ مین ایک شعلہ آگ کا تھا کہا یہ وطی ہے شیطان کی پھر فرمایا
کر وانکو وعدہ دے یعنی اس بات کا کہ وہ مبعوث نہ ہونگے قال الزجاج فرمانے کہا ہے کہ یہ ایسا کہ نہ جنت ہے نہ نار نہ بعث ہے

نے کہا اور وعید کا ذہن با ظاہر ہی سلم کر سے اپنے مخالف پر نصرت حاصل ہوگی اور تمہارے سے مرادات تمہاری شفاعت کرینگی اور تم بسبب انتساب شریف کے اسپر کریم ہو تو تم اسکی اطاعت پر بہروسا رکہو اور توبہ مین دیر کرو بسبب طول امل و امید عاجل کے اجل و نحو ذلک حیا امر بطور دہمکی کے ہے بقول اعملوا ما شئتم سو شیطان کا وعدہ محض دہوکہ ہے جو ہمارے بندے ہین انپر کچہ تسلط اسکو نہین ہے اور نہ وہ اسکے دہوکے مین آتے ہین قرآن پاک مین جسجگہ اضافت عباد کی طرف یا متکلم کے آئی ہے مراد وہان مومنین ہین کیونکہ اس اضافت مین تشریف ہوتی ہے یا مراد عباد سے اسجگہ انبیا و صلحا و اہل فضل ہین کہ شیطان انکے اغوا پر قادر نہین ہے یا مراد جمیع عباد ہین بدلیل استثنا کے جو دوسری جگہہ آئی ہے اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ مراد سلطان سے تسلط ہے اسکی وکالت یعنی حفاظت دفع کید شیطان ع اور اسکے اغوا مین کیا کرتی ہے محققین نے کہا ہے لَا حَوْلَ عَنْ مَعْصِيَةِ اللهِ اِلَّا بِعِصْمَتِهٖ وَلَا قُوَّةَ عَلٰى طَاعَتِهٖ اِلَّا بِتَوْفِيْقِهٖ

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ تمہارا رب وہ ہے جو ہانکتا ہے تمہارے واسطے کشتی دریا مین کہ تلاش کرو اسکا فضل وہ ہے تمپر مہربان **ف** روزی کو قرآن مین اکثر فضل فرمایا ہے فضل کے معنے زیادتی سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا مین ملتی ہے برّی مین دریا مین اپنا زور نہین چلتا ہوا اسی کے اختیار مین ہے انتہی اللہ نے اپنی مہربانی و لطف کا خلق پر ذکر کیا کہ ہمنے ناؤ کو دریا مین واسطے انکے مسخر کر دیا ہے اور واسطے مصالح واسطے بندون کے سہل و آسان کر دیا تاکہ وہ ایک اقلیم سے دوسری اقلیم کیطرف سفر تجارت وغیرہ کرین و لہذا فرمایا کہ اللہ تمپر مہربان ہے یہ فعل اسکا ساتہہ تمہارے محض فضل و رحمت خداوندی ہے فتح البیان مین کہا کہ ازجا بمعنے سوق و دفع ہے قال تعالی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ يُزْجِيْ سَحَابًا یہ تعلیل ہے اسکی کہ فلک کی اور بیان ہے اسکی قدرت کا کہ جو کوئی اسپر توکل کرتا ہے اپنے امور مین وہ اسکو محفوظ رکہتا ہے اور شروع سے کیا بعض نعم مین اسمین آگاہ کرتا ہے انکا ایمان پر کہ سوا اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرین اور کسی کو خدا کا شریک نہ ٹہیراوین لفظ فلک اس جگہہ جمع ہے بمعنے سفائن اور بحر آب بسیار کو کہتے ہین خواہ میٹہا پانی ہو یا تلخ کشتیونکا دریا مین چلانا واسطے جستجوئی رزق کے ہوتا ہے کہ تجارت سے نفع اٹہاتے ہین یہ رحمت ہے خدا کی کہ اسنے تمکو مصالح دنیا کی ہدایت کی

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ جب تمپر تکلیف پڑے دریا مین بہول تے ہو جنکو پکارتے تہے اسکے سوا پہر جب بچا لایا تمکو جنگل کی طرف ٹلا گئے اور ہے انسان بڑا ناشکر **ف** اللہ نے خبر دی کہ لوگون کو جب کوئی زیان و نقصان پہنچتا ہے تو وہ اسی کی طرف رجوع لا کر اور دین کو خالص کر کے اسکو پکارتے ہین اور خیال غیر اللہ کا جسکی وہ عبادت

رہتے تیرا شک دلوں سے دور ہو جاتا ہے یعنے وقت مصیبت کے دریا میں اللہ کے سوا کوئی یاد نہیں آتا سب کو سوائے خدا کے بہول جاتے ہو
اسطرح کہ عکرمہ بن ابی جہل کو اتفاق ہوا تہا کہ جب بعد فتح مکہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ڈر کر بہاگا تو دریا پر سوار ہوا کہ
ملک حبشہ میں چلا جائے ایک باد تند آئی بعض قوم نے بعض سے کہا اب سوا اسکے کچھ علاج نہیں ہے کہ خالص اللہ کو پکارو
عکرمہ نے اپنے جی میں کہا کہ اگر دریا میں غیر خدا نفع نہیں دیتا تو خشکی میں بہی سوا اسکے کوئی نافع نہیں ہے اللّٰھم لک
علیّ عھد لئن اخرجتنی منہ لاذھبنّ فلاضعنّ یدی فی ید محمدٍ فلاجدنّہ رؤفاً رحیماً یا اللہ تیرا میرا عہد
ہے اگر تو مجکو اس سے نکال لایا تو میں جاؤنگا اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتہ میں ہاتہ دونگا اور میں آپکو رؤف رحیم
پاؤنگا وہ لوگ دریا پار ہو گئے عکرمہ پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہر کر آیا اور مسلمان ہو گیا اور اچہا مسلمان
ہوا رضی اللہ عنہ وارضاہ لیکن جب اللہ اہل کشتی کو دریا سے نجات دیکر خشکی میں لاتا ہے تو وہ اس توحید کو جو دریا میں کرتے
تہے بہول کر اللہ وحدہ لا شریک لہ کا پکارنا چہوڑ دیتے ہیں انسان کی خصلت اسی طرح پر ہے کہ وہ نعمتوں کو فراموش کر کے
منکر نعم ہو جاتا ہے مگر جسکو اللہ بچائے فتح البیان میں کہا ہے کہ مراد اس ضر سے خوف غرق ہے دریا میں جب ڈوبنے سے
ڈرتے ہیں تو ان معبودات کو جنکو پہلے پکارتے تہے یعنے آلہہ باطلہ کو بہول جاتے ہیں اور انکے خاطر سے وہ صنم وجن
وملک وبشر وحجر جن سے وقت حوادث کے استغاثہ کیا کرتے تہے نکل جاتے ہیں مگر اللہ کہ اسوقت اسکی رحمت وفریادرسی کی
امید کرتے ہیں یہ استثنا متصل ہے اگر مراد ان سے ساری آلہہ ہیں اور منقطع ہے اگر مراد اس سے غیر اللہ ہے معنے آیت کے
یہ ہوئے کہ اعتقاد کفار کا حق میں اپنے اصنام وسائر معبودات کے یہ ہے کہ وہ غیر اس حالت میں نافع ہیں یہی حالت ہے کہ ان
میں کا جانتا ہے کہ اصنام وغیرہ اسجگہ کچہہ کام نہیں آسکتے یہ علم فطرۃً انکو حاصل ہے اس علم کی مدافعت پر قادر نہیں ہیں
پہر جب اللہ انکو غرق سے بچا کر خشکی میں لے آتا ہے تو اخلاص توحید سے اعراض کر کے طرف اصنام کے رجوع کرتے ہیں اور ان
سے فریاد رسی چاہتے ہیں انسان سخت کافر نعمت خدا ہے یعنے وقت شدائد کے متمسک بعصمت خدا ہوتے ہیں اور حالت خا
میں ایسی روگردانی کرتے ہیں یہ حال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کا تہا اب تو ہمارے مسلمان دریا میں
وقت غرق کے اولیاء وصلحاء اموات واحیاء کو پکارتے ہیں اس حالت میں بہی انکو اللہ یاد نہیں آتا یہ دعا و فریاد
اموات باسماء موتی خود ہم نے اپنے کانوں سے سنی ہے فالامان انکا شرک اس زمانے میں کفر کفار سابقین سے بہی بڑہ گیا ہے

أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝ سو کیا نڈر
ہوئے ہو کہ دہنسا دے تمکو جنگل کے کنارے یا بہیجدے تم پر آندہی پہر نہ پاؤ اپنا کوئی کام بنانے والا ف اللہ نے
کہا کیا تم خشکی میں پہنچکر ہمارے انتقام وعذاب سے امن میں ہو گئے ہو وہ چاہے تو یہیں خشکی میں تمکو زیر زمین کر دے

یا تم پر ایسا باران بھیجے جسمین پتھر ہون مجاہد وغیرہ نے اسطرح کہا کما قال تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ہمنے بھیجی انپر ہوا پتھراؤ کی سوا لوط کے گھر کے انکو بچا دیا ہمنے پچھلی رات سے فضل سے اپنی طرف کے اور دوسری آیت مین فرمایا ہے لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ اور فرمایا ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ کیا نڈر ہوئے ہو اُس سے جو آسمان مین ہے کہ چھوڑ دے تمپر پتھراؤ ہوا کا سو اب جانوگے کیسا ہے میرا ڈرانا وکیل سے مراد ناصر ہے جو خسف و حاصب کو پھیر دے اور اُن کو اس گرفتاری بلا سے چھڑا دے فتح البیان مین کہا ہے کہ ہمزہ اسجگہ واسطے انکار و توبیخ و تقریع کے ہے یعنے اگر تم غرق سے بچ گئے تو کیا امن مین ہوگئے اور یہ ہی حال تمہارا اعراض پر ہوا نہین بلکہ الله قادر ہے تمہاری ہلاک پر خشکی مین گرچہ دریا سے سلامت نکلے کیونکہ ساری جہتین الله کی ہین بر و بحر سب اُسی کی قدرت مین ہے یعنے اگر غرق دریا مین ہوتا ہے تو جانب بر مین بھی مثل اُسکے خسف ہے کیونکہ خسف سے انسان تحت الثرٰی مین غائب ہوجاتا ہے جسطرح کہ غرق سے نیچے پانی کے غائب ہوتا ہی اصل خسف کی یہ ہے کہ زمین نیچے کو دھس جائے جانب بر سے مراد ناحیہ ارض ہے اسکا نام جانب رکھا اسلیے کہ بعد خسف کے ایک کنارہ ہوجاتا ہے نیز دریا ایک جانب ہے اور خشکی ایک جانب بعضون نے کہا وہ لوگ ساحل بحر پر تھے اور ساحل جانب بر ہے وہ اسجگہ محاذی بحر سے امن مین تھے الله نے اس امن سے انکی تحذیر کی جسطرح کہ خوف بحر سے ڈرایا سمین نے کہا یعنے وہ جانب جسمین تم ہو کہ اسکے خسف ہونے مین تمہارا ہلاک ہے اگر یہ تقدیر نہ ہو تو اس قید مین کچھ فائدہ نہین ہے حصب کے معنے ہین رمی یعنے باد تند جس مین سنگریزے ہون زجاج نے کہا حاصب وہ مینہ ہے جسمین سنگریزہ ہون قتادہ نے کہا حاصب سنگباری ہے آسمان سے جسطرح کہ لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھر برسے تھے اور وہ بادل جو برد برسائے اسکو بھی حاصب کہتے ہین وکیل سے مراد حافظ و نصیر ہے جو الله کے عذاب سے بچائے اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ٥ یا نڈر ہوئے ہو کہ پھر لیجاوے تمکو اس مین دوسری بار پھر بھیجے تمپر ایک جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تمکو بدلا اس ناشکری کا پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہمپر اسکا دعوی کرنے والا ف الله تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اعراض کرنے والو ہم سے بعد اعتراف توحید کے دریا مین کیا تم کو امن ملا ہے اس سے جب تم دریا سے خشکی مین نکل آتے ہو کہ ہم تمکو پھر دوبارہ دریا مین لیجا کر ایک ایسا جھونکا ہوا کا بھیجین پتھر کردہ جہاز اور کشتی اور ناؤ کو پانی مین غرق کر دے ابن عباس نے کہا قاصف وہ ہوا ہے دریا کی جو مراکب کو شکستہ کردے اور ڈبودے اور یہ ڈبونا اسکا تم کو بسبب تمہارے کفر و اعراض کے

اللہ سے جو پہر تم کو کوئی تبیع یعنی ناصر یا دو مجاہد نے کہا ہے نصیراً ثائراً یعنی تا خون بہا ذکر و تبعۃ کہ قتادہ نے
کہا لا نخاف احداً یتبعنا بشیء من ذلک فتح البیان میں کہا ہے قاصف ہوا سخت ہے جو زور سے توڑ دے
اور آواز دار ہو ابن عمر نے کہا دو قاصف و عاصف دریا میں ہوتی ہے تبیع سے مراد یہ ہے کہ ہم سے مطالبہ کرے تمہارے
ہتصار کے ہیں وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ
مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی انکو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے انکو
ستھری چیزوں سے اور زیادہ کیا انکو اپنے بنائے ہوئے بہت شخصوں پر بڑھتی دیکر ف جانوروں کو سواری نہیں نہ زمین پر
نہ دریا پر آدمی کو دی ہے اور ستھری روزی یہ کہ میوے کا چھلکا دور کر اور اناج کی بھوسے اور پیسنا اور پکا کر کھانا اسی
کو سکھایا انتہی اللہ نے خبر دی کہ ہم نے بنی آدم کو شرافت و کرامت بخشی ہے انکو احسن و اکمل ہیئات پر پیدا کیا ہے بقولہ
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ہم نے بنایا آدمی کو خوب سے خوب انداز سے پر یعنی انسان سیدھا کھڑا ہو کر
چلتا ہے اپنے پاؤں پر اور ہاتھ سے کھاتا ہے اسکے سوا اور حیوانات ہیں وہ چار پاؤں پر چلتے ہیں اور دہن سے کھاتے
ہیں آدمی کے لیے سمع و بصر و فواد ہے ان سب سے فہم و فقہ کرتا ہے اور منتفع ہوتا ہے اور درمیان اشیاء کے تفرقہ کرتا
ہے اور منافع و خواص و مضار و فعال اشیاء کو امور دینیہ و دنیویہ میں پہچانتا ہے خشکی میں اسکو دابہ پر سواری عنایت
کی ہے چوپایوں پر اور اسپ و شتر و خچر و خرد گاڑی ریل و بیل و نحوہا پر سوار ہو کر چلتا ہے دریا میں جہاز و کشتی و ہوڑی
بغلہ ڈونگے پر بیٹھ کر سیر کرتا ہے زرع و ثمار و لحوم و البان اور سائر انواع الوان بطعوم مشتہاۃ و لذیذہ کھانے کو دیے
ہیں اقسام ملابس حسنہ و ملابس رفیعہ مختلف اصناف و الوان و اشکال پہنے کو لطف فرمائیں اپنے لیے ان چیزوں کو بناتا
ہے اور اقطار اقالیم و نواحی ارض سے انکو لوگ اسکے لیے لاتے ہیں اور سائر حیوانات و اصناف مخلوقات پر اسکو فضیلت
دی ہے اس آیت سے اہل علم نے استدلال کیا ہے افضلیت جنس بشر پر جنس ملائکہ پر زید بن اسلم کہتے ہیں کہ فرشتوں
نے کہا اے رب تو نے بنی آدم کو دنیا دی وہ کھاتے اور چین کرتے ہیں اور ہمکو دنیا نہیں دی سو آخرت دے اللہ نے فرمایا مجھ
قسم ہے اپنی عزت و جلال کی میں اس کی ذریت سے صالح کو جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے مثل اس شخص کے نہ کرونگا جو فقط
کن کہنے سے موجود ہو گیا ہے رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلًا وَقَدْ رُوِيَ مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ مُتَّصِلًا ابن عساکر کا لفظ
متصلاً یہ ہے کہ ملائکہ نے کہا اے رب تو نے بنی آدم کو دنیا دی ہے وہ کھاتے پیتے پہنتے ہیں اور ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے
ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ لہو کرتے ہیں سو جس طرح انکے لیے دنیا مقرر کی ہے ہمارے لیے آخرت مقرر کر فرمایا لا اجعل صالح ذریۃ
مَنْ خَلَقْتُ بِيَدِيْ كَمَنْ قُلْتُ لَهٗ كُنْ فَكَانَ میں نے جسکو اپنے ہاتھ سے بنایا اسکی اولاد نیک کو ویسا نہ کرونگا

جیسے وہ شخص جسکو مین نے کہا ہو وہ ہو گیا رواہ الطبرانی عن انس بن مالک لفظ رفعا یہ ہے ان الملٰئکۃ قالوا ربنا خلقتنا
وخلقت بنی آدم وجعلتھم یاکلون الطعام ویشربون الشراب ویلبسون الثیاب ویتزوجون النساء
ویرکبون الدواب ینامون ویستریحون ولم تجعل لنا من ذٰلک شیئا فاجعل لھم الدنیا ولنا
الاٰخرۃ فقال اللہ عز وجل لا اجعل من خلقتہ بیدی ونفخت فیہ من روحی کمن قلت لہ کن
فکان فرشتے بولے اے ہمارے رب تو نے ہمکو بنایا اور بنی آدم کو بھی بنایا اور انکو کیا کہ وہ کھانا کھاتے ہین اور پانی پیتے ہین اور
کپڑے پہنتے ہین اور عورتون سے نکاح کرتے ہین اور سوار ہوتے ہین سوتے ہین اور آرام لیتے ہین اور ہمارے لیے
ان مین سے کوئی چیز نہین بنائی سو انکو واسطے دنیا بنا اور ہمارے واسطے آخرت تو اللہ تعالے نے فرمایا نہ کرونگا اسکو جسکو
مینے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اسمین مینے اپنا روح پہونکا جیسے وہ شخص جسے مینے کہا ہو وہ ہو گیا رواہ ابن عساکر کہا
ابن عمر و رفعا کہتے مین نہین ہے کوئی شے اکرم اللہ پر دن قیامت کے ابن آدم سے کہا ای رسول خدا اور نہ ملائکہ فرمایا اور نہ ملائکہ
فرشتے مجبور ہین بمنزلہ سورج و چاند کے رواہ الطبرانی وھٰذا حدیث غریب فتح البیان مین کہا ہے یہ کرامت جو
خدا نے بنی آدم کو بخشی ہے اسکے نیچے مخلوق ہونا ان کا اس ہیئت حسن معتدل پر اور طہارت بعد موت کے اور خصوصیت
مطاعم و مشارب و ملابس کی اس طرز پر جو واسطے سارے انواع حیوانات کے پائی نہین جاتی سب داخل ہے ایک جماعت نے
کہا تکریم کھانا ہے ہاتھ سے ورنہ جانور منہ سے کہاتی ہین حکاہ ابن جریر والنحاس بعض نے کہا امتیاز بخشنا ہے انکو ساتھ
نطق و عقل و تمیز کے کسی نے کہا اعتدال اور امتداد قامت ہے بعض نے کہا حسن تقویم و تصویر ہے بعض نے کہا اکرام رجال
ہے ریش و بروت سے اور اکرام نسا گیسو و زلف سے ابن جریر نے کہا تکریم تسلیط ہے ان کی سارے خلق پر کہ سارا جہان
ان کا مسخر ہے یا یہ اکرام کلام و خط و فہم ہے یا حسن تدبیر امر معاش و معاد مین یا ان مین ایک امت ایسی ہے جو لوگون کے
لیے نکالی گئی ہے لیکن اگر تکریم کو ان سب اشیا پر محمول کرین تو کوئی مانع نہین ہے اعظم خصال تکریم عقل سلیم ہے کہ اسی کی وجہ
سے جمیع حیوانات پر مسلط ہین اور حسن و قبیح کا تمیز کرتے ہین اور مطاعم و مشارب متنوع ہین اور وہ اموال کے کما سب ہین جس
کی وجہ سے جو قدرت سارے حیوان کو نہین ہے وہ قدرت انکو تحصیل امور پر حاصل ہے اور مال صرف کرکے ایسی بنیادین
بناتے ہین جو خوف سے مانع ہون اور ایسے اکسیہ و ثیاب بدلا کرتے کراتے ہین جو گرمی و سردی سے بچائین بعض نے
کہا تکریم یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان مین سے کیا ہے بعض انواع تکریم کی تخصیص کی جیسے لادنا
خشکی و صحرا و بیابان و دشت مین دواب پر جیسے اونٹ گھوڑے خچر گدہے اور دریا و ندی و نہروں مین ناؤن اور
کشتیان اور جہاز و غیرہ وہ بھی ایک طرح کہ نہ زمین مین دھنسے ہون اور نہ دریا مین غرق ہونے پائے ہوئی کہ ہمنے انکو قرار دیا ہے

ہوں یہ بھی بواسطہ یا بلاواسطہ جیسے تیر پانی میں کیفیات سے مراد لذیذ مطاعم و مشارب اور سائر مستلذات ہیں جن سے منتفع ہوتے ہیں کسی نے کہا مراد گیہوں اور کہجور اور مٹھائی ہے اور جو رزق انکے غیر کا ہے وہ مخفی نہیں ہے بعض نے کہا سادی اغذیہ نباتی ہیں جیسے پہل اور دانہ اسکی غلات یا حیوانی ہیں گوشت گھی دودھ اور انسان غذا نہیں کرتا مگر الطیبات ہیں سے بعد طبخ کامل و نضج تام کے اور یہ بات سوا انسان کے کسی اور حیوان کو حاصل نہیں ہے اللہ نے ان کو بہت سی مخلوق پر فضیلت دی ہے اقرب اقوال در بارہ فرق کے درمیان تکریم و تفضیل کے یہ فرق ہے کہ اللہ نے انسان کو حیوان پر مکرم کیا ہے امور خلقیہ طبعیہ ذاتیہ کے ساتھ مثل عقل کے پہر اسکو بواسطہ عقل عادت کہتا باعتقادات صحیحہ و اخلاق فاضلہ کیا ہے اول تکریم ہے اور ثانی تفضیل پہر اللہ نے کثیر کو مجمل رکہا اسکے انواع بیان نہ فرمائے اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اللہ نے بنی آدم کو اکثر مخلوقات پر نہ کل پر فضیلت دی ہے بہت سے اہل علم نے اسجگہ ایسی چیز کا اشتغال کیا ہے جسکی کچھہ حاجت نہیں تہی اور نہ کوئی فائدہ اس سے متعلق ہے جیسے مسئلہ تفضیل ملائکہ کا انبیا پر اور انبیا کا ملائکہ پر اور منجملہ ان اشخاص کے جو انبیا کو ملائکہ پر تفضیل دیتے ہیں ایک آیت باب ہے حالانکہ اسکو کوئی دلالت مطلوب پر نہیں ہے کیونکہ ذکر کثیر کا اجمالاً آیا ہے کچھہ بیان اس مجمل کا نہیں ہوا اور تعصب مسئلہ ہذا نے بعض اہل علم کو اسپر حمل کیا کہ انہوں نے تفسیر کثیر کی بلفظ جمیع کی ہے تا کہ تفضیل ملائکہ پر بخوبی ثابت ہو جاوے اور یہ تعسف ہے کچھہ احتیاج اسکی نہیں ہے اور بعض معتزلہ نے اس آیت کو دلیل تفضیل ملائکہ کی انبیا پر ٹہرائی ہے سو یہ آیت اسپر بھی دلیل نہیں ہے کیونکہ کوئی حجت اسپر قائم نہیں ہے کہ ملائکہ منجملہ اس قلیل کے ہیں جو کثیر سے خارج ہے اور مانا کہ یوں ہی ہو تب بھی جو اس کثیر سے خارج ہے وہ اس بات کو مفید نہیں ہے کہ افضل ہے بنی آدم سے غایت ما فیہ یہ ہے کہ انسان اسپر مفضل نہ ہو اس صورت میں محتمل ہے کہ وہ شے مساوی انسان ہو یا انسان سے افضل ہو ومع الاحتمال لا یتم الاستدلال اور احتمال کے ساتھہ استدلال تمام نہیں ہوتا اور تاکید بلفظ تفضیلاً کچھہ دلیل عزم پر اس تفضیل کے نہیں ہے اور نہ اسپر کہ ایک مکان مکین میں ہے بنی آدم پر لازم ہے کہ اس تکریم و تفضیل کی تمتعی شکر کریں اور کفران نعمت سے مطلق سے بعید رہیں

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

جسدن ہم بلاوینگے ہر فرقے کو ساتھہ انکے سرداروں کے سو جسکو ملا اسکا لکہا اسکے داہنے ہاتھہ میں سو وہ لوگ پڑھتے ہیں اپنا لکہا اور ظلم ہوگا انپر ایک تاگے کا اور جو کوئی اس جہان میں اندھا سو پچھلے جہان میں اندھا ہے اور زیادہ دور پڑا راہ سے ف امام اعمال کا دفتر اوراق ہیں گے نیکوں کے ہاتھہ میں آویگا داہنی طرف سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچہے سے پیشانی دیکہکر نیک خوشی سے پڑہنے لگیں گے پہر جو کوئی اسجگہ ہدایت سے اندھا رہا ویسا ہی آخرت

میں بہشت کی راہ پر آمادہ ہے اور دور جا پڑا ہے انتہی اللہ نے خبر دی کہ حساب کتاب کے دن ہر امت کا حساب اس امت
کے پیشوا کے ساتھ ہوگا امام میں اختلاف ہے مجاہد و قتادہ نے کہا مراد نبی ہے ہر امت کا دنیا کقولہ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ
فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اور ہر فرقے کا ایک رسول ہے پھر جب پہنچا انپر رسول ان کا فیصلہ ہوا ان
میں انصاف سے اور انپر ظلم نہیں ہوتا بعض سلف نے کہا ہے هَذَا أَكْبَرُ شَرَفٍ لِأَصْحَابِ الْحَدِيثِ لِأَنَّ إِمَامَهُمُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اصحاب حدیث کو شرف ہے اسلیے کہ انکے امام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ابن
زید نے کہا امام سے مراد وہ کتاب ہے جو انکے نبی پر شرع اتری ہے ابن جریر نے اسی کو پسند کیا ہے مجاہد نے
کہا اے بِكُتُبِهِمْ یہ قول محتمل ہے کہ مراد اس سے یہی کتاب ہو یا بطرح ابن عباس نے کہا کہ مراد کتاب اعمال ہے ابو عالیہ
و حسن و ضحاک بھی اسی کے قائل ہیں یہی قول راجح تر ہے لقولہ تعالیٰ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ اور ہر چیز
گن لی ہے ہم نے ایک کھلی اصل میں وَقَالَ تَعَالَى وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ الآية
اور فرمایا وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَى كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ هَذَا
كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اور تو دیکھے ہر فرقہ زانو پر بیٹھے ہیں ہر فرقہ
بلایا جاتا ہے اپنے دفتر پر آج بدلا پاؤگے جیسا تم کرتے تھے یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک ہم لکھواتے
جاتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے اور یہ منافی نہیں ہے اس امر کو کہ جب اللہ کسی امر میں حکم کرنا چاہے تو اس امت کے پیغمبر کو بھی
بلائے بلکہ ضرور ہے کہ امت کے اعمال کا ایک شاہد عدل موجود ہو کقولہ تعالیٰ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ
وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ اور چمکے زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دھرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ وقولہ تعالیٰ
فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا پھر کیا حال ہوگا جب لاوینگے
ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے تجھکو ان لوگوں پر احوال بتانے والا لیکن مراد امام سے اسجگہ کتاب
اعمال ہے والحمد للہ اسکے ذکر حصول کا کیا ہے کہ جسکو داہنے جانب سے وہ عملنامہ ملے گا وہ فرحت و مسرت سے
اسکو پڑھے گا اسلیے کہ اس کتاب میں ذکر عمل صالح و حسن طاعت کا ہوگا کقولہ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ
هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ إِلَى قَوْلِهِ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ الآية سو جسکو ملا اسکا لکھا داہنے ہاتھ
میں وہ کہتا ہے لیجیو پڑھیو میرا لکھا اللہ تعالیٰ کے اس قول تک اور جسکو ملا اسکا لکھا بائیں ہاتھ میں فتیل کہتے ہیں
لیفے تاگے کو جو شگاف میں گٹھلی کے ہوتا ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے يُدْعَى أَحَدُكُمْ فَيُعْطَى كِتَابَهُ
بِيَمِينِهِ وَيُمَدُّ لَهُ فِي جِسْمِهِ وَيَبْيَضُّ وَجْهُهُ وَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجٌ مِنْ لُؤْلُؤَةٍ يَتَلَأْلَأُ فَيَنْطَلِقُ

إلى أصحابه فيرونه من بعيد فيقولون اللهم آتنا بهذا وبارك لنا في هذا فيأتيهم فيقول لهم
أبشروا فإن لكل رجل منكم مثل هذا وأما الكافر فيسود وجهه ويمد له في جسمه ويراه
أصحابه فيقولون نعوذ بالله من هذا ومن شر هذا اللهم لا تأتنا به فيأتيهم فيقولون اللهم
أخزه فيقول أبعدكم الله فإن لكل رجل منكم مثل هذا رواه البزار وقال لا يروى إلا من هذا
الوجه ایک شخص بلایا جاویگا اور اسکو اسکی کتاب داہنے ہاتھ مین دیجاویگی اور اسکا جسم فراخ کیا جاویگا اور اسکا منہ سفید
ہوگا اور اسکے سر پر تاج ہوگا موتی کا جو چمکتا ہوگا تو وہ اپنے لوگون پاس آویگا وہ اسکو دور ہی سے دیکھ کر کہین گے
الٰہ اسکو ہمارے پاس لا اور اسمین ہمارے واسطے برکت کر تو وہ انکے پاس آویگا اور کہیگا خوش ہوجاو کیونکہ تمہارے ہر ایک کے
لیے ایسا ہی ہے اور کافر کا منہ کالا ہوگا اور اسکا جسم فراخ کیا جاویگا اور اسکو اسکے یار دیکھین گے اور کہین گے اس سے ہم
پناہ مانگتے ہین اور اسکی برائی سے یا اللہ اسکو ہمارے پاس نہ لا پھر وہ انکے پاس آویگا اور وہ کہین گے یا اللہ اسکو رسوا کر
وہ کہیگا تمکو اللہ تعالی دور کرے تمسے ہر ایک کیلیے ایسا ہی ہے ابن عباس و مجاہد و قتادہ و ابن زید نے کہا ہے ہذہ سے
مراد حیات دنیا ہے اعمی سے مراد کوری ہے اسکی حجت و آیات بینات سے ایسا شخص آخرت مین بھی نابینا ہوگا بلکہ دنیا مین
جتنا گمراہ تھا اس سے بھی زیادہ گمراہ ہوگا فتح البیان مین کہا ہے زجاج نے کہا مراد یوم سے اسجگہ قیامت کا دن ہے
امام لغت مین وہ ہے جسکی اقتدا کرین خواہ پیغمبر ہو یا اور کوئی مقدم فی الدین یا کتاب تعیین امام مین مفسرین کا اختلاف ہے
ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہا کہ مراد کتاب ہے ابن زید نے کہا کہ اہل توریت توریت سمیت بلائے جاوین گے اور انجیل
والے انجیل سمیت اور اہل قرآن قرآن سمیت پھر انکو کہا جائیگا ای اہل توریت ای اہل انجیل اے اہل قرآن بعض تابعین نے
کہا مراد امام سے پیغمبر ہے انس بھی اسی کے قائل ہین مثلاً کہا جائیگا هاتوا متبعي إبراهيم هاتوا متبعي
موسى هاتوا متبعي عيسى هاتوا متبعي محمد صلى الله عليه وآله وسلم یعنے ابراہیم علیہ السلام
کے تابعدارون کو لاؤ موسے علیہ السلام کے تابعدارون کو لاؤ عیسے علیہ السلام کے تابعدارون کو لاؤ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تابعدارون کو لاؤ یعنے اے تابعین فلان فلان پیغمبر زجاج نے بھی یون ہی کہا ہے اور یہ مضمون ابو ہریرہ
سے مرفوعا بھی آیا ہے لیکن اسکی سند مین دیکھنا چاہیے کہ کیسی ہے علی بن ابی طالب نے کہا مراد امام سے امام عصر ہے اہل
ہر عصر ہمراہ اپنے امام کے بلائے جاوین گے جسکے امر و نہی پر چلتے تہے بعض نے کہا مراد امام سے عمل ہے مثلا یون کہین
گے این المجاهدون این الصابرون این الصائمون این المصلون ونحو ذلک کہان ہین مجاہد کہان
ہین صابر کہان ہین روزہ دار کہان ہین نمازی اور ایسا ہی حسن و ابو ہریرہ و ابو العالیہ اسی کے قائل ہین ابو عبیدہ نے

کہا ہے مراد امام سے صاحب مذہب ہے مثلاً یون کہا جائیگا کہ اَیْنَ التَّابِعُوْنَ لِلْعَالِمِ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فلان بن
عالم کے تابعدار کہان ہین لکن قول بعید الکلام ہے اس سے زیادہ بعید قول محمد بن کعب کا ہے کہ امام جمع ام کی ہے بعضے
نیز اس قول مین نظر ہے کیونکہ حدیث صحیح مین ابن عمر سے رفعًا آیا ہے اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ جب اللہ تعالی پہلون پچھلون کو جمع کرے گا قیامت
مین تو ہر ایک دغی کا جھنڈا کھڑا کیا جاویگا اور کہا جاویگا یہ فلان بن فلان کا جھنڈا ہے اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ
یہ دلیل ہے اس بات پر کہ پکار لوگون کی ان کے نام اور انکے آبا کے نامون سے ہوگی اور جسنے کہا کہ ماں باپ دونون کے نام
سے پکارے جاوینگے اسپر یہ حدیث رد ہے ولیکن زمخشری نے کہا ہے کہ یہ تفسیر کہ امام جمع ہے ام کی اور وہ لوگ نام سے اپنے
ماؤن کے پکارے جاوینگے منجملہ بدیع تفاسیر کے ہے اور اسمین حکمت یہ ہے کہ حق عیسٰی کی رعایت اور حسن حسین کی شرف کا اظہار
ہے اور تاکہ اولاد زنا کی رسوائی نہ ہو قول مردود ہے قرطبی نے کہا یہ پکار ساتھ مذہب کے ہوگی جسکے ساتھ دنیا مین
پکارے جاتے تھے اور اس مذہب کے معتقد تھے مثلاً یون کہین گے ای حنفی اے شافعی ای معتزلی ای قدری وکذلک
اور یہ قول مثل قول اول کے ہے بلکہ اس سے بھی دور تر بعضنے کہا ہے انسان سے جونسا خلق حسن ظاہر ہوتا ہے جیسے
علم وکرم وشجاعت یا قبیح جیسے اسکی اضداد سو داعی طرف ان افعال کے خلق باطن ہے اور وہ امام کی طرح ہے ذَكَرَهُ
الرَّازِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ ابن عباس نے کہا مراد امام سے ہدی وامام ضلالت ہے یا امام زمان یا کتاب رب وسنت نبی یا
معبود ہر است پھر جس کسی کو وہ کتاب جانب راست سے ملیگی اور وہی سعید اور صاحب بصائر بھی ہے تو وہ اپنی کتاب پڑھ
لیگا اور ایک چھلکے برابر اسپر ظلم نہ ہوگا اور جو کوئی ان مدعوین مین سے اس دنیا مین اندھا اور فاقد البصیرۃ ہے اور یہ
وہ شخص ہے جسکو کتاب جانب چپ سے ملیگی سو وہ آخرت مین بھی اندھا ہوگا مراد کوری دل کی ہے اور محتمل ہے کہ مراد
کوری بصر کی ہو کقولہ وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا اور
اٹھاوینگے ہم اسکو قیامت کے دن اندھا وہ کہیگا اے رب کیون اٹھایا تونے مجھکو اندھا اور مین تو تھا دیکھتا اور اس مین زیادتی
عقوبت ہے بعضنے کہا مراد آخرت سے عمل آخرت ہے یعنے وہ عمل آخرت مین اور اسکے امر مین نابینا ہے یا نعم دنیا
وآخرت سے اندھا ہے یا جو کوئی اس دنیا مین جسمین توبہ قبول ہوتی ہے اندھا ہے وہ آخرت مین جہان توبہ نہین
ہے نابیناتر ہوگا جو اس دنیا مین اسکی حجتون سے کور ہے وہ آخرت مین بھی کور ہوگا اور سخت گمراہ کیونکہ اسکو
کوئی رستہ طرف ہدایت کے نہ ملیگا بخلاف اعمے کے کہ بعض احوال مین رہ یاب ہو جاتا ہے ابن عباس نے کہا جو کوئی اس
دنیا مین اندھا ہے اسکی قدرت سے کہ اس نے آسمان زمین پہاڑ دریا آدمی جانور وغیرہا بنائے تو وہ اوصاف آخرت سے

جسکو آنے دیکھا نہیں ہے لہٰذا بعد الحجۃ ہوگا بعض نے کہا یہی اصل تفضیل ہے یعنی اشد عمی لیکن یہ اسی صورت میں ہے
کہ پہر کوئی دلیل ہو کیونکہ اَکمہ کی کوری میں اس طرح نہیں کہا جاتا ہے وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ
لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ﴿٧٣﴾ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْکَ خَلِیْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ
شَیْئًا قَلِیْلًا ﴿٧٤﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰکَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا ﴿٧٥﴾ و
لگے تہے کہ تجہکو بچلا دیں اس چیز سے جو وحی بہیجی ہے ہمنے تیری طرف تا باندہ لاوے تو ہمپر سوا اور تب کر لیتے
تجہکو دوست اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے تجہکو ہشیار کیا تو تو لگ ہی جاتا جہکنے انکی طرف تہوڑا سا تب ضرور چکہاتے
ہم تجہکو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پہر نہ پاتا تو اپنے واسطے ہمپر مدد کرنے والا ف کافر کہتے تہے
اس کلام میں نصیحت کی باتیں اچہی ہیں مگر ہر جا شرک کا عیب لیا ہے یہ بدل ڈال تو ہم سبکو مانیں انتہی اللہ نے خبر دی
کہ ہم نے اپنے رسول کی تائید کی اور انکو ثابت رکہا اور غیر اغیار و کید فجار سے معصوم و سالم کیا اور ہم متولی انکے امر و نصر کے
ہوئے اور ہم نے انکو کسی مخلوق کے سپرد نہیں کیا بلکہ خود انکے ولی و حافظ و ناصر و مؤید و مظفر و مظہر دین اعدا ر
مخالفین پر ہوئے خواہ وہ دشمن مشارق ارض میں ہوں یا مغارب ارض میں ہوں فتح البیان میں کہا ہے اللہ نے
فرمایا قریب تہا کہ یہ کفار تجہکو دہوکے میں اس وحی سے لا کر مفتری بنا دیں اور تو ہمارے امر و نہی و وعد و وعید کو بدل
ڈالے ابن عباس نے کہا امیہ بن خلف اور ابو جہل بن ہشام اور کچہ آدمی قریش نے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آکر کہا آؤ ہماری آلہہ کو چہو لو ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائیں گے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جدائی اپنی
قوم کی سخت گذرتی تہی چاہتے تہے کہ کسی طرح قوم مسلمان ہو جاوے حضرت نے انکے لیے رقت کی اللہ نے یہ آیت
بہیجی جابر بن عبد اللہ نے بہی اسی طرح کہا ہے سعید بن جبیر کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استلام حجر کر رہے تہے
کفار قریش نے کہا ہم تمکو استلام نہ کرنے دیں گے جب تک تم ہمارے آلہہ کا بہی استلام نہ کروگے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ نے اپنے جی میں کہا کہ اگر میں ان آلہہ کو چہو دوں تو کیا نقصان ہے اللہ تو جانتا ہے کہ میں برخلاف
انکے ہوں اسپر یہ آیت نازل ہوئی ابن شہاب نے بہی اسی طرح کہا ہے جبیر بن نفیر کہتے ہیں قریش پاس حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے آئے اور کہا کہ اگر تو رسول ہو کر پاس ہمارے آیا ہے تو ان لوگوں کو جو سوالی اور سقاط مردم تیرے تابع ہو
ہیں اپنی مجلس سے بہگا دے اور دور کر دے ہم تیرے اصحاب بنیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچہ میل خاطر
ہوا اللہ نے یہ آیت وحی کی سیوطی وغیرہ نے کہا ہے کہ ثقیف نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ
انکے وادی کو حرم کر دیں اور اسپر اسلام کیا اسپر یہ آیت آئی اور فرمایا کہ اگر تو تابع انکی ہوا کا ہوگا تو وہ تجہکو اپنا یار بنا لیں گے

لیکن اگر ہم تجھکو حق پر ثابت نہ رکھتے اور ان کی موافقت سے معصوم نکرتے تو قریب تھا کہ تو طرف انکے کچھ جھک جاتا اگر کوئی کہے
مین میل سیر کو لیکن اسکی عصمت نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادنی مراتب رکون سے بھی محفوظ رکھا بالفرض رکون کا کیا ذکر ہے
یہ دلیل ہے عدم ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قشیری نے یہ ذکر کیا ہے اور نظم قرآنی بھی صریح ہے عدم رکون مین اور
اگر تو کبھی تک بہک اس رکون کے جاتا تو ہم تجھکو دگنا مزہ زندگی وموت کا چکھاتے یعنے جو عذاب تیرے غیر کو اس فعل
پر ہوتا دو چند اس سے تجھکو عذاب کرتے دنیا وآخرت مین اسلیے کہ بڑے شخص کی خطا بڑی ہوتی ہے کما قال سبحانہ
ینساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضعف لھا العذاب ضعفین اے عورتو نبی کی جو کوئی
کرلاوے تم مین کام بیحیائی کا صریح دونی ہو اسکو مار دوھری رازی نے کہا حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر اپنے دل مین خواطر شیطان
کو جگہہ دیتا اور ہمت رکون پر باندھتا تو مستحق تضعیف عذاب کا دنیا وآخرت مین ہو جاتا اور تیرا عذاب مشرک کے عذاب سے
دو چند دنیا مین وآخرت مین ہوتا پہر تو کوئی مدد کرنیوالا اپنا ہم پر نہ پاتا جو تجھکو ہمارے عذاب سے مانع ہوتا میناپوری
نے کہا قرب فتنے کا دلیل وقوع پر فتنے مین نہین ہے اور تہدید معصیت پر دلیل اقدام کی اوپر نہین ہوتی ہے
لہذا اس آیت سے طعن عصمت مین لازم نہین آتی ہے وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْکَ مِنْھَا
وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا ع
تَحْوِیْلًا ۝ وہ تو لگے تہے گبہرانے تجھکو اس زمین سے کہ نکالدین تجھکو یہان سے اور تب نہ ٹہیرینگے تیرے پیچھے مگر
تہوڑا دستور پڑا ہوا ہے اُن رسولون کا جو تجسے پہلے بہیجے ہمنے اور نہ پاوے گا تو ہماری دستور مین تفاوت
ف کہاہے کہ یہ آیت حق مین یہود کے اتری ہے انہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشارہ کیا تہا
کہ تم شام مین جا رہو شام بلاد انبیا ہے اور مدینے کا رہنا چھوڑدو لیکن یہ قول ضعیف ہے اسلیے کہ یہ آیت مکی ہے
اور سکونت مدینے کی بعد اسکے ہوئی تہی بعض نے کہا یہ آیت تبوک مین اتری ہے لیکن اسکی صحت مین نظر ہے
عبدالرحمن بن غنم کہتے ہین کہ یہود نے آکر ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے ابا قاسم اگر تم اس
بات مین سچے ہو کہ تم نبی ہو تو تم شام کو چلے جاؤ کیونکہ شام زمین محشر ہے اور زمین ہے پیغمبرون کی حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی تصدیق کی اور تبوک کا غزوہ کیا بارادہ شام جب تبوک مین پہونچے اللہ نے کچھ
آیات سورہ بنی اسرائیل نازل کیے بعد ختم سورت کے وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ الخ اور اللہ نے حکم واپسی کا
طرف مدینے کے دیا اور کہا تمہارا جینا مرنا اسی مدینہ مین ہوگا اور تم اسی جگہہ سے مبعوث ہوگے رواہ البیہقی لیکن
اس اسناد مین نظر ہے اور ظاہر تر یہی ہے کہ یہ اسناد صحیح نہین ہے اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ

تبوک کا کچھ یہود کے کہنے سے نہیں کیا تھا بلکہ واسطے بجا آوری حکم خدا کے کیا تھا یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ
مِنَ الْکُفَّارِ یعنی لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے وقال تعالیٰ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا
بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ
حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ لڑو ان لوگوں سے جو یقین نہیں کرتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر نہ
حرام جانیں جو حرام کیا اللہ نے اور اسکے رسول نے اور نہ قبول کریں دین سچا جو کتاب والے ہیں جب تک دیویں جزیہ سب
ایک ہاتھ سے اور وے بے قدر ہوں اس غزوہ میں یہی مقصود تھا کہ جو صحابہ موتہ میں مارے گئے ہیں انکا قصاص
انتقام لیں اور اگر یہ بات صحیح ٹھیری تو حدیث ابوامامہ اسی پر محمول ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اُنْزِلَ
الْقُرْاٰنُ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَمْکِنَۃٍ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ وَالشَّامِ قرآن تین جگہوں میں نازل ہوا ہے مکہ اور مدینہ اور شام میں ولید
بن مسلم نے کہا شام سے مراد بیت المقدس ہے لیکن تفسیر شام کی ساتھ تبوک کے بہتر ہے قول ولید سے واللہ اعلم بعض
نے کہا یہ آیت حق میں کفار قریش کے اتری ہے انہوں نے قصد کیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے درمیان میں
سے نکالدیں اللہ نے انکو یہ آیت سمجھکر توعد کیا اور فرمایا کہ اگر وہ پیغمبر کو نکالدیں گے تو بعد اس اخراج کے تھوڑی ہی کم میں یا وہ
نہ رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد شدت ایذا اہالی مکہ کے ہجرت کی تو ڈیڑھ برس
سے زیادہ وقفہ نہ ہوا کہ اللہ نے انکو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موضع بدر میں غیر میعاد پر جمع کرکے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو انپر تمکن و تسلط دیا اور فیروزمند کر دیا یہانتک کہ اشراف قریش مارے گئے اور انکے سردار اسیر ہو گئے یہ
اللہ نے فرمایا کہ ہماری عادت حق میں مکذبین رسل کے یہی ہے کہ جب وہ رسل کو ایذا دیتے ہیں تو رسول انکے درمیان
سے باہر نکل جاتے ہیں اور انپر اللہ کا عذاب آتا ہے اور غضب ٹوٹ پڑتا ہے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول الرحمۃ نہ
ہوتے تو ایسا ہی انتقام دنیا میں آتا کہ کوئی اسکا سامنا نہ کر سکتا و لیکن اللہ پاک نے فرمایا ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ
وَاَنْتَ فِیْھِمْ الآیۃ اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا انکو جب تو تھا ان میں فتح البیان میں کہا ہے کفار مکہ نے چاہا تھا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی دشمنی و مکر سے تنگ کر زمین مکہ سے باہر نکالدیں لیکن یہ بات انسے نہ بنی بلکہ اللہ نے انکو اس امر سے
باز رکھا حتیٰ کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اپنے رب کے حکم سے ہجرت کی استفزاز کے معنی میں ازعاج کے ہلاک
اخراج کا ارادہ اخراج پر بعید تجوز ہے ابن عباس نے کہا مراد لیث قلیل سے یوم بدر ہے ابن الانباری نے کہا خلاف
بمعنی مخالفت ہے قتادہ نے کہا مراد اہل مکہ ہیں انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے غائب
کردیں پھر اللہ نے دن میں سبکے انکو ہلاک کر دیا اور پھر زیادہ نہ ٹھیرے برباد ہو گئے اللہ کی سنت دربارہ رسل یونہی تھی انبیا

ساری ہے کہ قوم جب اپنے پیغمبر کے ساتھ یہ طرح پیش آتی ہے تو اللہ اسکو برباد کر دیتا ہے اور اس سنت مین اسکی تحویل تبدیل
تغییر کو کچھ دسترس نہین ہوتا ف مترجم ۱۲۷۴ ہجری سے اس جگہ بصیغہ ملازمت ریاست بسر کرتا تہا ۱۲۸۵ ہجری مین تعلق ملازمت
کا مبدل بہ قرابت مدرسہ ہوگیا ۱۲ سال تک انتظام اور کسر التیام اس جگہ کا بہ تبعیت والی ملک میری وساطت سے ہوتا تہا اور
عروس مملکت اپنے شباب پر پہنچی کہ اتنے مین اخوان شیاطین و ارکان ضلال کی نظر بد نے سال ۱۳۰۲ کا خانہ دین و دنیا کا
سے برہم و درہم کر دیا اور ایک چشم زخم مجھکو اور متولی ریاست کو پہنچا وجہ اس ہنگامے کی بجز اسکے کچھ نہ تہی کہ بعض ظالمونے
برخلاف عقل و نقل اپنا مختار ہونا چاہا العیاذ ارکان نے جو کہ پروردہ آغوش نمک حرامی و محسن کشی و احسان فراموشی اور خائن
ترشی و تہی مایش تھے اور شناعت توحید خالص و ایثار دین علی الدنیا سے سخت بیزار اپنا قبضہ جملہ ابواب دخل و
خرج پر چاہا جب یہ مدعا ان کو حاصل نہ ہوا تو غایت انکے جد و جہد و سعی و جہاد کی یہ ہوئی کہ امور خیر مین فتور آگیا اور
رسوم و آئین مملکت بدل گئے ایک نقصان عظیم اور ضغطہ بزرگ نفس و مال و عرض و دین مدرسہ و مدرس کو پہنچا جو کہ ان نگس طینت بد
سرشت نے مقدم و مقدام ان امور عظام و تشتیت احکام شرع عالی مقام کا اور ہدف تیر ملام اس مسکین مستہام کو اپنے ذہن
نا فرجام مین یقین کر رکہا تہا جب دیکھا کہ مکائد ہمارے کما حقہ منتشی نہین ہوتے اگرچہ بناء النظم و نسق مین خلل اور قوت
بازو سے تقوے مین زلل آگیا ہے تب یہ پابندی شیوہ لئام و اینڈ طریقہ طغام بقدر گہبرانا و باشاعت جرائب بے اصل ڈرانا
شروع کیا کہ اگر کوئی دوسرا غیر مستقل مزاج اور غیر معتمد علی رحمۃ اللہ ہوتا تو ہرگز قدم اسکا اس صفوان الملس پر نہ جمتا مینے انکی
اس بے راہ اخراج و تہدید و قرقی جایداد کو نسبت اپنے جس کے لیے انہون نے بصرف زر خطیر طبقات ارض و سما کے ایک جا کیے
تہے اسکے لطف عمیم و کرم عمم و عنایت و حمایت اعظم پر چہوڑ دیا جسطرح کہ میرے جد اعلی و اکرم رسول خدا صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم نے ایذائے اہل مکہ و اصحاب جاہلیت پر تحمل کیا تہا مینے اس تلاطم و طوفان مین کسی غریب بے دم اور کسی نفر زمرہ مشیر
وکم کی شمالی نہین کی اور نہ کسی حاکم و فرمانفرما کے روبرو عجز و انکسار و عفو و استغفار کا اظہار کیا بلکہ محض رحمت ارحم الراحمین
و کرامت اکرم الاکرمین پر معتمد رہا و لہذا اللہ تعالی نے وہ رحم و کرم میرے حال پر اختلال پر فرمایا جسکا دسوان شکر بہی عمر
مین بہی مجھسے ادا نہین ہو سکتا ہے اگرچہ ہر موئے تن میرا ایک زبان جداگانہ کیون نہ ہو جاوے وکیف وقد قیل ؎

لَوِ اتَّفَقَ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ اَجْمَعُوْا | يُرِيْدُوْنَ اِيْلَامًا لِامْرِءٍ نَمْلِكُهٗ
يَكُوْنُ لَهٗ رَبُّ السَّمٰوٰتِ نَاصِرًا | لَمَا ظَفَرُوْا مِنْهَا بِاَدْنٰى مَضَرَّةٍ

بالجملہ مقصود میرا اس جگہ اس حکایت و شکایت سے بحکم الشَّیْءُ بِالشَّیْءِ یُذْکَرُ صرف اسی قدر ہے کہ بفحوائے
الولد سر لابیہ اللہ تعالی نے بہ اتباع سیرت خیر الانام بعض اذیت و تکلیف دنیاوی مین مجھکو بہی مصداق اپنے بعض

کلام بلاغت نظام کا زمانہ پایا اور درجہ صبر و شکر سے بقدر میرے امکان کے مجھکو محروم نہ رکھا وللہ الحمد واللہ میرے لیے اتنی ادنیٰ مناسبت بھی ساتھ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کافی وافی شافی ہے اور جب مین مصداق اس آیت کا ہوا وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا تو میرے غالب عدا بھی مصداق بعد اس آیت کے ہو گئے وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا فتح البیان مین نیچے اس لفظ کے کہا ہے کہ اسکا لَا یَبْقَوْنَ بَعْدَ اِخْرَاجِكَ اِلَّا لُبْثًا اَوْ زَمَنًا قَلِیْلًا حَتّٰی یَهْلِکُوْا ثُمَّ یُعَاقَبُوْنَ عُقُوْبَةً تَسْتَاْصِلُهُمْ جَمِیْعًا انتہی یعنے تیرے نکل لینے کے بعد یہ تھوڑا زمانہ ہی رہین گے یہانتک کہ ہلاک ہو جاوین پھر ایسا عذاب کیے جاوین گے جو انکی بیخ کنی کردے سب کی چنانچہ جو لوگ اس واقعے کے طالب تھے وہ اسجگہ سے نکال دیے گئے اور عمدہ معاش و خدمات سے محروم رہے جو کہ قبل اس ارادت و نیت کے انکو حاصل تھی ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اور پھر ان کا لبث اسجگہ بہت کم مدت ہوا ایک دو سال ہی کے اندر اکثر معزول و برطرف ہو کر خارج ہو گئے اور بعض کو ان مین سے موت بھی آ گئی اور بعض محبوس ہوئے اور بعض سرخیل فساد کے ذلیل و خوار ہین اور بعض کے لیے انتظار عقوبت عاجلہ یا آجلہ ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو — گندم از گندم بروید جو ز جو

الحمد للہ تعالیٰ کہ جو اوج و عروج مجھکو اسجگہ حاصل ہوا تھا کوئی دستکاری میری بابت اسکے آغاز و انجام کار مین نہ تھی بلکہ مین ہمیشہ ان اضافات سے اپنے دل مین کنارہ و دستکش رہا کرتا ہون اور ان افاعیل و صنائع کو اپنے حق مین مقدرات ازلیہ کا ظہور سمجھکر چار و ناچار خاموش ہون ؎

آنچہ نصیب است ہم مے رسد — ورنہ ستانی بستم مے رسد

اور جب سے یہ قصہ پیش ہوا ہے تب سے اور بھی دلکو ان اضافات و انتسابات سے ایک نفرت کلی حاصل ہو گئی ہے جسکے بارے مین کہہ سکتا ہون کہ لَا یُعَادِلُ قَدْرَهٗ وَلَا یَبْلُغُ مَدَاهُ میری آرزو دنیا مین ہرگز حصول حکومت و دولت و رفع منزلت و علو مرتبت نہین تھی بلکہ مین تہ دل سے اس امر کا خواہان ہون کہ اللہ تعالیٰ ان مدارج عمر و دولت کی ترقی میرے اعدا کو بدرجہ کمال نصیب کرے مجھے اپنی ذات کے لیے بلکہ اخلاف کے لیے بھی قدر مایکفی جو کفاف سمجھا جاتا اور سد رمق کے لیے تکفاف ہو اور جس مین نوبت التجا کی سامنے کسی خرد و بزرگ کے نہ آئے اور سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی کے در و گھر پر کمر بستہ جانا نہ پڑے اور یہ حیات مستعار جہان فانی ساتھ عزت و آبروئے دینی و دنیاوی کے کٹ جائے بس ہے اور غایت تمنا جسکے بعد پھر کوئی غایت و تمنا ہو یہی کہ قبض روح کا

کلمہ طیبہ شہادت صادقہ و اخلاص توحید رب العباد پر بہ راہ انابت و رجوع و توبہ کے معاصی صوری و معنوی و آثام ظاہر و باطنہ و ذنوب صغار و کبار و تبری انواع شرک و کفر و بدع و فتن سے قبل لبیک داعی اجل نصیب ہو اللہم آمین اور اب بقیہ عمر اس جیق جیق و بق بق ابنائے دنیا و معاملات خلق و فصل خصومات رعایا اور قضایائے برایا اور دیگر خبایائے زوایا و ظواہر و خفایا سے نجات تام و عافیت عام حاصل ہے کیونکہ اس مدت دراز میں سب طرح کے حوادث احوال گذر گئے اور حقائق دنیائے ناپائدار کا تجربہ اور احباب و اعدا کا امتحان بخوبی ہوگیا ع بہار دیدیم و گل دیدیم و خزان دیدیم + و لنعم ما قیل دنیا بہ نہر طالوت می ماند غرفہ ازان حلال ست زیادہ حرام ست

درین دیار کہ شاہی بہ ہر گدا بخشند ... غنیمت ست کہ ما را ہمین رہا بخشند

اب عمر ۷۰ سال کو پہنچی موت کا سایہ سر پر آیا اللہ تعالیٰ دنیا طلبی و بدکرداری اور جملہ اخلاق ذمیمہ سے طہارت کلی عطا فرماکر لائق اپنے رحم و کرم و عفو و غفران کے کرے وَمَا ذٰلِكَ عَلَيْهِ بِعَزِيْزٍ

رقم سپید و سیاہ من بزمین شکستہ نگاہ من ... چہ من و چہ قدر گناہ من کہ عظیم نام غفور تو

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ٥ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ٥ کھڑی رکھ نماز سورج کے ڈھلنے سے رات کی اندھیرے تک اور قرآن کا پڑھنا فجر کا بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے روبرو اور کچھ رات جاگتا رہ اسمیں یہ بڑھتی ہے تجھکو شاید کھڑا کرے تجھکو تیرا رب تعریف کے مقام میں یعنے نیند سے جاگ کر قرآن پڑھا کر یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھکو مرتبہ بڑا دینا ہے وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکیگا تب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کرکے خلق کو چھڑا دینگے تکلیف سے انتہی ف اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم نماز فرض پنجگانہ اوقات صلوات خمس میں قائم رکھو دلوک شمس سے مراد غروب آفتاب ہے یہی قول ہے ابن مسعود کا مجاہد و ابن زید بھی اسی کے قائل ہیں ابن عباس نے کہا مراد دلوک سے زوال مہر ہے ابن عمر بھی اسی کے قائل ہیں بلکہ ایک روایت میں ابن مسعود و مجاہد و حسن و ضحاک و ابو جعفر باقر و قتادہ کا قول بھی یہی ہے اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے حدیث جابر بن عبد اللہ اسی کی شاہد ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اور جسکو انکے اصحاب میں سے چاہا دعوت کی سب نے میرے ساتھ کھانا کھایا پھر باہر نکلے جب کہ سورج ڈھل گیا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے باہر آکر فرمایا باہر نکلو اے ابو بکر کہ یہ وقت دلوک شمس کا ہے اس صورت میں اوقات نماز پنجگانہ کی اس آیت کا شامل ہیں گے دلوک سے تا غسق یعنے تاریکی شب

بعض نے کہا غروب شمس سے نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا لی گئی ہے اور قرآن فجر سے نماز صبح اور سنت مطہرہ نے
متواتر تفاصیل ان اوقات کی جیسے کہ آج کے دن اہل اسلام میں اور خلف و سلف نے تلقی اسکی فرما بعد قرن کی ہے
بیان کر دی ہے کما ہو مقرر فی موضعہ ولله الحمد والمنۃ ابو ہریرہ نے مرفوعاً کہا ہے کہ نماز فجر میں ملائکہ شب و ملائکہ
روز حاضر ہوتے ہیں بخاری کا لفظ اسے مرفوعاً یون ہے کہ فضل نماز جمیع کا نماز واحد پر ۲۵ درجہ ہے اور رات
کے فرشتے اور دن کے فرشتے نماز صبح میں مجتمع ہوتے ہیں ابو ہریرہ نے کہا تمہارا جی چاہے تو تم یہ آیت پڑھو (وَ
قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا) اور صبح کو قرآن پڑھ صبح کو قرآن کا پڑھنا حاضر کیا گیا ہے ترمذی کا لفظ
اسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تَشْهَدُهُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ حاضر ہوتے ہیں اسمین فرشتے
رات اور دن کے فرشتے رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ صحیحین
کے لفظ ابو ہریرہ سے مرفوعاً یون آیا ہے يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ
فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَفِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَيَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ كَيْفَ
تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ اَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ آتے باری ہین تم مین رات
اور دن کے فرشتے اور صبح اور عصر کے نماز میں جمع ہو جاتے ہیں اور جنہوں نے تم میں رات کاٹی ہوتی ہے وہ چڑھ جاتے
ہیں تو انسے انکا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ انسے خوب واقف ہے کہ تم نے میرے بندون کو کس حال میں چھوڑا ہے وہ کہتے
ہیں ہم انکے پاس آئے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور ہم نے انکو چھوڑا اور وہ نماز پڑھتے تھے ابن مسعود نے کہا جمع ہوتے
ہیں دو پہرے والے نماز فجر میں ایک اوپر چڑھ جاتا ہے اور دوسرا قائم رہتا ہے یہی قول ہے ابراہیم نخعی و مجاہد و قتادہ
وغیر واحد کا تفسیر میں اس آیت کی رہی وہ حدیث جسکو ابن جریر نے اسجگہ ابو الدرداء سے مرفوعاً روایت کیا ہے سو وہ
حدیث نزول ہے کہ اللہ تعالی آسمان دنیا پر ہر شب اتر کر فرماتا ہے ہے کوئی استغفار کرنیوالا کہ استغفار کرے اور میں اسکو
بخشدون اور ہے کوئی سوال کرنیوالا کہ میں اسکو عطا کردون مجھے پکارے میں اسے جواب دون طلوع فجر تک یہی ہوا کرتا ہے
ولہذا قرآن فجر کو مشہود کہا ہے کیونکہ اس میں اللہ اور رات و دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اس حدیث میں تفرد ہے
ساتھ اس روایت کی اور اسی سند سے یہ حدیث سنن ابو داود میں بھی آئی ہے پھر اللہ نے بعد اقامت نماز فرض کے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم قیام لیل کا دیا جس طرح کہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے پوچھا کون نماز افضل ہے بعد مکتوبہ کے فرمایا نماز شب لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نماز کا حکم دیا گیا
کیونکہ بقول علقمہ و اسود و ابراہیم نخعی و غیر واحد تہجد وہ ہے جو بعد نوم کے ہو لغت عرب میں بھی اسی طرح معروف ہے اور

احادیث سے بھی یہی ثابت ہے کہ حضرت تہجد بعد خواب کے پڑھتے تھے ابن عباس و عائشہ وغیرہ واحد سے صحابہ مین سے اسی طرح
کہا ہے کما ہو مبسوط فی موضعہ حسن بصری نے کہا تہجد وہ ہے جو بعد عشا کے ہو یہ محمول ہے اس بعد نوم پر پڑھنے نافلۃً لک
مین اختلاف ہے بعض نے کہا یعنی تم سے پیغمبر کیلیے ساتھ وجوب اس نماز کے مخصوص ہو یہ قیام لیل حق مین حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرض مین اسکے واجب تہا ابن عباس اور ایک قول مین امام شافعی وعلماء کے یون ہی ہے
اسی کو ابن جریر نے بہی اختیار کیا ہے بعض نے کہا یہ قیام حق مین سید الانام کے نافلہ تہا علے الخصوص اسلیے کہ آپکے
سارے اگلے پچھلے گناہ بخشدیے گئے تہے رہی امت اسکی سو نماز نافلہ مکفر انکے ذنوب کی ہوتی ہے یہی قول ہے مجاہد
کا اور اسی طرح مسند احمد مین ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے بہی آیا ہے اس فعل کے کرنے پر اللہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے یہ وعدہ کیا ہم تم کو مقام محمود مین کھڑا کرینگے جسجگہہ ساری خلائق تمہاری تعریف کریگی اور نیز خالق جملہ خلائق تبارک
وتعالی ابن جریر کہتے ہین اکثر اہل تاویل نے کہا ہے کہ مقام محمود وہ جگہہ ہے جہان دن قیامت کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کھڑے ہونگے اور لوگون کی شفاعت کرینگے تاکہ انکا رب شدات سے اسدن کے لوگون کو آرام دے حذیفہ کہتے ہین لوگ
ایک زمین مین فراہم کیے جاوینگے داعی انکو سنائیگا اور نگاہ اثر کریگی سب ننگے پاؤں ننگے بدن ہونگے جس
طرح کہ پیدا ہوئے تہے یہ قیام یون ہوگا کہ کوئی نفس بغیر اللہ کے حکم کے بات نہ کریگا اللہ تعالی ندا کریگا اے محمد حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہینگے لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ
هَدَيْتَ وَعَبْدُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَإِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَ
تَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ ہم تیری خدمت مین حاضر ہین پہر حاضر ہین اور بہلائی تیرے ہاتہ مین ہے اور
برائی تیری طرف منسوب نہین ہے اور ہدایت پایا وہ ہے جسکو تو ہدایت کرے اور تیرا بندہ تیرے آگے ہے اور تیری طرف سے ہے
اور تیری طرف آیا ہے تیرے عذاب کے بچنے کی جگہہ تیرے سوا اور کوئی نہین ہے تو بابرکت ہے اور بزرگ ہے اے بیت الحرام
کے رب تو پاک ہے سو یہی ہے وہ مقام محمود جسکا ذکر اللہ نے کیا ہے ابن عباس نے کہا مقام محمود مقام شفاعت ہے یہی
قول ہے مجاہد وحسن بصری کا قتادہ نے کہا ہے اول زمین دن قیامت کے حضرت ہی سے منشق ہوگی اور آپ اول
شافع ہین اہل علم کا یہ اعتقاد ہے کہ یہی وہ مقام ہے جسکے حق مین فرمایا ہے عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَحْمُودًا قریب ہے کہ تیرا رب تجہکو مقام محمود مین اٹہاوے گا ابن کثیر کہتے ہین لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَشْرِيفَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَشْرَكُهُ فِيهَا أَحَدٌ وَتَشْرِيفَاتٌ لَا يُسَاوِيهِ فِيهَا أَحَدٌ فَهُوَ أَوَّلُ
مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَيُبْعَثُ رَاكِبًا إِلَى الْمَحْشَرِ وَلَهُ اللِّوَاءُ الَّذِي آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ تَحْتَهُ وَلَهُ

المؤمن الذی لیس فی الموقف اکثر واردا منہ وله الشفاعة العظمی عند الله تعالی لیاتی لیفصل القضاء بین الخلائق وذلک بعد ما یسأل الناس آدم ثم نوحا ثم ابراهیم ثم موسی ثم عیسی فکل یقول لست لها حتی یاتوا الی محمد صلی الله علیه وسلم فیقول انا لها انا لها کما سنذکر ذلک مفصلا فی هذا الموضع ان شاء الله تعالی یعنے سب سے پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر سے اٹھین گے اور محشر مین سوار ہو کر جائین گے اور آپکے نشان کے نیچے آدم ہونگے اور سب سے زیادہ ہجوم خلق کا آپ ہی کے حوض پر ہوگا اور آپ ہی وہ بڑی شفاعت کرینگے جس سے انبیا اولوالعزم پہلو تہی کر جاینگے اور آپ کی شفاعت اون اقوام کے حق مین بہی ہوگی جنکو حکم دوزخ کا ہو چکا ہوگا وہ دوزخ سے پہیر لائے جاینگے اور سب پیغمبرون مین پہلے آپ ہی کی امت کا فیصلہ ہوگا اور سب سے پہلے آپ ہی مع امت پل صراط سے گذرین گے اور سب سے پہلے آپ ہی جنت مین شفیع ہونگے جسطرح کہ صحیح مسلم مین آچکا ہے حدیث صور مین آیا ہے کہ سارے مومنین داخل نہ ہونگے جنت مین مگر آپ ہی کی شفاعت و سفارش سے اور سب سے پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت کی امت سب امتون سے اول بہشت مین جائے گی اور بعض اقوام کے حق مین شفاعت رفع درجات کے فرمائین گے جنکو وہ بسبب اعمال کے نہ پا سکتے تہے آپ صاحب وسیلہ ہین یہ وسیلہ ایک اعلے منزلت جنت مین جو کسی کو سوائے حضرتؐ کے لائق نہین ہے اور جب اللہ تعالی اذن شفاعت کا واسطے عصاۃ کے دیگا تو پہر فرشتے اور نبی اور مومنین سب ہی شفاعت کرنے لگین گے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ایک خلائق کے لیے ہوگی جنکی گنتی اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا غرضکہ آپکے برابر یا آپکی طرح کوئی شفاعت نہ کرے گا وکل لبسطت ذلک مستقصی فی اخر کتاب السیرة فی باب الخصائص ولله الحمد والمنة اور مینے اسکو کتاب السیرة کے باب الخصائص مین کامل طور پر بیان کیا والله الحمد والمنة اب ہم ذکر احادیث مقام محمود کا کرتے ہین وبالله المستعان اور اللہ سے امید کرتے ہین کہ ہمکو زمرہ شفاعت سید الشافعین و خاتم النبیین میں داخل کرکے بخشدے ؎

نماند بعصیان کسے در گرو | کہ دارد چنین سید پیشرو

ابن عمر نے کہا ہے لوگ دن قیامت کے گہٹنون کے بل ہونگے ہر امت اپنے نبی کے پیچہے چلے گی اور کہے گی اے فلان شفاعت کر اے فلان شفاعت کر یہانتک کہ شفاعت طرف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتہی ہوگی یہی وہ مقام محمود ہے جہان اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہڑا کرے گا رواہ البخاری ابن جریر ابن عمر سے رفعا راوی ہین کہ سورج نزدیک آجائیگا یہانتک کہ پسینا نصف گوش تک پہونچے گا اس درمیان میں

لوگ تم سے زیادہ ہی جا رہیں گے وہ کہیں گے میں تمہارا صاحب نہیں ہوں پھر موسیٰ کے پاس ہو وہ بھی اسیطرح کہیں گے
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تب حضرت خلق کی شفاعت کرینگے اور روانہ ہو کر حلقہ باب بہشت کو پکڑینگے
اسدن اللہ انکو مقام محمود میں کھڑا کریگا وَهٰكَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الزَّكوٰةِ وَزَادَ يَحْمَدُهُ اَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ
اور ایسا ہی اسکو بخاری نے کتاب الزکوٰۃ میں روایت کیا اور زیادہ کیا اور آپکی اہل موقف تعریف کرینگے بخاری جابر بن
عبداللہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی وقت سننے اذان کے یوں کہیگا اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ
وَالصَّلوٰةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ یعنی
یا اللہ اس کے رب اور اس نماز قائم ہونے والی کے مالک تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ دے اور فضیلت اور اسکو
مقام محمود میں اٹھا جسکو تو نے اسکے ساتھ وعدہ کیا ہے تو میری شفاعت واسطے اسکے دن قیامت کے ہوگی اِنْفَرَدَ
بِهٖ دُوْنَ مُسْلِمٍ ابی بن کعب کا لفظ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام و خطیب
و صاحب شفاعت انبیا ہونگا بغیر فخر کے اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَابْنُ مَاجَةَ
دوسری روایت میں آیا ہے کہ اسدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہیں گے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
لِاُمَّتِيْ یا اللہ میری امت کو بخش یا اللہ میری امت کو بخش اور فرمایا دیر کی میں نے تیسری مرتبہ میں اسدن کے لیے جسپر
مین خلق طرف میری راغب ہوگی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام انس کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجتمع ہونگے
مومنین دن قیامت کے اونکو الہام ہوگا وہ کہیں گے کاش ہم سفارش چاہتے اپنے رب پر تو ہمکو اس جگہ سے آرام بخشتا
پھر پاس آدم کے آئیں گے اور کہیں گے اے آدم ابو البشر ہے تجھکو اللہ نے اپنی ہاتھ سے پیدا کیا اور تیرے لیے اپنے
فرشتوں سے سجدہ کرایا اور تجھکو ہر شے کا نام سکھایا تو ہماری شفاعت کر پاس اپنے رب کی یہانتک کہ ہم کو اس جگہ سے
راحت دے آدم ع انسے کہیں گے لَسْتُ هُنَاكُمْ یعنے میں اس کام کو نہیں کر سکتا ہوں اور اپنے گناہ کا جو انسے
ہوگیا تھا ذکر کرینگے اور رب عز و جل سے شرمائیں گے اور کہیں گے لیکن تم یہ کام کرو کہ پاس نوح ع کے جاؤ کہ وہ پہلے
رسول ہیں جنکو اللہ نے طرف میں اہل زمین کے بھیجا تھا تب وہ پاس نوح ع کے آئیں گے وہ بھی لَسْتُ هُنَاكُمْ کہیں گے
اور اپنے خطیہ کا ذکر کرینگے کہ بے جانے اپنے رب سے سوال کیا تھا اور شرمائیں گے ولکن تم پاس ابراہیم ع خلیل کے
جاؤ تب انکے پاس آئینگے وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں تم پاس موسے ع کے جاؤ وہ ایک
ایسے بندے ہیں جن سے اللہ نے بات چیت کی اور انکو توریت دی تب پاس موسے کے آئیں گے موسے کہیں گے
لست ھناکم اور ذکر اس نفس کا کرینگے جسکو بغیر نفس کے مار ڈالا تھا اور اپنے رب سے شرمائیں گے ولکن تم

پاس عیسیٰ علیہ السلام کے جاؤ وہ اللہ کے بندے و رسول اور کلمہ اور روح ہین تب پاس عیسیٰ علیہ السلام کے جاوینگے وہ
کہینگے کہ نہین ہون مین اس لائق نہین ہون لیکن تم پاس محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاؤ یہ ایسے بندے ہین کہ اللہ نے
انکے سارے اگلے پچھلے گناہ بخشدیے ہین تب وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے تب مین اٹھکر درمیان دو صفون مومنین
کے چلونگا اور اپنے رب سے اذن چاہونگا جب اپنے رب کو دیکھونگا سجدہ مین گر پڑونگا جب تک اللہ چاہیگا
مجھکو سجدے مین پڑا رہنے دیگا پھر کہیگا اے محمد سر اوٹھا کہہ تیری بات سنی جائیگی شفاعت کر تیری شفاعت مقبول
ہوگی مانگ تجھکو ملیگا مین سر اوٹھا کر وہ حمد کرونگا جو مجھکو وہ سکھاوے گا پھر شفاعت کرونگا فَیَحُدُّ لِی حَدًّا یعنے
میرے لیے ایک حد مقرر کردیگا مین انکو بہشت مین داخل کرونگا پھر دوبارہ پاس اسکے جاؤنگا اور اپنے رب کو دیکھکر سجدے
مین گرونگا مجھکو جب تک چاہیگا سجدہ مین چھوڑ رکھیگا پھر فرماوے گا اے محمد سر اوٹھا قُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ
وَسَلْ تُعْطَهْ تو کہہ تیری بات سنی جاوےگی اور تو سفارش کر تیری سفارش منظور ہوگی اور تو مانگ تو دیا جائیگا مین
سر اوٹھا کر تحمید کرونگا جو مجھکو سکھاویگا پھر شفاعت کرونگا فَیَحُدُّ لِی حَدًّا تو میرے لیے ایک حد مقرر ہوگی مین انکو بہشت
مین داخل کرونگا پھر سہ بارہ پاس اسکے جاؤنگا اور اپنے رب کو مین سجدہ کرونگا وہ مجھکو چھوڑ دیگا جب تک کہ چاہیگا پھر
کہا جائیگا اِرْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ سر اوٹھا اے محمد تیری بات سنی جاویگی اور مانگ تجھے
ملیگا اور سفارش کر منظور ہوگی مین سر اوٹھا کر اسکی وہ حمد کرونگا جو مجھکو تعلیم کردے گا پھر مین شفاعت کرونگا فَیَحُدُّ لِی
حَدًّا پھر مین انکو بہشت مین لیجاؤنگا پھر چوتھی بار پاس اپنے رب کے آؤنگا اور کہونگا اے رب باقی نہین مگر وہ شخص کہ جسکو
قرآن نے روک رکھا ہی فرمایا پھر نکلے گا آگ سے وہ شخص جسنے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے اور اسکے دل مین برابر ایک جو کی خیر ہوگی
پھر آگ سے وہ شخص باہر ہوگا جسنے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے اور اسکے دل مین برابر سوئی کے خیر ہوگی پھر وہ شخص آگ سے نکلے
گا جسنے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے اور اسکے دل مین ایک ذرہ کی خیر ہوگی رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاہُ وَھٰکَذَا رَوَاہُ اَحْمَدُ
اَیْضًا مِنْ طَرِیْقِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَۃَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ بِطُوْلِہٖ فوائد اس حدیث کے بیشمار ہین ازانجملہ ایک اظہار
شرف خاتم الانبیا ہے تمام خلق پر اور یہ دلیل ہے انکے سید المرسلین ہونے پر دوسری قید اذن کی ہے شفاعت مین معلوم
ہوا کہ بے اذن کے شفاعت نہ ہوگی تیسرے تحدید ہے شفاعت مین چوتھے ادنی درجہ مغفرت کا یہ ہے کہ ذرہ برابر ایمان
خالص یعنے توحید دل مین ہو شرک نہو کیونکہ مشرک کی شفاعت و مغفرت نہ ہوگی اگرچہ وہ دنیا بہر عبادت لیکر کیون نہ
آئے پانچوین معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام سے بھی لغزشات ہو جاتے ہین لیکن ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن
ہر خطا سے معصوم و مغفور نکلینگے چھٹے یہ کہ شفاعت اسی کی ہوگی جو کچھ ایمان رکھتا ہے نہ ساری امت مشرکہ دیندار

کی اگر یہ کہو کہ تمہارے بیان سے قول لا الہ الا اللہ سے ثابت ہوا کہ مراد اس قائل سے موحد خالص عاصی ہے نہ مجرد قائل مشرک واللہ
اعلم نضر بن انس انس سے راوی ہین کہ نبی صلعم نے مجھ سے کہا کہ مین کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہون گا کہ اتنے مین عیسی علیہ
السلام میرے پاس آکر کہین گے کہ انبیا تمہارے پاس آئے ہین اے محمد سوال کرتے ہین یا تمہارے نزدیک مجتمع ہوئے
ہین اور اللہ کو پکارتے ہین کہ وہ درمیان ساری امتون کے تفریق فرمائے جہان چاہیے بسبب اُس غم کے جس مین وہ ہین
خلق کو پسینے کی لگام لگ گئی ہے مومن پر پسینا مثل زکام کے ہوگا اور کافر کو موت کی سی بیہوشی ہوگی مین کہونگا
تم منتظر رہو یہانتک کہ مین پھر آؤن پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جا کر عرش کے نیچے کھڑے ہونگے اور وہ چیز دیکھین گے
جو کسی برگزیدہ فرشتے اور نبی مرسل نے نہین دیکھی ہے اللہ عز وجل جبرئیل علیہ السلام کو وحی کریگا کہ تم پاس محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے جاؤ اور اُن سے کہو اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ سر اٹھا اور مانگ تجھے ملے گا اور سفارش
کر تیری سفارش منظور ہوگی مین اپنی امت مین شفاعت کرونگا یہانتک کہ ہر ننانوے انسان مین سے ایک کو پھرا لاؤن گا
طرف اپنے رب عز وجل کے آتا جاتا رہونگا اور کسی مقام مین کھڑا نہ ہونگا لیکن شفاعت کرونگا یہانتک کہ اللہ تعالی مجھکو یہ
بات عطا کرے گا یَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَوْمًا وَاحِدًا مُخْلِصًا
وَمَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ اے محمد اللہ کی مخلوق مین سے اسکو جنت مین داخل کر دے جس نے ایک دن بھی اخلاص سے
کلمہ پڑھا ہے اور وہ اس اعتقاد پر مر گیا ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جسکی موت خالص توحید پر ہوئی ہے وہ بخشا جائیگا اگرچہ
عمل مین قاصر رہا تھا اس قید سے اہل شرک نکل گئے انکی شفاعت و مغفرت نہ ہوگی حدیث بریدہ مین مرفوعا آیا ہے
اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَشْفَعَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَدَدَ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍ وَّمَدَرٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ مین امید کرتا
ہون کہ قیامت کے دن مین زمین کے درختون اور ڈھیلون کے مقدار سفارش کرونگا یہ حدیث نہایت عام و تام
ہے لیکن یہ اطلاق مقید ہے ساتھ توحید خالص کے کما تقدم ابن مسعود کہتے ہین دو نو پسر ملیکہ پاس حضرت صلعم کے
آئے اور کہا ہماری مان اپنے شوہر کا اکرام کرتی تھی اور اولاد پر مہربان تھی پھر ذکر اسکی مہمانداری کا کیا پھر کہا اتنی بات
تھی کہ اوس نے جاہلیت مین دخترون کو زندہ درگور کر دیا تھا فرمایا تمہاری مان آگ مین ہے وہ پشت پھیر کر چلے
اور انکے چہرون پر رنج نظر آتا تھا فرمایا انکو بلا لو وہ پھر آئے انکے چہرون پر خوشی معلوم ہوتی تھی اس امید پر کہ شاید
کوئی امر جدید حادث ہوا ہو فرمایا میری مان بھی تمہاری مان کے ساتھ ہے ایک مرد منافق نے کہا یہ شخص کچھ اپنی مان کے کام
نہ آیا اور ہم اسکے پیچھے چلتے ہین ایک مرد انصاری نے کہا اور اس سے زیادہ کوئی شخص حضرت صلعم سے سوال نہ کرتا تھا
اے رسول خدا کیا تمہارے رب نے کوئی وعدہ کیا ہے تم سے حق مین تمہاری مان یا ان کی مان کے راوی کو گمان ہے

کرانے یہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو فرمایا جو اللہ نے بہیرا جاہے مجھکو اُس نے کوئی طمع اس بارے مین نہین دی ہو اور مین دن قیامت کے مقام محمود مین کہڑا ہونگا انصاری نے کہا ای رسول خدا مقام محمود کیا ہے فرمایا یہ وہ مقام ہے کہ جب تم برہنہ پا برہنہ تن بے ختنے آوٴگے تو سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائیگا اللہ فرمائے گا میرے خلیل کو لباس پہناوٴ دو چادر سفید لائین گے وہ انکو پہن کر روبرو عرش کے بیٹھین گے پہر میرا جامہ لایا جاویگا مین اسکو پہنون گا اور جانب راست عرش ایسی جگہہ مین کہڑا ہونگا کہ وہان کوئی کہڑا نہ ہوگا اسپر اولین و آخرین مجہہ پر رشک کرینگے پہر انکے لیے کوثر طرف حوض کے کہولدی جائیگی منافقین نے کہا پانی بجز حال و رضراض کے جاری نہین ہوتا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا حال اسکا یعنے گل ولائے مسک ہے اور سنگریزے اسکے موتی منافق نے کہا آج کے دن کی سی بات مین نے کبہی نہین سنی پانی جب کیچڑ اور کنکر پر نہیر بہتا ہے توکچہہ گہاس وغیرہ بہی اُگتی ہے انصاری نے کہا اے رسول خدا اس کے لیے کچہہ روئیدگی بہی ہوگی فرمایا ہان شاخین سونیکی منافق نے کہا لم اسمع کالیوم مین نے آج کے دن کی سی بات کبہی نہین کسی شاخ کی روئیدگی ہوتی ہے تو اس مین پتے بہی لگتے ہین یا اُس مین کوئی پہل ہوتا ہے انصاری نے کہا ای رسول خدا اسکے لیے پہل ہوگا فرمایا ہان طرح طرح کے جواہر اور پانی اسکا دودہ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین جو کوئی ایک بار اُسمین سے پیئے گا وہ پہر بعد اسکے کبہی پیاسا نہ ہوگا اور جو کوئی اس سے محروم رہا وہ پہر بعد اسکے کبہی سیراب نہ ہوگا رواہ احمد عبد اللہ کہتے ہین پہر اللہ اذن شفاعت کا دیگا روح القدس جبریل کہڑے ہونگے پہر ابراہیم خلیل اللہ پہر عیسیٰ یا موسیٰ یہ شک ہے راوی کا پہر تمہارے نبی کہڑے ہونگے چوتہی بار اور شفاعت کرینگے آپ کے بعد آپ سے زیادہ کوئی شفاعت نہ کریگا یہی وہ مقام محمود ہے جسکا ذکر اللہ نے کیا ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا رواہ ابوداؤد الطیالسی اذن کی قید ہر شفاعت کے ہر جگہہ لگی ہے فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ جسکے لیے اسکی مرضی ہوگی اسکو بخشنے کے لیے اذن دیگا یہ بات نہین ہے کہ پیغمبر اپنی خوشی سے جسکو چاہین بخشوادین خواہ اسکی مرضی ہو یا نہ ہو مسئلہ شفاعت و اقسام شفاعت کا کتاب تقویۃ الایمان وغیرہ مین بسط سے مذکور ہے یہ خیال ہر گور پرست پیر پرست امام پرست پیغمبر پرست بت پرست جن پرست ستارہ پرست غیر اللہ پرست کا ہو کہ ہمکو ہمارے اولیا و مشائخ و آئمہ ہدے اور انبیا اور ائمہ باطلہ و طواغیت معبودہ شفاعت کرکے نار جہنم سے بہر حال نجات دلوادینگے لیکن تمنا باطل اور رجا عاطل اور خیال محال اور وہم مختل ہے شفاعت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص ہے ساتہ اہل توحید خالص کے جن سے ارتکاب کبائر کا ہوا ہے نہ انواع شرک و بدع مکفرہ کا کہ انکی شفاعت حد اختیار نبوت سے باہر ہے اور حرمت

مین کہ اللہ تعالیٰ خاتم النبیین سید المرسلین کو اذن شفاعت امت مشرکہ کا نہ دیگا تو پھر کسی اور پیر فقیر دستگیر و نحوہم کی کیا
ہستی ہے کہ انکو مرید معتقد کہتے ہیں بہشت مین لے جاوین اور محض مریدی سے کسی مرد صالح کی انکی نجات ہو جاوے لیکن
بات یہ ہے کہ جہل عام ہو گیا ہے اور اسلام غریب اور ایمان عنقا اور اخلاص کیمیا اور علم دفاتر مین ہو گیا ہے اور صدور و
قلوب سے مرفوع ہو گیا اور شیطان کے لشکرون نے ایک جہان کو ہر طرف سے اپنے دام تزویر و اغوا و ضلال مین
پھانس لیا ہے یہانتک کہ اب یہ تلامذہ شیاطین ابلیس لعین کے بھی استاد ہو گئے ہین حدیث کعب بن مالک مین فرمایا
ہے قیامت کے دن لوگ اٹھین گے اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی اور میرا رب عز و جل مجھکو ایک حلہ سبز پہنائیگا پھر مجھکو اذن
دیگا مین جو اللہ چاہیگا وہ کہون گا یہی ہے مقام محمود رواہ احمد ابو الدرداء رفعا کہتے ہین مین اول ان لوگون کا ہون جنکو حکم
سجدہ کرنے کا دن قیامت کے ہوگا اور اول ان لوگون کا ہون جنکو حکم سر اٹھانے کا سجدہ سے دیا جائیگا مین اپنے سامنے
نظر کرونگا اور اپنی امت کو درمیان امم کے پہچانون گا اسی طرح پشت اور جانب راست و جانب شمال نظر کرونگا اور امت کو
پہچانون گا ایک مرد نے کہا اے رسول خدا آپ اپنی امت کو کیونکر پہچانون گے اور امتون مین سے نوح سے لیکر آپ کی امت
تک فرمایا وہ غر محجلین ہونگے اثر وضو سے انکے سوا کوئی غیر ان کا ایسا نہ ہوگا اور مین اسطرح انکو پہچانون گا کہ انکے نامہ
اعمال انکے داہنے ہاتھ مین دیے جاوینگے اور یون پہچانونگا کہ انکی ذریت انکے سامنے دوڑتی ہوگی رواہ احمد صحیح
مین ابو ہریرہ سے مرفوعا آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گوشت لائے اور گوشت ذراع آپ کو دیا یہ ذراع
آپ کو پسند آتا تھا آپ نے ایک بار اسکو دانتون سے نوچکر کھایا پھر فرمایا مین سردار مردم ہون دن قیامت کے تم جانتے
ہو کہ یہ کسلیے پھر اللہ ساری اولین و آخرین کو ایک میدان مین جمع کریگا داعی انکو سنائیگا اور آنکھ ان مین نافذ ہوگی
اور سورج نزدیک آجائیگا لوگ غم و کرب سے وہانتک پہنچینگے جسکی انکو طاقت نہ ہوگی اور نہ اسکو اٹھا سکینگے کہینگے
تم نہین دیکھتے جس حال مین تم ہو اور تمہاری تکلیف کہانتک پہنچ گئی ہے تم نظر نہین کرتے ایسے شخص کو جو تمہاری
شفاعت کرے پاس تمہارے رب کے تب بعض آدمی بعض دیگر سے کہینگے کہ آدم کے پاس چلو پھر پاس آدم کے آوین
گے اور کہینگے اے آدم تم ابو البشر ہو اللہ نے تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تم مین اپنی روح پھونکی اور فرشتون کو حکم
دیا انہون نے تمکو سجدہ کیا اب تم ہماری شفاعت کرو پاس اپنے رب کے تم نہین دیکھتے کہ ہم کس حال مین ہین نہین دیکھتے
کہ ہماری نوبت کہانتک پہنچی آدم کہینگے میرا رب آجکے دن ایسے غیظ و غضب مین ہے کہ کبھی ویسا غصہ پہلے اس
سے نہین کیا نہ بعد اسکے پھر کبھی ویسا غصہ کریگا اور اسنے مجھے ایک درخت سے منع کیا تھا مینے اسکی نافرمانی کی نفسی نفسی
تم کسی اور کے پاس جاؤ نوح کے نزدیک جاؤ تب پاس نوح علیہ السلام کے آکر کہینگے اے نوح تم سب سے پہلے طرف

زمین والون کی بہیجے گئے ہو اور اللہ نے تمہارا نام عبد شکور رکہا ہے تم ہماری شفاعت پاس اپنے رب کے کرو تم نہین دیکہتے
کہ ہم کس حال مین ہین اور کہا تک نوبت ہماری پہونچی نوح کہین گے اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ
قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ میرا رب آج اسقدر غصے ہوا ہے کہ اس سے پہلی ایسا کبہی غصہ نہین ہوا اور
نہ ایسا کبہی غصے ہوگا اور میرے لیے ایک دعوت تہی جو مینے اپنی قوم پر کی نفسی نفسی نفسی تم کسی اور کے پاس جاؤ جاؤ
میرے پاس ابراہیم کے جاؤ تب نزدیک ابراہیم علیہ السلام کے آوین گے اور کہین گے ای ابراہیم تو اللہ کا نبی اور اہل
زمین مین اسکا خلیل ہے اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا آپ نہین دیکہتے اس تکلیف کو جس مین ہم
مین آپ نہین دیکہتے ہم کسحالت مین پہونچے وہ کہین گے اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ
وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ میرا رب آج اسقدر غصے ہوا ہے کہ اس سے پہلے ایسا کبہی غصے نہین ہوا اور نہ ایسا کبہی غصے
ہوگا پہر اپنے کذبات کا ذکر کرکے کہین گے نفسی نفسی نفسی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ جاؤ
پاس موسے کے تب پاس موسی علیہ السلام کے آکر کہین گے ای موسی تو اللہ کا رسول ہے اللہ نے تجہکو اپنی رسالت کے لیے
اور ساتہہ اپنے کلام کے لوگون پر چنا تم نہین دیکہتے کہ ہم کس بلا مین ہین اور ہم کو کیا بلا پہنچی ہے موسی کہین گے کہ میرے
رب کو آج کے دن وہ غصہ ہے کہ پہلے اس سے کبہی ویسا غصہ نہ تہا اور نہ بعد اسکے ویسا غصہ کریگا اور مین نے ایک
نفس کو مار ڈالا تہا جسکے مارنیکا حکم مجہکو نہ تہا نفسی نفسی نفسی یعنے مجہے اپنی ہی جان کی پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ
عیسے کے نزدیک جاؤ وہ عیسے کے پاس آکر کہین گے ای عیسے تم اللہ کے رسول اور اسکے کلمہ ہو جو طرف مریم کے
ڈالا تہا اور اسکے روح ہو اور تم نے مہد مین جب تم بچے تہے لوگون سے باتین کی تہی اب تم ہماری شفاعت پاس اپنے
رب کے کرو اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا تَرٰی مَا قَدْ بَلَغَنَا آپ نہین دیکہتے اس تکلیف کو جسمین ہم ہین آپ نہین دیکہتے
ہم کسحالت کو پہونچے عیسے کہین گے اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ
یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ میرا رب آج اسقدر غصے ہوا ہے کہ اس سے پہلے ایسا کبہی غصے نہین ہوا اور نہ ایسا کبہی غصے
ہوگا اور کسی گناہ کا ذکر نہ کرینگے نفسی نفسی نفسی تم کسی میرے غیر کے پاس جاؤ نزدیک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاؤ تب
پاس حضرت کے آوین گے اور کہین گے اے محمد تم اللہ کے رسول ہو اور خاتم انبیا اللہ نے تمہارے اگلے پچہلے گناہ بخشدیے
اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ وَمَا قَدْ بَلَغَنَا آپ ہماری سفارش کرین اپنے رب کے پاس آپ نہین دیکہتے
ہم کسحالت مین ہین اور کسقدر تکلیف ہمکو پہنچ رہی ہے تب مین جاکر زیر عرش آؤنگا اور اپنے رب کے لیے سجدے مین گرونگا
پہر اللہ مجہپر فتح و الہام محامد و حسن ثنا کا کریگا کہ ویسی فتح کسی پر قبل میرے نہین کی ہوگی تب کہا جائیگا اے محمد ﷺ

اپنا سر اونچا کر اور مانگ تجھکو دیا جائیگا اور شفاعت کر تیری سفارش قبول ہوگی میں سر اٹھا کر کہونگا اُمَّتِی یَا رَبِّ اُمَّتِی یَا رَبِّ اُمَّتِی
یَا رَبِّ میری امت اے میرے رب میری امت اے میرے رب میری امت اے میرے رب تب کہا جائیگا اے محمد داخل کر اپنی امت میں سے اس
شخص کو جس پر حساب نہیں ہے داہنے باب سے ابواب جنت کے اور وہ شریک لوگوں کے ہیں سوا اور ابواب میں پھر فرمایا قسم ہے
اسکی جسکے ہاتھ میں ہے جان محمد کی کہ بیشک مابین دو مصراع کے مصاریع جنت سے اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ درمیان
مکہ و حمیر کے ہے یا جتنا فاصلہ درمیان مکہ و بصریٰ کے ہے أَخْرَجَهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ مسلم کا لفظ ابوہریرہ سے مرفوعاً
یوں ہے کہ میں سید ولد آدم ہوں دن قیامت کے اور اول اُنکا جن سے قبر پھٹیگی دن قیامت کے اور اول شافع اور مشفع ہوں
جریر نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال مقام محمود کا کیا فرمایا یہ شفاعت ہے وَرَوَاهُ
أَحْمَدُ عَنْهُ رَفَعَهُ هُوَ الْمَقَامُ الَّذِي أَشْفَعُ لِأُمَّتِي فِيهِ مقام محمود وہی ہے جسمیں میں اپنی امت کے لیے سفارش
کرونگا عبدالرزاق معمر سے اور وہ زہری سے اور زہری علی بن حسین علیہما السلام سے رفعاً راوی ہیں کہ جب قیامت کا
دن ہوگا اللہ زمین کو پھیلا دیگا جس طرح کہ چمڑے کو پھیلاتے ہیں یہانتک کہ کسی بشر کے لیے نہ ہوگی مگر جگہ دو قدم کی
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر سب سے پہلے میں بلایا جاؤنگا جبرئیل رحمٰن کے داہنے ہونگے تبارک تعالیٰ واللہ
انہوں نے وہ جگہ قبل اسکے نہیں دیکھی ہے میں عرض کرونگا اے رب اس شخص نے مجھے خبر دی تھی کہ تو نے اسکو میرے
پاس بھیجا تھا اللہ عز وجل فرمائیگا سچا ہے پھر میں شفاعت کرونگا اور کہونگا اے رب تیرے بندوں نے تجھکو اطراف
ارض میں پوجا تھا فرمایا یہی ہے مقام محمود وَهَذَا الْحَدِيثُ مُرْسَلٌ ف فتح البیان کا بیان خلاصۃً یہ ہے کہ
جب اللہ پاک نے ذکر الٰہیات و معاد و جزا کا کیا تو اسکے پیچھے ذکر اشرف طاعات کا فرمایا وہ نماز ہے مفسرین کا اجماع ہے
کہ مراد دلوک شمس سے نماز فرض ہے دلوک میں فقط دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد زوال ہے آفتاب کا کہا ہمارے صحابہ واکثر
تابعین اور باقر علیہ السلام اسی طرف گئے ہیں اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ دلوک بمعنی غروب ہے
بعض صحابہ و نخعی و مقاتل و سدی بھی اسی کے قائل ہیں فراء نے کہا دلوک زوال سے غروب تک ہوتا ہے ازہری نے
کہا دلوک کلام عرب میں زوال مہر کو کہتے ہیں میرے نزدیک زوال ہے آفتاب کا نصف نہار سے تاکہ آیت جامع نماز
پنجگانہ رہے ابو عبید نے کہا دلوک بمعنی غروب ہے حدیث عقبہ بن عامر میں فرمایا ہے آئے پاس میرے جبرئیل وقت
دلوک شمس کے جبکہ وہ ڈھل گیا اور پڑھی میرے ساتھ نماز ظہر کی الحدیث اخرجہ ابن جریر ابو برزہ سلمی کہتے ہیں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کی وقت زوال آفتاب کے پڑھتے تھے پھر یہ آیت پڑھی أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ
حاصل یہ ہے کہ لفظ دلوک جامع ہر دو معنے ہے کیونکہ اصل دلوک میل ہے سورج ڈھلتا ہے یا ڈوبتا ہے تو مائل ہوتا ہے

اور جملہ ہے لکن حمل کرنا اس سوال پر اولیٰ تر ہے اسلیے کہ قائل اسکے بہت ہیں اور بصورت اس حمل کے آیت اب ساری موقیت
صلوٰۃ کو جامع ہو جاتی ہے اور قول ثانی پر نماز ظہر و عصر خارج رہتی ہے غسق سے مراد اجتماع ظلمت ہے قالہ ابن عباس یا
مغیب شفق یہ لفظ مستعمل مغرب و عشا ہر دو ہے لغت میں غسق بمعنے دخول اول لیل ہے اور بعض نے کہا سواد لیل و
ظلمت لیل بعض نے اس غایت سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ نماز ظہر کا وقت زوال سے تا غروب ممتد ہوتا
ہے مالک سے جواز اسکا اور شافعی سے حالت ضرورت میں اور اوزاعی و ابو حنیفہ رح سے بھی جواز مروی ہے لیکن احادیث
صحیحہ متواترہ تعیین اوقات نماز میں وارد ہیں اسلیے حمل کرنا اجمال اس آیت کا بیان سنت مطہرہ پر واجب ہے کچھ حاجت
اطاعت ذکر کی اس جگہ نہیں ہے مضایقہ آیت کریمہ ہے کہ قائم کرو نماز وقت دلوک آفتاب سے تا غسق شب اسمین نماز
ظہر و عصر کی آگئی اور غسق میں مغرب و عشا داخل ہے یہ چار نمازیں ہوئیں پانچویں نماز قرآن فجر میں آگئی مفسرین نے
کہا مراد اس سے نماز صبح ہے تعبیر اسکی ساتھ بعض ارکان نماز کے فرمائی زجاج نے کہا اس میں ایک بڑا فائدہ
یہ ہے کہ یہ لفظ دلیل ہے اس بات پر کہ نماز بدون قرأت کے نہیں ہوتی ہے یہانتک کہ نماز کا نام قرآن کہا اور یہ
حجت بڑی امام پر کیونکہ اسکو زعم ہے کہ قرأت رکن نماز نہیں ہے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہیں اس بات پر کہ نماز
بے سورۃ فاتحۃ الکتاب کے نہیں ہوتی ہے اور بعض احادیث حسنہ میں آیا ہے کہ ہمراہ فاتحہ کے اور قرآن بھی ہو اور دلیل
وجوب فاتحہ پر ہر رکعت نماز میں موجود ہے نماز صبح کا نام قرآن رکھا بسبب طول قرأت کے اس نماز میں اس مسئلے کو امام
ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی نے اپنی مولفات میں بہت تجوید کے ساتھ تحریر کیا ہے فجر کے قرآن کو مشہود فرمایا
کیونکہ اسوقت ملائکہ شب و ملائکہ نہار حاضر ہوتے ہیں جس طرح کہ حدیث صحیح میں آیا ہے جمہور بھی اسی کے قائل
ہیں ایک جماعت فرشتوں کی اترتی ہے اور دوسری اوپر چڑھتی ہے یہ نماز جزو آخر دیوان لیل و اول دیوان نہار میں
ہوتی ہے شہاب نے کہا کاتبین و حفظہ حاضر ہوتے ہیں یا حسب عادت بہت سے نماز پڑھنے والے جمع ہو جاتے ہیں لکن اول
اولیٰ ہے صحیحین میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے تَجْتَمِعُ مَلَآئِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلَآئِکَۃُ النَّہَارِ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ
فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں پھر ابو ہریرہ رض نے آیت پڑھی رازی نے کہا یہ دلیل
قاطع ہے اس بات پر کہ تغلیس افضل ہے تنویر سے اسلیے کہ آدمی جب اول صبح میں نماز شروع کرتا ہے تو اسوقت
تاریکی شب کی باقی ہوتی ہے اور ملائکہ لیل حاضر ہوتے ہیں پھر جب نماز بسبب ترتیل قرأت کے دراز ہوتی ہے اور ظلمت
شب دور ہو کر روشنی ظاہر ہوتی ہے تو ملائکہ نہار حاضر ہوتے ہیں اور جب کہ نماز وقت اسفار کے شروع کریگا تو اسوقت
ملائکہ شب میں سے کوئی بھی باقی نہ ہوگا کہ حاضر ہو پس یہ بات جسکا ذکر آیت شریف میں ہے حاصل نہ ہوگی

اس سے ثابت ہوا کہ یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ نماز اول وقت نماز مین افضل ہوتی ہے انتہی پہر اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ بعض شب مین تہجد کرو یہ زیادت ہے اصل پر یعنے فرائض پر امر تہجد کا اگرچہ ظاہر مین واسطے وجوب کے ہے
لیکن تصریح نافلہ ہونے کی قرینہ صارفہ للامر ہے بعض نے کہا مراد نافلہ سے اسجگہ فریضہ زائدہ فرائض خمس پر ہے حق مین
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن صراحت بلفظ نافلہ اسکی دافع ہے بعض نے کہا نماز شب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
فرض تہی پہر وجوب اسکا منسوخ ہوکر قیام شب کا تطوع رہگیا اسی پر یہ حدیث محمول ہے کہ یہ نماز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر فریضہ ہے اور امت کے لیے تطوع واحدی نے کہا نماز شب خاص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے زیادہ کی گئی
واسطے رفع درجات کے نہ واسطے کفارات کے اسلیے کہ آپکے سارے گناہ متقدم متاخر مغفور ہوچکے تہے اور ہمارے لیے
نافلہ نہین ہے بسبب کثرت ذنوب کے ہم نماز کو واسطے کفارہ کے پڑہتے ہین یہی قول ہے جمیع مفسرین کا حاصل یہ ہے
کہ خطاب اس آیت مین اگرچہ خاص حضرت ص کو ہے لیکن جو امر آپکے لیے ہے وہی امر امت کے لیے ہے پس یہ شرع عام
ہے اسی جگہ سے نماز شب کی ترغیب دی ہے کہ یہ عام ہے واسطے ساری امت کے اور تصریح نافلہ ہونے کی دلیل ہے عدم
وجوب پر غرضکہ تہجد گزارات کو مندوب مشروع ہے ہر مکلف کو حدیث عائشہ رض مین فرمایا ہے تین چیزین ہین
جو مجہپر فرض ہین اور تمہارے لیے سنت ہین وتر ومسواک وقیام لیل اَخرَجہُ البَیہَقِی فی سُنَنِہٖ والطبرانی
پہر اللہ نے اقامت فرائض ونوافل پر حضرت ص سے وعدہ بعث کا مقام محمود مین فرمایا یعنے جو کوئی اس مقام کو معلوم
کریگا وہ اسکی تعریف کریگا اس مقام کی تعیین مین اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ مقام ہے جسمین حضرت ص واسطے
شفاعت کے دن قیامت کے کہڑے ہونگے تاکہ اللہ تعالی لوگون کو تکلیف سے راحت دے اسی قول پر دلالہ صحیحہ تفسیر آیت
مین دلیل ہین اسکو ابن جریر نے اکثر اہل تاویل سے حکایت کیا ہے واحدی نے کہا مفسرین کا اجماع ہے اس بات پر کہ مقام
محمود مقام شفاعت ہے فصل قضا مین دوسرا قول یہ ہے کہ مقام محمود وہ جگہ ہے جہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دن
قیامت کی لواء حمد عطا ہوگی لیکن یہ کچہہ منافی قول اول نہین ہے ممکن ہے کہ مقام شفاعت مین لواء حمد ہاتہہ مین لیکر کہڑے ہون
تیسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتہہ کرسی پر بٹہائیگا رواہ ابن جریر ایک فرقہ جن مین
مجاہد بہی ہین اسی قول کا قائل ہے اور یہ مضمون ایک حدیث مین آیا ہے نقاش نے ابوداود سجستانی سے حکایت کیا ہے کہ جو
کوئی اس حدیث کا انکار کرے وہ نزدیک ہمارے متہم ہے ہمیشہ اہل علم اس حدیث کو بیان کرتے رہے ہین ابن عبدالبر نے
کہا مجاہد اگرچہ ایک امام تاویل ہین لیکن دو قول اُن کے نزدیک اہل علم کے مہجور ہین ایک یہی قول دوسرا قول ذیل آیہ
وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ مین کہا اسکے معنے یہ ہین کہ یہ انتظار ثواب کرینگے اور یہ مشتق نظر سے نہین ہے

ملتے بہرحال یہ قول کچھ منافی قول اول کے نہیں ہے اسلیے کہ یہ بات ممکن ہے کہ آپ کو اللہ اسجگہ بٹھاوے اور حضرت وہ شفاعت
کریں حضرت ابن عمر سے فرمایا ہے یُجْلِسُنِیْ مَعَهٗ عَلَى السَّرِیْرِ رَوَاهُ الدَّیْلَمِیُّ لیکن اس حدیث کی اسناد کا کشف کرنا
چاہیے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے یُقْعِدُهٗ عَلَى الْعَرْشِ اسکو عرش پر بٹھاوے گا رَوَاهُ اَبُوْ وَائِلٍ عبداللہ بن سلام نے کہا
یُقْعِدُ عَلَى الْکُرْسِیِّ اسکو کرسی پر بٹھاویگا احادیث اثبات شفاعت میں بہت آئی ہیں اور سب سے پہلے جسنے انکار ان احادیث
کا کیا عمرو بن عبید ہے وہ باتفاق اہلسنت مبتدع تھا جو تھا قول یہ ہے کہ مقام محمود مطلق ہے ہر مقام میں جو کہ جالب حمد ہو انواع
کرامات میں سے اسکو زمخشری نے ذکر کیا ہے اور ان لوگوں نے جو زمخشری کے مقلد ہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ احادیث صحیحہ وارد ہیں
تعیین میں اس مقام کے اور متواتر آئی ہیں اسلیے صرف ان کے متعین ہے اور آیت میں کوئی عموم اندر لفظ کے نہیں ہے

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَ

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ کہہ اے رب بٹھا مجھکو بٹھانا سچا اور نکال مجھکو سچا
نکالنا اور بنا دے مجھکو اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے
والا ف یعنے اس شہر سے نکال آبرو سے اور کسی جگہ بٹھا آبرو سے اللہ تعالی نے مدینہ میں بٹھایا اور وہاں کے
لوگ مدد کو بنے جن سے دین کو مدد ہوئی دین کا غلبہ آیا کفر بھاگا مکے اور تمام عرب میں سے انتہی ابن عباس کہتے ہیں
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے میں تھے حکم ہوا ہجرت کا اسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی کہ تم یوں کہو رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ
وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب اہل مکہ نے مشورہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالیں یا نکال دیں یا اسیر کر لیں اور اللہ نے چاہا کہ اہل مکہ سے قتال کیا جاوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو حکم دیا کہ یہاں سے مدینے چلے جاؤ اور یوں کہو رب ادخلنی الخ قتادہ نے کہا مدخل صدق مدینہ ہے اور مخرج صدق مکہ ہے
قول ابن زید کا بھی ہے وَهُوَ اَشْهَرُ الْاَقْوَالِ ابن عباس نے کہا مدخل صدق موت ہے اور مخرج صدق حیات بعد موت
اسکے سوا اور اقوال بھی ہیں لیکن قول اول اصح ہے اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے حسن بصری نے تفسیر میں سلطانا
نصیرا کے کہا ہے کہ اللہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ملک فارس و روم چھین کر تمکو دینگے
قتادہ نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانا کہ بدون سلطان طاقت اس امر کی نہیں ہے اسلیے سوال سلطنت کا
کیا کہ وہ سلطان نصیر کتاب اللہ و حدود خدا و فرائض خدا ہوا اور اللہ کے دین کو قائم کرے کیونکہ سلطان کا ہونا ایک
رحمت ہے طرف سے خدا کی جسکو خدا نے درمیان اپنے بندوں کے رکھا ہے اگر یہ تسلط نہ ہو تو بعض بعض کو نوچ کھسوٹ
لیں اور شدید ضعیف کو کھا جاوے مجاہد نے کہا یعنے حجت بینہ مگر ابن جریر نے قول حسن و قتادہ کا اختیار کیا ہے اور یہی

رائج ہوجے اسلیے کہ حق کے ساتھہ ایک شخص بہی چاہیے جو حدود دشمن کو مقہور کرے والہذا اللہ تعالی فرماتا ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا
رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ الی قولہ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ الخ جسمین انہو رسول بینات دیکر بہیجے اور حدیث مین آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَيَزَعُ
بِالسُّلْطَانِ مَا لَا يَزَعُ بِالْقُرْاٰنِ یعنے سلطان کی وجہ سے ان کا بد فواحش و آثام کو منع کرتا ہے کہ لوگ بتقدد قرآن کی وجہ سے
ممتنع نہین ہوتے باوجودیکہ قرآن مین وعید اکید و تہدید شدید ہے پہر اس ارشاد مین کہ حق آیا باطل گیا تہدید
و وعید ہے واسطے کفار قریش کے کہ ان کے پاس وہ حق آیا جس مین کچہہ شک و شبہہ نہین ہے اور نہ وہ سامنا اس حق کا کر
سکتے ہین یعنے ہمنے قرآن بہیجا اور ایمان و علم نافع بخشا اور باطل کو مضمحل و ہالک کیا باطل کے لیے سامنے حق کے
کوئی ساق و بقا نہین ہے دروغ را فروغ نباشد بلکہ اللہ حق کو باطل پر پہینک مارتا ہے وہ حق اس باطل کا سر توڑ دیتا ہے
بخاری نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے مین داخل ہوئے کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹہہ
بت کہڑے تہے آپ انکو ایک چوب دستی سے جو آپ کے ہاتہہ مین تہی مارنے لگے اور فرماتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ وَكَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا فِيْ غَيْرِ
هٰذَا الْمَوْضِعِ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ حق آیا اور جہوٹ مٹ گیا بیشک جہوٹ ہے مٹ
جانے والا حق آیا اور نہ باطل ہوگا نہ عود کریگا جابر کہتے ہین داخل ہوئے ہم ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
مکہ مین پاس خانہ کعبہ کے تین سو ساٹہہ صنم تہے جو اللہ کے سوا پوجے جاتے تہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا
انکو اوندہا کر دیا گیا انکے وجود پر فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا فتح البیان مین کہا
ہے اضافت مدخل و مخرج کی طرف صدق کی مدح ہے ان دونوں کی اور ہر شے جسکی اضافت طرف صدق کے
کیجائے وہ اسکی مدح ہوتی ہے یہ آیت وقت ہجرت کے مکے سے طرف مدینے کے نازل ہوئی اس کا مقتضے یہ ہے کہ آیت مکی
ہے حالانکہ یہ آخر ہشت آیت مدنیات ہیں لیکن بیضاوی ساری سورت کو مکی بتلاتے ہین یہ بات معلوم ہے کہ ادخال مدینے
کا بعد اخراج کے مکے سے ہوا تہا بغرض اہتمام شان دخول کو خروج پر مقدم کیا کہ مقصود یہی ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین
کہ مار مجہے مارنا صدق کا اور اٹہا مجہکو قبر سے اٹہانا صدق کا یا امر مین مجہکو داخل کر یا نہی سے باہر نکال یا مراد ادخال
غزو و اخراج نصر ہے یا دخول و خروج بیا ہر کام مین بمعنی صدق پر ہو بعض نے کہا یہ آیت متناول جملہ امور ہے اور دعا کر
سلطان نصیر سے مراد حجت ظاہرہ و قاہرہ ہے جس سے ہر مخالف پر نصرت حاصل ہو یا مجہکو ایسا ملک و عزت دے کہ
مین تیرے دین کو قائم کر سکون بہر حال اللہ نے یہ دعا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبول کی اور فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ
مِنَ النَّاسِ اور اللہ تمکو بچا لیگا لوگون سے اور کہا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تا اسکو اوپر کرے ہر دین سے اور فرمایا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم
مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کریگا انکو ملک مین سو یہ وعدہ پورا ہوا ولله الحمد حق سے مراد
اسلام ہے یا قرآن یا جہاد اور اگر ان سب پر حمل لفظ کا کرین تب بہی کوئی مانع نہین ہے بلکہ کوئی سا بہی حق کیون نہو لفظ
سکو شامل ہے باطل سے مراد شرک ہے یا شیطان ظاہر مقابل حق بدون فرق کے باطل حق مین زہوق کے معنے
ہین اضمحلال و بطلان کے فرمایا باطل کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ زائل و زاہق ہو جاتا ہے اور حق ثابت قائم
رہتا ہے باطل کو گو کسی وقت دولت و صولت ہو لکن سریع الزوال ہوتا ہے تہمتا نہین وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ
شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ ہم اتارتے ہین قرآن مین جو جس سے روگ چنگے ہون
اور مہر ایمان والون کو اور یہی بڑہتا ہے گنہگارون کو نقصان ف روگ چنگے ہون یعنے دلکے شبہہ اور شک مٹین اور اسکی
برکت سے بدن کے روگ بہی دفع ہون انتہے اللہ نے حال سے اپنی کتاب کے جو اپنی نبی پر اتاری ہے اور جسکے سامنے اور
پیچھے باطل نہین آتا ہے یعنے قرآن نے خبر دی کہ یہ کتاب جو کہ تنزیل حکیم حمید ہے مومنین کے لیے شفا و رحمت ہے یعنے
جو بیماریان شک و نفاق و شرک و میل و زیغ کی دلون مین ہوتی ہین قرآن ان سب امراض سے شفا بخشتا ہے اور نیز یہ قرآن
ایک رحمت ہے جس مین ایمان و حکمت و طلب خیر و رغبت ہے یہ فوائد اس کتاب کے اس شخص کے لیے ہین جو اسپر ایمان لاتا
ہے اور تصدیق ساتھ القرآن کرتا ہے اور پیروی اس کتاب مستطاب کا ہے ایسے شخص کے حق مین یہ قرآن شفا و رحمت ہے رہا کافر
ظالم نفس سو اسکو قرآن کے سننے سے بجز بعد و کفر کے کچھہ زیادہ نہین ہوتا یہ آفت طرف سے اسی کافر کے ہوتی ہے نہ
طرف سے قرآن کے کقولہ تعالی قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ
عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ یعنی یہ ایمان والون کو سوجہ ہے اور روگ کا دفعیہ اور جو یقین نہین
لاتے انکے کانون مین بوجہہ ہے اور یہ انکو اندہا پا انکو پکار ہی ہے دور کی جگہہ سے اور فرمایا وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ
فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ
وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ اور جب نازل
ہوئی ایک سورت تو بعضے ان مین کہتے ہین کسکو تم مین زیادہ کیا اس سورت نے ایمان سو جو لوگ یقین رکہتے ہین انکو زیادہ
کیا ایمان اور وہ خوش وقتی کرتے ہین اس باب مین اور بہت آیتین ہین قتادہ نے کہا ایماندار جب قرآن کو سنتا ہے
اس سے منتفع ہوتا ہے اور اسکو یاد رکہتا ہے اور ظالم نہ منتفع ہو نہ یاد رکہے اللہ نے اس قرآن کو مومنین کے لیے شفا
و رحمت بنایا ہے فتح البیان مین کہا ہے من واسطے بیان کے ہے یعنے سارا قرآن شفا ہے بعض نے کہا واسطے تبعیض

یعنے بعض قرآن شفا ہے لکن ابن عطیہ نے اسکا رد کیا ہے کہ بعض انزال قرآن ہے شفا کے دو معنے ہین ایک یہ کہ شفا
قلوب ہے بزوال جہل و ذہاب شک و کشف غطا از امور دال علے اللہ دوسری یہ کہ شفا ہے امراض ظاہر سے برقی و عوذہ و تبرک
جھاڑ پھونک اس طرح کہ یہ حدیث اسپر دلیل ہے وما یدریک انہا رقیۃ اور جسکو کسنے بتایا کہ یہ منتر ہے اور اگر اس شفا کو دونو
معانی پر حمل کرین بایں عموم مجاز یا باب حمل مشترک سے ہر دو معنے پر تب بہی کوئی مانع نہین ہے اسکو رحمت اسلیے فرمایا کہ
اسمین علوم نافعہ ہین جن مین صلاح دنیا و دین ہے اور اسکی تلاوت و تدبر کرنے مین اجر عظیم ہے اور وہ سبب ہے واسطے مغفرت و رضوان
کے حاصل ہے کہ قرآن ایک کتاب ہے مشتمل دلائل مذہب حق و ابطال مذاہب فاسدہ پر اور شفا ہے واسطے امراض قلوب و تکفیر ذنوب
و تفریج کروب و تطہیر عیوب کے حدیث مین آیا ہے من لم یستشف بالقرآن فلا شفاہ اللہ جسنے قرآن سے شفا طلب کی
تو اسکو خدا شفا نہ دے اور ان ظالمون کو اس قرآن سے زیادتی خسران کی ہوتی ہے براہ تمرد و عناد اور زیادہ ارتکاب قبائح کا کرتے
ہین وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ ع ۹
عَلٰی شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِيْلًا ۝ اور جب ہم آرام بہیجین انسان پر ٹلا جاوے اور ہٹا دے
اپنا بازو یعنے بندگی سے سرکتا جاوے اور جب لگے اسکو برائی رہجاوے آس ٹوٹا تو کہہ ہر کوئی کام کرتا ہے اپنی ڈول پر سو
تیرا رب بہتر جانتا ہے کون خوب سوجہا ہے راہ ف اللہ نے خبر دی نقص انسان سے من حیث ہو کہ حالت نعمت و مال و عافیت
و فتح و رزق و نصر و نیل مراد مین اللہ کی طاعت سے عرض اور اسکی عبادت سے کنارہ کش رہتا ہے مجاہد نے کہا نای بجانبہ
یعنی بعد عنا یہ مثل اس قول کے ہے فلما كشفنا عنه ضره مر كان لم يدعنا الى ضر مسه یعنے پہر جب
ہمنے کہولدی اس سے وہ تکلیف چلا گیا گویا کبہی نہ پکارا تہا ہمکو کسی پہونچنے پر وقولہ فلما نجاكم الى البر اعرضتم
اور جب کسی مصیبت و حادثہ و نوائب و بلا مین پہنس جاتا ہے تو عود الی الخیر سے ناامید ہو جاتا ہے کقولہ تعالی ولئن
اذقنا الانسان منا رحمة ثم نزعناها منه انه ليؤس كفور ولئن اذقناه نعماء بعد ضراء مسته
ليقولن ذهب السيئات عني انه لفرح فخور الا الذين صبروا وعملوا الصلحت اولئك لهم
مغفرة واجر كبير اور اگر ہم چکہا دین آدمی کو اپنی طرف سے مہر پہر وہ چہین لین اس سے تو وہ ناامید ناشکر ہوا اور اگر ہم
اسکو آرام بعد تکلیف کے جو پہونچی اسکو تو کہنے لگے گئی برائیان مجہسے وہ خوشیان کرے بڑائیان کرتا مگر جو لوگ کہ ثابت
ہین اور کرتے ہین نیکیان انکو بخشش ہے اور ثواب بڑا ابن عباس نے کہا شاکلہ بمعنے ناحیہ ہے مجاہد نے کہا بمعنے
حدت و طبیعت قتادہ نے کہا یعنے نیت ابن زید نے کہا یعنے دین ابن کثیر نے کہا یہ سب اقوال متقارب ہین
معنے مین اور یہ آیت واللہ اعلم تہدید و وعید ہے واسطے مشرکین کے کقولہ تعالی وقل للذين لا يؤمنون اعملوا

عَلٰی شَاکِلَتِهٖ الآیۃ اور کہدے انکو جو یقین نہین رکہتے کام کیے جاؤ اپنی جگہہ وقولہٖ تعالیٰ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِیْلًا ای مِنَّا وَمِنْکُمْ اور عنقریب ہر عامل جزا اپنے عمل کی پائیگا اسپر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے فتح البیان مین کہا ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جب کسی انسان پر انعام کرتے ہین جسکا شکر واجب ہوتا ہی جیسے صحت وسعت وغنا وفراغ تو وہ ہمارے ذکر وشکر سے روگردان ہوکر پہلو پہیر کر ناز سے چلتا ہے یا مراد اعراض سے اسجگہہ معرض ہونا ہے دعا وابتہال سے جو کہ وقت نزول بلوی ومحنت کے کرتا تہا اور جب کوئی سختی وبیماری ومحتاجی یا کوئی اور نازلہ منجملہ نوازل کے اسکو لگتا ہے تو وہ سخت مایوس وناامید ہو جاتا ہے یہ وصف ہی جنس کا باعتبار بعض افراد کے جو کہ اس صفت پر ہین معنے یہ ہین کہ جب فائز بمطلوب دنیوی اور ظافر بمقصود ہوتا ہے تو معبود کو بہول جاتا ہے اور اگر کوئی شے اسمین سے اس سے فوت ہو جاتی ہے اور اجابت مین دیر لگتی ہے تو اسپر رنج مستولی ہو جاتا ہی اور ناامیدی غلبہ کرتی ہے حالانکہ یہ دونو خصلتین بری ہین اور یہ آیت کریمہ منافی دوسری آیت کے نہین ہے وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ کیونکہ یہ شان دوسرون کی ہی انکے سو کسی کا یہ حال ہے اور کسی کا وہ حال یا باوجود شدت یاس وکثرت قنوط کے زبان سے کثیر الدعا رہتا ہے ای پیغمبر تم کہدو کہ ہر کوئی اپنی جبلت پر عمل کرتا ہے فراء نے کہا شاکلہ طریقہ ہے بخاری نے کتاب التفسیر مین تفسیر شاکلہ کی ساتہ نیت کی کی ہے زمخشری نے کہا شاکلہ سے مراد اسکا مذہب ہے جو کہ مشاکل اسکے حال کے ہوتا ہے ہدایت وضلالت مین یعنے ہر انسان اپنے اخلاق کے مشاکل عمل کرتا ہے یا بحسب جوہر نفس خود اگر نفس اسکا شریف طاہر ہے تو اس سے افعال جمیلہ واخلاق زکیہ صادر ہوتے ہین اور اگر نفس اسکا کدر خبیث ہے تو پہر ویسے ہی افعال خبیثہ فاسدہ وقوع مین آتے ہین اس مین ذم ہے کافر کی اور مدح مومن کی تو رب ہی جانتا ہے کہ کون راہ پایا ہوا ہے کیونکہ وہ خالق ہے اس کے سب کی جبلت وطبیعت کا عالم ہے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ تجہسے پوچہتے ہین روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تمکو خبر دی ہے تہوڑی سی حضرت صلی اللہ علیہ کے آزمانے کو یہود نے پوچہا سو اللہ تعالیٰ نے نہ بتایا کہ انکو سمجہنے کا حوصلہ نہ تہا آگے پیغمبرون نے بہی خلق سے ایسی باتین نہین کہین اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن مین آ پڑی وہ جی اٹہا جب نکل گئی وہ مر گیا انتہی

ف ابن مسعود کہتے ہین مین ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کی کہیتی مین چلا جاتا تہا اور حضرت ایک عسیب پر ٹیکا لگائے ہوئے تہے ایک قوم یہود پر آپ کا گذر ہوا بعض یہود نے بعض سے کہا ان سے سوال روح کا کرو بعض نے کہا یہ سوال مت کرو لیکن انہون نے سوال کیا کہ اے محمد روح کیا ہے آپ اسی طرح ٹیکا لگائے رہے مجھے گمان ہوا کہ وحی آتی ہے فرمایا وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا

بعض نے بعض سے کہا ہم نے کہا تہا کہ تم ان سے سوال کرو رَوَاہُ اَحْمَدُ وَھٰکَذَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ بخاری کا
لفظ ابن مسعود سے یہ ہے کہ ہم ساتہہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہے ایک حرث میں اور آپ عسیب پر تکیہ کئے تہے اتنے
میں یہود کا گذر ہوا بعض نے بعض سے کہا سَلُوْہُ عَنِ الرُّوْحِ کہا مَارَابَکُمْ اِلَیْہِ بعض نے بعض سے کہا لَا یَسْتَقْبِلُکُمْ
بِشَیْءٍ تَکْرَھُوْنَہٗ کہ تم کو ایسا جواب دے جسکو تم برا جانو کہنے لگے پوچھو پس روح کو پوچھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے
کچہہ جواب دیا میں نے جانا کہ آپ پر وحی آتی ہے میں اپنی جگہ ٹہیر رہا اتنے میں وحی آئی آیت نازل ہوئی یہ سیاق مقتضی اسکا
ہے کہ بادی الرای میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ آیت مدنی ہے اور اسوقت اتری کہ یہود نے یہ سوال مدینے میں کیا تہا حالانکہ یہ
ساری سورت مکی ہے اسکا جواب دیا ہے کہ دوبارہ مدینے میں بہی اتری ہوگی جسطرح کہ اتنے پہلے مکہ میں نازل ہوئی تہی یا
اسوقت یہ وحی آئی ہو کہ تم جواب انکو سوال کا اس آیت سے دو کہ قبل اس سوال کے اتر چکی ہے دلیل اسبات پر کہ آیت مکے
میں اتر چکی ہے یہ ہے کہ امام احمد نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہم کو کوئی ایسی شے دو جس کا
سوال ہم اس مرد سے کریں کہا تم روح کا حال پوچھو تب انہوں نے یہ سوال کیا اسپر یہ آیت آئی اسپر انہوں نے کہا ہم
کو تو بہت سا علم ہو گیا ہے ہم کو توریت دیگئی ہے اور جسکو توریت ملی اسکو خیر کثیر دیگئی تب اللہ نے یہ آیت نازل کی قُلْ لَّوْ
کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ الآیۃ ابن جریر عکرمہ سے راوی ہیں کہ اہل کتاب نے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سوال روح کا کیا اللہ نے آیت یا یا تاری کہا تمکو یہ اعتقاد ہے کہ ہم کو تہوڑا علم دیا گیا ہے ہمکو تو توریت
دیگئی ہے اور یہ حکمت ہے اور جسکو حکمت دی گئی اسکو خیر کثیر دی گئی اسپر یہ وحی آئی وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ
وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ الخ کہا جو علم تمکو دیا گیا تہا پہر اسکے سبب تم آگ سے بچے وہ کثیر طیب
مگر اسکو علم میں قلیل ہے عطا بن یسار نے کہا وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا مکے میں نازل ہوئی جب حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرف مدینہ کے ہجرت کی احبار یعنے علماء یہود نے آکر کہا اے محمد ہم کو یہ بات نہیں پہونچی ہے کہ تم
کہتے ہو وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اس سے مراد ہم ہیں یا تمہاری قوم فرمایا تم اور وہ سب مراد ہو کہا تم پڑہتے ہو کہ
ہم کو توریت دیگئی ہے اور اس میں ہر شے کا تبیان ہے حضرت م نے فرمایا ھِیَ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ قَلِیْلٌ وَقَدْ اٰتَاکُمُ اللّٰہُ مَا
اِنْ عَلِمْتُمْ بِہٖ انْتَفَعْتُمْ پہر اللہ نے یہ آیت بہیجی وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ الٰی قولہ حَکِیْمٌ مفسرین کا اختلاف
ہے روح میں کئی قول پر ایک یہ کہ مراد ارواح بنی آدم میں ابن عباس نے کہا یہود نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہا ہمیں خبر دو روح کی یہ روح جو بدن میں ہے اسکو کیونکر عذاب ہوگا روح تو طرف سے اللہ کے ہے اور حضرت م
پر کوئی شے اس بارے میں نازل نہیں ہوئی تہی آپ نے کچہہ نہ کہا جبرئیل آئے اور کہا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا حضرت نے اسکی خبر انکو دی کہا تمہارے پاس اسکو کون لاتا ہے فرمایا جبرئیل لاتے ہین
ہن سے العدو کہا والعدیات تم سے نہین کہی مگر ہمارے دشمن نے اسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ
فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ تو کہہ جو کوئی دشمن ہوگا جبرئیل کا سو اُسنے اتارا ہے یہ
کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے سچ بتاتا اس کلام کو جو اُسکے آگے ہے قتادہ نے کہا مراد روح سے اس جگہ جبرئیل ہین
ابن عباس اسکو چھپاتے تھے بعضوں نے کہا مراد روح سے ایک فرشتہ عظیم ہے بقدر ساری مخلوقات کے ابن عباس
نے کہا روح ایک ملک ہے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تھے اللہ کا ایک فرشتہ ہے اگر اُس سے
کہا جائے کہ تو ساتون آسمان اور زمین کو ایک لقمہ کر جا تو وہ لقمہ کر جائے اسکی تسبیح یہ ہے سُبْحٰنَكَ حَيْثُ كُنْتَ
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ یہ حدیث غریب ہے بلکہ منکر ہے علی مرتضی نے کہا روح ایک فرشتہ ہے منجملہ ملائکہ کے اسکے ستر ہزار
چہرے ہین ہر چہرہ مین ستر ہزار زبانین ہین ہر زبان کی ستر ہزار بولیان ہین اُن سب لغات سے اسکی تسبیح
کرتا ہے اللہ تعالی اسکی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے وہ فرشتہ قیامت تک ہمراہ ملائکہ اوڑا کرتا ہے رَوَاهُ
ابْنُ جَرِيْرٍ یہ اثر عجیب و غریب ہے واللہ اعلم سہیلی کا لفظ علی مرتضی سے یہ ہے کہ روح ایک ملک ہے اسکے سو ہزار سر ہین
ہر سر مین سو ہزار منہ ہین ہر منہ مین سو ہزار دہن ہین ہر دہن مین سو ہزار زبان ہین وہ تسبیح کرتا ہے اسکی لغات
مختلفہ سے سہیلی نے کہا مراد اس سے ایک گروہ ملائکہ کا ہے صورت بنی آدم پر بعض نے کہا یہ گروہ ملائکہ کو نہین دیکھتا
ہے اور ملائکہ اُن کو دیکھتے ہین وہ ملائکہ کے لیے مثل ملائکہ کے بنی آدم کے لیے ہین روح کو امر رب
فرمایا یعنے رب کی شان ہے خاص اللہ ہی کو اسکا علم ہے نہ تمکو اسلیے فرمایا ہے کہ تم کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے کوئی
شخص اللہ کے علم کا محیط نہین ہو سکتا ہے مگر جتنا وہ چاہے قصہ موسی خضر علیہما السلام مین آئیگا کہ خضر نے دیکھا
ایک چڑیا کنارہ کشتی پر آ بیٹھی اور اسنے ایک چونچ دریا مین ماری یعنے چونچ سے پانی پیا خضر علیہ السلام نے کہا اے
موسی میرا اور تیرا اور خلائق کا علم اللہ کے علم مین اتنا ہے جتنا کہ اس چڑیا نے اس دریا مین سے لیا سہیلی نے کہا بعض
لوگ کہتے ہین کہ حضرت نے جواب انکے سوال کا نہ دیا اسلیے کہ وہ سوال بطور تعنت تھا اور بعض نے کہا کہ جواب دیدیا
سہیلی کا اعتماد اسپر ہے کہ مراد امر رب سے شرع رب ہے یعنے اسکی شرع مین داخل ہے اور تم جانتے ہو کہ کوئی رستہ اسکی شناخت
کا طبع و فلسفہ سے نہین ہے بلکہ جہت شرع سے ہے ابن کثیر کہتے ہین کہ اس مسلک مین جسپر سہیلی چلے ہین نظر
ہے واللہ اعلم پھر سہیلی نے یہ ذکر کیا ہے کہ علماء کا خلاف ہے اس مین کہ روح نفس ہے یا اور کچھ پھر یہ مقرر کیا کہ روح
ایک ذات لطیف ہے جیسے ہوا بدن مین سیر کرتی ہے جیسے پانی رگون مین درخت کے اور وہ روح جسکو فرشتہ پھونکتا ہے

مین ہوتا ہے وہ نفس ہے بشرط اتصال بہ بدن اور اسی کے سبب سے نفس اکتساب صفات مدح یا ذم کا کرتا ہے پہر وہ
یا تو نفس مطمئنہ ہے یا امارہ بالسوء جسطرح کہ پانی حیات شجر ہے پہر بسبب اختلاط آب کے اکتساب ہم خاص کرتا ہے جب انگور سے
متصل ہوتا ہے اور اُسے نچوڑا جاتا ہے ما مصطار یا خمر ہو جاتا ہے اور اسکو پانی نہین کہتے مگر بسبیل مجاز اسی طرح نفس کو روح
نہین کہتے مگر بوجہ تجوز اسی طرح روح کو نفس نہین کہتے مگر باعتبار انجام حاصل قول یہ ہے کہ روح اصل و مادہ نفس ہے
اور نفس مرکب ہے روح سے اور روح متصل ہے بدن سے من وجہ نہ من کل وجہ و ہذا معنے حسن و اللہ اعلم مین کہتا ہون لوگون
نے کلام کیا ہے بہت احکام روح مین اور مسائل مین کتابین تالیف کی ہین احسن کلام اس بارے مین کلام حافظ ابن
مندہ کا ہے کتاب الروح مین فتح البیان مین کہا ہے لوگون کا اختلاف ہے روح مسئول عنہ مین بعض نے کہا روح مدبر
بدن ہے بدن اسی کے سبب سے زندہ رہتا ہے اکثر مفسرین کا یہی قول ہے فراء نے کہا وہ روح جس سے انسان کی حیات
ہے اللہ نے اسکی خبر کسی کو اپنی خلق مین سے نہین دی ہے اور کسی کو منجملہ عباد کے اسکا علم عطا نہین کیا کسی نے کہا روح جبرئیل
مین کسی نے کہا عیسیٰ ؑ ہین کسی نے کہا قرآن ہے کسی نے کہا ملک عظیم الخلق ہے کسی نے کہا ایک مخلوق ہے مثل بنی آدم کے کسی
نے کہا خون ہے انسان جب مر جاتا ہے سوا خون کے اور کوئی شے اس سے فوت نہین ہوتی ایک قوم نے کہا نفس
حیوان ہے اسلیے کہ سانس رکنے سے مرجاتا ہے ایک قوم نے کہا عرض ہے دوسری قوم نے کہا جسم لطیف ہے انسان
اسکے سبب سے زندہ رہتا ہے بعض نے کہا روح ایک معنے ہین جامع نور و طیب و علم و علو و بقا ظاہر وہی قول اول ہے
پہر ظاہر سیاق یہ ہے کہ سوال حقیقت روح سے تہا کیونکہ حقیقت شی کی معرفت اہم و اقدم ہوتی ہے معرفت حال شے
سے بہر حال اللہ نے جواب اس سوال کا دیا اور بمقام اضمار مین اسلیے اظہار کمال اعتنا کے ساتھ شان روح کے اظہار
فرمایا اور من بیانیہ لاکر روح کو ایک امر رب بتایا امر بمعنے شان ہے اور اضافت واسطے اختصاص علمی کے ہے نہ
ایجادی کے اسلیے کہ اس مین سب مشترک ہین اور اس مین ایک بڑی تشریف ہے مضاف کی جسطرح کہ دوسری اضافت
مین تشریف مضاف الیہ ہے یعنے روح اُس جنس سے ہے جسکے علم کے ساتھ اللہ پاک مستاثر و خاص ہے اور کسی
بندی کو اسکا علم نہین ہے غرضکہ امر روح کو مبہم رکہا اسی طرح توریت مین بہی مبہم رکہا ہے بعض نے کہا امر سے مراد وحی
کلام ہے نہ کلام بشر اس آیت مین زجر ہے خوض کرنیوالون کو شان روح مین جو کہ بیان ماہیت روح مین تکلف کرتے
ہین اور اسکی ایضاح حقیقت کرنا چاہتے ہین اس بحث مین مقال طویل کیا ہے جسکو یہ جگہ گنجائش نہین کر سکتی
اور غالب کلام مذکور فضول ہے جسکا کوئی نفع دنیا و دین مین نہین ہے بعض محققین نے کہا ہے کہ روح مین اشارہ
سو قول مین ذرا اس فضول فارغ اور تعب عاطل عن النفع کی طرف نظر کرنا چاہیے کہ بعد معلوم کرلینے اس امر کے کہ تحقیق

متاثر ہے ساتھ اس علم کے اور اسنے اپنے انبیاء علیہم السلام تک کو اس پر مطلع نہین کیا اور نہ اذن سوال کرنیکا اسکی ماہیت
وحقیقت سے دیا اور نہ اسکی حقیقت پر بحث کرنیکو فرمایا پھر جائے کہ ہم انبیا جو مقتدی انبیاء ہین وہ اس مین خوض
کرین پہر فکر کرنا ما وشما کا اور درپے موشگافی کے ہونا بجز فعل عبث اور حرکت لا طائل کے کیا ہے بڑا تعجب ہے کہ اہل
فضول اور قانعین بالمعقول عن المنقول کے اقوال اس حد تک پہنچے جس حد تک بلکہ بعض تک اس حد کے سوا اس
مسئلہ کی جس مین اللہ نے اذن کلام کرنیکا دیا ہے اور خود اسکے علم کے ساتھ متاثر نہین ہے نہین پہونچے حالانکہ
اوائل ادراک ماہیت سے اسکی باوجود اتفاق اعمار طویلہ کے خوض مین اوسکے اور دریافت حکمت مین عاجز ہوچکی
ہین عقل کے عاجز کرنے مین ادراک سے اسکی یہی حکمت ہے کہ ایک مخلوق جو مجاور بدن ہے جب اُسی کی حقیقت کی شناخت
ہاتھ نہین آتی ہے تو ادراک خالق سے بالاولی عقل عقلاء عاجز تر ہے ولہذا جو کچھ حد و رسم روح مین قدیماً وحدیثاً کہا
گیا ہے وہ سب ردی ہے ولہذا اللہ پاک نے اس آیت پاک کو اس قول پر ختم کیا ہے کہ تمکو تھوڑا علم دیا گیا ہے یہ خطاب عام ہے
ساری خلق کو منجملہ اُن کے ایک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پہر کسی اور کی کیا ہستی ہے اور بعض نے کہا یہ خطاب
خاص ہے ساتھ یہود کے لکن اول اولی ہے اور اسمین یہود بہی بدخول اولی داخل ہین معنے یہ ہوئے کہ جو علم اللہ نے
تمکو دیا ہے وہ ایک مقدار قلیل ہے بنسبت علم خالق سبحانہ کے اگرچہ تمکو ایک حظ وافر علم سے حاصل کیون نہ ہو بلکہ
علم انبیا کا بہ نسبت علم خدا کے اتنا ہے جتنا کہ کوئی پرندہ اپنے منقار مین دریا مین سے لیلے جسطرح کہ حدیث موسیٰ و
خضر مین آیا ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور بعض اہل سلوک نے کچھ گفتگو بیان روح کے کی ہے مگر انکی صنیع سے
باوجود علم استیثار خدا کے ساتھ اس امر کے نہایت قلق مین ہے عفا اللہ عنا وعنہم جمیعین جسطرح کہ ایک یہ مسئلہ روح کا ہے
اسیطرح اور بہی چند مسائل مسکوت عنہا ہین جن مین طرف سے شارع کے کوئی اذن تکلم کا معلوم نہین ہوتا لکن اللہ تعالی
علماء ربانیین اہل سنت پر رحم فرمائے کہ انہون نے خدا جانے کیون اونکے لیے ایسے امور مین بحث کی اور کاغذ سیاہ کیا ہے
مین شک نہین ہے کہ جن اہل علم نے ایسے مواقع مین اتباع کو ابتداع پر مقدم رکھکر خاموشی اختیار کی ہے انکا مرتبہ نزدیک
اللہ کے اعلے واولی ہے عزیزی مسئلہ سے اس لذت اتباع کا وہی ذائقہ گیر ہے جو کہ حلاوت سنت مطہرہ وکتاب مقدس کا
آشنا ہے ورنہ اکثر خلق مصداق وکنا نخوض مع الخائضین ہے فنون تصوف وعلوم باطن مین اکثر ایسے ترہات
البسابس بہت ہین اللہ نے اہل کتاب وحدیث کو انہماک سے مراتب کشف وکرامات وطامات وشطحیات فقراء سے عافیت
مین رکہا ہو سب سے بہتر راہ نجات سلوک سبیل سلف صلحاء امت وائمہ ملت زمان مشہود لہا بالخیر ہے جس تک ہی الایام و ق
الاذمان کامل العرفان سے بن سکے وہ بس دور آخر مین کہ ہنگام ساعت عظمی اور ہم شغیر قیامت کبری ہے تمام ہمت

وہمت قلب و قالب کو اس امر مین اتفاق کرین کہ صورت و سیرت اسکی میزان عدل توحید خالص و اتباع سنت صادقہ مطہرہ
مین موزون نکلے بحث و جدال دھر کر دقیل و قال کو اسجگہ پھینکدے جہان کلاب عقل عوعو کرتے ہین اور خود دائرہ امن و امان
و عافیت و حسن عاقبت مین متحصن ہو جاے لیکن یہ معراج نجات بدون توفیق خالق ارض و سموات ہر خودسر شوریدہ مغز بدمست
و خودرای پسند کو میسر نہین آتی وباللہ المستعان

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝

اگر ہم چاہین لیجادین جو چیز تجھکو وحی بھیجی پھر تو نہ پاوے اسکو لادینے کو ہمپر کوئی ذمہ لینے والا مگر مہربانی سے تیرے رب کی اسکی بخشش تجھپر بڑی ہے کہہ اگر جمع ہووین آدمی اور جن اسپر کہ لاوین ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا اور پڑے مدد کرین ایک کی ایک اور ہم نے پھیر پھیر سمجھائی لوگون کو اس قرآن مین ہر کہاوت سو نہین رہتے لوگ بے ناشکری کیے ف اللہ تعالی نے اپنی نعمت و فضل عظیم کا ذکر اپنے بندہ و رسول کریم پر کیا کہ ہمنے اسپر قرآن مجید اتارا جسکے آگے پیچھے کو کوئی باطل نہین آسکتا ہے ابن مسعود نے کہا ہے یَطْرُقُ النَّاسَ رِيحٌ حَمْرَاءُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى فِي مُصْحَفِ رَجُلٍ وَلَا فِي قَلْبِهِ آيَةٌ پھر ابن مسعود نے یہ آیت پڑھی وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ الآیۃ معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے قرآن مرفوع ہو جاویگا ایک ایسی ہوا چلیگی جو مصحف سے اور دل سے آیات بینات کو بالکل محو کر دیگی پھر اللہ نے خبر دی کہ اگر سارے جن و انس مجتمع ہو جاوین اور اتفاق کرین کہ ایسا قرآن لاوین جو رسول پر اترا ہے تو ہرگز وہ نہین لا سکتے اور نکو یہ استطاعت نہین ہے اگرچہ ایک دوسرے کے معاون و مساعد و ناصر کیون نہون کیونکہ یہ ایک امر غیر مستطاع والالحاق ہے اور کسطرح کلام مخلوقین کا مشابہ کلام خالق ہو سکتا ہے جسکا نہ کوئی نظیر ہے اور نہ کوئی مثال و عدیل ابن عباس نے کہا ہے نزول اس آیت کا حق مین چند نفر یہود کے ہوا ہے یہود نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا ائتنا بمثل ما جئتنا به اسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی لیکن اس مین نظر ہے اسلیے کہ یہ صورت مکی ہے اور سیاق اسکا بالکل ساتھ قریش کے ہے اور یہود کا اجتماع پاس حضرت ؐ کے مدینے مین ہوا تھا واللہ اعلم صرفنا شک سے مراد بیان حجج و براہین قاطعہ و ایضاح و شرح و بسط حق ہے و مع ہذا اکثر لوگ نہین مانتے مگر یہی کہ جحود حق و رد صواب فتح البیان مین کہا ہے زجاج نے کہا مراد ذہاب وحی سے یہ ہے کہ ہم اسکو قلوب و کتب سے محو کر دین یہانتک کہ کچھ بھی اثر اسکا باقی نہ رہے مترقین کو موصول سے تعبیر کیا واسطے تفخیم شان کے پھر اگر ہم ایسا کرین تو کوئی پھیرنے والا

اسکا واسطے تیرے بعد مجھو مذکور کے نہ ہوگا مگر یہ کہ اللہ اپنی رحمت سے اسکو مستر د کرے ابن مسعود نے کہا ہے اِنَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ
سَیُنْزَعُ مِنْکُمْ قِیْلَ کَیْفَ یُنْزَعُ مِنَّا وَقَدْ اَثْبَتَہُ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَاَثْبَتْنَاہُ فِی الْمَصَاحِفِ قَالَ یُسْرٰی عَلَیْہِ فِیْ لَیْلَۃٍ
وَاحِدَۃٍ فَلَا یُتْرَکُ مِنْہُ اٰیَۃٌ فِیْ قَلْبٍ وَّلَا مُصْحَفٍ اِلَّا رُفِعَتْ فَتُصْبِحُوْنَ وَلَیْسَ فِیْکُمْ مِنْہُ شَیْءٌ ثُمَّ قَرَأَ
ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ رَوَاہُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ وَغَیْرُہُمْ وَقَدْ رُوِیَ
ہٰذَا عَنْہُ وَعَنْ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ مَوْقُوْفًا وَّمَرْفُوْعًا یعنی قرآن اٹھا جاویگا کہا گیا کسطرح اٹھا جاویگا حالانکہ اللہ
نے اسکو ہمارے دلون مین ثابت کر دیا ہے اور اسکو ہمنے قرآنون مین لکھ رکہا ہے فرمایا ایک رات ایسی آویگی جسمین کسی دل
اور کسی مصحف مین کوئی آیت نہ ہوگی مگر اٹھ جاویگی پہر تم صبح کروگے اور تمہارے پاس اس سے کوئی چیز نہ ہوگی پہر یہ آیت
پڑہی اللہ کا فضل تجہپر بہت بڑا ہے کہ تجہکو اپنا رسول معزز کیا اور کتاب اتاری اور قرآن کا القا کیا اور علم دیا اور سید ولد آدم
ٹہیرایا اور خاتم النبیین بنایا اور مقام محمود عطا کیا وغیر ذلک پہر اللہ نے مشرکین پر اعجاز قرآن کی حجت قائم کی اور فرمایا کہ اگر
جن و انس بلکہ اسی طرح ملائکہ متفق ہو کر چاہین کہ قرآن کی سی کتاب بنا لائین جو کہ طرف سے اللہ کے اتری ہے اور متصف
بصفات جلیلہ ہے جیسے کمال فصاحت نہایت بلاغت حسن نظم وجزالت لفظ تو ہرگز نہین لا سکتے ذکر ملائکہ کا اسلیے
نہین کیا کہ تحدی انکے ساتھ نہین تہی اور تصدی معارضہ کی ساتھ انکے لائق شان ملائکہ نہین ہے پہر خواہ یہ سارے
اکٹہے ہون یا الگ الگ کسی طرح بنانا مثل قرآن نہین ہو سکتا ہے اس مین بالکلیہ رد ادعاء کفار ہے وہ کہتے تہے جو ہم چاہین
تو ایسا ہی کہہ لائین اللہ نے انکو کاذب کہا اور انکی اس بات کا رد کیا ابن عباس کہتے ہین محمود بن سیحان و نعمان بن اضا
وبحری بن عمرو اور سلام بن مشکم نے پاس حضرت کے آکر کہا اے محمد ہمین خبر دو کہ یہ جو تم لائے ہو کیا سچ مچ اللہ کے پاس سے
ہے ہم اسکو توریت کی طرح متناسق نہین دیکہتے فرمایا واللہ تم خوب پہچانتے ہو کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے کہا ہم بہی ایسا
کلام لا سکتے ہین جیسا تم لائے ہو تب اللہ نے یہ آیت نازل کی غرضکہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اعلی طبقات بلاغت و
فصاحت مین واقع ہوا ہے خلق کا کلام مشابہ کلام خالق کے نہین ہوتا ہے یہ غیر مخلوق ہے اگر مخلوق ہوتا تو کفار بہی
مثل اسکے بنا لاتے یہ تو معجز ہے نظم و تالیف و اخبار عن الغیوب مین اس قرآن مین اللہ پاک نے بار بار بوجوہ مختلفہ تردید قول
کی ہے واسطے زیادت تقریر معنی و بیان کے اور ہر مثل کو پہر پہر کر لایا ہے جو کہ موجب عبرت ہے جیسے آیات عبر و ترغیب و ترہیب
اوامر و نواہی و اقاصیص اولین و جنت و نار و قیامت یہ سمجھنے کی جگہ غرابت و حسن موقع فی النفس مین کالمثل ہین لیکن
دل اہل اعداء ہی پر عداوت ہے کہ ابائی کہ اور مثل اُن کے دیگر منکرون نے بعد قیام حجت بکر جحود و انکار رد و اقتراح آیات اور قرآن
کو کلام اللہ ہونا نہین مانتے ہین وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَکُوْنَ

لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۝ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۝ ع

بولے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک باغ کھجور و انگور کا پھر بہاوے تو اسکے بیچ نہرین چلاکر یا گرادے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتون کو ضامن یا ہو جاوے تجھکو ایک گھر سنہری یا چڑہ جاوے تو آسمان مین اور ہم یقین نکرینگے تیرا چڑہنا جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑہ لین تو کہہ سبحان اللہ مین کون ہون مگر ایک آدمی ہون بھیجا ہوا ف ابن عباس کہتے ہین کہ عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ابو سفیان بن حرب اور ایک مرد بنی عبد الدار کا اور ابو البختری برادر بنی اسد اور اسود بن مطلب بن اسد اور زمعہ بن اسود و ولید بن مغیرہ و ابو جہل بن ہشام و عبد اللہ بن ابی امیہ بن خلف اور عاص بن وائل و نبیہ و منبہ پسران حجاج سب جمع ہوئے بعد غروب آفتاب کے نزدیک پشت کعبہ کے بعض نے بعض سے کہا محمد کو بلاکر باتین کرو اور جھگڑو یہانتک کہ تم معذور رکھے جاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آدمی بھیجکر بلایا اور کہلا بھیجا کہ تمہاری قوم کے اشراف جمع ہین تا کہ تمسے گفتگو کرین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد تشریف لائے اس گمان پر کہ کوئی بات انکو دربارۂ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئی ہے کیونکہ آپ انپر حریص تھے انکا رشد آپ کو محبوب تہا اور تعنت انکا ناگوار جب آکر بیٹھے کہا اے محمد ہمنے تمکو آدمی بھیجکر بلایا تا کہ ہم تمہارے بارے مین معذور ہین واللہ ہم کسی شخص کو عرب مین سے نہین جانتے کہ اسنے اپنی قوم پر وہ چیز داخل کی ہو جو تمنے اپنی قوم پر داخل کی ہے تمنے باپ دادون کو گالی دی اور انکے دین کو عیب لگایا اور انکی عقلونکو نادان ٹھیرایا اور معبودات کو برا کہا اور جماعت مین تفرقہ ڈالدیا کوئی قبیح باقی نہین ہے جسکو تم درمیان ہمارے اور اپنے نہین لائے سو اگر تم یہ حدیث اسلیے لائے ہو کہ مال طلب کرو تو ہم اپنے اموال مین سے تمہارے لیے مال جمع کردینگے یہانتک کہ تم ہم سب مین زیادہ تر مالدار ہو جاؤ اور اگر تم طالب شرف کے درمیان ہمارے ہو تو ہم تمکو اپنے اوپر سردار بنا لینگے اور اگر ملک چاہتے ہو تو اپنا بادشاہ ٹھیرا لینگے اور یہ جو پاس تمہارے آتا جاتا ہے کوئی تابع جن ہے جو تم پر غالب ہوگیا ہے تو ہم اپنا روپیہ تلاش طب مین خرچ کرکے علاج مین صرف کرین یہانتک کہ تم صحت پاؤ یا ہم تمہاری بات مین معذور رکھے جائین حضرت نے فرمایا مجھکو یہ کوئی بات نہین ہے جو تم کہتے ہو مین جو کچھ پاس تمہارے لایا ہون وہ کچھ واسطے طلب مال یا شرف یا ملک کے نہین لایا ولکن اللہ نے مجھکو تمہاری طرف رسول بناکر اٹھایا ہے اور مجھپر کتاب اتاری ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ مین تمکو خوشخبری سناؤن اور ڈراؤن سو مینے پہنچائے اپنے رب کے رسالات تمکو اور سمجھا دیے اور تمہاری خیر خواہی

کی اگر تم مجھسے اس بات کو قبول کرو گے جو مین پاس تمہارے لایا ہون تو یہ نصیب وری ہی ہے تمہاری دنیا و آخرت مین اور اگر تم اسکو
مجھپر رد کر دو گے تو مین اللہ کے حکم پر صبر کرونگا یہانتک کہ اللہ درمیان میرے اور تمہارے حکم کرے او کما قال صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کہا ای محمد اگر تم ہمارے اس عرض کو ہم سے قبول نہین کرتے ہو تم جانتے ہو کہ کوئی شخص لوگون مین ہم سے زیادہ
تنگ بلاد مین اور کمتر مال مین اور سخت تر زیست مین نہین ہے سو تم اپنے رب سے جسنے تمکو بہیجا ہے یہ شرع دیگر سوال کرو
کہ یہ پہاڑ ہمارے پاس سے سرک جائین جنکے سبب سے ہمپر تنگی ہے اور ہمارے شہر کشادہ ہو جائین اور اُن مین نہرین
پانی کی بہنے لگین جیسی کہ شام و عراق مین بہتی ہین اور جو باپ دادے ہمارے گذر گئے ہین وہ پہر جی اٹھین اور منجملہ انکے ایک
قصی بن کلاب ہو کیونکہ وہ ایک شیخ صادق تہا ہم اُنسے پوچہین کہ جو کچہہ تم کہتے ہو وہ سچ ہے یا باطل سو اگر تم ایسا
کر دکہا دوگے اور وہ لوگ تمکو سچا کہینگے اور ہم بھی تمکو سچا جانینگے اور تمہاری منزلت نزدیک خدا کے پہچانینگے اور جانینگے کہ اللہ نے تمکو بہیجا ہے
جسطرح کہ تم کہتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین کچہہ اسلیے مبعوث نہین ہوا ہون مین تو پاس تمہارے وہ چیز
لیکر آیا ہون جس کے ساتہ اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے سو مینے اللہ کی رسالت تمکو پہونچا دی ہے اگر اسکو قبول کروگے
تو یہ تمہاری نصیب وری ہے دنیا و آخرت مین اور اگر تم اسکو رد کروگے تو مین اللہ کے حکم پر صبر کرونگا جب تک اللہ
درمیان میرے اور درمیان تمہارے حکم کرے کہا اچہا اگر تم ایسا نہ کروگے تو تم جانو اور اپنے رب سے سوال کرو کہ ایک فرشتہ
بہیجدے تمہاری تصدیق کو وہ تمہاری طرف سے جواب سوال کرے اور تم سوال کرو کہ وہ تمہارے لیے باغستان و خزانے
اور چاندی سونے کے محل بنا دے جسکے سبب تم ہمسے بے نیاز ہو کیونکہ تم بازارون مین کہڑے ہو کر جستجوئے معاش
کرتے ہو جس طرح کہ ہم جستجو کرتے ہین یہانتک کہ ہم تمہارے درجے کی زیادتی نزدیک تمہارے رب کے پہچانین اگر تم رسول
ہو جسطرح تم کہتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا مین یہ نہین کرتا اور نہ مین اپنے رب سے ایسا سوال کرونگا اور
کچہہ طرف تمہاری اسلیے مبعوث نہین ہوا ہون لیکن اللہ نے مجھکو بشیر و نذیر بنا کر بہیجا ہے اگر تم اس بات کو جو مین تمہارے
پاس لایا ہون قبول کروگے تو یہ تمہارا حصہ دنیا و آخرت مین اور اگر مجھپر رد کروگے تو اللہ کے امر پر صبر کرونگا یہانتک
کہ اللہ میرے تمہارے درمیان حکم کرے کہا اچہا آسمان کو گرا دو جسطرح تمکو زعم ہے تمہارا رب اگر چاہیگا کرے گا ہم تم پر ایمان
نہ لائینگے جب تک کہ تم ایسا نہ کروگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا اختیار ہے چاہے وہ تمہارے
ساتہ یہ کام کرے کہا ای محمد کیا تمہارے رب نے یہ نہین جانا کہ ہم تمہارے پاس بیٹہکر یہ سوال کرینگے اور تم سے ان امور
کے طالب ہونگے وہ تمکو طریقہ ہماری مراجعت کا بتا دیگا اور جو کچہہ وہ کرنے والا ہے اسکی خبر تمکو دیوے گا جبکہ ہم اسکو
قبول نہ کرینگے جو تم ہمارے پاس لائے ہو کیونکہ ہمکو یہ بات پہنچی ہے کہ تمکو یہ مرد یمامی سکہاتا ہے جسکو رحمن کہتے ہین

اور ہم واللہ ہرگز تم پر ایمان نہ لاوینگے اے محمد ہم نے اپنا عذر تمسے کہہ دیا اور واللہ ہم تمکو ہرگز نہ چھوڑینگے اور نہ تمہارے ہمراہ کو یہانتک کہ ہم تمکو ہلاک کریں یا تم ہمکو ہلاک کر ڈالو اور ایک انمین کے کہنے والے نے کہا کہ ہم ملائکہ کو پوجتے ہیں یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں ہرگز ایمان نہ لاوینگے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا جب انہوں نے یہ گفتگو کی حضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپکے ساتھ ہی عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ابن عاتکہ حضرت عاتکہ دختر عبدالمطلب بھی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے محمد تمہاری قوم نے تیرے پر عرض کیا تم نے وہ عرض انکی قبول نہ کی پھر انہوں نے تمسے اپنے لیے چند امور کا سوال کیا تاکہ وہ تمہاری منزلت نزدیک تمہارے رب کے پہچانیں وہ بھی تم نے نہ کیا پھر یہ چاہا کہ تم انکے لیے عذاب کی تعجیل کرو جس سے تم ڈراتے ہو وہ نہ کیا تو اللہ میں کبھی تم پر ایمان نہیں لاونگا یہانتک کہ تم آسمان تک ایک نردبان لگا کر اوسپر چڑھ جاؤ اور ہم دیکھیں کہ تم آسمان پر گئے اور وہان سے تم ایک صحیفہ منشور لیکر آؤ اور تمہارے ساتھ چار فرشتے ہوں جو تمہارے لیے گواہی دیں کہ تم جو کہتے ہو وہی ٹھیک ہے قسم ہے خدا کی اگر تم ایسا کروگے تب بھی مجھے یہ گمان ہے کہ میں تمہاری تصدیق نہ کرونگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی چھوڑ کر چلا گیا اور حضرت اپنے گھر آئے رنجیدہ وغمگین ہوکر اس لیے کہ جو طمع رشد قوم کی تھی وہ فوت ہوگئی اور انکا بعید ہونا دیکھ لیا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَهٰكَذَا رَوَاهُ زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَكَّائِيُّ بِسَنَدِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهٗ سَوَآءً اور مجلس جس میں سب لوگ فراہم ہوئے تھے اگر اللہ جانتا کہ وہ یہ سوال بطور استرشاد کرتے ہیں تو انکی بات کو قبول کرتا ولکن اللہ کو معلوم تھا کہ یہ طلب کرنا انکا بطور کفر وعناد ہے لہذا حضرت سے کہا گیا اگر تم چاہو تو ہم انکو سوال انکا دیدیں لیکن اگر یہ پھر کفر کرینگے تو میں انکو ایسا عذاب کرونگا جو کسی کو سارے جہان میں نہ کیا ہوگا اور اگر تم چاہو تو میں انپر دروازہ توبہ ورحمت کا کھولدوں کہا اے رب تو انپر بھی توبہ ورحمت کا دروازہ کھول کہ چنانچہ یہ مضمون حدیث ابن عباس کا بیرین عوام میں گذر چکا ہے زیر آیہ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ اور فرمایا وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کہاتا ہے کہانا اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا اسکے ساتھ ڈرانے کو یا آپڑتا اسکے پاس خزانہ یا ہوجاتا اسکو ایک باغ کہ کہایا کرتا اس میں سے اور کہنے لگے بے انصاف تم ساتھ پکڑتے ہو یہ ایک مرد جادو مارے کا

دیکھ کیسی مثالیں ہیں تجھپر کہاوتیں اور بہکے اب پا نہیں سکتے راہ بڑی برکت ہے اسکی جو اگر چاہے کردے تجھکو اس سے
بہتر باغ نیچے بہتی نہریں اور کردے تجھکو محل کوئی نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہمنے تیار کی ہے جو جھٹلاوے
کوئی قیامت کو انکے واسطے آگ ینبوع کہتے ہیں ایک چشمہ جاری کو انہوں نے یہ سوال کیا کہ انکے لیے زمین حجاز میں جہاں
وہاں چشمے آبشرین کے جاری ہو جاویں اور یہ امر اللہ پر آسان ہے وہ چاہے تو ایسا ہی کردے بلکہ سارے سوالات انکے
قبول فرمالے ولکن اللہ کو معلوم ہے کہ وہ ہرگز راہ پر نہ آئیں گے کما قال تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ کَلِمَتُ رَبِّكَ لَا
یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ جنپر ٹہیک آئی بات تیرے رب کی وہ نمانینگے اگرچہ پہنچیں
انکو ساری نشانیاں یہانتک کہ دیکہیں دکھ کی مار اور فرمایا وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا
عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْٓا الآیۃ اور اگر ہم انکے پاس فرشتے اتارتے اور انسے مردے باتیں کرتے
اور انپر ہر چیز سامنے کہڑی کردیتے تب بھی ایمان نلاتے پہر کفار نے کہا کہ تمنے وعدہ کیا ہے کہ قیامت کے دن آسمان شق ہو
جائیگا اور اسکے اطراف گر پڑیں گے سو اسی دنیا میں اسکی تعجیل کردو اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے آسمان کو مطابق اپنے زعم کے
گرادو کقولہم اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ یا اللہ اگر یہی ہے
حق تیرے پاس سے تو ہمپر برسا پتھر اسیطرح قوم شعیب نے بھی سوال کیا تھا اور کہا تھا اَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ سو گرا دے ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے اللہ نے انپر عذاب یوم الظلۃ اتارا ایک بڑا عذاب تھا
رب ہے نبی التوبہ و نبی الرحمۃ جو رحمۃ للعالمین ہیں سو انہوں نے اللہ سے انکے لیے مہلت و تاجیل مانگی کہ شاید اللہ انکے
اصلاب سے ایسے لوگ پیدا کرے جو خدائے اکیلے کی پرستش کریں اور کسی شے کو اسکا شریک نٹہیرائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا
کہ ان لوگوں میں سے بعضے اچھے خاصے مسلمان ہوگئے یہانتک کہ عبداللہ بن ابی امیہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ مجلس سے اٹھہ کھڑا ہوا تھا اور جو کچھہ اسنے کہا سو کہا اور ہوا کیا اور پہر گذر چکا سب اسلام تام لایا اور طرف اللہ
کے رجوع ہوا ابن عباس و مجاہد و قتادہ نے کہا زخرف سے مراد سونا ہے بلکہ ابن مسعود کی قراءت بھی یہی ہے اَوْ
یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ ذَهَبٍ یا سیڑہی لگاکر تو آسمان پر چڑہ جا مجاہد نے کہا مراد کتاب سے یہ ہے کہ ہر
ایک شخص کے نام پر ایک صحیفہ لکھا ہوا آوے هٰذَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اور یہ کتاب صبح کو ہر شخص
کے پاس رکھی ہوئی ملے اللہ نے کہا اے پیغمبر تم کہدو کہ اللہ برتر و پاک ہے اس بات سے کہ کوئی شخص کسی امر میں اسکے
سلطان و ملکوت الٰہی میں سے پیشقدمی کرے بلکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے خواہ تمہارے سوال کو قبول کرے یا نہ
کرے میں فقط تمکو فرستادہ ہوں طرف تمہاری اپنے رب کی رسالات تمکو پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں

سو یہ کام میرے کیا رہی اجابت سوال سو اسکا بس مین بہ نہیں ہے بس ہین حدیث ابو امامہ مین فرمایا ہے عرض کیا مجہہ پر میرے
رب عزوجل نے کہ مکے ریت بطحا کو سونا بنا دون مین نے کہا نہین اے رب لیکن ایک دن سیر شکم ہونگا اور ایک دن گرسنہ رہونگا
یا مانند اسکے جب مین بہوکا رہونگا تیری طرف زاری کرونگا اور تجہکو یاد کرونگا اور جب سیر شکم ہونگا تیری حمد اور تیرا شکر
کرونگا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ فِی الزُّھْدِ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَعَلِیُّ بْنُ یَزِیْدَ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ
فتح البیان مین لکہا ہی جب سارا مکہ نے بہوت معجزے دیکہے متحیر ہو کر کہا کہ ہم تیرا ایمان لائین گے یہانتک کہ زمین مکہ سے چشمہ جاری
ہوان یا تمہارے لیے ایک بستان ہو یعنے اگر ہمارے لیے چشمے زمین سے تم نہیں بہاتے تو اپنے لیے بہاؤ اور ایک
باغ لگاؤ جسمین کہجور و انگور ہوان اور اس باغ مین نہرین بہتی ہون اور یہ بہی نہیں ہو سکتا تو آسمان کو پارہ پارہ کر کے
گرا دو مطابق اپنے زعم کے یا اللہ اور فرشتے کہلم کہلا آئین قبیل بمعنے معاینہ ہے یا بمعنے کفیل یا شہید یہ بہی نہو سکے
تو ایک گہر سونیکا ہو زخرف کہتی ہین زینت کو زخرف بمعنے مزین ہے یہ بہی نکرو تو سیڑہی لگا کر آسمان پر چڑہ جاؤ
لیکن ہم اس چڑہنے پر بہی تیرا ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تم آسمان پر جا کر وہان سے ایک کتاب نہ لاؤ جس کو ہم پڑہیں
یعنے ہر شخص اسکو پڑہ سکے یا ہر واحد کو ہم مین سے ایک کتاب ملے کما قال تعالیٰ بَلْ یُرِیْدُ کُلُّ امْرِءٍ مِّنْھُمْ اَنْ یُّؤْتٰی
صُحُفًا مُّنَشَّرَۃً بلکہ چاہتا ہے ہر مرد اُن مین کہ اس کو لین ورق کہلے اللہ نے کہا اے پیغمبر تم ان فرمائشات کے جواب مین
کہدو کہ مین تو ایک رسول بشر ہون جیسے سارے رسول تہے اور اللہ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہون رسالت پہونچانے کو تم نے
کبہی سنا یا دیکہا ہی کہ کوئی بشر ایسے کام کر سکتا ہے اور اگر تم چاہتے ہو کہ مین ان اشیاء کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرون اور یہ اشیاء
میرے ہاتہہ پر ظاہر ہون تو رسول جب ایک معجزہ لا آیا اسی قدر اسکی تبیین صدق کے لیے کافی و وافی ہے کچہہ ضرورت طلب
زیادت کی نہیں ہے مین ایک عبد مامور ہون مجہکو یہ بات نہیں پہونچتی ہے کہ اپنے رب پر ایک امر غیر ضروری کے لیے
تحکم کرون اور نہ کوئی حاجت طرف اسکے داعی ہے اور اگر مجہکو اجابت ہر متعنت کی اسی طرح لازم ہو گی تو ہر معاند ہر وقت
طرح طرح کی فرمائشین کیا کریگا اور اپنی جان کے لیے اظہار آیات کا طالب ہوا کرے گا فَتَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ
عُلُوًّا کَبِیْرًا حالانکہ اللہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے آیات و معجزات عطا کیے تہے جو کہ ان فرمائشات سے
مغنی ہین جیسے قرآن و انشقاق قمر اور جاری ہونا پانی کا انگلیون کے بیچ مین سے اور مانند اسکے یہ آیات کچہہ انکے
اقتراحات و فرمائشات سے کمتر نہیں ہین بلکہ اعظم تر ہین ولکن انکا قصد یہ نہ تہا کہ دلیل طلب کرین وہ تو متعنت تہے

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَھُمُ الْھُدٰۤی اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ کَانَ فِی
الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوْلًا ۝ نہیں ہٹایا لوگون کو

اس سے کہ یقین لاوین جب پہونچی اونکو راہ کی سوجہہ مگر یہی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے بھیجا آدمی پیغام لیکر کہہ اگر ہوتے زمین مین
فرشتے پہرتے بستے تو ہم اتارتے انپر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام لیکر **ف** اللہ نے کہا اکثر لوگ جو تابع رسل نہین ہوتے
ہین وجہ اسکی یہی ہے کہ انکو بشر کا رسول ہوکر آنا تعجب معلوم ہوتا ہے کما قال تعالی اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى
رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کیا لوگون کو تعجب ہوا کہ
حکم بھیجا ہمنے ایک مرد کو ان مین سے کہ ڈر سنا لوگون کو اور خوشخبری دی جو کوئی یقین لاوے کہ انکو ہے پایہ سچا اپنے رب کے
ہان اور فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا یہ اسپر کہ لاتے تھے
ان پاس انکے رسول نشانیان پہر کہتے کہ آدمی ہمکو راہ سمجہاوینگے اور فرعون اور گروہ فرعون نے کہا تہا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا
وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ سو بولے کیا ہم مانین گے ایک دو آدمیون کو ہمارے برابر کے اور انکی قوم کرتے ہین ہماری بندگی
اسی طرح اور امتون نے بہی اپنے رسولون سے یہی بات کہی تہی اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا
كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۤؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ تم تو یہی آدمی ہو ہمسے چاہتے ہو کہ روک رکہو ہمکو ان چیزون سے جنکو
پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لاؤ کوئی سند کہلی اس بارے مین بہت آیتین آئی ہین پہر اللہ نے اپنی لطف و رحمت
بالعباد پر آگاہ کیا کہ ہم نے رسول جنس بشر ہی سے بہیجا تاکہ لوگ انکی بات سمجہین اور مطلب بوجہین کیونکہ بشر بشر سے مخاطبت
و مکالمت بخوبی کر سکتا ہے اگر کوئی فرشتہ طرف بشر کے رسول بناکر بہیجا جاتا تو اسکا مواجہہ نہ کر سکتے اور نہ اس سے کچھ اخذ
کرتے کما قال تعالی لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ اللہ نے احسان کیا ایمان
والون پر جو بہیجا ان مین رسول انہی مین کا اور فرمایا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آیا تمہارے پاس رسول
تمہارے مین کا اور فرمایا كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ
جیسا بہیجا ہمنے رسول تم ہی مین کا پڑہتا تمہارے پاس آیتین ہماری اور تمکو سنوارتا اور سکہاتا کتاب اور تحقیق بات اور سکہاتا
ہے تمکو جو تم نہ جانتے تہے تو تم یاد رکہو مجہکو مین یاد رکہون تمکو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو ولہذا اسجگہہ فرمایا کہ اگر
ہوتے زمین پر فرشتے چلتے پہرتے ہوتے اور زمین سے بستے جس طرح کہ تم رہتے بستے ہو تو ہم آسمان سے فرشتہ ہی
بہیجتے انہین کی جنس مین سے لیکن چونکہ تم لوگ بشر ہو اسلیے ہمنے براہ لطف و رحمت تم مین رسول بشر ہی بہیجا فتح
البیان مین کہا ہے مراد ناس سے سب لوگ مین یا اہل مکہ علی الخصوص کہ ان کو ہے یعنی ہی پر ایمان لانے کی
یہی بات مانع ہے کہ اللہ نے رسول بشر کیون بہیجا اللہ نے جواب اسکا یہ دیا اگر زمین مین ملائکہ ہوتے تو رسول بہی ہوتے فرشتے

مگر آدمی ہوا سیلئے رسول ہی تمہاری جنس کا آیا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ٥ کہہ اللہ بس ہے حق ثابت کرنیوالا میرے تمہارے بیچ وہی ہے اپنے بندون سے خبردار دیکہنے والا ف
اللہ نے اپنے پیغمبر کو حجت سکہلائی کہ تم اپنی قوم سے دربارہ صدق رسالت خود یہ کہہ دو کہ مجہپر اور تم پر اس بات کا اللہ شاہد ہے وہ
جانتا ہے کہ جو کچہ مین پاس تمہارے لایا ہون وہ سچ ہے اگر مین اللہ پر جہوٹہہ بولونگا وہ سخت انتقام مجہسے لیگا کما قال
تعالی وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ اور اگر بنالاتا میں
کوئی بات تو ہم پکڑتے اسکا دہنا ہاتہہ پہر کاٹ ڈالتے اسکی دل کی رگ خبیر سے مراد علیم ہے یعنے وہ جانتا ہے کہ بندون
مین کون شخص مستحق انعام و احسان و ہدایت ہے اور کون مستحق شقاوہ و ضلال و ازاغت فتح البیان مین کہا ہے کہ اللہ گواہ صدق
رسالت پر کیا بعض نے کہا اظہار معجزے کا موافق دعوے نبی کی شہادت ہے اللہ کے صدق پر اور یہ شہادت اسی جہت
سے کہ اللہ کا علم محیط جمیع احوال ظواہر و بواطن ہے وہ ہر کان و مایکون کا دیکہنے والا ہے اسمین تہدید ہے مکذبین کو اور تسلیہ
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو والہدا فرمایا ہے وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ
كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ٥ جسکو سجہاوے اللہ وہی ہے سوجہا اور جسکو بہٹکا دے پہر تو نہ پاوے انکا
کوئی رفیق اسکے سوا اور اٹہا وینگے ہم انکو دن قیامت کے اوندہے منہہ پر اندہے اور گونگے اور بہرے ٹہکانا انکا
دوزخ ہے جب لگی بجہنے اور دینگے انپر بہڑکا ف اللہ نے اپنی تصرف کی اندر خلق کے اور نفوذ حکم کی بندون
مین خبر دی کہ سلطنت حکم کا کوئی پیچہے ڈالنے والا نہین ہے جسکو ہم گمراہ کر دین پہر کون سوا ہمارے ایسا ہے کہ اسکو
راہ پر لادے کما قال تعالی مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا جسکو اللہ ہدایت
کرے وہی ہے ہدایت والا اور جسکو بہلا دے تو تو اسکے واسطے کوئی دوست راہ دینے والا نہ پاویگا انس بن مالک کہتے
ہین کہا اے رسول خدا لوگ اوندہے منہ کسطرح محشور ہونگے فرمایا جسنے انکو پاؤن پر چلایا ہے وہ قادر ہے کہ منہ کے
بل چلائے رواہ احمد و آخرجاہ فی الصحیحین حذیفہ بن اسید کہتے ہین ابو ذر نے کہڑے ہو کر کہا اے بنی
غفار بات کہو قسم نہ کہاؤ کیونکہ صادق مصدوق نے مجہسے بیان کیا ہے کہ لوگ تین فوج ہو کر محشور ہونگے ایک فوج
سوار اور طاعم و کاسے ہوگی اور ایک فوج پاپیادہ دوڑتی ہوگی اور ایک فوج کو فرشتے انکے منہ پر کہینچین گے
اور نار کی طرف کہدیڑ لیجائینگے ایک کہنے والے نے کہا ان دونکو تو ہمنے پہچانا لکن انکا کیا حال ہے جو پیادہ
چلینگے فرمایا سواریونپر آفت ڈالدیگا یہانتک کہ کوئی پشت یعنی سواری باقی نہین رہیگی تا آنکہ ایک مرد کا ایک

عمدہ بلیغ ہوگا وہ اسکو عوض ایک شترمادہ کجاوہ دار کے دیگا تب بہی اسپر قادر نہ ہوگا اور اندہا بہرا گونگا ہونا فی حال دون
حال ہوگا یہ جزا ہے انکی جسطرح کہ وہ دنیا مین اندہے بہرے گونگے بنے تہے اسی طرح کی جزا انکو محشر مین ملیگی جسوقت کہ وہ نہایت
محتاج ہونگے ماوی سے مراد پہرنا اور جانا ہے جہنم مین ابن عباس نے کہا خبت یعنی سکنت سے مجاہد نے کہا بمعنے طفئت
ہے سعیر سے مراد لہب وہیج ہے یعنے بہڑکنا اور چنگاری اڑنا کما قال فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا اب
جلکر ہم بڑہاتے جاوینگے تیز کر مار فتح البیان مین کہا ہے اللہ جسکو ہدایت کرنا چاہتا ہے وہی راہ حق پاتا ہے یا ہر
مطلوب کو پہونچ جاتا ہے اور جسکو گمراہ کرتا ہے اسکے لیے کوئی مددگار نہین ملتا اور قیامت کے دن یہ گمراہ لوگ اندہے بہرے
گونگے اٹہین گے انکی پہرنے کی جگہہ جہنم ہے ابن عباس نے کہا یہ دوزخ کے ایندہن ہونگے جب انچ اس آگ
کی ہلکی ہوئے گوشت پوست کہا کر تو اللہ انکی بہڑک کو اور زیادہ کردیگا یہ اسلیے کہ انہون نے اعادہ کی بعد افنا
کے تکذیب کی تہی اللہ نے انکی جزا یہی رکہی کہ ہمیشہ اعادہ افنا ہوا کرے مراد حشر سے یہ ہے کہ جلد تر انکو طرف جہنم کے
ہانکین گے دوسرے یہ کہ بیچ منہہ کے بل گہسیٹے جاوین گے جسطرح دنیا مین جب کسی کی اہانت وتعذیب مین مبالغہ
کرتے ہین تو اسکو منہ کے بل گہسیٹتے ہین اور یہی صحیح ہے لقولہ تعالی يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
جسدن گہسیٹے جاوین گے آگ مین اوندہے منہہ اور بدلیل احادیث مذکورہ ابکم وہ ہے جو گونگا ہو بات نہ کرسکے
اصم وہ ہے جو بہرا ہو کچہہ نہ سنے عمی وہ ہے جو اندہا ہو کچہہ نہ دیکہے غرضکہ کفار ومشرکین ومکذبین انبیاء ومعاد اس
ہیئت خاصہ پر کہ اقبح صور واشنع منظر ہے مبعوث ہونگے اللہ نے ہمراہ سبب کے یہ اوصاف ثلثہ بہی واسطے انکے
جمع کردیے ہین نسال اللہ العافیۃ اور یہ کچہہ مخالف انکی رویت کلام وسمع کے نہین ہے جسکا ذکر اور آیتون آیا ہے
جیسے وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ اور قولہ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا پکارین گے ہمجہہ موت کو اور فرمایا سَمِعُوْا لَهَا
تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا سنین گے اسکا جہنجلانا اور چلانا کیونکہ معنے اسکے یہ ہین کہ ایسی شے نہ دیکہین گے جس سے انکو سرور حاصل ہو
اور ناطق بحجت نہ ہونگے اور نہ ایسی بات سنین گے جس سے کان کو کچہہ لذت حاصل ہو بعض نے کہا یہ اسوقت ہوگا کہ جب انسے
یہ بات کہی جاویگی اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ بعض نے کہا تحت حشر اسی طرح پر ہونگے پہر اللہ اعادہ ان اشیاء کا بعد
حشر کے کردیگا ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا
جَدِيْدًا ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ
اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ یہ انکی سزا ہے اسواسطے کہ منکر ہوئے ہماری آیتون سے اور بولے
کیا جب ہوگئی ہڈیان اور چورا کیا ہم اٹہائے جاوینگے نئے بناکر کیا نہین دیکہہ چکے جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین سکتا ہے

دیسون کو بنانا اور ہنیر ایسے اُنکا ایک وعدہ بی شبہ سو نہین مانتے بے انصاف بے ناشکری کیے **ف** امد تعالی فرماتا ہے یہ جزا جو ہم نے انکو دی ہے کہ وہ اندہے بہرے گونگے اٹہینگے یہی جزا لائق حال انکے ہے کیونکہ انہون نے ہماری نشانیان یعنے دلیلین و تبیین نہ مانین بلکہ انکو جہٹلایا اور مستبعد جانا کہ پہر وہ مبعوث ہون بعد بوسیدگی اور ہلاک و پراگندگی اجزا کے امد نے ان پر حجت پکڑی اور اپنی قدرت پر انکو آگاہ کیا کہ دیکہو جس نے آسمان و زمین بنائے ہین اور انکی خلقت انسان کی فطرت سے اعظم تر ہے وہ اعادہ پر بہی قادر ہے بلکہ یہ اعادہ تمہارا اس پر آسان تر ہے کما قال تعالی لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ البتہ پیدا کرنا آسمانون اور زمین کا بڑا ہے لوگون کے بنانے سے اور فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى الآیۃ اور کیا نہین دیکہتے کہ وہ امد جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ تہکا انکے بنانے مین وہ سکتا ہے کہ جلا دے مُردے اور فرمایا اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہین سکتا کہ بنا دے ایسے آدمی کیون نہین اور وہ ہے اصل بنانے والا سب جانتا اسکا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہے کہ ہو وہ ہو جاوے تا آخر سورت اور یہان کہا قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ یعنے دن قیامت کے اعادہ انکے ابدان کا کریگا اور ایک دوسری نشاۃ ناشی ہوگی اور جس طرح پہلی بار پیدا کیا تہا یہ دوبارہ اسی طرح اٹہا کہڑا کریگا اس اعادے کے لیے اور اٹہ کہڑے ہونیکو قبرون مین سے ایک مدت مقدر اور ہنگام معین مقرر کر دیا کہ وہ ضرور ہوگا کما قال تعالی وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ اور اسکو ہم دیر جو کرتے ہین سو ایک وعدے کی گنتی تک لیکن ظالمون کا حال یہ ہے کہ گو حجت قائم ہو جاوے وہ بجز کفران کے اور کچہہ نہین مانتے انکی تمادی باطل و ضلال مین چلی جاتی ہے فتح البیان مین کہا ہے کہ جسکو قدرت ہے آفرینش آسمان و زمین پر باوجود اس عظم و شدت کے وہ اعادہ پر بچہنے کے جو اس سے کمتر ہے قادر تر ہے کیونکہ وہ شے صغر و ضعف مین بڑہکر ہے بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ چاہے انکو فنا کر دے اور دوسرے لوگ ایجاد کرے کرخی کہتے ہین مراد انکی مثل سے خود یہی ہین انکی آفرینش کو بلفظ مثل تعبیر کیا ہے جس طرح کہ متکلمین نے کہا ہے اعادہ مثل ابتدا کے ہے کیونکہ مثل شے کا مساوی اس شے کے حال مین ہوتا ہے تو لفظ اس شے سے تعبیر کرنا جائز ہوا تقال مِثْلُكَ لَا يَفْعَلُ كَذَا یعنے تجہسا آدمی کب ایسا کام کرتا ہے یا معنے یہ ہین کہ امد تعالی قادر ہے اسبات پر کہ ایسے بندے پیدا کرے جو اسکی توحید کرین اور اسکی کمال حکمت و قدرت کے مقر ہون اور ان شبہات فاسدہ کو ترک کر دین اس صورت مین آیت مثل اس قول کے ہے يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ لا وے کوئی پیدایش نئی وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

عیذ کو بدل لیگا کوئی لوگ سوائے تمہارے اور پہلے قول پر عمل بہتوں نے اعتماد کیا ہے اور اسی پر اپنی حقیقت پر ہے واحدی نے
کہا اول اشبہ ہے اجل سے مراد وقت محقق عذاب ہے جسمین کسی طرح کا شک و شبہہ نہیں ہے مراد اس سے موت یا قیامت ہے مگر مشرک
بے تامل کیے نہیں رہتے باوجود وضوح دلیل قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ
الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝ کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوں میرے رب کی مہر کے خزانے تو ضرور موند رکھتے اس ع
ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جاویں اور ہے انسان دل کا تنگ **ف** ابن عباس و قتادہ نے کہا مراد خوف انفاق سے فقر ہے یعنی
اس ڈر سے خرچ نہ کرتے کہ مبادا یہ خزائن خالی ہو جائیں حالانکہ وہ کبھی ہرگز ہو چکنے والی نہیں ہیں لیکن تمہاری طبیعت و جبلت
اسی طرح پر بنی ہے ابن عباس نے کہا قتور سے مراد بخیل و منوع ہے قتادہ بھی اسی کے قائل ہیں قال تعالیٰ اَمْ لَهُمْ
نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ یا انکا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو یہ نہ دینگے لوگوں کو
ایک تل برابر یعنے اگر اس ملک میں کچھ حصہ ان لوگوں کا بھی ہوتا تو کچھ بھی کسی کو نہ دیتے ایک نقیر برابر بھی عطا نہ کرتے
یہ وصف انسان کا اللہ نے من حیث ہو کیا ہے مگر جسکو وہ توفیق دے اور صفت ذمیمہ سے محفوظ رکھے بخل و جزع و ہلع و
نوع بشر کی صفت ہے کما قال تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝
اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الخ بیشک آدمی بنا ہے جی کا کچا جب لگے اسکو برائی تو گھبرا اور جب لگے اسکو بھلائی تو ان دیوے مگر وہ نمازی
جو اپنی نماز پر قائم ہیں اس آیت کے نظائر قرآن عزیز میں بہت ہیں یہ دلیل ہے اللہ کے کرم و جود و احسان عام و لطف
تام پر صحیحین میں آیا ہے یَدُ اللّٰهِ مَلْاٰی لَا یَغِیْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ اَرَاَیْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَغِضْ مَا فِیْ یَمِیْنِهٖ یعنے اللہ پاک کا ہاتھ بھرا ہے نفقہ اسکو کم نہیں کرتا رات دن بہاتا
ہے تم دیکھتے ہو کہ جب سے آسمان و زمین بنا ہے اب تک کتنا خرچ کیا ہوگا لیکن اسکا ہاتھ خالی نہ ہوا وللہ الحمد فتح البیان میں
کہا لفظ خزائن رحمت سے مراد رزق ہے اور امساک سے مراد بخل و حبس ہے اور دنیا میں خوف صرف سے مراد محتاجی ہے قتور
سے مراد بخیل ہے بعض نے کہا قتور قلیل المال کو کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ مراد مبالغہ ہے وصف انسان میں ساتھ بخل کے یعنے
کہا نزول اس آیت کا حق میں مشرکین کے خاصۃً ہوا ہے حسن اسی کے قائل ہیں اور بعض نے کہا یہ آیت عام ہے جمہور کا
قول یہی ہے حکاہ الماوردی وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ
فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ
وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۝ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا

ہمنے دین موسے کو نو نشانیان صاف پہر پوچہہ بنی اسرائیل سے جب آیا وہ اونکے پاس تو کہا اسکو فرعون نے میری اٹکل مین موسے
تجہپر جادو ہوا بولا تو جان چکا ہے کہ یہ چیزین کسی نے نہین اتارین مگر آسمان و زمین کے صاحب نے سجہانے کو اور میری اٹکل
مین فرعون تو کہپا چاہتا ہے پہر چاہا کہ اونکو چین نہ دے اس زمین مین پہر ڈبو دیا ہمنے اسکو اور اسکے ساتہہ والون کو سارے
اور کہا ہم نے اس کے پیچہے بنی اسرائیل کو بسو تم زمین مین پہر جب آویگا وعدہ آخرت کا لے آوینگے ہم تمکو سمیٹ کر ف
اسنے خبر دی کہ ہمنے موسی کو نو نشانیان دیکر بہیجا تہا وہ نشانیان دلائل قاطعہ تہے صحت نبوت و صدق اخبار رسالت
پر طرف فرعون کے وہ آیات نہ گانہ یہ تہین عصا و ید و سنین و بحر و طوفان و جراد و قمل و ضفدع و دم یہ آیات مفصلات
تہین قال ابن عباس محمد بن کعب نے کہا ہِیَ الْیَدُ وَالْعَصَا وَالْخَمْسُ فِی الْاَعْرَافِ وَالطَّمْسُ وَالْبَحْرُ وہ ہاتہہ تہا
اور عصا اور پانچ اعراف مین مذکور ہین اور طمس اور بحر ابن عباس مجاہد و عکرمہ و شعبی و قتادہ نے کہا یہ آیات ید بیضا اور
عصا اور خشک سالی اور نقصان پہلونکا اور طوفان اور ٹڈی اور جون اور مینڈک اور خون تہا ابن کثیر کہتے ہین یہہ
قول ظاہر جلی حسن قوی ہے اور حسن بصری نے سنین و نقص ثمرات کو ایک ہی چیز ٹہیرایا ہے اور نوین چیز نزدیک انکے
چٹ کر جانا عصا کا انکے سحر کو لیکن وہ باوجود مشاہدہ ان آیات کے کفر و جحد ہی کرتے رہے اور انکے انفس کو براہ
ظلم و علو یقین ہی ہا کہ یہ سچے نہین ہین و لیکن اثر ان آیات کا ان مین نہین ہوا اسی طرح اگر ہم ان لوگون کے سوالات کو
جو کہ اجرائے نہر کو زمین مکہ مین وغیرہ امور کو چاہتے ہین قبول کرین تب بہی یہ استجابت رسالت و ایمان لانیوالے
نہین ہین مگر یہ کہ اللہ چاہے جس طرح فرعون نے موسی سے باوجود مشاہدہ آیات کہا تہا اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی
مَسْحُوْرًا مین تجہکو ساحر خیال کرتا ہون یعنے ساحر واللہ اعلم بالجملہ یہ آیات تسع جنکا ذکر ائمہ نے اسجگہہ کیا ہے یہی اسجگہہ
مراد ہین اور یہی اس آیت مین ہے وَاَلْقِ عَصَاکَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰى
لَا تَخَفْ الی قولہ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ اور ڈال دے لاٹہی اپنی
پہر جب دیکہا اسکو پہن پہناتی جیسے سانپ کی شکل پہرا وہ پیٹہہ دیکر اور پیچہے نہ دیکہا اے موسی ڈر نہ کہا مین جو
ہون میرے پاس نہین ڈرتے رسول مگر جسنے زیادتی کی پہر بدل کر نیکی کی برائی کے پیچہے تو مین بخشنے والا مہربان ہون
اور ڈال ہاتہہ اپنا گریبان مین کہ ہو نکلے چٹا کچہہ برائی سے یہ ملکر نو نشانیان فرعون اور اسکی قوم کیطرف بیشک وہ تہے
لوگ بے حکم   اسجگہہ فقط ذکر دو آیا کا کیا عصا اور ید بیضا رہین باقی آتہین سو تبیین و تفصیل انکی سورہ اعراف مین
آئی ہے اور موسی علیہ السلام کو سوا انکے اور بہی بہت سی نشانیان دی تہین جیسے مارنا پتہر کا لاٹہی سے اور نکلنا بارہ
چشمے کا اس پتہر سے اور سایہ کرنا ابر کا بنی اسرائیل پر اور نازل کرنا من و سلوی کا وغیرہ ذالک جو کہ بعد مفارقت

بلاد مصر کے انکو عطا ہوئین تہین لیکن اسجگہہ انہین نونشانیون کا ذکر کیا جنکا مشاہدہ فرعون لعین نے کیا تہا اور قوم فرعون نے اہل مصر مین سے دیکہا تہا اسلیے یہی آیات انپر حجت تہی اہل فرعون نے مخالفت کی اور کفر و جحود کی راہ سے آیات مذکورہ سے عناد کیا صفوان بن عسال نے کہا ہی ایک یہودی نے اپنے ایک یار سے کہا ہمارے ساتہ پاس اس نبی کے چل ہم اس سے سوال اس آیت کا کرین وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ اور ہمنے دین موسیٰ کو نونشانیان صاف کہا تو اسکو نبی نہ کہہ اگر وہ یہ بات سنیگا تو اسکی چار آنکہین ہوجائین گی پہر ان دونون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا حضرت نے فرمایا لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَاْکُلُوا الرِّبٰا وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِیْءٍ اِلٰی ذِیْ سُلْطَانٍ لِیَقْتُلَہٗ وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصَنَۃً اَوْ قَالَ لَا تَفِرُّوْا مِنَ الزَّحْفِ شُعْبَۃُ الشَّاکُّ وَاَنْتُمْ یَا یَہُوْدُ عَلَیْکُمْ خَاصَّۃً لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ اللہ کے ساتہ کسی کو شریک کرو اور چوری نہ کرو اور زنا نکرو اور جس جان کا رنا کو اللہ نے حرام کیا ہے اسکو بیوجہ نہ مارو اور سحر نکرو اور بیاج نہ کہاؤ اور بری آدمی کو کسی اہل حکومت کے پاس لیجاؤ کہ وہ اسکو مار ڈالے اور پاک دامن عورت کو تہمت نلگاؤ یا فرمایا لڑائی سے نہ بہاگو شعبہ کو شک ہے اور تم اے یہودی جماعت خاص کرکے ہفتہ مین زیادتی نہ کرو ان دونون نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتہ پاؤن چومے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین اس بات کی کہ تم نبی ہو فرمایا پہر تمکو کون مانع ہے اس سے کہ تم میری تابعداری کرو کہا داؤد علیہ السلام نے دعا کی کہ نبی ہمیشہ انہین کی ذریت سے ہوا کرے اور ہم کو ڈر ہے کہ اگر ہم اسلام لے آئین گے تو یہود ہمکو قتل کر ڈالین گے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یہ حدیث مشکل ہے اور عبداللہ بن سلمہ کے حفظ مین کچہ خلل ہے اہل علم نے اسمین تکلم کیا ہے شاید اسپر اشتباہ ہوا کہ بجائے عشر کلمات عشر آیات کہا کیونکہ کلمات وصایا مین توریت مین انکو کچہہ تعلق بہ قیام حجت فرعون پر نہین ہے واللہ اعلم والہذا موسے نے فرعون سے کہا تہا کہ اللہ نے ان آیات کو بصائر یعنے حجج واد لہ صدق پر میرے اُتارا ہے اور مین تجکو تباہ کار گمان کرتا ہون قَالَہٗ مُجَاہِدٌ وَقَتَادَۃُ ابن عباس نے کہا مثبور یعنے ملعون ہے ضحاک نے کہا بمعنے مغلوب ہے یا ہالک قَالَہٗ مُجَاہِدٌ بالجملہ سبیل ہے اسپر کہ مراد آیات نہگانہ سے یہی مذکورات ہین ان مین حجج و براہین ستہے فرعون و قوم فرعون پر اور دلائل تہے صدق موسیٰ و وجود فاعل مختار پر جسنے موسے کو بہیجا تہا اور جو کلمات حدیث مذکور ہوئے وہ مراد نہین ہین کیونکہ یہ توچہایا تہے ان مین کوئی حجت فرعون پر نہین تہی ورنہ اُسکے فہم پر کوئی مناسبت درمیان انکے اور اقامت برہان کے فرعون پر نہین ہے یہ وہم طرف سے عبداللہ بن سلمہ کے آیا ہے بعض نے کہا

ان کی منکر ہین و اللہ اعلم اور شاید ان ہر دو نفر یہود نے سوال کلمات عشر کا کیا ہو راوی پر اشتباہ تسع آیات کا ہوا اور
یہان سے یہ وہم حاصل ہوا واللہ اعلم فرعون نے چاہا تہا کہ بنی اسرائیل کو زمین مصر سے جلا وطن کر دے اور وہان سے
نکالدے لیکن اللہ نے اسکو مع اسکے رفقا کے ڈبو دیا اور پہر بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ تم اس زمین مین رہو اسمین بشارت ہے
فتح کی حضرت ؐ کو حالانکہ یہ سورت مکی ہے قبل ہجرت کے نازل ہوئی تہی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اہل مکہ نے قصد کیا حضرت ؐ
کو مکہ سے نکالدین کما قال تعالی وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا (یعنی) اور وہ تو لگے تہے
گہبرانے تجکو اس زمین سے کہ نکالدین تجہکو یہان سے واہلک اللہ سب کو اپنے رسول کو وارث ملک کا کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم وہان عنوۃ مطابق غلبہ قولین داخل ہوئے اور اہل مکہ مقہور ہو گئے پہر حضرت ؐ نے براہ حلم و کرم اُن کو
چہوڑ دیا جسطرح کہ اللہ پاک نے اُن لوگون کو جو کہ بنی اسرائیل مین سے مستضعف تہے وارث مشارق و مغارب ارض کر دیا
تہا اور بلاد و اموال و زروع و ثمار و کنوز فرعون کا مالک بنا دیا تہا کما قال كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ
اسیطرح اور ہاتہ لگا دین یہ چیزین بنی اسرائیل کو اور اسجگہہ یون کہا وَقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ اسْكُنُوا
الْاَرْضَ اور کہا ہمنے اسکے پیچہے بنی اسرائیل کو بسو تم زمین مین لفیف سے مراد جمیع ہے یعنے جب قیامت آویگی
ہم تمکو اور تمہارے اعدا کو سب کو جمع کر کے لے آئین گے ابن عباس و مجاہد و قتادہ و ضحاک نے کہا لفیفا اے جمیعا
فتح البیان مین کہا ہے آیات بینات سے مراد علامات واضحات و دلالات ظاہرات ہین صحت نبوت موسے پر وجہ
اتصال آیت ہذا کی آیت ماقبل سے یہ ہے کہ معجزات مذکورہ گویا مساوی فرمائشات کفار قریش ہی تہے بلکہ اقوے تر
اُن سے سو عدم استجابت اقتراحات مذکورہ کے بوجہ عدم مصلحت استیصال تہے اگر ایمان نہ لاتے اکثر مفسرین
کا قول بابت شمار آیات تسعہ کے وہی ہے جو گذر چکا اور اگر حدیث مذکور صحیح ٹہیرے تو مراد آیات سے گویا احکام
عامہ ہین جو کل شرائع مین ثابت ہین فرعون نے موسی ؑ کو مسحور ٹہیرایا موسے ؑ نے کہا تو جانتا ہے کہ یہ آیات اللہ
تعالی نے بطور بصائر نازل کیے ہین انسے اللہ کی قدرت و وحدانیت پر دلیل ہو سکتی ہے اور تو لے فرعون تباہ کار یا
مطبوع سے ملے شر یا ناقص العقل یا مصروف عن الخیر ہے پہر فرعون نے یہ چاہا کہ موسی ؑ کو مع بنی اسرائیل زمین مصر سے نکالدے
یا قتل کر ڈالے یا جڑہ سے اکہیڑ کر پہینکدے اس صورت مین مطلق زمین مراد ہوگی سو جب یہ ارادہ اسکا ہمکو معلوم
ہوا تو ہم نے اسی پر یہ امر معکوس کر دیا کہ وہ مع اپنے ساری قوم کے ہلاک ہو گیا اور کوئی باقی نہ بچا موسے ؑ اور انکی قوم نے
نجات پائی ولله الحمد ہم نے بعد اس اغراق فرعون وغیرہ کے قوم موسے ؑ سے کہدیا کہ اب تم زمین شام و مصر مین جہان سے
وہ تمہارا نکالنا چاہتا تہا جس طرح سے رہو پہر جب وعدہ آخرت کا آویگا یعنے قیامت آئیگی یا نوبت دیگر یا ساعت

دیگر جس سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے یا نزول عیسٰے علیہ السلام آسمان پر سے تو ہم تم سب کو موقف قیامت مین جمع کرینگے
جوہری نے کہا لفیف کہتے ہین اجتماع قبائل شتے کو یقال جَآءَ القَوْمُ بِلَفِّهِمْ وَلَفِیْفِهِمْ اَیْ بِاَخْلَاطِهِمْ یعنے لِف
جلکر لوگ آئے مراد یہ ہے کہ ہم قبور مین سے سب کو مختلط ہر موضع سے لائینگے مومن ساتھہ کافر کے اور سعید ساتھہ شقی
کے خلط ملط ہوگا اصمعی نے کہا لفیف جمع ہے اسکے لیے واحد نہین وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ط وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ه وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ه اور سچ کے ساتھہ ہم نے
یہ قرآن اور سچ کے ساتھہ اترا اور تجھکو جو بھیجا ہم نے سو خوشی اور ڈر سنانا اور پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم
نے اسکو بانٹکر کہ پڑھے تو اسکو لوگون پر ٹھیر ٹھیر اور ہم نے اسکو اتارتے اتارا ف سچ کے ساتھہ اترا یعنے بیچ مین ملا نہین
گیا بعضی کتاب سے مطلب فقط معنے سمجھتے ہین اور اسکے لفظ مین بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور اور برکت اترتا ہے
یہی اسطے سورتین اور آیتین جدا جدا کہین اور تہوڑا تہوڑا اتارا ہر وقت پر اسکے موافق حکم انتہے اللہ تعالی نے خبر دی کہ
قرآن متضمن حق ہوکر اترا ہے کما قال تعالی لٰکِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَشْهَدُوْنَ
لکن اللہ شاہد ہے اسپر جو تجھکو نازل کیا کہ یہ نازل کیا ہے اپنے علم کے ساتھہ اور فرشتے گواہ ہین یعنے شامل ہے اسکو علم
پر جسپر اللہ نے تمکو اطلاع دی جیسے احکام وامر و نہی اور حق سے اترا یعنے محفوظ محروس بلا آمیزش غیر و بلا زیادت و
نقصان بلکہ اسکو پاس تیرے سچ پہنچ وہ شخص لایا ہے جو شدید القوے امین مکین مطاع ملأ اعلے ہے جو ایماندار تیرے
مطیع ہین تو انکے لیے بشیر ہے اور جو کفار تیرے عاصی ہین تو انکے لیے نذیر ہے ہم نے اس قرآن کو مفصل کیا
کہ پہلے لوح محفوظ سے بیت العزت آسمان دنیا پر اترا پہر مطابق وقائع کے پارہ پارہ ہوکر ۲۳ برس مین حضرت ؐ
پر اتارا یہ معنے ہین فرقناہ مخفف کے اور قراءت تشدید پر یہ معنے ہین کہ ایک ایک آیت کرکے بہیجا مفسر نے کہا ہے
ولہذا فرمایا کہ تا کہ تو اسکو لوگون پر پڑہے مہلت سے تنزیل سے مراد یہ ہے کہ شیئا بعد شیئ اتارا فتح البیان مین
کہا ہے کہ ہم نے وحی کی قرآن کی متلبس بحق اور وہ شیاطین سے محفوظ ہوکر اترا ہے مراد حق سے ہر دو جاہین ہیں جو
ضد باطل ہے لیکن اول سے مراد حکمت الہیہ مقتضی انزال ہے اور ثانی سے مراد اشتمال ہے عقاید و احکام دیکھو پر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشیر بالجنۃ واسطے مطیع کے اور نذیر بالنار واسطے عاصی کے ٹہیرایا اور قرآن کو بیان واضح کیا فارق
درمیان حق و باطل کے زجاج نے کہا اتارنے مین علیحدگی کی تاکہ لوگ بخوبی سمجھین ابو عبید نے کہا مجھے تخفیف پسند ہے
اسلیے کہ اسکے معنے ہین بینّاہ اور تشدید کے فقط یہ معنے ہین کہ وہ متفرق نازل ہوا ہے ابن عباس نے کہا قرآن
شب قدر مین بماہ رمضان یکبارگی آسمان دنیا پر نازل ہوا مگر جب کوئی شی حادث کرتے اللہ انکا جواب بہیجا رہتا

غرضکہ نسبت دس برس میں اسنے اسکو الگ الگ کرکے اتارا مکث سے مراد تطاول مدت ہے قُلْ اٰمِنُوْا بِہٖٓ اَوْ
لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْہِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّیَقُوْلُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۙ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُہُمْ خُشُوْعًا ۩ کہہ تم اسکو سجدہ
مانو یا نہ مانو جنکو ملا ہے علم اسکے آگے سے جب انکے پاس اسکو پڑہیے گرتے ہین ٹہوڑیون پر سجدے مین اور کہتے ہین پاک ہے
ہمارا رب بیشک ہمارے رب کا وعدہ البتہ ہونا ہے اور گرتے ہین ٹہوڑیون پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے انکو عاجزی
ف یعنے اگلی کلام سمجھ دار شخص اسکو پہچانتے ہین اور وعدہ جو تہا کہ آخر زمانے مین ایک کلام اترے گا ٹہیک پاتے ہین سننے
مین سجدہ دو بار ہوتا ہے اسواسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب ہے اور دوسری بار عاجزی انتہی اللہ پاک
نے حضرت کو حکم دیا کہ تم ان کافرون سے کہدو کہ مین جو یہ قرآن لایا ہون تم خواہ اسپر ایمان لاؤ خواہ نہ لاؤ مگر یہ فی
نفسہ حق ہے اللہ نے اسکو مجہپر اتارا ہے اور اسکا ذکر ازمنہ گذشتہ مین کتب منزلہ سابقہ مین کیا ہے ولہذا احوال
صلحاء اہل کتاب کا جو کہ متمسک بہ کتاب خود اور برتقیم شرع سابق بلا تبدیل و تحریف ہین دیا ہے کہ وہ اسکو اللہ ہی کا
کلام جانتے ہین لہذا وہ اسکو سنکر سجدے مین گرتے ہین ذقن کہتے ہین اسفل درجہ کو یہ گرنا انکا بطور سجدہ شکر ہو
کہ اللہ نے ہمکو اس لائق کیا کہ ہم نے اس رسول کو جسپر یہ کتاب اترتی ہے پایا ولہذا کہتے ہین کہ ہمارا رب پاک ہے یعنے
براہ تعظیم و توقیر و قدرت تامہ کہ اسکا وعدہ جو اسنے زبان انبیا سلف مین بابت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کیا ہے خلاف نہین ہوا اور براہ ایمان و تصدیق ٹہوڑی کے بل خشوع مین گرتے ہین اور اس کلام پاک کو
تسلیم کرتے ہین کما قال تعالی وَالَّذِیْنَ اہْتَدَوْا زَادَہُمْ ہُدًی وَّاٰتٰہُمْ تَقْوٰىہُمْ اور جو لوگ راہ پر
آئے ہین انکو اور بڑہی اس سے سوجہہ اور انکو اس سے ملا بچکر چلنا فتح البیان مین کہا ہے کہ اسکا حاصل تم ان کفار سے جو تم سے
طرح طرح کی فرمایش کرتے ہین کہدو کہ تم چاہو قرآن کو مانو یا نہ مانو لیکن وہ لوگ اسکو مانتے ہین جنکو پہلے سے علم مل چکا ہے
اور اگلی کتابین پڑہ چکے ہین اور حقیقت وحی کی شناسا ہین اور امارات نبوت کو جانتے ہین جیسے زید بن عمرو بن نفیل و
ورقہ بن نوفل اور عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی و ابوذر انپر جب قرآن پڑہا جاتا ہے تو وہ اپنے منہ کے بل سجدے مین
گر پڑتے ہین اس مین تسلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اگر یہ جہال بے علم جنکو کچہہ معرفت کتاب کی نہین ہے اور نہ
انبیاء کو پہچانین ایمان نہین لاتے ہین اور نہ قرآن کو مانتے ہین تو پڑے نہ مانا کرین تم بہی کچہہ پروا انکی نہ کرو کہ یہ کسی قطار
شمار مین نہین ہین اہل علم جنکا اعتبار ہے وہ بہر حال سامنے اس کلام معجز نظام کے سر جہکاتے اور تسلیم کرتے اور خشوع و
خضوع سے پیش آتے ہین اللہ کے وعدہ کو سچا پاکر تسبیح کرتے ہین اور انکو قرآن سنکر رونا آتا ہے اور عاجزی بڑہجاتی ہے

سبب ہو خشوع ہے لین قلب اور رطوبت عین ہے معلوم ہوا کہ رونا وقت قراءت قرآن کے مستحب ہے حدیث ابو ہریرہ
مین فرمایا ہے لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ
فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدُخَانُ جَہَنَّمَ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ جو مرد اللہ تعالی کے خوف سے رویا وہ دوزخ
مین داخل نہو گا یہانتک کہ دودہ تہنون مین عود کرے اور کسی بندہ پر اللہ کی راہ مین غبار اور دوزخ کی غبار جمع نہو گی ابن عباس
کا لفظ فرمایا ہے عَیْنَانِ لَا تَمَسُّہُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِی سَبِیْلِ
اللّٰہِ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ دو آنکھون کو آگ نہ چہووے گی ایک وہ آنکہ جو اللہ سے ڈر کر روئی اور دوسری وہ آنکہ جسنے اللہ
راہ مین رات بہر پہرہ دیا قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ج وَلَا تَجْہَرْ
بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِہَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ
یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ۝ کہہ اللہ کر پکارو یا رحمن جو کہکر پکاروگے ع
سو اسی کے ہین سب نام خاصے اور تو نہ پکار اپنی نماز مین اور نہ چپکے پڑہ اور ڈہونڈ لے اسکے بیچ مین راہ اور کہہ
سراہیے اللہ کو جسنے نہین رکہی اولاد نہ کوئی اسکا ساجہی سلطنت مین نہ کوئی اسکا مددگار ذلت کے وقت پر اور اسکی
بڑائی کر بڑا جان کر ف رحمن نام اللہ کا عرب کے لوگ جانتے نہ تہے اسپر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہین اللہ وہی ایک ہے اور پکار
کی نماز مین بہت چلانا بہی نہین اور بہت بے آواز بہی نہین بیچ کی چال پسند ہے پہر کہا کہ اسپر کبہی ذلت ہی نہین کہ
مددگار چاہے بادشاہون کے ان امیر زبر پڑجاتے ہین اس سے کہ برے وقت انکی رفاقت کیے ہوتے ہین وہان یہہ
مذکور ہی نہین تہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے ای پیغمبر تم ان مشرکون سے جو صفت رحمت خدا کے منکر اور اللہ کے مسمے
رحمن ہونیکے مانع ہین کہہ دو کہ کچہہ فرق اسمین نہین ہے کہ تم اللہ کا نام لیکر پکارو یا رحمن کا اسکے تو اچہے اچہے نام ہین
کما قال اللہ تعالی ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اِلٰی قولہ لَہُ
الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الایۃ وہ اللہ ہے جسکی سوا بندگی نہین کسی کی جانتا ہے
چہپا اور کہلا وہ ہے بڑا مہربان رحم والا آخر آیت تک مکحول نے کہا ایک مشرک نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ
سجدہ مین کہتے ہین یا رحمن یا رحیم بولا ان کا تو یہ اعتقاد ہے کہ ہم ایک ہی کو پکارتے ہین حالانکہ یہ دو کو پکارتے ہین تب
اللہ نے یہ آیت اتاری ابن عباس نے بہی اسی طرح کہا ہے اور کہا کہ جب یہ آیت اتری ولا تجہر بصلاتک حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مکے مین پوشیدہ تہے جب اپنے اصحاب کو لیکر نماز پڑہتے قرآن کو آواز سے قراءت کرتے جب اسکو مشرکون نے
سنا تو قرآن کو گالی دینا شروع کیا اور جسنے قرآن اتارا اور جو قرآن کو لایا اسکو بہی گالی دی تب اللہ نے کہا کہ تم چلا کر نہ

کہ مشرکین سنکر قرآن کو گالی دین بکہین اور نہ اتنا پست پڑہو کہ تمہاری اصحاب ہمکو سنین یہانتک کہ وہ قرآن
کو تمسے اخذ کرین تم بیچ کی راہ تلاش کرو لکن رجا ہو مثنی الغرض جب ہجرت طرف مدینہ کر فرائی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا
اب جسطرح چاہو نماز مین چلاکر یا چپکے قال ایضا ابن عباس دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب
قرآن جہر سے پڑہتے اور نماز مین ہوتے تو لوگ آپکے پاس سے جدا ہو جاتی اور سننے سے انکار کرتے کوئی آدمی چاہتا
کہ بعض تلاوت کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے جبکہ آپ نماز پڑہتے ہوتی تو چوری سے کان لگاکر سنتا
مشرکون کے ڈر سے اور جب یہ کہتا کہ انہون نے یہ سننا جان لیا تو مارے ڈر کے چلدیتا کہ کہین اسکو ایذا نہ دین
اور نہ سنتا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ چپکے پڑہتے تو جو لوگ سنتے تہے ان کو کچہ سنائی نہ دیتا اسپر اللہ نے یہ آیت
بہیجی کہ تم نہ اتنا چلاکر پڑہو کہ لوگ تمہارے پاس سے متفرق ہو جائین اور نہ اتنے چپکے پڑہو کہ سننے والی بہی نہ
سنین یا چوری سے سنین شاید وہ کچہ سنکر منتفع ہون عکرمہ و حسن بصری و قتادہ کہتے ہین نزول آیت کا حق
مین نماز کے ہوا ہے ابن مسعود نے کہا یعنے اتنا مخفی بہی نہ پڑہ کہ کسی کو سنائی نہ دے بلکہ کانون الاسن لی محمد بن
سیرین نے کہا ہے مجہی خبر ملی کہ ابو بکر رض نماز مین خفض صوت کرتے اور عمر رض باواز بلند پڑہتے ابو بکر رض سے کہا تم یہہ
کیون کرتے ہو کہا مین اپنے رب عز وجل سے مناجات و سرگوشی کرتا ہون اور وہ میرے حاجت کو جانتا ہے کہا احسنت
عمر سے کہا تم یہ کیون کرتے ہو کہا اَطْرُدُ الشَّیْطَانَ وَاُوْقِظُ الْوَسْنَانَ یعنے شیطان کو بہگاتا اور سوتے کو
جگاتا ہون کہا احسنت جب آیت اتری ابو بکر رض سے کہا اِرْفَعْ شَیْئًا یعنے ذرہ آواز کو اونچا کر اور عمر رض سے کہا
اِخْفِضْ شَیْئًا یعنے ذرا آواز کو پست کر ابن عباس نے کہا نزول اس آیت کا حق مین دعا کے ہوا ہے عائشہ بہی
اسی کے قائل ہین مجاہد و سعید بن جبیر و ابو عیاض و مکحول و عروہ بن زبیر نے بہی اسی طرح کہا ہے عبد اللہ بن شداد
کہتے ہین ایک اعرابی بنی تمیم کا تہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام پہیرتے وہ کہتا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ اِبِلًا
وَّوَلَدًا یا اللہ مجہے اونٹ اور اولاد نصیب کر اسپر یہ آیت اتری دوسرا قول عائشہ کا یہ ہے کہ نزول اسکا درباره تشہد ہوا
ہے ابن سیرین کا بہی ایک قول یہی ہے تیسرا قول ابن عباس کا یہ ہے کہ مراد نہی جہر و مخافت سے یہ ہے کہ لوگون کے
دکہانے کو نماز نہ پڑہ اور لوگون کے ڈر سے نماز ترک کر حسن نے کہا لَا تُحْسِنْ عَلَانِیَتَهَا وَتُسِیْءُ سِرَّهَا یعنے ظاہر
مین اچہی طرح پڑہے اور باطن مین بری طرح چوتہا قول ہے ابن زید نے کہا اہل کتاب چپکے پڑہتے تہے پہر کوئی ان
مین چلاکر پڑہتا اور اسکے ساتہ سب چلاتے اسلیے نہی فرمائی کہ تم انکی طرح نہ چلاؤ بلکہ جسطرح بعض نے چپکے پڑہتے
ہین اسی طرح تم بہی باواز پست پڑہو یہ درمیان کی راہ وہی ہے جو جبریل علیہ السلام نے جاری کردی اللہ تعالیٰ

نے اپنے نفس کریم کے لیے اسماء حسنی ثابت کرکے تنزیہ نقائص سے فرمائی اور کہا کہ اللہ نے اپنے لیے کوئی اولاد اختیار نہیں
کی اور نہ کوئی ملک میں اسکا شریک ہے بلکہ وہ واحد صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہے اور نہ وہ ذلیل ہے کہ محتاج طرف
ولی و ناصر کے ہو بلکہ وہ خالق کل اشیاء ہے وحدہ لا شریک تدبیر و تقدیر جملہ امور و اشیاء اسی کی مشیت سے ہے مجاہد نے کہا لم
یحالف احدا ولم یبتغ نصر احد وہ کسی کے مخالف نہیں ہے اور نہ کسی کی مدد کا طالب ہے پھر حکم دیا کہ اللہ تعالی
کی تعظیم و تجلیل کر فوائد المین معتدین سے قرظی نے کہا یہود و نصاری کہتے تھے اللہ نے بیٹا بنایا ہے عرب کہتے تھے
لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک تیری خدمت میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک
شریک کہ تو اسکا مالک ہے اور وہ مالک نہیں ہے صابئین و مجوس نے کہا لولا اولیاء اللہ لذل یعنے اگر اللہ کے مددگار
نہ ہوتے تو وہ ذلیل ہو جاتا اسپر یہ آیت آئی قتادہ کہتے ہیں ہم سے ذکر ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت اپنے
گھر والوں کو سکھاتے تھے کیا بڑے اور کیا چھوٹے ابن کثیر کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس آیت کا نام آیۃ العز رکھا ہے اور بعض آثار میں آیا ہے کہ یہ آیت جس گھر میں وقت شب کے پڑھی جاتی ہے اس گھر
میں چوری نہیں ہوتی اور نہ کوئی آفت آتی ہے ابو ہریرہ نے کہا میں اور حضرت باہر نکلے آپکا ہاتھ میرے ہاتھ میں یا
میرا ہاتھ آپکے ہاتھ میں تھا ایک مرد رث الہیئۃ پر گذر ہوا فرمایا اے فلان تیرا یہ کیا حال ہے جو میں دیکھتا ہوں کہا
بیماری اور ضر ہے ای رسول خدا فرمایا کیا میں تجھکو ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو سقم و ضر کو تجھسے دور کر دیں کہا ہاں مجھکو
عوض ان کلمات کے تمہارے ساتھ حاضر ہونا بدر یا احد میں بھی خوش نہیں آتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے اور
فرمایا ھل یدرک اھل بدر واھل احد ما یدرک الفقیر القانع یعنے کیا بدر و احد والوں کو کوئی شخص
پا سکتا ہے جیسے محتاج اور صبر سے بیٹھا ہوا ہے ابو ہریرہ نے کہا آپ مجھے سکھا دیں فرمایا کہہ اے ابا ہریرہ توکلت
علی الحی الذی لا یموت الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی
من الذل وکبرہ تکبیرا یعنے بھروسا کیا اس جیتے پر جو نہیں مرتا سراہیے اللہ کو جسنے نہیں کیا اولاد نہ کوئی اسکا
شریک ہے نہ کوئی اسکا ساجھی سلطنت میں نہ کوئی اسکا مددگار ذلت کے وقت پر اور اسکی بڑائی کر بڑا جانکر کہا پھر حضرت
پاس میرے آئے اور میرا حال اچھا ہو گیا تھا مجھے فرمایا مہیم میں نے کہا اے رسول خدا لم ازل اقول الکلمات التی علمتنی
اسکی اسناد ضعیف ہے اور اسکے متن میں نکارت ہے فتح البیان میں کہا ہے معنے حسن اسماء کے یہ ہیں کہ وہ اسماء
مستقل ہیں ساتھ نعوت جلال و اکرام کے ابو السعود نے بہ تبعیت نیسابوری یہی معنے کہے ہیں زجاج نے
کہا اللہ نے انکو بتا دیا کہ اللہ کہکر پکارنا یا رحمن کہکر دونو کا مرجع ایک ہی قول کیطرف ہے ابراہیم نخعی نے کہا یہود نے

حضرت سے رحمن کا حال پوچھا یا یمن میں ایک کاہن تہا اسکا نام رحمن تہا اسپر یہ آیت اتری یہ حدیث مرسل ہے مکحول نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات مکے میں تہجد پڑہتے تہے سجدہ میں یا رحمن یا رحیم کہتے تو ایک مرد مشرک نے سنا صبح کو اپنے یاروں سے کہا ابن ابی کبشہ رحمن کو پکارتا ہے جو یمن میں ہے یمن میں ایک مرد کا نام رحمن تہا اسپر یہ آیت آئی طریق مستوی درمیان جہر و مخافت قرارت کے یہ ہے کہ نہ مجاہر ہو اور نہ مخافت یا یہی ہے جہر سے سب نمازوں میں اور آہستگی سے سب نمازوں میں بلکہ بعض میں جہر کرے اور بعض میں اخفا ایک قوم نے کہا یہ آیت منسوخ ہے بکریہ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے پہر حکم کلمات مابعد کے کہنے کا دیا ان کلمات میں رد ہے یہود و نصاریٰ پر کہ قائل اتخاذ ولد ہیں اور مشرکین پر کہ ملائکہ کو دختران خدا کہتے ہیں اور نفی شرکت ملک میں رد ہے ثنویہ پر جو کہ قائل تعدد آلہہ ہیں پہر اپنا استغنا ولی و ناصر سے بیان فرمایا زجاج نے کہا وہ کسی کی نصرت کا محتاج نہیں ہے عبد الکریم بن ابی امیہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلام بنی ہاشم کو جب وہ بولنے لگتا سات بار یہ کلمات تا آخر سورت تعلیم فرماتے رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ امام احمد نے معاذ جہنی سے رفعا روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے آيَةُ الْعِزِّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ عزت اور غلبہ کی آیت ہے الحمد للہ الآیۃ۔ تمام ہوا ترجمہ سورہ بنی اسرائیل کا وللہ الحمد

سورۂ کہف

یہ سورہ مبارک ایک سو گیارہ آیت ہے قرطبی نے کہا قول جمیع مفسرین یہی ہے ابن عباس و ابن زبیر بہی اسی کے قائل ہیں ایک فرقہ کہتا ہے کہ اول سورت تا قولہ جرزا مدینے میں اتری ہے اس سورت کی فضیلت میں حدیثیں آئی ہیں حدیث ابو الدرداء میں فرمایا ہے جسنے یاد کریں دس آیتیں اول سورہ کہف کی وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہا اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمْ براء کہتے ہیں ایک مرد نے سورہ کہف پڑہی گہر میں ایک جانور تہا وہ بدکنے لگا اسنے جو نظر کی تو ایک ابر کو دیکہا کہ اسنے چہپا لیا ہے یہ ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا فرمایا پڑہ اے فلان کہ یہ سکینہ قرآن کے لیے اترا ہے اور یہ قاری اسید بن حضیر تہے جسطرح کہ طبرانی نے ذکر کیا ہے اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے اکثر قرات وہ آیہ کہف میں اول اور آخر سورہ دونو کی آئی ہیں حدیث ابو سعید میں فرمایا ہے جسنے پڑہی سورہ کہف اسکے لیے نور ہوگا اسکے مقام سے مکہ تک اور جسنے دس آیتیں اسکے آخر کی پڑہیں پہر دجال نکلا تو کچہ ضرر اسکو نہ ہوگا اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَالْبَيْهَقِيُّ ابن عمر رفعا کہتے ہیں جسنے پڑہی سورہ

کہف دن جمعہ کے چمکتا ہے واسطے اسکے ایک نور اسکے قدم کے نیچے سے ابر آسمان تک جو دن قیامت تک اسکے لیے روشن
ہوگا اور مابین ہر دو جمعہ اسکے لیے بخشدیا جاتا ہے رواہ ابن مردویہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کیا خبر دون مین
تمکو ایسی سورت کی جسنے مابین آسمان و زمین کو بھر دیا ہے اور اسکے کاتب کو بھی اتنا ہی اجر ہوتا ہے اور جو کوئی
اسکو دن جمعہ کے پڑھے اس جمعے سے دوسرے جمعے تک جو کچھ ہوا ہو اور تین اور زیادہ تک بخشدیا جائے اور
جو کوئی پانچ آیتین اسکے آخر کی پڑھے سوتے وقت تو اٹھا وے گا اسکو اللہ جسوقت چاہے رات مین سے کہا
ہان ای رسول خدا فرمایا سورہ اصحاب کہف اخرجہ ابن مردویہ عبداللہ بن مغفل کا لفظ رفعا یہ ہے کہ جس گھر
مین سورہ کہف پڑھی جاتی ہے اس رات شیطان اس گھر مین داخل نہین ہوتا علی مرتضے رضی اللہ عنہ نے رفعا کہا ہے جسنے پڑھی
سورہ کہف دن جمعہ کے وہ معصوم یعنے محفوظ ہے آٹھ دن تک ہر فتنے سے اور اگر دجال نکلے گا تو اس سے
بھی محفوظ رہے گا ابن کثیر نے انکے سوا اور بھی چند حدیثین اسجگہ لکھی ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا
مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ
اَبَدًا ۙ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ مَّا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ
مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ سراہیے اللہ کو جسنے اتاری اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکھی اسمین کچھ
بھی ٹیڑھ اتاری تا ڈر سناوے ایک سخت آفت کا اسکی طرف سے اور خوشخبری دے یقین لانے والون کو جو کرتے ہین
نیکیان کہ انکو اچھا نیگ ہے جس مین ماکرین ہمیشہ اور ڈر سناوے انکو جو کہتے ہین اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ خبر نہین
انکو اس بات کی نہ انکے باپ دادون کو کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے انکے منہ سے سب جھوٹھ ہے جو کہتے ہین
ف اللہ پاک کی سنت ہے کہ فواتح وخواتم امور مین اپنے نفس مقدس کی حمد کرتا ہے کیونکہ وہ ہر حال مین محمود
ہے اور اسی کے لیے اولیٰ واخرے مین حمد ہے ولہذا اپنے نفس کی حمد انزال کتاب عزیز پر فرمائی اسلیے کہ یہ ایک
نعمت عظمی ہے جو اہل ارض پر ہوئی اور اس کتاب کی وجہ سے انکو ظلمات سے طرف نور کے نکال لایا ایک ایسی
سیدھی کتاب ہے جسمین کوئی کجی وکمی وزیغ نہین ہے بلکہ ہدی ہے طرف صراط مستقیم کے اور واضح بین ہے
کافرون کو ڈراتی ایمان والون کو خوشخبری سناتی ہے ولہذا فرمایا کہ اس مین کسی طرح کا اعوجاج وزیغ ومیل نہین
ہے بلکہ یہ کتاب مستطاب بغایت معتدل ودرست ہے ولہذا مخالف مکذب کو ایک باس شدید سے ڈرا

سے اللہ کے پاس سے اور عقوبت عاجلہ ہے دنیا میں اور آجلہ آخرت میں اللہ ایسے شخص کو وہ عذاب کریگا جو کسی کو
نہ کیا ہوگا اور اس طرح اسکو وثاق میں کھینچیگا کہ کسی کو باندھکر اس طرح نہ کہا ہوگا اور جو لوگ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور
عمل صالح سے اسکی تصدیق کرتے ہیں انکو بھی یہ کتاب بشارت دہ رسان ہے کہ واسطے اُن کے نزدیک اللہ کے
اجر حسن ہے وہ اس ثواب میں جو کہ عبارت ہے جنت سے ہمیشہ بلا زوال و انقضا رہیں گے ابن اسحق نے کہا مراد ان لوگوں
سے جنہوں نے یہ بات کہی کہ اللہ نے اولاد اختیار کی ہے مشرکین عرب ہیں وہ کہتے ہیں نَحْنُ نَعْبُدُ الْمَلٰئِکَۃَ
وَھُمْ بَنَاتُ اللّٰہِ ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اللہ نے کہا انکو اس افترا کا کچھ علم نہیں ہے
اور نہ انکے باپ دادوں کو کچھ علم تھا یہ بہت بڑا کلمہ شرک و گستاخی کا ہے جو انکے منہ سے نکلتا ہے اس کی کوئی سند
نہیں بجز انکے قول کے اور نہ کوئی اسپر دلیل ہے بجز انکے کذب کے لہذا فرمایا کہ یہ جھوٹھ بولتے ہیں ابن عباس نے کہا
قریش نے نضر بن حارث و عقبہ بن ابی معیط کو پاس علماء یہود کے مدینے میں بھیجا اور کہا اُنسے پوچھو حال محمد ص
کا اور ان کی صفت بیان کرو اور انکے قول کی انکو خبر دو وہ اہل کتاب اول ہیں اور جو علم انبیاء انکے پاس ہے وہ ہمارے
پاس نہیں ہے وہ دونو مدینے میں آئے اور احبار یہود سے حال حضرت ص کا بیان کیا اور کہا تم اہل توریت ہو ہم
پاس تمہارے آئے ہیں تم ہم کو حال سے ہمارے صاحب کے خبر دو یہود نے کہا تم محمد ص سے تین سوال کرو جو ہم بتاتے
ہیں اگر وہ تم کو ان سوالات کی خبر دے تو وہ نبی مرسل ہے ورنہ ایک آدمی ہے بات بنانے والا پھر تم اسکے بارے
میں اپنی رائے لگاؤ ایک سوال ان جوانوں کا کرو جو زمانہ اول میں چلے گئے تھے کہ انکا ماجرا کیا ہے کیونکہ انکا
قصہ ایک نہایت عجیب ہے دوسرا سوال اس شخص طواف کا کرو جو مشارق و مغارب میں پہنچا تھا اسکی کیا خبر ہے
تیسرا سوال روح سے کرو کہ روح کیا چیز ہے اگر وہ تم کو ان امور کی خبر دے تو وہ پیغمبر ہے تم اسکی تابعداری کرو اور
اگر خبر نہ دے تو وہ ایک مرد متقول ہے تم اسکے معاملے میں جو مناسب سمجھو کر لیا کرو نضر و عقبہ پھر کر پاس قریش کے
آئے اور کہا اے معشر قریش ہم درمیان تمہارے اور محمد ص کے ایک قول فیصل لائے ہیں ہم کو علماء یہود نے خبر دی ہے
کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند امور کا سوال کریں پھر ان سوالات کی خبر قریش کو دی وہ پاس حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے آئے اور کہا اے محمد ص ہم کو خبر دو اور سوالات جن کا حکم ان کو کیا تھا پیش کیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا میں کل تمکو ان امور کی خبر دونگا اور استثناء نہ کیا وہ لوگ پھر کر چلے آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پندرہ شب
تک ٹھیرے رہے اللہ نے کوئی وحی اس بارے میں نہ بھیجی اور نہ جبریل علیہ السلام آئے اہل مکہ نے کہا محمد ص نے ہم سے وعدہ
کل کا کیا تھا آج پندرہواں دن ہے کہ ہمکو کچھ خبر ہمارے سوالات کی نہیں دی اور حضرت ص مکث وحی سے اندوہگین ہوئے

اور کلام اہل مکہ کا آپ پر شاق گذرا پہر جبریل علیہ السلام بحکم اللہ تعالی کے سورہ اصحاب کہف لیکر آئے اسمین عتاب ہے
حضرت پر بابت حزن کے کفار پر بسبب لانے ایمان کے اور خبر تہی انکے سوال کی بابت جوانان و رجل طواف کے اور آیت
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ یہ اثر محمد بن اسحٰق نے سبب نزول سورت ہذا مین ذکر کی ہے بلفظ حَدَّثَنِیْ شَیْخٌ مِّنْ اَھْلِ
مِصْرَ قَدِمَ عَلَیْنَا مُنْذُ بِضْعٍ وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الخ یعنی ایک شیخ نے مصر
والون سے حدیث بیان کی جو میرے پاس آیا تہا کچہ اوپر چالیس سال ہوئے عکرمہ سے انہون نے ابن عباس سے فتح
البیان مین کہا ہے مراد اس کہنے سے کہ حمد ہے اسکو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اعلام ہے انزال کتاب کا تاکہ لوگ
اسپر ایمان لائین عوج سے مراد یہ ہے کہ اس کتاب مین کسی طرح کا خلل و زلل لفظ و معنے مین نہین ہے زجاج نے کہا یعنی
اختلاف نہین ہے کما قال تعالی وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا
سوائے اللہ کے تو پاتے اس مین بہت تفاوت مراد نفی اختلاف و تناقض کی ہے معانی سے بعض نے کہا مراد عوج سے
یہ ہے کہ کلام مخلوق نہین ہے قیم سے مراد مستقیم ہے یعنی افراط و تفریط یا قائم بمصالح عباد ہے و لہذا دین مین یا قیم کتب
سماویہ ماقبل ہے انکی صحت پر شاہد ہے یا سراپا عدل ہے کسی طرح کی کجی اس مین نہین ہے بہر حال کفار کو اللہ کے عذاب
سخت سے ڈراتا ہے اور اہل ایمان کو جو اعمال صالحہ کرتے ہین خوشخبری سناتا ہے یعنی اس بات کی کہ انکے لیے جنت ہے وہ اسمین
ہمیشہ بلا انقطاع رہا کرینگے تقدیم انذار کی تبشیر پر واسطے اظہار کمال عنایت کے ساتہہ زجر کفار کے ہے پہر انذار خاص کا ذکر
کیا کہ جو لوگ اللہ کے لیے اثبات ولد کرتے ہین جیسے یہود و نصاریٰ اور بعض قریش جو ملائکہ کو اللہ کی بیٹیان بتاتے ہین انکو
بالخصوص یہ کتاب ڈراتی ہے یہ نسبت ولد کی طرف اللہ کے اقبح انواع کفر ہے انکو کچہ علم نہین ہے اس طریق سے جو انکو اسکے
تک پہنچاوے بالکل جاہل ہین بلکہ انکے اسلاف کو بہی کچہ علم نہ تہا بلکہ اپنے زعم مین گمراہی پر تہے انہون نے آبا کی تقلید
اختیار کی اسکے سبب گمراہ ہو گئے سو سہالوب ہے اس قول کے فاسد و باطل ہونے مین و لہذا فرمایا کہ اتخذ اللہ ولدا بڑا
سخت کلمہ ہے جو ان جاہلون کے منہ سے نکلتا ہے شیطان قلوب انسان مین اکثر وسوسہ ایسے منکرات کا ڈالتا ہے جسکو
کہنے سے وہ رک نہین سکتے یہ کہنا انکا کذب ہے کسی حال مین بہی مجال صدق کا تعقل مین نہین ہے نزا لحکم عقلا محل
ذکر محل ہے اور غایت فساد و بطلان ہے فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا
الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ
مَا عَلَیْھَا صَعِیْدًا جُرُزًا ۝ سو کہین تو گہونٹ ڈالیگا اپنی جان انکے پیچہے اگر وہ نہ مانینگے اس بات کو پچہتا کر ہم نے
بنایا ہے جو کچہ زمین پر ہے اسکی رونق تا جانچین لوگون کو کون ان مین اچہا کرتا ہے کام لینے اسکی رونق پر دہرتا ہا

یا اسکو چھوڑ کر آخرت پکڑتا ہے اور سکو کرتا ہے جو کچھہ اوپر ہے میدان چھانٹ کر یعنے گہاس اور درخت چھانٹ کر
ف اللہ تعالی نے حضرت ص کو تسلی دی غم کرنے مین مشرکین پر کہ وہ ایمان چھوڑ کر دور جاتے ہین کما قال تعالی
فلا تذھب نفسک علیھم حسرات سو تیری نہ جاتا رہے انکے پچھتا پچھتا کر اور فرمایا ولا تحزن علیھم اور نہ غم
کہا انپر اور فرمایا لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اسپر کہ وہ یقین
نہین کرتے باخع کے معنے ہین مہلک نفس تو حزن حدیث سے مراد اسجگہہ قرآن ہے قتادہ نے کہا کیا تو قاتل اپنی جان
کا ہوگا غضب و حزن مین مجاہد نے کہا اسف بمعنی جزع ہے یعنے تو انپر تاسف نہ کر بلکہ اللہ کی رسالت کو پہنچا دے پہر جو
کوئی ہدایت یاب ہوگا تو اسکا بہلا ہے اور جو کوئی گمراہ ہوگا تو اسے برا ہے تو اپنی جان کو ان حسرتون مین کیون
تباہ کرتا ہے پہر اللہ نے یہ خبر دی کہ دنیا ایک دار فانی ہے مزین بزینت زائل ہم نے اسکو اختبار کا گہر ٹہیرایا ہے
نہ قرار کا گہر تاکہ ہم آزمایش لین کہ کون شخص اچھا کام کرتا ہے اور کون برا حدیث ابو سعید مین مرفوعا آیا ہے ان
الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیھا فناظر ماذا تعملون فاتقوا الدنیا واتقوا
النساء فان اول فتنۃ بنی اسرائیل کانت فی النساء پہر اللہ تعالی نے دنیا کے زوال و فنا کی خبر دی
کہ یہ جگہہ ویران ہو جاویگی اور ہم اس گہر کو بعد رونق کے ویران کر دین گے جو چیز روئے زمین پر ہے وہ ہلاک ہو جاویگی
اور ایک میدان بے کاہ و گیاہ کا رہجاوے گا جس سے کچھہ نفع حاصل نہ ہو سکے گا ابن عباس نے کہا ہے یہلک
کل شیء علیھا ویبید مجاہد نے کہا جرزا یعنے بلقعا ہے قتادہ نے کہا صعید وہ زمین ہے جسمین کوئی
روئیدگی نہ ہو ابن زید نے کہا صعید وہ زمین ہے جسمین کوئی شے نہ ہو تو نے یہ قول اللہ تعالی کا نہین دیکہا اولم
یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز فنخرج بہ زرعا تاکل منہ انعامھم وانفسھم افلا
یبصرون کیا دیکہا نہین انہون نے کہ ہم ہانک دیتے ہین پانی ایک زمین چٹیل کو پہر نکالتے ہین اس سے کہیتی
کہ کہاتے ہین اس مین سے انکے چوپائے اور آپ پہر کیا دیکہتے نہین محمد بن اسحق نے کہا معنے یہ ہین کہ جو کچھہ زمین
پر ہے فانی و بائد ہونیوالا ہے اور مرجع طرف اللہ کے ہے پہر تیری بلا اسف و حزن کرے اسپر جو کچھہ تو ان سے
سنتا دیکہتا ہے فتح البیان مین کہا ہے بخع بمعنے جہد ہے اور اسف بمعنی غیظ و حزن اور ما علی الارض سے
مراد حیوانات و نبات و شجر و انہار و جماد وغیرہ ہین جیسے سونا چاندی معادن کقولہ تعالی ھو الذی خلق لکم
ما فی الارض جمیعا وہی ہے جسنے بنایا تمہارے واسطے جو کچھہ زمین مین ہے سب ابن عباس نے کہا یعنے رجال
علماء زینت ارض ہین سعید بن جبیر نے بہی یہی کہا ہے حسن نے کہا مراد عباد و عمال ہین مراد ابتلا سے کہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے کہ اگر وہ معاملہ طرف سے غیر کے ہوتا تو قبیل امتحان و ابتلا سے ہے زجاج
نے کہا یعنے تاکہ ہم امتحان لین کہ یہ شخص اچھا ہے عمل مین یا وہ شخص حسن نے کہا یعنے کون ان مین زاہد تر ہے اور سخت
تارک دنیا ثوری بھی اسی کے قائل ہین مقاتل نے کہا کون ان مین اصلح ہے دربارہ آل قتادہ نے کہا کون اتم
العقل ہے حدیث ابن عمر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا پھر کہا اسے پڑھ کر آگے کہا
معنے ہین فرمایا لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَقْلًا وَاَوْرَعُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ وَاَسْرَعُکُمْ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ
وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْحَاکِمُ فِی التَّارِیْخِ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ تاکہ تمکو آزمادے کون تم مین عقل اچھا ہے اور کون اللہ کی محارم
سے بچنے والا ہے اور کون اللہ کی طاعت مین جلدی کرنے والا ہے یہ حدیث اگر ثابت ہو تو پھر یہی طرف اسکے تفسیر
ہے پھر اللہ پاک نے فرمایا کہ جو زینت و رونق و بہار زمین کے اوپر ہے ہم اسکو خاک خشک کر دینگے یعنے وقت فنائے
عمر دنیا کے صعید کے معنے ہین خاک ابو عبید نے کہا صعید زمین ہموار کو کہتے ہین زجاج نے کہا صعید وہ طریق ہے
جسمین کوئی گھاس ہو بعد اسکے کہ وہ سرسبز تھا یعنے چکنی زمین بعض نے کہا یعنے ریزہ ریزہ جو ہوا سے منضم
ہو جاوے نہ خشک جم جاوے اس آیت کا نظیر یہ قول ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ جو کوئی ہے زمین پر نیست ہونے والا
ہے اور یہ قول فَیَذَرُہَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرٰی فِیْہَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا پھر کر چھوڑے گا زمین کو چٹیل میدان
نہ دیکھے تو اسمین موڑ نہ ٹیلا یعنے بعد فنا کرنے اس چیز کے جو زمین پر ہے مجازات کا ہونا ضرور ہے تخصیص اہلاک کی
ساتھ علے الارض کے موہم ہے بقاء ارض کو لیکن بعض آیات دلیل ہین اس بات پر کہ زمین باقی نہ رہیگی وہو قولہ
یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ جس دن بدلی جاوے یہ زمین سے اور زمین قتادہ نے کہا صعید وہ پہاڑ مین
جسمین کھیتی نہین ہوتی ہے جرز سے مراد خشک ہے یعنے وہ زمین جس مین کوئی روئیدگی نہ ہو حسن نے کہا یعنے
زمین ویران یعنے ہم زمین کو بعد اسکی آبادی کے ویران کر دینگے حیوانات مر جاوینگے نبات سوکھ جاوینگی
درخت خشک ہو جاوینگے معنے نظم قرآنی کے یہ ہین کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کچھ غم واندوہ نہ کرو
انکی تکذیب پر جو ان کفار سے واقع ہوئی ہے کیونکہ یہ رونق دنیا کی ہم نے انکی آزمائش کے لیے بنائی ہے اور
وقت انقضاء عمر دنیا کے جاتی رہیگی اسوقت ہر شخص اپنے عمل کی جزا لیگا خیر والا خیر شر والا شر اَمْ حَسِبْتَ
اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَہْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ اِلَی الْکَہْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا
مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّہَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِہِمْ فِی الْکَہْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا
ثُمَّ بَعَثْنٰہُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ کیا تو خیال کرتا ہے کہ غار اور کھوہ والے ع

ہماری قدرتون مین اچنبہا تہے جب جا بیٹہے وہ جوان لوگ کہوہ مین پہر بولے ای رب ہمارے دے ہمکو اپنے پاس سے مہر
اور بنا ہمارا کام کا بناو پہر تہپک دی ہمنے انکے کانون پر اس کہوہ مین کئی برس گنتی کے پہر ہمنے اونکو اٹہایا کہ
معلوم کرین دو فرقون مین کسنے یاد رکہی ہے جتنی مدت وہ رہے **ف** دو فرقے تاریخ لکہنے والون مین
ہین کہ کوئی کتنے برس لکہتے ہین کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگکر بعضے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک
دن یا کچہ بعضے کہنے لگے کہ اس سے کم انتہے اللہ تعالی نے اسجگہہ قصہ اصحاب کہف کی خبر دی بر سبیل اجمال اختصار
پہر بالعد مین اسکا بسط کیا کہا ایے پیغمبر کہوہ والون کی کہانی کچہہ ہماری قدرت وسلطنت کے سامنے امر عجیب
نہین ہے کیونکہ آسمانون اور زمین کا پیدا کرنا اور رات ودن کا اختلاف اور سورج وچاند کی تسخیر اور سوا اسکے اور
نشانیان بڑی بڑی جو دلیل ہین ہماری قدرت پر اور ہم کو کوئی چیز عاجز نہین کرتی ہے عجیب تر ہین قصہ
اصحاب کہف سے مجاہد نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے قَدْ كَانَ مِنْ اٰيٰتِنَا مَا هُوَ اَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ ہماری
آیات اس سے بہی عجیب ہین ابن عباس کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے جو علم وسنت وکتاب ہمنے تمکو دیا ہے وہ شان
اصحاب کہف ورقیم سے افضل تر ہے محمد بن اسحق نے کہا جو حجتین ہمنے ظاہر کی ہین اپنے بندون پر وہ کہوہ والون کے
حال سے بہی زیادہ تر عجیب وغریب ہین کہف کہتے ہین غار کو جو پہاڑ مین ہو یہ جوان لوگ ایک پہاڑ کی غار مین
جا چہپے تہے، اور رقیم سو ابن عباس نے کہا ایک وادی ہے قریب ایلہ کے یہی قول ہے عطیہ عوفی وقتادہ کا یہی ضحاک
نے کہا کہف غار وادی ہے اور رقیم نام وادی مجاہد نے رقیم انکی ایک بنیان تہی اور بعضنے کہا وادی تہا جس مین
وہ غار واقع ہوا تہا کعب کا زعم یہ ہے کہ رقیم قریہ تہا ابن عباس نے کہا پہاڑ تہا جس مین غار تہا اس پہاڑ کا نام بنجلوس
تہا شعیب جبائی کہتے ہین کہ جبل کہف کا نام بنجلوس تہا اور کہف کا نام حیزم اور کلب کا نام حمران ابن عباس کہتے
ہین مین قرآن کو جانتا ہون مگر حنان واواہ ورقیم سعید بن جبیر نے کہا ہے رقیم ایک لوح سنگ ہے جس مین قصہ
اصحاب کہف کو لکہکر باب کہف پر رکہدیا تہا ابن زید نے کہا ہے رقیم بمعنے کتاب ہے پہر یہ آیت پڑہی کِتٰبٌ
مَّرْقُوْمٌ آیت سے بہی یہی ظاہر ہے اسی کو جریر نے بہی اختیار کیا ہے اور کہا کہ رقیم فعیل ہے مرقوم سے جسطرح مقتول
کو قتیل اور مجروح کو جریح کہتے ہین اصحاب کہف کچہہ جوان لوگ تہے وہ اپنا دین لیکر اپنی قوم کے پاس سے بہاگ
کہڑے ہوئے تا کہ قوم انکو فتنے مین نہ ڈالے وہ بہاگ کر ایک پہاڑ کی غار مین قوم سے روپوش ہوئے وقت داخل
ہونے غار کے اللہ سے سائل اسکی رحمت ولطف کے ہوئے اور کہا اے رب ہمارے دے ہمکو اپنے
پاس سے رحمت اور مستور رکہہ ہمکو ہماری قوم سے اور بنا انجام ہماری اس کام کا اچہا کر جسطرح حدیث مین آیا ہے

وَمَا قَضَيْتَ لَنَا مِنْ قَضَاءٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَهُ رَشَدًا اور جو بات یہ تونے مقدر کیا ہے اسکا انجام بخیر کر سن
امام احمد مین بسر بن ارطاۃ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا کرتے تہے اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي
الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ یا اللہ ہمارے ہر کام کا انجام نیک کر اور ہمکو دنیا
اور آخرت کی ذلت سے بچا اور بچا آخرت کے عذاب سے جب وہ جوان کہوہ مین گئے اللہ نے انپر خواب کو سالہا سال تک
ڈالدیا پہر اس نیند سے انکو ایک بار جگایا ایک جوان انمین کا ایک درہم لیکر باہر نکلا کہ بازار سے طعام واسطے اونکے مول
لائے اور وہ اسکو کہائین چنانچہ ذکر اس آمد و شد کا آئیگا ولہذا فرمایا کہ ہم نے انکو جگایا تاکہ ہم یہ بات معلوم کرین کہ جو
لوگ انکے حق مین مختلف ہین ان مین سے کسکو گنتی انکی سالہائے خواب کی معلوم ہے امد سے مراد عدد ہے یا غایت
فتح البیان مین کہا ہے قوم نے جب اصحاب کہف کے قصے سے تعجب کیا اور قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
پوچھا یعنے بطور امتحان کے تو اللہ نے فرمایا اے پیغمبر کیا تمکو یہ گمان ہے کہ یہ قصہ کہوہ والون کا عجیب ہے نہین
بلکہ ہماری ساری نشانیان اسی طرح عجیب ہین کیونکہ جسکو یہ قدرت ہے کہ وہ زمین کی ساری رونق کو خاک مین
ملا کر ایک چٹیل ویران کر دے گویا وہ زمین کبہی آباد ہی نہ تہی تو پہر اسکی قدرت وحفظ ورحمت نسبت ایک گروہ
مخصوص کے کون تعجب کی بات ہے اگرچہ قصہ انکا خارق عادت ہے اللہ تعالی کی ساری نشانیان اسی طرح کی
بلکہ اس سے فوق تر ہوتی ہین عجب کے معنے ذات عجب کے ہین اور جو غار پہاڑ کا وسیع ہوتا ہے اسکو کہف کہتے ہین اور اگر صغیر
ہوتا ہے تو اسکو غار بولتے ہین جمع کثرت کہوف ہے اور جمع قلت اکہف مجاہد وغیرہ نے کہا ایک پتہر کی لوح ہے یا
تانبے کی تختی پر نام اصحاب کہف کے لکہکر باب کہف پر لٹکا دی تہی اس مین لکہا تہا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ مِنْ مَدِيْنَةِ
كَذَا خَرَجَ فِيْ وَقْتِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا فلان فلان کا بیٹا فلان شہر کا رہنے والا فلان وقت مین فلان
سال مین نکلا اسکو رقیم کہا ہے فراء نے کہا اسلیے کہ اس لوح پر انکے نام رقم تہے قتادہ نے کہا رقیم سے مراد وہ
دراہم ہین جو ان کے ساتہ تہے ابن عباس نے کہا رقیم ایک کتاب تہی جسمین ان کی شرع جسکے ساتہ دین عیسی
سے تمسک تہے لکہی تہی انس نے کہا رقیم نام انکے سگ کا تہا بالجملہ کہف والون نے ایک بڑی غار مین پہاڑ
کی جگہہ پکڑی فتیہ جمع ہے فتی کی فتے نوجوان تر و تازہ کو کہتے ہین اسمین اشارت ہے کہ وہ لوگ جوان تہے عالم
شباب طری مین بے ریش اور سات شخص تہے اپنے شہر سے اپنا ایمان پر ڈر کے نکل کہڑے ہوے ان کی قوم
کافر تہی قوم نے کہا تہا تم غیر اللہ کو پوجو بادشاہ شہر نے بہی یہی حکم ان کو دیا تہا اس شہریار کا نام دقیانوس تہا
اور شہر کا نام افسوس نزدیک اہل روم کے اسلیے کہ یہ شہر انہین کے مدائن مین سے تہا اور عرب کے نزدیک

اسکا طرطوس ہے جب ان ہفت جوان کو یہ حکم دیا کہ تم غیر اللہ کی عبادت کرو تو ہر ایک ان مین کا اپنے باپ کے گہر گیا
اور کچہہ زاد و نفقہ لیکر نکلا پہر سب نے متفق ہو کر رستہ لیا اور قریب شہر کے ایک پہاڑ تہا اوسمین جا کر چہپ رہے اور اسکی
عبادت کرتے کہاتے اور پیتے تہے اور ایک کو خفیہ طور پر شہر سے طعام خرید کرکے لانے کو بہیجدیتے تہے
اور اطلاع سے شہر والون کی نسبت اپنے ڈرتے تہے کہ کہین وہ انکو بسبب عدم دخول کے دین کفر و شرک مین قتل
نکر ڈالین ایکدن بعد غروب آفتاب کے بیٹہکر باتین کرنے لگے اللہ نے انپر خواب کو بہیجا کما سیاتی تفصیلہ یہی اور
ہے ضربنا علی الاذان سے جب وہ نکلے تہے تو انہون نے یہ دعا کی تہی کہ اے رب تو ہم کو اپنے پاس سے رحمت دے
مراد اس رحمت سے مغفرت ہے آخرت مین اور امن عدو سے اور رزق دنیا مین اور درست کر دے ہمارا کام وہ کام
یہی مفارقت تہی کفار سے کہ پہر ہم کو انسے ملنا جلنا ہو رشد نقیض ہے ضلال کی اللہ نے کہا ہمنے انکے کان
تہپک دیے یعنے انکو سلا دیا اور انکے کان خواب سے بند کر دیے غلبۂ نوم مین آواز سنائی نہین دیتی ہے یہ نوم
منجملہ اہم مطلوب کے تہی گویا یہ فرمایا کہ ہم نے انکی دعا قبول کری منجملہ استجابت کی ایک یہ تہا کہ انکو سلا دیا اور
حالت نوم مین انکو جانب راست و چپ الٹتے پلٹتے رہے اسی کہف مین چند سال تک ذکر عدد بعد سنین
مفید کثرت ہے اور بعض نے کہا مراد تقلیل ہے اسلیے کہ کثیر نزدیک خدا کے قلیل ہے وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ
كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور ایکدن تیرے رب کے ہان ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو پہر ہمنے انکو اس
خواب سے جگایا اسلیے کہ ہمارا علم ظاہر ہو مراد علم سے اسجگہہ آزمایش ہے کہ ہر دو گروہ قوم کہف سے کون زیادہ
ضابط ہے انکی مدت لبث کا اہل ہدی یا اہل ضلالت یعنی مومنین و کافرین انکی مدت لبث مین مختلف
ہین بعض نے کہا مراد نفس اصحاب کہف ہین نہ اہل مدینہ وہ جب خواب سے بیدار ہوئے تو خود ان مین اختلاف
پڑا کہ ہم اسجگہہ کتنی مدت رہے یا مراد حزبین سے ملوک ہین جو یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوتے رہے اور اصحاب کہف فرانے
کہا دو گروہ مسلمین نے زمان اصحاب کہف مین اختلاف کیا کہ مدت لبث کسقدر ہے اسلیے اللہ نے انکو بیدار کر دیا کہ حقیقت
حال ظاہر ہو جائے اور جسکو ضبط حساب نہین ہے وہ حساب کو ضبط کرے ابن جریج نے کہا انہون نے اسدن ماہ و سال
کو جسمین وہ نکلے تہے لکہہ رکہا تہا نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ
هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا
لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝ ہم سناتے ہیں تجھکو انکا احوال تحقیق وہ کئی جوان ہیں کہ
یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہمنے اُن کو سوجھ یعنے ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کا اور گرہ دی انکے
دلپر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان و زمین کا نہ پکارینگے ہم اسکے سوا کسی کو ٹھاکر تو کہی ہمنے
بات عقل سے دور یہ ہماری قوم ہے پکڑے ہیں انہوں نے اسکے سوا اور پوجنے کیوں نہیں لاتے اُن کے واسطے
کوئی سند کھلی پھر اُس سے گنہگار کون جسنے باندھا اللہ پر جھوٹ اور جب تم نے کنارہ پکڑا اُنسے اور جنکو وہ پوجتے
ہیں اللہ کے سوا اب جا بیٹھو اس کھوہ میں پھیلا دے تمپر رب تمہارا کچھ اپنی مہر اور بنادے تمکو تمہارے کام کا
آرام **ف** ایک شہر کا بادشاہ ظالم تھا جو اسکے بتوں کو نہ پوجتا اسکو عذاب سے مارتا یا بت پجواتا یہ کئی جوان
اسکے نوکروں کے بیٹے تھے کوئی نان بائی کا کوئی باورچی کا اسی طرح کسی نے انکی چغلی کی اسنے روبرو بلا کر پوچھا
اسوقت حقتعالی نے انکے دل پر گرہ دی یعنے ثابت رکھا کہ اپنی بات صاف کہدی اسوقت بادشاہ نے موقوف
رکھا اور شہر سے پھر کر آؤں تو ان سے بت پوجنا قبول کراؤں یا عذاب کروں وہ گیا اور یہ چھپ کر نکل گئے
اُس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی آپس میں مشورہ کر کے وہاں جا بیٹھے نیند غالب ہوئی سو گئے
کسی کو معلوم نہ ہوا ہے ابتک سوتے ہیں بیچ میں ایک بار اللہ نے جگا دیا تھا جس سے لوگوں پر خبر کھلی پھر سو رہے
انتہے اللہ پاک نے اسجگہ سے قصہ کا بسط شروع کیا اور اسکی شرح فرمائی کہ اصحاب کہف جوان نوخیز تھے اور بڑے قبول کرنے
والے حق کے اور بڑے ہادی بہ نسبت ان شیوخ کے جو سرکش اور دین باطل میں غوطہ زن تھے و لہذا اکثر قبول کرنے
والے اللہ و رسول کی بات و دین کے یہی جوان لوگ تھے رہے مشائخ قریش سو عموما اپنے دین باطل پر رہے اور مسلمان نہ ہوئے
ان میں سے مگر قلیل اسی طرح اللہ نے اصحاب کہف کے حال سے خبر دی کہ وہ سب جوان نو عمر تھے مجاہد نے کہا مجھکو یہ بات
پہنچی ہے کہ بعض کے کانوں میں ان میں سے گوشوارہ پڑا تھا یعنے حلقہ بگوش تھے اللہ نے انکو رشد و ہدے کا الہام
کیا اور تقوے دیا وہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے اور لا الہ الا ہو کی شہادت دی اللہ نے انکو ہدایت میں زیادہ
کر دیا اس آیت سے اور جو آیت کہ اس جیسی ہے اخذ کیا ہے بہت ائمہ نے جیسے بخاری وغیرہ ہیں جو طرف زیادت و تفاضل
ایمان کے گئے ہیں اور ایمان کو یزید و ینقص کہتے ہیں استدلال کیا ہے و لہذا اللہ نے کہا وَزِدْنٰهُمْ هُدًى
اور فرمایا وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں انکو اور بڑہی اس سے
سوجھ اور انکو اُس سے ملا بچکر چلنا اور فرمایا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ سو جو
لوگ یقین رکھتے ہیں انکو زیادہ کیا ایمان اور وہ خوشوقتی کرتے ہیں اور فرمایا لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ اور

بڑہت انکو ایمان اپنے ایمان کے ساتہہ لیکن سوا اور سب آیتین ہین جنکو دلالت ہے زیادت ایمان پر و للہ الحمد
یہہ جوان دین مسیح علیہ السلام پر تہے واللہ اعلم ظاہر یہ ہے کہ وہ بالکل قبل ملت نصرانیہ کے تہے کیونکہ اگر دین نصرانیت پر
ہوتے تو احبار یہود ہرگز اعتبار طرف انکے ضبط خبر و امر کے نکرتے کیونکہ یہود مباین نصارے ہین اور پیشتر ابن
عباس سے گذر چکا ہے کہ قریش نے کچہہ لوگ پاس علماء یہود مدینہ کے بہیجے تہے انسے سوال چند ایسے اشیا کا کیا تہا کہ
سے امتحان حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا لین انہون نے کہا تم حال اصحاب کہف و ذو القرنین کا اور سوال روح
کا کرو یہ دلیل ہے اسپر کہ امر اصحاب کہف کتب یہود مین ضبط تہا اور یہ ماجرا ماقبل دین نصرانیت کا ہے واللہ اعلم ربط علی
القلب سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے انکو مخالفت قوم پر اور ترک شہر اور مفارقت عیش رغید و سعادت و نعمت دنیاوی
پر صبر عطا فرمایا کیونکہ بہت سے مفسرین نے سلفاً و خلفاً ذکر کیا ہے کہ وہ ابناء ملوک روم اور سادات قوم سے تہے ایک دن
وہ بعض اعیاد قوم مین باہر نکلے سال تمام مین ایک مجمع ہوتا تہا باہر شہر کے قوم انکی عابد اصنام و طواغیت تہی
ان بتون کے لیے جانور ذبح کرتے تہے انکا ایک بادشاہ ستمگر جبار عنید تہا اسکو دقیانوس کہتے تہے وہ لوگون کو
حکم اس بت پرستی کا دیتا اور عبادت غیر اللہ پر آمادہ کرتا اور طرف شرک و کفر کے بلاتا جب لوگ اسکے مجمع کے لیے گہرون
سے باہر نکلے اور یہ جوان بہی ہمراہ اپنے آبا و قوم باہر گئے اور چشم بصیرت سے صنیع قوم کے نظر کی تو جان لیا کہ یہ
سجدہ کرنا قوم کا اصنام کو اور ذبح کرنا جانورون کا واسطے ان بتون کے ہرگز نہ چاہیے یہ بات تو واسطے اللہ ہی کے
زیبا و لائق ہے جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے پہر ہر ایک شخص ان مین کا اپنی قوم سے جدا ہو کر کنارہ کش ہونے
لگا سب سے پہلے ان مین سے ایک شخص نیچے سایہ ایک درخت کے الگ جا بیٹہا پہر دوسرا بہی وہین آکر بیٹہا پہر تیسرا
پاس انکے آیا اور بیٹہہ گیا پہر چوتہا آیا اور وہ پانچ تین کے بیٹہا پہر پانچوان آیا اور ایک دوسرے کو پہچانتا نہ تہا انکو ایک جا
اسی شخص نے بٹہایا جسنے انکی دلون کو ایمان پر جمع کیا تہا یعنے اللہ تعالی نے جسطرح کہ بخاری مین عائشہ رض سے رفعاً
آیا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ اخْتَلَفَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ اَیْضًا عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَۃَ یَرْفَعُہٗ اروح ایک لشکر مجتمع تہا جنکا وہان آپسمین سلوک ہوگیا انکے یہان بہی الفت ہے اور جنکے
درمیان وہان مخالفت ہوگئی وہ یہان بہی مخالف ہوگئے لوگ کہتے ہین کہ جنسیت علت ضم کی ہوتی ہے

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر — از کینہ سوئے کینہ از مہر سوئے مہر

غرضکہ ہر ایک دوسرے اپنے اصحاب سے اپنے دل کی بات چہپاتا تہا اور یہ نہ جانتا تہا کہ وہ بہی ہماری ہی طرح ہے یہانتک کہ
کہ ایک نے ان مین سے کہا واللہ تم جانتے ہو کس چیز نے تمکو تمہاری قوم مین سے باہر نکالا اور اکیلا اس جگہہ لاکر بٹہایا

آخر کوئی بات سب ہر کوئی تم مین سے اپنا امر ظاہر کرے دوسرے نے کہا میرا یہ حال ہے کہ واللہ مجھے جب یہ دیکھا کہ جس پر میری قوم ہے مینے جان لیا کہ یہ باطل ہے اور مستحق عبادت کا اللہ وحدہ لاشریک ہے جسنے آسمان و زمین و ما بینہما پیدا کیا ہے تیسرے نے کہا واللہ یہی بات میرے جی مین بھی پڑی ہے چوتھے نے کہا میرا حال بھی اسی طرح ہے غرضکہ سبنے ایک بات پر اتفاق کیا اور اخوان صدق ہوئے اور اپنے لیے ایک مسجد بنایا وہان اللہ کی عبادت کرتے قوم نے جب یہ حال جانا تو انکی چغلی پاس بادشاہ کے کہائی بادشاہ نے انکو اپنے سامنے بلایا اور انکا حال دریافت کیا جو بات حق تھی انھون نے کہدی اور بادشاہ کو طرف اللہ عز وجل کے بلایا یہی مطلب ہے ربط علی القلب کا غرضکہ انہون نے کہدیا کہ ہمسے شرک ہرگز نہ ہوگا اگر ہم ایسا کام کرین تو باطل ٹہیرے گا شطط سے مراد باطل و کذب بہتان ہے ہماری قوم نے جو اللہ کو چہوڑکر اور معبود ٹہیرائے ہین تو پھر یہ لوگ کوئی دلیل اسکی صحت پر بتائین آخر واسطے تصحیح اس دعوے کے کوئی برہان جلی و حجت واضحہ چاہیے ورنہ جو شخص اللہ پر افترا باندہتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اس سے بڑہکر کوئی ظالم و ستمگار و سرکش و نابکار نہین ہے کہتے ہین بادشاہ نے انکی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اور الٹا انہین کو خوب سا دہمکایا ڈرایا دہلایا اور حکم دیا کہ یہ لباس جو انکے بدن پر ہے زینت قوم سے وہ انسے اتار لو اور مہلت دیکر دیکھو شاید یہ اپنے اس دین خالص سے جس پر جمے ہوئی ہین رجوع کرین یہ اللہ کا لطف تہا انکے حال پر کہ اس مہلت مین انکو فرصت گریز و ہرب و فرار کی ملی اپنا دین لیکر فتنے سے بہاگ نکلے وقت وقوع فتن کے لوگون مین یہی امر مشروع ہے کہ بندہ خوف دین سے بہاگ جائے جسطرح کہ حدیث مین آیا ہے يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ أَحَدِكُمْ غَنَمًا يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ قریب ہے کہ ایک تمہارا کا بہتر مال بکریان ہونگی جنکے پیچہے پہاڑون کی چوٹیون مین جاویگا اور مینہ برسنے کی جگہون مین اپنے دین کو لیکر بہاگے گا فتنون سے ڈرکر سو ایسے حال مین عزلت گوشہ گزینی لوگون سے اور خانہ نشینی مشروع ہے اسحالت کے سوا اور حالت مین مشروع نہین ہے کیونکہ پہر جمعہ و جماعات کا ترک کرنا پڑے گا بالجملہ جب عزم انکا ذہاب و ہرب پر مصمم ہوگیا اور اللہ نے بھی انکے لیے یہی امر پسند فرمایا اور آنکی طرف کی یہ خبر دی کہ جب تم نے اپنی قوم کو چہوڑ دیا اور دین مین جبکہ عبادت غیر اللہ تہی مخالفت قوم کی اختیار کی اور تن من دہن سے جدا ہو گئے تو اب تم اس کہوہ مین جا بیٹہو اللہ اپنی رحمت کا پہیلاؤ تم پر کردے گا اور قوم کی نظرون سے تم کو مستور رکہیگا اور اس تمہارے کام مین فائدے کی بات مہیا فرماوے گا تب وہ طرف کہوہ کے بہاگے اور وہان جگہہ پکڑی چہپ رہے قوم نے انکو درمیان اپنے نہ پایا اور بادشاہ نے بھی جستجو کی مگر وہ ہاتہ نہ آئے اللہ نے انکی خبر مخفی کردی جسطرح کہ اللہ نے اپنے نبی اور صدیق صاحب رسول اللہ کے ساتہ کیا کہ جب وہ غار حرا مین جا چہپے اور مشرکین قریش نے

انکی تلاش کی تو راہ نہ پائی حالانکہ ان کا گذر اس غار پر ہوتا تھا اور وہ غار ان کے نزدیک تھا حضرت ﷺ نے جب گھبراہٹ
صدیق ؓ کی دیکھی اور انکا یہ کلمہ سنا یا رسول اللہ لو ان احدھم نظر الی موضع قدمیہ لابصرنا اے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کوئی شخص مشرکین میں سے اپنے پاؤں کی طرف دیکھے گا تو ہمیں دیکھ لیگا تو فرمایا یا ابا بکر
ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما اے ابوبکر تیرا کیا خیال ہے ہم دو آدمی ہیں ہمارے ساتھ تو تیسرا اللہ ہے اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی
الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا
وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم اگر نہ مدد کروگے رسول
کی تو اسکی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت نکالا کافروں نے دو جان سے جب وہ تھے غار میں جب کہنے لگا اپنے رفیق کو
تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اسپر اور مدد اسکی بھیجیں وہ فوجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں
اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اللہ زبردست ہے حکمت والا ابن کثیر نے کہا یہ قصہ غار کا
اشرف واجل واعظم واعجب تر ہے قصہ اصحاب کہف سے حالانکہ بعض نے لکھا ہے کہ انکی قوم نے انکو پالیا تھا اور دروازہ غار
پر جسمیں وہ داخل ہوئے تھے کھڑے ہوئے لیکن کچھ نہ کہا کہ جو کچھ انہوں نے اپنی جان کے ساتھ کیا ہم اس سے زیادہ عقوبت
کرنا انکا نہیں چاہتے تب بادشاہ نے حکم دیا کہ اس غار کا دروازہ موند دو تاکہ یہ اسی جگہ ہلاک ہوجائیں چنانچہ ایسا ہی
کیا لیکن اسمیں نظر ہے واللہ اعلم کیونکہ اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ سورج اس کھوہ میں صبح و شام انپر داخل ہوتا ہے کما
سیاتی بیانہ فتح البیان میں کہا ہے نبا کہتے ہیں شان و خبر کو فتیہ سے مراد احداث و شبان ہیں ایک ان میں
وزیر دقیانوس تھا اور یہ لوگ اشراف و عظماء شہر و اہل شہر تھے اللہ پر ایمان لے آئے تھے یعنے موحد خالص تھے ہم
ایمان پر انکو اور زیادہ ثبات و توفیق دی تھی ربیع بن انس نے کہا ہدی سے مراد اخلاص ہے یا ایمان و بصیرت یا یقین
پھر اللہ نے انکے دلوں پر گرہ لگادی یعنے ہجران اہل و اوطان و فراق خلان و اخدان و اخوان پر انکو قوت بخشی یہاں تک کہ بعض غار کو
میں بھاگ گئے اور ہم نے انکو قیام پر کلمہ حق و تظاہر اسلام پر جسارت و مردانگی عطا کی چنانچہ انہوں نے بادشاہ سے
کہہ دیا کہ ربنا رب السموات الخ ہمارا رب آسمان کا رب ہے اور اسکی راہ میں کچھ عیب و خلل نہ ہوا قتادہ نے کہا دلکو
ایمان سے باندھا اور ایمان کو مضبوط کیا صبر و تثبیت سے قیام سے یہ مراد ہے کہ وہ باہر شہر کے بغیر میعاد پر جمع ہوئے ایک
مرد نے جو اکبر قوم تھا ان سے کہا میں اپنے جی میں ایک شے پاتا ہوں کہ میرا رب وہی آسمانوں اور زمین کا رب ہے دوسروں
نے کہا ونحن کذلک نجد انفسنا ہم بھی ایسا ہی اپنے دلوں میں سمجھتے ہیں پھر سب اٹھ کھڑے ہوئے

اور کہنے لگے رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا ہمارا رب آسمانون اور زمین کا رب ہے اکثر مفسرین
کا قول یہ ہے کہ انکا ایک بادشاہ تہا دقیانوس نام وہ لوگون کو طرف عبادت طواغیت کے بلاتا تہا اللہ نے ان جوانون کو ثابت
قدم کیا اور عبادت غیر اللہ سے بچایا یہ سامنے اس بادشاہ کے کہڑے ہوئی اسکے ہاتہ بتون کو سجدہ کر کہا ہمارا رب تو وہ
ہے جسنے آسمان و زمین بنائے ہم یہ جملے ہین تین ساتہ بادشاہ کے کہے شطط امکا اور تین بعد بہرنے کے مجلس سے ندمت
مین اپنی قوم کے کہا بانگ عطاء و مقاتل کہا یہ کلمات انہون نے اسوقت کہی کہ جب نیند سے اوٹہے بالجملہ انہون نے یہ بات
کہی کہ ہم سوا اللہ کے کسی دوسرے معبود کی عبادت و دعا نکرین گے نہ اشتراکا نہ استقلالا اگر ہم ایسا کرینگے تو ہماری بات افراط
فی الکفر ہوگی یعنے اگر غیر اللہ کو فرضا پکارین تو یہ قول نفس شطط ہوگا شطط کہتے ہین غلو و مجاوزت حد معتاد کو ہر شئے مین
ہماری قوم نے اللہ کے سوا اور معبود یعنے اصنام ٹہیرائے ہین کہ یہ انکو پوجتے رہین اس اخبار مین انکار ہے اور اشارہ
ہے طرف تحقیر قوم کے یہ لوگ کسلیے کوئی دلیل روشن اور حجت نمایان عبادت پر ان اصنام کی نہین لاتے جسکے ساتہ
تمسک ہو سکے یعنے انکا جمع خرچ سلا زبانی ہے کوئی برہان و سلطان اپنے قول و فعل پر نہین رکہتے ہین اسمین تبکیت
ہے قوم کی کیونکہ لانا حجت کا عبادت اصنام پر ایک امر محال ہے زمخشری نے کہا آیت دلیل ہے فساد تقلید پر
اور اسبات پر کہ دین مین حجت کا ہونا ضرور ہے تاکہ ایضاح و ثبوت حق ہوجائے اور کون ظالم تر ہے اس شخص سے
جو اللہ پاک پر جہوٹہہ باندہے اور نسبت شریک کی طرف اسکے کرے اور یہ زعم رکہے کہ کوئی اسکا عبادت مین شریک
ہے بعض نے بعض سے وقت اس کنارہ کشی کے یہ بات کہی کہ جب تم نے قوم کو اعتقاد مین چہوڑ دیا اور عزلت جسمانی
کا ارادہ کیا اور بت پرستون سے کنارہ کش ہوئے اور انکے معبودات کو بہتا بتائی اور نسبت اللہ پاک کی پوجا اختیار کی تو
اب تم ایک کہوہ مین چل بیٹہو اسی کو اپنی جگہہ ٹہیراؤ سے ابکہہ غرض ودواسطہ نرکہو بیجائین اور انکی بستی تمہارا
رب تمہارے لیے اپنی رحمت کو مبسوط و وسیع کر دیگا یعنے دارین مین اور تمہاری مشکل آسان فرماویگا یہ بات
انہون نے اللہ کے فضل پر معتمد ہو کر براہ قوت رجا در بارہ توکل علی اللہ کہی تہی یا انکے پیغمبر زمان نے انکو خبر دی
تہی وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ
هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ
لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۱۷ تو دیکہے دہوپ جب نکلتی ہے بچ جاتی ہے انکی کہوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے ع ١٥ ٢
کترا جاتی ہے انسے بائین کو اور وہ میدان مین ہین اسکی ہے یہ قدرتون سے اللہ کی جسکو راہ دے اللہ وہی آوے
راہ پر اور جسکو وہ بچلادے پہر تو نہ پاوے کوئی اسکا رفیق راہ پر لانے والا ف حق تعالی کی قدرت سے نہ

اس مکان میں نیز دھوپ آوے نہ مینہ نہ برف اور کھلی جگہ ہے تنگ خفا نہیں تھے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ دروازہ اس غار کا طرف شمال کے ہے اسلیے کہ اللہ نے یہ خبر دی کہ جب سورج اسپر داخل ہوتا ہے وقت طلوع کے تو اسکی دھوپ داہنی طرف سمٹ جاتی ہے کما قال ابن عباس وسعید بن جبیر وقتادہ تزاور اے تمیل یہ بات یوں ہوتی ہے کہ آفتاب جتنا افق میں اونچا ہوتا جاتا ہے اسی قدر شعاع اسکی بسبب ارتفاع کے متقلص ہوتی ہے یعنے سمٹتی رہتی ہے یہانتک کہ کچھ بھی دھوپ وقت زوال کے اس جیسے مکان میں باقی نہیں رہتی ہے اسلئے فرمایا کہ جب سورج ڈوبتا ہے تو بائیں طرف کترا جاتا ہے یعنے انکی غار میں شمال بابسے داخل ہوتا ہے اور وہ ناحیہ مشرق میں ہے یہ دلیل ہے صحت پر ہمارے قول کے اور یہ بات روشن ہے تامل کرنے والے پر جسکو علم معرفت ہیئت وسیر مہر وماہ وکواکب کا ہے بیان اسکا یہ ہے کہ اگر دروازہ غار کا ناحیہ مشرق سے ہوتا تو کچھ دھوپ بھی اس میں وقت غروب کے داخل نہ ہوتی اور اگر ناحیہ قبلہ سے ہوتا تو وقت طلوع وغروب کے کچھ بھی دھوپ نہ آتی اور نہ سایہ داہنے بائیں مائل ہوتا اور اگر جہت غروب سے ہوتا تو وقت طلوع کے دھوپ داخل ہوتی بلکہ بعد زوال کے اور تا غروب بدستور باقی رہتی نقتعین ما ذکر ناہ واللہ الحمد ابن عباس ومجاہد وقتادہ نے کہا مراد فجوہ سے جگہ فراخ ہے اور اللہ نے اسکی خبر دی ہے اور ہمیں فہم وتدبیر کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور ہمکو اس کہف کی جگہ نہیں بتائی کہ یہ زمین کس شہر میں ہے کیونکہ اسمیں ہمارا کچھ فائدہ نہیں ہے اور نہ کوئی مقصد شرعی ہے بعض مفسرین نے اسجگہ کتنے ہی اقوال ذکر کیے ہیں ابن عباس نے کہا قریب ایلہ کے ہے ابن اسحق نے کہا پاس نینوے کے ہے کسی نے کہا بلاد روم میں ہے کسی نے کہا بلاد بلقا میں اللہ ہی جانے کس شہر میں اور کہاں ہے اگر اس علم میں ہمارے لیے کوئی مصلحت دینی ہوتی تو اللہ ورسول ہم کو طرف اسکے ارشاد کرتے کیونکہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے مَا تَرَكْتُ شَيْئًا يُقَرِّبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ إِلَّا وَقَدْ أَعْلَمْتُكُمْ بِهِ یعنے کوئی چیز جو تمکو جنت سے قریب کرے اور دوزخ سے دور کرے نہیں چھوڑی مگر بتا دی ہے سو اللہ نے صفت اس غار کی ہمکو بتا دی اور جگہ اسکی نہیں بتائی اتنا کہدیا کہ تو دیکھے دھوپ کو کہ جب نکلتی ہے تو انکے کھوہ سے بچ جاتی ہے زید بن اسلم نے کہا یعنے داہنے جانب جھک جاتی ہے اور وقت غروب کے بائیں طرف کترا جاتی ہے اور وہ ایک گنجایش وکشادہ جگہ میں ہیں اس غار سے اسطرح پر کہ دھوپ انکو نہیں پہونچتی کیونکہ اگر انکو دھوپ لگتی تو انکے بدن اور کپڑے جل جاتے قال ابن عباس یہ ایک نشانی ہے اسکی کہ اللہ نے انکو راہ اس غار کے سجھا دی اور انکو اس غار میں زندہ رکھا اور سورج وہوا نیز داخل ہوتے ہیں تاکہ بدن انکے باقی رہیں ولہذا فرمایا ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یہ اللہ کی آیات سے ہے پھر کہا جسکو اللہ ہدایت کرے وہی راہ یاب ہے یعنے

اُن جوانون کو منجملہ اس قوم گمراہ کے ہدایت پر لگا یا ورنہ جسکو اللہ گمراہ کر دیتا ہے تو پھر کوئی ہادی اسکا نہین ہوتا فتح
البیان مین کہا ہی سورج نکلتے وقت انکی غار سے مائل و عادل اور ایک سو طرف ناحیہ یمین کے ہو جاتا ہے اور وقت غروب
کے انکو چھوڑ کر بائین جانب کو جاتا ہے یعنی جہت شمالی کہف کو نہ ابتدا روز مین انپر دھوپ پڑی اور نہ انتہا روز مین بلکہ
کہف کی سمت سے ہر دو جہت مذکور پر عدول کرتا ہے اور وہ ایک مکان کشادہ مین ہین سعید بن جبیر نے کہا فجوہ کہتے
ہین ناحیہ زمین کو مفسرین کی اسجگہ دو قول ہین ایک یہ کہ باوجودیکہ وہ ایک مکان منفتح وسیع مین ہین لیکن سلکو
دن بھر سایہ رہتی ہین سورج نکلتے ڈوبتے انکو نہین پہنچتا اللہ نے آفتاب کو بطور کرامت اُن سے محجوب کیا ہے دوسرا
قول یہ ہے کہ دروازہ اس کہف کا طرف شمال کے مستقبل بنات النعش زمین روم مین کھلا ہوا تھا سورج وقت طلوع
کے یمین کہف پر اور وقت غروب کے یسار کہف پر ہوتا ہے اسکی دھوپ انپر نہین پڑتی نہ وقت نکلنے کے نہ وقت
ڈوبنے کے اور نہ وقت استوا کے اگر دھوپ پڑا کرتی تو گرمی آفتاب کی ایذا دیتی رنگ روپ جاتا کپڑے پرانے ہو جاتے
لیکن اللہ نے انکے لیے ایک خوابگاہ جاے کشادہ مین رکھدیا ہے جہان سردی ریح ونسیم کی پہونچتی ہے اور
کرب وغم غار کا دور رہتا ہے قول اول کا موید یہ قول ہے ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یہ اسکی نشانیون مین سے ہے
کیونکہ پھیر دینا سورج کا ان سے باوجود توجہ فجوہ کے طرف ایسے مکان کے جہان عادۃً دھوپ پہونچتی ہے انسب
ہے کہ وہ ایک نشانی کہی جاے نیز موید ہے اسکو اطلاق فجوہ کا اور مقید نہ کرنا اسکا ساتھ کسی جہت کے دوسری قول کی
یہ معنے ہین کہ شان وحدیث اصحاب کہف کی منجملہ آیات خدا کے ہے لیکن اول اولے ہے بعض نے کہا ہے کہ انکی غار کے لیے ایک
حاجب طرف جنوب کے اور ایک حاجب طرف دبور کے ہے اور وہ اسکے زاویے مین ہین زجاج کا مذہب یہ ہے کہ فعل
شمس کا ایک آیت ہے بغیر اسکے کہ دروازہ کہف کا ایسے جانب مین ہو کہ جو دھوپ آنے کو روکے سبب یہ ہے کہ پھیری
اللہ نے انکو ایسے کہف لطیف جگہ دی جس کی صفت یہ ہے ۔ ایسے کہف مین جگہ دی کہ وہان دھوپ رہنے سے متاذی
ہون اس قول پر ممکن ہے کہ صرف شمس باظلال غمام یا سبب دیگر ہو مقصود اس ذکر سے بیان کرنا انکی حفاظت کا ہے
تطرق بلایا وتغیر ابدان والوان اور تاذی گرمی سے ۔ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۚ وَّنُقَلِّبُهُمْ
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ
مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۔ تو جانے وہ جاگتے ہین اور وہ سوتے ہین اور کروٹ دلاتے ہین ہم
انکو داہنے اور بائین اور کتا انکا پسار رہا ہے اپنی بانہین چوکھٹ پر اگر تو جھانک دیکھے انکو تو پیٹھ دیکر بھاگے
اُن سے اور بھر جاوے تجھہ مین انکی دہشت ف کہتے ہین سوتے مین انکی آنکھین کھلی ہین اس سے کوئی

جبسے جاگتے ہین اور حق تعالی نے اس مکان مین دہشت رکہی ہے تا لوگ تماشا نہ دیکہین کہ وہ بے آرام ہون اُنکے
ساتہہ کتا بہی لگ گیا تہا وہ بہی زندہ رہگیا اگرچہ کتا کمبخت برا ہے لیکن بلا کہ برون مین ایک بہلا بہی ہے انہین بعض اہل
علم ذکر کیا کہ جب اللہ نے نوم کو اُنپر غالب کیا تو انکی آنکہین بند نہین ہوئین تا کہ بوسیدگی طرف انکے شتابی نہ کرے اور جب
ہوا کے لیے کہلی رہین گی تو باقی بہی رہین گی واللہ اعلم اللہ نے فرمایا کہ تو انکو جاگتا جانے اور وہ سوتے ہین کہتے ہین
کہ گرگ جب سوتا ہے ایک آنکہ بند کرتا اور دوسری کہولے رہتا ہے پہر اس بند آنکہ کو کہولتا ہے اور کہلی آنکہ کو بند
کرتا ہے اور وہ سوتا ہوتا ہے شاعر نے کہا ہے

يَنَامُ بِاِحْدَى مُقْلَتَيْهِ وَيَتَّقِي   بِاُخْرَى الرَّزَايَا فَهُوَ يَقْظَانُ نَائِمُ

بعض سلف نے کہا ہے کہ سال بہر مین دو بار کروٹ بدلتے ہین ابن عباس نے کہا اگر کروٹ نہ بدلین تو زمین انکو کہا جائے
ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و قتادہ نے کہا وصید بمعنے فناء ہے ابن عباس نے کہا بمعنے باب انکا کتا جسطرح کہ کتون
کی عادت ہے دروازہ غار پر بیٹہا رہا حراست اسباب کی انپر کرتا تہا یہ بات سجیت وطبیعت کلب ہوتی ہے کہ وہ گرد در و کے
کے بیٹہہ رہتا ہے گویا حراست کرتا ہے نشست کلب کی دروازے کے باہر تہی اس لیے کہ جس گہر مین کتا ہوتا ہے
وہان فرشتے نہین آتے جسطرح صحیح مین آیا ہے وَلَا صُوْرَةٌ وَلَا جُنُبٌ وَلَا كَافِرٌ اور نہین داخل ہوتے فرشتے اس گہر مین جسمین
صورت اور جنبی اور کافر ہو یہ مضمون ایک حدیث حسن کا ہے انکی برکت شامل کلب ہوئی وہ بہی انہین کی طرح اسی حال پر سو گیا
وَهٰذَا فَائِدَةُ صُحْبَةِ الْاَخْيَارِ فَاِنَّهُ صَارَ لِهٰذَا الْكَلْبِ ذِكْرٌ وَخَبَرٌ وَشَانٌ اور یہ برائی کی صحبت
کا فائدہ ہے دیکہو یہ کتا کس شان اور رتبہ کو پہونچا ؎

پسر نوح با بدان بنشست   خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند   پے نیکان گرفت و مردم شد

کہتے ہین وہ کتا شکاری تہا یہی اشبہ ہے اور بعض نے کہا وہ کتا بادشاہ کے نان بائی کا تہا نان بائی نے دین
مین انکا ساتہہ دیا اسکا کتا اسکے ہمراہ آیا واللہ اعلم حسن بصری رح نے کہا ہے نام کبش ابراہیم علیہ السلام کا جریر تہا
اور نام ہدہد سلیمان علیہ السلام کا عنفز اور نام کلب اصحاب کہف کا قطمیر اور نام عجل بنی اسرائیل کا جسکی پرستش
انہون نے کی تہی بہموت اور آدم ہند مین اور حوا جدہ مین اترین اور ابلیس دشت میسان مین اور سانپ اصفہان مین
اور شعیب جبائی نے نام کلب کا حمران بتایا ہے اسکے رنگ مین اختلاف ہے کئی قول پر لیکن کوئی فائدہ حاصل
اس بحث لاطائل کا نہین ہے اور نہ کوئی اسپر دلیل ہے اور نہ کسی طرح کی اسکی طرف حاجت ہے بلکہ ایسا خوض

سنی عنہ ہے کیونکہ مستند اسکا رجماً بالغیب ہے اللہ نے اصحاب کہف پر ایک ہیبت ڈالدی ہے کہ جو کوئی انکی طرف نظر کرتا ہے وہ دہشت مین آجاتا ہے تاکہ کسی کا گذر انکی پاس ہو اور کوئی انکو ہاتھہ نہ لگائے یہانتک کتاب اپنی اجل تک پہنچے اور زمانہ انکی خواب کا مقتضی ہو کیونکہ اللہ نے اس طول رقدہ مین حکمت کاملہ اور حجت بالغہ اور رحمت واسعہ رکھی ہے فتح البیان مین کہا ہے کہ آیت خطاب ہے حضرتؐ کو یا ہر واحد کو کہ تو انکو جاگتا خیال کرتا ہے حالانکہ وہ سوتے ہین سبب اس گمان کا یہ ہے کہ انکی آنکھین کھلی ہوئی ہین اور وہ پڑے سوتے ہین زجاج نے کہا یعنے بسبب کثرت تقلب کے ہم انکو داہین بائین پلٹتے رہتے ہین یعنے تاکہ زمین انکے اجساد و لحوم کو نہ کھا جائے یہی قول ہے سعید بن جبیر کا لیکن امام رازی نے اس قول پر تعجب کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے انکے حفظ پر بغیر تقلب کے اسکا جواب کوئی شخص یہ دے سکتا ہے کہ اللہ کی قدرت مین کچھہ شک نہین ہے لیکن اسنے ہر شے کے لیے ایک سبب رکھا ہے اطلب الحال مین قال الکرخی مین کہتا ہون کہ جس صورت مین خود اللہ نے ذکر انکے تقلب کا فرمایا ہے تو یہ اسپر تعجب کرنا باوجود تنصیص کے یعنے چہ بعض نے کہا سال بہر مین ایک تقلب ہوتا ہے دن عاشورا کے ابن عباس نے کہا چھہ ماہ داہنے کروٹ پر اور چھہ ماہ بائین کروٹ پر رہتے ہین اس بنیاد پر ایک سال مین دو بار تقلب ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہر نو برس مین بعض نے کہا یہ تقلب تسع اواخر مین ہوا تھا رہے تین سو سال سوان مین تھا ظاہر کلام مفسرین یہ ہے کہ تقلیب اللہ کا فعل ہے اور جائز ہے کہ کوئی فرشتہ اللہ کے حکم سے کروٹ بدلدیتا ہو لیکن اول اولے ہے اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اصحاب کہف نے اپنے ملک سے رات کو بھاگے اور ایک چرواہے پر گذر ہوا اسکے ساتھ ایک کتا تھا وہ انکے پیچھے لگ گیا اور بعض نے کہا خود انہین مین ایک شخص کا کتا تھا مجاہد نے کہا اسکا نام قطمورا تھا اور کسی نے کہا ریان اور بعض نے کہا صہبان یہ کتا سفید مشیانی تھا اور بعض نے کہا قلطے سے بڑا اور گرزی سے چھوٹا قلطی چینے کتے کو کہتے ہین اور بعض نے کہا زرد تھا کسی نے کہا گندم گون تھا کسی نے کہا مائل بسرخی بعض نے کہا آسمان رنگ تھا کہتے ہین جنت مین دواب نہ ہونگے مگر کتا اصحاب کہف کا اور گدھا بلعم کا ہم نہین جانتے کہ اس تحقیق کو تفسیر کتاب اللہ سے کیا تعلق ہے اور کون امر حامل اس فضول غیر مستند پر ہے کہ جسکو نہ سمع قبول کرے اور نہ عقل فوال وصید کہتے ہین فنا دباب کو یہی قول ہے مفسرین کا بعض نے کہا عتبہ یعنے چوکہٹ گو کہ کہف کے لیے نہ چوکہٹ ہوتی ہے اور نہ دروازہ مراد یہ ہے کہ کلب عتبہ کی جگہہ مکان و گہرست تہا یا وصید مراد صعید ہے یعنے تراب بعض نے کہا کتے نے ایک قوم کو دوست رکہا اللہ نے ذکر اسکا ہمراہ اس قوم کے کیا پہر ہمارا کیا حال ہوگا جبکہ ہمارے پاس توحید عقد ایمان و کلمہ اسلام و حب نبیؐ و آلؐ و اصحاب ہے اور یہ قول حق تعالیٰ کا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ الآیۃ اسمین ع

آدم کی اولاد کو اس مین تسلیہ و تانیس ہے واسطے مومنین متصبرین کے درجات کمال سے اور محبین صالحین و انبیاء و
علماء کے اور مخالطین اولیاء و اصفیاء کے اللہ نے فرمایا اگر تو اے پیغمبر یا ای مخاطب انکو اس حالت پر دیکھے تو پیٹھ
پھیر کر بہاگ کہڑا ہو اور خوف و رعب سے مملو ہو جائے سبب اس رعب کا وہ ہیبت ہے جو اللہ نے انکو پہنا دی ہے
اور بعض نے کہا طول اظفار و شعور و عظم اجرام و وحشت مکان سبب ہے اسکو مہدوی و نحاس و زجاج و قشیری نے ذکر کیا
ہے لکن قولہ تعالی لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ہم ٹہیرے ہین ایک دن یا دن سے کم اسکو دفع کرتا ہے کیونکہ یہ
قول دلیل ہے اس بات پر کہ انکے حال مین کچہہ تغیر منکر نہین ہوا تہا اور نہ انکے ناخن بڑہے اور نہ بال لنبے ہوئے جس سے
طول مدت پر دلالت ہوتی کسی نے کہا یہ رعب اسلیے ہے کہ انکی آنکہین کہلی ہین جیسے بیدار ہون کسی نے
کہا اللہ نے بسبب اس رعب کے کسی کے دیکہنے سے انکو محفوظ رکہا ہے ابن عطیہ نے کہا صحیح بات انکے بارے مین
یہ ہے کہ اللہ نے اس حالت کو جسپر وہ سو گئے تہے محفوظ رکہا تاکہ ان کے لیے اور غیر کے لیے ایک نشانی قدرت
کی ہو و لہذا نہ انکا کپڑا پرانا ہوا اور نہ کوئی صفت متغیر ہوئی اور وہ شخص جو ان مین سے طرف شہر کے آیا تہا انہ
بہی کسی شے کا انکار نہین کیا بجز اسکے کہ معالم و بناء ارض کو دوسری طرح پر پایا اور اگر فی نفسہ کوئی حالت ہوتی
جسکو وہ منکر جانتا تو امر اہم ہوتی ذکرہ القرطبی وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ
كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ
اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ
اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ اسی طرح انکو جگا دیا ہم
نے آپسمین لگے پوچہنے ایک بولا ان مین کتنی دیر ٹہیرے تم بولے ہم ٹہیرے ایک دن یا دن سے کم بولے تمہارا رب بہتر
جانے جتنی دیر رہے ہو اب بہیجو اپنے مین سے ایک یہ روپیہ لیکر اپنا اس شہر کو پہر دیکہے کون سا ستہرا کہانا
لاوے تم کو اس مین سے کہانا اور نرمی سے جاوے اور جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو وہ لوگ اگر خبر پاوین تمہاری پتہراؤ
کرین تمکو یا الٹا پہیر لیوین اپنے دین مین تب بہلا نہ ہو تمہارا کبہی **ف** سیکرون برس رہنا انکو ایک دن معلوم ہوا مردہ اور
سوتا برابر ہے انتہی اللہ تعالی نے فرمایا کہ جسطرح ہم نے انکو سلایا تہا اسی طرح انکو جگا دیا انکے بدن اور بال اور کہال
سب صحیح تہی کوئی حال کم نہ ہوا تہا وہی ہیئت و شکل و صورت باقی تہی یہ جاگنا انکا بعد تین سو برس کے ہوا تہا و نیند
انہون نے آپسمین پوچہا کہو ہم تم کتنا سوئے کہا ایک دن یا کچہہ کم ایک دن سے گویا داخل ہونا کہف مین اول
نہار مین ہوا تہا اور جاگنا آخر نہار مین و لہذا بطور استدراک بعض یوم کہا پہر علم مقدار لبث کو اللہ پر چہوڑ گویا

دیا انکو کثرت نوم کی بابت انکے ظاہر حال کا اندازہ حاصل ہوا تہا اسلیے حوالہ علم الٰہی کیا اور اس تحقیق سے درگذر کرکے فراہم
کیطرف رجوع کیا جو ظاہر ہی احتیاج طعام و شراب تہی کہا ایک کو تم میں سے یہ ٹکڑا چاندی کا دیکر بہیجو کیونکہ جب وے اپنے
گہروں سے نکل کر چلے تہے تو کچہہ دراہم اپنے ساتہہ لیلیے تہے کچہہ تو خیرات کر آئے اور کچہہ باقی رہگئے تہے مدینہ سے
مراد انکی وہی انکا شہر تہا جہاں سے نکلے تہے الغرض طعام وہی جو عہد کو ہے آنکے سے مراد طعام پاکیزہ ہے یعنی حلال طیب
خواہ کثیر ہو یا قلیل مراد تلطف سے یہی ہے خروج و ذہاب و شراء و ایاب میں تلطف ہو الگ چپکے سے بازار میں خرید لاوے کسیکو
معلوم نہ ہو کہ تم کون ہو کیونکہ اگر انکو یہ بات معلوم ہو جاویگی کہ تم ہو اور فلان جگہہ میں روپوش ہو تو وہ تمکو سنگسار کر دینگے
گے یا اپنے دین و مذہب میں پہیر لاینگے مراد اصحاب دقیانوس ہیں ان سے ڈرتے تہے کہ کہیں وہ ہماری اس جگہہ پر
مطلع نہ ہو جاویں تو ہمکو انواع عذاب میں پہانسکر اپنی ملت میں داخل نہ کر ڈالیں اور اگر تم عود فی الدین میں انکی
موافقت کروگے تو کبہی تم دنیا و دین میں اپنی مراد کو نہ پہونچوگے فتح البیان میں کہا ہے کہ جسطرح ہم نے انکو ساتہہ
یہ کرامات برتین کہف میں سلادیا اور انکے اجسام کو بوسیدگی سے باوجود طول زمان کے محفوظ رکہا اسی طرح
انکو اس خواب راحت سے پہر ایک بار جگایا کہ یہ جاگنا انکا دوسری کرامت الٰہیہ تہا جو مشتری سے کہا میں [illegible]
یاد دہی اپنی قدرت کی فرمائی ہے امانت و بعث دونوں پر پہر جس غرض سے یہ انکو جگایا وہ یہی تہی کہ باہم سوال کریں
اور مدت لبث میں اختلاف و تنازع ظاہر ہو کیونکہ اسمین کشف حال و ظہور قدرت باہرہ ہوگا ایک شخص نے ان میں سے
کہا وہ ان سب میں کبیر و رئیس تہا مکسلمینا نام کہ کہو تم کتنا سوئے یہ اسلیے کہا کہ انہوں نے اپنے نفس میں خواب کے خلاف
معہود عادت پایا بعض نے یا ان چہہ اشخاص باقی نے کہا کہ ہم ایک دن یا پہر پسین سو بعضوں نے کہا وہ وقت صبح کے
داخل ہوئے تہے آخر دن میں جاگے اسلیے یہ گمان کیا کہ سورج ڈوب گیا ہے کہا کہ سورج ابہی نہیں ڈوبا ہے تو کہا
بعض یوم یعنی پہرے اسلیے کہ اسوقت کچہہ دن باقی تہا اسمین دلیل ہے جواز اجتہاد پر اور قول بظن غالب پہر مشابہت
میں توقف کیا اور اللہ کے علم پر چہوڑا تو بطریق استدلال کے یا بطریق الہام رحمۃ اللہ ابن عباس نے اس آیت سے استدلال
کیا ہے یہ بات کہ وہ سات شخص تہے اسلیے کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے کہ قال قائل منہم یہ ایک شخص ہوا اسکے جواب
میں انہوں نے کہا لبثنا یہ صیغہ جمع کا ہے اقل جمع تین ہوتے ہیں پہر کہا قالوا ربکم اعلم یہ قول دوسری جمع کا ہے یہ سب
سات ہوئے یہ قائل علیخا تہا اسنے کہا تم یہ جہگڑا جانے دو کہ ہم کتنا سوئے جاؤ کہ ہم دنیا فنے ہے اسکو لیکر کسی کو طرف
شہر کے بہیجو کہ وہ یہ سکہ یا سم خیر معروف یا کر اچہا ستہرا کہانا لائے شہر سے مراد بلدہ افسوس تہا آیت دلیل
ہے اس بات پر کہ ہمسایہ بعض ہمراہی کو ساتہہ انسان کے کچہہ منافی توکل علی اللہ نہیں ہے واحدی نے کہا جس

یعنے دروازہ اسکے کہو کا بند کرو اور ان کو انکے حال پر چہوڑ دو مردم غالب الحال نے کہا کہ ہم تو اسجگہ ایک عبادت خانہ
بنا رکہینگے پس ابن جریر نے کہا ان قائلین میں دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ مسلمان تہے دوسرے یہ کہ مشرک تہے واللہ
اعلم ظاہر یہ ہے کہ کہنے والے اس مسئلہ کے اصحاب کلمہ و نفوذ تہے ہی بات کہ وہ محمود تہے یا نہیں سو اس میں نظر ہے اسلئے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لعن اللہ الیہود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیاءہم و
صالحیہم مساجد اللہ تعالی یہود اور عیسائیوں کو لعنت کرے انہوں نے پیغمبروں اور نیکوں کی قبروں کو مسجدیں
بنالیا آپ انکے فعل سے تحذیر فرماتے تہے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب قبر دانیال کی انکے زمانے
میں پیدا ہوئی عراق میں تو حکم دیا کہ اسکو لوگوں سے مخفی کرو اور اس رقعہ کو جو انکے پاس پایا ہے اور اسمیں ذکر بعض
ملاحم کا ہے دفن کردو فتح البیان میں کہا ہے کہ جسطرح ہمنے انکو سلایا پہر جگایا اسی طرح ہمنے لوگوں کو انکے حال کی
اطلاع دی تاکہ وہ لوگ جان لیں کہ بعث حق ہے انکے زمان کا بادشاہ منکر بعث تہا اللہ نے اسکو یہ نشانی دکہائی
سبب اطلاع کا یہ ہوا کہ وہ مرد جو روپیہ ضرب دقیانوس کا لیگیا تہا اسکو بازار والوں نے متہم کیا کہ اسنے کوئی خزانہ
پایا ہے اور نزدیک بادشاہ کے پکڑ کے گئے بادشاہ نے کہا تو نے یہ دراہم کہاں سے پائے کہا دیروز میں نے کچہ
کہجور فروخت کی تہی اور ہم بادشاہ دقیانوس کے خوف سے نکل بہاگے تہے بادشاہ نے سمجہا کہ یہ سچا ہے پہر اس مرد
نے سارا قصہ بیان کیا تب بادشاہ مع اپنے ہمراہیوں کے سوار ہوا اور کہف میں آیا اس اطلاع سے یہ علم بہی
حاصل ہوا کہ قیامت کے ہونے میں کچہ شک نہیں ہے جسنے مشاہدہ اہل کہف کے حال کا کیا ہے وہ اللہ کے وعدے
کو بابت بعث ارواح و اجساد و حشر جمیع کے سچ جانتا ہے یہ اطلاع اہل کہف پر اہل شہر کو اسوقت ہوئی کہ درمیان
انکے درباب امر بعث تنازع و اختلاف ہورہا تہا یا درباب مقدار مکث اصحاب کہف یا درباب عدد اہل کہف بعض کا
قول ہے کہ وہ ہمارے دین پر تہے ہم انپر ایک مسجد بنائیں گے لوگ اس میں نماز پڑہا کریں مشرکوں نے کہا ہم گرجا
بنائیں گے کیونکہ وہ ہماری ملت پر تہے بالجملہ ٹہیری کہ ایک عمارت بنانا چاہیے تاکہ لوگوں کو ان تک رسائی نہ ہو
جسطرح کہ تربت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حفظ حضیرہ سے کیا گیا ہے یہ اطلاع یوں ہوا کہ جب بادشاہ اور اسکے ہمراہی
کہف پر جاکر کہڑے ہوئے تو اصحاب کہف نے ندامت تہے پہر اللہ نے انکو موت دی بعض نے کہا انپر ایک عمارت بنادو کہ یہ
لوگوں کی آنکہوں سے مستور رہیں پہر بادشاہ وقت نے کہا ہم انپر ایک مسجد بنائیں گے یہ بادشاہ مسلمان تہا
اور وہ بادشاہ جسکے وقت میں وہ نکلے تہے مدت ہوئی مر چکا تہا زجاج نے کہا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جب حال
اصحاب کہف کا کہلا وہ مسلمان جو قائل بعث و نشور تہے غالب تہے اسلئے کہ مساجد مومن ہی بناتے ہیں ۵ط

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا

ع ۳ مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ایسے ہی کہین گے وہ تین ہین چوتھا انکا کتا اور یہ بھی کہین گے وہ
پانچ ہین اور چھٹا اونکا کتا بے دیکھے نشانہ پتھر چلانا اور یہ بھی کہین گے وہ سات ہین اور آٹھوان انکا کتا تو کہہ میرا رب بہتر
جانے اونکی گنتی انکی خبر نہین رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو تو مت جھگڑ انکی بات مین مگر سرسری جھگڑا
اور مت تحقیق کر ان کا انمین سے کسی سے ف یعنے ان باتون مین جھگڑنا کچھ
حاصل نہین رکھتا ابن عباس نے کہا وہ سات ہین کہ اللہ نے پہلی دو باتون کو بے دیکھے نشانہ کہا اور اسکو نہین کہا انتہی
بیان ہے لوگون کے اختلاف کا گنتی مین کہف والون کے تین قول حکایت کیے اس سے معلوم ہوا کہ اس باب مین
کوئی چوتھا قول نہین ہے اور دو قول اول کو ضعیف ٹھیرایا رجم بالغیب کہکر یعنے قول بلا علم ہے جیسے کوئی مکان نا
معروف ما معلوم پر تیر چلاوے کہ سمجھ بوجھ پہونچا اور اگر پہونچے گا تو بلا قصد پہر تیسرا قول حکایت فرماکر سکوت کیا یا اسکو
ثامنہم کلبہم کہکر مقرر رکہا یہ دلیل ہے اس قول کی صحت پر کہ نفس الامر مین یون ہی واقع ہوا تہا اور حوالہ کرنا انکی گنتی
کا اللہ کے علم پر ارشاد کرنا ہے طرف اس امر کے کہ احسن ایسے مقام مین یہی رد علم ہے اللہ تعالی ہو طرف ہے کچھ احتیاج
خوض کی ایسے امور بلا علم مین نہین ہے بتمان اگر اللہ ہم کو مطلع کردے تو ہم کہہ سکتے ہین ورنہ توقف کرین گے
پہر یہ فرمایا کہ تہوڑے لوگ جانتے ہین ابن عباسؓ نے کہا مین انہین تہوڑون مین سے ہون جنکو اللہ نے مستثنے
کیا ہے وہ سات شخص تہے اسی طرح عطا خراسانی کہتے ہین انا ممن استثنی اللہ عز وجل مین ان تہوڑون مین
سے ہون جنکو اللہ نے مستثنے کرلیا ہے ان کی گنتی سات نفر ہے دوسرا قول ابن عباس کا یہ ہے ما یعلمہم
الا قلیل انا من القلیل کانوا سبعۃ انکی خبر نہین رکھتے مگر تہوڑے لوگ مین تہوڑون سے ہون وہ سات تہے
یہ دونو اسانید نا ابن عباسؓ صحیح ہین مجاہد کا قول حدثت انہ کان علی بعضہم من حداثۃ سنہ
وضح الورق مین حدیث کیا گیا ہون کہ انکے بعض کے ہاتہون مین بسبب نوعمری کے کنگن چاندی کے تہے ابن
عباسؓ نے کہا وہ دن رات اسکی عبادت کرتے روتے اور اللہ سے فریاد رسی چاہتے وہ نو نفر تہے مکسلمینا یہ سب مین بڑا تہا
بادشاہ نے اس سے بات چیت کی تہی مخشلینا و تملیخا و مرطونس و کشطونس و بیرونس و دینموس و بطونس و قالوس
اس روایت مین یون ہی آیا ہے اور محتمل ہے کہ یہ کلام محمد بن اسحق کا اور درمیانی راویون کا ہو کیونکہ روایت صحیح ابن
عباسؓ سے یہ ہے کہ وہ سات شخص تہے اور یہی ظاہر آیت سے ہے شاید بجائے لفظ سبعہ کے تسعہ ہوگیا ہوگا ابن کثیر

کہتے ہین وَفِی کَیْفِیَّتِهِمْ بِهٰذَا وَالْاِسْتِمْلَاءِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ نَظَرًا فِی حَقِیْقَتِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاِنَّ غَالِبَ قَوْلِهٖ
مُتَلَقًّى مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور انکا ان سون کے ساتہ ستے ہونا اور انکے کتے کے نام کی صحت مین نظر ہے کیونکہ اکثر
ایسی باتین اہل کتاب سے ماخوذ ہین مراد ظاہر سے اور سہل نرم و آسان ہے اسلیے کہ معرفت مین اس امر کے کچہ بڑا
فائدہ نہین ہے اور استفتا کرنے سے اسلیے نہی فرمائی کہ اہل کتاب کو خود اسکا علم حاصل نہین ہے اپنے جی سے جو چاہتے
ہین بطور رجم بالغیب کے کہدیتے ہین کسی معصوم کے کلام کیطرف استناد نہین ہوتی ہے اور تمہارے پاس آئے پیغمبر اللہ
تعالی وہ حق بات لاتا ہے جس مین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے تو یہی حق مقدم و حاکم ہے جملہ کتب و اقوال متقدم
ہے فتح البیان مین کہا ہے قریب ہے کہ یہ لوگ کہین گے کہ کہف والے تین ہین یا پانچ یا سات یہ وہی لوگ ہین جنہون نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین دربارۂ عدد اصحاب کہف تنازع کیا ان مین اہل کتاب اور کچہ مسلمان لوگ تہے مگر
کہا ان اہل کتاب تہے پس بس سدی نے کہا یہود تہے بہر حال یہ مراد نہین ہے کہ ان سب نے یہی ایک بات بالاتفاق
کہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ بعض نے یون کہا اور بعض نے یون غرضکہ اس جگہ تین قول ہین دو قول نصاری کے اور ایک قول
مومنین کا بعض نے کہا دوسرا قول یہود کا ہے اور تیسرا قول مومنین کا یہی اقرب بالصواب ہے اسلیے کہ اس قول پر حکم رجم
بالغیب کا نہین لگایا اللہ نے فرمایا اے پیغمبر تم کہدو کہ اللہ ہی انکی گنتی جانے کہ وہ کتنے شخص ہین کیونکہ مراتب
یقین کے متفاوت ہوتے ہین قوت مین اور تفاصیل عالم کا علم ہونا اسکی شان ہے ہان تہوڑے آدمی ایسے ہین
جو انکی ذات کو یا انکی تعداد کو جانتے ہین ابن مسعود و ابن عباس کہتے تہے کہ ہم منجملہ ان قلیل کے ہین یہ سات شخص
تہے بعض علما نے نام انکے ذکر کیے ہین اور بعض مفسرین نے خواص و منافع انکے اسماء کے لکہے ہین اس ذکر کو کچہ تفسیر
سے تعلق نہین ہے اور بعض مشائخ واسطے دفع آفات کے انکے نامون سے کام لیتے ہین اور مجرب بتلاتے ہین لیکن
ہمارے نزدیک یہ کام ٹہیک نہین اگر عوض انکے نامون کے اللہ رب کا نام لین اور اس سے کام نکالین تو عین مراد
خدا و رسول ہے افضل کے ہوتے فاضل کی حاجت نہین ہوتی اسماء حسنے نعم البدل ہین اسماء ملائکہ و انبیاء و صلحاء
سے اور اگر ان اسماء کے ساتہ حرف ندا یا استغاثہ ہو تو پہر شرک محض ہوگا اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو منع کر دیا کہ تم دربارۂ اصحاب کہف اہل کتاب سے جدال نہ کرو اور اگر کرو تو فقط سرسری طور پر نہ تعمق و دقت
کے ساتہ یعنے اس وحی کو انپر پڑہ دو فقط نہ انکی تجہیل کرو اور نہ انپر رد رازی نے کہا یعنے تعیین مین اس عدد
کی انکی تکذیب نہ کرو بلکہ یون کہو کہ اس تعیین پر کوئی دلیل نہین ہے اسلیے توقف واجب ہے پہر اس سے بہی منع
کیا کہ تم انکا حال ان سے دریافت کرو کیونکہ مفتی کو مستفتی سے اعلم تر ہونا چاہیے اور یہان یہ امر بالعکس ہے خصوصاً

واقعہ اہل کہف میں اسجگہہ تو جتنا حال اللہ نے بیان کر دیا اسی قدر کافی ہے لا علم سے سوال کرنا کیا حاصل ابن عباس نے کہا
یہود میں قرطبی نے کہا نصاریٰ سے یہی اولیٰ ہے بیضاوی نے کہا یعنے نہ سوال مسترشد کر اور نہ سوال تعنت جس سے
رسوا کرنا مسئول عنہ کا اور تزییف کے مسئلہ و قول کی مراد ہو کہ یہ بات مکارم اخلاق میں داخل ہے آیت دلیل ہے منع پر
مراجعت اہل کتاب سے کسی قصے میں علم سے وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ نہ کہہ کسی کام کو کہ میں کر دوں گا
کل مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کر اپنے رب کو جب بھول جاوے اور کہہ امید ہے کہ میرا رب مجھکو سجھا دے اس سے نزدیک راہ
نیکی کی **ف** اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں گنا جاتا تھا کسی کو خبر کہاں ہو سکتی کافروں نے یہود
کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمانے کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ کیا کل بتا دوں گا اس
بھروسے پر کہ جبرئیل آوینگے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نہ آئے اٹھارہ دن تک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت
غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لیکر آئے اور یہ بھی نصیحت کہ اگلی بات پر وعدہ نہ کیجیے بغیر انشاء اللہ تعالیٰ اگر ایک وقت بھول جاوے
تو پھر یاد کر کے کہہ لے اور فرمایا کہ امید رکھ کہ تیرا درجہ اللہ اس سے زیادہ کرے یعنے کبھی نہ بھولے انتہیٰ اللہ پاک نے
اس آیت پاک میں اپنے رسول کو ایک ادب سکھایا کہ جب کسی شئے کے کرنیکا ارادہ زمان مستقبل میں ہو تو اس عزم کو
طرف اللہ کی مشیت کے رد کرو کیونکہ اللہ کی ذات پاک عالم الغیوب ہے جو کان ایکون و مالم یکن کو جانتا ہے صحیحین
میں ابوہریرہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ سلیمان بن داؤد نے کہا تھا کہ آج کی رات میں ستر عورتوں پر طواف کرونگا اور دوسری
روایت میں نوے عورتیں آئی ہیں اور تیسری روایت میں سو عورتیں ہر ایک عورت ان میں سے ایک بچا جنے گی
جو اللہ کی راہ میں مقاتلہ کرے گا ان سے کہا گیا دوسری روایت میں ہے کہ فرشتے نے ان سے کہا کہو انشاء اللہ
انہوں نے نہ کہا اور طواف کیا ان میں سے سوا ایک عورت کے کسی نے بچہ نہ جنا اور ایک نے جو جنا سو نصف انسان
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ہے جان میری اگر وہ انشاء اللہ تعالیٰ کہتے
تو حانث نہ ہوتے اور اپنی حاجت پا لیتے دوسری روایت میں ہے کہ وہ سب اللہ کی راہ میں لڑتے سوار ہو کر اول سورت
میں ذکر سبب نزول کا گذر چکا ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجواب سوال وعدہ روز فردا کا کیا تو پندرہ
دن تک وحی نہ آئی پھر فرمایا کہ جب تو انشاء اللہ کہنا بھول جائے اور بعد میں یاد آئے تو وقت یاد کے کہہ لے
ابو العالیہ و حسن بصری کا قول یہی ہے کہ ابن عباس نے کہا حالف کو پہنچتا ہے کہ استثناء کرے اگرچہ ایک سال
تک ہو اور اسی بارے میں اس آیت کو کہتے ہیں وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ اور یاد کر تو اپنے رب کو جب تو بھول جاوے

مطلب بہر حال کا یہ ہے کہ جب جلف یا کلام میں استثنا کرنا بہول گیا اور پہر یاد آیا گو بعد ایک سال کے تو سنت یہ ہے کہ یون کہہ
لے تاکہ طریقہ استثنا ادا ہوجاوے اگرچہ بعد حنث کے کہمانغ ہو قالہ ابن جریر ونص علی ذلک نہ یہ کہ دا سطی رفع حنث
یمین یا سقاط کفارہ کے یہ استثنا کرے وھذا الذی قالہ ابن جریر ھوالصحیح اور یہی لائق تر ہے ساتہہ محل کلام
ابن عباس کے واللہ اعلم لیکن ابن ماجہ نے آخر میں لفظ انشاء اللہ بعذر مرّو رجوع گویان ہنیر گیا ہے فاطمہ عکرمہ نے کہا مراد
ذکر رب سے وقت نسیان ان شاء اللہ کہنا ہے ابن عباس بہی اسی کے قائل ہیں ای استثنی اذا ذکرت انشاء اللہ کہہ
جب تو یاد کرے اور کہا کہ یہ خاص ہے ساتہہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ہم میں کسیکو یہ بات نہیں پہر بہی استثنا
کرین مگر متصل یہیں آیت شریف میں احتمال ایک دوسرے وجہ کا یہ ہے کہ اللہ نے ارشاد کیا ہو اس شخص کو جو اپنی کلام
مین کچہہ بہول گیا ہے طرف ذکر خدا کے کیونکہ نسیان کا منشا شیطان ہے کما قال وما انسانیہ الا الشیطان
ان اذکرہ اور یہ مجکو بہلایا شیطان ہی نے کہ اسکا مذکور کرون اور اللہ کا ذکر سبب یاد آنیکا ہے والہذا فرمایا کہ واذکر
ربک اذا نسیت اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بہول جاوے میں کہتا ہون کہ ذکر اللہ وصلوٰۃ علی رسول اللہ دونو کا
یہ اثر ہے کہ بہولی چیز یاد آجاتی ہے درود شریف کا تجربہ تو بارہا ہوچکا ہے اور ذکر اللہ خود جملہ اذکار سے اعلیٰ و اکمل
ہے پہر اللہ نے سکہایا کہ جب تجہسے ایسی بات پوچہی جاوے جسکو تو نہین جانتا ہے تو اللہ سے تو سوال کر اور
اسکی طرف متوجہ ہو کہ وہ جواب میں تجہکو توفیق صواب دیدے کے سوا اور یہی تفسیر کی ہے واللہ اعلم فتح البیان میں کہا ہے
واحدی کہتے ہیں کہ یہود نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال خبر فتیہ کا کیا کہا کل میں تمکو خبر دونگا اور انشاء
اللہ کہا وحی رک گئی یہانتک کہ آپ پر شاق ہوا اللہ نے یہ آیت بہیجی اور حکم استثنا کا اللہ کی مشیت کے ساتہہ دیا کہ جب
تو یون کہے کہ میں فلان کام کل کرونگا تو انشاء اللہ کہہ یہ استثنا مفرغ ہے یعنے ہر وقت ہر حال میں کہہ اور یاد
کر اپنے رب کو جب کہ بہول گیا خواہ مدت قلیل ہو یا کثیر بعض نے کہا یہ یاد کرنا یون ہے کہ استغفار کر یا اللہ تعالیٰ
کے عقاب کو یاد کر جب اُسکے کسی امر کو ترک کر دیا ہو تاکہ یہ یاد تجہکو باعث تدارک فائت پر ہو جاوے یا جس وقت تجہکو نسیان ہو تو
اللہ کو یاد کر وہ شے فراموش شدہ یاد آجاویگی ابن عمر نے کہا یہ استثنا موصول ہیں کوئی حنث صاحب استثنا پر نہیں
ہے لیکن اگر موصول نہیں تو حانث ہو عکرمہ نے کہا معنے اذا نسیت کے یہ ہیں کہ تو غضبناک ہوا یعنے جب تیرا غصہ جاوے حسن نے
کہا ای اذا لم تقل ان شاء اللہ یعنے جب تو انشاء اللہ کہنا بہول جاوے بعض نے کہا یہ آیت حق میں نماز کے
آئی ہے اور حدیث انس اسپر دلیل ہے من نسی صلوٰۃ فلیصلھا اذا ذکرھا اقم الصلوٰۃ لذکری متفق
علیہ یعنی جس شخص کو نماز بہول گئی تو اسکو پڑہ لیوے جب یاد آوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قائم کر نماز جب تو مجہکو یاد کرے

لیکن اول اولے ہے اور کہدے بہی عنقریب ہے کہ میرا رب مجھکو توفیق دے گا رشد و ہدایت کی یعنے ایسے آیات و دلالات
نبوت عطا کرے گا جو کہ رشد مین قصہ اصحاب کہف سے بہی زیادہ تر قریب اول ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انکو رسول
کے احوال غائبہ اور حوادث نازلہ از زمان آئندہ برتاقیام ساعت اطلاع بخشی وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ
وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ
مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝ اور گذری اُنپر اپنے کہوہ مین تین سو برس اور اوپر سے
نو تو اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے اسی کے پاس ہین چھپے بہید آسمان و زمین کے عجب دیکہتا سنتا ہے
کوئی نہین بندو نپر اس کے سوائے مختار اور نہین شریک کرتا اپنے حکم مین کسیکو جتنی مدت وہ سو کر جاگے تہے تاریخ
والے کئی طرح بتاتے تہے سب ٹہیک وہی ہے جو اللہ بتادے یہانتک قصہ ہوچکا انتہی اللہ نے اپنے رسول کو مقدار
لبث اصحاب کہف کی کہف مین خبر دی کہ جب سے انکو سلایا اور جب تک جگایا اور اہل زمان کو انکے حال پر اطلاع
دی تب تک تین سو نو برس ہوتے ہین حساب ہلال سے اور حساب شمس سے پورے تین سو سال کیونکہ تفاوت ہر صد
قمری کا صد شمسی سے سہ سال کا ہوتا ہے والہذا نو برس کی ازدیادی تین سو برس پر ارشاد فرمائی پہر فرمایا کہ اگر تجہسے لوگ
نبی وہ سوال کرین کہ وہ کتنے دن سویا کیے اور تجہے معلوم نہین ہے اور اللہ نے تجہے مدت انکے لبث کی نہین بتائی
ہے تو تو اپنے جواب مین تقدیم نہ کر بلکہ ایسے محل مین یہ کہہ کہ اللہ ہی جانے کہ وہ کتنی مدت رہے کیونکہ اللہ کو علم آسمان و زمین
کے غیوب کا ہے یا جسکو وہ مطلع کردے اپنی خلق مین سے اکثر علماء تفسیر طرف اسی قول کے گئے ہین جیسے مجاہد
وغیرہ سلف و خلف قتادہ نے کہا تین سو برس کی مدت بتانا اہل کتاب کا قول ہے اللہ نے اس قول کو قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا
لَبِثُوا اللہ انکی مدت سے زیادہ واقف ہے کہکر رد کردیا لیکن جب اللہ نے نو برس تین سو برس پر زیادہ کیے تو معلوم ہوا کہ یہ قول
یہود کی حکایت نہین ہے بلکہ اخبار ہے طرف سے اللہ کے اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور قراءت ابن مسعود
وَقَالُوا وَلَبِثُوا شاذ ہے بہ نسبت قراءت جمہور کے لائق حجت نہین ہے ابن جریر کہتے ہین أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ
عجب دیکہتا سنتا ہے یہ ایک طرح کا مبالغہ ہے مدح مین یعنے اللہ بڑا دیکہنے والا ہے ہر موجود کا اور بڑا سننے والا ہے
ہر مسموع کا اسپر کوئی شے مخفی نہین ہے اور وہی صاحب خلق و امر ہے کوئی اسکے حکم کا پیچہے ڈالنے والا نہین اللہ کا
اسکا وزیر و نصیر و شریک و شبیہ ہے تعالی و تقدس فتح البیان مین کہا ہے کہ تین سو سال شمسی بحساب قمری تین سو نو برس
ہوتے ہین ابن جریر کہتے ہین کہ اہل کتاب مین اختلاف تہا کسی نے سہ صد سال اور کسی نے نو اوپر سہ صد سال کہے اللہ نے
خبر دی کہ مدت تو انکی نام ہونے کی ہے مدت ما بعد مجہول ہے وہ کسی بشر کو معلوم نہین لہذا حکم دیا کہ اسکا علم

مدت کے بعد خبر دی جانے کہ اہل کہف کتنی مدت رہے یا بعد انکی موت کے نزول قرآن تک کتنا زمانہ گذرا القول مجاہد یعنی
کہ کتنا زمانہ گذرے گا القول ضحاک یا اس وقت تک کہ وہ بوسیدہ ہو کر متغیر ہو جائیں القول بعض قرطبی نے کہا لوگ نہیں
جانتے تھے کہ مراد ایام بادشاہ قوم سے ہے نون مین یا نو جمعہ یا نو ماہ یا نو سال بنی اسرائیل کا اختلاف اسی جگہ سے ہوا اللہ نے علم
تسع کو طرف اپنے رد کیا یعنی تسع مبہم ہین لیکن اول اولی ہے کیونکہ ظاہر کلام عرب یہ ہے جسکو لغت و محاورے کہتے ہیں ترجمہ آیا ہی
کہ مراد نفس ہین قشیری نے کہا یعنی بسبب لفظ سنین کے زجاج نے کہا سہ صد سال شمسی ہوئے اور سہ صد و نہ سال قمری
ابن عباس کہتے ہین اِنَّ الرَّجُلَ لَیُفَسِّرُ الْاٰیَۃَ یَرٰی اَنَّھَا کَذٰلِکَ فَیَھْوِیْ اَبْعَدَ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَ
الْاَرْضِ ثُمَّ تَلَا وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ الاٰیۃ آدمی آیت کی تفسیر کرتا ہے خیال کرتا ہے کہ وہ ایسی ہی ہے اور اسکی
وجہ سے آسمان زمین کی دوری مین گرتا ہے پھر یہ آیت ولبثوا فی کہفہم الایۃ پڑھی پھر کہا قوم کتنی مدت کہف مین
رہی بولے تین سو نو برس کہا اگر اتنی مدت رہتی تو اللہ یون نہ فرماتا قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ولکن اللہ نے مقالہ قوم کی
حکایت کی اور کہا سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَۃٌ الیٰ قولہ رَجْمًا بِالْغَیْبِ پس خبر دی کہ انکو معلوم نہین ہے پھر کہا سَیَقُوْلُوْنَ
وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ الیٰ قولہ تِسْعًا ف قرطبی نے کہا اصحاب کہف کا اختلاف ہے کہ مر کر فنا ہو گئے یا اب تک خواب
راحت مین ہین اور جسد انکے محفوظ ابن عباس نے کہا اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ فَنَوْا وَعُدِمُوْا مُنْذُ مُدَّۃٍ طَوِیْلَۃٍ یعنی یہ
لوگ مدت سے فنا ہو گئے انکے ہمراہ لوگ بعض غزوات شام گئے تھے موضع کہف تک وہان کچھ ہڈیان پائین ایک
فرقہ کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عیسےٰ بن مریم حج کرینگے اونکے ہمراہ اصحاب کہف ہونگے
کیونکہ انہون نے حج نہین کیا ہے اسکا ذکر ابن عیینہ نے کیا ہے توریت و انجیل مین بھی اسی طرح یہ ہے اور یہ پوری
حدیث تذکرے مین لکھی ہے اس صورت مین سوتے ہین مرے نہین اور نہ قیامت تک مرینگے ان تمام ساعت سے
پہلے انکو موت آئیگی انتہی مین کہتا ہون بعض تواریخ اسلام مین ذکر کیا ہے کہ زمانہ بعض خلفاء عباسیہ مین کچھ
لوگ تلاش اصحاب کہف مین گئے تھے بعد سفر دراز و تحقیق بہت کے موضع کہف مین انکو سوتا ہوا بہ شکل زندہ پایا لوٹ
پھر کر سارا قصہ خلیفہ وقت سے بیان کیا بہر حال یا تو وہ زندہ ہین یا بحکم نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ یعنی عروس کی طرح سو جا
باوجود موت محفوظ الاجساد ہین جس طرح کہ اجساد بعض اولیاء و صلحاء کے بھی محفوظ رہتے ہین قبر صاحب
دلائل الخیرات اور قبر شیخ علی متقی کی ہم کو بعد ایک مدت دراز کے بغرض دفن بعض اموات کھودنا پڑا جسکو مثل سوئے ہوئے مرد
ترو تازہ پایا نہ ناخن بڑھا نہ بال اور نہ کوئی چیز متغیر ہوئی اور شہداء کے اجساد تو غالباً محفوظ ہی رہتے ہین
اور انبیاء علیہم السلام تو سرے ہی سے معصوم ہین زمین پر کھانا انکے اجساد کا حرام ہے اور اپنی قبور مین زندہ ہین

اور بحفاظت الٰہی شرک مشرکین اصحیح سنت دین سے محفوظ ہین کہ بت پرستون نے سبکی قبر کو پوجا کرنا
ورسل کی قبر کو اسنے بچالیا اور جب اسنے علم لبث اہل کہف کو مختص ساتھ اپنے ٹھیرایا تو اسکی تاکید مین یہ ارشاد
کیا اسی کو علم آسمان و زمین کے غیب کا ہی وہ سب سے زیادہ سنتا دیکھتا ہے اہل سما و ارض کے لیے یا اصحاب کہف
کے لیے یا کفار معاصرین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سوا اللہ کے کوئی دوست اور دستولی امور نامہ نہین ہے یہ
بیان ہے غایت قدرت خدا کا کہ سب اسکے معبود ہین کسی کو اپنے حکم مین شریک نہین کرتا ہے واتل ما اوحی

اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ
مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ
زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ ثلثه ارباع

پڑھ جو وحی ہوئی تجھکو تیرے رب سے اسکی کتاب کوئی بدلنے والا نہین اسکی باتین اور کہین نہ پاوے گا تو اسکے سوا چھپنے
کی جگہ اور تھام رکھ آپ کو انکے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح و شام طالب ہین اسکے منہ کے اور نہ دوڑین تیری
آنکھین انکو چھوڑکر تلاش مین رونق دنیا کی زندگی کی اور نہ کہا مان اسکا جسکا دل غافل کیا ہمنے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا
ہے اپنی چاؤ کے اور اسکا کام ہے حد پر نہ رہنا ف ایک کافر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھانے لگا کہ اپنے
پاس رذالون کو نہ بیٹھنے دو کہ سردار تم پاس نہین بیٹھین سو اللہ کہا غریب مسلمانون کو اور سردار دولتمند کافرون کو اسی پر یہ آیت
آئی یعنے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ تم قرآن کی تلاوت کرو اور لوگون کو یہ کلام پہنچا دو کوئی احکام کا متغیر و محرف
و مزیل نہین ہے ملتحد سے مراد جائے نجات ہے یعنے اگر تو تلاوت و تبلیغ قرآن کی نہ کریگا تو طرف سے اللہ کے کوئی
جگہ نجات کی تیرے لیے نہین ہے کما قال تعالیٰ یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ
فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یعنے پہنچا جو تجھکو اترا تیرے رب کیطرف سے اور اگر نہ کیا
تو تونے کچھ نہ پہنچایا اسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگون سے اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ
اِلٰی مَعَادٍ جس شخص نے حکم بھیجا تجھپر قرآن کا وہ پھر لانیوالا ہے تجھکو پہلی جگہ یعنے تجھسے سوال ابلاغ رسالت کا
کیا جاویگا تو ان لوگون کے پاس بیٹھا کر جو کہ صبح و شام اللہ کا ذکر کیا کرتے ہین یعنے تہلیل و تحمید و تسبیح و تکبیر بجا
لاتے ہین خواہ فقیر ہون یا اغنیا یا اقویا یا ضعفا کہتے ہین کہ نزول اس آیت کا حق مین اشراف قریش کے ہوا
ہے جبکہ انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ تم تنہا ہمارے پاس بیٹھا کرو اور اپنے ضعیف
یاران دین مثل جیسے بلال و عمار و صہیب و خباب و ابن مسعود ان کی مجلس ہم سے علیحدہ ہو اسکے اللہ تعالیٰ نے

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کام سے منع کیا کہ تم ہرگز ایسی بات نہ کرنا بلکہ انہیں لوگون کے پاس بیٹھا کرو اور اپنے
نفس کو اس حالت پر شکیبا رکھو سعد بن ابی وقاص کہتے ہین ہم ہمراہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھہ نفر تھے مشرکون
نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا یعنے ان لوگون کو کہدے پاس سے
کہیدڑ دے یہ ہمپر جرأت نہ کیا کرین مین تہا اور ابن مسعود اور ایک مرد ہذیل کا اور بلال اور دو مرد اور جنکا نام مین
بہولگیا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جی مین جو اللہ نے چاہا واقع ہوا اور دل مین گذرا اللہ نے یہ آیت بہیجی الخ
اخرجہ مسلم دُوْنَ الْبُخَارِیْ ابو امامہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک واعظ پر جو وعظ کہہ رہا تہا
آئے ٹہہر گیا فرمایا وعظ کہہ اگر مین صبح سے سورج نکلنے تک بیٹھون یہ دوست تر ہے مجھکو چار گردن آزاد کرنے
سے رَوَاهُ اَحْمَدُ انس کا لفظ یہ ہے کہ اگر مین پاس ایسی قوم کے بیٹھون جو اللہ کی یاد نماز صبح سے تا طلوع آفتاب
کرتے مین تو یہ دوست تر ہے مجھکو ہر چیز سے جس پر سورج نکلتا ہے اور اگر مین ذکر کردن اللہ کا نماز عصر سے سورج
ڈوبنے تک تو یہ محبوب تر ہے مجھکو آزاد کرنے سے آٹھہ گردن کے اولاد اسمعیل سے دیت ہر ایک کی ان مین سے بارہ
ہزار ہے ہم نے حساب انکی دیت کا کیا اور ہم مجلس انس مین تھے ۹۶ ہزار تک پہنچی اور ہر جگہہ کوئی شخص چار گردن
ولد اسمعیل کی کہتا ہے واللہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کہا مگر آٹھہ گردن ہر واحد کی دیت ان مین سے
بارہ ہزار رَوَاهُ اَحْمَدُ ابو مسلم کوفی کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک مرد پر ہوا وہ سورہ کہف پڑہ رہا
تہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہہ کر چپ ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی مجلس ہے
وہ جسکی بابت مجھکو حکم ہوا ہے کہ مین اپنے نفس کو انکے ساتھہ صبر دون رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَرَوٰی اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ
ابو ہریرہ و ابو سعید کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ایک شخص سورہ حج یا سورہ کہف پڑہ رہا
تہا وہ چپ ہو گیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا هٰذَا الْمَجْلِسُ الَّذِیْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَهُمْ
رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ معنی یہ وہ مجلس ہے کہ حکم کیا گیا ہون مین کہ مین انکے ساتھہ اپنے آپ کو تہام رکہون حدیث
انس بن مالک مین فرمایا ہے مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا
نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّاٰتُكُمْ الْحَسَنَاتِ رَوَاهُ
اَحْمَدُ جب کوئی قوم جمع ہو کر اللہ کو یاد کرتے ہین اسکی خوشی چاہنے کو تو انکو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے
اٹھو تمہاری بخشش ہوگئی اور تمہاری برائیان نیکیون سے بدل گئین عبدالرحمن بن سہل بن حنیف نے کہا ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت اتری آپ کے بعض گہرون مین وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ الآیہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھروں سے باہر نکلکر جستجو کرنے لگے ایک قوم کو پایا کہ اللہ کا ذکر کرتے تھے ان میں کوئی پریشان بال تھا اور کوئی سخت کھال ایک ہی کپڑے والا جب انکو دیکھا انکے پاس بیٹھ گئے اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَهُمْ رواہ الطبرانی سزاوار ہے اللہ کو جسنے میری امت میں وہ لوگ پیدا کیے جنکے ساتھ مجھکو صبر کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ابن عباس نے کہا لا تعد عیناک سے یہ مراد ہے تو ان لوگوں کو چھوڑکر انکے غیر کی طرف تجاوز نہ کر یعنے بدل میں انکے اصحاب ثروت و شرف کا طالب ہو اور جسکے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے یعنے دین الٰہی و عبادت رب سے اس بنا میں مشغول کر دیا ہے اور انکے اعمال و افعال سفاہت و ضیاع و تفریط کے ہیں تو اسکا مطیع نہ ہو اور نہ اسکے طریقے کو دوست رکھ اور نہ اسکی دولت و حشمت و نحوہا پر رشک کر کما قال سبحانہ و تعالی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور نہ پسار اپنی آنکھیں اس چیز پر جو برتنے کو دی ہمنے ان کو بہانت بہانت لوگوں کو رونق دنیا کی جیتے انکے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی روزی بہتر ہے اور دیر رہنے والی فتح البیان میں کہا ہے اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم مواظبت کرنیکا تلاوت کتاب عزیز موحی الیہ پر کیا اور فرمایا کہ ان کلمات کا کوئی بدل دینے والا نہیں ہے کسکی قدرت ہے کہ اسکو بدل یا مغیر محرف کرسکے زجاج نے کہا ہم نے جسکی خبر دی اور جو حکم کیا اسکے لیے کوئی مبدل نہیں ہے ملتحد سے مراد ملجا ہے یعنے اگر تو قرآن کا اتباع نہ کریگا اور اسکو پڑھتا نہ رہیگا اور اسکے احکام پر عمل نہ کرے گا تو تجھکو کوئی جگہ عدول کرنے اور مائل ہونے کی نہ ملیگی یہ آیت آخر قصہ اہل کہف ہے اسکے بعد اللہ نے دوسری نوع کا بیان شروع کیا اور کہا کہ جو لوگ اللہ کے داعی ہیں یعنے عابد ہیں جیسے فقرا مومنین تو انکی مجالست پر اپنے نفس کو صبر دے یہ آیت ابلغ ہے آیۂ سورۂ انعام سے اسلیے کہ اس آیہ میں نہی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکے طرد سے اور اس آیت میں امر ہے انکے پاس نشست کرنیکا اور صابر رہنے کا اور غداۃ و عشی سے مراد استمرار ہے دعا کا جمیع اوقات میں بعض نے کہا ہر دو طرف روز میں یا مراد نماز عصر و فجر ہے غرضکہ مطلب انکا اس دعا سے رضا ہے نہ غرض دنیا سلمان کہتے ہیں مولفۃ القلوب آئے یعنے عیینہ بن بدر و اقرع بن حابس کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش آپ صدر مجلس میں بیٹھتے اور ان لوگوں سے اور ارواح جبابہ سے غائب ہوتے یعنے سلمان و ابوذر و فقراء مسلمین سے یہ لوگ بالوں کے جبے پہنے ہوتے تھے تو ہم آپکے پاس بیٹھے بات چیت کیا کرتے اور علم حاصل کرتے اسپر اللہ نے آیت بھیجی وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اور پڑھ جو وحی ہوئی تجھکو تیرے رب کے الی قولہ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اخرجہ البیہقی و ابو الشیخ سلمان سے روایت ہے کہ حضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کھڑے ہوگئے ان لوگون کو جنکے ساتھ حکم مصابرت کا ہے تلاش کرنے لگے یہانتک کہ
انکو آخر مسجد مین پایا ذکر کرتے ہوئے پایا فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یُمِتْنِیْ حَتّٰی اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَ
رِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِیْ مَعَکُمُ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتُ سب تعریف اللہ کو جسنے مجکو فوت نہین کیا یہانتک کہ مجھکو امر کیا کہ مین
تھام رکھون اپنی جان کو اپنی امت کے گروہون کے ساتھ تمہارے ساتھ مرنا جینا ہے اور ابن جریر نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو نماز پنجگانہ مین
حاضر ہوتے ہین وعن ابن عباس مثلہ بعض نے کہا یہ آیت حق مین نماز صبح وعصر کے اتری ہے پھر اللہ نے فرمایا کہ تو
انکو چھوڑکر غیر کی جانب نگاہ نہ کر یعنے طرف ذوی الہیئات واصحاب زینت کی مائل نہ ہو اس ارادے سے کہ دنیا کی زندگی
رونق دار رہے یعنی مجالست اہل ترف وشرف وغنی وصحبت اہل دنیا سے اور جو لوگ ایسے ہین کہ انکے دل ہماری
یاد سے غافل ہین جیسے عیینہ کہ منع کرنیوالا حضرت مومنین سے اور تابع اپنے ہوا نفس کے ہین اور کام انکا حد اعتدال سے
متجاوز ہے انکی اطاعت نہ کر مراد اتباع ہوا سے ایثار باطل علی الحق ہے جیسے شرک کو توحید پر اختیار کرنا ابن عباس
نے کہا یہ آیت حق مین امیہ بن خلف کے اتری ہے کیونکہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ تم ان
فقیرون کی صحبت کو چھوڑ دو اور صنادید اہل مکہ کو اپنا مقرب بناؤ پس اللہ نے یہ آیت اتاری ابن بریدہ کہتے
ہین عیینہ بن حصن پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا دن گرم تھا آپ کے پاس سلمان جبہ صوف پہنے ہوئے
بیٹھے تھے اُن کے پسینے کی بو آنے لگی عیینہ نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم پاس تمہارے آئین تو تم
اسکو اور اسکے امثال کو اپنے پاس سے نکال دیا کرو کہ ہم کو ایذا دیتے ہین جب چلے جائین تو تم جانو اور یہ اللہ نے فرمایا ولا
تطع الخ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ قف وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ز إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ
نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط
وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ کہہ یہی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے پھر کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے ہم نے رکھی
ہے گنہگارون کے واسطے آگ جو گھیر رہی ہین انکو اسکی قناتین اور اگر فریاد کرینگے تو ملے گا پانی جیسا پیپ
بھون ڈالے منہ کو کیا برا پینا ہے اور کیا برا آرام ف اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک کو فرماتا ہے کہ تم اے محمد ﷺ لوگون سے
کہدو کہ یہ جو مین تمہارے پاس لایا ہون طرف سے تمہارے رب کی یہ حق ہے اسمین کچھ شک شبہ نہین ہے اب
جسکا جی چاہے وہ اسکو مانے اور جسکا جی چاہے نہ مانے یہ ارشاد بطور تہدید ووعید شدید ہے پھر فرمایا کہ
ہم ظالمون یعنے اللہ ورسول وقرآن کے منکرون کے لیے ایک ایسی آگ تیار کررکھی ہے جسکی فصیل نے انکو احاطہ
کر رکھا ہے سرادق سے مراد سور بلد ہے حدیث ابو سعید خدری مین فرمایا ہے سرادق نار کے لیے چار دیوارین

ہین شاہ ہر دیوار کا مسافت چہل سالہ ہے اخرجہ احمد والترمذی فی صفۃ النار وابن جریر فی تفسیرہ
نسأل اللہ العافیۃ بیان حوال ان میں سالہ النذیر العریان من درکات النیران محیط مجلہ ابواب نیران ہے ابن عباس
نے کہا سرادق ایک دیوار آتش ہے یعلی بن امیہ کا لفظ رفعا یہ ہے البحر ہو جہنم پہر یہ آیت با پڑہی پہر کہا واللہ
لا ادخلہا ابدا کو ما دمت حیا ولا یصیبنی منہا قطرۃ رواہ ابن جریر اسکی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کبھی اس میں
نہ ہونگا جب تک میں جیتا رہوں اور مجھکو اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں پہنچیگا ابن عباس نے کہا مہل غلیظ ہے جیسے تیل کی
مہل گاڑہی پیپ ہمکو یہ کہا دکہ جسکی گرمی حد کو پہونچ گئی ہو بعض نے کہا ہر پگلی شے ہے قتادہ نے کہا ابن مسعود نے کچھہ سونا ایک
گڑہے میں گلایا جب وہ پگل کر بہنے لگا یا تو کہا کہ یہ اشبہ شی ہے ساتہ مہل کے ضحاک کہتے ہیں جہنم کا پانی کالا ہے اور خود
جہنم اور اسکے اہل سیاہ ہیں ان اقوال میں سے کوئی منافی دیگر نہیں ہے کیونکہ مہل ان اوصاف رذیلہ کا جامع ہے
اور سیاہ بدبودار گاڑہا گرم ہے لہذا فرمایا کہ منہ کو بہون ڈالتا ہے گرمی سے جب کافر اسکو پیئیگا منہہ سے لگتے ہی
کہال چہرے کی گر جائیگی جس طرح کہ نزدیک احمد کے حدیث ابو سعید میں مرفوعا آیا ہے کہ پانی مہل کی طرح ہوگا یعنے
تیل کی گاد جب منہ سے قریب کریگا چمڑا چہرے کا اس میں گل کر گر پڑیگا ورواہ الترمذی من حدیث رشدین
وقد تکلم فیہ من قبل حفظہ ابو امامہ نے رفعا تفسیر کریمہ ویسقی من ماء صدید یتجرعہ اور یلا دیگی
انکو پانی پیپ کا گہونٹ گہونٹ لیتا ہے میں کہا ہے جب نزدیک لایا جاویگا تو اسکو کراہت کریگا جب منہ سے
لگیگا منہ کو بہون ڈالیگا اور چمڑا سر کا گر پڑیگا جب اسکو پی لیگا تو آنتیں کٹ جائینگی اللہ تعالی فرماتا ہے
وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمہل یشوی الوجوہ الایۃ اور اگر فریاد کرینگے تو ملیگا پانی جیسا پیپ بہون ڈالیگا
منہ کو محمد بن جبیر کہتے ہیں دوزخیوں کو جب بہوک لگیگی فریاد کرینگے تب درخت زقوم سے انکی فریادرسی کیجاویگی
جب اسکو کہا وینگے چمڑا چہروں کا گل کر گر پڑیگا اگر کوئی گذرنے والا ان پر گذریگا جو انکو پہچانتا تہا تو انکے
چہروں کی کہال کو پہچان لیگا پہر انپر پیاس ڈالی جائیگی وہ فریاد کرینگے تب پانی دئیے جائینگے جیسے مہل یعنے غایت درجے
کا گرم جب وہ اس پانی کو اپنے منہ کے قریب لائینگے اسکی گرمی سے گوشت ان کے چہروں کا ساقط ہو جائیگا وھذا ابعد
وصف شراب مذکور کے جو متصف ساتہ ان صفات ذمیمہ قبیحہ کے ہوگی بئس الشراب فرمایا ہے جسطرح دوسری آیت میں
کہا ہے وسقوا ماء حمیما فقطع امعاءھم اور پلایا ہے ان کو کہولتا پانی تو کاٹ نکالا انکی آنتیں اور فرمایا
تسقی من عین انیۃ ای حارۃ پانی ملیگا ایک چشمے کہولتے کا کما قال تعالی وبین حمیم ان اور کہولتے پانی
کے درمیان سے ادنی ترل و مقیل مجتمع ومحل لرتفاق یعنے انتفاع ہے جسطرح دوسری آیت میں فرمایا ہے انہا

سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا وہ بری جگہ ہے ٹھیرنے کی اور بری جگہ ہے رہنے کی فتح البیان مین کہا ہے اے نبی قرآن کا فائدہ
سے کہدو کہ یہ وحی جو مجھکو آتی ہے بطرف سے تمہارے رب کے حق ہے یعنی صبر کرنا ہمراہ فقرا کے حق ہے قتادہ نے کہا حق آیا
ہے اب جو کوئی چاہے ایمان لائے اور جو کوئی چاہے وہ ایمان نہ لائے اس مین تہدید شدید و تخویف و روع ہے نہ تخییر و اباحت
ابن عباس نے کہا جسکے لیے اللہ نے ایمان چاہا وہ ایمان لایا اور جسکے لیے کفر چاہا وہ کافر ہوا اور ہو قولہ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ
اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اور تم جب چاہو کہ چاہے اللہ جہان کا صاحب جوہری نے کہا سرادق وہ ہے جو صحن خانہ کے
اوپر کھینچا جاتا ہے یعنے شامیانہ اور ہر روئی کے گھر کو سرادق کہتے ہین ابن الاعرابی نے کہا مراد سور ہے قتیبی نے کہا
سرادق وہ حجرہ ہے جو گرد خیمہ کے ہوتا ہے یعنے قنات مہل کہتے ہین پگھلے لوہے کو یا تانبے کو یا سیسے کو یا پیتل
کو یا تیل کے تلچھٹ کو جو برتن کے تہ مین رہجاتی ہے وجہ مشابہت کی گرمی و حرارت ہی بعض نے کہا ایک قسم ہے قطران
کی مرتفق سے مراد مجلس ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا
مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۗ نِعْمَ الثَّوَابُ ۗ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ع
جو لوگ یقین لائے اور کین نیکیان ہم نہین کھوتے نیگ اسکا جن نے بھلا کیا کام ایسون کو باغ ہین بسنے کے بہتی نیچے
انکے نہرین پہناتے ہین انکو وہان کنگن سونے کے اور پہنتے ہین کپڑے سبز پتلے گاڑھے ریشم کے لگے بیٹھے ان مین تختون پر کیا
خوب بدلا ہے اور کیا خوب آرام ف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردونکو ملتا ہے بہشت
مین جو کوئی یہان پہنے یہ چیزین وہان نہ پہنے انتہے اللہ نے بعد ذکر اشقیا کے ذکر سعدا کا کیا یہ لوگ ہین جو اللہ پر ایمان
لائے اور رسولون کی تصدیق کی اور جن اعمال صالحہ کا حکم تہا وہ بجا لائے انکے لیے بہشت ہی رہنے بسنے کی عدن کے
معنے ہین اقامت کے ان کے غرف و منازل کے نیچے سے نہرین جاری ہوگی فرعون نے کہا تہا وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِيْ الایۃ اور یہ نہرین چلتی ہین میرے نیچے کیا تم نہین دیکھتے انکا زیور سونے کے کنگن ہونگے دوسری جگہ فرمایا
ہے وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ اور سعی انکی پوشاک ہی وہان ریشم کی اس جگہ لباس سبز کا ذکر کیا ہے سندس
باریک عمدہ قیمتی کپڑے ہین جیسے قمیص وغیرہ استبرق کہتے ہین موٹے دیباج کو اس مین ایکطرح کی چمک ہوتی ہے
ارائک سے مراد پلنگ ہے یا مراد بچھونا یا شبہ بالمراد ہے اس جگہ حدیث صحیح مین آیا ہے اَمَّا اَنَا فَلَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا
اور مین تو تکیہ لگا کر نہین کہاتا اور تکیہ مین مسہری کو جو نیچے حجلہ کے ہوتا ہے جسکو لوگ ہمارے اس ملک مین [illegible]
بولتے ہین یعنے چھپر کھٹ یا مسہری قتادہ نے کہا ارائک حجال ہین معمر نے کہا سُرُرٌ فِي الْحِجَالِ یہ کیا اچھا بدلہ

اور کیا اچھی آرامگاہ ہے یہ مقابل میں نار کے فرمایا بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا کہا برا پینا ہے اور کیا برا آرام
اسی طرح سورۂ فرقان میں دونوں کا مقابلہ کیا ہے حق میں نار کے کہا ہے اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا پھر مقام
مومنین کا ذکر کیا اور فرمایا اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا انکو بدلا ملیگا کوٹھوں کے بہ سبب اسکے کہ ٹھیرے رہے اور لینے آوینگے انکو وہاں دعا
اور سلام کہتے رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھیراؤ کی اور خوب جگہ ہے رہنے کی نسأل الله الجنة ونعوذ به من النار وفتح
البیان میں کہا ہے کہ ہم اہل ایمان و اعمال صالحہ کے اجر ضائع نہیں کرتے ہیں بلکہ انکے لیے بساتین اقامت ہیں انکے فرش
مساکن بھی ہوتے ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں کنگن ایک زینت ہے جو پہنچے میں پہنی جاتی ہے بادشاہ لوگ پہنا کرتے
ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ سارے کنگن سونے کے ہونگے اور دوسری آیت میں ذکر چاندی کا بھی آیا ہے اور تیسری
آیت میں ذکر موتیوں کا معلوم ہوا کہ سب قسم کے زیور ہونگے کسی کے ہاتھ میں سونے کا کنگن اور کسی کے ہاتھ میں چاندی
کا اور کسی کے ہاتھ میں موتیوں کا اور محتمل ہے کہ گاہی چنین اور گاہے چنان حدیث ابوہریرہ میں فرمایا ہے تَبْلُغُ
الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ رواہ الشیخان مومن کا زیور وضو کی جگہ تک ہوگا بعد
ذکر زیور کے لباس کا کیا اسلیے کہ یہ اشبہ ہے واسطے نفس کے اور لباس سبز موافق تر ہے ساتھ بصر کے اور احسن
الوان ہوتا ہے کسائی نے کہا سندس پتلا باریک کو کہتے ہیں اور استبرق گندہ کو یا استبرق وہ دیباج ہے جسکو
سونے سے بنا ہو قتیبی نے کہا یہ لفظ فارسی معرب ہے اسکی تصغیر ابیرق ہے مرثد بن عبداللہ کہتے ہیں جنت میں
ایک درخت ہے اس سے سندس اگتا ہے وہی اہل جنت کا جامہ ہوگا استبرق استر ہوگا اور سندس ابرہ ہیثم بن
مالک طائی رفعاً کہتے ہیں آدمی چالیس سال برابر تکیہ لگا کر بیٹھے گا نہ پہلو بدلے اور نہ ملول ہو اسکے پاس وہ چیز
آئیگی جسکو اسکا جی چاہیگا اور آنکھ کو مزہ ملیگا رواہ ابن ابی حاتم ابن عباس نے کہا اریکہ وہی سریر ہوتا
ہے جو حجلہ کے اندر ہو یہ جنت اچھا ٹھکانا اور یہ ارائک اچھی نشستگاہ ہے اسجگہ پانچ طرح کا مذکور ہوا اول جنات
عدن دوم جریان انہار زیر جنات سوم تحلی باساور چہارم تلبس سندس و استبرق پنجم اتکاء ولله الحمد اللهم ارزقنا بمنک
وکرمک وعفوک عنا

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا
بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا
نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ
جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۝ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۝ ک

وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ بتلا ان کو کہاوت دو مردون کی بنا دیے ہمنے ایک
کو دو باغ انگور کے اور گرد اُنکے کہجورین اور رکہی دونون کے بیچ مین کہیتی دونو باغ لاتے اپنا میوہ اور نہ گہٹاتے اس
مین سے کچہہ اور بہا دی ہمنے اُن دونو کے بیچ نہر اور اسکو پہل ملا پہر بولا اپنے دوسرے سے جب باتین کرنے لگا
اُس سے مجہہ پاس زیادہ ہے تجہسے مال اور آبرو کے لوگ اور گیا اپنے باغ مین اور وہ برا کر رہا تہا اپنی جان پر بولا مجہکو
نہین آتا خیال مین کہ خراب ہو یہ باغ کبہی اور مجہکو خیال مین نہین آتا قیامت ہونی ہے اور اگر کبہی پہونچایا مجہکو میرے
رب کے پاس پاؤنگا بہتر اُس سے یہ ظرف پہیر کر ف پہلے وقت مین ایک شخص مالدار مرگیا دو بیٹے رہے برابر مال بانٹ
لیا ایک نے زمین خریدی دو طرف میوون کے باغ لگائے بیچ مین کہیتی اور ندی کاٹ لا کر ان مین ڈالی کہ مینہ نہ ہو تو بہی نقصان
نہ آوے اور عمدہ جگہہ بیاہ کیا اولاد ہوئی اور نوکر رکہے تدبیر دنیا درست کر کے آسودہ گذران کرنے لگا دوسرے نے سب
مال اللہ کی راہ مین خرچ کیا آپ قناعت سے بیٹہہ رہا دوسرے نے اس پر فخر کیا مال تو اللہ کی نعمت تہی پر اترانے سے اور کفر
بکنے سے آفت آئی سنکر لوگ جانتے ہین کہ جیسے دنیا مین عیش کرتے ہین ساتہہ گنا ہون کے وہی بات ہوگی آخرت مین
سو ہرگز ہونا نہین آہ ت اللہ نے پہلے ذکر مشرکین متکبرین کا ہمنشینی ضعفا و مساکین مسلمین سے کیا کہ انکو اپنے اموال و اسباب
کا فخر ہے غربا اہل دین پر پہر ان دونو فریق کے لیے ایک مثل بیان کی کہ دو مرد تہے ایک مرد کے دو باغ تہے انگور
و کہجور سے لدے ہوئے انکے درمیان مین زراعت ہوتی تہی ہر قسم کے درخت و کہیتی اور پہل پہول نہایت جودت کے
ساتہہ ہوتے تہے کسی طرح کا نقصان انکی پیداواری مین نہین تہا ان بساتین و زروع مین انہار متعدد جاری تہین
یعنے نالی ندی بہتے تہے اور ثمر و یعنے مال ہوتا تہا ابن عباس و مجاہد و قتادہ نے کہا یعنے پہل و میوے پیدا ہوتے
یہی معنے ثمر کے اس جگہہ اظہر ہین اس باغات والے نے اپنے دوسرے بہائی سے بطور مجادلہ و مخاصمہ و افتخار و سرداری
یہ بات کہی کہ مین مال اور خدام مین تجہہ سے بڑہکر ہون مراد نفر سے خدم حشم و ولد ہین قتادہ نے کہا تِلْكَ وَاللّٰهِ
اُمْنِيَّةُ الْفَاجِرِ كَثْرَةُ الْمَالِ وَعِزَّةُ النَّفَرِ یہ تو اسکی قسم فاجر کی خواہش ہے مال کی کثرت اور جماعت کی
کی عزت کی بالجملہ وہ شخص اپنے باغ مین آیا اور وہ بسبب اس کفر و تمرد و تکبر و تجبر و انکار معاد کے ظالم النفس تہا
کہنے لگا مجہے گمان نہین ہے کہ یہ آمدنی اور جائداد کبہی جاتی رہے یہ کلام اس نے غرور کی راہ سے کہا تہا زروع و ثمار
و اشجار و انہار مطردہ کو جانب باغات اور اطراف کشت مین دیکہکر اس نے خیال کیا کہ یہ سامان کثیر بہلا کیونکر
فانی و فارغ و ہالک و تالف ہوگا یہ اسکی کم عقلی و ضعف یقین کا ساتہہ اللہ کے اور عجب کرنے حیات و زینت دنیا
پر اور انکار آخرت کا سبب تہا لہذا کہا کہ مجہے گمان نہین آتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر فرضا ہوگی اور مین پاس رب کے

لیجایا گیا تو اس سے بہتر مجھکو ملیگا اگر مین نزدیک اپنے رب کے کرم نہ ہوتا تو کاہے کو دیتا مجھے یہ ساز و برگ دیتا جسطرح
دوسری آیت مین فرمایا ہے وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى اور اگر مین پہر گیا اپنے رب کی طرف
بیشک مجھکو ہے اسکے پاس خوبی اور فرمایا اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا آئے
فی الدار الاخرۃ بہلا تونے دیکہا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتون سے اور کہا مجھکو ملنا ہے مال اور اولاد سے اس آیت
کا سبب نزول حق مین عاص بن وائل کے تہا کما سیاتی فی موضعہ انشاء اللہ تعالیٰ فتح البیان مین کہا ہے یہ آیت کہا دیتی ہے
اس شخص کی جو کہ غرور دنیا مین ہے اور مجالست فقرا سے عار رکہتا ہے بعض مفسرین نے کہا یہ دونو شخص مقدیان
اور بعض نے کہا محقق یہ ہے تعیین مین اختلاف ہے کسی نے کہا یہ دونو بہائی بنی اسرائیل تہے ایک مومن یہوذا نام قول ابن
عباس مین اور بعض نے کہا تملیخا نام دوسرا کافر قیطوس نام انہین دونو کا ذکر اللہ نے سورۂ والصافات مین کیا ہے
بقولہ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ بولا ایک بولنے والا ان مین مجھکو تہا ایک ساتہی اور بعض نے کہا
یہ دونو برادر مخزومی تہے اہل مکہ سے مومن کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن عبدیالیل تہا اور کافر کا نام اسود بن
عبدالاسد بعض نے کہا یہ ایک مثل ہے عیینہ بن حصن و اصحاب عیینہ کے ساتہ سلمان و اصحاب سلمان سے جو کافر تہا
ان دونو مین اسکے پاس ایک بستان ایک دیوار کا تہا اسکے بیچ مین ایک نہر تہی اسلیے اسکو دو باغ فرمایا تیمے
شیبانی کہتے تہے نہر ابی فرطس نہر جنتین ہے یہ ایک نہر ہے مشہور رملہ مین وہ باغ انگور کا تہا اوس کے اردگرد کہجور
کے درخت تہے دہقان لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہین کہ انگور کے گرد اور درخت ثمردار لگا دیتے ہین ان ہر دو باغ کے
وسط مین کہیتی ہوتی تہی تاکہ ہر ایک باغ جامع اقوات و فواکہ متواصل العمارت بشکل حسن و ترکیب انیق رہے اللہ نے
کہا وہ دونو باغ خوب سا پہل لاتے تہے انکے میوہ دن مین کسی طرح کی کمی نہین ہوتی تہی بلکہ ہر سال بہر پور میوہ کافی
وافی آتا تہا یہ وصف ہر دو باغ کا اسلیے کیا کہ عادت اس بستان کی برخلاف سائر بساتین تہی کیونکہ غالب حال
یہ ہے کہ اکثر باغات ایک سال کثیر الثمر ہوتے ہین اور دوسرے سال مین قلیل الثمر ابن عباس نے کہا اس جنت کا
کا ہر درخت اپنے طعام مین کم نہ تہا ان دونو جنتون کے بیچ مین ایک نہر جاری تہی ثمر بالفتح قرأ جمہور و ثمر بضم اول و سکون
ثانی قرأت ابن عباس ہے یعنے انواع مال اس کافر نے اپنے صاحب مومن سے بات چیت مین یہ کہا کہ مین مال
مین تجھسے زیادہ اور نفر مین غالب تر ہون پہر وہ اپنے باغ مین گیا مفسرین کہتے ہین اپنے برادر مومن کا ہاتہ
پکڑ کر باغ مین لیجا کر پہرایا اور وہاں کے آثار و عجائب و حسن و ثمار دکہائے اور ان اموال و املاک پر فخر کیا حالانکہ بسبب
اس کفر و عجب کے ظالم النفس و ستمگار و ناشکر تہا پہر اپنی فرط غفلت و طول امل سے یہ بات کہی کہ مجھے گمان نہین کہ یہ میرا

باغ اجڑے اور مین قیام قیامت کا خیال نہین کرتا ہون یہ انکار تہا بعث کا بعد انکار فنا باغ خود زجاج نے کہا
اسنے اپنے بہائی کو اپنے کفر کی خبر دی کہ نہ دنیا فنا ہوا اور نہ قیامت ہے اور اگر بالفرض بالتقدیر ویسا ہی ہوا کہ قیامت
آئی تو میرا انجام اس آغاز کار سے بہی وہان بہتر ہوگا اسلیے کہ بقول تیرے یہ دنیا فانی ہے اور وہ باقی ہے
یہ بات بطریق قیاس غائب علی الحاضر کے کہی کہ جس طرح مین دنیا مین تونگر و مالدار ہون اسی طرح آخرت مین بہی
غنی و دولتمند رہون گا نہ جانا کہ یہ تونگری اسجگہہ کی ایک استدراج ہے طرف سے اللہ تعالی کے قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ

وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۝ لَٰكِنَّا

هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۝ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا

بِاللَّهِ ۚ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝ فَعَسَىٰ رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ وَ

يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ

لَهُ طَلَبًا ۝ کہا اسکو دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہوگیا اس شخص سے جسنے تجہکو بنایا مٹی سے پہر بوند
سے پہر پورا کر دیا تجہکو مرد پہر مین تو کہون وہی اللہ ہے میرا رب اور نہ مانون ساجہی اپنے رب کا کسی کو اور کیون نہ جب
تو آیا تہا اپنے باغ مین کہا ہوتا جو چاہا اللہ کا کچہہ زور نہین مگر دیا اللہ کا اگر تو دیکہتا ہے مجہکو کہ مین کم ہون تجہ سے
مال و اولاد مین تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجہکو تیرے باغ سے بہتر اور بہیجدے اسپر بہبوکا آسمان سے پہر صبح کو
رہجاوے میدان پٹپر یا صبح کو ہو رہے اسکا پانی خشک پہر نہ سکے تو کہ اسکو ڈہونڈہ لاوے ف رسول نے فرمایا
کہ جب آدمی کو اپنے گہر بار مین آسودگی نظر آوے تو یہی لفظ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہ نوک نہ لگے اللہ تعالی
نے خبر دی حال اس دوسرے شخص مومن کی جسنے کافر کو وعظ و زجر کیا اسکی کفر و اغترار پر اور کہا کہ تیری اصل تو یہی
ہے کہ تو مٹی سے بنا ہی یعنے آدم علیہ السلام تراب سے مخلوق ہوئے ہین پہر انکی نسل ایک قطرۂ آب ذلیل سے چلی
کما قال تعالی وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ اور شروع
کی انسان کی پیدایش ایکگارے سے پہر بنائی اسکی اولاد نچڑے پانی بے قدر سے اور فرمایا کَيْفَ تَكْفُرُونَ
بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ الآیۃ تم کسطرح منکر ہو اللہ سے اور تہے تم مردے پہر اس نے تمکو جلایا یعنے
تم کسطرح اپنے رب کا انکار کرتے ہو حالانکہ دلالت سبکی اسپر ظاہر و نمایان ہے ہر کوئی اپنے جی سے جانتا ہے کہ
مین پہلے معدوم تہا پہر موجود ہوا اور یہ وجود اسکا کچہہ خود اسکی طرف سے نہین ہے کہ آپ ہی آپ ہوگیا ہو اور نہ
کسی اور مخلوق کیطرف مستند ہے اسلیے کہ وہ مخلوق بہی اسی کے مشابہ و مشابہ ہے اس سے معلوم ہوکہ اسناد ایجاد

کی نقطہ طرف خالق سب کے ہے وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وہ مومن نے کہا لٰکن مین تو یہی کہتا ہون
کہ اللہ واحد وہی میرا رب ہے اور کسیکو اسکا شریک نہین کرونگا اور تیرا یہ قول نہین بولونگا بلکہ اپنا معبود اسی وحدہٗ لا شریک
کو جانونگا پھر اسکو یون پیٹہر کا یا کہ اگر تجھکو یہ کارخانہ زمین و باغ کا خوش آیا تہا تو تو نے وقت داخل ہونے اس
گلستان بوستان کے اسکی حمد اسکے انعام و نعمت عطا مال و ولد پر کی ہوتی کہ اسنے تجھکو وہ دیا جو اور کو نہ دیا
اور مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا ہوتا اسی جگہ سے بعض سلف نے کہا ہے مَنْ اَعْجَبَهٗ شَيْءٌ مِنْ حَالِهٖ اَوْ
مَالِهٖ اَوْ وَلَدِهٖ فَلْيَقُلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جسکو اپنے حال یا مال یا اپنی اولاد مین سے کوئی
چیز اچہی لگے تو وہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہے یہ قول اسی آیت کریمہ سے ماخوذ ہے اس بارے مین ایک حدیث
مرفوع بہی آئی ہے انس کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ مِنْ نِعْمَةٍ
مِنْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ وَلَدٍ فَيَقُوْلُ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَيَرٰى فِيْهِ اٰفَةً دُوْنَ الْمَوْتِ وَكَانَ
يَتَاَوَّلُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ جس بندے پر اللہ تعالی اسکے اہل سے یا مال سے یا اولاد سے
کوئی نعمت عطا کرے اور وہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ چہوڑے تو اس مین سوا موت کے کوئی آفت نہ دیکہے گا
اور آپ اس آیت کی تفسیر مین یہ کہتے لیکن اسکی سند مین عیسی بن عون ہے حافظ ابو الفتح ازدی نے کہا روایت
اسکی انس سے ثابت نہین ہے ابو ہریرہ کا لفظ رفعا یون ہے اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ تفرد بہٖ احمد لیکن صحیح مین ابو موسی سے رفعا بلفظ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ آیا ہے دوسرا لفظ
ابو ہریرہ رض کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے کہا اے ابا ہریرہ کیا مین نہ بتاؤن تجھکو ایک
خزانہ بہشت کے خزانون مین سے نیچے عرش کے مین نے کہا ہان فداک ابی و امی فرمایا تو یون کہا کر لَا حَوْلَ وَ
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ابو بلج کہتے ہین مجھے گمان ہے کہ پہر یون کہا اللہ تعالی کہتا ہے اَسْلَمَ عَبْدِيْ وَ
اسْتَسْلَمَ میرا بندہ مسلمان ہوا پہر اسنے گردن جہکائی کہا مینے عمرو سے کہا کہ ابو بلج نے یون کہا ہے عمرو نے
ابو ہریرہ سے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا نہین وہ تو سورہ کہف مین ہے وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ
الخ رواہ احمد حکایت ترجمہ امام دار الہجرۃ مالک بن انس صاحب موطا مین آیا ہے کہ انہون نے اپنے
گہر کے دروازہ پر یہ لکہہ رکہا تہا مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کسی نے پوچہا یہ کیون لکہا ہے کہا اللہ نے
فرمایا ہے وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور کیون نہ جب تو آیا تہا اپنے
باغ مین کہا ہوتا جو چاہا اللہ کچہہ زور نہین مگر اللہ کا اور میری جنت یہی پیر گہہ ہے پہر مومن نے اس کافر

سے یہ کہا کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب آخرت مین تیری اس جنت سے بہتر دیگا اور تیرے اس باغ پر جسکو تو غیر ہلاک سمجھتا ہے
کوئی آفت آسمان سے بھیجدیگا ابن عباس و ضحاک و قتادہ و زہری نے کہا مراد حسبان سے عذاب ہے اور ظاہر یہی ہے کہ اولے
باران بدرنگ منع و مقلع زرع و اشجار ہے یعنے ایسا موصلادار پانی برسے جو کھیتی اور درخت کو ستیاناس کردے
خاک مین ملادے والبذا فرمایا کہ وہ باغ ایک خاک کا میدان صاف ہوجائے اسمین کوئی پیداوار نہ ہو ابن
عباس نے کہا یعنے مثل زمین شور کے ہوجائے کہ کچھ نہ اگائے یا پانی اس چشمہ و نہر کا زمین کے اندر چلا جائے اور
خشک ہوجائے کما قال تعالیٰ قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاۤؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَاۤءٍ مَّعِیْنٍ ای جارٍ
وشائع تو کہہ بہلا دیکھو تو اگر ہو رہے صبح کو پانی تمہارا خشک پہر کون ہے جو لادے تمکو پانی نتھرا غور مصدر
ہے بمعنے غائر ضد نابع غائر طالب اسفل ارض ہوتا ہے اور نابع طالب وجہ ارض مصدر ابلغ ہے فاعل سے فتح
البیان مین کہا ہے اصل مادہ بشر مٹی ہے ہر فرد بشر کو اس سے ایک حظ ہے اور نطفہ مادہ قریب ہے اور تسویہ سے
مراد تعدیل و تکمیل اعضا ہے اسمین تلویح ہے ساتھ دلیل کے بعث پر کہ جسکو ابتدا پر قدرت ہے اسکو اعادہ پر بھی قدرت
ہے اس کہنے مین کہ لٰکن مین کسیکو شریک اپنے رب کا نہ کرونگا اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ اسکا بہائی مشرک تہا
پہر اس بہائی کو دوسرے امر پر ملامت کی کہ تو نے وقت دخول بستان کے اسکی مشیت و قوت کا ذکر کیون نہ کیا
اس مین برانگیختہ کیا ہے اُس کافر کو اس بات پر کہ وہ اللہ کی مشیت کا اعتراف کرے کہ بقا و فنا ہر شے اسکی ارادت
پر ہے اور اپنے عجز کا مقر ہو اور جان لے کہ یہ ساری عمارت و حسن و نضارت اللہ کی معونت و قوت و قدرت
سے ہے یہ نصیحت ہے مومن کی کافر کو اور جہڑکی ہے اس کہنے پر کہ مجھے یہ خیال ہے کہ یہ باغ و زرع کبھی ہلاک نہ ہوگا
زجاج نے کسی کو طاقت نہین ہے کہ جو ملک و نعمت اسکے ہاتھ مین ہے وہ اسکو تہام سکے مگر اللہ کی مشیت
سے حدیث اسما بنت عمیس مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کلمات سکہائے کہ وقت کرب کے
مین انکو کہا کرون اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا اخرجہ ابن ابی حاتم اللہ اللہ میرا رب ہے مین اسکے ساتھ
کسیکو شریک نہین بناتا فضیلت مین کلمہ لا حول لا قوۃ الا باللہ کے احادیث و آثار سلف بکثرت آئے ہیں
مومن نے کہا مین تجھسے مال اولاد مین کم ہون اسلیے تو تکبر کرتا ہے اور مجھپر اپنی عظمت سمجھتا ہے سو مجھے امید ہے
کہ میرا رب مجھکو تیرے باغ سے بہتر باغ دیگا دنیا مین یا آخرت مین یا دونون جگہ اور تیرے باغ پر کوئی عذاب
یا نار آسمان سے بھیجدیگا پہر وہ باغ تیرا ایک چٹیل میدان ہوجائیگا اور پانی اس نہر کا سوکھ کر بہجائیگا تو چاہے
کہ پہر اس پانی کو بہم پہونچائے تو ہرگز نہ کرسکے گا وَاُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِیْهَا

وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُن لَّهُ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُ مِن

دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝ ع ١٧

اسکا سارا پہل پہر صبح کو رہگیا ہاتھ ملتا اس مال پر جو اس مین لگایا تہا اور وہ ڈھیا پڑا تہا اپنی چہتریون پر اور کہنے
لگا کیا خوب تہا اگر مین ساجہی نہ بناتا اپنے رب کا کسیکو اور نہ ہوئی اسکی جماعت کہ مدد کرین اسکو اللہ کے سواے اور نہ ہوا
وہ کہ بدلا لے سکے وہان سب اختیار ہے اللہ سچے کا اسی کا انعام بہتر ہے اور اسی کا دیا بدلا ف آخر اسکے باغ
پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جلکر ڈہیر ہوگیا مال خرچ کیا تو بہی پچہتایا
کو وہ اصل بہی کہو بیٹہا لمنتصرا سے مراد ایک قول پر بدلہ لینے والا ہے اور دوسرے قول پر پہل مقصود ہے کہ جس بلا سے مومن نے اس کا ذکر کر ڈرایا
تہا کہ کہین تیرے اس باغ پر کوئی حسبان آسمان سے نہ آجائے سو وہی ماجرا گذرا اس باغ پر وہ اتراتا تہا اور اسکے
غافل ہوگیا تہا صبح کو کف افسوس ملنے لگا کہ ہائے سارا مال جو مین نے اسکی درستی مین صرف کیا تہا برباد ہو کر خاک
مین ملگیا قتادہ نے کہا تاسف و تلہف سے اموال پر ہاتھ بجانے لگا اور کہنے لگا کاش مین شرک باللہ نہ کرتا اسکے
عشیرہ و ولد جنپر وہ مفتخر تہا اور آپ کو عزت والا سمجہتا تہا کچہ اسکی مدد نہ کر سکے اس موطن نزول عذاب و حلول
عقاب مین کسی نے اسکو نہ چہڑایا بات یہ ہے کہ مومن ہو یا کافر اختیار سب اللہ کو ہے عذاب کے اترنے پر ہر کوئی اللہ کی
طرف راجع و خاضع ہوتا ہے کقولہ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ
مُشْرِكِينَ پہر جب دیکہی انہون نے ہماری آفت بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور چہوڑین جو جو چیز شریک بتلاتے
تہے فرعون نے بہی ڈوبتی وقت کہا تہا آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا
مِنَ الْمُسْلِمِينَ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ یقین جانا مینے کہ کوئی معبود نہین مگر جسپر
ایمان لائے بنی اسرائیل اور مین ہون حکم بردارون مین اب یہ کہنے لگا اور تو بے حکم رہا پہلے اور رہا بگاڑ والون مین
یہ معنے الولایت بفتح واو کے ہین بعض اکابر نے بکسر واو پڑہا ہے تو یہ معنی ہین کہ سچا حکم اللہ کا حکم ہے پہر کسی نے لفظ حق کو مرفوع پڑہا ہے
اسلیے کہ نعت الولایت ہے کقولہ تعالی الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ راجح اسمین یہی ہے رحمن کا اور کسی نے
بخفض قاف اسلیے کہ نعت الہی ہے کقولہ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ پہر پہنچائے جاوینگے اللہ پاس
جو مالک انکا ہے ولہذا فرمایا ہے کہ جو اعمال اللہ کے لیے ہوتے ہین انکا ثواب بہتر اور انکی عاقبت محمود
ہوتی ہے فتح البیان مین کہا ہے احاطہ ثمر سے مراد اموال ہین جیسے نقد و مواشی یہ عبارت ہے اہلاک و افنا
سے غرضکہ بجلی سے تو باغ جلکر اجڑ گیا اور پانی نہر کا زمین مین گہس گیا ندی نالے خشک ہوگئے وہ کافر صبح کو

کو ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگا ضرب کف ست کف پر آواز نکلتی ہے یہ کنایہ ہے ندم و تحسر سے اور وہ باغ اپنے چھپر و ٹہیر
اوندھا ہو گیا یعنے انگور کی ٹہنیان سب گر پڑین یا ادہ اسنے افسوس کی اور سے کہا کہ کاش مین اپنے رب کا کسیکو شریک
نہ ٹہیراتا یعنے جو غفلت برادر مومن یاد آئی کہ اگر مین اسکے کہے پر چلتا تو آج یہ نقصان عظیم میسر کیون ہوتا یہ کہنا اسکا یا تو تحسر کی
وجہ سے تہا یا حقیقۃً اس نے قصد توبہ کا شرک سے کیا لکن قبول اوسے ہو اللہ نے کہا اسکے گرد منے کچہ نہ حصار
اسکا نہ کیا اور نہ وہ منتصر ہوا اسجگہ یا دن قیامت کے ساری ولایت یعنے نصرت اگر ولایت بفتح واو ہے یا تمامتر سلطنت
اگر بکسر واو ہے نری اللہ ہی کے لیے ہے اللہ اپنے دوستون کو اچھا بدلا اور بہتر انجام عطا کرتا ہے آیت با بدولیل
ہے اسبات پر کہ شرک باللہ منحوس شئے ہے قطع نظر آخرت کے کہ وہان موجب خلود نار بلا انقطاع ہوگا دنیا مین بہی اہل
شرک کو تنبیہا و تحذیرا کبھی نقصان اس کفر و کافری کا پہونچ جاتا ہے پہر کبھی وہ کافر متنبہ ہوتا ہے اور کبھی حوادث
زمانہ پر محمول کرتا ہے غرضکہ مشرک خسر الدنیا والآخرۃ ہو جاتا ہے اور موحد کے لیے آخرت مین ثواب خیر و عافیت
محمود ہوتی ہے یقینًا اور دنیا مین اگر کوئی نقصان پہونچ جاتا ہے تو موجب کفارات ذنوب یا رفع درجات کا ہوتا
ہے بخلاف مشرک کے اسکا ضرر حقیقی ہوتا ہے کسی طرح کا نفع عاجلاً یا آجلاً ہاتہ نہین آتا وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ بتا ان کو کہاوت دنیا کی زندگی کی جیسے پانی اتارا ہمنے آسمان سے
پہر ملکر نکلا اس سے زمین کا سبزہ پہر کل کو ہوا چورا ہوا مین اڑتا اور اللہ کو ہے سب چیز پر قدرت یعنے جب
چاہے پہر جلا دے مال اور بیٹے رونق ہین دنیا کی جیتے اور رہنے والی نیکیون بہتر ہے تیرے رب کے یہان
بدلا اور بہتر ہے توقع ف رہنے والی نیکیان یہ کہ علم سکہایا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے
یا مسجد کنوان سرائے باغ کہیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کرکے صالح چہوڑ جاوے لکہتے اللہ نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ تم لوگون کے لیے ایک کہاوت دنیا کی زندگی کی بابت زوال و فنا و
انقضاء دنیا کے بیان کرو کہ جیسے پانی آسمان سے اترتا ہے جو جب زمین ہوتے ہین سرسبز و حسین ملون
دار ہو جاتے ہین کسی مین پہول لگتا ہے کسی مین پہل کسی مین پتون کی بہار ہوتی ہے کسی کی بیل لہراتی ہے کیسی
سبز و بہار دکہاتا ہے بعدہ یہ سب سبزہ و برگ و بہار سوکہ کر جاتی رہتی ہے ہوا مین اسکو ہر جانب دائیں بائیں
اوڑا لیجاتے ہین موسم بہار مبدل ساتہہ برگ ریز و خزان کے ہو جاتا ہے سو اللہ تعالی کو اس حال پر اور اس

حال پر قدرت حاصل ہے اللہ پاک اکثر مثل زندگی دنیا کی ساتھ اسکے بیان فرمایا کرتا ہے جس طرح کہ سورۂ یونس مین کہا
ہے اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ
الْاَنْعَامُ الآیۃ دنیا کا جینا وہی کہاوت ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین
کا جو کہا دین آدمی اور جانور اور سورۂ زمر مین کہا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي
الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر چلایا وہ چشمون مین
زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی رنگ بدلتی اور سورۂ حدید مین کہا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ جان رکھو کہ
دنیا کا جینا یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیان کرنی آپس مین اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی جیسی کہاوت
ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانون کو اسکا سبزہ اور حدیث صحیح مین فرمایا ہے اَلدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ پھر مال بنون کو
زینت حیات دنیا کی فرمایا یہ مثل اس آیت کے ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ
الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ الخ ریجھایا ہے لوگونکو مزونکی محبت پر عورتین اور بیٹے اور ڈھیر جڑے ہوے سونے کے اور
روپے کے اور فرمایا اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ تمہارے مال اور اولاد یہی ہین
جانچنے کو اور اللہ جو ہے اسی پاس ہے نیگ بڑا یعنے اسکی طرف متوجہ ہونا اور اسکی عبادت کے لیے فراغ حاصل
کرنا بہتر ہے جمع مال و اشتغال بالاولاد سے اور شفقت مفرط کرنے سے انپر و لہذا باقیات صالحات کو باعتبار ثواب و
امل کے بہتر بتایا ہے ابن عباس و سعید بن جبیر اور بہت سے سلف و خلف نے کہا ہے کہ باقیات صالحات نماز پنجگانہ
ہے دوسرا قول ابن عباس کا یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ باقیات صالحات
ہے امیر المؤمنین عثمان بن عفان سے پوچھا تھا کہ باقیات صالحات کیا ہین کہا هِيَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وہ لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور
اللہ اکبر اور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہین حارث مولی عثمان رض نے کہا ہے کہ ایک دن عثمان رضی اللہ تعالی
عنہ بیٹھے اور ہم بھی ہمراہ انکے بیٹھے اتنے مین مؤذن آیا عثمان رض نے برتن مین پانی مانگا مین گمان کرتا ہون کہ ایک مد ہوگا
پھر وضو کیا پھر کہا کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا کہ اسی میرے وضو کی طرح وضو کیا پھر کہا
جسنے وضو کیا میرا سا وضو پھر کھڑا ہے ہو کر ظہر کی نماز پڑھی تو جو کچھ اس سے درمیان نماز صبح کے ظہر تک ہوا تھا
وہ بخشا گیا پھر اس نے نماز عصر کی پڑھی تو مابین ظہر و عصر بخشا گیا پھر نماز مغرب کی پڑھی تو مابین عصر و مغرب بخشا گیا

پھر نماز عشا کی پڑھی یا مین مغرب وعشا بخشا گیا پھر شاید وہ سو رات بھر کر و نہین لیا کیا پھر کھڑا ہوا اور وضو کیا اور نماز صبح کی پڑھی تو یا مین عشا و صبح بخشا گیا وَھِیَ اَلْحَسَنَاتُ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنے یہی ہین وہ نیکیان جو برائیون کو دور کرتی ہین معلوم ہوا کہ نماز پنجگانہ ماحی صغائر ذنوب ہے لوگون نے کہا یہ تو حسنات ہوئے باقیات الصالحات کیا ہین عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ھِیَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْحَدِیْثَ تفرد بہ احمد معلوم ہوا کہ ذکر خدا باقیات صالحات ہے واللہ اعلم سعید بن المسیب نے بھی انہین کلمات کو باقیات صالحات کہا بدون لفظ العلی العظیم عمارہ کہتے ہین ابن المسیب نے مجھسے پوچھا کہ باقیات صالحات کیا ہین مین نے کہا نماز و روزہ کہا تو نے ٹھیک نہین کہا مینے کہا زکوۃ و حج کہا اب بھی ٹھیک نہین کہا ولکن باقیات صالحات کلمات پنجگانہ ہین نافع بن سرجس نے ابن عمر سے پوچھا تھا باقیات صالحات کیا ہین انہون نے یہی پنج کلمات بتائے عطا بن ابی رباح بھی اسی کے قائل ہین مجاہد نے بھی انہین کلمات کا نشان دیا حسن و قتادہ بھی اسی طرف گئے ہین حدیث ابو ہریرہ رض مین مرفوعًا آیا ہے کہ هُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصّٰلِحٰتُ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ یعنے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یہ چار ہی کلمے ہوئے ابو سعید کا لفظ مرفوع یہ ہے اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصّٰلِحٰتِ قِيْلَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمِلَّةُ قِيْلَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ التَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ وَالتَّسْبِيْحُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَهٰكَذَا رَوَاهُ اَحْمَدُ باقیات صالحات کا بہت ذکر کیا کہ عرض کیا گیا باقیات صالحات کیا ہین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ملت عرض کیا گیا وہ کیا ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا اللہ اکبر کہنا اور لا الٰہ الا اللہ کہنا اور سبحان اللہ کہنا اور الحمد للہ اور لا حول لا قوۃ الا باللہ سالم و محمد بن کعب قرظی کے درباره ادخال لا حول و لا قوۃ الخ کے ان کلمات باقیات مین گفتگو ہوئی تھی آخر سالم نے کہا کہ ابو ایوب انصاری نے مجھکو حدیث کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معراج مین لیگئے تو آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا ابراہیم علیہ السلام نے کہا اسے جبرئیل یہ کون تمہارے ہمراہ ہی کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین انہیں مرحبا و اہلا و سہلا کہا پھر مجھسے کہا مُرْ اُمَّتَكَ فَلْيُكْثِرُوْا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ فَاِنَّ تُرْبَتَهَا طَيِّبَةٌ وَاَرْضَهَا وَاسِعَةٌ اپنی امت کو حکم کر کہ جنت مین درخت گاڑین اسکی زمین عمدہ ہے اور اسکی زمین فراخ ہے مینے کہا غراس کیا ہین کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ بِطُوْلِهٖ حدیث طویل آل نعمان بن بشیر مین درباره ان کلمات چارگانہ کے آیا ہے کہ هُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصّٰلِحٰتُ رَوَاهُ اَحْمَدُ اس روایت مین جو قول نہین ہے حضرت کے ایک غلام نے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[illegible]

نے فرمایا بخٍ بخٍ لخمسٍ مَا اثقلهن فی المیزان لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْوَلَدُ
الصَّالِحُ یُتَوَفّٰی فَیَحْتَسِبُهٗ وَالِدُهٗ وَقَالَ بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ مُسْتَیْقِنًا بِهِنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ یُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَبِالْجَنَّةِ وَبِالنَّارِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَبِالْحِسَابِ رَوَاهُ اَحْمَدُ واہ واہ پانچ
چیزیں میزان میں کیسی بھاری ہیں لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اولاد نیک جو مرجاوے اور
اسکا والد صبر طلب ثواب کی نیت کرے اور فرمایا پانچ ہیں جو شخص اللہ کو ملے اور اسکا ان پانچ باتوں پر یقین ہو
تو وہ جنت میں جاوے گا اللہ اور دن قیامت کے ساتھ ایمان لاوے اور جنت کے ساتھ ایمان لاوے اور دوزخ کے
ساتھ ایمان لاوے اور مرنے کے پیچھے اوٹھنے پر ایمان لاوے اور حساب کے ساتھ ایمان لاوے شداد بن اوس
کا لفظ مرفوعاً یہ ہے اِذَا کَنَزَ النَّاسُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ فَاکْنِزُوْا اَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ
الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْاَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَاَسْاَلُکَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ
وَاَسْاَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَاَسْاَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَاَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ
شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ رَوَاهُ اَحْمَدُ بِطُوْلِهٖ وَالنَّسَائِیُّ
مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ بِنَحْوِهٖ جب لوگ سونا چاندی جمع کریں تو تم ان کلمات کو وردِ جان کرو اللّٰهم انی الخ یعنے یا اللہ
میں تجھسے دین پر ثابت رہنا مانگتا ہوں اور ہدایت پر پکا رہنا اور مانگتا ہوں کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں اور تیری
عبادت کی خوبی اور مانگتا ہوں دل سلامت اور زبان سچی اور مانگتا ہوں بہتر وہ چیز جسکو تو جانتا ہے اور پناہ مانگتا
ہوں اس چیز کی برائی سے جسکو تو جانتا ہے اور میں مانگتا ہوں کہ معافی چاہتا ہوں جسکو تو جانتا ہے تو چھپی باتوں
کو جانتا ہے لیکن اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ یہ دعا باقیات صالحات میں ہے معلوم نہیں اس روایت کو ابن
کثیر نے کس قرینے سے اسجگہہ وارد کیا ہے سعد بن جنادہ کہتے ہیں میں اسلام لایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ہمکو قل ہو اللہ احد اور اذا زلزلت سکھائی اور یہ کلمات تعلیم کیے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اور فرمایا کہ یہ باقیات صالحات ہیں رواہ الطبرانی دوسرا لفظ طبرانی کا اسی سند سے یہ ہے
جو شخص رات کو اوٹھا اور وضو کیا اور کلی کی پھر کہا سبحان اللہ سو بار اور الحمد للہ سو بار اور اللہ اکبر سو بار اور لا الہ الا اللہ سو بار
بخشے گئے گناہ اسکے مگر خونریزی کہ یہ باطل نہیں ہوتی ہے ابن عباس نے کہا باقیات صالحات یہی ذکر خدا ہے
یہ کلمات خمس پر تبارک اللہ استغفر اللہ وصلی اللہ علی رسول اللہ زیادہ کیا اور کہا کہ روزہ و نماز و حج و صدقہ و
عتق و جہاد و صلۂ رحم و جمیع اعمال حسنات ہیں یہ کہا ھُنَّ الْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ الَّتِیْ تَبْقٰی لِاَهْلِهَا

فِي الْجَنَّةِ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یہ باقیات صالحات ہیں جو انکے عاملوں کے لیے جنت میں باقی
رہیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین رہے اس لفظ ابن عباس کا یہ ہے هُنَّ الْكَلَامُ الطَّيِّبُ ابن زید نے کہا هِيَ
الْاَعْمَالُ الصَّالِحَةُ كُلُّهَا یعنی سب اعمال صالح ہیں اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ
اللہ تعالی نے یہہ بیان مثل دنیا کے مال و بنین کو رونق حیات دنیا فرمایا یعنی لوگ ان اشیا سے تجمل کرتے ہیں
اس میں یہ رد ہے ان رؤسا پر جو مال و غنی و ابنا پر فخر کرتے ہیں اللہ نے کہا کہ یہ ساری آرائش اسی دنیا میں ہے
اسکا نفع آخرت میں کچھہ نہیں ہے کما قال تعالی اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ
یعنی تمہاری جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہاری سو انسے بچتے رہو اور فرمایا لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ نہ کام آوے کوئی
مال نہ بیٹے بخلاف باقیات صالحات کے انکا ثمرہ مستمر و مدام ہوگا یہ وہ طاعات جو فقرا مسلمین بجالاتے ہیں اللہ نے
ان باقیات کو بہتر ثواب اور بہتر امید ٹھہرایا دنیا کی رونق میں کچھہ خیر و خوبی نہیں ہے کہ آخرت کو اسپر تفضیل دیں
ولکن یہ تفضیل خارج مخرج قولہ تعالی ہے اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا ظاہر یہ ہے کہ باقیات صالحات
ہر امر خیر ہے تو پھر کوئی وجہ قصر کی نماز پر نہیں ہے جس طرح کہ بعض مفسرین نے کہا ہے اور نہ کوئی وجہ تخصیص کی کسی نوع
پر انواع ذکر سے ہے جس طرح اوروں نے کہا ہے نہ اس کلام پر جس کو فقرا مہاجرین باعتبار سبب نزول کے
کرتے تھے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا انتہی اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تفسیر باقیات صالحات کی
احادیث میں کچھہ منافی اطلاق کو اس لفظ کے عمل صالح پر سوا ان اعمال و اوراد کے نہیں ہے علی مرتضی رضی
اللہ عنہ نے کہا ہے مال و بنون حرث دنیا ہے اور عمل صالح حرث آخرت اللہ نے بعض اقوام کے لیے ان دونو
کو جمع کر دیا ہے ؎

مَا اَحْسَنَ الدِّيْنَ وَالدُّنْيَا اِذَا اجْتَمَعَا لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا بِلَا دِيْنِ

حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے خُذُوْا جُنَّتَكُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ عَدُوٍّ قَدْ حَضَرَ قَالَ
جُنَّتَكُمْ مِنَ النَّارِ قَوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَاِنَّهُنَّ يَاْتِيْنَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُقَدِّمَاتٍ مُعَقِّبَاتٍ مُجَنِّبَاتٍ وَهِيَ الصّٰلِحٰتُ الْبٰقِيٰتُ پکڑو اپنی ڈھال عرض کیا
گیا کس دشمن سے جو حاضر ہوا ہے فرمایا بلکہ ڈھال بچاؤ آگ سے سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہنے کو تو یہہ
کلمات قیامت کے دن آگے اور پیچھے اور دائیں بائیں ہونگے اور یہی باقیات صالحات ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا
نے لا حول و لا قوۃ الا باللہ بھی زیادہ کیا ہے ان کلمات کے فضائل میں بغیر اس قید کے کہ یہی کلمات اسجگہہ

مراد ہین بہت حدیثین آئی ہین کچہ فائدہ انکے ذکر کرنے مین اسجگہہ نہین ہے قتادہ نے کہا ہر شے طاعت خدا سے
سنو باقیات صالحات کے ہو اب اس مین ہر عمل مذکور لعہد ربالمراج اولی درج ہے شمل از النفس و اذکار اور ادعیہ ماثورہ
کے رسالہ غراس الجنۃ مین مفصل ہے مع و نصر اذکار مسنونہ پر اور وہ اذکار باقیات صالحات ہین انشاء اللہ تعالی ویوم

نسیر الجبال وتری الارض بارزۃ وحشرنٰھم فلم نغادر منھم احدا ۝ وعرضوا علی ربک
صفا لقد جئتمونا کما خلقنٰکم اول مرۃ بل زعمتم الن نجعل لکم موعدا ۝ ووضع
الکتٰب فتری المجرمین مشفقین مما فیہ ویقولون یٰویلتنا مال ھٰذا الکتٰب لا یغادر صغیرۃ

ولا کبیرۃ الا احصٰھا ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربک احدا ۝ جس دن ہم چلا دین ع ۵
پہاڑ پہر تو دیکہے زمین کہل گئی اور گہیر بلادین انکو پہر نہ چہوڑین ان مین ایک کو اور سامنے لائے تیرے رب کے قطار کر کے آپہونچے
تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تہا تمکو پہلی بار نہین تم بتاتے تہے کہ نہ ٹہیراوینگے ہم تمہارا کوئی وعدہ یہ اللہ تعالی
انکی تنبیہ کو فرمایگا اور جیسا بنایا پہلی بار یعنی بدن مین کچہ زخم و نقصان نہ رہیگا ختنہ بہی نہ رہیگا اور رکہا جاویگا کاغذ
پہر تو دیکہے گنہگار ڈرتے ہین اسکی بیچ لکہے سے اور کہتے ہین ہائے خرابی کیسا ہے یہ لکہا نہ چہوڑی چہوٹی بات
نہ بڑی جو اس مین نہ گہیری اور پاوینگے جو کیا ہے آمین سامنے اور ظلم نہ کریگا تیرا رب کسی پر ف یعنی جو کرے سو
ظلم نہین سب اسی کا مال ہے پر ظاہر مین جو ظلم نظر آئے وہ بہی نہین کرتا بے گناہ کسی کو دوزخ مین نہین ڈالتا
اور نیکی ضائع نہین کرتا اور جو کوئی کہے گناہ کین ہمارا کیا اختیار سو بات نہین اپنے دل سے پوچہ لے جب
گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بہی اسی نے دیا سو قصد دونون طرف
لگ سکتا ہے اور جو پہلے سے ایک طرف لگا دیا سو بندے کے دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملت ہے اسکی سمجہ
پر بندہ بہی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے نہ کہیگا کہ اسکا کیا قصور اللہ نے کروایا انتہی اللہ نے احوال
یوم القیامۃ کی خبر دی اور جو امور عظام اسمین ہونگے انکا نشان دیا کما قال تعالی یوم تمور السماء مورا
وتسیر الجبال سیرا جس دن لرزے آسمان کپکپا کر اور پہرین پہاڑ چلکر سیر سے یہ مراد ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ
سے سرک جاوینگے اور فرمایا وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب اور تو دیکہتا ہے پہاڑ
جانتا ہے وہ جم رہے ہین اور وہ چلینگے جیسے بدلی اور فرمایا وتکون الجبال کالعھن المنفوش اور ہوجاوینگے
پہاڑ رنگی اون دہنی اور فرمایا ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفا فیذرھا قاعا
صفصفا لا تری فیھا عوجا ولا امتا اور تجہسے پوچہتے ہین پہاڑون کا حال سو تو کہہ انکو بکہیر دیگا

میرا رب اوڑا کر پھر کر چھوڑیگا زمین کو پھر میدان نہ دیکھے تو اس میں موڑ نہ ٹیلا اللہ نے ذکر کیا کہ پہاڑ چلے جائینگے
اور مہاد برابر ہو جائینگے اور زمین ایک صاف میدان ہو جائیگی یعنے سطح مستوی کوئی وادی ہوگا اور نہ کوئی
پہاڑ ولہذا فرمایا ہے کہ دیکھیگا تو زمین کو کھلا ہوا ظاہر اسمین کوئی علامت ہے واسطے کسی کے اور نہ کوئی مکان
جو کسی کو چھپائے بلکہ ساری خلق ظاہر ہوگی واسطے اپنے رب کے کوئی خافیہ رب پر مخفی نہ رہیگا مجاہد و قتادہ نے کہا
زمین کے بارز ہونے سے یہ مراد ہے کہ نہ کوئی حجر ہوگا اور غیابہ اور نہ بنا اور نہ شجر ہم اولین و آخرین کو فراہم کرینگے
کسی ایک کو نہ چھوڑینگے نہ بڑے اور نہ چھوٹے کو جسطرح فرمایا ہے قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی
مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ تو کہہ اگلے اور پچھلے سب اکٹھے ہوتے ہیں ایک دن مقرر کے وقت پر اور فرمایا ذٰلِکَ یَوْمٌ
مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِکَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ یہ وہ دن ہے جسدن جمع ہونگے سب لوگ اور وہ دن ہے دیکھنے کا
اور فرمایا وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا اور سامنے لائے تیرے رب کے قطار کر کے تمتہ ہے کہ ساری خلائق سامنے
اللہ کے ایک صف ہو کر کھڑے ہو جسطرح فرمایا ہے یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا
مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا جسدن کھڑا ہو روح اور فرشتے قطار ہو کر کوئی نہیں بولتا مگر جسکو حکم دیا
رحمن نے اور بولا بات ٹھیک دوسرا احتمال یہ ہے کہ صفوف صفوف ہو کر کھڑے ہوں کما قال تعالی وَجَآءَ رَبُّکَ
وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا اور آوے تیرا رب اور فرشتے قطار قطار اور یہ ارشاد کہ آؤ گے تم پاس ہمارے جسطرح کہ ہمنے تمکو اول بار
پیدا کیا تھا تقریع ہے واسطے منکرین معاد کے اور توبیخ ہے مشرکین کو روس اشہاد پر ولہذا فرمایا ہے کہ تم کو یہ زعم
تھا کہ یہ امر واقع نہ ہوگا اور تمہارے لیے کوئی میعاد نہیں ہے کتاب سے مراد نامہ اعمال ہے جس میں ہر جلیل و حقیر
و فتیل و قطمیر و صغیر و کبیر ہوگا اس وقت مجرمین اپنے ان اعمال بد و افعال زشت کو دیکھ کر ڈرینگے اور کہیں گے
اے افسوس و حسرت تفریط اعمال پر یہ کیسی کتاب ہے جسنے نہ چھوٹی بات چھوڑی اور نہ بڑی اس سے کوئی گناہ
صغیرہ و کبیرہ نہیں بچا جس عمل کو دیکھو وہ اس میں مضبوط و محفوظ ہے طبرانی نے آیت ماقبل میں سعد بن جنادہ
سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہوئے ہم زمین ویران میں اترے
جسمیں کوئی شے نہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمع کرو جو کوئی شخص ایک عود یعنے لکڑی پائے
اسکو بھی لے آئے اور جو کوئی چوب ہیزم اور کوئی شے پائے اسکو لے آئے ایک گھڑی نہ گذری کہ ہمنے ایک ڈھیر
لگا دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس کو دیکھتے ہو اسیطرح ذنوب ایک شخص پر تم میں سے
جمع ہوتے ہیں جسطرح تم نے یہ ڈھیر جمع کیا ہے آدمی کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے اور کوئی گناہ صغیرہ و کبیرہ نہ

کرے گا وہ اسپر محفوظ رکہا جاتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا لوگ اپنے کیے کو موجود پاوینگے خیر ہو یا شر کما قال تعالی يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا الآیۃ جسدن پا دیگا ہر شخص جو کی ہے نیکی موجود اور جو کی ہے برائی آرزو کریگا کہ مجہ مین اور اسمین فرق پڑ جاوے دور کا اور اللہ ڈراتا ہے آپ سے اور اللہ شفقت رکہتا ہے بندونپر اور فرمایا يُنَبَّأُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ جتا دینگے انسان کو اسدن جو آگے بہیجا اور جو پیچہے چہوڑا اور فرمایا يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ یعنے اسدن سارے مخفیات و ضمائر ظاہر ہو جاوینگے حدیث انس مین مرفوعا آیا ہے ہر غادر کے لیے ایک نشان ہوگا دن قیامت کے جس سے پہچانا جاویگا رواہ احمد و الشیخان دوسرا لفظ یہ ہے واسطے ہر غدر کرنے والے کے جیسے عہد شکنی کی ہے دن قیامت کے ایک نشان ہوگا نزدیک اسکے است کے یعنے حلقہ دبر کے بقدر اسکی غداری کی کہا جاویگا هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اللہ جب سبحان اپنے بندونکے نیاو کرے گا تو کسی ایک پر اپنے خلق مین سے ظلم روا نہ رکہیگا بلکہ عفو و صفح و مغفرت و رحمت کرے گا اور اپنی قدرت و حکمت و عدل سے جسکو چاہیگا عذاب دیگا اور دوزخ کو کفار و اصحاب معاصی سے بہر دیگا پہر اصحاب معاصی کو نجات دیگا اور کافرونکو مخلد فی النار رکہیگا اللہ ایک حاکم غیر جائر و ظالم ہے قال تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا الآیۃ اللہ حق نہین کہتا کسیکا ایک ذرہ برابر اور اللہ اگر نیکی ہو تو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب اور فرمایا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا الی قولہ حَاسِبِينَ اور رکہین گے ہم ترازوئین انصاف کی قیامت کے دن پہر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ آیات کتاب اللہ اس بارے مین بہت ہین جابر بن عبد اللہ کہتے ہین مجہکو ایک حدیث ایک شخص سے پہنچی جسنے وہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تہی مینے ایک اونٹ خرید کیا اور اسپر کجاوہ کسکر ایک مہینہ تک چلا یہانتک کہ شام مین آیا وہان عبد اللہ بن انیس ملے مینے دربان سے کہا اس سے کہو کہ جابر دروازہ پر حاضر ہے کہا کون جابر ابن عبد اللہ کہا ہان وہ اپنا کپڑا اینچتے ہوے نکلے اور میرے گلے لگے اور مین انکے گلے مین لگا مین نے کہا مجہے ایک حدیث پہونچی ہے جو تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دربارہ قصاص سنی ہے مین ڈرا کہ کہین تم مر جاؤ یا مین مر جاؤن قبل اسکے کہ اس حدیث کو سنون کہا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تہے اللہ عز وجل لوگونکو حشر کرے گا دن قیامت کے یا کہا بندونکو برہنہ تن بے ختنہ بہم مینے کہا بہم کیا ہے کہا انکے ساتہ کوئی چیز نہ ہوگی پہر انکو ایسی آواز سے پکارے گا جسکو ہر شخص بعید یون سنے گا جیسے شخص قریب کہیگا مین ہون بادشاہ مین ہون دیان کسی کو اہل نار مین سے لائق نہین ہے کہ دوزخ مین جاوے اور اسکا کوئی حق نزدیک

اہل جنت کی جو جبتک کرین قصاص یعنے بدلا اسکا اس شخص سے نہ کر دون اور نہ کسی اہل جنت کو یہ پہونچتا ہے کہ جنت
مین جاوے اور کوئی حق اسکا نزدیک کسی اہل نار کے ہو جب تک کہ بدلا اسکا نہ کر دون یہانتک کہ طمانچہ بدلہ دیگا کہا ہم
کہا کیونکر ہوگا اور ہم تو پاس اللہ عز وجل کے برہنہ پا برہنہ تن بے ختنہ نادار محض آوینگے فرمایا حسنات و سیئات
لیکر آؤگے رواہ احمد عثمان رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے بے سینگ جانور کا قصاص سینگ والے سے دن قیامت
کے لیا جائیگا رَوَاہُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَلَهٗ شَوَاهِدُ مِنْ وُجُوْهٍ اُخَرَ ابن کثیر کہتے ہین ہم
نے ذکر ان شواہد کا زیر کریمہ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ الخ وقولہ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ الخ کیا ہے فتح البیان کا کلام
انجگہہ تمام ہوا معنے تسییر جبال کے یہ ہین کہ وہ اپنی جگہہ سے ہٹ جاوین جسطرح کہ بادل چلتا ہے کما قال تعالی وَبُسَّتِ
الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا وہ ٹکڑے ہونگی پہاڑ ٹوٹ کر بکھر ہو جاینگے گرد اڑتی مراد بروز ارض سے ظہور زمین
ہے یعنے جو زمین کوہستان بنیان و اشجار سے مستور ہے وہ کہل جائیگی یا اسکے کنوز و اموات نمایان ہو پڑینگے کما
قال تعالی وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وقال وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا یعنے جو کچہہ شکم زمین میں ہے وہ سب
منکشف ہونے لگیگا قتادہ و مجاہد نے کہا روی زمین پر نہ کوئی گہر اور بنیاد ہوگی اور نہ شجر و بحر و حیوان حشر کے معنے
مین جمع کرنا ہر مکان سے سب کو موقف مین لاکر فراہم کیا جائیگا کیا ذکر ہے کہ کوئی ایک متنفس باقی رہجاوے
ہر پست و زبر وکی ایک صف سامنے اللہ کے کہڑی ہوگی یا سب کی ایک ہی صف ہوگی جسطرح فرمایا ہے ثُمَّ ائْتُوْا
صَفًّا ای جَمِیْعًا اور یہ ابلغ ہے قدرت مین آیت مین تشبیہ ہے انکے حال کے ساتہہ حال لشکر کے وقت عرض
کے سلطان پر تاکہ ان مین حکم کرے اور انکو پہچانے قالہ الکرخی یعنے کل عباد کے حاضری یکبارگی ہوگی
از آدم تا آخر بشر حدیث معاذ بن جبل مین فرمایا ہے کہ اللہ تعالی باواز بلند غیر خوفناک پکار کر فرمائیگا کہ اے میری
بندو مین اللہ ہون نہین کوئی معبود مگر مین مین ارحم الراحمین ہون مین احکم الحاکمین ہون مین اسرع الحاسبین
ہون اے میرے بندو آجکے دن تمپر کچہہ خوف نہین ہے اور نہ تم کچہہ غم کرو اپنی حجت کے پاس حاضر ہو اور اپنا جواب
بہم کرو تم سے سوال و حساب لیا جائیگا اے میری فرشتو کہڑا کرو میرے بندونکو لنکے اقدام کے اطراف نامل
پر واسطے حساب کے رَوَاہُ ابْنُ مَنْدَۃَ فِیْ كِتَابِ التَّوْحِیْدِ قرطبی کہتے ہین یہ حدیث غایت بیان ہے
تفسیر مین اس آیت کی اسکو بہت سے مفسرون نے ذکر نہین کیا لیکن ہم نے اسکو کتاب التذکرہ مین لکہا ہے
انتہے پہر ان لوگون سے بطور جہڑکی اور دہمکی یہ بات کہی جائیگی کہ تم پاس ہمارے آئے اسی طرح جیسا ہم نے
تمکو پہلی بار پیدا کیا تہا یعنے ننگے پاؤن ننگے بدن بے مال و اولاد جسطرح کہ یہ ذکر حدیث مین آیا ہے تمہارا

عقیدہ تو یہ تہا کہ ہم تمہارے لیے کوئی جگہہ وعدہ کی مقرر نہ کرینگے اور تمہارے اعمال کی جزا تمکو نہ دینگے اور بعث و عذاب
کچھہ نہ ہوگا پہر جب نامہ اعمال ہر کسی کے ہاتہہ مین کہا جائیگا تو گنہگار جرم کردار اسکو پڑہ کر اور ڈر کر اپنے حال پر حسرت و
افسوس کرینگے اور کہینگے اس کتاب کو کیا ہوا ہے کہ کسی گناہ خرد و بزرگ کو بے احصار باقی نہین چہوڑتی ہے ابن
عباس نے کہا صغیرہ تبسم ہے اور کبیرہ ضحک یعنے بطور استہزا کے ساتہہ ایمانداروں کے سعید بن جبیر نے کہا صغیرہ
لمس و قبلہ ہے اور کبیرہ وزنا مین کہتا ہون یہ دونو لفظ نکرہ ہین اور سیاق نفی مین آئی ہین ان مین ہر گناہ بصفت
بصغر و کبر داخل ہے کوئی گناہ ایسا نہین جسکو اس کتاب نے احصا نہ کیا ہو اور جن گناہون مین شبہ ہو کہ صغیرہ ہین یا کبیرہ سو یہ
بات بنسبت عباد کے ہے نہ بنسبت خالق عباد کے رہی یہ آیت اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ
سَيِّاٰتِكُمْ اگر تم بچتے رہو گے بڑی چیزون سے جو تمکو منع ہوئین تو ہم اتار دینگے تمسے تقصیرین تمہاری سو یہ
کچھہ منافی آیت باب کو نہین ہے اسلیے کہ گنتی و شمار کرنے سے عدم تکفیر لازم نہین آتی ہے جائز ہے کہ کبائر کو واسطے
دکھانے بندیکو دن قیامت کے لکہہ رکہین پہر انکو مکفر کر دین تا کہ وہ اسکی نعمت عفو کی قدر جانین قالہ الکرخی پہر سب
لوگ اپنے اعمال کو حاضر پاوینگے یا جزاء اعمال بد کو اور تیرا رب کسی پر ظلم نہ کریگا یعنے بغیر گناہ و جرم کے کسی کو عقوبت
نہین کرتا ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے لوگ دن قیامت کے تین بار عرض کیے جاوینگے دو عرض جدال و
و معاذیر ہونگے اور تیسرے عرض مین نامہ اعمال اڑکر ہاتھون مین آ پڑینگے کوئی دست راست سے لیگا اور کوئی دست
چپ سے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ لیکن یہ حدیث طریق حسن سے آئی ہے اور سماع حسن کا ابو ہریرہ سے ثابت نہین
ہے ہان بعض نے اسکو حسن سے بطریق ابو موسی روایت کیا ہے پہر اللہ نے بعد اسکے عود کیا طرف رد کے ارباب خیلاء
قریش مین سے اور قصہ آدم کا اور تکبر ابلیس کا ذکر فرمایا اور کہا وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ
اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ
عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ جب کہا ہمنے فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کر پڑے مگر ابلیس تہا جن
کی قسم سے سو نکل بہاگا اپنے رب کے حکم سے سو اب تم ٹہہراتے ہو اسکو اور اسکی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ تمہارے
دشمن ہین برا ملا بدلہ ظالمون کو ف یعنے اللہ کے بدلے شیطان پکڑا اسکی اولاد ہی ہین جتنے بت پوجے
جاتے ہین اسمین اللہ نے بنی آدم کو عداوت ابلیس پر آگاہ کیا کہ یہ تمہارا اور پہلے تمہارے باپ کا دشمن ہے اور جو لوگ
ابلیس کے تابع اور مخالف خدا کے ہین انکو دہمکایا و ڈرایا ہے کہ ہم نے تمکو ابتداءً پیدا کیا اور براہ لطف و کرم غذا
دی اور پالا پرورش کیا پہر تو بعد اسکے ابلیس کا دوستدار اور اللہ کا دشمن بدکردار بن گیا ہم نے ملائکہ سے کہا تہا

کہ تم آدم کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے حکم اٹھایا سجدہ کیا جسطرح کہ اول سورۂ بقرہ مین گذر چکا ہے یہ سجدہ تشریف
تکریم و تعظیم کا تھا کما قال تعالیٰ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ
فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مین
بناونگا ایک بشر کھنکھناتے سنے گارے سے پھر جب ٹھیک کرون اسکو اور پھونکدون اس مین اپنی جان سے تو
پڑیو اسکے سجدے مین ایک ابلیس تھا جن مین جسنے سجدہ نکیا اسکے اصل خاکی نہی کیونکہ وہ ایک شعلۂ نار سے
پیدا ہوا ہے اور اصل خلقت ملائکہ کی نور سے ہے جسطرح صحیح مسلم مین عائشہ رض سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخُلِقَ اِبْلِيْسُ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ
لَكُمْ فرشتے نور سے پیدا ہوے ہین او شیطان آگ کی لپٹ سے اور آدم اس چیز سے جو تمہارے لیے بیان کی گئی یعنی
مٹی سے سو حاجت کے وقت ہر برتن وہی چیز ٹپکاتا ہے جو اندر اسکے ہوتی ہے سو وقت حاجت کے طبع ابلیس
خیانت کی وہ متوسم بافعال ملائکہ تھا اور مشابہ انکے بنا تھا اور خوب سا عابد متنسک ٹھیرا تھا و لہذا خطاب ملائکہ
مین داخل ہوا اور مخالفت کرکے عاصی بنا اللہ نے اسجگہہ ابلیس کا جن ہونا فرمایا حالانکہ وہ نار سے مخلوق ہوا
ہے جسطرح خود اسنے کہا خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ تونے مجھکو آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے
حسن بصری نے کہا ابلیس ایک رتی برابر بھی کبھی ملائکہ مین سے نہ تھا وہ تو اصل ہے جن کی جسطرح آدم اصل ہین
بشر کی رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَنْهُ ابن عباس نے کہا ابلیس ایک قبیلۂ ملائکہ سے ہے جنکو جن کہتے
ہین ان ملائکہ کی پیدایش لو کی آگ سے ہے درمیان اور ملائکہ کے اسکا نام حرث تھا یہ ایک خازن
تھا منجملہ خزان جنت کے ملائکہ نور سے بنے ہین وہ اس قبیلہ سے غیر ہین اور وہ جن جنکا ذکر قرآن مین آیا ہے وہ
پیدا ہوے ہین مارج من نار سے مارج زبان آتش ہے جو اسکی طرف مین ہوتی ہے وقت التہاب کے حاصل
یہ ہوا کہ ابلیس نار سموم سے بنا ہے اور باقی جن شعلۂ آتش سے دوسرا قول ابن عباس کا یہ ہے کہ ابلیس منجملہ اشرف
ملائکہ کے تھا اور اکرم القبیلہ اور بہشت کا ایک داروغہ تھا اور آسمان دنیا اور زمین پر سلطنت رکھتا تھا اسکی
قضا و قدر سے اسکے نفس مین یہ بات سمائی کہ مجھکو اہل آسمان پر شرف حاصل ہے اسجگہہ سے اسکے دل مین کبر کیا
جسکو اللہ ہی جانتا ہے اللہ نے اس کبر کا اس سے نکالنا چاہا اسکو حکم دیا کہ وہ آدم خاکی کو سجدہ کرے اسنے تکبر کیا
اور کافر ہوگیا ابن عباس کہتے ہین كَانَ مِنَ الْجِنِّ اَىْ مِنْ خُزَّانِ الْجِنَانِ كَمَا يُقَالُ الرَّجُلُ مَكِّىٌّ وَّمَدَنِىٌّ
وَبَصَرِىٌّ وَّكُوْفِىٌّ یعنی جنت کے خازنون سے تھا جیسے کہا جاتا ہے آدمی مکی ہے اور مدنی ہے اور بصری ہے اور کوفی ہے

دوسر لفظ یہ ہے کہ خازن جنت تھا آسمان دنیا کی تدبیر کرتا تھا سعید بن المسیب نے کہا رئیس ملائکہ آسمان
دنیا تھا ابن عباس کہتے ہین ابلیس قبل ارتکاب معصیت منجملہ ملائکہ کے تھا عزازیل نام اور منجملہ سکان ارض کے
تھا اور سب ملائکہ مین اشد الاجتہاد اور اکثر العلم تھا یعنے بڑا عابد و عالم پس عبادت و علم نے اسکو طرف کبر کے
بلایا اور اس قبیلے سے تھا جسکو جن کہتے ہین ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد

ابن عباس نے کہا ہے ملائکہ مین ایک قبیلہ ہے جن کا ابلیس اسی قبیلے مین سے تھا درمیان آسمان و زمین کے
وسوسہ ڈالتا اس نے اللہ کے نافرمانی کی اللہ نے اسپر غصہ فرمایا اور مسخ کر کے شیطان رجیم بنایا لہذا السدی نے کہا کہ اِذَا
كَانَتْ خَطِيئَةُ الرَّجُلِ فِي كِبْرٍ فَلَا تَرْجُهُ وَإِذَا كَانَتْ فِي مَعْصِيَةٍ فَارْجُهُ یعنے جو خطا بنیاد کبر پر
ہوتی ہے اس کے لیے امید مغفرت نہین ہے اور جو بنیاد معصیت پر ہوتی ہے اسکے لیے امید عفو ہے سب سے
پہلے کبر و حسد کا ظہور و وقوع اسی ابلیس ممسوخ سے ہوا ہے اسی لیے متکبر حاسد شیطان یا ذریت ابلیس سمجھا جاتا
ہے نسال اللہ العافیۃ سعید بن جبیر نے کہا ابلیس منجملہ اُن خازنین کے تھا جو جنت مین کام کاج کرتے تھے
اس بارے مین سلف سے آثار کثیرہ ہین غالب اُن اسرائیلیات مین سے ہین جو منقول ہوتے ہین اور لائق
اسکے ہین کہ اس مین نظر کیجائے اکثر کا حال اللہ کو معلوم ہے اور بعض کا کذب ہونا قطعی یقینی ہے بسبب مخالفت حق کے
جو ہمارے ہاتھون مین ہے اور قرآن مین سب سے بے نیازی ہے جملہ اُن سے کیونکہ اخبار متقدمہ تبدیل و زیادت و نقصان
سے خالی نہین ہین اور اُن مین بہت سے اشیاء وضع کیے گئے ہین اور انکے لیے کوئی سند نہین ہے طرف سے
حفاظ متقنین کے جنکا کام نفی تحریف غالین و انتحال مبطلین ہے جسطرح کہ اس امت مین ائمہ و علماء و سادہ و اتقیا
و بررہ و نجباء و جہابذہ نقاد و حفاظ جیاد مدون علوم حدیث و مہر نصوص سنت و مبین صحیح و حسن و ضعیف و منکر و
موضوع و متروک و مکذوب ہین اور وضاعین و کذابین و مجہولین و غیر ذلک کو ہر صنف رجال سے خوب جانتے
پہچانتے ہین یہ سب صیانت ہے جانب نبوی و مقام محمدی خاتم الرسل سید البشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس
بات سے کہ کذب کی نسبت طرف انکی ہو یا جو بات انہون نے نہین کہی ہے وہ انکی طرف سے بیان کیجائے
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَجَعَلَ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُمْ وَقَدْ فَعَلَ یعنے اللہ تعالی ان سے
راضی ہوا اور وے اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے جنۃ الفردوس انکی جگہ بنائی اگر گروہ اہل حدیث اس امت مین
نہ ہوتا تو حالت اس امت کی بھی مثل امم سابقہ کے طابق النعل بالنعل ہو جاتی دیکھو زنادقہ نے چودہ ہزار حدیثین

وضع کر ڈالین بلکہ اس سے بھی زیادہ جہلاء صوفیہ و فقہاء انکے دام مین پھنس گئے اور احادیث نبوت سمجھ کر استدلال و استنباط
کرنے لگے اور بعض اشخاص و اقوام کے جہل کو اس مرتبہ ترقی اس تلبیس ابلیس نے دی کہ وہ روایات مرویہ کو طرق صوفیہ و
فقہاء سے مثل روایات صحیحہ نقاد فن حدیث کے اب تک مانتے ہین حالانکہ مخالفت مبانی و معانی اخبار مذکورہ کی آثار
ماثورہ سے بخوبی ثابت ہے اسی جگہہ سے ولادت بدع و محدثات کی بھی دائرہ شرع مطہر مین ہو گئی اور ایک عالم کبیر و
جہان بزرگ صراط مستقیم کتاب و سنت سے منحرف ہو گیا اور توبہ سے محروم رہا اور بعض نے اعتبار و اعتماد روایات اسرائیلیات
پر کیا اور انکو سچ سمجھ لیا حالانکہ ہم کو کوئی ضرورت انکی تصدیق کی بعد حصول نعمت بے قیاس قرآن عزیز نہین ہی اور
نہ ہم کو کچھ حاجت تکذیب کی ہے جسطرح کہ حدیث مین آچکا ہے لاتکذبوہم ولا تصدقوہم بڑے سعادتمند اسباب
مین وہ لوگ ہین جنہون نے کمال قوت ایمان و اخلاص احسان سے اقتصار دربارہ عقائد و اعمال و کشوفات و مقامات
نفس قرآن و حدیث پر کیا ہے اور غیر کا ذکر انکے دل و زبان پر نہین ہے اور کیونکر ہو کہ اَلصَّبَاحُ يُغْنِيْ عَنِ الْمِصْبَاحِ
دنکو چراغ کی کیا ضرورت ہی بالجملہ اللہ تعالی نے کہا کہ ابلیس اپنے رب کی حکم سے باہر ہو گیا فسق کہتے ہین خروج کو طاعت
سے پھر تقریع و توبیخ کی تابعان ابلیس کو کہ تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر شیطان اور اُسکی ذریت کو اپنا دوست پکڑتے ہو
لہذا فرمایا کہ ظالمون کا بدلا برا ہے یہ مقام ویسا ہے جیسے کہ بعد ذکر احوال قیامت و انجام سعید و شقی سورہ یٰسٓ
مین فرمایا ہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اور تم الگ ہو جاؤ آج اے گنہگارو الی قولہ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا
تَعْقِلُوْنَ فتح البیان مین کہا ہے کہ سجود آدم کو بطور تحیت و تکریم تہا زمین پر گر کے یعنے عبادت کے لیے نہ تہا سوا ابلیس
کے کہ وہ جن تہا سب نے سجدہ کیا اسکو جن اسلیے کہا کہ اُس نے عصیان کیا ورنہ فرشتے عاصی نہین ہوتے ہین ابلیس ابو
الجن ہے کچھہ ملائکہ مین سے نہ تہا اسکی ذریت ہے جسکا ذکر بعد مین کیا ہے ملائکہ ذریت نہین رکہتے کہتے ہین فرشتون
مین ایک قوم ایسی ہے جو جن کہلاتی ہے وہ نار سموم یعنے لو سے پیدا ہوئی ہے اور یہ نوع متولد ہوتی ہے معصوم
نہین ہے اللہ نے کہا تم لوگ ابلیس اور اسکی ذریت کو اللہ کے سوا اپنا اولیا رہبر ٹہراتے ہو حالانکہ ان مین توالد ہوتا ہے
مثل بنی آدم کے یا مراد اتباع ابلیس ہے مجاہد نے کہا منجملہ ذریت ابلیس کے لاقیس و ولہان ہین یہ دونو طہارت و نماز
مین وسوسہ انداز ہوتے ہین اور مرہ ہے اسی جگہہ سے اسکو ابو مرہ کہتے ہین اور زلنبور و ثبر و اعور و مطرس و داسم
ہین علیہم لعائن اللہ تعالی اور یہ ابلیس دشمن بنی آدم ہے کما قال فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ سورہ
شعراء مین اگر جہان کا صاحب یعنے باوجود انعامات و فیوض الٰہی کے جو لگاتار مبذول ہین کسطرح تم ایسے
دشمن آبائی کے دوستدار بنتے ہو اور اللہ کی ناشکری کا برا بدلا ہے جو تم نے اختیار کیا ہے ٥

بقول دشمن پیمان دوست بشکستی ببین کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

مَا أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ○
دکہا نہین لیا مینے انکو بنانا آسمان و زمین کا اور نہ بنانا انکا اور مین وہ نہین کہ پکڑون بہکانے والون کو بازو ف
اللہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جنکو تم نے میرے سوا اولیا ٹہیرایا ہے یہ سب تمہاری طرح میرے غلام و بندے ہین کسی چیز کے مالک
نہین اور نہ مینے وقت آفرینش آسمان و زمین کے انکو حاضر کیا تہا مطلب یہ ہوا کہ مین پیدا کرنے مین سب اشیاء کے اور انکی
تدبیر و تقدیر مین تنہا اپنی ذات سے مستقل ہون اس کام مین کوئی میرا شریک و وزیر و مشیر و نظیر نہین ہے کما قال تعالی
قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ
فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ الخ وبہذا
فرمایا کہ مین وہ نہین کہ گمراہون کو اپنا عون ٹہیراؤن فتح البیان مین کہا ہے اکثر مفسرین کا قول یہی ہے کہ ضمیر
راجع ہے طرف شرکاء کے یعنے اگر یہ میرے شریک ہوتے پیدایش مین آسمان و زمین کے یا خود اپنی خلقت کی تو انہون نے
ضرور اس پیدا ہونے کو دیکھا ہوتا اور یہ شریک خلق رہتے ولکن انہون نے آفرینش کو نہین دیکھا اور نہ مینے انکو
حاضر و موجود کیا اور نہ مین نے انکو اپنا مددگار ٹہیرایا یہ تو خود مثل سائر خلق کے عاجز و بیخبر ہین یعنے کیا شیاطین و کفار اور کیا
آفرینش آفریدگار بعض نے وَمَا كُنْتَ پڑھا ہے یعنی یہ خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے کہ تو ایسا نہ کر وَيَوْمَ
يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ○
ع وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْا أَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۟ اور جسدن فرمادیگا پکارو
میرے شریکون کو جو تم بتاتے تہے پہر پکارینگے پہر وہ جواب نہ دینگے اور کردین گے ہم انکے بیچ مرنے کا اسباب
اور دیکہیں گے گنہگار آگ کو پہر اٹکلین گے کہ انکو پڑنا ہے اسمین اور نہ پاوینگے اس سے راہ بدلنی ف یعنے خدا نے
آگے سے پہری اسنے تو نے خبر دی اس خطاب کی جو دن قیامت کے سامنے روس الاشہاد مشرکون کو کہا جاویگا بطور تقریع
و توبیخ کے کہ بلاؤ جنکو تم دنیا مین میرا شریک اعتقاد کرتے تہے اب انکو بلادو وہ اگر تم کو اس عذاب سے چہڑا دین کما
قال تعالی وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ
وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ
مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اور تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے ہم نے بنائے تہے پہلی بار اور چہوڑ دیا جو ہم نے اسباب دیا
تہا پیٹہ کے پیچہے اور ہم دیکہتے نہین تمہارے ساتھ سفارش والے جن کو تم بتاتے تہے کہ انکا تم مین ساجہا ہے ٹوٹ گیا

تم پہنچیں اور جاتے سب جو موجود ہوئے تم کرتے تہے لیکن وہ شرکا انکے پکارنے پر بہی نہ آئینگے کما قال تعالیٰ وقیل ادعوا شرکاءکم فدعوهم فلم یستجیبوا لهم الآیۃ اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو پہر پکارینگے تو وہ جواب نہ دینگے انکو اور دیکہینگے عذاب کسی طرح وہ راہ پاتے ہوتے اور فرمایا ومن اضل ممن یدعوا من دون اللّٰہ من لا یستجیب لہ الآیتین اور اس سے بہکا کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہونچیں انکی پکار کو دن قیامت تک اور انکو خبر نہیں انکے پکارنے کی اور فرمایا واتخذوا من دون اللّٰہ آلهۃ لیکونوا لهم عزا کلا سیکفرون بعبادتهم ویکونون علیهم ضدا اور پکڑا ہے لوگوں نے اللہ کے سوا اور وں کو پوجنا کہ وہ ہوں انکی مدد یوں نہیں وہ منکر ہونگے انکی بندگی سے اور ہو جاوینگے انکے مخالف ابن عباس قتادہ وغیر واحد نے کہا موبق بمعنے مہلک ہے ابن عمر نے کہا ایک وادی عمیق ہے اس سے دن قیامت کے درمیان اہل ضلالت واہل ہدیٰ کے فرق کیا جائیگا قتادہ نے کہا ایک میدان ہے جہنم میں انس بن مالک نے کہا وادٍ فی جهنم من قیح ودم پیپ اور خون کا دوزخ میں ایک جنگل ہے حسن بصری نے کہا موبق سے مراد عداوت ہے لیکن ظاہر سیاق سے اسکا یہی ہے کہ مہلک مراد ہے اگرچہ جائز ہے کہ کوئی وادی ہو دوزخ میں یا اور کچھ معنے آیت کی یہ ہوئی کہ اللہ نے یہ بات بیان کر دی کہ ان مشرکوں کو کوئی رستہ نہ پہونچ سکا اپنے معبودات کی طرف جنکو یہ دنیا میں اللہ کا شریک اور اپنا حامی اعتقاد کرتے تہے نہ ملیگا درمیان انکے اور انکے تفرقہ پڑ جائیگا گویا ذکر ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق سے مل نہ سکے دونوں کے بیچ میں ایک مہلک ہوگا یعنے خندق اور ہول عظیم اور امر کبیر اور اگر ضمیر کو راجع طرف کفار و مومنین کے کریں تو مثل اس آیت کی ہوگا ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون اور جس دن اٹہیگی قیامت اس دن لوگ بہانت بہانت ہونگے اور فرمایا یومئذ یصدعون اور فرمایا وامتازوا الیوم ایها المجرمون اور تم الگ ہو جاؤ آج اے گنہگارو اور فرمایا ویوم نحشرهم جمیعا ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاؤکم فزیلنا بینهم الی قولہ وضل عنهم ما کانوا یفترون اور جس دن جمع کرینگے ہم ان سب کو پہر کہینگے شریک والوں کو کہڑے ہو اپنی اپنی جگہہ تم اور تمہارے شریک پہر توڑ دینگے آپس میں انکو پہر جب جہنم کو دیکہیں گے اور وہ ستر ہزار باگ سے لائی جائیگی اور ہر باگ کے ساتہہ ستر ہزار فرشتے ہونگے تو یہ بات انکو تحقیق ہو جائے گی کہ وہ لا محالہ اسمیں گرنے والے ہیں تاکہ انکے ہم وحزن میں تعجیل ہو کیونکہ توقع عذاب وخوف کی قبل وقوع کے ایک عذاب ناجز ہے مصرف سے مراد طریق معدل ہے یعنے کوئی رستہ بچاؤ کا نہ ملے گا حالانکہ اس سے چارہ نہیں حدیث ابو سعید میں فرمایا ہے ان الکافر لیری جهنم فیظن انها مواقعتہ من مسیرۃ اربعین سنۃ رواہ ابن جریر

کافر دوزخ کو دیکہ کر خیال کریگا کہ مین اسمین چالیس سال کی راہ پر جا پڑونگا دوسرا لفظ انکا رفعا یہ ہے ینصب الکافر مقدار خمسین
الف سنۃ کما لم یعمل فی الدنیا وان الکافر لیری جہنم الحدیث رواہ احمد کافر پچاس ہزار سال
کہڑا کیا جائیگا جیسے اسنے دنیا مین عمل نہ کیا اور کافر دوزخ کو دیکہیگا آخر تک فتح البیان مین کہا ہے یاد کر اسدن کو جسدن
اللہ کفار کو بطور سرزنش و تقریع کہیگا بلاؤ میرے شریکون کو جنکو تم اعتقاد کرتے تہے کہ وہ تمکو نفع دینگے اور تمہاری
شفاعت کرینگے اضافت شرکاء کی طرف اپنے نفس مقدس کے بحسب اعتقاد اہل شرک ہے ورنہ کجا اللہ تعالی اور کجا
وہ شریک تب کافر ان شرکاء کو پکارینگے وہ کچہ جواب نہ دینگے اور نہ مدد کرینگے چہ جائے اسکے کہ کچہ بکار آمد ان شرکون
کے ہون اور ہم درمیان ان مشرکین و شرکاء کے یا درمیان مومنین و کفار کے ایک موبق بنا دینگے ایک جماعت مفسرین
نے کہا ہے موبق نام ہے ایک وادی عمیق کا جہنم مین بعض نے کہا ایک نہر ہے جس سے آگ بہتی نکلے دونو کنارونپر سانپ
ہین جیسے سیاہ خچر یا موبق ایک برزخ بعید ہے کیونکہ کفار جہنم کے تہ مین ہونگے اور اہل ایمان اعلے جنان مین ہونگے پس
موبق اسم مکان ہی ابن الاعرابی نے کہا ہر حاجز درمیان دو شئے کے موبق ہے فرا نے کہا مہلک ہے معنے یہ ہوئے
کہ تم نے انکی تواصل کو دنیا مین ایک مہلک واسطے ان کے آخرت مین کر دیا ہے مراد مہلک سے عذاب آتشناک ہے و لکن اول
اولی ہے اسلیے کہ منجملہ ان لوگون کے جن کو انہون نے شریک اعتقاد کیا تہا ملائکہ و عزیر و مسیح بہی ہین تو موبق
مکان حائل ٹہیرا پہر مجرم لوگ چہل سالہ راہ سے آگ کو دیکہین گے اور یقین کرینگے کہ وہ اسمین داخل ہونے والے ہین مواقعت
کے معنے ہین مخالطت بالوقوع کے اور کوئی رستہ انصراف کا اس آتش سے نہ پائینگے ولقد صرفنا فی ہذا القرآن
للناس من کل مثل وکان الانسان اکثر شیء جدلا ۵ پہیر پہیر سمجہائی ہم نے اس قرآن سے لوگون کو ہر ایک
کہاوت اور ہے انسان سب چیز سے زیادہ جہگڑنے کو ف اللہ نے کہا ہم نے اس قرآن مین بانواع ایضاح ہر ایک امر کا کیا
ہے تو تفصیل وار ہر بات ذکر کی تا کہ لوگ حق سے گمراہ نہ ہون اور راہ ہدایت سے ہٹ نہ جائین لیکن باوجود اس بیان اور
اس قرآن کے انسان بڑا جہگڑالو ہے حق باتمین مجادلہ مخاصمہ معارضہ بالباطل کیا کرتا ہے مگر جسکو اللہ نے ہدایت
کی اور رستہ نجات کا سمجہا دیا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کہتے ہین حضرت ایک رات پاس میرے اور پاس فاطمہ کے
آئے اور کہا الا تصلیان تم دونو نماز نہین پڑہتے یعنی تہجد کی اور پڑے سویا کرتے ہو ہم نے کہا اے رسول خدا ہماری
نفس اللہ کے ہاتہ مین ہین جب وہ چاہتا ہے کہ ہم اٹہین تو ہم کو اٹہا دیتا ہے جب مینے یہ بات کہی تو حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پہر گئے ہوئے اور کچہ جواب نہ دیا مینے سنا کہ پہرتے وقت اپنے زانو پر ہاتہ مارتے تہے اور کہتے تہے وکان
الانسان اکثر شیء جدلا اخرجاہ فی الصحیحین فتح البیان مین کہا ہے مراد تصرف سے اسجگہ تکریر و تردید

تبیین ہے یعنی واسطے رعایت مصلحت و منفعت مردم کے ہمنے اس قرآن مین ہر مثل بیان کردی ہے تاکہ لوگ تذکر کرین اور متعظ ہون اس آیت کی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مین گذر چکی ہے اور جب کفار جدل بالباطل سے دست بردار نہوے تو فرمایا کہ انسان سب سے بڑہکر جھگڑالو ہے یعنے خصومت بالباطل مین زجاج نے کہا مراد انسان سے یہجگہ کافر ہے بدلیل قولہ تعالی وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ اور جھگڑے لاتے ہین منکر جھوٹے جھگڑے بعض نے کہا مراد نضر بن حارث ہے یا ابی بن خلف لیکن ظاہر عموم ہے یہ نوع اکثر شے ہے جدل مین وَمَا مَنَعَ

النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ

أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ

كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ○ لوگون کو اتکار جو رہا اس سے کہ یقین لاوین جب پہنچی انکو راہ کی سوجھ اور گناہ بخشواوین اپنے رب سے سو یہی کہ پہنچی انپر رسم پہلون کی یا آکھڑا ہو انپر عذاب سامنے اور ہم جو رسول بھیجتے ہین سو خوشی اور ڈر سنانیکو اور جھگڑے لاتے ہین منکر جھوٹا جھگڑا کہ ڈگاوین اس سے سچی بات اور ٹہرایا ہے میری کلام کو اور جو ڈر سنائے ٹھٹھا ف یعنے کچھ اور انتظار نہین ہے مگر یہی کہ پہلون کی طرح ہلاک ہووین یا قیامت کا عذاب آنکھون سے دیکھ لین انتہے اللہ نے خبر دی کہ زمان قدیم و حدیث مین کفار تمرد و تکذیب حق مبین کرتے رہے ہین باوجود مشاہدہ آیات و دلالات واضحات کے ان کو اتباع رسل سے کوئی شے مانع نہ تہی مگر طلب مشاہدہ عذاب کی آنکھون سے جسکا وعدہ کیے جاتے تہے کما قال تعالی فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ سو ڈالدے ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے اور فرمایا قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ بولے لے آ ہمپر آفت اللہ کی اگر تو ہے سچا اور قریش نے کہا تہا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ لَّوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہمپر برسا پتہر آسمان سے یا لا ہمپر دکہ کی مار اور بولے اے شخص کہ تجہپر اتری ہے نصیحت تو مقرر دیوانہ ہے کیون نہین لے آتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچا ہے اسکے سوا اور بہت آیتین ہین جنکو اس عار پر دلالت ہے سنت اولین یہ ہے کہ عذاب اکر ڈہانپ لے اور اول و آخر سب کو پکڑ لے یا آنکھون کے سامنے آجائے عذاب کے آنے سے رسول کو مقصود مومنین کو خوشخبری سنانی اور مکذبین و مخالفین کو ڈرانا ہے پہر اللہ نے کفار کا شیوہ بتایا کہ ان کی یہ عادت ہے

کہ یہ جدل بالباطل کرتے ہین واسطے تضعیف حق کے حالانکہ اس سے کچہ انکو حاصل نہین ہوتا ہے انہون نے اللہ کے
حجج و براہین و خوارق عادات کو جو رسل لیکر آئے ہین اور جس عذاب و عقاب سے انہون نے انکو ڈرایا ہے ایک ہنسی ٹہٹہا
لیا ہے یہ غرض اشد تکذیب ہے فتح البیان مین کہا ہے ناس سے مراد مجادلہ اہل مکہ ہین اور ہدےٰ سے قرآن یا محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اگلون کی سنت یہی کہ ایمان نہ لانے پر عذاب استیصال آتا تہا قتادہ نے کہا مراد عقوبت اولین ہے قبل سے مراد
عیان ہے حاصل معنے یہ ہین کہ یہ لوگ ایمان نہ لائینگے اور نہ استغفار کرینگے مگر اسی وقت کہ یا تو ایسا عذاب آئے کہ ان کو جڑ سے
اوکہیڑ کر پہینکدے یا یہ لوگ انواع عذاب آخرت کا معاینہ اپنی آنکہون سے کرین رسل کا کام یہی ہے کہ وہ مومنین کیلیے
مژدہ رسان اور کفار کے لیے مخوف ہوتے ہین اور کفار کی عادت یہ ہے کہ وہ حق کے ناتوان کرنیکے لیے باطل کے ساتہ
جدال کرتے ہین جیسے ما انتم الا بشر مثلنا تم تو ہمی انسان ہو جیسے ہم اور قولہ ابعث اللہ بشرا رسولا کیا اللہ نے بہیجا
آدمی پیغام لیکر انہون نے آیات الٰہی و انذار کو ایک ٹہٹہا ٹہرالیا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ
عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَ
اِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا
كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى ع٦
اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝ کون ظالم اس سے جسکو سمجہایا اسکے رب کے کلام سے
پہر منہ پہیرا اسکی طرف سے اور بہول گیا جو آگے بہیج چکے ہین اسکے ہاتہ ہم نے رکہی ہے انکے دلون پر اوٹ کہ اسکو نہ سمجہین
اور انکے کانون مین بوجہہ اور جو تو انکو بلاوے راہ پر تو ہرگز نہ آوین راہ پر اسوقت کبہی اور تیرا رب بڑا بخشنے والا مہر رکہتا
اگر انکو پکڑے انکے کیے پر تو جلد ڈالے انپر عذاب پر انکا ایک وعدہ ہے کہین نہ پاوینگے اس سے ورے سرکنے کو جگہ اور یہ
سب بستیان ہین جنکو ہم نے کہپا دیا جب ظالم ہوگئین اور رکہا تہا انکے کہپنے کا ایک وعدہ ف اوپر ذکر ہوا تہا کہ
کافر اپنی دنیا پر مغرور و مفلس مسلمانون کو ذلیل سمجہہ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چاہتے تہے کہ انکو اپنے پاس نہ
بٹہاؤ تو ہم بیٹہین اس پر دو صاحبون کی کہاوت بیان کی اور دنیا کی کہاوت بیان کی اور ابلیس کا خراب ہونا اپنے
غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰ اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہی ہون تو آپ کو کسی سے بہتر نہین کہتے رسول ص
نے فرمایا کہ موسیٰ اپنی قوم مین نصیحت فرماتے تہے ایک شخص نے پوچہا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بہی کسیکو علم ہے
کہا مجہکو معلوم نہین یہ بات تحقیق تہی پر اللہ کی خوشی نہ تہی کہ یون کہتے کہ مجہے کیا اللہ کے بہت ہین سب کی خبر اسی
کو ہے تب وحی آئی کہ ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا کے ملاپ پر پاس اسکو علم زیادہ ہے تجہ سے موسی علیہ السلام

نے دعا کی کہ مجھکو اسکی ملاقات میسر ہو حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو تو جہان مچھلی گم ہو وہان ڈھونڈے
انتہی یہ فائدہ موضح القرآن مین نیچے اسی آیت بابرکت کے لکھا ہے لیکن محل اسکا آیت مابعد ہے کیونکہ اس آیت مین کوئی
اشارہ طرف اس قصہ کے نہین بلکہ شروع قصہ موسیٰ علیہ السلام کا آیت مابعد سے ہے یا کاتب ترجمہ نے سہواً نشان فائدہ کا
نیچے اس آیت کے لگا دیا ہے اور اصل نسخے مین یہ فائدہ زیر آیۃ واذ قال موسیٰ لفتاہ الآیۃ ہوگا واللہ اعلم بالحال اللہ پاک
نے ہر جگہ فرمایا ہے کہ سب بندون مین بڑا ستمگار جفاکار وہ بندہ ہے جسکو اسکی نشانیان یاد دلائی گئین اور
وہ انکو بھول گیا اور معرض ہوا اور اسنے اپنا کان اُنپر نہ رکہا اور کچھ پروا آیات کی نہ کی اور جو اعمال سیئہ وافعال
قبیحہ پہلے کر چکا ہے انکو فراموش کیا سو ہم نے ایسے لوگون کے دلونپر پردے ڈالدیے ہین وہ اس قرآن و بیان
کو نہین سمجھتے اور ان کے کانون مین رشاد ست ایک صمم معنوی ہے اگر انکو طرف ہدیٰ کے بلایا جاتا ہے تو ہرگز راہ
یاب نہین ہوتے اے نبی تمہارا رب بخشنے والا صاحب رحمت واسعہ اگر لوگون کو انکے اعمال پر پکڑے تو جلد عذاب دے
کما قال تعالیٰ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ اور اگر پکڑے اللہ لوگون
کو انکی کمائی پر نہ چھوڑے زمین کی پیٹھ پر ایک ہلنے چلنے والا اور فرمایا وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى
ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ اور تیرا رب معاف بھی کرتا ہے لوگون کو انکی گنہگاری پر اور تیرے رب
کی مار سخت ہے اس بارے مین آیات بہت آئی ہین اسکے بعد اللہ نے یہ خبر دی کہ مین حلیم ساتر غافر ہون اور کبھی کوئی
آدمی غی سے طرف رشاد کے آتا ہے اور جو غی پر مستمر رہتا ہے اسکے لیے ایک ایسا دن ہے جس مین بچا بوڑہا ہو جائیگا
اور ہر زن باردار اپنا بار ڈالدے گی واسطے فرمایا کہ انکے لیے ایک موعد ہے جس کوئی جگہ نجات و رہائی و عدول
کی نہ پائین گے ہم نے امم سابقہ اور قرون خالیہ کو بسبب انکے ظلم کے ہلاک کر دیا اور انکے ہلاک کے لیے ایک
موعد مقرر کیا یعنے مدت معلوم و وقت معین جو نہ بڑہتا ہے اور نہ گھٹتا ہے اسی طرح اے مشرکو تمہارا حال ہے تم ڈرتے رہو
کہ کہین ویسی مصیبت جو انپر آئی تہی تمپر بھی نہ آجاے اسلیے کہ تم نے اشرف رسول و اعظم نبی کی تکذیب کی ہے تم مجھکو
کچھ انسے زیادہ عزیز نہین ہو تمکو چاہیے کہ میرے عذاب و نذر سے ڈرو فتح البیان مین کہا ہے کہ وہ بڑا ظالم
ہے جسکو وعظ کیا گیا ہماری آیات تنزیلیہ و تکوینیہ کا یاد دلوکا پھر اسنے قبول نہ کیا بلکہ تہا ون کی راہ سے تدبر
و تفکر کو ترک کر دیا اور ایمان نہ لایا اور اپنے کفر و عصیان کو بھول گیا قتادہ نے کہا یعنے ذنوب کثیرہ وگذشتہ کو فراموش
کیا مراد نسیان سے ہر جگہ تشاغل و تغافل ہے کفر متقدم سے یا سچ مچ بھول جانا ہی مراد ہے سو ہم نے ایسے
لوگون کے دلونپر غلاف ڈالدیے ہین وہ کچھ نہین سمجھتے اور انکے کانون مین بوجھ رکھا ہے کہ وہ کچھ نہین سنتے

تو اے نبی اگر انکو طرف ہدایت کی بلاوے تو وہ کبھی راہ پر نہ آئینگے اسلیے کہ اللہ نے بسبب کفر و معاصی کے ان کے دلون پر مہر
لگادی ہے مگر تیرا رب غفور اور صاحب رحمت ہے اسلیے ان کی عقوبت مین جلدی نہین کی اگر وہ گنہگارون کو ان کے
گناہ پر کہ منجملہ اسکے انکے کفر و مجادلہ و اعراض ہے حق سے پکڑنے لگے تو البتہ انکے لیے عذاب استیصال کی شتابی کرے اسی دنیا مین
کیونکہ وہ اسکے مستحق ہین بلکہ انکے عذاب کے لیے ایک وقت معین کر رکھا ہے مراد عذاب آخرت ہے یا دن بدر کا سدی
نے کہا مراد یوم القیامۃ ہے وہ اس دن کی عذاب سے کوئی ملجا و منجا نہ پائینگے یہ گانون عاد و ثمود و لوط کے اور انکے
امثال موجود ہین جنکو ہم نے اسی دنیا مین ہلاک کر دیا جبکہ انسے ظلم یعنے کفر و عناد و معاصی صادر ہوئے اور
انکی تباہی و بربادی کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے یعنے قیامت کا دن وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰى
اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى
الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ
اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ
فِى الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ
اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ جب کہا موسے نے اپنے جوان کو مین نہ ہٹونگا جب
تک نہ پہنچون دو دریا کے ملاپ تک یا چلتا جاؤن قرنون جوان فرمایا یوشع علیہ السلام کو جو حضرت موسی علیہ السلام
کے خادم خاص تھے پیچھے انکے رو برو پیغمبر ہوئے اور انکے بعد خلیفہ ہوئے پھر جب پہنچے وہ دونون دو دریا کے ملاپ
تک بھول گئے اپنی مچھلی پھر اسنے اپنی راہ کر لی دریا مین سرنگ بناکر پھر جب آگے چلے کہا موسے نے اپنے جوان کو لا ہمارے
پاس کھانا ہم نے پائی اپنے اس سفر مین تکلیف بولا وہ دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر پاس سو مین
بھول گیا مچھلی اور یہ مجھکو بھلایا شیطان ہی نے کہ اسکا مذکور کرون اور وہ کر گئی اپنی راہ دریا مین عجب کہا یہی
ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے اپنے پاؤن پہچانتے پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندون مین کا جس کو دی تھی
ہم نے اپنی مہر اپنے پاس سے اور سکھایا تھا اپنے پاس سے ایک علم وہان پہنچکر حضرت موسی سو رہے اور یوشع
وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہوکر دریا مین نکل پڑی اور پانی مین بیٹھ گئی وہان طاق سا کھلا رہگیا
انکو دیکھکر تعجب آیا چاہا کہ جب موسی جاگین تب انسے کہون وہ جاگے تو دونو آگے چل کھڑے ہوئے کہنا بھول گئے
حضرت موسی علیہ السلام پہلے نہین تھکے جیسا طلب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے وہ بندہ جسکو موسے ڈھونڈھتے
تھے ملکر سبب پوچھا آنے کا موسے علیہ السلام نے سبب بتایا خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت

ڈالی پہر بات یون ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھکو ہے تم کو نہین ایک علم تمکو ہے مجھکو نہین ایک چڑیا دکہائی دی دریا
مین سے پانی پیتی کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم مین سے اتنا ہے جتنا دریا مین سے چڑیا کے منہ مین آیا
سبب موسی علیہ السلام کی اسبات کہنے کا یوشع بن نون سے یہ تہا کہ موسی نے ذکر کیا تہا ایک بندہ اللہ کے بندون مین سے مجمع البحرین
مین ہے اسکے پاس وہ علم ہے جو موسی کو نہین ہے انہون نے چاہا کہ سفر کرکے اسکو دیکہون سو اپنے جوان یعنے یوشع
سے کہا مین سفر کرتا رہونگا یہانتک کہ مجمع البحرین تک پہونچون یعنے ایسی جگہہ جہان دو دریا آپس مین ملے ہین
قتادہ وغیرہ واحد نے کہا ہے یہ دونو دریا ایک بحر فارس ہے متصل مشرق دوسرا بحر روم متصل مغرب قرظی نے کہا
مجمع البحرین نزدیک طنجہ کے ہے یعنے اقصے بلاد مغرب مین واللہ اعلم حقب سے مراد یہ ہے کہ مدتون ایک زمان
دراز تک مین سفر کرونگا ابن جریر کہتے ہین بعض علماء کلام عرب نے کہا ہے کہ حقب لغت قیس مین ایک سال
ہے اور ابن عمر نے کہا اسی سال مجاہد نے کہا ستر برس ابن عباس نے کہا مراد حقب سے دہر ہے یہی قول قتادہ
ابن زید کا ہے غرضکہ جب موسی علیہ السلام چلے تو حکم دیا کہ ایک ماہی نمکین بریان ہمراہ لیلو ان سے یہ بات کہی گئی
تہی کہ جب مچہلی گم ہو جائے تو وہی جگہہ خضر کی ہے دونو مجمع البحرین تک پہونچے وہان ایک چشمہ تہا جسکو
عین الحیاۃ کہتے ہین وہان پہونچکر سو گئے اس مچہلی کو کچہہ تری اوس پانی کی پہونچی اس نے اضطراب کیا وہ مکتل
مین تہی پاس یوشع علیہ السلام کے مکتل سے کودکر دریا مین جاپڑی یوشع علیہ السلام جاگ پڑے اور مچہلی دریا مین گر
پڑی اور پانی مین چلنے لگی پانی طاق کی طرح ہو گیا باہم ملا نہین ولہذا اللہ نے فرمایا کہ مثل سرنگ کے زمین مین نشان
اسکا دریا مین رہگیا ابن عباس نے کہا نشان مچہلی کا پانی مین پتہر سا ہو گیا مچہلی جہانتک پانی مین گئی وہ جگہہ
خشک ہوکر رہگئی مثل ایک صخرہ کے ابی بن کعب نے رفعا کہا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر اس قصے
کا کیا تو فرمایا کبہی پانی اسطرح جدا نہین ہوا جب سے کہ لوگ ہین بجز راہ ماہی کے کہ جب وہ دریا مین گہسی ایک
روزن سا رہگیا یہانتک کہ موسی علیہ السلام نے پہرکر اسکے رستے کو دیکہا اور کہا کہ اسی کی تو ہم کو تلاش تہی قتادہ نے
کہا مچہلی جا کر گرم سے چلکر دریا مین پہونچی پہر چلی مین جسطرف چلی وہان ایک رستہ رہگیا پانی اسجگہہ کا جم گیا اللہ
نے نسبت نسیان کی دونو کی طرف کی حالانکہ ناسی فقط یوشع تہے یہ مثل اس آیت کے ہے یَخْرُجُ مِنْهُمَا
اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ نکلتا ہے انسے موتی اور مونگا حالانکہ ایک ہی دریا شور سے یہ چیزین نکلتی ہین
بالجملہ جب ایک مرحلہ اس موضع نسیان سے پیچہے ہوے موسی علیہ السلام نے کہا کہانا لاؤ اور سفر سے اپنا تہکنا
ذکر کیا ابن مسعود کی قرارت اَنْ اَذْکُرَہٗ ہے ولہذا کہا مچہلی عجب طرح سے دریا مین گئی اسپر وہ دونون

سے اپنے نشان اقدام پر واپس پہرے وہان ایک بندے کو پایا جسکو علم لدنی تہا مراد اس بندے سے خضر علیہ السلام ہین جیسا کہ صحاح
احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہین بخاری مین سعید بن جبیر سے آیا ہے کہ انہون نے کہا مینے ابن عباس سے کہا کہ نوف
بکالی کو یہ اعتقاد ہے کہ موسی صاحب خضر وہ موسی نہین تہے جو کہ صاحب بنی اسرائیل ہین ابن عباس نے کہا یہ دشمن خدا
جہوٹا ہے ہمسے ابی بن کعب نے کہا ہے کہ انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تہے کہ موسے علیہ السلام
بنی اسرائیل مین خطبہ پڑہنے کو کہڑے ہوئے اُن سے پوچہا کہ کون آدمی بڑا عالم ہے کہا مین اللہ نے ان پر عتاب کیا اسلیے
کہ علم کو طرف اسکے نہ پہیرا پہر اللہ نے انکو وحی کی کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین مین ہے وہ تجہسے زیادہ عالم ہے موسی
علیہ السلام نے کہا اے رب مین کیونکر اس سے ملون فرمایا تو ایک مچہلی اپنے ہمراہ مکتل مین لے پہر جس جگہہ وہ مچہلی گم ہو
جائے وہ اسی جگہہ ملیگا انہون نے ایک مچہلی مکتل مین لی اور اپنے جوان یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لیکر
چلے جب پاس صخرہ کے آئے دونو سر رکہہ کر سو گئے مچہلی نے مکتل مین جنبش کی اور نکل کر دریا مین جا گری اور ایک رستہ
بنالیا اللہ نے پانی اس جگہہ کا بہنے سے روکدیا ایک طاق سا اس جگہہ باقی رہگیا موسے علیہ السلام جاگے تو انکے رفیق ذکر
کرنا مچہلی کا بہول گئے اس رات دن دونو برابر چلا کیے جب دوسرا دن ہوا موسی علیہ السلام نے کہا ہمارا کہانا لاؤ ہم اس
سفر مین تہک گئے موسی علیہ السلام کو تہکاؤ معلوم نہ ہوا تہا یہانتک کہ اس جگہہ سے آگے بڑہے جسکا حکم اللہ نے انکو دیا تہا
اس جوان رفیق نے کہا تم نے دیکہا ہوگا کہ جب ہم پاس اس صخرہ کے آئے تہے مجہے مچہلی یاد نہ رہی فکر کرنا مچہلی کا شیطان
نے مجہکو بہلادیا اور وہ عجب طرح دریا مین رستہ کرکے چلی گئی مچہلی کے لیے ایک سرب ہوا اور موسی علیہ السلام اور انکے
جوان کے لیے ایک عجب کہا ہم تو اسی جگہہ کی جستجو مین تہے وہ دونو اپنے نشانہائے قدم پر پہرے یہانتک کہ نزدیک
صخرہ کے آئے وہان ایک شخص کو کپڑے مین لپٹا ہوا دیکہا موسی علیہ السلام نے اسپر سلام کیا خضر علیہ السلام نے کہا تیری
زمین مین سلام کہان کہا مین موسی ہون کہا موسی بنی اسرائیل کہا ہان کہا مین پاس تیرے آیا ہون کہ تو مجہکو
تعلیم رشد کرے جو تجہکو سکہایا گیا ہے کہا تو میرے ساتہ صبر نہین کرسکیگا اے موسی مجہے ایک علم ہے اللہ کے علم
مین سے جو تو نہین جانتا اور تجہکو ایک علم ہے اللہ کے علم مین سے جو اللہ نے تجہکو سکہایا ہے اسکو مین
نہین جانتا موسی علیہ السلام نے کہا تو مجہکو انشاء اللہ صابر پاویگا اور مین خلاف تیرے حکم کے نہ کرونگا خضر
علیہ السلام نے کہا اچہا اگر تو میری پیروی کرے گا تو پہر تو مجہسے کسی شے کا سوال نہ کرنا جب تک کہ مین خود ہی اسکا
ذکر تجہسے نہ کرون پہر یہ دونو چلے کنارہ دریا پر آئے ایک ناؤ آئی ناؤ والون سے دربارہ حمل کے بات چیت
کی انہون نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر سوار کرلیا اور کچہہ نول نہ کیا یعنے بلا اجرت لادلیا جب وہ کشتی مین بیٹہے

ناگہان خضر علیہ السلام نے ایک تختہ الواح سفینہ کا ایک ہتھوڑے سے اکھیڑ لیا موسے علیہ السلام نے کہا انہوں نے
بلا نول ہمکو سوار کر لیا تہا تم نے انکی ناؤ مین سوراخ کر دیا کہ ناؤ والے ڈوب جاوین تم نے یہ کام انوکہا کیا خضر علیہ السلام نے کہا
مین نے تم سے نہ کہا تہا کہ تم میرے ہمراہ صبر نکر سکوگے کہا تم مجہکو میری بہول پر نہ پکڑو اور میرے کام کو مجہپر مشکل نکرو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ پہلی بات موسی علیہ السلام سے بطور نسیان کے ہوئی تھی اتنے مین ایک چڑیا آکر
کنارہ کشتی پر بیٹھی اور دریا مین ایک چونچ ماری خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے کہا نہین ہے علم میرا اور تیرا
اللہ کے علم مین مگر مثل اسکے جو کم کیا اس چڑیا نے اس دریا کے پانی سے پہر وہ دونو ناؤ پر سے باہر نکلے ساحل
دریا پر چلے جاتے تہے کہ اتنے مین خضر علیہ السلام نے ایک لڑکا دیکھا کہ وہ لڑکون کے ہمراہ کہیلتا تہا خضر علیہ
السلام نے اسکا سر پکڑ کر اوکہاڑ لیا اور اسکو مار ڈالا موسے علیہ السلام نے کہا تو نے ایک پاک جان بے عوض کے مار
ڈالی یہ ایک برا کام کیا خضر علیہ السلام نے کہا مین نے تجہہ سے کہدیا تہا کہ تو میرے ہمراہ صبر نہین کر سکیگا اور یہ
اعتراض پہلے اعتراض سے بہی سخت تر تہا موسے علیہ السلام نے کہا اگر مین بعد اسکے پہر تم سے کچہہ پوچہون
تو تم مجہکو اپنے ہمراہ نہ رکہنا تم میری طرف کا الزام اتار چکے پہر دونو چلے یہانتک کہ ایک گانون کے لوگون
کے پاس پہونچے ان سے کہانا مانگا انہون نے انکی مہمانداری سے انکار کیا وہان ایک دیوار تہی گرنے کو خضر نے اپنے
ہاتہ سے اسکو سیدہا کیا موسی علیہ السلام نے کہا ہم اس قوم کے پاس آئے انہون نے ہمکو کہانا نہ دیا اور نہ ہماری مہمانی
کی تم اگر چاہتے تو کچہہ اجرت لیتے خضر علیہ السلام نے کہا یہ جدائی ہے درمیان میرے اور تیرے ابہین تجہکو معنے
اسبات کے جتاتا ہون جسپر تو صبر نکر سکا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمنے چاہا کہ موسی علیہ السلام کچہہ اور صبر کرتے
یہانتک کہ اللہ تعالی قصہ ان دونو کا ہمسے بیان فرماتا سعید بن جبیر کہتے ہین ابن عباس کی قراءت یہ تہی وَكَانَ
أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا اور انکے آگے تہا ایک بادشاہ لے لیتا ہر کشتی اچہی
چہین کر اور وہ یون پڑہتے تہے وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ اور لڑکا تو وہ تہا کافر
اور اسکے ماں باپ مومن تہے پہر اس روایت کو بخاری نے سفیان بن عیینہ سے مانند اسکے روایت کیا ہے اس مین
یون ہے کہ پہر موسے علیہ السلام باہر نکلے انکے ہمراہ انکے جوان یوشع بن نون تہے اور انکے ساتہ مچہلی تہی یہانتک
کہ صخرے کے پاس پہونچے اور وہان اترے موسی علیہ السلام اپنا سر رکہکر سو گئے سفیان نے کہا اور حدیث مین عمرو
کے سوا یون آیا ہے کہ اس پتہر کی جڑ مین ایک چشمہ تہا جسکو حیات کہتے تہے اسکا پانی جس چیز کو لگ جاتا وہ
زندہ ہو جاتی اسی چشمہ کا پانی اس مچہلی کو پہونچا وہ حرکت مین آئی اور تہیلے سے سرک کر دریا مین جا پہونچی موسے نے

علیہ السلام نے جاگ کر اپنے جوان ہمراہی سے کہا ہمارا غلان کھانا لاؤ پھر حدیث بیان کی اور کہا ایک گنجشک کنارے
پر ناؤ کے آ بیٹھی اور اپنی چونچ دریا میں ڈبائی خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ وَعِلْمُ
الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم کے آگے
اتنا ہے جسقدر اس چڑیا نے دریا سے پانی اٹھایا پھر باقی حدیث بنحوہ ذکر کی بخاری کا لفظ یعلی بن مسلم و عمرو بن دینار
سے یہی کہ ان دونوں نے سعید بن جبیر سے یوں روایت کیا ہے اور ایک نے دوسرے پر زیادت کی ہے اور غیر ان
دونوں کے یوں کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ ہم پاس ابن عباس کے تھے اونکے گھر میں کہ اتنے میں انہوں نے
کہا مجھ سے کچھ پوچھو میں نے کہا اے ابا عباس جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ مجھکو اللہ آپ پر قربان کرے کوفہ میں ایک مرد
قصہ گو ہے یعنی واعظ ہے اسکو نوف کہتے ہیں وہ یہ زعم کرتا ہے کہ یہ نہیں ہیں موسیٰ بنی اسرائیل کے سو عمرو بن دینار کا لفظ یہ ہے کہ ابن عباس نے کہا کذب عدو اللہ اور یعلی
کا لفظ یہ ہے ابن عباس نے کہا حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى رَسُولُ اللهِ
ذَكَّرَ النَّاسَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاضَتِ الْعُيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلَّى فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللهِ
هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَى اللهِ قِيلَ بَلَى قَالَ أَيْ رَبِّ
وَأَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِي عَلَمًا أَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهِ قَالَ عَمْرٌو حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ
وَقَالَ يَعْلَى خُذْ حُوتًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أُكَلِّفُكَ
إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحُوتُ قَالَ مَا كَلَّفْتَ كَثِيرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ
يُوشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرْيَانَ إِذْ تَضَرَّبَ
الْحُوتُ وَمُوسَى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا أُوقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَضَرَّبَ الْحُوتُ
حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتَّى كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِي عَمْرٌو هٰكَذَا
كَأَنَّ أَثَرَهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا قَالَ لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ
وَقَدْ قَطَعَ اللهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هٰذِهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا
قَالَ قَالَ عُثْمَانُ عَلَى طِنْفِسَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى كَبِدِ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ قَدْ جَعَلَ
طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ فِي رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ هَلْ
بِأَرْضِي مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ
قَالَ جِئْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ

يا موسى إن لي علما لا ينبغي لك أن تعلمه وإن لك علما لا ينبغي لي أن أعلمه فأخذ طائر بمنقاره
من البحر فقال والله ما علمي وما علمك في جنب علم الله إلا كما أخذ هذا الطائر بمنقاره من
البحر حتى إذا ركبا في السفينة وجدا معابر صغارا تحمل أهل هذا الساحل إلى أهل الساحل
الآخر عرفوه فقالوا عبد الله الصالح قال قلنا لسعيد بن جبير خضر قال نعم لا نحمله بأجر
فخرقها ووتد فيها وتدا قال موسى أخرقتها لتغرق أهلها لقد جئت شيئا إمرا قال مجاهد
منكرا قال ألم أقل إنك لن تستطيع معي صبرا كانت الأولى نسيانا والثانية شرطا والثالثة
عمدا قال لا تؤاخذني بما نسيت ولا ترهقني من أمري عسرا فانطلقا حتى إذا لقيا غلاما فقتله
قال يعلى قال سعيد وجد غلمانا يلعبون فأخذ غلاما كافرا ظريفا فأضجعه ثم ذبحه
بالسكين فقال أقتلت نفسا زكية لم تعمل الحنث ابن عباس قرأها زكية زاكية مسلمة
كقولك غلاما زكيا فانطلقا فوجدا فيها جدارا يريد أن ينقض فأقامه قال بيده هكذا
ورفع يده فاستقام قال لو شئت لاتخذت عليه أجرا قال يعلى حسبت أن سعيدا قال فمسحه
بيده فاستقام قال لو شئت لاتخذت عليه أجرا قال سعيد أجرا نأكله وكان وراءهم ملك
وكان أمامهم قرأها ابن عباس أمامهم ملك يزعمون عن غير سعيد أنه هدد بن
بدد والغلام المقتول اسمه يزعمون حيسور ملك يأخذ كل سفينة غصبا فأردت
إذا هي مرت به أن يدعها بعيبها فإذا جاوزوا أصلحوها فانتفعوا بها ومنهم من يقول سدوها
بقارورة ومنهم من يقول بالقار كان أبواه مؤمنين وكان كافرا فخشينا أن يرهقهما طغيانا وكفرا أن يحملهما حبه
على أن يتابعاه على دينه فأردنا أن يبدلهما ربهما خيرا منه زكاة كقوله أقتلت نفسا
زكية وقوله أقرب رحما هما به أرحم منهما بالأول الذي قتل خضر وزعم غير سعيد
ابن جبير أنهما أبدلا جارية وأما داود بن أبي عاصم فقال عن غير واحد إنها جارية ابن
عباس نے کہا موسے علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خطبہ سنایا کہا مجھ سے زیادہ کوئی عالم بامر و بعلم اللہ نہیں ہے
پھر ان کو حکم ہوا اس شخص سے ملاقات کریں پھر کم و بیشی کے ساتھ مثل روایت متقدمہ کے بیان کیا واللہ اعلم
رواہ عبد الرزاق سعید بن جبیر کہتے ہیں میں پاس ابن عباس کے بیٹھا تھا انکے پاس کچھ نفر اہل کتاب کے
تھے بعض نے کہا اے ابا العباس نوف پسر زن کعب کو یہ اعتقاد ہے کہ کعب نے کہا ہے کہ موسی علیہ السلام نبی جو

جو طلب علم مین نکلے تھے موسی بن میشا تھے سعید نے کہا ابن عباس بولے کیا نوف یون کہتا ہے اے
سعید مینے کہا ہان مین نے نوف کو کہتے سنا ہون یہی کہتا ہے کہا تو نے سنا سعید نے کہا ہان کہا نوف نے جھوٹ کہا مجھے ابی بن
کعب نے حدیث کہی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ موسی بنی اسرائیل نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اے رب اگر تیرے بندون
مین کوئی مجھہ سے زیادہ عالم ہو تو مجھے اسکو بتا فرمایا ہان میرے بندون مین ایسا شخص ہے جو اعلم تر ہے تجھہ سے پھر اسکی
جگہہ بتائی اور ملاقات کا اذن دیا موسی علیہ السلام نکلے اونکی ہمراہ انکا جوان تہا اور جوان کے ساتھہ ایک مچھلی نمکین تھی
اُنسے کہا گیا کہ جب یہ مچھلی کسی جگہہ جی اٹھے تو اسی جگہہ وہ شخص ہوگا اور تو اپنی حاجت پالیگا موسی علیہ السلام مع جوان
نکلے اور وہ دونو مچھلی کے حامل تھے اتنا چلے کہ تہک گئے صخرہ تک پہونچے اور اس پانی پر آئے وہ آب حیات تہا جو کوئی
اسکو پیتا وہ ہمیشہ رہتا اور کوئی شے مردہ اس سے نزدیک ہوتی لیکن زندہ ہو جاتی جب وہ دونو اترے اور مچھلی
کو پانی لگا وہ جی اٹھی اور دریا مین اسنے بطور سرنگ ایک راہ پکڑی یہ دونو آگے چلے جب اسجگہہ سے تجاوز کیا موسے علیہ
السلام نے اپنے جوان سے کہا ہمارا کہانا لاؤ ہم نے اس سفر سے تکلیف پائی جوان نے کہا تمہین یاد ہوگا کہ جب
پاس صخرے کے ٹہیرے تھے تب مین مچھلی کا ذکر کرنا بہول گیا مجھے شیطان نے اسکا ذکر کرنا بہلا دیا اور وہ عجب طرح پر
دریا مین راہ نکالکر چلدی ابن عباس کہتے ہین موسے علیہ السلام صخرے پر ظاہر ہوئے اور یہ دونو اس تک پہونچے
وہان ایک مرد کمل مین لپٹا ہوا ملا موسے علیہ السلام نے سوال کیا اُسنے جواب دیا پھر کہا تو کس لیے آیا تجھکو تو
تیری قوم مین شغل تہا موسی علیہ السلام نے کہا اسلیے آیا ہون کہ تو مجھکو کچھہ رشد کی تعلیم کرے جو تجھکو معلوم ہے کہا تو میرے
ساتھہ صبر نکر سکیگا اور وہ ایک شخص تہا غیب دان اسکو معلوم ہو گیا تہا موسے علیہ السلام نے کہا ہان کہا جسکی تجھہ
کو خبر نہین ہے تو اس امر پر کیونکر صبر کریگا یعنے تو عارف اس حال ظاہر کا ہے علم غیب مین جانتا ہون تو اسکا محیط
نہین ہے کہا انشاء اللہ تو مجھکو صابر پائیگا اور مین کسی امر مین تیری نافرمانی نہ کرونگا اگرچہ مین کوئی امر خلاف اپنے
پاؤن کہا اچھا اگر میری پیروی کرتا ہے تو کسی شے کا سوال مجھہ سے نکرنا اگرچہ تجھکو منکر معلوم ہو جبتک کہ مین خود
ہی ذکر اسکا تجھہ سے نکرون پھر وہ دونو ساحل بحر پر چلنے لگے لوگون کے سامنے اکر التماس حمل کرتے یہانتک کہ
ایک کشتی جدید مضبوط انکے سامنے گذری کہ اس سے بہتر کوئی ناؤ انکے سامنے سے نہ نکلی تہی اور نہ اجمل و اوثق
تر اس سے کشتی کا گذر ہوا تہا ان دونون نے کہا ہم کو سوار کرا لو کشتی والون نے انکو ناؤ پر لا دیا جب آرام سے یہ دونو
اسمین بیٹھ گئے اور ناؤ انکو مع اپنے لوگون کے لیکر چلی خضر علیہ السلام نے ایک منقار دطرفہ اپنے پاس سے
نکالا پھر ناؤ کے ایک ناحیہ کو منقار سے پہاڑا پھر ایک تختہ لیکر اسپر لگایا پھر اسپہ بیٹھے اسکو اٹھانے لگے موسیٰ

علیہ السلام نے یہ امر ہولناک دیکہکر کہا تو نے اسکو پہاڑ ڈالا کہ ناؤ والے ڈوب جاوین تو نے یہ ایک امر منکر کیا کہا
مین نے تجہہ سے نہ کہا تہا کہ تو میرے ساتہہ نہ رہ سکیگا کہا میری بہول کو مت پکڑ یعنے ترک عہد پر اور مجہکو میرے کام مین
مشکل نہ ڈال پہر دونو ناؤ سے نکل کر چلے ایک گاؤن والون کے پاس سے وہان کچہہ لڑکے کہیل رہے تہے ان مین
ایک لڑکا تہا کہ دنیا خلایق او لڑکا نہ تہا اور نہ اس سے زیادہ کوئی با قوت و چمکدار یعنے جمیل خضر علیہ السلام نے
اپنے ہاتہہ سے اسکو پکڑا اور ایک پتہر لیکر اسکا سر کچلا اور اسکو مار ڈالا موسے علیہ السلام نے یہ امر قبیح دیکہا ان کو
صبر نہ ہوا کہ ایک لڑکے خرد سال بےگناہ کو مار ڈالا کہا تو نے ایک نفس زکیہ یعنے صغیرہ کو بغیر نفس کے مار ڈالا تو نے
یہ برا کام کیا کہا مین نے تجہہ سے نہ کہا تہا کہ تو میرے ساتہہ ٹہیر نہ سکیگا کہا اگر بعد اسکے پہر مین تجہہ سے کچہہ پوچہون
اور کہون تو پہر تو میرے ساتہہ نہ رہنا مین نے اپنا عذر تجہہ سے بیان کر دیا پہر دونون چلے ایک گاؤن والون کے
پاس آئے انسے کہانا مانگا انہون نے انکی مہمانی کرنے سے انکار کیا وہان ایک دیوار پائی وہ گرنے کو تہی
اسکو گرا کر بنیاد سے بنانے لگے موسی علیہ السلام دلتنگ ہوئے کہ یہ کیا تکلیف کا کام کرتے ہین جسپہ صبر نہین ہوسکتا
اس دیوار کو کہڑا کیا سو موسے علیہ السلام نے کہا تو چاہتا تو اس کام کی مزدوری لیتا یعنے ہمنے تو انسے کہانا مانگا تہا
انہون نے نہ کہلایا مہمانی چاہی وہ بہی نہ کی پہر تو بیٹہہ کر مفت مین انکا کام کرنے لگا اگر چاہتا تو یہ اس کام کی
مزدوری دیتے خضر علیہ السلام نے کہا یہ جدائی ہے درمیان میرے اور تیرے مین تجہکو بتائے دیتا ہون وہ چیز
جسپر تجہسے صبر نہ ہوسکا یہ ناؤ مسکین کی تہی جو دریا مین ملاحی کرتے تہے مین نے چاہا کہ اس ناؤ کو عیب دار کر دون کیونکہ
انکے آگے ایک پادشاہ ہے جو ہر ناؤ کو بطور غصب کے پکڑ لیتا ہے ابی بن کعب کی قرات کُلَّ سَفِیْنَۃٍ صَالِحَۃٍ
ہے یعنے اسمین عیب لگایا تا کہ وہ بادشاہ اس ناؤ کو نہ پکڑے اور عیب دیکہکر ناؤ بچ جائے اور اس لڑکے کی مان
باپ ایماندار تہے ہم ڈرے کہ انکو یہ لڑکا زبردستی و کفر کرکے کہین عاجز کرے اس لیے ہمنے چاہا کہ بدل دے
انکو رب انکا بہتر اس سے ستہرائی مین اور لگاؤ رکہتا محبت مین اور یہ دیوار دو یتیم لڑکون کی تہی شہر مین اس
دیوار کے نیچے انکا مال گڑا تہا اور ان دونون کا باپ نیک مرد تہا تیرے رب نے چاہا کہ یہ پہونچین اپنے زور کو اور
نکالین اپنا خزانہ مہربانی سے تیرے رب کی مین نے یہ کام کچہہ اپنے حکم سے نہین کیا ہے یہ پہیر ہے ان چیزون
کا جسپر تو نہ ٹہیر سکا ابن عباس کہتے تہے مَاکَانَ الْکَنْزُ اِلَّا عِلْمًا وہ کنز تو علم ہی تہا عوفی نے ابن عباس سے
نقل کیا ہے کہ جب موسی علیہ السلام اور انکی قوم مصر پر غالب ہوئے تو قوم مصر مین اتری جب گہر مستقر ہوگیا اللہ
نے وحی نازل کی کہ اے موسی تو انکو یاد دہی کر اللہ کے ایام کی موسی علیہ السلام نے خطبہ پڑہا اور جو خیر و نعمت اللہ نے

اُن کی قوم کو دی تھی وہ یاد دلائی اور ذکر نجات پانیکا آل فرعون سے اور ذکر ہلاک دشمن کا اور انکے خلیفہ کرنے کا زمین مین کیا اور کہا اللہ نے تمہارے نبی سے بات چیت کی اور مجھکو اپنے لیے چن لیا اور مجھپر اپنی محبت نازل کی اور جو کچھ تم نے مانگا دہ تم کو عطا کیا سو تمہارا نبی افضل ارض ہے اور تم توراۃ پڑھتے ہو غرضکہ ایسی کوئی نعمت نہ تھی جو اللہ نے انپر کی تھی مگر موسے علیہ السلام نے وہ نعمت اپنی قوم کو یاد دلائی اور پہنچوائی ایک مرد نے بنی اسرائیل مین سے کہا یہ لوگ اسی طرح ہین سے نبی خدا ہم نے پہچانا جو تم نے کہا بہلا روئے زمین پر تم سے بہی زیادہ کوئی عالم ہے ای پیغمبر خدا کہا نہین اللہ نے جبرئیل عم کو پاس موسے علیہ السلام کے بہیجا اور کہا اللہ تعالی فرماتا ہے تو کیا جانتا ہے کہ مین اپنا علم کہان رکہتا ہون ہان کنارۂ بحر پر ایک مرد ہے وہ تجہہ سے عالم ہے ابن عباس نے کہا وہ خضر علیہ السلام تھے موسی علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا مجھے اس شخص سے ملا دے مین اسکو دیکہون پس نے وحی کی کہ تو دریا پر جا وہان کنارۂ بحر پہ ایک مچھلی پائیگا اسکو پکڑ کر حوالہ اپنے جوان کے کر پہر دریا کے کنارے کو پکڑے رہ جب تو مچھلی کو بہول جائے اور تیرے پاس سے چلی جائے وہین تو اس عبد صالح کو جسکو تو طلب کرتا ہے پائیگا جب سفر موسی علیہ السلام نبی اللہ کا دراز ہوا اور تہک گئے جوان سے مچھلی مانگی جوان نے جو اُن کا ایک غلام تہا کہا تو نے دیکھا ہوگا کہ جب ہم صخرے کی پاس ٹہرے تہے تب مین مچھلی کو بہول گیا مجھکو اس کا ذکر کرنا نہین بہلایا مگر شیطان نے پہر جوان نے کہا مینے مچھلی کو دیکھا کہ اسنے بطور سرنگ کے دریا مین ایک رستہ پکڑا موسی علیہ السلام نے تعجب کیا اور واپس پہرے صخرے کے پاس آئے مچھلی پانی وہ دریا مین چلتی پہرتی تہے اور موسی علیہ السلام اوسکے پیچھے لگے اور اپنی لاٹہی سے پانی ہٹاتے تہے تاکہ مچھلی کے پیچھے جائین وہ مچھلی جس پانی پر چلتی اسجگہہ کا دریا سوکہتا جاتا تہا یہانتک کہ پتہر بنتا جاتا نبی اللہ تعجب کرتے تہے یہانتک کہ وہ مچھلی انکو ایک جزیرے مین جزائر بحر سے لے گئے وہان خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہون نے انپر سلام کیا خضر علیہ السلام نے کہا وعلیک السلام اور اس زمین مین سلام کہان ہے اور تو کون ہے کہا مین موسی ہون خضر علیہ السلام نے کہا صاحب بنی اسرائیل پہر مرحبا کہا اور پوچہا کیسے آئے کہا تیرے پاس اس لیے آیا ہون کہ جو علم تجھکو ہے اس مین سے کچھہ رشد مجھکو بہی سکھا دو کہا تو میرے ساتہہ صبر نکریگا کہا تو مجھکو اگر خدا نے چاہا تو صابر پائیگا مین کسی بات مین تیری نافرمانی نہ کرونگا خضر علیہ السلام اُن کو اپنے ہمراہ لیکر چلے اور کہدیا کہ مین جو کچھہ کرون تو مجھسے اسکا سوال نکرنا جب تک کہ مین خود ہی حال اُس امر کا تجہسے بیان نہ کرون عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کہتے ہین کہ ابن عباس اور حر بن قیس بن حصن فزاری مین جھگڑا ہوا دربارۂ صاحب موسی ابن عباس نے کہا خضر علیہ السلام تہے اتنے مین ابی بن کعب کا گذر ان دونو پر ہوا ابن عباس

نے اونکو بلایا اور کہا میرے اپنے اس بارے جہگڑا کیا ہے صاحب موسی علیہ السلام مین جنہون نے سوال ملاقات کا
کیا تہا تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچہ حال انکا سنا ہے کہا مینے سنا ہے فرماتے تہے کہ موسی علیہ السلام درمیان
ملا بنی اسرائیل کے تہے کہ اتنے مین ایک مرد آیا اوسنے کہا تم جانتے ہو ایسے کسی شخص کو جو تم سے زیادہ اعلم ہو کہا نہین
تب اللہ نے موسی علیہ السلام کو وحی کی کہ ہمارا ایک بندہ خضر ہے موسی علیہ السلام نے سوال کیا کہ اونکی ملاقات کا کیا طریقہ
ہے اللہ نے مچہلی کو نشان ٹہیرایا اور کہا گیا کہ جب تو مچہلی کو گم کردے تو واپس پہر تو اسکو ملیگا موسی علیہ السلام اثر حوت
پہر دریا مین چلے جوان موسی نے موسی علیہ السلام سے کہا تو نے دیکہا ہوگا کہ جب ہم نے پاس صخرہ کے جگہہ پکڑی
تہی تو مین مچہلی کو بہول گیا تہا موسی علیہ السلام نے کہا اسی کو تو ہم تلاش کرتے تہے پہر وہ دونو اپنے نشان قدم پر پہرے
اور ہمارے بندے خضر کو پایا انکا قصہ وہی ہے جو اللہ نے اپنی کتاب مین بیان کیا ہے انتہی یہ روایات ابن کثیر نے
اسی جگہہ زیر آیت باب لکہی ہین اگر ذکر انکا بعد آخر آیت قصہ خضر ہوتا تو الصق بمقام تہا کیونکہ ان روایات مین وہ
مطلب بہی مذکور ہوا ہے جسکا تعلق مابعد آیت باب سے ہے لیکن نظر و مصلحت ہر مفسر جدا ہوتی ہے فتح البیان مین
کہا ہے وجہ ذکر کرنے اس قصہ کی اس سورت مین یہ ہے کہ جب یہود نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قصہ اصحاب کہف
کا پوچہا اور کہا کہ اگر وہ اس قصہ کی تمکو خبر دے تو جانو کہ نبی ہے والا فلا پس اللہ تعالی نے قصہ موسی خضر علیہ السلام کا
بہی بطور تنبیہ کے اس بات پر ذکر کیا کہ نبی کو کچہ یہ ضرور نہین ہے کہ وہ ساری قصص و اخبار کا عالم ہو اہل علم کا اس بات
پر اتفاق ہے کہ یہ موسی صاحب خضر وہی موسی بن عمران سبط لاوی بن یعقوب سے ہین کرخی نے کہا یہی اصح ہے
ابن عباس بہی اسی کے قائل ہین جمہور علماء بہی اسی پر ہین اہل تاریخ کا بہی یہی قول ہے قرآن مین سوا انکے کسی اور
موسی کا ذکر نہین آیا ہے ایک فرقے نے جن مین نوف بکالی ہے یہ کہا ہے کہ یہ موسے بن عمران نہین تہے
بلکہ موسی ابن منشی بن یوسف بن یعقوب علیہما السلام تہا وہ بہی نبی تہے موسی ابن عمران سے پہلے اور یہ قول باطل ہے سلف
صحابہ و من بعدہم نے انکار کیا ہے چنانچہ رد مذکور ابن عباس وغیرہ سے صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے اگر
کوئی اور شخص مراد ہوتا تو تعریف اسکی ایسی صفت کے ساتہہ جس سے ہر دو موسے مین امتیاز حاصل ہو اور
شبہہ دور واجب ہوتی لیکن جبکہ کسی صفت سے تمیز نہ دیا تو معلوم ہوا کہ یہ موسی بن عمران تہے اور فتے سے مراد
یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف ہین اور بعض نے کہا برادر یوشع اور بعض نے کہا موسی علیہ السلام کا غلام
بدلیل حدیث صحیح لا یقل احدکم عبدی وامتی ولیقل فتای وفتاتی نہ کہے ایک تمہارا میرا عبد اور
میری امۃ ولیکن کہے میرا غلام اور میری لونڈی لیکن اول اولی واصح ہے اور اللہ نے اس جوان کو بعد موسے کے

کے پیچھے کر دیا تھا واحدی نے کہا اسپر اجماع ہے کہ وہ یوشع بن نون تھے انکا ذکر سورۂ مائدہ اور آخر سورۂ یوسف میں گزر
چکا ہے اور جس نے کہا کہ وہ موسیٰ بن میشے تھے اسکی کہا کہ یہ جوان یوشع بن نون تھے فراء نے کہا اس شخص کا نام فتے
موسے لیا اسلیے کہ ہمراہ موسیٰ علیہ السلام کے رہتا تھا اور انسے علم اخذ کرتا تھا اور انکی خدمت بجالاتا اور موسے کا
بھانجا تھا غرضکہ موسیٰ علیہ السلام نے اس جوان سے کہا کہ میں نہ ٹلونگا یہانتک کہ مجمع البحرین پہ پہونچ لیے جس جگہہ
دو دریا باہم ملے ہیں کہتے ہیں کہ مراد بحرین سے بحر فارس و روم ہے اور یہ دونو طرف مشرق و مغرب کے ہیں قال
قتادۃ محمد بن کعب نے کہا بحر اردن و بحر قلزم ہے بعض نے کہا طنجہ میں ہے اور بعض نے کہا افریقیہ میں اور بعض نے
کہا یہ ملتقے نزدیک بحر محیط کے ہی اور یہ قول کہ مراد بحرین سے موسیٰ و خضر علیہما السلام ہیں سخت ضعیف ہے اور
ابن عباس رض سے ثابت نہیں ہے حقب سے مراد زمان طویل ہے سبب اس عزم سیر کا موسیٰ علیہ السلام سے
یہ ہوا کہ انسے پوچھا تھا کہ اعلم الناس کون ہے کہا میں ہوں اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ ایک بندہ میرا مجمع البحرین
میں ہے وہ تجھسے زیادہ علم رکھتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام اور انکا جوان مجمع بحرین پر پہونچے تو مچھلی کو بھول
گئے مفسرین نے کہا وہ مچھلی نمکین دریدہ دہن اندر زنبیل کے تھی جب ہو کہ نگلتی تو اسی میں سے کہاتے
اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کو ایک امارت مقرر کیا تھا وجدان مطلوب پر معنے یہ ہوئے کہ ان دونوں نے کچھ خبر مچھلی
کی نہ کہی یہ نسیان اس جوان سے ہوا تھا اسلیے خبرگیری مچھلی کی اسکے سپرد تھی موسیٰ علیہ السلام نے جوان سے
کہدیا تھا کہ جب وہ گم ہو جائے خبر کر دینا لیکن نسبت نسیان کی دونو کی طرف کی اسلیے کہ دونو نے اس مچھلی کو
زاد سفر کیا تھا عباس مچھلی کا ساحل پھر پر کہا اس نے مکتل میں سے نکلکر دریا میں رستہ پکڑا سرب کہتے ہیں
اس سوراخ کو جو زمین میں حیوانات اپنے رہنے کو کر لیتے ہیں فراء نے کہا جب وہ مچھلی دریا میں جا گری وہ جگہہ
جدہر سے وہ گئی تھی خشک ہوکر رہگئی جیسے سرب جب آگے بڑہکر موسیٰ علیہ السلام نے کہانا مانگا اور کہا ہم اس سفر
میں تہک گئے تب جوان نے اپنا نسیان بیان کیا اور کہا صخرہ کے پاس وہ اچہل کر پانی میں چلی گئی اور شیطان نے مجھکو بہلا دیا
کہ میں اسکا ذکر تم سے کرتا اسکا پانی میں جانا ایک طرح عجیب ٹہرا کیونکہ ایک شق اس مچھلی کی کہا چکے تھے اور وہ مردہ نمکین بند
ہوکر چلی گئی اور اسجگہہ پانی بہنے سے بند ہوگیا کتاب طبری میں ہے کہ وہ مچھلی بہرے پس لائی گئی آدہا دہڑ اور ایک آنکھ
تھی اور شق دیگر میں کچھ نہ تھا ایک چہلکا تھا پتلا اسکے نیچے خار تھے گوشت نہ تھا موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم
اسی جگہہ کو تو ڈہونڈہتے تھے وہ شخص اسی جگہہ تھا پہر اسی راہ پر پہرے اپنے پاؤں کی نشانیوں پر وہاں
اس بندہ کو پایا وہ بندہ قول جمہور مفسرین میں خضر تھا احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہیں جس نے یہ کہا کہ وہ بندہ

کوئی اور عالم تھا نہ خضر اسکا قول معتد بہ نہیں ہے کسی نے کہا ایک فرشتہ تھا منجملہ ملائکہ کے اسکا نام خضر تھا وہ جسجگہ نماز پڑھتا وہ جگہہ سرسبز ہو جاتی قالہ مجاہد کسی نے کہا اسکا نام بلیا بن ملکان تھا نسل نوح علیہ السلام سے ہے ابن عباس نے کہا خضر ابن آدم ہین صلب آدم سے انکی اجل مین تاخیر کی گئی ہے یہانتک کہ دجال کی تکذیب کرین مگر اسمین نکارت ہے کسی نے کہا بنی اسرائیل مین سے تہے کسی نے کہا ابناء ملوک مین سے ترک دنیا کرکے زہد اختیار کیا تھا۔ بخاری مین ابوہریرہ سے رفعًا آیا ہے کہ اونکا نام خضر اسلیے ہوا کہ وہ ایک خشک گھاس پر بیٹھے تہے وہ انکے نیچے سرسبز ہو کر جنبش کرنے لگی یہ انکا لقب ہے اور کنیت ابو العباس ہے اللہ نے کہا ہم نے اسکو اپنے پاس سے رحمت دی یعنی نبوت و ہدایت یا نعمت ولایت اکثر اسی طرف ہین جمہور علما کہتے ہین کہ خضر علیہ السلام زندہ ہین قیامت تک اسلیے کہ انہون نے آب حیات پیا ہے اور راجح مذہب اہلحدیث یہی ہے کہ وہ زندہ نہین ہین شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الرد علے المنطقیین مین کہا ہے کہ بعض ملاحدہ متصوفہ کو یہ اعتقاد ہے کہ ارسطو خضر موسی علیہ السلام تھا یہ قول ان کا کذب بارد ظاہر ہے قول صواب یہ ہے خضر مر چکے ہین قبل اسکے ایک زمان دراز مین اور جو لوگ کہتے ہین کہ وہ زندہ ہین جیسے بعض عباد اور بعض عامہ اور بہت سے یہود و نصاریٰ وہ بلاشک غلطی مین پڑے ہین سبب غلطی کا یہ ہے کہ وہ بعض اماکن منقطعہ وغیرہ مین بعض زہاد کو دیکھتے ہین وہ کہتا ہے کہ مین خضر ہون حالانکہ وہ ایک شیطان ہوتا ہے صورت مین آدمی کے ہم نے وقائع کثیرہ مین اسی طرح معلوم کیا ہے یہانتک کہ اس مکان مین جہان ہم نے یہ لکھا ہے نزدیک ربوہ دمشق کے ایک شخص نے درمیان دوپہار دن کے ایک مرد کی صورت دیکھی کہ اسنے دامین جبلین کے پر کرلیا تھا اور قد اسکا پہاڑ کی چوٹی تک پہونچا تھا اسنے کہا مین خضر ہون اور مین نقیب الاولیا ہون اور دیکھنے والے سے کہا کہ تو ایک مرد صالح اور ولی اللہ ہے اور اپنا ہاتھ ایک فاسق کی طرف جسکو ایک مکان مین پہچانا تھا اور وہ اسکے لینے کو جاتا تھا بڑھایا اور اشارہ کردیا حالانکہ اسجگہہ سے اسجگہہ تک فاصلہ ایک میل کا تھا ایسی حکایتین بہت ہین اور جس شخص نے کہا ہے کہ مینے خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے اور وہ شخص سچا ہے تو اسکے جی مین دیکھنے کا خیال بندہ گیا اور مظنون نفس کو اسنے خارج مین گمان کیا جسطرح کہ اکثر ارباب ریاضات کو اسطرح کا واقعہ ہوتا ہے یا وہ کوئی جن ہوتا ہے کہ صورت انسان مین ظاہر ہو کر اس شخص کا گمراہ کرنا چاہتا ہے اور یہ اکثر ہوا کرتا ہے ہمکو یہ حال بہت کثرت سے معلوم ہے جسکا بیان اسجگہہ طول رکھتا ہے یا کسی ایسے کو دیکھ کر گمان کیا کہ وہ خضر ہے اور گمان مین غلطی ہوئی پھر اگر اس جنی یا انسی نے یہ کہا کہ مین خضر ہون تو وہ جھوٹھ بولا اس لیے کہ یہ صدق ان اقسام ثلثہ سے خارج نہین ہوتا ہے رہی احادیث سو وہ بہت ہین ولہذا کسی صحابی سے

سے منقول نہین ہے کہ اُنسے خضر علیہ السلام کو دیکھا ہو اور نہ خضر سے کسی کی ملاقات ہوئی کیونکہ صحابہ علم و ایمان
مین بڑے کامل و قوی تہے بنسبت اپنے غیر کے شیطان انکو دہوکا نہین دے سکتا تہا جسطرح کہ اکثر عباد کو اسنے دہوکا
دیاہے اسی جگہہ سے بہت کفار یہود نصارے مین انکے پاس کوئی ایسا شخص آتا ہے جسکو وہ خضر گمان کرتے ہین اور
انکے کنائس مین حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے اسنے ذکر اشیا کا کرتا ہے حالانکہ وہ کوئی شیطان ہوتا ہے جو انکو گمراہ کرنے کو
آتا ہے خضر علیہ السلام اگر زندہ ہوتے تو اُنپر واجب تہا کہ پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آتے اور ایمان لاتے اور آپ
کے ہمراہ جہاد کرتے جسطرح کہ اللہ نے انبیاء سے میثاق لیا ہے کما قال تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ
لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ
اور جب لیا اللہ نے قرار نبیون کا کہ جو کچہہ مینے تمکو دیا کتاب اور حکمت پہر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے
پاس والی کو تو اسپر ایمان لاؤگے اور اسکی مدد کروگے خضر علیہ السلام نے ایک قوم عوام من الناس کا سفینہ درست کر دیا تہا وہ درمیان
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحاب کے کسطرح نہ ہوتے اگر وہ نبی تہے تو ہمارے نبی انسے افضل ہین اور اگر نبی نہ
تہے تو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما انسے افضل ہین وہذا مبسوط فی موضعہ انتہی بقیہ کلام اس مدعا پر آخر قصہ مین انشاء
اللہ تعالیٰ آئیگا اللہ تعالیٰ نے کہا ہمنے خضر کو اپنے پاس سے علم غیب سکہایا تہا یہ اس علم کی تفخیم و تعظیم شان ہے
زجاج نے کہا موسیٰ علیہ السلام اجلۂ انبیا مین سے تہے انہون نے جو طلب علم مین حلت کی یہ دلیل ہے اسبات
پر کہ کسی شخص کو نہ چاہیے کہ طلب علم کو ترک کرے اگرچہ نہایت علم کو کیون نہ پہونچ گیا ہو اور جو شخص اس سے زیادہ
اعلم ہو اسکے سامنے خاکساری کرے پہر اللہ تعالیٰ نے وہ قصہ بیان کیا جو درمیان موسیٰ و خضر علیہما السلام کے گذرا

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝

ع ١١ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ کہا اسکو موسیٰ نے کہے تو تیرے
ساتہہ ہون اسپر کہ مجہکو سکہا دے کچہہ جو تجہکو سکہائی ہے بہلی راہ بولا تو نہ سکے گا میرے ساتہہ ٹہیرنا اور کیونکر
ٹہیرے دیکہکر ایک چیز جو تیرے قابو مین نہین اسکی سمجہہ کہا تو پاوے گا اگر اللہ نے چاہا مجہکو ٹہیرنے والا
اور نہ ٹالونگا تیرا کوئی حکم بولا پہر اگر میرے ساتہہ رہتا ہے تو مت پوچہہ مجہسے کوئی چیز جب تک مین شروع نہ کرون
تیرے آگے اسکا مذکور ف اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا خضر سے ذکر کیا یہ ایک مرد عالم تہے اللہ نے
انکو ایک ایسے علم کے ساتہہ خاص کیا تہا جسپر موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع نہ تہی جسطرح کہ موسیٰ کو ایک علم دیا تہا

جو خضر کو نہین دیا تھا موسی علیہ السلام نے خضر سے سوال قطعی کیا نہ سوال ان امور کا جیسا متعلم کو عالم سے اسی طرح کا سوال
کرنا زیبا ہوتا ہے اتباع سے مراد صحبت و رفاقت ہے تعلم رشد یعنے علم نافع و عمل صالح پر خضر علیہ السلام نے کہا مجھکو
میری مصاحبت پر صبر نہ ہوگا کیونکہ تو ایسے افعال کو مجھ سے دیکھیگا جو خلاف تیری شریعت کے ہونگے کیونکہ
مجھکو ایک علم ہے اللہ کے علم مین سے جو اللہ تعالی نے تجھکو نہین سکھایا اور تجھکو ایک علم ہے اللہ کے علم مین سے
جو اللہ تعالی نے مجھکو نہین سکھایا ہم مین ہر ایک مکلف ہے ساتھ بعض امور کے طرف سے اللہ تعالی کے جاو سکے
صاحب کو نہین ہے اور تجھکو قدرت میری صحبت پر نہ ہوگی اور جس بات کی تجھکو سری ہی سے خبر نہین ہے بہلا تو اس
امر پر کسطرح صبر کریگا مین جانتا ہون کہ تو جلد مجھپر انکار کریگا اور تو اس انکار مین معذور ہوگا لیکن تجھکو اس امر کی حکمت
و مصلحت باطنہ پر اطلاع نہین ہے اور مجھکو اسپر آگاہی ہے موسی علیہ السلام نے کہا مین جن امور کو تجھ سے دیکھونگا
انپر شکیبا ہونگا اور کسی شے مین تیری مخالفت نکرونگا تب خضر نے موسی علیہ السلام سے یہ شرط کی کہ اچھا اگر تو میرے
ساتھ رہے تو پہر کسی شے کا سوال ابتداءً نہ کرنا جب تک کہ خود مین ہی تجھکو اس بات پر خبر نہ دون قبل تیرے سوال کے ابن
جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ موسی علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اے رب کون بندہ
تیرا تجھکو زیادہ دوست ہے فرمایا اَلَّذِیْ یَذْکُرُنِیْ وَلَا یَنْسَانِیْ یعنے وہ شخص جو مجھکو یاد کرتا ہے اور بہولتا نہین کہا
اے رب کونسا بندہ تیرا بڑا قاضی ہے فرمایا اَلَّذِیْ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَلَا یَتَّبِعُ الْهَوٰی یعنے وہ آدمی جو حکم کرتا
ہے حق سے اور خواہش نفس کا پیرو نہین ہے کہا اے رب کونسا بندہ تیرا بڑا عالم ہے کہا اَلَّذِیْ یَبْتَغِیْ عِلْمَ
النَّاسِ اِلٰی عِلْمِهٖ عَسٰی اَنْ یُّصِیْبَ کَلِمَةً تَهْدِیْهِ اِلٰی هُدًی اَوْ تَرُدُّهٗ عَنِ الرَّدٰی کہا وہ شخص جو لوگون
کا علم اپنے علم کی طرف جستجو کرتا ہے قریب ہے کہ کوئی ایسا کلمہ پائے جو اسکو ہدایت کرے یا اسکو ہلاک سے پہیر دے
کہا اے رب کیا تیری زمین مین کوئی شخص مجھ سے زیادہ عالم ہے کہا ہان کہا وہ کون ہے کہا خضر ہے کہا مین
اسکو کہان تلاش کرون فرمایا ساحل پر نزدیک صخرہ کے جسکے پاس سے مچھلی نکل جائے موسی علیہ السلام اس شخص
کے جستجو مین نکلے یہانتک وہ حال گذرا جو اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے اور موسی علیہ السلام صخرہ تک پہونچے اور
ہر ایک نے اپنے صاحب پر سلام کیا موسی علیہ السلام نے خضر سے کہا مین چاہتا ہون کہ تیرے ساتھ رہون کہا تو میرے
ساتھ نہین رہ سکتا ہے کہا رہ سکتا ہون کہا اگر تو میرے ساتھ رہ سکتا ہے تو مجھسے کسی چیز کو نہ پوچھنا جب تک
مین خود ہی اسکا ذکر تجھ سے نکرون پہر انکے ساتھ دریا مین چلے حتی کہ مجمع بحور تک پہونچے دریا مین کوئی جگہ
وہان سے زیادہ پانی مین نہ تہی اللہ تعالی نے ایک خطاف بہیجا وہ اپنی چونچ سے پانی پینے لگا خضر نے

موسی علیہ السلام سے کہا تو دیکھتا ہے کہ اس خطاف نے کتنا پانی کم کیا کہا بہت ہی کم پانی گھٹا یا کہا ای موسیٰ مانقص علمی وعلمک فی علم اللہ الا کقدر ما استقی ہذا الخطاف من ہذا الماء یعنے میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم مین بقدر اس پانی کے ہے جو خطاف نے پیا یعنے ایک قطرہ مقابلے مین بحر اعظم کے موسی علیہ السلام نے اپنے جی مین کہا تہا کہ مجہسے زیادہ کوئی اعلم نہین ہے یا زبان سے کہا تہا اسی وجہسے انکو حکم ہوا کہ وہ پاس خضر کے جائین پہر ساری حدیث خرق سفینہ کی اور قتل غلام و اصلاح دیوار کی بیان کی یہ تفسیر ہے انکی اس آیہ کے لیے فتح البیان مین کہاہے یہ سوال موسی علیہ السلام مین خضر سے بملاطفت ومبالغہ ادب و تواضع مین اسلیے کہ موسی علیہ السلام نے اپنے نفس کو استعمال کیا اور اذن چاہا کہ اونکے تابع ہون اور جو علم اللہ تعالی نے انکو سکہایا ہے اسکو سیکہین اس آیت دلیل ہے اسبات پر کہ متعلم کو واجب ہے کہ تابع عالم ہو اگرچہ مراتب متفاوت ہون لیکن اسمین کچہ دلیل اس بات پر نہین ہے کہ خضر علیہ السلام افضل تہے موسی علیہ السلام سے کیونکہ کبہی ایک فاضل دوسرے فاضل سے اخذ کرتاہے اور کبہی فاضل مفضول سے لیتاہے جبکہ ایک ان مین کا مختص ہوتا ہے ساتہ ایسے علم کے جسکو وہ دوسرا نہین جانتاہے موسی علیہ السلام کا علم یہی علم شرائع و احکام و قضایا سے ظاہر تہا اور خضر علیہ السلام کا علم بعض غیب و معرفت بواطن تہا اسجگہ بعض اتوام گمراہ کے اقدام لغزش کر گئے کہنے لگے کہ ولی فاضل ہے نبی پر کیونکہ موسی علیہ السلام کو حکم ہوا کہ خضر علیہ السلام سے علم سیکہین موسی علیہ السلام نبی تہے اور خضر ولی سو یہ قول کفر جلی ہے بہر حال جب مصاحبت کی ٹہیری تو خضر نے شرط عدم سوال کی پیش کی کما تقدم اس مین ایذان ہے اسبات کا کہ جو کچہ خضر سے صادر ہوگا وہ حکمت لی غایت حمیدہ ہے یہ ایک ادب ہے متعلم و تابع کا ساتہ عالم و متبوع کے قصہ موسی علیہ السلام مع الخضر مین احادیث کثیرہ آئی ہین اتم واکمل احادیث وہ ہے جو ابن عباس سے مروی ہے لیکن اسکے بعض الفاظ مین اختلاف ہے اور کل الفاظ سعید بن جبیر سے آئے ہین اور بعض الفاظ صحیحین وغیرہما مین آئے ہین اور بعض فقط بخاری مین اور بعض فقط مسلم مین اور بعض خارج صحیحین سے اور یہ حدیث بطریق عوفی از ابن عباس ہے نزدیک ابن جریر و ابن ابی حاتم کے انکی اسناد دوسرے طریق سے بہی اتم روایات وہی ہے جو صحیحین مین سعید بن جبیر سے آئی ہے اور اوپر گذر چکی وہ اپنے غیر سے مغنی ہے اور باقی روایات سعید بن جبیر لی ابن عباس عن ابی بن کعب سے موافق اسی روایت کے معنے مین اگرچہ بعض مین الفاظ کا تفاوت ہے اسلیے کوئی فائدہ انکی اطالت ذکر مین نہین ہے اسی طرح ذکر کرنے مین روایات غیر سعید کی ہم کو

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْــٴًـا

اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ

مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝ پھر دونو چلے یہاں تک کے جب چڑھے ناؤ میں اسکو پھاڑ ڈالا موسے بولا تونے اسکو پھاڑ ڈالا کہ ڈبو دے
اسکے لوگوں کو تو نے کی ایک چیز انوکھی بولا میں نے نہ کہا تھا تو نہ سکیگا میرے ساتھ ٹھیر نا کہا مجھکو نہ پکڑ میری بھول
پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل ف جب اس ناؤ پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچانکر مفت چڑھا
لیا اس احسان کے بدلے یہ نقصان اور تعجب لگا کر کنارے کے قریب پہونچکر توڑی لوگ نہ ڈوبے توڑی یہ کہ ایک
تختہ نکال ڈالا یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خضر سے بھولکر ہوا اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا رخصت
کرنے کو لفظ شئ امر سے مراد فعل منکر ہے اور قتادہ نے کہا عجب ہے موسیٰ علیہ السلام نے اس حال کا بھولنا
کیا تھا عذر بیان کیا فتح البیان میں کہا ہے کہ موسیٰ و خضر علیہما السلام جب ساحل پر طلب سفینہ چلے تو انکے
ساتھ یوشع بھی تھے انکا ذکر اسجگہ اسلیے نہیں کیا کہ وہ تابع موسے علیہ السلام تھے اور مقصود ذکر موسے و خضر
کا ہے قشیری نے کہا اظہر یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات خضر سے ہوئی تو موسے علیہ السلام نے اپنے
جوان کو پھیر دیا بعض نے کہا کہ خضر نے ایک تختہ ناؤ کا توڑ ڈالا اور بعض نے کہا دو تختے اور بعض نے کہا دیوار
سفینہ میں رخنہ کر دیا تاکہ ناؤ عیب دار ہو جائے فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝
پھر دونو چلے یہاں تک کہ ملے ایک لڑکے سے اسکو مار ڈالا موسیٰ بولا تو نے مار ڈالا ایک جان ستھری بے بدلے
کسی جان کے تو نے کی ایک چیز نامعقول ستھری یعنے بیگناہ جب تک لڑکا بالغ نہ ہوا اسپر کچھ گناہ نہیں ایک
گاؤں پاس لڑکے کھیلتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا اور چل کھڑے ہوئے لمنتی بولا میں نے تجھکو نہ کہا تھا تو نہ
سکیگا میرے ساتھ ٹھیر نا کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اسکے پیچھے تو پھر مجھکو ساتھ نہ رکھیو تو اتار چکا
میری طرف سے الزام ف اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ایک لڑکا ہمراہ لڑکوں کے ایک گاؤں میں کھیل رہا
تھا اور وہ ان سب میں احسن و اجمل و اصفے تھا خضر نے اسکو قتل کر ڈالا کہتے ہیں اسکا سر کاٹ لیا یا پتھر سے
کچل دیا اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ سے اکھیڑ لیا واللہ اعلم موسے علیہ السلام نے یہ ماجرا دیکھکر انکار
کیا اور امر اول سے بھی اسکو سخت تر پایا اور جلدی کی اور کہا تو نے ایک نفس صغیر جسنے کوئی گناہ نہیں کیا تھا
اور نہ کوئی اثم اس سے ہوا مفت مار ڈالا بغیر کسی سند قتل کے تو نے ایک ایسا کام کیا جو کھلم کھلا منکر ہے کہا نیم

تجہسے نکہا تہا کہ تو میرے ساتہہ صبر نہین کر سکتا ہے اس مرتبہ مین شرط اول کی مدد دہی ہین تاکید کی لام وکاف
سے والہذا موسی علیہ السلام نے کہا اگر مین بعد اسکے پہر تجہہ پر اعتراض کرون تو تو مجہکو اپنے ہمراہ نہ رکہنا تو میری طرف
سکا الزام بکثرت کہ اتار چکا ابی بن کعب سے ہے ہین جب کسی کا ذکر کرتے اور اسکو دعا دیتے تو اپنے نفس سے شروع
کرتے ایک دن کہا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلٰی مُوْسٰی لَوْ لَبِثَ مَعَ صَاحِبِہٖ لَاَبْصَرَ الْعَجَبَ لٰکِنْ قَالَ
اِنْ سَاَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَھَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا رَوَاہُ ابْنُ مُطرِ بقیۃ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یعنی اللہ رحم کرے ہمپر اور موسے علیہ السلام پر اگر خضر علیہ السلام کے ساتہہ صبر کرتا تو عجب دیکہتا لیکن بولا
اگر تجہسے پوچہون کوئی چیز اسکے پیچہے پہر مجہکو ساتہہ نہ رکہیو تو اتار چکا میری طرف سے الزام فتح البیان مین کہا لڑکے
کا نام جسکو خضر نے قتل کیا شمعون تہا ذکرہ القرطبی لفظ غلام کا شامل جوان بالغ ہے جسطرح کہ شامل صغیر ہے خضر نے
اسکا کاسہ سر اکہیڑ لیا یا چہری سے ذبح کر ڈالا یا اسکا سر دیوار سے مارا یہ سب اقوال ہین اسپر موسی علیہ السلام
نے کہا تو نے ایک ایسی جان ہلاک کی جو گناہان ظاہر سے پاک تہی ابو عمر نے کہا زاکیہ وہ ہے جسنے سرے سے کوئی
گناہ نہین کیا ہے اور زکیہ وہ ہے جسنے گناہ کرکے توبہ کر ڈالی سے نکرًا بمعنی فظیع و منکر ہے جو شرع مین معروف ہو
بعض نے کہا نکر بمعنے انکر ہے یعنی یہ حرکت امر اول سے بہی بدتر ہوئی اسلیے کہ قتل کا تدارک ممکن نہین ہے بخلاف
نزع لوح سفینہ کے کہ اسکا تدارک ہو سکتا ہے بعض نے کہا نکرا اقل ہے امر سے اسلیے کہ ایک جان کا مارنا آسان ہے
اہل سفینہ کے ڈبا دینے سے قتادہ نے کہا نکر اشد ہے امر سے ابو العالیہ نے کہا خضر علیہ السلام ایک ایسے بندے تہے
کہ انکو کوئی آنکہہ نہ دیکہتی تہی مگر جسکو اللہ چاہے اسکو انہین دکہا دی قوم مین سے کسی نے خضر کو نہ دیکہا کیا اگر موسے
علیہ السلام نے اگر قوم انکو دیکہہ لیتی تو ضرور انکو بچا لیتی اور نہ لڑکے کو قتل کرنے دیتے لیکن دیکہنا چاہیے کہ ابو العالیہ
نے یہ بات کہان سے لکہی ہے بجز انکے قول کے اور کوئی مستند اسکے اثبات کا ہو ہی نہین سکتا ہے کہ خضر نے یہ کام قوم
کی آنکہہ سے بچا کر کیا ہو یہ کیا ضرور ہے کہ آنکہین انکو نہ دیکہتی تہین بلکہ وقوع اس واردات کا بغیر انکی اطلاع کے ہوا
ہوا اور ممکن ہے کہ اہل سفینہ واہل غلام نے انکو پہچان لیا ہو بدلیل حدیث متقدم فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْہُ بِغَیْرِ
نَوْلٍ انہون نے خضر کو پہچان کر بلا محصول بٹہا لیا اور جان لیا ہو کہ یہ کام انہون نے اللہ کے حکم سے کیا ہے
جسطرح کہ انبیاء علیہم السلام کیا کرتے ہین لہذا انہون نے اس امر کو مسلم رکہا حکایت عطاء کہتے ہین نجدہ حروری
نے ابن عباس کو لکہا قتل صبیان کا سوال کیا ابن عباس نے جواب لکہا اِنْ کُنْتَ الْخَضِرَ تَعْرِفُ الْکَافِرَ مِنَ
الْمُؤْمِنِ فَاقْتُلْھُمْ اگر تو خضر ہے کہ انکا کافر ہونا جانتا ہے تو قتل کر انکو دوسرا لفظ یہ ہے وَلٰکِنَّکَ لَا تَعْلَمُ

ولٰكن قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مَن قتلوهم فاعتزلهم لیکن تجھے معلوم نہین اور رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم نے بچون کے مارنے سے منع فرمایا ہے تو تو انکو مت مارا کر حدیث ابی بن کعب مین فرمایا ہے الغلام
الذی قتله الخضر طُبع یوم طُبع کافرًا ولو ادرک لارهق ابویه طغیانًا وکفرًا رواه مسلم و
ابوداؤد والترمذی وغیرهم یعنے جس لڑکے کو خضر نے قتل کیا تھا وہ لڑکا کافر پیدا ہوا تھا اگر جوان ہوتا
تو اپنے ماں باپ پر براہ سرکشی وطغیان غالب آتا اور انکو ستاتا اب خضر نے کہا الم اقل لک الخ اسجگہ لفظ لک
زیادہ کی کیونکہ سبب عتاب کا زیادہ تر ہوا اور موجب خلاف وعدے تہا کیونکہ دو بار عہد توڑ چکے تھے محاورہ زبان اردو میں
لک کاف خطابت ہی درشتی وناخوشی سے دو بار سیدھی طرح کہا کہ تجھسے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا جب دیکھا کہ
ہر بار معترض ہوتے ہین تب تیسری بار لام کاف لگائی معلوم ہو کہ مراتب تفہیم کے تین بار سے زیادہ نہین ہین تین
بار تک نصیحت کر دینا اور سمجھانا بس کرتا ہے بعض نے کہا یہ زیادت بقصد تاکید تھی جسطرح کسی کو جھڑکتے ہین تو کہتے
ہین اقول لک وایاک اعنی بعض نے کہا یہ زیادت بسبب عدم عذر کے تھی اسجگہ پر خطاب مین تجاہل کیا اور موسی
علیہ السلام کو خبر کا ولہذا موسے علیہ السلام نے کہا اگر پوچھون بعد قتل اس غلام کے کوئی سوال تم سے کرون تو پھر تم
مجھکو اپنے ہمراہ نہ رکھنا اب عذر منقطع ہو گیا کیونکہ میری تین بار کی مخالفت پر تم نے معذور رکھا یہ کلام نادم شدہ
الندامۃ کا ہے کہ مضطر ہو کر اعتراف اپنے قصور کا کیا اور راہ انصاف کے چلا فانطلقا حتی اذا اتیا اهل قریة

استطعما اهلها فابوا ان یضیفوهما فوجدا فیها جدارا یرید ان ینقض فاقامه قال لو

شئت لاتخذت علیه اجرا ۵ قال هذا فراق بینی وبینک سانبئک بتاویل ما لم

تستطع علیه صبرا ۵ پھر دونون چلے یہانتک کہ پہونچے ایک گاؤن کے لوگون تک کہانا چاہا وہان کے
لوگون سے وہ نہ مانے کہ ان کو مہمان رکھین پھر پائی اس مین ایک دیوار گرا چاہتی اسکو سیدھا کیا بولا موسے اگر تو
چاہتا تو لیتا اسپر مزدوری کہا اب جدائی ہے میرے تیرے بیچ اب جتاتا ہون تجھکو پھیر ان باتون کا جس پر نہ ٹھیر سکا
ف گاؤن کے لوگون نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کرین انکی دیوار مفت بنائی کیا ضرور اب کے موسی علیہ
السلام نے جانکر پوچھا رخصت ہونیکو سمجھ لیا کہ علم میرے مذہب کا نہین حضرت موسی علیہ السلام کا علم تھا وہ جسمین
پیروی کرے خلق تو انکا بھلا ہو حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسرے سے اسکی پیروی نہ بن سکے انتہی حدیث مین
آیا ہے کہ موسی خضر علیہما السلام اہل قریہ کے پاس آئے وہ لئام یعنے بخیل تھے انہون نے ضیافت کرنے سے
انکار کیا انہون نے اس گاؤن کی ایک دیوار جو گرنے کو ہو رہی تھی درست کر دی اشارہ کرکے طرف دیوار کی

بطور استعارہ ہے کیونکہ ارادہ حیوانات مین بہ معنے میل ہوتا ہے اور انقضاض کہتے ہین گرنے کو اقامت سے مراد یہ ہے کہ
اس دیوار کو جو جھکی ہوئی تھی حالت استقامت پر کردیا حدیث مین آیا ہے کہ اسکو اپنے ہاتھ سے سیدھا کردیا اور ٹیکا لگا دیا کہ
جھکے نہین یہ ایک خارق عادت تھی موسی علیہ السلام نے کہا تم چاہتے تو اسکی مزدوری لیلی ہوتی تو ہمارے کھانے کی قیمت کرین اور تم مفت
مین انکا کام کردو تب خضر نے کہا بس اب میرے تیرے درمیان جدائی ہے تو نے یہ شرط کرلی تھی کہ بعد قتل غلام کے اب
کوئی بات نہ پوچھون گا اب تاویل ان امور کی سنئے جاؤ فتح البیان مین کہا ہے وہ گاؤن ایلہ تھا زمین سب سے زیادہ آسمان
سے دور تھی بعض نے کہا انطاکیہ تھا کسی نے کہا بیروت کسی نے کہا کوئی گاؤن آذربیجان کا کسی نے کہا کوئی قریہ روم
کا بعض نے کہا ایک شہر تھا اندلس کا بہرحال ان گاؤن والون سے طعام طلب کیا انہون نے انکی مہمانداری سے انکار
کیا یہ استدلال بعض لوگون کا کہ یہ آیت دلیل ہے جواز سوال و حل گدائی پر بالکل غلط ہے سنت مطہرہ مین تحریم سوال کی
صراحۃً آچکی ہے دفع ان احادیث صحیحہ کا ممکن نہین ہے بعض نے کہا ہے شَرُّ القُرَی الَّذِی یَبخَلُ بِالقِرَی وہ
بستی بہت بری ہے جسمین مہمانی نہ ہو کہتے ہین جب مردون نے طعام سے انکار کیا تو ایک عورت اہل بربر نے انکو
کہانا کہلایا انہون نے عورتون کے لیے دعا خیر کی اور مردون پر لعنت بھیجی اس گاؤن مین ایک دیوار تھی
سو گز اونچی پچاس گز چوڑی یا سو گز لمبی وہ گرنے کو ہو رہی تھی خضر علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اسکو سیدھا کردیا وہ ہیئت
اصل پر مستقیم ہوگئی بعض نے کہا اسکو ڈھا کر بنا دیا کسی نے کہا ایک ستون کا ٹیکا لگا دیا ابی بن کعب نے رفعاً کہا ہے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یون پڑھا یُرِیدُ اَن یَّنقَضَّ فَهَدَمَهُ ثُمَّ قَعَدَ یَبنِیهِ گرنے والی تھی تو اسکو گرا دیا
اور اسکے بنانے کو بیٹھ گیا لیکن یہ روایت متعدد صحیحین مین آیا ہے کہ مسح بیدہ اولیٰ ہے یہ اقامت بطور خرق عادت
ہوئی تھی موسی علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو کام پر اجرت لیتا تو شام کے طعام کا کام چلتا یہ تعریض تھی کہ یہ حرکت فضول
ہے فعل لاطائل ہے خضر نے کہا بس اب یہ جدائی ہے مجھ سے تجھ سے اب حکمت ان ہر سہ امر کی جنپر تجھ سے صبر نہ
ہوسکا بتا دیتا ہون اَمَّا السَّفِینَةُ فَکَانَت لِمَسٰکِینَ یَعمَلُونَ فِی البَحرِ فَاَرَدتُّ اَن اَعِیبَهَا وَ
کَانَ وَرَآءَهُم مَّلِکٌ یَّاخُذُ کُلَّ سَفِینَةٍ غَصبًا ۝ وہ جو کشتی تھی سو تھی کتنے محتاجون کی محنت
کرتے تھے دریا مین سو مین نے چاہا کہ اسمین نقصان ڈالون اور انکے پرے تھا ایک بادشاہ وہ لیتا ہر کشتی چھین کر ف
یہ تاویل ہے مشکل کی موسی علیہ السلام پر جسکے ظاہر کا انہون نے انکار کیا تھا اللہ تعالی نے خضر کو اس امر کے
باطن پر غالب کردیا اور سن اس کا گذر ایک بادشاہ ستمگر پر ہونیوالا تھا جو ہر کشتی اچھی نفیس چھین لیتا تھا اب
اس عیب ٹوٹ جانے سے وہ اسکو نہ لیتا مساکین اس سے نفع اٹھاتے انکے پاس کوئی چیز سوا اس ناؤ کے بہی نہ تھی

جس سے کچھ فائدہ لیتا تا بعض نے کہا وہ اپتام تھے شعیب جبائی نے کہا اس بادشاہ کا نام ہدد بن بدد تہا اور روایت بخاری
میں بہی گذر چکا ہے اور توریت میں ذکر ہے وہ ذریت عیص بن اسحق میں تہا اور منجملہ ان ملوک کے جنکو توریت میں تفسیر
کی ہے فتوالبہائم کہا ہے مراد مساکین سے وہ ضعیف ہیں وہ بار دیگر ہے انکو یہ قدرت نہ تہی کہ کسی ظالم کو دفع
کر سکیں نقاش نے ان دسوں کے نام ذکر کیے ہیں بعض نے کہا مساکین بہ تشدید سین مجمع ہے مسّاک کہتے ہیں ناؤ کے
روکنے والی کو یعنے لنگر کے ہیں یا یہ کہ وہ ملاح تھے انکے پاس کوئی مال نہ تہا سوا اس ناؤ کے یعنے یہی ایک حیلہ رزق کا
تہا جو لوگ دریا پر سوار ہونا چاہتے انکو اجرت لیکر ناؤ پر سوار کرتے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے یہ استدلال
کیا ہے کہ درجہ فقیر کا کمتر و بدتر ہے مسکین سے مفسرین نے کہا وراء سے مراد اس جگہہ امام ہے ابن عباس نے کہا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامہم پڑہتے تہے ابی بن کعب نے کہا انکہ قراءہا کذالک عثمان نے کان
وراءہم لکہا وراء بمعنے امام ہے اور کسی نے کہا بہ معنے خلف ان ناؤ والوں کا رستہ اسی بادشاہ کی طرف
سے تہا اور انکو خبر نہ تہی کہ وہ ہر اچھی کشتی زبردستی پکڑ لیتا ہے ابن عباس و ابی بن کعب نے سفینۃ صالحۃ
پڑہا ہے کسی نے کہا اس بادشاہ کا نام جلندی ازدی تہا اور وہ کافر تہا بعض نے کہا ملک غسان تہا جیسورا
نام ذکرہ القرطبی واللہ اعلم ۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا
طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ اور وہ جو لڑکا تہا
اسکے ماں باپ تہے ایمان پر پہر ہم ڈرے کہ انکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کرکے پہر ہم نے چاہا کہ بدلا دے انکو
انکا رب اس سے بہتر ستہرائی میں اور لگاؤ رکہتا محبت میں ف یعنے اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا
اسکے ماں باپ اسکے ساتھ خراب ہوتے بعضے آدمی کی بنیاد بری پڑتی ہے اور بعضی کی بہلی جیسے ککڑی کہیرا
کوئی بیج میٹہا پڑا کوئی کڑوا اگرچہ اصل میں ککڑی کہیرا میٹہا ہے آدمی کی بنیاد بہی اصل میں بہتر ہے مگر
کوئی پہل کڑوا نکلتا ہے اسکا علم اللہ تعالی کو ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد اسلام
پر ہے یہی معنے سمجہنے چاہییں پس ان ماں باپ کو اسکے عوض ایک بیٹی ہوئی ایک نبی سے بیاہی گئی اور ایک نبی جنا جس
سے ایک امت چلی مانتے شاید یہ مثل اسی جگہہ سے نکلی ہے کہ از پسر ناہموار دختر بہتر پہلے یہ بات گذر چکی ہے
کہ اس لڑکے کا نام جیسور تہا وہ اصل میں کافر پیدا ہوا تہا اسکے ماں باپ مسلمان تہے اسکے جینے سے یہ
ڈر ہوا کہ کہیں اسکی محبت میں آکر کفر یا اسکی پیروی نہ کریں قتادہ نے کہا جب وہ پیدا ہوا تہا ماں باپ خوش
ہوئے تہے اور جب مارا گیا تو محزون ہوئے اگر وہ زندہ رہتا تو اسکے سبب سے ماں باپ دونو ہلاک ہوجاتے

آدمی کو اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہنا چاہیے مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی قضا کردہ میں بہتر ہے قضاء خدا
سے خوب ہیں حدیث میں آیا ہے لَا یَقْضِی اللّٰهُ لِمُؤْمِنٍ قَضَاءً اِلَّا کَانَ خَیْرًا لَّهٗ اللہ تعالیٰ مومن کے واسطے جو بات
کرتا ہے بہتر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ شاید تمکو بری لگے
ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو غرضکہ اللہ نے چاہا کہ اُس سے زیادہ ستھرا بچہ دے جو پیدونوں ماں باپ نسبت اس کے
زیادہ تر مہربان و شفیق ہوں یہی قول ہے ابن جریر کا قتادہ نے کہا یعنے زیادہ نیکی کرنیوالا ہو ماں باپ سے
غرضکہ بدلی اس پسر کے دختر ملی بعضنے کہا کہ جب خضر علیہ السلام نے اس غلام کو قتل کر ڈالا تو اس کی ماں ایک غلام
مسلم کا حمل رکھتی تھی قالہ ابن جریج اس سے معلوم ہوا کہ بدل میں غلام ملا نہ جاریہ فتح البیان میں کہا ہے کہ اس لڑکے
ماں باپ مومن تھے نہ خود وہ لڑکا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرارت یہ ہے وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَکَانَ کَافِرًا وَ
کَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَیْنِ اور لڑکا تو وہ کافر تھا اور لسکے ماں باپ مومن خشیت کہتے ہیں خوف تعظیم آمیز کو اور اکثر یہ
خشیت معلوم کرنے سے مخشی عنہ کے ہوتی ہے یا معنے خشینا کے علمنا ہیں لیکن اول اولی ہے قتادہ نے کہا یہ آیت
مصحف عبداللہ میں یوں ہے فَخَافَ رَبُّکَ تو تیرے رب نے خوف کیا رہق کے معنے ہیں غشیان یعنے اس بات
کا ڈر ہوا کہ کہیں محبت اس پسر کی انکو اس بات پر حامل نہ ہو کہ وہ دین میں اسکے تابع ہوکر کفر میں گرفتار ہو جائیں بعض
اہل علم نے استشکال کیا ہے کہ خضر نے اس غلام کو اس حالت پہ کیوں قتل کیا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ غلام بالغ
تھا اور بوجہ کفر مستحق قتل ہو گیا تھا کسی نے کہا راہزن تھا اور راہزن مارا جاتا ہے یہ جواب شریعت اسلام پر تو
ٹھیک ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ خضر کی شرع نزدیک سے اللہ تعالیٰ کے اور طرح ہو اور اسمین یہ کام روا ہو اور اگر وہ غلام
بچہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے خضر کو جتا دیا ہو کہ اگر وہ بالغ ہوگا تو کافر ہوگا اور اسکے کفر کے سبب سے اسکے ماں باپ بھی
گمراہ ہو جائینگے اور یہ امر اگرچہ ظاہر شریعت اسلامیہ کے بخلاف ہے کہ اس بیگناہ کو جسپر ہنوز قلم تکلیف جاری نہیں
ہوا ہے صرف بخوف وقوع معصیت بعد از بلوغ قتل کیا جائے لیکن دوسری شریعت میں اگر حلال ہو تو پھر کچھ اشکال نہیں ہے
ابدال کہتے ہیں ایک شے کے ہٹانے اور دوسری شے کے اسکی جگہ رکھنے کو آزدکم کے معنے ہیں مراد اللہ قرآن میں ایسا
مادہ سب جگہ آیا ہے ستھرے ہیں کہ ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو عوض اس لڑکے اور ولد دے جو اس سے بہتر ہو دین
وصلاح و تقویٰ و طہارت میں گناہوں سے اور مودت میں قریب تر ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکی دی جس نے
ایک پیغمبر جنا وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ لَّهُمَا وَکَانَ اَبُوْهُمَا
صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ

ع مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ٥ اور وہ جو دیوار تھی سو وہ دو یتیم لڑکون کی تھی اس شہر مین اور اسکے نیچے مال گڑا تھا
انکا اور انکا باپ تھا نیک پھر چاہا رب نے کہ وہ پہونچین اپنے زور کو اور نکالین اپنا مال گڑا مہربانی سے تیرے رب کی
اور مین نے یہ نہین کیا اپنے حکم سے یہ پھیر ہے ان چیزون کا جنپر تو نہ ٹھیر سکا ف یعنے جو کام خدا کے حکم سے
کرنا ضرور ہوا پھر مزدوری نہین لینی آگے قصہ فرمایا ذو القرنین . بادشاہ کا یہی یہود کے سکھائے سے مکے کے
لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آزمانے کو جیسے اصحاب کہف کا احوال تھا اس آیت مین دلیل ہے اطلاق پر لفظ قریہ کے
مدینہ پر کیونکہ اولا یہ کہا کہ حَتّٰىٓ اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةٍ یعنی یہانتک کہ ایک بستی والون کے پاس آئے اور اس جگہ یہ کہا فِي الْمَدِيْنَةِ
جیسے فرمایا ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اور کتنی بستیان جو
زیادہ تھین زور مین اس تیری بستی سے جس نے تجھکو نکالا ہم نے انکو کھپا دیا پھر کوئی نہین انکا مددگار اور کہا لَوْ
لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ کیون نہ اترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو
بستیون کے مراد مکہ و طائف ہے معنے آیت کے یہ ہوئے کہ اس دیوار کو مینے اسلیے درست کیا کہ یہ دو یتیم لڑکون
کی دیوار تھی جو اس شہر مین رہتے ہین عکرمہ و قتادہ نے کہا کنز سے مراد مال مدفون ہے ظاہر سیاق آیت یہی
ہے اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے ابن عباس نے کہا اس دیوار کے نیچے علم کا خزانہ تھا سعید بن جبیر
اسی کے قائل ہین مجاہد نے کہا صحف تھے جن مین علم تھا ایک حدیث مرفوع بھی اسی کی تقویت کرتی ہے ابو ذر
رضا کہتے ہین وہ کنز جسکا ذکر اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین کیا ہے ایک سونے کی تختی تھی ٹھوس اسمین لکھا تھا عَجِبْتُ
لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْقَدَرِ لِمَ نَصَبَ وَعَجِبْتُ لِمَنْ ذَكَرَ النَّارَ لِمَ ضَحِكَ وَعَجِبْتُ لِمَنْ ذَكَرَ الْمَوْتَ لِمَ غَفَلَ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بِشْرُ بْنُ الْمُنْذِرِ يُقَالُ لَهُ الْقَاضِيْ الْمِصِّيْصَةِ مین تعجب کرتا ہون اس
سے جسکو تقدیر کا یقین ہے وہ کیون کھڑا ہو رہا ہے اور مین تعجب کرتا ہون اس سے جسکو دوزخ یاد ہے وہ کیونکر
ہنستا ہے اور تعجب ہے جسکو موت یاد ہے وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیون نہین کہتا اس بارے مین سلف سے
آثار آئے ہین حسن بصری نے کہا ایک لوح سونے کی تھی اسمین لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عَجِبْتُ لِمَنْ
يُّؤْمِنُ بِالْقَدَرِ كَيْفَ يَحْزَنُ عَجِبْتُ لِمَنْ يُّؤْمِنُ بِالْمَوْتِ كَيْفَ يَفْرَحُ وَعَجِبْتُ لِمَنْ يَّعْرِفُ الدُّنْيَا
تَقَلُّبَهَا وَاَهْلَهَا كَيْفَ يَطْمَئِنُّ اِلَيْهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان
نہایت رحم والا مین اس سے تعجب کرتا ہون جو تقدیر پر ایمان لایا ہے وہ کیسے غمناک ہوتا ہے مین تعجب کرتا
ہون اس شخص سے جو موت کو مانتا ہے وہ کیسے خوش ہوتا ہے اور مین تعجب کرتا ہون اس سے جو دنیا اور اسکے

انقلاب لوگ اسکے اہل کو پہچانتا ہے وہ دنیا کی طرف کیسے مطمئن ہوتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ عمر مولیٰ غفرہ نے کہا وہ کنز جسکا ذکر سورۂ کہف میں ہے ایک تختی سونے کی تھی اسمیں لکھا تہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَ الْمَوْتَ ثُمَّ ضَحِكَ عَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ نَصَبَ عَجِبْتُ لِمَنْ اَيْقَنَ بِالْمَوْتِ ثُمَّ اَمِنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا تعجب ہے اس سے جو موت کو پہچانتا ہے پہر ہنستا ہے تعجب ہے اس سے جو تقدیر کو مانتا ہے پہر کہڑا ہو رہا ہے تعجب ہے جو موت کو جانتا ہے پہر بیخوف ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اسکے بندے ہیں اور اسکے رسول ہیں جعفر بن محمد نے کہا اسمیں ڈھائی سطریں تہیں تیسری یوں تہی عَجِبْتُ لِلْمُؤْمِنِ بِالرِّزْقِ كَيْفَ يَتْعَبُ وَعَجِبْتُ لِلْمُؤْمِنِ بِالْحِسَابِ كَيْفَ يَغْفُلُ وَعَجِبْتُ لِلْمُؤْمِنِ بِالْمَوْتِ كَيْفَ يَفْرَحُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ رزق کے ماننے والے سے تعجب کرتا ہوں کہ کسطرح تہکتا ہے اور حساب کے ماننے والے سے تعجب کرتا ہوں وہ کسطرح غافل ہوتا ہے اور موت کے ماننے والے سے تعجب کرتا ہوں وہ کسطرح خوش ہوتا ہے اور اللہ نے فرمایا اگر ہوگا برابر رائی کے دانے کے وہ ہم لے آوینگے اور ہم بس ہیں حساب کرنے والے کہتے ہیں کہ وہ دونوں لڑکے بسبب صلاح پدر محفوظ رکہے گئے ان لڑکوں سے اس باپ تک سات آبا تہے اور وہ باپ نساج تہا لیکن پہر انہیں والا یہ اقوال ان ائمہ کے اور جو مضمون حدیث میں آیا ہے اگر ثابت ہو تو کچہ منافی قول عکرمہ کے نہیں ہے اسلئے کہ یہ لوح ذہب تہا سے میں اور عکرمہ مال کہتے ہیں سو لوح نزد خود ایک مال جزیل زائد ہے اس مال کی لوح پر علم و موعظ بہی لکہے تہے واللہ اعلم وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا اور انکا باپ تہا نیک اسمیں دلیل ہے اس بات پر کہ مرد کی حفاظت اسکی ذریت میں کیجاتی ہے اور برکت اسکی عبادت کی ذریت کو دنیا و آخرت میں شامل ہوتی ہے وہ انکی شفاعت کریگا اور ذریت کا درجہ اعلے جنت میں ہوگا تاکہ اسکی آنکہ ذریت سے ٹہنڈی ہو جسطرح کہ قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں آیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حُفِظَا بِصَلَاحِ اَبِيْهِمَا وَلَمْ يُذْكَرْ لَهُمَا صَلَاحًا انکے باپ کی صلاحیت کی وجہ سے مال کو نگاہ رکہا اور ان لڑکوں کی صلاحیت کا ذکر نہ کیا اور یہ بات گذر چکی کہ وہ ساتواں باپ تہا یہی معلوم ہوا کہ اعتبار نسب کا ساتوں پشت تک ہوتا ہے جسطرح کہ اعتبار حسب کا چار پشت تک رہتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے اَلْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ کریم بیٹا کریم کا بیٹا کریم کا بیٹا کریم کا یوسف بیٹا یعقوب بن اسحٰق کا

بنیا ابراہیم علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام واللہ اعلم لیکن واسطے تحقیق اس حفظ کے صحت ایمان وعدم شرک باللہ
شرط ہے کیونکہ ہمراہ کفر وشرک کے کوئی حسنہ اپنا اور پرایا نفع بخش نہیں ہوتا ہے اور توحید کے ہوتے ہوئے
ہمراہ اخلاص کے تھوڑا عمل صالح بھی کفایت کرجاتا ہے یہ اللہ کا فضل ہے اور اسکی رحمت بہانہ جو ہے وہ موحد
خالص کو انشاء اللہ تعالی ضرور بخش دیگا اگرچہ بعد عقوبت معاصی کے ہو اور مشرک متقی کو ہرگز نہ بخشیگا ولہذا
اہل علم ومعرفت باللہ نے کہا ہے کہ فاسق موحد بہتر ہوتا ہے متقی مشرک سے لیکن بچنا شرک سے کچھ آسان کام نہیں
ہے دقائق شرک دریا کے حباب ہیں جب انسان بکمال قوت ایمان سے تعصب مذہب وتقلید رجال کو چھوڑ کر
دریافت مراتب دقیقہ شرک وبدع معضلہ پر کمر باندھتا ہے اور توفیق ازلی ہمراہ ہوتی ہے تب کہیں عقیدۂ شرک و
عمل شرک وفعل کفر وارتکاب بدع مکفرہ مشرکہ سے بچ سکتا ہے بیان انواع شرک واخلاص توحید میں رسائل تشنگان
اردو اخلاص التوحید اور اخوات اسکے اور کتاب دین خالص وتقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان ودعوۃ الداعی اسی فن کا
پر انوار ہیں واسطے ہدایت اہل انذار طالب آخرت جویائے مغفرت محب نجات کے بغایت نافع وجامع ہیں واللہ المستعان
اس جگہ خضر علیہ السلام نے اسناد ارادہ کیطرف ربک کے فرمائی اسلیے کہ انکا بلوغ اللہ تعالی کی قدرت میں تھا سوا اللہ تعالی کے کوئی
قادر انکے بلوغ پر نہیں تھا بخلاف غلام وسفینہ کہ وہاں یہ اسناد اپنی طرف کی پھر کہا کہ تینوں کام میں نے کچھ اپنی طرف
سے نہیں کیے بلکہ اللہ تعالی کی رحمت سے ہوئی اسنے مجھکو ان کاموں کے واقع کرنیکا حکم دیا کہ میں یوں کروں اسمیں
دلیل ہے اس شخص کے قول پر جو قائل نبوت خضر ہے کریمہ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا
وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا بھی اسی پر دلیل ہے بعض نے کہا وہ رسول تھے کسی نے کہا فرشتہ تھے اسکو ماوردی
نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے لیکن اکثر کا مذہب یہ ہے کہ وہ نبی نہ تھے بلکہ ولی تھے واللہ اعلم ابن قتیبہ نے معارف
میں ذکر کیا ہے کہ نام خضر کا بلیا بن ملکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام تھا
اور کنیت ابو العباس اور لقب خضر اور وہ ابناء ملوک میں سے تھے ذکرہ النووی فی تہذیب الاسماء نووی وغیرہ نے
یہی حکایت کی ہے کہ وہ باقی ہیں قیامت تک اور ابن صلاح مائل ہیں طرف انکے بقا کے اور اس باب میں حکایات
وآثار سلف وغیرہم ذکر کیے ہیں اور ذکر انکا بعض احادیث میں آیا ہے لیکن انمیں سے کوئی حدیث صحیح وثابت نہیں
ہوئی اشہر احادیث اس باب میں حدیث تعزیہ ہے سو اسکی اسناد ضعیف ہے اور محدثین وغیرہم نے ترجیح اسکی
خلاف کو دی ہے بدلیل قولہ تعالی وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ اور نہیں دیا ہمنے تجھ سے پہلے کسی آدمی
کو ہمیشہ جینا وبقول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن بدر کے اللَّهُمَّ إِن تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدْ

فِی الْاَرْضِ یا اسلئے اگر یہ جماعت ہلاک ہو جاویگی تو زمین پر تو پوجا نہ جاویگا اور منقول نہین ہے کہ خضر پاس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے ہون اور ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتال کیا اگر زندہ ہوتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع و اصحاب مین داخل ہوتے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف ثقلین کے مبعوث ہوئے تہے کیا جن اور کیا انس اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَمَا وَسِعَہٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ اگر موسی علیہ السلام زندہ ہوتے تو انکو میری اتباع کے سوا کوئی امر جائز نہ تہا اور آپ نے انتقال سے پہلے یہ خبر دی کہ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ہُوَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اِلٰی مِائَۃِ سَنَۃٍ مِنْ لَیْلَتِہٖ تِلْکَ عَیْنٌ تَطْرِفُ جو لوگ روے زمین پر موجود ہین اُن مین سے سو سال تک کوئی باقی نہ رہیگا اسکے سوا اور بہت دلائل ہین حدیث ابو ہریرہ رض مین فرمایا ہے اِنَّمَا سُمِّیَ خَضِرًا لِاَنَّہٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَۃٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا ہِیَ تَہْتَزُّ تَحْتَہٗ خَضْرَاءَ رَوَاہُ اَحْمَدُ اور خضر اسکا اسلیے نام رکہا گیا کہ وہ ایک خشک زمین پر بیٹہا تہا تو وہ ناگہان اسکے نیچے سے سبز لہرا رہا تہا اسی طرح صحیحین مین بہی آیا ہے مراد فروہ سے اسجگہہ سوکہی گہاس ہے قالہ عبد الرزاق اور بعض نے کہا مراد فروہ سے روے زمین ہے پہر خضر علیہ السلام نے کہا کہ یہ تفسیر ہے اس چیز کی جسپر تجہ سے صبر ہو سکا کہ مین خود ابتداءً اسکی خبر تجہکو دون خضر نے اسجگہہ جوابات سوالات موسی مین مقابلہ اثقل کا ساتہہ اثقل کے اور اخف کا ساتہہ اخف کے کیا فتح البیان مین کہا ہے نام ان دونو یتیم کا اصرم و صریم تہا اسجگہہ اس شہر کو قریہ کہا تہا تحقیر البسبب خست اہل قریہ کے اور اسجگہہ مدینہ فرمایا تعظیما لسبب جو ان دو یتیم کے اسجگہہ مین کنز سے مراد مال جسیم ہے یا مال مجموع زجاج نے کہا معروف لغت مین یہ ہے کہ جب لفظ کنز کا مفرد بولا جاتا ہے تو معنی اسکے مال مدفون ہوتے ہین اور جب مال نہین ہوتا تو کنز علم و کنز فہم کہا جاتا ہے ؎

کو عشق تا بہ پیشکش آدم گنج علم
اسمان دہیم انچہ بہ مشکل گرفتہ ایم

قتادہ نے کہا ہم سے اگلون کے لیے کنز تہا ہمپر کنز حرام ہے اور غنیمت ہم سے اگلون پر حرام تہی اور ہماری لیے حلال ہے اب کوئی شخص اس بات کا تعجب نکرے کہ حال کنز کا کیا ہے کہ ہم سے قبل کسکے لیے حلال تہا اور ہم پر حرام ہے اسلیے کہ اللہ تعالی جو چیز اپنی جسکے لیے چاہتا ہے حلال کرتا ہے اور جسکے لیے چاہتا ہے حرام کرتا ہے یہ سنن و فرائض ہین ایک امت پر حلال ہوسکے ہین اور دوسری امت پر حرام حدیث ابو ذر در بارہ لوح ذہب اوپر گذر چکی ہے اس قسم کی بحث واہین ہین جسکے ذکر مین کچہہ زیادہ فائدہ نہین ہے با بجہد ان لڑکون کے باپ کی صلاح مقتضے رعایت لذین و حفظ مال ہر دو پسر ہوئی ظاہر لفظ یہ ہے کہ وہ حقیقی باپ تہا اور بعض نے کہا

پدر ہفتم یا دہم اسکا نام کاشح تہا ایک مرد دمشقی تہا انکی ماں کا نام دنیا تہا ذکرہ النقاش اس مین دلیل ہے اس بات
پر کہ اللہ تعالی حفظ و صلاح کا اسکے نفس اور اولاد مین کہتا ہے اگرچہ بعید ہون حدیث جابر مین فرمایا ہے اِنَّ اللهَ
عَزَّ وَجَلَّ يُصْلِحُ بِصَلَاحِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَلَدَهٗ وَوَلَدَ وَلَدِهٖ وَاَهْلَ دُوَيْرَتِهٖ وَاَهْلَ دُوَيْرَاتٍ
حَوْلَهٗ فَمَا يَزَالُوْنَ فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا دَامَ فِيْهِمْ اَخْرَجَهُ ابْنُ مَرْدُوْيَهْ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
نَحْوَهٗ وَقَالَ فِيْ مَوْضِعٍ حِفْظُ اللّٰهِ فِيْ سِتْرٍ مِّنَ اللّٰهِ وَعَافِيَةٍ اللہ عز و جل ایک مرد نیک کی صلاحیت
کے سبب اسکی اولاد اور اسکی اولاد کی اولاد کو صالح کر دیتا ہے اور اسکے گہر والون اور اسکے گرد کے گہر والون کو تو وہ
ہمیشہ اللہ کی حفاظت مین رہتے ہین جب تک وہ آدمی ان مین رہتا ہے سعید بن المسیب کہتے تہے مین نماز مین ہوتا ہون
مجہے اپنی اولاد یاد آتی ہے مین زیادہ نماز پڑہتا ہون ایک روایت مین آیا ہے اِنَّ اللهَ يَحْفَظُ الصَّالِحَ فِيْ
سَبْعَةٍ مِّنْ ذُرِّيَّتِهٖ ایک نیک مرد کی صلاحیت کی تاثیر اسکی سات پشتون تک اللہ تعالی رکہتا ہے اسی پر
یہ آیت بہی دلیل ہے اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ قَالَهُ الْقُرْطُبِيُّ میرا
حمایتی اللہ ہے جسنے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندونکی اضافت رب کی طرف موسی علیہ السلام کے فرمانے
واسطے انکی تشریف کے پہلے اَرَدْتُّ کہا اسلیے کہ افساد تہا ظاہر مین اور خود خضر کا فعل تہا دوسری بار اَرَدْنَا کہا
اسلیے کہ افساد تہا من حیث الفعل اور انعام تہا من حیث التبدیل تیسری بار اَرَادَ رَبُّكَ کہا اسلیے کہ انعام محض تہا
اور مقدور بشر سے باہر پہر خضر نے یہ کہدیا کہ یہ سب امور تیرے رب کی رحمت سے ہوئے نہ میرے اجتہاد و ارادے سے اہل
علم کا اختلاف ہے نسب خضر مین اور انکے نبی ہونے اور طول عمر و بقاء حیات مین تا زمان آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم اور بعد آپ کے اب تک اقوال کثیرہ پر کسی نے کہا ابن صلبی آدم تہے اور یہ ضعیف منقطع ہے کسی نے کہا
ابن قابیل بن آدم تہے یہ معضل ہے کسی نے کہا سبط ہارون برادر موسی علیہ السلام تہے یہ بعید ہے کسی نے کہا ارمیا
بن خلقیا تہے اسکو ابن جریر نے رد کیا ہے کسی نے کہا ابن بنت فرعون تہے اور کسی نے کہا ابن صلبی فرعون
بعض نے کہا الیسع تہے بعض نے کہا اولاد فارس سے بعض نے کہا اولاد بعض مومنین جو ابراہیم علیہ السلام پر
ایمان لائے تہے اور ان کے ہمراہ ہجرت کی ارض بابل سے بعض نے کہا انکا باپ پارسی اور مان رومی تہی بعض
نے بالعکس کہا ہے پہر کسی نے کہا انکا نام عامر تہا اور کسی نے بلیا بن ملکان اور کسی نے کہا کلمان اور کسی نے
کہا معمر بن مالک یہی کنیت ابو العباس ہے اس پر سب کا اتفاق ہے قال النووی جس نے کہا خضر علیہ السلام نبی
تہے اسکی دلیل یہ آیت ہے وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ اور یہی نہین کیا اپنے امر سے کیونکہ ظاہر اسکا یہ ہے کہ خضر علیہ السلام

نے یہ سب کام خدا کے حکم سے کیا اور اصل علم واسطہ ہے ثعلبی نے کہا خضر علیہ السلام نبی ہین سارے اقوال مین پہر کسی نے
کہا نبی غیر مرسل ہین اور کسی نے کہا اپنی قوم کے رسول تھے قوم نے انکی بات قبول کی رمانی وابن الجوزی نے اسی
کی نصرت کی ہے ایک جماعت صوفیہ کا قول ہے کہ ولی ہین علی بن ابی موسی حنبلی اور ابن الانباری وقشیری اسی
کے قائل ہین کسی نے انکو فرشتہ ٹہیرایا ہے ابن جریر نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ خضر قول عامہ اہل کتاب اول
مین بزمانہ فریدون بادشاہ تہا اور بعض نے کہا مقدمہ ذی القرنین اکبر پر یہ ذو القرنین زمانہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام مین تہے انکے قصے کو ایک جماعت نے ذکر کیا ہے ان مین سے ایک خیثمہ بن سلیمان ہین رکہی
عمر خضر علیہ السلام کی سو ابن عباس نے کہا نُسِئَ لِلْخَضِرِ فِي أَجَلِهِ حَتَّى يُكَذِّبَ الدَّجَّالَ خضر کی اجل
تاخیر کی گئی دجال کہ ہائے جانے تک ابومخنف نے کہا علماء حدیث کا اجماع ہے اس بات پر کہ وہ سب آدمیون مین
اطول العمر ہین انہون نے چشمۂ آب حیوان سے پانی پیا ہے حسن نے کہا خضر دریاؤن پر مقرر ہین اور الیاس
جنگلون پر اور وہ ہر سال کے موسم مین مجتمع ہوتے ہین ابان نے رفعا کہا ہے کہ اجتماع انکا نزدیک ردم یاجوج
ماجوج کے ہوا کرتا ہے ہر رات اسکی سند مین دو راوی متروک ہین نووی نے تہذیب مین کہا کہ اکثر علماء کا
قول یہ ہے کہ وہ زندہ موجود ہین درمیان ہمارے اور صوفیہ رحمہم اللہ نے اسپر اتفاق کیا ہے اور اہل صلاح
ومعرفت بہی اسی پر متفق ہین اور حکایات رویت خضر واجتماع بالخضر واخذ علم عن الخضر اور سوال خضر ووجود خضر
کے مقامات شریفہ ومواطن خیر مین گنتی سے زیادہ ہین ابن الصلاح نے کہا خضر علیہ السلام زندہ ہین نزدیک
جمہور علماء وصلحاء عامہ کے بعض محدثین نے انکار خضر کا بطور شذوذ کیا ہے اور بعض نے کہا کہ ہر زمانے کے لیے
ایک خضر ہوتا ہے لکن اس دعوے پر کوئی دلیل نہین ہے سہیلی نے کہا خضر علیہ السلام کے باپ کا نام عامیل تہا
انکے باپ بادشاہ تہے یہی وہ شخص ہین جنکو دجال قتل کرکے پہر زندہ کریگا بخاری اور ایک گروہ اہل حدیث نے
کہا ہے کہ خضر علیہ السلام قبل انقضائے یک صد سال ہجرت مرگئے اسی کی نصرت ابوبکر عربی نے بہی کی ہے بدلیل
حدیث متقدم یہ حدیث کئی لفظ سے صحیحین وغیرہما مین آئی ہے جابر وابن عمر سے قائل حیات نے جواب دیا کہ
کہ خضر علیہ السلام اسوقت دریا پر تہے لکن یہ جواب نہایت سرد تر ہے اور صواب سے دور تر اور حدیث تعزیت کو
ابن عبد البر نے تمہید مین ذکر کیا ہے اور الیاس علیہ السلام کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرنا
بہی بعض نے کہا ہے سو حافظ ابوالخطاب بن دحیہ نے کہا ہے کہ کسی طریق سے اجتماع خضر کا ساتہ کسی نبی کے
بجز موسی علیہ السلام کے ثابت نہین ہوتا ہے اور جو کچہ دربارۂ حیات خضر علیہ السلام آیا ہے وہ صحیح نہین باتفاق

اہل نقل اور جو کچھ مشائخ کہتے ہیں اس سے تعجب آتا ہے بھلا کوئی عاقل کسی شیخ ناشناس کو دیکھے اور وہ کہے کہ میں
فلاں ہوں اسکی تصدیق کرسکتا ہے اور حدیث تعزیہ موضوع ہے اسکی سند میں ابن محرز متروک ہے مسلم صاحب صحیح نے
کہا کہ جب میں نے ابن محرز کو دیکھا تو اونٹ کی مینگنی دوست تر ہوئی مجھکو ویسا ہی اور جو روایت انس رضی اللہ عنہ سے اس
بارے میں آئی ہے وہ بھی موضوع ہے احمد و یحیی و اسحاق و ابو زرعہ سے تکذیب اسکی مروی ہے اور سیاق متن کا ظاہر النکارۃ
ہے یہ حدیث محض لکہی گئی ہے اور جو شخص قائل تعمیر خضر علیہ السلام ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھہ قصہ میں الحیاۃ کے قصہ
صحیح بخاری و ترمذی میں آیا ہے لیکن رفعاً ثابت نہیں ہے کہ لائق حجت سمجہا جاوے حدیث مرفوع ابو امامہ باہلی جو قصہ خضر علیہ
السلام میں آئی ہے وہ دلیل ہے خضر علیہ السلام کے نبی ہونے پر اور اسکی سند بھی حسن ہے اگر عنعنہ بقیہ ضعیف نہ ہوتا علی بن
موسی رضا اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ خضر علیہ السلام مر گئے اور انکی تعمیر کے منکر ہیں بدلیل حدیث
صد سالہ متقدم یہ عمدہ دلیل ہے موت خضر علیہ السلام پر تفسیر ابو حیان میں کہا ہے کہ جمہور اسی پر ہیں کہ خضر علیہ السلام
مر چکے ابن ابو الفضل مرسی بہی اسی کے قائل ہیں کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو پاس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آتے اور ایمان
لاتے اور تابع ہوتے حدیث میں آیا ہے لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ اگر موسی علیہ الصلوۃ والسلام
زندہ ہوتے تو انکو میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا ابن المنادی و ابراہیم حربی و ابو طاہر عبادی نے اسی کے ساتھہ
جزم کیا ہے مسلم کا لفظ جابر سے رفعاً یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے ایک ماہ پیشتر اپنی موت سے
فرما دیا تہا اُقْسِمُ بِاللّٰہِ مَا عَلَی الْاَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوْسَۃٌ یَاْتِیْ عَلَیْہَا مِائَۃُ سَنَۃٍ اسکی قسم کوئی نفس منفوس
نہیں ہے جسپر سو برس آجاوین اس حدیث کے الفاظ و طرق ہیں پس ترمذی کہ خضر کے ناموجود ہونے پر اسلام ابو یعلی
حنبلی و ابو الفضل بن ناصر و قاضی ابو بکر بن العربی و ابو بکر بن نقاش و ابن الجوزی نے جزم کیا ہے اور بہت سے
اور ذکر کیے بعض ان میں سے اوپر گذر چکے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا اَخَذَ عَلَیْہِ
الْمِیْثَاقَ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ وَّہُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَیَنْصُرَنَّہٗ اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ اللہ تعالی نے کوئی نبی
نہیں بہیجا مگر اس سے عہد لیا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہوں اور وہ نبی زندہ ہو تو انکے ساتھہ ایمان لانا
اور انکی مدد کرنا ابو الحسین منادی کہتے ہیں میں نے بحث کی تعمیر خضر علیہ السلام سے اور اس امر سے کہ وہ باقی ہیں یا نہیں تو
دیکہا تو اکثر مغفلین اسی دہوکے میں ہیں کہ وہ باقی ہیں بسبب ان روایات و احادیث مرفوعہ کے جو اس باب میں
آئی ہیں واہی ہیں اور سند اہل کتاب تک ساقط ہے بسبب عدم وثوق کے انپر اور خبر مسلمہ بن مصقلہ مثل خبر خضر
اور خبر ملح مثل پیہ کے بیان کے سوا جو اخبار ہیں وہ سب بے سروپا ہیں کوئی ان میں خالی دو حال سے نہیں ہے

یا تو وہ روایات ثقات پر براہ استقلال داخل ہوئی ہیں یا بعض نے عمداً انکو اختیار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کہا
ہے وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ یعنی نہیں بنایا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو
ہمیشہ جینا اگر تو مر گیا تو وہ رہجاوینگے تفسیر اصبہانی میں حسن سے نقل کیا ہے کہ خضر علیہ السلام مرچکے ہیں حسن سے ضعیف
انکی حیات کی بھی آئی ہے وَلِذَا اخْتَارَ مَشَائِخُنَا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اصابہ میں بسط کیا ہے
بیان میں خضر علیہ السلام کے اور اسانید روایات پر جرح و تعدیل بہت کچھ کلام فرمایا ہے غالب روایات علت
یا ضعف یا انقطاع یا اعضال یا وضع یا نکارت یا شذوذ سے خالی نہیں ہیں کوئی شئے صالح استدلال حیات خضر
علیہ السلام اور انکی بقاء پر اب تک تا خروج دجال نہیں ہے حق وہی ہے جو بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور انکے غیر نے اپنے
ذکر کیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کسی کا قول حجت نہیں ہے کوئی ہو کہیں ہو مگر اللہ و رسول کا سو اس بارے میں کوئی
نص قطعی یا حدیث مرفوع الی النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں آئی ہے کہ اسپر اعتماد کیا جائے اور اسکی طرف مصیر
ہو ظاہر کتاب نفی خلد و طول تعمیر ہے اور قرآن و حدیث قاضی ہیں اپنے غیر پر اور غیر انکا ان پر قاضی نہیں ہے اور جس
نے کہا خضر نبی یا مرسل ابھی باقی ہیں انکی کوئی حجت نیر و سلطان مبین ہاتھ میں نہیں کی وَلِذَا أَجِلَّةٌ نَعَمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
كُنْهَ مُتَعَلَّقِهِ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بات کے آگے کسی کی بات کی کیا حقیقت ہے حافظ نے فتح الباری میں بھی اس مسئلہ پر کلام
کیا ہے انتہی میں کہتا ہوں شیخ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کی ایک کتاب میزان الخضریہ نام اس میں ذکر حیات
خضر علیہ السلام کا تا زمان خود اور ذکر اجتماع اولیا کا ساتھ انکے کیا ہے اور نام ان اشخاص عالی قدر کے لیے ہیں جن سے
ملاقات ہوئی یہ سب آٹھ شخص ہیں پھر خضر علیہ السلام نے کسی کو وظیفہ اخذ ایمان سکھایا ابن عربی صاحب فتوحات
کا اور انکے ہاتھ سے خرقہ صوفیہ پہننا ذکر کیا ہے پھر سولہ شخصوں کا نام لیا کہ انسے ملاقات خضر علیہ السلام کی ہوئی
تھی یعنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اجماع قوم نقل کیا ہے انکی حیات پر تا ایام دجال پھر خضر علیہ السلام کے مقام کا حال
لکھا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سب علم میں صلاح کو یہ قوم اپنے حسن ظن سے ہر امر کے قائل ہے اور دعوے اجماع
کا خصوصاً بقاء تا ایام دجال باطل محض ہے کیونکہ جس طرح ایک جماعت اہل علم و معرفت کو گمان حیات و بقا
کا ہے اسی طرح ایک جماعت عظیمہ صوفیہ و علماء کی طرف عدم حیات و بقاء و عدم وجود کی گئی ہے پھر اجماع یعنی
یہ قطامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی شاگردی ساتھ خضر علیہ السلام کے بیان کرتے ہیں اور اکثر عباد نے وظائف
و اوراد کا تعلم یا حصول مقامات باطن کا تفہیم خضر علیہ السلام سے ذکر کیا ہے اور ملاقات خضر کو اور ان سے تعلم
و تفہیم کو ممکن جائز ممتنع کے سمجھا ہے لیکن نہایت مستبعد ہے کہ خضر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نہ ملیں اور نہ

کسی صحابی تابعی و تبع تابعی سے اور جب زمانہ مشہود لہا بالخیر گذر گیا اور فساد و بدع و کذب کا زمانہ آیا تب خضر علیہ السلام نے عادت مقررہ سے بکثرت ملنا اور ملاقات کرنا اور تعلیم و تفہیم کرنا شروع کیا عقل سلیم و ذہن مستقیم میں یہ امر ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتا ہے بلکہ ایسے دعاوی طویلہ و معاملات عریضہ مقتضی اسکو ہیں کہ شریعت اسلامیہ اپنے ظاہر و باطن میں گویا نا تمام و غیر مکمل ہے حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا آج میں پورا دے چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا تم پر احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے دین مسلمانی یہ امت جملہ امم سے افضل ہے اور نبی اس امت کے سارے انبیاء سے اکرم اور خاتم رسل ہیں اور یہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ اکمل شرائع ہے پھر نیاز مند ہونا اس امت کے علماء و صلحاء و زہاد و عباد و صوفیہ و فقراء کا طرف خضر کے اگرچہ نقص دین اور رخنہ در ارکان اسلام نہیں ہے تو پھر کیا ہے آفتاب قرآن و ماہتاب سنت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آگے کسی مشعل و چراغ و کوکب کی حاجت نہیں ہے ہمارے دل کو نہایت قلق ہے کہ بعض اشخاص و اکابر اس امت کو کیا مصیبت پڑی کہ انہوں نے ایسے امور میں خوض کیا بجز اسکے کہ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَ مَا قَدَرُوا الرَّسُوْلَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَ مَا قَدَرُوْا دِیْنَ الْاِسْلَامِ حَقَّ قَدْرِہٖ اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا کچھ ہے اور نہیں سمجھے رسول کو جتنا کچھ وہ ہے اور نہیں سمجھے دین اسلام کو جتنا کچھ وہ ہے اور کیا کہا جائے وہ کونسا کمال ظاہر و جمال باطن ہے جو اتباع کتاب و سنت سے علے وجہہا حاصل نہیں ہو سکتا ہے کہ ہم ارد گرد خضر کے پھریں یا اوراوہام و خیالات پر بنیاد کسی کمال و جمال کی رکھیں ایسے معاملات کے فیصل کرنیکو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سا شخص اس امت کو ہر قرن میں درکار ہے لیکن الحمد للہ تعالی کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ باقی نہیں رہے تو انکے خلفاء حق پرست یعنی علماء ربانیین اور محدثین الہند نے اپنی بیان سے عوض سیف و سنان کے حق کی اشاعت قدیما و حدیثا بخوبی کی اور کرتے رہتے ہیں اب جسکا جی چاہے مانے اور جسکا جی چاہے نہ مانے جو مفاسد ان اعتقادات بے اصل و فاسد سے اس امت میں پیدا ہوئے ہیں خصوصا فرقہ متصوفہ اور مردم پیر پرست گور پرست سے وہ اہل حق پر مخفی نہیں ہے جہلاء کو جسقدر شوق و ذوق ملاقات خضر کا ہے اتنا شوق مطالعہ کتب تفسیر و حدیث کا نہیں ہے وہ وقعت آیات بینات و سنن مطہرات کی نہیں ہے فَاِنَّا لِلّٰہِ عَلٰی غُرْبَۃِ الْاِسْلَامِ وَ ضُعْفِ الْاِیْمَانِ وَ ذَھَابِ الْاِحْسَانِ اسلام کی غربت اور ایمان کے ضعف اور احسان جانے پر انا للہ

وَ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْہُ ذِکْرًا ؕ اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ

وَ اٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ۙ تجھسے پوچھتے ہیں ذو القرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے

اسکا پیچہ مذکور ہم نے اسکو جمایا تہا ملک مین اور دیا تہا ہر چیز کا اسباب **ف** اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہین
اسواسطے کہ دنیا کے دونو سرون پر پہر گیا شرق و مغرب پر بعضے کہتے ہین یہ لقب سکندر کا تہا بعضے کہتے ہین کوئی
بادشاہ پہلے گذرا ہے انتہی اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجہسے
ذوالقرنین کا حال پوچہتے ہین پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ کفار مکہ نے اہل کتاب کی پاس ایک شخص کو بہیجا تہا کہ ایسا
سوال بتاؤ جس سے ہم امتحان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لین انہون نے کہا تم پوچہو کہ وہ مرد جسنے زمین کا
طواف کیا وہ کون تہا اور اس کا کیا قصہ ہے اور جوانان کہف کا حال دریافت کرو اور روح کا سوال کرو اسپر سورہ
کہف اتری ابن جریر نے اور اموی نے مغازی مین اسجگہ ایک حدیث روایت کی ہے اسکی سند ضعیف ہے عقبہ بن
عامر سے کہ چند نفر یہود پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور ذوالقرنین کا حال پوچہا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابتداءً انکو خبر دی منجملہ اس خبر کے ایک یہ بات فرمائی کہ روم مین ایک جوان تہا اسنے شہر
اسکندریہ بنایا اسکو فرشتہ آسمان پر لیگیا اور وہ سد کے پاس گیا یعنے ایسی قوام کے پاس جنکے وجوہ مثل وجوہ
کلاب کے تہے الحدیث اسمین طول و نکارت ہے اور رفع اسحدیث کا صحیح نہین ہے اکثر یہ اخبار بنی اسرائیل سے
لئے ہین عجب یہ ہے کہ ابوزرعہ رازی نے باوجود جلالت قدر کے اسحدیث کو بطولہ اپنی کتاب دلائل النبوۃ مین ذکر کیا ہے
یہ امر انسے بنہایت غریب ہے اسحدیث مین ایک نکارت یہ ہے کہ اس شخص کو رومی کہا ہے حالانکہ جو شخص روم کا ہے
اسکندر ثانی بیٹا قیلیس مقدونی کا جس سے تاریخ روم کی مقرر کرتے ہین اور سکندر اول کا ذکر ازرقی وغیرہ نے یون کیا ہے
کہ اسنے ہمراہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طواف خانہ کعبہ کا کیا تہا ابتدا بنا مین اور وہ ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا
تہا اور متبع خلیل جلیل تہا اور اسکے وزیر خضر علیہ السلام تہے رہا سکندر ثانی مقدونی یونانی اسکا وزیر ارسطو فیلسوف
مشہور تہا واللہ اعلم اسی سے مملکت روم کی تاریخ ٹہیرائی جاتی ہے یہ تین سو برس کے قریب حضرت مسیح علیہ
السلام سے پہلے تہا اور جس شخص کا ذکر اسجگہ قرآن مین ہے وہ زمانہ خلیل علیہ السلام مین تہا وقت بناء بیت
عتیق کے اسنے ہمراہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طواف کیا اور اللہ تعالی کیطرف تقریب قربان کی ابن کثیر نے بعد
اسکے کہا ہے کہ ہم نے ذکر اسکا کتاب البدایۃ والنہایۃ مین کیا ہے بما فیہ کفایۃ وللہ الحمد وہب بن منبہ نے کہا
وہ ایک بادشاہ تہا اسکو ذوالقرنین اسلیے کہتے تہے کہ ہر دو صفحہ سر اسکے نحاس کے تہے بعض اہل کتاب کہتے ہین وہ بیٹا روم
و فارس تہا بعض نے کہا اسکے سر مین شبہ دو قرن کا تہا علی نے کہا نیک بندہ تہا اسنے اپنی قوم کی دعوت طرف اللہ تعالی
کی کی قوم نے اسکو قرن پر مارا وہ مر گیا اللہ تعالی نے پہر اسکو زندہ کر دیا اسنے پہر قوم کو طرف اللہ کی بلایا قوم نے پہر اسکے قرن

مارا وہ مر گیا اسکا نام ذوالقرنین ہوا علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے بہی اسی طرح روایت ہے بعض نے کہا یہ نام اسلیے ہوا کہ
وہ مشارق و مغارب تک پہونچا جہاں سے آفتاب کا سینگ نکلتا ہی اور جہاں ڈوبتا ہے تمکین ارض سے یہ مراد ہے کہ ہم نے اسکو ایک
ملک عظیم دیا جو کچہہ بادشاہوں کے لیے چاہیے وہ سب تمکین و جنود و آلات حرب و حصارات عطا کیے ولہذا وہ مشارق و
مغارب ارض کا بادشاہ ہوگیا اور سارے شہر اُسکے قابو مین آگئے اور ملوک عباد خاضع ہوئے اور امم عرب و عجم نے اُسکی
خدمت کی ولہذا بعض نے وجہ تسمیہ یہی بیان کی ہے کہ وہ ہر قرن شمس یعنے مشرق و مغرب تک پہونچا ابن عباس و مجاہد
و سعید بن جبیر و عکرمہ و سدی و قتادہ و ضحاک وغیرہم نے کہا ہی کہ مراد سبب سے علم ہے دوسرا لفظ قتادہ کا یہ ہے کہ مراد سبب
سے منازل و اعلام ارض ہین ابن زید نے کہا تعلیم السنہ ہی جس سے لڑتا اس قوم سے اسی قوم کی زبان مین بات چیت کرتا
معاویہ نے کعب احبار سے کہا تہا کہ تو دیکہتا ہے کہ ذوالقرنین اپنی گہوڑی ثریا سے باندہتا تہا کعب نے کہا اگر مینے یہ بات
کہی ہی تو اللہ تعالی نے فرمایا ہی وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا اور ہم نے دیا تہا اسکو ہر چیز کا اسباب ابن کثیر کہتے ہین معاویہ نے
جس بات کا انکار کعب پر کیا یہی بات ٹہیک ہے اور معاویہ اس انکار مین حق پر ہین معاویہ کہتے تہے ہم امتحان کذب کا کعب پر
کرتے ہین یعنے نقل مین نہ یہ کہ کعب عمدا وہ نقل کرتی جو انکے صحف مین نہ ہوتی لیکن بحث صحف مین ہے کہ وہ اسرائیلیات تہے
جو غالبا مبدل و محرف و مصحف و مختلق ہین ہم کو باوجود خبر خدا و رسول کے کچہہ حاجت طرف انکے نہین ہے اسلیے کہ انہین اسرائیلیات
سے ایک شر کثیر اور فساد عریض لوگون پر داخل ہوا ہے اور تاویل کعب کی اپنے قول کے لیے اور لانا آیت کا بطور استشہاد
کے نقل صحف پر کہ وہ ربط اپنے خیل کا ثریا سے کرتا تہا صحیح نہین ہے اور نہ مطابق دلیل اسلیے کہ کسی بشر کو طرف کسی شے
کے اُن مین سے راہ نہین ہے اور نہ طرف ترقی کے اسباب سموات تک حالانکہ اللہ تعالی نے حق مین بلقیس کے کہا ہی
وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ یعنے جو بادشاہون کو دیا جاتا ہی وہ سب اسکو دیا گیا تہا اسی طرح اللہ تعالی نے ذوالقرنین کے
لیے اسباب یعنے طرق و وسائل فتح اقالیم و رساتیق و بلاد و ارضین و کسر اعداء و کبت ملوک ارض و اذلال اہل شرک آسان
کردے تہے ہر شے محتاج الیہ کا ایک سبب عطا کیا تہا واللہ اعلم حافظ ضیاء مقدسی نے مختارہ مین حبیب بن حماد سے
نقل کیا ہے کہ مین پاس حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ کے تہا ایک شخص نے پوچہا ذوالقرنین کسطرح مشرق و مغرب
تک پہونچا کہا سُبْحَانَ اللهِ سَخَّرَ لَهُ السَّحَابَ وَمَدَّ لَهُ الْأَسْبَابَ وَبَسَطَ لَهُ الْيَدَ اللہ پاک ہے جسنے اسکے
بادلون کو مسخر کیا اور اسباب کو مقدر کر دیا اور زیادہ قوت دی فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ سوال حال سے
ذوالقرنین کے یہود نے براہ تعنت کیا تہا ذوالقرنین مین اختلاف کثیر ہے کسی نے کہا اسکندر بن فیلقوس ہے جو
ساری دنیا کا مالک ہوگیا تہا یونانی بانی اسکندریہ ہے ابن اسحق نے کہا ایک مصری تہا مرزبان بن مرزبہ یونانی

نام اولاد یونان بن یافث بن نوح سے کسی نے کہا ہرمز بادشاہ تھا کسی نے کہا ایک جوان رومی کسی نے کہا نبی کسی نے
نے کہا عبد صالح کسی نے کہا عبداللہ بن ضحاک نام تھا کسی نے کہا مصعب بن عبداللہ او الکہلان بن سبا سہیلی نے کہا
ظاہر علم اخبار سے یہی ہے کہ یہ دو شخص تھے ایک زمانہ ابراہیم علیہ السلام میں دوسرا قریب زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعض
نے کہا ابو کرب حمیری تھا بعض نے کہا ایک ملک تھا منجملہ ملائکہ کے رازی نے قول اول کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے
کہ جسکا ملک سعت و قوت میں اس غایت کو پہونچا تھا جسکے ساتھ تنزیل ناطق ہے وہ اسکندر یونانی تھا کتب تواریخ
اسی کی شاہد ہیں اسلیے یقین کرنا چاہیے کہ ذوالقرنین یہی اسکندر تھا لاکن اسمین اشکال ہے کیونکہ شاگرد ارسطاطالیس
حکیم کا تھا اور اسی کے مذہب پر تھا اللہ پاک کا ذکر کرنا اسکو اس عظمت کے ساتھ موجب ہے اس حکم کو کہ مذہب ارسطاطالیس
حق و صدق ہو لیکن اسکی کوئی راہ نہیں نیشاپوری نے کہا میں کہتا ہوں کہ ہر مذہب فلاسفہ باطل نہیں ہے [illegible]
خذ ما صفا و دع ما کدر کیا ہو واللہ اعلم انتہیٰ میں کہتا ہوں یہ بات اتحاد مذہب کی بوجہ تلمذ خیال کی گئی ہے سو اگر
واقعی وہ شاگرد ارسطو بھی ہو تو متمذہب ہونا شاگرد کا بمذہب استاد کچھ ضروریات خارجیہ میں سے نہیں ہے ممکن ہے
کہ اخذ علوم و فنون دنیاوی میں اخذ کیا ہو اور مذہب جدا گانہ ہو صدہا بلکہ ہزارہا لوگ خلاف مذاہب اساتذہ ہوتے ہیں
ہر زمانے میں اس کا تجربہ موجود ہے ابن کثیر نے قول سہیلی کی ترجیح کی ہے کہ اسکندر دو شخص تھے ذوالقرنین کے وزیر خضر تھے
اور مقدونی کا وزیر ارسطو تھا ابو السعود نے اپنی تفسیر میں ابن کثیر سے حکایت کیا ہے کہ ہم نے جو یہ کہا وہ دو شخص تھے
سو اسلیے کہ اکثر لوگ یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ دونوں ایک تھے اور جسکا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ یہی شخص متاخر تھا حالانکہ
اس اعتقاد سے خطاء کثیر و فساد کبیر واقع ہوتا ہے اور کیونکر نہ ہو کہ پہلا شخص ایک بندۂ نیکو کار مومن تھا اور بادشاہ [illegible]
شعار تھا خضر علیہ السلام اسکے وزیر با تدبیر تھے اور کسی نے اسکو نبی بھی کہا ہے اور دوسرا شخص کافر تھا اور اسکا وزیر
ارسطاطالیس تھا اور فاصلہ درمیان دونوں شخصوں کے دو ہزار سال سے زیادہ کا ہے فَاَیْنَ هٰذَا مِنْ ذَاكَ ترجمہ
میں اور ان میں بڑا فرق ہے انتہیٰ شاید یہ عبارت ابن کثیر کی کتاب البدایہ والنہایہ میں ہوگی جسکو ہم نے نہیں دیکھا
ورنہ تفسیر ابن کثیر میں ایسی قدر الفاظ ہیں جو اوپر گذر چکے اور کتب تواریخ سے دو ہی مرد کا ہونا ثابت ہوتا ہے جس طرح
کہ سہیلی و ازرقی و ابن کثیر وغیرہم نے کہا ہے نہ وہ امر جو رازی نے ذکر کیا ہے اور کہا کہ کتب تواریخ اسی
کی شاہد ہیں نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب سکندر نامہ میں دونوں کو ایک سمجھ کر غلط بحث کر دیا ہے
کوئی ماجرا شخص اول کا اور کوئی پچھلے شخص دوم کا ذکر کیا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہ امام فن تاریخ بھی ہیں
کتاب الرد علی المنطقیین میں فرماتے ہیں کہ مشہور متواتر ہے کہ ارسطو وزیر اسکندر بن فیلبس تھا [illegible]

قریب سہ صد سال اور بہت سے جہال کا یہ گمان ہے کہ جس ذی القرنین کا ذکر قرآن مین آیا ہے وہی شخص تہا اور
ارسطو کی تعظیم کرتا تہا اسلیے کہ اسکا وزیر تہا جسطرح کہ ابن سینا اور امثال ابن سینا وغیرہ جہال نے اخبار یمن سے ذکر کیا
ہے سو یہ انکا جہل ہے اسلیے کہ وہ اسکندر جسنے ارسطو کو اپنا وزیر کیا تہا وہ مقدونی ہے جسکی یہود و نصاری نے تاریخ روم مقرر
کی ہے وہ فقط زمین قدس تک گیا تہا سد تک نہین پہونچا عارف اخبار اسکو جانتے ہین اور وہ ایک مشرک بت پرست تہا
اسیطرح ارسطو اور اسکی قوم مشرک عابد اصنام تہی اور ذو القرنین موحد مومن البتہ تہے اور اس مقدونی سے پہلے تہے جو کہتا ہے
کہ انکا نام اسکندر تہا وہ انکو سکندر بن فیلبس بتاتا ہے ولہذا جو لوگ عقل و دین سے دور تر ہین جیسے قرامطہ و باطنیہ
کہ مذہب فلسفہ یونان ہین اور دین محمدی سے چہتی ہین اور اظہار رفض کا کرتے ہین اور جیسے جہال متفلسفہ و اہل کلام انپر اکثر
متفلسفہ کا خوب چلتا ہے جو دولت جاہلیت کہ علم و ایمان سے بعید ہے اور کافرین یا منافقین مین انپر رواج ایسے امور
کا خوبی ہوجاتا ہے جسطرح کہ منافقین ملاحدہ پر یہہ مشرکہ ترکیہ رواج ہوگیا ہے اسیطرح ہمیشہ کفار و منافقین پر جو کہ
اللہ و رسول کے اعداء ہین یہہ پیچ چلتا رہتا ہے انتہی وجہ تسمیہ سو زجاج و ازہری نے کہا ہے کہ وہ قرن آفتاب تک مشرق
و مغرب مین پہونچا تہا اسلیے ذو القرنین کہلایا یا اسکی دو چوٹیان تہین بالون کی چوٹی کو قرن کہتے ہین یا انہون نے اپنا اد
فلک مین یہ دیکہا کہ وہ ہر دو قرن آفتاب پر قابض ہوا ہے یا اسکے دو قرن تہے نیچے عمامہ کے یا دو بار کی دعوت الی اللہ مین دو
قرن پر مضروب ہوا تہا یا وہ کریم الطرفین تہا مان باپ دونو کی طرف سے اہل بیت شرف مین سے تہا یا اسکے وقت مین دو
قرن لوگون کے گذر چکے تہے یا جنگ مین دونو ہاتہون سے لڑتا تہا یا عالم ظاہر و باطن تہا یا نور و ظلمت مین گیا تہا یا بادشاہ فارس و روم کا
تہا یا ملک روم و ترک تہا یا اقصے مغرب و مشرق و شمال و جنوب تک پہنچا تہا اور زمین مین جس قدر آبادی ہے یا اسکے تاج مین دو
قرن سے تہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین فرمایا ہے مین نہین جانتا کہ تبع نبی تہا یا نہین اور نہین جانتا کہ ذو القرنین
نبی تہا یا نہین اور مین نہین جانتا کہ حدود کفارات ہین واسطے اپنے اہل کے یا نہین اخرجہ عبد الرزاق و ابن المنذر و الحاکم
و صححہ وغیرہم علی ابن ابی طالب نے کہا ہے کہ ذو القرنین نہ نبی تہے نہ ملک لیکن ایک عبد صالح تہے اللہ تعالی کو دوست
رکہتے تہے اللہ نے انکو دوست رکہا اور اللہ کی خیرخواہی کی اللہ تعالی نے انکی خیرخواہی کی اللہ تعالے نے انکو طرف ایک قوم کے بہیجا
تہا قوم نے انکی قرن کو مضروب کیا وہ مرگئے پہر اللہ تعالی نے انکو زندہ کردیا اس قوم سے جہاد کرنے کو اور طرف
اس قوم کے بہیجا قوم نے پہر انکی دوسری قرن کو زخمی کیا وہ مرگئے اللہ تعالی نے پہر دوبارہ انکو زندہ کردیا کہ وہ قوم سے
جہاد کرین اسلیے انکا نام ذو القرنین ہوا اور تمہارے درمیان مثل انکی ہے ابن عمر نے کہا ذو القرنین نبی تہے ایک
حدیث مین آیا ہے کہ وہ بادشاہ تہے زمین مین سیاحت کرتے پہرتے مع اسباب کے اخرجہ ابن ابی حاتم حضرت عمر بن

خطابنے ایک شخص کو منے مین سنا کہ وہ پکارتا تھا یا ذا القرنین کہا تم نے پیغمبرون کے نام تو رکھ لیے اب تمہارا کیا
حال ہے کہ تم ملائکہ کے نام رکھتے ہو حدیث عقبہ بن عامر کو سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے بھی درمنثور مین لکھا ہے وہ حدیث منکر ہے کہ تقدم
اور ایک اور خبر طویل وہب بن منبہ سے نقل کی ہے اور طرف ابن اسحق و ابن منذر کے اسکو منسوب کیا ہے اوس مین بکثرت اشیا
منکرہ ہین اسی طرح ایک خبر طویل محمد باقر سے روایت کی ہے جسکو ابو الشیخ وغیرہ نے ذکر کیا ہے شاید یہ اخبار اور مثل انکے
دوسری احادیث منقول مین اہل کتاب سے لکن ہم کو حکم ہے کہ ہم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرین اور نہ تکذیب **ف**
اسمین اختلاف ہے کہ ذو القرنین کب تھے ایک قوم نے کہا بعد حضرت موسی علیہ السلام کے تھے دوسری قوم نے کہا فترت مین
بعد حضرت عیسی علیہ السلام کے تھے تیسری قوم نے کہا زمانہ حضرت ابرہیم خلیل و اسمعیل ذبیح علیہما السلام مین تھے اسکی
تحقیق رسالہ القطۃ العجلان مین دیکھنا چاہیے ایک روایت مین آیا ہے کہ روی دنیا کے بادشاہ چار ہوئے دو
مومن اور دو کافر مومن سلیمان بن داود علیہما السلام اور سکندر ذو القرنین تھے اور کافر نمرود و بخت نصر اور قریب ہے
ایک پانچوان شخص اس امت کا مالک تمام دنیا کا ہوگا لقولہ تعالی لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ تاکہ اوپر کری اسکو دینوں کے
اور یہ شخص مہدی ہوگا ذکرہ القرطبی سدی نے کہا یہود نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تم ذکر ابرہیم و موسی
و عیسی و نبیین علیہم السلام کا کیا کرتے ہو تم نے انکا ذکر ہم سے سنا ہے بہلا ہمین اس نبی کی خبر تو دو جسکا ذکر اللہ تعالی
نے توریت مین فقط کیا ہے کہا وہ کون کہا ذو القرنین فرمایا ہمکو کچھ خبر انکی نہین ملی یہود باہر سے آپ کو بہت خوش
ہوکر نکلے اور اپنے جی مین غالب ہوئے گہر کے دروازے تک نہ پہونچے تھے کہ جبریل علیہ السلام یہ آیات لائے وَیَسْـَٔلُوْنَکَ
عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ الخ اللہ تعالی نے فرمایا ہمنے اسکو قدرت و مکنت دی تھی اسباب پر اور چلنا پہرنا مشکل تہا اونکا ہمنے
آسان کر دیا تہا کہ جہان چاہے جاوے اور جسطرح چاہے سیر کرے بجملہ تمکین کے ایک بات یہی تھی کہ رات ان روشنی مین انکو
یکسان کر دیا گیا تہا اور ہر شے کا جسکو تعلق انکے مطلوب سے تہا یا خلق اسکی طرف محتاج تھی ایک طریقہ بتا دیا گیا تہا جس سے
وصول الی المراد ہو جیسے آلات سیر و کثرت لشکر اور استقصاء بقاع ارض اور پہونچنا چشمہ زندگانی تک یا سبب سے علم مراد ہے
یا بہم پہنچانا مراد انکا سو وہ رستہ جس نے مغرب شمس تک پہنچا دیا فارابی زجاج ہر وہ شے جس سے ملوک فتح مدائن و قہر اعدا پر مدد
لیتے سبب اصل مین رسی کو کہتے ہین پہر استعمال کیا واسطے ہر وسیلہ شے کے فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ
وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۝ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ
تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝ پہر پیچہے پڑا ایک اسباب کے یعنی ...

کرنے لگا ایک سفر کا یہانتک کہ جب پہونچا سورج ڈوبنے کی جگہہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی مین اور پایا اسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا ای ذوالقرنین یا لوگون کو تکلیف دے یا رکہ انمین خوبی بولا جوکوئی ہوگا بے انصاف سو ہم اسکو مارینگے پہر لوٹ جاویگا اپنے رب کے پاس وہ ماردیگا اسکو بُری مار اور جوکوئی یقین لایا اور کیا بہلا کام سو اسکے بدلا مین بہلائی ہے اور ہم کہینگے اسکو اپنے کام مین آسانی ف ذوالقرنین کو شوق ہوا کہ دیکہیے دنیا کی بستی کہانتک بسی ہی سو مغرب کی طرف ہنگے پہونچا کہ دلدل ہتی نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اللہ تعالی کے ملک کی حد نہ پاسکا اسکو یہ کہا یعنے دونو بات کی قدرت دی ہے

بادشاہ کو ہر حاکم کو قدرت ملتی ہے چاہے خلق کو ستادے چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکہے حاکم جو عادل ہو اسکی یہی راہ بُرون کو سزا دے برائی کی اور بہلون سے نیکی کرے اسنے یہ بات کہی یعنے یہ چال اختیار کی انتہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا سبب سے مراد منزل ہے مجاہد نے کہا طریق ہے بابین مشرق و مغرب دوسر لفظ یہ ہے کہ ہر دو طرف زمین یعنے منازل و معالم ارض کو طے کرنے لگا ضحاک نے کہا سبب سے مراد منازل ہین سعید بن جبیر نے کہا ہے عکرمہ و عبید بن یعلے اور سدی بہی اسی کے قائل ہین مطر نے کہا مراد معالم و آثار ماقبل ہین مغرب شمس سے مراد اقصے مسلک ارض ہے ناحیہ مغرب سے جہان سورج ڈوبتا ہے رہا پہونچنا مغرب آفتاب تک آسمان سے سو متعذر ہے اور یہ جو اصحاب قصص و اخبار کہتے ہین کہ وہ ایک مدت زمین پر چلا اور سورج اسکے پیچہے ڈوبتا تہا سو اسکے کچہہ اصلیت و حقیقت نہین ہے اکثر امور اس قسم کے خرافات اہل کتاب ہین انکے زنادقہ کا اختلاق و کذب ہے بالجملہ ذوالقرنین نے اپنی نگاہ مین یہ دیکہا کہ سورج ایک بحر محیط مین غائب ہوتا ہے یہی شان ہے ہر شخص کی جو ساحل بحر محیط تک پہونچتا ہے وہ یہی دیکہتا ہے کہ آفتاب ایک دریا مین غروب ہوتا ہے حالانکہ وہ فلک چہارم سے جسپر ہے مفارقت نہین کرتا بلکہ وہین ثابت رہتا ہے حمئۃ سے مراد گل سیاہ ہے کما قال اللہ تعالی مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ای طِیْنٍ اَمْلَس ابن عباس نے کہا مراد ندی ہے دلدل والی کعب احبار سے پوچہا کہا قرآن کو تم مجہسے زیادہ جانتے ہو لکن مین کتاب مین یون پاتا ہون کہ وہ ایک سیاہ گارے مین ڈوبتا ہے مجاہد اور بہت سے سلف اسی کے قائل ہین ابن عباس نے حمئۃ کو حامیہ یعنے حار پڑہا ہے ابن جریر نے کہا یہ دونو قراءتین مشہور ہین قاری جس قراءت کو پڑہیگا مصیب ہوگا انکے معنے مین بہی کچہہ منافات نہین ہے ہوسکتا ہے کہ بوجہ ہمسائگی آفتاب وہ دلدل گرم تر ہو سورج کی لپٹ و شعاع بلا حائل اس سے ملاقات کرتی ہو ابن عمر کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج کی طرف نظر کی ڈوبتے وقت پہر فرمایا فِیْ نَارِ اللّٰہِ الْحَامِیَۃِ لَوْلَا مَا یَزَعُہَا مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ لَاَحْرَقَتْ مَا عَلَی الْاَرْضِ رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ یہ اللہ کی دہکتی آگ مین ڈوبتا اگر اسکو اللہ تعالی کا حکم نہ روکے تو جو کچہہ زمین پر ہے سبکو جلادے لکن صحت مین اس مرفوع حدیث کے نظر ہے وَلَعَلَّہٗ مِنْ کَلَامِ ابْنِ عَمْرٍو وَمِنْ

ذَاٰلِیَتَہٗ اَلتِّیْنِ وَجَدَ ھَمَّا یَوْمَ الْیَرْمُوْكِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور شاید ابن عمر کی کلام سے ہے اسکی ان دو تھیلوں
سے جنکو سنی یرموک کے دن پایا کعب کہتے تھے اِنَّا نَجِدُ ھَا فِی التَّوْرٰىةِ تَغْرُبُ فِیْ مَدَرَةٍ سَوْدَاءَ ہم توریت میں
پاتے ہیں وہ کالی مٹی میں ڈوبتا ہے ابن جریج نے تفسیر میں کہا ہے کہ وہاں ایک قوم پائی یعنی ایک شہر تھا جسکے بارہ ہزار
دروازے ہیں اگر اس شہر والوں کی آواز دن کا شور نہ ہوتا تو لوگ سورج کا غروب ہوتا وقت غروب کے سنتے قوم سے
مراد ایک امت ہے منجملہ امم کے کہتے ہیں وہ ایک امت عظیم تھی بنی آدم میں سے غرضکہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو اس قوم
پر تمکنت وحکومت دی اور ظفریاب کیا اور اسکے بعد کا اختیار دیا کہ خواہ تو انکو قتل کر یا قید یا منت کر اور فدیہ لیکر چھوڑ دے
تو ذوالقرنین نے کہا کہ جو شخص اپنے کفر و شرک بالرب پر مستمر رہیگا میں اسکو عذاب دونگا قتادہ نے کہا یعنی قتل کرونگا سدی
نے کہا ایک تانبے کی گائے کو گرم کرکے ان مشرکوں کو اسکے اندر رکھونگا کہ وہ پگھل جاویں وہب بن منبہ نے کہا ظالموں کو
مسلط کرونگا کہ وہ انکے گھروں میں ہر جانب سے گھسکر انکو ڈھانپ لیں عذاب نکر سے مراد شدید بلیغ دردناک الیم ہے حیثیت لیکر
اثبات جزاء معاد و جزا پر پھر کہا کہ جو کوئی ان میں سے میرا تابع ہوگا اللہ وحدہٗ لا شریک کی عبادت کرینگے تو اسکے لیے دار
آخرت میں نزدیک اللہ تعالیٰ کے اچھا بدلا ہے اور میں اس سے آسان و نیک بات کہونگا فتح البیان میں کہا ہے مراد اتباع
سبب سے اختیار کرنا ہے سفر کا طرف طریق مغرب کے جب نہایت زمین کو جہت مغرب سے اور آخر عمارت کو کرۂ ارض سے پہونچا جس
نہایت کے پیچھے بحر محیط ہے اور اسمیں گذر کرنا ممکن نہیں ہے پس جب کوئی کنارہ باقی نہ رہا بلکہ ایسا پانی سامنے تھا جسکا آخر
نہ تھا تو وہاں یہ دیکھا کہ سورج گویا ایک ایسے چشمے میں ڈوبتا ہے جس میں بڑی کیچڑ ہے سیاہ مٹی کی دلدل انسان کی عادت
ہے کہ جب دریا میں ہوتا ہے تو اسے یوں ہی نظر آتا ہے کہ سورج دریا میں ڈوب رہا ہے بحر محیط کو چشمہ کہا اس میں
کوئی محذور نہیں ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ مراد یہ نہیں ہے کہ جرم آفتاب تک پہونچا اور اس نے سورج کو چھوا کیونکہ
آفتاب تو ہمراہ آسمان کے گرد زمین کے چکر مارتا ہے کیونکہ زمین سے ملتا نہیں ہے وہ اس سے اعظم تر ہے کہ کسی چشمے میں زمین کے
کیسے گھسلے کہ وہ خود زمین سے اضعاف مضاعف ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ذوالقرنین آخر عمارت شرقیہ و غربیہ تک پہونچا
اور وہاں سورج کو ایک مٹی کے دلدل میں ڈوبتا ہوا پایا جسطرح کہ ہم سورج کو زمین ہموار میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ گویا
وہ زمین میں اندر گھستا ہے لہذا فرمایا ہے کہ وہاں طلوع اسکا ایک ایسی قوم پر پایا کہ جنکے لیے سوا اسکے کوئی پردہ نہ تھا اسکا
مطلب یہ نہیں ہے کہ سورج ملاصق و مماس اس قوم کا تھا بلکہ یہ مطلب ہے کہ سب سے پہلے طلوع سورج کا اسی قوم پر ہوتا
تھا قتیبی نے کہا جائز ہے کہ یہ چشمہ دریا کا ہو اور سورج اسکے پیچھے یا نزدیک اسکے غائب ہوتا ہو حرف صفت کو بجائے
صاحب صفت کے قائم کیا ہے انتہی بعض نے کہا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو طاقت عبور بحر کی دی ہو اور وہ دریا پار

ہو کر اس چشمے تک پہونچا ہو جسمین آفتاب غروب ہوتا ہے کوئی مانع اس امر سے نہین ہے خصوصًا جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ
شمس تک پہونچا اور زمین پر قادر ہوا سو بعد تجویز زمین کے ہے اور مجرد استبعاد موجب حمل قرآن کو خلاف ظاہر پر نہین ہے کرخی نے
کہا اللہ تعالی قادر ہے اس بات پر کہ جرم شمس کو صغیر کر دے اور جرم عین گرہ ارض کو وسیع اس طرح کہ چشمہ آب مین شمس کو
گنجایش کرے یہ بات کیون نہین جائز ہے اگرچہ ہم کو اسکا علم نہ ہو اسلیے کہ ہمارے عقول اسکی احاطہ کرنے سے قاصر ہین
اور انبیاء و حکماء و صلحاء سے وقوع ایسے امور کا چندان دور نہین ہوتا ہے بہرحال پاس اُس عین یا شمس کے ذو القرنین
نے ایک قوم پائی وہ قوم برہنہ تھی انکا لباس جلود وحش تھا اور انکا طعام وہ جو دریا نکالکر پھینکدے یہ لوگ کفار تھے
قال البیضاوی لکن اتنی بات ہے کہ تحقق کفر کا بعد بعثت رسول کے ہوتا ہے جب کہ لوگ اسپر ایمان نہ لاوین اب نظر کرنا چاہیے
کہ کیا کوئی رسول انکی طرف بھیجا گیا تھا کہ انہون نے اُسکا انکار و کفر کیا ہو ظاہر تر یہ ہے کہ وہ اہل فطرت تھے کوئی رسول
پاس انکے مرسل نہین ہوا ہے جب ذو القرنین اسجگہہ پہنچے تو انہون نے اس قوم کو طرف ملت ابراہیم علیہ السلام کے بلایا کوئی
اُن مین ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا تب اللہ تعالی نے ذو القرنین کو اختیار دیا کہ خواہ انکو عذاب کرے یا چھوڑ دے
لفظ قلنا سے بعض نے یہ سمجھا ہے کہ وہ نبی تھے اللہ تعالی نے انکو مخاطب بوحی کیا تھا اور جو انکے نبوت کا قائل نہین ہے
وہ تاویل قلنا کی الہام سے کرتا ہے محتمل ہے کہ یہ خطاب کسی اور نبی کی زبان پر ہو بہرحال اللہ تعالی نے درمیان قتل و
تعلیم شرائع و دعوت الی الحق کے اختیار دیا کہ خواہ انکو تعذیب کرے یا انکے ساتھ احسان اول واسطے مصر علی الکفر کے ہے
اور ثانی واسطے تائب کے ذو القرنین نے کہا مین ظالم یعنے کافر مشرک کو قتل کرونگا اور عذاب آخرت واسطے اسکے علیحدہ
ہے اور مومن عامل صالح کے لیے جزاء حسن ملیگی اور ایماندار سے نرم بات کہونگا ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ۝ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا

پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے اور سفر کا سرانجام کیا یہانتک کہ پہنچا سورج نکلنے کی جگہہ پایا کہ وہ نکلتا ہے ایک لوگون پر کہ نہین
بنادی ہمنے انکو اس سے ورے کچھ اوٹ یون ہی ہے اور ہمارے قابو مین آچکی ہے اسکے پاس کی خبر ف شاید وہ لوگ جنگلی
ہونگے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا انمین دستور نہ ہوگا یا یہ زوالی شاید اسجگہہ کچھ اور کہتے ہونگے اور فی الحقیقت اتنا ہی
جو فرمادیا اچھے اللہ تعالی نے خبر دی کہ ذو القرنین پھر مغرب سے طرف مشرق چلے جس امت پر انکا گذر ہوتا اسکو مقہور و
مغلوب کرتے اور طرف اللہ عز و جل کے بلاتے اگر وہ مانتے تو خیر ورنہ انکو ذلیل و خوار کرتے اور انکے اموال و امتعہ کو
مباح کر دیتے اور کسی قدر ان مین سے واسطے مدد لشکر کے بطور خدام ہمراہ لیتے جو اقالیم اُن سے دور ہین عمان لیجا کر
قتال کراتے اخبار بنی اسرائیل مین آیا ہے کہ ذو القرنین ایک ہزار چھ سو برس زندہ رہے زمین کے طولاً و عرضًا گز

ہوگئے مشرق و مغرب زمین کو جہان تک الا جب سورج نکلنے کی جگہہ پہونچے تو وہان ایک ایسی قوم پائی کہ جن کے لیے کوئی
اوٹ نہی نہ گہر جس مین رہین اور نہ درخت جسکے سایہ مین بسین اور دہوپ سے بچین سعید بن جبیر نے کہا سرخ پست قد لوگ
تہے غارون کے اندر رہتے اکثر معیشت انکی مچہلی تہی حسن نے کہا انکی زمین بنیاد کو اوٹہا نہین سکتی تہی جب سورج نکلتا
ہے تو وہ پانی مین گہس جاتے ہین اور جب سورج ڈوب جاتا ہے تو باہر نکلکر مثل بہائم کے آوازین کرتے ہین حسن نے کہا یہ
حدیث سمرہ ہی قتادہ نے کہا ہمسے ذکر کیا گیا کہ وہ قوم ایک ایسی زمین مین ہے کہ وہان کوئی شے نہین اوگتی وہ
وقت طلوع آفتاب کے اسراب یعنے دربون اور غارون مین چہپ جاتی ہین جب سورج ڈوب جاتا ہے تب طرف اپنی کہیتون اور مشتو
کے باہر نکلتے ہین بعض کہتے ہین انکے لیے کوئی جگہہ چہپنے کی نہین ہے سورج جب برآمد ہوتا ہے تو نہین کے اوپر نکلتا ہے انکے
دو کان ہین ایک کو بچہاتے اور دوسرے کو اوڑہتے ہین قتادہ نے کہا وہ زنج ہین یعنے زنگی ابن جریر کہتے ہین وہان کوئی
گہر کبہی نہین بنا اور نہ بنایا گیا جب سورج نکلتا ہے وہ اپنے تہخانون مین گہس جاتے ہین یا دریا مین داخل ہو جاتے ہین
انکی زمین مین کوئی پہاڑ نہین ہے ایک بار وہان ایک لشکر آیا اس سے وہان کے لوگون نے کہا دیکہو کہین تم پر سورج
نہ نکلے اور تم یہان ہو لشکر والون نے کہا تبتک سورج نہ جائیگا ہم یہان سے نہ سرکین گے کہا دیکہو یہ لشکر لاشین پڑی رہین
انپر سورج نکلا تہا سب مر گئے تب وہ لشکر والے اس جگہہ سے اور طرف بہاگے مجاہد و سدی نے کہا ہم مطلع ہین جمیع احوال ذوالقرنین
پر اور احوال پر اسکے لشکر کے ہمپر کوئی شے مخفی نہین ہے اگرچہ وہ امم متفرق ہو گئے اور جدا جدا زمین مین رہ پڑے اللہ
کوئی چیز زمین مین ہو یا آسمان پر مخفی نہین ہے وہ عالم جملہ جزئیات و ذرات ہے ولله الحمد فتح البیان مین کہا ہے پہر ذو القرنین
ایک دوسری رستہ چلا جو مغرب سے طرف مشرق کے جاتا تہا کوئی راستہ اسپر غالب ہوتی تہا تک کہ اس جگہہ پہونچا جہان سے
سورج نکلتا ہے سب سے اول معمورہ زمین پر یا خود اسی مکان طلوع پر کیونکہ کوئی مانع شرعی و عقلی نہین ہے بعضے کہتے ہین بارہ برس
مین وہان پہونچا یا اس سے کم مین اسلیے کہ سحاب مسخر اور اسباب طبعی تہے وہان ایک قوم پائی یعنے زنگی بعض نے کہا وہ نسل
سے مومنین قوم ہود کے تہے اونکی شہر کا نام جابلق تہا اور زبان سریانی ہین مر قتادہ ہمسایہ یاجوج ماجوج کے تہے
سوا سورج کے کوئی اوٹ انکے لیے نہ تہی نہ گہر نہ در نہ سقف نہ لباس بلکہ ننگے پاؤن ننگے بدن کہین عمارت کا اتا پتا
نہین کہ رات کو یا دن کو وہان رہین کعب نے کہا انکی زمین بسبب نرمی کے بنیاد کو نہین اوٹہا سکتی تہی بس مین اسراب تہے
جب سورج نکلتا ان دربون مین گہس جاتے جب ڈہل جاتا یا نیچا ہوتا اپنی معیشت کے لیے باہر آتے **حکایت** زمخشری نے
بعض اشخاص سے نقل کیا ہے کہ مین نکلا اور چین سے آگے بڑہ گیا مین نے اس قوم کا حال پوچہا مجہے کہا ایک رات کا رستہ
ہے مین وہان گیا دیکہا وہ قوم ایک کان اپنا بچہاتی اور دوسرا کان اوڑہتی ہے جب طلوع آفتاب کا قریب ہوا مین نے

ایک آواز سنی مثل ہیئت مطلوبہ کے ہین سب بے ہوش ہو گیا پھر افاقہ مین آیا سورج جسنے طلوع کیا وہ پانی پر مثل روغن کے
اس قوم نے ہمکو بہت ضرر مین داخل کر لیا جب دن نکلا وہ لوگ مچھلی کا شکار کرنے لگے اور شکار کرکے دھوپ مین ڈالنے
لگے دھوپ سے وہ مچھلی بھن جاتی مجاہد نے کہا ہے جو سودان لباس نہین پہنتے اور نزدیک مطلع شمس کے ہین وہ
سارے اہل زمین سے زیادہ ترہین کتب اہل ہیئت مین لکھا ہے کہ اکثر زنج کا حال یہی ہے اسی طرح جو لوگ بلاد قریبہ
خط استوا مین رہتے ہین انکا حال بھی یہی ہے بالجملہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہمکو ذو القرنین کے سارے احوال کی خبر ہے
کہتے ہین جو کاروائی تعذیب ظالمین و احسان الی المومنین کے مغرب شمس مین کی تھی وہی مطلع شمس مین اسجگہ کے وجود
سفر ہوا اب تیسرے سفر کی کہانی بیان فرمائی اور کہا ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ
دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ
فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ
خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ۝ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ
الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ۝ پھر لگا ایک اسباب کو پیچھے یہان
تک کہ جب پہنچا دو آڑ کے بیچ پایا اُن سے ورے ایک لوگ لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات بولے اے ذو القرنین یہ یاجوج
ماجوج دھوم اٹھاتے ہین ملک مین سو کہو تو ہم ٹھیراوین تجھکو کچھ محصول اسپر کہ بنا دے تو ہم مین اُن مین ایک آڑ بولا جو
مقدور دیا مجھکو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت مین بنا دون تمہارے انکے بیچ ایک دھانکا لا دو مجھکو
تختے لوہے کے یہانتک کہ جب برابر کر دیا دونون پہاڑ کی پھانکون تک کہا دھونکو یہانتک کہ جب کر دیا اسکو آگ کہا لاؤ میرے
پاس کہ ڈالون اسپر پگھلا تانبا ف بات نہ سمجھنے سے یہ مطلب ہے کہ کسی کی بولی اُنسے نہ ملتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے بیچ
ملک مین اور یاجوج ماجوج کے ملک مین بیچ ہی انکا تھی انپر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ مین کھلا تھا ایک گھاٹا ادھر سے
یاجوج ماجوج آتے اور لوگون کو لوٹ مار کر چلے جاتے تھے آپس مین چندہ کر کچھ مال جمع کر دین اسکو دیکھا بادشاہ صاحب فتح
و ہمایہ صاحب حکم چاہا کہ اس سے یہ کام ہو سکیگا یاجوج ماجوج عرب کی زبان مین نام ہے ایک قوم کا دو دو اولادون کی
اولاد مین یافث کی ماجوج ایک یاجوج نہین معلوم کہ اس ملک مین انکا کیا نام تھا ترکون کے ملک سے لگتی تھی
اور قوم مین ترکون کے بھائی تھے ذو القرنین نے کہا مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤن سے ہمارے ساتھ
تم بھی محنت کرو اول لوہے کی بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑون کے برابر ملا دیا پھر تانبا
پگھلا کر اسکے اوپر سے ڈالا وہ درزون مین بیٹھکر جم گیا سب ملکر ایک پہاڑ سا ہو گیا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پاس ایک شخص نے کہا مین سد تک گیا ہون اور اسکو دیکھا ہے فرمایا اسکی طرح بیان کر اسنے کہا جیسے چار خانہ منقش
فرمایا تو سچا ہے وہ لوہے کے ٹکڑے سیاہ رنگ تھے مین اور ممدود مین اکثر نکتے کی سرخ سا تھے اللہ تعالی نے خبر دی کہ ذو القرنین
مشارق ارض مین ایک راہ رستہ پر چلا درمیان دو سد کے پہونچا وہ دو پہاڑ تھے انکے سامنے جو مین نکر ایک گہاٹی
تھی یاجوج ماجوج اسی راہ سے بلاد ترک پر گہس آتے اور شہرون مین فساد کرتے اور حرث ونسل کو ہلاک یہ قوم سلالہ
آدم علیہ السلام سے ہے صحیحین مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کہیگا اے آدم وہ کہین گے لبیک وسعدیک فرمائیگا آگ کا لشکر
نکال وہ کہین گے آگ کا لشکر کیا ہے اللہ تعالی فرمائیگا ہر ہزار مین سے نوسو ننانوے آگ کی طرف اور ایک طرف
جنت کے اسدم بچا بوڑہا ہو جائیگا اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دیگی پہر فرمایا کہ تمہارے بیچ مین دو امتین ہین وہ کسی شے
مین نہین ہوتین لیکن اسکو زیادہ کر دیتے ہین یاجوج وماجوج نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم مین بعض لوگون سے
حکایت کیا ہے کہ یاجوج وماجوج اس منی سے پیدا ہین جو آدم سے نکل پڑی تہی اور مٹی مین مخلوط ہو گئی اس سے
مین یہ قوم یون پیدا ہوئی اور نسل آدم ٹہیری کہ حوا سے پیدا نہین ہوئی ہے لیکن یہ قول سخت غریب ہے اسپر کوئی
دلیل عقلی نقلی نہین اور نہ اسپر اعتماد کرنا چاہیے اہل کتاب ایسی حکایات واحادیث مفتعلہ بہت بیان کیا کرتے ہین واللہ
اعلم مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالی مین سمرہ سے مرفوعا آیا ہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تہے سام ابو العرب حام ابو
السودان یافث ابو الترک بعض علماء نے کہا ہے کہ یاجوج ماجوج نسل یافث سے ہین انکا نام ترک اسلیے ہوا کہ پس
پشت سد اس طرف سے متروک کیے گئے ورنہ وہ انکے اقربا ہین یعنی فساد و جرات مین ابن جریر نے اسجگہہ وہب بن منبہ
سے ایک اثر طویل عجیب دربارہ سیر ذو القرنین اور بناء سد وکیفیت ماجرا ذکر کی ہے اس مین طول و
غرابت و نکارت ہے بابت انکی اشکال وصفات وطول و قصر و آذان کے اور ابن ابی حاتم نے بہی اپنے باپ سے لیس
مین احادیث غریبہ نقل کیے ہین جنکے اسانید صحیح نہین ہین واللہ اعلم وہ قوم بات نہ سمجہتی تہی بسبب استعجام کلام و بعد کے
لوگون سے ابن جریج نے کہا مراد خرج سے اجر عظیم ہے قال ابن عباس یعنے انہون نے یہ چاہا کہ ہم سب ملکر اپنے مال کثیر
جمع کر دین تم درمیان ہمارے اور اس قوم کے ایک بند بنادو اسکے جواب مین ذو القرنین نے براہ عفت ودیانت وصلاح
وقصد خیر یہ بات کہی کہ جو ملک وقدرت میرے رب نے مجہکو دی ہے وہ تمہارے اس مال کے جمع کرنے سے بہتر ہے جیسے
حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تہا أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ کیا تم میری رفاقت
کرتے ہو مال سے سو جو اللہ نے مجہکو دیا ہے بہتر ہے اس سے جو تمکو دیا تم میری مدد اپنی قوت بازو سے کرو البتہ آلات بنا لاؤ
مین تمہارے اور انکے بیچ مین ایک سد لوہے کا بنادونگا زبر جمع ہے زبرہ کی ایک ٹکڑا ہوا لوہے کا یعنے تختہ ر

آہنی قالہ ابن عباس مجاہد وقتادہ بہی اسی کے قائل ہین مراد اس پارہ آہن سے خشت آہن ہے بوزن ایک قنطار دمشقی یا زیادہ ان سے یہانتک کہ جب برابر تختے لوہے کے دونو پہاڑون کی چوٹی تک طولاً وعرضاً بیچ پہنچے اور امیت پر اپنا رکہتے ہوئے مقابل سر کو مک گئے تو کہا کہ اب قطعات آہنی پر آگ جلاؤ مساحت سد مین طولاً وعرضاً اختلاف ہے جب آگ جلائی تو وہ سب آگ ہو گیا کہا اب اسپر پگہلا ہوا تانبا ڈالو ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و ضحاک وقتادہ و سدی نے کہا قطر سے مراد تانبا ہے یعنی تانبا بعض نے کہا پگہلا ہوا تانبا قولہ تعالیٰ وَاَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ اور بہا دیا ہے اسکے واسطے چشمہ پگہلے تانبے کا اسی کا شاہد ہے والہذا اشارہ برد محبر ہوتا ہے قتادہ کہتے ہین ذُكِرَ لَنَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ رَاَيْتُ سَدَّ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ قَالَ انْعَتْهُ قَالَ كَالْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ طَرِيْقَةٌ سَوْدَاءُ وَطَرِيْقَةٌ حَمْرَاءُ قَالَ قَدْ رَاَيْتَهُ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ ہم سو یہ بیان کیا گیا کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مینے یاجوج ماجوج کی سد دیکہی ہے فرمایا اسکی کیفیت بیان کر میرے لیے اسنے کہا مثل چادر خانہ لنگی کے اسکی ایک لکیر سیاہ اور ایک لکیر سرخ آپنے فرمایا تو نے دیکہا ہے **حکایت** خلیفہ واثق باللہ نے اپنی عہد دولت مین بعض امرا کو ہمراہ ایک لشکر کے طیار کرکے واسطے دیکہنے سد کے بہیجا تہا کہ سکو دیکہکر آوین اور حال بیان کرین وہ شہرون شہرون اور ملک در ملک پہرتے پہرتے خدا خدا کر کے سد تک پہونچے دیکہا کہ وہ لوہے اور تانبے سے بنایا گیا ہے اور ذکر کیا کہ انہون نے اس سد مین ایک پہاٹک دیکہا اسپر بڑے بڑے قفل تہے اور بقیہ خشت و عمل کو ایک برج مین جو اسجگہ تہا پڑا پایا اور وہان ہر طرف سے اسجگہ کے پادشاہون کی چوکی پہرہ تہا اور وہ سد نہایت عالی منیف سامق مرتفع تہا جسپر کوئی چڑھ نہ سکے اور نہ اسکے ارد گرد پہاڑ و نہر جا سکے پہر یہ لوگ اپنے شہرون کو واپس آئے دو برس سے زیادہ اس سفر مین غائب رہے اور احوال عجائب دیکہے فتح البیان مین کہا ہے یہ سفر سوم ذوالقرنین کا طرف ناحیہ قطب شمالی کے ہوا بعد تہیہ اسباب سفر کے مابین مشرق و مغرب یہانتک کہ چلتے چلتے دو سد کے بیچ مین پہونچا ابن عباس نے کہا یہ دو پہاڑ ہین سامنے ارمینیہ و آذربیجان کے کسی نے کہا ایک جگہ ہے درمیان ہر دو سد کے منقطع ارض ترک ہے جانب مشرق سے بعض نے کہا دو کوہ بلند ہین چکنے ہموار صاف کوئی انپر چڑھ نہین سکتا ہے ان مین سے ہر پہاڑ کو سد کہتے ہین اسلیے کہ انہون نے زمین کے رستے بند کر رکہے ہین سد کا اطلاق پہاڑ پر اسلیے ہے کیونکہ فی الجملہ سد ہوتا ہے قاموس مین کہا ہے سد جبل و حاجز ہے **حکایت** ابن جریر کہتے ہین کہ صاحب آذربیجان نے ایام فتح بلدہ مذکورہ مین ایک انسان کو طرف ناحیہ یاجوج کے متوجہ کیا تہا وہ اسکو دیکہہ آیا اور کہا کہ ایک بنیان رفیع ہے اسکے پیچہے ایک خندق وثیق منیع ہے رازی کہتے ہین اظہر یہ ہے کہ موضع سدین ناحیہ

شمال مین ہے اسکندر نے ما بین سدین کو بند کردیا طول اسکا سو فرسخ ہے یاجوج وماجوج کے لیے کوئی راستہ نکلنے کا نہ
نہین آباد ان کے بجز اس فتحہ کے نہ تہا کیونکہ مسکن انکا پیچہے ان دونو جبل کے ہے اور انکی زمین بہت کشادہ ہے
بحر محیط تک منتہی ہوتی ہے دون سے مراد ورا ہے یا امام یعنے خارج سدین سے نزد اہل ناحیہ یاجوج ماجوج مین اور خطیب
نے کہا کہ قریب اُن دونون کے اس جانب سے جو نزدیک سدین کی ہے طرف اس جانب کی جدہر سے ذو القرنین آیا ایک قوم پائی
جنکی زبان نہایت درجہ بعید تہی لغات بقیہ ناس سے بسبب اسکے کہ انکے شہر بقیہ بلاد سے دور تہے قریب تہا کہ وہ کوئی بات
نہ سمجہین یعنے بوجہ غرابت لغت وقلت فطنت کہ انکی بولی غریب مجہول تہی بجہت شدت عجمت اور انکا کلام مغلق تہا
ابن جریج نے کہا یہ ترک تہی بہر حال اُنہون نے ذو القرنین سے یہ فرمایش کی کہ رستہ یاجوج ماجوج کا ہمارے طرف سے بند
کردو یہ سوال ذریعہ ترجمان کیا کیونکہ ذو القرنین اولاد سام مین تہا اور وہ اولاد یافث مین ایک دوسرے کی لغت نہ سمجہ
تہا یاجوج ماجوج عجمی نام ہے ابو علی نے کہا جائز ہے کہ عربی ہون یہ نسل سے یافث کی ہین ترک بہی اولاد یافث مین
بعض نے کہا یاجوج ترک ہین اور ماجوج جیل و دیلم کعب نے کہا آدم علیہ السلام کو احتلام ہوا نطفہ خاک سے مل گیا اس پانی سے
یہ پیدا ہوئی قرطبی نے کہا اسمین نظر ہے اسلیے کہ انبیاء کو احتلام نہین ہوتا ہے یہ تو اولاد یافث مین مقاتل وغیرہ
بہی اسی کے قائل ہین انکی صفت مین اختلاف ہے کوئی صغیر الجثہ قصیر القامۃ بتاتا ہے اور کوئی کثیر الجثہ طویل القامۃ
کوئی کہتا ہے درندون کی طرح کے پنجے رکہتے ہین کوئی کہتا ہے کہ ایک کان بچہاتے دوسرا کان اوڑہتے ہین
سلف علماء و خلف فضلاء کے اخبار و آثار بیان مین انکے صفات و افعال کے مختلف آئے ہین ابن عباس نے کہا
کوئی ایک بالشت کا کوئی دو شبر کا ہے اطول تین شبر کا ہوتا ہے یہ ولد آدم ہین لکن اس مین تعجب ہے ابن عمر نے
کہتے ہین کہ یاجوج ماجوج ولد آدم ہین اگر چہوڑ دیے جائین تو لوگون پر انکے معایش کو برباد کر ڈالین ان مین کا
شخص نہین مرتا ہے لاکن ایک ہزار یا زیادہ اپنی ذریت مین سے چہوڑ جاتا ہے انکے پیچہے تین استین اور ہین
تاویل و تاریس و منسک اخرجہ الطبرانی وعبد بن حمید وابن المنذر وغیرہم ابن کثیر نے کہا یہ حدیث غریب
ہے بلکہ منکر ضعیف کہتے ہین وہ دس جز ہین اور اولاد آدم ایک جز اور ساری مسافت زمین کی پانصد برس
کا رستہ ہے تین سو دریا ہین اور ایک سو لوی مسکن اب انکی لیے دس باقی رہے تین حبشہ کے لیے اور تین ساری خلق
کے لیے یہ سب کفار ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب اسرا مین انکو طرف ایمان کے بلایا انہون نے قبول
نہ کیا بالجملہ یہ لگ بسر وہ گروہ کے زمین سے نکلکر لوٹ مار یعنی وفساد کرتے تہے بعض نے کہا بنی آدم کو کہا جاتے
کسی نے کہا ظلم و غشم و قتل و سائر وجوہ فساد کرتے بعض نے کہا ایام ربیع مین اس قوم شامی پر انکا گذر ہوتا کوئی شے

سبز باقی نہ چھوڑتے کہا جاتے اور خشک چیز کو اٹھا لیجاتے حدیث ابو ہریرہؓ مین فرمایا کہ یاجوج ماجوج مفسد ہین زمین
مین ہر دن سد کو کہودا کرتے ہین یہانتک کہ پہونچتے ہین کہ شعاع آفتاب کو دیکہین تو جو شخص انپر سردار ہے وہ کہتا
ہے اب چلو کل تم اسکو کہول لوگے جب معاودت کرتے ہین تو دیوار روز سے بہی زیادہ اسکو سخت و درشت پاتے ہین یہانتک
کہ جب انکی مدت پہونچ جائیگی اور اللہ تعالی چاہیگا کہ انکو لوگون پر بہیجے تو وہ اسکو یہانتک کہود کر شعاع آفتاب
دیکہینگے انکا سردار کہیگا اب پہر چلو کل تم انشاء اللہ اسکو مفتوح کر لوگے وہ استثنا کریگا جب وہ معاودت کرینگے تو اسی ہیئت
پر پائینگے جیسا اسکو چہوڑ گئے تہے پہر اسکو توڑ کر لوگون پر نکل پڑینگے اور سب جگہہ کا پانی پی جائینگے لوگ اپنے اپنے قلعون
مین پناہ پکڑینگے وہ طرف آسمان کے تیر پہینکینگے وہ خون آلودہ پہر کر آئینگے تب کہینگے قہرنا من فی الارض
وعلونا من فی السماء قہر اور علو اسوقت اللہ تعالی انکی گردنون مین نغف بہیجیگا وہ سب کے سب ہلاک ہو جائینگے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتہ مین ہے جان محمد کی کہ زمین کے دواب فربہ ہو جائینگے
اور ہونگے تازی ہو کر بہت شکر انکے گوشتون سے کہانے کا ادا کرینگے رواہ احمد والترمذی وحسنہ
وابن ماجہ وابن حبان والحاکم وصححہ والبیہقی فی البعث زینب بنت جحش کہتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اپنی نیند سے جاگ پڑے اور آپکا چہرہ سرخ تہا کہنے لگے لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب
فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ہذہ وحلق لا الہ الا اللہ عرب کیلیے خرابی ہے اس شر سے کہ قریب ہے
آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کہل گیا اور آپنے حلقہ کیا مینے کہا ای رسول اللہ انہلک وفینا الصالحون کیا ہم ہلاک
ہو جائینگے اور ہم مین نیک ہونگے فرمایا نعم اذا کثر الخبث رواہ الشیخان واخرجاہ من حدیث ابی ہریرۃ
مرفوعا ہان جب پلیدی زیادہ ہو گی ہمنے ذکر اس قوم کا کتاب حجج الکرامہ مین بسط کے ساتہ کیا ہے بالجملہ جب ان لوگون
نے یہ فرمائش کی اور مال دینے کو کہا تو ذوالقرنین نے مال لینے سے انکار کیا اور کہا اللہ تعالی نے مجہکو بہت مال و ملک
اس سے زیادہ تر دیا ہے تم واسطے تیاری سد کے فقط مجہکو قوت دو یعنے اپنے ہاتہون سے اسکو بناؤ اور آلات بنا
جمع کرو مین ایک ردم یعنے حاجز حصین درمیان تمہارے اور یاجوج ماجوج کے بناؤنگا ردم کہتے ہین ایک شے
کو دوسری شے پر رکہنا یہانتک کہ ہو برابر سی اور کہا ابن عباس نے کہا ردم اشد حجاب ہے بعض نے کہا ابلغ ہے سد سے
کہا تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ صدفین کہتے ہین ہر دو جانب کوہ کو جب کہ ایکدوسرے کے آمنے سامنے ہو
ہروی نے کہا ہر بناء عظیم مرتفع صدف کہلاتی ہے ابن عباس نے کہا صدفین سے مراد جبلین ہین اور مجاہد نے کہا
رؤس جبلین بالجملہ جب بلندی ردم کے پہاڑ کی چوٹی تک پہونچ گئی تب اسپر آگ جلائی جب وہ سب کا سب مثل آتش

سے گرم ہو گیا تب اوپر پگھلا ہوا تانبا ڈالا کسی نے کہا قطر مذاب ہے اور کسی نے کہا صاص مذاب غرضکہ وہ تانبا اسکی دراڑون مین گہسکر جم گیا وہ سارا سد ایک سخت مثل شیء واحد کے ہوگیا یہ ساخت سد ایک معجزۂ عظیمہ تہا اسلیے کہ جب اتنا بڑا لوہے کا آگ ہو جاتا ہے تو پہر کسی کو یہ قدرت نہین ہوتی کہ اسکے پاس جا کر اسکو پہونکے گویا اللہ تعالی نے اس حرارت کی تاثیر کو بیہودہ یا تہا کہ نافخین کے ابدان کو یہ گرمی اسکی نہین پہونچی اور انہون نے اپنا کام کر لیا فما اسطاعوا

ان يظهروه وما استطاعوا له نقباه قال هذا رحمة من ربي فاذا جاء وعد ربي جعله دكا

ء وكان وعد ربي حقاه وتركنا بعضهم يومئذ يموج في بعض ونفخ في الصور فجمعناهم جمعاه

پہر نہ سکے کہ اسپر چڑھ آوین اور نہ سکے اسمین سوراخ کرنا بولا یہ ایک مہر ہے میرے رب کی پہر جب آوے وعدہ میرے رب کا گرا دے اسکو ڈہا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا اور چہوڑ دینگے ہم خلق کو اسدن ایک دوسرے مین دہنستے اور پہونک ماری صور مین پہر جمع کر لاوین ہم انکو سارے ف ان مین ایسا بادشاہ صاحب عزم و صاحب علم اس کام پر لگا نہین اور تہوڑے لوگون سے ہو نہین سکتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین روپیہ برابر سوراخ اسمین پڑ گیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت مین انکا نکلنا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کرینگے آسمان پر تیر چلاوینگے اور لہو بہرے آوینگے آخر حضرت عیسی علیہ السلام کی بددعا سے ایکبار سارے مر رہین گے ذو القرنین اگلی دیوار پر بہی منتظر تہا کہ آخر یہ بہی فنا ہوگی نہ جیسے باغ والا اپنے باغ پر مغرور نفخ صور قیامت کے دن ہوگا جو رب کا وعدہ ہے انتہے اللہ تعالی نے خبر دی کہ اس دیوار کے بنجانے پر یاجوج ماجوج کو یہ قدرت باقی نہ رہی کہ وہ اسپر چڑھ کر اسطرف اتر آئین اور بدستور بنی آدم سے فساد و نہب و قتل کرین اور نہ یہ طاقت ہے کہ جڑ کی طرف سے نقب لگائین معلوم ہوا کہ زیر و بالا دونو جہت سے وہ عاجز ہو گئے رہی حدیث طویل ابو ہریرہ معتاد جاوبر گذر چکی ہے اور اسمین ذکر استثنا کا ہے سو یہ حدیث دو طریق سے نزدیک امام احمد رحمہ اللہ تعالے کے آئی ہے اور اسکو ابن ماجہ نے بہی روایت کیا ہے ترمذی نے کہا غریب ہے لا نعرفه الا من هذا الوجه اور اسکی اسناد جید قوی ہے لیکن رفع متن مین نکارت ہے کیونکہ ظاہر آیت کا مقتضا یہ ہے کہ انکو قدرت ارتقا و نقب دونو کی نہین ہے بنسبت استحکام و صلابت و شدت بنا کے ہان کعب احبار سے مروی ہے کہ وہ اپنے نکلنے سے پہلے اس دیوار کے پاس آکر اسکو چاٹین گے یہانتک کہ اسمین بہت قلیل باقی رہجائیگی تب کہین گے کہ کل ہم اسکو کہول دین گے اور انکو انشاء اللہ کہنے کا الہام ہوگا صبح کو اسی طرح پر پائینگے کہ جیسے چہوڑ گئے تہے تب اسکو مفتوح کر لین گے اور یہ توجیہ ہے شاید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تلقی اسکی کعب سے کی ہو کیونکہ ابو ہریرہ پاس کعب کے بہت نشست و بات چیت کرتے تہے ابو ہریرہ نے اسکو بیان کیا ہو بعض روات کو وہم ہوا کہ یہ حدیث مرفوع

سے اسلیے اسکو مرفوع کر دیا واللہ اعلم ہمارے اس قول کی ایک تائید یہ ہے کہ انکو قدرت نقب سد بلکہ کسی شے کی نقب پر بس
نہیں ہوئی ہمیشہ تک ثابت اس مرفوع کی قول حضرت زینب بنت جحش سے رفعًا اور یہ حدیث زینب اوپر گذر چکی ہے علاوہ
حدیث صحیح متفق علیہ بخاری و مسلم ظاہر تو زہری ہیں لیکن روایت بخاری میں ذکر حبیبہ کا ساقط ہوگیا ہے اور مسلم نے اس ذکر کو ثابت
رکھا ہے اور مثل اسکے ابو ہریرہ رض سے بھی رفعًا مروی ہے کہ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هٰذَا وَ
عَقَدَ التِّسْعِيْنَ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَاَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ اَيْضًا آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی اور آپ نے نوے کا عقد کیا
پھر ذو القرنین نے کہا یہ بنانا اس دیوار کا اللہ کی ایک رحمت تمہاری اسلیے کہ اس ذریعہ سے انکا اسطرف آنا جانا اور فساد بربادی و
تباہی جان و مال اور دکار نا مسدود ہوگیا یہ رحمت نہیں تو پھر کیا ہے لیکن اللہ تعالی کا وعدہ برابر آجائیگا تو وہ دیوار
ڈھہ کر برابر زمین کے ہوجاویگی اور یاجوج ماجوج روئے زمین پر پھیل پڑینگے اور لوگون مین گھس گھس کر فساد اٹھاوینگے
اونکے اموال و اشیا کو تلف کر دینگے سدی زمین ہی کہا ہے نکلنا انکا لوگون پر قبل قیامت کے ہوگا اور بعد خروج دجال
کے جیسا کہ بیان اسکا زیر کریمہ حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاجُوجُ وَمَاجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ
الْحَقُّ آئیگا اسی طرح اسجگہ ذکر انکے تموج کا فرمایا ہے یہ اول روز ہے قیامت کا پھر اسکے پیچھے صور پھونکا جاویگا تب
سب لوگ یکجا جمع ہوجاوینگے بعض نے کہا یہ تموج بعض کا بعض میں دن قیامت کے ہوگا جبکہ جن و انس مختلط ہونگے
ابن جریر نے اسجگہ ایک حدیث دراز کسی شیخ بنی فزارہ سے روایت کی ہے کہ جب انس و جن موج زن ہونگے تو ابلیس کہیگا
اَنَا اَعْلَمُ لَكُمْ عِلْمَ هٰذَا الْاَمْرِ الحدیث یعنی تمہارے واسطے اس امر کا علم جانتا ہون رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ هٰكَذَا
سو ذکر اسکا اسجگہ ترک کر دیا گیا کیونکہ رفع اسکا معلوم نہیں ہے اوس بن ابی اوس رفعًا کہتے ہیں اِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ
لَهُمْ نِسَاءٌ يُجَامِعُوْنَ مَا شَاؤُا وَشَجَرٌ يُلَقِّحُوْنَ مَا شَاؤُا وَلَا يَمُوْتُ رَجُلٌ مِنْهُمْ اِلَّا تَرَكَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ اَلْفًا
فَصَاعِدًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ یاجوج ماجوج کی عورتیں ہیں جنسے جسقدر چاہتے ہیں جماع کرتے ہیں اور انکے درخت ہیں انکو جسقدر چاہیں
بارور کرتے ہیں انمین سے کوئی نہیں مرتا جب تک اپنی اولاد مین سے ہزار نفر یا اس سے زیادہ نہ چھوڑے صور جسطرح کہ حدیث میں
آیا ہے ایک سنگا ہوگا جسمین پھونک مارینگے پھونکنے والا اسکا اسرافیل علیہ السلام ہیں اس بارے مین بہت احادیث آئی ہیں
حدیث ابن عباس و ابو سعید مین فرمایا ہے كَيْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَحَنٰى جَبْهَتَهٗ وَاسْتَمَعَ مَتٰى يُؤْمَرُ
قَالُوْا كَيْفَ نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا مین کسطرح چین کرون حالانکہ اسرافیل نے
قرن منہ مین لی ہوئی ہے اور سر اپنا جھکا لیا ہے اور کان لگا رہا ہے کہ کب حکم ہوتا ہے بولے ہم کیا کہیں فرمایا کہو
حسبنا اللہ نعم الوکیل علی اللہ توکلنا جمعنا ہم جمعًا اسکی مراد یہ ہے کہ ہم سب کو واسطے حساب و کتاب کے حاضر کرینگے کل ایک

إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا

نو کہلگے اور پہلے سب اکٹھے ہوتے ہین ایک دن حشر کے وقت فتح البیان مین کہا ہے کہ یاجوج ماجوج اس دیوار پر چڑہ نہ سکے بسبب اسکے ارتفاع وملاست کے کیونکہ وہ دو سو گز بلند تھی اور ایسی چکنی کہ اسپر پاؤن نہ جمے اور ایسی سخت و درشت تھی کہ اسکے نیچے بہی سوراخ نہ ہو سکے اسکا عرض پچاس گز اور طول ایک فرسخ اور کشادگی فتحہ مابین ہر دو کوہ کی سو فرسخ ذوالقرنین نے کہا کہ ان کا بنانا اس سد کا یہ ایک اثر ہے آثار رحمت خدا سے کہ انکو اس فتنہ سے بچایا ورنہ کوئی مانع خروج یاجوج وماجوج کو نہ تھا لکن یہ وقایہ کسی دن تک ہے کہ قیامت نہین آتی ہے جب وعدہ برابر ہوگا تو یہ دیوار چور چور ہوکر زمین کے برابر ہو جائے گی میرے رب کا وعدہ سچا ہے یعنی بابت ان کے خروج کے بعد از دجال یا بابت ثواب و عقاب کے یا وعدہ موعود حق ثابت کہ یہ قول ذی القرنین کا تھا پہر اللہ تعالی نے کہا ہم نے بعض یاجوج ماجوج کو چھوڑ دیا ہے کہ وہ بعض کے اندر گہسین معنی یہ ظاہر ہے کہ وہ شدت ازدحام سے وقت خروج کے عقب ہوتے دجال مضطرب و مختلط ہونگے اور حضرت عیسی علیہ السلام مومنین کو اپنے ہمراہ لیکر کوہ طور پر جا کر بیٹہے ان سے بہاگ کر کنارہ گیر ہونگے پہر اللہ تعالی انکی انوف یعنی بینی پر ایک کیڑا مسلط کریگا جس سے وہ سب مر جاوین گے اور مکہ و مدینہ وبیت المقدس مین داخل نہ ہونگے اور جو کوئی انسے متحصن بوظیفہ ذکر و ورد ہوگا اس تک بہی نہ پہونچین گے سارا قصہ انکا کتاب حجج الکرامہ مین ہے یا ضمیر بعضہم کی طرف خلق کے پہرتی ہے اور یوم سے مراد قیامت کا دن ہے کہ ہم انس جن باہم آمیختہ ہونگے یا جس دن سد بن چکیگا بعض انکے بعض مین خلط ملط ہوگئے پہر بعد اسکے نفخ صور ہوگا واسطے بعث کے اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ خروج یاجوج ماجوج کا منجملہ علامات قرب ساعت کے ہے مراد اس نفخ سے نفخہ ثانیہ ہے بدلیل جمعنا ہم جمعا کے نفخہ اولی کا ذکر اسجگہ اسلیے نہین کیا کہ مقصود ذکر احوال قیامت ہے مطلب یہ ہے کہ ہم خلائق کو بعد تلاشی ابدان اور ہو جانے خاک کے اکمل صفت وابدع ہیئت اعجب اسلوب پر صعید واحد مین جمع کرینگے وعرضنا

جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا
يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا ع
أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا

دکہاوین ہم دوزخ اسدن کافرون کو سامنے جنکی آنکہوں پر پردہ پڑا تہا میری یاد سے اور نہ سکتے تہے سننا اب کیا سمجہے ہین منکر کہ ٹہیراوین میرے بندونکو میرے سوا حمایتی ہمنے رکہی ہے دوزخ منکرونکی مہمانی

ف یعنی انکی عقل کی آنکہ نہ تہی کہ قدرتین دیکہ کر یقین لاتے اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجہاوے سمجہین یعنی قیامت کے دن جو برتاؤ ساتہہ کفار کے ہوگا اسکی خبر اسجگہ دی کہ جہنم کو انہین دکہایا جاویگا تاکہ جو عذاب ونکال ہمیشہ ہے

قبل نزول کے اسکو ملاحظہ فرمالیں کیونکہ یہ معاینہ تعجیل ہم وحزن کے لیے ابلغ ہے صحیح مسلم میں ابن مسعود سے مرفوعا آیا ہے کہ جہنم
دن قیامت کے ستر ہزار باگ سے لائی جاوے گی ہر باگ کے ساتھہ ستر ہزار فرشتے ہونگے صفت جہنم وبیان دوزخ وکشف ہول
وہ واحوال اہل نار میں کتاب النذیر العریان عن درکات النیران ایک لغط خوش بیان صادق البنیان ہے اسکی طرف
رجوع کرنے سے اجزائیت وعواقب امور کفر واہل شرک وعصیان وبدع کا حال بخوبی سورج کے طرح روشن اور آگ کیطرح
چمکتا ہے نسال اللہ العافیۃ منہ وعفوہ یہ وہ لوگ جنکو جہنم دکہائی جائیگی یہ اللہ تعالی کے ذکر سے غافل ونابینا
اور قبول ہدے واتباع حق سے کرتے جسطرح فرمایا ہے وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ
قَرِينٌ اور جو کوئی آنکہیں چرادے رحمن کی یاد سے ہم اسپر تعین کریں ایک شیطان پہر وہ رہے اسکا ساتھی اور بیان یہہ
ظاہر کیا ہے کہ وہ میرا ذکر کتنا سن نہیں سکتے تھے بہرا مر نہی سکے سمجھنے بوجہ جنکا کیا ذکر ہے پہر فرمایا کہ کفار نے میری
عباد کو اولیا ٹہیرایا اس امید پر کہ انسے انتفاع حاصل کرینگے سو یہ ہرگز ہونے کا نہیں كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ
وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا یوں نہیں وہ منکر ہونگے بندگی سے اور ہو جاوینگے اونکے مخالف ولہذا اللہ تعالی نے
خبردی کہ ہمنے دن قیامت کو انکے لیے جہنم بطور مہمانی کے طیار کر رکہی ہے یہی حکم قبر پرست پیر پرست گور پرست کا ہے
کیونکہ جسطرح کفار نے اللہ تعالی کے عباد کو اپنا حمایتی پکڑا ہے اسی طرح عقیدہ ان اہل بدعت کا بہی ہے یہ بہی پیر کو دستگیر
اور غوث سمجہتے ہیں اور اللہ تعالی کے سوا انکو اپنا حمایتی اور شفیع وسفارشی جانتے ہیں فَمَا اَشْبَهَ اللَّيْلَةُ بِالْبَارِحَةِ اور
حکم ہر شے کی نظیر کا وہی ہوتا ہے جو حکم اس شے کا ہوتا ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ مراد عرض سے اظہار نار ہے اہل
کفر ونار پر تاکہ اسکو دیکھہ کر گہبرا جائیں دنیا میں تو انکے آنکہوں پر ذکر خدا سے پردہ پڑا تہا اب آنکہیں کہل جائینگی ذکر سے
مراد توحید وتمجید ہے یا قرآن عظیم یہ لوگ ذکر کرنا کیسا ذکر کے سننے کی بہی تاب وطاقت نہ رکہتے تہے بسبب غلبہ شقاوت
وشدت عداوت کی جو انکو ساتہہ اللہ ورسول کے تہی کیا انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ بندوں کو اپنا حمایتی ٹہیرالیں اور
انکی پوجا پاٹ سے کچہہ فائدہ لیں اور تدبر آیات سے اور تمرد قبول حق سے بدستور معرض ہیں جیسے عزیر وملائکہ کو
ارباب ٹہیرا دیں اور اولیاء جیلان وچشت وسہرورد وغیرہم کو اپنا شفیع اور نار سے نجات دینے والا اعتقاد کریں اور
متصرف وغیب دان جانیں اور انکے ملفوظات وحکایات کرامات وداستانہاے خوارق عادات کو حسن عقیدہ وصحت
ایمان ودرستی احسان سمجہیں سو ایسونکے لیے ہمنے جہنم تیار کر رکہی ہے جسوقت وہ وارد علی النار ہونگے اس جہنم سے
تمتع حاصل کرینگے یہ آگ انکے لیے مہمانی ہوگی نسال اللہ العافیۃ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ
جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ کہہ ہم تمکو بتادین کنکے کیے بہت اکارت جنکی
دوڑ بہٹک رہی ہے دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتے ہین کہ خوب بناتے ہین کام یعنے جو دوڑ کی سو واسطے دنیا کے اور
آخرت ویران رکہی وہی ہین جو منکر ہوئے نشانیون سے اپنے رب کی اور اسکے ملنے سے سو مٹ گئے انکے کیے پہر نہ کہڑی
کرینگے ہم انکے واسطے قیامت کے دن تول یعنے وہ آخرت کو مانتے نہ تہے تو انکے واسطے پہر کام نہ کیا پہر ایک بدلہ کیا
تو ایسے یہ بدلا ہے انکا دوزخ اسپر کہ منکر ہوئے اور ٹہیرائین میری باتین اور میرے رسول ٹہٹہا **ف** مصعب کہتے ہین
مینے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے اس آیت کو پوچہا کہ الاخسرین اعمالا کیا یہ حروریہ ہین یعنے خوارج کہا نہین یہ
یہود ونصارے ہین یہود نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہٹلایا اور نصارے نے جنت کا انکار کیا اور کہا کہ وہان
طعام ہے نہ شراب حروریہ وہ ہین جو اللہ تعالی سے عہد باندہ کر توڑتے ہین سعد نے انکا نام فاسقین کہا تہا علی
رضی اللہ تعالی عنہ وضحاک وغیر واحد نے کہا کہ یہ حروریہ ہین معنے اسکے یہ ہین کہ آیت کریمہ شامل حروریہ ہے جسطرح
کہ شامل یہود ونصاری وغیرہم ہے نہ یہ کہ نزول اسکا خاص انکے حق مین علی الخصوص ہوا ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے قبل خطاب
اہل کتاب اور قبل وجود خوارج کے بالکلیہ لکن عام ہے حق مین ہر اس شخص کے جو کہ عبادت اسکی غیر طریقہ مرضیہ
کرتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مصیب ہے اور اسکا عمل مقبول حالانکہ وہ مخطی ہے اور عمل اسکا مردود ہے جسطرح
کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً کتنے منہ اس دن
ذلیل ہین محنت کرتے تہکتے پیٹہین گے آگ مین اور فرمایا وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً
مَنْثُورًا اور ہم پہنچے انکے کام پر جو کیے تہے پہر کر ڈالا اسکو خاک اڑتی اور فرمایا وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ
كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا اور جو لوگ منکر
ہین انکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اسکو پانی یہانتک کہ جب پہونچا اسپر اسکو نہ پایا کچہہ اور سمجہ
یہ فرمایا جو آیت باب مین ہے یعنی جن لوگون نے اعمال باطلہ کیے غیر شریعت مشروعہ مرضیہ مقبولہ پر اور انکا اعتقاد
یہ ہے کہ وہ کچہہ کرتے ہین اور مقبول محبوب ہین حالانکہ انہون نے دنیا مین اللہ تعالی کی آیات کا انکار اور اسکے
براہین توحید وصدق رسل کا کفر اور دار آخرت کی تکذیب کی ہے سو ہم انکے لیے دن قیامت کے ترازو کہڑی
نہ کرین گے کیونکہ خیر سے خالی اور شر سے ملی اور فساد کے ساتہ حالی ہین حدیث ابو ہریرہ رضہ مین فرمایا
ہے ایک بڑا موٹا مرد دن قیامت کے آئیگا وہ نزدیک اللہ تعالی کے برابر ایک پر پشہ کے بہی نہ ہوگا اور کہا تم

چاہو تو یہ آیت پڑھو فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ پھر کہی کہ نہ کرینگے ہم انکے واسطے قیا
کے دن تول دوسرا لفظ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کا رفعًا یہ ہے يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْأَكُولِ الشَّرُوبِ الْعَظِيمِ فَيُوزَنُ
بِحَبَّةٍ فَلَا يَزِنُهَا قَالَ وَاقْرَءُوا فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَكَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ جَرِيرٍ
مَرْفُوعًا فَذَكَرَهُ بِلَفْظِ الْبُخَارِيِّ سَوَاءً يَعْنِي لَيُؤْتَى الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ
عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ الخ ترجمہ کہا نبی الامی نے لایا جاویگا اور اسکو ایک رائی کے ساتھ تولا جاویگا تو اسکے برابر
نہ ہوگا کہا اور آپنے یہ آیت پڑھی فلا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور اسیطرح اسکو ابن جریر نے ذکر
کیا لیکن اسنے یہ لفظ ذکر کیے کہ ایک آدمی موٹا تازہ دن قیامت کے لادینگے جو اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر برابر نہ ہوگا بریدہ
کہتے ہیں ہم پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اتنے میں ایک مرد قریش کا اپنے حلے میں نازو نخرے سے آیا جب وہ اٹھ
گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا بُرَيْدَةُ هٰذَا مِمَّنْ لَا يُقِيمُ اللهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا اے بریدہ یہ وہ
شخص ہے جسکے لیے قیامت کے دن تول نہیں لگاویگا رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالْبَزَّارُ وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ وَاصِلُ دَعُونٍ وَلَيْسَ
بِالْحَافِظِ وَلَهُ بِتَابِعِ مَلَكَهُ کعب کہتے ہیں قیامت کے دن ایک مرد عظیم طویل کو لاینگے وہ نزدیک اللہ تعالی کے برابر ایک
پر پشہ کے نہ ہوگا رواہ ابن جریر بالجملہ یہ جزا اسلیے ہے کہ کفر کیا تھا اور اللہ تعالی کی آیتوں اور رسولوں کو ٹھٹھا ٹھیرایا تھا
اور انکو جھٹلایا تھا فتح البیان میں کہا ہے سعد بن ابی وقاص کہتے تھے کہ مراد اخسرین اعمالا سے اصحاب صوامع یعنی
یعنے یہہ پیر فقیر جو خانقاہوں اور تکیوں میں بیٹھے رہتے ہیں خواہ اہل کتاب ہوں یا اس امت کے جاہل ہے غرور یہ سو انہوں
نے کج روی کی اسلیے اللہ تعالی نے بھی انکے دلوں کو کج کردیا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا مراد ان سے رہبان
ہیں جنہوں نے اپنی نفس کو سواری میں حبس کیا ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ فجرہ قریش مراد ہیں تیسرا لفظ یہ ہے کہ میں بھی گمان
کرتا ہوں کہ خوارج بھی انہیں میں سے ہیں انکی سعی جیسے بردہ آزاد کرنا یا کوئی مال وقف کرنا یا ملہوف کی فریادرسی کرنا حیات
دنیا میں برباد ہے کیونکہ کفر کے ہوتے کوئی طاعت نفع نہیں کرتی یہ پیچھے جی میں سمجھا کریں کہ ہم اچھا کام کرتے ہیں
حالانکہ اللہ تعالی کی آیات و ملاقات کے منکر ہیں مراد آیات توحید ہیں اور انکار معاد مع جملہ لوازم بعث و حساب و ثواب
و عقاب سو انکے یہہ اعمال سب گئے اب انکے لیے حاجت قیامت میزان کی نہ ہوگی کیونکہ حسنات و سیئات دونوں ہوں تو وزن
کی ضرورت ہو جب حسنات سرے ہی سے نہیں ہیں بلکہ نرے سیئات ہیں تو اب ترازو کھڑے کرنے سے کیا حاصل مطلب
یہ کہ انکی نزدیک اللہ تعالی کے کچھ قدر و منزلت نہ ہوگی یہہ میزان کا کھڑا کرنا بلکہ سیدھا آگ میں بھیجدینا جزا ہے کفر کی
انہوں نے اللہ تعالی کی نشانیوں اور اسکے رسولوں کو ٹھٹھا ٹھیرایا تھا آیت سے یہ معلوم ہوا کہ ہر اس قول و فعل و عمل و حال کا

بھی شامل و عام ہے جس سے آخرت و وجہ اللہ مقصود نہ ہو بلکہ نفع اس سے کا اسی دنیا پر مقصور ہو اکثر اشغال خلق کے اسی
عمارت دنیا و زینت حیات و سعت معیشت کے لیے ہوا کرتے ہین اور غالب عمر و غالب اوقات مین لہو و فضول مین لگ رہتے ہین
اور عمر انکی لہو و لعب و تحسین ملبس و مسکن و مطعم و مرکب مین بسر ہوتی ہے سو یہ ساری سعی انکی ضائع و برباد ہے گو انکی نظر مین عمدہ

کام اور نیک شغل ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۙ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ جو لوگ یقین لائے ہین اور کیے ہین بھلے کام انکو ہے ٹھنڈی چھاؤنون کی باغ مہمانی
رہا کرین انمین نہ چاہین وہان سے جگہہ بدلنی **ف** بعد ذکر اشقیا کے ذکر سعدا کا فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو اللہ و رسول پر ایمان
لائے ہین اور رسولون کی تصدیق کرتے ہین اس امر مین جسکو وہ طرف سے اللہ تعالیٰ کے لائے ہین سو انکے لیے فردوس کے
باغ ہین مجاہد نے کہا فردوس زبان رومیہ مین بمعنے بستان ہے کعب و سدی و ضحاک کہتے ہین وہ بوستان ہے جسمین انگور
کے درخت ہون ابو امامہ نے کہا فردوس جنت ہے قتادہ نے کہا ربوہ جنت ہے اور اوسط و افضل جنان ہے حسن نے سمرہ
سے رفعا روایت کیا ہے اَلْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ اَوْسَطُهَا وَاَحْسَنُهَا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ فردوس جنت کی بلند
جگہہ پر واقع ہے اور وہ سب سے اوسط و احسن ہے صحیحین مین ابو ہریرہ رضہ سے رفعا آیا ہے تم جب اللہ تعالیٰ سے جنت
مانگو تو فردوس مانگو کہ وہ اعلیٰ و اوسط جنت ہے اسکی چھت عرش رحمن ہے اسی سے نہرین جنت کی نکلکر بہتی ہین بیان
مین درجات جنت کے رسالہ حادی القلب السلیم اپنے باب مین ایک ہی سالہ ہی نزل کے معنے مہمانی ضیافت خلود سے
مراد مدام کا رہنا ہے کہ پھر وہان سے کبھی کوچ نہ کرے حول سے مراد یہ ہے کہ اسکے غیر کو پسند اور اسکی سوا کسی اور کو دوست
نرکھے شاعر نے کہا ہے ؎

تحلت سويدا القلب ما انا باغيا سواها ولا عن حبها اتحول

اس ارشاد مین کہ لا یبغون عنها حولا تنبیہ ہے اس بات پر کہ انکو اس جنت مین سخت رغبت اور اسکی نہایت محبت ہوگی
کیونکہ کبھی آدمی کا جی ایک جگہہ رہنے سے گو آرام ہو اوکتا جاتا ہے سو وہ فردوس مین با وجود دوام ابدی خلود سرمدی
کے نقل مکان کرنا نہ چاہین گے بلکہ انکا شوق و ذوق وہان کی اقامت کے لیے روز افزون ہوگا فتح البیان مین کہا
ہے مبرد نے کہا فردوس کہتے ہین گھنے درختون کو کہ منجملہ اسکے انگور بھی ہو کسی نے کہا عربی ہے کسی کہا عجمی کسی نے کہا
فارسی کسی نے کہا سریانی غرضکہ فردوس مین بہل اللہ کے برا اکرام مہمانی کے لیے حاضر و موجود ہونگے حدیث الہی
الہ مین فرمایا ہے لوگو جب فردوس مانگو کہ وہ ماتھے جنت ہے فردوس والے عرش کا چرچرانا سنین گے اخرجه البزار
والحاکم وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم وغیرهم عبادہ بن صامت کا لفظ رفعا یہ ہے

کہ جنت میں سو درجے ہیں ہر درجہ اس قدر برابر ہیں آسمان و زمین سکے ہے فردوس اُن میں اعلے درجہ ہے اسکے اوپر عرش ہے اوسی سے چارون نہرین جنت کی نکلتی ہین تم جب اللہ تعالی سے مانگو تو اسی کو مانگو کعب نے کہا فردوس میں آمرین بالمعروف ناہین عن المنکر ہونگے جنات کی تعداد اور وجوہ تسمیہ اور اُن سکے درجات کا بیان کتاب بشیر ساکن العزم الی روضات دار السلام میں کیا گیا ہے واللہ اعلم یہ لوگ جنات فردوس میں خالداً مخلداً رہیں گے وہان سے نقل و حرکت کرنا نہ چاہین گے قُل

لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ١٠٩

تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کر لکھے میرے رب کی باتین بے شک دریا نبڑ چکے ابھی نبڑین میرے رب کی باتین اگرچہ دوسرا ایسا لاوین ہم ویسا اسکی مدد کو **ف** یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ اور اگر جتنے درخت ہین زمین میں قلم ہون اور سمندر ہو اسکی سیاہی اسکے پیچھے سات سمندر نہ نبڑین باتین اللہ کی بیشک اللہ زبردست ہے حکمتون والا یعنے اللہ تعالی کے کلمات اس کثرت کے ساتھ ہین کہ اگر سارا دریا بلکہ ہفت دریا کا پانی روشنائی ہو جاوے تب بھی وہ کلمات و حکم و آیات پوری نہون بلکہ دریا سے نبڑ جاوے اور باتین باقی رہین گو ہر دریا کی طرح کا اور دریا پہر اور دریا لایا کرین یہانتک کہ بحور متعدد جمع ہوئی تب بھی خاتمہ کلمات نہ ہو سکے ربیع بن انس نے کہا ہے کہ مثل علم کل عباد کی اللہ تعالی کے علم میں جیسے ایک قطرہ سارے دریاؤن میں سے دیکھو اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری ہے اب کسی کو یہ طاقت نہین ہے کہ اسکا اندازہ کر سکے وہی اپنی ثنا کر سکتا ہے بس اِی رَبُّنَا كَمَا يَقُولُ وَفَوْقَ مَا نَقُولُ مثال نعیم دنیا کی از اول تا آخر نعیم آخرت میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ رائی کا ساری زمین سے بیچ فتح البیان میں کہا ہے اس آیت سے کثرت اللہ تعالی کے کلمات کی سمجھی جاتی ہے کہ وہ اتنے ہین جن کو بشر ضبط نہین کر سکتے رہی یہہ بات کہ وہ متناہی ہین یا غیر متناہی اسپر کچھہ دلیل نہین ہے اس آیت میں اور حق یہ ہے کہ اللہ تعالی کے کلمات تابع اسکے معلومات کے ہین اور وہ غیر متناہی ہین تو کلمات بھی نامتناہی ہیں ہے اور یہ کہنا کہ گو ویسا دریا اور مدد کے لیے لاوین بطور مبالغہ و زیادت تاکید کے ہے

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ع

تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہون جیسے تم حکم آتا ہے مجھکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے پھر جسکو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو کرے کچھہ کام نیک اور ساجھا نہ رکھے اپنے رب کی بندگی میں کسیکا **ف** معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے یہ آیت آخر آیت ہے جو نازل ہوئی اللہ تعالی اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ تم ان مشرکون سے جو تمہاری رسالت کو جھٹلاتے ہین کہدو کہ میں بھی ایک آدمی ہون جیسے تم آدمی ہو اب جسکو یہ اعتقاد ہے کہ میں کاذب ہون تو وہ بھی اسیطرح سے آئے جو میں لایا

ہون کیونکہ مین غیب دان نہین ہون اس امر مین جسکی مین نے تمکو خبر دی ہے بابت امور گذشتہ کے جیسے قصہ اصحاب کہف کا اور خبر ذوالقرنین کی وغیرہ اشیاء جو کہ مطابق نفس الامر ہین اگر اللہ تعالی مجہکو ان قصص پر مطلع نہ کرتا تو مین کیونکر بیان کرتا مین تمکو اسبات کی بہی خبر دیتا ہون کہ جس معبود برحق کی عبادت کیطرف تمکو بلاتا ہون وہ وحدہ لاشریک ہے اب جسکو یہ امید لگی ہو کہ وہ اپنے رب کی ملاقات کرے اور ثواب حسن وجزاء صالح پاوے تو اسکو یہ چاہیے کہ وہ اچہی کام نیک عمل کرے جو اللہ تعالی کی شرع کے موافق ہون اور اسکی عبادت مین کسی کو شریک کرے بلکہ مراد اس عبادت سے محض اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات ہو ❊ ابن کثیر کہتے ہین وَهٰذَانِ رُكْنَا الْعَمَلِ الْمُتَقَبَّلِ لَا بُدَّ اَنْ يَّكُوْنَ خَالِصًا صَوَابًا عَلٰى شَرِيْعَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے قبولیت عمل کیلیے دو رکن ہین جب تک وہ نہین ہوتے تب تک عمل قبول نہین ہوتا ایک خالص ہونا واسطے اللہ تعالے کے کسی طرح کا لگاؤ غیر اللہ کا ظاہرا و باطنا قولا وعملا وحالا وخیالا نہو ❊

غیر کا جس دل مین کچہ بہی ربط ہے بندگی سب حبط اسکو خبط ہے

دوسرے یہ کہ وہ عمل صواب ہو یعنی مطابق سنت مطہرہ وسیرہ نبویہ کے کسی دوسرے کی رائی و تقلید سے کچہ واسطہ نہ رکہتا ہو اگر خلاف سنت ہوگا تو اسکا قبول ہونا معلوم بالجملہ واسطے قبولیت اعمال صالحہ کے ان دو امر کا موجود ہونا واجب ہے ایک اخلاص للہ وحدہ لاشریک لہ دوم مطابقت کتاب و سنت اگر یہ دونو عمل ہین مفقود ہین تو سمجہ لینا چاہیے کہ وہ عمل مردود اور عامل اسکا درگاہ خالق معبود سے مطرود ہے آیت باب سے بعض اہل علم نے استدلال کیا ہے شرک ہونے پر تصور شیخ ورابطہ قلب بالشیخ پر اور یہ استدلال واضح جلی ہے بعض علماء استعانت ظاہری بہی کسی خادم سے واسطے کسی عبادت کے نکرتے تہے جیسے پانی لانا واسطے وضو یا غسل کے اور کہتے وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا کا مقتضا یہی ہے کہ عبادت بے لاگ کی ہو واللہ اعلم طاؤس کہتے ہین ایک مرد نے کہا اے رسول خدا مین جا بجا کہڑا ہوتا ہون بارادہ رضا اللہ اور چاہتا ہون کہ اللہ تعالی میرے موطن کو دیکہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچہ جواب نہ دیا یہانتک کہ آیت اتری فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ رواہ ابن ابی حاتم وهكذا ارسل هذا مجاهد وغير واحد شہر بن حوشب کہتے ہین ایک شخص پاس عبادہ بن صامت کے آیا اور کہا جو کچہ سوال مین تجہسے کرون تم اسکا جواب مجہکو دو بہلا ایک شخص نماز پڑہتا ہے يَبْتَغِيْ وَجْهَ اللهِ اور اسکی ثنا چاہتا ہے یعنے اللہ تعالی اسکے لیے اور چاہتا ہے کہ اسکی تعریف ہو عبادہ نے کہا اسکے لیے کچہ بہی نہین ہے اللہ تعالے کہتا ہے مین بہتر شریک ہون جسکے لیے میرے ساتہ شرک ہوتا ہے وہ اسی کے لیے ہے مجہکو کچہ حاجت اس مین نہین ہے یعنے جب عمل صالح پر نیت محمود

وستائش آفرین و تحسین کا ہے تو وہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نہین ہوا اور جب خالص ہوا تو اللہ نے اسکو قبول نہ
فرمایا حدیث طویل ابو سعید خدری مین فرمایا ہے اُخْبِرُکُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمَسِيْحِ عِنْدِيْ قُلْنَا
بَلٰى قَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ يَقُوْمُ الرَّجُلُ يُصَلِّيْ مَكَانَ الرَّجُلِ رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی شرک خفی کا ڈر دجال کے ڈر
سے بھی زیادہ ہے پھر اسکی مثال ریا سے دی معلوم ہوا کہ ریا شرک خفی ہے حدیث طویل ابن غنم مین شداد بن اوس
سے رفعاً آیا ہے مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ
فَقَدْ اَشْرَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اَنَا خَيْرُ قَسِيْمٍ لِمَنْ اَشْرَكَ بِيْ شَيْئًا فَاِنَّ عَمَلَهُ قَلِيْلَهُ وَكَثِيْرَهُ
لِشَرِيْكِهِ الَّذِيْ اَشْرَكَ بِهٖ اَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ رَوَاهُ اَحْمَدُ بِطُوْلِهٖ جسنے نماز پڑھی اور وہ ریا کرتا ہے تو وہ شرک
ہے اور جسنے روزہ رکھا اور وہ ریاکار ہے تو وہ مشرک ہے اور جسنے زکوۃ دی اور وہ لوگون کو دکھانا چاہتا ہے تو وہ
مشرک ہے الی قولہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مین بہتر قسیم ہون اُسکے لیے جسنے میرے ساتھ شریک بتایا تو اسکا عمل تھوڑا
اور بہت اسی شریک کیلیے ہے جسکو اسنے شریک بنایا مین اس سے بے پرواہ ہون شداد بن اوس ایکدن روتے تھے کہا کیسے
روتے ہو کہا مینے ایک شے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی اسنے مجھکو رلایا مین نے سنا فرماتے
تھے مین ڈرتا ہون اپنی امت پر شرک و شہوت خفیہ سے مینے کہا اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کی امت
بعد آپ کے شرک کریگی فرمایا ہان وہ کچھ سورج چاند پتھر بت کو نہین پوجے گی ولکن اپنے اعمال کو دکھاویگی اور
شہوت خفیہ یہ ہے کہ ایکدن مین روزہ دار ہوگا کوئی شہوت اسکی شہوات مین سے سامنے اسکے آئیگی وہ اپنا روزہ
ترک کریگا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْهِ ضُعْفٌ حدیث ابو ہریرہ رض مین فرمایا ہے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے
کہے گا مین بہتر شریک ہون جسنے شریک کیا میرے ساتھ کسیکو وہ سارا عمل اسی کے لیے ہے رواہ البزار دوسرا لفظ
ابو ہریرہ رض کا یہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب عز و جل سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنَا خَيْرُ الشُّرَكَاءِ
فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ غَيْرِيْ فَاَنَا بَرِيْءٌ مِنْهُ وَهُوَ لِلَّذِيْ اَشْرَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَتَفَرَّدَ بِهٖ مِنْ
هٰذَا الْوَجْهِ مین شریکون سے بہتر ہون تو جسنے کوئی کام کیا اُسنے میرے کو بھی ساجھی بنایا تو مین اُس سے بیزار
ہون اور اسکا عمل اسکے لیے ہے جسکو اسنے شریک بنایا حدیث محمود بن لبید مین فرمایا ہے بڑا ڈر مجھکو تمپر جس سے مین ڈرتا
ہون شرک اصغر کا ہے کہا اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک اصغر کیا ہے فرمایا ریا یعنی نمود داری اللہ تعالیٰ
دن قیامت کے جب اعمال کا بدلہ لوگون کو دیگا تو فرمائیگا جاؤ پاس اُن لوگون کے جن کو تم دکھاتے تھے دنیا
مین دیکھو تم انکے پاس جزا پاتے ہو یعنی یا نہین پاتے رواہ احمد ابو سعید بن ابی فضالہ کا لفظ رفعاً یہ ہے

کہ جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایسے دن میں جمع کریگا جسمین کچھ شک نہیں ہے تو ایک منادی ندا کریگا
جسنے کسی عمل میں جو اللہ تعالیٰ کے لیے کیا ہے کسی کو شریک کیا ہو تو ثواب اس عمل کا پاس اس غیر اللہ کے طلب کرے
کیونکہ اللہ تعالیٰ سب شرکا سے غنی تر ہے شرک سے رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ ابوبکرہ مرفوعاً کہتے
ہیں مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ رَاءٰى رَاءٰى اللّٰهُ بِهٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ یعنے جو کوئی اپنے عمل کو سُنا دیگا اللہ تعالیٰ اسکو
رسوا کریگا اور جو کوئی دکہاویگا اللہ تعالیٰ اُسکو بدنام فرمائیگا یعنے سمعہ و ریا کا بدلہ بہی دن حشر و نشر کے ویسی سمعہ
وریا ہوگا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ابو سعید کا لفظ رفعاً یہ ہے مَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِی اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ یُّسَمِّعْ یُسَمِّعِ
اللّٰهُ بِهٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ جو شخص ریا کرتا ہے اللہ اسکو ریا کی جزا دیتا ہے اور جو سُناتا ہے اسکو سمعہ کی جزا دیتا ہے ابن
عمر نے کہا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تھے مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ سَامِعَ خَلْقِهٖ وَ
صَغَّرَهٗ وَحَقَّرَهٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ جو شخص اپنا عمل لوگون کو سُناتا ہے اللہ اسکو سمعہ کی جزا دیتا ہے اسکی خو
بری کر دیتا ہے اور اسکو ذلیل کرتا ہے اور حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ لائے جائینگے اعمال بنی آدم کے
سامنے اللہ تعالیٰ کے دن قیامت کو صحف مختمہ مین یعنے نامہای اعمال پر مہر لگی ہوگی اللہ تعالیٰ کہیگا کہ اس
عمل کو گرا دو اور اس عمل کو قبول کرو ملائکہ کہینگے اے رب ہمنے اس شخص سے سوا خیر کے کچھ نہین دیکھا اللہ تعالیٰ کہیگا
اسکا عمل میرے غیر کے لیے تہا اور مین آجکے دن وہی عمل قبول کرونگا جو میرے لیے کیا ہوگا رواہ البزار عبد اللہ
بن قیس خزاعی رفعاً کہتے ہیں مَنْ قَامَ رِیَاءً وَّسُمْعَةً لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ حَتّٰی یَجْلِسَ رَوَاہُ ابْنُ ...
جو شخص دکہلانے اور سنانیکو اٹہا ہمیشہ اللہ کے غصہ مین رہتا ہے یہانتک کہ بیٹہ جاوے حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے
مَنْ اَحْسَنَ الصَّلٰوةَ حَیْثُ یَرَاهُ النَّاسُ وَاَسَاءَهَا حَیْثُ یَخْلُوْا فَتِلْكَ اسْتِهَانَةٌ اسْتَهَانَ بِهَا
رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی یعنے جو کوئی لوگون کی نظر مین اچہی طرح نماز پڑہتا ہے اور خلوت مین بری
طرح تو اللہ کی اہانت کرتا ہے اسی جگہ سے کہا ہے ؎

کلید در دوزخ است آن نماز ۔۔۔ کہ در چشم مردم گذاری دراز

ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے اس آیت کو پڑہ کر کہا اِنَّهَا اٰخِرُ اٰیَةٍ نَزَلَتْ لیکن یہ اثر مشکل ہے
اسلیے کہ یہ آیت آخر سورۂ کہف ہے اور یہ سورت بالکل مکی ہے شاید مراد معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ہوگی کہ اسکے
بعد کوئی دوسری آیت ایسی نہین آئی جسنے اسکو منسوخ کیا ہو اور اسکے حکم کو بدل دیا ہو بلکہ یہ حکم ثابت و محکم ہے پہر اولاد
بعض معانات پر مشتمل ہی تما اس صحابی نے آیت بالمعنے کی مطابق اپنے فہم کے واللہ اعلم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا کہتے ہین جسنے پڑہی آیت کسی رات مین فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ الآیۃ اسکے لیے نور ہوگا عدن مین سے مکہ تک
درمیان اس نور کے ملائکہ ہونگے رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَهٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ جدًّا فتح البیان مین کہا ہے اللہ تعالی
نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تم ان لوگون سے کہدو کہ مین بہی ایک آدمی ہون میرا حال مقصور ہے بشریت
پر کچہ ملکیت تک نہین پہنچتا ہے اور جس شخص کا ایسا حال ہے وہ کب دعوی احاطہ کلمات اللہ کا کر سکتا ہے ہان اتنا
میرا تمسے بیشی ہے کہ مجہے طرف سے اللہ تعالی کے وحی آتی ہے اور تمہین نہین آتی یہی فرق درمیان میرے اور سائر
انواع بشر کے کفایت کرتا ہے اور وہ وحی جو مجہکو آئی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے جسکے الوہیت و ملک مین
کوئی شریک و انباز نہین ہے اس مین ارشاد ہے طرف توحید کے پہر انکو حکم دیا کہ عمل صالح ہمراہ اس توحید کے بجالاؤ
عمل صالح وہ ہوتا ہے جسپر شرع مطہر دلیل ہے اور اسکو عمل خیر ٹہیرایا ہے اور اسکے فاعل عامل کو موعود باجر و ثواب کیا ہے
ابن عباس نے کہا یہ آیت حق مین مشرکین کے اتری ہے جو اللہ تعالی کے ساتہ کسی اور معبود کی عبادت کرتے تہے یہہ
آیت حق مین مومنین کے نہین آئی ہے اللہ تعالی نے فرمایا جسکو امید ملاقات رب تعالی کی ہو وہ اپنے رب کی عبادت مین
کسی ایک کو شریک کرے خواہ کوئی صالح ہو یا طالح حیوان ہو یا جماد ماوردی کہتے ہین جمیع اہل تاویل کا قول تفسیر مین
اس آیت کی یہی ہے کہ مراد اس شرک سے ریا فی العمل ہے لیکن مین کہتا ہون کہ دخول شرک جلی کا جو شرک کرتے تہے
نیچے اس آیت کے مقدم ہے دخول شرک خفی پر جسکو ریا کہتے ہین اور دخول سے اس شرک خفی کے بہی نیچے اس آیت کے
کوئی مانع نہین ہے ہان نص ہے تو یہ ہے کہ یہی ریا فقط اس آیت سے مراد ہو ابن عباس کہتے ہین ایک مرد نے کہا اے
رسول خدا اِنِّي اَقِفُ الْمَوَاقِفَ اَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَاُحِبُّ اَنْ يُرٰى مَوْطِنِي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا
حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مین کچہ مقامون مین کہڑا ہوتا ہون جسمین میری غرض اللہ کی خوشی کی ہوتی ہے لیکن مین
یہ بہی چاہتا ہون کہ میرا موطن دیکہا جاوے تو آپنے اسکو کچہ جواب نہ دیا یہانتک کہ یہ آیت اتری دوسرا لفظ انکا یہ
ہے کہ جندب بن زہیر جب نماز پڑہتے یا روزہ رکہتے یا صدقہ دیتے اور انکا ذکر خیر ہوتا تو خوش ہوکر لوگون کے
کہنے کے لیے زیادہ عبادت کرنے لگتے اس عبادت سے اللہ تعالی کا ارادہ کرکے انہین کے بارے مین یہ آیت آئی ابو ہریرہ رض
کہتے ہین ایک مرد نے کہا ای رسول خدا کوئی شخص جہاد کرتا ہے اللہ کی راہ مین اور وہ چاہتا ہے سامان دنیا ہے
فرمایا اسکو کچہ اجر نہین ہے لوگون کو یہ بات عظیم گذری اس شخص نے پہر یہی کہا فرمایا لَا اَجْرَ لَهٗ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَ
صَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ شداد بن اوس کہتے ہین ریا کو عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین شرک اصغر گنتے تہے
اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَغَيْرُهُمْ بالجملہ احادیث شریفہ تحذیر مین ریا سے اور اسکے شرک

استغر ہونے مین اور قبول نہ ہونے مین عمل ریا کے بہت آئی ہین صاحب درمنثور نے ہرجگہہ پر انکا استیفا کیا ہے
لکن ان اخبار و آثار کو گو بہ الالتزام ہی کہ مراد آیت سے فقط یہی ریا ہے بلکہ مراد شرک جلی ہے اور ریا اس مین
بدخول اولی داخل ہے اور اگر فرض کرین کہ سبب نزول یہی ریا و نمود و گفت و شنود ہے تب بھی بقاعدہ مقبولہ اصول
اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا **ف** فضائل مین اس آیت کی بخصوصہا روایات آئی ہین حدیث حکیم
مین آیا ہے اگر نہ اترتا میری امت پر مگر خاتمہ سورہ کہف کا تو کافی ہوتا انکو اخرجہ الطبرانی الحمد للہ تعالی کہ
آج روز جمعہ دوم شہر رمضان شریف ١٣٠٤ ہجری وقت دہ نیم ساعت اول روز ترجمہ سورہ کہف کا ہاتھہ پر مترجم
عفا اللہ عنہ کے بعون و صون الہی باوجود افکار نا متناہی کے تمام ہوا ختم اللہ تعالی بالحسنی واذاقنی حلاوة
رضوانہ الاسنی اس ترجمے کے لکھنے کا عجب حال ہے کہ ایک زمانے تک تحریر اسکی بند ہو جاتی ہے پھر بعد
قدرے تجمیع کے کبھی عجالۃ اور کبھی تدریجا لکھنا اسکا شروع کیا جاتا ہے اور لحاظ ترتیب کا بھی بخوبی نہین رہتا
دو پارہ آخر قرآن مجید کی تفسیر دو قبل اسکے لکھ چلی ہے اور ہر جلد کے آخر مین تاریخ مسودہ ضبط ہوئی ہے
کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ تقدیم و تاخیر تاریخ کی نفس الامر مین غلط ہے بلکہ صحیح ہے اب آج کل روز جمعہ یا شنبہ سے بسبب اقتراح
بعض اہل علم اس ماہ رمضان مین قصد کتاب بادب مفرد تالیف امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث محمد بن اسمعیل بخاری
رحمہ اللہ تعالی کے ترجمہ لکھنے کا ہے تاکہ تبدیلی ذائقہ سبب عود حسن بجانب تحریر تفسیر ہو کیونکہ اس مرتبہ یک لخت
پانچ پاروں کا ترجمہ لکھنے سے ایک انجام طبع ناکام کو ہوا جو کہ محرر سطور کو فرصت نظر ثانی کی مسودے پر نہین ملتی
ہے اور تصحیح مین مطبع پر حوالہ استفسار مواضع مشتبہ کا کیا جاتا ہے اگر براہ بشریت کسی جگہہ کچھہ خلل و زلل ربط و ضبط
عبارت و انسجام و انضرام اشارت مین واقع ہو تو توقع عفو و اصلاح کی ہے **ع** کہ سہو نفس بشر خالی از خطا نبود
مین کوئی عمل صالح ایسا نہین رکھتا ہون جس پر امید نجات کی ہو اگرچہ ظاہر مین علاوہ تالیفات دینیہ کے عمدہ کام یہی
ہوا ہے کہ کسی قدر خدمت شرح تجرید صحیحین مین ہوا اور وہ دونو شرح عربی زبان مین ہین پھر قبل اس
کے فتح البیان عربی اللسان دس مجلد مین لکھی گئی تھی اور بعد اسکے اب یہ ترجمان القرآن قید تسوید مین آیا لکن
اصل دستاویز و واسطہ استحصال مغفرت و استجلاب رحمت کے یہی اخلاص شہادت کلمہ طیبہ ہے بس بس اور بعد
استناد اللہ کے فضل پر ہے کیونکہ اسکی نکتہ گیری جس طرح خوف مین کہتی ہے اسی طرح اسکی نکتہ نوازی امید و
افزون دلاتی ہے سو اللہ کا فضل ان شاء اللہ تعالی یہان اور وہان دونو جگہہ دستگیری فرمائیگا عمل کو کچھ دخل
اس مین نہین ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ کہ انتہی

فضل ہے اور اسکی مہر سے سو اسی پر چاہیے خوشی کریں یہ بہتر ہیں ان چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں الحمد جمع مال کرنا
سے اسکا فضل و تفضل افضال اجل و اولی و اتم و لٹ علیہ دعیہ الحمد والمنۃ فی کل حال و علی کل
کل حال و بکل حال و من کل حال و منہ کل حال والصلوۃ والسلام علی رسولہ کامل
الجمال و جمیل الکمال و شریف الخصال علی التفصیل والاجمال و علی صحبہ و
الال ما طلع ہلال و لمع ال ۵

سورۃ مریم

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا یہ سورت مکہ میں اتری ہے اور ابن زبیر اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو
بھی ایسا ہی مروی ہے اور بیضاوی میں ہے مگر سجدہ کی آیت اور جلالین میں ہے مگر آیت سجدہ کہ وہ مدنی ہے
یا یہ آیت بھی اور فخلف من بعدہم خلف آخر تک یہ دو آیتیں اور امام احمد اور بیہقی اور ابن ابی حاتم نے ام سلمہ رضی
اللہ تعالی عنہا سے نکالا کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے جعفر بن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کیا آپ کو کچھ یاد ہے
اس میں سے جسکو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کیجانب سے لائے ہیں تو انہوں نے فرمایا ہاں یاد ہے اور نجاشی
پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے سورہ مریم کا ابتدا پڑھا تو نجاشی روتا رہا اور اسقدر رویا کہ اسکی ڈاڑھی تر ہو
گئی اور اسکے پاس بیٹھنے والے خاص لوگ بھی روتے رہے یہانتک کہ انہوں نے اپنے مصحفوں کو تر کر دیا رو رو کر
جب انہوں نے سنا اس قرآن کو جو جعفر رض نے انپر پڑھا پھر نجاشی نے کہا یہ اور وہ چیز جسکو عیسے علیہ السلام لیکر آئے
ایک طاق سے نکلتی ہیں اور محمد بن اسحق نے اس قصہ کو طول سے ذکر کیا اور ہم بیان کر چکے کہ سورتوں کے نام اور انکی
ترتیب اور آیات کی ترتیب توقیفی ہے اور کسی عورت کا نام قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے نام کے سوا
مذکور نہیں ہے حضرت مریم علیہا السلام کا نام قرآن مجید کی تیس جگہوں میں مذکور ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کٓھٰیٰعٓصٓ ۝ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ۝ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَھَنَ
الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ۝ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ
وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ۝ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْہُ رَبِّ
رَضِیًّا ۝ یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہر کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی پکار بولا اے رب میرے
بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور بال سفید نکلا سر سے بڑھاپے کے اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا

اور مین ڈرتا ہون بہائی بندون سے اپنے پیچہے اور میری عورت بانجہ ہے سو بخش مجکو اپنے پاس سے ایک کام اٹہانیوالا جو میری جگہہ بیٹہے اور یعقوب کی اولاد کی اور کر اسکو اے رب من مانتا **ف** چہپی پکار یعنے دل مین دعا کی یا پکار اسوا اکیلے مکان مین چہپی پکار اسواسطے کہ بوڑہی عمر مین بیٹا مانگتے تہے اگر نہ ملے تو لوگ ہنسین فرمایا اور مین بہائی بندون سے ڈرتا ہون یعنے بہائی بند نیک راہ نہ بگاڑین یہ ڈر ہوگا اور فرمایا جو میری جگہہ بیٹہے اور یعقوب کی اولاد کی جگہہ اللہ نے انکو قائم مقام انکا اور لگلے پیغمبرون کا دیا لیکن روبروی قائم مقام انکے پیچہے نہین ہا انتہے مانی موضح القرآن مختصراً ابن کثیر نے کہا کہ محمد بن اسحق نے سیرۃ مین ام سلمہ کی حدیث سے اور امام احمد بن حنبل نے ابن مسعود رضہ کی حدیث سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنیکے قصہ مین مکہ مکرمہ سے روایت کیا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سورت کا ابتدا رنجاشی اور اسکے یارون پر پڑہا اور حروف مقطعہ پر کلام سورۂ بقرہ کے ابتدا مین گذر چکی اور زکریا کے لفظ مین دو قرائتین مشہور ہین مد اور قصر اور زکریا علیہ السلام انبیا بنی اسرائیل مین سے ایک عظیم نبی تہے اور صحیح بخاری مین ہے کہ زکریا علیہ السلام بڑہئی کا کام کرتے تہے اور ہاتہون کی مزدوری سے کہاتے تہے اور یہ جو فرمایا کہ انہون نے چہپکر پکارا بعض مفسرین نے کہا کہ آپنے اسلیے چہپکر دعا کی کہ بوڑہی عمر مین بیٹا مانگنے سے لوگ نادان نہ کہنے لگین اسکو ماوردی نے حکایت کیا اور مفسرون نے کہا آپنے اسلیے چہپ کر دعا کی کہ پوشیدہ دعا کرنی اللہ تعالی کے نزدیک محبوب ہے جیسے قتادہ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالی پرہیزگار دل کو جانتا ہے اور پوشیدہ آواز کو سنتا ہے اور بعض سلف کا یہ قول ہے کہ زکریا علیہ السلام رات کا کچہہ حصہ لیکر اٹہے جبوقت آپکے یار سو رہے تہے اور اپنے رب کو دل مین پکارتے تہے اور کہتے تہے ای میرے رب ای میرے رب ای میرے رب تو اللہ تعالی نے فرمایا مینے تیری دعا سن لی مینے تیری دعا سن لی مینے تیری دعا سن لی بولا اے میرے رب میری بوڑہی ہوگئین ہڈیان اور بال سفید نکلے سر سے بوڑہاپے کے اور تجہسے مانگکر اے رب مین محروم نہین رہا یعنے مینے جہانتک آزمایا ہے تو میری دعائین قبول ہی کرتا ہے اور کبہی تونے میری کسی سوال کو رد نہین کیا اور ڈرتا ہون بہائی بندون سے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ وہ خافت کو مشدد پڑہتے تہے یعنے انی خفت یعنے میرے عصبات میرے پیچہے تہوڑے رہجاوینگے اور پہلی قرات پر انکے خوف کی یہ وجہ تہی کہ انہون نے سمجہا کہ وہ میرے پیچہے دین کو بگاڑینگے تو انہون نے اللہ سے ایک لڑکا مانگا جو انکے بعد نبی ہو اور وہ لوگون کی نبوت کے ساتہہ سیاست کرے اور انکو وہ چیز سکہاوے جو اسکی طرف خدا کی جانب سے وحی ہو تو اللہ تعالی نے انکی اس دعا کو قبول فرمایا اور یہ نہین ہے کہ زکریا علیہ السلام اپنے عصبات کے وارث ہونے سے ڈرے کیونکہ پیغمبر کا مرتبہ اس سے بڑہکر ہے کہ وہ اپنے مال کی محبت

مین فرنفیتہ ہوکر اپنے موجودہ عصبات کے وارث ہونے سے ناک چڑہاوے اور اپنے وارث کرنیکے لیے اور اولاد ملنے
جو اسکی میراث کو گہیرے یہ ایک وجہ ہے دوسرے یہ کہ زکریا علیہ السلام کا مالدار ہونا مذکور نہین ہے بلکہ وہ بڑہئی کا کام کرتے
تہے اور اپنے ہاتہہ کی کمائی سے کہاتے تہے اور ایسے لوگون کے پاس مال کا جمع ہونا دشوار ہے خصوصًا انبیاء کے
پاس جو دنیا کے تارک ہوتے ہین تیسرے یہ کہ صحیحین مین کئی طریق متعددہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہم چہوڑ جاوین وہ خیرات ہے اور ترمذی کی ایک روایت مین صحیح اسناد کے ساتہ
ہے کہ آپ نے فرمایا ہم انبیا کی جماعت ہین ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا تو اس سے معلوم ہوگیا کہ آیت فَهَبْ لِي مِنْ
لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي مین وراثت کو وراثت نبوت پر حمل کرنا متعین ہے اسی واسطے فرمایا اور یعقوب کی اولاد کا بہی
بہی وارث ہو جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ یعنے اور وارث ہوا سلیمان داؤد کا یعنے نبی ہوا اور
بادشاہ ہوا باپ کی جگہہ اور بیٹے تہے وہ اس مقام پر نہ ہوئے کیونکہ اگر مالی وراثت ہوتی تو اور بہائیون کو چہوڑ کر سلیمان
علیہ السلام کے ذکر کی کوئی وجہ نہ تہی اور اس امر کے بتلانے مین کوئی چندان فائدہ متصور نہ تہا کیونکہ تمام دینون مین
یہ بات معلوم ہے اور قرار پائی ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا وارث ہوتا ہے اگر اس سے خاص وراثت یعنے نبوت کی وراثت
مراد نہوتی تو اللہ تعالی کبہی اسکی خبر نہ دیتا اور ان توجیہون مین سے ہر ایک توجیہ یہ حدیث نَحْنُ مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ
لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ یعنے ہم پیغمبرون کی جماعت کا کوئی وارث نہین ہوتا جس چیز کو ہم چہوڑ جاوین وہ
خیرات ہے ثابت کر رہی ہے مجاہد نے آیت وَيَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ کی تفسیر مین کہا ہے کہ اس سے علمی
وراثت مراد ہے اور زکریا علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی اولاد مین سے تہے اور ابو صالح نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ وہ بہی اپنے
آبا و اجداد کی طرح نبی ہو اور حسن بصری سے بہی ایسا ہی مروی ہے کہ وہ میری نبوت اور علم کا وارث ہو اور سدی نے
بہی کہا کہ میری نبوت اور یعقوب کی اولاد کی نبوت کا وارث ہو اور زید بن اسلم سے بہی ایسا مروی ہے اور ابن جریر نے
اپنی اسناد کے ساتہ ابو صالح سے اللہ تعالی کے قول يَرِثُنِي وَيَرِثُ الآية کی تفسیر مین روایت کیا کہ زکریا علیہ السلام
نے فرمایا جو میرے مال کا وارث ہو اور یعقوب کی اولاد کا وارث نبوت مین اھ اسکو ابن جریر نے اپنی تفسیر مین
اختیار کیا ہے اور قتادہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ زکریا علیہ السلام پر رحم کرے اس فکر کی
بابت جو انکو مال کی وراثت کے سبب سے تہا اور حضرت لوط علیہ السلام پر رحم کرے جو آرزو کرتے تہے کہ جا بیٹہین کسی محکم
آسرے مین اور ابن جریر نے حسن بصری سے بہی نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بہائی زکریا
علیہ السلام پر اللہ رحم کرے اس فکر کی بابت جو انکو مال کی وجہ سے تہا جب انہون نے فرمایا هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا

یرثنی ویرث من آل یعقوب اور یہ مرسل روایتین ہین جو صحاح کا معارضہ نہین کر سکتین واللہ اعلم اور کر اسکو اے
رب من پسند یعنے تیرے نزدیک اور تیری مخلوق کے نزدیک وہ پسندیدہ ہو جسکو تو دوست رکھے اور اسکی محبت لوگون
کے دلون مین ڈالدے بسبب اسکی دینداری اور خوش خلقی کے یٰزکریا انا نبشرک بغلٰم اسمہ یحیٰی لم نجعل
لہ من قبل سمیا اے زکریا ہم تجھکو خوشی سناتے ہین ایک لڑکے کی جسکا نام یحیٰی ہے نہین کیا ہم نے پہلے ہمنام
اسکا کوئی **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا بیان کچھ محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ زکریا علیہ السلام کی دعا مقبول ہوئی اور حکم
ہوا کہ اے زکریا ہم تجھکو خوشی سناتے ہین ایک لڑکے کی جسکا نام یحیٰی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھنالک دعا
زکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعآء فنادتہ الملٰئکۃ وھو قائم
یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحیٰی مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصٰلحین
یعنے وہان مانگی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے میرے رب عطا کر مجھکو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بیشک تو سننے والا ہے
دعا پھر اسکو آواز دی فرشتون نے جب وہ کھڑا تھا نماز مین محراب کے اندر کہ اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے یحیٰی کی جو
گواہی دیگا اللہ کی ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت پاس نہ جاویگا اور نبی ہوگا نیکون مین اور یہ جو فرمایا کہ نہین
کیا ہمنے پہلے اس نام کا کوئی یعنے اس سے پہلے کوئی یحیٰی کے ساتھ نامزد نہین ہوا اور اسیکو ابن جریر رح نے اپنی تفسیر
مین پسند کیا اور مجاہد نے کہا کہ نہین کیا ہمنے اسکا اس سے پہلے کوئی شبیہ اور انہون نے سمیا معنے کو اللہ تعالیٰ کے
اس قول سے اخذ کیا فاعبدہ واصطبر لعبادتہ ھل تعلم لہ سمیا یعنے تو اسی کی بندگی کر اور ٹھیرا رہ اسکی
بندگی پر کوئی پہچانتا ہے تو اسکی صفت کا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے نقل کیا کہ بانجھ عورتون مین کسی عورت
نے اس سے پہلے نہین جنا ایسا اور یہ دلیل ہے اسپر کہ زکریا علیہ السلام کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی اور ایسا ہی انکی عورت بانجھ
تھی ابتدا ہی سے بخلاف ابراہیم اور سارہ علیہما السلام کہ ان دونون نے اسحٰق کی بشارت پر صرف بڑھاپے کی وجہ
سے تعجب کیا نہ اسلیے کہ وہ بانجھ تھین اور اسی لیے فرمایا ابشرتمونی علی ان مسنی الکبر فبم تبشرون
یعنے بولا تم خوشی سناتے ہو مجھکو جب پہونچ چکا مجھکو بڑھاپا اب کاہے پر خوشی سناتے ہو اور اس سے تیرہ سال پہلے
ابراہیم علیہ السلام کے ہان اسمٰعیل علیہ السلام ہو چکے تھے اور سارہ علیہا السلام نے فرمایا یٰویلتی ءالد وانا عجوز
وھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیء عجیب قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکٰتہ علیکم اھل
البیت انہ حمید مجید بولی اے خرابی کیا مین جنونگی اور یہ خاوند میرا بوڑھا ہے یہ تو ایک عجیب چیز ہے وہ بولے
کیا تعجب کرتی ہے تو اللہ کے حکم سے اللہ کی مہر ہے اور اسکی برکتین تمہارے گھر والو وہ ہے سراہا بڑائیون والا سترہم

عقلمند ونکو کہتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ کسی بانجہ عورت نے زکریا علیہ السلام کی عورت سے پہلے نہیں جنا
یہ ٹہیک نہیں اسلیے کہ حضرت سارہ علیہا السلام ابراہیم علیہ السلام کی بی بی بانجہہ تہین اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے جو اسکے بانجہ ہونیکی نفی کی تو یہ نفی ماننے کے لائق نہیں کیونکہ قرآن مجید کی نص اسپر ناطق ہے قرآن مجید مین
سارہ علیہا السلام کے بانجہ ہونے کی تصریح ہے سورہ ذاریات مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ
فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ یعنے سامنے آئی ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ علیہا السلام
بولتی اور چلاتی پہر پیٹا اپنا ماتہا اور بولی کہین بڑہیا بانجہ کیونکر جنے گی اس آیت مین حضرت سارہ علیہا السلام نے
اپنے بانجہ ہونے کا اقرار کیا اور اسکو دوسرا سبب گردانا اپنے نہ جننے کا اب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول کہ
ان دونون نے اسحق علیہ السلام کی بشارت پر تعجب بڑہاپے کیوجہ سے کیا تہا نہ اسلیے کہ وہ بانجہہ تہین ٹہیک نہ ہوا
البتہ ابراہیم علیہ السلام بانجہہ نہ تہے اور یہ جو فرمایا کہ انکے ہان اس سے تیرہ سال پیشتر اسمٰعیل علیہ السلام ہو چکے تہے تو
اسمٰعیل علیہ السلام ہاجرہ علیہا السلام کے پیٹ سے تہے خیر بہرحال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول صواب نہین
سبحان اللہ وہی تعالیٰ شانہ جمیع نقصانون اور عیبون اور بہولون اور چوکون سے پاک ہے آدمی خواہ کتنا ہی مقرب ہو
غلطی سے پاک نہین رہ سکتا اور خطا انکی خطاء اجتہادی ہے جسمین وہ ماجور ہین رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا اور خطا اور
نسیان سے تو کوئی بشر خالی نہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انما انا بشر انسی کما تنسون ؂ کہ ہیچ فرد بشر خالی
از خطا نبود قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ
قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْـًٔا ۝ بولا اے رب کہان سے ہوگا مجہکو لڑکا
اور میری عورت بانجہ ہے اور مین بوڑہا ہوگیا یہانتک کہ اکڑ گیا کہا یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجہہ پر آسان ہے اور
تجہکو بنایا مین نے پہلے سے اور تو نہ تہا کوئی چیز ف انوکہی چیز مانگتے تعجب نہین آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب
کیا اور یہ جو کہا کہ یون ہی فرمایا تیرے رب نے یہ فرشتے نے کہا انتہے مافی موضح القرآن ف ابن کثیر نے کہا یہ زکریا
علیہ السلام کیطرف سے تعجب ہے جب انکی دعا اللہ کے ہان منظور ہوئی اور جواب ملا کہ تیرے ہان لڑکا ہوگا تو بہت
خوش ہوئے اور اسکی کیفیت کا سوال کیا کسطرح انکے ہان لڑکا ہوگا اور وجہ دریافت کی جس سے یہ بشارت پہلے
ہوگی باوجود اسکے کہ انکی عورت بانجہ تہی جو ابتدا ہی سے نازا تہی اور اسکے ساتہ وہ بڑہیا بہی تہی اور خود آپ
بہی بوڑہے بہت ہوگئے کہ اکڑ گئے یہانتک کہ آپ سے قوت جماعیہ بہی مسلوب ہوگئی اور عرب کے لوگ اس لکڑی پر جو
خشک ہو جاوے عتو کے محاورے کا استعمال کرتے ہین اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا مین ساری

سن سے واقف ہوں اصحاب کے سوا کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر میں قرأت کرتے
تھے یا نہیں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا پڑھتے تھے یا
عُسِيًّا انتہیٰ اس کلام کو احمد نے بھی شریح بن نعمان اور ابوداؤد نے زیاد بن ایوب سے ان دونوں نے ہشام سے روایت کیا اور یہ جو فرمایا کہ یونہی ہے یا یہ کہ
فرشتے نے زکریا علیہ السلام کو ان کے تعجب کے جواب میں کہا اور کہا فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے یعنے لڑکے کا پیدا کرنا تجھ سے تیری اس بی بی
بانجھ سے آسان ہے اللہ پر یہ بیان کیا اس چیز کو کہ وہ اس سے بھی عجب ہے جبکہ انہوں نے سوال کیا فرمایا وَقَدْ
خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا اور یہ اللہ سبحانہ وتعالی کا قول ایسا ہی ہے جیسے فرمایا هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ
حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا یعنے کبھی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جو نہ تھا کوئی چیز
ذکر میں آتی فتح البیان کا بیان ختم ہوا یہ ہے کہ بشارت کے پہونچانے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور اکثر مفسرین
کا یہ قول ہے بشر خود اللہ سبحانہ وتعالی تھا اسلیے کہ اس میں نظم قرآنی سالم رہتا ہے زجاج نے وَقَدْ خَلَقْتُكَ
کی تفسیر میں کہا کہ لڑکے کا تیرے واسطے پیدا کرنا تیرے پیدا کرنے کی طرح ہے مجھے پہلے تجھکو عدم محض سے
پیدا کیا ہے اللہ ہی نے ایجاد کیا ہے تو اب لڑکے کا تجھ سے توالد وتناسل کے طور پر پیدا کرنا تو اس سے سہل
ہے اور اللہ تعالی نے یوں فرمایا وَقَدْ خَلَقْتُ أَبَاكَ آدَمَ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا یعنے اس سے پہلے میں نے
تیرے باپ آدم کو پیدا کیا اور وہ کوئی چیز نہ تھا باوجود اس بات کے کہ آدم حقیقۃً عدم سے مخلوق ہیں تو یہ اسلیے نہ فرمایا
کہ اسمیں زکریا کی کیا خصوصیت ہے اس لحاظ سے تو افراد بشر سے ہر فرد کا آدم کے عدم سے پیدا کرنے میں حصہ
ہے قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۚ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنَ
الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ بولا اے رب ٹھیرا دے مجھکو کچھ نشانی فرمایا تیری نشانی
یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک چنگا بھلا پھر نکلا اپنے لوگوں پاس حجرے سے تو اشارت سے کہا
انکو کہ یاد کرو صبح اور شام **ف** منہ سے بول نہ سکے نشان ہوا کہ وقت آیا لگنے ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ و
تعالی نے زکریا علیہ السلام کی طرف سے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا کہ اے میرے رب اس چیز کے وجود پر جس چیز کا تو نے
مجھے وعدہ دیا ایک علامت اور دلیل ٹھیرا کہ میرے دل میں قرار ہووے اور اطمینان اور یہ ایسا ہی ہے جیسے
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي
یعنے اے رب دکھا مجھکو کیونکر جلاوے گا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین
ہو میرے دلکو اور جب زکریا علیہ السلام نے درخواست کی کہ میرے لیے بیٹے ہونے پر ایک نشانی ٹھیرا تو فرمایا

نے فرمایا تیرے بیٹے کے ہونے کی علامت اور دلیل یہ ہے کہ تو تین رات متواتر کلام نہ کر سکے گا حالانکہ تو تندرست
ہوگا یعنی تیرا کلام سے رکنا بیماری اور علت کی وجہ سے نہ ہوگا ابن عباس اور مجاہد اور عکرمہ اور وہب اور سدی اور قتادہ
اور غیر واحد کا یہ قول ہے کہ زکریا علیہ السلام کی زبان کسی مرض اور علت کے سوا بند ہو گئی زید بن اسلم نے کہا زکریا علیہ
السلام اپنی کتاب پڑھتے تھے اور اپنی قوم کے ساتھ کلام کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے مگر اشارہ سے اور عوفی نے ابن عباس
سے سویا کے معنے متتابعات نقل کیے اور پہلا قول جو ابن عباس اور جمہور سے منقول ہوا بہت نہایت کر سویا کے
معنے صحیح کے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ
ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ یعنے بولا اے میرے رب مجھکو دے کچھ نشان
کہا نشانی تیری یہ کہ نہ بات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارت سے اور یاد کر اپنے رب کو بہت اور تسبیح کر شام اور صبح
اور مالک نے زید بن اسلم سے سویا کی تفسیر میں نقل کیا کہ تو بلا خرس لوگوں سے تین رات کلام نہ کرے گا اور یہ آیت دلیل
ہے اس بات پر کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے لوگوں کے ساتھ ان تینوں راتوں اور انکے دنوں میں کلام نہ کی مگر اشارہ
سے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ الآیۃ یعنے پھر نکلا اپنے لوگوں پاس اس حجرے کے اندر
سے جسمیں اسکو لڑکے کی بشارت دی گئی اور انکو اشارہ سے سمجھایا کہ ان دنوں میں تم بھی بہ نسبت اور دنوں
کے میری موافقت کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بہت یاد کرو صبح اور شام اور یہ تمہارا یاد کرنا اسکے نعمت کے
شکریہ میں ہو مجاہد نے اوحی کی تفسیر اشارہ کے ساتھ کی اور مجاہد سے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ زمین پر
انکو لکھ کر کہا اور یہی سدی مفسر کا قول ہے فتح البیان کا بیان کا شفہ ہے کہ زکریا علیہ السلام کے اس
سوال سے غرض یہ تھی کہ علوق حمل کا وقت معلوم ہو جاوے کیونکہ یہ بشارت مطلق تھی کسی وقت کی اس میں تعیین نہ
تھی ابن الانباری نے کہا سوال کی وجہ یہ ہوئی کہ زکریا علیہ السلام کا نفس سوال کے جواب کے جلد واقع ہونے کی طرف مشتاق
ہوا اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسی آیت طلب کی جس سے اس بشارت کے قرب پر استدلال کیا جاوے اور بعض نے
کہا زکریا علیہ السلام نے اللہ سے وہ علامت مانگی جو اس بشارت کے اللہ کیطرف سے ہونے کی دلیل ہو اور معلوم
ہو جاوے کہ یہ بشیر شیطانی نہیں ہے کیونکہ ابلیس لعین نے انکو یہ وہم ڈالدیا تھا یہی ضحاک اور سدی
کا قول ہے لیکن یہ قول بہت بعید ہے اللہ نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو بات کرنے پر قادر نہ ہوگا حالانکہ
تو پیدایش میں برابر صحیح سلیم ہوگا تیرے وجود میں کوئی علت نہ ہوگی جو اس کلام سے رکنے کا موجب ہو اور
تیرے ساتھ کوئی ایسی آفت نہ ہوگی جو تجھے بات کرنے سے مانع ہو اور تین دن سے مراد تمام راتیں ہیں جیسے

اللہ تعالیٰ نے آل عمران میں فرمایا اور یہاں یعنے سورۂ مریم میں لیالی کے ساتھ تعبیر کی اور سورۂ آل عمران میں ایام
کے ساتھ اسلیے کہ یہ سورت مکی ہے اور مکی سورت مدنی سورت پر سابق ہے اور لیل سابق ہے نہار پر
تو سابق سابق کو دیا گیا اور موخر موخر کو پھر زکریا علیہ السلام اپنے حجرے سے رنگ بدلا ہوا کلام سے عاجز ہو کر نکلے
تو لوگوں نے اس امر کو آپ پر اوپرا سمجھا تو آپ نے انکو اشارہ کیا اور بعض نے کہا زمین پر انکے لیے لکھدیا اور پہلا
قول کلبی اور قرظی اور قتادہ اور ابن منبہ کا ہے اور دوسرا مجاہد کا قول ہے اور کبھی وحی کا اطلاق کتابت پر آتا ہے
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فاوحی الیہم کی تفسیر میں کہا کتب لہم کتابا یعنے انکے لیے ایک کتاب لکھی اور بکرہ اور
عشی سے دن کے دو کنارے مراد ہیں بعض نے کہا صبح اور عصر کی نماز مراد ہے اور بعض نے کہا کہ تسبیح سے مراد
سبحان اللہ کہنا ہے یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ؕ وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَکٰوۃً ؕ

وَکَانَ تَقِیًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَیْہِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَ
یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ۝ اے یحییٰ اٹھالے کتاب زور سے اور دیا ہم نے اسکو حکم کرنا لڑکپن میں اور شوق دیا اپنی طرف ٥ع
سے اور ستھرائی اور تھا پرہیزگار اور نیکی کرتا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست بےحکم اور سلام ہے اسپر جسدن پیدا
ہوا اور جسدن مرے اور جسدن اٹھ کھڑا ہو جی کر **ف** یہ جو فرمایا دیا ہمنے اسکو حکم کرنا لڑکپن میں یعنے علم کتاب
لوگوں کو سکھانے لگا اپنے باپ کی جگہہ زور سے یعنے باپ ضعیف تھے اور یہ جوان اور یہ جو فرمایا کہ تھا پرہیزگار
یہ اسلیے کہ ایک لڑکے نے انکو بلایا کھیلنے کو کہا ہم اسواسطے نہیں بنے اور یہ جو فرمایا کہ نہ تھا زبردست بےحکم یعنے
آرزو کے لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں وہ ایسا نہ تھا انتہے ما فی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا یہاں کچھ کلام
محذوف ہے وہ یہ ہے کہ جس لڑکے کی زکریا علیہ السلام بشارت دیے گئے تھے یعنے یحییٰ علیہ
السلام وہ پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انکو کتاب سکھلائی اور وہ توریت تھی جسکا انکے یہان
درس تھا اور اسپر حکم کرتے تھے پیغمبر جو حکم بردار تھے یہود اور درویش اور عالم اور اس وقت یحییٰ علیہ السلام کی عمر چھوٹی
تھی اسلیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انکی اس ذکر کے ساتھ اہتمام کیا اور بیان کیا اس انعام کو جو اسنے ان پر
کیا اور انکے ماں باپ پر اور فرمایا اے یحییٰ اٹھا کتاب زور سے یعنے توریت کو جد و جہد و اجتہاد کے ساتھ
سیکھ اور فرمایا دیا ہمنے اسکو حکم کرنا لڑکپن میں یعنے دی اسکو سمجھ اور علم اور جد اور عزم اور بھلائی کیطرف متوجہ
ہونا اور اسپر جھکنا اور اس میں اجتہاد کرنا عبداللہ بن مبارک نے معمر سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا یحییٰ علیہ
السلام کو لڑکے کہنے لگے آیئے ہمارے ساتھ کھیلیے فرمایا ہم اسواسطے نہیں بنے معمر نے کہا اسنے فرمایا

وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا یعنی ہمنے زکریا کو بچپن میں سمجھ دی تہی اور علی بن ابی طلحہ نے حنانا کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رحمت کے ساتھ نقل کی اور یہی قول ہے عکرمہ اور قتادہ اور ضحاک کا اور ضحاک نے اسکی تفسیر میں اتنا زیادہ کیا لَا یَقْدِرُ عَلَیْہَا غَیْرُنَا کہ اس رحمت اور مہربانی پر ہمارے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے اور قتادہ نے یہ لفظ زیادہ کیا رحم اللّٰہ بہا زکریا یعنی اللہ تعالیٰ نے یحییٰ زکریا علیہ السلام پر کی مترجم اللہ عفا اللہ عنہ کہتا ہے قتادہ کی یہ تفسیر بہت ٹہیک ہے اور سیاق قرآن اور سباق فرقان کے موافق و مطابق ہے اسلیے کہ اللہ نے اسی سورت کے ابتدا میں اسی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ذِکْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا یعنی یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر اور مجاہد نے حنانا کے تعطف کے ساتھ تفسیر کی اور عکرمہ نے محبت کے ساتھ اور ابن زید نے کہا حنان تو محبت ہی اور عطاء بن ابی رباح نے حنان کی تعظیم کے ساتھ تفسیر کی اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا حنان کے کیا معنے ہین اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا کہ سعید بن جبیر نے ابن عباس سے آیت وحنانا من لدنا وزکوۃ کی تفسیر پوچھی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکی تفسیر نہ بتلائی اور سیاق سے ظاہر یہ ہے کہ حنانا آخر تک پہلی آیت پر معطوف ہے اور معنے یہ ہین کہ ہمنے اسکو لڑکپن مین سمجھ دی اور دیا اسکو شوق اپنی طرف سے اور مہربانی اور حنان کہتے ہین شفقت و میل میں محبت کو عرب کہتے ہین حَنَّتِ النَّاقَةُ عَلٰی وَلَدِہَا وَحَنَّتِ الْمَرْأَةُ عَلٰی زَوْجِہَا یعنی اونٹنی اپنے بچہ سے محبت کرتی ہے اور عورت اپنے خاوند سے ناز کرتی ہے اور اسی لیے عورتون کا نام حنہ رکہا جاتا ہے اور کہا کرتے ہین حَنَّ الرَّجُلُ اِلٰی اَہْلِہٖ یعنی مرد اپنے گہر کا مشتاق ہے اور حنان کے معنے تعطف اور رحمت کے بہی آتے ہین جیسے شاعر نے کہا ہے ؎

تعطف علی ہداک الملیک ٭ فان لکل مقام مقالا

اور امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند مین حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا آگ مین ایک شخص باقی رہجاوے گا وہ ہزار برس تک پکارتا رہیگا اور کہتا رہیگا یا حنان یا منان اور کبہی اسکی تعریف کرے گا اور بعض نے اسچیز کو کہ اس سے وارد ہوا ہے بڑا تہا لغت گردانا ہے جیسے طرفہ شاعر نے کہا ہے ؎

ابا منذر افنیت فاستبق بعضنا ٭ حنانیک بعض الشر اہون من بعض

اور زکوۃ کا حنان پر عطف ہے اور زکوۃ کے معنے ہین اثم اور ذنوب کی میل کچیل سے پاک ہونے کے اور قتادہ نے

زکوة کی عمل صالح کے ساتھ تفسیر کی ہے اور ضحاک اور ابن جریج نے کہا عمل صالح ستہرائی ہیں اور عوفی نے ابن عباس سے نقل کیا
انہوں نے زکوة وکان تقیا کی تفسیر میں کہا کہ یحیی پاک تھے اور انہوں نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا پھر جب اللہ سبحانہ وتعالی نے
ذکر کیا کہ وہ اپنے رب کا مطیع تھا اور اسنے اسکو مہربانی والا اور شفقت والا اور ستہرائی والا پیدا کیا تو یہ بھی بیان کیا کہ وہ اپنی
ماں باپ کا بھی فرمانبردار تھا اور ان دونوں کے ساتھ بھلائی کرنیوالا اور بیان کردیا کہ وہ ان دونوں کی نافرمانی اور عقوق
سے مجتنب تھا اپنے اقوال میں اور افعال میں اور امر میں اور نہی میں اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ولم یکن جبارا عصیا
پھر اسکے ان اوصاف جمیلہ کے بعد ان اوصاف جمیلہ کی جزا کا بیان کیا اور فرمایا وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ
وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا یعنی اور سلام ہے اسپر جسدن پیدا ہوا اور جسدن مریگا اور جسدن اٹھ کھڑا ہوگا یعنی وہ ان ہر سہ
احوال میں امن میں ہوگا اور سفیان بن عیینہ نے کہا مخلوق کو سب سے بڑھکر وحشت اور تکلیف تین جگہوں میں ہوتی ہے
جسدن اپنی ماں کے پیٹ سے خارج ہوتی ہے کیونکہ اپنے آپ کو اپنے مکان سے خارج پاتی ہے اور جسدن مرتی
ہے کیونکہ وہ ان لوگوں کو دیکھتی ہے جنکو اسنے اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ تھا اور جسدن اٹھ کھڑی ہوگی کیونکہ اسوقت
اپنے آپکو ایک بڑے میدان اور عظیم محشر میں دیکھیگی پھر ابن عیینہ نے کہا کہ اللہ نے یحیی علیہ السلام کو ان تینوں مواطن
میں عزت دی اور اسکو خاص کیا ان مواضع میں سلامتی کے ساتھ اور فرمایا وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ
يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ابن مسیب نے کہا رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں ہے
اللہ کو گناہوں سے پاک صاف ہو کر ملے سوا یحیی بن زکریا علیہما السلام کے قتادہ نے کہا یحیی نے گناہ کیا اور نہ گناہ
کا قصد کیا اور یہ حدیثیں مرسل ہیں اور سعید بن مسیب نے عمرو بن عاص سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے آدم کی ساری اولاد گناہ لیکر آویگی قیامت کے دن سوا یحیی بن زکریا علیہما السلام کے سوا
اس حدیث کی اسناد میں محمد بن اسحق مدلس ہے اسلیے یہ حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم اور امام احمد نے اپنی اسناد کے ساتھ
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کی اولاد
میں سے کوئی نہیں ہے مگر اسنے خطا کی ہے یا خطا کا قصد کیا ہے یحیی بن زکریا علیہما السلام کے سوا اور کسی کو
لائق نہیں ہے کہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں لیکن یہ حدیث بھی ضعیف ہے کیونکہ علی بن زید بن جدعان
جو اس حدیث کا راوی ہے اسکی بابت بہت حدیثیں منکر ہیں واللہ اعلم قتادہ نے حسن بصری سے نقل کیا کہ یحیی اور
عیسی علیہما السلام کی آپس میں ملاقات ہوئی تو عیسی علیہ السلام نے یحیی علیہ السلام کو فرمایا آپ میرے واسطے اللہ سے
بخشش مانگیں آپ مجھ سے بہتر ہیں یحیی علیہ السلام نے فرمایا آپ مجھ سے بہتر ہیں پھر عیسی علیہ السلام نے فرمایا نہیں آپ

مجھسے بہتر ہین تونے میری نفس پر مجھسے سلامتی کی دعا کی اور اللہ نے تجھپر سلامتی بہیجی پہر اللہ کی قسم دونوں کی فضیلت ظاہر
ہوئی فتح البیان کا بیان خاتم یہ ہے کہ اللہ نے مولود کے لیے فرمایا یا یحیی یا زکریا علیہ السلام کے ہان لڑکا ہوا پہر وہ
لڑکا اس حد کو پہونچا جس مین کسی طرف خطاب جائز ہے تو مجھے فرمایا یا یحیی اور زجاج نے کہا تقدیر یون ہے کہ ہمنے زکریا
علیہ السلام کو یحیی علیہ السلام عطا کیا اور اسکو تولد ہونیسے پیچھے تین برس بجنے فرمایا یا یحیی قتادہ کا بہی یہی قول ہے اور بعض نے کہا کہ
سے دو برس نیچے اور یہ خطاب فرشتے کے واسطے سے تہا ابو حیان کے قول پر اور کتاب سے مراد خذ الکتاب مین توریت ہے
کیونکہ آسمانی کتاب اسوقت یہی کتاب تہی اور احتمال ہے کہ اس کتاب سے اور کوئی کتاب مراد ہو جو یحیی علیہ السلام سے بہی خاص
ہو اگرچہ اب ہمکو وہ کتاب معلوم نہین ہے اور اخذ سے مراد تو اخذ حسی ہے اور یا معنوی اخذ مراد ہے اور وہ لاز
چیزون کے ساتھ قیام ہے جو اس کتاب مین مذکور ہین جیسے لائق ہے اور یہ نہین ہوسکتا جب تک ایسا ملکہ نہ ہو جو
مامور بہ پر اقدام کرنے کی سہولت کا مقتضی ہو اور منہی عنہ سے رک جانیکا یہ اپنے قول بقوۃ کے ساتھ اسکی تاکید
یعنے عزیمت اور جد اور اجتہاد کے ساتھ اسکو حاصل کر یہ مجاہد کا قول ہے اور حکم سے مراد آیت کریمہ وآتیناہ الحکم میں
حکمت ہے اور حکمت اس کتاب کی فہم ہے جسکے اخذ کے ساتھ مامور ہوئے اور احکام دینیہ کا فہم اور بعض نے کہا حکم
علم اور اسکا یاد کرنا مراد ہے اور اسکی ساتھ عمل کرنا اور بعض نے نبوت مراد لی ہے اور بعض نے عقل اور مجاہد نے فہم کہ
تفسیر کی ہے اور مالک بن دینار نے لب کی ساتھ اور لفظ حکم کو ان جمیع معانی پر حمل کرنے سے کوئی مانع نہین ہے اور یہ جملہ مستا
ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا یحیی علیہ السلام سات سال کی عمر مین فہم اور عبادت دیئے گئے اور ابن عباس سے ہی مر
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یحیی علیہ السلام کو لڑکے بولے آپ چلین ہمارے ساتھ کہیلین تو یحیی علیہ
نے فرمایا کہیلنے کے واسطے ہم نہین بنے چلو نماز پڑہین یہی معنے ہین اللہ کے قول وآتیناہ الحکم صبیا کے اسکو حاکم نے اپنی
تاریخ مین نکالا اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے قرآن شریف بالغ ہونے سے
پہلے پڑہ لیا تو وہ ان لوگون مین سے ہے جنکو لڑکپن مین حکم دیا گیا اسکو بیہقی نے نکالا اور ابن ابی حاتم نے موقوفا
نکالا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اور حنانا کا حکما پر عطف ہے جمہور مفسرین نے کہا حنان کہتے ہین رحمت اور رقت اور شفقت
اور عطف اور محبت کو اور اصل اسکا نفس کا مشتاق ہونا ہے اور ماخوذ ہے ناقہ کے اپنے بچے پر شفقت کرنے کو عبید
کہا حنان اور حنانی دونو واحد ہین دونو کے معنے رحمت کے ہین ابن اعرابی نے کہا حنان مشدد اللہ سبحانہ
اسما مین سے ہے اور حنان مخفف کے معنے رحمت اور عطوفت اور رزق اور برکت کے ہین اور زکوۃ کا ما قبل
پر عطف ہے اور زکوۃ کے معنے تطہیر اور برکت کے ہین اور بڑہنے پہولنے کے اور بہلائی کے بعض نے اسکو لوگون

کے واسطے مبارک بنایا جو انکو خیر و رشد کی راہ بتاتا تہا اور بعض نے کہا ہے ہمنے اسکو حسن سنت کے ساتھ مشہور کیا اور بعض

کہا زکوۃ سے مراد صدقہ ہے جسکو ساتھہ اللہ نے زکریا علیہ السلام پر تصدق کیا قالہ ابن قتیبہ اور بعض نے کہا لوگون پر

تصدق کیا یعنے ہمنے اسکو توفیق دی کہ وہ لوگون پر تصدق کرے اور بعض نے زکوۃ سے طاعت اور اخلاص مراد لی ہے

اور بعض نے عمل صالح کے ساتھہ تفسیر کی ہے اور انہون نے گناہ کا قصد بھی نہین کیا وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ

انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا

بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ

لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ اور مذکور کر کتاب مین مریم کا

جب کنارے ہوئی اپنے لوگون سے ایک شرقی مکان مین پہر کر لیا انسے ورے ایک پردہ پہر بہیجا ہمنے اس پاس اپنا

فرشتہ پہر بن آیا اُسکے آگے آدمی پورا بولی مجہکو رحمن کی پناہ مجہسے اگر تو ڈر رکہتا ہے بولا مین تو بہیجا ہون تیرے رب

کا کہ دے جاؤن تجہکو ایک لڑکا ستہرا بولی کہان سے ہیگا لڑکا اور چہوا نہین مجہکو آدمی نے اور مین بدکار کبہی

نہتی بولا یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجہہ پر آسان ہے اور اسکو ہم کیا چاہین لوگون کو نشانی اور مہر ہماری طرف

سے اور ہے یہ کام ٹہیر چکا **ف** شرقی مکان مین کنارے ہوئی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تہا تیرہ برس

کی عمر تہی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئین شرم سے وہ مکان شرق کو تہا اب نصاری قبلہ کرتے ہین شرق کو وہ آدمی

پورا یعنے جوان خوبصورت بن آیا انکے سامنے لوگون کو نشانی یعنے بن باپ کا لڑکا پیدا ہوگا اللہ تعالی کی قدرت سے

ملتقط از موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا جب اللہ سبحانہ وتعالی نے زکریا علیہ السلام کا ذکر کیا اور بیان کیا کہ اسنے اسکو

اسکے بڑہاپے کیحالت اور اسکی بیوی کے بانجہہ ہونے کی حالت مین لڑکا طاہر مبارک پیدا کیا تو اسپر مریم علیہا السلام

کے قصہ کا عطف فرمایا عیسے علیہ السلام کے مریم علیہا السلام سے بغیر باپ کے پیدا کرنے کے مناسبت کیلیے کیونکہ دونو

قصون مین نہایت مناسبت اور مشابہت ہے اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالی نے آل عمران مین بہی ان دو قصون کو ساتھ

ذکر کیا ہے اور یہان بہی اکٹہا اور پہر سورہ انبیاء مین بہی ان دونو قصون کو مقرون کیا اسلیے کہ یہ دونو معنے متقارب

ہین تاکہ اسکے بندے اس سے اسکی قدرت پر دلیل لین اور اسکی عظمت اور جبروتیت اور سلطنت معلوم کر لین اور

جانین کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے پہر فرمایا وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اور یہ مریم عمران کی بیٹی ہین داؤد علیہ السلام

کی اولاد سے اور مریم بنی اسرائیل مین طاہر طیب گہرانے کی تہین اور اللہ تعالی نے انکی والدہ کے انکو جننے کا قصہ

جیسا سورہ آل عمران میں بیان کیا گیا ہے مذکور ہو کیا ہے کہ اسکی ماں نے انکی آزاد کرنے کی نذر مانی تھی کہ بیت المقدس کی خدمت کرے
گی اور بہت سے لوگ ایسی کام سے تقرب ڈھونڈتے تھے پھر قبول کیا اسکو اسکے رب نے اچھی طرح کا قبول کرنا اور بڑھایا اسکو
اچھی طرح کا بڑھانا اور سپرد کی اسکی زکریا علیہ السلام کو اور وہ بڑھتی ہوئیں بنی اسرائیل میں اچھی طرح بڑھنا ہونا اور تھیں
ایک عبادت کرنیوالی فرمانبردار عورتوں میں سے عبادت عظیمہ اور انقطاع عن الدنیا کے ساتھ مشہور تھیں اور
اپنی خالہ کے زوج یعنے زکریا علیہ السلام کی پرورش میں تھیں جو بنی اسرائیل میں ایک نبی تھے اسوقت اور بنی
اسرائیل میں زکریا علیہ السلام بڑے ذی مرتبہ آدمی تھے کہ لوگ دین کی باتوں میں انہیں کی طرف رجوع لاتے تھے اور
زکریا علیہ السلام نے انکی کرامات بھی دیکھی تھیں جنکو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے ان کلمات میں بیان فرمایا ہے كُلَّمَا دَخَلَ
عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ
يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنے جسوقت آتا اسکے پاس زکریا علیہ السلام حجرے میں پاتا اسکے پاس کچھ کھانا
بولا اے مریم کہاں سے آیا تجھکو یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے قیاس زکریا
علیہ السلام مریم علیہا السلام کے پاس جاڑے کی بہار کے میوے گرمی کے موسم میں پاتے اور گرمی کے موسم
کے پھل جاڑے کی بہار میں اور یہ پوری طرح پر سورہ آل عمران میں مذکور ہو چکا جب اللہ سبحانہ وتعالی نے چاہا اور اسی کے
واسطے حکمتیں ہیں اور رحمت بالغہ یہ کہ مریم علیہا السلام سے اپنی بندہ اور رسول علیہ السلام کو جو کہ رسولوں میں سے ایک
اولو العزم رسول ہیں پیدا کرے تو مریم علیہا السلام کنارے ہوئیں اپنے لوگوں سے شرقی مکان میں یعنے بیت المقدس
کے مشرق کیطرف گئیں سدی کا یہ قول ہے کہ حیض کے لیے اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہوئیں اور بعض نے
کہا اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا اہل کتاب یعنے نصاری پر نماز بیت المقدس ہی کیطرف پڑھنی
لکھی گئی ہے اور اسکی طرف حج کے لیے جانا اور بیت المقدس سے نصاری کو نہیں روکا مگر اللہ تعالے کے قول
فانتبذت الآیہ نے ابن عباس نے فرمایا مریم علیہا السلام اپنی کسی حاجت کے واسطے بیت المقدس کے مشرق
کی طرف گئیں اسی سے نصاری نے اسکو اپنا قبلہ گاہ بنایا رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم اور یہ بھی ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں مخلوق میں سب سے بڑھکر اسبات کو جانتا ہوں کہ
کہ نصاری نے کیوں بیت المقدس کو چھوڑکر مشرق قبلہ ٹھیرایا واسطے اللہ تعالی کے اس قول کے لیے فَانْتَبَذَتْ
مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا انہوں نے عیسی علیہ السلام کے تولد کی جگہ کو قبلہ ٹھیرالیا مریم علیہا السلام نے انکی
ورے پردہ کرلیا اوروں سے چھپ گئیں تو اللہ تعالی نے انکی طرف جبریل علیہ السلام کو بھیجا پھر وہ بن آیا اسکے آگے

ہوئی یہ تمام کامل انسان کی صورت پر مجاہد اور ضحاک اور قتادہ اور ابن جریج اور وہب بن منبہ اور سدی نے روح کی تفسیر جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ کی ہے اور یہی قرآن کا ظاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا جبرئیل علیہ السلام کے حق میں نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ یعنی اتارا ہے اسکو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ڈر سنانے والا ہو ابو جعفر رازی نے ابی بن کعب سے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا روح بھی منجملہ ان ارواح کے ہے جنسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے زمانہ میں عہد لیا اور یہی روح تھا کہ مریم علیہا السلام کے سامنے پورے آدمی کی ہیئت و صورت میں ظاہر ہوا پھر مریم علیہا السلام اس روح کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور یہی روح آپکے دہن مبارک میں اتر گیا اور یہ قول نہایت غریب اور منکر ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل سے ہی ماخوذ ہے مریم علیہا السلام نے فرمایا مجھکو رحمن کی پناہ اگر تو ڈر رکھتا ہے جب فرشتہ آپکے لیے پورے آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا تنہا مکان میں اور آپکے اور قوم کے درمیان پردہ تھا تو آپ ڈرے اور آپ نے خیال کیا کہ شاید برائی کا قاصد ہے تو فرمایا مجھکو رحمن کی پناہ ہے اگر تو ڈر رکھتا ہے یعنی اگر تو خدا سے ڈرتا ہے تو میرے ایذا سے رک فرشتہ بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوں اور میں وہ نہیں ہوں جس سے تو خائف ہے اور جسکا تو خیال کرتی ہے مجھے تو اللہ تعالیٰ نے تیری طرف بھیجا ہے اور جب مریم علیہا السلام نے فرشتہ کو غصہ سے ڈرایا تو وہ پسینا پسینا ہوگیا اور اپنی اصلی صورت پر آگیا اور بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوں تاکہ تجھے لڑکا دے جاؤں مریم علیہا السلام کو اس پر تعجب ہوا اور بولیں لڑکے کا وجود میرے واسطے کیسے متصور ہو سکتا ہے بھلا کہ میں کسی کی بی بی نہیں ہوں اور نہ میں نے کبھی برائی کی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے فرمایا وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا فرشتہ بولا یونہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھپر آسان ہے یعنی تیرے ہاں لڑکا ہو جاویگا اگرچہ تو کسی کی بی بی نہیں ہے اور کبھی تجھسے برائی نہیں ہوئی کیونکہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ یعنے اور تاکہ ہم اسکی بغیر باپ کے پیدا کرنے کو دلالت اور علامت بنادیں لوگوں کے واسطے اپنی باری تعالیٰ خالق کی قدرت پر دیکھتے نہیں اسنے بنادیا آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے سوا اور حوا علیہا السلام کو ماں کے سوا اور باقی انکی اولاد ماں باپ کے واسطے سے پیدا کی عیسیٰ علیہ السلام کو تو اسکو اپنے مادہ سے بلا ذکر پیدا کیا اب رباعی تقسیم پوری ہوگئی جو اسکی عظیم قدرت اور کمال سلطنت پر دلالت کرتی ہے فَلَا إِلَٰهَ سِوَاهُ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ اور یہ جو فرمایا ورحمۃ منا تو اس سے یہ مراد ہے کہ ہم اسکو نبی کرینگے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی عبادت اور توحید کیطرف بلاویگا جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ یعنے جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھکو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جسکا نام مسیح عیسی مریم کا بیٹا ہے مرتبے والا دنیا میں اور آخرت میں اور نزدیک والوں میں اور باتین کریگا لوگون سے جب ان کی گود میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیکبختوں میں ہے یعنے وہ گود میں بھی اور پوری عمر میں بھی دونو وقت میں لوگون کو اللہ کی عبادت کی طرف بلاویگا مریم علیہا السلام فرماتی ہیں جب میں تنہا ہوتی تھی تو میری ساتھ عیسی علیہ السلام باتین کرتے تھے حالانکہ وہ میرے پیٹ کے اندر تھے اور جب میں لوگون میں جاتی تو عیسے علیہ السلام میرے پیٹ میں سبحان اللہ اور اللہ اکبر فرماتے اور احتمال ہے کہ اللہ کا قول وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا جبریل علیہ السلام کی کلام کا بقیہ ہو جو انہوں نے مریم علیہا السلام کو فرمائی گویا خبر دیتے ہیں کہ یہ امر اللہ کے علم میں مقدر ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ کی کلام ہو گویا اللہ سبحانہ وتعالی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کی خبر دیرہے ہیں اور اللہ تعالی نے اس امر کو مریم علیہا السلام کی شہوت کی جگہہ میں پہونکنے سے کنایہ کیا جیسکے اللہ تعالی نے فرمایا وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا یعنے اور مریم بیٹی عمران کی جسنے نگاہ رکھی اپنی شہوت کی جگہہ پہر ہمنے پہونکدی اس میں اپنی طرف کی جان اور فرمایا وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا یعنے اور وہ عورت جسنے قید میں رکھی اپنی شہوت پہر پہونکدی ہمنے اس عورت میں اپنی روح محمد بن اسحق نے وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا کی تفسیر میں لکہا کہ اللہ تعالے نے انکے پیدا کرنے کا قصد کیا تہا پہر اس سے کچھ چارہ نہ تہا اور اسی کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا اور اسکے سوا انہے دوسری تفسیر حکایت نہیں کی واللہ اعلم فتح البیان کا بیان واضح ہے کہ یہان سے عیسی علیہ السلام کی پیدایش کا ذکر شروع ہوا اور کتاب سے اللہ تعالی کے قول وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ الآية میں بھی سورہ مریم مراد ہے یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس سورہ میں لوگون کو مریم علیہا السلام کا قصہ سنا یا مراد کتاب سے جنس قرآن ہے اور یہ سورت بھی جنس قرآن سے ہے اور مریم علیہا السلام کے کنارے ہونے کی وجہ اور سبب میں اختلاف ہوا ہے بعض نے کہا اسلیے تاکہ اللہ تعالی کی عبادت کرین اور بعض نے کہا غسل حیض کے لیے اور یہ انکا پہلا حیض تہا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا مریم علیہا السلام ایسے مکان میں گئین جہان انکو سورج سے لوگون کے دیکہنے سے پردہ کر لیا اور کہا نصاری نے مشرق کو اسلیے قبلہ ٹہیرالیا کہ مریم علیہا السلام نے اپنے گہر سے شرقی مکان میں جگہہ لی تو انہون نے عیسی علیہ السلام کے تولد ہونے کی جگہہ کو قبلہ ٹہیرا لیا اور بعض نے کہا وہ دن سخت جاڑے کا تہا اسلیے مریم علیہا السلام مشرق کی طرف جا بیٹہین جو دہوپ نکالتی تہین اپنے سر کی پہر انہون نے پکڑ لیا گہر والون سے درے پردہ جو انکو انکی نظرون سے بچاوے تاکہ وہ مریم علیہا السلام

کو عبادت کی حالت مین دیکہین یا انکی تطہر مریم علیہا السلام پر حیض کی حالت مین پڑ جاوے سو اللہ سبحانہ وتعالے نے
انکی طرف جبریل علیہ السلام کو بہیجدیا تاکہ انکو لڑکے کی بشارت دے اور انمین اسکے روح پہونک دے اور مریم علیہا السلام
اسکے اپنے شکل مین نشابہین اب لوگون کو مریم علیہا السلام کی نبوت مین اختلاف ہوا ہے بعض نے کہا وہ نبیہ تہین اور انکی دلیل
صرف یہی فرشتے کا انکی طرف بہیجنا ہے اور فرشتے کا انکے ساتہ باتین کرنا اور بعض نے کہا وہ نبیہ نہ تہین کیونکہ
فرشتے نے آدمی کی صورت مین باتین کین اور یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ مریم علیہا السلام سے وحی رسالت کی نفی کی گئی ہے وعلی
وحی کی اور یہان انکی طرف وحی صرف لڑکے کی بشارت کے لیے تہی نہ رسالت کے لیے اور اسپر سورۂ آل عمران مین کلام
گذر چکی اور بعض نے کہا یہ جو آدمی بنکر آیا یہ عیسی علیہ السلام ہی کے روح تہی کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ارواح کو اجساد
کے قبل پیدا کیا ہے لیکن معنے اول سیاق سباق کے رو سے اولی ہین اس فرشتے کا آدمی کی پوری صورت بنکر آنے کی توجیہ
مین بیضاوی نے ایک نادر بات کہی اور کہا شاید یہ فرشتے کا آدمی کی صورت مین بنکر انکے سامنے آنا اسلیے ہو کہ انکی شہوت
اپنی اصلی مکان سے متحرک ہوکر انکی رحم مین جا پڑے انتہی خمیس مین نفس نفیس کی احوال مین کہا کہ بیضاوی کی اس توجیہ
مین نظر ہے انتہی اور اس نظر کو جو فی الواقع ٹہیک نظر ہے نہ انہی بیان کیا اور نہ اسکے سوا کسی مفسر نے جسقدر مین جانتا ہون
مگر ابو السعود نے کہا اس بیضاوی کی توجیہ کو باوجودیکہ قرآن مجید سیاق کے خلاف ہے اسلیے کہ سیاق آثار قدرت خارق
عادت کے بیان مین ہے اللہ تعالی کا قول قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ذکر ہے یعنے مریم علیہا
السلام نے فرمایا مین رحمن کی پناہ ڈہونڈہتی ہون اور اسکے آسرے مین آتی ہون تیری برائی سے اگر تو مرد ڈر رکہتا ہے
یہ آیت شاہد عدل ہے کہ مریم علیہا السلام کی روح خاطر پر اس بیہودہ خیال کا شائبہ بہی نہین گذرا پہر بیضاوی کی یہ توجیہ
تو بجائے خود ہے ان فرشتے کا ایسے حسن فائق اور جمال رائق پر متمثل ہونا انکی ابتلا کے لیے اور انکی عفت اور پارسائی
آزمانے کے لیے ہی تہا اور مریم علیہا السلام سے وہ پارسائی اور عفت اور نیکی اور پرہیزگاری ظاہر ہوئی جسکی کوئی نہایت
نہین ہے اور اسکو اللہ سبحانہ وتعالی نے رحمانیت کے عنوان کے ساتہ ذکر کیا اپنی پناہ مین اسکو لیکر انتہی مریم علیہا
السلام نے فرشتے کو کہا مین رحمن کی پناہ ڈہونڈہتی ہون تجہسے اگر تو ان مین سے ہے جو اللہ سے ڈرتے ہین اور اسکے
مخالف ہین دو مقتضاء تقوے اور ایمان کے ساتہ انکا معاملہ ہے اور رحمن کو ذکر کے ساتہ مریم علیہا السلام
نے اسلیے خاص کیا تاکہ رحمن اسکی ضعف اور ناتوانی پر اسکے دفع کرنے مین رحم کرے اور بعض نے کہا کہ تقیا ایک آدمی
کا نام تہا تو انہون نے اس سے تعجبا پناہ لی اور بعض نے کہا کہ تقی اسوقت مین بدکار مشہور آدمی کا نام تہا لیکن
پہلے معنے اولی ہین اور مریم علیہا السلام کا ایسی خوبصورت مرد سے پناہ ڈہونڈہنا انکی کمال پارسائی اور نہایت

اسطے ڈرجو کی پرہیزگاری پر دلالت کرتا ہے اور شرط کا جواب محذوف ہے یعنی اگر تو ڈر رکھتا ہے تو میرے ساتھ قصد بد
مت کر اور مجھکو چھوڑ دے اور مجھسے باز آ اور یہ جملہ قائل کے اس قول کی طرح ہے اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ فَلَا تَظْلِمْنِيْ یعنی اگر تو مومن
ہے تو مجھپر ظلم نہ کر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میں تو بہیجا ہوا تیرے رب کا ہون جسکے ساتھ تونے پناہ لی ہے اور میں ویسا نہیں
ہون جیسے اس بات کی توقع ہو جسکا تیرے دل پر خیال گذرا ہے میں تو اسلیے آیا ہون کہ تجھے دیجاؤن ایک لڑکا
ستہرا گناہون سے پاک اور نبی مریم علیہا السلام نے فرمایا کہان سے ہوگا میرے ہان لڑکا اور نہیں چہوا مجھکو کسی
مرد نے اور مین کبھی بدکار نہ تھی اور مریم علیہا السلام نے اس امر کو کوئی مستبعد خیال نہین کیا لیکن پوچھا کہ یہ لڑکا میرے
ہان کسطرح ہوگا آیا زوج کی طرف سے جسکو میں زمانہ آئندہ مین نکاح مین لاؤن گی یا اسکو اللہ سبحانہ وتعالی یون ہی
پیدا کرے گا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یون ہی فرمایا تیرے رب نے لڑکا تیرے پیٹ سے باپ کے سوا پیدا کرنا مجھپر
آسان ہے اسطرح کہ میرے حکم سے جبرئیل علیہ السلام تیری جیب مین اس لڑکے کی روح کو پہونکین گے پھر تو اس لڑکے
کو اپنے پیٹ مین اٹھا لیگی اور ہمنے اسکو اسلیے پیدا کرنا ہے کہ ہم اسکو لوگون کے واسطے نشانی بنا دین اور اسکے بغیر
باپ پیدا کرنے کو انکے لیے ایک علامت ٹھیرا دین جس سے ہماری کمال قدرت پر انواع مخلوق میں وہ دلیل لین کیونکہ
اسنے آدم کو مان باپ کے سوا بنایا اور اسکی بی بی حوا علیہا السلام کو مان کے سوا اور عیسی علیہ السلام کو باپ کے سوا اور
باقی مخلوق کو نر اور مادہ سے اور تاکہ ہم اسکو لوگون کے واسطے ایک بڑی رحمت اور مہر عظیم کر دین کیونکہ نبی اپنی امت
کے لیے رحمت ہوتا ہے اور اسکا پیدا کرنا ایک امر حتمی ہے ہمارے علم مین وہ مقدر ہے اور اس سے فراغت ہو چکی
ہے وہ مردود نہین ہوتا اور نہ مبدل ہوتا ہے اور نہ متغیر لوح محفوظ مین یہ امر مسطور ہے اسکو ہمنے مقدر کر دیا ہے
اور اسکے ساتھ ہماری قلم خشک ہو چکی ہے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى
جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ پھر پیٹ مین لیا اسکو پھر کنارے
ہوئی اسکو لیکر ایک پرے مکان مین پھر لے آیا اسکو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ مین بولی کسی طرح مین مر چکتی اس سے پہلے
اور ہو جاتی بہولی بسری ف پھر کنارے ہوئی اسکو لیکر ایک پرے مکان مین یعنے جننے کے وقت انتہی حافظ
ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالی مریم علیہا السلام کے طرف سے خبر دیتا ہے کہ جب انکو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کیطرف سے
کہا جو کہا تو وہ فرمانبردار ہو گئی اللہ کی قضا کے لیے علماء سلف مین سے غیر واحد نے ذکر کیا ہے کہ اسوقت جبرئیل
علیہ السلام نے انکے کرتے کی جیب مین روح پہونک دیا اور وہ پہونک اتری یہانتک کہ انکی شہوت گاہ مین داخل
ہو گئی اور مریم علیہا السلام نے عیسے علیہ السلام کو پیٹ مین اٹھا لیا جب عیسی علیہ السلام کے ساتھ مریم علیہا السلام

حامل ہوئین حالِ مین تنگ پڑین اور نہ معلوم کیا کہ لوگون کو کیا کہین گی کیونکہ انکو تو بہات کا علم نہتا کہ لوگ انکی تصدیق
کرینگے یا نکر ینگے پہر مین گرانہون نے اپنے اس بہید کو اپنی خالہ کے آگے کہولدیا تہا اور انکو اسکے ذکر کردیا اور یہ اسطرح کہ
زکریا علیہ السلام نے اللہ سے اولاد طلب کیا تہا اور اللہ نے انکی اس دعا کو منظور فرمایا اور انکی بیوی حاملہ ہو گئین جب انکو پہر
مریم علیہا السلام گئین تو زکریا علیہ السلام کی بیوی مریم علیہا السلام کو ملنے کے لیے اوٹہین اور انکو گلے مین لے لیا اور بولی
کیا تونے معلوم نکیا اسے مریم کہ مین حاملہ ہون تو مریم علیہا السلام نے فرمایا اور کیا تو نے بہی نہ جانا کہ مین بہی حاملہ ہون
اور انکی آگے اپنی ساری حقیقت بیان کی اور وہ ایمان اور تصدیق کا گہر تہا یعنے انہون نے مریم علیہا السلام کے امر
مین تصدیق کی پہر جب زکریا علیہ السلام کی بی بی مریم علیہا السلام کے سامنے ہوتین تو اس بچے کو جو انکے پیٹ
مین تہا اس بچے کے لیے جو مریم علیہا السلام کے پیٹ مین تہا سجدہ کرتا معلوم کرتین اور سجدہ انکے مذہب مین سلام کی وقت
جائز تہا جیسے یوسف علیہ السلام کو انکے ماں باپ اور بہائیون نے سجدہ کیا اور جیسے اللہ نے فرشتون کو حکم کیا کہ آدم
کو سجدہ کرین لیکن ہمارے دین مین یہ سجدہ بہی حرام ہے اللہ تعالی کی تعظیم کے واسطے امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا مجہے
یہ بات پہونچی ہے کہ عیسی علیہ السلام اور یحیی علیہ السلام دونو خالہ زاد بہائی تہے اور ان دونو کے ساتہہ انکی مائین
اکہٹی حاملہ ہوئین اور مجہے یہ بات پہونچی ہے کہ یحیی علیہ السلام کی والدہ نے مریم علیہا السلام کو فرمایا مین خیال
کرتی ہون کہ جو کچہہ میرے پیٹ مین ہے اس بچے کو سجدہ کرتا ہے جو تیرے پیٹ مین ہے امام مالک نے فرمایا مین خیال
کرتا ہون یہ اسلیے کہ عیسی علیہ السلام یحیی علیہ السلام سے افضل ہین اسلیے کہ عیسی علیہ السلام کو اللہ نے بنایا کہ وہ
مردے زندہ کرتے اور کوڑہی اچہے کرتے اور مادر زاد اندہون کو بینا کرتے اور یہ سب اللہ کے ارادے سے تہا پہر
مفسرین نے عیسی علیہ السلام کے حمل کی مدت مین اختلاف کیا ہے تو جمہور علماء کا تو یہ مذہب مشہور ہے کہ مریم
علیہا السلام نو مہینہ حاملہ رہین اور بعض نے کہا آٹہہ مہینے کا اور عکرمہ نے کہا اور اسی واسطے آٹہہ مہینے کا کوئی بچہ نہین
جیتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مریم علیہا السلام کی حمل کی بابت پوچہا گیا تو انہون نے فرمایا کہ اور کچہہ بہی نہ تہا مگر
یہی کہ وہ حاملہ ہوئین پہر جنا روایت ابن جریج اور یہ غریب ہے اور گویا یہ قول ماخوذ ہے اللہ تعالی کے ظاہر قول فحملته
فانتبذت به مکانا قصیا فاجاءها المخاض الی جذع النخلة سے تو فا اگرچہ تعقیب کے لیے ہے لیکن
تعقیب ہر چیز کی اسکے موافق ہوتی ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين
ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة
عظاما یعنے اور ہمنے بنایا ہے آدمی چہنی ہوئی مٹی سے پہر رکہا اسکو بوند کرکے ایک جمی ہوئی ٹہراؤ مین پہر بنائی اس بوند

سے جہنگی پھر بنائے اس جہنگی سے بوٹی پھر بوٹی سے جان تو اس آیت مین بھی فاء تعقیب کے واسطے ہے لیکن موافق
سیاق کے اور صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ ان صفات مین سے ہر دو صفتون کے مابین چالیس دن کا فاصلہ ہوتا
ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ
خَبِيْرٌ یعنے تو نے دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر صبح کو زمین ہو جاتی ہے سبز بیشک اللہ چھپی تدبیرین جانتا
ہے اور مشہور اور ظاہر تو یہی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالی جو چاہے کر سکتا ہے کہ مریم علیہا السلام عیسے علیہ السلام کے
ساتھ اتنی ہی مدت حامل رہین جیسے اور عورتین اپنی اولاد کا حمل رکھتی ہین اسیواسطے جب انکی حمل کی علامات ظاہر ہوئین اس
مسجد مین ایک اور نیک آدمی مریم علیہا السلام کے رشتہ دارون ہی سے انکی ساتھ مسجد کی خدمت کرتا تھا جسکا نام یوسف
نجار تھا جب اسنے مریم علیہا السلام کا پیٹ بھاری دیکھا تو اسے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی پھر چونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ عورت
بری ہے اور پارسا ہے اور دیندار ہے اور عابدہ ہے اسنے فکر کیا لیکن اسکا فکر تھک کر عاجز ہوگیا اور وہ وجہ نہ معلوم کر
سکا اور اسنے اپنے نفس کو اس امر پر ابھارا کہ مریم علیہا السلام سے پوچھے وہ بولا اے مریم مین تجھ سے ایک بات پوچھتا
ہون تو نے مجھپر جلدی نہ کرنا مریم علیہا السلام نے فرمایا کیا پوچھتے ہو وہ بولا کیا سوا بونے کے کوئی درخت ہو سکتا
ہے اور کوئی زراعت اوگ سکتی ہے اور کیا اولاد سوا باپ کے پیدا ہو سکتی ہے تو مریم علیہا السلام نے فرمایا ہان
درخت اور زراعت سوا بونیکے ہو سکتے ہین اور اولاد سوا باپ کے پیدا ہو سکتی ہے یہ جو تو نے کہا کہ پہلا کوئی درخت
اور کھیتی سوا گاڑنے کے ہو سکتی ہے تو اللہ تعالی نے پہلے درخت اور کھیتی سوا بونے کے پیدا کیے اور یہ جو تو نے
کہا کہ اولاد باپ کے سوا ہو سکتی ہے تو اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو مان باپ کے سوا پیدا کیا تو یوسف نجار
نے مریم علیہا السلام کی تصدیق کی اور پھر اس سے اسکا حال دریافت نہ کیا اور جب مریم علیہا السلام نے معلوم کیا
کہ میری قوم مجھپر زنا کی تہمت رکھیگی تو انسے پرے ایک مکان مین چلی گئین تاکہ آپ انکو نہ دیکھین اور وے آپ
کو نہ دیکھین وہب بن منبہ نے کہا مریم علیہا السلام تہمت سے ڈر کے مارے بیت المقدس سے بھاگ نکلین جب
شام اور بلاد مصر کے درمیان پہونچین تو آپ کو جننے کا درد ہوا اور وہب سے ایک روایت مین یون ہے کہ جہان
مریم علیہا السلام کو جننے کا درد ہوا اس گاؤن کا نام بیت لحم ہے اور وہ بیت المقدس سے آٹھ میل کے فاصلہ پر
ہے اور معراج کی احادیث مین گذر چکا کہ نسائی نے انس سے روایت کیا اور بیہقی نے شداد بن اوس سے کہ انکا
تولد ہونا بیت لحم ہی مین تھا اور یہی مشہور ہے جسکو بعض لوگون نے بعض سے اخذ کیا ہے اور نصارے کو
بھی اسمین شک نہین ہے کہ عیسے علیہ السلام بیت لحم مین تولد ہوئے اور یہی لوگون کے زبان زد ہے اور

اسباب میں ایک حدیث بھی وارد ہوئی ہے اگر صحیح ہو اور اللہ تعالیٰ کے قول یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا
مَّنْسِیًّا وقت فتنہ کے موت کی تمنی کے جائز پر دلیل ہے کیونکہ مریم علیہا السلام نے سمجھا کہ میں آزمائی جاؤں گی اور میرا
امتحان کیا جاوے گا اس بچہ کے ساتھ جسکی میں بے مرد کے سلادی ہوں اور حمل میں مبتلا ہوں اور لوگ میری اس خبر میں تصدیق نہیں کرینگے اور
انہوں نے سمجھا کہ میں جو اُنکے ظنون میں عابدہ ناسکہ ہوں صبح کے وقت انہیں کے ظنون میں زانیہ بدکار بن جاؤں گی تو
فرمایا یالیتنی یعنی ہائے افسوس میں مرجاتی اس بچے کے پیدا ہونے سے پہلے اور ہو جاتی میں بھولی بسری یعنے پیدا ہی نہ ہوتی اور میں
کوئی چیز نہ ہوتی قال ابن عباس سدی نے کہا مریم علیہا السلام نے فرمایا حالانکہ اُنکو جننے کا درد ہو رہا تھا لوگوں سے شرم کی
ماری میں اس غم سے پہلے ہی مرجاتی جسمیں میں مبتلا ہوں اور میں ہلاک ہو جاتی اس غم سے قبل جو مجھے بچے کے بغیر باپ
کے ہونے پر لاحق ہوا ہے اور میں حیض کے لتون کی طرح بھولی بسری ہو جاتی جیسے انکو پھینک کر طلب نہیں کرتے اور
قتادہ نے نسیا منسیا کی تفسیر میں کہا کہ کوئی چیز معروف و مذکور نہ ہوتی اور کوئی نجانتا کہ میں کون ہوں اور ربیع بن انس
نے نسیا منسیا کی تفسیر میں کہا کہ میں سقط ہوتی اور ابن زید نے کہا میں ہرگز کوئی چیز نہ ہوتی اگر ان احادیث کو بیان کریں
جو موت کی آرزو کے منع ہونے پر دلالت کرتی ہیں مگر فتنہ کے وقت اور ان احادیث کو ہمنے سورہ یوسف کی آیت
وَتَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ کے تحت میں بیان کیا فتح البیان کا بیان ختم ہوا یہ ہے کہ مریم علیہا السلام کو جبرئیل کی
باتیں سنکر اطمینان ہو گیا اور وہ خوف جو انپر طاری ہوا تھا دور ہو گیا پھر جبرئیل علیہ السلام آپکے نزدیک ہوئے اور پیچھے
ہی سے انہوں نے آپکے کرتے کے گریبان میں پھونکا پھر وہ پھونک آپکے شکم تک واصل ہوئی اور آپکو اپنے مبارک
شکم میں کسی صورت کا احساس ہونے لگا اسوقت آپکی عمر تیرہ سال کی تھی یا بیس کی یا سولہ کی اور بعض نے کہا کہ جبرئیل
علیہ السلام نے آپکی ذیل میں پھونکا اور بعض نے آستین میں اور بعض نے کہا آپکے دہن مبارک میں اور یہ مراد نہیں ہے کہ جبرئیل
نے سیا غیرہ آپکی شہوت کیجگہ پھونک دی اور بعض نے کہا آپکا اس حمل کو رکھدینا اسی وقت وقوع میں آگیا مدت
حمل کے سوا اور پھر اللہ تعالیٰ کا قول فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا دلالت کرتا ہے یعنی اسوقت مریم علیہا السلام حمل
کے ساتھ ایک دور مکان میں چلی گئیں ملامت کے خوف سے بعض نے کہا یہ مکان پہاڑ کے پیچھے تھا اور بعض نے کہا
اپنے گھر میں کسی دور مکان میں کنارے ہو گئیں اور بعض نے کہا وہاں سے بھاگ گئیں یہاں تک کہ بیت لحم کی راہ
میں پہونچیں اور بعض نے کہا کہ آپکو چھ ماہ تک حمل رہا اور بعض نے کہا آٹھ ماہ تک اور یہ ایک اور خدا کی وحدانیت
اور کمال قدرت کی علامت ہے اسلیے کہ جو بچہ آٹھ ماہ کے بعد پیدا ہو وہ زندہ نہیں رہتا اور بعض نے آپکے حمل کی
مدت سات ماہ بتائی اور بعض نے نو ماہ دوسری عورتوں کی طرح اور بعض نے کہا کہ حمل اور ولادت کی ایک ساعت

مدت تھی اور بعض نے کہا ایک ساعت میں انہوں نے اسکو اٹھایا اور ایک ساعت میں انکا نقشہ کھینچا اور تیسری ساعت میں انہوں نے اسکو جنا سوچ تو یہ ہے اور عیسی علیہ السلام کے تولد ہونے سے پہلے مریم علیہا السلام کو دو بار حیض آچکا تھا میں کہتا ہوں اس تفصیل کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ اسکی کوئی سند ہے سوا اخبار احبار اور آراء رجال کے اور اگر یہ بعض سے یہ تفصیل ثابت ہوتی تو اسکی طرف رجوع واجب تھا اور یہ ایک اور آیت اور علامت اور دلیل ٹھیرتی اسکے کمال ربوبیت اور الوہیت کی حاصل یہ کہ انکو جننے کے درد نے بیقرار کر دیا اور لاچار کر دیا ایک کھجور کے پیڑ کیطرف اور مشہور تو یہی ہے کہ عیسی علیہ السلام کی ولادت اسی بیت لحم میں ہوئی اور چونکہ وہ بھاگی ہوئی تھیں اور انکو اسکی وجہ سے ایک قسم کا خوف تھا جب انہوں نے انکو جنا تو جلدی جلدی بیت المقدس کیطرف اسکو لے آئیں اور اسکو صخرہ پر رکھدیا صخرہ ملکے لیے جھک گیا اور مہد کیطرح بن گیا اور وہ صخرہ ابتک موجود ہے جسکی بیت المقدس کے حرم میں زیارت کی جاتی ہے پھر کچھ دنوں کے بعد مریم علیہا السلام اسکو پھر اردن کیطرف لے گئیں اور عیسی علیہ السلام کو اس میں غوطہ دیا اور اسدن کو نصارے نے ایک عید کا دن مقرر کیا ہوا ہے اور اسکو غطاس کے دن کے ساتھ نامزد کرتے ہیں اور انکا خیال ہے کہ پانی اسدن مقدس ہوگیا اسلیے وہ ہر پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور جسنے زعم کیا کہ مریم علیہا السلام مصر میں تھیں وہ کہتا ہے کہ انہاس کی کور میں عیسے علیہ السلام تولد ہوئے لیکن یہ قول ثابت نہیں ہے ابوحیان کی کتاب بحر کا مضمون ختم ہوا اور انہاس ایک طرف ایک جگہ ہے اس تکلیف میں گھبرا کر بولیں کہ افسوس میں اس وقت سے یا اس امر سے پہلے مر جاتی انہوں نے موت کی خواہش کی حیا کے مارے اور فضیحت کے ڈر سے کیونکہ اسکے دین میں لوگوں کو برا خیال ہو جاویگا اور بہتان لگانے لگیں گے اور بھولی کرمیں ہو جاتی بھولی بسری نسی عرب کی کلام میں اس حقیر چیز کو کہتے ہیں جسکو بھلا دیا کرتے ہیں اور یاد نہیں کرتے اور نہ اسکو پہچانتے ہیں اور نہ اسکے فقدان پر کچھ اتنا رنج ہوتا ہے جیسے کپڑے کی پھٹی لتی جو نہ گزارنے کہا نسی وہ حیض کے لتے ہیں جسکو عورت پھینکدیتی ہے گویا مریم علیہا السلام فرماتی ہیں کہ میں حیض کے لتون کی طرح بھولی بسری ہو جاتی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا نسیا منسیا کی تفسیر میں کہ نہ پیدا ہوتی میں اور نہ ہوتی میں کوئی چیز

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝

پھر آواز دی اسکے نیچے سے کہ تم نہ کہا کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف سے کھجور کی جڑ اس سے گرینگی تجھ پر پکی کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر کبھی دیکھے تو کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانی رحمن کا ایک روزہ سو بات نہ کرونگی آج کسی آدمی سے **ف** یہ جو فرمایا پھر آواز دے اسکو یعنی یہ آواز دی فرشتے نے

اور ذہن میں ایک قسم پہوٹ نکلا اور انکے دین میں یہ سنت درست تہی کہ بولنے کا بہی روزہ رکہتے ہمارے دین میں
یہ سنت درست نہیں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا بعض نے مَن تحتہا کو مَن تحتہا میم کی زبر سے بہی پڑہا ہے اور معنے
یہ ہوئے کہ اسکو اُسنے بولایا جو اُسکے نیچے تہا اور دوسروں نے میم کے کسرہ کے ساتھہ اس تقدیر پر کہ وہ حروف جارہ میں
سے ہے ائمہ تفسیر کا اسمیں اختلاف ہے کہ آواز دینے والا کون تہا تو عوفی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا کہ آواز دینے والے جبرئیل علیہ السلام تہے اور عیسی علیہ السلام نے تو بات نہیں کی یہانتک کہ مریم علیہا السلام
اسکو لوگوں کے پاس لائے اور اسیطرح کہا ہے سعید بن جبیر اور ضحاک اور عمرو بن میمون اور سدی اور قتادہ نے کہ منادی
حضرت جبرئیل علیہ السلام تہے وادی کے نیچے سے انہوں نے مریم علیہا السلام کو آواز دی تہی اور مجاہد نے کہا کہ منادی
خود عیسی علیہ السلام ہی تہے اور اسی طرح کہا عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے قتادہ سے کہا حسن بصری نے کہا کہ
آواز دینے والا اُن کا بیٹا تہا اور سعید بن جبیر سے بہی ایک روایت میں یہ مروی ہے کہ وہ انکے بیٹے تہے اسنے
کہا تو نے اللہ کو نہیں سُنا کہ فرماتا ہے فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ اور یہی کہا ابن زید نے اختیار کیا اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور اللہ کا قول
اَنْ لَا تَحْزَنِیْ اس قائل کا قول ہے یعنے اُسنے یہ کہکر آواز دی اور سَرِیًّا کی براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ نے جدول
کے ساتھہ تفسیر کی اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے نہر کے ساتھہ اور مجاہد نے کہا کہ سریا سریانی زبان میں نہر
ہے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ سری نبطی زبان میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں قتادہ نے کہا سری اہل حجاز کی لغت میں
جدول کو کہتے ہیں اور سدی نے کہا وہ نہر ہے اور اسی قول کو ابن جریر نے پسند کیا اور اس میں ایک مرفوع حدیث بہی
وارد ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا آپ
فرماتے تہے کہ جسکو اللہ تعالی نے مریم علیہا السلام کے لیے فرمایا اپنے قول قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا میں وہ نہر ہے
اسکو اللہ تعالی نے اس لیے نکالا تاکہ مریم علیہا السلام اس کا پانی پیوے اور یہ حدیث بہت غریب ہے اس طریق
سے اور ایوب بن نہیک جو اس حدیث کا ایک راوی ہے اسکی بابت ابو حاتم رازی نے کہا ضعیف ہے اور ابو زرعہ
نے کہا منکر الحدیث ہے اور ابو الفتح ازدی نے کہا متروک الحدیث ہے اور دوسروں نے کہا کہ سری سے مراد عیسی
علیہ السلام ہے اور یہی قول ہے حسن اور ربیع بن انس اور محمد بن عباد بن جعفر کا اور یہ ایک روایت ہے قتادہ سے
اور زید بن اسلم کا بہی یہی قول ہے لیکن قول اول ظاہر ہے اسلیے اسکے پیچہے فرمایا وَهُزِّیْ اِلَيْكِ الآیہ یعنے اور پکڑ تو
کہجور کی جڑ کو کہ وہ سوکہی کہجور تہی قالہ ابن عباس اور بعض نے کہا پہلدار تہی مجاہد نے کہا وہ کہجور عجوہ کی قسم سے
تہی ظاہر یہ ہے کہ وہ کہجور کا ایک پیڑ تہا لیکن اسکے پہل لینے کا موسم نہ تہا قالہ وہب بن منبہ اور اسی لیے

پر احسان سکہا اسطرح کہ اسکے نزدیک کہانے اور پینے کو مہیا کر دیا اور فرمایا تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِي وَاشْرَبِي
وَقَرِّي عَيْنًا عمرو بن میمون نے کہا نفاس والی عورتوں کے واسطے کوئی چیز تمر اور رطب سے بہتر نہیں ہے پہر اسنے یہی
آیت پڑہی علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی پہوپہی کی کہجور کی عزت کرو
کیونکہ وہ اس مٹی سے پیدا ہوئی ہے جس سے آدم پیدا ہوئے ہیں اور اسکے سوا کوئی ایسا درخت نہیں ہے جو لقاح
کیا جاتا ہو رواہ ابن ابی حاتم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کو تازی کہجوریں کہلاؤ اگر تازی
کہجوریں نہ ہوں تو کہی ہی سہی اور درختوں میں سے کوئی ایسا درخت نہیں جو اللہ کے ہاں عزت والا ہو اس درخت سے
جسکے تلے مریم علیہا السلام عمران کی بیٹی اتریں لیکن یہ حدیث نہایت منکر ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی کا قول فَإِمَّا
تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا یعنے سو کبہی تو دیکہے کوئی
آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمن کا روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے اس قول سے مراد یہ ہے کہ اسکی طرف اشارہ
کیا اور اس سے لفظی قول مراد نہیں تا کہ ابتدا آیت آخر آیت سے منافی نہ ہو انس بن مالک نے صوما کی صمتا کے ساتہہ
تفسیر کی ہے یعنے میں نے رحمن کے لیے چپ رہنے کی نذر مانی ہے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ضحاک کا
اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ مریم علیہا السلام نے دونوں نذریں مانی روزے کی بہی اور
چپ رہنے کی بہی اور یہی قول ہے قتادہ وغیرہ کا اور غرض یہ ہے کہ جب وہ روزے رکہتے تو انکی شریعت کے
مطابق اُنپر کہانا بولنا حرام ہو جاتا اسکی سدی اور قتادہ اور عبد الرحمن بن زید نے تصریح کی ہے اور محمد بن اسحق
صاحب مغازی نے حارثہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس تہا
کہ دو آدمی آ گئے جنمیں سے ایک نے السلام علیکم کہا اور دوسرے نے سلام نہ کیا تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
نے پوچہا اور فرمایا تجہے کیا ہوا اسکے ساتہیوں نے اسکی طرف سے عذر کیا کہ اسنے قسم کہائی ہے کہ آج لوگوں
سے بات نہ کرے تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا لوگوں کے ساتہہ کلام کر اور اُنپر سلام کر
وہ تو عورت تہی جسنے معلوم کیا تہا کہ میری اس بات میں کوئی تصدیق نہیں کریگا کہ لڑکا باپ کے سوا پیدا ہوا ہے
تا کہ انکے واسطے انکا سکوت عذر ہو جاوے جب وہ اُس سے پوچہے جاویں حارثہ نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس صمت
سے مریم علیہا السلام کیطرف اشارہ تہا رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر رحمہما اللہ عبد الرحمن بن زید کہتے ہیں
کہ جب عیسی علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کو فرمایا غم نہ کہا تو آپنے فرمایا میں کیونکر غم نہ کہاؤں اور بعین تو میرے ساتہہ ایسی حالت
میں ہے کہ میں نہ ذات زوج ہوں نہ کسی کی مملوکہ لوگوں کے پاس پہر کیا عذر ہے ہائے افسوس میں اس سے پہلے مر جاتی

اور مجھ جاتی بہلی بسری عیسے علیہ السلام نے فرمایا اگر ان سے کے ساتھ بات کرنے کے لیے مین تعریض کافی ہون سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو مینے مانا ہے رحمن کا روزہ سو بات نہ کرونگی آج کسی سے عبدالرحمن بن زید نے کہا یہ ساری عیسے علیہ السلام کی کلام ہے اپنی ماں سے اور یہی قول ہے وہب کا فتح البیان کا بیان کاشف یہ ہے کہ جب مریم علیہا السلام کا قول ہذہ انکی حسرت اور افسوس جبرئیل نے سنی یا عیسی نے تو آواز دی مریم علیہا السلام کو پاس نیچے کے جیسے تو مریم علیہا السلام تہین لیکن اول اولی ہے ضمیر کی معرفت کرواسطے اور مریم علیہا السلام ایک ٹیلے پر تہین اور جبرئیل علیہ السلام اس ٹیلے کے نیچے تہے تو جس نے کہا منادی جبرئیل علیہ السلام تھے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا اور اتنا اور کہا کہ عیسے علیہ السلام تو بات ہی نہین کی یہانتک کہ اسکو انکی ماں مریم علیہا السلام اپنے لوگون پاس لے آئی اور سلف سے اسبات مین ترجمہ مختلف ہین کہ آیا منادی جبرئیل علیہ السلام تھے یا عیسے علیہ السلام جسنے مَن تحتہا مین مَن کو موصولہ قرار دیا ہے اسکی نزدیک منادی عیسے علیہ السلام ہین اور جسنے حرف جارہ بنایا ہے اسکے نزدیک منادی جبرئیل علیہ السلام ہین بہرحال بہر کیف جسنے آواز دی اسکی یہ آواز ہے کہ تو کیون اندوہگین و غمگین ہوتی ہے غم نہ کہا کر دیا تیرے ربنے تیرے نیچے ایک چشمہ اور سری سے ایک چھوٹا سا نہر مراد ہے جسمین پانی چلتا ہے اور اسکی جمع سریان ہے اور سری رئیس کو بھی کہتے ہین اور اسکی جمع سراۃ ہے حسان رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے ؎

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ   حَرِيقٌ بِالبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

اور سری وہ عزیز ہے جسکی نظیر موجود نہو کیونکہ فعیل کی فعلۃ کے وزن پر جمع نہین آتی اور سراۃ کی سروات جمع ہے اور بعض نے کہا سری مشتق ہے سَرَیتُ الثوب سے یعنے مینے کپڑے کو کہینچ لیا مراد یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام متولد ہو گئے لیکن معنے اول اولی ہین اور معنے یہ ہین کہ تیرے ربنے تیرے نیچے نہر جاری ہے بعض نے کہا یہان پانی نہ تہا تو اللہ تعالی نے اسکو بہا دیا مریم علیہا السلام کے لیے اور اسکے ساتھ ہی سوکھی سری کھجور کو اللہ نے زندہ کر دیا جسپر مریم علیہا السلام ٹیکا لگائے تہین یہانتک کہ کہ اسپر سبز پتے لگ گئے اور اسنے پہل دیا اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ تیرے امر مین اسبات کو کر دیا ہے کہ اگر تو اس نہر کو چلنے کا حکم دے تو چلے اور اگر تو کہے رک جا تو رک جاوے لیکن اول معنے اولی ہین اور تابعین کی ایک روایت سے مروی ہے کہ سریا سے مراد آیت کریمہ مین عیسے علیہ السلام ہین اور سری کہتے ہین رجل عظیم کو اور اسی سے ہے محاورہ عرب کا فُلَانٌ سَرِیٌّ یعنے فلان بڑا آدمی ہے ابن عمر سے مروی ہے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے کہ آیت (جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا) مین سری سے مراد نہر ہے اسکو اللہ تعالی نے مریم علیہا السلام کے لیے نکالا تاکہ اس پانی سے پیوے لیکن اسکی سند مین ایوب بن نہیک بھی ضعیف

ہے ابو حاتم رازی نے کہا ضعیف ہے اور ابو زرعہ نے کہا منکر الحدیث ہے الی آخرہٖ قال ابو الطیب اور جس کھجور کے نیچے آپ تشریف فرما تہین وہ اس لائق ہو گئی کہ اس سے پہل جنا جاوے قال ابن عباس اور کہانے کو پہلے ذکر کیا گیا باوجود یہ بات کہ نہر کا ذکر رطب پر مقدم ہے اسلیے کہ نفاس والی عورتین رطب کے کہانے کی طرف زیادہ محتاج ہوتی ہین پانی کے پینے سے اور فرمایا وَّقَرِّیْ عَیْنًا یعنے اپنے جی مین خوش ہو اور بعض نے کہا تو اپنی آنکھین ٹھنڈی کر اس بچے کے دیکھنے کے ساتھہ جو تجہے عطا کیا گیا اور بعض نے کہا سو جا اور فَاِمَّا تَرَیِنَّ الآیۃ کے معنے یہ ہین کہ لوگون کے ساتھہ بس خبر دینے کے بعد اور کوئی بات نہ کرنا بلکہ تو نے فرشتون کے ساتھہ باتین کرنا اور اپنے رب کے ساتھہ مناجات کرنا اور جب مریم علیہا السلام کو ان آیات کے سبب اطمینان ہو گیا جو انہون نے آیات دیکھین عیسیٰ کو انہون نے اٹہا لیا اور اپنی قوم کے پاس لے آئین فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ۝ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ۝ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ۝ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۝ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝ پہر لائی اسکو اپنے لوگون پاس گود مین بولے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی اے بہن ہارون کی نہ تہا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تہی تیری ماں بدکار پہر ہاتہہ سے بتایا اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر بات کرین اس شخص سے کہ وہ ہے گود مین لڑکا وہ بولا مین بندہ ہون اللہ کا مجہکو اس نے کتاب دی ہے اور مجہکو نبی کیا اور بنایا مجہکو برکت والا جس جگہہ مین ہون اور تاکید کی مجہکو نماز کی اور زکوۃ کی جب تک مین ہون جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہین بنایا مجہکو زبردست بدبخت اور سلام ہے مجہپر جسدن مین پیدا ہوا اور جسدن مین مرون اور جسدن کہڑا ہون جی کر **ف** بہن ہارون کی یعنے نبی ہارون کی بہن دادے کا نام بولتے ہین قوم کو جیسے عاد و ثمود اولاد حضرت ہارون علیہ السلام مین حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی مریم علیہا السلام کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ جب مریم علیہا السلام حکم کی گئین کہ دن بہر چپ کا روزہ رکہین اور کسی بشر سے بات نہ کرین اور کہا گیا کہ تیری کام سے کفایت ہو گی اور تیری ہی دلیل غالب ہو گی تو وہ فرمانبردار ہو گئی اللہ سبحانہ و تعالے کے حکم کیلیے اور اسکی قضا کے آگے اسنے گردن رکہہ دی اور اپنے بچے کو لے لیا اور اسکو اپنے لوگون کے پاس اٹہا کر لے آئی جب انہون نے مریم علیہا السلام کو دیکہا تو انہون نے مریم علیہا السلام کے امر کو عظیم جانا اور اسکا سخت انکار کیا اور بولے اے مریم تو لائی یہ طوفان قالہ مجاہد و قتادہ والسدی وغیر واحد

نوف بکالی نے کہا مریم علیہا السلام کے لوگ انکی طلب اور تلاش مین نکلے کہا اور مریم علیہا السلام نبوت اور شرافت کے خاندان مین سے تہی تو انہون نے اُسے نہ پایا اور ایک بیل چرانے والے کو ملے اور بولے تو نے اس قسم کی جوان عورت کہین دیکہی ہے وہ بولا مینے تو نہین دیکہی لیکن مینے اپنے بیلون سے آج وہ امر دیکہا ہے جو کبہی اُنسے وقوع مین نہین آیا بولے اور تو نے کیا دیکہا بولا مینے آجکی رات ان بیلون کو اس وادی کی طرف سجدہ کرتے دیکہا رواہ ابن ابی حاتم باسنادہ عبد اللہ بن ابی زیاد نے سیار سے روایت کیا کہ اس بیل چرانے والے نے کہا مینے ایک نور چمکتا دیکہا ہے تو وہ اُسطرف گئے جسطرف کا اُسنے پتا دیا تو انکو مریم علیہا السلام ملین جب مریم علیہا السلام نے اپنے لوگون کو دیکہا تو بیٹہ گئین اور بچے کو گود مین اٹہا لیا پہر وہ آپ پر کہڑے ہوگئے اور بولے اے مریم تو تو ایک طوفان باندہ لائی اے ہارون کی بہن یعنے عابد مین ہارون جیسی تیرا باپ بدکار نہ تہا اور تیری ماں زانیہ نہ تہی یعنے تو طیب طاہر گہرانے سے ہے جو صلاحیت اور عبادت اور زہد اور ورع مین مشہور ہے تجہ سے یہ نافرجام کام کیسے وقوع مین آیا علی بن ابی طلحہ اور سدی نے کہا اے ہارون موسے کے بہائی کی بہن کیونکہ آپ ہارون علیہ السلام کی اولاد مین سے تہی جیسے تمیمی کو کہتے ہین اخو تمیم اور مضری کو کہتے ہین اخو مضر اور بعض نے کہا آپ منسوب کی گئین ایک نیک مرد کیطرف جو ان مین تہا اور مریم علیہا السلام زہد اور عبادت مین اسکی اقتدا کرتی تہین اور ابن جریر نے بعض مفسرین سے حکایت کیا کہ انہون نے انکو تشبیہ دی ایک بدکار آدمی کے ساتہ جو ان مین تہا جسکو ہارون کہتے تہے رواہ ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر اور ان سب سے نادر اور غریب اور عجب تر قرظی کا قول ہے اللہ تعالی کے قول یا اخت ہارون الآیۃ کی تفسیر مین کہ مریم علیہا السلام ہارون علیہ السلام کی حقیقی بہن تہین اور موسے علیہ السلام کی بہی بہن تہین اور یہ وہی تہین جنکو موسے علیہ السلام کی والدہ نے فرمایا تہا جب موسی علیہ السلام کو صندوق مین ڈالکر دریا مین پہینکدیا کہ اسکے پیچہے پیچہے چلی جا پہر وہ دیکہتی رہین اسکو اجنبی ہوکر اور فرعون کی قوم کو خبر نہ ہوئی رواہ ابن ابی حاتم باسنادہ اور یہ قرظی کا قول محض لغو اور فاحش خطا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب مین ذکر کردیا کہ اُسنے عیسے علیہ السلام کو بہت رسولون کے پیچہے بہیجا اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ عیسے علیہ السلام مبعوث ہونے مین سب پیغمبرون سے آخر ہین اور نہین مبعوث ہوئے انکے بعد مگر حضرت محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہما اسی لیے صحیح بخاری مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین سب لوگون سے بہتر ابن مریم کے ساتہ اولی ہون کیونکہ میرے اور اسکے بیچ مین کوئی نبی نہین ہے اور اگر محمد بن کعب قرظی کا قول ٹہیک ہوتا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا عیسے علیہ السلام رسولون سے آخر نہ ہوتے

اور سلیمان اور داؤد علیہ السلام سے پہلے ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ داؤد علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام
کے بعد ہین اپنے اس قول مین اَلَمۡ تَرَ اِلَی الۡمَلَاِ مِنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مِنۡ بَعۡدِ مُوۡسٰی اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ لَّہُمُ ابۡعَثۡ
لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الآیۃ یعنے تو نے نہ دیکھی ایک جماعت بنی اسرائیل کی موسیٰ کے بعد جب کہا انہون
نے اپنے نبی کو کھڑا کر دے ہمکو ایک بادشاہ کہ ہم لڑائی کرین اللہ کی راہ مین اور ذکر کیا قصہ یہانتک فرمایا وَقَتَلَ دَاوٗدُ
جَالُوۡتَ یعنے داؤد علیہ السلام نے جالوت کو مار ڈالا اور جس چیز نے محمد بن کعب قرظی کو اس قول کے کہنے پر
دلیر کیا وہ یہ ہے جو توریت مین لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے بحر سے نکلنے اور فرعون کے غرق
کرنے کے پیچھے مریم عمران کی بیٹی جو موسے اور ہارون علیہما السلام کی بہن تھین اٹھین کدف بجاتی تھین وہ
اور اور عورتین آپکے ساتھ اللہ کی پاکی بولتی تھین اور اسکا شکر کرتی تھین اُس پر جو اللہ نے بنی اسرائیل پر انعام
کیا اور فرعون کو غرق کیا تو محمد بن کعب قرظی نے سمجھا کہ یہی عیسے علیہ السلام کی مان ہے اور یہ بڑی فاحش
غلطی ہے بلکہ عیسے علیہ السلام کی مان بہی موسے علیہ السلام کی بہن کے نام سے نامزد تھین اور وہ لوگ انبیاء اور
صلحاء کے نام اپنی اولاد کے نام رکہتے تھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے نجران کیطرف بہیجا تو نجران والے (جو نصاریٰ تہے) بولے اے مغیرہ بتا تو جو (قرآن مین) پڑہتے
ہو یَاۤ اُخۡتَ ہٰرُوۡنَ حالانکہ موسے علیہ السلام جنکے ہارون علیہ السلام بہائی تہے عیسے علیہ السلام سے اتنا زمانہ
پہلے ہو چکے مغیرہ نے کہا پہر مین جب واپس آیا تو مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا آپنے فرمایا تو
نے انکو کیون یہ خبر نہ دی کہ وہ لوگ (اپنی اولاد کے نام انبیاء اور صلحاء کے نام پر رکہتے تہے جو اُنسے پہلے
گذرے ہوتے اِنۡفَرَدَ بِاِخۡرَاجِہٖ مُسۡلِمٌ وَالتِّرۡمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مِنۡ حَدِیۡثِ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ اِدۡرِیۡسَ
عَنۡ اَبِیۡہِ عَنۡ سِمَاکٍ ترمذی نے لکہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اسکو عبد اللہ بن ادریس سے ہی پہچانتے
ہین محمد بن سیرین کہتے ہین مین خبر دیا گیا ہون کہ کعب احبار نے کہا کہ آیت یَاۤ اُخۡتَ ہٰرُوۡنَ مین ہارون سے
موسے علیہ السلام کا بہائی مراد نہین ہے کہا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تو نے
جہوٹ کہا اے کعب کعب بولا اے ام المومنین اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے جیسے تو
کہتی ہے تو آپ بہ نسبت میرے زیادہ واقف اور بہت خبردار تہے اور اگر آپنے یہ نہین فرمایا تو مین کتب متقدمہ
مین ہارون موسے علیہ السلام کے بہائی اور عیسے علیہ السلام کے درمیان چہہ سو سال کا فاصلہ پاتا ہون پہر
ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا چپ ہو گئین رواہ ابن جریر باسنادہ اور اس تاریخ مین نظر ہے قتادہ نے

يٰأُخْتَ هٰرُوْنَ کی تفسیر مین کہا کہ مریم علیہا السلام اس گھرانے کی تہین جو صلاحیت کے ساتھ معروف تہا اور فساد سے دور اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ خود بہی صلاحیت کے ساتھ مشہور ہوتے ہین اور انکی اخلاف اور اولاد مین بہی صلاحیت ہوتی ہے اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ معروف بہی فسق کے ساتھ ہوتے ہین اور انکے اخلاف مین بہی فساد ہی نظر آتا ہے اور یہ ہارون نیک مرد اپنے قبیلہ کو پیارا تہا اور یہ وہ ہارون نہین ہے جو موسی علیہ السلام کے برادر تہے یا اور ہارون ہے قتادہ نے کہا اور ذکر کیا جاتا ہے کہ جب ہارون مرا تو اسکے جنازہ کے پیچہے ستر ہزار آدمی تہے جو سبکے سب ہارون کے نام سے مسمی تہے بنی اسرائیل سے اور اللہ کا قول فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا تو یہ اسلیے کہ جب انہون نے مریم علیہا السلام کے اس امر مین شک کیا اور انہون نے آپکے اس قضیہ کو منکر جانا اور انہون نے کہا آپ کو جو کہا اور آپ کا اسدن چپ کا روزہ تہا تو انکو اشارۃً سمجہا دیا کہ اس بچہ سے بات چیت کرو تو وہ تہکم کے طور پر یہ خیال کرکے کہ یہ ہمین حقیر جانتی ہے اور ٹہٹہے کرتی ہے بولی ہم کیونکر بات کرین اس شخص سے کہ ہے گود مین لڑکا سدی نے کہا جب بی بی صاحبہ نے عیسے علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا تو وہ غصے مین بہر گئے اور بولے اسکا ٹہٹہا کرنا ہمپر اسکے زنا سے اشد ہے بولی ہم کیونکر بات چیت کرین اس سے جو گود مین بچا ہے عیسے علیہ السلام نے فرمایا مین بندہ ہون اللہ کا یہ پہلی بات ہے عیسے علیہ السلام کی جو پہلا کلمہ ہے عیسے علیہ السلام کا جسکے ساتھ انہون نے تکلم کیا جس مین انہون نے جناب تقدس وتعالی کی تنزیہ بیان کی ولد سے اور اسکو بری کیا اس سے اور ثابت کیا کہ مین اپنے رب کا عبد ہون اور یہ جو انہون نے کہا کہ دی اللہ نے مجہکو کتاب اور مجہکو نبی کیا تو اسمین انہون نے اپنی ماں کے اس افترا اور فاحشہ سے برات ظاہر کی جس افترا اور فحش کو قوم نے انکی طرف منسوب کیا نوف بکالی نے کہا جب قوم نے مریم علیہا السلام کیطرف فاحشہ کو منسوب کیا تو اسوقت عیسے علیہ السلام دودہ پی رہے تہے اپنے منہ سے چہاتی کو نکال دیا اور اپنے بائین کروٹ پر تکیہ لگا کر فرمایا مین بندہ ہون اللہ کا دی اللہ نے مجہکو کتاب اور مجہکو نبی کیا آخر آیت تک حماد بن سلمہ نے ثابت بنانی سے روایت کیا کہ عیسے علیہ السلام نے اپنی شہادت کی انگلی کو اپنے دونو کندہون سے اونچا کیا اور فرمایا مین اللہ کا بندہ ہون مجہے اسنے کتاب دی ہے اور مجہے اسنے نبی بنایا ہے آخر آیت تک عکرمہ نے وَآتَانِيَ الْكِتَابَ کی تفسیر مین کہا اسنے مقدر کردیا اور لکہدیا ہے کہ وہ مجہکو کتاب عنایت کریگا انس بن مالک رضہ نے فرمایا کہ عیسے نے انجیل کو اپنی ماں کے پیٹ مین پڑہ چکے تہے یہی مضمون ہے اللہ تعالی کے قول اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِيًّا کے رواہ ابن ابی حاتم لیکن اسمین یحیی بن سعید عطار حمصی متروک ہے اور وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ کی تفسیر مین مجاہد اور عمرو بن قیس

اور ثوری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر کا تعلیم دینے والا بنایا اور مجاہد سے ایک روایت یہی ہے کہ مجھے اللہ
تعالیٰ نے نفاع یعنے کثیر النفع بنایا وہیب ورد کے بیٹے اور ابن مخزوم کے غلام آزاد نے کہا کہ ایک عالم ایک عالم
کو ملا اُس سے علم مین فوقیت رکھتا تہا بولا اللہ تجھپر رحم کرے مین اپنے عملون سے کس عمل کو ظاہر کرون تو اُسنے کہا
امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دین ہے جسکو اُسنے انبیا کو دیکر اپنے بندون کیطرف بہیجا اور فقہا
اللہ تعالیٰ کے قول وَجَعَلَنِی مُبَارَكًا اَیْنَمَا كُنْتُ کی تفسیر کے لیے مجتمع ہوئے اور بولے کہ انکی برکت کیا تہی تو وہیب
نے کہا کہ انکی برکت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تہی جہان ہوتے اور عیسیٰ علیہ السلام کا قول وَاَوْصَانِی
بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ایسا ہی ہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی
یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ یعنے اور بندگی کر اپنے ربکی جب تک پہونچے تجھکو یقین اور عبد الرحمن بن قاسم نے مالک بن
انس سے وَاَوْصَانِی بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا کی تفسیر مین کہا کہ خدا نے انہین خبر دی جو انکی وفات تک
انکے امر سے ہونا تہا یہ تقدیر کی کیسی صریح دلیل ہے اور فرمایا مجھے اللہ نے حکم دیا کہ مین اپنی والدہ کے ساتہ
احسان کرون اپنے ربکی طاعت و پیروی کے بعد اور اللہ نے قرآن مجید کے اکثر مقام مین اپنی عبادت کے
ساتہ امر الطاعة الدین کو یکجا بیان کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ
وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یعنے اور تیرے رب نے چکا دیا کہ نہ پوجو اسکے سوا اور ماں باپ سے بہلائی کرو اور فرمایا اَنِ اشْكُرْ
لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ یعنے حق ماں پر احسان باپ کا اور فرمایا مجھکو اللہ نے جبار نہین بنایا کہ مین اسکی عبادت
سے استکبار کرکے اور اسکی طاعت سے استنکاف کرکے اور اپنی ماں کے ساتہ احسان سے نکلجاؤن کہ بدبخت
ہو جاؤن سفیان ثوری نے کہا جبار وہ بدبخت ہے جو غصے مین آکر قتل کر ڈالتا ہے اور بعض سلف نے کہا ہے کہ تم
کوئی ماں باپکا عاق نہ پاؤگے مگر وہ جبار شقی ہوگا پہر اسپر یہ آیت دلیل بیان کی وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ
جَبَّارًا شَقِیًّا یعنے اور کیا مجھکو سلوک کرنے والا اپنی ماں سے اور نہین بنایا مجھکو بجکم زبردست کہا اور نہ پاؤگے
بدخو مگر پاؤگے تم اسکو مختال فخور پہر (استشہادًا) یہ آیت پڑہی وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ
كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا یعنے اور جو تمہارے ہاتہ کے مال ہین انسے احسان کرو اللہ کو خوش نہین آتا جو کوئی ہو اترانا بڑائی کرتا
قتادہ نے کہا ایک عورت نے مریم علیہا السلام کے بیٹے کو دیکھا کہ مردے جلاتے اور مادرزاد اندہے اور ابرص
کو اچھا کرتے تہے ان آیات مین کہ انکو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو انپر مسلط کیا تہا اور انکو ان آیات مین اجازت دی تو بولی
خوشی ہو اس پیٹ کو جسنے تجھے اٹہایا اور طوبیٰ ہو اس چہاتی کو جس سے تو نے دودہ پیا تو اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ

نے اسکو جواب مین فرمایا خوشی ہو اس شخص کو جسنے اللہ کی کتاب پڑہی اور اسکی اتباع کی جو اسمین ہے اور نہ ہوا مجکو
زبردست اور عیسے علیہ السلام نے اپنے قول وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا
یعنی اللہ تعالی کے لیے بندہ ہونا ثابت کیا اور بیان کردیا کہ مین اللہ کی مخلوق مین سے ایک مخلوق ہون کہ دوسرون
کی طرح زندہ رہون گا اور ویسے ہی مر بہی جاونگا اور پہر باقی مخلوق کی طرح اٹہایا ہی جاونگا لیکن انکے لیے
ان احوال ثلاثہ مین سلامتی ہے جنمین اور عباد پر ان احوال ثلاثہ مین بہت سخت تکلیف ہوتی ہے صلوات اللہ
وسلامہ علیہ فتح البیان کا بیان کاشفتہ ہے کہ مریم علیہا السلام عیسے علیہ السلام کو اپنے لوگون کے
پاس لائے اسی دن جسدن انکو جنا یا نفاس سے طہارت کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا چالیس دن
کے بعد تشریف لائین جب نفاس کی مدت پوری ہوگئی جب قوم نے بچہ کو مریم علیہا السلام کے ساتہہ دیکہا تو غمناک
ہوئے اسلیے کہ نیک گہرانے کے لوگ تہے اس امر کو اوپرا جانکر بولے اے مریم تو تو ایک امر عظیم اور طوفان کی مرتکب
ہوئی اور ایک عجیب نادر بات تجہہ سے وقوع مین آئی جسکی توقع تجہہ سے نہ تہی اور لفظ ہارون پر وہی بحث نقل کی
ابن کثیر نے ذکر کی اور مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کو ذکر کرکے کہا کہ یہ تفسیر نبوی ان سب روایات سے مغنی ہے جو سلف سے
منقول ہین اور کہنے لگے تیرا باپ عمران کچہہ برا آدمی نہ تہا اور نہ تیری مائی حنہ کچہہ بدکار تہی اسمین تقدم کی تعریض
اور اثبات ہے یعنی اس قول مین بہی انہون نے مریم علیہا السلام کو عار دی اور آپ پر توبیخ کی اور اسبات پر تنبیہ
کی کہ فاحشہ نیکون کی اولاد کے شایان شان نہین ہے تو مریم علیہا السلام نے عیسے علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا
کہ اسکے ساتہہ بات چیت کرو اور اشارۃ انکو سمجہا دیا سوا بولنے کے اسلیے کہ آپ نے رحمن کے لیے نذر مانی تہی چپ
رہنے کی بولے ہم کیونکر اس سے باتکرین جو ابہی گود مین بچا ہے یہ انکا استفہام تعجب اور انکار کی راہ سے تہا
اسبات پر کہ مریم نے بچے کیطرف اشارہ کرتی ہے کہ ہم اس سے کلام کرین ابو عبید نے کہا کلام مین زیادت ہے اور
معنے یہ ہین ہم کیسے اس بچے سے باتکرین جو گود مین ہے اور زجاج نے کہا درست بات یہ ہے کہ لفظ مَن
شرطیہ جسکے معنی یہ ہین اور کون ہے کہ جو شخص گود مین بچہ ہو ہم اسکے ساتہہ کیونکر بات کرین اور اسکو ابن انباری
نے ترجیح دی اور مہد کہتے ہین اس محل کو جو بچے کے سلانے کے لیے بنائی جاتی ہے قاموس مین ہے المہد
للموضع الذی ہیا للصبی یعنے مہد وہ جگہہ ہے جو بچے کے واسطے تیار کیجاتی ہے اور بعض نے کہا یہان مہد سے
مان کی گود مراد ہے اور بعض نے کہا مہد وہ سریر گہوارہ کیطرح جب عیسی علیہ السلام نے انکی کلام سنی تو دودہ پینا
چہوڑ دیا اور انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مین اللہ کا بندہ ہون سب سے پہلے اللہ کے لیے عبد ہونیکا ہی اقرار کیا

اور قرار کیا تا کہ اسکو اگر نہ بنالین اور اسمین انہون نے اپنی ماں سے بری ہونے کا اظہار کر دیا اسلیے کہ اللہ تعالی پ ۱۶
مرتبہ عظیم کے ساتھ اسے کو مختص نہیں کرتا جو طلبگار ہو اور اپنے نفس کی آٹھ صفتیں بیان کین پہلے عبودیت کی اور سب سے پہلی صفت
یہ وصف کہ یہی اشرف مقامات مین ہے اللہ سبحانہ وتعالی یا ہمین کہو گا فرمایا مجھے اللہ نے انجیل دی ہے اور مجھے نبی کیا ہے نیز
ازل مین اللہ تعالی نے مجھے کتاب کے دینے اور نبی بنانیکا وعدہ کیا ہے اگرچہ ابھی اسوقت کتاب نازل نہین ہوئی تھی
اور نہ اسوقت آپ نبی تھے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالی نے انکو اسی حال مین نبی ہی کیا اور کتاب بھی عنایت کی لیکن یہ بہت
بعید ہے اور انس کا قول ہے کہ عیسے علیہ السلام انجیل اور حکمت انجیل اپنی ماں کے پیٹ مین پڑھ چکے تھے اور اسپر اٰتٰنِیَ
الْکِتٰبَ دلیل لانا اس سے بھی بعید ہے اور عکرمہ نے اسکی تفسیر مین یون کہا کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ مین ایسا ہونگا
اور یہی کی مثل ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ یعنے
مین نبی تھا حالانکہ آدم علیہ السلام روح اور جسد مین تھے پھر فرمایا مجھے کیا ہے اللہ تعالی نے برکت والا جہان مین
ہون بعض نے مبارک کے معنے بندون کو نفع پہونچانے والا کیے ہین اسلیے کہ آپ مردے جلاتے اور مادر زاد
اندھے اور ابرص اچھے کرتے اللہ کے حکم سے اور ہدایت کرتے اور بعض نے اسکی تفسیر خیر کی تعلیم دینے والے کے ساتھ
کی اور بعض نے کہا آمر بالمعروف ناہی عن المنکر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے لوگون کے واسطے نفع پہونچانے والا بنایا ہے جہان مین جاؤن
اَخْرَجَهُ الْاِسْمٰعِيْلِيُّ وَاَبُوْنُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے مبارکا کی معلما مؤدبا کے ساتھ تفسیر کی اَخْرَجَهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ عَسَاكِرَ
اور مجھے نماز اور زکوۃ مال کا حکم کیا ہے اگر مین مال کا مالک ہون یا زکوۃ سے نفس کا رذائل سے پاک کرنا مراد
ہے وقت معین پر اور وہ بلوغ کا وقت ہے یا ابھی یہ دو قول ہین مفسرین کے اور اول اولی ہے جب تک مین جیتا
رہون اور یہ افعال ماضیہ غیر واقع کو واقع کی جگہ اتارنے کے قبیل اور باب سے ہے اس بات کی تنبیہ کے لیے کہ یہ
افعال متحقق الوقوع ہین انکا صدور حتمی ہے انکے وجود مین کسی قسم کا شک وشبہ نہین اسلیے کہ ان افعال کا
وجود قضاء مبرم مین سابق ہو چکا بعض نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ عیسے علیہ السلام جب اپنی ماں سے جدا
ہونگے تو اللہ تعالی انکو عاقل بالغ بنا دے گا خازن نے کہا یہ قول بہت ظاہر ہے مین کہتا ہون ظاہر تو
کیا یہ قول تو بہت بعید ہے اور یہ قول کسی سند صحیح ثابت کا محتاج ہے اور صرف ماں کے ساتھ احسان کرنے
کے بیان کرنے پر ہی اقتصار کیا اسلیے کہ انہون نے اسوقت جان لیا کہ ان کا کوئی باپ نہین ہے اور

سلامتی کے ساتھ ان مواضع ثلثہ کو اس سے خاص کیا کہ یہ اور مقامات سے زیادہ خوفناک مقام ہین اور یہ آپکی آخر بات تھی پھر انہون نے مریم علیہا السلام کی برات اور پاکدامنی معلوم کرلی پھر عیسے علیہ السلام نے بات نہیں کی یہانتک کہ انکو بولنے کی جسمین بچون کی کلام کرنے کی عادت ہے ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ یہ ہے عیسے مریم کا بیٹا سچی بات جسمین جھگڑتے ہین اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھیراتا ہے کچھ کام یہی کہتا ہے اسکو کہ ہو وہ ہوجاتا ہے اور کہا اللہ بیشک ہے رب میرا اور رب تمہارا اسی کی بندگی کرو یہ ہے راہ سیدھی پھر کئی راہ ہوگئے فرقے ان مین سے سو خرابی ہے منکرون کو جسوقت دیکھین گے ایک دن بڑا ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے یہ جو ہمنے عیسے علیہ السلام کا حال تمپر بیان کیا یہی سچی اور درست بات ہے جسمین یہ جھگڑتے ہین اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے پڑہا ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ الْحَقَّ یعنے یہ عیسے مریم کا بیٹا ہے جو کچھ کہا اپنے لوگون سے سچ اور درست کہا لیکن قول کو مرفوع پڑہنا اعراب کے رو سے بہت ظاہر ہے اور اسپر اللہ تعالی کا یہ قول شاہد ہے اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ یعنے حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے پھر مت ہو تو شک مین اور جب اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان کیا کہ اسنے اسکو بندہ بنایا اور نبی تو اپنے نفس مقدس کو منزہ کیا اور فرمایا مَا كَانَ لِلَّهِ الآیۃ یعنے اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ پاک ہے ان جاہلون ظالمون حد سے بڑہنے والون کے قول سے اور اوپر ہے انکی باتون سے بہت اور جب ٹھیراتا ہے کچھ کام یہی کہتا ہے اسکو کہ ہو وہ ہوتا ہے یعنی جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسکے ہونیکا ارشاد صادر فرماتا ہے وہ ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسی چاہتا ہے جیسے فرمایا إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ یعنے عیسے علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم کی بنایا اسکو مٹی سے پھر کہا اسکو ہو وہ ہوگیا نصارے اس بات پر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت جھگڑے کہ عیسے بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کسکا بیٹا ہے اسکے جواب مین یہ آیت اتری کہ حضرت آدم علیہ السلام کو نہ ماں نہ باپ عیسے علیہ السلام کو باپ نہ ہوا تو کیا عجب ہے پھر فرمایا حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے پھر تو مت ہو شک مین اور جن باتون کا عیسے علیہ

السلام نے اپنے لوگوں کو حکم کیا ان میں سے ایک یہ بھی امر تھا کہ آپ نے فرمایا حالانکہ آپ اپنی ماں کی گود میں تھے
إِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ بیشک اللہ رب ہے میرا اور سب تمہارا اسکی بندگی کرو مجھکو
اسکا بندہ جانتا اور اسی کی پرستش کرنا یہ سیدھی راہ ہے جسنے اسکی تابعداری کی اور اسپر چلا وہ پہونچ گیا اور ہدایت طلب ہوا
اور جسنے اسکی مخالفت کی اور اس راستے میں چلنے سے ناک چڑھایا وہ بھولا بھٹکا پھر کئی راہ ہو گئے فرقے ان میں
سے یعنے اہل کتاب کا قول عیسے علیہ السلام کے بارے میں عیسے علیہ السلام کے حال کے وضوح اور ظاہر ہونے اور علم کے
ثابت ہونیکے بعد کہ وہ اسکا عبد ہے اور اسکا رسول اور اسکا کلام جسکو ڈالدیا مریم علیہا السلام کیطرف اور روح ہے اسکے
انکے بھی مختلف ہے تو جمہور یہود علیہم لعائن اللہ نے تو اس بات پر اصرار کیا اور اس امر کو پختہ قرار دیا کہ معاذ اللہ العیاذ
باللہ عیسے علیہ السلام ولد زنا ہیں اور کہتے ہیں کہ عیسے علیہ السلام کا گود میں باتیں کرنا سحر کی قسم سے تھا اور دوسرے طائفہ
کا یہ قول ہے کہ اسنے باتیں کی تہیں ایک طایفہ کا یہ قول ہے کہ وہ خود خدا کا بیٹا ہے اور ایک جماعت کا اہل کتاب میں سے یہ قول ہے کہ وہ تین میں کا ایک ہے اور ایک
جماعت کا یہ قول ہے کہ وہ تو اللہ کا بندہ ہے اور اسکا رسول اور یہی قول صواب ہے جسکے ماننے کا اللہ نے اہل
ایمان کو ارشاد فرمایا ہے اور ایسا ہی مروی ہے عمر بن میمون اور ابن جریج اور قتادہ اور سلف خلف کے بہت لوگوں
سے قتادہ نے ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الآیہ کی تفسیر میں کہا کہ بنی اسرائیل مجتمع ہوئے ان میں سے ہر ایک
قوم نے اپنے سے ایک ایک عالم نکالا جنکی تعداد تخمینا چار ہزار نفر کے تھی اور انہوں نے عیسے علیہ السلام کے بارے
میں جھگڑا کیا جب آپ آسمان پر اٹھائے گئے تو ان میں بعض بولے وہ تو خدا ہی تھا کہ زمین پر اترا تھا زندہ کیا جسکو
زندہ کیا اور مارا جسکو مارا پھر آسمان پر چڑھ گیا اور اس طائفہ کا نام یعقوبیہ ہے انہیں سے تین آدمی بول اٹھے کہنے لگے
یہ جھوٹ کہتے ہو وہ خدا نہ تھا پھر ان تین میں سے دو آدمی تیسرے آدمی کے لیے بولے آپ کچھ رائے قائم کیجیے
وہ بولا وہ تو خدا کا بیٹا تھا اور اس طائفہ کا نام نسطوریہ ہے وہ دونو بولے تو نے بھی جھوٹ کہا پھر دونو میں سے
ایک نے دوسرے کو کہا تو اپنی کچھ رائے قائم کر تو وہ بولا وہ تین میں کا ایک ہے خدا ایک خدا ہے اور عیسے علیہ
السلام دوسرا خدا ہے اور اسکی ماں تیسرا خدا ہے اور اس طائفہ کا نام اسرائیلی ہے اور یہی نصارے سلاطین ہیں
علیہم لعائن اللہ .... اور چوتھا بولا تو نے جھوٹ کہا ولکنہ اسکا بندہ ہے اور اسکا رسول اور اسکی روح
اور اسکا کلمہ کہ ڈالدیا اسکو مریم علیہا السلام کیطرف اور یہ مسلمان ہیں پھر ان میں سے ہر ایک کے اتباع تھے انکے
قول پر پھر وہ لڑے اور مسلمانوں پر غالب ہوئے انہیں کے حق میں اللہ تعالے فرماتا ہے وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ
يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ یعنے مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے انصاف کو

انکو ان میت سے سوا انکو خوشخبری سنا دو ڈر والی بات کی قتادہ نے کہا اور یہ وہی لوگ ہین جنکے حق مین اللہ نے فرمایا فَاخْتَلَفَ
الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِھِمْ قتادہ نے کہا انہون نے اختلاف کیا عیسے علیہ السلام کے بارے مین پہر گئے چار ہو گئے اور اہل کتاب
مین سے بہت علماء تاریخ نے بیان کیا ہے کہ قسطنطین بادشاہ نے ایک محفل کبیر مین اپنی محافل ثلاثہ مین سے
جو انکی مشہور ہین ایک مین اساقفہ کی جماعت کی تعداد دو لاکھ ستر ہزار کے قریب تہی انہون نے عیسی مریم کے بیٹے علیہما السلام
کے بارے مین بڑا بہاری جہگڑا کیا جن مین سے ہر ایک جماعت نے علیحدہ علیحدہ رائے قائم کی اور انکی بات پر تین سو
سے زیادہ نفر کا اجماع تہا اور آٹھ شخصون نے ان مین سے ایک قول پر اتفاق کیا اور اسپر پختگی کی اور انکی طرف
بادشاہ بہی جہک پڑا اسنے انکو مقدم کر دیا اور انکی نصرت کی اور انکے سوا سب کو ہانک دیا پہر انہون نے انکے لیے امانت
کبیر ملکور رکہا کہ وہ حقیقت مین بہاری خیانت تہی اور انکے لیے انہون نے قانون کی کتابین مقرر کین اور انکے
لیے بہت سی چیزین نکالین اور بہت بدعتین احداث کین اور مسیح علیہ السلام کے دین کو بدل کر محرف کر دیا اور انکے
انکے لیے بڑے بڑے گرجے اپنی ساری بادشاہت مین بلاد شام اور جزیرہ اور روم مین بنوائے قسطنطین کے زمانے کے
گرجون کی تعداد قریبا ۱۲ ہزار کے عدد کو پہونچتی ہے اور فیلسوف کی ان نے جسکا نام ہیلانہ تہا ایک قمامہ بنوایا اس
مکان پر جہان وہ شخص مصلوب ہوا جسکو یہود مسیح خیال کرتے ہین اور اسکی قسم وہ خیال مین جہوٹے ہین انکو تو اللہ
نے آسمان کی طرف اٹہا لیا سو خرابی ہے منکرون کو جو عبرت دیکہین گے ایک دن بڑا اسمین تہدید ہے اور سخت
وعید ہے انکو جو اللہ پر اسکے اولاد ہونے کا افترا باندہتا ہے اور خیال باطل اور گمان فاسد اپنی خاطر پر لاتا ہے
کہ اسکی اولاد ہے اور اسنے انکو قیامت کے دن تک مہلت دی رکہی ہے اور انکو چہوڑ رکہا ہے انکی سرکشی مین کہ وہ
حیران پہرتے ہین علم سے نافرمانون پر عذاب کرنے مین جلدی نہین کرتا صحیحین مین آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَیُمْلِیْ
الظَّالِمَ حَتّٰی اِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ یعنے اللہ تعالی ظالم کو رہنے دیتا ہے اور اس سے اسکے ظلم کا عوض لینے مین
جلدی نہین کرتا یہانتک کہ جب اسکو پکڑ لیتا ہے نہین چہوڑتا پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استشہادا
یہ آیت پڑہی وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ یعنے اور ایسی ہے
پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیون کو اور وہ ظلم کر رہتے ہین بیشک اسکی پکڑ دکہ دیتی ہے زور کی اور صحیحین مین
یہ ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا لَا اَحَدَ اَصْبَرُ عَلٰی اَذًی سَمِعَہٗ مِنَ اللّٰہِ اِنَّھُمْ یَجْعَلُوْنَ لَہٗ وَلَدًا وَّھُوَ
یَرْزُقُھُمْ وَیُعَافِیْھِمْ یعنے اللہ سبحانہ وتعالی سے بڑہکر اس ایذا پر جسکو وہ سنے کوئی زیادہ صابر نہین ہے لوگ اسکی اولاد
ٹہیراتے ہین اور وہ انکو روزی دیتا ہے اور عافیت عنایت کرتا ہے حالانکہ اللہ نے فرمایا وَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَمْلَیْتُ

لها وهی ظالمة ثم اخذتها والی المصیر یعنے اور کتنی بستیان کہ مینے انکو ڈہیل دی اور وہ گنہگار تہین پہر انکو
پکڑا اور میری طرف پہرنا ہے اور فرمایا ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظالمون انما یؤخرهم لیوم تشخص فیه الابصار
یعنے لو مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کامون سے جو کرتے ہین بے انصاف انکو تو چہوڑ رکہتا ہے اسدن پر جسدن
مین اوپر لگ جاوین گی آنکہین اسی لیے یہان فرمایا فویل للذین کفروا من مشهد یوم عظیم اور صحیح حدیث
مین جسپر امام محمد بن اسمٰعیل اور امام مسلم نے اتفاق کیا ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص گواہی دے اسبات کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین وہ
اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہین اور اسبات کی گواہی دے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے بندے ہین اور
اسکے رسول اور ایسے ہی عیسے علیہ السلام اسکے بندے ہین اور اسکے رسول اور اسکا کلمہ ہین جسکو ڈالدیا مریم علیہا
السلام کی طرف اور روح ہے اسکی اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اسکو اللہ تعالی جنت مین داخل
کریگا جس عمل پر کہ وہ ہو (مرتے وقت) فتح البیان کا بیان فالح یہ ہے کہ یہ شخص جو انہہ صفتون کے ساتہ جو بیان
ہوئین موصوف ہو اور جس نے کہا کہ مین اللہ کا بندہ ہون یہ عیسے مریم کا بیٹا ہے نہ جیسے نصاری نے خیال لا طائل
اور گمان باطل کیا کہ یہ اللہ کا بیٹا ہے اور یہی الہ ہے پہر قتادہ کا وہی قول نقل کیا جو ابن کثیر کی تفسیر سے اوپر ذکر
ہوا اور اسکے آخر مین اتنا بڑہایا کہ وہ چارون آپس مین اختلاف کرکے احزاب ہوگئے اور ایک مرد مسلمان بولا
مین تمکو اللہ کی قسم دیتا ہون تم جانتے ہو کہ عیسے علیہ السلام کہانا کہاتے تہے اور اللہ نہین کہاتا بولے ہان بولا
بہلا تم جانتے ہو کہ عیسے علیہ السلام سوتے تہے اور اللہ نہین سوتا بولے ہان تو مسلمانون اور اہل کتاب مین مقاتلہ
ہوا اور ذکر کیا ہے کہ فرقہ یعقوبیہ اسدن غالب ہوگئے اور مسلمانون کو ہزیمت ہوئی تو اللہ نے یہ آیت نازل
فرمائی فویل للذین کفروا الآیۃ پہر فرمایا کہ اولاد کا ثبوت اسکے لیے محال ہے پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے
اپنی تنزیہ بیان کی اور فرمایا کہ وہ لائق اس برے قول اور بد مقالی سے منزہ اور مقدس ہے جب وہ کسی چیز کو
فرماتا ہے کہ ہو وہ ہو جاتی ہے بلا تاخیر پس اس چیز کا ایجاد کچہہ مشکل نہین ہوتا جسکے بنانیکا وہ ارادہ کرے اسیطرح
پر جسطرح وہ اسکو بنانا چاہے اور اس آیت کے اسجگہ بیان کرنے مین نصاری کے لیے تبکیت عظیم ہے اور
انپر حجت کا قائم کرنا یعنے جسکی یہ شان ہے وہان یہ کیسے وہم مین آسکتا ہے کہ اسکے لیے اولاد ہو اور اس
آیت کی پوری کلام سورۂ بقرہ مین گذر چکی اور ان اللہ ربی و ربکم پر عیسے علیہ السلام کی کلام تمام ہوتی ہے اور
دلیل اسپر عیسے علیہ السلام کا وہ جواب ہے جو قیامت کے دن اللہ کے آگے پیش کرینگے جب اللہ سبحانہ وتعالی نصاری

کی تکذیب کرینگے انکو فرماویگا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے تونے کہا لوگون کو کہ ٹہیراو
مجھکو اور ماں میری کو دو معبود سوائے اللہ کے جواب مین فرماوینگے سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ
كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ
لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ
كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ یعنے تو پاک ہے مجھے نہیں بن آتا کہ کہوں
جو مجھکو نہیں پہونچتا اگر مینے یہ کہا ہوگا تو تجھکو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے اور مین نہیں جانتا جو تیرے
جی مین ہے برحق تو ہی جانتا ہے چھپی بات مینے نہیں کہا انکو مگر جو تونے حکم کیا مجھکو کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا
اور تمہارا اور مین انپر خبردار تہا جب تک ان مین رہا پھر جب تونے مجھے بھر لیا تو تو ہی تہا خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے
پھر کہا کہ یہ جو مینے تمہارے لیے ذکر کیا ہے کہ میرا اور تمہارا وہی رب ہے یہی سیدھی راہ ہے جسمین کسی قسم کی کجی نہین ہے اوسپر
چلنے والا بہولتا بہٹکتا ہے پھر یہود اور نصارے نے عیسے علیہ السلام کے امر مین اختلاف کیا اور کئی راہ ہو گئے نصارے
نے تو افراط کیا اور عیسے علیہ السلام کی وصف مین حد سے بڑہ گئے اور یہود نے آپکے شان مین تفریط کی ۵

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ
اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا وقف لازم ع

يُرْجَعُوْنَ ٥ کیا سنتے دیکہتے ہونگے جسدن آوینگے ہمارے پاس پر بے انصاف آجکے دن صریح بہٹکتے ہین اور ڈر
سنا دے انکو پچہتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکیگا کام اور وہ بہول رہے ہین اور وہ یقین نہیں لاتے ہم وارث ہونگے زمین کے اور
جو کوئی ہے اوسپر اور ہماری طرف پہر آوینگے یعنے جبتک کا دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت مین جاوینگے جب تک کافر ہی رہ جاوینگے پہر موت کو
مینڈہے کی صورت مین لاکر بہشت دوزخ کے بیچمین سبکو دکہا کر ذبح کرینگے اور پکارینگے کہ بہشتی بہشت مین
اور دوزخی دوزخ مین رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر نا امید ہونگے انتہے ما فی الموضح لشاہ عبد القادر رحمہ اللہ
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کفار کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ وہ قیامت کے دن کیا سنتے دیکہتے
ہونگے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا
فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ کبہی تو دیکہے جسوقت منکر سر ڈالے ہونگے اپنے رب کے پاس اے ہمارے
رب ہمنے دیکہ لیا اور سن لیا اب ہمکو پہیر بہیج ہم کرین بہلائی ہم کو یقین آیا یعنے یہ انکی تمنا ایسے وقت مین ہوگی کہ
کچھ فائدہ نہ دے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اللہ تعالے نے فرمایا يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا

ایمانها لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا جس دن آویگا ایک نشان تیرے رب کا کام نہ آوے
ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تہا اُسنے اپنے ایمان مین کچھ نیکی نہ کی تہی یعنے اللہ کیطرف سے جو حد تہی ہو چکی
کی سو آچکی ہے اور آچکی ہے شرع اور کتاب تب بہی نہین مانتے ہین تو یہ منتظر ہین کہ اللہ آپ دے یا قیامت کے نشان
دیکھین یعنے موت کے آثار معلوم کرین جب موت آجاتی ہے تو کافر کا ایمان اور عاصی کی توبہ مین مرنے کے حالت مین قبول
نہین ہوتی اور فرمایا فلولا کانت قریة امنت فنفعها ایمانها الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنهم
عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا ومتعنهم الی حین یعنے سو کیون نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاتی پہر کام آتا
انکو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب یقین لائے کھولدیا ہمنے اُنپر سے ذلت کا عذاب دنیا کے جیتے اور کام چلایا انکا
ایک وقت تک اس آیت سے بہی یہی ثابت ہوا کہ دنیا مین دیکھکر یقین لانا کسی کو کام نہین آتا مگر قوم یونس کو ہوا اسواسطے
کہ اُنپر حکم عذاب کا نہ پہنچا تہا حضرت یونس علیہ السلام کی شتابی سے صورت عذاب کی نمودار ہوئی تہی اور فرمایا کہ جب
اُنکے منہون کو آگ بہون دیگی اور وہ اسمین بدشکل ہو رہے ہونگے اللہ فرماویگا تمکو سناتے نہ تہے ہماری آیتین پہر تم
انکو جہٹلاتے تہے جواب دینگے زور کیا ہمپر ہماری کمبختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے ای رب نکال دے ہمکو اس مین سے اگر
ہم پہر کرین تو ہم گنہگار اللہ فرماوے گا اخسئوا فیها ولا تکلمون انه کان فریق من عبادی یقولون ربنا
امنا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الرحمین فاتخذتموهم سخریا حتی انسوکم ذکری وکنتم منهم
تضحکون انی جزیتهم الیوم بما صبروا انهم هم الفائزون یعنے پڑے رہو پہٹکارے اسمین اور مجہسے نہ
بولو ایک فرقہ تہا میرے بندون مین جو کہتے تہے اے رب ہمارے ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب
مہر والون سے بہتر ہے پہر تمنے انکو ٹھٹھون مین پکڑا یہانتک کہ بہولے انکے پیچہے میری یاد اور تم اُنسے ہنستے رہے مینے
آج دیا انکو بدلا انکے سہنے کا کہ وہی ہین مراد کو پہونچے اور فرمایا والذین کفروا لهم نار جهنم لا یقضی علیهم
فیموتوا ولا یخفف عنهم من عذابها کذلک نجزی کل کفور وهم یصطرخون فیها ربنا اخرجنا
نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیه من تذکر وجاءکم النذیر فذوقوا فما
للظلمین من نصیر یعنے اور جو منکر ہین انکو ہے آگ دوزخ کی نہ اُنپر تقدیر پہونچتی ہے کہ مرجاوین اور نہ اُنپر ہلکی
ہوتی ہے وہان کی کچھ تکلیف یہی سزا دیتے ہین ہم ہر ناشکر کو اور وہ چلاتے ہین اسمین اے رب ہم کو نکال
کہ ہم کچھ بہلا کام کرین وہ نہین جو کرتے تہے کیا ہمنے عمر نہ دی تہی تمکو جتنے مین سوچ لے جسکو سوچنا ہو اور
پہونچا تمکو ڈر سنانے والا اب چکھو کہ کوئی نہین گنہگارون کا مددگار اور اگر یہ انکی عذر و تمنا معاینہ عذاب کے

قبل ہوتی تو البتہ وہ آگ دوزخ سے بچتے اور انکو اللہ کے عذاب سے خلاصی ملتی اسی لیے فرمایا کہ وہ کیسے سنتے ہونگے اور دیکھتے حسرت ہمارے پاس آوینگے یعنے قیامت کے دن پر بے انصاف آج دنیا مین صریح بہٹک رہے ہین یعنے نہ سنتے ہین اور نہ دیکھتے ہین اور نہ سمجھتے ہین اور جب انسے ہدایت طلب کیجاتی ہے اسوقت راہ یاب نہین ہوتے اور اسوقت مطیع ہوتے ہین جسوقت کی اطاعت انکو کچہہ فایدہ نہ بخشے پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا اور ڈرسنا دی انکو حسرت کے دن کے دن سے جب فیصلہ ہوچکے گا کام اور یہ کافر آج دنیا مین اس چیز سے غافل ہین جس سے انکو حسرت اور ندامت کے دن ہین ڈرایا گیا ہے اور آج وہ اس بات پر یقین نہین لاتے ابو سعید خدری رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہوجاوینگے تو موت کو چتکبرے مینڈہے کی صورت مین لاکر بہشت اور دوزخ کے درمیان کہڑا کردینگے اور کہین گے ای بہشت والو پہچانتے ہو اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر وہ سر اٹہا کر دیکہین گے اور کہین گے ہان یہ موت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر دوزخ والون کو کہا جاویگا اے دوزخ والو جانتے ہو اسکو پہر وہ بہی سر اٹہا کر دیکہین گے اور کہین گے ہان یہ موت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر اسکے ذبح کا حکم ہوگا اور وہ ذبح کیجاویگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور کہا جاویگا اے بہشت والو بہشت [gap] مین ہمیشہ رہوگے اور تمہیں کبہی موت نہ آویگی اور اے دوزخ والو تم اسمین ہمیشہ رہوگے اور کبہی نہ مروگے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ اور اپنے ہاتہہ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ اہل دنیا دنیا کی غفلت مین ہین هٰكَذَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَقَدْ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِي صَحِيحَيْهِمَا مِنْ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ بِهِ وَلَفْظُهُمَا قَرِيبٌ مِنْ ذٰلِكَ یعنے اسکو امام احمد نے ایسا ہی روایت کیا ہے اور اسکو بخاری اور مسلم نے بہی اپنے صحیحون مین اعمش کی حدیث سے نکالا اور ان دونون کے الفاظ امام احمد کی روایت کے الفاظ کے قریب قریب ہین اور اس حدیث کو حسن بن عرفہ نے بہی مرفوعًا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا اور سنن ابن ماجہ وغیرہ مین ابو سلمہ سے انہون نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایسا ہی ہے اور صحیحین مین ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے اور ابن جریج نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ایسا ہی روایت کیا اور ابن جریج نے اس حدیث کو اپنے باپ سے بہی روایت کیا کہا اسنے سنا عبید بن عمیر سے کہ وہ اپنے وعظ مین فرماتے تہے کہ موت ایک جانور کی صورت مین لائی جاویگی اور اسکو ذبح کیا جاویگا اور لوگ دیکہتے ہونگے اور سفیان ثوری نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ

کہ انہون نے اس آیت کو ذکر کیا اور فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ دیکھے گا ایک گھر کی طرف جو جنت مین ہے اور ایک
گھر کی طرف جو دوزخ مین ہے اور وہی پچھتاوے کا دن ہے جب دوزخی اس گھر کی طرف دیکھین گے جو جنت مین ہے تو انکو کہا
جاویگا اگر تم اسکے لیے کام کرتے تو تمہارے واسطے یہ ہوتا پھر انکو نہایت حسرت دامنگیر ہوگی کہا اور جنتی دوزخ کے گھر
کی طرف نظر کرین گے اور انکو کہا جاویگا اگر تمپر اللہ تعالی احسان نکرتا تو تمہارا یہ ٹھکانا تہا اور سدی نے زیاد سے انہون نے
زر بن حبیش سے انہون نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے اللہ تعالی کے قول وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ الآیۃ کی تفسیر مین
روایت کیا کہا جب جنتی بہشت مین جاوینگے اور دوزخی دوزخ مین تو موت ایک مینڈہے چتکبرے کی صورت مین
لاکر بہشت اور دوزخ کے درمیان کھڑی کیجاویگی پھر ایک پکارنیوالا پکارے گا اے بہشتیو یہ وہ موت ہے جو لوگون پر
دنیا مین آتی تہی پھر کوئی بہشتی نہین جو اسکی طرف نہ دیکھے یہانتک کہ اوپر کے درجہ والون سے نیچے درجہ والون تک
سب کے سب اسکی طرف دیکھین گے پھر ایک پکارنیوالا پکاریگا یہ وہ موت ہے جو دنیا مین لوگون پر آتی تہی پھر کوئی دوزخی
نہ رہیگا خواہ اسفل سافلین مین کیون نہ ہو مگر اسکی طرف دیکھیگا پھر وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کیجاوے گی
پھر ندا ہوگی کہ اے بہشتیو اب بس یہی ہمیشہ رہنا ہے ابد الآباد تک اور اے دوزخیو بس یہی خلود ہے ابد الآباد تک تو جنت
والے یہ بات سنکر ایسے خوش ہونگے اگر خوشی کے سبب سے کوئی مرجایا کرتا تو وہ مرجاوین اور دوزخ والے ایسا چلاوینگے
کہ اگر کوئی چلانے سے مرجایا کرتا تو وہ مرجاوین پھر یہی تفسیر ہے اللہ کے قول وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ
کی رواہ ابن أبي حاتم في تفسيره ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ یوم الحسرۃ قیامت کے نامون
مین سے ہے اسکی عظمت بیان کی اور ڈرایا ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے بندونکو ڈرایا اور عبد الرحمن بن زید بن
اسلم نے بہی یوم الحسرۃ کو قیامت کا دن کہا اور استشہاد آیت پڑہی أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَا فِي جَنبِ اللَّهِ
وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ یعنی کہیگا (قیامت کو) کوئی جی اے افسوس جس سے مینے کمی کی اللہ کیطرف سے
اور مین ہنستا ہی رہا اور إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ اور اللہ سبحانہ وتعالی اپنے قول مین
خبر دیتا ہے کہ وہی خالق اور مالک اور متصرف ہے اور مخلوق سب کی سب فنا ہوجاویگی اور وہی تعالی وتقدس
باقی رہیگا اور کوئی نہین ہے کہ مالک ہونیکا دعوے کرے اور متصرف ہونیکا بلکہ جمیع مخلوق کا وہی وارث ہے
اور انکے پیچھے باقی رہنے والا اور ان مین حاکم ہے ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور نہ مچھر کے پر کے برابر اور نہ برابر غبار
[illegible] عمر بن عبد العزیز نے عبد الحمید بن عبد الرحمن صاحب کوفہ کیطرف لکہا اما بعد اللہ تعالی نے جب مخلوق کو
پیدا کیا تو انکے لیے موت کو لکہ لیا اور انکا مرجع اور ملک اور مصیر اور بازگشت اسی کو بنایا اور اسنے اپنی صادق کتاب مین

جسکو اپنے علم کے ساتھہ اتارا اور فرشتون نے گواہی دی کہ بیشک اسکے علم کے ساتھہ اترا ہے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ
الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ تحقیق ہم ہی وارث ہونگے زمین کے اور جو کوئی ہے زمین اوپر اسکے ف
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۞ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا
يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۞ يٰاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ
صِرَاطًا سَوِيًّا ۞ يٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۞ يٰاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ
اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۞ اور مذکور کر کتاب مین ابراہیم کا بیشک تہا وہ سچا نبی
جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیون پوجتا ہے جو چیز نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ کام آوے تیرے کچہہ اے
باپ میرے مجھکو آئی ہے خبر ایک چیز کی جو تجھکو نہین آئی سو میری راہ چل سو سجہا دون تجھکو راہ سیدہی اے باپ میرے
مت پوج شیطان کو بیشک شیطان ہے رحمان کا بے حکم اے باپ میرے مین ڈرتا ہون کہین آ لگے تجھکو ایک
آفت رحمان سے پہر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی ف یعنے کفر کے وبال مین کچہہ آفت آوی اور تو مدد ڈہونڈہنے
لگے شیطان سے یعنے بتون سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہین حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالے اپنے
نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے اور مذکور کر کتاب مین ابراہیم عم کا اور اپنی قوم پر ان لوگون کا قصہ پڑہ
جو بتون کو پوجتے ہین اور مذکور کر انکے پیشوا ابراہیم علیہ السلام کی خبر کا جنکی اولاد مین سے یہ لوگ ہین اور دعوے
کرتے ہین کہ یہ انکی ملت پر ہین اور وہ تو سچے نبی تہے انہون نے اپنے باپ کو عبادت اصنام سے منع کیا اور فرمایا
اے باپ میرے کیون پوجتا ہے جو چیز نہ سنتا اور نہ دیکھے اور نہ کام آوے تیرے کچہہ اور نہ تجھسے کچہہ نقصان
دفع کرے اے میرے باپ مجھکو آئی ہے خبر ایک چیز کی جو تجھکو نہین آئی اگرچہ مین تیری صلب سے ہون اور آپ
مجھے صغیر دیکھتے ہین اسلیے کہ مین آپکا بیٹا ہون پر بہی مینے ان چیزون پر اطلاع پائی ہے اللہ کیطرف سے جنپر
آپ مطلع نہین ہوئے آپ میری راہ چلیے مین آپکو سیدہا راستہ سوجہا دونگا جو آپ کو مطلوب تک پہنچا دے اور
آپکو مرہوب سے نجات دے اے میرے باپ ان بتون کی عبادت مین تو شیطان کا کہا مانتا ہے وہی انکی پوجا کیطرف بلاتا
ہے اور وہی ایسے ناپسندیدہ اور نامرضی کام پر خوش ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یعنے نہ کہہ رکہا تہا تمکو اے اولاد آدم کی کہ نہ
پوجو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور فرمایا اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا
مَّرِيْدًا یعنے اسکے سوا پکارتے ہین سو عورتون کو اور اسکے سوا پکارتے ہین سو شیطان سرکش کو ابراہیم علیہ السلام

نے اپنے باپ کو فرمایا شیطان اپنے رب کا بے حکم ہے اور اسکی طاعت اور انقیاد سے متکبر ہے تو اُسنے اسکو مطرود کر
دیا اور اپنی رحمت سے دور ڈالدیا اسکی اتباع نہ کر تو کبھی ویسا ہی ہو جاویگا اے میرے باپ ڈرتا ہون مین کہین آ لگے
تجھکو آفت رحمن سے تیرے شرک کی سزا پر اور بسبب اس عصیان کے جو تو میرے حکم کے مقابلہ مین کرتا ہے
پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی پھر نہ ہوگا تیرا کوئی دوست اور مددگار اور فریادرس ابلیس کے سوا اور نہ شیطان
کے اختیار مین کچھ ہے نہ اسکے غیر کے بلکہ شیطان کے اتباع احاطہ عذاب کی موجب اور باعث ہے اللہ تعالے
نے فرمایا تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنے قسم اللہ کی ہمنے رسول بھیجے کتنے فرقون مین تجھسے پہلے پہر سنوارے انکو آگے شیطان نے انکے کام
سو وہی ہے رفیق انکا آج اور انکو دکھ کی مار ہے فتح البیان کا بیان نافع یہ ہے کہ کفار مکہ کے لیے ابراہیم علیہ السلام
کی خبر پڑھ اور ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایکسو پچہتر سال کی تہی اور ابراہیم اور آدم علیہما السلام کے درمیان دو ہزار سال
کا فاصلہ ہے اور ابراہیم اور نوح علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا اسکو سیوطی نے تحبیر مین ذکر کیا اور جملہ
اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا امر متقدم کی علت ہی جو بدل اور مبدل منہ کے درمیان جملہ معترضہ واقع ہوا ہے اور صدیق
کے معنی مین کثیر الصدق کے ہیں یعنے اس ابراہیمؑ کا ذکر کر جو صداقت اور نبوت دونون وصفون کے ساتھہ موصوف تہے اور
جب ثابت ہوا کہ ہر نبی صدیق ہوتا ہے اور یہ کچھہ ضرور نہین ہے کہ ہر صدیق بہی نبی ہو تو اس سے صدیق کے
مرتبہ کا نبی کے مرتبہ سے قریب معلوم ہوا اسی لیے صداقت کی وصف سے نبوت کی وصف کی ذکر کیطرف انتقال کیا اور اذ قال
اخیر آیت تک ابراہیمؑ سے بدل اشتمال ہے اور ذکر کو وقت کے ساتھہ معلق کیا باوجود اسبات کی کہ مقصود ان حوادثات
کا بیان کرنا ہے جو وقت مین واقع ہوئے مبالغہ کے لیے اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ وہ آزر تہے اور اسکی تقریر
گذر چکی اور یا ابت مین تا یا کے عوض مین ہے اسلیے یہ دونو اکٹھی نہین آتین اور لم تعبد مین استفہام انکار اور توبیخ کے
لیے ہے یعنے تو کسچیز کے لیے اور کیون پوجا کرتا ہے ان احجار کی جو نہین سنتے تیری ثنا جو تو انکے لیے کرتا ہے
اور نہ اس دعا کو جو تو انسے مانگتا ہے اور نہین دیکھتے تیری اس عبادت کو جو تو انکی کرتا ہے اور نہ تیرے ان افعال کو
جنکو تو ان کے لیے ثواب کے ارادے پر بجا لاتا ہے اور احتمال ہے کہ نفی سمع اور بصر کو عموم پر حمل کیا جاوے یعنے
مسموعات مین سے کوئی چیز نہین سنتی اور مبصرات مین سے کوئی چیز نہین دیکھتی اور نہ تجھہ سے کوئی ضرر دفع
کر سکین تو نہ تیرے لیے کسی نفع کے جالب ہین اور نہ تجھہ سے کسی ضرر کے دافع اور وہ بت ہین جنکی ابراہیم علیہ السلام
کا باپ آزر پوجا کرتا تہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ پر دلائل اور نصائح پیش کیے اور ہر ایک دلیل اور نصیحت کو خبردار کر

یعنی اُسے جو رفق اور لین کو متضمن ہے اسکے دل کو بہلانے کے لیے اور اپنے رب کی فرمانبرداری کے واسطے اور اصنام کے تین اوصاف بیان کیے جن میں سے ہر ایک انکے اٹھنے کے قابل ہے اور عجیب طرز پر اس کلام کو مرتب کیا پھر سعادت الٰہی کو ذکر کیا اور فرمایا یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا اور مِنَ الْعِلْمِ میں حرف مِن تبعیض کے واسطے ہے یعنی مجھکو آیا ہے بعض علم اور وہ وحی کا علم ہے یا علم توحید یا علم آخرت یہ تین قول ہیں جنکو ابو حیان نے ذکر کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے خبر دی کہ مجھے علم سے وہ بہرہ حاصل ہوا ہے جو میرے باپ کو نہیں ہوا اور مجھے وہ چیز حاصل ہوئی ہے جس سے حق تک وصل ہو سکتا ہے اور جس سے بھولا بھٹکا راہ پر آ سکے پس انہوں نے اپنے باپ کو اتباع کا ارشاد فرمایا کہ ایمان اور توحید میں میری اتباع کر میں تجھے سیدھی راہ دکھلا دونگا جو تجھے مطلوب تک پہونچا دے اور مکروہ سے بچا دے پھر اسکی ایک اور نصیحت کے ساتھ تاکید کی جس میں زجر تھی اسکو اس فعل ناشائستہ پر جسکا وہ مرتکب تھا اور فرمایا یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ الآیہ یعنے اے میرے باپ شیطان کی پوجا مت کر کیونکہ بتوں کی پرستش شیطان ہی کی پرستش ہے اور اسکی علت بیان کی اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا اور جسنے خدا کی نافرمانی میں کی اطاعت کی تو وہ خدا کا بے فرمان ہے اور خدا کا بے فرمان اس لائق ہے کہ اس سے نعمتیں چھینی جاویں اور اسپر خدا کے غضب اتریں کسائی نے کہا عصی اور عاصی دونو کا ایک معنے ہی ہے پھر اس باعث موجب کو بیان کیا جو ابراہیم علیہ السلام کو ان نصائح پر ہوا تو فرمایا یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ الآیہ یعنے اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہیں لگے تجھکو آفت رحمٰن کی اگر تو ثابت نہ ہو فراء نے کہا اخاف کے معنے اعلم کے ہیں یعنے میں جانتا ہوں اور مقاتل نے بھی اس آیت کی تفسیر کی اور اسی کی طرف اپنی تقریر میں اشارہ کیا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ خوف اپنے ظاہر پر محمول ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کو اس بات پر جزم تو نہ تھا کہ میرے باپ کفر پر ہی مرینگے کیونکہ اگر انکے کفر پر مرنے کا جزم ہوتا تو وہ اسکی نصیحت کے ساتھ مشغول نہ ہوتے تو اخاف کو ظاہر پر ہی حمل کرنا واجب ہے اور خوف کے یہ معنے ہیں کہ گمان کیا جاوے کہ ضرر اسکا غیر کیطرف پہونچیگا فرمایا اگر تونے اسکی اطاعت کی تو لعنت اور آگ میں تو اسکا قرین ہوگا جیسے اللہ تعالی نے فرمایا اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ یعنے جتنے دوست ہیں اس دن دشمن ہونگے مگر جو ہیں ڈرنے والے جب یہ نفع دینے والی نصیحتیں اور یہ معقول خطابات کے گوش مدہوش تک پہونچیں تو اُسنے انکا بڑی غلظت اور فظاظت اور سخت قسوت کے ساتھ مقابلہ کیا جب کہا قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ

عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ۝

وہ بولا کیا تو پہرا ہوا ہے میرے ٹھاکرون سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑے گا تو تجہکو پتہرون سے مار دونگا اور مجھے دور
جا ایک مدت کہا تیری سلامتی رہے مین گناہ بخشواؤنگا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجہپر مہربان اور کنارہ پکڑتا
ہون تمسے اور جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا اور مین پکارونگا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ رہونگا اپنے رب کو پکارکر محروم ف
تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا کہ اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہون اور گہر سے نکالنے لگیں
اور بیٹا ان باپ کو میٹھی بات کہکر نکلجاوے وہ بیٹا عاق نہیں اور گناہ بخشوانے کو انہون نے وعدہ کیا تہا جب اللہ
کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالے خبر دیتا ہے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کی جواب کی
اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو یعنی کہ انہون نے اسکو اپنی طرف بلایا بولا جب تو انکی عبادت پر خوش نہیں ہے اور
راضی نہیں ہے تو انکی دشنام دہی سے باز آ اور انکو عیب لگانے سے اگر تو باز نہ آوے گا تو مین تجہہ سے
انکا قصاص لونگا اور انکے عوض مین تجہکو گالی گلوچ دونگا اور اللہ تعالی کے قول لارجمنک کے یہی معنے ہین قالہ
ابن عباس والسدی وابن جریج والضحاک وغیرہم اور ملیا کی دہرا کے ساتہہ تفسیر کی ہے مجاہد اور عکرمہ
اور سعید بن جبیر اور محمد بن اسحق نے اور حسن بصری نے کہا زمانا طویلا اور سدی نے ابدا کے ساتہہ تفسیر کی ہے اور
علی بن ابی طلحہ اور عوفی نے ابن عباس سے واہجرنی ملیا کی تفسیر مین نقل کیا انہون نے کہا کہ تو مجھے بچکر چلاجا
اس سے پہلے کہ مین تجہکو عیب کرون کذا قال الضحاک وقتادۃ وعطیۃ الجدلی ومالک وغیرہم اور اسکو ابن
جریر نے پسند کیا تو اسوقت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سلام علیک جیسے اللہ تعالی نے مومنین کی صفت مین فرمایا واذا
خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما یعنے اور جب بات کرتے ہین انسے بے سمجھ لوگ کہین صاحب سلامت اور فرمایا واذا سمعوا
اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین یعنے اور جب سنین نکمی باتین اس سے کنارہ
پکڑین اور کہین ہمکو ہمارے کام اور تمکو تمہارے کام سلامت رہو ہم کو نہیں چاہیئین بے سمجھ اور اللہ کے قول سلام
علیک کے معنے یہ ہین کہ مجھسے آپکو کسی قسم کی تکلیف اور ایذا نہ پہونچیگی اور یہ اسلیے کہ آپکی میری ہی عزت ہی کیونکہ آپ میرے
باپ ہو مین اللہ تعالی سے آپکی ہدایت کے واسطے سوال کرونگا اور تیرے واسطے بخشش چاہونگا وہ میرے حال پر مہربان ہے
اور ابراہیم ع نے اپنے باپ کے واسطے ایک لمبی مدت تک استغفار کیا اور اسکے پیچہے یہ کہ شام کی طرف ہجرت کی اور مسجد حرام
تعمیر کی اور اسمعیل و اسحق علیہما السلام کے تولد ہونے کے پیچہے بہی اپنے اس قول مین ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین
یوم یقوم الحساب یعنے اے رب ہمارے بخش مجکو اور میرے ماں باپ اور سب ایمان والونکو جسدن کہڑا ہووے حساب الخ
شروع اسلام مین مسلمانون نے اپنے مشرک ناتہ دارون اور قرابتیون کے لیے استغفار کیا ابراہیم خلیل علیہ السلام کی اقتدا

اقتدا کے واسطے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ
مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ
لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ یعنے تمکو چال چلنی ہے اچھی ابراہیم کی اور جو اسکے ساتھ تھے جب کہا اپنی قوم کو ہم الگ ہین
تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہم منکر ہوئے تمسے اور کھل پڑی ہم مین اور تم مین دشمنی اور بیر
ہمیشہ کو جب تک یقین نہ لاؤ اللہ اکیلے پر مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو مین مانگون گا معافی تیری اور مالک نہین
مین تیرے بھلے کو اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا یعنے ابراہیم علیہ السلام کے انکے اس کہنے مین اتباع نکرو پھر بیان کیا کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اسکی برائی معلوم ہوئی تو وہ اس کام سے پھر گئے فرمایا مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا
أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ
لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ
یعنے نہین پہونچتا نبی کو اور مسلمانون کو کہ بخشش مانگین مشرکون کی اگرچہ ہون وہ ناتے والے جب کھل چکا انپر
کہ وہ ہین دوزخ والے اور بخشش مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر وعدے کے سبب کہ وہ وعدہ کرچکا
تھا اس سے پھر جب اسپر کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ کا اس سے بیزار ہوا ابراہیم علیہ السلام بڑا نرم دل ہے تحمل والا اور اعتزالکم
کے یہ معنے ہین کہ مین تم سے مجتنب ہون گا اور تمہارے شہر وان اجل سے جنکی تم پوجا کرتے ہو اللہ کو چھوڑ
کر مین اپنے رب وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کرونگا اور مین اپنے رب کو پکارکر محروم نہ رہونگا فتح البیان کا
بیان فائح یہ ہے کہ آزر نے ابراہیم علیہ السلام کا نام لیکر پکارا اور جیسے ابراہیم علیہ السلام یا ابت کہکر پکارتے تھے
اُسنے یا ابت کا یا بنی کے ساتھ مقابلہ نہ کیا بلکہ ندا کو موخر کر دیا اور خبر کو مبتدا پر مقدم کیا اور کلام کو ہمزہ استفہام
کے ساتھ شروع کیا واسطے تقریع اور توبیخ اور تعجب کے اور واسطے انکار نفس رغبت کی اور اشارہ کیا کہ یہ اصنام تو ایسے
ہین کہ انسے اعراض جاہل ہی کرتا ہے اور معنے یہ ہین کہ تو اعراض کرنیوالا ہے انکی عبادت سے اور انکو چھوڑ کر
انکے غیر کیطرف جانیوالا ہے ای ابراہیم پھر ڈرایا اور تہدید کی آپ کو اپنے اس قول کے ساتھ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ
یعنے اگر تو ان ہین طعن کرنے سے نہ رکے گا البتہ پتھراؤ کرونگا تجھکو یہانتک کہ تو مرجاوے اور بعض نے کہا کہ
مین تجکو گالی گلوچ دون گا قالہ ابن حنبل اور بعض نے کہا مین تجھکو پیٹون گا اور بعض نے کہا مین تجھکو قیمہ اور ترازو
کے ساتھ دور کرونگا اور بعض نے کہا کہ مین تیرے اس امر کو ظاہر کر دون گا اور مشا کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

نے ہمیشہ کے ساتھ تفسیر کی کسائی نے کہا ملیا اور قتادہ اور عطیہ کے معنے زمان طویل کے ہین اور بعض نے کہا اسکے معنے یہ ہین کہ تو مجھ سے بچکر چلا جا تاکہ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچ جاوے اور انہین معنے کو ابن جریر نے پسند کیا اور ابن عباس رضی سے بھی یہ معنے مروی ہین جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپکو عناد اور فساد پر مصر پایا تو فرمایا سلام علیک یہ تودیع اور مفارقت و متارکت کا تحیہ ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا اور بعض نے کہا تجھکو میری طرف سے امان ہے کہا ابن جریر اور آپنے آزر کو باوجود اسکے کفر کے امن دیا اسلیے کہ آپ اسکے قتال کے ساتھ مامور نہین ہوے لیکن معنے اول اولی ہین وہ قال الجمہور اور بعض نے کہا یہ کہ وہ سلامتی کی دعا کی اسکے دل کو بہلانے کے لیے اور اسکے ساتھ نرمی کر کر اور انکا یہ قول اسکے قول لَئِن لَّمْ تَنتَهِ کے مقابل ہے اور یہ برائی کے مقابلہ مین بھلائی ہے پھر اسکے ساتھ وعدہ کیا کہ اللہ تعالے سے مین تیرے لیے معافی چاہونگا تالفا اور اس خیال سے کہ یہ نرم ہو جاوے اور اسکی سختی اور قساوت قلبی دور ہو جاوے ۵

والشیخ لا یترک اخلاقہ حتی یواری فی ثری رمسہ

اور یہ انکا وعدہ اس سے قبل تھا کہ آپکو معلوم ہو کہ وہ کفر پر مرے گا اور اسپر کلمہ عذاب کا ثابت ہو جاوے گا اسی لیے اللہ تعالی نے سورہ برات مین ابراہیم علیہ السلام کیجانب سے اپنے قول وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ الآیۃ مین برات بیان کی اور بعض نے کہا ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپکے لیے استغفار کے یہ معنے ہین کہ مین تیرے لیے ایمان کی توفیق کی دعا کرونگا جو مغفرت کی موجب ہے یعنے اپنے پروردگار سے تیرے لیے توبہ کا سوال کرونگا جسکے سبب تو بخشش کے لائق ہو اور کس معنی کر استغفار کافر کے لیے جائز ہے گویا ابراہیم علیہ السلام نے یون دعا کی اَللّٰهُمَّ وَفِّقْهُ لِلْإِسْلَامِ یا یون فرمایا اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ وَاهْدِهِ قالہ الکرخی اور یہی پہلا قول ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کرخی کا یہ قول تو نصوص کے خلاف ہے اگر ابراہیم علیہ السلام نے باپ کے لیے معافی چاہنے کے یہی معنے ہین کہ آپنے اپنے باپ کے لیے توفیق اسلام کی دعا کی تو اللہ سبحانہ وتعالے نے سورہ برات مین کیون ابراہیم علیہ السلام کی برات بیان کی اور کیون فرمایا وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ یعنے اور بخشش مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا نہ تھا مگر وعدے کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اس سے پھر جب ظاہر ہوا کہ وہ دشمن ہے اللہ کا اس سے بیزار ہوا اور ابراہیم علیہ السلام بڑا نرم دل ہے بردبار اس آیت مین

الله تبارک و تعالی نے بیان کر دیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب اس امر سے آگہی نہ تھی وہ معذور تھے جب انکو یہ ثابت ہو گیا کہ میرا باپ
خدا کا دشمن ہے اور اسکے دشمن کے واسطے بخشش چاہنا خلاف امر رب ہے اسکے لیے معافی چاہنے سے رک گئے اگر توفیق اسلام کے لیے
دعا تھی تو اس سے کیوں رکے وہ تو ہر وقت جائز ہے اور دوسرا یہ کہ اگر اس سے وہی مقصود ہے جیسے کرخی رحمہ اللہ نے کہا تو اللہ
تبارک و تعالی نے ہمکو انکے اس قول کی اتباع سے کیوں منع کیا اپنے اس قول میں قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي
إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَ
بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا
أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ یعنے تمکو چال چلنی ہے ابراہیم علیہ السلام
کی اور جو اسکے ساتھ تھے جب کہا اپنی قوم کو ہم الگ ہیں تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہم منکر ہوئے تم سے اور کھل پڑی
ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو جب تک تم یقین نہ لاؤ اللہ اکیلے پر مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو میں مانگوں گا معافی تیری اور
مالک نہیں میں بھلا تیرے کو اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا اے رب ہمارے ہمنے تجھ پر بھروسا کیا اور تیری طرف پھر آئے اور
آیت میں صاف صاف ہمکو اللہ سبحانہ و تعالے نے انکے اس قول کی اتباع سے روکا اگر ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپ کے لیے
استغفار کے یہی معنے ہیں جو کرخی علیہ الرحمۃ نے سمجھے تو اللہ تعالی کی اس آیت میں اس قول کی اتباع سے ہمکو روکنے کے
کچھ معنے نہ تھے سچ ہے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جسکی کلام مقبول ہی مقبول ہو اور مردود نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سوا کہ انکی سب باتیں مقبول ہیں اور باینہمہ پھر بھی آپنے فرمایا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ سبحان اللہ ہر قسم کی بھول
چوک سے اللہ ہی پاک ہے جو جمیع نقائص سے منزہ و مبرا ہے سُبْحَانَهُ مَا أَعْظَمَ شَأْنَهُ اور حفیا کے معنے ہیں کثیر البر
واللطف کے کسائی نے کہا یعنے اسنے مجھ پر مہربانی کرنے میں اعتنا کیا اور میرے اکرام اور الطاف میں اسنے مبالغہ کیا اور فراء نے
کہا حَفِيًّا أَيْ عَالِمًا لَطِيفًا يُجِيبُنِي إِذَا دَعَوْتُهُ یعنے مجھے جاننے والا ہے واقف ہے کیونکہ وہ بابت میں میری دعا قبول کرتا
ہے جب میں اسکو پکارتا ہوں وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اور حفی کے معنے مستقصی فی السوال کے ہیں اور اسی محاورہ سے
ہے اللہ کا یہ قول كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا پھر فرمایا جب تمنے میری نصیحت کو نہ مانا تو اب میں اپنا دین بچا کر تم سے اور تمہارے
بتوں سے کنارہ کرونگا اور میں اپنے اکیلے رب کی عبادت کرونگا اور مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر نا امید نہ ہونگا
جیسے تم بتوں کی عبادت کر کے بدبخت ہوئے بعض نے کہا ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا کے ساتھ ارادہ کیا کہ اللہ سبحانہ و
تعالی آپ کو اہل اور اولاد عنایت کرے جنکے ساتھ وہ اس سے جدا ہو کر مانوس ہوں اور انکی طرف مطمئن ہوں وحشت کے وقت
اور کلام کو عسے کے ساتھ شروع کیا تو فتح کے لیے اور اپنے نفس کو توڑنے کے لیے اور اسبات پر متنبہ کرنیکے لیے

کہ اجابت اور انابت محض اسکے فضل سے ہی کچھ اسپر واجب و ثابت نہین ہے اور مالک امر خاتمہ سے اور اسکا حال معلوم نہین ہے
اور بعض نے کہا اس دعا سے انہون نے باپ کی ہدایت کی دعا کا ارادہ کیا اور عسے شک کے واسطے ہے کیونکہ معلوم نہ تہا کہ آیا یہ دعا
مستجاب ہوگی یا نہ ہوگی لیکن پہلے معنے سیاق سباق کے دیکہے اولی ہین فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ
عَلِيًّا ۝ پہر جب کنارے ہوا اُنسے اور جنکو وے پوجتے تہے اللہ کے سوا بخشا ہمنے اسکو اسحق اور یعقوب اور دونو کو نبی کیا اور دیا
اونکو اپنی مہر سے اور کیا انکے واسطے سچا بول اونچا ف یعنی اللہ کی راہ مین ہجرت کی نیون سے دور پڑے اللہ نے انسے
بہتر ہی دی نسبت کو یہان اسمعیل علیہ السلام کا نام نہ فرمایا کہ وہ انکے پاس نہین رہے اور سچا بول اونچا یعنے ہمیشہ لوگ انکی
تعریف کرتے رہے اور اُنپر رحمت بہیجتے انتہے ما فی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا جب خلیل جلیل علیہ السلام اپنے باپ سے
جدا ہوئے اور اپنی قوم سے بطرف اللہ کی راہ مین اللہ نے انسے بہتر بدلے مین دیے اور اسحق اور یعقوب علیہما السلام عطا کیے
جیسے دوسری آیت مین فرمایا وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً یعنے اور یعقوب بے مانگے انعام مین اور فرمایا وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ یعنے
اور اسحق کے پیچہے یعقوب اور اسمین کچھ اختلاف نہین کہ اسحق علیہ السلام یعقوب ع کے والد ہین سورہ بقرہ مین اللہ نے فرمایا
اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ
اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یعنے کیا تم حاضر تہے جسوقت پہنچی یعقوب
علیہ السلام کو موت جب کہا اپنے بیٹون کو تم کیا پوجوگے بعد میرے بولے ہم بندگی کرینگے تیرے رب اور تیرے باپ دادون کے
رب کی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق علیہم السلام کے رب کی جو ایک رب ہے اور ہم اسی کے حکم پر ہین اسی لیے یہان اسحق اور
یعقوب علیہما السلام کا ذکر کیا یعنے ہمنے ابراہیم علیہ السلام کی نسل مین پیغمبر کیے جنکے ساتھ اللہ تعالی نے انکی آنکہون
کو انکی حیات مین ہی ٹہنڈا کر دیا اسی لیے فرمایا وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا یعنے اسحق اور یعقوب علیہما السلام دونو کو نبی کیا کیونکہ
اگر یعقوب علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی حیات مین نبی نہ ہوتے تو صرف یعقوب علیہ السلام کے ذکر پر اقتصار نکرتا
بلکہ انکے بیٹے یوسف علیہ السلام کا بہی ذکر فرماتا کیونکہ وہ بہی نبی تہے جیسے بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیحون
مین روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچہے گئے کہ لوگون مین بہتر کون ہین تو آپ نے فرمایا یوسف اللہ کا نبی
اللہ کے نبی یعقوب کا بیٹا یعقوب اللہ کے نبی اسحق علیہ السلام کے بیٹے اور اسحق علیہ السلام اللہ کے نبی ابراہیم خلیل اللہ کے
بیٹے اور دوسری روایت مین ہے کہ وہ کریم جسکے باپ بہی کریم ہین اور دادی بہی کریم اور پر دادے بہی کریم ہین یوسف
بن اسحق بن ابراہیم علیہم السلام ہین ابن جریر نے کہا اللہ نے جو فرمایا کہ انکا ہمنے سچا بول اونچا کیا تو یہ اسلیے کہ تمام ملل اور جمیع

اور یان والے ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے کے ثنا گو ہین اور تمام صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین فتح البیان
کا بیان ختم ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے شہر بابل سے بیت المقدس کیطرف ہجرت کی یا کوفی سے بیت المقدس کیطرف
تو اسحق و یعقوب علیہم السلام کو انکا اہل اور اولاد بنا دیا انکے عوض جنکو انہون نے خدا کے لیے چھوڑا تاکہ اونکے ساتھہ
مانوس ہون اور یہ مقتضی ہے کہ آپ جیتے رہے یہانتک کہ آپ نے یعقوب علیہ السلام کو دیکھ لیا اور یہی امر واقعی ہے کہ آپ نے
انکو دیکھا جیسے اسکی طرف آیت فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحٰقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحٰقَ يَعْقُوبَ مین اشارہ گذر چکا اور خاص انہین باپ
بیٹے کا ذکر کیا اور اسمعیل علیہ السلام کا ذکر نہ کیا اسلیے کہ وہ اسنے افضل ہین اور انکا ذکر علیحدہ آتا ہے اور فرمایا وَوَهَبْنَا لَهُم
الآیۃ اور ہمنے ذکر کیا رحمت کا انکی نبوت کی تصریح کے پیچھے ہبات کو بیان کرنے کے لیے کہ نبوت بھی رحمت کے باب سے
اور بعض نے کہا رحمت سے مراد مال اور رزق مین وسعت ہے اور بعض نے کہا کثرت اولاد مراد ہے اور بعض نے کہا کتاب
اور ان جمیع امور اور معانی کو اس لفظ کے تحت مین مندرج کرنے سے کوئی مانع نہین ہے اور لسان صدق علیّا یعنی ثنا رحسن کا رہے
قالہ ابن عباس اور ثنا رحسن کو لسان کے ساتھہ تعبیر کیا اسلیے کہ ثنا رحسن زبان ہی سے موجود ہوتی ہے جیسے عطیہ کو ید سے
تعبیر کرتے ہین پھر لسان کو مضاف کیا صدق کیطرف اور صدق کو علو کے ساتھہ موصوف کیا تاکہ معلوم ہو کہ وہ واقعی لائق
ہین اس ثنا اور مدح کے جو لوگون کی زبان پر انکی جاری ہو رہی ہے تو لسان مین مجاز مرسل ہے کہ آلہ کا اسم بولا
گیا اور مراد وہ چیز ہے جو اس آلہ سے ناشی ہوتی ہے اور معنے یہ ہین کہ ہمنے انکی ثنا رصادق رکھی ہے کہ انکو جمیع
امم قیامت تک یاد کرینگے اور انکی پسندیدہ خصلتین بیان کرینگے اور قیام ساعت تک ابراہیم علیہ السلام اور اسکی اولاد پر
درود و سلام بھیجینگے اور ہمین اہل کرم کے لیے ترغیب ہے کیونکہ چاہیے تہا کہ جب ہی ان انبیاء مذکورین سے کے مدح اور
ثنا گو ہین تو یہ انکی دین میں اتباع کرتے تاکہ منہ سے انکی تعریف کرین اور جوارح سے انکا خلاف ظاہر ہو پھر ابراہیم علیہ السلام کے
ذکر کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا کیونکہ وہ شرافت مین انکے تابع ہین وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

مُوسٰى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝ وَ
وَهَبْنَا لَهُ مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۝ اور مذکور کر کتاب مین موسیٰ کا وہ تہا چنا ہوا اور تہا رسول نبی
اور پکارا ہمنے اسکو داہنی طرف سے طور پہاڑ کے اور نزدیک بلایا اسکو بہید کہنے کو اور بخشا ہمنے اسکو اپنی مہر سے بہائی
اسکا ہارون نبی **ف** جسکو اللہ سے وحی آئی وہ نبی ہے اور نبین جو خاص ہین امت کہتے ہین یا کتاب وہ رسول
ہین اور بہید کہنے کو یعنے اسی کلام ہوا بیچمین فرشتہ نہ تہا اور بخشا ہمنے اسکو یعنے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے
ساتھہ مددگار ہوئی حافظ ابن کثیر نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل علیہ السلام کا ذکر کیا اور انپر ثنا کی تو موسیٰ کلیم اللہ

کا اوپر عطف ڈالا اور فرمایا وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مُوْسٰی اِنَّہٗ کَانَ مُخْلَصًا اور بعض نے مخلِصًا بکسر لام پڑہا ہے یعنے مخلصا
فی العبادۃ سفیان ثوری نے ابو ثمامہ سے نکالا کہ حواری نے کہا اے روح اللہ آپ فرمائیے کہ اللہ کے لیے اخلاص کرنیوالا کون
ہے فرمایا وہ جو اللہ کے لیے عمل کرے اور یہ غرض نہو کہ لوگ اسکی اس عمل پر تعریف کرین اور دوسرون نے مخلَصًا پڑہا ہے
لام کی فتح کے ساتھ یعنے وہ برگزیدہ تہا جیسے اللہ تعالی نے انکے حق مین فرمایا اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِی
وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ یعنے مینے تجہکو امتیاز دیا لوگون سے اپنے پیغام بہیجنے کا اور اپنے
کلام کرنیکا سو لے جو مینے تجہکو دیا اور شاکر رہ اور موسی علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالی نے ہر دو اوصاف نبوت اور رسالت
کے ساتھ موصوف کیا کیونکہ آپ ان پانچ رسولون مین کے ایک ہین جو اولو العزم کہلاتے ہین اور وہ نوح علیہ السلام
اور ابرہیم علیہ السلام اور موسے علیہ السلام اور عیسے علیہ السلام اور محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہم وعلے سائر الانبیاء اجمعین ہین
جب موسی علیہ السلام اس آگ مین سے جو انہون نے میدان کے داہنے کنارے مین غرب کیطرف برکت والی تختی مین دیکہا
ایک شعلہ لینے گئے پہر اسکو چمکتے دیکہکر اسکا قصد کیا تو اسکو پایا طور کے داہنے جانب غرب کیطرف میدان کے کنارے
تو اسکے ساتھ اللہ نے کلام کی اور اسکو قریب کیا اور اس سے سرگوشی کی اور ابن جریر نے باسنادہ ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے روایت کیا وَقَرَّبْنٰہُ نَجِیًّا کی تفسیر مین کہ اللہ تعالی نے اسکو اسقدر قریب کیا کہ انہون نے قلمون کی آواز
سنی ہٰکَذَا قَالَ مُجَاہِدٌ وَاَبُو الْعَالِیَۃِ وَغَیْرُہُمْ اور انکی غرض یہ تہی کہ موسے علیہ السلام نے اس قلم کی آواز سنی
جس سے توریت لکہی اور سدی نے وَقَرَّبْنٰہُ نَجِیًّا کی تفسیر مین کہا کہ اللہ نے موسی علیہ السلام کو آسمان مین بلاکر باتین کین
اور مجاہد سے بہی ایک روایت مین اسی طرح آیا ہے عمرو بن معدیکرب نے کہا جب اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو سرگوشی
کے لیے طور سینا مین قریب کیا تو فرمایا اے موسی جب مینے تیرا دل شاکر بنایا اور تیری زبان ذاکر اور تجہکو ایسی عنایت
کی کہ تیری غیر پر مددگار ہے تو مینے تجہسے کوئی بہلائی ہٹا نہین رکہی اور جس سے مین ان بہلائیون مین سے کوئی بہلائی
پیچہے ہٹا رکہون تو مینے نہین کہولی اسکی واسطے بہلائی سے کچہہ اور یہ جو فرمایا وَوَہَبْنَا لَہٗ مِنْ رَّحْمَتِنَا اخیر تک یعنے
مینے اسکے سوال کو اور اسکی سفارش کو جو انہون نے اپنے بہائی کے نبی ہونے کے لیے کی منظور فرمایا اور مینے
اسکو نبی کردیا اور اللہ تعالے نے موسی علیہ السلام کی سوال اور سفارش کو دوسری آیت مین بیان کیا ہے فرمایا وَاَخِیْ
ہٰرُوْنُ ہُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْہُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ یعنے موسے علیہ السلام
نے کہا اور میرا بہائی ہارون اسکی زبان چلتی ہے مجہسے زیادہ سو اسکو بہیج ساتھ میرے مددکو کہ مجہکو سچا کرے مین ڈرتا
ہون کہ مجہکو جہوٹا کرین فرمایا سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ وَنَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا بِاٰیٰتِنَا

اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ یعنے فرمایا ہم زور دینگے تیری بانہہ کو تیرے بہائی سے اور دینگے تمکو غلبہ پہر وہ نہ پہونچ سکینگے
تم تک ہماری نشانیون سے تم اور جو تمہارے ساتہ ہو اوپر رہوگے اور فرمایا وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ
اَخِی اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا قَالَ
قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی یعنے اور دے مجہکو ایک کام بٹانے والا میرے گہر کا ہارون میرا بہائی اسسے مضبوط کر میری
کمر اور شریک کر اسکو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا بیان کرین ہم بہت سا اور یاد کرین ہم تجہکو بہت سا تو تو ہے ہمکو
خوب دیکہتا فرمایا ملا تجہکو تیرا سوال اے موسی اور فرمایا فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ سو
پیغام دے ہارون کو اور انکو مجہہ پر ہے ایک گناہ کا دعوے سو ڈرتا ہون کہ مجہکو مار ڈالین اسی سے بعض سلف نے کہا ہے
کسی شخص نے کسی شخص کے حق مین دنیا مین ایسی شفاعت نہین کی جو بڑی ہو موسی علیہ السلام کی سفارش سے ہارون علیہ السلام
کے حق مین یہہ کہ ہارون علیہ السلام نبی ہو جاوین فرمایا اللہ تعالی نے وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ ہارون موسی علیہ السلام سے بڑے تہے لیکن یہان نبوت کا عطا کرنا
مراد ہے رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَقَدْ ذَكَرَهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مُعَلَّقًا وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ لِلّٰهِ دَرُّهٗ فتح البیان کا بیان
خاتم یہ ہے کہ کفار مکہ پر قرآن مجید سے موسی علیہ السلام کا قصہ پڑہ وہ نہ جانتا ہو اور تہا رسول نبی ہمکو اللہ نے اپنی
عباد کی ہدایت کیلیے بہیجا تو انہون نے لوگون کو وہ شرع الہی اور قانون اور دستور بتلائی جو اللہ نے انکے واسطے مقرر فرمائی
یہی وجہ ہے   نبی کے رسول کے بعد ذکر کرنے کی باوجود سابق کے کہ رسالت کو نبوت لازم ہے تو گویا رسول سے یہان
لغوی معنے مراد ہین نہ شرعی معنے واللہ اعلم اور نیشاپوری نے کہا رسول وہ نبی ہے جسکے ساتہ کتاب ہو اور نبی وہ ہے
جو اللہ کیطرف سے خبر دے اگرچہ اسکے ساتہ کتاب نہ ہو اور مناسب توبہ تہا کہ اعم اخص کے پہلے مذکور ہوتا لیکن فواصل کی
رعایت اسکی عکس کی مقتضی ہے جیسے اللہ تعالی نے سورہ طہ مین فرمایا رَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی مجاہد نے کہا نبی وہ ہے
جسکے ساتہ فرشتے باتین کرین اور اسپر وحی نازل ہو اور بہیجا نہ جاوے اور مجاہد سے ایک روایت مین یون آیا ہے کہ
کہ انبیاء جو رسول نہین ہین تہے انکی طرف وحی کیجاتی تہی لیکن انکو کسی کی طرف بہیجا نہین جاتا تہا اور رسول وہ ہین جنکیطرف وحی بہی کیجاتی ہے اور مخلوق کی طرف بہیجے جاتی ہین انتہی
وَقَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا یعنی ہمنے اسکے ساتہ کلام کی جیسے سورہ قصص مین اللہ نے فرمایا فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ
فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی پہر جب پہنچا اسکے پاس آواز ہوئی
میدان کے داہنے کنارہ سے برکت والے تختہ مین اس درخت سے کہ اے موسی مین ہون اللہ جہان کا رب طور مصر اور مدین
کے درمیان پہاڑ ہے جسکا نام زبیر ہے اور داہنے کنارہ کے یہ معنے ہین کہ وہ جانب موسی علیہ السلام کے داہنے تہے جب

مین سے آئے اور مصر کو جاتے تھے اور وہ درخت اسطرف تھا اور یہ ندا اسی درخت سے واقع ہوئی اور جانب ایمن سے
نفس پہاڑ کی داہنی جانب مراد نہین ہے کیونکہ پہاڑون کا نہ یمین ہوتا ہے نہ شمال اور بعض نے کہا ایمن سے یمین مراد ہے
اور ندا کے یہ معنے ہین کہ کلام موسی علیہ السلام نے اسطرف سے سنا تمثل ہوئی اور یہ صریح ہے آیت مین کہ مراد طور سے وہی طور ہے جو بیت المقدس
کے پاس ہے نہ وہ طور جو سوئیس کے پاس ہے کیونکہ وہ طور جو سوئیس کے پاس ہے وہ تو مدین سے مصر کو جانے والے کے بائین طرف
ہوتا ہے جیسے کہ مشاہد ہے اور نجی کے معنے مناجی ہین جیسے جلیس و ندیم تو تقریب بیان وہ تقریب تشریف اور اکرام ہے
انکے حال کی اس شخص کے حال کے ساتھ تشبیہ دی گئی جسکو بادشاہ مناجات کے لیے نزدیک کرے زجاج نے کہا اسکو اللہ نے
ایسا قریب کیا کہ سنی انکی سرگوشی سنی اور بعض نے کہا اللہ نے اسکو بلایا یہانتک کہ سنے قلم کی آواز سنی یہ بعض سلف سے مروی ہے
اور یہی ابو العالیہ کا قول ہے اور ایسا ہی تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا یہان
تک کہ موسی علیہ السلام نے اس قلم کی آواز سنی جو لوح محفوظ مین لکھ رہی تھی اخرجہ الدیلمی مرفوعا ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما نے کہا ہارون علیہ السلام موسے علیہ السلام سے چار سال بڑے تھے اور یہ تو انکو نبوت عطا کرنیکا احسان ہے وَاذْكُرْ

فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ

عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ اور مذکور کر کتاب مین اسمعیل کا وہ تھا وعدے کا سچا اور تھا رسول نبی اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والون
کو نماز اور زکوۃ کا اور تھا اپنے رب کے یہان پسند **ف** وعدے کا سچا ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو نہ آوے مین اسی
جگہ ہون گا وہ ایک برس آیا یہ وہان ہی رہے حافظ ابن کثیر نے کہا ان آیات مین اللہ سبحانہ وتعالی نے اسمعیل علیہ
السلام کی تعریف کی ہے اور حجاز کے عربون سب کے باپ یہی ہین اور اللہ نے انکی تعریف یہ کی کہ وہ وعدے کا سچا تھا
ابن جریج نے کہا اسمعیل علیہ السلام نے کوئی وعدہ اپنے رب سے نہین کیا مگر اسکو پورا کیا یعنے کبھی کسی عبادت کی نذر نہین
مانی مگر ساتھ اسکے قیام کیا سہل بن عقیل کہتے ہین کہ اسمعیل علیہ السلام نے ایک آدمی سے وعدہ کیا ایک مکان کا
کہ وہان آوینگے آپ آگئے اور وہ آدمی بھول گیا اسمعیل علیہ السلام دن بھر وہان ٹھیرے رہے اور وہان ہی رات کاٹی اور
دوسرے روز وہ آدمی آیا اور کہا کہ آپ یہان سے نہین ٹلے فرمایا نہین کہا مین بھول گیا تھا فرمایا نہین تھا مین کہ ٹلون اس
مکان سے یہانتک کہ تو آیا اسی لیے آپ وعدے کے سچے تھے رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ بِاِسْنَادِهٖ سفیان ثوری کہتے ہین
مجھے پہونچا ہے کہ آپ اس مکان مین ایک برس تک اسکی انتظاری کرتے رہے یہانتک کہ وہ شخص آیا ابن شوذب نے
کہا مجھے پہنچا ہے کہ آپ نے وہان مسکن بنایا اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین اور ابو بکر محمد بن جعفر خرائطی نے اپنی
کتاب مکارم الاخلاق مین ابراہیم بن طہمان کے طریق سے انہون نے عبد اللہ سے انہون نے عبد الکریم عبد اللہ بن

شقیق کے بیٹے سے اُنہے عبداللہ بن شقیق سے اُنہے عبداللہ بن ابی الحمساء سے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خرید و فروخت کی اس سے پہلے کہ آپ مبعوث ہون پہر آپکا کچھ بقیہ قیمت مبیعہ مین سے رہگیا جسکا لادینے کو مینے وہان آپکے مکان مین وعدہ کیا عبداللہ بن ابی الحمساء نے کہا تو مین بہول گیا اور دوسرے دن بہی پہر آپکے پاس تیسرے دن آیا اور آپ وہان ہی تشریف فرما تہے آپنے فرمایا اے جوان تمنے مجھکو تکلیف دی مین تو تین دن سے یہان تیرا منتظر ہون هذا لفظ الخرائطی اور خرائطی نے اس بارہ مین اور بہت آثار بیان کیا اور ابن منده نے بہی اسکو اپنی کتاب معرفت صحابہ مین باسناده بیان کیا اور بعض نے کہا اسلیئے آپکو صادق الوعد کہا گیا کہ آپنے اپنے باپکو فرمایا سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ یعنے تو مجھکو پاوے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا تو وعدہ کو سچ کر دکہایا اور وعدہ کی سچائی صفات حمیدہ مین سے ہے جیسی خلف وعدہ صفات ذمیمہ مین سے ہے قال اللّٰه تعالىٰ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ یعنے اے ایماندارو کیون کہتے ہو مونہہ سے جو نہین کرتے بہت بیزاری ہے اللہ کے یہان کہو وہ چیز جو نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ یعنے منافق کی تین نشانیان ہین باتون مین جہوٹ بولتا ہے اور وعدے پورے نہین کرتا اور امانت مین چوری کرتا ہے اور جب منافقین کی صفات ہوئین تو انکے ضد انکے ساتھ تلبس مومنین کی صفات سے ہوا اسی سبب سے اللہ سبحانہ وتعالے نے اپنے عبد اور نبی رسول اسمعیل علیہ السلام پر صدق وعد کے ساتھ ثنا کی ہے اور ویسے ہی رسول اللہ علیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی صادق الوعد تہے کسی سے کوئی وعدہ کرتے مگر اسکو نباہتے اور آپنے ابو العاص ربیع کے بیٹے اپنے داماد کی جو آپکے جگر گوشہ جناب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زوج تہے تعریف کی اور فرمایا حَدَّثَنِيْ فَصَدَّقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ یعنے ابو العاص نے میرے ساتھ باتین کی تو باتون مین سچ سے کام لیا اور وعدہ کیا تو پورا کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تو خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنِيْ اُنْجِزْ لَهٗ فَجَاءَهٗ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ قَالَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ مِلْاَ كَفَّيْهِ یعنے جسکے ساتھ جناب رسالتمآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ وعدہ کیا ہے یا جسکا آپ پر کچھ قرض ہے وہ میرے پاس آوے اگر اسکے ساتھ آپنے وعدہ کیا ہے تو مین وعدہ پورا کردون گا اور اگر قرض ہے تو انکی طرف سے قرض ادا کردون گا تو جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا اے جابر اگر بحرین کا مال آوے گا تو مین تجھکو

ہو گیا تھا اور تمہارا یعنی تمہین نہین پہنچ پھر کہا فلما جاء مال البحرين امر ابو بكر فنادى جابرا فغرف بيديه من المال ثم امره
بعده فاذا هو خمسمائة درهم فاعطاه مثليها معها یعنے پھر بحرین کا مال آیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی
عنہ نے جابر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اسمین سے لپ بھرے پھر فرمایا کہ اسکو شمار کرو تو وہ پانچسو درہم نکلے اسکو ہزار درہم اور دیے
دیے اور اللہ سبحانہ وتعالی کے قول وکان رسولا نبيا مین دلیل اس امر کی ہے کہ اسمعیل علیہ السلام اپنے برادر خورد اسحق علیہ
السلام سے اشرف ہین کیونکہ وہ صرف نبوت کے ساتھ موصوف ہوئے اور اسمعیل علیہ السلام نبوت اور رسالت دونون کے ساتھ
اور مسلم میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین سے اسمعیل
کو چن لیا اور پوری حدیث بیان کی تو یہ حدیث ہمارے قول کی صحیح ہونے کی دلیل ہے اور اللہ تعالے کے قول وكان يأمر
اهله بالصلوة والزكوة وكان عند ربه مرضيا مین اسمعیل علیہ السلام کی جمیل ثنا ہے اور حمیدہ صفت اور عمدہ خصلت
اسلیے کہ آپ رب کی فرمانبرداری پر صابر تھے اور اپنے اہل کو اوسکے ساتھ حکم کرتے تھے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارے
پیارے نبی ورسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اسیطرح ارشاد فرمایا فرمایا وأمر اهلك بالصلوة واصطبر عليها لا
نسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقوى یعنے اور حکم کر اپنے گھروالون کو نماز کا اور آپ قائم رہ اسپر ہم نہین
مانگتے تجھسے روزی ہم روزی دیتے ہین تجھکو اور آخر بھلا ہے پرہیزگاری کا اور مسلمانون کو فرمایا يا ايها الذين امنوا
قوا انفسكم واهليكم نارا وقودها الناس والحجارة عليها ملئكة غلاظ شداد لا يعصون الله ما
امرهم ويفعلون ما يؤمرون یعنے اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھروالون کو اس آگ سے جسکی چھپٹیان
ہین آدمی اور پتھر اسپر مقرر ہین فرشتے تندخو زبردست بیحکمی نہین کرتے اللہ کی جو بات انکو فرمائی اور وہی کام کرتے
ہین جو حکم ہوا یعنے اپنے گھروالون کو بھلائی کا حکم کرو اور برے کام سے انکو روکو اور انکو مہمل اور بیکار نہ چھوڑو پھر انکو
دوزخ کی آگ کھائیگی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رحم الله
رجلا قام من الليل فصلى وايقظ امراته فان ابت نضح في وجهها الماء رحم الله امراة قامت من
الليل فصلت وايقظت زوجها فان ابى نضحت في وجهه الماء یعنے اللہ تعالی اس مرد پر مہربانی کرے
جو رات کو اٹھکر نماز (تہجد) پڑھے اور اپنے بی بی کو (نماز کے لیے) بیدار کرے اگر وہ نہ مانے تو اسکے منہ
پر پانی کے چھینٹے دے اللہ اس عورت پر مہربانی کرے جو رات کو نماز (تہجد کے لیے) اٹھے پھر نماز (تہجد) پڑھے
اور اپنے خاوند کو جگاوے اگر وہ نہ مانے تو اسکے چہرہ پر پانی چھڑکے اخرجه ابو داود وابن ماجة
ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہما روایت کرتے ہین کہ جناب رسالتمآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا اِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ
یعنے جب مرد رات کو جاگتا ہے اور اپنی بی بی کو جگاتا ہے اور دونو تہجد پڑہتے ہین تو مرد اللہ کو بہت یاد کرنیوالون سے
لکہا جاتا ہے اور ایسا ہی عورت اللہ کو بہت یاد کرنیوالیون سے لکہی جاتی ہے رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ
وَاللَّفْظُ لَهٗ فتح البیان کا بیان خاتم یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اسمعیل علیہ السلام کی صدق وعدگی کے ساتہ تعریف
کی باوجود اسکے کہ جمیع انبیاء صدق وعدے کے ساتہ موصوف ہوتے ہین تو یہ اسواسطے کہ آپ کی یہ وصف مشہور تہی اور
آپ اسمین زیادہ مبالغ تہے اور تجہ اسمعیل علیہ السلام کے اس صفت کے ساتہ موصوف ہونیکی توجیہ کیلیے صرف اتنا ہی کافی ہے
کہ آپنے اپنے نفس کو ذبح کرانے کے لیے وعدہ کیا پہر اسکو پورا کیا اور جنکے ساتہ وعدہ کرتے انکے لیے لگاتار راتون
دنون اسی مکان مین منتظر رہتے جہان انسے وعدہ کرتے یہانتک کہ بعض لوگون کے لیے آپنے ایک ایک سال تک
انتظاری کی اور اسمعیل سے یہان اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام مراد ہین اور اس مین کسی نے خلاف کیا ہے جسکا اعتبار نہین
ہے تو اُسنے کہا کہ وہ اسمعیل بن حزقیل تہے انکو اللہ تعالی نے انکی قوم کیطرف بہیجا تو انہون نے انکے مبارک سر کی کہال
اتار ڈالی پہر انکو اللہ تعالی نے اختیار دیا کہ اگر تو چاہے تو انکو عذاب کیا جائے اسکے عوض مین جو انہون نے
تیرے ساتہ معاملہ کیا اور اگر چاہے تو انکو معاف کر دے تو تیرے لیے ثواب ہے پہر آپنے انکو معاف کر دیا اور ثواب
پر خوش ہوگئے وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا سے بعضنے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ رسول کو صاحب شریعت ہونا واجب
نہین ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد آپکی ہی شریعت پر تہی اور بعضنے کہا ہے اسلیے رسالت کے ساتہ موصوف
ہوئے کہ انکو ابراہیم علیہ السلام نے جرہم کیطرف جو یمن کے عرب کا ایک قبیلہ تہا بہیجا تہا وہ مکہ کی وادی مین اسمعیل
علیہ السلام کی والدہ ہاجر علیہا السلام پاس اترے تہے اور اہل سے مراد آیت وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ مین انکی امت ہے بعضنے
کہا قبیلہ مراد ہے جیسے اللہ نے فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ یعنے ڈر سنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والون کو
اور صلوۃ اور زکوۃ سے آیت مین بہی صلوۃ اور زکوۃ مشروع مراد ہین اور یہ بہی جائز ہے کہ صلوۃ اور زکوۃ سے انکے
لغوی معنے مراد لیے جاوین وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا مین اسمعیل علیہ السلام کی کمال مدح اور تعریف ہے اسلیے
کہ جو شخص اللہ کے نزدیک مرضی اور پسندیدہ ہو وہی ہر طاعت مین اعلے درجات کے ساتہ فائز و مراد یاب ہے گا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اور مذکور کر کتاب مین ادریس
کا وہ تہا سچا نبی اور اٹہا لیا ہمنے اسکو ایک اونچی مکان پر **ف** لکہا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام پہلے تہے حضرت
نوح علیہ السلام سے حساب ستارون کی چال کا اور لکہنا اور سینا کپڑے انہین سے سیکہا خلق نے ملک الموت

اٹھنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان میں سے نکلوائی پھر ڈالدی اور بہشت کی سیر کی پھر وہان رہ گئے اللہ کے حکم سے
حضرت عیسے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعض کہتے ہین حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس یہ نبی اسرائیل مین ہوئے
تھے خضر کیطرح یہ بھی زندہ رہگئے ہین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالی ادریس علیہ السلام پر ثنا کی کہ وہ سچے نبی
تھے اور انکو اللہ نے اونچی مکان مین اٹھالیا اور پہلے گذر چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادریس پر
گذرے معراج کی رات مین اور آپ چوتھی آسمان مین تھے اور ابن جریر نے اسجگہہ ایک عجیب غریب اثر روایت کیا اپنی
اسناد کیساتھہ ہلال بن یساف سے کہ انہون نے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کعب احبار سے پوچھا اور مین وہان حاضر
تھا اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے جو (سورہ مریم مین فرمایا ہے) ادریس علیہ السلام کے حق مین وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا اسکے
کیا معنے ہین تو کعب بولے اپر ادریس علیہ السلام تو انکی طرف اللہ تعالی نے وحی کی کہ مین ہر روز تیرے اکیلے کے عمل جمیع بنی
آدم کے عملون جتنے اٹھاتا ہون آپنے چاہا کہ آپکے بہت سے زیادہ اعمال مرفوع ہون اور آپکے پاس ایک فرشتہ آیا جو آپکا
دوست تھا اسکو آپنے فرمایا اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ مین ہر دن جمیع بنی آدم کے عملون جتنے تیرے اکیلے کے عمل
اٹھاتا ہون آپ میرے واسطے ملک الموت کے آگے سفارش کرین وہ کاش میرے مارنے مین دیر کرین تاکہ مین زیادہ اللہ کی عبادت
کرون فرشتے نے انکو دونو بازون پر اٹھالیا اور آسمان پر لیگیا جب وہ فرشتہ انکو چوتھے آسمان پر لیکر پہونچا تو سامنے
سے ملک الموت اترتی نظر آئے اور اس فرشتہ نے ملک الموت سے وہ بات کہی جو ادریس علیہ السلام نے اس فرشتے
سے کہی تہی تو ملک الموت نے کہا اور ادریس کہان ہین فرشتہ بولا وہ میری پیٹھہ پر ہین ملک الموت بولا مجھے تعجب کیا تہا مجھے
اس قول سے کہ ادریس کی روح قبض کرون مین دل مین کہتا تہا مین کسطرح انکی روح آسمان رابع مین قبض کرون اور وہ زمین مین
ہے تو ملک الموت نے وہان انکی روح قبض کی یہی تفسیر ہے اللہ تعالے کے قول وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کی یہ خبر کعب
احبار کی اسرائیلیات مین سے ہے اور بعض مین نکارت ہے واللہ اعلم اور ابن ابی حاتم نے اس اثر کو دوسرے طریق
سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ انہون نے کعب سے پوچھا پھر ویسے ہی اثر کو ذکر کیا جیسے مذکور ہوا اور اسمین یہ ہے
کہ آپنے اس فرشتے کو کہا کیا آپ ملک الموت سے پوچھہ سکتے ہین کہ میری عمر سے کتنی مدت باقی ہے تاکہ مین زیادہ عمل
کرون اور باقی کی خبر کو ویسا ہی ذکر کیا اور اس مین یہ بھی ہے کہ فرشتے نے ملک الموت سے پوچھا کہ ادریس کی کتنی
عمر باقی ہے ملک الموت بولا مجھے معلوم نہین ہے جبتک مین دیکھہ نہ لون پھر ملک الموت نے دیکھا اور بولا تو مجھے
اس آدمی سے پوچھتا ہے جسکی عمر سے اتنی مدت باقی ہے جیسی پلک لگانی کی فرشتے نے اپنے بازو کے نیچے
ادریس علیہ السلام کو دیکھا تو وہ فوت ہوچکے تھے اور اسکو خبر نہ تہی پھر اسکو دوسرے طریق سے ابن عباس رض سے

نقل ہے کہ ادریس علیہ السلام درزی تھے اور نہ چبھتے تھے سوئی کو کسی بار مگر فرماتے سبحان اللہ اور جب شام ہوتی تو آپ سے
زیادہ کسی کا عمل مرفوع نہ ہوتا اور باقی ذکر ویسے ہی بیان کیا جیسے پہلا گزرا اسکے لگ بھگ اور ابن ابی نجیح نے
مجاہد سے ورفعناہ مکانا علیا کی تفسیر مین نقل کیا کہ ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور فوت نہین ہوئے جیسے عیسی
علیہ السلام بلا تبعض اٹھائے گئے اور سفیان نے منصور سے روایت کیا انہون نے مجاہد سے کہ آیت ورفعناہ مکانا
علیا مین مکان علی سے سماء رابعہ مراد ہے اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے سماء سادسہ یعنے چھٹا
آسمان روایت کیا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا آپ چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے اور وہان فوت ہوگئے
هكذا قال الضحاك ابن مزاحم اور حسن وغیرہ نے مکان علی کی جنت کے ساتھ تفسیر کی ہے فتح البیان کا بیان
فائدہ یہ ہے کہ ادریس علیہ السلام آدم علیہ السلام کی صلبی پوتے تھے اَفَادَهُ السُّيُوطِيُّ فِي التَّحْبِيرِ اور انکا نام اخنوخ
تھا بعض نے کہا ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے پردادا ہین کیونکہ نوح علیہ السلام لمک کے بیٹے تھے اور لمک متوشلخ
کا اور متوشلخ اخنوخ کا اس صورت مین آپ نوح علیہ السلام کے پردادے ہوئے ذَكَرَهُ الثَّعْلَبِيُّ وَغَيْرُهُ لیکن کہا
گیا کہ انکا نوح علیہ السلام کا جد کہنا خطا ہے اور ادریس ایسے غیر منصرف ہے کہ اسمین عجمہ اور علمیت ہے اور وہم بعض
کا قول ہے کہ انکو ادریس اسلیے کہا جاتا ہے کہ آپ کتب سماویہ کی بکثرت تدریس کرتے تھے یہ ثابت نہین ہے کیونکہ اگر
ادریس درس کا افعیل ہو تو اسمین ایک ہی سبب عدم انصراف کا ہوگا اور وہ علمیت ہے اور یہ سوقت منصرف ہوگا اور آدم
علیہ السلام کے بعد یہ پہلے رسل مین اور یہی ہین جنکو آدم علیہ السلام کی اولاد سے پہلے نبوت عطا ہوئی اور انہون نے
ہی پہلے قلم کے ساتھ لکھا اور ستارون کی چال معلوم کی اور حساب جانا اور انہون نے پہلے کپڑے سیے اور انہون نے
ہی ہتھیار بنائے اور مخالفین سے مقاتلہ کیا اور آپ سچے نبی تھے اور آپ پر تیس صحیفہ نازل ہوئے اور ورفعناہ
مکانا علیا کی تفسیر مین اختلاف ہوا ہے تو بعض نے کہا کہ اللہ نے انکو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا اور بعض نے کہا چھٹے
پر اور بعض نے کہا دوسرے پر اور بخاری نے اپنی صحیح مین ایک حدیث کو روایت کیا جسمین ہے کہ ادریس کو آپ دوسرے
آسمان پر ملے اور یہ غلطی ہے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر کی روایت سے اور صحیح یہ ہے کہ آپ چوتھے آسمان مین ملے
كَمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور بعض نے
کہا رفع سے مراد اس آیت مین انکی رفعت منزلت ہے بسبب شرافت نبوت اور تقرب الی اللہ کے اور بعض نے کہا
آپ جنت کی طرف اٹھائے گئے اور بعض نے کہا کہ وہ دنیا مین رفیع القدر
تھے واللہ اعلم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ درزی تھے اور کسی بار سوزن نہ چبھتے مگر ذاکر تے

سبحان اللہ اور جب ظلم ہوتی تو انسے زیادہ عمل زمین پر اون کے سے کوئی نہ ہوتا ملائکہ میں سے ایک ملک نے اپنے رب سے
ادریس علیہ السلام کے پاس آنیکی اجازت چاہی اور اسکو اجازت مل گئی اور وہ ادریس علیہ السلام پاس آیا اور بولا میں آپکی خدمت
کرنیکو آیا ہوں آپ نے فرمایا تو میری کیسے خدمت کریگا حالانکہ تو فرشتہ ہے اور میں انسان پھر ادریس علیہ السلام بولے
کیا تیرے اور ملک الموت کے درمیان کوئی اتحاد ہے وہ بولا وہ میرا فرشتوں میں سے بھائی ہے آپ نے فرمایا کیا
تو طاقت رکھتا ہے کہ مجھے کچھ فائدہ پہونچا دے وہ بولا یہ ہم میں طاقت نہیں کہ ہم آپکی اجل گھٹا دیں یا بڑھا دیں
لیکن ہم اسکے آگے آپکی سفارش کردینگا وہ آپکے ساتھ قبض کرنیکے وقت نرمی کریگا اور بولا آپ میری بازو پر بیٹھیں
پھر ادریس علیہ السلام فرشتے کی بازو پر سوار ہوئے سو وہ آپکو آسمان بلند پر لیگیا اور ملک الموت ملا اور ادریس علیہ السلام
اس فرشتے کے دونو بازو پر تھے وہ فرشتہ بولا میری آپ تک ایک حاجت ہے ملک الموت نے کہا میں نے آپکی حاجت
معلوم کرلی تو ادریس کے بارے میں سفارش کرتا ہے اور اسکا نام تو صحیفہ حیات سے مٹ چکا اب اسکی اجل سے ایک
آدھی پلک لگنی باقی ہے اور ادریس علیہ السلام اسکے بازو پر فوت ہوگئے اخرجه ابن ابی حاتم اور ابن عباس رضی
اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کعب احبار سے پوچھا پھر اسی کے مثل بیان کیا تو یہ خبر اسرائیلیات
میں سے ہے جنکو کعب روایت کرتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ ادریس چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے واخرج
ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری مرفوعا نحوہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ
اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ وہ لوگ ہیں جنپر نعمت دی اللہ نے نبیوں میں اور آدم کی اولاد
میں اور ان میں جنکو لادلیا ہمنے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں اور اسرائیل کی اور ان میں جنکو سوجھ دی اور پسند
کیا جب انکو سنائی آیتیں رحمن کی گرتے ہیں سجدے میں اور روتے ف حافظ ابن کثیر رح نے کہا مشار الیہ
میں انبیاء سے وہی نبی مراد نہیں ہیں جنکا اس سورت میں مذکور ہوا بلکہ جنس انبیاء مراد ہے ان انبیاء کے ذکر سے
اس جنس کیطرف انتقال کیا جن نبیوں پر اپنی قوم کی اولاد پر انعام کیا سدی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے کہا ذریت آدم سے
جس نبی کا اللہ نے ارادہ کیا وہ ادریس ہے اور من حملنا سے ابراہیم اور ذریت ابراہیم سے اسحق اور یعقوب اور اسمعیل
علیہم السلام مراد لی اور ذریت اسرائیل سے موسی اور ہارون اور زکریا اور یحیے اور عیسے بن مریم مراد لی ابن جریر
نے کہا اسی لیے انکی نسبوں میں فرق بیان کیا اگرچہ یہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں کیونکہ ان میں وہ بھی
تھے جو ان لوگوں کی اولاد میں سے نہ تھے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے اور وہ ادریس علیہ السلام

تھے اور وہ نوح علیہ السلام کے پردادا تھے حافظ ابن کثیر نے کہا یہی بات بہت ظاہر ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام
کے اجداد میں سے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں اور اس قول کے قائل نے اسکو لیا ہے اسرا کی حدیث
سے کیونکہ جب ادریس علیہ السلام نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سلام کیا تو فرمایا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح
اور بیٹا نہیں فرمایا۔ وَالْوَلَدِ الصَّالِحِ جیسے آدم اور ابراہیم علیہما السلام نے فرمایا یزید بن حبیب بن عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں
کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے اقدم ہیں انکو اللہ تعالے نے انکی قوم کی طرف بھیجا اور انہوں نے انکو حکم کیا کہ
کہیں لا الہ الا اللہ یعنے اللہ برحق معبود کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جو عمل چاہیں کریں انہوں نے نہ مانا تو انکو اللہ نے
ہلاک کر دیا اور سیاق کی دلائل اور مؤیدات میں سے کہ انبیاء سے جنس انبیاء مراد ہیں یہ تین ہی دلیل ہیں وَتِلْكَ حُجَّتُنَا
آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا مِن قَبْلُ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَ
لُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ یعنی
اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہمنے دی ابراہیم کو اسکی قوم کے مقابل درجے بلند کرتے ہیں جسکو چاہیں تیرا رب تدبیر والا ہے
خبردار اور اسکو بخشا ہمنے اسحق اور یعقوب سبکو ہدایت کی اور نوح کو ہدایت کی ہمنے ان سب سے پہلے اور اسکی اولاد میں داؤد
سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسے اور ہارون کو اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں نیک کام والوں کو اور زکریا اور یحیے
اور عیسے اور الیاس سب ہیں نیکبختوں میں اور اسمعیل اور الیسع اور یونس کو اور لوط کو اور سب کو ہمنے بزرگی دی سارے
جہان والوں پر اور بعضوں کو انکے باپ دادوں میں اور بھائیوں میں اور انکو ہمنے پسند کیا اور راہ سیدھی چلائے یہ اللہ
کی ہدایت ہے اسپر راہ دی جسکو چاہے اپنے بندوں میں اور اگر وہ لوگ شرک کرتے البتہ ضائع ہوتا جو کچھ کیا تھا وہ لوگ
تھے جنکو دی ہمنے کتاب اور شریعت اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں یہ لوگ تو ہمنے انپر مقرر کیے ہیں وہ شخص
کہ وہ نہیں ان سے منکر وہ لوگ تھے جنکو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل انکی راہ تو کہہ میں نہیں مانگتا تمسے اسپر کچھ مزدوری
یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو اور فرمایا مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

یعنے کوئی ان میں ہیں کہ سنایا تجھکو انکا احوال اور کوئی ہیں کہ نہیں سنایا تجھکو انکا احوال اور بخاری میں مجاہد سے
مروی ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا کیا سورت ص میں سجدہ ہے انہوں نے فرمایا ہاں
پھر پڑھا لاالہ یہ آیت پڑھی أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ یعنے یہ وہی لوگ تھے جنکو راہ دی اللہ نے
سو تو چل انکی راہ اور تمہارا پیغمبر ان لوگوں میں سے ہے جنکی اقتدا کا اسکو حکم ہوا ہے اور داود علیہ السلام ان میں سے ہیں
اور یہ جو فرمایا إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا یعنے جب اللہ سبحانہ وتعالی کی کلام سنتے ہیں
جو حجج اور دلائل اور براہین کی متضمن ہے تو عاجزی کرکر اپنے رب کے سامنے گر پڑتے ہیں نعم عظیمہ کے شکریہ اور
حمد کے لیے ہی لیے علماء کا اتفاق ہے کہ اس جگہ انکی اتباع اور اقتدا کے لیے سجدہ کیا جاوے سفیان ثوری نے
اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے معمر سے روایت کیا کہا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے سورہ مریم پڑھی اور
سجدہ کرکر فرمایا سجود تو یہ ہے پر رونا کہاں رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَسَقَطَ مِنْ رِوَايَتِهِ ذِكْرُ مَعْمَرٍ فِيمَا رَأَيْتُ فَاللَّهُ
أَعْلَمُ فتح البیان کا بیان ختم ہو چکا ہے کہ یہ خطاب ہے پیغمبر خدا حبیب مصطفی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اشارہ ہے
ان انبیاء کیطرف جنکا اس سورت کے ابتدا سے یہاں تک مذکور ہوا اور وہ دس ہیں جن میں سے پہلے زکریا علیہ السلام
کا مذکور ہے اور سب سے پیچھے ادریس علیہ السلام کا اور اولئک مبتدا ہے اور الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ اسکی صفت
ہے اور مِنَ النَّبِيِّينَ موصول کا بیان ہے خاص کے ساتھ عام کے بیان کرنیکے قبیل سے اور مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ
اس سے بدل ہے حرف جار کے اعادے کے ساتھ اور بعض نے کہا من تبعیض کے لیے ہے اور مراد ذریت آدم ادریس اور
نوح علیہما السلام ہیں اور وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ یعنے انکی ذریت سے جنکو ہمنے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا اور
یہ ادریس علیہ السلام کے سوا ہیں اسلیے کہ ادریس علیہ السلام آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں بسبب قرب ادریس کے
آدم سے علیہم صلوات اللہ وسلامہ اور ابراہیم انکی اولاد سے ہے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے
کیونکہ ابراہیم سام نوح علیہ السلام کے بیٹے کی اولاد میں سے ہے کیونکہ ابراہیم آزر کے بیٹے ہیں لیکن آزر اور نوح علیہ السلام
کے درمیان دس قرن ہیں كَمَا فِي الْكَبِيرِ اور وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ سے مراد باقی انبیاء ہیں ان سوں میں سے
اسحق اسمعیل یعقوب ہیں اسحق کی اولاد میں سے تھے موسی اور ہارون اور زکریا اور یحیے اور عیسے علیہم صلوات اللہ
وسلامہ اور اسمیں دلیل ہے کہ بنات کی اولاد بھی ذریت میں شمار ہوتی ہے اور بعض نے کہا من ذریۃ آدم سے
ادریس مراد ہیں اور من حملنا مع نوح سے اکیلے ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں اور ذریت ابراہیم علیہ السلام سے اسمعیل اور
اسحق اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں اور ذریت اسرائیل سے موسے اور ہارون اور زکریا اور یحیے اور عیسے علیہم السلام

مراد ہین سدی نے کہا ان انبیا کے نام جنکا اللہ نے ذکر کیا یہ ہین ذریت آدم سے تو نوح اور ادریس علیہم السلام ہین اور
انکی اولاد مین سے جو نوح علیہ السلام کے ساتھہ اٹھائے گئے ابراہیم علیہ السلام ہین اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے
اسمعیل اور اسحق اور یعقوب علیہم السلام ہین اور اسرائیل کی ذریت سے موسی اور ہارون ہین اور زکریا اور یحیی اور عیسے علیہم
السلام کیونکہ مریم بہی اسرائیل ہی کی اولاد سے ہے اور آیت اذا تتلے علیہم ایات الرحمن مین دلیل ہے اسپر کہ قرآن سننے
کے وقت رونا اور دلکا عاجز کرنا مستحب ہے صالح مری کہتے ہین مینے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن
پڑہا تو آپنے فرمایا اے صالح یہ تو پڑہنا ہے رونا کہان ہے اور حدیث مین ہے قرآن پڑہو اور رو و اور اگر نہ رو سکو
تو رونے کی صورت بناؤ اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ جب تم سبحان کا سجدہ کرو تو سجدہ کرنے مین
جلدی نہ کرو یہانتک کہ رؤو اور تم مین سے کسی کی آنکھہ نہ روے تو اسکا دل روے اور اس آیت سے دلیل لی ہے سجود تلاوت کی
مشروعیت پر اور یہ سجدہ قرآن مجید کے عزائم سجود مین سے ہے تو قاری اور مستمع دونون کو مسنون ہے کہ آیت کی تلاوت کے
وقت سجدہ کرین بعد [illegible] نے انبیا علیہم السلام کی ان اوصاف کے ساتھہ مدح کی تاکہ انکے ذکر کو انکے ساتھہ قید کرے انمین رغبت ہو اور
انکے طریق پر چلین تو انکے اضداد کا مذکور کیا تاکہ لوگون کو انکے طریق سے نفرت ہو فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۝ پہر انکی جگہہ آئے ناخلف گنوائی نماز اور پیچہے پڑے مزون کے سو آگے ملیگی
گمراہی مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جاوینگے بہشت مین اور انکا حق نہ رہیگا کچہہ **ف** حافظ ابن
کثیر نے کہا جب اللہ صاحب نے اہل سعادت کی جماعت کا بیان کیا اور وہ انبیاء علیہم السلام ہین اور وہ لوگ جو انبیا کی اتباع
مین اللہ کے حدود اور اوامر کی تعمیل کرتے ہین اور اللہ کے فرض کو ادا کرتے ہین اور اسکے زواجر کے تارک ہین تو
ذکر کیا کہ انکی جگہہ آئے ناخلف یعنی دوسرے قرن جنہون نے گنوائی نماز اور جب نماز کو گنوایا تو وہ اسکے سوا واجبات کو
اور زیادہ ضائع کرنے والے ہین کیونکہ نماز دین کا ستون ہے اور اسی نماز کے ساتھہ دین قائم رہسکتا ہے اور یہ نماز بندون
کے اعمال مین سے عمدہ عمل ہے اور وہ متوجہ ہوئے دنیا کے مزون پر اور دنیا کو انہون نے اپنا ملاذ سمجہا اور مطمئن ہوگئے
دنیا کی زندگی پر اور اسی کے ساتھہ چین پکڑا سو ایسے لوگون کو جلد ملیگی گمراہی یعنے یہ لوگ قیامت مین خاسر
وخائب رہینگے اور نہین کے حصہ مین ٹوٹا آیا اب اسمین اختلاف ہوا ہے کہ اس آیت مین اضاعت صلوۃ کے کیا معنے
ہین تو بعض نے کہا اضاعت صلوۃ سے صلوۃ کا بالکلیہ ترک کرنا مراد ہے قالہ محمد بن کعب القرظی و
ابن زید بن اسلم والسدی اور اسی کو ابن جریر نے پسند کیا اور اسی طرف گئے ہین جو گئے ہین سلف اور

خلف سے اور آئمہ میں سے جیسے امام احمد رحمہ اللہ سے مشہور ہے اور ایک قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا تارک صلوۃ کو کافر کہنے کی
طرف اسکی دلیل لاتے ہیں یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ
یعنے اسلام اور شرک کے درمیان نماز فصل ہے اگر نماز پڑھی تو بندہ مسلمان ہے اور اگر نماز چھوڑ دی تو مشرک بن گیا اور
ایک حدیث بھی دلیل لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْعَہْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَہُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ
تَرَکَہَا فَقَدْ کَفَرَ یعنے ہمارے اور کفار کے درمیان فرق اور مابہ الامتیاز یہ ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں کفار نماز نہیں پڑھتے اب
اگر ہم میں سے بھی کوئی نماز کو چھوڑ دے تو وہ ویسا ہی کافر ہے اور اس مسئلہ کی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے اور اوزاعی نے
باسنادہ قاسم بن مخیمرہ سے اللہ تعالی کے قول فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ کی تفسیر میں روایت کیا کہ انہوں
نے اوقات کی پابندی کھودی اور نماز کے موقت میں سستی اور کاہلی کی اور اگر وہ نماز چھوڑ دیتے تو یہ کفر ہوتا اور
وکیع نے مسعودی سے انہوں قاسم بن عبدالرحمن اور حسن بن سعید سے ان دونوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالی نماز کا قرآن میں بہت ذکر کرتا ہے فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ ہُمْ عَنْ صَلَاتِہِمْ
سَاہُوْنَ یعنے وہ جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں اور فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ ہُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ دَآئِمُوْنَ یعنے جو اپنی نماز پر
قائم ہیں اور فرمایا وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ یعنے جو اپنی نماز سے خبردار ہیں تو عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالی عنہ نے فرمایا نماز کے وقتوں کی پابندی اور اسکے وقتوں کا ضائع کرنا مراد ہے پوچھنے والے بولے ہم تو یہ
سمجھتے تھے اس سے نماز کا ترک کرنا مراد ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا یہ تو کفر ہے مسروق کہتے ہیں نہیں
محافظت کرتا پانچوں نمازوں پر کوئی پھر وہ غافلین میں لکھا جاوے اور انکی تضییع میں ہلاکت ہے اور ان میں تضییع
یہ ہے کہ نمازوں کو اوقات پر ادا نہ کرے اور اوزاعی نے باسنادہ عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا کہ عمر بن عبد
العزیز نے پڑھی یہ آیت فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّہَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ
غَیًّا پھر کہا انکا ضائع کرنا یہ نہ تھا کہ انہوں نے نماز کو چھوڑ دیا پر نماز کی وقتوں کی پابندی نہ کی ابن ابی نجیح نے
مجاہد سے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ کی تفسیر میں نقل کیا کہ ایسے لوگ قیام ساعت کے قریب ہونگے جب اس امت کے نیک
لوگ نہ رہیں گے بعض انکا بعض پر کودیگا اغلام کے لیے اور اسی کی مثل ابن جریج نے مجاہد سے نقل کیا اور جابر جعفی
نے مجاہد اور عکرمہ اور عطا بن ابی رباح سے روایت کیا کہ یہ لوگ اس امت کے ہیں قیامت کے قریب ہونگے مجاہد سے
مروی ہے کہ انہوں نے کہا یہ لوگ اسی امت محمدیہ میں ہونگے ایک دوسرے پر اس طرح کودیں گے رستوں میں جیسے چارپائے اور
گدھے آسمان میں اللہ سے نہ ڈرینگے اور لوگوں سے زمین میں نہیں ڈرینگے رواہ ابن جریر باسنادہ ابو سعید خدری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ساٹھ سال کے بعد ناخلف اور نالائق
پیدا ہونگے جو نماز کو کھو دینگے اور مزون کے پیچھے پڑینگے پھر وہ لینگے گمراہی کو یہانتک کے (پہنچے) ایسے نالائق ہونگے
جو قرآن پڑھینگے لیکن انکی حلقون سے نہ اترے گا اور تین قسم کے لوگ قرآن پڑھتے ہین مومن اور منافق اور فاجر (بشیر جو اس
حدیث کا راوی ہے) نے کہا مینے اپنی استاد ولید سے پوچھا کون ہین یہ تین قسم کے لوگ بولا مومن وہ ہے جو قرآن
کے ساتھ ایمان لایا اور منافق وہ ہے جسنے قرآن کے ساتھ کفر کیا اور فاجر وہ ہے جو قرآن کے ساتھ کہاتا ہے
رواہ ابن ابی حاتم وهكذا رواه احمد عن ابی عبد الرحمٰن المقری امام احمد ابو الرجال سے روایت کرتے ہین کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کچھ چیز صدقہ مین اہل صفہ کو بھیجتین اور کہلا بھیجتین کہ ہمین سے نہ بربر کے رہنے والے مرد کو کچھ دینا
اور نہ بربر کی رہنے والی عورت کو کچھ دینا اسلیے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یہی
بربری اہل اور نالائق ہین جنکے حق مین اللہ نے فرمایا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ رواه ابن ابی
حاتم باسناده هذا حديث غريب محمد بن کعب قرظی کہتے ہین کہ اس آیت مین خلف سے اہل غرب مراد ہین
جو مالک ہو جاوینگے اور وہ برے ہین ان مین کے جو مالک ہونگے رواه ابن ابی حاتم ايضًا باسناده کعب حبر کہتے
ہین اللہ کی قسم مین منافقون کی صفت اللہ کی کتاب مین پاتا ہون جو قہوے پیتے ہین اور نمازون کے تارک ہین اور
شطرنج اور نرد کھیلتے ہین اور عشا کی نماز سے سو رہتے ہین اور صبح کی نماز مین آنے سے پیچھے ہٹ رہتے ہین اور جماعت کے
تارک ہین پھر یہ آیت پڑھی فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ
غَيًّا اور حسن بصری کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنہون نے مسجدون کو بیکار چھوڑا اور اسباب جمع کرنیکے پیچھے پڑے ابو
الاشہب عطاردی نے کہا اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کیطرف وحی کی کہ اے داؤد تو اپنے یارون کو مزے اور
شہوات کے کہانے سے ڈرا کیونکہ وہ دل کہ شہوات دنیا کے ساتھ معلق ہین انکے معقول مجھسے محجوب ہین اور سب سے پہلی
بات جو مین اپنے بندون مین سے کسی بندے کے ساتھ کرتا ہون جب کہ وہ کسی مزے کو لذات دنیا سے پسند کرتا ہے
وہ یہ ہے کہ مین اسکو اپنی طاعت سے محروم کر دیتا ہون عقبہ بن عامر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ مجھے اپنی امت پر دو باتون کا خوف ہے قرآن اور لبن کا لبن تو یہ ہے کہ بری چیز اور کہونی چیز کے پیچھے لگینگے
اور پیچھے پڑینگے مزون کے اور چھوڑ دینگے نمازون کو اور سو قرآن تو وہ یہ کہ اسکو منافق سیکھکر ایمان والون سے
مجادلہ کرینگے رواه الامام احمد اور غیا کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خسرانا کے ساتھ تفسیر کی ہے اور قتادہ
نے شرا کے ساتھ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا غی ایک دوزخ مین وادی ہے جسکا گہراؤ بعید ہے اور

خبیث الطعم ہے اور ابو عیاض کہتے ہین کہ وہ جہنم مین وادی ہے جسمین پیپ و خون ہے لقمان بن عامر خزاعی کہتے ہین مین ابو امامہ باہلی صدی عجلان کے بیٹے کی پاس آیا اور مینے کہا آپ ہمکو وہ حدیث سنائی جسکو آپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی آپنے کہانا منگایا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تحقیق ایک پتہر جسکا دس اوقیہ وزن ہو دوزخ کے کنارے سے پہینکا جاوے تو اسکے گہراو مین پچاس سال تک نہ پہونچے پہر پہونچے گا غی اور اثام تک ابو امامہ نے کہا مینے کہا اور غی اور اثام کیا ہین آپ نے فرمایا وہ دو کنوئین ہین دوزخ کے اسفل مین جنمین دوزخ والون کی پیپ و خون بہکر جاتے ہین اور ان دونون کو اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی کتاب مین بیان کیا غی کو تو سورہ مریم کی اس آیت مین بیان کیا أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اور اثام کو بیان کیا سورہ فرقان کی اس آیت مین وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا هذا الحديث غريب ورفعه منكر اور إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا یعنے جو شخص ترک صلوٰۃ اور شہوات کے اتباع سے توبہ کرے تو اللہ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اسکا انجام اچھا کرتا ہے اور اسکو جنت نعیم کا وارث کرتا ہے اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا یعنے یہ لوگ جاوینگے بہشت مین اور انکا حق نہ رہیگا کچہہ اور یہ اسواسطے کہ توبہ پہلے گناہون کو نابود کر دیتی ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہے التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ یعنے گناہ سے تائب ویسا ہے جیسے اسنے کبہی گناہ نہ کیا اسی لیے ان اعمال سے توبہ کرنیوالون کے لیے پہلے عمل انکے اس توبہ مین اور ان اعمال مین جو انہون نے توبہ کے بعد کیے کچہہ مضر نہین ہوتے اور اس سورہ مین یہ استثنا ویسا ہی ہے جیسے کہ سورہ فرقان کی اس آیت مین ہے وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا اور وہ جو نہین پکارتے اللہ کے ساتہہ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہان چاہیے اور بدکاری نہین کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ پڑے گناہ مین دونا ہو اسکو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے اسمین خوار ہو کر مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچہہ کام نیک سو انکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہہ بہلائیان اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان فتح البیان کا بیان ختم ہے کہ انبیا مذکورین کے بعد نااہل پیدا ہوئے اہل لغت نے کہا ہے کہ خلف لام کی فتح کے ساتہہ عقب خیر اور صدق کو کہتے ہین اور لام کی کسرہ کے ساتہہ عقب شر اور سوء کو اور ہمنے پہلے آخر سورہ اعراف مین کلام کی اور نااہلون نے نماز کے اوقات کی پابندی نہ کی یہی اکثر کا قول

ہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ ظہر نہ پڑہے یہانتک کہ عصر کا وقت آجاوے اور عصر نہ پڑہے یہانتک کہ مغرب قریب ہو
اور بعض نے کہا اضاعت صلوۃ سے یہ مراد ہے کہ انہون نے نماز کے ساتھہ کفر کیا اور اسکے وجوب سے منکر ہوئے
بعض نے کہا اضاعت صلوۃ یہ ہے کہ انہون نے اسکو وجہ شرع پر ادا نہ کیا اور بعض نے کہا اضاعت صلوۃ یہ ہے
کہ انہون نے نماز کو ترک کر دیا یہود و نصاری کی طرح اور ظاہر یہ ہے کہ جو شخص نماز کے وقت مین تاخیر کرے یا کسی فرض
کو اسکی فرائض مین سے چھوڑ دیوے یا کسی شرط کو اسکے شروط مین سے یا کسی رکن کو اسکے ارکان مین سے کوتاہی کرے
اپنی نماز کو برباد کیا اور اسکو گنوایا اور اسکے عموم کے تحت مین وہ شخص بہی داخل ہے جسنے اسکو ایکبار چھوڑا اور جسنے اس
سے انکار کیا وہ بالاولی داخل ہے یا اسمین اختلاف ہوا ہے کہ یہ آیت کن لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہے
بعض نے کہا یہود کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا نصاری کے حق مین اور بعض نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے امت مین سے ان لوگون کے حق مین جو قیامت کے قریب آوینگے دو پہلے معنون کے سدی قائل ہوئے
ہین اور معنے ثالث کے مجاہد اور مجاہد کے لفظ یہ ہین هُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَتَرَاكَبُوْنَ فِي الطُّرُقِ كَمَا تَرَاكَبُ
الْاَنْعَامُ لَا يَسْتَحْيُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَخَافُوْنَ مِنَ اللّٰهِ فِي السَّمَاءِ یعنے جن لوگون کی اس آیت مین خبر دی گئی
ہے وہ اسی امت محمدیہ مین سے ہونگے رستون مین ایک دوسرے پر ایسا کودینگے جیسے چوپائے لوگون سے شرم نہ
کرینگے اور اللہ سے جو آسمان مین ہے نہ ڈرینگے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا لَيْسَ اِضَاعَتُهَا
تَرْكَهَا وَقَدْ يُضَيِّعُ الْاِنْسَانُ الشَّيْءَ وَلَا يَتْرُكُهُ وَلٰكِنْ اِضَاعَتُهَا اِذَا لَمْ يُصَلِّهَا لِوَقْتِهَا یعنے نماز کا ضائع
کرنا یہ نہین ہے کہ اسکو چھوڑ دیوے اور کبہی انسان کسی چیز کو برباد کر دیتا ہے لیکن اسکو چھوڑتا نہین اسکا ضائع
کرنا یہ ہے کہ اسکو اسکے وقت پر ادا نہ کرے وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ یعنے وہ کام کرینگے جو انکے جی چاہینگے
اور ان محرمات کی مرتکب ہونگے جنکی طرف انکے نفوس جہکین گے جیسے شراب کا پینا اور زنا کرنا فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا
غی لغت والون کے نزدیک برائی کو کہتے ہین جیسے رشاد بہلائی کو اور معنے یہ ہین کہ ایسے لوگ بہلائی نہ پاوین
بلکہ برائی ملیگی اور بعض نے غی کی ضلال کے ساتھہ تفسیر کی ہے اور بعض نے خیبت کے ساتھہ اور بعض نے خسران کے ساتھہ اور
بعض نے ہلاک کے ساتھہ اور بعض نے عذاب کے ساتھہ اور بعض نے کہا وہ جہنم مین ایک وادی ہے جس سے جہنم کی باقی
جنگل پناہ مانگتے ہین وہ زنا کرنے والون اور شراب پینے والون اور جہوٹی گواہی دینے والون اور بیاج کہانیوالون
اور ماں باپ کی نافرمانی کرنیوالون کیلئے بنایا گیا ہے اور بعض نے کہا کلام مین حذف ہے یعنے انکو غی کی جزا ملے گی قالہ الزجاج
اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالی کا قول سورۂ فرقان مین وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا یعنے جزا اثام کی [illegible]

اور حاکم نے نکالا اور حاکم نے اسکو صحیح کہا اور نکالا بیہقی نے بھی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی فرمایا ساٹھ سال کے بعد ناخلف ہونگے جو نماز کو برباد کر دین گے اور مزون کے پیچھے لگینگے پھر وہ ملینگے گمراہی کو بہت کے پیچھے لوگ نااہل ہونگے جو قرآن پڑھینگے لیکن قرآن انکے حلقون سے نہ اُترے گا اور قرآن کو تین قسم کے لوگ پڑھتے ہین مومن اور منافق اور فاجر اور امام احمد اور حاکم نے نکالا اور حاکم نے صحیح کہا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے میری امت [illegible] سے اہل کتاب اور اہل لبن ہلاک ہو جاوینگے مینے عرض کی یا رسول اللہ اہل کتاب سے آپکی کون لوگ مراد ہین فرمایا یہ لوگ ہین جو کتاب سیکھینگے جس سے ایمان والون کے ساتھ مجادلہ کرین مینے کہا اہل لبن کون ہین فرمایا وہ لوگ ہین جو مزون کے پیچھے لگینگے اور نمازون کو گنوا دینگے اور اِلَّا مَنْ تَابَ فَاِنَّ الآیۃ مین استثناء منقطع ہے قالہ الزجاج اور ابو حیان وغیرہ اسطرف گئی ہین کہ یہ استثناء متصل ہے اور آیت کا ظاہر اسی کو مقتضی ہے کیونکہ قتادہ سے مروی ہے کہ یہ آیت اسی امت کے حق مین نازل ہوئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسکو حمل کیا جاوے تغلیظ پر جیسا اللہ نے فرمایا مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا اور اس دلیل کے ساتھ قتادہ کا یہ قول کہ یہ آیت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین اتری ہے عمدہ بن سکتا ہے اور بعضون نے کہا اس استثناء مین دلیل ہے اسپر کہ یہ آیت کفار کے حق مین نازل ہوئی ہے نہ مسلمانون کے حق مین

جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝

باغون مین بسنے کے جنکا وعدہ دیا ہے رحمن نے اپنے بندون کو بن دیکھے بیشک اسکے وعدہ پہنچا سنین گے وہان بک بک سوائے سلام کے اور انکو ہے انکی روزی وہان صبح اور شام وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندون مین جو کوئی ہوگا پرہیزگار **ف** بک بک نہ سنین گے اور سلام علیک کی آواز بلند سنین گے اور یہ جو فرمایا وہ بہشت ہے جو میراث دینگے اس سے مراد میراث آدم علیہ السلام کی کہ پہلے ان کو بہشت ملی ہے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا معنی اور جنات جن مین گناہون سے توبہ کرنے والے جاوینگے وہ باغ ہین دائم کے اور ہمیشہ رہنے کی بخلاف دنیا کے باغون کے جنکا وعدہ دیا ہے رحمن نے اپنے بندون کو بن دیکھے یعنے جنہوں ایمان لائے بسبب اپنے کمال ایمان اور زیادہ ایقان کے ایمان لائے ہین اور یہ جو فرمایا اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا اس مین انکے حصول اور ثبوت اور وہان استقرار کی زیادہ تاکید ہے کیونکہ وہ اپنے وعدہ خلاف نہین کرتا اللہ انکو بدلاتا ہے اور اسکے سب وعدے پوری ہونیوالے ہین اور ماتیا کے معنے یہ ہین کہ بندے اسی کی طرف پہنچنے والے ہین اور بعض نے آتیا

کے آتی ہے۔ ملتبۃ تیر کی ہو اسلیے کہ جو چیز جس سے اس تک آوے تو اسکے پاس آیا عرب کہتے ہین اَتَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ سَنَةً وَ
اَتَيْتُ عَلٰى خَمْسِيْنَ سَنَةً یعنی ان دونو محاورون کا استعمال ایک معنے مین ہوتا ہے اور معنے یہ ہین کہ مجھپر پچاس سال گذری
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا یعنے ان جنات مین بک بک ہوگی اور نہ ایسی بیہودہ باتین جو کچھ معنے نہ رکھتی ہون اور اِلَّا سَلٰمًا مین
استثنا منقطع ہے جیسی اس آیت مین لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا یعنے نہیں سنینگے
وہان بکنا اور نہ جھوٹ لگانا مگر ایک بولنا سلام سلام اور بکرۃ اور عشیا کے یہ معنے ہین کہ ان اوقات کی شکل مین انکے لیے
روزی ہے نہ وہان رات ہے اور نہ دن ہے لیکن وہ ان اوقات مین ہونگے جو ایکدوسرے کے پیچھے آوینگے اور انکے گذر
اور جانے کو اضوا اور انوار کے ساتھ پہچانینگے جیسے امام احمد نے باسناد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوَرُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ
فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِيَتُهُمْ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَ
رَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سَاقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ
وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا یعنے پہلی جماعت جو جنت مین جاویگی انکی
صورتین چودھوین رات کے چاند کیطرح ہونگی وہ جنت مین نہ تھوکینگے اور نہ ناک سنکینگے اور نہ بول براز کرینگے انکی
برتن اور کنگھیان سونے اور چاندی کے ہونگی اور انکی خوشبو الوہ کی خوشبو ہوگی اور انکے پسینہ سے کستوری کی بو آویگی ہر
ایک بہشتی کی ان بہشتیون مین سے دو بیبیان ہونگی جن مین سے ہر ایک کی پنڈلیان کا گودا حسن کے سبب سے گوشت کے باہر سے
نظر آویگا نہ انمین اختلاف ہوگا اور نہ باہمی دشمنی انکے دل جیسے ایک آدمی کے دل اللہ کی پاکی بولینگے صبح و شام
اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث معمر یہ حدیث مین بھی صبح شام سے انکے وقت مراد ہین نہ واقعی صبح اور شام
کیونکہ وہان تو نہ رات ہے اور نہ دن اور امام احمد نے باسناد ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اَلشُّهَدَاءُ عَلٰى بَارِقِ نَهْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِيْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً
وَّعَشِيًّا یعنے شہدا ایک نہر کے کنارے پر ہونگے جو بہشت کے دروازے پر ہوگی ایک سبز قبہ مین انپر انکی روزی صبح اور
شام جنت سے آویگی تفرد بہ احمد من ہذا الوجہ اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے نکالا وَلَهُمْ
رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا کی تفسیر مین کہ اس آیت مین صبح شام سے لیل و نہار کا مقدار مراد ہے یعنی رات اور دن کے اوقات
کی شکل مین ولید بن مسلم نے زہیر بن محمد سے پوچھا اللہ تعالی کے قول وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا تو
فرمایا جنت مین نہ رات ہے اور نہ دن ہی وہ تو ہمیشہ نور مین ہونگے لیکن انکے لیے رات دن کی طرح اوقات ہونگے اسکے

اوقات اور مقدار کو پہچانینگے حجاب کے لٹکانے اور دروازوں کے بند کیے رہنے اور دروازون کے کہلنے کی مقدار کو پہچانینگے پردون کے
اٹھ جانے اور دروازون کے کہل جانے کے ساتھ اور ولید بن مسلم نے حسن بصری سے روایت کیا کہ انہون نے جنت کے دروازون
کا ذکر کیا فرمایا انکا اندر انکے باہر سے نظر آتا ہے (اور باہر اندر سے) اور انکے کہولنے اور بند کرنیکے لیے بہی دو لفظ
ہونگے اِنْفَتِحِیْ اور اِنْغَلِقِیْ اگر کہولنا چاہینگے تو کہینگے اِنْفَتِحِیْ یعنے کہلجا وہ کہلجائیگا اور اگر بند کرنا مقصود
ہوگا تو کہینگے اِنْغَلِقِیْ یعنے بند ہو جا وہ بند ہو جاویگا اور قتادہ سے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَ
عَشِيًّا کی تفسیر مین مروی ہے کہ انہون نے فرمایا وہان دو ساعتین ہین بکرۃ اور عشی نہ وہان رات ہے اور نہ وہان دن ہے
پردہ تو روشنی کی چمک اور حسن وغیرہ کا یہ قول ہے کہ عرب کے نزدیک تنعم وہ ہے کہ صبح اور شام کہاوے اور قرآن مجید انکے
محاورات کے مطابق اترا ہے اور چونکہ صبح شام کا کہانا انکے ہان نعیم مین سے ہے اسلیے فرمایا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً
وَعَشِيًّا یعنے ان کو بہی دونو وقت روزی ملیگی اور یہ غرض نہین ہے کہ وہان رات دن ہوگا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے
عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ غَدَاةٍ مِنْ غَدَوَاتِ الْجَنَّةِ وَكُلُّ الْجَنَّةِ غَدَوَاتٌ
إِلَّا أَنَّهُ يُزَفُّ إِلَى وَلِيِّ اللهِ فِيهَا زَوْجَةٌ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ أَدْنَاهُنَّ الَّتِي خُلِقَتْ مِنَ الزَّعْفَرَانِ یعنے جنت
کی صبحون مین سے کوئی صبح نہین ہے اور جنت کی ساری اوقات صبح کی طرح ہین مگر اس مین اللہ کے دوست کی طرف زفاف
کے لیے ایک بی بی حورعین مین سے دیجاویگی جن مین سے کم درجے کی حورعین وہ ہوگی جو زعفران سے پیدا ہوگی
رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مُنْكَرٌ فرمایا تِلْكَ الْجَنَّةُ الآية جس جنت کی یہ اوصاف ہین
جو ہمنے بیان کیے یہ وہی جنت ہے جسکو میراث مین دینگے اپنے پرہیزگار بندونکو جنہون نے اضطرار مین امر کی اطاعت کی اور غصے کے وقت غصے کو دبا
رکہا اور معاف کرتے رہے اور جو اللہ تعالے نے سورۂ مومنون کے اول مین مومنین کے اوصاف مین فرمایا قَدْ أَفْلَحَ
الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ وَالَّذِينَ هُمْ
لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ
فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ
أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ یعنے کام نکال گئے ایمان والے جو اپنی
نماز مین نوے ہین اور جو نکمی بات پر دہیان نہین کرتے اور جو زکوۃ دیا کرتے ہین اور جو اپنی شہوت کی جگہہ تہامتے
ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتہہ کے مال پر سو انپر نہین الزام پہر جو کوئی ڈہونڈہے اسکے سوا سو وہی ہین حد
سے بڑہنے والے اور جو اپنی امانتون سے اور اپنے قرار سے خبردار ہین اور جو اپنی نمازون سے خبردار ہین وہی

ہمین میراث لینے والی جو میراث پاوینگے باغ ٹھنڈے چھانوں کے وہ اس مین رہ پڑے ہے فتح البیان کا بیان ختم ہوا بعض
مفسرین نے کہا ہے کہ جنت مین نہ صبح ہے نہ شام اور نہ دن ہے اور نہ رات بلکہ وہان چمک ہے یا روشنی اور انکو دنیا کی صبح شام
کے مقدار پر دی ملیگی وہاں قال ابن عباس اور صبح شام کا کہنا عرب کے نزدیک افضل عیش ہے اور بعض نے کہا اس سے
رزق کی مداومت مراد ہے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین حسن اور ابو قلابہ سے روایت کیا انہون نے کہا ایک شخص نے
عرض کی یا رسول اللہ کیا جنت مین رات ہوگی آپ نے فرمایا اور تجھکو یہ کسنے کہا اس نے عرض کی مین اللہ کو سنتا ہون کہ وہ
قرآن مجید مین فرماتا ہے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا اور عرض کیا کہ رات بکرۃ اور عشی سے ہوتی ہے تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہان لیل نہین ہے اور وہ تو ضوء اور نور ہوگا غدو رواح پر وارد ہوگا اور رواح غدو پر انکے پاس
اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب سے ہدایا تحائف نماز کے اوقات مین آوینگے جن وقتون مین وہ دنیا مین نماز پڑھتے تھے
اور انپر فرشتے (آتے جاتے) سلام کہینگے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا یعنے یہ جنت
جسکے احوال کو ہمنے بیان کیا ہم اسکی میراث دینگے اور وہ جنت عطا کرینگے اور ہمانی مین دینگے اور ہمین اتارینگے
انکو جو اہل تقوے ہین جیسے وارث کو اسکے مورث کا مال دیکر پھر نہین لیا جاتا ایسی ہی ہم انکے تقوے کی جزا مین
انپر اس نعمت کو باقی رکھینگے اور وراثت ان الفاظ مین سے اقوی اور احکم لفظ ہے جنکا استعمال تملیک اور استحقاق
مین کیا جاتا ہے اسلیے کہ وراثت مین فسخ کی راہ ہے نہ استرجاع کو اور نہ یہ رد کے ساتھ باطل ہوتا ہے اور نہ اسقاط کے
ساتھ اور بعض نے کہا میراث دیے جاینگے پرہیزگار بہشت مین سے ان مساکن کی جو اہل نار کے لیے بنائے گئے اگر
وہ مطیع ہوتے اور یہ پرہیزگارون کی زیادہ عزت کو واسطے اور اس آیت مین دلیل ہے کہ متقی بہشت مین جاوے گا اور اس
سے یہ نہین نکلتا کہ غیر متقی بہشت مین نہ جاویگا اور اگر یہ امر ہی ثابت ہو جاوے کہ غیر متقی بہشت مین جاویگا تو بھی
حرج کی بات نہین اسلیے کہ صاحب کبیرہ کفر سے متقی ہوتا ہے وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا

وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ○ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ
اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ○ اور ہم نہین اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو ہمارے آگے
اور جو ہمارے پیچھے اور جو اسکے بیچ اور نہین ہے تیرا رب بھولنے والا رب آسمانون کا اور زمین کا اور جو انکے بیچ ہے سو اسکی
بندگی کر اور ٹھیرا رہ اسکی بندگی پر کوئی پہچانتا ہے اسکے نام کا ف ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام کئی روز نہ آئے
جب آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ہر روز کیون نہین آتے تو اللہ تعالی نے یہ کلام سکھایا جبرئیل علیہ السلام
کو کہ جواب مین یون کہو کلام ہے اللہ کا جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے جیسا ایاک نعبد ایاک نستعین ہمکو سکھا

ہمارے آگے پیچھے کہا آسمان زمین کو اترتے ہوئی آسمان اگر زمین سے پیچھے چھٹتے ہوئی تو آگے ہیں پیچھے اور یہ جو فرمایا کوئی ہمچنا ہے تو اسکے نام کا یعنی اللہ کے نام سا اسکی صفت میں یعنی کوئی اسکی صفت کا نہیں انتہی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا امام احمد رحمہ اللہ نے باسنادہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام کے یہ ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا قال فنزلت وما نتنزل الا بامر ربک الآیۃ یعنی ای جبریل اور ہمکو کون منع کرتا ہے کہ آپ ہمارے پاس نسبت پہلے کے زیادہ آیا کریں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا پھر آیت نازل ہوئی وما نتنزل الا بامر ربک الآیۃ انفرد بہ البخاری فرواہ عند تفسیر ھذہ الآیۃ عن ابی نعیم عن عمر بن ذر اور اسکو ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے بھی عمر بن ذر کی حدیث سے روایت کیا اور ان دونوں کی روایت میں حدیث کی آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیا اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (کئی روز) نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا غم لاحق ہوا پھر جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد وما نتنزل الا بامر ربک الآیۃ مجاہد نے کہا جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بارہ روز تک نہ آئے اور بعض نے تھوڑے دن کہا ہے پھر جب آپ آئے تو آپ نے فرمایا اے جبریل آپ نے میرے پاس آنے میں اسقدر دیر کی کہ مشرکوں نے جو خیال کرنا تھا وہ بھی کیا تو یہ آیت اتری وما نتنزل الا بامر ربک الآیۃ مجاہد نے کہا یہ آیت بھی ویسی ہے جیسی ضحی کی آیت یعنی سورۂ ضحی کے نازل ہونے کا بھی یہی سبب تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی دن وحی نہ آئی دل کو ایسا تھوڑا کو لپٹے یہانتک کہ کافروں نے کہا چھوڑ دیا اسکو اسکے رب نے تو سورۂ ضحی نازل ہوئی ضحاک بن مزاحم اور قتادہ اور سدی کا یہی قول ہے کہ آیت جبریل علیہ السلام کے عتاب ہی میں نازل ہوئی اور حکم نے عکرمہ سے نقل کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چالیس روز نہ آئے پھر آئے تو آپ نے اسکو فرمایا آپ نہ آتے اے جبریل یہانتک کہ میں آپکا انکا مشتاق ہوا تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ بلکہ میں آپ کے ملنے کا مشتاق تھا لیکن (کہ میرا چارہ نہ تھا) میں بندہ مامور ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جبریل کو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ جواب دے وما نتنزل الا بامر ربک الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ وھو غریب اور مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فرشتے نہ آئے پھر آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو آپ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا آپ کیوں نہیں آتے اے جبریل جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہم کیونکر آپ کے پاس آئیں اور آپ تو ناخن نہیں تراشتے اور نہ

کی کہ انگلیوں کی گانٹھوں کو پاک نہیں کرتے اور لبیں نہیں لیتے اور مسواک نہیں کرتے پھر یہ آیت پڑھی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ
الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم ایضا اور طبرانی نے اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ جبرئیل علیہ السلام
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ دن نہ آئے (دیر لگائی) تو آپ نے ان سے پوچھا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ہم
ہم کیونکر آویں اور آپ مسواک نہیں کرتے اور ناخن نہیں ترشتے اور لبیں نہیں لیتے اور انگلیوں کی گانٹھوں کو پاک نہیں
کرتے ھکذا رواہ الامام احمد عن ابی الیمان عن اسمٰعیل بن عیاش عن ابن عباس بنحوہ اور امام احمد
نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجلس کو ہمارے لیے آراستہ
کر دو کیونکہ ایک فرشتہ اترنے والا ہے جو زمین پر (اس سے پہلے) کبھی نہیں اترا اور مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا سے دنیا مراد ہے اور مَا
خَلْفَنَا سے آخرت اور مَا بَیْنَ ذٰلِکَ دو نفخوں کے درمیان کا زمانہ ھذا قول ابی العالیۃ وعکرمۃ ومجاہد وسعید
بن جبیر وقتادۃ فی روایۃ عنہما والسدی والربیع بن انس اور بعض نے کہا مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا سے
آخرت مراد ہے اور مَا خَلْفَنَا سے دنیا اور مَا بَیْنَ ذٰلِکَ سے وہ مراد ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان ہے یہ
مروی ہے ابن عباس اور سعید بن جبیر سے ایک روایت میں اور ضحاک اور قتادہ اور ابن جریج اور ثوری سے اور یہی کو ابن جریر
نے اختیار کیا واللہ اعلم وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا کے معنے مجاہد نے یہ بیان کیے کہ تیرا رب تجھ کو بھولا نہیں اور مجاہد سے گزرا
کہ یہ آیت اللہ کے اس قول کی طرح ہے وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی یعنی قسم دھوپ چڑھتے
وقت کی نہ رخصت کیا تجھکو تیرے رب نے نہ بیزار ہوا ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ فَھُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَہٗ فَھُوَ حَرَامٌ وَمَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ عَافِیَۃٌ
فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰہِ عَافِیَتَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ لِیَنْسٰی شَیْئًا جس چیز کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے وہ حلال
ہے اور جس چیز کو حرام کیا ہے وہ حرام ہے اور جس سے سکوت کیا وہ معاف ہے تو تم اللہ کی معافی قبول کرو اس لیے
کہ اللہ تعالیٰ ایسا تو نہیں کہ کوئی چیز بھول جاوے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا
آسمانوں اور زمینوں کا خالق اور رب ہے اور ان میں حاکم ہے اور وہی متصرف ہے اس کے حکم کو کوئی پیچھے ہٹانے والا
نہیں اور سمیا کی تفسیر میں علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ اس کے معنے مثل اور شبیہ
کے ہیں ایسا ہی کہا ہے مجاہد اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن جریج وغیرہم نے اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے نقل کیا کہ ایسا کوئی نہیں ہے جو خدا کے سوا رحمن کے ساتھ نامزد ہو تبارک وتعالیٰ وتقدس اس آیت کی تفسیر
میں فتح البیان کا بیان ختم ہوا یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل کہو کہ ہم کسی وقت نہیں اترتے اے محمد مگر ساتھ حکم

حکم سے اسکی موافق جسکو اسکی حکمت مقتضی ہوتی ہے اور یہ اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبرئیل علیہ السلام نے انہین دیر کی جب یہود نے آپ سے روح کی بابت دریافت کیا اور اصحاب کہف اور ذی القرنین کی بابت تو اللہ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دو فرشتے نہین اترتے مگر اللہ کے حکم کے ساتھہ بعض نے کہا جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چالیس دن نہ آئے اور بعض نے پندرہ دن بتائے اور بعض نے بارہ دن اور بعض نے تین دن اور بعض نے کہا یہ اہل جنان کی طرف سے حکایت ہے کہ جب وہ جنت مین جائینگے تو کہینگے ہم نہین اترتے ان جنان مین مگر اللہ کے حکم سے لیکن پہلے معنے سیاق کے رو سے اولی ہین اور اسمین دو احتمال ہین پہلا احتمال تو یہ ہے کہ ہم آپ پر نازل نہین ہوتے جب تک تیرا رب نزول کی ہمکو اجازت دیوے اور دوسرا احتمال یہ ہے اور نہین نازل ہوتے ہم آپ پر مگر اس رب کے حکم کے ساتھہ جو آپکو حکم کرتا ہے ان چیزون کے ساتھہ جو اسنے آپکو اور آپکی امت کے واسطے مقرر کی ہین اور تنزل کہتے ہین بہت دیر تک اترنے کو کیونکہ یہ تنزیل کا مطاوعہ ہے اور کبھی اسکا اطلاق مطلق نزول پر بھی آتا ہے جیسے تنزیل کا اطلاق انزال پر آجاتا ہے اور بخاری وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا آپ بنسبت جیسے کے زیادہ ہمارے پاس کیون نہین آتے تو یہ آیت نازل ہوئی اور یہ جواب ہے ملائکہ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اس آیت کی تفسیر مین بہت روایتین ہین جو دلالت کرتی ہین کہ یہی سبب ہے آیت کے نزول کا پہر جبرئیل علیہ السلام نے اس امر کی تائید کی جسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور فرمایا اسی کی ہین جہتین اور مکان یا اسی کا ہے زمانہ ماضی اور زمانہ مستقبل اور وہ زمانہ جو ماضی اور مستقبل کے درمیان ہے یا وہ مکان جسمین ہم ہین تو ہم قادر نہین ہین کہ ایک جہت سے دوسری جہت کی طرف یا ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف یا ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ کی طرف انتقال کرین مگر اسکی مراد اور مشیت کے ساتھہ اور بعض نے کہا اسکے لیے ہین دنیا کے وہ امور جو گذر چکے اور اسی کے واسطے ہین آخرت کے وہ امور جو ظاہر ہونگے قالہ سعید بن جبیر اور بعض نے کہا ما بین ایدینا سے مراد زمین ہے جب ہم اتریں اور ما خلفنا سے مراد آسمان اور ما بین ذلک سے مراد وہ چیز جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور بعض نے کہا ما بین ایدینا سے ہماری وہ عمرین مراد ہین جو گذر چکین اور وما خلفنا سے وہ عمر مراد ہین جو باقی ہین اور اسی کے واسطے ہے وہ حالت جسمین ہم ہین اور ان جمیع اقوال کے معنے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ وتعالی وہی ہر چیز کو محیط ہے اسپر کوئی خافیہ مخفی نہین اور نہ اسکی علم سے ذرہ کے برابر کوئی چیز غائب ہے تو ہم اسکے حکم سوا ایک قدم نہین چلتے اور تیرا رب بھی بھولا نہین اور نہ اسنے تجھکو چھوڑا ہے اگر وحی کا آنا متاخر ہوا بعض نے کہا وہ تمام اشیا کا عالم ہے ان مین سے کسی چیز کو نہین بھولتا بعض نے کہا اور تیرا رب ایسا نہین کہ وقت معین پر تیری طرف اپنے رسل کو بھول جاوے وہ سموات اور زمین کا

خالق ہے اور ان اشیا کا خالق ہے جو ان کے درمیان ہیں تو نسیان محال ہے اور یہ بات کیسے متصور ہو سکتی ہے کہ وہ
سیدان میں غفلت کرے اور اسمین دلیل ہے کہ افعال عباد اسکی مخلوق ہین کیونکہ آسمان و زمین کے درمیان ہوتے ہین پھر اللہ تعالی
نے اپنے پیغمبر کو اپنی عبادت کا امر فرمایا اور یہ ثابت ہے کہ ارشاد فرمایا اور فرمایا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ حرف فا فاعبدہ مین سببیت
کے معنی ہے اور جملہ اسکا نہ ہونا اور ہمکا رب العالمین ہونا اسکی عبادت کا موجب ہے اور وَاصْطَبِرْ کو لام کے ساتھ متعدی کیا
گیا باوجود اسکے کہ صبر کا صلہ علی ہوتا ہے تو یہ اسلیے کیا گیا ہے کہ صبر ثابت کے معنی کو متضمن ہے اور هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا استفہام انکاری ہے اور معنی یہ ہین
کہ اسکا کوئی مثل اور نظیر نہین ہے کہ وہ اسکا عبادت مین شریک ہو اور اسکا شریک ہونے کے لائق ہو تو یہ لازم آوے گا کہ عبادت اسکے لیے خالص نہ ہو جب اسکا
کوئی شریک ہوا تو وہی سبحانہ وتعالی مستحق ہوا کہ منفرد بالعبادۃ ہو یہ معنے اسپر مبنی ہین کہ سمی سے مراد شریک فی المسمی
اور بعض نے کہا سمی سے مراد شریک فی الاسم ہے کما ہو الظاہر من لغۃ العرب اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ کوئی
چیز صنم ہو یا غیر صنم اللہ کے ساتھ موسوم نہین ہے یعنی رب السموات والارض کے نام کوئی چیز موسوم نہین ہے اور اسی طرف
ابو سعود کا میلان ہے اور جملہ اسکی ربوبیت عامہ کی علیت کی تاکید ہے جو فا سببیہ سے حاصل ہے کیونکہ عبادت کی تخصیص
اس تعالی شانہ کے ساتھ واجب ہے زجاج نے کہا اس جملہ کے معنے واللہ اعلم یہ ہین کہ بھلا تو کسی کو جانتا ہے جو اسکی صفات
کے ساتھ موصوف ہو سکے اسطرح کہ اسکو خالق کہا جاوے یا قادر کے ساتھ اسکو موسوم کیا جاوے یا عالم ہر شے کا ہو یا مکان
کے ساتھ اسکو مذکور کرین اس تقدیر پر اس تعالی شانہ و عظمتہ کا اسکے تمام اسما میں کوئی شریک نہین ہے کیونکہ اسکا غیر اگرچہ
اسکے کسی وصف کے ساتھ موسوم ہو جاوے پھر بھی اس وصف کی حقیقت اسی کے لیے خاص ہے اور مراد اس علم کی نفی سے
جو استفہام انکاری سے مستفاد ہے اسجگہ معلوم کی نفی ہے اور یہ ابلغ و اکمل ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ
بھی مروی ہے کہ انہون نے فرمایا هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کی تفسیر مین یا محمد تم اسکا مثل کسی کو جانتے ہو صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بھلا تو اسکے معبود کی اولاد جانتا ہے وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ۝ اَوَلَا يَذْكُرُ
الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ
جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ
هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝ اور کہتا ہے آدمی کیا جب مین مرگیا پھر نکلونگا جی کر کیا یاد نہین کرتا آدمی کہ ہمنے اسکو
بنایا پہلے سے اور وہ کچھہ چیز نہ تھا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلاوینگے انکو اور شیطانون کو پھر سامنے لاوینگے گرد دوزخ
کے گھٹنون پر گرے پھر جدا کرینگے ہم ہر فرقے مین سے جونسا ان مین سخت کرتا تھا رحمن سے پھر ہمکو خوب معلوم
ہین جو بہت قابل ہین اس مین پیٹھنے کے ف کہ دوزخ کے گھٹنون پر گرے اعمال بری دیکھکے کہ بس سے گر پڑینگے اور سب پر

جیسے ہی زندہ کیے جائینگے یہی ہوا کہ منکر ہون پر گزرا حافظ ابن کثیر نے لکہا یہ انسان کی تعجب کا بیان ہے اور اسکی استبعاد کہ مستبعد امور
کو اسنے عجب کر رکہا کما قال تعالیٰ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ یعنے اگر تو
اچنبے کی بات چاہے تو عجب ہے انکا کہنا کیا جب ہوگئے ہم مٹی کیا ہم نئے بنینگے وہی ہین جو منکر ہوئے اپنے رب سے اور وہی جنکے
طوق ہین انکی گردنون مین اور وہ ہین دوزخ والے وہ اسمین رہ پڑینگے اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا
هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ
اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اَوَلَيْسَ
الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ
شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنے کیا دیکہتا نہین
آدمی کہ ہمنے اسکو بنایا ایک بوند سے پہر تبہی وہ ہوگیا جہگڑتا بولتا اور بٹہاتا ہے ہم پر کہاوت اور بہول گیا اپنی پیدایش
کہنے لگا کون جلادیگا ہڈیان جب کہوکری ہوگئین تو کہہ انکو جلاویگا جسنے بنایا انکو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے
جسنے بنادی تمکو سبز درخت سے آگ پہر اب تم اُس سے سلگاتے ہو کیا جسنے بنائے آسمان اور زمین نہین سکتا کہ بنادے
ویسے اور کیون نہین اور وہی ہے اصل بنانیوالا سب جانتا اسکا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہے اسکو ہو وہ ہو جاوے
سو پاک ہے وہ ذات جسکے ہاتہہ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کیطرف پہر جاؤگے اور یہان فرمایا وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ
ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا اللہ سبحانہ و تعالیٰ
انسان کے اعادہ پر دلیل لاتا ہے اسکی پہلی بار پیدا کرنے سے کہ اسنے آدمی کو پہلے سے بنایا اور وہ کچہہ چیز نہ تہا کیا اب اسکا پہر
نہین کرسکتا اور سب شے پر قادر ہے کما قال وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنے اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پہر اسکو دوہراویگا اور وہ دوہرانا پہلی
بار بنانے سے آسان ہے اور اسکے واسطی کہاوت سب سے اوپر آسمان اور زمین مین اور وہ زبردست ہے حکمتون والا صحیح مین ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يُكَذِّبَنِي وَآذَانِي
ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يُؤْذِيَنِي أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ
الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ آخِرِهِ وَأَمَّا أَذَاهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ إِنَّ لِي وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ آدم کا بیٹا مجہے جہٹلاتا ہے اور اسکو جہٹلانا چاہیے نہ تہا اور ایذا دیتا ہے
مجہکو آدم کا بیٹا اور سزاوار نہ تہا اسکو کہ مجہکو ایذا دے اسکا مجہکو جہٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے مجہکو اللہ کبہی دوسری بار

پیدا کرے گا جس طرح اس نے مجھکو پہلی بار بنایا حالانکہ پہلی بار بنانا دوسری بار بنانے سے بہتر آسان نہیں ہو (یعنی پہلی بار کام کرنا اکثر
مشکل ہوتا ہے جب پہلی بار بنا ڈالا تو دوسری بار کیا مشکل ہے) اور ایذا مجھکو اسطرح دیتا ہے کہ کہتا ہے خدا کی اولاد ہے
حالانکہ میں اکیلا ہوں بے نیاز ہوں وہ جو نہیں جنا اور نہ جنا گیا اور نہیں ہے اسکا کوئی ہمسر اور برابر ہے اور آیت فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ
وَالشَّيَاطِينَ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نفس کریم کی قسم کہائی ہے کہ وہ ضرور انکو سب کو اٹھا دیگا اور انکے معبودان
باطل کو جنکی وہ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے پھر سامنے لا دیگا انکو دوزخ کے گرد گھٹنوں کے بل گرے عوفی نے ابن عباس رضی
اللہ تعالی عنہما سے جِثِيًّا کی تفسیر قُعُودًا کے ساتھ نقل کی کقولہ تعالی وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً یعنے اور تو دیکھے ہر
فرقے کو اپنے پر بیٹھے ہیں اور سدی نے جِثِيًّا کی قِيَامًا کے ساتھ تفسیر کی یعنے دوزخ کے گرد کھڑے ہونگے اور مرہ نے
بھی ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے ایسا ہی نقل کیا اور شیعت سے آیت میں امت مراد ہے قالہ مجاہد ا ثوری نے علی
بن اقمر سے انہوں نے ابو الاحوص سے اس نے ابن مسعود سے نکالا کہا پہلے پچھلوں کی انتظاری کے لیے روکے جاوینگے یہانتک
کہ وہ سب کے سب جمع ہو جاوینگے اللہ تعالی اُن سب کے پاس آویگا اور اُن میں سے پہلے سب سے زیادہ جرم والے کو دوزخ میں ڈالیگا
پھر اس سے کم جرم والے کو پھر اس سے کم جرم والے کو یہی معنے ہیں اللہ تعالی کے اس قول کے ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ
أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ ہم ہر دین میں سے ان لوگوں کو جو شرارت
میں لوگوں کے مقتدا اور پیشوا تھے نکال لیں گے كذا قال ابن جرير وغير واحد من السلف اور یہ اللہ تعالی کے اس
قول کی طرح ہے حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا
ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا
مِن فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ یعنے جب تک گر چکے اس میں ساری کہا پچھلوں نے پہلوں کو اے
رب ہمارے ہمکو انہیں نے گمراہ کیا سو تو دے انکو دونا عذاب آگ کا فرمایا دونوں کو دونا ہے پر تم نہیں جانتے اور کہا پہلوں نے
پچھلوں کو سو کچھ نہ ہوئی تمکو ہم پر زیادتی سو چکھو عذاب بدلہ اپنا کمائی کا اور ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ سے مراد یہ ہے
کہ وہ سبحانہ وتعالی جانتا ہے انکو جو اسکے عباد سے دوزخ میں داخل ہونیکے مستحق ہیں اور وہاں ہمیشہ رہنے کے
سزاوار اور وہ جانتا ہے انکو جو تضعیف عذاب کے مستحق ہیں جیسے آیت متقدمہ میں فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا
تَعْلَمُونَ فتح البیان کا بیان فرح اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ انسان سے مراد وَيَقُولُ الْإِنسَانُ میں انسان کافر
ہے کیونکہ آیت میں استفہام انکار اور استہزا اور تکذیب کے لیے ہے بعث کے ساتھ ابن جریج نے کہا یہ منکر مات کا قول تھا اللہ
بعض نے کہا ابی بن خلف اور بعض نے کہا ولید بن مغیرہ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور یہ اس قبیل سے ہے کہ

علم ہو کہ اس سے خاص مراد ابی ہے اور بعض نے کہا کہ انسان مین حرف تعریف جنس انسان کے لیے ہے اگرچہ قول شنیع جنس انسان مین
سے کافرون ہی کا ہے تو کبھی جماعت کیطرف ایکبات مضاف و منسوب ہو جاتی ہے اگر ان مین سے ایکے ساتھ ایک فرد قائم
ہو بہر کیف بہر صورت انسان کا لفظ مضمون کو شامل نہین ہے اور وہ مقام تفصیر یہ ہے کہ مین قبر سے زندہ کر کے نکالا جاؤنگا
جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہین اور استفہام معنے مین نفی کی ہے یعنی مین مرنیکے پیچھے زندہ نہ ہونگا اور حیا حال
مؤکدہ ہے کیونکہ اسکی قبر مین نکلنے کے لوازمات مین سے ہے اسکا زندہ ہونا اور یہ حیا اس آیت مین ویسی ہی حال ہے جیسے کہ
یوم ابعث حیا مین اولا یذکر الانسان انا خلقناہ مین ہمزہ انکار توبیخ کے لیے ہے اور واو جملہ کے عطف کے لیے
ہے دوسرے جملہ پر جو مقدر ہے یعنے یہ کہتا ہے اور یاد نہین کرتا کہ ہمنے اسکو بنایا آخر تک و ذکر سے آیت مین مراد فکر ہے
یعنے یہ جاحد و منکر بعث اپنی اول پیدایش مین سوچتا نہین تاکہ ابتدا مین سوجہنے کے ساتھ اعادہ پر مستدل ہو اور ابتدا اعادہ
سے عجب اور اغرب ہوتا ہے کیونکہ پہلی بار بنانا وہ ہی مخلوقات کا نکالنا ہے عدم سے وجود کیطرف ابتداءً اور اختراعاً جس
سے پہلے ایسی کوئی چیز نہین جسکی طرح اور جسکی مثل اسکو بنایا جاوے اور دوسری بار بنانے سے پہلی تو نشاۃ اولی ہو چکی
جو اس نشاۃ اخرے کے لیے مثال کے قائم مقام ہو سکتی ہے ولم یک شیئا یعنے حال تو یہ ہے کہ انسان اپنی بعثت سے
پہلے شیئا من الاشیاء نہ تہا اب اعادہ موجود شئے کا سہل و یسیر ہے جب اللہ سبحانہ و تعالی نے وہ حجت بیان کی جسکے بارے
مین عقلاء کا اجماع ہے کہ بعث کے مقدمے مین کوئی حجت و دلیل اس دلیل سے اقوی نہین ہے اسکی تاکید کی اپنے نفس
منزہ کی قسم کہا کر اور اسکو اپنے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کیطرف مضاف کر کے اپنے رسول کی تشریف و تعظیم کے لیے یا اسلیے
کہ عادت جاری ہے کہ خبر کی قسم کے ساتھ تاکید کیا کرتے ہین فرمایا فوربک الآیہ یعنے ہم ان کو انکی قبرون سے ویسے ہی زندہ
کر کے نکالینگے جیسے یہ دنیا مین زندہ تھے اور پہر اخراج کے بعد انکو حشر کیطرف ہانکینگے مع شیطانون کے اور معنے
یہ ہین کہ ان منکرین بعث کو اللہ سبحانہ و تعالی ان شیطانون کے ساتھ اٹہاویگا جنہون نے انکو بہکایا اور گمراہ کیا ایک
ہی سلسلہ مین اور یہ معنے الانسان مین حرف تعریف کے عہد کے لیے بنانے پر تو ظاہر ہین اور وہ انسان کافر ہے اور
جس صورت مین حرف تعریف جنس کے لیے ہو تو اسلیے کہ جنس انسان مین یہ موجود ہین جب سب اپنی ضلالت و غوایت
کے سبب اپنے گمراہ کرنے والون اور بہکانے والون کے ساتھ اٹہینگے ثم لنحضرنہم حول جہنم جثیا پہر ہم انکو دوزخ
گرداگرد اسمین داخل کرنے سے پہلے حاضر کرینگے گھٹنون کے بل موقف کی دہشت اور حساب کی خشیت مارے [illegible]
بیٹھینگے یا اہل موقف کی شان سے ہو گھٹنون کے بل بیٹھنا کما فی قولہ تعالی وتری کل امۃ جاثیۃ اور بعض
نے کہا جثیا سے جماعات مراد ہین اور یہ جمع ہے جثوۃ کی اور جثوت کہتے ہین اس چیز کو جو مٹی اور پتہر سے جمع کیا جاوے

اور آیت ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ الآیۃ مین اشد کے ذکر مین تنبیہ ہے اسپر کہ وہ تعالے شانہٗ بہت گنہگارون کو معاف کر دیتا ہے اور اگر اس آیت کو کفار ہی کے ساتھ مخصوص کیا جاوی تو مراد یہ ہے کہ وہ تعالی کفار کے طوائف سے بڑی سرکشون کو ممتاز کریگا اور علے الترتیب انکو دوزخ مین ڈالیگا مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے میری خاطر فاتر مین ٹک ہے واللہ اعلم وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالی ہر ستین سے کفار کو جدا کرینگے اور پہر انکو دوزخ مین پہینکینگے اور پر اللہ سبحانہ کا یہ قول دلیل ہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ یعنے اور تم الگ ہو جاؤ آج اے گنہگارو وَإِنْ

مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا

جِثِيًّا ۝ اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچے گا اسپر ہو چکا تیرے رب پر ضرور مقرر پہر بچا دینگے ہم اونکو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگارون کو اسی مین اوندہے گرے **ف** بہشت کو راہ نہین مگر دوزخ کے منہ مین دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اسکا دنیا سے بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار ایمان والے اسپر سے سلامت گذر جاوینگے اور گنہگار گر پڑینگے پہر موافق عمل بعد کتنی روز کے نکلینگے شفاعت سے اور ارحم الراحمین کی مہر سے جسنے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلینگے اور کافر رہجاوینگے پہر اسکا منہ بند ہوگا انتہے انی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا امام احمد نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب نے کہا حدیث بیان کی ہمسے خالد بن سلیمان نے اسنے کثیر بن زیاد برسانی سے انہی ابو سمیہ سے کہا ہمنے ورود کے معنے مین اختلاف کیا (جسکا آیت وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا الآیۃ مین بیان ہے) تو ہم مین سے بعض نے کہا دوزخ مین مومن داخل نہونگے اور بعض نے کہا مومن کافر سب دوزخ مین جاوینگے پہر اللہ بچاویگا انکو جو ڈرتے رہے ابو سمیہ کہتے ہین پہر مین جابر بن عبد اللہ کو ملا اور مینے کہا ہمنے ورود کے معنے مین اختلاف کیا (جسکا آیت وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا مین بیان ہے) تو جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا دوزخ مین سبہی پہنچینگے امام احمد رہ نے فرمایا اور ایکبار میرے اسناد سلیمان سے کہا دوزخ مین سب داخل ہونگے اور جابر نے اپنی دونو کانون کی طرف دونو انگلیون کو جہکایا اور فرمایا یہ دونو بہرے ہو جاوین اگر مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسنا ہو فرماتے تہے نہ باقی رہے گا نیک اور نہ بد مگر دوزخ مین جاویگا تو دوزخ (کی آگ) مومن پر ٹہنڈک اور سلامتی ہو جاویگی جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تہی یہانتک کہ آگ انکی ٹہنڈک سے شور کریگی پہر اللہ تعالی نکالیگا انکو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیگا گنہگارون کو اسی مین اوندہے گرے عبد بن حمید وَلَمْ يُخْرِجُوهُ اور حسن بن عرفہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے مروان بن معاویہ نے بکار بن ابی مروان سے انہون نے خالد بن معدان سے کہا جنت والے جنت مین داخل ہوکر کہینگے کیا ہمارے ساتھ اللہ تعالے نے دوزخ مین وارد کرنے کا وعدہ نہ کیا تہا جواب ملیگا تم

سے کندے اور وہ بھی نبی تہی اور عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے روایت کیا انہون نے اسمعیل بن ابی خالد سے انہون
نے قیس بن ابی حازم سے کہا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنا سر اپنی عورت کی گود مین رکہا ہوا تہا پہر رویا اور وہ بہی
روئی عبد اللہ نے کہا تو کیون روئی کس چیز نے تجہے رلایا بولی دیکہا مینے آپ کو کہ آپ رو رہے ہین مین بہی رونے لگی
عبد اللہ بن رواحہ نے کہا مینے یاد کیا اللہ تعالی کا قول وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا پہر مین نہین جانتا کہ ہم اس سے
نجات پا وینگے یا نہین اور ایک روایت مین ہے کہ آپ بیمار تہے اور ابن جریر نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو کریب نے انہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن یمان نے مالک بن مغول سے انہون نے ابو اسحق سے کہا ابو میسرہ جب اپنے بستر پر جاتے تو فرماتے کاش میری ماں مجہے نہ جنتی پہر
روتے تو کسی نے پوچہا اے ابو میسرہ کیون روتے ہو بولے ہم خبر دیے گئے ہین (قرآن کی آیت وان منکم الا واردہا الایہ مین) کہ
ہم دوزخ مین جا وینگے اور ہمین معلوم نہین کہ ہم اس سے نکلین گے یا نہین اور عبد اللہ بن مبارک نے حسن بصری سے
روایت کیا کہا ایک آدمی نے اپنے بہائی کو کہا تجہے یہ خبر پہونچی ہے یا نہین کہ تو دوزخ مین جانے والا ہے وہ
بولا ہان پہر اسنے پوچہا کہ تجہے یہ خبر پہونچی ہے کہ تو اس سے نکلے گا بولا نہین وہ بولا پہر ہنسنے کے کیا معنے
مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے شاید اسنے اسکو ہنستے دیکہکر یہ کہا ہوگا (حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہین پہر وہ شخص مرتے
دم تک نہ ہنسا ابن عباس رضی اللہ عنہما نافع بن ازرق سے جہگڑے اور فرمایا ورود (جسکا قرآن کی آیت الا واردہا مین
بیان ہے) کے معنے داخل ہونے کے ہین نافع بولا ورود کے معنی دخول کے نہین ہین تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے
استشہادا یہ پڑہا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ یعنے ای کافرو تم اور جو چیز
تم پوجتے ہو اللہ کے سوا جو کچہ ہے دوزخ مین تمکو پہونچنا ہے یہ آیت پڑہکر فرمایا وَرَدُوْا اَمْ لَا یعنے کفار اور
انکے معبودان باطل دوزخ مین گئے یا نہ پہر یہ آیت پڑہی يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ
الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ یعنے آگے ہوگا فرعون اپنی قوم کے قیامت کے دن پہر پہونچا دیگا انکو آگ پر اور برا گہاٹ ہے جسپر پہنچے
اور یہ آیت پڑہکر پوچہا فرعون دوزخ مین داخل ہوگا یا نہ اور فرمایا مین بہی اور تو بہی دوزخ مین جا وینگے اب دیکہو ہم اس سے
نکلتے ہین یا نہین اور مین نہین خیال کرتا اللہ کو کہ تجہے نکالے اس سے کیونکہ تو اسکی تکذیب کرتا ہے تو نافع
ہنسا اور ابن جریر نے عطا سے روایت کیا کہ نافع بن ازرق ابو راشد حروری بولا اللہ تو فرماتا ہے لَا يَسْمَعُوْنَ
حَسِيْسَهَا یعنے نہین سنین گے اسکی آہٹ سو ورود کے معنے دخول کے کیسے ہو سکتے ہین تو ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما نے فرمایا افسوس تو دیوانہ ہی کہان گیا اللہ کا فرمانا يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ اور کہان گیا
اللہ تعالی کا فرمانا وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا اور فرمایا فَلَانْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اللہ کی قسم انکی دعا یہ تہی

جب وہ اسمین سے گذرتے ہونگے اللّٰھُمَّ نَجِّنِیْ مِنَ النَّارِ سَالِمًا وَاَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ غَانِمًا یا اللہ مجھکو دوزخ سے سلامت
نکال اور داخل کر مجھے جنت مین باغنیمت مجاہد کہتے ہین مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس تہا آپکے پاس ایک شخص آیا
جسکو ابو راشد کہتے تہے اور نافع بن ازرق حروری تہا اور بولا اے ابن عباس بہلا بتلا تو اللہ تعالی نے جو فرمایا ہے وَاِنْ
مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا اسکا کیا معنے ہین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا مین اور تو
اے ابو راشد دوزخ مین جاوینگے پہر دیکہنا ہم اس سے نکلتے ہین یا نہین اور عبد اللہ بن سائب نے اس شخص سے روایت کیا جس نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے سنا کہ آپ اس آیت کو اس طرح پڑہتے تہے وَاِنْ مِّنْھُمْ اِلَّا وَارِدُھَا یعنے کفار مین سے کوئی نہین ہے مگر
سب اسمین جاوینگے اور اسی طرح ولید بن مسلم نے روایت کیا کہ انہون نے عکرمہ سے ایسا ہی پڑہتے سنا وَاِنْ مِّنْھُمْ اِلَّا وَارِدُھَا
اور عکرمہ نے کہا اس سے مراد ظالم ہین رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اگر یہ قراءت صحیح ہو جاوے
تو ہمارا کچہہ چارہ نہین سوا تسلیم کے ورنہ سیاق سباق اس سے آبی ہے اگر واردین کفار ہین تو پہر ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا
الآیۃ کے کیا معنے ہونگے اور خود مرفوع روایت اسکا انکار کر رہی ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کی تفسیر مین فرمایا سب لوگ اسمین جاوینگے پہر اپنے اعمال کے
مطابق اسمین سے نکلینگے اسکو ترمذی نے بہی مرفوعا روایت کیا اور مرہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ انہون
نے فرمایا سب لوگ صراط پر وارد ہونگے اور انکا وارد ہونا دوزخ کے گرد کہڑا ہونا ہے پہر صراط پر سے اپنے عملون کے مطابق پار
ہونگے تو کوئی ان مین بجلی کی طرح گذر جاویگا اور کوئی ہوا کی طرح اور کوئی پرند کیطرح اور کوئی تیز رو گہوڑے کیطرح اور کوئی تیز
رو اونٹ کیطرح اور کوئی اسطرح گذر جاویگا جیسے آدمی دوڑتا ہے یہانتک کہ اخیر ان کا گذرنے مین وہ آدمی ہوگا جسکا نور
ایمان اسکے پاؤن کے انگوٹہون پر ہوگا جسکو صراط روکیگی اور صراط پہسلنی جاے ہے اور اسپر کانٹے ہین جیسے جہاڑ
کے کانٹے اور اسکے دونو کنارونپر فرشتے ہین جنکے ساتہ آگ کے آنکڑے ہونگے جنکے ساتہ ساتہ وہ لوگون کو اچکینگے
اور پوری حدیث بیان کی رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور ابن جریر نے اپنی اسناد سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے
اللہ تعالی کے قول وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کی تفسیر مین روایت کیا فرمایا دوزخ کے منہ پر صراط تیز تلوار کیطرح ہوگی
تو پہلی جماعت بجلی کیطرح گذر جاویگی اور دوسری جماعت ہوا کی طرح اور تیسری جماعت تیز رفتار گہوڑے کی طرح اور
چوتہی جماعت تیز رو چارپاؤن کیطرح پہر گذرتے جاوینگے اور فرشتے کہتے ہونگے اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنے یا اللہ بچائیو
بچائیو اور اسکے شواہد مین صحیحین وغیرہما مین انس اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور جابر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حدیثون
سے نار مین ورود کا ذکر ہوا اور کعب احبار نے کہا تمام لوگون کو اسطرح ٹہہرائیگی جیسے وہ انکی پشت ہے اور ہم

خلائق کے اقوام شہر جاوینگے نیک اسد جب ہر ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ اے دوزخ تو اپنے اصحاب کو پکڑ
اور میرے اصحاب کو چھوڑ دے تو وہ اپنے ہر ولی اور صاحب کو ایسے ہی وہ ساگی جسکو وہ اس سے بھی زیادہ پہچانتی ہے جیسے
انکی اپنی اولاد کو پہچانتا ہے اور مومن (دوزخ سے) برآمد ہونگے حالانکہ انکے کپڑے تر ہونگے کہا کعب نے کہا دوزخ کے
چوکیدار ان میں سے ہر ایک چوکیدار کے دو کندھے ہونگے درمیان کا فاصلہ ایک سال کی مسافت جتنا ہوگا ان میں سے
ہر ایک کے ساتھ ایک عمود ہوگا جسکی دو شاخیں ہونگی جنکے ساتھ وہ دوزخ والوں کو دھکیلے گا انکے ایک بار دھکیلنے کے
ساتھ سات سات لاکھ دوزخی بیہوش ہو جاوینگے رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ بِاِسْنَادِہٖ اِلٰی کَعْبٍ ام المومنین حفصہ رضی
اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ نہ داخل ہونگے دوزخ میں انشاء اللہ
وہ لوگ جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے ہیں ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ کیا اللہ تعالی نے نہیں فرمایا وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا ثُمَّ نُنَجِّی
الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادِہٖ ام مبشر زید بن حارثہ کی بی بی سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے تو فرمایا نہ داخل
ہوگا آگ میں کوئی شخص بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں سے حفصہ نے کہا کیا اللہ نے نہیں فرمایا وَاِنْ مِّنْکُمْ
اِلَّا وَارِدُھَا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الآیۃ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کی اولاد میں سے تین بچے مر جاویں (اور وہ انکے مرنے پر
صبر کرے اور جزع فزع نہ کرے) تو اسکو آگ (دوزخ کی) نہیں چھوئیگی مگر قسم کے کھولنے کے لیے (وہ دوزخ پر سے
پار کیا جاویگا) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ مِنْ حَدِیْثِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ھٰکَذَا رَوَاہُ عَبْدُ
الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَکَذَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ
عَنْ زَمْعَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعا مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب میں سے کسی کی بیمار پرسی کے واسطے برآمد ہوئے جسکو بخار ہو گیا اور میں ایکے ساتھ
تھا پس فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے یہ میری آگ ہے میں اسکو مسلط کرتا ہوں اپنے بندہ مومن پر تاکہ اسکا آگ کا حصہ جو
اسکو آخرت میں پہنچتا تھا (ورود کے وقت) یہاں ہی مل جاوے رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ بِاِسْنَادِہٖ وَھُوَ غَرِیْبٌ وَلَمْ
یُخَرِّجُوْہُ مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ مجاہد نے کہا بخار ہر مسلمان کا آگ سے حصہ ہے جو اسکو (ورود کے وقت پہنچنا تھا پھر
مجاہد نے استشہاد آیت پڑھی وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا معاذ بن انس سے مرفوعا مروی ہے کہ جس نے دس بار سورۂ

اخلاص کو ختم کیا اسکے واسطے بہشت مین محل بنتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اب تو ہم (اس مبارک سورت
کی قرأت سے) اکثر محل لین گے تاکہ ہمارے لیے بہت سے قصور ہون بہشت مین) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اللہ کا فضل کم نہ ہوگا یہ کچھ بڑی بات نہین ہے اسکا مرتبہ کہین اس سے بڑھکر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جسنے ہزار آیت اللہ کی راہ مین پڑھی لکھا گیا کہ وہ قیامت کے دن پیغمبرون اور سچون اور شہدا اور صالحین کے ساتھ ہو
اور کیسا اچھا ساتھ ہے ان لوگون کا انشاء اللہ تعالی اور اللہ کے ذکر کا ثواب اللہ کی راہ مین خرچ کرنیکے ثواب سے زیادہ
سات سو گنا ہوجاتا ہے اور ایک روایت مین ہے سات لاکھ گنا زیادہ ہوتا ہے سہل بن سعد ساعدی اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز اور روزے اور ذکر کا ثواب نفقہ پر سات سو گنا زیادہ
بڑھ جاتا ہے اور قتادہ نے کہا وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کی تفسیر مین کہ اس آیت مین ورود سے دوزخ پر سے گذرنا مراد ہے اور عبد
الرحمن بن زید بن اسلم کا اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ انہون نے فرمایا مسلمانون کا ورود تو ان کا اس صراط پر سے
گذر جانا ہے جو دوزخ کی پیٹھ پر ہوگی اور مشرکون کا ورود یہ ہے کہ وہ آگ مین پہنچین گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا پل صراط والی مرد اور عورتین اس دن بہت ہونگی اور جب گذرینگے اسدن فرشتون کی جماعتون نے احاطہ کیا ہوگا جنکی دعا
یہ ہوگی یَا اللهُ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنے اے خدا بچا یو بچا یو اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے حَتْمًا مَّقْضِيًّا کی قسمًا واجبًا
کے ساتھ تفسیر کی اور مجاہد نے حتمًا کی تفسیر قضاء کے ساتھ کی کذا قال ابن جریر پھر مخلوق آگ پر سے گذر جاویگی اور دوزخ
مین جنکو ساقط ہونا ہوگا گر پڑینگے اور گنہگارون سے گر پڑین گے بچا دے گا اللہ تعالی پرہیزگارون کو جو اس
سے ڈرتے تھے انکے اعمال کے موافق ان کا صراط پر گذرنا انکے اعمال کے موافق ہوگا جو انہون نے دنیا مین کیے پھر
مومنین مین سے اصحاب کبائر کی سفارش کرینگے فرشتے اور پیغمبر اور مومن اور بہت مخلوق کو دوزخ مین سے باہر نکالینگے
جنکو آگ نے کھا لیا ہوگا مگر انکے وجوہ مین سے مواضع سجود پھر بسبب اپنے اعمال کے دوزخ مین سے نکالے جاوینگے
جنکے دل مین دینار کے برابر ایمان ہوگا انکو پہلے نکالا جاویگا پھر انکو جنکے دل مین دینار سے کم ایمان ہوگا پھر انکو
جنکا ایمان اس سے کم ہوگا پھر اللہ سبحانہ وتعالی آگ سے اس شخص کو نکالینگے جسنے اپنی ساری عمر مین ایک بار لا الہ الا اللہ کہا
اور کوئی بھلائی نہین کی اور آگ مین وہی رہ جاوینگے جنپر خلود واجب ہوچکا اور احادیث صحیحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے شاہد ناطق ہین اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا فتح البیان مین
صحیح یہ ہے کہ آیت وَاِنْ مِّنْكُمْ مین خطاب سب ناس کو ہے سوا انبیاء کے یا انسان مکلف کو خطاب ہے اس صورت مین التفات ہوگا
اور بعض نے کہا اس آیت مین کفار مخاطب ہین اور بعض نے وَاِنْ مِّنْكُمْ کو وَاِنْ مِّنْهُمْ پڑھا ہے ان آیات کی مناسبت کے

یہ جو اس سے پہلے ہیں کیونکہ وہ کفار کے حق میں ہیں ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ لیکن انکے نزدیک معنی یہ ہیں کہ مخاطب عام جہان ہے اور معنے یہ ہیں تم میں سے کوئی نہیں نہ مسلمان نہ کافر مگر اسمیں داخل ہوگا اور وَارِدُهَا کی ضمیر میں اختلاف ہے تو بعض نے کہا نار کی طرف راجع ہے اور بعض نے اسکا مرجع یوم القیامۃ بتایا لیکن اول معنے اولی ہیں اب اس ورود کے معنی میں اختلاف ہوا ہے تو بعض نے کہا ورود کے آیت میں دوزخ میں داخل ہونا مراد ہے اور اسپر اللہ تعالی کا یہ قول پیش کیا لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنے اگر ہوتے یہ لوگ معبود نہ پہنچتے اس میں اور سارے اس میں پڑے رہینگے لیکن یہہ دخول کفار سے ہی مختص ہوگا قرات ان منہم کی دلیل سے اور قرات مشہور التفات پر محمول ہوگی جس میں سے انبیا اور مرسل مستثنے ہونگے اور مسلمانون پر برد و سلام ہوجاویگی جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوگئی تہی اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ ورود سے صراط پر گذرنا مراد ہے کیونکہ صراط دوزخ کے منہ پر بچہائی ہوئی ہوگی اہل جنت دوزخ سے بچ جاوینگے اور اہل نار میں گر پڑینگے اور اس صورت میں انبیا اور مرسلین کے مستثنے کرنیکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ صراط پر سے جمیع خلق کا گذر ہوگا اور بعض نے کہا ورود کے معنے داخل ہونا نہیں ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے تو کہے وَرَدْتُ الْبَصْرَةَ وَلَمْ اَدْخُلْهَا میں بصرہ کو گیا لیکن اسمیں داخل نہوا اور بہت عالمون نے اس ورود کی تحقیق میں توقف کیا اور اسکو اپنے ظاہر پر حمل کیا ہے اور یہ جو اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ یعنے جنکو آگے ٹہیر چکی ہماری طرف سے نیکی وہ اس سے دور رہینگے تو اسکا انہون نے یہ جواب دیا ہے کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ وہ اسکے عذاب سے دور رہینگے اسلیے جو شخص اسمیں گیا اور اسکو معلوم ہی نہیں ورنہ اسکو اس سے کسی قسم کی کوئی تکلیف محسوس ہوئی اور نہ یہ معلوم ہوا تو وہ اس سے دور پڑا ہے اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ ورود سے مراد اشراف اور اطلاع ہے اور یہ اسلیے کہ وہ موضع حساب میں حاضر ہونگے جو جہنم کے قریب میں تو وہ دوزخ کو دیکہیں گے حساب کی حالت میں پہر اللہ تعالی انکو اس کو بچادیگا اس سے جسکی طرف اونہون نے دیکہا اور انکا مآل کار جنت ہوگا کما سیاتی اور اس امر کی دلیل کہ ورود سے مراد دخول نہیں ہے اللہ تعالی کا یہ قول ہے وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ یعنے جب مدین کے پانی پر پہونچا کیونکہ اس سے یہ مراد ہے کہ اس نے مدین کا پانی دیکہا نہ یہ کہ اسمین داخل ہوا اور مخفی نہیں ہے کہ ورود سے مراد مرور لینا صراط پر یا یہ مراد لینا کہ جہنم میں وارد ہونگے اس حالت میں کہ دوزخ کی آگ بجہی ہوگی اس میں کتاب و سنت کے اولہ کے درمیان جمع ہے اور سزاوار بھی یہی ہے کہ اس آیت کو انہی معنون پر حمل کیا جاوے کیونکہ جمع حاصل ہوجاتی ہے اور ورود کے حمل کرنیکے ساتہ دخول کے پر باوجود اسکے کہ دوزخ میں جانیوالے اسکے عذاب سے مبعد ہونگے یا اسکے حمل کرنیکے ساتہ معنی پر صراط کے اور جو دوزخ کے منہ پر منصوب ہوگی پہر وہی ابو سمیہ کی حدیث بیان کی جو اوپر ابن کثیر سے مذکور ہوئی اور ابو سمیہ کی حدیث کو

ابو عمرو نے کتاب التمہید میں بسند کیا اس حدیث کے رد میں ورود دخول پر ہی محمول ہے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور خالد بن معدان اور ابن جریج وغیرہم کا اور حدیث میں ہے کہ دوزخ مومن کو کہیگی جز یا مومن فقد اطفا نورک لہبی یعنی اے مومن پار ہو جا تیرے نور نے میری لاٹ کو بجھا دیا اور پہر وہی ابو راشد نافع بن ازرق حروری کا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھہ مناظرہ بیان کیا جو ابن کثیر سے مذکور ہوا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے آیت وان منکم الآیہ کو اسطرح پڑھا فان منکم الا داخلہا یعنی واردہا کی جگہہ داخلہا پڑھا اور انہی سے مروی ہے کہ اسکے ورود سے صراط پر مرور مراد ہے اور صحابہ میں سے ایک مرد نے دوسرے شخص سے کہا تو ورود کا یقین کرتا ہے اونہوں نے فرمایا ہان فرمایا اور تو جانتا ہے کہ پہر تو دوزخ سے نکلے گا انہوں نے عرض کی کہ مجہے معلوم نہیں فرمایا پہر کاہے کو ہنسنا اور کیون بے جہل ہونا اور احادیث اس آیت کی تفسیر میں بہت آئی ہیں اور رہا مومنون کے آگ میں جانیکا فائدہ باوجودیکہ انکو اسمین تکلیف ہو گی تو اسمین وجوہ ہیں ایک یہ کہ جب وہ اس سے خلاص ہونگے تو سرور میں زیادہ ہونگے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دوزخ میں اہل نار کو زیادہ حسرت ہو جب وہ مومنین کو اس سے نکلتا دیکھیں اور وہ اس میں پڑے رہیں تیسری وجہ یہ کہ جب مومنین کفار کو عذاب میں مشاہدہ کرینگے تو یہ انکے نعیم جنت کے ساتھہ زیادہ التذاذ کا موجب و باعث ہوگا اور ہم صریحا یون نہیں کہہ سکتے ادبا کہ انبیا بہی نار میں داخل ہونگے لیکن یہہ تو کہتے ہیں کہ ساری مخلوق اسمین وارد ہو گی جیسی اسپر احادیث دلالت کرتی ہیں صلحاء تو اپنے جرائم کی شامت سے اسمین جاوینگے اور اولیاء اور سعداء انکی سفارش وشفاعت کے لیے پس ان دونوں کے داخل ہونیکے درمیان بڑا فرق ہے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ یہ مخلوق کا ورود بر امر محتوم لازم ہے جسکا ہونا لابد ہے اور اسکی حکمت کے موافق اسکا ہونا ضروری ہے کسی غیر کا اسپر ایجاب نہیں ہے اشاعرہ کا قول ہے کہ یہ واجب کیطرح ہے ایسی کہ خلف کا راہ پانا اسکی طرف مستحیل ہے اور معتزلہ نے اس آیت سے دلیل لی ہے اسپر کہ عقاب اللہ پر واجب ہے اور صاحب کبیرہ دوزخ میں ہمیشہ رہیگا اور اسی طرح فاسق بہی مخلد فی النار ہے اور دلیل یہ کہ اللہ تعالی نے بیان کیا کہ سب اسمین جاوینگے پہر بیان کی صفت نجات پانیوالون کی اور وہ متقین ہیں اور فاسق متقی نہیں ہوتا تو وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیگا اور اسکا جواب یون دیا گیا ہے کہ متقی وہ ہے جو شرک سے بچے اور صاحب کبیرہ شرک سے بچتا ہے تو واجب ہے کہ صاحب کبیرہ آگ سے نکلے آیت ثم ننجی الذین اتقوا کے عموم کے سبب جس آیت کو انہون نے اپنی دلیل بنایا ہے وہ انکے قول کے فساد کی بڑی قوی اور محکم دلیل ہے کہ یہ امر من حیث البحث ہے لورودہا من حیث النعم

تو بہت احادیث مومن موحد کے نار سے نکلنے میں [illegible] ہیں جو مشہور معروف ہیں واذا تتلی علیہم

اٰیٰتنا بینٰت قال الذین کفروا للذین اٰمنوا ای الفریقین خیر مقاما واحسن ندیا ○ وکم

اھلکنا قبلھم من قرن ھم احسن اثاثا و رئیا ۝ اور جب سنائی انکو ہماری آیتین کہلی کہتے ہین جو لوگ منکر
ہین ایمان والون کو دونو فرقون مین کسکا مکان بہتر ہے اور اچھی لگتی ہے مجلس اور کتنی کہپا چکے ہم پہلے انسے سنگتین
وہ انسے بہتر تھے اسباب مین اور نمود مین ف اور کسکی اچھی لگتی ہے مجلس یعنے دنیا کی رونق مین مقابلہ دیتے ہین
حافظ عماد الدین ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ و تعالی کفار سے خبر دیتا ہے کہ جب انپر پڑھی جاتی ہین اللہ کی آیتین ظاہر
الدلالۃ بینۃ الحجۃ واضحۃ البرہان وہ اس سے لوگون کو روکتے ہین اور خود بہی اعراض کرتے ہین اور فخر کرکر مومنون
کو کہتے ہین اور اہل باطل دین کی صحت پر منہ پہیر کے ہوئے دلیل لاتے ہین کہ ہمارے مکانات اچھے ہین اور ہماری
کچہری اچھی لگتی ہے اور کہتے ہین جب ہم دنیا مین ایسے آسودہ حال ہین تو ہم کیونکر باطل پر ہونگے اور یہ چھوٹی سی
جماعت جو ارقم بن ابی الارقم کے گہر مین مخفی اور مستتر رہتی ہے یہ کیونکر حق پر ہوگی دوسری آیت مین انکی طرف سے
اللہ تعالی خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے وقال الذین کفروا للذین امنوا لو کان خیرا ما سبقونا الیہ و اذ لم
یھتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم یعنے اور کہنے لگے منکر ایمان والون کو اگر یہ کچھ بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے
اس پر ہم سے پہلے اور جس وقت کہ نہ راہ پائے ساتھ اسکے پس البتہ کہین گے یہ جھوٹ ہے قدیم اور نوح علیہ السلام کی قوم نے
نوح علیہ السلام سے کہا انؤمن لک واتبعک الارذلون یعنے کیا ہم تجھکو مانین اور تیرے ساتھ ہو رہے ہین
کمینے اور فرمایا وکذلک فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ
باعلم بالشاکرین یعنے اور اسیطرح ہمنے آزمایا ہے ایک کو ایک سے کہ کہین کیا یہی لوگ ہین جنپر اللہ نے فضل کیا ہم
سب مین کیا اللہ کو معلوم نہین حق ماننے والے اللہ انکی اس شبہہ کو رد کرتا ہے اور فرماتا ہے وکم اھلکنا قبلھم من قرن
یعنی ان کفار عرب سے پہلے بہت سنگتین اور جماعتین جنہون نے اپنے اپنے وقت کے رسولون کی اطاعت نہ کی انکے کفر کے سبب
انکو کہپا دیا اور ہلاک کر دیا جو ان سے بہتر تھے اسباب مین اور نمود مین ان لوگون سے احسن تھے اموالا اور امتعۃ اور مناظر کین اشکالا
مین عوفی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مقام کی مسکن کے ساتھ تفسیر نقل کی اور ندیا کی مجلس اور نعمت اور بہجت کے
ساتھ جسمین وہ تھے اور یہ ویسا ہی ہے جیسے اللہ نے فرعون کی قوم کیلیے فرمایا جب انکو ہلاک کیا اور انکا قصہ سنایا کم
ترکوا من جنت وعیون و زروع ومقام کریم یعنے کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیتیان اور گہر خاصے
ونعمۃ کانوا فیھا فکھین اور آرام جسمین تھے باتین بناتے کذلک واورثنھا قوما اخرین اسیطرح
وہ سب ہاتھ لگایا ہمنے ایک اور قوم کو یعنے بنی اسرائیل کو فما بکت علیھم السماء والارض وما کانوا
منظرین پھر نہ رویا انپر آسمان اور زمین اور نہ ملی انکو ڈھیل مقام سے مراد مسکن اور نعیم ہے اور ندی سے وہ مجلس

اور مجمع مراد ہے جسمین وہ لوگ بیٹھے ہوا کرتے تھے اور ندی کے معنے مجلس کے دوسری آیت سے بھی ثابت ہین جو لوط علیہ السلام کی قصہ مین بیان فرمایا کہ انہون نے کہا اپنی قوم کو اَئِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِیۡلَ ۙ۬ وَ تَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡکُمُ الۡمُنۡکَرَ یعنے کیا تم دوڑتے ہو مردون پر اور راہ مارتے ہو اور کرتے ہو اپنی مجلس مین برا کام قتادہ نے کہا جب مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی معیشت مین خشونت اور شقاوت اور تحقیق دیکھی تو یہ عطیہ دیا اور بعض نے اثاث کی اثاث کی ساتھ تفسیر کی اور بعض نے متاع کے ساتھ اور بعض نے متاع کے ساتھ اور رئیا کی منظر کے ساتھ کما قالہ ابن عباس و مجاہد وغیرہ کلہما اور حسن بصری نے رئیا کی تفسیر صورتون کے ساتھ کی اور یہ سب معانی قریب قریب ہین اور صحیح ہوسکتی ہین فتح البیان کا بیان ختم ہوا ہے اور جب انپر قرآن پڑھا جاتا ہے تو دنیا کے بہانے سے کرتے ہین کہتے ہین اگر تم حق پر ہوتے اور ہم جھوٹ پر تو تمہارا حال دنیا مین ہم سے اچھا ہوتا اور کلیہ بالعکس ہوتا کیونکہ حکیم کے شان سے شایان نہین کہ اپنے اولیاء کو ذلیل رسوا ہو رکھے اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے وَکَمۡ اَہۡلَکۡنَا الآیۃ مین بخوبی دیا قُلۡ مَنۡ کَانَ فِی الضَّلٰلَۃِ فَلۡیَمۡدُدۡ لَہُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا ۬ۚ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوۡا مَا یُوۡعَدُوۡنَ اِمَّا الۡعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَۃَ ؕ فَسَیَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ ہُوَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّ اَضۡعَفُ جُنۡدًا ﴿۷۵﴾ تو کہہ جو کوئی رہا بھٹکتا سو چاہیے اسکو کھینچ لیجاوے رحمن لنبا یہانتک کہ جب دیکھینگے جو وعدہ پاتے ہین یا آفت یا قیامت سو تب معلوم کر لینگے کسکا برا درجہ ہے اور کسکی فوج کمزور ہے **ف** جو کوئی رہا بھٹکتا سو چاہیے اسکو کھینچ لیجاوے رحمن لنبا یعنے اسکو مہلت دے دنیا مین کیونکہ دنیا جائز کی جگہ ہے بہلا برا دین گے آخرت مین یہانتک وہ بھلائی برائی مین شامل ہین اور کسکی فوج کمزور ہے یعنے کافر اپنے مددگار سمجھتے ہین بتون کو اور ایمان والے اللہ کو تو اللہ کمزور ہے یا بت حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے ان لوگون کو جو اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہین اور دعوے کرتے ہین کہ وہ حق پر ہین اور تم جھوٹ پر جو کوئی رہا بھٹکتا ہم مین اور تم مین سے تو اسکو کھینچ لیجاوے رحمن لنبا یعنے اسکو اللہ مہلت دیوے اسی مین جسمین وہ ہے یہانتک کہ وہ اسکو ملے یا آفت کے ساتھ جو اسکو پہنچے یا قیامت ناگہان انپر آجاوے اور اسوقت معلوم کرین کہ کسکا برا درجہ ہے اور کسکی فوج کمزور ہے مجاہد فلیمدد لہ الرحمن کی تفسیر مین کہا کہ چھوڑ دیوے اسکو سرکشی مین ہکذا قررہ الامام ابو جعفر بن جریر رحمہ اللہ اور یہ مباہلہ ہے ان مشرکون کے لیے جو سمجھتے ہین کہ جس دین پر ہم ہین وہی اچھا ہے اور وہ سمجھتے ہین کہ وہ اچھے کرتے ہین کام جیسے اللہ نے یہود کے مباہلہ کا ذکر فرمایا ہے اپنے اس قول مین قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ ہَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّکُمۡ اَوۡلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ تو کہہ اے یہود ہونیوالو اگر تم دعویٰ کرتے

کہ تم دوست ہو اللہ کے سب لوگون کے سوا تو تمنا کرو موت کی اگر تم سچے ہو یعنی موت انکو پہنچنے کے واسطے خواہ وہ جیو یا ہم جیون یا
تم اگر تم حق پر ہو تو تمکو یہ مباہلہ کچھ ضرر نہ دیگا اور مبسوط اسکی تفسیر سورۂ بقرہ مین گذر چکی و لیمدد جیسے ذکر کیا اللہ نے نصاری
کے ساتھ مباہلہ کا سورۂ آل عمران مین جب بیت اپنے کفر پر اڑے اور انہون نے سرکشی اور تمرد اور طغیان پر اصرار کیا اور بیان اس حج
مین مذکور ہے کہ عیسے علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہین الا کہ اللہ نے حجج اور براہین عیسی کی عبودیت اور اسکی مخلوق ہونے پر
بیان کین جیسی آدم اور فرمایا إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ الْحَقُّ
مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ
أَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ
إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ یعنے عیسے کی مثال اللہ کے نزدیک
مثال آدم کی ہے بنایا اسکو مٹی سے پھر کہا اسکو ہو جا وہ ہوگیا حق بات یہی ہے تیرے رب کی طرف سے پھر تو مت رہ شک مین پھر
جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس بات مین بعد اسکے کہ پہونچ چکا تجھکو علم تو تو کہہ آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی
عورتین اور تمہاری عورتین اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کرین اور لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹون پر یہ جو ہے سو یہی ہے
بیان تحقیق اور کسی کی بندگی نہین سوا اللہ کے اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست حکمتوالا پھر اگر قبول نہ کرین تو اللہ کو معلوم
ہین فساد کرنیوالے فتح البیان کا بیان ختم ہے کہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ان حظوظ
دنیویہ کے ساتھ فخر کرنے والان اور اس کے کھینچنے والون کو معلوم ہو کہ ہم ہین اور مسلمان ہین کسکے مکان اچھے ہین
اور کسکی اچھی لگتی ہے مجلس کہہ دو جو شخص کفر اور جہالت میں اپنے انجام کار سے غفلت مین ہے تو اسکو اللہ تعالی درجہ بدرجہ
ڈھیل دیے رہتا ہے اور اسکو آثار ہے اور فلیمدد اگرچہ امر کا صیغہ ہے لیکن مراد اس سے خبر ہے اور خبر کو امر کے ساتھ
اسلیے تعبیر کیا کہ ظاہر ہو جاوے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے عصاۃ کو مہلت دے رکھی ہے اور یہ امر لامحالہ ہونیوالا ہے تاکہ
ضلالت انکی سکے بہانے منقطع ہو جاوین اور دن قیامت کے انکو کہا جاوے أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ
فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ یعنے کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو جتنے مین سوچ لے جسکو
سوچنا ہوا اور پہونچا تمکو ڈرانیوالا اب چکھو کہ کوئی نہین گنہگارون کا مددگار اور کہا جاوے أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ
يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا یعنے کیا نہ پہونچے تھے تمہارے پاس رسول تم مین کے جو پڑھتے
تھے باتین تمہارے رب کی اور ڈراتے تمکو اس تمہارے دن کی ملاقات سے اور کہا جاوے الم یأتکم یعنے کیا نہ پہنچا کوئی
ڈر سنانیوالا اور تعرض کیا عنوان رحمانیت کے لیے اسلیے کہ مہلت دنیا رحمت دنیویہ کے قبیل سے ہے اور رحمن کا لفظ ہی رحمت کی

سورۂ مؤمنون مین مذکور ہوا ہے اور بعض نے کہا آیت سے یہ غرض ہے کہ انکے لیے مہلت کی بددعا کیجاوے سند جاحج نے
کہا اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ضلالت کی جزا اور اسکا بدلا یہ کہتا ہے کہ اس گمراہ کو چھوڑ دیوے اور اسکو
اسمین کھینچے اور امر کا لفظ خبر کے معنے کی تاکید کرتا ہے گویا متکلم کہتا ہے کہ میں یہ کام کرونگا اور اپنے نفس پر لازم
سمجھے فرض کر لیا اور حتے ابتدا کا حرف ہے نہ جارہ ہے نہ عاطفہ قالہ الکازرونی کذا فی الشہاب اور زکریا مین
لکہا ہے کہ حتی جارہ ہے یعنی یہ کفار اپنی سرکشی مین سرگرم رہین یہانتک کہ امر موعود کا مشاہدہ و معاینہ کرین اور وہ امر
موعود یا دنیا کا عذاب ہے کہ اسمین مارے جاوین یا قید کیے جاوین جیسے بدر کے دن وقوع مین آیا اور یا قیامت ہے
اور وہ عذاب جو اسدن انپر حائل ہوگا اِمّا حرف تفصیل ہے اور یہانپہ منفصلہ ہے یعنی ان دو امرون مین سے ایک کا بھی
نہ ہونا یہ تو محال ہے اور دونو جمع ہو سکتے ہین اور عذاب اور ساعت یہ دونو بدل ہین حرف ما سے جو ما یوعدون
مین ہے یعنے ان کافرون نے جب دنیوی عذاب کا معاینہ کیا یا اُخروی عذاب کا تو جانینگے کہ دونو جماعتون سے
کسکا مکان اور کسکا مرتبہ برا ہے اور کسکی جماعت یا لشکر کمزور ہے اسوقت معلوم کرینگے کہ وہ یعنے کفار اور انکے
معبودان باطل اچھے مین دوزخ مین پڑے یا مسلمان بہشتون مین اور یہ مراد نہین ہے کہ کفار کے وہان قیامت مین
بھی لشکر ہونگے انکے لیے تو وہان اصلا کوئی جتھہ نہین ہے کما قال وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ
دُونِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا یعنے اور نہ ہوئی اسکی جماعت کہ مدد کرین اسکو اللہ کے سوا اور نہ ہوگا وہ کہ بدلا لے
سکے جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ضلالت کے حال سے خبر دی تو چاہا کہ اہل ہدایت کا حال بھی بیان کرے وَيَزِيدُ

اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ٥ اور بڑھاتا جا[تا]
اللہ سوجھے ہوؤنکو سوجھ اور رہنے والی نیکیان بہتر رکھتی ہین تیرے رب کے یہان بدلا اور بہتر پھر جانیکو جگہ **ف**
یعنے دنیا کی رونق نہ رہیگی کام کی نہین نیکیان سب ہین کی اللہ تعالیٰ نذر رہینگی انتہی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے
کہا جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی کہ اہل ضلالت اپنی ضلالت اور غوایت مین دور ہی دور جاتے ہین تو ہدایت والون
کی ہدایت کی زیادتی کی خبر دی کما قال تعالیٰ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ
هٰذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ یعنے اور جب نازل ہوئی ایک سورت تو بعضے ان مین
کہتے ہین کسکو تم مین زیادہ کیا اس سورت نے ایمان سو جو لوگ یقین رکھتے ہین انکو زیادہ کیا ایمان اور وہ خوشی کرتے
ہین اور جنکے دل مین آزار ہے سو انکو بڑھائی گندگی پر گندگی اور مرے جب تک کافر رہے اور باقیات صالحات کی

کی تفسیر اوپر کلام سورہ کہف مین گذر چکی اور وہان ان احادیث کو بھی بیان کر چکے جو اسکے متعلق ہین ابو سلمہ بن عبد
الرحمن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے تو آپنے ایک خشک ٹہنی کو پکڑ کر
اسکے پتے جھاڑ دیے اور فرمایا کہ کلمہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کا کہنا گناہون کو
اسطرح گرا دیتا ہے جیسی اس درخت کے پتے ہوا نے گرا دیے ان کلمات کو لے اے ابو الدردا اس سے پہلے تیری اور ان
کلمات کے بیچ مین (موت حائل ہو جاوے (اور تجھے ان کلمات کے کہنے کی فرصت و مہلت نہ ملے) یہ کلمات باقی رہنے
والی چیزین ہین اور یہ کلمات جنت کے خزانون مین سے ہین ابو سلمہ نے کہا ابو الدردا کہا کرتے مین ضرور
تہلیل اور تکبیر اور تسبیح کرونگا یہانتک کہ مجھے جاہل مجنون سمجھین اور یہ روایت اگرچہ ظاہر مین مرسل ہے مگر کبھی کبھی
ابو سلمہ اس حدیث کو ابو الدردا سے کہکر موصول روایت کیا کرتے ہے واللہ اعلم اور سنن ابن ماجہ مین بھی یہ حدیث واقع ہوئی ہے
ابو معاویہ کی حدیث ہے انہون نے عمر بن راشد سے انہون نے یحییٰ سے اونہون نے ابو سلمہ سے انہون نے ابو الدردا سے پھر یہی حدیث بیان کی
فتح البیان کا بیان فتح یہ ہے کہ آیت ویزید اللہ الآیۃ مین زیادتی سے مراد مومنین کی عبادت ہے اور جملہ مستانفہ
ہے مہتدین کا حال بیان کرنے کیلئے زجاج نے کہا اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جزا یہ رکھی ہے کہ انکا یقین بڑہتا ہے جیسے
کافرون کی جزا یہ ہے کہ انکی ضلالت مین بڑہاتا ہے اور باقیات صالحات یعنے طاعات جو سعادت ابدیہ کو پہنچا
دینے والی ہون اور اپنے صاحب کیلیے باقی رہین تیرے رب کے ہان انکا ثواب بہت بہتر ہے دنیا کی ان نعمتون سے
جنسے کفار دنیا مین سود مند ہین اور انکی وجہ سے مسلمانو پر نازان ہین اور ان باقیات صالحات کا انجام بھی خیر
التیام ہے نہ کفار کے اعمال کیطرح کہ انکا آخر حسرت ہے حسرت اور ندامت ہے ندامت ہے اور وقت پر خسارت ہی
خسارت ہے پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علی سبیل التعجب کفار کا ایک اور مکو اس اور مقالہ شنیعہ اسکی برائی ظاہر کرنیکے لیے
بیان کرنا چاہا تو فرمایا اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ
عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَہْدًا ۝ کَلَّا سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَہٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُہٗ مَا یَقُوْلُ وَ
یَاْتِیْنَا فَرْدًا ۝ بہلا تونے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتون سے اور کہا مجھکو ملنا ہے مال اور اولاد کیا جھانک
آیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمن سے پیمان قرار یون نہین ہم لکھ رکھینگے جو کہتا ہے اور بڑہاتے جاوینگے
اسکو عذاب مین لنبا اور ہم لے لینگے اسکے مرے پر جو بتاتا ہے اور آوے گا ہم پاس اکیلا ف ایک کافر مالدار
ایک پیوار مسلمان کی کچھ رقم کا قرضدار تھا مسلمان نے تقاضا کیا تو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دون انہون نے کہا اگر تو مرے اور پھر جیے تو بھی
مین منکر نہ ہون انہون نے کہا تو یہی مال اور اولاد وہان بھی ہوگا تجھکو مزدوری وہان دیدونگا اسی پر یہ فرمایا

یعنے وہاں دولت ملنی ہے ایمان سے کافر جانے کہ یہاں کی دولت وہاں سے ملے سو نہیں اور ہم لے لیں گے اسکے مرے پیچھے جو بتاتا ہے یعنے مال اور اولاد اس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوگئے حافظ ابن کثیر نے کہا امام احمد نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معاویہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش نے انہی مسلم سے انہی مسروق سے انہی خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا میں لوہار کا کام کرتا تھا میرا عاص بن وائل پر کچھ لینا آتا تھا تو اسکے پاس لینے آیا وہ بولا اللہ کی قسم میں تیرا قرض ادا نکرونگا جب تک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کرے میں نے کہا اللہ کی قسم میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کرونگا اگر تو مرے اور پھر جیے تو بھی وہ ملعون بولا میں جب مر کر اٹھونگا تو میرے پاس آنا اور میرے پاس مال اور اولاد ہوگا تو تجھکو دیدونگا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَخْرَجَهُ صَاحِبَا الصَّحِيحِ وَغَيْرُهُمَا مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْأَعْمَشِ اور بخاری کے یہ لفظ ہیں کہ میں مکہ میں لوہار تھا تو میں نے عاص بن وائل کو ایک تلوار بنادی اور اسکے پاس اسکی مزدوری لینے آیا پھر حدیث کو ذکر کیا اور عبد الرزاق نے اپنی اسناد کے ساتھ خباب بن ارت سے روایت کیا انہوں نے کہا میں کہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل کا کام کیا کرتا پھر اسپر کچھ درہم جمع ہوگئے تو میں اسکے پاس انکے تقاضا کو آیا وہ بولا میں تو نہیں دونگا جب تک تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کرے میں نے کہا میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر نہیں کرونگا اگرچہ تو مر کر اٹھے بولا میں جب اٹھونگا تو میرا وہاں بھی مال ہوگا اور اولاد خباب نے کہا پھر میں نے اسکا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا الآية اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے عاص بن وائل سہمی سے دین کا مطالبہ کرتے جو انکا اسپر ہوگا تو ایکبار اسکے پاس تقاضا کو آئے وہ بولا تمہارا یہ خیال نہیں ہے کہ بہشت میں سونا ہے اور چاندی اور ریشم اور ہر قسم کے میوے صحابہ نے فرمایا کیوں نہیں ہمارا یہی اعتقاد ہے (کہ وہاں سب کچھ ہے جسکی ہم اشتہا کریں) وہ بولا تو تمہارا جائے وعدہ آخرت ہی اسکی قسم میں وہاں بھی مال وہ اولاد دیا جاؤنگا اور دیا جاؤنگا تمہاری کتاب جیسی ایک کتاب جسکو تم لائے ہو تو اللہ نے اسکی مثال قرآن مجید میں فرمائی اور فرمایا أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا آخر آیات تک مجاہد اور قتادہ وغیرہم کا یہی قول ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل کے حق میں نازل ہوئی ہے ولد کو بعض نے واو کی فتح کے ساتھ پڑھا ہے اور بعض نے ضم کے ساتھ روبہ نے کہا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَزِيزِ فَرْدًا ‏ لَمْ يَتَّخِذْ مِنْ وَلَدٍ شَيْءٍ وُلْدًا

اور حارث بن حلزہ نے کہا ہے

وَلَقَدْ رَأَيْتُ مَعَاشِرًا ‏ قَدْ ثَمَّرُوا مَالًا وَوُلْدًا

وقال الشاعر ؎

فلیت فلانا کان فی بطن امہ   ولیت فلانا کان ولد حمار

اور بعض نے کہا ولد واو کی ضمہ کے ساتھ جمع ہے اور فتحہ کے ساتھ مفرد ہی اور قیس کی لغت ہے واللہ اعلم اور اللہ تعالی کے قول اطلع الغیب مین اس قائل پر انکار ہے جسنے کہا لأوتين مالا وولدا یعنے کیا اُسنے اپنا مآل اور انجام آخرت مین معلوم کر لیا کہ اُسنے ایسی حلف اٹھانے کی جرأت کی یا اللہ کے ہان سے اسکے پاس کوئی عہد ہے کہ وہ اسکو یہ مال اور اولاد ضرور دے گا اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے عہدا کی تفسیر مین روایت کیا کہ کیا اُسنے کلمہ لا الہ الا اللہ (دنیا مین) کہا ہے جسکے ثواب کی اسکو امید ہے اور محمد بن کعب قرظی نے عہدا کی تفسیر مین کہا کہ عہد سے مراد کلمہ توحید ہے پھر استشہاداً آیت پڑھی الا من اتخذ عند الرحمن عہدا فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے قول أفرأيت الذي مین استفہام تعجب ہے یعنے مجھ سے اس کافر یعنے عاص بن وائل کے قصہ کی خبر ہی سنا اور اسکی بات کو ان لوگون کی بات کی عقب بیان کر اور أرأيت أخبرني کے معنے مین ایسے مستعمل ہے کہ کسی چیز کا دیکھنا اسچیز کے صحت خبر کے اسباب مین سے ہے اور آیات کا لفظ ہر آیت کو شامل ہے اور منجملہ آیات کے آیت بعث ہے اور فا کا جملہ مقدرہ پر عطف ہے اور معنے یہ ہین یعنی کیا تو نے دیکھا پھر دیکھا اور لأوتين مین لام قسمیہ ہے اور یہ اسکی شدت تعنت سے ہے اپنے کفر پر یعنے دیکھ اس کافر کے حال کی طرف اور اسکی کلام اور اللہ کی قسم کھانے سے تعجب کر باوجود اسکے اللہ کے ساتھ کفر کرنے کے اور اسکی آیات کی تکذیب کے پھر وہی خباب کی حدیث بیان کی جو ہمنے ابن کثیر سے ذکر کی اور جمہور سلف گئے ہین کہ اس کافر کی یہی قول لأوتين مالا وولدا مین یہ غرض ہے کہ مین دنیا مین مال اور اولاد دیا جاؤن گا اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ اسکی یہ غرض ہے کہ مین جنت مین مال اور اولاد دیا جاؤن گا بعض نے کہا اسکے یہ معنے ہین کہ اگر مین اپنے آباء کے دین پر قائم رہا تو مین مال اور اولاد دیا جاؤنگا اور بعض نے کہا یہ معنے ہین اگر مین باطل دین پر ہوتا تو مین مال اور اولاد نہ دیا جاتا تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کافر کے قول کا وہ جواب دیا جو اسکو دفع کرے اور باطل اور مضمحل کر دیوے اور فرمایا اطلع الغیب ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے ام اتخذ عند الرحمن کی تفسیر مین کہا کیا اُسنے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا ہے جسکی وجہ سے مین اسپر رحم کرون اور اسکو اسکی امید ہو قالہ ابن عباس اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کیا اسنے کچھ نیک اعمال آگے بھیجے جنکی اسکو توقع ہے کلا سنکتب یعنے امر ویسا نہین ہے جیسے اس کافر کا خیال ہے کہ وہ مال اور اولاد دیا جاویگا اور کلا کے لفظ مین نحات کے چند مذہب ہین ایک یہ ہے کہ کلا ردع ہے اور زجر کا حرف ہے اور جہان کہین قرآن مجید مین کلا کا حرف واقع ہوا ہے وہان یہی معنے لائق ہین اور اس آیت مین زجر اور ردع کا اس قائل کے لیے کیا مرہ [illegible]

وهو مذهب جمهور البصريين كالخليل وسيبويه وابي العباس الاخفش وابي العباس المبرد اور دوسرا مذہب یہ ہے
کہ کلا تصدیق کا حرف ہے معنے مین نعم کے وهو مذهب النضر بن شميل اس صورت مین کلا جواب ہوگا اور اس صورت
مین کسی چیز کا لفظاً یا تقدیراً مقدم کرنا بھی ضرور ہوگا اور کبھی کلا کا استعمال قسم کے آتا ہے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ کلا
معنی مین حقاً کے ہے وهو مذهب الكسائي وابي بكر بن الانباري ونصير بن يوسف وابن واصل اور چوتھا
مذہب یہ ہے کہ کلا اپنے ماقبل کلام کی تردید کے لیے ہوتا ہے اور یہ ردع کے معنے قریب قریب ہے وهو مذهب
ابي عبد الله الباهلي اور پانچوان مذہب یہ ہے کہ کلا صلہ ہے کلام مین معنے مین ای کے کذا قیل لیکن یہین نظر ہے کیونکہ
ای جواب کا حرف ہے لیکن قسم کے ساتھ مختص ہے چھٹا مذہب یہ ہے کہ کلا استفتاح کا حرف ہے وهو قول ابي حاتم اور ہم
نے کہا ان مذاہب کی تحقیق کے لیے اور جگہ ہے اور محل جو انکے بیان کرنیکے وہ لائق اور قابل ہے یعنی بعد اسکے
وہان خوب تحقیق کی انتہا اور حرف کلا قرآن مجید کے فقط نصف ثانی مین ہی مذکور ہے اور نصف ثانی مین بھی پندرہ
سورتون مین کہ ہوا ہی جو سب کی سب مکی ہین اور کل تینتیس بار مذکور ہے جسکی تین قسمین ہین ایک قسم جہان کلا پر
ہی وقف جائز ہے اور کلا کے ماقبل پر بھی لیکن اس صورت مین کلا سے ابتدا ہوگا اور کلام شروع نہ ہوگی وهذا
بالاتفاق اور دوسری قسم مین اختلاف ہے آیا کلا پر وقف جائز ہے یا اسکے ماقبل پر وقف متعین ہے اور تیسری قسم
ہے جسپر مطلقاً وقف جائز ہی نہین ہے اتفاقاً تو کلا کی پہلی قسم کی تو پانچ جگہین مین دو اسی سورت مین اور دو سورت مومنون
مین اور ایک سورہ سبا مین اور دوسری قسم نو جگہون مین مذکور ہے اور کلا کی تیسری اسی موضع مین ذکرہ غیرہ

جماعۃ واتخذوا من دون الله آلهة ليكونوا لهم عزا ۝ كلا سيكفرون بعبادتهم ويكونون
ع ۵ عليهم ضدا ۝ الم تر انا ارسلنا الشياطين على الكافرين تؤزهم ازا ۝ فلا تعجل عليهم انما
نعد لهم عدا ۝ اور پکڑا ہے لوگون نے اللہ کے سوا اور معبود تاکہ وہ ہونگے انکے مددگار نہین یون نہین وہ منکر ہونگے
انکی بندگی سے اور ہوجاوینگے انکے مخالف تو نے نہین دیکھا کہ ہمنے چھوڑ رکھے ہین شیطان منکرون پر اچھالتے ہین
انکو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر انپر ہم تو پوری کرتے ہین انکی گنتی **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کافرون
کیطرف سے خبر دیتا ہے جنہون نے اپنے پروردگار کو سوا اللہ کے ساتھ شریک کیا کہ انہون نے اللہ کو چھوڑ کر جو معبود
ٹھہرائے کہ وہ معبودان باطل انکے مددگار ہونگے دنیا مین اور عزت کا سبب پھر فرمایا کہ امر ایسا نہین جیسے انہون نے
زعم کیا اور جیسی امید رکھی ہے وہ لائق کرتے ہین وہ کبھی نہ ہوگا پھر فرمایا وہ تو منکر ہونگے انکی بندگی سے اور ہوجاوینگے
انکے مخالف قیامت کو جیسا فرمایا ومن اضل ممن يدعو من دون الله من لا يستجيب له الى يوم القيامة

الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ
یعنے اور اس سے بہکا کون جو پکارے اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے اسکی پکار کو دن قیامت تک اور انکو خبر نہین انکے پکارنے
کی اور جب لوگ جمع ہونگے وہ ہونگے انکے دشمن اور ہونگے انکے پوجنے سے منکر اور فرمایا وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا
وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اور ابرہیم علیہ السلام بولا جو ٹہیرائے ہین تمنے اللہ کے سوا تہان سو دوستی کر
آپسمین دنیا کی زندگی مین پہر دن قیامت کے منکر ہو جاؤگے ایک سے ایک اور پہٹکارو گے ایک کو ایک اور ٹہکانا تمہارا آگ ہے
اور کوئی نہین تمہارا مددگار عبدالرحمن بن زید نے کہا اللہ تعالی کا قول اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الآیۃ اللہ کے اس قول کیطرح
ہے وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ یعنے اور جو کوئی رحمن کے ذکر سے شبکوری
کرتا ہے ہم اسپر شیطان لگا دیتے ہین پہر وہ اسکا ساتھی ہے وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ
مَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ
یعنے اور لگا دی ہمنے انپر تعیناتی پہر انہون نے بہلا دکہایا انکو جو انکے آگے اور جو انکے پیچھے اور ٹہیک پڑی انپر بات کہ
سب فرقون مین جو ہو چکے ہین ان سے آگے جنون کے اور آدمیون کے وہ تہے ٹوٹے والے فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا
یعنے ہم انکو ایک اجل معین تک مہلت دے رہے ہین اور یہ لا محالہ اللہ کے عذاب کیطرف پہرنیوالے ہین کما قال تعالی وَلَا تَحْسَبَنَّ
اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا
يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ الآیۃ اور مت خیال کر کہ اللہ بیخبر ہے انکاموں سے جو کرتے ہین بے
انصاف انکو تو ڈہیل دے رکہتا ہے اسدن پر جسدن اوپر لگ جاوینگی آنکہین دوڑتے ہونگے اوپر اٹہائے اپنے سر پہرتی نہین انکی طرف
انکی آنکہ اور دل انکے اڑ گئے ہین اور ڈرا دے لوگون کو اسدن سے کہ آویگا انکو عذاب تب کہین گے بے انصاف اے رب
ہمارے فرصت دے ہمکو تہوڑی مدت کہ ہم مانین تیرا بلانا اور ساتہہ ہون رسولون کے تم آگے قسم نکہاتے تہے کہ تمکو نہین کسیطرح
اور بسے تہے تم بستیون مین انہین کے جنہون نے ظلم کیا اپنی جان پر آخر آیت تک فرمایا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ
رُوَيْدًا یعنے سو ڈہیل دے منکرون کو ڈہیل دے انکو تہوڑے دن اور فرمایا اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ یعنے ہم تو فرصت دیتے ہین تا بڑہتے جاوین گناہ مین اور انکو ذلت کی مار ہے اور فرمایا نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا
ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ یعنے فائدہ دینگے انکو تہوڑے دنون پہر قید کر بلاوینگے ہم انکو عذاب گاڑہے
مین اور فرمایا قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ یعنے تو کہہ برت لو پہر تمکو جانا ہے طرف آگ کے اور فرمایا وَمَنْ كَفَرَ

فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ یعنے اور جو کوئی کفر کرے اسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے
پھر اسکو کھینچکر بلاؤنگا دوزخ کے عذاب میں اور بری جگہ پہنچے ہے علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے إِنَّمَا
نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا کی تفسیر میں نقل کیا کہ ہم انکے دنیا میں انفاس شمار کرتے ہیں فتح البیان کا بیان فاتم یہ ہے کہ اللہ
سبحانہ وتعالی نے ان آیات میں کفار کی اس آرزو اور تمنا کی حکایت کی جسکے وہ مستحق نہیں ہیں اور فرا نے کہا
لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا کی تفسیر میں لِيَكُونُوا لَهُمْ شُفَعَاءَ عِنْدَ اللَّهِ فِي الْآخِرَةِ یعنے تاکہ وہ سفارش کرنیکے لئے ان
آخرت میں سفارشی نہیں مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے فرا کی اس قول پر یہ آیت دلیل ہے وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ
اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ
فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ اور پوجتے ہیں اللہ سے نیچے جو چیز نہ برا کرسکے انکا
اور نہ بھلا اور کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس تو کہ تم اللہ کو جتاتے ہو جو اسکو معلوم نہیں کہیں آسمانوں میں نہ
زمین میں وہ پاک ہے اور بہت دور ہے اس سے جو شریک کرتے ہیں اور یہ آیت بھی دلیل ہے مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى
اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ یعنے اور جنہوں نے پکڑی ہیں اس سے ورے حمایتی
وہ کہتے ہیں ہم انکو پوجتے ہیں اسواسطے کہ ہمکو پہنچا دیں اسکی طرف پاس کے درجہ بیشک اللہ چکا دیگا ان میں جس چیز
جھگڑ رہے ہیں كَلَّا سَيَكْفُرُونَ الآیۃ یعنے مر ہون نہیں ہے جیسے انکا وہم وخیال ہے اور ضمیر فعل میں یا تو اللہ
کیطرف راجع ہے یعنے یہ اصنام واوثان وانصاب ان کافروں کی عبادت سے منکر ہونگے جسدن اللہ سبحانہ وتعالی انکو
گویائی دینگے کیونکہ وہ انکی عبادت کے وقت جمادات لا یعقل تھے اور یا ضمیر مشرکین کیطرف ہے یعنے مشرکین
اصنام کی عبادت سے منکر ہو جاوینگے وجہ اول پر اللہ تعالی کا یہ قول دلیل ہے مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ یعنے
یہ کفار ہماری پوجا کرتے تھے اور اللہ کا یہ قول فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ یعنے وہ انپر ڈالینگے بات
کہ تم جھوٹے ہو اور وجہ ثانی پر اللہ تعالی کا یہ قول دلیل ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ
أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِينَ یعنے جسدن ہم جمع کرینگے ان سب کو پھر کہیں گے شریک والوں کو کہاں ہیں شریک تمہارے جنکا دعوی
کرتے تھے پھر نہ رہی کچھ انکی شرارت مگر یہی کہ کہیں گے قسم اللہ کی اپنے رب کی ہم شریک نہ کرتے تھے مترجم عفا اللہ
عنہ کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ قول سورۂ نحل میں وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا
هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ یعنے جب

دیکھیں شریک پکڑنیوالے اپنے شریکون کو بولیں اے رب ہمارے یہ ہمارے شریک ہیں جنکو ہم پکارتے تھے تیری سوا
تب وہ ڈالیں انپر بات کہ تم جھوٹے ہو صریح دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے شرک کا اقرار بھی کرینگے تو ان دو آیتون میں
مطابقت مترجم عفا اللہ عنہ کے خاطر فاتر میں یہ جمتی ہے کہ وہ پہلے تو اپنی برائی کا اعتراف اور اپنی شرک کا اقرار
کرینگے لیکن جب انکو یہ اقرار و اعتراف مفید نظر آویگا اور انکے شرکا انکی عبادت و پرستش سے منکر ہو جاوینگے
اور الگ ہو جاوینگے متوجہ اپنے ساتھ والون سے اور دیکھینگے عذاب اور ٹوٹ جاوینگے انکے سب طرف کے علاقے
اسوقت کہینگے کاش اور مشرک کاشکے ہمکو دوسری بار زندگی ہو تو ہم الگ ہو جاوین انسے جیسے یہ الگ ہو گئے ہمسے
تب وہ انکی عبادت سے منکر ہو جاوینگے اور کہینگے واللہ ربنا ما کنا مشرکین یا قیامت میں عرصات ہونگے کسی
عرصہ میں اقرار کرینگے اور کسی میں انکار تؤزھم ازا ازز اور ازیر اور ہزاز اور ہزیز اور استفزاز اخوات ہیں جنکے
معنے تحریک اور تہییج اور شدت انزعاج یعنے سخت ہلانے کے ہیں تو اللہ سبحانہ وتعالی نے خبر دی کہ شیطان کفار کو
ابھارتے ہیں اور برانگیختہ کرتے ہیں اور بہکاتے ہیں اور انکو معاصی پر دلیر کرتے ہیں تسویلات اور تحبیب شہوات
کے ساتھ یعنے انکو ذہین میں ڈالتے ہیں اور انکے دلوں میں مزون کی محبت ڈالتے ہیں یہی شیطانونکا انپر تسلط
ہوتا ہے اور بعض نے کہا ازز کے معنے استعجال کے ہیں اور یہ معنے قریب قریب ہیں اس معنے کی جو ہمنے ذکر کیے کیونکہ
استعجال بھی تحریک اور تہییج اور استفزاز کا نام ہے جنکے معنے جنبش دینے کے ہیں اور آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو انکے حال پر تعجب دلانا منظور ہے اور اسپر خبردار کرنا کہ یہ سب انکی شرارت شیطین کی اضلال و اغوا سے
ہے اور جملہ حال ہے شیاطین سے یا کفار سے یا شیاطین اور کفار دونو جماعتوں سے یا مستانفہ ہے گویا کہا گیا ہے کہ
شیاطین انکے ساتھ کیا کرتے ہیں آیت میں دلیل ہے اسپر کہ اللہ سبحانہ وتعالی جمیع کائنات کا مدبر ہے فلا تعجل
علیہم اب تو انکے ہلاک کی طلب میں جلدی کر انکے کفر پر اڑ جانے اور جم جانے کی وجہ سے اور انکے حق کے ساتھ
عناد کرنیکی وجہ سے اور اللہ سبحانہ وتعالی کیطرف بلانیوالے سے تمرد کیوجہ سے تاکہ تو اور جمیع مومن انکی برائی
کیوجہ سے مستریح ہون اور زمین انکے فساد سے پاک ہو جاوے پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ علت بیان کی اپنے اس
قول کے ساتھ انما نعد لہم عدا یعنے ہم آجال اور اوقات مقررہ کے انتہا تک انکی عدد سے ایام اور لیالی اور
شہور اور سنین کو شمار کر رہے ہیں پھر جو انسے وقوع میں آتا ہے اسکو ہم لکھ رہے ہیں ہمل چھوڑینگے بلکہ انکے
جمیع اعمال افعال اقوال کو ضبط کر رہے ہیں اور ہم انکا مواخذہ کرینگے اور بعض نے کہا ہم انکے انفاس گن رہے ہیں اور
بعض نے کہا انکے اقدام گن رہے ہیں اور بعض نے کہا انکے لحظات گن رہے ہیں اور بعض نے کہا انکی ہمارے ساعات

کرن رہے ہین اور قطرب نے کہا ہم انکے اعمال گنتے ہین پہر جب اللہ سبحانہ وتعالی نے امر حشر کو ثابت کیا اور اسکے انکار کرنیوالون کے شبہ کا جواب دیا ارادہ کیا کہ اس دار تکلیف مین جنکو تکلیف دی گئی ہے انکا حال بیان کرے فرمایا

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ جسدن ہم اکٹھا کر لاوینگے پرہیزگارون کو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور ہانکہ لیجاوینگے گنہگارون کو دوزخ کیطرف پیاسے نہین اختیار رکہتے سفارش کا مگر جسنے لیا ہے رحمن سے قرار یعنے جسکو اللہ نے وعدہ دیا ہے وہی سفارش کرے گا حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالی اپنے اولیاء متقین کیطرف سے خبر دیتے ہین جو اس سے دار دنیا مین ڈرتے رہے اور اسمین انہون نے اسکے رسولون کی اتباع کی اور جو کچھ رسول لائے اسکی انہون نے تصدیق کی اور اونکے ادامر کی انہون نے اطاعت کی اور جس چیز سے رسولون نے انکو روکا اس سے وہ ہٹ گئے اور بازرہے ہے کہ انکو اپنی طرف مہمانون کی عزت کے ساتھ لاویگا اور وفد وہ لوگ ہین جو سوار ہوکر آوین اور یہی محاورہ سے وفود کا لفظ اور وہ دار آخرت کی سواریون مین نور کے نجائب پر سوار ہونگے اور وہ آوینگے مہمان ہوکر اسکی طرف جو ان سب سے بہتر ہے جنکی طرف مہمان آتے ہین یعنے وہ بہتر میزبان ہے اسکی عزت کے گہر مین اور رضا کے گہر مین اور رہے مجرم جنہون نے دنیا مین رسولون کی تکذیب کی اور انکی مخالفت تو وہ بصرع والم دوزخ کیطرف پیاسے ہانکے جاوینگے قاله عطاءٌ وابنُ عباسٍ ومجاهدٌ والحسنُ وقتادةُ وغيرُ واحدٍ اور اسوقت کہا جاویگا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ابن مرزوق يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو ایک عمدہ صورت دیکہے گا کہ ویسی کبہی صورت دیکہی ہو اور خوشبو نکے تو کہیگا آپ کون ہو وہ کہیگا تو مجہے نہین پہچانتا مومن کہیگا نہین لیکن اللہ نے تیری ریح کو طیب کیا ہے اور چہرے کو حسین بنایا ہے وہ کہیگا مین تیرا نیک عمل ہون اور یہی طرح تو دنیا مین حسن عمل اور طیب عمل والا تہا تو مدتون مین تجہپر بہت سوار ہوا آج تو مجہپر سواری کر پہر مومن اسپر سوار ہوگا یہی معنے ہین اللہ تعالی کے قول يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے وَفْدًا کی تفسیر رکبانا کے ساتھ نقل کی اور ابو ہریرہ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ وہ اونٹون پر سوار ہوکر آوینگے رواہ ابن جریر اور ابن جریج نے کہا نجائب پر اور ثوری نے کہا اونٹنیون پر اور قتادہ نے کہا کہ متقین کو سوار کرکے جنت کیطرف لیجاوینگے نعمان بن اسعد نے کہا ہم علی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بیٹہے تہے تو آپ نے یہ آیت پڑہی يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا اور فرمایا اللہ کی قسم وہ اپنے پاؤن پر نہ چلینگے لیکن اونٹنیان ہونگی جنکی مثل کبہی مخلوق نے

نہیں دیکہیں یا انپر سونیکے رحل ہونگے وہ انپر سوار ہونگے یہانتک کہ جنت کے دروازون کو جا کر کہٹکہٹاوینگے رواہ ابن جریر وہکذا
رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر من حدیث عبدالرحمن ابن اسحق المدنی اور اتنا زیادہ کیا کہ انپر زینین ہونگی جنکی لگامین
زبرجد کی ہونگی اور ابن ابی حاتم نے مرفوعًا اسجگہ ایک نہایت غریب حدیث روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور
کہا حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ نے کہا حدیث بیان کی مجہسے ابو غسان مالک بن اسمعیل مہدی نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے مسلم بن جعفر بجلی نے کہا ہمسے سنا ابو معاذ بصری سے کہا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ایک دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہے اور یہ آیت پڑہی يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا اور کہا یا رسول اللہ
مین تو گمان کرتا ہون کہ وفد کے معنی سوار کے سوا اور کچہ معنے نہیں ہین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات
پاک کی قسم ہے جسکے ہاتہ مین میری جان ہے کہ مومن جب اپنی قبرون سے نکلینگے تو سفید اونٹنیان اپنے سامنے پاوینگے
کہ جنپر سوار ہونگے اور انپر سونیکی زینین ہونگی اور انکی جوتیون کے تسمے نور کے ہونگے انکا ہر ایک قدم مد بصر تک
روشنی کرے گا پہر وہ پہنچینگے ایک درخت تک جسکی جڑ سے دو چشمے پہوٹتے ہونگے پہر وہ ان دونون مین سے ایک چشمہ
کا پانی پیوینگے پہر اسکا پانی انکے پیٹون کے میل کچیل کو دہو ڈالیگا اور دوسرے چشمے سے پانی پیوینگے پہر کبہی
انکے جسم اور انکے بال اسکے پیچہے پراگندہ نہ ہونگے انپر آرام کی تازگی معلوم ہوگی پہر جنت کے دروازے تک پہنچینگے
پہر ناگہان کہڑا ہوگا سرخ یاقوت کا حلقہ سونیکی تختون پر لگا ہوا پہر وہ اس کڑے کو دروازے کے تختے پر مارینگے پہر اس حلقہ کی آواز
برآمد ہوگی جو ہر ایک حور کے کان تک رسائی کریگی اور ہر ایک حور سمجہیگی کہ میرا زوج آیا پہر وہ اپنے خادم کو اٹہا دیگی
کہ اسکو دروازہ کہولے جب مومن اسکو دیکہیگا اسکے آگے سجدے مین گر پڑیگا وہ خادم کہیگا تو اپنا سر اٹہا مین
تو تیرا خادم ہون اپنے کامون کے لیے بنایا گیا ہون پہر مومن اسکے پیچہے پیچہے جاویگا پہر حور جلدی سے
موتی اور یاقوت کے خیمے سے نکلکر اسکے ساتہ معانقہ کریگی اور کہیگی تو میرا دوست ہے اور مین تیری پیاری
ہون مین ہمیشہ رہنے والی ہون کہ نہ مرونگی اور نعمت کرنے والی ہون کہ کبہی تنگ نہ ہونگی اور مین خوش
ہونے والی ہون کہ کبہی خفا نہ ہونگی اور مین مقیمہ ہون کہ کبہی سفر نہ کرونگی پہر اس گہر مین داخل ہوگا
جسکے سر سے سقف تک ہزار ہاتہ ہوگا وہ لولو سے بنایا ہوگا اور اسمین دہاریان ہونگی زرد اور سرخ اور
سبز جنمین کوئی دوسری کی طرح نہ ہوگی اور گہر مین ستر تخت ہونگے ہر تخت پر ....
ستر ستر بچہونے ہونگے ہر بچہونے پر ستر ستر جوڑے ہونگے جنکی پنڈلیون کا گودہ اور مغز جوڑون کے باہر
سے نظر آوے گا ان سب کے ساتہ ایک رات کی مقدار مین تمہاری ان راتون سے جماع کرے گا اسکے نیچے نہریان

بہشت ہوگی اس پانی کی نہرین جو بو نہین کرتا صاف ہوگا اور جسمین میل (ریل) نہ ہوگی اور نہرین دودہ کی جسکا
مزہ نہین پہرا اور جانورون کے تہنون سے نہین نکلا اور نہرین شراب کی جسمین مزہ ہے پینے والون کو اسکو
آدمیون نے نہین اتارا اپنے پاؤن سے اور نہرین ہین شہد کی جہاگ اتارا ہوا جو مکہیون کے پیٹون سے
نہین نکلا اور پہل نزدیک کیا جاویگا اگر چاہے کہڑا کہڑا کہاوے چاہے بیٹہکر کہاوے چاہے تکیہ لگا کر
کہاوے پہر استشہادا یہ آیت پڑہی وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا یعنے
اور جہکی ہین اوپر انکی چہائین اور پست کرکہی ہین اسکے گچہے لٹکا کر پہر کہانا چاہے گا پہر اسکے پاس سفید
جانور آوے گا اور بعض دفعہ کہا سبز جانور آوے گا وہ اپنے پر اوٹہاوے گا پہر وہ جنتی اسکے پہلوؤن سے
کہاوے گا جو نسا ٹکڑا چاہے گا پہر وہ جانور اڑ جاویگا پہر فرشتہ داخل ہوکر کہیگا السلام علیکم یہ وہ جنت ہے
جسکے تم وارث ہوئے بدلا اپنے کامون کا اور اگر حور کے بالون مین سے ایک بال زمین والون کے لیے
ظاہر کیا جاوے تو وہ سورج کیطرح روشنی دیوے اپنی سیاہی سمیت هٰكَذَا أُدْمِجَ فِي الرِّوَايَةِ مَرْفُوعًا وَ
قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي الْمُقَدِّمَاتِ مِنْ كَلَامِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِنَحْوِهِ وَهُوَ أَشْبَهُ بِالصِّحَّةِ وَاللهُ أَعْلَمُ
وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا اور ہم چلا دینگے گنہگارون کو دوزخ کیطرف پیاسے لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ
یعنے انکے واسطے کوئی سفارش کرنیوالا نہ ہوگا جو انکی سفارش کرے جیسے مومنین بعض کی بعض سفارش
کرینگے کما قال تعالیٰ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
یعنے پہر کوئی نہین ہماری سفارش کرنیوالا اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا سو کسی طرح ہمکو پہر جانا ہو تو ہم
ہون ایمان والون مین اور إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ مین استثنا منقطع بہ معنے مین لیکن کے اور عہد سے
مراد یہ ہے کہ اللہ کی توحید کی گواہی دیوے اور اسکی حق کے ساتہ قائم رہے علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا کی تفسیر مین کہ عہد یہ ہے کہ اسکے
ایک ہونیکی گواہی دیوے اور اپنی حول اور قوۃ سے اللہ تعالیٰ کیطرف برأت ظاہر کرے اور اللہ عز وجل
کے سوا کسی کی امید نہ رکہے اسود بن یزید نے روایت کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی آیت
پڑہی إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا پہر فرمایا اپنے اصحاب سے لو اللہ سے قرار کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے
دن فرماویگا جسنے اللہ سے قرار لیا ہو وہ کہڑا ہو جاوے بولے اے ابا عبد الرحمن (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی کنیت ہے) پہر آپ ہمکو اس عہد کی تعلیم دیجیے فرمایا کہو اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ

الغیب والشہادۃ وانی اعھد الیک فی ھذہ الحیوۃ الدنیا انک ان تکلنی الی عملی تقربنی من الشر وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا برحمتک فاجعل لی عندک عھدا تؤدیہ الی یوم القیمۃ انک لا تخلف المیعاد یعنے اے اللہ آسمانون اور زمین کے بنانیوالے چھپے اور کھلے کے جاننے والے مین تیری طرف اس دنیا کی زندگانی مین عہد کرتا ہون کہ تو نے اگر مجھکو میری عملون پر ڈالدیا تو وہ میرے بد کام مجھے برائی کے قریب کرینگے اور بھلائی سے دور اور مجھے تیری رحمت کی سوا اور کسی چیز پر بہروسا نہین ہے پھر رکھہ اپنے پاس میرے اقرار جسکو تو مجھے قیامت کے دن پہیرے تو وعدہ خلاف نہین کرتا رواہ ابن ابی حاتم باسنادہ عن ابن مسعود اور قاسم بن عبد الرحمن نے عبد اللہ بن مسعود سے اس دعا کی اول یہ کلمات اور زیادہ کیے خائفا مستجیرا مستغفرا راھبا راغبا الیک یعنے مین تیرے ساتھہ اس دنیا کی حیاتی مین عہد کرتا ہون حالانکہ مین شیطان کی برائیون سے خائف ہون اور تیرے پناہ مین آنے والا ہون اور اپنے جرائم کی معافی چاہتا ہون اور تیرے عذاب سے ڈرتے اور تیرے عفو کی امید ہے فتح البیان کا بیان فائدہ یہ حشر الی الرحمن کی یہ معنے ہین کہ انکا حشر جنت کیطرف ہوگا اور اسکی عزت کے گہر کیطرف اور اسکی بعینہ یہی مثال ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا انی ذاھب الی ربی سیھدین یعنے مین اپنے رب کی پاس جاؤنگا وہ مجھے راہ دیگا اور وفد کہتے ہے وافد کی جیسے رکب راکب اور صحب صاحب کی اور کہا کرتے ہین وفد جب کسی بادشاہ پاس جاوے یا کسی خطرناک کام کے لیے جاوی کذا قال الجوھری اور صحیحین وغیرہا مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ اٹہائے جاوینگے قیامت کے دن تین طریقو پر حور غبا اور رہب ہونگے دو دو ایک اونٹ پر اور تین تین ایک اونٹ پر اور چار چار ایک اونٹ پر اور دس دس ایک اونٹ پر اور باقی لوگون کو آگ اٹہاویگی قیلولہ کریگی انکے ساتھہ جہان وہ قیلولہ کرین گے اور رات کاٹیگی جہان وہ رات بسر کرینگے اور صبح کریگی جہان وہ صبح کرینگے اور شام کریگی جہان وہ شام کرینگے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اس حدیث کا اول مین اگرچہ یوم القیامۃ ظرف واقع ہوا ہے لیکن تاہم اس حشر سے وہ حشر مراد نہین ہے جو بعد قیام ساعت ہوگی بلکہ اس حدیث مین حشر سے وہ حشر مراد ہے جو قیامت سے پہلے شام کیطرف ہوگا اور الفاظ حدیث بہی کہہ رہے ہین اور یہ قیامت کا حشر تو وہ اسکے خلاف ہے جیسی احادیث سے بخوبی ثابت ہے پھر علامہ ابو الطیب نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہین کہ اسباب مین احادیث بکثرت وارد ہین بعض نے کہا وہ سوار ہونگے اپنے قبور سے نکلتے ہی اور یہی ظاہر آیت ہے اور بعض نے کہا جب موقف سے لوٹین گے اور دونون قولون پر سواریون پر ہی رہینگے یہانتک کہ بہشت کا دروازہ

جا کر ٹھہرینگے وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اور ہم کفار کو انکے کفر کیوجہ سے چلا دینگے جیسے بہائم کو چلایا جاتا ہے دوزخ
کی طرف پیاسے اور سوق کہتے ہین پیچھے سے برانگیختہ کرنے کو اور ورد کہتے ہین پیاسے کو قالہ الاخفش وغیرہ
اور یہی قول ہے ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہم کا اور فراء نے وِرْدًا کی مُشَاۃً کے ساتھ تفسیر کی یعنے
ہم انکو دوزخ کیطرف پاپیادہ ہانکینگے اور ازہری نے کہا ھُمُ الْمُشَاۃُ الْعِطَاشُ کَالْاِبِلِ تَرِدُ الْمَآءَ یعنے
وہ پاپیادہ پیاسے ہونگے جیسے اونٹ جو پانی پر آتا ہے اور جملہ لَا یَمْلِکُوْنَ مستانفہ ہے اسدن کے بعض امور کے
بیان کے لیے اور ضمیر فریقین کیطرف راجع ہے اور بعض نے کہا خاص متقین کیطرف راجع ہے اور بعض نے کہا
مجرمین کیطرف خاص کرکے اور اول اولی ہے اور معنی یہ ہین کہ وہ غیر کی سفارش کے مالک ہونگے اور بعض نے
کہا انکا غیر مالک نہوگا اسکا کہ انکی سفارش کرے لیکن معنے اول اولی ہین اور اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا
مین استثنا متصل ہے وجہ اول پر یعنے دونو فریق سفارش کے مالک نہین ہین مگر وہ جو سفارش کا اہل ہے اور
اسکے لیے مستعد اور کہتا ہے بایں معنے کہ ساتھہ وہ غیر کی سفارش کرنیوالون مین سے ہو اسطرح کہ مومن متقی ہو
اور اسکے ہان عہد لینے کے یہ معنے ہین اور وجہ ثانی پر استثنا منقطع ہے اور معنی یہ ہین کہ مجرم سفارش کے مالک نہین ہونگے لیکن وہ مالک ہین جنہون نے
ربکے ہان عہد لیا ہے اور وہ مسلمان ہین وَالْاَوَّلُ اَوْجَہُ اور اسی پر بیضاوی نے کشاف کیطرح جزم کیا
اور بعض نے کہا اسوجہ پر بھی استثنا متصل ہے اور تقدیر یون ہے کہ مجرم سفارش نہین کر سکتے مگر جو ان مین
سے مسلمان ہو اور آیت اہل کبائر کے واسطے شفاعت کے حصول پر دلالت کرتی ہے اور ابن مردویہ نے ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے مومن کو خوشی مین
داخل کیا تو اسنے مجھے خوش کیا اور جسنے مجھے خوش کیا اوسنے رحمان کے ہان عہد لیا ہے اور اسکو آگ نہ لگیگی
اور اللہ وعدے کے خلاف نہین کرتا اور طبرانی نے اوسط مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قیامت کے دن پانچ نمازین لے آئے کہ اسنے انکے وضو اور انکے اوقات
اور انکے رکوع اور سجود کا لحاظ کیا ہو ان مین سے کسی چیز مین نقصان نکیا ہو تو وہ آوے گا حالانکہ اوسکے
لیے اللہ کے ہان عہد ہوگا کہ اسکو عذاب نہ کرے اور جو آیا اور اسنے ان مین سے کسی چیز مین نقصان کیا
ہے تو اسکے واسطے اللہ کے ہان کوئی ذمہ نہین ہے چاہے اسپر مہربانی کرے چاہے اسپر عذاب کرے وَقَالُوا اتَّخَذَ

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا ۝ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ

الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا یَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی

السموات والارض الا اتى الرحمن عبدا ٥ لقد احصىهم وعدهم عدا ٥ وكلهم اتيه يوم
القيمة فردا ٥ اور لوگ کہتے ہین رحمن رکہتا ہے اولاد تم آگئے ہو بہاری چیز مین ابھی آسمان پھٹ پڑین بہاڑ
سے اور ٹکڑے ہوجائین اور گر پڑین بہاڑ ڈہے کر اسپر کہ پکارتے ہین رحمن کے نام پر اولاد اور نہین بن آتا
رحمن کو کہ رکہے اولاد کوئی نہین آسمانون اور زمین مین جو نہ آوے رحمن کا بندہ ہوکر اس پاس انکا شمار ہے
اور گن رکہی ہے انکی گنتی اور ہر کوئی ان مین آویگا اس پاس قیامت کے دن اکیلا ف بہاری چیز مین لیعنے
بہارے گناہ مین انتہے مانی موضح القرآن حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہین جب اللہ سبحانہ وتعالی نے
اس سورۂ شریفہ مین عیسے علیہ السلام کی عبودیت کو ثابت کیا اور بیان کیا کہ اُنکو مریم علیہا السلام کے
پیٹ سے بلا باپ نکالا ہے تو ان لوگون پر انکار شروع کیا جو خیال کرتے ہین کہ رحمن رکہتا ہے اولاد تعالی
وتقدس وتنزہ عن ذالک علوا کبیرا تو فرمایا لقد جئتم شیئا ادا یعنے تم اپنے اس قبیح قول
کے کہنے سے بہاری گناہ پر نکل گئے ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ اور مالک نے اِدًّا کی عظیما کے ساتھ تفسیر
کی اور فرمایا تكاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا
للرحمن ولدا یعنے قریب ہین کہ آسمان بھی بنی آدم کے اس کلمہ کہنے کے وقت اسکی عظمت اور اجلال کے واسطے
پھٹ پڑین کیونکہ مخلوق ہین اور انکی بنیاد اسی توحید پر رکھی گئی ہے اور یہ کہ کوئی معبود نہین ہے اُسکے
سوا اور اسکا کوئی شریک نہین ہے اور اسکا کوئی نظیر نہین ہے اور نہ اسکی اولاد ہے نہ بیوی اور نہ اسکا
کوئی ہمسر ہے بلکہ وہ احد صمد ہے ٥

وفی کل شیء له آية تدل على انه واحد

ہر گیاہے کہ از زمین روید وحدہ لاشریک لہ گوید

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے تكاد السموات يتفطرن منه کی تفسیر مین فرمایا کہ شرک سے
آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جمیع خلائق کانپ جاتی ہین سوا ثقلین کے اور قریب ہین کہ یہ اپنے مکان سے
ٹل جاوین اللہ عزوجل کی عظمت کے لیے اور جیسے شرک کے ساتھ مشرک کا احسان سود مند نہین ہے ایسے ہی
ہم امید کرتے ہین کہ اللہ عزوجل موحدین کے گناہ معاف کر دیوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اپنے مردون کو لا الہ الا اللہ کی شہادت کی تلقین کرو جسنے یہ کلمہ مرتے دم پڑھا اسکے واسطے جنت واجب
ہوگئی لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جسنے یہ کلمہ صحت مین پڑھا فرمایا صحت مین

پڑھنا اس سے زیادہ واجب کر دینے والا ہے دوبارہ فرمایا پھر فرمایا اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اگر سب آسمان اور زمینین اور جو کچھ ان مین ہے اور انکے درمیان اور جو کچھ انکے نیچے ہے لاکر میزان کے ایک پلے مین رکھے جاوین اور لا الہ الا اللہ کی شہادت ایک پلے مین دھری جاوے تو وہ پلڑا جسمین لا الہ الا اللہ کی شہادت ہو جھک جاوے ھکذا اوردہ ابن جریر اور حدیث بطاقہ اسکی شاہد ہے واللہ اعلم عون بن عبد اللہ کہتے ہین ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لیکر پکارتا ہے ای فلان کیا آج تیرے ساتھ اللہ کا ذکر ہوا ہے وہ کہتا ہے ہان اور خوش ہوتا ہے عون نے کہا البتہ جبال خیر کو زیادہ سننے والے ہین لیکن باطل اور دروغ سنتے ہین اور خیر سنتے نہین پھر یہ آیت پڑھی تکاد السموٰت یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا ذکرہ ابن ابی حاتم عون نے غالب بن عجرد سے روایت کی اسنے کہا اہل شام مین سے ایک آدمی نے مجھے حدیث بیان کی منی کی مسجد مین کہا اللہ نے جب زمین پیدا کی اور اس مین درخت پیدا کیے نہ تھا زمین مین کوئی درخت جسکے پاس بنو آدم آکر فائدہ نہ اٹھاتے ہون یا یون فرمایا کہ بنی آدم کے لیے ان مین منفعت تھی اور زمین اور درختون کا یہی حال رہا یہانتک کہ بنی آدم مین سے فجار نے یہ کلمہ کہا اتخذ الرحمن ولدا جب انہون نے یہ کلمہ کہا تو زمین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور درختون کی کانٹے اور کعب احبار کہتے ہین غصہ کیا فرشتون نے اور بھڑکی دوزخ جب کہا لوگون نے جو کہا ابو موسے رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ سے بڑھکر ایذا پر کوئی صبر کرنے والا نہین ہے کہ وہ ایذا کو سنتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاتا ہے اور اسکی اولاد ٹھہرائی جاتی ہے اور وہ انکو معاف کرتا ہے اور انکے (بلا یا و مصائب) ٹالتا ہے اور انکو روزی دیتا ہے اخرجاہ فی الصحیحین

خدای راہست مسلم بزرگواری و حلم کہ جرم بیند و نان برقرار مے دارد

اور ایک لفظ مین ہے کہ وہ اسکی اولاد ٹھہراتے ہین اور وہ انکو روزی دیتا ہے اور معاف کرتا ہے

دو کونش یکے قطرہ در بحر علم گناہ بیند و پردہ پوشد بحلم

اور اسکو کہان لایق ہے کہ وہ اولاد رکھے اسکی جلال اور عظمت کے اوسے کفو ہونیکے یہ منافی ہے جمیع خلائق اسکے بندے ہین اسلیے فرمایا ان کل من فی السموٰت والارض الا اتی الرحمن

عَبْدَ الْقَدْ لَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا یعنے آسمانون اور زمین مین ایسا کوئی نہین جو رحمن کے پاس بندہ
ہو کر نآوے وہ اُن سبکے عدد کو اُنکے ابتدا پیدایش سے تا قیام ساعت جانتا ہے انکی مذکرون کو اور
مؤنثون کو اور چھوٹے اور بڑون کو اور ہر ایک اُسکے پاس اکیلا تن تنہا بلا ناصر اور بلا مددگار آوے گا
یعنے کوئی ناصر اور مجیر اسکے سوا نہین ہے وہی یگانہ ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے وہ اپنی مخلوق
مین جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے وہ ایسا عادل ہے کہ ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہین کرتا اور نہ کسی پر ظلم کریگا

نسبتِ ظلمت بذاتِ کردگار ے بر د در راہ ظلمت آشکار

فتح البیان مین ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے یہود اور نصارے کی قول کے بیان کے لیے اور جن لوگون کا
عرب والون سے یہ خیال تھا کہ ملائکہ بنات اللہ ہین پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے مومنین کے احوال مین سے
بعض حالات کا بیان کیا جو اُنہین کے ساتھ مخصوص ہین تو فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ ع ۶ ۱۶
وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝ البتہ جو یقین لائے
ہین اور کین اُنہون نے نیکیان انکو دیگا رحمن محبت سو ہمنے آسان کیا یہ قرآن تیری زبان مین اسیواسطے
کہ خوشی سُنادے تو ڈر والون کو اور ڈراوے جھگڑالو لوگون کو اور کتنے کھپا چکے ہم انسے پہلے سنگتین
آہٹ پاتا ہے تو ان مین کسی کی یا سنتا ہے انکی بھنک **ف** دیگا رحمن محبت یعنی اُنسے محبت کریگا
یا انکے دل مین اپنی محبت ڈالیگا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین خبر دیتا ہے اللہ عزوجل اس امر کی کہ
وہ ایماندار بندون کی جو شریعت مطہرہ کے مطابق اعمال صالحہ بجالاتے ہین انکی اپنے نیک بندون کے دلون
مین محبت اور مودت ڈالدیتا ہے اور یہ ایسا امر ہے کہ اس سے کوئی چارہ نہین ہے اور یہ ایسی بات ہے
کہ اس سے کوئی بھاگنے کی جگہہ نہین ہے اور مختلف طرق سے اس بارے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی سے مرفوعا مروی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل جب کسی بندے کو چاہتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو
بلاتا ہے اور فرماتا ہے اے جبرئیل مین فلانے کو چاہتا ہون تو بھی اسکو چاہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اسکو چاہتا ہے جبرئیل رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام
ندا کرتا ہے آسمان والون مین اللہ تعالے فلانے شخص کو چاہتا ہے تم بھی اسکو چاہو رسول اللہ صلے

الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر اسکو آسمان والے چاہنے لگتے ہین پہر اسکے لیے زمین مین قبولیت رکہی جاتی ہے ؎

(دگر التفات خداوندیم بیاراید مراگیرد ہرکس بعزومبوبی)

اور الله جب کسی کے ساتہہ بغض کرتا ہے تو بہی) جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے اے جبرئیل مین فلانے کو برا جانتا ہون تو بہی اسکو برا جان رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر جبرئیل علیہ السلام اسکو برا جانتا ہے پہر آسمان والون مین پکار دیتا ہے کہ الله فلان شخص کو برا جانتا ہے تم بہی اسکو برا سمجہو رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر اسکو آسمان والے برا جانتے ہین پہر اسکی برائی زمین مین پہیلائی جاتی ہے ؎

(آنکہ را پادشہ بیندازد کسش از خیل خانہ ننوازد)

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ ثوبان رضی الله تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندہ جب الله عزوجل کی خوشی ڈہونڈہتا ہے اور اسی پر مداومت کرتا ہے تو الله عزوجل جبرئیل علیہ السلام کو فرماتا ہے میرا فلان بندہ میری خوشی کا طالب ہے سن لے اور میری رحمت اسپر ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہین الله کی رحمت فلان شخص پر اور یہی کلمہ حاملان عرش بہی کہتے ہین اور وہ فرشتے بہی یہ کلمہ کہتے ہین جو حاملان عرش کے آس پاس ہوتے ہین یہانتک کہ اس کلمہ کو ساتون آسمانون والے کہتے ہین پہر اترتا ہے زمین کیطرف ؎

(دو بار داد گر آید کسے بخدمت شاہ سوم ہر آینہ در روے کند بلطف نگاہ)

رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادِهٖ غَرِيْبٌ وَلَمْ يُخَرِّجُوْهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ ابو امامہ رضی الله تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا محبت الله کیطرف سے ہے جب دوست رکہتا ہے الله کسی بندے کو تو جبرئیل علیہ السلام کو فرماتا ہے مین فلان شخص کو دوست رکہتا ہون تو جبرئیل علیہ السلام ندا کرتے ہین تمہارا رب فلان شخص کے ساتہہ محبت کرتا ہے تم بہی اسکے ساتہہ محبت کرو پہر اسکے واسطے زمین کیطرف محبت نازل ہوتی ہے اور جب کسی بندے کو

کو برا جانتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے مین فلان شخص کو برا جانتا ہون تو بہی اسکو برا جان
رسول اللہ نے فرمایا پہر جبرئیل علیہ السلام ندا کرتا ہے تمہارا رب فلان شخص کو برا جانتا ہے تم بہی اسکو برا
جانو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر اسکے لیے بغض زمین کیطرف آجاتا ہے رَوَاهُ
اَيْضًا الْاِمَامُ اَحْمَدُ غَرِيْبٌ وَلَمْ يُخَرِّجُوْهُ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعا مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے کسی بندے کو چاہتا ہے تو جبرئیل علیہ
السلام کو بلاتا ہے کہ مینے فلان شخص کو چاہا ہے تو بہی اسکے ساتہ محبت کہتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام
آسمان مین ندا کر دیتا ہے اور اسکی محبت زمین والون مین اتر آتی ہے یہی ہین معنے اللہ سبحانہ و
تعالی کے اس قول کے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا
رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قُتَيْبَةَ عَنِ
الدَّرَاوَرْدِيِّ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ اور قتادہ نے اس آیت کو پڑہکر فرمایا اللہ کی قسم
ہماری محبت اہل ایمان کے قلوب مین ہے ہرم بن حیان کہا کرتے تہے کوئی بندہ اپنے دل کے ساتہ
اللہ کیطرف متوجہ نہین ہوتا مگر مومنون کے دلون کو اللہ اسکی طرف متوجہ کر دیتا ہے یہانتک کہ
اسکے دل مین بہی انکی مودت اور رحمت سما جاتی ہے اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ
فرمایا کرتے تہے کوئی بندہ نہین ہے جو بہلائی کرے یا برائی مگر اللہ عزوجل اسکو اسکے عمل کی چادر پہنا
دیتے ہین حسن بصری کہتے ہین ایک آدمی بولا اللہ کی قسم مین اللہ کی ایسی عبادت کرونگا جسکے
وجہ سے مین لوگون مین مذکور ہون تو وہ غیر نماز کے وقت مین نماز پڑہتا ہی نظر آتا اور سب سے پہلے
مسجد مین آتا اور سب سے پیچہے جاتا سات مہینے تک اسکی یہی حالت رہی اور وہ کسی قوم پر نہ
گذرتا مگر کہتے دیکہو اس ریاکار کو (ایک بار) وہ اپنے نفس پر متوجہ ہوا اور بولا مین تو برائی ہی
کے ساتہ یاد کیا جاتا ہون اب مین اپنا سارا عمل خاص اللہ عزوجل کے لیے کرونگا تو اوس نے اور
کچہہ نہین کیا صرف نیت ہی بدلی تہی اور عمل وہی تہا پہر تہا گذرتا اس سے پیچہے لوگ پہر تو کہتے اللہ
اسپر رحم کرے اب اللہ کے واسطے کام کرتا ہے اب اللہ کے واسطے کام کرتا ہے اور ابن جریر نے ایک
اثر نقل کیا کہ یہ آیت عبدالرحمن بن عوف کی ہجرت کے بارہ مین نازل ہوئی ہے لیکن یہ خلاف ہے
یہ سورت مکہ مین اتری ہے اسمین کوئی آیت ہجرت کے بعد نہین اتری اور اس اثر کی سند [illegible]

نہین ہے واللہ اعلم [illegible] کی تفسیر مین قدری نے اسمٰعیل سندی سے ابو صالح سے نقل کیا
عِوَجًا عَنِ الْحَقِّ یعنی حق سے [illegible] اور ضحاک نے کہا بہت جھگڑالو ہے اور قتادہ نے کہا لدّ
سخت جھوٹا ہے اور حسن بصری نے کہا سخت بہرے ہین اور بہت سی سنگتین جنہون نے خدا کی
آیات کا انکار کیا اور اسکے رسولون کی تکذیب کی آہٹ پاتا ہے قرآن مین سے کسی کی یا سنتا
ہے اُن مین سے کسی کی بھنک اخیر تفسیر سورۂ مریم وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ [illegible] انشاء
اللہ تفسیر سورۂ طٰہٰ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فتح البیان مین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق مین نازل ہوئی ہے اور معنے
یہ ہین کہ مومنین کے دلون مین ان کی محبت ڈال دے گا اور براء سے مروی ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ کہو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ
عِنْدَكَ عَهْدًا وَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ وُدًّا وَاجْعَلْ لِّیْ فِیْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
مَوَدَّةً یعنے یا اللہ کر میرے واسطے اپنے نزدیک عہد اور کر میرے واسطے اپنے پاس دوستی
اور ڈال مومنون کے دلون مین میری مودت تب اللہ نے یہ آیت علی علیہ السلام کے حق
مین اتاری آخرجہ ابن مردویہ والدیلمی پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کا [illegible]
بیان فرمائی خصوصًا اس سورت کی اس لیے کہ یہ شامل ہے توحید پر اور [illegible] کے
حالات پر تو فرمایا فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ یعنے ہمنے قرآن کو آسان کیا [illegible] ساتھ
کے تیری لغت کے جو عربی مبین ہے تاکہ تو ڈر سناوے اسکے ساتھ [illegible] لوگون
کو اسکے ساتھ ڈراوے پھر فرمایا اور بہت سنگتین ہمنے [illegible] کہ کیا
[illegible] آہٹ یا سنتا ان مین سے کسی کی یا سنتا ہے کسی کی بھنک یہی حال یہان
لوگون کا اگر قرآن مین [illegible] اور تدبر کرنے سے منہ پھیرینگے [illegible] اور اونکا مآل
کار پہلون کیطرح ہوجاتا ہے [illegible] ان کا امر [illegible] الحمد [illegible]
[illegible] تمت [illegible] آج رات یوم الاحد ۲۲ [illegible] بوقت ۱۱ بجے
رات کے تفسیر [illegible] اللہ کے فضل و احسان سے اور [illegible] تائید و اعانت سے پوری
ہوئی الحمد [illegible] جیسے میرے [illegible] عاجز ناتوان سے

محض اپنے فضل و کرم سے [illegible] کا ترجمہ لکھا یا اسی طرح [illegible] ران مجید کا ترجمہ
[illegible] کر [illegible] تفسیر [illegible] بلطائف البیان [illegible] صدیق حسن خان صاحب بہادر
[illegible] تک [illegible] غفر اللہ لہ و لوالدیہ کا ل
[illegible] ے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ولا حول [illegible] الا باللہ
وھو المستعان وعلیہ التکلان فھا انا عبد اللہ [illegible] عبد اللہ [illegible] الفقیر الی
اللہ محمد بن ھاشم المحمدی مذھبا ومشربا والحسینی تلمذا [illegible] مولدا
والکاھوری نزولا غفر اللہ لہ ولوالدیہ ما تقدم [illegible] احد منھم بین یدیہ

تمت

حمد بیحد و سلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد کہتا ہی العبد الراجی الی رحمۃ اللہ الصمد خاکسار محمد بن ہاشم ساکن موضع دالا تعتبر
کہنڈیان ضلع لاہور کا کہ اس عاجز پر اللہ پاک کا بڑا انعام ہوا کہ ترجمان القرآن بلطائف البیان کے پورا کرنیکا
خیال لیسین ہایا مگر بوجہ چند در چند اسکا پورا کرنا میسر آیا یہ بھی اس اثنا مین تفسیر سورہ مریم کی اللہ پاک نے لکھوائی اب
بتوفیق الہی اس ضعیف العباد کو اس امر اہم بعد تکمیل تسہیل القاری شرح صحیح بخاری کی مشغولی نصیب ہوئی
اللہ پاک اپنی عزیز کتاب کی تفسیر اور جناب شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم کی کتاب کی شرح کی تکمیل اپنی توفیق اور
اعانت سے اختتام کو پہنچاوے تکمیلہما لیس علیہ بعزیز انہ قدیر و بالاجابۃ جدیر اب ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس مبارک
کے آگے میری اپنی کی عافیت کے واسطے عاجزی کر کر ہاتھ اٹھایا کریں کہ مجھ ضعیف نحیف کو دنیا مین ہر طرح
کی عافیت دیوے اور آخرت مین محض اپنے فضل سے بخش لیوے عاجز نے تفسیر کو اسی ڈھنگ پر شروع کیا ہے جیسے
نواب صاحب مرحوم نے لکھی [illegible] اتنا کام اور بھی کیا ہے کہ جو آیات معرض استدلال مین بیان کی گئین ہین انکا ترجمہ بھی ساتھ
ہی مندرج کر دیا بخلاف نواب صاحب مرحوم کے کہ انہون نے ان کا ترجمہ حاشیہ پر لکھوایا اور وہ احادیث جو آیات کی تفسیر مین
بیان کی گئین ہین انکا ترجمہ بھی متن ہی مین لکھدیا بخلاف نواب صاحب مرحوم کے کہ انہون نے احادیث کا ترجمہ لکھا ہی نہین ہے

اللہ تبارک و تعالی کا شکر ہے کہ تفسیر ترجمان کی ساتوین جلد [illegible] سورہ مریم تک سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین بانی کتب زیان [illegible]
واحمد تاجران کتب کے اہتمام سے شہر لاہور [illegible] مطبع صدیقی مین چھپکر بہت ہی خوشخطی کے ساتھ زیور طبع سے مزین ہو کر شائقین [illegible]
مجید و طالبان فرقان حمید کیلیے [illegible] اللہ تعالی نواب صاحب [illegible] انکی تفسیر شروع کیا [illegible]
[illegible] اب [illegible] چھپکر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ طٰہٰ

یہ سورت ایک سو چھتیس آیت ہے اسکے بیالیس کلمے اسکے ایک ہزار تین سو اکاون ہین حرف اسکے پانچ ہزار چار سو چھیاسٹھ ہین اور
قرطبی نے یہ سورت مکی ہے سب کے قول مین مکی ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور ابن زبیر کا اور کہا سیوطی نے درمنثور کے مقدمہ
مین کہ آیت فاصبر علی ما یقولون مکی نہین ہے اور نکالا ابن مردویہ نے ابو امامہ سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ
آپنے فرمایا سارا قرآن بہشت والون پر اٹھا رکھا جاویگا پھر بہشت والے قرآن سے کچھ نہ پڑھین گے مگر سورہ طٰہٰ اور یسین تو بہشت
والے ان دونوکو پڑھین گے بہشت مین انس بن مالک سے حضرت عمر کا قصہ جو انکا اپنی ہمشیرہ کے ساتھ اور خباب کے
ساتھ واقع ہوا مروی ہے اور مروی ہے ان لوگونکا پڑھنا سورہ طٰہٰ کو اور یہی حضرت عمر کے اسلام کا سبب ہوا سیر کی کتابون مین
یہ قصہ مشہور ہے ابن کثیر نے باسنادہ ابوہریرہ سے مرفوعا روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے
نے پڑھی سورہ طٰہٰ اور یسین آدم علیہ السلام کے بنانے سے ہزار برس پہلے تو جب سنا ان سورتون کو فرشتون نے
بولے بس بہت مبارک ہو جسپر یہ سورتین اترین گی اور ان شکمون کو مبارک ہو جو ان سورتون کو اٹھاوینگے اور ان زبانون
کو مبارک ہو جو انکے ساتھ بولین گی ابن کثیر نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس مین نکارت ہے اور ابراہیم بن مہاجر اور اسکا استاد
جو اس حدیث کے راوی ہین انمین لوگون مین گفتگو ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰہٰ ۝ ما انزلنا علیک القران لتشقی ۝ الا تذکرۃ لمن یخشی ۝ تنزیلا ممن خلق الارض
والسموت العلی ۝ الرحمن علی العرش استوی ۝ لہ ما فی السموت وما فی الارض وما بینہما
وما تحت الثری ۝ وان تجہر بالقول فانہ یعلم السر واخفی ۝ اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء
الحسنی ۝ طٰہٰ ہم نے نہین اتارا تجھپر قرآن کہ تو محنت مین پڑے مگر نصیحت کے واسطے جسکو ڈر ہے اتارا ہے اس
شخص کا جسنے بنائی زمین اور آسمان اونچے وہ بڑی مہر والا تخت کے اوپر قائم ہوا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان
مین اور زمین مین اور جو ان دونون کے بیچ ہے اور جو نیچے گیلی زمین کے ہے اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اسکو خبر ہے چھپے کی اور اس سے
بھی چھپا ہوا اللہ ہے جسکے سوا کسی کی بندگی نہین اسی کے ہین سب نام خاصے

آکا حرج نہیں سنتی تو کہتے تم ایک کو اٹھاؤ کبھی کسی کو بچاتے ہو کبھی کسی کو اٹھتے ہے الی آخر **ف** حافظ ابن
کثیر نے کہا حروف مقطعہ پر کلام سورۂ بقرہ کے ابتدا میں گذر چکی جو اسے اعادہ سے مستغنی ہیں ابن عباس نے کہا طٰہٰ کی تفسیر میں
یا رجل اور ایسا ہی مروی ہے مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر و عطاء اور محمد بن کعب اور ابو مالک اور عطیہ عوفی اور حسن اور قتادہ
اور ضحاک اور سدی اور ابن ابزی سے کہ انہوں نے بھی طٰہٰ کی تفسیر میں کہا یا رجل اور ابن عباس اور سعید بن جبیر اور
ثوری سے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ طٰہٰ نبطی زبان کا کلمہ ہے جسکے معنے یا رجل ہے اور کہا ابو مالک نے یہ کلمہ حبشی ہے اور
قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا میں عبد بن حمید کے طریق سے ربیع بن انس سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جب رات کی نماز پڑھتے تو ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے اور دوسرے کو اٹھا لیتے تو اللہ تعالیٰ نے اتارا طٰہٰ یعنی
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کو (دونوں پاؤں سے) لتاڑو نہیں اتارا ہمنے تجھ پر قرآن اسلیے کہ تو محنت میں پڑے
پھر قاضی عیاض نے کہا اور پوشیدہ نہیں ہے وہ اکرام اور اچھا معاملہ جسکا اس آیت میں بیان ہے جویبر نے ضحاک سے
روایت کیا کہ جب اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید اتارا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے
قرآن مجید کے ساتھ اور آپکے اصحاب تو قریش میں سے مشرک بولے نہیں اتارا گیا قرآن محمد پر مگر تو کہ محنت میں پڑے تو
اتارا اللہ تعالیٰ نے طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشیٰ اور امر یوں نہیں ہے جیسا جھوٹوں نے گمان
کیا بلکہ جسکو اللہ سبحانہ وتعالیٰ علم عنایت کرتا ہے تو اسکے ساتھ بہت خوبی کا ارادہ کرتا ہے جیسے صحیحین میں معاویہ سے ثابت
ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے ساتھ اللہ خوبی کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں سمجھ دیتا ہے اور
اسبارے میں وہ کیسی عمدہ حدیث ہے جسکو حافظ ابو القاسم طبرانی نے ثعلبہ بن حکم سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرماویگا اللہ تعالیٰ عالموں کو قیامت کے دن جب اپنی کرسی پر بندوں کے فیصلے کو واسطے
بیٹھیگا کہ میں نے نہیں رکھا تھا اپنا علم اور حکمت تم میں مگر اس واسطے کہ میں تمہارے سارے گناہ معاف کردوں اور مجھ
کچھ پرواہ نہیں ہے ابن کثیر نے کہا اسکا اسناد عمدہ ہے اور ثعلبہ بن حکم یہ وہی ہے ابو عمر بن الصلاح نے استیعاب میں
ذکر کیا اور کہا کہ یہ شخص بصرہ میں جا بسے تھے پھر کوفہ میں جا بسے اور ثعلبہ بن حکم سے سماک بن حرب نے روایت کیا اور
کہا مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے قول مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ کی تفسیر میں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول اللہ تعالیٰ کے اس
قول کی طرح ہے فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ یعنی پڑھو جتنا آسان ہو اور لوگ تھے باندھ لیتے رسیاں اپنی سینوں کے
ساتھ نماز میں اور قتادہ نے ما انزلنا الآیہ کی تفسیر میں کہا نہیں اسکی قسم نہیں بنایا اللہ نے اسکو بندوں کی بدبختی
کا سبب بلکہ بنایا ہے اسکو سبب رحمت کا اور نور اور راہ دینے والا بہشت کی طرف اور یہ نصیحت ہے اسکے واسطے جسکو ڈر ہے

اتاریں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں اور بھیجے اس نے اپنے رسول مہربانی کر کر جو مہربانی کی اس نے اپنے بندوں پر تاکہ سوچ کریں
سوچ کر نیالا اور فائدہ دے آدمی ان سے جو اس نے اللہ کی کتاب میں سنا تو یہ یاد و فہم تو جسمیں بعض نے اپنے حلال اور حرام بیان
کیے اور فرمایا تنزیلا ممن خلق الارض الآیۃ یعنی قرآن جو تیرے پاس اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا ہے اتارا ہے تیرے مالک کا جو
مالک ہے ہر چیز کا کر سکتا ہے جو چاہے جسنے بنائی زمین اسکی پستی اور کثافت کیساتھ اور بنائے آسمان انکی بلندی اور لطافت کیساتھ اور آیا ہے حدیث میں
میں جسکو ترمذی وغیرہ نے صحیح کہا کہ ہر آسمان کے موٹاپے کی مسافت پانسو سال کی ہے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی مسافت
بھی پانسو سال کی ہے ابن ابی حاتم نے بیان و علل حدیث حضرت عباس رض حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کی روایت
سے بیان کی اور آیت استوا پر گفتگو سورۂ اعراف میں گذر چکی جو اسکے اعادہ سے مغنی ہے اور مسلک سلف کا اس مسئلہ استوا میں سلف
صالح کا طریق یہی ہے کہ کتاب و سنت میں جو باری تعالیٰ کی وصف بیان ہوئی ہے اسکو اسیطرح سمجھا جاوے سوا تکییف اور تحریف اور
تشبیہ اور تعطیل اور تمثیل کے اور فرمایا لہ ما فی السموت وما فی الارض الآیۃ یعنی ہر چیز کا وہ مالک ہے اور ہر ایک چیز اسکے قبضہ
میں ہے اور اسکے تصرف اور مشیت و ارادے اور حکم میں اور وہ بنانے والا ہے اسکا اور مالک اور اسکا معبود
لا الہ سواہ ولا رب غیرہ اور ثری سے مراد آیت میں ساتوین زمین کا تحت ہے کہا اوزاعی نے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے مجھسے بیان کیا
جو کعب احبار سے پوچھا گیا کہ اس زمین کے نیچے کیا چیز ہے تو وہ بولا پانی ہے پوچھا گیا اور پانی کے نیچے کیا چیز ہے بولا زمین
پوچھا گیا پھر اس زمین کے تلے بولا پانی پوچھا گیا پھر اس پانی کے تلے بولا زمین پوچھا گیا پھر اس زمین کے نیچے بولا پانی
پوچھا گیا پھر پانی کے نیچے بولا زمین پوچھا اور پھر زمین کے نیچے بولا پانی پوچھا گیا پھر پانی کے تلے بولا زمین یہانتک پوچھا گیا پھر زمین
کے تلے بولا ایک پتھر ہے پوچھا گیا اور پتھر کے نیچے بولا فرشتہ ہے پوچھا گیا اور فرشتہ کے نیچے کیا ہے بولا ایک مچھلی
ہے جسکے دونوں کنارے عرش سے لٹکے ہوئے ہیں پوچھا گیا اور مچھلی کے نیچے کیا ہے بولا ہوا ہے اور اندھیرا اور منقطع
ہو جاتا ہے علم یعنی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ پھر ہوا اور اندھیرے کے نیچے کیا چیز ہے عبد اللہ بن عمر سے
مرفوعاً مروی ہے کہ ہر زمین اور اس زمین کے درمیان جو اسکو ملتی ہے پانسو سال کی مسافت ہے اور نیچے کی زمین
مچھلی کی پیٹھ پر ہے جسکے دونوں کنارے آسمان میں ہیں اور مچھلی پتھر پر ہے اور پتھر فرشتے کے ہاتھ میں ہے اور دوسری
زمین ہوا کا قید خانہ ہے اور تیسری زمین میں دوزخ کے پتھر ہیں اور چوتھی زمین میں دوزخ کی گندھک ہے اور پانچوین
زمین میں دوزخ کے سانپ ہیں اور چھٹی زمین میں دوزخ کے بچھو ہیں اور ساتوین زمین میں دوزخ کی آگ ہے اور اسمیں
ابلیس ہے جسکا ایک ہاتھ آگے بندھا ہوا ہے اور ایک ہاتھ پیچھے بندھا ہوا ہے جب اللہ اسکو کسی کے لیے چھوڑنا
چاہتا ہے تو اسکو چھوڑ دیتا ہے حافظ ابن کثیر نے کہا یہ حدیث بہت سخت غریب ہے اور اسکے مرفوع ہونے میں نظر ہے

حافظ ابو یعلی نے اپنے مسند میں اپنے اسناد کے ساتھ جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ تبوک کی لڑائی میں تھا تو ہم سخت گرمی میں (تبوک کی لڑائی سے) لوٹے لیکن ہم جدا جدا ہو گئے تھے ایک ایک
اور دو دو جابر بن عبد اللہ نے کہا اور میں لشکر کے مقدمہ میں تھا کہ ہمارے سامنے ایک مرد آیا اور سلام کیا پھر بولا تم
میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں اور میرے ساتھی آگے چلے گئے اور میں اس شخص کے ساتھ ٹھہر رہا دیکھتا ہوں کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر کے قلب میں آتے ہیں اور سرخ اونٹ پر سوار ہیں اور آپنے دھوپ کی وجہ سے سر پر کپڑا اوڑھا ہوا ہے
میں نے کہا اے سائل یہ ہیں اللہ کے رسول تیرے پاس آ گئے وہ بولا لوگوں میں سے وہ کون شخص ہے میں نے کہا وہ سرخ اونٹ
والا ہے وہ اُنکے قریب ہو کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی باگ پکڑلی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے اور وہ
بولا آپ ہی محمد ہیں آپنے فرمایا ہاں وہ بولا میں کچھ باتیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں جنکو زمین والوں میں سے کوئی
نہیں جانتا ایک آدمی یا دو آدمی کے سوا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پوچھ جو تو پوچھنا چاہتا ہے وہ بولا
اے محمد کیا پیغمبر سوتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نبی کی آنکھیں سوتی ہیں اور اسکا دل نہیں سوتا وہ بولا
آپنے سچ فرمایا پھر بولا اے محمد بچہ اپنے باپ یا ماں کی مشابہ کس طرح ہو جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرد کا
پانی سفید غلیظ ہے اور عورت کا پانی رقیق پھر دونوں پانیوں میں سے جونسا پانی دوسرے پر غلبہ کرتا ہے بچہ کی مشابہت
اس پانی والے کے ساتھ ہو جاتی ہے جسکا پانی غلبہ کرتا ہے وہ بولا آپنے سچ فرمایا وہ بولا بچہ کی مرد کے پانی سے کیا چیز
بنتی ہے اور عورت کے پانی سے کیا چیز آپنے فرمایا ہڈیاں اور رگیں اور پٹھے مرد کے پانی سے بنتے ہیں اور گوشت اور
خون اور بال عورت کے پانی سے وہ بولا آپنے سچ فرمایا پھر بولا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس زمین کے تلے کیا چیز ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مخلوق ہے وہ بولا پھر انکے تلے کیا چیز ہے فرمایا دوسری زمین ہے بولا پھر زمین کے
تلے فرمایا پانی بولا پھر پانی کے تلے فرمایا اندھیرا بولا پھر اندھیرے کے تلے فرمایا ہوا بولا اور ہوا کے تلے فرمایا گیلی زمین بولا
پھر گیلی زمین کے تلے پھر حضرت صلعم کی مبارک آنکھوں سے رونے کے ساتھ آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا خالق کے علم کے
سامنے مخلوق کا علم عاجز ہے اے سائل تو اور میں اس علم میں مساوی ہیں جابر بن عبد اللہ نے کہا وہ بولا آپنے سچ فرمایا
میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں حضرت صلعم نے فرمایا لوگو جانتے ہو یہ کون تھا لوگوں نے عرض کیا اللہ
اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے حافظ ابن کثیر نے کہا هذا حديث غريب جدا وسياق عجيب
متفرد ہوا ہے اس حدیث کے ساتھ قاسم بن عبد الرحمان اور کہا یحیی بن معین نے کہ قاسم بن عبد الرحمان کسی چیز کے ساتھ
نہیں ہے اور ضعیف کہا اسکو ابو حاتم رازی نے اور کہا ابن عدی نے کہ یہ شخص مجہول ہے اور اس حدیث میں اسنے خبط کیا

اور قول یہی ہے پہر کوئی چیز کسی چیز مین ہو کلبی حدیث سی حدیث مین اور یہی احتمال ہے کہ اسنے کیا ہو یہ دانستہ کیا
ہو واللہ اعلم اور اسکا قول وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ اللہ تعالی کے اس قول کی طرح ہے قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنے تو کہہ اسکو اتارا ہے اس شخص نے جو جانتا ہے چہپے بہید آسمانون
اور زمین مین مترجم کہتا ہے یعنے والا ہر ابن علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے یعلم السر واخفی کی تفسیر مین نقل کیا کہ سر وہ چیز ہے
جسکو ابن آدم اپنے نفس مین پوشیدہ رکہا اور اخفی وہ چیز ہے جو پوشیدہ ہے ابن آدم پر ان چیزون مین سے جسکو یہ کرنیوالا
ہے اس سے پہلے کہ اسکو جانے تو اللہ کو معلوم ہین یہ سب باتین اسکا علم ماضی اور مستقبل مین ایک سا ہے اور ساری خلقت
اسکے نزدیک مثل ایک نفس کی طرح ہے فرمایا اللہ تعالی نے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ یعنے تمہارا پیدا کرنا
بنانا اور مرے پر جلانا وہی جیسا ایک جی کا اور ضحاک نے یعلم السر واخفی کی تفسیر مین کہا سر وہ چیز ہے جو تیرے جی مین
آوے اور اخفی وہ چیز ہے جو ابہی تیرے جی مین نہ آوی اور کہا سعید بن جبیر نے اس آیت کی تفسیر مین تو جانتا ہے جو چیز کہ جسکو
تو آج دل مین پوشیدہ کرتا ہے اور تو نہین جانتا وہ چیز جسکو تو کل اپنے جی مین پوشیدہ کریگا اور اللہ تو جانتا ہے جو تو آج
پوشیدہ کرتا ہے اور جو کل پوشیدہ کریگا اور مجاہد نے اخفی کی وسوسہ کے ساتہہ تفسیر کی اور مجاہد اور سعید بن جبیر
نے اخفی کی تفسیر مین یہ بھی کہا اخفے وہ چیز ہے جسکو یہ کرنیوالا ہے ان چیزون مین سے جسکا اسکے دل مین خیال
نہین آیا اور اسکا قول اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الآیہ کے یہ معنے ہین کہ جسنے تجہہ پر قرآن مجید اتارا وہ وہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہین
ہے وہ خاص نامون والا ہے اور بزرگ صفتون والا اور حدیثون مین خاص نام وارد ہین وہ سورۂ اعراف کے
آخر مین گذر چکین و للہ الحمد والمنہ فتح البیان کا بیان فارغ یہ ہے کہ طہ کے معنون مین علم والون نے اختلاف کیا ہے
کئی قولون پر پہلا قول متشابہات مین سے ہے جسکی مراد معلوم نہین ہے دوسرا قول قبیلہ عکل اور عک کی لغت مین
اسکے معنے ہین یا رجل کے کلبی نے کہا اگر تو قبیلہ عک مین کسی شخص کو کہے یا رجل تو وہ نہین بولیگا یہانتک
کہ تو اسکو کہے طہ اور بعض نے کہا قبیلہ عک کی بولی مین اسکے معنے ہین یا حبیبی اور قطرب نے کہا اسی طرح یہ لفظ
طے کی لغت مین یا رجل کے معنے مین ہے اور یہی قول ہے حسن اور عکرمہ کا اور بعض نے کہا اسیطرح یہ لفظ سریانی لغت
مین یا رجل کے معنے مین ہے اسکو مہدوی نے حکایت کیا اور حکایت کیا گیا ہے عکرمہ سے کہ طہ کے حبشی لغت
مین بھی یہی معنے ہین اور نہین ہے کوئی چیز روکنے والی اس سے کہ یہ کلمہ موضوع ہو اس معنے کے لیے ان سب بولیون مین جیسے
کہ نقل کیا ہے تیسرا قول طہ اللہ کے نامون مین سے ایک نام ہے چوتہا قول طہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے
پانچوان قول طہ سورت کا نام ہے چہٹا قول طہ مقطعہ حروف ہین کہ ان مین ہر ایک کلمے کے معنے پر دلالت کرتا ہے

[illegible]

پھر لوگوں نے اختلاف کیا ہے ان معنوں میں جنپر یہ حروف دلالت کرتے ہیں انکی قولوں پر جن میں سے کوئی قول
تکلف اور تعسف سے خالی نہیں ہے ساتواں قول اسکے معنے ہیں طوبی ہو اس شخص کو جسنے راہ پائی اٹھواں قول
اسکے معنے ہیں تمام زمین اے محمد نواں قول یہ قسم ہے جسکے ساتھ اللہ نے قسم کہائی اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے
کہ اسکے معنے ہیں یا رجل اور مراد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہی قول ہے حسن اور عکرمہ اور سعید بن جبیر
اور ضحاک اور قتادہ اور مجاہد اور ابن عباس کا البتہ اتنا فرق ہے کہ کوئی اسکو یا رجل کے معنے میں حبشی زبان کا کلمہ
ہے اور کوئی نبطی زبان میں اور کوئی سریانی زبان میں اور کلبی کے نزدیک عک کی لغت میں طہ یا رجل کے معنے میں
ہے جیسے کہ کہا ابن انباری نے اور قریش کی لغت ان سب لغتوں کے ساتھ اس معنی میں موافق ہے اسلیے کہ
اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے پیغمبر کو قریش کی زبان کے سوا اور کسی زبان میں مخاطب نہیں کیا انتہی اور جب ثابت
ہوچکا کہ طہ کے یا رجل معنی میں کسی لغت میں عرب کی لغتوں میں سے تو اس لفظ کے معنے ظاہر ہونگے اور اسکی
دلالت واضح ہوگی اور یہ لفظ ان فواتح سور سے خارج ہوگا جنکا متشابہات میں سے ہونا ہم بیان کر چکے سورۂ
بقرہ کے ابتدا میں اور اسیطرح جب لفظ اس معنے کے لیے ہوئے کسی لغت میں عجم کی لغتوں میں سے اور انہیں معنوں
میں عرب کی کلام میں بھی یہ لفظ مستعمل ہو جیسے کہ کلمات عجمیہ جنکو عرب نے استعمال کیا ہے اور وہ کتاب عزیز میں موجود
ہیں تو اس استعمال کے ساتھ یہ کلمہ عربی ہوگا کہا نسفی نے مدارک میں جو مروی ہے کہ طہ یا رجل کے معنے میں اگر یہ
نقل صحیح ہو جاوے تو ظاہر ہے ورنہ وہی حق ہے جو سورۂ بقرہ میں مذکور ہوا اسی لیے کہا محلی نے جلالین میں
اللہ اعلم بمرادہ بذلک اور اللہ عزوجل کا قول ما انزلنا علیک القرآن لتشقی جملہ مستانفہ ہے جسکو حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لیے چلایا گیا ہے اسلیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کی طرف سے سخت
تکلیف پہونچی تھی اور شقا کا استعمال تعب میں آتا ہے اور معنے یہ ہیں نہیں اتارا ہمنے تجھپر اے محمد قرآن مجید
تاکہ تو سختی میں پڑے کفار پر افسوس کرنیکے ساتھ اور ان لوگوں کے کفر پر تاسف کہانیکے ساتھ اور انکی ایمان
نہ لانے پر حسرت کی ساتھ اسلیے کہ تیرا کوئی ذمہ نہیں ہے سوا پہونچا دینے کے تو یہ اللہ تعالی کے اس قول کی طرح ہے
فلعلک باخع نفسک علی آثارھم یعنے سو کہیں تو گھونٹ ڈالیگا اپنی جان انکے پیچھے اگر وہ نہ مانینگے اس بات کو
پہچانا سمجھا کر اور عرش لغت میں سریر کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا عرش وہ ہے جو اونچا ہو اور سایہ کرے اور بادشاہ کی مجلس کو
بھی اسکے اونچا ہونیکے اعتبار سے عرش کہتے ہیں کہا ثعلب نے استوا کہتے ہیں کسی چیز پر متوجہ ہونیکو کذا قال الزجاج
والفراء اور بعض نے کہا استوا کنایہ ہے ملک اور عزت اور سلطنت سے اور یہی استوی کے معنے مقرر ہوا ہے کیا ہے اسکو

بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین بہت روایتین متقدمین سلف کی ایک جماعت سے وارد ان سب طرق کی سند ضعیف کہا ہے
اور امام مالک سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا استوا غیر مجہول ہے (یعنے معلوم ہے) اور کیفیت غیر معقول ہے اور اسکے ساتھ ایمان
لانا واجب ہے اور اس سے سوال کرنا بدعت ہے کہا بغوی نے اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ استوا اوپر عرش الله سبحانہ وتعالی کی صفت ہے
بلا کیفیت کے واجب ہے آدمی پر ایمان لانا اسکے ساتھ اور سونپنا اسکے علم کا الله عزوجل کیطرف اور مروی ہے ثوری اور اوزاعی
اور لیث اور ابن عیینہ اور ابن مبارک وغیرہم سے ان آیتون کے مثال مین جن مین الله کی صفات کا بیان ہے کہ ان صفات
پر ویسی ہی ایمان لاؤ جیسے آیات مین مذکور ہوئین اور اصحاب مین دو مذہب ہین مذہب اول یقینًا الله سبحانہ کو مکان اور
جہت سے منزہ جاننا اور اسکی تاویل مین خوض نکرنا اور یہ قال الخازن ومختارہ دوسرا مذہب اصحاب مین خوض کرنا جائز ہے تفصیل اس
اور اسمین دو قول ہین قول اول لوگون کے محاورے مین عرش اس سریر کو کہتے ہین جسپر بادشاہ بیٹھتا ہے جب کہ اسکے لیے
اسکا ملک سیدھا ہوجاتا ہے اور چلتا ہے وہ اپنا حکم اور جاری ہوتا ہے حکم اسکا کہتے ہین استوے علی عرشہ استوی علی سریر
ملکہ قال القفال خازن نے کہا اور قفال کا قول ٹھیک ہے اور حق ہے اور مراد اس سے نافذ ہونا قدرت اور جاری ہونا
مشیت کا ہے اور دلالت کرتا ہے اس قول کے صحیح ہونے پر الله تعالی کا قول سورہ یونس مین ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ یعنے پھر قائم ہوا عرش پر تدبیر کرتا ہے کام کی تو الله عزوجل کا قول یدبر الامر جملہ ثم استوى على العرش کی
تفسیر ہے دوسرا قول استوى معنے مین استولی کے ہے اور یہ معتزلہ اور متکلمین کی ایک جماعت کا مذہب ہے اور انہون نے دلیل
لی ہے اسپر شاعر کے اس قول کے ساتھ ؎

قَدِ اسْتَوٰى بِشْرٌ عَلَى الْعِرَاقِ — مِنْ غَيْرِ سَيْفٍ وَدَمٍ مُهْرَاقِ

اور اسکا رد کیا گیا ہے کہ عرب کی لغت مین استوی کا استولی کے معنے مین ہونا معروف نہین ہے اور استولی فلان علی
کذا کا استعمال اسوقت ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی چیز پر غالب ہوجاوے اور اس سے پہلے اسچیز کا وہ مالک نہ ہو اور
الله تعالی تو تمام اشیاء کا ہمیشہ سے مالک ہے اور سب پر غالب ہے پھر باقی مخلوق کو چھوڑ کر عرش پر غالب ہونے کی کیا خصوصیت
اور کہا ابو الحسن اشعری نے معنے یہ ہین کہ الله سبحانہ عرش پر مستوی ہے اور وہ تمام اشیاء کے اوپر ہے اور ان سے بائن (یعنے
جدا) وہ چیزین اسمین حلول نہین کرتین اور وہ اشیاء مین حلول نہین کرتا اور نہ اشیاء کے ساتھ اسکی مماست ہے اور نہ وہ
انکے مشابہ ہے ابن الاعرابی کے پاس ایک شخص آیا اور بولا اس آیت کے کیا معنے ہین فرمایا مستوی ہے اپنے عرش پر جیسے
اسنے خبر دی تو وہ مرد بولا الله عزوجل کے قول استوی کے معنے استولی ہین ابن الاعرابی نے کہا اور تجھکو کس چیز نے
بتلایا عرب لوگ استولی علی الشی کا استعمال اسوقت کرتے ہین جب دو شخصون مین مخالفت ہو جب ایک ان مین دوسرے

پر غالب آجاوے تو کہتے ہیں اس شخص کو جو غالب آجاوے استولیٰ علےٰ فلان اور
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کوئی مخالف نہیں ہے تو غلبے سے عرش پر جیسے اسکی خبر دی ہے ایسے نہیں جیسا بشر کا خیال ہے اور اس میں پوری
گفتگو سورہ اعراف میں گذر چکی اور اس باب میں مستقل رسالہ تصنیف کیے گئے ہیں حفاظ محدثین کی اس مسئلہ میں مستقل کتابیں ہیں
اور اس باب میں متقدمین ومتاخرین کی قدیم نزاع ہے اور حق بات ہر حال کی طرف ہے سلف اور ان کے پیشوا گئے ہیں کہ صفات
کو اپنے ظاہر پر حمل کیا جاوے بدون تحریف اور تعطیل اور تمثیل اور تکییف اور تشبیہ اور تاویل کے اور ابو الحسن اشعری کا یہی
مذہب ہے کہ وہ سبحانہ وتعالیٰ عرش پر مستوی ہے بغیر حد اور کیف کے اور اسی کی طرف سبقت کی ہے جماہیر نے صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین میں سے اور چاروں اماموں اور حدیث والوں نے اور اس مسئلہ میں بڑی طویل گفتگو ہے اور یہ مقام اس مسئلہ کی
بسط کا نہیں ہے اور ہم نے ذکر کر کے بیان کیا ہے اس مسئلہ کو اپنے رسالوں الانتقاد الرجیح اور ہدایۃ السائل اور بغیۃ الرائد میں انکی
طرف رجوع کرنا چاہیے قالہ الشوکانی اسی کے لیے ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور جو موجودات ان
دونوں کے درمیان ہیں اور بعض نے کہا ما بینہما سے ہوا مراد ہے اور ثریٰ لغت میں تر مٹی کو کہتے ہیں اور اگر تر نہ ہو تو وہ تراب
ہے اور اس وقت اسکو ثریٰ نہیں کہتے اور مراد یہ ہے کہ جو ساتوں زمین کے تلے ہے اسکو بھی وہ جانتا ہے کہا واحدی نے اور
مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ثریٰ سے وہ چیز مراد رکھی ہے جو اس پتھر کے نیچے ہے جس پر بیل ہے جو زمین کے نیچے
ہے اور جو چیز پہلی زمین کے تلے ہے اسکو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا قتادہ نے کہا ثریٰ ہر تر چیز کو کہتے
ہیں ابو یعلیٰ کے پاس جابر بن عبداللہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اس زمین کے
تلے کیا ہے فرمایا پانی عرض کیا گیا پھر پانی کے تلے فرمایا اندھیرا عرض کیا گیا پھر اندھیرے کے تلے فرمایا ہوا عرض کیا گیا پھر
ہوا کے تلے فرمایا پہلی زمین عرض کیا گیا پھر پہلی زمین کے نیچے فرمایا مخلوقات کا علم خالق کے علم کے آگے عاجز ہے اور
ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ سے اس کو طویل سیاق بیان کیا اور آیت وان تجہر الآیۃ میں تنبیہ ہے اس پر کہ ذکر اور دعا
میں جہر کا مشروع ہونا اللہ کو خبردار کرنے اور اسکو سنانے کے لیے نہیں بلکہ اسمیں کوئی دوسری غرض ہے جیسے نفس کی تصویر ذکر کے
ساتھ اور ذکر کا رسوخ نفس میں اور دفع شغل اور وساوس کا اور نفس کا روکنا اسکے غیر میں مشغول ہونے سے اور نفس کا
توڑنا تضرع اور گڑگڑانے کے ساتھ پھر اللہ نے بیان کیا کہ موصوف عبادت کے ساتھ طریق مذکور پر وہی تعالیٰ شانہ عز برہانہ
ہے جو شریک سے منزہ اور خاص ناموں کے ساتھ موسوم ہونیکا مستحق ہے تو فرمایا جو شخص ان صفات کمالیہ کے ساتھ
موصوف ہے وہ اللہ ہے جسکے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے جسکے لیے ہیں نام خاص اور وہی ان اسماء کا مستحق
ہے اللہ کے ننانوے نام ہیں جنکے ساتھ صحیح حدیث وارد ہوئی ہے اور وہ نام بیان ہو چکے سورہ اعراف میں

پھر بیان کیا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے توحید کا امر جسکی طرف سنتے ہولیے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو شامل ہے قدرت باہرہ اور خبر
غریب پر تو فرمایا هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي
آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۔ اور پہونچی ہے تجھکو بات موسیٰ کی جب اس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے
گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تم پاس اس میں سے سلگا کر یا پاؤں اس آگ پر راہ کا پتا یہ قصہ
سورۂ قصص اور طٰہٰ اور اعراف میں مکرر ہوا معلوم ہوتا ہے جب مدین میں سے مصر کو آنے لگے عورت اور بکریاں ساتھ لیکر
جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جننے کا درد ہوا دور سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا انسے
کلام کیا اور نبی کر کے فرعون کیطرف بھیجا پھر عورت اپنے باپ کے گھر پہونچ رہی **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا بیان لیے
اللہ سبحانہ تعالیٰ نے موسیٰ ع کا قصہ شروع کیا اور بیان کی کیفیت ابتداء وحی کی انکی طرف اور انکا کلام کرنا اپنے ساتھ
اور یہ بات تھی جب موسیٰ علیہ السلام وہ مدت پوری کر چکے جو آپکے اور آپکے سسر کے درمیان تھی بکریاں چرانیکے
لیے اور لیکر چلے اپنے گھر والوں کو بلاد مصر کیطرف دس برس کے پیچھے اور آپکے ساتھ اپنی عورت تھی تو راہ بھول گئے اور رات
سرد تھی اور آپ اترے ایسی منزل میں جو دونوں پہاڑوں کے درمیان تھی سردی میں اور بادل چھایا ہوا تھا اور تاریکی
جہاں کے ساتھ تھی آہن سے آپ کسی طرح آگ نکالنے لگے تو اس سے کوئی چنگاری نہ نکلی آپ اسی حالت میں تھے کہ دیکھی پہاڑ
کیطرف ایک آگ تو آپ نے فرمایا گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس کی کچھ خبر یا انگارا
آگ کا شاید تم تاپو حافظ ابن کثیر کہتے ہیں تم تاپو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سردی کی رات تھی اور قبس کا لفظ دلالت
کرتا ہے اندھیروں کے وجود پر اور اللہ کا قول أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى دلالت کرتا ہے کہ آپ راستہ بھول گئے تھے جیسے
ثوری نے روایت کیا ابو سعد اعور سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رض سے اللہ تعالیٰ کے قول أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى کی تفسیر
میں کہ موسیٰ ع نے فرمایا کون بتلاتا ہے مجھکو راہ اور سردی کی رات میں راہ بھول گئے تھے جب آگ دیکھی تو فرمایا اگر میں کوئی
راہ بتانے والا نہیں پاؤنگا تو آگ سے لے آؤنگا جسکو تم تاپو فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے کہ هَلْ أَتَاكَ الآية
میں استفہام تقریر کے لیے ہے اور معنی یہ ہیں کیا تیرے پاس موسیٰ ع کا قصہ نہیں آیا اور کلبی نے کہا اس وقت تک حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسیٰ ع کا قصہ معلوم نہ تھا اور اس قصہ کے سیاق میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تسلی
ہے اسلیے کہ آپ نبوت کے اشغال کی تحمل اور احکام نبوت کی مشقتوں اور نبوت کے خطابوں کے مقاسات میں تنگ
پڑجاتے تو فرمایا کہ تیرے سے پہلے تمام انبیا کی یہی شان ہے اور قیاس انہیں بھی اپنے پر سمجھ لو آیت میں حدیث سے وہ قصہ
مراد ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے لیے واقع ہوا اور دیکھی آپ نے آگ سرد اندھیری رات میں جب آپ نکلے شعیب علیہ السلام

سے اجازت لیکر اپنی ان کے ملنے کے لیے اور وہ جمعہ کی رات تھی اور اہل سے مراد عورت ہے اور وہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی
تھی اور اسکا نام صفورا تہا بعض نے کہا صفورا اور اسکی بہن کا نام لیّا تہا بعض نے کہا شرفا نام تہین بعض نے کہا عبداللہ ابن ہیثم
اختلاف ہے کہ موسیٰ نے چھوٹی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا یا بڑی لڑکی کے ساتھ اور اکثروں میں جو لفظ امکثوا ہے اہل کی تعظیم کے لیے
ہے یا تغلیب کے لیے بعض نے کہا مراد انکی بیوی اور لڑکا اور خادم ہین فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ
نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا
يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ پہر جب پہنچا آگ پاس آواز آئی اے موسیٰ مین ہون
مین تیرا رب سو اتار اپنی پاپوشین تو ہے پاک میدان طویٰ مین وہ میدان آگے شاید بزرگ تہا یا اب ہوگیا انکی پاپوشین نا
پاک تہین یہود نے سمجہی پاک موزہ پاپوش بہی نماز مین اتارتے ہین ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑہو موزے سے یا پاپوش
سے اور مین نے پسند کیا تجہکو تو سنتا رہ جو حکم ہوتا ہے جو ہون اللہ ہون کسی کی بندگی نہین سوا میرے سو میری
بندگی کر اور نماز کہڑی رکہ میری یاد کو قیامت مقرر آنی ہے چہپا رکہتا ہون اسکو مین کہ بدلا ملے ہر جی کو جو وہ کماتا ہے
موسیٰ علیہ السلام کو بہی پہلی وحی مین نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بہی اور قیامت کو چہپاتا ہون یعنی وقت کسی کو
نہین بتاتا سو کہین تجہکو نہ روک دے اس سے وہ جو یقین نہین رکہتا اسکا اور پیچہے پڑا ہے اپنے مزون کے پہر تو پڑیگا
جاوے نہ روک دے اس سے یعنے قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برے کی صحبت
سے منع کیا تو اور کوئی کیا ہے **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب پہنچا موسیٰ علیہ السلام آگ پاس اور
اسکے نزدیک آیا آواز آئی اے موسیٰ مین ہون مین تیرا رب اور دوسری آیت مین ہے نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ
الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے پہنچا
موسیٰ علیہ السلام اس پاس آواز ہوئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے تختے سے اس درخت سے کہ اے موسیٰ مین ہون
مین اللہ جہان کا رب اور یہان فرمایا اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ یعنے مین ہون مین تیرا رب یعنی جو شخص تیرے ساتھ باتین
کرتا ہے اور تیرا مخاطب ہے وہ تیرا رب ہے سو اتار لے اپنی پاپوشین موسیٰ علیہ السلام کی پاپوشین گدہے کے چمڑے
کی تہین قَالَهٗ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَاَبُوْ ذَرٍّ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ السَّلَفِ اور بعض نے
کہا حکم کیا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو پاپوشین اتارنے کا اس مقام کی عظمت کے واسطے سعید بن جبیر نے کہا موسیٰ علیہ
ع ۱ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پاپوشین اتارنے کا حکم اسطرح کیا جیسے حکم کیا جاتا ہے آدمی جوتیان اتارنیکا بیت اللہ مین داخل

اسکے لیے بعض نے کہا یہ تثنیان اسلیے فرمایا کہ تو اس میں تاکہ ہوسے پاک زمین کو لتاڑے اپنے ننگے پاؤن کے ساتھ اور
بعض نے اسکے سوا کہا ہے اور کہا واللہ اعلم علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ طوی اسم الوادی کذلک قال غیر واحد
اس تقدیر پر طوی عطف بیان ہوگا بعض نے کہا طوی عبارت ہے لتاڑنے کے امر سے اپنے دونون پاؤن کے ساتھ بعض نے
کہا وہ میدان دوبار پاک ہوا اور طوے اسکو اسلیے کہا گیا کہ برکت اسکے لیے لپیٹی گئی لیکن سنے اول صحیح ہے کہ طوی اس
میدان کا نام ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا اذ نادٰہ ربہ بالواد المقدس طوی یعنے جب پکارا موسی علیہ السلام
کو اسکے رب نے پاک میدان میں جسکا نام طوی ہے اور اس سورت میں اللہ سبحانہ وتعالی کا قول وانا اخترتک اللہ
تعالی کے اس قول کی طرح ہے جو سورۂ اعراف میں ہے انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی یعنے فرمایا اے
موسی میں نے تجھکو پسند کیا لوگون پر اپنی پیغام بھیجنے کا اور اپنی کلام کرنیکا سو لے جو میں نے تجھکو دیا اور شاکر رہ اور مطلب یہ ہے کہ اس وقت کے
موجودین پر اللہ نے موسی کو پسند کیا بعض نے کہا اللہ نے فرمایا اے موسی تو جانتا ہے میں نے کلام کے ساتھ تجھکو کیون امتیاز
دیا عرض کی میں نہین جانتا فرمایا اسلیے کہ تیرے جیسی کسی نے میری تواضع نہین کی اور اللہ تعالے کے قول فاستمع لما
یوحی کے معنے یہ ہین کہ اب تو سن جو میں تجھکو کہتا ہون اور تیری طرف وحی کرتا ہون میں تحقیق میں ہی معبود ہون میرے سوا
کوئی معبود نہین ہے یہ پہلا واجب ہے مکلفین پر کہ جانین اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہین ہے وہ اکیلا ہے
جسکا کوئی شریک نہین ہے اور اسکے قول فاعبدنی کے یہ معنے ہین مجھے اکیلا جان اور میری عبادت کے ساتھ قیام کر
سو کسی کو شریک نہ بنائیے اور اقم الصلوۃ لذکری کے معنی ہین نماز پڑھ تاکہ تو مجھے یاد کرے اور بعض نے یہ معنے بیان کیے
کہ جب تجھے میں یاد آوے تو اسکو اداکر اور دوسرے معنے کا شاہد ہے جو امام احمد نے انس سے مرفوعا روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا جب ایک تمہارا نماز سے سو جاوے یا اس سے غافل ہو جاوے تو جب نماز یاد آوے پڑھ لے اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا
واقم الصلوۃ لذکری اور صحیحین میں انس سے مرفوعا مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز سے
سو جاوے یا اسکو بھول جاوے تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آوے پڑھ لے اس گناہ کا یہی کفارہ ہے اور اللہ سبحانہ وتعالے
کے قول ان الساعۃ اٰتیۃ کے معنے یہ ہین کہ قیامت لامحالہ آنیوالی ہے اور اسکا ہونا ضروری ہے اور اکاد اخفیہا
کی تفسیر میں ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ ابن عباس اس آیت کو اسطرح پڑھتے اکاد اخفیہا من نفسی یعنے
قیامت کے امر کو میں اپنے نفس سے چھپانا چاہتا ہون اور کہتے تھے اللہ تعالے نے یہ اسلیے فرمایا کہ اللہ کے نفس سے کوئی چیز
مخفی نہین ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا اکاد اخفیہا کے معنے ہیں کہ قیامت پر کسیکو مطلع نہیں
کرتا اپنے سوا اور کہا سدی نے کہ آسمان والون اور زمین والون میں کوئی شخص نہین ہے مگر اس سے اللہ تعالے نے قیامت کے

علم کو چھپا رکھا ہے اور یہ آیت ابن مسعودؓ کی قرأت میں اسطرح ہے انی اکاد اخفیہا عن نفسی غرض یہ ہے کہ
قیامت کے امر کو مخلوقات سے چھپا رکھا ہے اور اگر میں رکھ سکتا اپنے نفس سے بھی چھپا سکتا تو چھپاتا اور بعض قراءتوں میں
اخفیہا من نفسی ہے اور مجاہد رحمہ اللہ نے اسکو چھپا رکھا ہے مقرب فرشتوں اور پیغمبروں اور رسولوں سے حافظ ابن کثیر نے کہا
میں کہتا ہوں اور یہ اللہ تعالی کا قول اللہ کے اس قول کی طرح ہے قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ
إِلَّا اللّٰهُ یعنے تو کہہ نہیں خبر رکھتا جو کوئی آسمان اور زمین میں چھپی چیز کی مگر اللہ مترجم رضی اللہ عنہ کہتا ہے حافظ ابن کثیر علیہ
الرحمة کی اس تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ چھپی چیز سے مراد آیت سورہ نمل میں بھی قیامت کا علم ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر غیب کا معرف
باللام ہونا اذا اخطر ببال العبد علم حقیقة الحال جیسا حافظ نے کہا اور اللہ نے فرمایا ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا
بَغْتَةً یعنے بھاری بات ہے آسمانوں اور زمین میں تم پر آویگی تو بیخبر آویگی تجھسے پوچھنے لگتے ہیں گویا تو اسکا متلاشی ہے تو کہہ اسکی
خبر ہے خاص اللہ پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے اور یہ جو اللہ نے فرمایا لتجزی کل نفس بما تسعی تو اسکے معنے یہ ہیں کہ میں قیامت
کو لا محالہ قائم کرونگا تاکہ میں ہر عامل کو اسکے عمل کی جزا دوں کقولہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ یعنے سو جسنے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لیگا اور جسنے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لیگا وکقولہ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ یعنے وہی بدلہ پاؤگے جو کرتے تھے اور فلا یصدنک الآیۃ میں خطاب احاد مکلفین کو ہے اور معنے یہ ہیں کہ مت چلو
راہ اس شخص کی جو قیامت کو جھٹلاوے اور دنیا کو اپنا ملاذ سمجھے اور حکم مانے اپنے ہوی کا اور پیچھے پڑے ہمنوؤں کی بغیر حجت
سو موافقت کی ان لوگوں کی تو وہ نابکار ہوا اور مراد کو نہ پہنچا فتح البیان کا بیان واقع یہ ہے کہ جب موسیٰ پہنچے آگ پاس
جسکو دیکھا تھا تو اس ہری درخت میں جیسے اسکی تصریح سورہ قصص میں موجود ہے بعض نے کہا وہ درخت تھا کیکر کا سبز بعض نے
کہا عوسج کا درخت تھا اور بعض نے کہا علیق کا بعض نے کہا عناب کا خدا بہتر جانے کیا درخت تھا بعض نے کہا جسکو
موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تھا وہ آگ نہ تھی نور تھا اور اسکو نار کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا گیا اسلئے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اسکو آگ
ہی سمجھا اور بعضے کہتے ہیں بعینہ آگ تھی جو اللہ سبحانہ وتعالی کے حجب میں سے ایک حجاب ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر
ابو موسیٰ کی مرفوع حدیث جسکو امام مسلم نے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکا حجاب آگ ہے اگر وہ اسکو
کھولدیوے تو جلادیوین اسکی مبارک وجہ کی چمکیں جہانتک اسکی مخلوق تک اسکی نظر رسائی کرے مترجم رضی اللہ عنہ کہتا ہے
وہ کونسی چیز ہے جس تک اسکی نگاہ رسائی نہیں کرتی تو یہ لطیف تعبیر ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ سبحانہ وتعالی اپنا مبارک چہرہ
کھولدیوے تو سب مخلوق جل جاوے اس درخت سے آواز آئی اے موسیٰ اور یہ ان باتوں میں سے پہلی بات ہے جو موسیٰ
علیہ السلام اور اللہ کے درمیان واقع ہوئیں اور ابھی آتی ہے پچھلی بات وہو قولہ انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی

اور یہ ابتدا اسی واقعہ کی بہ نسبت ہو ورنہ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اور کلامات کئی ہیں کما ذکرنا فی البقرہ
جب آواز ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا متکلم کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ہوں میں تیرا رب تو موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا
کہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے آوے ندا اور خطاب یہ نہیں ہے جسمیں موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے تھے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا جسکا
ذکر سورۂ اعراف میں گذرا بلکہ یہ واقعہ اور ہے کیونکہ یہ آپکی ابتداء رسالت کا وقت ہے اور وہ فرعون کے غرق ہونیکے پیچھے واقع ہوا
جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو توریت عطا کی فرمایا سو اتار اپنی پاپوشیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پاپوشیں اتارنیکا حکم
تعظیماً کیا کیونکہ ننگے پاؤں پھرنے میں زیادہ تواضع ہے اور تشریف اور تکریم اور اچھے ادب کے بہت قریب ہے اور بعض نے
کہا اسلیے اتارنیکا حکم کیا تاکہ انکے پاؤں کو اس پاک میدان کی برکت پہونچے لیکن سبنے اول لائے ہیں بعض نے کہا اسی لیے
سلف کعبہ کا طواف ننگے پاؤں کیا کرتے کہا علامہ نسفی نے تفسیر مدارک میں اور قرآن مجید میں دلالت ہے اسپر کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ کی عزت اور اسکی عظمت کے لیے کیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے انکو اتارا اور ڈالدیا میدان کے
ورے تہے اور بعض نے کہا اسلیے کہ گدھے مرے ہوئے کی چمڑے کی جوتیاں تہین یا جس چمڑے کی وہ پاپوشین تہین وہ مدبوغ نہ
تہا قالہ علی وابن مسعود اور مروی ہے قتادہ اور سدی سے اور بعض نے کہا کہ جوتیوں کے اتارنیکے یہ معنے ہیں کہ تو اپنے
دل کو اہل اور مال سے فارغ کردے اور یہی تفسیر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے جوتیاں اتارنے کی علت بیان کی کہ تو ہے پاک میدان
میں جسکا نام طویٰ ہے اور اسکو پاک میدان اسلیے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا فرعون کو اس سے نکالدیا اور مومنین کے ساتھ اسکو آباد
کیا فرمایا اور میں نے تجھکو پسند کیا اور ممتاز کیا نبوت اور رسالت کے ساتھ پھر نبی کیا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو اور اسکو رسول کیا اس
وقت میں اور اسی مکان میں اور اسوقت موسیٰ علیہ السلام کی عمر چالیس برس کی تھی پھر فرمایا تو سنتا رہ جو حکم ہو تجھے تو کہ کہ
اسچیز کو جو وحی کیجاتی ہے تیری طرف یہ اطلاق کیا اسکا تاکید کے لیے اور اسمیں نہایت درجہ کی ہیبت ہے گویا یوں فرمایا کہ میری یہاں ایک عظیم امر آیا تو اسکے لیے تیار
ہو میں جو ہوں میں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوا میرے پھر حکم کیا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی عبادت کا اور فرمایا
سو میری بندگی کر کیونکہ الوہیت کی تخصیص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ موجب ہے اسکی عبادت کی تخصیص کیلیے اور نماز
کھڑی کر نماز کو ذکر کیا خاص کرکے باوجود اسکے کہ نماز عبادت کے عموم میں داخل ہے جسکا موسیٰ علیہ السلام کو امر ہوا
اسلیے کہ یہ عبادت اشرف عبادات سے ہے اور بہتر طاعت ہے اور اقامت نماز کی علت بیان کی اپنے قول لذکری کے
ساتھ یعنے تاکہ تو مجھکو یاد کرے کیونکہ ذکر کامل نہیں متحقق ہوتا مگر عبادت اور نماز کے ضمن میں یا لذکری دونو جملوں کی علت ہے
اور معنے یہ ہیں کہ تو مجھکو دونوں میں یاد کرے کیونکہ عبادت اور صلوٰۃ دونوں اذکار پر شامل ہیں یا کھڑی کر نماز صرف میری
یاد کے لیے جسمیں میرے غیر کا ذکر ملا ہوا نہو یا کھڑی کر نماز ہو اسلیے کہ میں نے نماز کے کھڑا کرنیکا کتاب میں حکم دیا ہے اور

اسکو یاد کیا ہے یا اسلیے کہ تو مجھے ہی یاد کرے لوگون کے سوا یا آخری کہ نماز میری یاد کے وقتون مین ہو وہ نماز کے وقت
ہین یا یہ معنے ہین کہ ہر وقت نماز قائم کر جب تو یاد کرے کہ مجھپر نماز ہے پہر وہ معنے نقل کیے جسکی دلیل مین حافظ ابن کثیر
نے انس اور ابو ہریرہ کی مرفوع حدیثین بیان کین بیشک قیامت جو ثواب و عقاب کی تاریخ ہے لا محالہ آنیوالی ہے اور یہ
جملہ عبادت کے حکم اور نماز کی اقامت کے حکم کی علت ہے مین اسکو چھپایا رکہتا ہون اور اخفیہا کے وہی معنے نقل کیے جو حافظ
نے ذکر کیے وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا
مَآرِبُ أُخْرَىٰ ۝ قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ۝ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا
سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۝ اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ مین اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹھی ہے اسپر ٹیکتا ہون اور پتے جھاڑتا
ہون اس سے اپنی بکریون پر اور میرے لیے اسمین کتنے کام ہین ارشاد فرمایا ڈالدے اسکو اے موسے تو اسکو ڈالدیا پہر تب ہی وہ سانپ
ہے دوڑتا فرمایا پکڑلے اسکو اور ڈر مت ہم پہیر دینگے پہلے حال پر یعنی پہر لاٹھی ہو جاویگی **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا یہ اللہ سبحانہ و
تعالے کیجانب سے موسی کے لیے انکی رسالت کی سند ہے اور معجزہ عظیمہ ہے اور عادت کے لئے صریح خلاف ہے جو دلالت
کرتا ہے کہ ایسی شئ پر اللہ عز وجل کے سوا کوئی قادر نہین ہے اور ایسی شئ کو نہین لاتا مگر نبی مرسل اور وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ کی
تفسیر مین بعضے مفسرین نے کہا کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالی نے موسی سے انکو دلاسا دینے کے طور پر فرمایا اور بعض نے کہا کہ
تقریر پر فرمایا یعنے یہ لاٹھی جسکو تو پہچانتا ہے اور تیرے ہاتھ مین ہے اب تو دیکھیگا ہم اسکو کیا بنا دینگے تو گویا یہ جملہ استفہام
تقریری ہے غرض یہ کہ یہ میری لاٹھی ہے جسپر مین ٹیکا لگاتا ہون یعنے چلتے وقت اسپر ٹیکا لگاتا ہون اور ہلاتا
ہون اسکے ساتھ درختون کو اپنی بکریون پر انکے پتے جھاڑنے کے لیے تاکہ میری بکریان وہ پتے کہاوین عبدالرحمن
بن قاسم نے امام مالک سے نقل کیا کہ ہش یہ ہے کہ آدمی اپنی لاٹھی درخت کی شاخون مین ڈالکر ہلاوے یہانتک
کہ اسکے پتے گر پڑین اور کسی شاخ کو توڑے نہین یہ ہش ہے کذا قال میمون بن مہران ایضا ولی فیہا
مآرب اخری کے یہ معنے ہین کہ میرے لیے اسمین مصالح اور منافع اور اور ضرورتین ہین اسکے سوا اور بعض نے تکلف کیا ہے
کچھہ چیزون کے ذکر کرنے مین ان ضرورتون مین سے جنکو مبہم کہا گیا بعض نے کہا وہ لاٹھی موسی علیہ السلام کیلیے
رات کو روشن ہوجاتی تہی اور انکی بکریون کی چوکیداری بھی کرتی تہی جب آپ سو جاتے اور آپ اسکو گاڑ دیتے تو وہ درخت
بنکر آپ پر سایہ کرتی اور سوا اسکے اور امور جو عادت کے خلاف ہین اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح نہ تہا اور اگر وہ لاٹھی
وہ چیزین بنتی ہوتی تو موسے علیہ السلام اسکے سانپ بنجانے سے نہ ڈرتے اور نہ بہاگتے لیکن یہ اسرائیلی خبرین
ہین اور اسیطرح سے اکثر بعض کا یہ قول کہ وہ لاٹھی آدم علیہ السلام کی تہی اور انکا یہ قول کہ وہ لاٹھی ہی دابہ ہے جو قیامت

سے پہلے نکلے گا اور ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ اس لاٹھی کا نام ماشا تھا واللہ اعلم بالصواب اور اللہ کے قول القہا
یا موسیٰ کے معنے یہ ہیں کہ یہ لاٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے اے موسیٰ اسکو ڈالدے تو اسکو ڈالدیا پھر تب ہی وہ سانپ ہے
دوڑتا یعنے اسوقت بڑا لمبا ناگ ہوکر جلدی سانپ کی شکل کی طرح پہنپہنانے لگا مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے حافظ
صاحب نے آیت سورہ اعراف و سورہ شعرا اور آیت سورہ نمل و قصص کی درمیان موافقت تطبیق کی ہے آیت سورہ اعراف و شعرا کا ظاہر
ہے کہ وہ لاٹھی بڑا اژدہا اور ناگ بن گئی اور آیت سورہ نمل و قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لاٹھی سانپ ہوگئی تو حافظ صاحب
نے آیات کے درمیان تطبیق بیان کی کہ وہ غایت کبر میں اژدہا کی طرح بن گئی اور سرعت حرکت میں سانپ کی طرح اور شیخ
عبد القادر علیہ الرحمۃ نے آیت سورہ نمل کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اول سانپ بن گئی تھی جب فرعون کے آگے ڈالی تو اژدہا
ہوگئی بڑا لیکن دلالت کرتا ہے حافظ کی تطبیق کے صحیح ہونے پر ابن عباس رضہ کا اثر جسکو حافظ نے ابن ابی حاتم سے
باسناد بیان کیا کہ ابن عباس رضہ نے فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس لاٹھی کو ڈالدیا پھر تب ہی وہ سانپ ہے دوڑتا
اور اس سے پہلے کبھی وہ سانپ نہیں ہوا تھا پھر درخت پر گذرتا تو درخت کو کھا لیتا اور پتھر پر سے گذرتا تو پتھر کو نگل
جاتا اور موسیٰ اسکے پیٹ میں پتھر گرنے کی آواز سنتے تھے پھر دیگر اور آواز ہوئی اے موسیٰ پکڑ لے اسکو تو نہ پکڑا
پھر دوسری بار آواز ہوئی پکڑ لے اسکو اور نہ ڈر پھر تیسری بار آواز ہوئی تجھکو خطر نہیں ہے تو موسیٰ نے اسکو پکڑ
لیا اور کہا محی السنہ نے معالم میں کہ اللہ تعالیٰ کا قول وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ میں استفہام تقریر کے لیے
ہے اور حکمت اس استفہام میں موسیٰ ؑ کا خبردار کرنا ہے اس امر پر کہ جو انکے ہاتھ میں ہے وہ لاٹھی ہی ہے تاکہ
کہ جب اسکو اللہ کے حکم سے پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا کہ یہ معجزہ عظیمہ ہے
اور یہ عرب کے اس کلام کے مطابق ہے کہ کہتے ہیں دوسرے کو تو جانتا ہے کہ یہ کیا ہے حالانکہ وہ اسکو یقیناً
پہچانتا ہے اور انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اسکی قلبی معرفت کے ساتھ اسکا لسانی اقرار بھی منضم ہو جاوے موسیٰ ؑ
نے فرمایا یہ میری لاٹھی ہے کہا محی السنہ نے بعض کا یہ قول ہے کہ اس لاٹھی کی دو شاخیں تھیں اور اسکے نیچے
نیزہ لگا ہوا تھا اور اوپر اسکا مڑا ہوا تھا مقاتل نے کہا اس لاٹھی کا نام نبعہ تھا میں اسپر تکیہ لگاتا ہوں چلنے کے
وقت اور جب تھک جاتا ہوں اور جب کسی چیز پر حملہ کرتا ہوں اور اٹھاتا ہوں اس لاٹھی کو سوکھے درخت پر سے پتے جھاڑنے
کے لیے تاکہ میری بکریاں کھاویں عکرمہ نے واہش کو سین مہملہ کے ساتھ پڑھا اور اسکے معنے یہ ہیں کہ میں اس لاٹھی
کے ساتھ بکریاں ہانکتا ہوں اور انکو ڈانٹتا ہوں اور ہس کہتے ہیں بکریوں کے ڈانٹنے کو اور میرا اس میں کتنے کام ہیں اور
تدبیر بھی ہوا رتبہ کی کہ مبہی وصف میں لفظ فرمایا اخریٰ نہیں فرمایا واحد اسکی حاجت کرکے لطف اور تعجب سے موسیٰ ؑ

نے وہ چیزین مراد لیتے جن مین سر فرعون لاٹہی کو استعمال کرتا تہا تہے پہر اسکے ساتہہ اپنا کہانا اور اسکے ساتہہ رسی
باندہکر کنوئین سے پانی نکالتے اور قتل کرتے اسکے ساتہہ سانپ اور مقابلہ کرتے اسکے ساتہہ درندون کے ساتہہ اور
سایہ لیتے ہین جب بیٹہتے اور انکے سوا اور بہت کام اور ابن عباس سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب اپنا کہانا لادتے
اور اپنا پینا پہر لیکے ساتہہ وہ لاٹہی چلتی اور باتین کرتی اللہ میان پر اسکو مارتے تو زمین سے اسقدر کہانا نکل آتا جو دن بہر کہاتے
رہتے اور اسکو زمین مین گاڑتے تو پانی نکل آتا اور اگر اسکو زمین سے کہینچ لیتے تو پانی چلا جاتا اور اگر میوہ خوری کا ارادہ
کرتے تو وہ لاٹہی درخت بن جاتی اور اسپر پتے نکل آتے اور وہ پہل دیتی اور جب کسی کنوئین مین سے پینا چاہتے تو اسکو
اسمین لٹکاتے تو وہ لاٹہی کنوئین کے گہراؤ تک لمبی ہوجاتی اور اسکی دو شاخین ڈول بنجاتا یہانتک کہ پانی لے
لیتا اور رات روشنی کے لیے چراغ کے قائم مقام ہوجاتی اور جب موسیٰ کا کوئی دشمن ظاہر ہوتا تو وہی اسکا مقابلہ
کرتی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ڈالدے اسکو اے موسیٰ تو اسکو ڈالدیا ڈالنے کے بعد جب اسپر نظر پڑی پہر تب ہی وہ زرد
سانپ ہوگیا بڑے سانپون مین سے دوڑتا اور دوسری جگہہ فرمایا وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ
كَاَنَّهَا جَآنٌّ یعنے اور یہ کہ ڈالدے اپنی لاٹہی پہر جب دیکہا اسکو پہنپہناتے جیسے سانپ کی شکل ہے اور جان
کہتے ہین چہوٹے سے سانپ کو اور دوسری جگہہ فرمایا فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ یعنے تب ہی ہوگیا وہ اژدہا صریح
تو حیہ کا اطلاق چہوٹے بڑے زیادہ سب سانپون پر آتا ہے بعض نے کہا جان اسکی ابتدا حالت کا بیان ہے کیونکہ
پہلے تو لاٹہی کے انداز کے مطابق سانپ بنا پہر بڑہتا پہولتا ثعبان بن گیا اور ثعبان اسکی انتہا حالت کا بیان
ہے اور بعض نے کہا وہ بڑے ہونے مین تو ثعبان کیطرح تہا اور سرعت مین جان کیطرح محمد بن اسحاق نے کہا موسیٰ نے
دیکہا تو لاٹہی ایک سانپ یعنی بڑے سانپون مین سے اور دو شاخین اسکی دو جباڑیان بن گئین اور
جو کان اسکی گردن پر جا دین (گہوڑیکی جادون کی طرح) پہنپہناتی تہی جیسے سانپ کی شکل اور اسکی آنکہین چمکتی
تہین آگ کی طرح جب بڑی پتہر کے ساتہہ جو اونٹ کی شکل ہوتا گذرتا تو اسکو نگلجاتا اور بڑے درخت کو اپنی ڈاڑہون
کے ساتہہ چاب دیتا اور اسکے دانتون کے گہسنے کی آواز سنائی دیتی جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکہا تو پہر اپیٹہہ
دیکر پہرا اور یاد کیا اپنے رب کو اور ٹہر گیا اللہ سے شرم کرکے پہر آواز ہوئی اے موسیٰ آ اور نہ ڈر پہر موسیٰ علیہ السلام ڈر
رہے تہے اور آپ خوف سے پہرتے فرمایا پکڑلے اسکو اور نہ ڈر ہم پہیر دینگے اسکو پہلے حال پر موسیٰ علیہ السلام
پر صوف کا کرتا تہا جسکو خلال کی لکڑی کے ساتہہ گانٹہا ہوا تہا جب اللہ نے حکم کیا اسکے پکڑنے کا تو موسیٰ
علیہ السلام کرتے کا کنارا لپیٹے ہاتہہ پر لپیٹ لیا اللہ نے حکم کیا کہ ہاتہہ پر سے کپڑا اتار دو اور بعض مفسرین نے

نے ذکر کیا کہ جب انہوں نے کرتے کی آستین کو ہاتھ پر لپیٹا تو ایک فرشتہ بولا اگر اللہ اجازت دیوے اسکو کاٹنے کی
جس سے آپ ڈرتے ہو تو کرتا آنکھوں ہی بچا لیگا آپنے فرمایا نہیں پر میں ناتوان ہوں اور ضعف سے بنایا ہوں اور آپنے
ہاتھ پر سے کپڑا اُتار دیا اور اسکو سانپ کے منہ میں کہا تب ہی وہ لاٹھی ہے جیسی تھی مفسرین نے کہا ہے اللہ عزوجل
نے ارادہ کیا موسیٰ علیہ السلام کو وہ آیت دکھلادی جس پر مخلوق قادر نہیں ہے تاکہ آپ نہ گھبراویں جب اسکو لیکر
فرعون پاس پہنچے۔ قال الحافظ محی السنۃ فی المعالم فتح البیان کا بیان فائدہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے عصا کے
منافع کی تعداد کے لیے تعرض کیا ہے اور انہوں نے ان منافع میں سے کچھ صفتیں بیان کی ہیں ان میں سے ہے
بعض عرب کا قول کہ میں اسکو گاڑتا ہوں اپنی نماز کے لیے اور اسکو تیار رکھتا ہوں مخالفوں کے لیے اور چلاتا ہوں
اسکے ساتھ چارپائے اور مدد لیتا ہوں اس سے اپنے سفر میں اور ٹیکا دیتا ہوں اسپر اپنے چلنے میں تاکہ میرا قدم پھسل نہ جاوے
اور کود جاتا ہوں اسکے ساتھ نہر سے اور بچاتا ہے مجھکو گرنے سے اور ڈالتا ہوں اسپر اپنا کپڑا بچاتا ہے مجھکو
گرمی سے (یعنی چھاتا بناتا ہوں) اور محفوظ رکھتا ہے مجھکو سردی سے اور قریب کرتا ہے میرے اس چیز کو جو مجھ
سے دور ہوتی ہے اور یہ اٹھا لیتا ہے میرا کھانا اور کھڑکاتا ہوں اسکے ساتھ دروازے اور بچتا ہوں اسکے ساتھ
کٹکھنے کتوں سے اور قائم مقام ہو جاتا ہے نیزے کے چوکا مارنے میں اور تلوار کے اقران کے ساتھ مقابلہ کرنے میں
وارث ہوا ہوں اسکا اپنے باپ سے اور ورثہ میں دونگا یہ عصا اپنے بیٹے کو اپنے پیچھے انتہی کہا علامہ شوکانی نے
میں نے اطلاع پائی ایک لطیف مجلد پر منافع عصا میں جسکو بعض متاخرین نے تصنیف کیا ہے ذکر کیے اسنے اس رسالہ
میں اخبار اور شعر اور بڑی عمدہ عمدہ فائدے اور نہایت لطیف لطیف نکتے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام
کے لیے انکے عصا میں براہین عظام و آیات جسام کو جمع کیا اسقدر کہ بچے آپ اسکے ساتھ جادوگروں کے داؤ سے اور
معاندین کی خرابی سے اور بنائی سلیمان علیہ السلام نے لاٹھی خطبہ اور وعظ کے لیے اور لمبی نماز پڑھنے کے لیے اور
عبداللہ بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاٹھی اور نیزہ اٹھاتے اور تھے آپ خطبہ پڑھتے چھڑی ٹیکا
لگا کر اسی طرح آپکے پیچھے خلفاء کا معمول رہا اور عرب العرباء کی عادت تھی لاٹھی کا پاس رکھنا اور اسپر ٹیکا لگانا تا
ہیبت کرنیکے وقت خطبوں اور وعظوں میں بلکہ بعض نے کہا ہے کہ لاٹھی رکھنا پیغمبروں کا طریق ہے اور نیکوں کی زینت
اور ہتھیار دشمنوں کے لیے اور مدد ضعیفوں کی اور غم منافقوں کا اور زیادتی طاعتوں میں اور کہا گیا ہے جب
مومنوں کے ساتھ لاٹھی ہوتی ہے تو اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور ڈرتے ہیں اس سے فاجر اور منافق
اور ہو جاتا ہے اسکا قبلہ جب وہ نماز پڑھتا ہے اور اسکی قوت جب تھک جاتا ہے الی آخرہ قال ابو الطیب فی تفسیرہ

وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ۝

ع اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ۝

يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ

نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ اور لگا اپنے ہاتھ اپنے بازو سے کہ نکلے چٹا ہو کر نہ کچھ بری طرح ایک نشانی اور دوسری طرح یعنے آزار سے سفید نہیں کہ دکھاتے جاویں ہم تجھکو اپنی نشانیاں بڑی جا طرف فرعون کے کہ اُسنے سر اٹھایا بولا اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور کھول گرہ میری زبان سے کہ بوجھیں میری بات سینہ کشادہ یعنے حلد خفا نہوں حضرت زبان لڑکپن میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے اور دے مجھکو ایک کام بٹانیوالا میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط ہو میری کمر اور شریک کر اسکو میرے کام کا تیسے بڑے پیغمبروں کو خلق کیطرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک چمکار رہا ہے کہ خلق کو سمجھ میں سمجھا دی ہمارے پیغمبر کے آگے ابو بکر رضہ تھے اول پیغمبری کی وقت بہت لوگ انکے سمجھانے سے ایمان میں آئے کہ تیری پاک ذات کا بیان کریں ہم بہت سا اور یاد کریں تجھکو بہت سا تو تو ہے ہمکو خوب دیکھتا **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا یہ دوسری دلیل ہے موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور وہ یہ ہے کہ حکم کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جیب میں ہاتھ داخل کرنیکا جیسے دوسری آیت میں اسکی تصریح ہے جہاں فرمایا اُسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ یعنے پیٹھا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آوے چٹا نکھرا برائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے سو یہ دو سندیں ہیں تیرے رب کیطرف سے فرعون اور اسکے سرداروں پر بیشک وہ تھے لوگ بے حکم بازو ملا ڈر سے یعنے سانپ کا ڈر جاتا ہے مجاہد نے واضمم یدک الی جناحک کی تفسیر میں کہا کہ اپنا ہاتھ اپنے بازو کے نیچے کر اور موسیٰ علیہ السلام جب اپنا ہاتھ اپنی جیب میں پیٹھاتے پھر اسکو باہر نکالتے تو وہ چاند کی طرح چمکتا اور من غیر سوء کی تفسیر من غیر برص ولا اذی ومن غیر شین کے ساتھ کی گئی ہے یعنے موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ چٹا نہ پھل بہری کے ساتھ ہوا اور نہ کسی ایذا کے ساتھ اور نہ کسی عیب کے ساتھ قالہ ابن عباس ومجاہد وعکرمہ وقتادۃ والضحاک والسدی وغیرہم حسن بصری نے کہا جب ہاتھ کو موسیٰ نے جیب سے نکالا تو معلوم ہوا وہ ہاتھ گویا چراغ تھا اور موسیٰ نے جانا کہ آپنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کی اسی لیے اللہ نے فرمایا لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى وہب بن منبہ نے کہا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نزدیک آجا اور موسیٰ نزدیک تجھ سے ہوا تک کہ اس درخت کی جڑ کے ساتھ ٹیک لگایا اور آرام لیا اور آپ سے ڈر چلا گیا اور لاٹھی کو پکڑ لیا اور

سر اونکی گردن کو جھکا دیا اذهب الی فرعون انه طغی کے یہ معنے ہین کہ فرعون مصر کے بادشاہ پاس جا جس سے
تو بھاگ گیا یا اللہ اسکو اکیلے اسی کی عبادت کیطرف بلا جسکا کوئی شریک نہین اور اسکو کہہ کہ بنی اسرائیل کے ساتھ احسان
کرے اور انکو دکھ نہ دیوے اسلیے کہ اسنے سر اٹھایا ہے اور سرکشی کی ہے اور دنیا کی حیاتی کو آخرت پر پسند کیا ہے اور بھول گیا ہے
اپنے مالک برتر کو کہا وہب بن منبہ نے فرمایا اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو تو میری پیغام لیجا اور مین تیرے ساتھ ہون
سنتا ہون اور دیکھتا اور تیرے ساتھ میری مدد اور قوت اور مینے پہنا دی ہے تجھکو غلبے کی ڈھال تو کہ تو اس سے میری مرضی تک
لے تو تو (اکیلا ہی) ایک بڑی فوج ہے میرے لشکرون مین سے مین تجھکو ایک ضعیف مخلوق کیطرف بھیجتا ہون جو اترا گیا
ہے میری نعمت مین اور نخوت ہوا ہے میرے داؤ سے اور اسکو دغا دیا ہے دنیا نے میرے سے یہانتک کہ انکار کیا اسنے
میرے حق کا اور منکر ہوا میرے مالک ہونے سے اور اسنے زعم کیا کہ وہ مجھے نہین پہچانتا تو مین اپنی عزت کی قسم کہتا ہون
اگر وہ تقدیر نہ ہو جسکو مینے رکھا ہے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان تو مین اسکو جبار کا سا پکڑنا پکڑون اور میرے غضب کے
ساتھ غضبناک ہو جاوین آسمان اور زمین اور پہاڑ اور دریا اگر مین آسمانون کو حکم کرون تو وہ اسپر پتھر برسا دین اور اگر زمین کو حکم
کرون تو اسکو دھسا لیوے اور اگر پہاڑون کو حکم کرون تو اسکو دے ماریں اور اگر دریاؤن کو حکم کرون تو اسکو غرق کر دین لیکن
وہ ذلیل ہے میری سامنے اور گر گیا ہے میری نظر رحمت سے اور سما لیا ہے اسکو میری بردباری نے

دو کونش یکے قطرہ در بحر علم — گناہ بیند و پردہ پوشد بحلم

اور بے پرواہ ہون اس چیز کے ساتھ جو میرے پاس ہے اور یہ بات درست ہے کہ مین ہی بے نیاز ہون میرے سوا کوئی
بے نیاز نہین ہے تو اسکو جا کر میرے پیغام پہونچادے اور اسکو میری عبادت کیطرف بلا اور میری توحید کیطرف
اور اسطرف کہ جو کام کرے خالص میرے لیے کرے اسمین کسی دوسرے کا ذرا بھی شائبہ نہ ہو اور یاد کرا اسکو اللہ کے دن اور
ڈرا اسکو میرے غصے اور میرے عذاب سے اور اسکو خبر دے کہ میرے غضب کا کوئی چیز مقابلہ نہین کر سکتی اور کہہ اس سے
بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے اور خبر دے اسکو کہ مین عفو اور مغفرت کیطرف بہت جلدی کرنیوالا ہون غصے
اور عذاب کیطرف جلدی کرنے سے اور تجھکو گھبراہٹ مین نہ ڈالے یہ کہ مینے اسکو دنیا کا لباس پہنایا ہے اسکی پیشانی تو
میرے ہاتھ مین ہے وہ نہین بولتا اور نہین دیکھتا اور نہین سانس لیتا مگر میرے اذن کے ساتھ اور کہہ اسکو کہ
اپنے رب کا کہا مان کہ اسکی بخشش مین وسعت ہے اور اسنے تجھکو چار سو سال تک مہلت دی جسمین تو اسکا مقابلہ کرتا رہا
اور اسکو دشنام دیتا رہا اور خود خدائی کا مدعی بنا رہا اور اسکے بندون کو اسکی راہ سے روکتا رہا اور وہ مینہ برساتا ہی
تجھپر (پانی آسمان سے) اور اگاتا ہے تیرے لیے زمین سے نہ تو بیمار ہوا اور نہ بوڑھا اور نہ محتاج اور نہ مغلوب

اور اگر مجھکو جلدی عذاب کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا پر وہ بڑا تحمل اور بردبار ہے ؎

خدارا است مسلم بزرگی و الطاف | کہ جرم بیند و نان بر قرار میدارد

چاہتو اور تیرا بھائی میری نشانیان لیکر تم دونو اپنی کوشش کا بدلا دیے جاؤگے اور اگر مین چاہتا تو اسکے مقابل
وہ لشکر بھیجتا جسکا اس سے سامنا نہ ہو سکتا لیکن مینے یہ کام اسلیے کیا ہے تو کہ جانے یہ ضعیف بندہ جو اپنے آپ
مین خوش ہوتا ہے کہ بہت بار تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے اور نہ بسا رو تم اپنی آنکھین اسچیز
کیطرف جسکے ساتھ ہمنے اسکو فائدہ دیا وہ تو رونق ہے دنیا کے جیتے اور اگر مین تمکو دنیا کی زینت دینا چاہتا تاکہ
فرعون جانتا کہ میری زینت انکی زینت کے آگے ہیچ ہے تو کر سکتا تھا پر مین دور رکھتا ہون تمکو اس سے اور یہی میری اپنے
دوستون کیساتھ عادت ہی اور مین اپنے دوستون کو دنیا کی نعمتون اور لذتون کو اسطرح دور رکھتا ہون جیسے اونٹون کا
چرانے والا انکا شفیق انکو تکلیف دینے والی جگہ مین ہٹانے سے دور رکھتا ہے اور یہ اسلیے نہین کہ میرے دوست میرے
نزدیک ذلیل ہین بلکہ اس لیے کہ وہ اپنا حصہ اور نصیب کامل اور سالم بہشت مین حاصل کرین اور میرے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی
زینت نہین ہے کہ آدمی دنیا سے نفرت کرے تو یہی متقیون کی زینت ہی دنیا کی نفرت کا اثر لباس ہے جس سے پہچانے جاتے
مین یا ما انکا انکے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے یہ میرے سچے دوست ہین جب تو انکو ملے تو جھکا انکے آگے اپنا بازو اور
نرم کر انکے لیے اپنا دل اور اپنی زبان اور جان جسنے میرے کسی دوست کو رسوا کیا یا اسکو ڈرایا اُسنے میرے لڑائی کے ساتھ مقابلہ
کیا اور مجھکو اسکی طرف بلایا اور مین اپنے دوستون کی بہت جلد مدد کرنیوالا ہون کیا جو شخص میرا مقابلہ کرتا ہے اسکا خیال
ہے کہ میرا مقابلہ کرے گا یا خیال کرتا ہے جو میرے ساتھ دشمنی کرتا ہے کہ مجھے تھکا دیگا یا خیال کرتا ہے جو سامنا کرتا ہے میرا
کہ مجھسے بڑھ جاویگا یا مجھسے بچ نکلے گا اور یہ کیسے حالانکہ مین ہی انکا دنیا اور آخرت مین مددگار ہون مینے انکی مدد کسی دوسرے
کے سپرد نہین کی روایت ابن ابی حاتم موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب کھول میرا سینہ (کہ مین جلد خفا نہ ہون) اور آسان
کر میرا کام موسیٰ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یہ سوال اسلیے کیا کہ اُسنے انکو ایک امر عظیم اور خطب جسیم کا ارشاد فرمایا بھیجا آپ کو
ایک نبی پادشاہ کیطرف اُن بادشاہون مین کہ جو زمین پر تھے اور ان مین سے بڑی سرکش اور بڑے کافر اور زیادہ لشکر والے کیطرف
جسکا ملک سب بادشاہون کے ملکون سے زیادہ آباد تھا اور وہ سب سے بڑھکر سرکش تھا اور سب سے بڑھکر متمرد اسکا امر اسحد تک
پہنچ گیا کہ اسنے دعویٰ کیا میں اللہ کو نہین پہچانتا اور مجھے معلوم نہین ہے کہ میری رعایا کا میرے سوا کوئی آقا اور خدا ہو اور
موسیٰ علیہ السلام نے پرورش پائی فرعون کے گھر مین فرعون کی گود مین اسکے فرش پر پھر ان مین سے ایک آدمی
کو مار ڈالا (جسکا قصہ سورۂ قصص مین ہے) اور ڈرے کہ کہین اُسکے عوض مین آپ کو نہ مار ڈالین اور ہنسے انکی

مدت ہو گئے یہی برس بیت کر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انکو پیغمبر کیا فرعون کی طرف بھیجا کہ اللہ عزوجل اکیلے کی عبادت کیطرف بلاوے
جسکا کوئی شریک نہیں اسلیے عرض کی کہ اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اگر تو میری اعانت اور نصرت
نہ کریگا اور تو میرا بازو اور مددگار نہ ہوگا تو مجھ میں کوئی طاقت نہیں ہے اور کھول گرہ میری زبان سے کہ بوجھیں میری
بات اور زبان انکی میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے اسلیے سوال کیا اور اسکا مفصل بیان آنے ہے انشاء اللہ
تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام نے اسکا بالکلیہ زوال نہیں چاہا تھا بلکہ اسقدر جس سے زبان کی کجی چلی جاوے اور وہ انکی بات
کو سمجھ سکیں جو بات انکو سمجھانا چاہیں اور اسی قدر ضرورت تھی اور اگر بالکلیہ زوال چاہتے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ
منظور فرماتے پر انبیا اسی قدر سوال کرتے ہیں جسقدر ضرورت ہوتی ہے اور اسی لیے کچھ اسکا اثر انکی زبان میں رہگیا
اللہ تعالیٰ نے فرعون کیطرف خبر دی کہ اُسنے کہا اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ
یعنے بھلا میں ہوں بہتر اس شخص سے جسکو عزت نہیں اور صاف بول نہیں سکتا حسن بصری نے کہا وَاحْلُلْ عُقْدَةً
مِّنْ لِّسَانِیْ کی تفسیر میں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک گرہ کھلنے کا سوال کیا اگر بالکلیہ زبان کے کھلجانیکا سوال
کرتے تو وہ بھی دیے جاتے ابن عباس نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے شکایت کی فرعونیوں سے ڈرنے کی قتیل کے بارے
میں اور اپنی زبان کی گرہ کی اسلیے کہ انکی زبان پر عقدہ تھا جو آپکو بہت باتیں کرنے سے روکتا تھا اور سوال کیا
اپنے رب سے کہ اسکی اعانت کرے اسکے بھائی ہارون علیہ السلام کے ساتھ جو وہ ہو جاوین اسکی مدد اور لوگوں کو وہ بات پہنچا
دین جو میں نہیں پہنچا سکتا سو دیدیا انکو اسکے سوال اور اسکی زبان کھولدی ابن ابی حاتم نے کہا عمرو بن عثمان سے
مذکور ہے کہ انہوں نے ایک حدیث بیان کی مجھ سے بقیہ نے ارطاة میں منذر سے اسنے کہا مجھ سے محمد بن کعب کے بعض اصحاب
نے حدیث بیان کی محمد بن کعب سے کہ کعب قرظی کے پاس انکا ایک رشتہ دار آیا اور بولا اور تو آپ میں کوئی عیب نہیں
ہے مگر یہی کہ آپ باتوں میں لحن کرتے ہیں اور قرأت صاف نہیں پڑھتے ہیں قرظی نے کہا اے میرے بھتیجے جو میں تیرے
ساتھ بات کرتا ہوں وہ تیری سمجھ میں آتی ہے یا نہیں بولا جی ہاں فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے یہی سوال
کیا تھا کہ انکی زبان کا ایک عقدہ کھلجاوے تاکہ بنی اسرائیل انکی بات سمجھیں اور اس سے زیادہ نہیں مانگا هذا لفظ ابن ابی حاتم
اور ابن عباس سے وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ کی تفسیر میں مروی ہے
کہ ہارون بھی اسی ساعت میں پیغمبر ہوئے جس ساعت میں موسیٰ پیغمبر ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ عمرہ
کرنیکے واسطے (گھر سے) نکلیں اور اسی سفر میں بعض اعراب کے پاس اتریں تو آپ نے ایک مرد سے سنا جو کہتا تھا دنیا میں
کوئی ایسا بھائی بھی گذرا ہے جسکو اپنے (دوسرے) بھائی کے فائدہ کا زیادہ خیال ہو لوگوں نے جواب دیا ہم تو نہیں جانتے

وہ مرد بولا اللہ کی قسم مین جانتا ہون حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا مینے اپنے دل مین کہا یہ شخص اپنی قسم مین سچا اسنے نہین کہا اسکو ضرور معلوم ہوگا کہ کون بھائی دنیا مین اپنے بھائی کے لیے انفع گذرا ہے وہ مرد بولا موسے علیہ السلام (دنیا مین) اپنے بھائی (ہارون) کے لیے انفع تھے جب انہون نے (اپنے پیغمبر ہونیکے وقت) اپنے بھائی کے نبی ہونے کا بھی اللہ سے سوال کیا مینے کہا یہ شخص سچ کہتا ہے حافظ ابن کثیر نے کہا اسی لیے اللہ تعالے نے موسی ع کی ثنا کی اپنے قول مین وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا مجاہد نے فِي أَمْرِي کی تفسیر فی شاورتی کے ساتھ کی کہا مجاہد نے وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا کی تفسیر مین نہین ہوتا بندہ اللہ کے بہت یاد کرنیوالون سے جب تک نہ یاد کرے اللہ تعالے کو ہر حالت مین کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور یہ جو موسی علیہ السلام نے کہا إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا یعنے تو ہمکو لوگون سے امتیاز دینے اور ہمکو نبوت عطا کرنے اور ہمکو اپنے عدو فرعون کیطرف بھیجنے مین بصیر ہے فَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى ذَلِكَ فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ وَاضْمُمْ يَدَكَ مین داہنے ہتھیلی کا بغل یا بازو کے نیچے کرنا مراد ہے ید کے حقیقی معنے یہان مراد نہین ہین اسلیے کہ حقیقت مین ید من الاصابع الی المنکب کا نام ہے فراء اور زجاج نے کہا جَنَاحُ الْإِنْسَانِ عَضُدُهُ یعنے انہون نے جناح کی بازو کے ساتھ تفسیر کی وَبِهِ قَالَ مُجَاهِدٌ اور مجاہد نے کہا إِلَى جَنَاحِكَ معنے مِنْ تَحْتِكَ کے ہے قطرب نے کہا جناح کے معنے جنب کے ہین اور جناح کے ساتھ جنب کی اسلیے تعبیر کی گئی کہ جنب جناح کے محل مین ہے اور مقاتل نے کہا إلى معنے مین مع کے ہے اے مَعَ جَنَاحِكَ الْأَيْسَرِ تَحْتَ الْعَضُدِ إِلَى الْإِبْطِ اور تَخْرُجْ بیضاء امر کا جواب ہے حافظ محی السنہ نے معالم مین وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي کی تفسیر مین لکھا ہے کہ موسی علیہ السلام نے فرعون کو لڑکپن مین ایک طمانچہ مارا تھا اور اسکی ڈاڑھی پکڑلی فرعون نے آسیہ علیہا السلام سے کہا یہ میرا دشمن ہے اور حضرت موسی علیہ السلام کے مار ڈالنے کا قصد کیا تو آسیہ علیہا السلام نے فرمایا یہ بچہ ہے جس مین نہ عقل ہے اور نہ تمیز اور ایک روایت مین ہے کہ موسی علیہ السلام فرعون علیہ ما علیہ کی عورت حضرت آسیہ علیہا السلام کی گود مین پرورش پاتے رہے اور انہون نے انکو بیٹا بنایا ہوا تھا آپ ایکوقت کھیل رہے تھے فرعون کے آگے اور آپکے ہاتھ مین ایک چھڑی تھی جسکے ساتھ کھیل رہے تھے اسکو اٹھا کر فرعون کے سر پر مارا تو فرعون غضبناک ہوا اور اسکے منہ سے انہی بدشگونی لی یہانتک کہ موسے علیہ السلام کے مار ڈالنے کا پختہ قصد کیا تو آسیہ علیہا السلام نے فرمایا اے بادشاہ یہ بچہ ہے بے عقل اگر آپ نہین مانتے تو اسکو آزما لیجیے پھر حضرت آسیہ علیہا السلام دو تھال لائین ایک مین جواہر ڈالکر اور ایک مین انگارے ڈالکر اور انکو سامنے رکھا کہ دیکھے موسی علیہ السلام نے موتیون پر ہاتھ ڈالنا چاہا پھر جبرئیل علیہ السلام نے انکا ہاتھ پکڑ کر انگارے پر رکھدیا آپنے ایک انگارہ پکڑ کر اپنے منہ مین ڈال لیا آپکی زبان جل گئی اور ایسی

گرہ ہو گئی اور ہارون علیہ السلام موسےٰ علیہ السلام سے چار سال بڑے تھے اور انکی زبان آپ سے زیادہ چلتی تھی اور آپ
موسیٰ علیہ السلام سے بڑھکر حسین تھے اور آپ سے زیادہ بڑھکر سفید رنگ تھے اور موسیٰ گندم گون تھے اور آپکے بال
سیدھے نہ تھے علامہ ابو الطیب نے فتح البیان میں کہا اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا کی تفسیر میں کہ تونے لڑکپن میں ہماری
احسن وجہ کے ساتھ تربیت کی اور احسان کرتا رہا ہمارے ساتھ بچپن میں پھر اب بھی احسان کر پھر اللہ سبحانہ وتعالےٰ
نے خبر دی کہ اسنے موسیٰ کی اس دعا کو منظور فرمایا اور فرمایا قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ
مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ
بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي ۝ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ إِذْ وقف لازم
تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ
وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فرمایا ملا تجھکو تیرا سوال اے موسیٰ اور احسان کیا ہے ہمنے تجھپر
ایکبار اور جب حکم بھیجا ہمنے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں انکی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے پیغمبر ہو گئی یہ
کہ ڈال اسکو صندوق میں پھر اسکو ڈالدے پانی میں پھر پانی نے ڈالیگا کنارے اٹھالے اسکو ایک دشمن میرا اور اسکا
اور ڈالی میں نے تجھپر اپنی محبت اپنی طرف سے اور تا تیار ہو تو میری آنکھ کے سامنے فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے
مارتا تھا جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار ہی ڈالیں اور ما نتا ب کو
سنا دیں کہ ظاہر کیوں کیا تب خواب میں یہ دیکھا صندوق نہر میں ڈالدیا وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اسکی
بی بی نے اٹھا لیا انکا نام آسیہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھکر محبت آئی اپنا بیٹا کر کے
پالا تب چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی میں بتاؤں تمکو ایک شخص کہ اسکو پالے پھر پہنچا دیا ہمنے تجھکو تیری ماں پاس کہ
ٹھنڈی رہے اسکی آنکھ اور غم نہ کھاوے اور تونے مار ڈالی ایک جان پھر نکالا ہمنے تجھکو اس غم سے اور جانچا تجھکو ایک
ذرہ جانچنا یہ سارا قصہ سورہ قصص میں آتا ہے ف کہا حافظ ابن کثیر نے یہ موسیٰ علیہ السلام کے سوالوں کا جواب
ہے جو انہوں نے اپنے رب سے مانگے اور ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو سابقہ نعمتیں یاد
دلائیں جو انپر کیں جب انکی ماں انکو دودھ پلاتی تھی اور ڈرتی تھی کہ کہیں فرعون اور اسکے لوگ اسکو مار نہ ڈالیں
کیونکہ آپ اس سال میں پیدا ہوئے جسمیں فرعونی بچوں کو قتل کرتے ہوتے علیہ السلام کی ماں نے ایک صندوق
بنوایا دودھ پلا کر انکو اس میں رکھ چھوڑتیں پھر اسکو دریائے نیل میں ڈال دیتیں اور صندوق کے ساتھ
ایک رسی باندھکر اس رسی کو اپنی منزل میں باندھ چھوڑا تھا جب دودھ پلانا منظور ہوتا رسی کو کھینچ لیتیں

ایک دفعہ آپ نے دودھ پلایا اور موسیٰ ؑ کو صندوق میں ڈالا اور صندوق کو دریا میں ڈالکر چاہا اسکی رسی کو گھر میں باندھنے لگیں سو ہاتھ
سے چھوٹ گئی اور مائی صاحبہ کو اُس سے وہ اندوہ لاحق ہوا جسکو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے قول وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی
فَارِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا الآیہ میں بیان کیا ہے اور صندوق کو دریا بہا کر فرعون
کے محل تک لے گیا اور اسکو اُٹھا لیا فرعون کے گھر والوں نے تاکہ ہو انکا دشمن اور کڑھانے والا کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے بچوں
کو موسیٰ علیہ السلام کے ہونیکے ڈر سے قتل کرتے تھے تو اللہ نے حکم کیا اور اسکا غلبہ عظیم ہے اور پوری قدرت اس امر کا
کہ نہ پلے موسیٰ ؑ مگر فرعون کے فراش پر اور اسی کے ساتھ کھاوے اور پیوے اور اللہ نے ایکی محبت فرعون اور اسکی بی بی حضرت
آسیہ علیہا السلام کے دل میں ڈالدی وَلِهٰذَا قَالَ تَعَالٰى يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ
مَحَبَّةً مِّنِّيْ یعنے دریا نے اسکو اسلیے کنارے پر ڈالدیا تاکہ اٹھالے اسکو ایک دشمن میرا اور دشمن اسکا اور ڈالدی تجھ
پر اے موسیٰ اپنی محبت اپنی طرف سے یعنے فرعون اور اسکی بی بی کے دلمین تیری محبت ڈالدی اور یہ جو فرمایا جب چلنے
لگی تیری بہن آخر آیت تک تو اسکا مطلب یہ ہے کہ جب موسیٰ ؑ کو فرعون کے لوگون نے پکڑ لیا تو دائیون کو بلایا
موسیٰ ؑ نے ان میں سے کسی دائی کا دودھ نہیں پیا كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ
یعنے اور روک رکھیں تھیں اس سے دائیان پہلے سے تو موسیٰ علیہ السلام کی بہن جو آپکے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے
کنارے فرعون کے گھر پہونچی بولی هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ یعنے
میں بتاؤن تمکو ایک گھر والے وہ اسکو پالین تمکو اور وہ اسکے بھلا چاہنے والے ہین اور غرض موسیٰ ؑ کی
بہن کی یہ تھی کہ میں تمکو ایک گھر والے بتاتی ہون جو تمہارے لیے اس بچے کو دودھ پلا دین گے مزدوری پر پھر
وہ موسیٰ ؑ کو لیگئے اور فرعون کے لوگ اسکے ساتھ گئے موسیٰ علیہ السلام کی مان کے پاس مائی صاحبہ نے اپنی
چھاتی موسیٰ علیہ السلام کے مُنہ مین دی تو انہوں نے پینا شروع کیا اور فرعون کے لوگ اُسکے ساتھ نہایت خوش
ہوئے فرعون کے لوگون نے مائی صاحبہ کو موسیٰ ؑ کے دودھ پلانیکے لیے (روز ایک دینار اُجرت دینا کرکے) رکھ لیا
تو موسیٰ ؑ کے سبب ایکی مائی کو دنیا اور آخرت مین سعادت اور رفعت اور درجت حاصل ہوئی اسی لیے حدیث مین آیا ہے
مَثَلُ الصَّانِعِ الَّذِيْ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ كَمَثَلِ اُمِّ مُوْسٰى تُرْضِعُ وَلَدَهَا وَتَاْخُذُ اَجْرَهَا یعنے ہر کاریگر
کی مثال جو اپنے کام مین ثواب کا طالب ہے موسیٰ ؑ کی مان کی طرح ہے مزدوری لیتی تھیں اپنے بچے کو دودھ پلا کر اور اسی
مین فرمایا فرجعناک الایہ یعنے پہنچا دیا ہمنے تجھکو تیری مان پاس کہ ٹھنڈی ہو اسکی آنکھ اور غم نہ کھاوے تجھپر اور تونے مار ڈالا
ایک جان پھر نکالا ہمنے تجھکو اس غم سے اور جانچا تجھکو ایک ذرہ جانچنا حافظ ابن کثیر نے اپنی سند کے ساتھ سعید بن جبیر سے

روایت کیا کہ انہون نے کہا مینے عبداللہ بن عباس رض سے پوچھی وفتنّاک فتوناً کی تفسیر مینے عرض کی فتون کیا ہین انہون نے فرمایا آپکل سویرے آؤ اے سعید جبیر کے بیٹے اسکی لمبی کہانی ہے مین صبح کے وقت ابن عباس رض پاس آیا تاکہ مین سنون انکے وعدہ کے مطابق فتون کی تفسیر پوچھون انہون نے کہا فرعون اور اسکے وزیرون نے آپس مین صحبت مین تذکرہ کیا اللہ نے جو ابراہیم م کے ساتھ ابراہیم م کی اولاد مین انبیا اور ملوک بنانیکا وعدہ فرمایا ہے اسکا وقوع ہوچکا ہے یا یہ امر زمانہ آئندہ مین واقع ہونیوالا ہے تو بعض نے کہا بنی اسرائیل اسبات کے منتظر ہین کہ ان مین انبیا اور ملوک ہونگے انکو اسمین شک نہین ہے اس سے پہلے انکا یہ خیال تہا کہ شاید وہ یوسف یعقوب کے بیٹے ہون پر جب یوسف یعقوب کے بیٹے فوت ہوگئے تو کہنے لگے یہ ابراہیم م کے وعدہ کے مطابق نہ تہے فرعون بولا پہر کیا رای دیتے ہو تو انہون نے مشورہ کرکے یہ تدبیر مقرر کی کہ کچہہ پیادے چپراسی وغیرہ بہیجدیا کرین جو بنی اسرائیل کے کوچون مین پہرا کرین اور جسکے گہر مین بچہ پیدا ہوا دیکہین اسکو قتل کرڈالین تو یہ کام کچہہ مدت کرتے رہے جب انہون نے خیال کیا کہ بنی اسرائیل مین سے بڑے لوگ اپنی اپنی موت کے ساتہ مرتے جاتے ہین اور بچے ذبح ہوتے جاتے ہین اور قریب ہے کہ بنی اسرائیل کم ہوجاوینگے پہر وہ کام اور خدمات جو بنی اسرائیل سے لیتے تہے انکا آپ متحمل ہونا پڑیگا تو بولے ایک سال بچون کو قتل کرو اور بیٹیون کو چہوڑ دو اور دوسرے سال کسی بچہ کو نہ مارو تو چہوٹے بچے اس سال کے ان لوگون کے جگہہ ہوجاوینگے جو مر گئے اور ایک سال جیتا چہوڑنے سے انکی اسقدر کثرت نہ ہوگی جسکا تمکو خوف ہے اور ایکسال مار ڈالنے سے وہ فنا نہ ہونگے تاکہ تمکو خود انکی خدمات اوٹہانی پڑین تو انہون نے اسپر اتفاق کیا اور موسی م کی والدہ نے ہارون م کو اپنے پیٹ مین اوٹہایا جس سال مین بچے ذبح نہ ہوتے تہے تو آپ پیدا ہوئے ہارون م کو علانیہ امن کے ساتہہ اس سے اگلے سال (جسمین وہ بچون کو ذبح کرتے تہے) مائی صاحبہ نے موسی م کو پیٹ مین اوٹہایا اور انکے دل مین اندوہ پیدا ہوا تو یہ انکا غم کہنا فتون ہے (جسکی اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے قول وفتناک فتونا مین خبر دی ہے) اے ابن جبیر تو انکی طرف اللہ نے وحی کی ان لاتخافی و لاتحزنی انّا رادّوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین یعنے حکم بہیجا موسی م کی ماں کو کہ (جب تو بچہ جنے) تو اسکو دودہ پلا پہر جب تو پہر کسی قسم کا خوف کرے تو ڈالدے اسکو پانی مین اور نہ خطرہ کر اور نہ غم کہا پہر ہم پہنچا دینگے اسکو تمہاری طرف اور کرینگے اسکو رسولون سے پہر اسکو جنی تو انکے پاس شیطان آیا اور انکے دل مین یہ خیال ڈالا کہ مینے یہ کیا کام کیا اگر میرا بیٹا میری پاس ذبح ہو جاتا اور مین اسکو دفن کی خود متکفل ہوتی تو اس سے بہتر تہا کہ مینے اسکو دریا کے دواب کیطرف ڈالدیا اور صندوق کو پانی نے بہا کر ایک ایسی اونچی جگہہ مین ڈالدیا جہان فرعون کی بی بی کی لونڈیان پانی لینے جاتی تہین جب آسیہ کی لونڈیون نے تابوت دیکہا تو اسکو پکڑ لیا اور اسکے کہولنے کا ارادہ کیا بعض انمین سے بولی شاید اسمین مال ہو اور اگر ہم اسکو کہول ڈالین تو شاید بادشاہ کی عورت ہماری بات کا اعتبار نہ کرے اور سمجہے کہ ہمنے اسمین

سے کچھ چھپا لیا ہے) اس سے بہتر ہے کہ اسکو جون کا تون ہی لے چلو تو انہون نے اسکو ویسی ہی اٹھایا اور اسمین سے کوئی
چیز نہ نکالی یہانتک کہ آسیہ ؓ کے سپرد کیا جب اُسنے کھولکر دیکھا تو اسمین لڑکا ہی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آسیہ ؓ کے دلمین موسیٰ
کی محبت ڈالدی ایسی کہ کبھی کسی کے دل مین کسی کی محبت ہو اور صبح کو موسیٰ ؑ کی ماں کے دل مین قرار نہ رہا جب ذبح کرنے
والون نے سُنا کہ ایک بچہ صندوق مین سے فرعون کے گھر والون نے نکالا ہے تو وہ چھریان لیکر فرعون کی بی بی کے
پاس آئے کہ ذبح کرین تکو یہ فتون مین سے ہی ابن جبیر آسیہ ؓ نے فرمایا اس بچہ کو رہنے دو کیونکہ اس ایک بچہ سے
بنی اسرائیل کی کچھ کثرت نہین ہو جاتی مین فرعون کے پاس جاتی ہون اور اسکے لیے معافی مانگتی ہون اگر اُسنے
معاف کردیا تو اسقدر بہتر ہا تمہارا احسان اور اجمال ہوگا اور اگر اُسنے ذبح کا حکم دیا تو تیر کچھ ملامت نہین ہی اور فرعون
کے پاس آئین اور فرمایا آنکھون کی ٹھنڈک ہے مجھکو اور تجھکو اسکو نہ مارو فرعون بولا یہ تیری ہی آنکھون
کی ٹھنڈک ہے مجھکو تو کچھ ضرورت نہین ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکی قسم کھانا لائق ہے
اگر فرعون بھی اُسکو آنکھونکی ٹھنڈک قرار دیتا جیسے اسکی عورت نے کہا تو ضرور اسکو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہدایت کرتا جیسے
آسیہ ؓ کو ہدایت کی لیکن محروم رہا وہ اس سعادت سے اور فرعون کی بی بی اپنی سہیلیون کی طرف پیغام بھیجا کہ اسکے لیے
کوئی دائی مقرر کرنی چاہیے (جب وہ ایمان آئین) اور ان مین سے کوئی دائی اسکو پکڑ کر دودھ پلانا چاہتی تو وہ اسکا
دودھ نہ پیتا اور آسیہ علیہا السلام ڈرین کہ کہین بچہ مر جاوے تو انکو اس امر نے غم مین ڈالا اور حکم کیا کہ بچہ کو بازار مین
اور لوگون کے مجمع ہونیکی جگہون مین پھرا دین اس خیال سے کہ کوئی دایہ اسکو لے لے تو باہر بھی کسی سے نہ لیا اور صبح
کو موسیٰ ؑ کی ماں کے دل مین قرار نہ رہا اور اُسنے کہدیا موسیٰ ؑ کی بہن کو اسکے پیچھے پیچھے جا اور اسکی جستجو کر اور دیکھ کہ
کہین اسکا پتہ ملتا ہے یا نہین آیا وہ زندہ ہے یا مر گیا اور اسکو دریا کے رہنے والی چیزون نے کھا لیا اور جو اللہ نے انکی
وعدہ کیا اسکو بھول گئین پھر اسکی بہن اسکو دیکھتی رہی اجنبی ہو کر اور انکو خبر نہ ہوئی اور بولی خوشی سے جب اُسنے دیکھا
کہ یہ ایسا ہی کسی دائی کا دودھ قبول نہین کرتا مین بتاتی ہون تمکو ایک گھر والے وہ اسکو پال دینگے اور وہ اسکی بھلا چاہنے
والے ہین تو انہون نے موسیٰ ؑ کی ہمشیرہ کو پکڑ لیا اور بولے تجھکو کسطرح سے جانا کہ وہ اسکی خیر خواہی کرینگے کیا تو اس
بچہ کو جانتی ہے یہانتک کہ انہون نے اسمین شک کیا اور یہ بھی فتون مین سے ہی ابن جبیر کے بیٹے اور موسیٰ علیہ السلام کی
بہن نے جواب دیا انکی خیر خواہی اس بچہ کے واسطے اور انکی مہربانی اسپر اسلیے ہوگی کہ وہ یہ خیال کرینگے کہ بادشاہ اس بچہ کو دودھ
پلواتا ہے بہت کچھ فائدہ ہاتھ لگیگا وہ نسبت اور لوگون کے بچون کے اس بچہ کی زیادہ خیر خواہی کرینگے تو انہون نے اسکو چھوڑ
دیا اور وہ گھر میں آئی اور اُنکو یہ خبر سنائی تو اسکی ماں آئی اور اپنی گود مین لیا تو موسیٰ ؑ انکی چھاتیون سے لپٹ اور اتنا چوسا کہ سیر ہوگئے

اتنی کو کہین بہرگئین اور شیر دوڑے فرعون کی عورت کیطرف خبر کرنے کو کہ تیرے بچہ کیلیے دائی مل گئی اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کیطرف کسی کو بھیجا کہ وہ میرے بچہ کو میرے پاس لیکر آوے جب وہ آئین تو فرعون کی عورت نے کہا تم یہان ہی رہو اور اسکی پرورش کرو کیونکہ مجھے جیسی اس بچہ کے ساتھ محبت ہے ویسی کسی چیز کے ساتھ نہین ہے موسیٰ کی ماں نے فرمایا مین اپنا گھر اور بال بچے نہین چھوڑ سکتی کہین ضائع نہ ہو جاوین تیرا جی چاہے تو مجھے اس بچہ کو دیدے مین اسکو اپنے گھر مین لیجاؤن گی اور مین اسکے ساتھ بھلائی کرنے مین قصور نہ کرونگی اور یاد آیا موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے پھیر دینے کا اسکی طرف وعدہ کیا تھا اور فرعون کی عورت پر یہ بات ناگوار گذری اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے یقین کیا کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے تو موسیٰ ع کو اسدن اپنے گھر مین لیگئی اور بڑا یا اسکو اللہ نے اچھی طرح کا بڑھانا اور اسکی حفاظت کی اپنی تقدیر کے موافق اور جب تک موسیٰ ع بنی اسرائیل مین رہے بنی اسرائیل فرعون کی تکلیف اور اسکے ظلم سے بچے رہے (جب کچھ دن گذر گئے) فرعون کی عورت بولی موسیٰ ع کی ماں سے ایکدن میرے بچے کی مجھے زیارت کرا تو اسنے وعدہ کیا کہ مین فلاں دن تیرے پاس لاؤن گی اور فرعون کی عورت نے اپنے خزانچیون اور داربانون اور ملازمون کو کہدیا کہ تم مین سے کوئی شخص ایسا نہ رہے جو میرے بیٹے کا ہدیہ اور کرامت کی استقبال نہ کرے اور مین ایک امین کو بھیجتی ہون وہ دیکھیگا کہ ہر ایک آدمی تم مین سے کیا کیا ہدیہ لایا ہے پھر ہدایا اور تحائف کے ساتھ لوگ موسیٰ علیہ السلام کا استقبال کرتے رہے اسوقت سے کہ موسیٰ اپنی ماں کے گھر سے نکلے فرعون کے گھر مین داخل ہونے تک جب موسیٰ ع فرعون کی عورت پاس داخل ہوئے تو اسنے انعام دیا اور عزت کی اور خوش ہوئی اور انعام دیا موسیٰ ع کی ماں کو اسلیے کہ بچہ کی عمدہ پرورش دیکھی پھر بولی مین اسکو فرعون پاس لیجاتی ہون وہ بھی بچے کو انعام دیگا اور اسکی عزت کرے گا جب فرعون کے پاس موسیٰ ع کو لائی تو اسکو اسکی گود مین رکھا موسیٰ ع نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑ لی اور نیچے کھینچی فرعون کے لوگ فرعون سے کہنے لگے تو نے نہ دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم ع اپنے نبی ع سے وعدہ کیا کہ ابراہیم ع کی اولاد تجھپر غالب ہوگی تو اسنے جلادون کیطرف کہلا بھیجا کہ اسکو آکر قتل کر ڈالین اور یہ بھی فتنون مین سے ہے ای جبیر کے بیٹے تو فرعون کی عورت آئی اور بولی اے تو کیا کرنا چاہتا ہے اس بچہ کے حق مین جسکی جان تو نے میرے لیے معاف کر دی ہے وہ بے ایمان بولا تو نہین دیکھتی کہ یہ سمجھے گرانا چاہتا ہے اور مجھپر غالب ہونا وہ بولی مجھے ایک امر کا اختیار دے جس سے حق بات معلوم ہو جاویگی لا دو دو انگار اور دو موتی اور اسکے آگے رکھو اگر اسنے موتیون کو پکڑ لیا اور انگارون کو نہ لیا تو ہم جان لین گے کہ یہ سمجھتا ہے اور اگر اسنے انگارون کو لیا اور موتیون کو نہ لیا تو جان لینا کہ کوئی شخص عقل والا انگارون کو موتیون پر ترجیح نہ دیگا اور اسکے مطابق اسکے آگے دو موتی اور دو انگار رکھے تو موسیٰ ع نے انگارے لیے اور فرعون نے دونو انگارون کو موسیٰ کے ہاتھ سے کھینچ لیا کہین اسکے ہا

نہ جلا دین فرعون کی عورت بولی تو نے دیکھا کہ وہ نادان بچہ ہے جسکو بھلے برے کی تمیز نہیں ہے) اور اللہ نے
اسطرح موسی ؑ سے فرعون کا ارادہ جو اُسنے موسی ؑ کے حق مین کیا تھا پھیر دیا اور انجام اچھا ہوا جب پہنچا موسی ؑ
اپنے زور پر اور سنبھلا اور جوانیت کی حد کو پہونچ گیا تو کوئی فرعونی کسی بنی اسرائیل پر ظلم کرنے نہ پاتا تھا یہانتک کہ فرعونی
ظلم کرنے سے بالکل رک گئے ایکبار موسی ؑ شہر کے پہرے سیر کرتے جا رہے تھے جو آپنے دو آدمیون کو لڑتے دیکھا ایک
اسکے رفیقون مین سے اور ایک اسکے دشمنون مین سے پھر فریاد کی موسی ؑ پاس اُس شخص نے جو تھا آپکے رفیقون مین اُسی پر
جو تھا آپکے دشمنون مین سے تو موسی ؑ نے اسکو مکا مارا پھر اُسکو تمام کیا (یعنے وہ مر گیا) اور اُسوقت پاس کوئی شخص بھی
نہ تھا بس یہی تھے یا وہ اسرائیلی تو موسی ؑ نے فرمایا جب وہ آدمی مر گیا یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہے
بہکانے والا پھر کہا اے رب مین نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھکو پھر اسکو بخشدیا بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان اور
عرض کی اے رب جیسا تو نے فضل کیا مجھپر پھر مین کبھی نہ ہونگا مددگار گنہگارون کا پھر صبح کو اٹھا اس شہر مین
ڈرتا ہوا دیکھتا اس امر کو کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے ہونگے دیکھیے کسپر ثابت ہو اور مجھسے کیا سلوک
کرین) اور قبطی فرعون سے فرعون کے پاس آئے اور عرض کی کہ اسرائیلیون نے ایک شخص فرعون کے لوگون کا مار ڈالا
ہے پھر دی انسے بدلہ حق اور انکو چھوڑ نہ دیجیے (زیادہ دلیر ہو جاوینگے) فرعون بولا اس شخص کے قاتل کی جستجو کرو
اور ساتھ گواہ بھی لاؤ جنکے سامنے اسنے قتل کیا ہو جسپر تم دعوے کرو بادشاہ کو اگرچہ مقتول کی قوم سے ہے لائق
نہیں ہے کہ کسیکو بلا شہادت اور بلا ثبوت تقید کردیوے تم اسپر دلیل پیش کرو کہ بنی اسرائیل مین سے فلان شخص
نے اس فرعونی کو قتل کیا ہے حق مین لیکر دونگا وہ اسی کوشش مین شہر کے کوچہ بکوچہ پھر رہے تھے اور ہر چند سعی
کی پر قاتل کا پتہ نہ ملا اگلے دن پھر موسی ؑ نے اس اسرائیلی کو (جسکی حمایت مین قبطی کو مار چکے تھے) دیکھا کہ وہ اور فرعونی
کے ساتھ لڑ رہا ہے اور پھر دہائی مانگ رہا ہے وہ اسرائیلی موسی ؑ سے اس فرعونی پر فرمایا موسی ؑ نے اسرائیلی کو مقرر تو بیشک
صریح ہے (موسی ؑ چونکہ پہلے دن جب وہ مر گیا اور آپ نادم ہوئے یہ کہتے وقت کہ مین اب مجرمون کا مددگار نہیں
ہونگا انشاء اللہ تعالی کہنا بھول گئے) آج پھر فرعونی کا ظلم اسرائیلی پر دیکھ نہ سکے اور چاہا کہ ہاتھ ڈالین ظالم
پر مظلوم جانا کہ غصہ کیا مجھپر ہاتھ بھی مجھپر چلا دین گے وہ کل کا خون چھپا رہا کسنے کیا آج اسکی بات سے مشہور ہوا جب
اُسنے کہا موسی ؑ کو کیا تو چاہتا ہے مارنا مجھکو کیا چاہتا ہے تو اے موسی کہ خون کرے میرا جیسے خون کرچکا تو ایک جی کا کل تو یہی چاہتا
ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک مین اور نہیں چاہتا ہے کہ ہووے ملاپ کرنے والا اور گیا فرعونی یہ بات سنکر اپنے لوگون پاس اور
انکو جاکر جو اسرائیلی سے سنا تھا سنایا تو فرعون نے جلادون کو کہلا بھیجا کہ موسی ؑ کو ڈہونڈ کر لاوین تو فرعون کے پیادون نے شارع عام کو لیا

اسمین موسیٰ ع کو دیکھتے جاتے تھے اور انکا یہ خیال تھا کہ موسیٰ ع ہمکو نہ ملین گے اور شہر کے پرلے سرے سے موسیٰ علیہ السلام
کے رفیقون سے ایک مرد دوڑتا آیا اور اسنے رستہ چھوڑ دیا اور سیدھا آیا یہانتک کہ ان جاسوسون سے پہلے موسیٰ ع کے پاس
پہنچا اور بولا اے موسیٰ دربار والون نے تیرے مار ڈالنے کا مشورہ کیا ہے تو نکل جا مین تیرا بھلا چاہنے والا ہون وَنہا من النصحا
یا لین جیسے پھر نکلا وہان سے ڈرتا راہ دیکھتا دعا کرتا اے رب خلاص کر مجھکو اس قوم بے انصاف سے اور جب منہ دھرا
مدین کی سیدھ پر اور اس سے پہلے اسکو کوئی آزمایش نہ پہنچی تھی اللہ سے سب ہی ناآشنا تھے مگر اللہ رحمن علیم تھا بولے امید ہے
کہ میرا رب لے جاوے مجھکو سیدھی راہ پر اللہ نے سیدھی راہ پر ڈال دیا اور جب پہنچا مدین کے پانی پر جو مصر سے دس دن کی راہ
ہے بھوکا پیاسا لوگ بکریون کو پانی پلا رہے تھے اور پایا ان لوگون کے سوا دو عورتین روکی کھڑین اپنی بکریون کو فرمایا ان
دونو سے تمکو کیا کام ہے الگ جدا ہو کر کھڑی ہو رہی ہو لوگون کے ساتھ پانی نہیں پلاتین وہ بولین ہم مین زور نہیں ہے
جسکے ساتھ ہم لوگون سے مزاحمت کرین اور ہم نہیں پانی پلاتین جب تک پھیر لیجاوین چرواہے اور ہمارا باپ بوڑھا
ہے بڑی عمر کا پھر موسیٰ ع نے پلادیے اُن کے جانور اور وہ بکریان لیکر اپنے گھر چلی گئین اور موسیٰ ع ہٹ کر آئے سایہ کیطرف اور
فرمایا اے رب جو تو اتارے میری طرف اچھی چیز مین اسکا محتاج ہون عورتون نے پہچانا کہ بھوکا پیاسا ہے مسافر دور سے تھکا ہوا
آیا ہے جاکر اپنے باپ سے کہا انکو درکار تھا کوئی مرد ہو نیک بخت کہ بکرین تھامے اور بیٹی بیاہ دین جب وہ دونو پہنچی
گھر بکریان لیکر تو انکے باپ کو بکریون کا جلدی سیر کر کے لے آنا اور معلوم ہوا اور بولا آج کیا بات ہے کہ اسقدر جلدی تم بکریان
لے آئین تو انہون نے خبر دی کہ ایک شخص نے ہمکو پیچھے کھڑے دیکھکر پانی پلادیا تو اسنے اُن مین سے ایک لڑکی کو موسےٰ
کے بلانے کے لیے بھیجا پھر آئی اسکے پاس وہ چلتی شرم سے بولی میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے مین دے حق اسکا کہ تو نے
پلادیے ہمارے جانور پھر جب پہنچا اس پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے یہان
فرعون اور اسکے لوگون کا کوئی تسلط نہیں ہے اور نہ ہم اسکے برسایہ ہین بولی ان دونون مین سے ایک اے باپ
اسکو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر جو نوکر کیا چاہیے وہ جو زور آور ہو امانت دار حضرت شعیب علیہ السلام کو غیرت آئی اور پوچھا
کہ تو اسکا زور اور اسکی امانت داری کیسی جانتی ہے وہ بولی اسکا زور تو مینے اسوقت دیکھا جب اسنے ڈول نکالا کہ ہماری بکرین
کو پانی پلایا ڈول کے نکالنے مین مینے ایسا زور آور آدمی کبھی کوئی نہیں دیکھا اور اسکی امانت داری اسطرح دیکھی کہ میری
طرف نہ دیکھا جب مین اسکے پاس گئی جب اسنے جانا کہ مین عورت ہون تو اسنے اپنا سر جھکا لیا پھر اسنے اپنا سر نہیں اٹھایا یہان
تک کہ مینے اسکا پیغام اسکو پہنچا دیا پھر اسنے مجھے کہا تو چل میرے پیچھے اور بتلا مجھے رستہ تو یہ کام نہیں کرتا مگر امانتدار
تو اسکا باپ پر اسکی صداقت ظاہر ہوگئی اور بولا موسےٰ ع کو مخاطب کر کے مین چاہتا ہون کہ بیاہ دون تجکو

ایک بیٹی ان دونون مین سے اسپر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پہر اگر تو پوری کرے دس تو تیری طرف سے اور مین
نہین چاہتا کہ تجھپر تکلیف ڈالون تو پاوے گا مجھکو اگر اللہ نے چاہا نیک بختون سے تو آپنے منظور کیا موسی ع پر آٹھ برس انکی نوکری
کرنی واجب تھی اور دو سال کا وعدہ تھا تو اللہ نے نوکری کی مدت موسی ع سے پوری کرادی پہر آپنے دس سال پورے کیے سعید بن
جبیر کہتے ہین مجہے ایک نصرانی ملا جو انجیل کا واقف تھا بولا اے سعید تو جانتا ہے موسی ع نے دو مدتون مین سے کونسی مدت پوری
کی مینے کہا مین تو نہین جانتا اور اسدن مجہے معلوم نہ تھا تو مین ابن عباس رض سے ملا اور مینے اُنکے آگے بیان کیا تو انہون
نے فرمایا تو نہین جانتا کہ آٹھ برس کا پورا کرنا تو موسی پر واجب تھا نہ تھے اللہ کے نبی ایسے کہ اصل مدت سے کچھہ کم کرین اور یہ معلوم ہے کہ
اللہ تعالے نے موسی ع کے اس وعدہ کو تو پورا کرنا تھا جو انہون نے شعیب ع سے کیا موسی ع نے دس سال پورے کیے پہر مین اس
نصرانی کو ملا اور مین نے اسکو خبر دی کہ موسی ع نے دس سال پورے کیے تو وہ بولا جس سے تو نے پوچھا اور اسنے تجھے بتایا وہ
اس امر کو تجھسے زیادہ جانتا ہے مینے کہا بیشک پہر جب پوری کر چکے موسی ع وہ مدت اور لیکر چلا اپنے گھر والون کو تو وہ واقعہ پیش
آیا جسکو اللہ نے بیان کیا ہے موسی ع نے عذر کیا کہ مینے انکا خون کیا ہوا ہے اسکی عوض مین مجھکو انسے ضرر پہونچنے کا خوف
ہے اور میری زبان نہین چلتی جسکی وجہ سے مین زیادہ بات نہین کرسکتا اور عرض کی کہ اگر ہارون بہائی بہی نبی ہو جاوے تو وہ میرا
مددگار ہوگا اور جو مین بات نہین کرسکتا اسکو وہ خوش اسلوبی سے ادا کریگا تو اللہ نے پورے کیے موسی ع کے سوال اور انکی
زبان کی گرہ بہی کہولدی اور ہارون ع کو نبی کردیا اور انکو امر کیا کہ موسی ع کو ملین اور موسی ع اپنا عصا لیکر چل پڑے یہانتک
کہ ہارون ع کو ملے پہر دونو ملکر فرعون کے پاس گئے اور اسکے دروازے پر ایک دور دراز زمانہ ٹہیرے رہے لیکن اسنے
اجازت نہ دی پہر اسنے دونو کو اندر آنیکی اجازت دی تو اُن دونو نے کہا ہم دونو تیرے مالک کے بہیجے ہوئے ہین فرعون
بولا پہر کون صاحب ہے تمہارا کون مالک ہے تم دونون کا اے موسی تو انہون نے اسکا وہ جواب دیا جو اللہ نے قرآن مین بیان
کیا ہے اور بولا تم کیا چاہتے ہو یہ بولے ہم چاہتے ہین کہ تو اللہ کے ساتھہ ایمان لاوے اور ہمارے ساتھہ بنی اسرائیل کو
بہیجدے تو اسنے انکار کیا اور بولا تو کوئی نشان لا اے موسی اگر تو سچ کہتا ہے پہر ڈالدی موسی ع نے اپنی لاٹھی تو اسی وقت
وہ ناگ بنکر فرعون کیطرف دوڑی جب فرعون نے اسکو دیکھا کہ یہ میری طرف آرہا ہے تو اس سے ڈر گیا اور اپنے
تخت سے اترکر موسی علیہ السلام کی پناہ لی تو موسی علیہ السلام نے اسکو پکڑ لیا وہ ویسے ہی لاٹھی بن گئی پہر موسی
علیہ السلام نے اپنے گریبان مین ہاتھہ ڈالکر نکالا تو وہ چمک رہا تہا دیکھنے والون کے واسطے کسی بیماری کے سوا پہر گریبان
مین ڈالا تو وہ اپنی پہلی رنگت پر آگیا تو اسنے اپنے دربار والون سے مشورہ کیا اسمین جو دیکھا تو وہ بولے
یہ دونو جادوگر ہین چاہتے ہین کہ نکال دین تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور اٹھا دین تمہارے

ماہ ملت سے اور انہون نے انکار کیا موسی ع کو بنی اسرائیل کے دینے سے اور فرعون کو بولے اکٹھا کر انکے واسطے جادوگرون کو وہ تم
تیرے ملک مین بہت مین یہانتک کہ تو غالب آوے اپنے جادو کے ساتھ موسی اور ہارون علیہما السلام کے جادو پھر فرعون
نے شہرون مین نقیب بھیجے تا کہ لے آوین انکے پاس جو بڑا جادوگر ہو پھر ایک مقرر دن کے وعدے پر جادوگر
اکٹھے کیے اور جادوگرون نے پوچھا کہ یہ ساحر کس چیز کا عامل ہے لوگون نے کہا سانپ بنا لیتا ہے جادوگر بولے
اسکی قسم زمین مین کوئی شخص نہین ہے جو سحر کے ساتھ لاٹھیون اور رسیون کو سانپ بنا دے ہماری جیسا پھلا
ہمارا کچھ ننگ ہے اگر ہم زیر ہو جاوین فرعون بولا بیشک تب اسوقت میرے مصاحب ہوگے اور جو کہوگے مین
مانونگا پھر آپس مین یہ بات قرار پائی کہ جشن کے دن ہمارا اور تمہارا وعدہ ہے اور یہ کہ لوگون کو دن چڑھے
جمع کرے سعید بن جبیر کہتے ہین مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جشن کا دن جس مین اللہ سبحانہ
وتعالی نے موسے ع کو فرعون پر غالب کیا وہ عاشورا کا دن تھا جب جادوگر اور موسی اور ہارون علیہما السلام
میدان مین آئے تو آپس مین لوگ کہنے لگے تم بھی اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑین جادوگرون کی اگر وہی زبر
اور غالب ہو جاوین موسی اور ہارون علیہما السلام پر جادوگر بولے ای موسی یا تو ڈال یا ہم ڈالتے ہین
موسے ع نے فرمایا ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر انہون نے ڈالدین اپنی رسیان اور لاٹھیان اور بولے فرعون
کے اقبال سے ہم ہی غالب اور زبر رہین گے پھر تب ہی انکی رسیان اور لاٹھیان انکی جادو سے موسے
علیہ السلام کے خیال مین آنے لگین کہ دوڑ رہی ہین اور موسی ع اپنے جی مین ڈرنے لگے اللہ نے وحی کی
تو کیون ڈرتا ہے نہ ڈر اور تو ہی غالب رہیگا اور جو تیرے داہنے ہاتھ مین ہے اسکو ڈالدے تو وہ ایک بہت
بڑا ناگ بن گیا منہ کھولا اور ان کی رسیون اور لاٹھیون کو نگلنے لگا یہانتک کہ صاف میدان چٹیل
ہوگیا اور سانپ نے کوئی رسی اور لاٹھی نہ چھوڑی جسکو نگل نہ گیا جادوگر یہ دیکھکر بولے اگر موسے
علیہ السلام کا یہ فعل بھی سحر ہوتا تو ہمارے سب کے جادوون پر غالب نہ ہوتا پر یہ اللہ عزوجل کی جانب
سے ہے اور بولے ہم ایمان لائے اللہ پر اور اسپر جو موسی علیہ السلام اپنے رب کے پاس سے لائے
اور جس کام مین ہم تھے اس سے ہم نے توبہ کی پھر اللہ عزوجل نے توڑدی فرعون کی پیٹھ اور اسکے
دربار والون کی اس میدان مین اور حق غالب ہوا اور غلط ہوا جو وہ کرتے تھے تب ہارے اسجگہ اور
پھرے ذلیل ہوکر اور گرے ساحر سجدہ مین بولے ہمنے جہان کے صاحب کو مانا جو موسی اور ہارون
علیہما السلام کا صاحب ہے اور فرعون کی عورت باہر نکلکر عاجزی کر رہی تھی اپنے رب کے سامنے

دعائیں مانگتے تھے اللہ سے کہ اللہ موسیٰ کو فرعون اور اسکے لوگوں پر غالب کرے اور جبتے فرعون والوں نے انکو اس حالت میں
دیکھا اسنے خیال کیا کہ یہ فرعون اور اسکے لوگوں کی مدد کے لیئے دعائیں کر رہی ہے اور اسکا حزن اور ہم تو موسیٰ
کے لئے تھا پھر جب موسے علیہ السلام کے ٹھہرنے کا زمانہ فرعون کے سوا عید کا ذبہ کے ساتھ طویل ہوا اور جب
موسے علیہ السلام کوئی نشان اللہ کیطرف سے لاتے تو فرعونی کہتے اگر اب ہمسے یہ عذاب اٹھا دیوے تو ہم تجھپر
ایمان لاوین گے اور رخصت کرینگے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر ایک مدت تک انسے عذاب دور ہو جاتا تب ہی منکر
ہو جاتے اور کہتے کیا تیرے رب سے ہو سکتا ہے کہ اسکے سوا کوئی اور نشان لا دے تو بھیجی انپر غرقاب اور ٹڈی اور چچڑی اور
مینڈک اور لہو کتنے نشان جدی جدی اور یہ فرعون ہر ایک نشان کے آنیکے وقت یہی کہتا کہ اے موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے
رب کو جیسا سکھا رکھا ہے تجھکو ہم بیشک ایمان لے آوینگے اور موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا کہ یہ لوگ گنہگار ہیں اور فرمایا اے رب تو نے
دی ہے فرعون اور اسکے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں اے رب ہمارے تاکہ بہکاویں تیری راہ سے اے رب مٹا دے انکے
مال اور سخت کر انکے دل کہ نہ ایمان لاویں جب تک دیکھیں دکھ کی مار اللہ نے وحی کی کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی سو تم دونو ثابت
رہو اور مت چلو انکی راہ جو انجان ہیں اور اللہ نے حکم کیا موسیٰ علیہ السلام کو کہ لیجا دین میرے بندوں کو کچھ رات لیکر تو موسیٰ علیہ
رات لیکر بنی اسرائیل کو نکلے جب فرعون نے صبح کی اور دیکھا کہ موسیٰ بنی اسرائیل سمیت چلے گئے تو شہروں میں نقیب
بھیجے اور کہلا بھیجا کہ بنی اسرائیل ایک تھوڑے سے لوگ ہیں اور وہ ہمسے جی میں جل رہے ہیں اور ہماری جماعت خطرناک ہے پھر
فرعون آپ نیا لشکر لیکر بنی اسرائیل کے پیچھے لگا اور دریا کو اللہ نے حکم دیا کہ جب میرا بندہ موسیٰ تجھپر لاٹھی مارے تو پھٹ کر
بارہ پھانک ہو جا یہانتک کہ موسیٰ اور جو لوگ آپکے ساتھ ہیں پار ہو جاویں پھر جو لوگ انکے بعد تجھ میں گذرنا چاہیں فرعون اور
اسکے بعد انپر ملجا پھر جب دونو فوجیں مقابل ہوئیں تو موسیٰ کے لوگ کہنے لگے ہم تو پکڑے گئے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں میرے
ساتھ میرا رب ہے مجھکو راہ بتا دیگا پھر موسیٰ نے دریا کو لاٹھی ماری تو دریا پھٹ کر بارہ پھانک ہو گیا اور ہر پھانک جیسے
بڑا پہاڑ اور فرعون لشکر سمیت بھی قریب آگیا اور موسیٰ سمیت بنی اسرائیل کے پار ہو گئے اور فرعون لشکر سمیت ڈوب
گیا بنی اسرائیل کہنے لگے ہم نہیں مانتے کہ فرعون ڈوب گیا اور نہ ہم اسکی ہلاکت کا اعتبار کرتے ہیں تو موسیٰ نے دعا کی اور اللہ
نے اسکے بدن کو پانی پر ظاہر کیا یہانتک کہ بنی اسرائیل کو اسکے ہلاک ہونیکا یقین ہو گیا پھر بنی اسرائیل ایسے لوگوں
پر آئے جو پوجنے میں لگ رہے تھے اپنے بتوں پر بنی اسرائیل بولے اے موسیٰ ہم کو بھی ایک بت بنا دے جیسے انکے بت ہیں
فرمایا تم نادان لوگ ہو یہ لوگ جو ہیں تباہ ہونا ہے جس کام میں لگے ہیں اور غلط ہے جو کر رہے ہیں اور کیا اللہ کے سوا ڈھونڈوں
تمکو ایک معبود اور اسی نے تمکو بزرگی دی سارے جہان پر پھر موسیٰ ایک منزل میں اترے اور فرمایا کہ ہارون کی فرمانبرداری کرنا

اور مینے اسکو میرا نائب بنایا ہے اور مین جاتا ہون اپنے رب کیطرف تیس دن تک واپس آنیکا وعدہ کیا پہر اپنے رب کے
پاس آئے اور ارادہ کیا کہ اللہ کے ساتھ تیس دن مین کلام کرینگے تو آپ نے ان دنون اور راتون کے روزے رکھے
اور برا جانا یہ کہ اپنے رب سے بات کرین اور آپ کے منہ مین بدبو ہو جو روزہ دار کے منہہ سے آتی ہے اسلیے موسی ع نے زمین کی
نباتات مین سے ایک لکڑی لی اور اسکے ساتھ مسواک کیا جب رب کے پاس آئے تو اللہ نے فرمایا تونے کیون افطار کیا اور
اللہ کو تو معلوم تہا جو موسی ع نے کام کیا عرض کی اے میرے مالک مینے برا جانا تجھسے بات کرنا حالانکہ میرے منہ مین بدبو ہو
اللہ نے فرمایا تونے نہ جانا اے موسی کہ روزہ دار کے منہ کی بو میرے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے جا پہر دس روزے
رکھہ پہر میرے پاس آ تو موسی ع نے وہ کام کیا جسکا اللہ نے انکو حکم کیا جب موسی ع کی قوم نے دیکھا کہ موسی ع اپنے وعدے پر نہین
آئے تو انکو یہ بات بری معلوم ہوئی اور ہارون ع نے (موسی ع کے جانے کے بعد) انکو وعظ کیا تہا کہ تم مصر سے جب نکلے
تو تمہارے پاس فرعون کے لوگون کا زیور تہا جو تم نے انسے مانگا ہوا تہا اور تمہارا انکے پاس ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ
تم اس حیلہ سے کہ تمہارا مال انکے پاس ہے اسکو اپنے پر حلال سمجھتے ہو اور مین نہین حلال کرتا تمہارے واسطے ایک قوم کی
امانت جو تم نے انسے مانگ کر لی اور انکو ہم دے تو سکتے نہین اسلیے کہ وہ ڈوب گئے اور نہ اسکو ہم اپنے پاس رکہنا چاہتے
مین تو اسکو ایک گڑہے مین ڈالدو اور ہر ایک قوم کو کہدیا کہ جسکے پاس انکے مال مین سے کوئی چیز ہو وہ اسکو گڑہے مین
پہینکدے پہر اسپر آگ جلادی اور فرمایا اب یہ نہ ہمارا ہے اور نہ انکا اور سامری ان لوگون مین سے تہا جو گائے پوجتے
تہے اور بنی اسرائیل کے پڑوس مین رہتا تہا بنی اسرائیل مین سے نہ تہا تو یہ بہی موسی ع کے ساتھ نکل کہڑا ہوا جب آپ
اپنی قوم کو لیکر چلے تو اسنے پاؤن کا ایک نشان دیکھکر اس مین سے ایک مٹھی بہر لی اور اسکو لیکر ہارون ع کے پاس
سے گذرا تو ہارون علیہ السلام نے فرمایا تو نہین ڈالتا اس چیز کو جو تیرے ہاتہ مین ہے سامری بولا یہ ایک مٹھی ہے اس
بہیجے ہوئے کے پاؤن کے نیچے کی جسنے تمکو دریا سے پار کیا اور مین اسکو نہ ڈالونگا جب تک آپ یہ دعا نہ کرین کہ سامری
ڈالتے وقت جو چاہے بنجاوے اور سامری نے اسکو ڈالدیا اور ہارون ع نے دعا کی اور سامری بولا مین چاہتا ہون
کہ یہ بچہڑا بن جاوے تو جو کچھ اس گڑہے مین سونا چاندی لوہا پیتل تانبا وغیرہ ڈالا تہا وہ ایک جگہ جمع ہوکر بچہڑا
بن گیا خالی پیٹ جسمین روح نہ تہی پر وہ چلاتا گائے کی طرح ابن عباس رض نے کہا اللہ کی قسم اسکی کوئی آواز نہ تہا
مگر یہ کہ ہوا اسکی دبر سے داخل ہوتی اور اسکے منہہ سے نکلتی اور اسی ہوا کا اس سے آواز نکلتا اور بنی اسرائیل کے کئی
فرقہ ہوگئے ایک فرقہ بولا اے سامری یہ کیا چیز ہے اور تو تو اسکو خوب جانتا ہے سامری نے کہا یہ تمہارا رب ہے
لیکن موسی راہ بہول گئے اور ایک فرقہ نے کہا ہم اسکو نہین جھٹلاتے یہانتک کہ موسی ع واپس آوین ہمارے پاس

اگر یہ ہمارا رب ہے تو ہم نہیں جیکبا اپنے رب کو دیکھکر نہ مانیں اور اگر یہ ہمارا رب نہیں ہے تو ہم موسیٰؑ کا کہنا مانینگے اور ایک
جماعت نے کہا یہ شیطان کا کام ہے اور یہ ہمارا رب نہیں ہے اور ہم اسکو نہیں مانتے اور نہ اسکی تصدیق کرتے ہین اور
رچ گئی انکے دلون مین بچھڑے کی محبت اور سچائی سامری کے قول کی اور ظاہر تکذیب کی اور انکو کہا ہارون نے ای میری قوم اور کچھ
بھی نہین ہے پر تم آزمائے گئے اسکے سبب اور تمہارا رب رحمٰن ہے سو میری راہ چلو اور میری بات مانو وہ بولے پھر موسیٰؑ
کو کیا ہوا کہ اُسنے ہمارے ساتھ تیس دن کا وعدہ کیا پھر خلاف کیا اور یہ چالیس دن گننے لگے اور ان مین کے بیوقوف بولے
شاید اپنے رب سے نہین ملا بھول گیا تو وہ اسکے پیچھے اسکا طالب ہے جب موسیٰؑ نے اپنے رب سے بات کی اودھر نے فرمایا ہمنے تو بچلا دیا
تیری قوم کو تیرے پیچھے اور انکو بہکایا سامری نے تو الٹا پھرا موسیٰؑ اپنی قوم کے پاس غصہ بھرا پچتاتا اور انکو کہا
سنا قرآن مین اور اپنے بھائی کا سر پکڑکر اپنی طرف کھینچنے لگا اور ڈالدین وہ تختیان پھر آپنے معذور جانکر اپنے اور اُسکے
لیے معافی کی دعا کی اور متوجہ ہوا سامری کیطرف اور بولا اب تیری کیا حقیقت ہے ای سامری بولا مینے دیکھ لیا جو سب نے
نہ دیکھا پھر بھر لی مینے ایک مٹھی اس بھیجے ہوئے کے پاؤن کے نیچے سے پھر مینے وہی ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجھکو میرے جی نے
مترجم عفا الله عنہ کہتا ہے جس وقت بنی اسرائیل بیٹھے دریا مین داخل ہوے پیچھے فرعون فوج سمیت داخل ہوا جبرئیلؑ بیچ مین
ہوگئے تھے کہ انکو اُن تک نہ جانے دین سامری نے پہچانا کہ یہ جبرئیلؑ ہین انکے پاؤن کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اُٹھالی وہی
اب سونیکے بچھڑے مین ڈالدی سونا تھا کافرون کا مال لیا ہوا فریب سے اسمین مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل ملکر ایک
کرشمہ پیدا ہوا کہ رونق جاندار کی اور آواز اسمین ہوگئی ایسی چیزون سے بہت بچنا چاہیے کذا قال الشاہ عبد القادر الدہلوی
نے الموضح کہا موسیٰؑ نے چل تجکو زندگی مین اتنا ہے کہ کہا کر نہ چھیڑو اور تجھکو ایک وعدہ ہے وہ تجھسے خلاف نہ ہوگا اور
دیکھ اپنے ٹھاکر کو جسپر سارے دن لگا بیٹھا تھا ہم اسکو جلا دینگے پھر بکھیر دینگے دریا مین اور اگر یہ اله ہوتا تو یہ معاملہ اس سے نہ ہو سکتا
اور بنی اسرائیل کو یقین ہوگیا اپنے آزمائے جانیکا اور بولے ای موسیٰ اپنے رب سے سوال کر ہمارے لیے توبہ کا دروازہ کھولنے
جسکی وجہ سے جو گناہ ہمنے کیا معاف ہو جاوے تو چن لیے موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ستر مرد اور انکو لیکر چلا اپنی قوم کے
لیے توبہ مانگنے تو انکو پکڑ لیا زلزلے نے تو موسیٰؑ نے اپنی قوم اور اس جماعت سے شرم کہا اور بولے اے رب اگر تو چاہتا تو پہلے ہی
ہلاک کرتا انکو اور مجھکو کیا ہمکو تو ہلاک کرتا ہے اسکے کام پر جو کیا ہمارے احمقون نے یہ سب تیرا آزمانا ہے بچلادے اسمین
جسکو چاہے اور راہ دے جسکو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھامنے والا سو بخش ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا
ہے اور لکھدے ہمارے واسطے اس دنیا مین نیکی اور آخرت مین ہم رجوع ہوئے تیری طرف فرمایا میرا عذاب جو ہے سو ڈالتا ہون
جسپر چاہون اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھدونگا انکو جو ڈر رکھتے ہین اور دیتے ہین زکوٰۃ اور جو ہماری باتین

مانتے ہیں جو تابعداری کرتے ہیں اس رسول کی کہ جو نبی ہے امی جسکو پاتے ہین لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل مین بتلاتا
ہے انکو نیک کام اور منع کرتا ہے بدی سے اور حلال کرتا ہے انکے واسطے سب پاک چیزین اور حرام کرتا ہے انپر ناپاک اور اتارتا
ہے انسے بوجہ انکا اور پہانسیان جو انپر تہین سو جو اسپر یقین لائے اور اسکی رفاقت کی اور مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے
جو اسکے ساتھ اترا ہے وہی مراد کو پہونچے موسی بولے اے میرے رب میری توبہ ہے اپنی قوم کی لیے توبہ مانگی اور تونے فرمایا
اور مین پہر لکہدونگا الگے اور قوم کے لیے جو میری قوم ہوا ہے تو مجہے کیون ذلیل نہین کیا یہانتک کہ تو مجھکو اس موت کی بات
مرحومین نکلنے فرمایا تیری قوم کی توبہ یہ ہے کہ ان مین سے جو آدمی جس آدمی کو پاوے وہ والد ہو یا بیٹا اسکو مار ڈالے
اور کچھ پرواہ نکرے اور اللہ نے قاتلین اور مقتولین کو معاف کردیا پہر موسی ع بنی اسرائیل کو بیت المقدس کیطرف لیچلے
اور انہا مین موسی نے تختیان جو پاکٹ ہوا اس سے غصہ اور انکو کچھ عبادت کا حکم کیا جو انہون نے گران سمجہا اور اسکے
اقرار کرنیسے منکر ہوئی تو اللہ نے پہاڑ اٹہایا جیسے سائبان اور ڈرے کہ وہ گریگا انپر تو انہون نے کتاب لے لی اپنے
ہاتہون مین اور وہ دیکھتے تہے پہاڑ کیطرف اور کتاب انکے ہاتہون مین تہی پہر موسی نے اپنی قوم کو کہا اے قوم اللہ کا احسان
یاد کرو اپنے اوپر جب پیدا کیے تم مین نبی اور کردیا تمکو بادشاہ اور دیا تمکو جو نہین دیا کسی کو جہان مین اے قوم داخل ہو
زمین پاک مین جو لکہدی ہے اللہ نے تمکو اور الٹے نجاؤ اپنی پیٹہ پر پہر جا پڑوگے نقصان مین مترجم عفا اللہ عنہ کہتا
ہے حضرت ابراہیم چہوڑ نکلے تہے اپنے باپ کا وطن اسکی زمین اور ملک شام مین آکر ٹہرے اور مدت تک انکو اولاد
نہوئی تب اللہ تعالے نے انکو بشارت فرمائی کہ تیری اولاد بہت پہیلاونگا اور زمین شام انکو دونگا اور نبوت اور دین
اور کتاب اور سلطنت انہین کو ہوگا پہر حضرت موسی ع کے وقت وہ وعدہ پورا کیا بنی اسرائیل کو فرعون کی بیگار سے
خلاص کیا اور اسکو غرق کیا اور انکو فرمایا تم جہاد کرو عمالقہ سے ملک شام چہین لو پہر ہمیشہ وہ ملک شام تمہارا ہے حضرت
موسی ع نے بارہ شخص بارہ قبیلہ بنی اسرائیل پر سردار کیے تہے انکو بہیجا کہ اس ملک کی خبر لاوین وہ خبر لائے تو ملک شام
کی خوبیان بہت بیان کین اور وہان مسلط تہے عمالقہ انکی قوت زور بہی بیان کیا حضرت موسی ع نے انکو کہا کہ تم قوم
کے پاس ملک کی خوبی بیان کرو اور دشمن کی قوت مت بیان کرو دو شخص اس حکم پر رہے اور دس نہ رہے قوم نے
نامردی کرنے لگے اور چاہا کہ پہر الٹے مصر مین جاوین اس تقصیر سے چالیس برس فتح شام کو دیر لگی اسقدر مدت
جنگلون مین پہرتے رہے جب اس قرن کے لوگ مر چکے مگر وہ دو شخص کہ وہی حضرت موسی ع کے بعد خلیفہ ہوئے انکے ہاتہ
سے فتح ہوئی) اے موسی وہان ایک لوگ ہین زبردست اور ہم ہرگز وہان نجاوینگے جب تک وہ نکل چکین وہان سے پہر
وہ اگر نکلین وہان سے تو ہم داخل ہوین کہا دو مردون نے ڈر رکہنے والون مین سے جنپر خدا کی نوازش تہی پیٹہ جاؤ انپر حملا کر

دروازے مین پھر جب تم اس مین پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسا کرو اگر تمہین یقین رکھتے ہو بولے اے موسی ع ہم ہرگز
نہ جاوین گے ساری عمر جب تک وہ رہین گے اُسمین سو تو جا اور تیرا رب پھر دونو لڑو ہم یہان ہی بیٹھے ہین موسیٰ نے
فرمایا اے رب میرے اختیار مین نہین مگر میری جان اور میرا بھائی سو فرق کر تو ہم مین اور بےحکم قوم مین اللہ نے فرمایا وہ ملک
تیری قوم سے بند ہوا ہے چالیس برس بھٹکتے پھرینگے ملک مین سو تو افسوس نہ کر بےحکم لوگون پر انکی دفعہ انہون نے
بےادبی کر کے موسی ع کو غصہ کیا تو آپ نے انپر بددعا کی اور انکا نام بےحکم رکھا اور اس سے پہلے آپ نے کبھی انپر بددعا نہین کی
اللہ ہمدن بھی انکی سخت بدحکمی اور بےادبی کی وجہ سے تو اللہ نے انکی دعا قبول کی اور انکا نام ویسا ہی بےحکم رکھا جیسے موسی ع
نے انکو بےحکم کہا اور حرام کیا انپر شام کا ملک چالیس سال بھٹکتے پھرے اسی ملک مین صبح کے وقت ہر دن سیر کرتے پھر شام کو وہان
ہی ہوتے جہان سے چلے ساری دن ابر رہتا دھوپ کا بچاو اور اناج نہ پہنچا تو من اور سلوی کھانیکو اترا من ایک چیز تھی میٹھی
دھنی کے سے دانے انکا دسن مین برستے لشکر کے گرد ڈھیر ہو رہتے صبح کو ہر آدمی اپنی قوت کے برابر چن لاتا اور سلوی ایک جانور
کا نام تھے شام کو لشکر کے گرد ہزارون جانور جمع ہوتے اندھیرے پڑے پکڑ لاتے کباب کر کر کھاتے مدتون تک یہی کھایا کرتے اور انکے
کپڑے بھی نہ ہوتے پھٹے نہ ہون اور نہ میلے اور رکھا انکے درمیان ایک پتھر مربع اور حکم کیا موسی ع کو کہ مارین اسکو اپنی لاٹھی
تو اس سے بارہ چشمے نکلے بارہ قوم تھی کسی مین لوگ زیادہ کسی مین کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تھا اور ہر ایک طرف تین تین
چشمے تھے اور ہر ایک جماعت کو جتا دیا انکا گھاٹ جہان سے پانی پیوین هٰكَذَا اَوْرَدَهُ النَّسَائِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى
وَاَخْرَجَهُ اَبُوْ جَعْفَرِ بْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ تَفْسِيْرَيْهِمَا كِلَاهُمَا مِنْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ هٰرُوْنَ وَ
مَوْقُوْفٌ مِنْ كَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَيْسَ فِيْهِ مَرْفُوْعٌ اِلَّا قَلِيْلٌ مِنْهُ اور گویا اسکو لیا ہے ابن عباس رض نے
اس سے جسکا بنی اسرائیل سے نقل کرنا مباح ہے کعب احبار سے لیا ہے یا اسکے غیر سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ک فتح البیان کا
بیان ختم یہ ہے کہ سوال آیتین عظیم مین مسئول لکھا ہے جیسے خبز بمعنی مخبوز کے اور مسئول موسی علیہ السلام انکا قول رب
اشرح سے انک کنت بنا بصیرا تک ہے ولقد مننا کی آیۃ جملہ مستانفہ ہے موسی ع کے دل کو قوی کرنیکے لیے اپنی نعمتین یاد
دلا کر جو اللہ نے ابتک کین اور من کہتے ہین احسان اور افضال کو اور وہ اللہ کا نگاہ رکھنا ہے اسکو دشمنون کی شرارت سے جیسے
اللہ سبحانہ نے اسکو یہان بیان کیا اور غیر مسئول احسان جو اللہ نے بیان کیے وہ آٹھ ہین پہلا احسان اِذْ اَوْحَيْنَا
اِلٰى اُمِّكَ مَا يُوْحٰى الی موعدا اور وحی سے مراد اسجگہ یا تو مجرد الہام ہے اسکی ان کے لیے اور انکا نام یوحانذ تھا
قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ شَرْحِ النُّقَايَةِ یا خواب مین انکو دکھا دیا یا کسی نبی کی زبان سے کے وسیلے سے انکو جتا دیا یا فرشتہ
کے ذریعہ سے نہ نبوت کے طریق پر اور یہ وحی بھی اسی قسم سے ہے جس قسم کی وحی مریم علیہا السلام کو ہوئی یا گذشتہ

انبیاؤن کی یہ پیشگوئی ہوگی اور وہ پیشگوئی موسیٰؑ کی مان تک پہونچی اور یا وحی سے مراد وہ خدا کا حکم ہے جسکو
اللہ سبحانہ نے ان کے ساتھہ شروع کیا ہے قذف کے معنے آیت مین طرح کے ہین یعنے دریا مین اسکو پھینکدے اور یم
بحر کو کہتے ہین یا بڑی ندی کو اور تابوت کہتے ہین صندوق کو اور آیت فلیلقہ الیم مین دریا کو سمجھنے والے چیز کے
قائم مقام کرکے اسے خطاب کیا کیونکہ دریا کا موسیٰؑ کو ساحل پر ڈالدینا ایک کام واجب الوقوع تہا اور یہ امر معنے مین
خبر کے ہے اور امر کے صیغہ کے ساتھہ تعبیر کیا گیا مبالغۃً کیونکہ افعال مین سے امر زیادہ تاکید والا ہوتا ہے اور ساحل وہ کرانہ
بحر ہے سدی نے کہا یم وہ نیل ہے اور یاخذہ عدو لی امر باللقاء یا امر بالقذف کا جواب ہے اور عدو سے مراد فرعون
بے عون ہے اسلیئے کہ جب موسیٰؑ کی والدہ نے اسکو دریا مین ڈالدیا تو صندوق کو اللہ تعالی نے اس ندی مین بہادیا جو دریا
سے نکلکر فرعون بے عون کے گہر کیطرف جاتی تہی تو اُسنے تابوت کو پکڑ لیا دیکھا تو اس مین موسیٰؑ ہین اور بعض
نے کہا دریا نے اسکو ساحل پر پھینکدیا تو اسکو فرعون نے دیکھکر حکم کیا اسکے اٹھانیکا اور بعض نے کہا اسکو پایا فرعون
کی بیٹی نے لیکن اول اولی ہے اور دوسرا احسان اللہ کا وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ ہے یعنے اللہ نے اپنی طرف سے لوگون
کے دلون مین محبت ڈالدی پہر انکو کوئی نہ دیکھتا مگر انکو چاہتا اور بعض نے کہا ڈالدیا اللہ نے ایسا جمال کا ایک پرتو
پہر انکو کوئی نہ دیکھتا مگر انکو چاہتا اور ابن جریر نے کہا اسکے معنی ہین والقیت علیک رحمتی یعنے مینے تجھپر اپنی مہربانی
ڈالدی بعض نے کہا معنے یہ ہین مینے تجھکو چاہا اور جسکو اللہ چاہتا ہے اسکو لوگ اور انکے دل لامحالہ چاہتے ہین ابن
عباسؓ نے کہا اسکے ہر ایک دیکھنے والی کے دل مین محبت ڈالی گئی اور سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ انہون نے کہا
حَبَّبْتُکَ اِلٰی عِبَادِیْ یعنے مینے تجھکو اپنے بندون کا پیارا بنایا اور تیسرا احسان اللہ سبحانہ تعالی کا قول وَلِتُصْنَعَ عَلٰی
عَیْنِیْ ہے یعنے تو پرورش پاوے اور غذا دیا جاوے میری سامنے اور احسان کیا جاوے تیری ساتھہ اور مین تیرا نگہبان
اور رقیب ہون جیسے آدمی کسی چیز کی حفاظت کرتا ہے اپنی آنکھون کے ساتھہ جب اسکا زیادہ اہتمام منظور ہوتا ہے
قال الزمخشری اور عین کا رعایت کے معنے مین ہونا آیت مین مجاز مرسل ہے سبب کے مسبب پر اطلاق کے قبیل سے کہا
کرتے ہین صَنَعَ الرَّجُلُ جَارِیَتَہٗ جب اسکی پرورش کرے اور صنع فرسہ جب اسکے چارہ کا خیال رکہے اور علی عینی
کی تفسیر بمرای منی کے ساتھہ درست ہے کہا نحاس نے اور یہ لغت مین معروف ہے لیکن اسمین کچھہ موسیٰؑ کی خصوصیت
نہ رہیگی کیونکہ تمام چیزین اللہ کے سامنے ہین اور بعض نے عین کے کچھہ اور معنی بیان کیے ہین جو بیننے نہین ہین اور بہتر
یہ ہے کہ عین کے لفظ کی تاویل نہ کیجاوے اور اسکو ظاہر پر حمل کیا جاوے کیونکہ یہ بہی صفات کے الفاظ مین سے ہے اور
اِذْ تَمْشِیْ سنت تابع ہے اللہ یہ کہ موسیٰؑ کی بہن مریم کلثم اپنے بہائی کا حال دریافت کرنے تو انہون نے پایا کہ

کہ فرعون اور اسکی عورت موسیٰؑ کے لیے دایہ تلاش کرتے ہیں تو وہ بولی میں بتا دوں جو اسکی تربیت کرے اور اسکو اپنی جان کے ساتھ نہ کبھے اور پوری کرے اسکی حفاظت اور موسیٰؑ کی والدہ آپکو تین مہینے دودہ پلا چکی تہی بعض نے چاہا مبتلاے دریا میں ڈالنے سے پہلے تو فرعون اور اسکی عورت بولی اور وہ کون ہے تو موسیٰؑ کی بہن بولی میری ماں ہے تو وہ بولے اسکو دودہ بہی ہے وہ بولی ہاں میرے بہائی ہارون کا ہے جو موسیٰؑ سے ایک سال بڑا ہے پہر دائی صاحبہ تشریف لائیں تو موسیٰؑ نے انکی چہاتی قبول کرلی اور آپ کسی مرضعہ کا دودہ نہیں پیتے تہے اس سے پہلے اور یہی معنے ہیں فرجعناک الیٰ امک کے اور مثنے خامسہ اللہ تعالیٰ کا قول وَقَتَلْتَ نَفْسًا الآیہ ہے اور نفس سے مراد آیت میں قبطی کا نفس ہے جسکو آپ نے مکا مارا اور اسکو مردہ کر دیا اور نام اسکا قابون تہا اور فرعون کا وہ باورچی تہا اور خطاءً آپنے اسکو قتل کیا اور آپکی عمر اسوقت بارہ برس کی یا تیس کی تہی اور مثنے سادسہ اللہ تعالیٰ کا قول وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا یعنی ہمنے تجہکو نکالا ان تکلیفوں سے جنمیں تو پڑا تہا تجہکو پہلے رسول بنانے سے کہ موسیٰؑ کی ماں نے انکو اٹہایا اس سال میں جسمیں فرعون لڑکوں کو ذبح کرتا تہا پہر انکی ماں نے انکو تابوت میں ڈالکر دریا میں ڈالدیا پہر انہوں نے کسی عورت کی چہاتی قبول نہ کی اپنی ماں کے سوا پہر آپ نے فرعون کی ڈاڑہی پکڑلی یہانتک کہ فرعون نے آپکے مارنیکا ارادہ کیا پہر آپ نے انگار کو پکڑ کر کہا موتی کے بدل پہر آپ نے قبطی کو مار ڈالا پہر آپ نکلے مدین کیطرف ڈر کے مارے اور عبد بن حمید اور نسائی اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں ایک طویل اثر روایت کیا جسکو اسکا دیکھنا منظور ہو تو وہ اسکو سنن نسائی کی کتاب التفسیر میں دیکھے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے یہ اثر طویل ہم حافظ ابن کثیر کی تفسیر سے نقل کر چکے

فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ۝

پہر ٹہیرا تو کئی برس مدین والوں میں پہر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ اور بنایا میںنے تجہکو خاص اپنے واسطے جا تو اور تیرا بہائی لیکر میری نشانیاں اور سستی نکرو میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کے اسنے سر اٹہایا سو کہو اس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے ف اللہ سبحانہ وتعالیٰ موسیٰؑ کو مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ موسیٰ مدین والوں میں کئی برس مقیم رہے جب فرعون اور اسکے دربار والوں سے بہاگ کر نکلے اپنے سسر حضرت شعیبؑ کی بکریاں چراتے رہے یہانتک کہ مدت منتہی ہوئی اور اجل منقضی پہر اسکی تقدیر ملک العلام کے مطابق میعاد کے سوا اس جگہ سے گذرے جہاں انہوں نے آگ دیکہی اور وہاں گئے تو ندا ہوئی اور سب کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہیں اور وہی چلانے پہرانے والا ہے اپنے بندوں اور مخلوق کو جسمیں چاہے اسی سبب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم جئت علیٰ قدر یا موسیٰ اور مجاہد نے

علی قدر کی علی موعد کے ساتھ تفسیر کی اور عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے نقل کیا کہ جئت علی قدر یا موسیٰ کی تفسیر
مین کہ موسیٰ ع جب مدین مین سے گذرے تو انکی عمر چالیس سال کی تھی) جو رسالت اور نبوت عطا ہونیکی عمر ہے مترجم عفا اللہ عنہ
کہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ ع کی عمر جب آپنے قبطی کو مارا تیس سال کے تھے اسلیے کہ آپ یہان سے مدین ہو کر مدین
والون مین دس سال رہے جسکا ذکر سورہ قصص مین آویگا تو تیس اور دس چالیس ہوئے اور یہی قول بارہ سال کی عمر تک نے کے
ٹھیک ہے اور یہ جو فرمایا مینے تجھکو خاص کیا اپنے واسطے یعنی پیغمبر تجھکو امتیاز دیا لوگون سے اپنے پیغام پہنچانیکا مترجم عفا
اللہ عنہ کہتا ہے آیت سورہ اعراف اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ
مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ سورہ طٰہٰ کی اس آیت کی تفسیر ہے وَالْاٰیٰتُ یُفَسِّرُ بَعْضُہَا بَعْضًا اور بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین
اپنی اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ رض سے مرفوعًا روایت کیا اِلْتَقٰی اٰدَمُ وَمُوْسٰی فَقَالَ مُوْسٰی اَنْتَ الَّذِیْ اَشْقَیْتَ
النَّاسَ وَاَخْرَجْتَہُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ فَقَالَ اٰدَمُ وَاَنْتَ الَّذِی اصْطَفَاکَ اللّٰہُ بِرِسَالَتِہٖ وَاصْطَفَاکَ لِنَفْسِہٖ
وَاَنْزَلَ عَلَیْکَ التَّوْرٰىۃَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَّہٗ مَکْتُوْبًا عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی
اَخْرَجَاہُ یعنی موسیٰ اور آدم ملے (مترجم کہتا ہے یہ ملاقات شاید ان دونو کی روحون کی ہو عالم غیب مین اور اسکی تائید کرتا ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول جو مذکور ہوا ہی حدیث کے اس طریق مین جسکو مسلم نے روایت کیا یعنی جب مباحثہ ہوا انکا رب کے روبرو اور ممکن
ہے کہ یہ انکا جسمون کے ساتھ ملنا ہو اسطرح کہ ان دونو کو خدا نے زندہ کردیا آدم ع کو موسیٰ ع کے زمانے مین زندہ کردیا ہو اور حظیرہ
قدس مین دونو کی ملاقات ہوئی ہو جیسے اسراء کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے واللہ اعلم) تو موسیٰ ع نے فرمایا (ای آدم) تو وہی ہے جسنے
بدبخت کردیا لوگون کو اور نکالدیا انکو بہشت سے (درخت کے کہانیکے ساتھ) تو آدم ع نے فرمایا اور تو وہی (موسیٰ) ہے جسکو چھانٹ لیا
اللہ نے اپنے پیغامون کے ساتھ اور خاص کرلیا اپنے نفس کے لیے (مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے حدیث کو اسی جگہ کے ساتھ
آیت کی مناسبت ہی) اور تجھپر توریت اتاری موسیٰ ع نے کہا ہان آدم ع نے کہا پھر تجھے معلوم ہے کہ اللہ نے کتنی مدت پہلے
میرے پیدا کرنیسے توریت لکھی موسیٰ ع نے کہا چالیس سال) آدم ع نے کہا پھر تو نے پایا ہے اسمین کہ یہ گناہ مجھسے ہوگا
کہا ہان تو آدم موسیٰ پر غالب آیا اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا علی بن ابی طلحہ نے لَا تَنِیَا کی تفسیر مین کہا لا تبطئا یعنی دیر
نکرو اور مجاہد نے ابن عباس رض سے لا تنیا کی تفسیر لا تضعفا کے ساتھ روایت کی یعنی ناتوان نہو اور مراد یہ ہے کہ ذکر
اور یاد اللہ کی دونو مین تھکتے نہ تھے بلکہ جب فرعون کے پاس جاتے اللہ کو یاد کرتے تاکہ اللہ کی یاد ان دونو کی مدد کا
سبب ہو اور قوت کی موجب ہو اور اسکی یاد فرعون کے غلبہ توڑنے کا سبب ہو میرے بندے تو ساری ہین پھر میرا خاص بندہ
ہے جو مجھکو یاد کرے اور اپنے زمانے کے لوگون کا مقابل ہو اور آیت فقولا لہ قولا لینا مین بڑی عبرت ہے اور وہ یہ کہ فرعون غایت

عتو اور استکبار مین تہا اور موسی اللہ کی مخلوق مین سے اوس وقت مصطفےٰ تہے معہذا اللہ نے موسی کو یہی حکم کیا کہ فرعون کو ملاطفت اور لین کے ساتہہ پیش آؤ یحییٰ بن معاذ کہتے تہے اللہ کے قول فقولا لہ قولا لینا پڑہتے وقت

یا من یتحبب الی من یعادیہ — فکیف بمن یتولاہ ویناديہ

یعنے اے وہ ذات جو اپنے دشمن کے ساتہ محبت کرتا ہے پہر اسکے ساتہہ تو کیون محبت نہ کریگا جو تیرا دوست ہو اور تجہی کو پکارتا ہے ؎

اے کریمی کہ از خزانۂ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری

دوستانرا کجا کنے محروم — تو کہ با دشمنان نظر داری

وہب بن منبہ اسکی تفسیر مین کہتے ہین قولا انی الی العفو والمغفرۃ اقرب منی الی الغضب یعنی تم دونو جاکر فرعون کو کہو کہ اللہ تعالی فرماتا ہے میں معافی اور بخشش کے نزدیک ہون غصہ اور عذاب سے اور عکرمہ نے کہا آیت مین نرم قول سے مراد یہ ہے کہ اسکو صرف کلمۂ توحید یعنے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو اور عمرو بن عبید نے حسن بصری سے فقولا لہ قولا لینا کی تفسیر مین روایت کیا کہ اسکو کہو بیشک تیرا ایک مالک ہے اور تونے مرنیکے پیچہے جینا ہے اور تیرے آگے بہشت اور دوزخ ہے اور ان سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ انکی دعوت فرعون کو رفیق اور سہل رفیق کلام کے ساتہ ہو تاکہ نفوس مین اوقع اور ابلغ اور انجع ہو گا قال تعالی ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو اعلم بالمہتدین بلا اپنے رب کی راہ پر باتین سمہا کر اور نصیحت کرکے بہلی طرح اور الزام دے انکو جس طرح بہتر ہو تیرا رب بہتر جانتا ہے جو بہولا اسکی راہ سے اور وہی بہتر جانے جو راہ پر ہین اور فرمایا ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم یعنے اور برابر نہین نیکی نہ بدی جواب مین تو کہہ اس سے بہتر پہر تو دیکہے تو جسمین تجہہ مین دشمنی تہی جیسے دوستدار ہے ناتے والا جو مبلغ کشادہ چاہیے کہ بری بات سہار کر سامنے سے بہلی کہے یہ قبال سندون کو ملتا ہے اور اللہ کا قول لعلہ یتذکر امیدکے کے یہ معنے ہین کہ شاید جس گمراہی اور ہلاکت مین وہ پہنسا ہوا ہے اس سے وہ لوٹے یا کچہہ طاعت کرے خدا سے ڈرنیوالون کی سی تو تذکر مخذور سے رجوع کو کہتے ہین اور خشیت تحصیل طاعت کا نام ہے اور حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر مین نقل کیا کہ اللہ حکم کرتا ہے موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو کہ تبلیغ سے پہلے تم اسکی (فرعون کی) ہلاکت کی بابت دعا کرو زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہین ؎

وَاَنْتَ الَّذِيْ مِنْ فَضْلِ مَنٍّ وَرَحْمَةٍ بَعَثْتَ اِلٰى مُوْسٰى رَسُوْلًا مُنَادِيَا
فَقُلْتَ لَهٗ فَاذْهَبْ وَهٰرُوْنَ فَادْعُوَا اِلَى اللّٰهِ فِرْعَوْنَ الَّذِيْ كَانَ بَاغِيَا
فَقُوْلَا لَهٗ اَاَنْتَ سَوَّيْتَ هٰذِهٖ بِلَا وَتَدٍ حَتّٰى اسْتَقَلَّتْ كَمَا هِيَا
وَقُوْلَا لَهٗ اَاَنْتَ رَفَعْتَ هٰذِهٖ بِلَا عَمَدٍ اَرْفِقْ اِذًا بِكَ بَانِيَا
وَقُوْلَا لَهٗ اَاَنْتَ سَوَّيْتَ وَسْطَهَا مُنِيْرًا اِذَا مَا جَنَّهُ اللَّيْلُ هَادِيَا
وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ يُّخْرِجُ الشَّمْسَ بُكْرَةً فَيُصْبِحُ مَا مَسَّتْ مِنَ الْاَرْضِ ضَاحِيَا
وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ يُّنْبِتُ الْحَبَّ فِي الثَّرٰى فَيُصْبِحُ مِنْهُ الْبَقْلُ يَهْتَزُّ رَابِيَا
وَيُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّهٗ فِيْ رُءُوْسِهٖ فَفِيْ ذَاكَ اٰيَاتٌ لِمَنْ كَانَ وَاعِيَا

ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے زید بن عمرو بن نفیل اسکی تعریف مین کہتا ہے تو وہ ذات پاک ہے کہ تونے اپنی بڑی مہر اور احسان کے ساتھہ موسی ع کو رسول منادی بناکر بہیجا اور اسکو فرمایا جا اور تیرا بہائی ہرون اور بلاؤ اللہ کیطرف فرعون کو جسنے سر اٹھایا اور اس سے پوچھو کیا تونے اس زمین کو ٹھیرا دیا بے ستون کے یہانتک کہ وہ اپنے مکان مین قرار گیر ہے اور کہو اسکو تونے اس آسمان کو ستونون کے سوا اونچا کیا اور نرمی کروا سکے ساتھہ بات کرتے ہین اور کہو تونے آسمان کے وسط مین ایک چراغ روشن رکھدیا ہی جب رات اندہیرا کرتی ہے اور سویرے سویر کون سورج کو نکال کہڑا کرتا ہے پہر صبح ہوتی ہی اسکے ساتھہ زمین کی تمام چیزین روشن ہوجاتی ہین اور اسکو کہو کون انگیلی زمین سے اگاتا ہے پہر اس کی سبزہ نکلکر لہرانے لگتا ہے اور کون اسکے سر مین بالین نکالتا ہی جسمین دانے ہوتے ہین اگر تو دہیان کرے تو ان باتون مین اللہ کے ایک شخص کی نشانیان مین فتح البیان کا بیان ختم ہے فراء نے کہا کلام کی تقدیر یون ہے وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا فَخَرَجْتَ اِلٰٓى اَهْلِ مَدْيَنَ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ یعنے اور جانچا تجہکو ذرہ جانچنا پہر نکلا تو مدین والون کیطرف پہر ٹہیرا تو کئی برس اور اسطرح کا حذف قرآن مین شائع ذائع ہے اور ایسا ہی عرب کی کلام مین تو وہ بہت سی کلام حذف کردیتے ہین جب اسکے معنی معروف ہوون اور مدین تو وہ شعیب کا شہر ہے اور مصر سے آٹھہ منزل پر ہے جسکی طرف موسی بہاگ کر نکلے پہر تو آیا تقدیرا اے موسی یعنے تو ایسے وقت مین آیا جسمین تیرا آنا میری قضا اور میرے علم اور میری تقدیر مین سبقت کرچکا تہا اور سبقت کرچکی تہی یہ بات کہ مین تجہہ سے کلام کرونگا اور تجہکو نبی بناؤن گا یا تو زمانے کے اس اندازہ پر آیا جسمین انبیا کیطرف وحی کیجاتی ہے قالہ ابن عباس اور وہ چالیس سال کا سن ہے یا تو اس عہد پر آیا جسکو تونے شعیب ع کی اخبار سے معلوم کیا قالہ مجاہد و قتادۃ و قال الشاعر ؎

نَاکُل الحِلاقَہ اِذْ کانَتْ لَہٗ قَدْ کَا کُمَا اِلٰی دَ کَابَۃٗ مُوْسٰی عَلٰی کَدْ یَ

اور ثم کا کلمہ جو تراخی کے لیے ہے دلالت کرتا ہے کہ موسیٰ کا وہاں آنا مدت کے بعد ہوا اور میںنے تجھکو چن لیا اپنے لیے یعنے اپنا پیغام پہنچانے کے لیے اور معنے یہ ہین کہ میںنے تجھکو بنایا اپنے وحی اور رسالت کے لیے تو کہ تو میرے ارادے پر ہے زجاج نے کہا اسکے معنے یہ ہین اِخْتَرْتُکَ لِاِقَامَۃِ حُجَّتِیْ یعنے میںنے تجھکو اپنی حجت قائم کرنیکے لیے اپنی مخلوق پر پسند کیا اور بنا دیا میںنے تجھکو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان اور یہ آٹھوین منت ہے اللہ کی موسیٰ پر اور اس پہلی آیت سے ساتوین منت یعنی تو جا اور تیرا بہائی اور یہ کلام مستانف ہے اسکا سیاق اسچیز کے بیان کے لیے ہے جو موسیٰ کے اصطناع سے مقصود ہے اور آیات سے وہ معجزات مراد ہین جنکو اللہ نے موسیٰ کو دیکر فرعون کیطرف روانہ کیا اور وہ فقط ید اور عصا ہی تہا اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے اور بعض نے کہا آیات سے مراد تسع آیات ہین مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اکثر مفسرین کا قول راجح ہے اور اسپر سورۂ قصص کی آیت دلیل ہے اُسْلُکْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ اِلَیْکَ جَنَاحَکَ مِنَ الرَّھْبِ فَذٰنِکَ بُرْھَانٰنِ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِہٖ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ یعنے پیٹھا اپنا ہاتھ گریبان مین نکل آوے چٹا نہ کچھ برائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے سو یہ دو سندین ہین تیرے رب کیطرف سے فرعون اور اسکے سردارون پر بیشک وہ تہے لوگ بے حکم اس آیت مین صراحت ہے کہ موسیٰ کو دو ہی نشانیان دیکر فرعون کیطرف بہیجا اور با آیاتی مین مصاحبت کے لیے ہے یعنے تم جاؤ حالانکہ یہ نشانیان تمہاری صاحب ہون اور تم انکے مصحوب اور احکام رسالت کو جاری کرو نہین تم انسے مدد لو اور امر دعوت کی اکمال مین اور بالغدیہ کے لیے نہین ہے کہ یہ نشانیان فرعون کے پاس لیجاؤ اور اسکو یہ نشانیان پہنچا دو اور سستی نکرو میری یاد مین ضعیف اور فاتر نہ ہو وَنٰی یَنِیْ ونیا کا استعمال اسوقت ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی امر مین ضعیف ہو جاوے اور اسکے ضبط مین مبادرت نہ کرے اور نہ اسکا اہتمام کرے جب کسی امر مین کوئی شخص اہتمام نکرے تو کہتے ہین فَھُوَ مُتَوَانٍ فِیْہِ اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ میرے پیغام پہنچانے مین دیر نہ کرو اور ابن مسعود کی قرات مین ہے لَا تَھِنَا فِیْ ذِکْرِیْ اور اِذْھَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ الآیۃ مین موسیٰ اور ہارون دونوکو اکٹھا جانیکا ارشاد ہے اس ارشاد کے وقت موسیٰ تو موجود تہے اور ہارون مصر مین تہے تو یہ موسیٰ کی تغلیب کے لیے ہے اسلیے کہ اصل رسالت مین موسیٰ ہی اصل تہا اور یہی حال اس تثنیہ کے صیغہ مین ہے جو اس سے پہلے مذکور ہوئی اور جانے کی علت یہ بیان کی اِنَّہٗ طَغٰی یعنے اسلیے جاؤ فرعون پاس کہ اُسنے حد سے تجاوز کیا کفر اور تمرد مین الوہیت کا دعویٰ کرکے اور پہلے اسمین موسیٰ کو جانے مین خاص کیا ہے اور یہان دونو کو جانیکا حکم کیا ہے تو موسیٰ کی شرافت کے لیے

اسکے افراد کے ساتھ اور بعض نے کہا پہلے مصر مین موسیٰ کو بھیجنا اس کیطرف جانیکا حکم ہے اور دوسرے امر مین دونو کو فرعون کی
طرف جانیکا حکم ہے پہر ارشاد فرمایا کہ نرمی اور سہج سے بات کرین کیونکہ جو نرمی سے بات کیجاتی ہے وہ موثر ہوتی ہے اور اکثر قبول
بھی کر لیتے ہین اسلیے کہ پہلی پہل ہی سختی اور درشتی کرنا نفرت کے اعظم اسباب سے ہے اور فصلت فی الکفر کے اعظم موجبات سے تو فرمایا
سو کہو اس سے بات نرم یعنے اسکے ساتھ مدارات کرو اور نرمی کرو اور اگر تمہاری یہ بات کو نہ مانے تو سختی نہ کرنا اور قول لین وہ ہے
جسمین خشونت نہ ہو اور مراد یہ ہے کہ تعنیف کو ترک کرو جیسے دوسری آیت مین انکو حکم ہوا ہے ھَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى
وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى یعنے جا فرعون پاس اسنے سر اٹھایا پہر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جاوے اور راہ بتاؤن
تجھکو تیرے رب کیطرف پہر تجھکو ڈر ہو تو یہ دعوت ہے عرض اور ارشاد کی صورت مین اور بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ
اسکو کنیت کے ساتھ بلاؤ جیسے ای ابا الولید یا اے ابو العباس یا ابا مرہ علے اختلاف الاقوال اور بعض نے کہا لین قول سے
مراد یہ ہے کہ اسکو دنیا اور آخرت کی نعمتون کا وعدہ دو اگر تمہاری دعوت قبول کرے اور بعض نے کہا اسکو جوانی جسکے بعد بڑھاپا
دے کہ اسکے پیچھے بڑھاپا نہ ہوگا اور اسکی سلطنت ہمیشہ رہیگی مرنے تک قال البیضاوی پہر نرم بات کرنیکی علت بیان کی
اپنے قول لعلہ یتذکر او یخشیٰ کے ساتھ یعنے اسکے ساتھ اس کا سا معاملہ کرو جیسے امید والا اور طمع والا معاملہ کرتا ہے اور
لعل کی تحقیق بہت جگہون مین گذر چکی زجاج نے کہا لعل طمع اور رجی کا لفظ ہے تو انکو خطاب کیا اپنے ساتھ جیسا
وہ سمجھین اور بعض نے کہا لعل اسجگہ استفہام کے معنے مین ہے اور معنے یہ ہے دیکھو کیا سوچ کرتا ہے یا ڈرتا ہے بعض نے کہا
لعل تحقیق کے معنے مین ہے قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ

اَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ

مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝
بولے اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہین کہ بہکے ہم پر یا جوش مین آوے فرمایا نہ ڈرو مین ساتھ ہون تمہارے سنتا ہون اور دیکھتا سو جاؤ اسکے
پاس اور کہو ہم دونو بہیجے ہین تیرے رب کے سو جانے دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل اور نہ ستا انکو ہم آئے تیرے پاس نشانی لیکر
تیرے رب کی اور سلامتی ہو جو مانے راہ کی بات ہمکو حکم ہوا ہے کہ عذاب اسپر ہے جو جھٹلا دے اور منہ پہیرے ف
حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ موسیٰ اور ہارون کیطرف سے خبر دیتا ہے کہ موسیٰ اور ہارون نے عرض کی اللہ تعالیٰ
کے ساتھ مستجیر ہو کر اور اسکی طرف شکایت کر کر ہم ڈرتے ہین کہ بہکے ہم پر فرعون یا جوش مین آوے یعنے ہم ڈرتے
ہین کہ ہمارے عذاب دینے مین وہ جلدی کرے یا ہم پر تعدی کرے اللہ کہ ہم اسکے عذاب اور عتاب کے مستحق نہین عبد الرحمٰن
زید بن اسلم نے مفرط کی تعجیل کے ساتھ تفسیر کی اور مجاہد نے کہا کہ ہم پر ہاتھ پھیلا دے اور ضحاک نے ابن عباس سے لیا

کیا کہ طغیان سے یا وہ ان پر ظلم کرنے مین حد سے نکلنا مراد ہے فرمایا لا تخافا اِنَّنِي مَعَكُمَا الآية یعنے فرعون سے مت ڈرو
مین تمہارے ساتھ ہون سنتا ہون تمہاری باتین اور اسکی باتین اور دیکھتا ہون تمہارا مکان اور اسکا مکان تمہارے
کامون سے مجھ پر کوئی امر مخفی نہین ہے اور جانو کہ اسکی پیشانی میرے ہاتھ مین ہے تو نہین بات کرتا اور نہین دم لیتا
اور نہین پکڑتا مگر میری اجازت کے ساتھ اور میرے حکم کے پیچھے اور مین اپنی حفاظت اور نصرت اور تائید کے ساتھ
تم دونو کے ساتھ ہون ابو عبیدہ نے اپنے باپ عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ جب اللہ سبحانہ و تعالی نے موسی
علیہ السلام کو فرعون کیطرف بھیجا تو موسی ع نے عرض کی اے میرے پروردگار جب مین اسکے پاس جاؤن تو اسکی شرارت
سے پناہ جوئی کے لیے کونسا کلمہ کہون فرمایا کہہ ھیا شراھیا سلیمان ع ش نے اسکی تفسیر مین کہا انا الحی قبل کل شیٔ
والحی بعد کل شیٔ یعنے مین زندہ ہون ہر چیز سے پہلے اور مین ہی زندہ رہونگا ہر ایک چیز کے فنا ہونیکے بعد
اسکی سند پکی ہے اور یہ ایک عجیب چیز ہے محمد بن اسحق نے ذکر کیا کہ حضرت موسی ع اور ہارون ع نکلا در فرعون کے دروازے
جاکر کہڑے ہوئے اجازت مانگنے کے لیے اور کہتے تہے اِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنے ہم بہیجے ہین جہان کے رب کے
تو ہمارے یہان کہڑا ہونے کی فرعون کو خبر کرو محمد بن اسحق نے کہا پہر ٹہیرے رہے اسکے دروازے پر اسکے مطابق
جو پہنچا ہے برابر دو سال کے سویرے جاتے اور پچہلے پہر جاتے نہ جانتا فرعون انکو اور نہ کوئی شخص اسکو انکے حال کی خبر
دیتا یہانتک کہ اسکا ایک مسخرا جو اسکے ساتھ ملاعبت کیا کرتا اور اسکو ہنسایا کرتا تہا فرعون پاس گیا اور بولا بادشاہ تیرے
دروازے پر ایک آدمی عجیب بات کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اسکا تیرے سوا کوئی دوسرا الہ ہے جسنے اسکو تیرے پاس
رسول بناکر بہیجا وہ حیران ہوکر بولا میرے دروازہ پر مسخرہ بولا ہان فرعون بولا اسکو اندر لاؤ پہر موسی ع اندر گئے اور آپکے
ساتھ آپکے بہائی ہارون ع تہے اور موسی ع کے ہاتھ مین انکی لاٹہی تہی جب فرعون کے پاس جاکر کہڑے ہوئے تو فرمایا
اِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنے مین بہیجا ہون جہانون کے رب کا تو فرعون نے موسی ع کو پہچان لیا اور سدی
نے ذکر کیا کہ موسی ع جب مصر مین وارد ہوئے تو اپنی مان اور بہائی ہارون ع کے یہان ہوئے اور وہ موسے ع کو پہچانتے نہ
تہے اور یہ رات انکا کہانا طفیل تہا یعنے لعت بہی پہر انہون نے اسکو پہچان لیا اور پہر سلام کہا تو موسی ع نے ہارون ع
کو کہا میرے رب نے حکم کیا ہے کہ مین فرعون کے پاس جاکر اسکو اللہ کیطرف بلاؤن اور تجہے حکم کیا ہے کہ تو میری مدد
کرے تو انہون نے فرمایا پہر کر جو تیرے رب نے تجہکو امر کیا ہے پہر دونو گئے اور وہ رات کا وقت تہا تو موسی ع نے ہمراہ
دروازے پر اپنی لاٹہی ماری تو فرعون نے سنا اور غصے ہوا اور بولا کون ایسے ناشائستہ کام پر دلیری کرتا ہے تو اسکو
چوکیدار دربان نے کہا کہ یہان ایک مرد مجنون ہے جو کہتا ہے مین اللہ کا بہیجا ہون تو وہ بولا اسکو

اسکو الکو میری پاس جب انہون نے فرعون کے سامنے کہہ دیا تو فرعون اور موسی ؑ کے درمیان وہ سوال جواب ہوی جنکا
بیان اللہ نے اپنی کتاب مین کیا ہے اور آیت سے مراد آیت قد جئناک بآیۃ الآیہ مین معجزہ اور دلالت ہی اور والسلام علی
من اتبع الھدی کے یہ معنے ہین کہ اگر توراہ پر آوے تو تجھپر سلام ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے خطوط اور
مراسلات مین جو آپنے بادشاہون اور نوابون اور رئیسون کیطرف لکھے اسی طریق لو روش اوس طرز کو اختیار کیا اسلیے کہ
آپ کو اللہ نے انہین لوگون کے اتباع کا حکم کیا ہے فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ یعنے پیغمبر
جنکو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل انکی راہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرقل کیطرف جو مراسلہ لکھا اسکا ابتدا یہ تھا بسم
اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ہرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فاسلم
تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین یعنے اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا یہ مراسلہ ہے محمد کیطرف سے
جسکو اللہ نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہرقل روم کے سردار کیطرف اس شخص پر سلام ہے جو ہدایت کا تابعدار بنے اسکے پیچھے دائم
ہمکو فرمانبردار بنجا دوزخ کے عذاب سے تو بچ جاویگا آخر حدیث تک اور اسیطرح مسیلمہ نے جب لکھا آپکی طرف جسکی صورت
یہ ہے من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک اما بعد فقد اشرکت فی الامر فلک
المدر ولی الوبر ولکن قریش قوم یعتدون یہ مسیلمہ اللہ کے رسول کیطرف کا مراسلہ ہے محمد اللہ کے رسول کیطرف
آپ پر سلام ہو اسکے پیچھے واضح ہو مینے آپکو شریک کر لیا ہے (رسالت) کے امر مین تو آپ شہرون مین رسول ہین اور مین
بدویون کا رسول ہون پر قریش ایسے لوگ ہین کہ بے حکم رہنا چاہتے ہین تو حضرت شاہ رسالت
علیہ التحیۃ والتسلیم نے اسکے جواب مین لکھا من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب سلام علی من اتبع الھدی
اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین یعنے یہ محمد اللہ کے رسول
رسول کیطرف سے مسیلمہ کذاب کے مراسلہ کا جواب ہے (میری طرف سے) اس شخص پر سلام جو سیدھا راہ پر آوے اسکے پیچھے واضح
ہو کہ ملک اللہ کا ہے وارث بنادے اسکا جسکو چاہے اور آخر بھلا ہے ڈر والون کا انتہی اور موسیٰ اور ہارون نے فرعون کو
فرمایا والسلام علی من اتبع الھدی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی یعنے اسنے ہمین جو ہماری طرف
پیغام بھیجا ہے اسمین شیطان کے دخل سے پاک اور معصوم ہے خبر دی ہے کہ جو شخص اللہ کی آیتون کو جھٹلا دے اور
اسکی بندگی سے منہ موڑے تو اسکو عذاب گھیرنے والا ہے کما قال تعالی فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنے جس نے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہے اسکا ٹھکانا وکقولہ تعالی
فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى الَّذِيْ كَذَّبَ یعنے مینے سنا دی تمکو خبر ایک بھڑکتی آگ کی اسمین وہی

پہنچے کا جوڑا بدبخت ہے ولقولہ تعالی فلا صدق ولا صلی ولکن کذب وتولی یعنے پہر یقین نہ لایا اور نہ نماز پڑہی پہر جہٹلایا اور منہ موڑا فتح البیان کا بیان خاتمہ یہ ہے کہ قالا ربنا اننا نخاف الآیۃ مین قول کو منسوب کیا دونو اور ہارون کیطرف باوجود دیہ بات کے کہ اس قول کا قائل حقیقۃً وہ موسی ہے تو تغلیب کے لیے اور یہ بات پر مطلع کرنیکے لیے کہ ہر قول اور فعل مین موسی ہی اصل تہے یا موسی نے یہی فرمایا ہو جب دونو اکٹھے ملے تو ہارون کا قول موسی کے قول کیساتہہ ملا کر حکایت کیا اس آیت کے نازل ہونیکے وقت کما فی قولہ تعالی یا ایہا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم یعنے اے رسولو کہاؤ ستہری چیزین اور کام کرو بہلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون اس خطاب کو جمیع کے ساتہ حکایت کیا گیا ہے باوجود اسکے کہ مخاطبین مین سے ہر ایک مخاطب کو خطاب نہین کیا گیا مگر علے سبیل الانفراد کیونکہ خارج مین سبکا اکٹہا موجود ہونا بالبداہت محال ہے تو پہر خطاب کے وقت انکا اجتماع کیسے متصور ہوگا اور اسکا قول ان یفرط علینا اسکے معنی مین یعجل ویبادر بعقوبتنا یعنے ہم ڈرتے ہین کہ وہ ہماری سزا مین جلدی کرے قال ابن عباس کہا جاتا ہے فرط منہ امر یعنے فلان شخص سے یہ کام جلد ہوا اور اسی محاورے سے ہے فارط اور وہ شخص ہے جو لوگون سے پہلے پانی پر پہنچتا ہے الی آخر ما قال ابو الطیب فی فتح البیان قال فمن ربکما

یموسی ۝ قال ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ہدی ۝ قال فما بال القرون الاولی ۝ قال علمہا عند ربی فی کتب لا یضل ربی ولا ینسی ۝

فرعون بولا پہر کون ہے صاحب تم دونون کا اے موسی کہا صاحب ہمارا وہ ہے جسنے دی ہر چیز کو اسکی صورت پہر راہ سوجہائی یعنے کہانے پینے کی ہوش دی بچے کو دودہ پینا وہ نہ سکہاوے تو کوئی نہ سکہا سکے بولا پہر کیا حقیقت ہے ان پہلی سنگتون کی کہا انکی خبر میرے رب کے پاس لکہی ہے نہ بہکتا ہے میرا رب نہ بہولتا ہے فرعون شاید دہری مزاج تہا آدمیون کی پیدائش سمجہتا تہا جیسے برسات کا سبزہ نہ اسکو کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا نہ آخر باقی رہا گل کر مٹی ہو گیا جب سنا کہ سب کو سر ایک بہر نعیہ پوچہا کہ اگلی خلق کہان گئی بتایا کہ انکا حساب لکہا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پہر حاضر ہوگا **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالی فرعون کیطرف سے خبر دیتا ہے کہ اسنے موسی علیہ السلام کو حالانکہ وہ منکر تہا صانع خالق کے وجود کا جو ہر چیز کا مالک ہے اور اسکا رب اور اسکا الہ کون صاحب ہے تم دونو کا اے موسی یعنے جسنے تجہکو بہیجا اور رسول بنایا ہے وہ کون ہے مین تو اسکو نہین جانتا اور مجہکو معلوم نہین کہ تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سوا تو موسی نے فرمایا ہمارا صاحب وہ ہے جسنے دی ہر چیز کو اسکی صورت پہر راہ سوجہائی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ انہون نے فرمایا اللہ وہ ہے جسنے ہر چیز کا جوڑا بنایا اور ضحاک نے ابن عباس رض

سے روایت کیا اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ نے جسنے انسان کو انسان بنایا اور گدہے کو گدہا اور بکری کو بکری اور لیث بن ابی
سلیم نے مجاہد سے روایت کیا کہ انہون نے خلق کی صورت کے ساتھ تفسیر کی اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا کہ اسنے ہر
دابہ کی پیدایش کو ٹھیک کیا اور سعید بن جبیر نے اس آیت کی تفسیر یون کی کہ اُسنے بنایا ہر چیز کو اسکے موافق اور نہیں بنایا
انسان کو جانور اور نہ کتا اور بکرے کو گدہا اور جن چیزون کی اسکو ضرورت ہے ان میں لاحق کین وہ سکے لیے مہیا کین ایک چیز دوسری چیز
کے افعال میں مشابہ نہیں ہے نہ پیدائش میں اور نہ روزی میں اور نہ نکاح میں اور بعض مفسرین نے کہا یہ آیت اللہ کے اس
قول کی طرح ہے اَلَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی یعنے اُسنے تقدیر کو بنایا اور مخلوق کو اسکی طرف راہ دیا یعنے مخلوق کے پیدا کرنے
سے انکے اعمال اور اجال اور ارزاق کو لکھ لیا پہر خلائق اسپر ماشی ہے اور اس سے بہاگ نہیں سکتی اور نہ اُس سے نکل سکتے
ہیں موسیٰ ع نے فرمایا ہمارا صاحب وہ ہے جسنے مخلوق کو پیدا کیا اور تقدیر کو مقرر کیا اور مخلوق کو معمول کیا اسپر جو چاہا اور
ارادہ کیا تو فرعون بولا پہر کیا حقیقت ہے ان پہلی سنگتون کی بہت صحیح قول اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ فرعون کو
جب موسیٰ ع نے خبر دی کہ میرا صاحب وہ ہے جسنے مجہے بہیجا اور وہ ہے جسنے مجہے پیدا کیا اور روزی دی اور جسنے اول
تقدیر لکہی پہر اُسکی موافق دنیا میں لایا تو فرعون شروع ہوا دلیل لیتا تہا پہلی سنگتون سے جنہون نے اللہ کو نہ پوجا بولا پہر
انکا کیا حال ہے جب مر اسطرح ہوا جیسے تو کہتا ہے کیونکہ انہون نے بہی غیر اللہ کی پوجا کی تو موسیٰ ع نے اسکی جواب میں
کہا انہون نے اگرچہ اللہ کی عبادت نہیں کی تو انکا علم بہی اللہ کے پاس ہے وہ انکو انکے اعمال کے مطابق جزا دیگا
اعمال کی کتاب سے میرا رب نہ بہکے اور نہ اسکو بہولے موسیٰ ع اللہ کے علم کی وصف بیان کرتا ہے کہ اسکا علم ہر چیز
کو گہیرنے والا ہے اور وہ تبارک و تعالیٰ کسی چیز کو نہیں بہولتا مخلوق کے علم میں تو دو قسم کے نقصان ہوتے ہیں
ایک یہ کہ کسی انسان کا علم ہر چیز کا محیط نہیں ہے اور دوسرا کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو علم کے بعد نہ بہولے تو ان
دونون نقصانون سے اللہ کو موسیٰ ع نے منزہ کیا فتح البیان کا بیان ختم یہ ہے کہ فرعون نے موسیٰ اور ہارون
علیہما السلام کیطرف رب کی اضافت کی اسلیے کہ بہیجنے والا ضرور ہے کہ بہیجے ہوئے کا رب اور مالک ہو اسلیے کہ موسیٰ
اور ہارون ع نے اللہ کے ہر ایک چیز کے لیے رب ہونے کی تصریح کی اور فرعون نے رب کی اضافت اپنی طرف
نہین کی اسلیے کہ وہ ان دونون کو انکی بات میں صادق نہیں سمجہتا تہا اور خدا کی ربوبیت کا جاحد تہا اور غایت
عتو اور نہایت طغیان میں تہا اور ندا میں موسیٰ ع کو خاص کیا اسلیے کہ رسالت میں موسیٰ ع ہی اصل تہے اور بعض نے
کہا دس آیات اور فواصل کی رعایت کے واسطے اور پہلی توجیہ بہتر ہے موسیٰ ع نے فرعون کے جواب میں فرمایا ہمارا
صاحب وہ ہے جسنے ہر چیز کو اسکی صورت عنایت کی اور وہ شکل جو مطابق ہو اس فائدے کے جو ہر چیز کے ساتھ متعلق

ہے جیسے ید بطش کے لیے اور رجل مشی کے لیے اور لسان نطق کے واسطے اور عین نظر کے لیے اور اذن سمع کے لیے کذا قال الضحاک وغیرہٗ حسن اور قتادہ کا قول یہ ہے کہ دی اُسنے ہر چیز کو اسکی صلاحیت اور ہدایت جو اسکو لائق ہے اور مجاہد نے کہا معنے یہ ہین کہ انسان کو بہائم کی طرح نہین بنایا اور بہائم کو انسان کی طرح نہین بنایا لیکن اُسنے بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو ایک رس ہ

وَلَهٗ فِي كُلِّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ وَكَذَالِكَ اللّٰهُ مَا شَاءَ فَعَلَ

اور فراء نے کہا معنے یہ ہین کہ اُسنے بنائی مرد کے لیے مادہ اور اسی طرح ہر نر کے لیے وہ جو اسکے مطابق اور موافق ہے اور ثم ہدٰے کے معنے یہ ہین کہ اُسنے راہ دی انکو اس طریق کی جس سے وہ خدا کی دی چیزون سے فائدہ گیر ہون یا اسکے معنے یہ ہین کہ جنکو اُسنے بنایا ہے اپنی عطا سے انکو خالی اور محروم نہین کیا ابن عباس رض نے کہا اُس نے ہر چیز کا جوڑا بنایا پھر اسکو راہ دی اسکے ساتھ صحبت کرنے کی اور کہانے اور پینے اور رہنے کی اور جب فرعون نے اس کلام کے ضمن مین اُسپر کو سُنا جس سے موسی ع نے دلیل لی ربوبیت کے اثبات پر اور اُسنے مشاہدہ کیا اس عالم نیرہ جس کو منظوم کیا موسی ع نے استدلال کی سلک مین جیسے مخفی نہین ہے کہ خلق اور ہدایت ملا خلائق مین اور انکے لیے خالق اور ہادی کا ہونا لابدی اور ضروری امر ہے اور یہ خالق اور ہادی اللہ سبحانہ وتعالی ہی ہے جسکے سوا کوئی مالک نہین ہے تو وہ ڈرا کہین لوگون کو موسی ع کی کلام کی حقیت اور میری خرافات ز[illegible]یات کا بطلان معلوم نہ ہو جاوے تو اُسنے ارادہ کیا کہ موسٰی کو اسکی سخن سے پہیر کر ان بے فائدہ اور لایعنی امور کیطرف لادے جنکو رسالت کے ساتھ کوئی تعلق نہین ہے اور یہ اسلیے کیا کہ تا کہ اسکے لوگ جانین کہ اسکے نزدیک کچھ معرفت ہے تو بولا پہلی سنگتون کا کیا حال نوح اور ہود اور لوط اور صالح علیہم السلام کے اقوام کا جنہون نے اسکی ربوبیت کا اقرار نہین کیا اور اوثان اصنام انصاب کی عبادت مین لگے رہے اور بال کے معنے اسکے قول فما بال القرون الاولی مین حال اور شان کے ہین یعنے انکا کیا حال اور انکا کیا شان اور کیا کیا مفصل حوادث انپر آئی تو موسی علیہ السلام نے جواب دیا انکی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہے یعنے وہ بات جسکا تو نے مجھسے سوال کیا وہ اس قبیل سے نہین ہے جسکے ہم درپے ہین بلکہ غیب کے علوم مین سے ہے جسکے ساتھ اللہ ہی مستاثر ہے اور اسکی سوا انکو کوئی نہین جانتا نہ تو اور نہ مین اور انکے احوال کے جاننے کو منصب رسالت کے ساتھ کچھ تعلق نہین ہے اور انکو لکھا ہے اللہ نے لوح محفوظ مین زجاج نے کہا معنے یہ ہین کہ انکے اعمال اللہ کے پاس محفوظ ہین جنکی قیامت کے دن جزا دیگا اور عبارت کی تقدیر یون ہے انکی اعمال کا علم میرے رب کے پاس لوح محفوظ مین مکتوب ہے فرعون نے جب موسی ع سے انکے

اللہ اور صاحب کا سوال کیا اور یہ سوال اس تفصیل سے تہا جو استدلال سے سمجہہ مین آسکتا ہی وہ الہین پا سکتا ہی اسلیے موسیٰ نے بہت
مختصر عبارت مین عمدہ طور پر جواب دیا اور جب انہون قرون اولی کا حال پوچہا اور یہ سوال علم تاریخ سے متعلق ہے اور موسیٰ ع
کو اس بارے مین کوئی خبر نہین پہونچی تہی تو اسکو عالم الغیب کیطرف سونپا قالہ الکرخی اور لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی
کے معنے مین خلاف ہوا ہے کئی قولون پر پہلا قول یہ ہے کہ کلام مستانف ہی اور پہلے سے کلام علیحدہ شروع ہوتی ہے
اور اسمین اللہ سبحانہ وتعالی کی ان دو صفات ذمیمہ سے تنزیہ ہے اور اللہ کے قول فی کتاب پر کلام ختم ہوگئی قالہ الزجاج
کہا اور معنے لَا یَضِلُّ کے لا یہلک ہین جیسے اللہ کے قول ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ مین ضلالت ہلاکت کے معنے
مین ہی اور نہین بہولتا اشیاء مین سے کسی چیز کو تو اللہ عز اسمہ نے منزہ کیا ہے اپنے نفس کو ہلاک اور نسیان کو دوسرا قول معنے
لَا یَضِلُّ کے لا یخطی ہین قالہ ابن عباس تیسرا قول لَا یَضِلُّ لا یغیب کے معنے مین ہے ابن الاعرابی نے کہا ضلال
اصل مین غیبوبت کو کہتی ہین چوتہا قول معنے یہ ہین کہ میرا مالک اور میرا صاحب یا میرا رب کسی کتاب کا محتاج نہین ہے اور نہین
پوشیدہ رہتا اس سے کسی شئے کا علم اشیاء مین سے اور نہین بہولتا وہ اپنے معلومات مین سے کسی چیز کو حکی ھذا عن
الزجاج ایضا نحاس نے کہا اور یہ معنے بہت مناسب ہین اور مخفی نہین ہے کہ زجاج کا یہ قول ابن الاعرابی کے قول کی
طرح ہے پانچوان قول معنے یہ ہین کہ اسکے معلومات مین سے کوئی چیز نہین جاتی اور نہ وہ جاننے کے بعد اسکو بہولتا ہے اور
یہ قول رابع کیطرح ہے چہٹا قول پہلے لفظ یعنے لَا یَضِلُّ مین اسطرف اشارہ ہے کہ وہ کل معلومات کا عالم ہے اور دوسرے
لفظ مین اس علم کے ابد الآباد باقی رہنے کی دلیل ہے اور اسمین اشارہ ہے نفی تغیر کیطرف ساتوان قول یہ دونو جملے
کتاب کی صفت ہین اور معنے یہ ہین کہ نہ وہ کتاب اللہ سے دور ہونیوالی ہے اور نہ وہ اسکو بہولنے والا ہے اَلَّذِیْ جَعَلَ
لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَکَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ
ع شَتّٰی ۝ کُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ۝ مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ
وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی ۝ وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا کُلَّهَا فَکَذَّبَ وَاَبٰی ۝ وہ ہے جسنے بنا دی تمکو زمین
بچہونا اور چلا دین تمکو اسمین راہین اور اتارا آسمان سے پانی پہر نکالا ہمنے اس سے بہانت بہانت سبزہ کہاؤ اور چراؤ
اپنے چوپایون کو البتہ اسمین پتے ہین عقل والون کو یہ اللہ کلام فرماتا ہے دہریون کی کہ کہولنے کو اسکی تدبیر
اور قدرتین دیکہو اگر عقل ہے سمجہو گے) اسی مین سے ہمنے تمکو بنایا اور اسی مین تمکو پہر ڈالتے ہین اور اسی سے نکالینگے
تمکو دوسری بار اور ہمنے اسکو دکہا دین اپنی سب نشانیان پہر جہٹلایا اور نہ مانا ف یہ موسیٰ کی کلام کا تتمہ ہے
جس مین انہون نے اپنے رب کی تعریف کی جبان سے فرعون نے اللہ کی وصف کا سوال کیا اور آپ نے فرمایا میرا

میرا صاحب وہ ہے جسنے ہر چیز کو اسکی صورت عنایت فرمائی پہرراہ بتادی اور اسکے درمیان فرعون کی دوسرے سوال کا جواب
دے لیا پہر پہلی کلام کو پورا کرنیکے لیے فرمایا اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا اور بعض کی قرات مین مہادا ہے
یعنے وہ صاحب جسنے بنادی تمکو زمین فرش گاہ جسپر تم قرارگیر ہوتے ہو اور کہڑے ہوتے ہو اور اسپر سوتے ہو اور اسکے پشت
پر سفر کرتے ہو اور چلادی اُسنے تمہارے واسطے اسمین راہین جنکے مناکب مین چلتے ہو کما قال تعالیٰ وَجَعَلْنَا فِيْهَا
فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنے اور کہین کہین اسمین کشادہ راہین شاید وہ راہ پاوین وکما قال تعالیٰ هُوَ
الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ یعنے وہی ہے
جسنے کیا تمہارے آگے زمین کو پست اب پہرو اسکے کندہو نپر اور کہاؤ کچہ روزی اسکی اور اسی کی طرف جی اوٹہنا ہے پہر
فرمایا وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى یعنے وہ آسمان سے پانی اتار کر اقسام اقسام کی نباتات
زمین سے نکالتا ہے دیعنی وہ اور گندم اور میٹہا اور کہٹا اور کڑوا اور پہیکا اور سائر انواع ان نباتات مین سے خود بہی کہاؤ اور اپنے چوپایون
کو بہی کہلاؤ اسمین آیات ہین یعنے دلالات اور حجج اور براہین ہین اس امر پر کہ معبود برحق کے سوا کوئی الہ نہین ہے اور اسکے
بغیر کوئی رب نہین ہے اُن لوگون کے لیے جنکی عقلین سلیم اور فطرتین مستقیم ہین مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ الآیہ یعنے اسی زمین سے تمہارا شروع
ہے اسلیے کہ تمہارے باپ صلے یعنے آدم ع کو اسی مٹی سے ہمنے بنایا اور اسی مین تمکو پہر لوٹاتے ہین جب تم مرجاتے ہو اور بوسیدہ ہو
جاتے ہو اور اسی سے نکالینگے تمکو دوسری بار کما قال تعالیٰ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا یعنے جسدن تمکو پکاریگا پہر چلے آؤگے سراہتے اسکو اور اٹکلو گے کہ دیر نہین لگی تمکو مگر تہوڑی
وکما قال تعالیٰ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ یعنے اسمین تم جیوگے اور اسی مین تم مروگے اور اسی سے نکالے
جاؤگے حدیث مین آیا ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَضَرَ جَنَازَةً فَلَمَّا دُفِنَ الْمَيِّتُ اَخَذَ قَبْضَةً
مِّنَ التُّرَابِ فَاَلْقَاهَا فِی الْقَبْرِ وَقَالَ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ اَخَذَ اُخْرٰى وَقَالَ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ ثُمَّ اُخْرٰى
وَقَالَ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ پر حاضر ہوئے جب میت دفن ہوگئی
تو آپنے مٹی کی ایک مٹہی لی اور اسکو قبر مین ڈالا اور فرمایا اسی سے ہمنے تمکو پیدا کیا پہر دوسری مٹہی لی اور اسکو قبر مین ڈالکر
فرمایا اسمین ہم تمکو پہیر ڈالتے ہین پہر تیسری مٹہی لی اور قبر مین ڈالکر فرمایا اور اسی سے ہم تمکو نکال کہڑا کرینگے آخر دفعہ
وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى یعنی فرعون کو ہمنے سب نشانیان دکہادین اور قائم ہوگئین اسپر حجج اور براہین اور
دلالات تو اُسنے جہٹلایا اور کفر اور عناد اور بغی کیوجہ سے نہ مانا کما قال تعالیٰ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ

یعنے پھر جب پہنچین ان پاس ہماری نشانیان دیکھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح اور انسے منکر ہوگئے اور انکو یقین جان چکے
تھے اپنے جی مین اور منکر جو ہوئی تھے بے انصافی اور غرور سے سو دیکھ کیسا ہوا آخر بگاڑنے والون کا فتح البیان کا بیان
قوام یہ ہے مہد اس چیز کا اسم ہے جو بچھائی جاتی ہے جیسے فراش اس چیز کا اسم ہے جو مفروش ہوتی ہے اور نحاس نے
کہا کہ مہادا کی قرأت یہان بہت اچھی ہے کیونکہ یہ مصدر کا مقام نہین ہے مگر اس صورت مین کہ مضاف محذوف مانا جائے
اور بعض نے کہا مہاد مفرد ہے جیسے فراش یا جمع ہے فراش کے معنے مین تو مہاد مہد کی جمع ہے یعنے اس زمین کو تم
کو مہد بنایا تم مین سے ہر ایک کے لیے اور یہ جملہ موسی کی کلام کے ہے فرعون کے پہلے سوال کے جواب مین تو یہ کلام ثم ہدی کے
ساتھ مربوط ہے لیکن موسی علیہ السلام کی کلام کے درمیان علی سبیل الاعتراض فرعون کا دوسرا سوال اور جواب مذکور ہے اور سلک
کہتے ہین ایک شے کو دوسری شے مین داخل کرنیکو اور معنے یہ ہین کہ ڈالدین اس زمین مین راہین تمہارے لیے تو کہ تم
ان مین چلو اور آسان کر دیا انکو تمہارے لیے اور رکھدیا انکو پہاڑون اور وادیون اور جنگلون کے درمیان جنمین ایک
ملک کے لوگ دوسرے ملک والون سے مل سکین اگر پہاڑ ایسے ڈھب پر پڑتے کہ راہین بند ہوتین تو یہ بات کہان تھی
پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے موسی ع کی کلام کو پورا کرنے کے لیے فرمایا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً اور مارے مینہ کا پانی مراد
ہے بعض نے کہا یہان موسی کی کلام ختم ہوجاتی ہے اور اسکا ما بعد یعنے فاخرجنا بہ اللہ تعالی کی کلام ہے قالہ
ابن عطیۃ وتبعہ المحلی وفیہ بُعدٌ اور بعض نے کہا یہ اسی کلام کا جزو اور تکرار ہے جو موسی سے حکایت کی گئی
اور تکلم کیطرف اسلیے التفات کیا گیا ہے کہ تنبیہ ہو اس چیز کے ظہور پر جو اسکے کمال قدرت اور حکمت کی دلیل ہے اور
معلوم ہو جاوے کہ وہ سبحانہ وتعالی مطاع ہے اشیاء مختلفہ اسکی مشیت کے لیے منقاد ہین اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ
اسکو موسی علیہ السلام کی کلام کا بقیہ بنانا ظاہر کے خلاف ہے اور خرابی یہ ہے کہ اس سے التفات کا فوت ہونا لازم
آتا ہے کیونکہ متکلم ایک ہے اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ یہ ساری کلام ایک ہی شخص سے حکایت کی گئی ہے اور وہ
موسی ع ہین اور اس ساری کلام کے حاکی اللہ سبحانہ وتعالی ہی ہین ابن عباس رض نے نبات شتی کی اشیاء مختلفہ کے
ساتھ تفسیر کی ہے نہی جمع نہیۃ کی معنے مین عقل کے اور اسکی نہیۃ کے ساتھ مسمے ہونیکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے صاحب کو
قبائح کے ارتکاب سے روکتی ہے اور بعض نے کہا نہی اسم مفرد ہے ہدی کی طرح قالہ ابو علی اور ذوی النہی
کو اسلیے خاص کیا گیا ہے کہ امر انکی رائ کیطرف منتہی ہوتا ہے اور ابن عباس رض سے اولی النہی کی اولی التقی کے
ساتھ تفسیر مروی ہے اور یہ ساری کلام موسی ع کا احتجاج ہے فرعون پر صانع کے اثبات مین اسکے قول فمن ربکما
کے جواب مین منہا خلقناکم کی تفسیر مین زجاج وغیرہ نے کہا کہ آدم ع مٹی سے پیدا ہوئے ہین اور اسکی اولاد اس

اس صورت مین آدم کے سوا ہر انسان کی پیدایش مٹی سے متعدد واسطون کے ساتھ ہوگی انکے موافق جو آدم اور اس شخص کے درمیان ہین اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ ہر ایک نطفہ تراب سے مخلوق ہے آدم کی پیدایش کے ضمن مین کیونکہ افراد بشر مین سے ہر ایک فرد کے لیے آدم کی پیدایش مین حصہ ہے اس صورت مین یہ معنے ظاہر قرآن کے مطابق ہونگے اور اسی مین ہم تمکو لوٹا دینگے تمہاری موت کے بعد پھر تم اس مین مدفون ہوگے اور تمہارے اجزا متفرق ہوکر زمین کی جنس سے ہوجاوینگے اور اسی مین سے ہم تمکو نکالین گے دوسری بار جیسے ہمنے تمکو پہلی بار نکالا عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ فرشتہ اس مکان کی مٹی لیتا ہے جسمین اس شخص نے دفن ہونا ہوتا ہے پھر اسکو چھڑکتا ہے نطفہ پر تو وہ پیدا ہوتا ہے مٹی سے اور نطفہ سے تو یہی معنے ہین اللہ کے قول منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم کے اور امام احمد اور حاکم نے ابوامامہ سے نکالا کہ جب بنت جگر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت ام کلثوم رضی قبر مین دہری گئین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ پھر سنن کی وہی حدیث نقل کی جو حافظ ابن کثیر نے بیان کی اور آیات سے مراد آیاتنا مین تسع آیات ہین جنکو بیان کیا ہے اللہ نے اپنے قول وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسٰى تِسْعَ اٰيَاتٍ بَيِّنٰتٍ اس تقدیر پر کہ اضافت عہد کے لیے ہے اور وہ نو آیات یہ ہین عصا اور ید اور سنین اور نقص ثمرات اور طوفان اور جراد اور قمل اور ضفادع اور دم اور طمس اموال اور قلوب کا سخت ہونا اور ابوالسعود نے کہا یہان آیات سے مراد صرف عصا اور ید ہی ہین علامہ ابوالطیب نے کہا یہ ابوسعود کا قول مبنی ہے اسپر کہ یہ خبر دینا ہے اس حالت سے جو موسیٰ اور فرعون کے درمیان موسیٰ کے ابتدا دعوت مین واقع ہوا حالانکہ بات یون نہین ہے بلکہ یہ اخبار ہے جملہ واقع سے بیس برس کی مدت مین اور یہ منجملہ اس کلام کے ہے جو اثناء قصہ مین اعتراض کے طور پر واقع ہوئی ہے بعض نے کہا آیاتنا کلہا مین جمیع آیات مراد ہین جنکو موسیٰ لائے اور جنکو موسیٰ کے سوا اور انبیا لائے اور موسیٰ نے جتا دی تھی فرعون کو اپنے سارے معجزے اور سائر انبیاء کے معجزے بعض نے کہا مراد آیات سے اللہ کے وہ حجج ہین جو اسکی توحید پر دلالت کرتے ہین الی آخرہ قال ابوالطیب فی فتح البیان قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسٰى ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ بولا کیا تو آیا ہے ہمکو نکالنے کو ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لاوینگے تجھپر ایک ایسا ہی جادو سو ٹھہرا ہمارے بیچ ایک وعدہ نہ تفاوت کرین اس سے ہم نہ تو ایک میدان صاف مین کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور یہ کہ جمع کریے لوگون کو دن چڑھے ف انگلے یعنی مقابلہ کرنے سے دونو کو غرض تھی وہ چاہے کہ انکو ہرادے سب کے

سو ہو وے چاہیں کہ وہ ہمارے جشن کا دن ہار وہ مصر کے شہر میں مقرر تہا فرعون کے سال گرہ کا حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ فرعون
کیجانب سے خبر دیتا ہے کہ اسنے موسیٰ کو کہا جب انہوں نے ہمکو اپنی بڑی نشانیاں دکہلائیں اور وہ یہ کہ آپ نے لاٹھی ڈالدی تو وہ
نگ ہوئی اور بغل میں ڈالکر ہاتہہ کہینچا تو وہ بیماری کے سوا اجیا ہوکر چاندی کی طرح چمکتا ہوا برآمد ہوا تو فرعون بولا یہ جادو
ہے جسکو تو لایا ہے کہ ہمکو اس جادو کرے اور تو غالب ہو جاوے اسکے ساتھہ لوگوں پر پہر تابع ہو جاویں وہ تیری اور تیرے
ساتھہ ملکر تو ہمارا مقابلہ کرے اور تیرا یہ جادو تجہکو کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس بہی تیرے جیسا جادو ہے تو تجہکو دہوکے
میں نہ ڈالے وہ جسمیں تو ہے اور پہر ہمارے اپنے بیچ ایک وعدہ یعنے ایک دن جسمیں ہم سب اکٹہے ہوں اور تو پہر ہم معارضہ کریں
اس چیز کا جسکو تو لایا ہے اسی چیز کے ساتھہ جو ہمارے پاس ہے ایک معین جگہہ میں اور ایک مقرر وقت میں تو اسکے جواب میں
موسیٰ نے فرمایا وعدہ تمہارا جشن کا دن ہے اور وہ انکی عید اور نوروز کا دن تہا اور کام کاج سے فارغ ہونیکا دن اور
سب کے اجتماع کا دن اور یہ دن کا نام انہوں نے اسلیے لیا کہ لوگ مشاہدہ کریں کہ اللہ جو چاہے کرسکتا ہے اور معائنہ کریں
انبیاء کے معجزات کا اور جانیں کہ سحر کا معارضہ خوارق عادات نبویہ کے سامنے باطل ہے اسلیے فرمایا وَاَنْ یُّحْشَرَ
النَّاسُ ضُحًی یعنے یہ کہ جمع کرے لوگوں کو دن چڑہے یہی انبیاء کا حال کہ انکا ہر ایک امر میں واضح ہوتا ہے جسمیں
خفا نہیں ہوتا اور ترویج منظور ہوتی ہے اسیواسطے رات کو جمع کرنیکے لیے نہیں فرمایا ابن عباس رض نے کہا جشن کا
دن وہ عاشورہ کا دن تہا اور سدی اور قتادہ اور ابن زید نے کہا جشن کا دن انکی عید کا دن تہا اور سعید بن جبیر نے کہا جشن کے
دن انکی منڈی لگتی تہی اور ان جیسے اقوال میں کوئی منافات نہیں ہے حافظ ابن کثیر نے کہا میں کہتا ہوں اور اسی
دن میں اللہ نے ہلاک کیا فرعون اور اسکے لشکر کو جیسے صحیح میں ثابت ہوا ہے وہب بن منبہ کہتے ہیں فرعون نے کہا تو ہمارے
اپنے بیچ میں ایک وعدہ مقرر کر جسمیں ہم دیکہیں (کہ ہم دونوں فریق میں سے کون سچا ہے) موسیٰ نے فرمایا مجہے اسکا حکم نہیں
ہوا مجہے تو تیرے مقابلہ کا حکم ہوا ہے اگر تو نہ نکلے گا تو میں تیرے پاس آجاؤنگا اور اللہ نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ
تو اسکے اپنے بیچ میں ایک وعدہ ٹہرالے اور تو کہہ کہ تاریخ مقرر بہی کرے فرعون نے کہا چالیس دن تک مہلت ہے تو موسیٰ
نے جشن کا دن مقرر کیا عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے مکاناً سوی کی تفسیر میں کہا کہ وہ میدان صاف ہو اور برابر
لوگوں کے درمیان اور ایسا نہ ہو کہ ایک کی آواز دوسرے شخص کو نہ پہونچے فتح البیان کا بیان ختم ہے کہ قال اجئتنا
جملہ مستانفہ ہے جو مرتب ہے موسیٰ کے جواب پر اور یہ اس بات کی انکار کے لیے ہے جسکو موسیٰ لائے یعنے تو آیا ہے اے
موسیٰ کہ لوگوں کو غلطی میں ڈالے اور انکو معلوم ہو کہ تو نبی ہے تیری اتباع انپر واجب ہے اور جس چیز کو تو لایا ہے اسپر
ایمان لانا یہانتک کہ تو شامل ہو ہمارے ساتھہ جو وہ سحر کا ایک شعبہ اور شاخ ہے اس حیلہ پر ہم جادو کرکے تو ہمارا ملک چہین لے

اور ہمکو اس سے نکال دیوے اور سلطنت تیری ہو جاوے سو ملعون نے اخراج من الارض کا ذکر کیا اپنی قوم کو نفرت دلانے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کے دعوت کی اجابت سے کیونکہ جب انکے اذہان میں یہ بات واقع ہوگی اور انکے اوہام میں ثابت کہ موسیٰ کی دعوت کی اجابت کی عاقبت یہ ہوگی کہ ہم اپنے ملک سے نکالے جاوینگے اور اپنے اوطان سے خارج تو وہ اسکی بات کو قبول نہیں کرینگے اور نہ اسکے معجزات کی طرف نظر کرینگے اور نہ اس خیر بھلائی کیطرف ملتفت ہونگے جسکی طرف موسیٰ انکو بلاتے تھے اور اسمین دلیل ہے کہ فرعون موسیٰ سے سخت ڈرا ورنہ وہ کون ساحر ہے جو کسی کو اسکی سلطنت سے خارج کر سکتا ہے یوم زینۃ کے معنے میں بھی اختلاف نقل کیا جسکو حافظ ابن کثیر نے نقل کیا اور کہا کہ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ بھی اسی کے قائل ہیں کہ جشن کا دن وہ عاشورہ کا دن تھا اور ضحاک نے کہا جشن کا دن وہ ہفتہ کا دن تھا اور بعض نے کہا وہ نیروز کا دن تھا اور موسیٰؑ نے یہ دن اسلیے مقرر کیا تاکہ حق کا ظہور اور باطل کا زہوق ایک مشہور دن میں علی رؤس الاشہاد واقع ہو اور ہر حاضر اور باد اور ہر قاصی اور دانی کے درمیان یہ امر معلوم ہو جاوے اور دوسرا یہ کہ دن اسکے شوکت اور کمال قوت کے اظہار کا تھا اور اسکو اسدن اپنے امر پر بھروسا تھا اور فریق ثانی کی کچھ پرواہ نہ تہی

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝

پھر الٹا پھرا فرعون پھر اکٹھے کیے اپنے سارے داؤ پھر آیا کہا انکو موسیٰ نے کمبختی تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر پھر کھپا دے تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جسنے جھوٹ باندھا جب فرعون نے ساحر جمع کیے اور سب فرعون کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰؑ نے انکو نصیحت کری جدا جدا پھر جھگڑے اپنے کام پر آپس میں اور چھپ کر کی مشورت بولے مقرر یہ دونوں جادوگر چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور اٹھا دیں تمہاری راہ اچھی سو مقرر کرو اپنے تدبیر پھر آؤ قطار باندھکر اور جیت گیا آج جو اوپر رہا **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرعون کیطرف سے خبر دیتا ہے کہ جب فرعون اور موسیٰؑ نے مناظرہ کے لیے ایک دن اور تاریخ مقرر کی تو فرعون نے جا کر اپنی مملکت کے شہروں سے ساحر انکو جمع کرنا شروع کیا اور ان لوگوں میں سحر کا بہت رواج تھا کما قال تعالیٰ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ اور کہا فرعون نے لاؤ میرے پاس ہر جادوگر ہوشیار پس جادوگر ایک مقرر دن کے وعدہ پر جمع کیے گئے اور کہدیا لوگوں کو تم بھی اکٹھے ہوگے ہو اور وہ جشن کا دن تھا اور فرعون اپنے تخت مملکت پر بیٹھا

سامنے اکابر دولت کے اسکے لیے قطارین باندہین اور دو قسمین باندہین رعیت کہڑی ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹہی
پر ٹیکا دیا ہوا سامنے آئے اور آئے آپکے ساتھ آپکے بہائی ہارون ؑ اور جادوگر فرعون کے سامنے قطارین باندہکر کہڑے
تہے اور وہ انکو تحریص اور ترغیب دیتا تہا کہ آجکے دن اسی کام مین کوشش کرنا اور ساحرون کی آرزو تہی کہ آج ہمین
فرعون کے پاس کچہہ عزت ملے اور فرعون انکو وعدہ دیتا تہا اور تلقین بتاتا تہا کما قال تعالیٰ اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ
كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ یعنے ساحرون نے کہا ہماری کچہہ مزدوری ہے اگر ہم غالب ہوئے
بولا ہان اور تم (بہلا ہی) پس جب موسیٰ نے جادوگرون کو مخاطب کرکے فرمایا کم بختی تمہاری جہوٹ نہ بولنا اللہ پر یعنے یہ
کہ تم وہ اعمال اور سحر کرو جسکے ساتھ ان اشیا کا موجود ہونا لوگونکے خیال مین آوے جنکی کوئی حقیقت نہین ہے اور لوگ
جانین کہ وہ مخلوق ہین حالانکہ وہ مخلوق نہین ہین پہر تم ہو جاؤ گے کہ تمنے جہوٹ بولا ہوگا اللہ پر پہر کہپا دیگا
تمکو کسی آفت مین اور تم کو ہلاک کریگا ایسا ہلاک کرنا کہ تمہارا پیچہا نہ کریگا اور مراد کو نہین پہنچا جسنے جہوٹ باندہا پہر تو انہین
تنازع کیا اور چہپ چہپ کر مشورے کیے بعضنے کہا یہ ساحر کا کلام نہین ہے یہ تو پیغمبر کی کلام ہے اور بعض کہتے
تہے بلکہ یہ ساحر ہی ہے اور بعض نے اسکے سوا کچہہ اور کہا واللہ اعلم آخر کو بتقریر بولے یہ دونو جادوگر ہین چاہتے ہین کہ
غالب آجاوین تمپر اور تمہاری قوم پر اور مستولی ہو جاوین تمہاری رعیت پر اور عام لوگ انکے تابع ہو جاوین اور متابعت
کرین یہ دونو فرعون اور اسکے لشکر سے پہر منصور ہون اور تمکو تمہارے ملک سے نکالین اپنے جادو کے زور
سے اور لیجاوین تمہارا خاصہ طریق یا دین جو درست ہے حضرت علی ؓ نے ویذہبا بطریقتکم المثلیٰ کی تفسیر مین فرمایا
کہ یہ دونون لوگون کے منہ اپنی طرف پہیرین رواہ ابن ابی حاتم باسناد ۲۰ اور مجاہد نے کہا طریقۂ مثلیٰ سے
مراد صاحب شرف اور صاحب عقل اور عمر رسیدہ ہین یعنے تمہارے ارکان دولت اور اکابر مملکت کو تم سے چہین لین
یا انکو بہکا دین کذا قال ابو صالح اور عکرمہ نے کہا بخیرکم قتادہ نے کہا اسدن طریقۂ مثلیٰ بنی اسرائیل تہے اور سب
لوگون سے شمار اور اموال مین زیادہ تہے تو فرعون نے کہا یہ چاہتے ہین کہ بنی اسرائیل کو اپنے لیے لیجاوین
اور عبدالرحمن بن زید نے طریقۂ مثلیٰ کی تفسیر مشرب اور مذہب کے ساتہہ کی یعنے یہ چاہتے ہین کہ تمہارا مذہب اٹہا دین
سو مقرر کرو اپنی تدبیر پہر آؤ قطار باندہکر اور ڈالو جو تمہارے ہاتہون مین ہے ایک ہی بار تو کہ مبہوت ہو جاوین انکی نظر
اور غالب آجاوئے تم موسیٰ اور اسکے بہائی ہارون ؑ پر اور جیت گیا آج جو ابہر رہا اگر ہم غالب ہوئے تو بادشاہ نے عطا
جزیل کا وعدہ دیا ہے اور اگر موسیٰ ؑ غالب ہوا تو وہ ریاست عظیمہ کو پہونچیگا فتح البیان کا بیان ختم ہے پہر فرعون
اس مکان اور مجلس سے گیا پہر کے مہیا کرنیکے لیے جسکے وعدہ کے دن مین اسکو ضرورت تہی اور بعض نے تولی

سکے معنے وہ اعراض عن الحق کے ہیں یعنے فرعون نے حق بات سے منہ موڑا لیکن اول اسنے ہر قسم کی تدبیرین کیدہٗ پھر اسنے اکٹھی کین وہ چیزین
جنکے ساتھ موسیٰ سے مقابلہ کرے اور مراد یہ ہے کہ اسنے ساحرون کو جمع کیا بعضے کہا بارہ قبط مین سے تھے اور ستر بنی اسرائیل
مین سے اور بعض نے کہا کل چار سو تھے اور بعض نے ستاہ ہزار اور بعض نے چودہ ہزار اور ابن منذر نے کہا اسی ہزار ساحر تھے
اور بعض نے کچھ اور تعداد بتائی ہر ایک کے ساتھ رسی اور لاٹھی تھی ثم اتٰی پھر فرعون اپنے جمع سمیت جسکو اسنے اکٹھا کیا موعد پر
آیا اور موسیٰ ع بھی آئے قال لہم موسیٰ جملہ مستانفہ ہے سوال مقدر کا جواب ویلکم لا تفتروا على الله كذبا موسیٰ ع
نے انکو ویل کی بد دعا دی اور انکو منع کیا جھوٹ کر باندھنے سے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنیکے ساتھ یہ جو ہے کہ
کہ جو کچھ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ سحر ہے زجاج نے کہا اصل عبارت اس طرح ہے الزمهم الله ويلا یا وہ نداء
کیا قال تعالى يا ويلنا من بعثنا من مرقدنا یعنے کفار کہین گے ای خرابی ہماری کسنے اٹھا دیا ہمکو ہماری نیند
کی جگہ سے اسی طرح ویلکم کے معنے ہین اے خرابی تمہاری فیسحتکم بعذاب پھر تمکو کہا دیگا کسی سخت آفت سے سحت کہتے ہین
استیصال کو یعنی تمہارا جہاڑ کاٹ دیگا سحت اور اسحت مجرد اور مزید کے ایک ہی معنے ہین اور اصل مین سحت استقصاء شعر
کو کہتے ہین مزید اور مجرد دونو قرائتین ہین پہلی قرات نجد اور بنی تمیم کی لغت ہے اور دوسری حجاز والون کی لغت ہے
ابن عباس رض نے سحت کی ہلاکت کے ساتھ تفسیر کی اور قتادہ نے استیصال کے ساتھ اور ابو صالح نے ذبح کے ساتھ
وقد خاب من افترى یعنے جسنے اللہ پر جھوٹ باندھا جونسا جھوٹ ہو وہ نامراد ہوا اور برباد ہوا فتنازعوا پھر ساحرون
نے تنازع اور جھگڑا امرهم بينهم اپنے کام پر آپس مین جب انہون نے موسیٰ ع کی باتین سنین اور سوچا کہ آیا یہ دو
ساحر ہین یا اللہ کے بھیجے ہین واسروا النجوى اور موسیٰ ع سے چھپ کر مشورت کی اور انکی مشورت اور نجوے انکا
آئندہ قول تھا ان هذان الآیہ اور بعض نے کہا انہون نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ اگر وہ چیز جسکو موسیٰ ع لایا ہے
سحر ہے تو ہم اسپر غالب ہو جاوینگے اور اگر اللہ کے پاس سے ہے تو موسیٰ کو غلبہ ہوگا اور بعض نے کہا انہون
نے جو مخفی مشورت کی تھی وہ یہ تھی کہ اگر موسیٰ غالب آجاوے تو اسکی تابعداری کرو قالہ الفراء والزجاج اور بعض نے
کہا انکا مخفی نجوے یہ تھا کہ جب انہون نے موسیٰ ع کا قول ویلکم الآیہ سنا تو بولے یہ ساحر کا قول تو نہین ہے اور نجوے
کے معنے ہین مناجات کے اور وہ اسم بھی ہے اور مصدر بھی قالوا انمین بعض نے کہا بعض سے چھپ کر اور انکی کلام کا
حاصل جو پہلے ہین جنمین سے پہلا الخ یہ قول ہے ان هذان لساحران مقرر یہ دونو جادوگر ہین پچھلا الخ یہ
قول ہے وقد افلح اليوم من استعلى اور ان هذين بھی پڑھا گیا ہے اور یہ قرات مروی ہے حضرت امیر
المومنین عثمان بن عفان اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہما من الصحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین مین سے

حسن اور نخعی وغیرہما کی یہی قرأت ہی اور یہ قرأت اعراب ظاہر کے مطابق ہی اگرچہ مصحف کی رسم کے مخالف ہے کیونکہ مصحف عثمانی
مین الف کے ساتھہ مکتوب ہے اور اِنْ ہٰذٰن اِنْ مخففہ کے ساتھہ بھی پڑہا گیا ہے اس تقدیر پر کہ اِن نفی کا حرف ہی اور یہ قرأت
رسم اور قرأت دونو کے موافق ہی اور مدینہ والون اور کوفیون نے اِنّ ہٰذان کو اِنّ کی تشدید کے ساتھہ پڑہا ہے اور ہٰذان کو
الف کے ساتھہ تو انہون نے رسم مصحف کی تو موافقت کی لیکن اعراب ظاہر کا خلاف کیا اور اہل علم کی ایک جماعت نے اس
قرأت کی توجیہ مین خلاف کیا ہے اسکو پوری طرح بیان کیا ابن الانباری اور نحاس نے اور کہا گیا ہے کہ یہ قبیلہ
بنی حرث بن کعب اور قبیلہ مراد اور قبیلہ خثعم اور قبیلہ کنانہ کی لغت ہے انکے نزدیک مثنی (تثنیہ) کی رفعی حالت اور
نصبی حالت اور جری حالت تینون الف کے ساتھہ ہوتی ہین اور اسکی سیبویہ اور اخفش اور ابو زید اور کسائی اور فرا
نے تصریح کی ہی بعض نے کہا اِنّ اسجگہہ معنے مین نعم کے ہی قالہٗ عاصم نحاس نے کہا مینے زجاج اور اخفش کو دیکھا کہ وہ یہ پسند کیے
جاتے تہے اور زجاج نے کہا معنے یہ ہین اِنّ ھٰذَانِ لَھُمَا سَاحِرَانِ یعنے یہ دونو البتہ ساحر ہین اور اسکا انکار
کیا ہے ابو علی فارسی اور ابو الفتح اور ابن جنی نے اور بعض نے کہا الف ہذان مین مشابہ ہے اس الف کے ساتھہ جو یفعلان
مین ہے اسلیے نہین بدلا اور بعض نے کہا اِنّ ہذان مین اِنْ مخففہ سے مشددہ سے اور اسم اسکا محذوف ہے اور اصل مین اِنَّہٗ
ہٰذان ہے وبہٖ قال قُدَمَاءُ النُّحَاۃِ اور ابن کیسان نے کہا جب کہ ہٰذا کی تینون حالتین یعنے رفعی اور نصبی اور جری
الف کے ساتھہ ہوتی ہین یعنے اعراب کو نہین بدلتا تو اسکو واحد کے قائم مقام رکہا گیا اور اسمین بھی الف تینون حالتون مین کال
رہا اور بعض نے کہا اصل عبارت یون ہی مَا ھٰذَانِ اِلَّا سَاحِرَانِ یعنے نہین ہین یہ دونو مگر جادوگر یہ اقوال ہین جو اس
قرأت کی توجیہ کے صحیح ہونے پر شامل ہین اور اسکے خطا ہونے سے اسکو نکالتے ہین اور اسکے ساتھہ مندفع ہوجاتا
ہے جو مروی ہے امیر المومنین خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ بن عفان اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے کہ
مصحف مین یہ کاتب کی غلطی ہے اور اس ترکیب مین چار قرأتین ہین ایک اِنَّ ھٰذَیْنِ یعنے ہذین یا کے ساتھہ
اور یہ ابو عمرو کی قرأت ہی دوسری اِنْ ھٰذَانِّ یعنے ہذان الف کے ساتھہ اور الف کے بعد نون مشدد اور
اِنْ مین نون مخفف تیسری اِنْ ھٰذَانِ یعنے ہذان الف اور نون مخفف کے ساتھہ اور اِنْ مین نون مخفف جو تھی
اِنَّ ھٰذَانِ یعنے ہذان الف اور نون مخفف کے ساتھہ اور اِنّ مین نون مشدد اور الف اور یا کا ثابت رکہنا نطق مین اگرچہ
یہ دونو قرأتین سبعیہ صحیحہ متواترہ ہین مشکل ہے اسلیے کہ یہ دونو قرأتین مصحف کے خط کی مخالف ہین کیونکہ مصحف مین
نہ الف ہے نہ یا ہے بلکہ ہذان کی رسم خط جیسے سین ہی ہذن ہے سوا الف اور یا کے پہر کہا اور بہت ایسی چیزین
ہین جو لکہنے مین خارج از قیاس ہین اور ائمہ قرأت نے تصریح کی ہے کہ رسم کے مطابق انکا پڑہنا جائز نہین

ہے تو بیان کی رسم خط بھی نہین رسوم سے ہے جو خارج از قیاس ہین مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے مصاحف جو آجکل
تمام دنیا مین موجود ہین انکے خط کی رسم مصحف عثمانی کے مطابق ہے اور نہین ایسی بہت رسوم ہین جنکا پڑھنا
جائز نہین ہے جیسے سورہ برات کی ساتوین رکوع مین آیت لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا اَوْضَعُوْا الآیۃ
مین ولا اوضعوا کو ولا اوضعوا لکھا جاتا ہے اس جملہ کے معنے ہین اور مقرر دوڑاتے تمہارے اندر گھوڑے اب اگر
اس لفظ کو اس جملہ مین رسم کے مطابق پڑھا جاوے تو یہ معنے ہو جاوینگے اور نہ دوڑاتے تمہارے درمیان گھوڑے
اور یہ معنے سیاق سباق کے مخالف ہین اسی طرح سورہ صفت کی آیت ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ مین لَاِلَى الْجَحِيْمِ کو
لَا اِلَى الْجَحِيْمِ لکھا گیا ہے لا نفی کے ساتھ اس آیت کے معنے یہ ہین پھر انکو لیجانا ہے آگ کے ڈھیر مین اگر اس آیت کو رسم مصحف
کے مطابق پڑھا جاوے تو معنے یہ ہو جاوینگے پھر انکو نہین لیجانا آگ کے ڈھیر مین اور سچ پوچھو تو کوئی ایسی بات نہین
ہے جسمین اللہ جلشانہ کی کوئی حکمت ظاہر یا مخفی نہین ہے اھ قول القائل فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ حضرت صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے عہد سعادت مہد سے لیکر تا دم حال کسی فرد نے افراد بشر سے یہ ثابت کر کے نہین دکھایا کہ قرآن مجید مین تحریف
واقع ہوئی ہے بخلاف دیگر کتب سماویہ کے کہ انکا محرف ہونا صرف انکے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے چہ جائیکہ علماء اسلام
نے انکا محرف ہونا محکم دلائل و براہین بوجہ احسن ثابت کر دکھایا ہے اور کیا بائبل کے محرف ہونے پر یہی شہادت کافی
نہین ہے کہ اسمین لوط علیہ السلام کیطرف شراب پینا اور بیٹیون کے ساتھ زنا کرنا منسوب کیا ہے وَلَقَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ عَنْ
ذٰلِكَ وَمَا هٰذَا اِلَّا افْتِرَاءٌ وَّاخْتِلَاقٌ عَلٰى رَسُوْلٍ مِّنْ رُّسُلِ اللّٰهِ لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى مَنِ افْتَرٰى وَاخْتَلَقَ
عَلَيْهِمْ مِثْلَ هٰذَا اور چونکہ پہلی کتب سماویہ تحریف سے سالم نہین ہین اسلیے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم انکی بابت یہ
ارشاد فرمایا ہے لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ الحدیث او کما قال یعنے اہل کتاب کی باتون کو نہ سچا جانو
(اسلیے کہ انکی کتابین محرف ہین) اور نہ انکو جھٹلاؤ (کیونکہ ممکن ہے کہ بعض وہ باتین جو بیان کرتے ہین اللہ کی نازلی
ہون) اور قرآن کریم نے تو تصریحًا بیان کر دیا ہے کہ انکی کتب محرف ہین جیسے اللہ تعالی نے فرمایا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ
يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا
كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ یعنے خرابی ہے انکو جو لکھتے ہین کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہین
یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ لیوین اسپر مول تھوڑا سو خرابی ہے انکو اپنے ہاتھ کے لکھے سے اور خرابی ہے انکو
اپنے ہاتھ کی کمائی سے اور جیسے فرمایا فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ

الا قلیلاً منهم فاعف عنهم واصفح ان الله یحب المحسنین یعنے سوا انکے عہد توڑنے پر ہمنے انکو لعنت کی
اور کر دیے دل انکے سیاہ بدلتے ہین کلام کو اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اس نصیحت سے جو انکو کی ہتی اور
ہمیشہ تو خبر پاتا ہے انکی ایک دغا کی مگر تہوڑے لوگ ان مین سو معاف کر اور درگذر کر اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو اور
جیسے فرمایا ومن الذین هادوا سمّٰعون للکذب سمّٰعون لقوم اٰخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من
بعد مواضعه یعنے اور وہ جو یہودی ہین جاسوسی کرتے ہین جھوٹ بولنے کو اور جاسوس ہین دوسری قوم کے جو تجھ تک
نہین آئے بے اسلوب کرتے ہین بات کو اسکا ٹھکانا چھوڑ کر اور جیسے فرمایا وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا
لما بین یدیه من الکتب ومهیمنا علیه فاحکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما
جاءک من الحق یعنے اے محمد اور تجھپر اتاری کتاب تحقیق سچا کرتی اگلی کتابونکو اور انپر حافظ اور نگہبان سو تو حکم کر ان
مین جو اتارا اللہ نے اور مت چل انکی خوشی پر چھوڑ کر حق راہ جو تیرے پاس آئی ان سب آیات مین اللہ سبحانہ نے تصریح کی ہے
کہ اہل کتب نے اپنی اپنی کتابون کو اپنے اپنے اہوا کے مطابق بدلدیا اور اصل اسلوب پر رہنے نہین دیا ان مین سے اللہ
کی باتون کے جانچنے اور معلوم کرنیکو واسطے اللہ نے ایک میزان اتاری جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ اللہ کی بات ہے
اور یہ انکا عندیہ ہے اللہ اس سے پاک ہے تعالی اللہ عما قال ویقول الظلمون علوا کبیرا اور تفصیل اس امر کی
یہہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے غالباً قرآن مجید کی مصدقا لما بین یدیه من الکتاب وصف بیان کی اور بیان اس آیت مین قرآن
مجید کا حال ومهیمنا علیه بھی بیان کیا جسکا حاصل یہ ہے کہ جو باتین پہلی سماویہ کتابون کی قرآن مجید کے مطابق ہو
وہ من عند اللہ ہے اور جو قرآن کے مخالف ہو وہ من عند اللہ نہین وہ انکی من گھڑت ہے اور مهیمنا علیه کی خود
اللہ سبحانہ نے سورہ نمل مین تفسیر کی ہے اس آیت کیساتھ ان هذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی
هم فیه یختلفون یعنے یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو اکثر چیز جسمین وہ پھوٹ رہے ہین سه کجا بودم شب
کجا افتیم آمدیم بر سر مطلب تو ہم کہان سے تو کہان لگ گئے حکمت الٰہی قرآن مجید کی رسم خط غلط لکھی جانی اور پھر ان
رسوم کے غلط رہنے دینے اور اسکو صحیح نہ کرنے مین جو اس عاجز کی خاطر فاتر مین آتی ہے وہ یہ ہے کہ جو رسوم
جو مصحف عثمانی مین از سہو ناسخ غلط ہو گئے ہست مرو مسلمانان مین بہی انکی اصلاح کی نیت سے چھیڑ چھاڑ
نہین کی صحیح باتین تو بجائے خود رہا اور یون اتفاق اور اجماع کرلیا کہ ان آیات کو ان رسوم کے مطابق پڑھنا صحیح
نہین ہے اور جتنے قرآن مجید مطبوعہ یا غیر مطبوعہ تم دنیا مین پاؤگے انکی رسم مصحف عثمانی کے مطابق ہوگی
اور اگر انکی رسم مصحف امام کے مطابق نہین ہے تو علماء امت کے نزدیک وہ غلط ہے اگرچہ نفس الواقع وہ

صحیح ہو) اس تحمل سے کہ کہیں ہمین تغیر نہ آجاوے اور یہ بات کیونکر نہ ہوتی اس کتاب کی حفاظت و حرمت کا خود اللہ نے ذمہ لیا ہے اور پہلی کتابون کی حفاظت کو اللہ نے انہیں پر ڈالدیا جنپر وہ کتابین اتارین پہر یہ کیونکر بدلتی اور وہ کیونکر نہ بدلتین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ هٰذا ما خطر بالبال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور صفًّا سے مراد آیت ثم ائتوا صفا مین یہ ہے کہ قطارین باندہکر سیدہے آؤ تاکہ انکے امر کہ اس مین زیادہ انتظام ہو اور انکو دلون مین اس سے زیادہ ہیبت ہو اور یہ امر استجلاب خشیۃ مین ادخل ہو اور یہ جمہور مفسرون کا قول ہے اور ابوعبیدہ نے کہا صف سے مراد مجمع ہے مصلی صف کے ساتھ مسمے ہو جاتا ہے زجاج نے کہا اس تقدیر پر معنے یہ ہونگے کہ تم اسجگہ مین آؤ جسمین تم اپنے جشن اور عبادت کے واسطے جمع ہوا کرتے ہو کہا کرتے ہین ائتیت الصف اور معنے یہ ہوتے ہین اتیت المصلی پہلی تفسیر پر صفًّا منصوب حالیت پر ہوگا اور دوسری تفسیر مین مفعولیت پر منصوب ہوگا قد افلح الیوم من استعلی تمام ساحرون کی کلام ہے اور بعض نے کہا یہ فرعون نے ساحرون کو کہا انتہے قال ابوالطیب فی تفسیرہ بزیادۃ

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝

بولے اے موسی یا تو ڈال اور یا ہم ہون پہلے ڈالنے والے کہا نہین تم ڈالو پہر تب ہی انکی رسیان اور لاٹھیان اسکے خیال مین آتی ہین جادو سے کہ دوڑتی ہین پہر پانے لگا اپنے جی مین ڈر موسیٰ ہم نے کہا تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہیگا اوپر اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ مین ہے کہ نگلجاوے جو انہون نے بنایا انکا بنایا تو فریب ہے جادوگر کا اور جادوگر نہین کام سے نکلتا جہان آوے اور گر پڑے جادوگر سجدے مین بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسے کے **ف** حافظ ابن کثیر نے لکہا اللہ سبحانہ ساحرون کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ جب وہ اور موسی ع میدان مین آئے تو بولے موسیٰ کو مخاطب کرکے یا تو پہلے آپ ڈالیے اور یا ہم ہون پہلے ڈالنیوالے کہا نہین تم ہی ڈالو پہلے تاکہ لوگ دیکھ لین تم کیا جادو کرتے ہو جب انہون نے لاٹھیان اور رسیان ڈالین تو تب ہی انکی رسیان اور لاٹھیان موسی ع کے خیال مین آتی ہین انکے جادو سے کہ دوڑتی ہین اور دوسری آیت مین ہے فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ یعنے پہر ڈالین انہون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی زبر رہے اور سورۂ اعراف مین اللہ نے فرمایا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ یعنے پہر جب ڈالا باندہ دین لوگون کی انکہین اور انکو ڈرایا

اور لائے بڑا جادو اور یہان فرمایا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى اور یہ اسلیے
کہ انہون نے لاٹھیون اور رسیون کو سیماب (پارہ) لگایا جسکے سبب سے حرکت کرنے لگین اور مضطرب ہونے لگین اور چلنے
لگین اسطرح کہ دیکھنے والی کے خیال مین آنے لگا کہ وہ خود بخود اپنے اختیار سے دوڑ رہی ہین اور یہ تو انکا ایک حیلہ اور مکر
اور داؤ تہا اور وہ ساحر ایک جم غفیر (بڑی جماعت تہی) تو انہین سے ہرایک نے اپنی لاٹھی اور رسی ڈالدی یہانتک کہ
وہ میدان سانپون سے پر ہوگیا جنمین بعض پر بعض چڑہتا معلوم دیتا تہا تو موسیٰ ؑ جی مین ڈرے کہین لوگ میری لاٹھی
ڈالنے سے پہلے مفتون ہوجادین لو انکے سحر پر آؤ اور حیلہ مین گرد ہو کانہ کہا جادین تو اللہ سبحانہ نے اسی ساعت انہہ
مین وحی کی موسیٰ ؑ کیطرف کہ تو بھی ڈالدے اسکو (لاٹھی کو) جو تیرے ہاتھ مین ہے تو تب ہی وہ نکلنے لگا انکے بنائے کو سانپ
بنکر جسکی صورت ہیبت ناک تھی اور اسکے پاؤن تھے اور گردن اور سر اور دانت تو وہ ان رسیون اور لاٹھیون کا پیچھا کرکے ہم
نگلنے لگا یہانتک کہ اسنے ان مین سے ایک کو بھی نہ چھوڑا مگر اسکو نگل گیا اور ساحر لوگ اپنی آنکھون سے یہ تماشا دیکھ رہے
تھے صاف ستہری روشن دن مین تو معجزہ قائم ہوا اور برہان واضح ہوا اور سدا و پڑا حق کا اور غلط ہوا جو وہ کرتے تھے
اسی لیے یہان اسنے فرمایا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى جندب بن عبداللہ سے مرفوعا
مروی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم ساحر کو پکڑو تو اسکو قتل کرد پھر آپ نے (استشہادا) یہ آیت پڑہی وَلَا يُفْلِحُ
السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى یعنے جہان ملجاوے تو اسکو امن نہ دیا جاوے اور اس حدیث کے معنے کو ترمذی نے مرفوعا اور موقوفا دونون
طرح روایت کیا جب جادوگرون نے اس امر کا معاینہ کیا اور مشاہدہ اور سحر کے فنون کے تو وہ واقف ہی تھے اور اسکے
جمیع طرق اور وجوہ کی انکو خبر تھی تو انہون نے یقینا جان لیا کہ جسکام کو موسیٰ ؑ نے کیا وہ سحر کے قبیل سے نہین
ہے اور یہ حق ہی جسمین کوئی شک نہین ہے اور ایسی کام پر اس شخص کے سوا کوئی توانا نہین ہے جو جسچیز کو کن کہتا ہے
تو وہ موجود ہو جاتی ہے تو اسوقت وہ سجدہ مین گر پڑے اور بولے اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ یعنے ہم نے مانا
جہان کے صاحب کو جو صاحب ہے موسیٰ اور ہارون کا ابن عباس رض اور عبید بن عمیر کہتے ہین كَانُوْا اَوَّلَ النَّهَارِ سَحَرَةً
وَفِيْ اٰخِرِ النَّهَارِ شُهَدَاءَ بَرَرَةً یعنے اسکی عجیب قدرت دیکھو اور اسکی عنایت اور کرم نوازی کہ دن کے پہلے پہر تو وہ
ساحر کافر تھے اور دن کے پچھلے پہر نیک شہید محمد بن کعب قرظی کہتے ہین وہ .... تھے اور قاسم بن ابی برہ
نے کہا .... اور سدی نے کہا کچھ اوپر تیس ہزار اور ثوری نے عبدالعزیز بن رفیع سے روایت کیا اسنے ابو ثمامہ
سے کہ جادوگر تیس ہزار تھے اور محمد بن اسحق (صاحب مغازی) نے کہا پندرہ ہزار تھے اور کعب احبار نے کہا
بارہ ہزار عکرمہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ ساحر ستر آدمی تھے سویرے ساحر (کافر) تھے اور شام کے

وقت شہید ہوگئے رواہ ابن ابی حاتم باسنادہٖ اوزاعی کہتے ہین جب ساحر سجدہ مین گر پڑے تو انکے لیے بہشت
ظاہر کی گئی یہانتک کہ انہون نے اسکو دیکھ لیا رواہ ابن ابی حاتم باسنادہٖ الیضا الی الاوزاعی اور سعید بن جبیر سے
بھی مروی ہے کہ انہون نے اپنے سجدے مین اپنے منازل کو دیکھ لیا جو انکو بہشت مین ملین گے کذا قال عکرمۃ و
القاسم بن ابی بزۃ فتح البیان کا بیان فاتم یہ ہے کہ ساحر بولے اے موسیٰ آپ احد الامرین کو کر لیجیے اِمَّا اَن تُلْقِیَ
تم پہلے ڈالیے جو کہ آپ ڈالنا چاہتے ہین یا ہم پہلے اپنی چیز کو ڈالین جسکو کہ ہم ڈالنا چاہتے ہین بعض نے کہا ہے کہ انہون نے موسیٰ کے ساتھ ادب سے معاملہ کیا اور گویا اللہ
نے یہ انکی دلون مین ڈالدیا اور اسی ادب حسن کی برکت اُن تک پہونچی کہ انکا انجام بخیر ہوا اور وہ موسیٰ ؑ کے ہاتھ پر
ایمان لائے اور موسیٰ ؑ نے جان لیا کہ انکا پہلے ڈالنا بہتر ہے یہانتک کہ فرمایا بَلْ اَلْقُوْا یعنے نہین مین پہلے نہین
ڈالتا تم ہی ڈالو اور انکو پہلے ڈالنے کا امر کیا اسلیے کہ ہو ایکا معجزہ اظہر جب وہ ڈالین جو انکے ساتھ تہا پھر
ہو جاوے ناظرین کے لیے آیت نیر اور عبرت گیرونکے واسطے عبرت مبینہ پہر ڈالین آپ اپنی لاٹھی تو وہ نگل جاوے
انکو اور ظاہر ہو جاوے آپکی دلیل اور موسیٰ ؑ نے انکو اوب حسن کے مقابلہ مین ایسا جواب دیا جس مین انکے سوال سے زیادہ
عمدہ ادب ہے اور اپنے قول مین ظاہر کر دیا کہ مجہے آپکے سحر کا کچہ خیال نہین ہے اور قا فاذا حبالہم فضیہ ہے بعض نے
کہا اذا مفاجات کے لیے ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ اذا وقتی ہے جو اپنے ناصب کا طالب ہے اور کبہی اسکا ناصب
فعل مخصوص ہوتا ہے اور وہ مفاجات کا فعل ہے اور یہ جو فرمایا فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ اور یہ اسلیے کہ بشر کی طبیعت
کا مقتضا یہ ہے کہ آدمی جب کسی امر ہولناک کا معاینہ کرتا ہے تو جی مین ڈر آنے لگتا ہے اور بعض نے کہا موسیٰ ؑ
نے خوف کیا کہ لوگ فتنہ مین نہ پڑ جاوین میرے لاٹھی ڈالنے سے پہلے یا آپ یا سمجہتے تہے کہ لاٹھی نہ ڈالین جبتک
آپکیطرف اس امر مین وحی نہ اترے آپ نے سوچا کہ اگر اس مجلس مین اب وحی نہ اترے گی تو آپ شرمسار رہجاوینگے
قالہ ابن عادل اور بعض نے کہا آپکی ڈرنیکا سبب وہ یہ تہا کہ انکا جادو اسی جنس سے تہا جو اپنے لوگون کو اس
لاٹھی مین دکھایا تو آپ ڈرے کہین ایکا امر لوگون پر ملتبس نہ ہوجاوے اور وہ ایمان نہ لاوین تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے
انکے اس خوف کو جو انکی طبع مین پیدا ہوا دور کیا اسکے ساتھ جو اللہ نے موسیٰ ؑ کو بشارت دی یعنے قول قُلْنَا لَا
تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی کے ساتھ یعنے اے موسیٰ ؑ تو ہی انپر ظفر اور غلبہ کے ساتھ مستعلی اور مستولی رہیگا
اور یہ جملہ گویا خوف سے منع کرنے کی علت ہے اور اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ ساحر لوگ لوگون کی بنسبت عالی اور
غالب تھے اسی لیے موسیٰ ؑ انسے ڈر گئے تو اسکو اللہ نے کئی مبالغون کے ساتھ رد کیا ایک تو یہ کہ موسیٰ ؑ کے غالب آنیکو
تاکید کلمہ کے ساتھ ذکر کیا اور دوسرا ضمیر کو مکرر کیا اور تیسرا خبر کو معرف باللام بیان کیا اور چوتہا خبر مین علو کا لفظ مذکور کیا

اور فرمایا وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ اور ڈالدے جو تیری ہاتھ مین ہے (عصا کو) اور عصا کو مبہم رکھا اسکی تعظیم اور تفخیم کے
لیے اور مطلب یہ ہے کہ تو ان اجرام کے ساتھ (جنکی کوئی حقیقت نہین ہے) نہ گھبرا جو چیز تیرے ہاتھ مین ہے
وہ ان سب سے اعظم اور افخم ہے اور یہ اجرام (جنکی حقائق نہین ہین) اپنی کثرت سمیت اسکے نزدیک جو تیری ہاتھ
مین ہے کمتر ہین پہر تو ڈالدے جو تیری ہاتھ مین ہی اور ان ساحرون کی رسیون اور لاٹھیون کی بہتایت کی کچھ
پروا نکر اور جائز ہے کہ ابہام مَا فِيْ يَمِيْنِكَ مین تصغیر کے لیے ہو اور مطلب یہ ہو کہ وہ چھوٹی سی لکڑی تنہا جو غیر
المجسم تیری داہنی ہاتھ مین ہے اسکو ڈالدو کیونکہ یہی الله کی قدرت کا ایک نمونہ ہے وہ چھوٹی سی چھڑی باوجود
اپنی تنہائی اور وحدت کے ان لاٹھیون اور رسیون کو نگل جاویگی باوجود اسکے کہ وہ بہت ہین اور تلقف یا تو امر کا
جواب ہے اسوقت مجزوم ہوگا اور یا مَا فِيْ يَمِيْنِكَ سے حال ہے اسوقت مرفوع ہوگا قَالَ اٰمَنْتُمْ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ

لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ
فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَا اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ
وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَ
مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ بولا فرعون تمنے اسکو مان لیا ابہی مینے حکم نہ دیا تہا وہی تمہارا

بڑا ہے تمہارا جسنے جادو سکہایا (یہ شاید رب کو کہنے لگا) جسنے تمکو سکہایا جادو سو اب مین کٹواونگا تمہاری ہاتھ اور دوسرے
پاون اور سولی دونگا تمکو کہجور کے ڈہنڈ پر اور جان لوگے ہم مین کسکی مار سخت ہے اور دیر تک رہتی وہ بولے ہم تجکو
زیادہ نہین سمجھینگے اس چیز سے جو پہنچی ہمکو صاف دلیل اور اس سے جس نے ہمکو بنایا سو تو کر چک جو کرتا ہے تو یہی کریگا
اس دنیا کی زندگی مین ہم یقین لائے ہین اپنے رب پر تا بخشے ہمکو ہماری تقصیرین اور جو تو نے کروایا ہمسے
زور آوری یہ جادو اور الله بہتر ہے اور دیر رہنے والا **ف** زور آوری کروایا کہتے ہین جادوگر حضرت موسیٰ
کے نشان دیکہکر سمجھ گئے تہے کہ یہ جادو نہین مقابلہ نکرتے پہر فرعون کی خطر سے کیا شاید فرعون جو ڈراتا تہا
سو اُنپر کر نہ سکا دلمین ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے انتہی ما فی الموضح **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا الله تعالے
فرعون کے کفر اور عناد اور اسکے بغی کی خبر دیتا ہے اور خبر دیتا ہے اسکی جو اُسنے حق کے مقابلہ مین باطل کے
ساتھ مکابرہ کیا معجزہ باہرہ و دلیت عظیمہ دیکہنے کے بعد اور جب اُسنے دیکہا ان لوگون کو ایمان لائے جن کو اُسنے
مدد لی سب لوگون کے سامنے اور مغلوب ہوا اچہی طرح کا مغلوب ہونا تو شروع ہوا مکابرہ مین اور جتانے لگا
اپنی حکومت اور سلطنت ساحرون مین پہر انکو ڈرایا اور بولا تمنے مان لیا موسیٰ کو میری اجازت دینے سے پہلے

حالانکہ مینے تمکو اسکا حکم کیا اور تمنے دلیری کی مجہپر اس معاملہ مین اور یہ پہلی بات ایسی تھی جسکے جھوٹ اور تہمت ہونیکا
خود فرعون عالم تہا اور جانتے تھے ساحر اور سب لوگ کہ یہ اسکا مکر و فریب ہے اور بولا یہی موسی تمہارا بڑا ہے جسنے تمکو جادو
سکھایا یہ تمنے اتفاق کیا مجہپر اور میری رعیت پر کہ تم غالب ہو جاؤ کما قال تعالی فی الآیۃ الاخری اِنَّ هٰذَا
لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنے بولا فرعون تمنے مان لیا اسکو
ابہی مینے حکم نہین دیا تمکو یہ مکر ہے کہ باندہ لائے ہو شہر مین کہ نکالو یہان سے اسکے لوگ سو اب تم جانوگے پہر انکو ڈرانے
لگا اور بولا مین بیشک کاٹونگا تمہارے ہاتہہ پاؤن الٹ پلٹ اور تم سبکو سولی دونگا ابن عباس رض نے کہا پہلے
جسنے سولی دیا لوگون کو وہ فرعون ہے رواہ ابن ابی حاتم اور بولا تمہارا خیال ہوگا کہ مین اور میرے لوگ (قبطی)
گمراہ مین اور تم موسی اور اسکی قوم سمیت ہدایت پر ہو اب دیکھوگے کسکی مار سخت ہے اور دیر تک رہتی جب اسنے حملہ کیا انپر اپنی
باتون سے اور انکو ڈرایا تو انپر ذلیل ہوگئین یعنی جانین اللہ مین اور بولے ہم ہرگز تجہکو اور تیری گمراہی کو اس یقین اور
ہدایت پر ترجیح نہ دینگے جو ہمکو حاصل ہوئی اور ہوچکی اور ہم ہرگز تجہکو پسند نکرین اپنے بنانیوالے (مالک) کو چھوڑ کر
وہی خضوع اور عبادت کا مستحق ہے تو پہلے یہ نکر جو کرتا ہے اس دنیا مین اور ہم تو راغب ہوئے دار آخرت مین اور ہم یقین لائے
اپنے رب پر تاکہ بخشے ہمکو ہماری تقصیرین خاصکر وہ سحر جو تونے زور سے کرایا اور تونے چاہا کہ تو اس سحر کے ساتہہ اللہ کی ایک
آیت اور اسکی پیغمبر کے معجزے کا مقابلہ کرے عکرمہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا اللہ تعالی کے قول وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ
مِنَ السِّحْرِ کی تفسیر مین کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس لڑکے لیے اور انکو حکم کیا کہ سحر سیکھین اور (ساحرون کو) حکم کیا کہ انکو
ایسی تعلیم دو جسکو زمین مین انکے سوا اور کوئی نہ جانے ابن عباس رض نے کہا یہہ وہی (چالیس لڑکے) ہین جو موسی کے ساتھ
ایمان لائے اور بولے ہم یقین لائے اپنے رب پر تاکہ بخشے ہمکو ہماری تقصیرین اور خاصکر وہ جادو جو تونے (اے فرعون)
ہمسے زبردستی کرایا کذا قال عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ اور یہ جو فرمایا واللہ خیر وابقی تو اسکے معنے یہ ہین کہ اللہ ہمارے
نزدیک تجہسے بہتر ہے اور اسکا ثواب دیر رہنے والا تیرے اس وعدے سے جو تونے کیا اور تونے اسکی آرزو دلائی اور یہ ایک
روایت ہے محمد بن اسحق کی اور محمد بن کعب قرظی نے کہا وَاللّٰهُ خَيْرٌ أَيْ لَنَا مِنْكَ إِنْ أُطِيْعَ وَأَبْقَى أَيْ مِنْكَ
عَذَابًا إِنْ عُصِيَ یعنے اللہ بہتر ہے ہمارے لیے تیرے سے اگر ہم اسکی تابعداری کرین اور تیرے عذاب سے اسکا عذاب
دیر رہنے والا ہے اگر ہم اسکی نافرمانی کرین اور یہ بھی محمد بن اسحق سے ایک روایت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ فرعون ملعون نے
انکے ساتہہ یہ معاملہ کیا اللہ کی انپر رحمت ہو اسی لیے ابن عباس رض وغیرہ سلف کا یہ قول ہے أَصْبَحُوْا سَحَرَةً وَأَمْسَوْا
شُهَدَاءَ یعنے صبح کی انہون نے سحر (کفر) کیحالت مین اور شام کے وقت شہدا ہوگئے فَسُبْحَانَ مَنْ بِيَدِهِ

اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ يَدِهٖ قُلُوْبُ الْعِبَادِ فَيُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ وَهُوَ بَصِيْرٌ بِهِمْ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اگر ابن عباس رض اور وہ سلف جنسے ساحرون کا فرعون کے ہاتھ سے معذب ہونا منقول ہے ساحرونکا فرعون کے ہاتھ سے مارا جانا اور انکا سولی دیا جانا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے تو ہم کون تھے اور کیا تھے جو اس سے منکر ہوتے اور اسپر جرح کرتے ہمارا تو ایمان ہی یہی ہے کہ جو چیز ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوین اسکو ہم لے لیوین اور جس سے آپ ہٹا دین ہم اُسکے پاس بھی نہ پہنچکین لیکن یہان تو ابن عباس رض اور سلف کے آثار مین جو صحیح سند سے بہ صحت نہین ہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رض نے یہ خبر اہل انجیل سے لی ہو اور ہم کیونکر اس خبر کو مان سکتے ہین جب نص قرآنی اسکے مخالف ہے سورۂ قصص کے چوتھے رکوع مین اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہین قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ یعنے فرمایا ہم زور دین گے تیری بازو کو تیرے بھائی سے اور دین گے تمکو غلبہ پھر نہ پہونچ سکین گے تم تک ہماری نشانیون سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہوا غالب رہوگے یہ آیت صریح ہے اس مین کہ جس سے فرعون نے انکو ڈرایا اسکو نہ کر سکا دل مین ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے جیسے شاہ صاحب نے لکھا اور ایک اسپر دلیل اور ہے وہ یہ ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ مین مخاطب موسیٰ اور ہارون بھی ہین تو جو لوگ یہان مخاطب ہین وہی لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ الآیۃ مین مخاطب ہین پھر ساحرونکا معذب ہونا اور موسیٰ کا امن سمیت معذب نہ ہونا یعنے چہ اور یہ ہمارا کیسا ایمان ہے کہ لوازم بشریت (نسیان وغیرہ کو) حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف تو منسوب کرین (کیونکہ آپنے فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ اور حضرت ابن عباس رض کو بھول چوک سے معصوم جانین سچ ہے سہ کہ ہیچ فرد بشر خالی از خطا نبود فَسُبْحَانَ مَنْ لَّا يَضِلُّ وَلَا يَنْسٰى فتح البیان کا بیان کاشفیہ ہے کہ ہارون کو موسیٰ پر آیت قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى مین مقدم کیا بیان سحرہ کی کلام کی حکایت مین اور سورۂ شعرا مین موسیٰ کو ہارون پر مقدم کیا فواصل کی رعایت کے واسطے اور دونون آیات کی موافقت کا خیال کرکے اور دوسرا یہ کہ واو ترتیب کی مقتضی نہین ہے عکرمہ نے کہا کہ فرعون کے ساحر ہفتاد تھے وہ بولے فرعون کے لیے اگر یہ دونو جادوگر ہین تو ہم انپر غالب آجاوین گے کیونکہ ہمسے بڑھکر کوئی ساحر نہین ہے اور اگر یہ دونو جہانون کے مالک کے بھیجے ہین تو رب العالمین کے مقابلہ کی ہمکو طاقت نہین ہے اور جب انکا انجام یہ ہوا کہ وہ سجدے مین گر پڑے تو انکو اللہ نے انکے سجدون مین انکی وہ منزلین دکھا دین جنت کی جنکی طرف انکا مآل اور بازگشت اور مصیر ہے تو وہ منازل دیکھکر ساحرون نے کہا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى اور یہ بھی اسی وقت کہا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ آخر حدیث تک اور کبیر سے مراد

انہ لکبیرکم مین امر ہے اور صناعت سحر مین اعلی درجہ کا آدمی اور الذی علمکم السحر سے مراد یہ ہے کہ اسی کی سحر مین شاگرد
اور تلمیذ ہو تو تم نے صلح کرلی ہے اور موافقت اسپر کہ ہم اپنے کو اسکا امر غالب کرنے اور رواج دینے کے لیے مغلوب کردیا
کسائی نے کہا لڑکا جب عرب کے ملک مین اپنے معلم کے پاس آتا ہے تو کہا کرتا ہے جئت من عند کبیری اور محمد بن اسحق نے
کہا کبیر سے عظیم السحر مراد ہے واحدی نے کہا لغت مین کبیر رئیس کو کہتے ہین اسی لیے معلم کو کبیر کہتے ہین اور فرعون
کا ارادہ اس قول سے یہ تہا کہ لوگ شبہ مین پڑکر موسیٰ پر ایمان نہ لاوین ورنہ اسکو تو معلوم تہا ساحر موسیٰ کے شاگرد نہین تہے
اور نہ موسیٰ ع انکا رئیس تہا اور نہ موسیٰ ع اور ساحرون مین کسی طرح کا کوئی رابطہ تہا جناب ابو الطیب نے فتح البیان مین کہا
کہا مفسرون نے اور قرآن مین کوئی ایسا مقام نہین ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ فرعون نے ساحرون کے ساتھ وہ کام
کیا جس سے انہی انکو ڈرایا اور نہ کوئی حدیث ایسی ہی مین ثابت ہوئی ہے قالہ ابو السعود مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے
الحمد للہ کہ اس امر کو ثابت کر چکے ہین کہ فرعون انکے ساتھ وہ کام نہین کر سکا جس سے انہی انکو ڈرایا فسبحان من
هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا
يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ○ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○ جَنّٰتُ
عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ○ مقرر ہے جو کوئی آیا اپنے رب پاس گنہگار
ہوکر سو اسکے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اسمین نہ جیے اور جو آیا اس پاس ایمان سے کرکے نیکیان سو ان لوگون کو ہین درجے بلند
باغ ہین بسنے کے بہتی انکے نیچے سے نہرین رہا کرینگے انمین اور یہ بدلا ہے اسکا جو پاک ہوا **ف** حافظ نے کہا سیاق
کے ظاہر سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وعظ کا تتمہ اور تکملہ ہو جسکے ساتھ ساحرون نے فرعون کو نصیحت کی ڈرایا اسکو
اللہ کی نقمت اور عذاب ابدی سے اور رغبت دے اسکو اسکے ثواب مخلد سرمدی ہین اور بولے بیشک جو کوئی اپنے مالک
کے پاس گنہگار ہوکر آوے اسکو واسطے دوزخ کی مہمانی مہیا ہے جسمین نہ مرے گا نہ جیے گا اور اسکی مثال ایسی ہے جیسی اللہ
نے فرمایا لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ یعنے اور جو منکر ہین انکو
ہے آگ دوزخ کی نہ انپر تقدیر پہونچتی ہے کہ مرجاوین اور نہ انپر ہلکی ہوتی ہے وہان کی کچھ تکلیف یہی سزا دیتے ہین
ہم ناشکر کو اور جیسے فرمایا وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى اور
سرک رہیگا (نصیحت کی ماننے سے) بڑا بدبخت وہ جو بیٹھیگا بڑی آگ مین پہر نہ مرے گا اسمین نہ جیے گا اور جیسے
فرمایا وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ یعنے اور کافر پکارینگے (اور کہینگے) ای مالک
(دوزخ کا داروغہ ہے) ہمکو پورا کر دیوے (مار دیوی) ہمارا مالک مالک کہیگا (نہین) تم تو (اس دوزخ مین)

سدا رہونگے ابو سعید خدری سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہیر دوزخی جو وہ دوزخ
کے اہل ہین (جنکے لیے دوزخ تیار ہوی ہے) تو وہ تو نہ اسمین مرینگے اور نہ اسطرح کا جینا جیین گے (کہ جینا
لذت پاوینگے) اور لیکن کچھہ لوگ ہین (جو اسکے اہل سے نہین ہین اور دوزخ کو انکے لیے تیار نہین کیا گیا پر چونکہ
دوزخیون کے بعض باتون مین انہون نے اتباع کی اور اسمین تبعاً داخل ہو گئے) انکو انکے گناہون کے موافق
آگ لگے گی اور انکو کچھہ بیہوشی سی ہو جاویگی یہانتک کہ جب (جل جلکر) کوئلے (کیطرح) ہوجاوینگے تو شفاعت کی
اجازت ملیگی (اور وہ لائے جاوینگے جماعت جماعت اور بہشت کی نہرون پر انکو بکھیرا جاویگا اور کہا جاویگا ای بہشت والو
بہاؤ انپر پہر وہ اگین گے جس گہاس کے دانے کے اگنے کیطرح جو رو کے کوڑے مین بہکر (ایک جگہہ جم جاتا ہے اور
اوگ آتا ہے) تو ایک شخص بولا شاید حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس حدیث کی فرمانیکے وقت) جنگل مین تہے
رواہ الامام احمد باسنادہ وهكذا اخرجه مسلم في كتابه الصحيح من رواية شعبة وبشر بن
المفضل كلاهما عن ابي سلمة سعيد بن يزيد ابو سعید کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا
پہر آپ پہنچے اس آیت پر انه من يات ربه مجرما فان له نار جهنم لا يموت فيها ولا يحيى فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے ایہر دوزخ کے مستحق جو وہ دوزخ کے اہل ہین تو وہ تو اسمین نہ مرین نہ جئین اور جو دوزخ کے مستحق نہین
(اور اپنے عملون کی جزا لینے کے واسطے اسمین داخل کیے گئے) تو انکو آگ لگے گی پہر سفارش کرنیوالے کہڑے ہونگے اور سفارش
کرینگے تو اُن کو اکٹھا کر کے نہر حیات یا حیوان پر لا دینگے پہر اسطرح اگین کے جیسے گہاس رو کے
کوڑے مین اُگتا ہے اور اللہ تعلی کے قول ومن یاته مؤمنا الآیة کے یہ معنی ہین کہ جو شخص اپنے رب کو قیامت کے دن ایمان
والا ملیگا اور اسنے دل کی اپنے قول اور عمل کے ساتہ تصدیق کی ہو تو ان لوگون کے ہین درجے بلند عبادہ بن صامت
سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشت کی سو درجے ہین اور ہر دو درجون کے درمیان اتنا فاصلہ ہے
جتنا آسمان اور زمین کے درمیان اور فردوس کا درجہ سب کا اوپر ہے اور اسی سے (بہشت کی) چارون نہرین
پہونچتی ہین اور عرش رب العالمین کا فردوس کے اوپر ہے تو جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو رواہ
الامام احمد ورواه الترمذي من حديث يزيد بن هارون عن همام به زید بن ابی مالک کہتے ہین کہا
کرتے تہے کہ بہشت مین سو درجہ ہے (پہر) ہر درجہ مین سو (سو) درجہ ہے اور ہر دو درجون کے درمیان اتنا فاصلہ
ہے جیسے آسمان اور زمین کے درمیان انہین مین یاقوت ہین اور زیور اور ہر درجہ مین ایک امیر ہے جسکی فضیلت اور سرداری کا
انکو خیال ہے رواہ ابن ابی حاتم صحیحین مین ہے کہ علیین والے اپنے اوپر کے لوگون کو دور جاتے (بالاخانون کو) ایسا

دیکھین گے جیسے تم دیکھتے ہو اس ستارہ کو جو دور آسمان کے کنارے مین چمکتا ہے اور یہ انکا اونچے ہونا اس فضیلت کی وجہ سے ہوگا جو نہین سے کسی کو دوسری جگہ حاصل ہوگی) صحابہ نے عرض کیا وہ پیغمبرون کی منزلین ہونگی جنکی طرف علیین والے دیکھینگے فرمایا نہین اسکی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے یہ منزلین ہین ان لوگون کی جو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور رسولون کی انہون نے تصدیق کی اور سنن مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ان لوگون مین سے ہین جنکی منازل کیطرف علیین والے تاکینگے اور کیا اچھا نصیب ہے اور یہ جزا ہے اسکی جسنے پاک کیا اپنی جان کو دنس اور خبث اور شرک سے اور اکیلے اللہ کی عبادت کی اور تابعداری کی رسولون کی آئین جو وہ خبر اور طلب لائے ہ فتح البیان کا بیان قاتح یہ ہے کہ انہ مین شان کی ضمیر ہے اور مجرم وہ ہے جو کفر اور معاصی کے ساتھ متلبس ہوا ہو مرنیوالا مرد لا یموت فیھا ولا یحیی کی تفسیر مین لا یموت میتۃ مریحۃ ولا یحیی حیاۃ ممتعۃ فھو یالم کما یالم الحی و یبلغ بہ حالۃ الموت فی المکروہ الا انہ لا یبطل فیھا عن احساس الالم یعنے اسکو ایسی موت نہ آویگی جو اسکو اس عذاب سے بچاوے اور نہ وہ ایسا جئیگا کہ اس سے زندگانی کے فوائد حاصل ہون تو وہ درد پاوے گا جیسے زندہ دردمند ہوتا ہے اور تکلیف مین مرنیکی حالت کو پہونچ جاویگا پر اس مین الم کا احساس باطل نہ ہوگا الم برابر ہوتا رہیگا جس شخص کو کوئی مصیبت پہونچے اور وہ زیادہ رنج مین ہو تو کہا کرتے ہین (عرب مین) فلان لا حی ولا میت یعنے فلان شخص نہ جیتا نہ زندہ ہے نہ مرا ہے اور یہ بقیہ ساحرون کی کلام کا ہے جسکو اللہ سبحانہ وتعالی نے حکایت کیا اور بعض نے کہا یہان سے کلام شروع ہوتی ہے اور یہی بہت اظہر ہے قالہ الشوکانی اور جو شخص آوے اپنے رب کے پاس ایمان لاکر اسکی تصدیق کر کے جسنے کیے ہون اچھے کام تو انکے ہین درجے بلند ہمیشہ کے باغ جنکے تلے بہتے ہین ندیان سدا رہا کرینگے انمین اور یہ اسکا بدلہ ہے جو ستھرا ہے اور آیت مین اس امر پر کوئی دلیل نہین ہے کہ جو ایمان عمل صالح سے مجرد ہو وہ استتباع ثواب کے ملنے اور اس ایمان پر مترتب ہونے مین نامعتبر ہے کیونکہ جس جزا کا صالح اعمال کے ساتھ تعلق ہے وہ بلند درجات کی ساتھ اور یاب ہوتا ہے نہ مطلق ثواب کے ساتھ فائز ہوتا ابو داود اور ابن مردویہ نے ابو سعید سے نکالا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلند درجے والون کو انکے تلے والے ایسا دیکھین گے جیسے تم اس ستارے کو دیکھا کرتے ہو جو آسمان کے کنارے چمکتا ہے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی بلند درجے والون مین سے ہین اور کیسے اچھے نصیب والے ہین

مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے سبحان اللہ یہ برکت اور فضیلت حضرت شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم ہی کی تابعداری اور انپر جان نثاری سے انکو حاصل ہوئی ورنہ بشریت مین وے اور ہم برابر ہین ؎

فیا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلھم

یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے اس انعام کو بیان کیا جاتا ہے جو بنی اسرائیل پر انکے فرعونیوں سے نجات دینے کے بعد کیا اور اس ترتیب مین
کیسی لطافت اور عمدگی ہے کہ پہلا نعمت انکا کو پہر نعمت دینیہ کو پہر نعمت دنیویہ کو ذکر فرمایا وَلَقَدْ اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ

اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰی ۝ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ

فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰی ۝ اور ہمنے حکم بہیجا موسیٰ کو کہ لے نکل میرے
بندوں کو رات پہر ڈالدے انکو راہ سمندر مین سوکہی خطرہ نہ تجکو آ پکڑنے کا نہ ڈر پہر پیچہے لگا انکے فرعون اپنے لشکر لیکر پہر گہیر
لیا انکو پانی نے جیسا گہیر لیا اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سوجہایا اللہ تعالیٰ حضرت شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم
کو خبر دیتا ہے اس امر کی کہ اسنے موسیٰ کو بنی اسرائیل کو رات رات نکال لیجانیکا حکم کیا جب فرعون نے بنی اسرائیل کو موسیٰ کے ساتھ بہیجنے
سے انکار کیا اور حکم کیا موسیٰ کو کہ فرعون کے قبضہ سے انکو چہڑا لیجاوے اور بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ
نے اس مقام کو اس سورہ کے سوا دوسرے محل مین اور وہ اسطرح کہ جب موسیٰ ع بنی اسرائیل کو نکال لیگئے تو فرعونیون نے صبح کو
حالانکہ بنی اسرائیل مین سے مصر مین ایکدم بہی باقی نہ رہا تو فرعون سخت غصہ ہوا اور شہرون مین لشکرون کو جمع کرنیکے لیے
پیادے بہیجے اور کہلا بہیجا یہ لوگ (بنی اسرائیل) ایک چہوٹی سی جماعت مین اور یہ ہمکو غصہ مین لا رہے ہیں پہر جب لشکر کو اکٹھا کر لیا اور لشکر بہجا
جمع ہوگیا تو چلا بنی اسرائیل کی طلب مین سورج چڑہے کما قال تعالیٰ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ یعنے پہر پیچہا لیا فرعونیون نے بنی اسرائیل
کا سورج چڑہے پہر دونوں جماعتوں نے ایکدوسرے کو دیکھا تو موسیٰ ع کے یار بولے اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ یعنے فرعونیون نے تو ہمکو یقینا پالیا
موسیٰ ع نے فرمایا نہین نہین میرے ساتھ تو میرا مالک ہے وہ مجہے راہ دیگا اور موسیٰ ع بنی اسرائیل کو لیکر فرعونیون کے آگے
ہوئے اور فرعون بنی اسرائیل کے پیچہے تو اسوقت اللہ سبحانہ تعالیٰ نے موسیٰ ع کیطرف وحی کیا کہ بنی اسرائیل کے واسطے دریا مین
لاٹہی مار کر خشک راہ بنا حالانکہ تو نہ ڈرے فرعون کے ملنے سے یا ایسا راہ بنا جسمین تو خوف نہ کرے تو موسیٰ ع نے دریا کو لاٹہی ماری
اور فرمایا اِنْفَلِقْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنے پہٹ جا میرے لیے اللہ کے حکم کے ساتھ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ
یعنے تو دریا پہٹ گیا اور اسکا ہر ایک ٹکڑا بڑے پہاڑ کی مثل نظر آنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بہیجا تو اسنے دریا کی زمین کو
جا سکہایا یہانتک کہ وہ دوسری زمین کی طرح خشک ہوگئی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَّا
تَخَافُ دَرَكًا یعنے تو دریا مین بنی اسرائیل کے لیے ایک خشک راہ نکال کہ نہ تو فرعون کے پالینے سے ڈرتا ہوا اور نہ دریا میں ڈوب
جانیسے پہر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ یعنے پہر پیچہا کیا فرعون نے بنی اسرائیل کا اپنے لشکر سمیت پہر انکو
ڈہانک لیا دریا مین سے جسنے ڈہانک لیا مترجم علامہ عفہ کہتا ہے اس ابہام مین بڑی تعظیم و تفخیم ہے جو مخفی نہین ہے
ابن کثیر نے کہا اسطرح کا محاورہ معروف مشہور ہے وقت استعمال کیا جاتا ہے کما قال تعالیٰ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰی

فَغَشّٰھَا مَا غَشّٰی یعنے اوس الٹی بستی کو ڈہپکا پہر اوسپر چھایا جو چھایا (یعنے پتہرون کا مینہ) وقال الشاعر انا

ابو النجم وشعری شعری ہوجیسے دنیا مین فرعون نے اپنی قوم کو آگے چلکر دریا مین ڈالدیا اور انکو گمراہ کیا اور

تباہی انکو بہلائی کی راہ بتایا تہی آگے ہوگا اپنے قوم کے قیامت کے دن پہر پہنچا دیگا انکو آگ پر اور برا گھاٹ ہے جسپر پہنچے

مترجم عفا اللہ کہتا ہے اللہ سبحانہ وتعالی کے قول وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَہٗ وَمَا ھَدٰی مین رد ہے فرعون کے قول

وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ کا (جو سورۂ مومن کے چوتہے رکوع مین ہے) فتح البیان کا بیان ختم ہوا

یہان سے شروع ہوا بیان بنی اسرائیل کے انجات اور دشمن فرعون اور اسکی قوم کے ہلاک کا اور یہ مذکور ہوچکا سورۂ بقرہ اور اعراف

اور یونس مین بہی اور لام لَقَدْ مین توطیہ ہے قسم کا اور اسمین جسقدر تاکید ہے وہ مخفی نہین ہے سمین نے فغشیہم الآیۃ کی

تفسیر مین کہا کہ یہ محاورہ اختصار اور جوامع کلم کے قبیل سے ہے یعنے اس قبیل سے ہے کہ اسکے الفاظ قلیل مین اور معنی کثیر

اور تکریر تعظیم اور تہویل کے لیے ہے جیسے اسکے قول اَلْحَاقَّۃُ مَا الْحَاقَّۃُ مین اور بعض نے کہا انکو ڈہانک لیا اوس چیز نے جسکا انکو

قصہ سنا اور ابن انباری نے کہا انکو ڈہانک لیا کچہ پانی نے کیونکہ دریا کے سارے پانی نے انکو نہین ڈہانکا تہا بلکہ جس چیز نے انکو

ڈہانکا تہا وہ کچہ پانی تہا تو اس عبارت مین دلالت ہے اسپر کہ جس چیز نے انکو غرق کیا وہ کچہ پانی تہا اور معنی اول اولی ہین کیونکہ وہ

دلالت کرتے ہین تہویل اور تعظیم پر الحاصل فرعون اور اسکا لشکر ڈوبا اور موسی ؑ اور اسکی قوم (بنی اسرائیل) نے نجات

پائی وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ الآیۃ مین فرعون کے حال سے اخبار ہے اسکے غرق ہونے سے پہلے یعنے فرعون نے اپنی قوم کو رشد سے

گمراہ کیا اور نجات کے طریق کی انکو ہدایت نکی کیونکہ اسنے دیکہ لیا کہ موسی ؑ اور اسکے لوگ کبہی اسکو تہکانا سکین گے اسلیے

وہ انکو خشک راہ مین چلتے دیکہتا تہا اور جانتا تہا کہ انکے آگے دریا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی کے قول وَمَا ھَدٰی مین تاکید اور

تقریر ہے فرعون کے اضلال کی کیونکہ مضل کبہی بعض کامون مین جسکو گمراہ کرتا ہے ہدایت بہی کردیتا ہے اور اسمین فرعون کے

اس قول کی تکذیب ہے وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ عَدُوِّکُمْ وَوٰعَدْنٰکُمْ

جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ۝ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِیْہِ

فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْہِ غَضَبِیْ فَقَدْ ھَوٰی ۝ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

ثُمَّ اھْتَدٰی ۝ ای اولاد اسرائیل چہوڑا لیا ہمنے تمکو تمہارے دشمن سے اور وعدہ کیا تمسے اپنی طرف پہاڑ کے

اور اتارا تمپر من سلوی کہاؤ ستہری چیزین جو روزی دی ہمنے تمکو اور نہ کرو اسمین زیادتی پہر اوترےگا تمپر میرا غصہ

اور جسپر اترا میرا غصہ وہ گرگیا اور میری بخشش ہے اسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بہلا کام پہر راہ پر رہے ف

حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالی نے جو اپنی عظیم منتین اور جسیم نعمتین بنی اسرائیل پر کین انکا ذکر فرماتا ہے کہ انکو

انکی دشمن فرعون سے نجات دے اور اسکو ہلاک کر کے انکی آنکھین ٹھنڈی کین اور وہ اسکو دیکھ رہی تہی اور اسکے لشکر کو کہ وہ ڈوب
گئے ایک ہی دم مین سب کے سب نجات پائی ان مین سے کسی نے کتنا قال تعالی وَاَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ
یعنے اور ڈبایا فرعون کے لوگون کو اور تم دیکھتے تہے سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ جب حضرت رسالت
علیہ التحیۃ والتسلیم مدینہ منورہ مین تشریف فرما ہوئے تو آپ نے یہود کو عاشورہ کا روزہ رکہتے پایا تو آپ نے انسے دریافت
کیا وہ بولے یہ وہ دن ہے جسمین اللہ سبحانہ وتعالے نے موسی ع کو فرعون پر فتحمندی تو آپ نے فرمایا ہمکو زیادہ مناسبت ہے موسی ع
سے تو آپ نے صحابہ کو فرمایا (مخاطب کر کے) پہر تم بہی عاشورہ کا روزہ رکہو رواہ البخاری فی ورود ومسلم ایضا فی صحیحہ
پہر موسی ع نے فرعون کے ہلاک ہونیکے پیچھے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا طور پہاڑ کے داہنے طرف جانیکا اور وہ وہ مقام ہے
جہان اللہ سبحانہ نے موسی ع سے باتین کین اور یہین رویت کی انکی اور دی اللہ نے اسمقام مین موسی ع کو توریت اور اسی ہنگام مین
بنی اسرائیل نے بچہڑا پوجنا شروع کیا جسکا قصہ اللہ سبحانہ عنقریب بیان کریگا اور ما من و سلوی تو اسکے معنی پر گفتگو سورہ بقرہ
وغیرہ مین گذر چکی من تو دو ایک مٹہائی تہی جو انپر آسمان سے اترا کرتی اور سلوی جانور تہے (بٹیر کیطرح) جو انپر گرتے اور وہ لے
لیتے من و سلوی سے اسقدر جسقدر انکو آج سے کل تک ضرورت ہوتی اور یہ انپر اللہ کا لطف تہا اور اسکی مہربانی اور اسکا
احسان طغیان سے آیت لا تطغوا فیہ مین طغیان نعمت الرزق مراد ہے اسطرح کہ تم میری نعمت کے کافر ہو جاو اور اسکو
میری نافرمانی مین خرچ کرو اور میرا شکر نہ کرو یا یہ حلال کے لینیکی کچہہ پرواہ نکرو بلکہ حرام مال لینا شروع کرو اور جس چیز کا ہمنے
تمکو حکم دیا ہے تم اسکی مخالفت کرو اور حلول غضب سے اسکا غصہ ہونا مراد ہے وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ الآیۃ
کی تفسیر مین علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ ہوی سے مراد فقد ہوی ہے یعنی شقاوت کا یعنی جسپر میرا غصہ اترا
وہ بدبخت ہوا شفی بن ماتع نے کہا دوزخ مین ایک محل ہے جسکی چوٹی سے کافر کو پہینکا جاویگا تو وہ دوزخ مین چالیس سال
گرتا رہیگا اس سے پہلے کہ صلصال کو پہونچے رواہ ابن ابی حاتم اور آیت انی لغفار الآیۃ کے یہ معنے ہین کہ جو شخص
میری طرف اپنی کردہ گناہون سے پہر آوے مین اسپر رحمت کے ساتہہ رجوع کرتا ہون اور اسکے سب گناہ معاف کر دیتا ہون جتنے
گناہ ہون بیشک کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ان لوگون کی توبہ بہی منظور فرمائی جنہون نے بنی اسرائیل مین سے بچہڑا پوجا
اور توبہ سے آیت تاب و آمن مین ہر اس شے سے رجوع کرنا مراد ہے جسمین وہ ملوث اور مبتلا ہے وہ لوث اور ابتلا کفر کے
ساتہہ ہو یا شرک کے ساتہہ معصیت کے ساتہہ ہو یا نفاق کے ساتہہ اور ایمان سے کلمہ کے قول آمن مین دل مین یقین کرنا مراد
ہے اور عمل صالح سے جوارح کے ساتہہ اعمال کا بجالانا مراد ہے اور ثم اہتدی کی تفسیر مین علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت
کیا کہ پہر وہ شک نکرے اور سعید بن جبیر نے اہتدی کی تفسیر استقامت علی السنۃ والجماعت کے ساتہہ کی اور اسی کی مثل مروی ہے

مجاہد اور ضحاک اور سلف میں سے بہت سے اور قتادہ نے ہدایت کی تفسیر لزوم اسلام کے ساتھ کی اور کہا ثم اہتدی سے کہ یہ معنے ہیں
کہ اسلام کو پکڑے رہے یہانتک کہ مر جاوے اور سفیان ثوری نے کہا ثم اہتدی سے یعنے پہر جانے کہ اسکے لیے ثواب ہے اور ثم یہ جگہ
خبر کی ترتیب کے لیے آئی جیسے اللہ نے فرمایا ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ یعنے پہر ہوا
ایمان والون مین جو تقید کرتے ہین صبر کرنیکا اور تقید کرتے ہین رحم کرنیکا فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے کہ آیت ولا تطغوا الآیۃ مین
طغیان سے حد جائز سے ناجائز کیطرف تجاوز کرنا مراد ہے جیسے اسراف کرنا اور حق کا نہ ماننا اور مستحق کو نہ دینا اور بعض نے کہا یہ معنے ہین
کہ اللہ کے نبی کا جحود اور انکار نہ کرو پہر تم طاغی ہو جاؤ گے اور بعض نے کہا اللہ کی نعمت کا کفران نہ کرو اور اسکے شکر کو نہ بہولو اور
بعض نے کہا تمہارا عصیان نہ کرو یعنی سعت اور عافیت تمکو تمہاری معصیت پر نہ ابہارے اور اگر طغیان کو ان سب معنون پر حمل
کیا جاوے تو کوئی مانع نہین ہے کیونکہ ان معانی مین سے ہر ایک معنی پر صادق آتا ہے کہ یہ طغیان ہے اور حلول سے وجوب
مراد ہے اور لزوم اور یہ جب ہے جب یحل کو مکسور العین پڑہین اور مضموم العین کی حالت مین حلول سے مراد نزول ہوگا اور یہ محاورہ
ماخوذ ہے حلول دین سے جب دین کے ادا کا وقت آجاتا ہے تو کہتے ہین حَلَّ الدَّيْنُ اسی طرح وَمَن يَحْلِلْ مین بہی دونو
لغتین ہین فراء نے کہا اسکا مکسور العین پڑہنا بہت اچہا ہے میری نزدیک اسکے مضموم پڑہنے سے کیونکہ مضموم العین مشتق
ہے حلول سے جسکے معنے وقوع کے ہین اور مکسور العین کے معنی ہین وجوب کے اور اسکی تفسیر وجوب کے ساتھ ہوئی ہے نہ وقوع
کے ساتھ اور مروی ہے اسی کی مثل ابو عبیدہ وغیرہ سے اور ہوی سے مراد ہلاک ہے زجاج نے کہا ہوی کے معنے یہ ہین کہ اسکا
مآل اور انجام یہ ہوا اور وہ دوزخ کا گڑہا ہے اور یہ مشتق ہے ہوی یہوی ہویا سے جسکے معنے یہ ہین وہ گرا اوپر سے
نیچے اور کہتے ہین ہوی فلان جب وہ مر جاوے اور ابن عباس نے ہوی کی شقاوت کے ساتھ تفسیر کی اور انی لغفار لمن تاب مین
سب گناہون سے توبہ کرنا مراد ہے جنمین اعظم گناہ شرک ہے یا صرف شرک سے توبہ کرنا مراد تہا اور ابن عباس اور آمن مین اللہ اور اسکی
ملائکہ اور اسکی کتابون اور اسکے رسولون اور پچہلے دنکے ساتھ ایمان لانا مراد ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے ایمان کی
توحید کے ساتھ تفسیر کی اور عمل صالح سے ہر وہ عمل مراد ہے جسکی طرف شرع نے بلایا ہے اور اسکی تحسین کی ہے اور ابن عباس نے
عمل صالح کی تفسیر فرائض کے ادا کرنیکے ساتھ کی اور ظاہر لفظ قرآنی فرض و نفل دونو کو شامل ہے اور اہتدی سے مراد ثم اہتدی
مین اسپر استقامت اور ہمیشہ رہنا ہے یہانتک کہ مر جاوے قالہ الزجاج اور سعید بن جبیر نے کہا ثم اہتدی یعنے سنت اور جماعت کو پکڑے
رہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہا مَنْ تَابَ مِنَ الذَّنْبِ وَآمَنَ مِنَ الشِّرْكِ وَعَمِلَ صَالِحًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ ثُمَّ
اهْتَدَى أَيْ عَلِمَ أَنَّ لِعَمَلِهِ ثَوَابًا وَعَلَى تَرْكِهِ عِقَابًا يُجْزَى عَلَيْهِ یعنے جسنے توبہ کی گناہون سے اور ایمان لایا شرک سے
اور اسنے اچہے کام کیے اپنے اور رب کے درمیان پہر راہ پائی یعنے جانا کہ اسکے کرنے مین ثواب ہے اور اسکے چہوڑنے پر عذاب مرتب ہے

اور بعض نے کہا علم کو سکہا تا کہ اس سے لو پاوے اور بعض نے اہتدا کی تفسیر کی عدم شک کے ساتھ یعنے پہر اسنے اپنے
ایمان مین شک کیا لیکن جیسے سفر اپنے معبد کے سنون کو لیوین او ثم تراخی کے واسطے ہے باعتبار انتہا کے اسکے
بعید ہونیکے لیے اول اہتدا سے یا واسطے دلالت کرنیکے دونو آیتونکے بعد پر کیونکہ مداومت اعظم اور اسمین ابتدا
اور شروع سے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ مراد اس سے اس طریق پر استمرار ہے کیونکہ جو شخص نے الحال مہتدی ہو اسکو نجات
سے مراد یاب ہونے مین فی الحال مہتدی ہونا کافی نہین ہے یہانتک کہ آئندہ زمانہ مین بھی اسپر جارہے اور اسپر
مرجاوے قالہ الکرخی وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ
رَبِّ لِتَرْضَىٰ ۝ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ
غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدتُّمْ أَن
يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ۝ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا
حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا
لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ ۝ فَنَسِيَ ۝ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا
ع ۱۳ يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۝ اور کیون جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسی کہا یہ ہین میرے پیچھے اور مین جلدی آیا تیری
طرف اے رب کہ تو راضی ہو فرمایا ہمنے تو بچلا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا انکو سامری نے پہر الٹا پہرا موسی اپنی قوم پاس
غصے بہرا پچھتاتا کہا اے قوم تمکو وعدہ نہ دیا تہا تمہارے رب نے اچہا وعدہ وعدہ توریت دینے کا حضرت موسی قوم سے تیس
دنکا وعدہ کر گئے تھے پہاڑ پر وہان چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا بنا کر پوجنے لگے کیا لمبی ہو گئی تم پر مدت یا چاہا تم نے کہ اترے
تم پر غضب تمہارے رب کا پہر خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ہمنے خلاف نہین کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے لیکن ہمکو کہا تہا کہ اٹہا لیے
کتنے بوجہہ قوم کا گہنا پہر ہمنے وہ پہینک دیے پہر یہ نقشہ ڈالا سامری نے فرعون والون سے عاریت کر لیا تہا گہنا
کہ وہ یقین جانین کہ انکو شادی منظور ہے اسواسطے نکلتے ہین شہر سے اس فرعون کے غرق ہونے نہ دیا پہر بنا نکالا انکے واسطے ایک
بچھڑا ایک دہڑ جسمین چلاتا گائی کا تہا پہر کہنے لگے یہ ہے صاحب تمہارا اور صاحب موسی کا سو وہ بھول گیا یعنے موسی ہم
بھول گیا کہ اور جگہہ گیا بہلا نہین دیکہتے کہ وہ جواب نہین دیتا انکو کسی بات کا اور اختیار نہین رکہتا انکی برے کا نہ بہلے کا انتہی ما
فی الموضح ف جب موسی فرعون کے ہلاک ہونیکے پیچھے بنی اسرائیل کو لیکر چلے تو پہونچے ایک لوگون پر کہ پوجنے مین لگ
رہے تھے اپنے بتون پر بولے اے موسی بنا دے ہمکو بہی ایک بت جیسے انکے بت ہین فرمایا تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ جس مین تباہ ہ
ہے جس کام مین لگے ہین اور غلط ہے جو کرتے ہین اور وعدہ ٹھہرایا انکے ساتھ انکے رب نے تیس راتون کا پہر انکو پورا کیا

دس سے تب پوری ہوئی اسکی رب کی مدت چالیس رات اور غرض یہ تھی کہ اتنے دن اور رات روزے رکھین اور اسکا بیان
فتون کی حدیث مین گذر چکا تو موسیٰ ؑ نے طور کیطرف جانے مین بہت جلدی کی اور بنی اسرائیل کو اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ
چھوڑا ولہذا قال وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ
لِتَرْضَىٰ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر موسیٰ کو کلام
کی خبر دی جو اسکے طور پہاڑ کیطرف جانیکے بعد بنی اسرائیل مین پیدا ہوا اور خبر دی کہ انہون نے بچھڑا پوجنا شروع کیا جسکو سامری
نے بنایا اہل کتاب کی کتابون مین ہے کہ اسکا نام بھی ہارون تھا اور اتنی مدت مین اللہ نے موسیٰ ؑ کے لیے تختون پر لکھا
جسمین توریت تھی کما قال تعالیٰ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا
بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ یعنے اور لکھ دی ہمنے اسکو تختون پر ہر چیز مین سے
سمجھوتی اور بیان ہر چیز کا سو پکڑ انکو زور سے اور کہہ اپنی قوم کو کہ پکڑے رہین انکی بہتر باتین اب مین تمکو دکھاؤنگا گھر حکم
توڑنے والون کا یعنے انلوگون کا انجام جو میری طاعت سے نکلجاتے ہین اور میرے امر کی مخالفت کرتے ہین اسف سے مراد سخت غصہ ہے
مجاہد نے اسفا کی جزعا کے ساتھ تفسیر کی یعنے گھبرانے والا اور قتادہ اور سدی نے کہا اسفا حزینا یعنے غم بھرا اپنی قوم
کی کرتوت پر جو انہون نے کیا اسکے جانیکے پیچھے اور بولا اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ میری زبان پر ایک
بھلائی کا وعدہ نہین کیا دنیا اور آخرت مین اور وعدہ نہین دیا حسن عاقبت کا اور تم اسکا مشاہدہ کر چکے کہ اسنے تمکو نصرت دی
کیا تمہارے دشمن پر اور تمکو غالب کیا ان پر اور اسکے سوا اور ہزار ہا تم پر نعمتین کین یا لمبی ہوگئی تم پر مدت جو اللہ کے وعدہ کی
انتظاری کی اور گذشتہ نعمتون کو بھول گئے اور کچھ بھی نہین ہے بلکہ تمنے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے
اسلیے تمنے میری وعدہ کا خلاف کیا بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے جواب مین بولے ہمنے خلاف نہین کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار
سے پھر بہانے پیش کرنے لگے بوجھ بہانے اور خبر دینے لگے اپنی پرہیزگاری کی کہ قبطیون کے زیور سے بچے جسکو ہم مانگ کر
لائے تھے جب مصر سے نکلے اور گذر چکا فتون کی حدیث مین کہ ہارون علیہ السلام نے انکو زیور کے پھینکنے کا گڑھے مین حکم کیا تھا جسمین
آگ تھی اور سدی کی روایت مین ابو مالک سے ہے ابن عباسؓ سے کہ ہارون نے چاہا کہ سارا زیور اس گڑھے مین اکٹھا ہو جاوے
یہانتک کہ جب موسیٰ ؑ واپس آوین تو جو چاہین اسمین کرین پھر سامری آیا اور اسنے اسپر وہ مٹھی ڈالی جسکو اثر سے لیا تھا
ہوئے جبرائیل ؑ کے پاؤن کے نیچے سے لیا تھا اور اسنے ہارون ؑ سے درخواست کی کہ اللہ سے دعا مانگین میری ملک یا مانگ قبولیت
کے لیے تو انکے لیے ہارون ؑ نے دعا مانگی اور آپ نہین جانتے تھے کہ کیا چاہتا ہے تو ہارون ؑ کی دعا قبول ہوئی بولا سامری کہ
مین مانگتا ہون یہ کہ سونا چاندی گائے کا بچھڑا بنجاوے تو وہ بچھڑا بن گیا اسکے لیے گائے کی آواز تھی اور یہ جا اسکی منظور ہوئی

استدراج اور امہال اور محنت اور خفیانا اور آزمائش کے لیے ہی ہے اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا فکذلک القی السامری
فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ہارون ع سامری پر سے گذرے اور وہ
بچھڑے کی صورت تراش رہا تھا تو آپ نے پوچھا تو کیا بنا رہا ہے وہ بولا میں بناتا ہوں وہ چیز کہ نقصان پہونچاوے اور مفید
نہو تو ہارون ع نے فرمایا اللهم اعطه ما سال علی ما فی نفسه یعنی الٰہی تو اسکو دے جو مانگتا ہے اسکی نیت کے مطابق
اور آپ چلے گئے اور سامری بولا اللهم انی اسألك ان یخور یعنی الٰہی میں مانگتا ہوں کہ یہ گائے کی آواز نکالے تو اس نے
گائے کی آواز نکالا وہ جب گائے کی طرح بولتا اسکے آگے سجدے میں گرتے اور جب (پھر) بولتا تو سر اٹھا لیتے پھر دوسرے
طریق سے روایت کیا حماد سے کہ سامری نے کہا میں بناتا ہوں وہ چیز جو فائدہ دے اور ضرر نہ دے مترجم عفا اللہ کہتا
ہے اگر یہ روایت صحیح ہے تو حماد کی روایت محفوظ ہوگی اسلیے کہ نہیں تھے ہارون ع کہ مضر غیر مفید کیلیے دعا کرتے ہاں
ممکن ہے کہ آپ نے اسکا یہ قول کہ میں بناتا ہوں مفید چیز غیر مضر سنکر دعا کی ہو اسلیے کہ آپ کو اسکی نیت بد سے آگہی نہ تھی
سدی نے کہا وہ بچھڑا گائے کا سا آواز نکالتا اور چلتا مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے بعض نے کہا وہ بچھڑا سونے کا سونا ہی کا
پر وہ خالی پیٹ بنا تھا اسمیں ہوا داخل ہوتی تو اسمیں سے گائے کی آواز کیطرح ایک آواز نکلتی قال ابن عباس پر یہ وجہ
سدید نہیں ہے کیونکہ اسی طٰہٰ میں آگے آویگا کہ موسیٰ ع نے سامری کو مخاطب کرکے فرمایا ما خطبک یا سامری یعنی اے
تیری کیا حقیقت ہے اے سامری وہ بولا بصرت بما لم یبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها
وكذلك سولت لی نفسی یعنی سامری بولا میں نے دیکھا جو سب نے نہ دیکھا پھر بھر لی ایک مٹھی اس رسول کے پاؤں کے نیچے
سے پھر میں نے وہ ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجھکو میرے جی نے اور جب اسکی صورت بچھڑے کی طرح تھی جسمیں کوئی روح نہ
تھی تو جبرائیل ع کے پاؤں کے نیچے کی مٹی سکے لینے اور اسمیں ڈالنے کا اسمیں کوئی دخل نہ تھا اور جواب میں یہ سنی
کیوں کہا ہم اتنا مانتے ہیں کہ اسکی آواز بچھڑے کیطرح تھی اور اسمیں روح تھی اور اسکا جسم تھا اور دلالت کرتا ہے اسپر
لفظ قرآن جسدا اور اسپر دلالت کرتا ہے سیوطی کا استدلال اکلیل فی استنباط التنزیل میں آیت لنحرقنه ثم الآیۃ سے
(جو وہ آیت اسی سورہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ابھی آتی ہے) حیوان کے تلف کرنے کے جائز ہونے پر تعزیراً اس مصلحت
کے واسطے جو اسکی مقتضی ہو اور اسی قبیل سے ہے جانور کا قتل کرنا جسکے ساتھ کوئی کمبخت زنا کرے کیونکہ اگر وہ بچھڑا
سونا ہی تھا تو پھر اسکے جلا دینے سے ذی روح چیز کے اتلاف کے جواز پر دلیل لینا کیونکر ٹھیک ہو سکتا ہے میں
یہ نہیں کہتا کہ یہ استنباط سیوطی کا ٹھیک ہے حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے لیکن جو بات قرین قیاس ہے اور سیاق
سباق کے مطابق ہو وہی ہے هذا ما خطر ببالی والله اعلم بحقیقة الحال اس طرح الهکم الآیۃ کے قائل

وہی گمگشتہ اور ضلال تہی جو بچہڑے کی عبادت مین مفتون ہوئے تہے اور فنسی کے معنے یہ ہین کہ موسی ؑ اپنے صاحب کو
یہان بہول گئے اور گئے ڈہونڈنے کلا هذا ما فی حدیث الفتون عن ابن عباس ؓ یہہ قال مجاهد ؓ اور سماک عکرمہ سے
انہون ابن عباس ؓ سے فنسی کی تفسیر مین روایت کیا کہ موسی تمکو یاد دلانا بہول گئے کہ یہ تمہارا صاحب ہے اور محمد بن اسحق صاحب مغازی
نے حکیم بن جبیر سے انہون سعید بن جبیر سے فقالوا هذا الهكم واله موسى کی تفسیر مین روایت کیا کہ بنی اسرائیل لگے ہوے اس
بچہڑے پر اور اس سے ایسی محبت کی کہ ویسی محبت انکی کسی چیز کے ساتہہ نہ ہتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سامری اس اسلام کو بہول گیا جس
اسلام پر وہ تہا پہر اللہ تعالیٰ نے انکے رد کے لیے اور انکی تقریع کے لیے اور انکی فضیحت و سخافت عقل کے بیان کرنیکے لیے فرمایا افلا
یرون الا یرجع الیهم قولا ولا یملک لهم ضرا ولا نفعا یعنے بہلا یہ نہین دیکہتے کہ بچہڑا جواب نہین دیتا جب
یہ اس کی مانگتے ہین اور جب اسکو مخاطب کرتے ہین اور اختیار نہین رکہتا انکے بری اور بہلے کا نہ دنیا مین اور نہ آخرت
مین پہر ابن عباس ؓ کا وہی قول نقل کیا جسکا ہمنے جواب دیا اور گذر چکا فتون کی حدیث مین حسن بصری ؓ سے کہ اس بچہڑے کا
نام بہموث تہا اور حاصل ان جہال اور ضلال کے بیان کا یہ ہے کہ انہون نے پرہیز کیا تعیین کے گننے سے اور اسکو ڈالدیا
تو چہوٹے سے گناہ سے پرہیز کیا اور کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوے جیسے صحیح حدیث مین عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انسے
ایک مرد نے عراق والون سے پوچہا مچہر کے خون سے جب کپڑے کو لگجاوے کیا اسمین نماز پڑہی جاوے یا نہ تو ابن عمر ؓ نے
کہا دیکہو عراق والون کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو مار ڈالا یعنے حضرت حسین علیہ السلام کو اور کچہہ پروا
نہ کی اور یہ پوچہتے ہین مچہر کے خون سے فتح البیان مین کہا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ان انعامات کو بیان کیا جو اسنے بنی
اسرائیل پر کیے انکے نجات دینے کے بعد انکے دشمن سے اور اس ترتیب مین کہ پہلے انجا کی نعمت کو بیان کیا پہر دینی نعمت کو پہر دنیوی
نعمت کو نہایت عمدگی ہے اور تقدیر عبارت کی اسطرح ہے کہ ہمنے فرمایا انکو انکے نجات دینے کے پیچہے یا بنی اسرائیل اور ممکن
ہے کہ یہ خطاب ان یہود کو ہو جو ہماری حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمزمان تہے کیونکہ وہ نعمتین جو آبا پر ہوتی ہین
وہ ان نعمتون مین بہی شمار کی جاتی ہین جو ابنا پر ہوتی ہین اور عدوکم مین عدو سے مراد یہان فرعون اور اسکے لشکر ہین
اور یہ انجا فرعون اور اسکے لشکرون کی ڈوبانیکے ساتہ تہا بنی اسرائیل کے سامنے جانب منصوب ہے اسلیے کہ مفعول ہے بسبب ظرفیت
کی وجہ سے منصوب نہین ہے کیونکہ طور کا جانب ایمن وہ ایک معین مکان ہے اسمین ابہام نہین ہے اور امکنہ ظرفیت پر تب
منصوب ہوتی ہین جب مبہم ہون مکی نے کہا اور یہ بات اصل ہے اسمین خلاف نہین ہے نحاس نے کہا معنے یہ ہین کہ ہمنے
موسی ؑ کو ارشاد فرمایا کہ وہ تمکو حکم کرے اپنے ساتہہ نکلنے کا تاکہ ہم اسکے ساتہہ تمہارے سامنے اور تمہاری موجودگی کیمات
مین کلام کرین اور تم ہمارا کلام سنو اور بعض نے کہا اللہ نے موسی ؑ سے وعدہ کیا فرعون کے غرق کرنیکے بعد کہ طور کے دا

جانب ادی تو وعدہ صرف موسی ؑ کے ساتھ تھا اور بنی اسرائیل وعدے کے ساتھ اسلیے مخاطب کیے گئے کہ وعدہ صرف
انہین کے لیے تھا تو یہ مجاز عقلی کی قبیل سے ہے اور وٰعدنا کا مجرد بھی پڑھا گیا ہے کیونکہ اللہ نے وعدہ صرف موسی ؑ سے کیا تھا اور
مواعدہ نہین ہوتی مگر دو کے درمیان اور ہم سورۂ بقرہ مین اس معنے کو بیان کرچکے اور ایمن جانب کی صفت ہے
اور مراد شخص کا یمین ہے کیونکہ جبل کے یمین نہین ہوتا ہے اور نہ شمال اور من کی تفسیر ترنجبین اور سلوی کی تفسیر سمانی
(بٹیر) کے ساتھ گذر چکی اور ہمنے اسکو واضح کرکے بیان کیا جسپر زیادتی متصور نہین کہا ابو السعود نے من تو وہ میٹھی
چیز کو کہتے ہین جو برف کیطرح سفید ہو یون پڑتی سے لیکر سورج چڑھنے تک انپر پڑی رہتی ایک ایک آدمی کے لیے
ایک ایک صاع اور جنوب کی ہوا بٹیرون کو ہانکا لاتی تو ہر ایک آدمی اسقدر پکڑ کر ذبح کرلیتا جو اسکو کافی ہوتا طیبات سے
مراد من طیبات ما رزقنکم مین مستلذات ہین اور بعض نے کہا طیبات سے مراد حلال ہے اس خلاف پر جو اسمین مشہور ہے اور
اللہ کا قول وما اعجلک یہ حکایت ہے اسکی جو گذرا اللہ سبحانہ اور موسی ؑ کے درمیان جب موسی ؑ میقات پر وہان گئے
اور سوال اللہ کیطرف سے ہے لیکن یہ سوال استدعاء معرفت کے لیے نہین ہے بلکہ غیر کی تعریف کے لیے ہے یا اسکی تبکیت کے
لیے یا اسکی تنبیہ کے لیے جیسے اسکو راغب نے تصریح کی اور اسکا ظاہر تو یہ ہے کہ یہ مجاز نہین ہے جیسے تلمیذ کہے مجھسے استاد
نے فلان بات دریافت کی میرا فہم جانچنے کے لیے مفسرین نے کہا مواعدہ یہ تھی کہ موسی ؑ اور ایک جماعت بنی اسرائیل
کی ستر آدمی اس میقات پر جاوین تو موسی ؑ بہ ارادہ انکے درمیان سے آگے بڑھ گئے اپنے رب کی ملاقات کی شوق کے لیے تو اللہ تعالے
نے فرمایا تجھکو کس چیز نے ابھارا جلد آنے پر یہانتک کہ تونے چھوڑا اپنی قوم کو اور تو نکل آیا انکے بیچ سے اور مراد اس جگہ
بنی اسرائیل ہین کیونکہ موسے ؑ ہارون ؑ کو کہہ آئے تھے کہ میرے پیچھے پیچھے انکو لیے آنا اور آملنا مناجات کی مکان پر تو موسی ؑ نے اسکا
جواب دیا اور عرض کی کہ یہ میری قوم میرے پیچھے ہین یعنے میرے نزدیک ہی آرہے ہین میرے اور انکے درمیان چندان مسافت
نہین ہے ابھی پہونچتے ہین اور بعض نے کہا موسی ؑ کی غرض یہ نہ تھی کہ وہ میرے پیچھے آرہے ہین بلکہ انکا ارادہ یہ تھا
کہ وہ یہان نزدیک ہی اترے ہوئے ہین میرے عود اور لوٹ کر جانیکے منتظر ہین تو متیم اولی کو مقصور پڑھتے ہین اور اہل
حجاز ممدود قاری عیسی ابن عمر اور اثر مین دو قراءتین ہین بکسر ہمزہ اور اسکا تا اور مفتوح دونوں اور اس آیت مین دلیل ہے
اجتہاد کے جائز ہونے پر اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین عمرو بن میمون کی طریق
سے انکی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارون مین سے ایک آدمی نکالا کہ موسی ؑ نے اپنے رب کیطرف (جانے مین)
جلدی کی تو عرش کے سایہ مین ایک مرد دیکھا اور حیران ہوئے اور پوچھا یہ کون ہے اے میرے مالک فرمایا یہ تو مین نے
بتلاؤ نگا کہ یہ کون ہے مین خبر دونگا تجھکو ان تین چیزون کی جو اسمین ہین یہ شخص حسد نہ کرتا تھا لوگون سے اسپر جو

دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے اور لیتے ان باپ کی نافرمانی نہیں کرتا تہا اور نہیں چلتا تہا چغلی لیکر سامری اس قوم
سے تہا جو گائے کو پوجتے اور اصل ہا بنی اسرائیل کے دین میں ظاہر اور شکل میں تہا جو تہا گائے کی عبادت سے
اور تہا اس قبیلہ سے جو سامرہ کے نام پر مشہور تہا اور بعض نے کہا وہ قبیلہ قبط سے تہا اور بعض نے کہا وہ علج تہا کرمان
کے علوج سے گیا مصر کو اور ساتھ موسی کی ہو گیا ہمیشہ میں اور ایمان لایا اسکے ساتھ اور سکا نام موسی بن ظفر تہا اور تہا یہ منافق
تو بولا ان لوگوں کے لیے جا سکے ساتھ بنی اسرائیل میں سے تہے ہم پیچھے رہ گئے موسیٰ کے ہم عہد سے جو تمہارے
اور اسکے درمیان ہے اسلیے کہ تمہارے ساتھ (قبطیوں کا) زیور تہا اور وہ تم پر حرام ہے اور انکو حکم کیا زیور کے آگ میں
پھینکنے کا اور ہوا ایک پھر سیکہا سے جو ہوا اور بعض نے کہا موسیٰ کا لوٹنا اور رجوع کرنا اپنی قوم کی طرف چالیس دن کے پورا کرنیکے
بعد تہا ذیقعد اور ذی حجہ کے دس دن اور توریت لینے کے بعد اور مروی ہے کہ جب موسیٰ اپنی قوم کیطرف لوٹے تو آپ
نے چلانے اور چینخ کی آواز سنی اور وہ بچہڑے کے گرد ناچ رہے تہے تو آپ ہی ان ستر آدمیوں کو جو آپکے ساتھ تہے یہ فتنہ
(رقص) کی آواز ہے (جسکی خبر مجہکو اللہ نے دی) امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں امام ابوبکر بن طرطوسی سے نقل کیا کہ وہ
پوچھے گئے ایسے لوگوں سے جو اکٹھے ہوتے ہیں اور یاد کرتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کو پہر مارتے
ہیں لکڑی طبل وغیرہ پر اور بعض ان میں سے اٹہکر ناچتے ہیں اور (ناچ ناچ کر) وجد میں آجاتے ہیں اور بیہوش
ہو کر گرتے ہیں اور پہر وہان کہانا وغیرہ تیار کرتے ہیں کیا ایسی مجلس میں حاضر ہونا جائز ہے یا نہیں تو انہوں نے سائل
کو جواب دیا اللہ تجہپر مہربانی کرے صوفیہ کا مذہب بطالت اور جہالت اور ضلالت ہے اور نہیں ہے اسلام مگر اللہ کی کتاب
اور اسکے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی سنت اور رہا ناچنا اور وجد تو پہلے اسکو نکالا سامری کے یاروں نے جب انکو بچہڑا بنا دیا
تو وہ اٹہکر اسکے گرد ناچتے تہے اور وجد میں آتے تہے تو یہ کفار کا دین ہے اور بچہڑے کے عابدوں کا اور رہا طبل بجانا تو
پہلے اسکو زندیقوں نے نکالا تاکہ اسکے ساتہ اللہ کی کتاب سے روکیں اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس اپنے
اصحاب کے ساتہ تو ایسی ہوتی تہی گویا انکے سروں پر جانور بیٹہے ہوتے وقار کی وجہ سے تو بادشاہ اسلام اور حاکمان
اسلام کو یہ چاہیے کہ مسلمانوں کو ایسی مجلسوں میں حاضر ہونے سے روکیں وہ مجلسیں مسجدوں میں قائم ہوں یا
غیر مسجدوں میں اور کسی شخص کو حلال نہیں ہے جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ ایسے لوگوں کے ساتہ
حاضر ہووے اور انکی مدد کرے انکے باطل پر اور یہی مذہب ہے امام مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد بن حنبل وغیرہم
کا اماموں مسلمین سے انتہے اور یوسف کی تفسیر میں وہی دو قول بیان کیے جو ابن کثیر سے منقول ہوئے اور کہا کہ اس لفظ
کی تفسیر پوری سورۂ اعراف میں گذر چکی استفہام الم یعدکم میں انکار و توبیخ کے لیے ہے اور وعدہ حسن وہ انکے ساتہ

کرتا ہے جنت کا جبتک اسکی فرمانبرداری پر قائم رہین اور بعض نے کہا انکے ساتہہ یہ وعدہ کیا تہا کہ انکو سناوینگے اپنی
کلام توریت مین موسی ؑ کی زبان پر تو کہ وہ اسپر عمل کرین جو اسمین ہے پہر مستحق ہون اپنے کامون کے جزا کے اور توریت
مین ایک ہزار سورت تہی اور ہر ایک سورة ایک ایک ہزار آیت کی تہی ان اسفار کو ستر اونٹ اوٹہاتے تہے اور اس سے
کوئی عمدہ وعدہ نہین ہے قالہ النسفی فی المدارک اور بعض نے انکے ساتہہ وعدہ کیا نصر اور ظفر کا اور بعض نے
کہا وہ عدہ الله سبحانہ کا یہ قول ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ الآیۃ اور قوم کی زینت کو اوزار کہا اسلیے کہ وہ انکو حلال نہ تہے
اور غنیمتین انکی شریعت مین انکے لیے حلال نہ تہین اور اوزار اصل مین اثقال کو کہتے ہین جیسے اسکی لغت والو
نے تصریح کی ہے اور مراد زینت سے سونا گہنا ہے پہر ہمنے اسکو پہینکدیا تو کہ ہم اسکے بوجہہ اور وبال سے نجات پاوین
اور بعض نے کہا ہمنے وہ گہنا سامری کو دیدیا تا کہ اسکے پاس رہے موسے ؑ کے آنے تک پہر پاکر اسمین جو چاہین
رای قائم کرین بعض نے کہا سامری نے لالا انکے لیے جب قوم نے موسے ؑ کے آنیکی بابت پوچہا وہ کیون نہین آئے کہا وہ اسلیے نہین
آیا کہ تمہارے پاس بیگانہ گہنا ہے تو انہون نے اسکو اکٹہا کیا اور اسکو دیدیا اور اسنے اسکو آگ مین پہینکدیا اور انکے
لیے ایک بچہڑا تیار کیا پہر اسپر وہ مٹہی پہینکی جو جبرائیل کے پاؤن کے نیچے سے لی تہی بارع مین کہا ہے کہ جسد کا اطلاق
حیوان عاقل کے سوا کسی چیز پر نہین آتا اور حیوان عاقل وہ انسان ہین اور ملائکہ اور جن اور نہین کہا جاتا حیوان عاقل
کے غیر کے لیے جسد مگر زعفران کیلیے اور خون کے لیے جب خشک ہوجاوے الفنی کے وہی دو معنے بیان کیے
جو ابن کثیر سے منقول ہوئے معنے اول کو ابن عباس ؓ کیطرف منسوب کیا اور ثانی کو ابن الاعرابی کیطرف وَلَقَدْ
قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝
قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ اور کہا تہا انکو ہارون نے پہلے سے اے قوم اور
کچہہ نہین تمکو بہکا دیا ہے اس سے اور تمہارا رب رحمن ہے سو میری راہ چلو اور مانو بات میری بولے ہم رہین گے اسی پر جمے بیٹہے جب تک
پہر آوے ہمپر موسیٰ ؑ ف سوا اسکے کہ جانیکے بعد جو ہارون نے انکو بچہڑے کی عبادت سے منع کیا اس سے الله
سبحانہ خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے انکو کہا یہ تو تمہارے لیے جانچ اور آزمایش ہے اور تمہارا رب رحمان ہے جسنے
بنائی ہر چیز پہر ٹہیک کیا اسکو اب کر مالک تخت کا بڑے شان کا الله ایسا ہے جو چاہے سو میری راہ چلو اور مانو
میری بات یعنے جس چیز کا مین تمکو حکم کرون اسکو کرو اور جس چیز سے روکون اس سے رکو وہ بولے ہم تو اسی پر جمے رہینگے
بیٹہے یہانتک کہ ہمارے پاس پہر کر موسے ؑ آوین اور ہم انکی بات پوچہین نہین چہوڑینگے یہانتک کہ ہم موسے ؑ کی بات سنلین
حق ہی مین ہے انہون نے مخالفت کی اسمین ہارون کی اور محاربہ کیا اس سے اور قریب تہے کہ اسکو مار ڈالین قوم البیان

مین کہا ہے کہ لام لقد مین قسم کا توطیہ ہے اور اس جملہ مین پہلے جملہ کی تاکید ہے جسمین انپر بچہڑے کی پوجا کا انکار ہے اور غرض یہ ہے کہ انکو موسی علیہ السلام کے آنے سے پہلے ہارون ع نصیحت کر چکے تہے اور کہہ چکے تہے ای بنی اسرائیل تم فتنہ مین پڑ گئے بسبب جاہرنے بچہڑے کی اور آزمائے گئے اسکے ساتہہ اور بیشک تمہے سیدہا راہ اور حصر کے معنے جو کلمہ انما سے مستفاد ہوتے ہین وہ یہ ہین کہ بچہڑا انکے فتنہ کا سبب ہوا نہ انکی ہدایت کا اور یہ معنی نہین ہین کہ وہ بچہڑے ہی کے ساتہہ مفتون ہوئے نہ اسکے سوا کسی اور چیز کے ساتہہ اور ان ربکم الرحمن مین رحمن کے اسم کو خاص کیا اس بات پر تنبیہ کے لیے کہ جب توبہ کرینگے اللہ انکی توبہ قبول فرماویگا کیونکہ وہی رحمن ہے اور اسکی مہربانی سے ہی یہ کہ انکو خلاص کیا اور نجات دی فرعون کی آفتون سے اور فاتبعونی کے یہ معنے ہین کہ تم میری اللہ کی پوجا مین اتباع کرو اور سامری کی اسکی حکم کرنے مین تمکو بچہڑے کی پوجا کے ساتہہ تابعداری نکرو اور میرے امر کی اطاعت کرو نہ اسکے امر کی انہون نے جواب دیا جو جواب دیا تو اسوقت برکنار ہوئے انسے ہارون ع بارہ ہزار نفر مین جو سامری کے کام سے منکر تہے حاکم نے نکالا اور اسکو صحیح کہا حضرت علی ع سے کہ جب موسی تنہا اپنے رب کیطرف جانیمین جلدی کی تو سامری نے قصد کر کے بنی اسرائیل کے پاس جتنا زیور تہا کہٹا کیا اسکا بچہڑا بنایا پہر اسکے پیٹ مین اسی مٹی کو ڈالا (جسکو انہون نے جبرئیل ع کے پاؤن کے نیچے سے اٹہایا) تو وہ بچہڑا بنگیا ایک دہڑ جسکی گائی کی آواز تہی اور کہا انکو سامری نے یہ تمہارا صاحب اور موسی کا صاحب تو کہا انکو ہارون نے ای قوم تمکو وعدہ نہ دیا تہا تمہارے رب نے اچہا وعدہ جب موسی ع لوٹے تو انہون نے پکڑا اپنے بہائی کا گلے کہینچہ اسکو اپنی طرف تو انکو جواب دیا ہرون ع نے جو جواب دیا پہر موسی ع نے سامری کو کہا اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری تو اسنے کہا مینے پہر لی تہی ایک مٹہی رسول کے پاؤن کے نیچے سے اور اسی طرح مصلحت دی تہی میرے جی نے اور موسی ع نے بچہڑے کا قصد کیا تو آگ کو موسی ع نے جلا دیا اور وہ نہر کے کنارے پر رکہا تہا پہر جس جس شخص نے بچہڑے کی پوجاریون سے اس مین سے پانی پیا اسکا منہ سونیکی طرح زرد ہوگیا اور بولے موسی ع کے لیے ہماری کیا توبہ ہے کہا مار ڈالے تمہارا بعض بعض کو اور انہون نے لین چہریان (اور شروع ہوئی ایک دوسرے کو مارنے) تو مارنے لگا اپنے بہائی اور باپ اور بیٹے کو اور پروا نہ کرتے تہے کہ ہم کسکو مارتے ہین یہانتک کہ مقتول ہوئے انسے ستر ہزار آدمی اور اللہ نے وحی کی موسی ع کیطرف کہ انکو حکم کر اٹہالین اپنے ہاتہ مینے معاف کردیا انکو جو مارے گئے اور جو مینے توبہ قبول کی انکی جو باقی ہین اور اس قصہ کی بہت حکایتین ہین کہا امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہ ہارون ع نے اس وعظ مین (جو انہون نے اپنی قوم کو کیا) احسن وجہ اختیار کیا اور اس نصیحت مین کیا عمدہ مسلک ہے کیونکہ آپ نے انکو ڈانٹا اور رد کا باطل سے پہلے اپنے قول انما فتنتم بہ کے ساتہہ یعنے ای قوم تم اسکے ساتہ آزمائے گئے اور انکو بلایا اللہ کی معرفت کی طرف دوسرے بار اپنے قول وان ربکم "الرحمن" کے ساتہہ پہر

تیسری بار انکو بلایا معرفت نبوت کیطرف اپنے قول فاتبعونی کے ساتھ پھر انکو بلایا چوتھی بار شریعت کے احکام کیطرف اپنے
قول واطیعوا امری کے ساتھ لیکن یہی ترتیب جید اور عمدہ ہے کیونکہ ہر چیز کے پہلے ازالہ شبہات کا ضروری ہے پھر اللہ کی معرفت
کیونکہ یہی اصل ہے پھر نبوت کی معرفت پھر شریعت کی معرفت پھر انہوں نے اپنی جہالت سے اس جید ترتیب کا مقابلہ کیا تقلید اور
اور جمود کے ساتھ اور یہ ہے لن نبرح علیه الآیہ گویا انہوں نے کہا ہم نہیں مانتے تیری حجت پھر ہم تو قبول کرینگے موسیٰ
کا قول اور یہی عادت ہے مقلدین کی انتہی ما فی الکبیر قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۙ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ کہا موسیٰؑ نے اے ہارون تجھکو کیا اٹکاؤ تھا جب دیکھا تو نے کہ وہ بہکے تو میرے پیچھے نہ آیا
کیا تو نے رد کیا میرا حکم وہ بولا اے میری ماں کے جنے نہ پکڑ میری ڈاڑھی نہ سر میں ڈرا تو کہیگا پھوٹ ڈالدی تو نے
بنی اسرائیل میں اور یاد نہ رکھی میری بات **ف** جاتے وقت موسیٰؑ ہارونؑ کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو
اسواسطے انہوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا وضح ہے انتہی ما قال فی الموضح حافظ ابن کثیر
نے کہا اللہ سبحانہ موسیٰؑ کی خبر دیتا ہے کہ جب وہ اپنے لوگوں کیطرف لوٹ کر آئے تو انہوں نے ایک امر عظیم انمیں حادث ہوا
ہوا دیکھا تو آپ اسوقت غضب سے بھر گئے اور الواح الہیہ (جنمیں توریت مکتوب تھی) اپنے ہاتھ سے ڈالدیں اور اپنے
بھائی (ہارونؑ) کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے بھائی کا سر پکڑ کر اسلیے کھینچا کہ کہیں انہوں نے بھی منکرین تقصیر
نہ کی ہو ہارونؑ نے جواب میں ماں کا بیٹا اسلیے کہا کہ زیادہ رقت و نفع دیوے ورنہ موسیٰؑ ہارونؑ کے حقیقی بھائی ایک
ہی ماں باپ سے تھے نہ فقط ماں کیطرف سے جب موسیٰؑ کو برات ساحت ہارونؑ متحقق ہو گئی اسوقت موسیٰؑ نے یہ دعا کی
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ یعنے اے رب معاف کر مجھکو اور میرے
بھائی کو اور داخل کر اپنے رحم میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے ابن عباسؓ نے کہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہے يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَيْسَ الْمُعَايِنُ كَالْمُخْبَرِ اَخْبَرَهُ رَبُّهٗ عَزَّ وَجَلَّ اَنَّ قَوْمَهٗ فُتِنُوْا فَلَمْ يُلْقِ
الْاَلْوَاحَ فَلَمَّا رَاٰهُمْ وَعَايَنَهُمْ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ یعنے اللہ موسیٰؑ پہ رحم کرے خبر چشم دید کی مثل نہیں ہوتی ہے
(دیکھو) موسیٰؑ کو اسکے رب عز وجل نے خبر دی کہ تیری قوم تیرے پیچھے آزمائی گئی تو آپ نے (توریت کی) تختیاں
نہیں پھینکیں جب انکو دیکھا اور انکا معاینہ کیا تو تختیاں ڈالدیں رواہ ابن ابی حاتم اور اپنے بھائی ہارون کو ملامت
کرنے لگے اور فرمایا ما منعک الآیۃ یعنے تو نے پہلی ہی مجھے کیوں آکر خبر نہ دی کیا تو نے میرے قول کو رد کیا جو میں کہہ گیا تھا
اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ یعنے میرا خلیفہ رہ میری قوم میں اور سنوار اور نہ چل

بگاڑنے والون کی راہ تو انہون کہا یا ابن ام آخر تک اسپر اپنی کلام گندی یہ ہارون نے موسیٰ کے آگے عذر کیا اپنے تاخر کے سبب مین انکے جب انکو پیچھے سے جا کر نے ملے اور انکو اس خطب جسیم سے خبر دی فرمایا مین ڈرا کہین مین آپکے پاس آکر اس امر کی خبر دیتا اور آپ فرماتے میرے لیے تونے انکو کیون چھوڑ دیا اکیلے اور پہوٹ ڈال آیا تو ان مین اور تو نے میری نصیحت اور بات کا لحاظ نہ کیا اسلیے کہ مین تجھکو ان مین خلیفہ کر آیا تہا ابن عباس رض نے کہا ہارون موسیٰ ع سے ڈرتے تہے اور انکے مطیع تہے فتح البیان مین کہا ہے یہ جملہ مستانفہ ہے اور معنی یہ ہین کہ جب موسیٰ ع انکے پاس پہنچے تو آپنے بہائی کے سر کے بال پکڑ لیے اور انکی ڈاڑہی اور فرمایا کسنے روکا تجھکو میرے پیچھے آنے سے اور میرے ساتھ لاحق ہونیسے جب یہ لوگ ایسی ضلالت اور شقاوت مین واقع ہوئے اور اس فتنہ مین داخل ہوئے اور بعض نے کہا تجھکو کسنے روکا میرے اتباع سے انکار کرنے مین انپر اور بعض نے کہا اسکے معنے یہ ہین تونے کیون انسے مقاتلہ کیا جب تو جانتا تہا کہ اگر مین انکے درمیان ہوتا تو مین انکے ساتھ مقاتلہ کرتا اور بعض نے کہا معنے یہ ہین تونے کیون نہ انسے جدائی کی مراد پکڑنے سر کی یہ ہے کہ سر اور ڈاڑہی کے بال پکڑے شدت غضب سے نہ بطور اہانت کے ابن الانباری نے کہا موسیٰ ع نے ہارون ع کے سر کیطرف ہاتھ بڑہایا نہایت غصہ سے اور یہ کام ہارون ع کے ساتھ اسلیے کیا کہ انہون نے سامری پر انکار نہ کیا اور اس فعل منکر کو بنی اسرائیل سے کس لیے دور نہ کیا ہارون ع نے اپنا عذر ظاہر کیا لفظ ابن ام سنا کر کیونکہ یہ کلمہ لین اور رفق و عطف کا ہے اسلیے کہ ماں کا حق بڑا ہوتا ہے اور وہ زیادہ تر حقدار مراعات کی ہوتی ہے اس لیے کہ ان نے بہت سی مخاوف و شدائد کا انکے لیے بوجھ اٹھایا کہتے ہین یہ دونو بہی تہین زجاج نے کہا کہتے ہین ہارون موسیٰ کے بہائی ماں کی طرف سے انکے تہے نہ طرف سے باپ کے لیکن جناب ابو الطیب نے اس قول کو رد کیا اور ام کی ذکر کی وجہ جو بیان کی جو ابن کثیر سے منقول ہوئی اور کہا ام کا لفظ اس لیے استعمال نہین کیا کہ وہ انکے مادری ہی بہائی تہے باپ کیطرف سے نہ تہے جیسے زجاج نے کہا بلکہ حق بات یہ ہے کہ ہارون سگے شقیق (حقیقی بہائی) تہے اور موسیٰ نے ہارون ع کی ڈاڑہی کو بائین ہاتہ سے پکڑا تہا اور سر کو داہنے ہاتہ سے پہر موسیٰ ع نے اپنے بہائی سے کلام کو ترک کیا اور وہ مخاطب ہوئے سامری سے کما قال

تعالیٰ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَ

كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا

لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری بولا مین نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا پہر بہر لی مینے ایک مٹہی پاؤن کے نیچے سے اس بہیجے ہوئے کے

پھر بیٹھے رہی ڈالدی اور یہی مصلحت دی مجھکو میرے جی نے کہا موسیٰ نے چل تجھکو زندگی مین یا سنا ہے کہ کہا کر نہ چھیڑو اور
تجھکو ایک وعدہ ہی وہ تجھسے خلاف ہوگا اور دیکھ اپنے ٹھاکر کو جسپر سارے دن لگا بیٹھا تھا ہم اسکو جلا دینگے پھر بکھیر دینگے
دریا مین ماثرا کر تمہارا صاحب وہی اللہ ہی جسکے سوا بندگی نہین کسی کی سب چیز سما گئی ہے اُسکی خبر مین جسوقت
بنی اسرائیل بیٹھے دریا مین علم تھی پیچھے فرعون ساتھ فوج کے بیٹھا جبرئیل ع بیچ مین ہوگئے کہ انکو ان تک نہ ملنے دین سامری
نے جانا کہ یہ جبرئیل ع ہین انکے پاؤن کے نیچے سے مٹھی اُٹھالی وہی اب سونیکے بچھڑے مین ڈالدی سونا تھا کافرون کا
مال لیا ہوا فریب سے اس مین . مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل ملکر کرشمہ پیدا ہوا کہ رونق جاندار کی اور آواز اسمین
ہوگئی ایسی چیزون سے بہت بچنا چاہیئے اسی سے بت پرستی پہنچتی ہے اور سامری کو دنیا مین یہ سزا ملی کہ وہ لشکر بنی
اسرائیل سے باہر الگ رہتا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دونوکو تپ چڑھتی اس مارے لوگون کو دور دور کرتا
اور ایک وعدہ ہی کہ خلاف نہ ہوگا شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہود مین اسی کا فساد پورا
کریگا جیسے ہمارے پیغمبر ع مال بانٹتے تھے ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اسکی جنس کے لوگ نکلینگے وہ خارج
نکلے کہ اپنے پیشواؤن پر لگے اعتراض پکڑنے جو کوئی دین کے پیشواؤن پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہی انتہی ما قال
الموضح حافظ ابن کثیر نے کہا موسیٰ ع نے سامری سے پوچھا تھا کہ کونسی چیز حامل ہوئی تیری اس کام پر اور کیا چیز
آیا تجھکو یہانتک کہ تو نے کیا جو کیا محمد بن اسحٰق نے حکیم بن جبیر سے روایت کیا اُسنے سعید بن جبیر سے اُسنے ابن عباس رض
کہ سامری ایک مرد تھا باجرو ملک کے اہل سے اور تھا ان لوگون سے جو گائے پوجتے تھے اور گائے کی پوجا کی محبت اسکی
دلمین جمی ہوئی تھی اور اسنے بنی اسرائیل کے آگے اسلام ظاہر کیا ہوا تھا اور نام اسکا موسیٰ بن ظفر تھا اور ابن عباس رض سے ایک
روایت مین ہی کہ وہ کرمان سے تھا قتادہ نے کہا سامری اس گاؤن مین سے تھا جسکو سامرہ کہتے تھے کہنے لگا مینے دیکھا
جبرئیل کو جب وہ آیا فرعون کے ہلاک کرنیکے واسطے اور مینے اسکے گھوڑے کے پاؤن کے نیچے سے ایک مٹھی بھر لی هٰذَا
هُوَ الْمَشْهُوْرُ عِنْدَ كَثِيْرٍ مِّنَ الْمُفَسِّرِيْنَ اَوْ اَكْثَرِهِمْ علی رضی کہتے ہین کہ جبرئیل ع جب اترے تو موسیٰ ع کو آسمان پر
چڑھا لیگئے اور لوگون کے سوا سامری نے یہ ماجرا دیکھ لیا اور اُسنے بھر لی مٹھی گھوڑے کے پاؤن کے نیچے سے کہا اور لیا
لیا جبرئیل ع نے موسیٰ کو اپنے پیچھے یہانتک کہ جب باب سماء کے قریب پہنچے اور چڑھ گئے اللہ تعالیٰ نے الواح کو لکھا اور موسیٰ قلمون کے لکھنے
کی آواز الواح مین سنتے تھے جب اللہ نے خبر دی موسیٰ کو کہ تیری قوم تیرے پیچھے فتنہ مین پھنس گئے تو موسیٰ اترے اور بچھڑے
کو پکڑ کر جلا دیا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَقَالَ غَرِیْبٌ مجاہد نے کہا اثر رسول سے مراد جبرئیل کے فرس کے حافر کا تحت
ہے اور قبضہ سے مراد ملا کف ہے اور قبض اصابع کے اطراف کے ساتھ ہوتا ہے مجاہد نے کہا سامری نے ڈالدیا جو کچھ

اسکے اندر مین تہا بنی اسرائیل کے گہنے پر پہر وہ بنگیا بچہڑا ایک دہڑ اسکی آواز گائے کی اور زمین ہی کے سبب جو اسمین جاتی
تہی مگر کہتے ہین سامری نے تعجب دیکہا جبرئیل کو تو اسکے دل مین یہ بات آئی کہ اگر تو اسکے گہوڑے کے پاؤن کے نیچے سے
ایک مٹہی بہر لیگا اور اسکو کسی چیز مین ڈالکر کہے گا کن تو وہ ہو جاویگی تو اُسنے جبرئیل ؑ کے گہوڑے کے پاؤن کے نیچے سے ایک
مٹہی بہر لی تو اسکا ہاتہ مٹہی پر خشک ہو گیا جب موسیٰ ؑ میقات کو لیے گئے اور بنی اسرائیل کے پاس مستعار گہنا تہا جو انہون
نے فرعون کے لوگون سے لیا تہا تو سامری بولا جو آفت پہنچی ہے تمکو اس گہنے کی وجہ سے پہنچی ہے تو اسکو اکٹہا کرو انہون نے
اسکو اکٹہا کیا اور اسپر آگ جلائی تو وہ زیور گل گیا اور اسکو سامری نے دیکہا اور اسکے دل مین آیا کہ اگر تو اس قبضہ کو اسپر ڈالدیگا تو
جو کہیگا بنجاویگا تو اُسنے مٹی پہینکدی اور بولا ہو جا بچہڑا ایک دہڑ گائی کی آواز والا) تو وہ ہو گیا اور بولا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ
وَاِلٰهُ مُوْسٰى ؑ اور اسی لیے وہ بولا فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ اور لامساس کے یہ معنے ہین کہ جیسے کہ تونے
رسول کے اثر سے قبضہ اوٹہا لیا جسکا اوٹہانا تجہکو لائق و سزاوار نہ تہا اب تیری سزا دنیا مین یہی ہے کہ تو کہا کر لامساس یعنے
نہ لوگ تجہکو ہاتہ لگاوین اور نہ تو انکو ہاتہ لگاوے اور تیرا ایک وعدہ ہے یعنے قیامت کا دن جس سے تو کسی طرح گریز نہین کر
سکتا اور قتادہ کا یہ قول ہے کہ تیری سزا یہ ہے کہ تو یہ قول کہا کریگا اور جو لوگ اسکی نسل سے باقی ہین وہ آج دن تک کہتے
ہین لامساس حسن اور قتادہ اور ابو نہیک نے لن تخلفہ کی تفسیر مین کہا لَنْ تَغِيْبَ عَنْهُ اور عکوف علی العمل سے مراد اسکی
عبادت پر قیام ہے ضحاک نے ابن عباسؓ و سدی سے روایت کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اسکو ریتی سے گہسایا اور اسکو
آگ مین ڈالدیا اور قتادہ کا یہ قول ہے وہ عجل سونے سے لحم اور دم بنگیا تہا تو آپ نے اسکو آگ سے جلادیا پہر اسکی راکہہ کو دریا
مین پہینکدیا ہٰذَا قَالَ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا علی مرتضیٰ ؓ سے مروی ہے کہ جب موسیٰ ؑ نے
اپنے رب کے پاس جانے مین جلدی کی تو سامری نے قصد کر کر بنی اسرائیل کی عورتون کا زیور اکٹہا کیا اور اسکو بچہڑے کی صورت
بنادیا کہا پہر موسیٰ ؑ نے اسپر ریتیان رکہکر اسکو پارہ پارہ کر دیا اور وہ نہر کے کنارے پر تہا تو کسی شخص نے جو اوس دین عجل
سے اس نہر سے پانی نہین پیا مگر سونیکی طرح اسکا منہ زرد ہو گیا اور بولے موسیٰ ؑ کے لیے ہماری توبہ کیا ہے فرمایا تمہارا
بعض بعض کو مار ڈالے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَهٰكَذَا قَالَ السُّدِّيُّ وَتَقَدَّمَ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ فِيْ
حَدِيْثِ الْفُتُوْنِ بَسْطُ ذٰلِكَ اور یہ جو موسیٰ ؑ نے فرمایا انما الٰهکم اللہ الذی لا الٰہ الا ہو وسع کل شیء علما اس سے انکی غرض
یہ تہی کہ یہ بچہڑا تمہارا معبود نہین ہے تمہارا معبود برحق تو وہ اللہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہین ہے کیونکہ ہر چیز اسی کی
محتاج ہے اور اسکی غلام ہے (کما قال تعالیٰ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ یعنے بلکہ اسکا مال ہے
جو کچہہ ہے آسمان اور زمین مین سب اسکے آگے ادب سے ہین اور فرمایا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا

یعنے کوئی نہیں آسمان و زمین میں جو نہ آوے رحمان کا بندہ ہو کر) اور علما دس کل نے علما مین منصوب ہے تمیزیت پر
یعنے وہ ہر چیز سے خبردار ہے کما قال تعالیٰ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ
عِلْمًا یعنے تا تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کی خبر میں سمائی ہے ہر چیز کی اور جیسے فرمایا وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی
كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا یعنے اور قابو میں کیا اللہ نے جو انکے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی اور جیسے فرمایا وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ
الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ
الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنے اسی کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں انکو نہیں جانتا اسکے سوا
اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا جو وہ نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں
میں اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب میں (یعنے لوح محفوظ میں) اور جیسے فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ
اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنے اور کوئی نہیں پاؤں چلنے والا زمین
پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی اور جانتا ہے جہاں ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب موجود ہے کھلی کتاب میں اور جیسے
فرمایا وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ
تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنے اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہ کرتے ہو تم لوگ
کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تم پر جب تم لگتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین میں نہ آسمان
میں نہ اس سے چھوٹا نہ اس سے بڑا جو نہیں کھلی کتاب میں اور اس باب میں بہت آیات ہیں انتہے الی تفسیر ابن کثیر ونحوہ
میں کہا ہے کہ سامری نے جواب دیا میں نے دیکھا جو انہوں نے نہ دیکھا اور میں نے جانا جو انہوں نے نہ جانا اور دیکھا میں نے جب ہلاک لشکر فرعون میں
آیا اور اسکی غرض یہ تھی کہ اُسنے دیکھا جبرائیل کو فرس حیات پر تو اسکے ذہن میں یہ آیا کہ فرس حیات کے پاؤں کے
نیچے سے ایک مٹھی بھر لی اور جس چیز پر اُسکا پاؤں پڑتا وہ زندہ ہو جاتی تسویل سے مراد تزیین ہے قال الاخفش
بعض نے کہا اسکی تفسیر میں حَدَّثَتْنِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَفْعَلَهٗ فَفَعَلْتُهٗ اِتِّبَاعًا لِلْهَوٰی وَهُوَ اِعْتِرَافٌ بِالْخَطَاءِ
وَالتَّقْلِیْدُ یعنے میرے دل میں خیال آیا کہ میں یہ کام کروں تو میں نے یہ کام کیا اپنی ہوا کے اتباع کے لیے اس میں اپنی
خطا کا اقرار ہے اور معذرت بیان کرتا ہے اور معنے لا مساس کے لا تمسنی ہیں یعنے تو لوگوں کو کہتا پھرے گا میرے
پاس نہ آؤ اور یہ مشتق اور ماخوذ ہے مماسۃ سے یعنی نہ کوئی مجھکو ہاتھ لگا دیگا اور نہ تو کسی کو ہاتھ لگا دے گا اور یہ
تیرا ہاتھ نہ لگانا لوگوں کو اور لوگوں کا ہاتھ نہ لگانا تجھکو بسبب اختیار نہ ہوگا بلکہ اضطرار کی وجہ سے جو اسکی طرف سے

دائمی ہوگا اور یہ اسلیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے موسی ع کو حکم دیا کہ سامری کو اپنی قوم سے نکال دیں اور بنی اسرائیل کو حکم
کیا کہ وہ سامری کے ساتھ مخالطت نہ کریں اور نہ اسکے پاس جاویں اور نہ اسکے ساتھ بات کریں اسکی سزا کے لیے اور اس سے بڑھ کر
کوئی چیز وحشت نہیں ہے دنیا مین اور نہ اعظم اور مشہور ہے کہ اسکی نسل مین آج دن تک یہ حالت موجود ہے بعض نے کہا جب
اسکو موسی ع نے فرمایا تو کہا کریگا لا مساس تو وہ بھاگ گیا اور پھرتا تھا جنگل مین درندون اور وحشیون کے ساتھ
اور کسی شخص کو نہ پایا جسکو ہاتھ لگادے یہانتک کہ وہ ہوگیا اس شخص کیطرح جو کہتا پھرتا ہے لا مساس اسکے دور رہنے کے لیے
لوگون سے اور لوگون کے دور رہنے کے لیے اس سے جوہری نے صحاح مین کہا اور اہل عرب کا قول لا مساس قطام کیطرح
تو وہ کسرہ پر مبنی ہے کیونکہ وہ مصدر سے معدول ہے اور مساس کے معنے مین مس کے ہین اور لا مساس مین مساس ماس کا مصدر
ہے یعنے باب مفاعلہ کا جیسے قتال قاتل کا اور باب مفاعلہ مشارکت کو چاہتا ہے اور مبنی ہے لا جنسیہ کے ساتھ اور مراد اس
سے نہی ہے اے لا تمسنی ولا امسک یعنے نہ تو مجھے ہاتھ لگا اور نہ مین تجھے مس کرون اور لا مساس کے معنے مین جو کہا گیا
ہے اسکی تین وجہین ہین پہلی وجہ سامری پر حرام ہوئی مماست لوگون کی اور جب اسکو کوئی شخص چھوتا تو ماس اور ممسوس دونو
کو تپ ہو جاتا اسی واسطے سامری جب کسی کو دیکھ لیتا تو پہلے ہی سے چلانے لگتا کہ لا مساس یعنے مجھے ہاتھ نہ لگانا اور دوسری
وجہ یہ ہے کہ لوگون کو منع کیا گیا تھا سامری کی مخالطت سے اور اسپر اعتراض ہوا ہے کہ جب آدمی مہجور ہو جاتا ہے تو وہ شخص
لا مساس نہین کہتا بلکہ اسکو لوگ کہتے ہین لا مساس اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد حکایت ہے یعنے کر دیا مینے تجھکو اے سامری
ایسا کہ اگر تو اپنے حال سے خبر دیا جاوے تو تو کہے لا مساس تیسری وجہ یہ ہے کہ اس سے مراد اسکی نسل کا منقطع ہونا ہے
اور غرض یہ ہے کہ اسکو خبر دیگی کہ تو عورت پر قابو نہ پاویگا اور نہ اسکو چھو سکے گا قالہ ابو مسلم وھو ضعیف جدا
اور مشہور ہے کہ موسی ع نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ نے فرمایا اے موسی اسکو نہ مار یہ سخی ہے نقلہ القرطبی اور
یہ آیت دلیل ہے اور اصل ہے اہل بدع و معاصی واہوا کے نفی مین اور انکے ہجران مین اور یہ کہ لوگ انکے ساتھ مخالطت
نہ کرین قالہ الکرخی پھر اسکے اخروی حال کو ذکر کیا اور فرمایا وان لک موعدا لن تخلفہ لام کی فتح اور تا فوقیہ کے ساتھ
مبنی للمفعول ہے یعنی ہرگز خلاف نہ کرے گا تجھسے اللہ یہ وعدہ اور وہ موعد قیامت کا دن ہے اور موعد مصدر ہے اور
مطلب یہ ہے کہ تیرے عذاب کا ایک وعدہ ہے جو لا محالہ ہونیوالا ہے زجاج نے کہا یکافئک اللہ علی ما فعلت فی القیامۃ
واللہ لا یخلف المیعاد یعنے بدلہ دیگا تجھے اللہ تیری کرتوت کا قیامت کے دن اور اللہ خلاف نہین کرتا وعدے اور لن
تخلفہ کو بکسر اللام بھی پڑہا گیا ہے یعنے مبنی للفاعل اور اسکے دو معنے ہین پہلے یہ کہ تو اس موعد کو آویگا اور تو ہرگز اس سے
پیچھے نہ رہیگا اور تیری فرار کی کوئی جگہ نہین ہے اور تو کبھی اسکو جا کے خلاف نہ پاویگا اور اسکی ایسی مثال ہے جیسے کہتے ہین احمدتہ

اخلفتہ یعنے جسکو محذوف یا دوسرے پہ تہدید محمول ہے یعنی تو ضرور ہی اسکی طرف پھریگا اور اللہ سبحانہ ہرگز وعدہ خلاف
نہین کریگا جو اُسنے تیرے ساتھ کیا ہے بلکہ تو خود بخود اُس وعدہ پر پہونچے گا اور وہ موعد تیری طرف واصل ہوگا اور کسی
صورت مین اُس سے بھاگ نہین سکتا اور نون متکلم کے ساتھ بھی پڑہا گیا ہے اور ظلت اصل مین ظللت ہے اور ظا کی کسر
کے ساتھ بھی پڑہا گیا ہے ای دمت وَاَقَمْتَ عَلٰی عِبَادَتِہٖ یعنے تونے مداومت کی اور قیام کیا اسکی عبادت پر
قال ابن عباس اور عاکف کہتے ہین ملازم کو اور لنحرقنہ کو باب تفعیل اور افعال دونو سے پڑہا گیا ہے اور قرات اول اولی
ہے اور اسکے معنے احراق بالنار کے ہین اور اسی طرح دوسری قرات کے معنے ہین اور اسکو مجرد بھی پڑہا گیا ہے اور ان
تینون قراتون مین جمع یون کیا گیا ہے کہ پہلے اسکو جلا دیا پھر اسکو ریتیون سے گہسایا اور ابن مسعود رض کی
قرات مین لَنَذْبَحَنَّہٗ ثُمَّ لَنُحَرِّقَنَّہٗ ہے اور لام قسم کا توطیہ ہے ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّہٗ ای لنذرینہ فی ہواء البحر یعنے
ہم اسکو بکھیر دینگے دریا کی ہوا مین اسطرح کہ نہ باقی رہے اسکا کوئی اثر اور مقصود اس سے اسکی زیادہ عقوبت ہے اور جو لوگ
اسکے ساتھ مفتون ہوئے انکی غباوت کا اظہار ہے اس شخص کے لیے جسکو تہوڑی سی بھی سوجھ ہے اور نسف کہتے ہین نفض شی
کو اسکے توڑ پہوڑ دینے کو تاکہ اسکو ہوا اڑا لیجاوے اور ننسف پڑہا گیا ہے ضم سین اور اسکی کسر کے ساتھ بھی اور یہ
دونو لغتین ہین اور منسف کہتے ہین اس آلہ کو جسکے ساتھ غلہ کاٹتے ہین (یعنے دانتی) کو اور وہ ہر چیز جسکا سینہ نیچا
ہوتا ہے اور اسکا اوپر کا جانب اونچا ہوتا ہے (لیکن ہماری پنجابی دانتری کی یہ صورت و ہیئت نہین ہوتی بلکہ اسکی
پشت اونچی ہوتی ہے اور سینہ خمدار اور سینہ تلوار کیطرح اندر کو جھکا ہوا) اور نسافہ کہتے ہین اس چیز کو جو غلہ کاٹتے وقت
گرتی ہے اور نسف تفرقہ اور تذریہ کو بھی کہتے ہین اور بعض نے کہا نسف شی کو اصل اور جڑ سے اکھیڑ دینے کو کہتے
ہین اور یم کہتے ہین بحر کو قال ابن عباس اور بعض نے کہا یم کہتے ہین نہر کو قالہ علی اور جملہ انما الہکم الآیۃ مستانفہ سے چلایا
گیا ہے تحقیق حق کے لیے ابطال باطل کے پیچھے اور یہ آیت موسی ع کے قصہ کی آخر آیت ہے اس سورت مین جو شروع
ہوا تہا آیت وَہَلْ اَتٰىکَ الآیۃ سے کَذٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَیْنٰکَ مِنْ لَّدُنَّا
ذِکْرًا مَنْ اَعْرَضَ عَنْہُ فَاِنَّہٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وِزْرًا ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْہِ ۭ وَسَاۗءَ لَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
حِمْلًا ۙ یون سناتے ہین ہم تجھکو جو احوال پہلے گذرے اور ہمنے دیا تجھکو اپنے پاس سے ایک پڑہنا جو کوئی پہرے اس سے
سو اٹہا دیگا دن قیامت کے ایک بوجھ اور بُرا ہے اُنپر قیامت مین بوجھ اٹہانیکا ف اللہ سبحانہ وتعالی اپنے
محبوب حضرت جناب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہمنے تجھکو موسی ع
کی خبر سنائی اور بیان کیا وہ حال جو موسی ع کے درمیان اور فرعون اور اسکے لشکرون کے درمیان واقع ہوا

اسیطرح ہم تجھکو اخبار ماضیہ مثل ولادت و نقص جیسے انکا وقوع ہوا سناتے ہین لدن عندنا یعنی عندکو ہر اور ذکر سے مراد قرآن
عظیم ہے اور قرآن کو ذکر کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالی نے پارہ فمن اظلم سورۂ حم سجدہ کی اس آیت مین بھی تعبیر کیا ہے ان
الذین کفروا بالذکر لما جاءھم ۚ وانہ لکتٰب عزیز ۙ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ
تنزیل من حکیم حمید یعنے جو لوگ منکر ہوئے سمجھوتی سے (قرآن سے) جب انکے پاس آئی اور یہ سمجھو تی کتاب ہے نا
اسپر جھوٹ کا دخل نہین آگے نہ پیچھے سے اتاری ہے حکمتون والے سب خوبیون والے کی ایسی کتاب کہ کوئی پیغمبرون مین سے جب
سے مبعوث ہونے لگے نہین دیا گیا یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت کی گئی خبر ماسبق و ما ہو کائن مین کوئی کتاب بالیقین
اس سے زیادہ کامل اور اس سے زیادہ جامع نہین ہے یہ کتاب حکم اور فصل ہے لوگون کے درمیان اسی لیے اللہ نے فرمایا من اعرض
عنہ الآیۃ اور اعراض سے مراد تکذیب ہے یا مراد اعراض سے اعراض ہے اسکی اتباع سے اوامر اور طلب مین اور ہدایت کی اسکے
غیر مین ڈھونڈنے سے اور جو شخص ایسا کام کرے تو اللہ اسکو بہکا دیگا اور پہنچاوے گا دوزخ کے عذاب مین اسی لیے فرمایا
من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیٰمۃ وزرا وھذا کما قال تعالی ومن قبلہ کتٰب موسٰی اماما
ورحمۃ اولئک یؤمنون بہ ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ فلا تک فی مریۃ منہ
انہ الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یؤمنون یعنے اور قرآن سے پہلے موسی کی کتاب ہے راہ ڈالتی اور
مہربانی وہی لوگ مانتے ہین اسکو اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب فرقون مین سو آگ ہے وعدہ اسکا سو تو مت رہ شبہ مین اس
سے تحقیق ہے تیرے رب کیطرف سے پر بہت لوگ یقین نہین کرتے اور یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کے حق مین جسکو
قرآن مجید پہونچ گیا وہ عرب کا باشندہ ہو یا عجم کا کتابی ہو یا غیر کتابی جیسے اللہ نے فرمایا قل اللہ شہید بینی و
بینکم واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ یعنے تو کہ اللہ گواہ ہے میرے تمہارے بیچ اور اترا
ہے مجھکو یہ قرآن کہ تمکو اس سے خبردار کرون اور جسکو یہ پہونچے پھر جسکو قرآن پہونچا قرآن تو قرآن اسکے لیے نذیر ہے
(اس سخت عذاب سے جو قرآن کے نہ ماننے والون کیلیے تیار ہے) اور داعی (بلانے والا) ہے (اللہ کیطرف) جسنے
قرآن کی اتباع کی اسنے راہ پائی اور جسنے اسکی مخالفت کی اور اسسے روگردانی کی وہ بہکا اور کمبخت ہوا دنیا مین اور دوزخ
اسکا موعد (اور وعدہ گاہ) ہے) قیامت کے دن اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم
القیٰمۃ وزرا خالدین فیہ وساء لھم یوم القیٰمۃ حملا یعنے دوزخ سے بھاگنے کی انکے لیے کوئی صورت
نہین اور نہ وہ اس سے جدا ہو سکتے ہین اور جو بوجھ انپر قیامت کے دن پڑے گا وہ بہت برا بوجھ ہے فتح البیان کا بیان
یہ ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے اسکے ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا گیا آپکی تسلی کے لیے اور گذشتہ لوگون کی

بصیرت کے لیے اور آپکے معجزات کی تکثیر کے لیے اور آپ کی امت کے مستبصرین کی تذکیر کے لیے اور معنے یہ ہین کہ جیسے
ہمنے تجھکو موسیٰ کی خبر سنائی سُناتے ہین ہم تجھکو اخبار حوادث ماضیہ جو امم خالیہ مین واقع ہوئی تاکہ وہ تیرے لیے تسلی
کا موجب ہون اور تیری صداقت پر دلیل اور من لدنا ذکرًا سے مراد ہے قرآن قال ابن زید اور قرآن ذکر کے ساتھ اسلیے
مسمے ہوا کہ اسمین وہ مواعظ و نصائح ہین جو تذکر اور اعتبار کے موجب ہین اور بعض نے کہا ذکر سے مراد شرافت ہے
جیسے اللہ نے فرمایا وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ یعنے اور یہ مذکور رہیگا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تمسے
پوچھ ہوگی پہر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ڈرایا اس ذکر سے روگردانی کرنیوالون کو اور فرمایا مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ آخر آیت تک وزر سے
مراد اثم عظیم اور عقوبت ثقیلہ ہے معرض یعنے اعراض کی سزا اٹھاویگا

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝

جسدن پھونکین گے صور مین اور گھیر لاوینگے ہم گنہگارون کو اسدن نیلی آنکھین
چپکے چپکے کہتے ہین آپسمین اور نہین ہوئی تمکو مگر دس دن ہمکو خوب معلوم ہے جو کہتے ہین جب بولیگا ان مین اچھے
راہ والا تمکو دیر نہین لگی مگر ایک دن نیلی آنکھین یعنے اندھے اور شاید یون ہی نیلی ہون مُنائی کے واسطے مگر دس
دن یعنے دنیا مین رہنا اتنا نظر آوے گا یا قبر مین رہنا انتہے الی الموضح **ف** حافظ ابن کثیر نے لکھا حدیث میں
ثابت ہوا ہے کہ حضرتؐ سے صور کا سوال ہوا تو آپنے فرمایا وہ ایک قرن (سینگ) ہے جسمین پھونکا جاویگا اور
صور کی حدیث مین ابو ہریرہؓ کی روایت سے آیا ہے کہ وہ ایک قرن (سینگ) ہے بڑی دائرے والا آسمان اور زمین
کے مطابق اسمین اسرافیلؑ پھونکین گے اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مین کسطرح چین لون حالانکہ
صاحب قرن قرن منہ مین لیے (کھڑا) اُسنے اپنا ماتھا جھکایا ہوا ہے اور بات کا منتظر ہے کہ اسکو پھونکنے کی اجازت
دیجاوے (تو وہ پھونکے) صحابہ نے عرض کیا ہم کیا کہین یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے فرمایا کہو
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا یعنے ہمکو اللہ ہی بس ہے اور وہ اچھا کارساز ہے (اسی) اللہ پر ہمنے
بہروسا کیا اللہ تعالیٰ نے زرقا سے مراد یہ ہے کہ بسبب شدت اہوال کے انکی آنکھین نیلی ہو جاوینگی اور تخافت مصدر ہے باب تفاعل کا
جو مشارکت کو چاہتا ہے اور معنے یہ ہین کہ انکا بعض بعض کے ساتھ چپکے چپکے کانا پہوسی کریگا اور کہیگا کہ تمہارا لبث
اور مکث (ٹھہرنا) دنیا مین بالکل قلیل تہا تم دس دن ٹھہرے یا اسکی مثل اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا
یَقُوْلُوْنَ یعنے ہم خوب جانتے ہین انکے اقوال کو کہ وہ اپنے تناجی کیحالت مین کہین گے جب کہیگا ان مین کا
عقل مین پورا تم نہین ٹھہرے مگر ایک ہی دن ٹھہرے اسلیے کہ وہ دنیا کی مدت آخرت کی مدت کی بہ نسبت قلیل اور

اور حقیر خیال کرینگے کیونکہ ساری دنیا اگرچہ لسکے اوقات اور اسکی راتین اور ساعتین کر رسہ کر رآدین تو بہی وہ ایک
دنکی طرح ہے اسلیے قصیر سمجہین گے کا فر حیات دنیا کی مدت کو قیامت کے دن اور انکی غرض یہ ہوگی کہ اپنے پر حجت
کو قائم نہ ہونے دین مدت دنیا کی قصیر ہونیکا بہانہ کر کر اسیلیے اللہ سبحانہ وتعالی نے دوسری جگہ مین فرمایا وَيَوْمَ تَقُومُ
السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَ
الْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنے اور جسدن اٹہیگی
قیامت قسم کہا وینگے گنہگار کہ ہم نہین رہے ایک گہڑی سے زیادہ اسی طرح تہے الٹے جاتے یعنے قبر کا رہنا تہوڑا معلوم ہوگا
اور ایسی ہی غلط باتین جانتے تہے دنیا میں اور کہین گے جنکو ملی سمجہ اور یقین تمہارا رہنا تہا اللہ کے لکہے مین جی اٹہنے کے
دن تک سو یہ ہے جی اٹہنے کا دن پر تم نہ تہے جانتے اور فرمایا أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ
فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ یعنے اور کفار چلاوینگے دوزخ مین اور کہین گے اے رب ہمکو نکال کہ ہم کچہ بہلا
کام کرین وہ نہین جو کرتے تہے کیا ہمنے عمر نہ دی تہی تمکو جتنے مین سوچ لے جسکو سوچنا ہو اور پہونچا تمکو ڈر سنانے والا اب
چکہو کہ کوئی نہین گنہگار ونکا مددگار اور فرمایا كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ
يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنے فرمایا کتنی دیر تم زمین مین رہے
برسون کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچہ دن سے کم تو پوچہ لے گنتی والون سے یعنے فرشتون سے جنہون نے
نیکی اور بدی گن رکہی یہ بہی گنا ہوگا زمین مین رہنا یعنے قبر مین رہنا یا دنیا کی عمر یہ بہی وہان تہوڑی نظر آوے گی یہ
یہ پوچہنا اسواسطے کہ دنیا مین عذاب کی شتابی کرتے تہے اب جانا کہ شتاب ہی آیا فرماویگا اللہ تم اس مین بہت نہین تہوڑا
ہی رہے اگر تم جانتے ہوتو باقی (آخرت) کو فانی دنیا پر ترجیح دیتے تمنے تصرف کیا اور بہت برا تصرف کیا جو
مقدم جانا حاضر فانی کو دائم باقی پر فتح کا بیان ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اسوقت کو یاد کر جب صور مین
پہونکا جاویگا اور ننفخ کو متکلم معلوم پڑہا گیا ہے اور غائب معلوم بہی پڑہا گیا ہے پہر کہ فاعل خدا اللہ صاحب ہون
یا اسرافیل صور کو مفرد اور جمع دو نوطرح پڑہا گیا ہے پر مفرد کی قرأت صواب اولی ہے اور وہ ایک قرن ہے جسمین پہونکا
جاویگا لوگ بلائے جاوینگے اسکے ساتہ میدان محشر کیطرف اور مراد اس نفخہ سے دوسرا نفخہ ہے کیونکہ اسکے پیچہے اللہ
سبحانہ نے حشر کو بیان کیا ہے اور مجرمین سے مراد مشرک اور کافر ہین اور وہ عصاۃ جو اپنے ذنوب مین ماخوذ ہونگے
اور یومئذ سے مراد وہ دن ہے جسمین صور مین پہونکا جاویگا اور زرق سے مراد آنکہون کا نیلا ہونا وجوہ کے سواد کے
ساتہ اور زرق کہتے ہین آنکہون مین سبزی کو جیسے بلی کی آنکہین اور عرب بلی آنکہین ہونے کو بد سمجہتے ہین کیونکہ

روم لوگ انکے بہت سخت دشمن تھے اور انکی آنکھین نیلی تھین اور زرقہ آنکھہ کے الوان سے بہت برا لون ہے اور بہت
مبغوض عرب کے نزدیک اسی سبب سے کہتے ہین دشمن کی صفت مین اَسْوَدُ الْکَبِدِ اَصْہَبُ السِّبَالِ اَزْرَقُ الْعَیْنِ اور فرا
نے زرقا کی تفسیر عمیا کے ساتھہ یعنے ہم مجرمون کو اندہا اٹھا دینگے اور ازہری نے کہا عطاشا یعنے پیاسے اور یہی
زجاج کا قول ہے کیونکہ سواد عین (آنکھہ کی سیاہی) پیاس کے ساتھہ نیلی اور سبز ہو جاتی ہے اور بعض نے کہا یہ کنایہ ہے
جسم کے طمع سے جب اسکے چمپی ہونا مراد ہونا بعض نے کہا کنایہ شخوص بصر سے سخت حرص کے ساتھہ اور پہلا قول راجح ہے
اور اس آیت اور اللہ سبحانہ وتعالی کے قول کے درمیان وَنَحْشُرُہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی وُجُوْہِہِمْ عُمْیًا وَّبُکْمًا وَّ
صُمًّا یعنے اور اٹھا وینگے ہم قیامت کے دن اوندہے منہ پر اندہے اور گونگے اور بہرے" یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لیے
حالات مین اور مواطن جنمین کفار کی صفات مختلف ہونگی اور ان مواطن اور حالات مین انکا عذاب بہی متنوع اور مختلف
ہوگا یعنے انکا مختلف عذابون کے ساتھہ معذب ہونا علی اختلاف الاحوال الاوقات ہوگا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے
کہا قیامت مین حالات ہین ایک حالت مین کفار کی نیلی آنکھین ہونگی اور دوسرے حالت مین اندہے ہونگے مترجم عفا اللہ
عنہ کہتا ہے بلا شبہ کفار اندہے اٹھائے جاوینگے اور زرقا کی تفسیر مین فرا کا قول بہت ٹھیک ہے کیونکہ اس تفسیر
کے ساتھہ آیات مین جمع ہو جاتی ہے اور اس آیت کے سوا ایک اور آیت مین بہی کفار کا اندہے اٹھائے جانا مذکور
ہے قال تعالی وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی قَالَ رَبِّ
لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی یعنے اور جس نے
منہ پہیرا اس قرآن سے تو اسکو ملنی ہے گذران تنگی کی اور اٹھا وینگے ہم اسکو قیامت کے دن اندہا وہ کہیگا اے رب کیون
اٹھا لایا تو مجھکو اندہا اور مین تو دیکھتا تھا فرماویگا یون ہی پہونچی تہین تجھکو ہماری آیتین پہر تونے انکو بہلا دیا
اور اسیطرح آج تجھکو بہلا دینگے اور یہ آیت اسی سورہ طہ کے اگلے رکوع مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور ممکن ہے
کہ انکی آنکھین دیکھنے مین تو نیلی ہون پر نظر کچھہ نہ آتا ہو جیسے دنیا مین بہی ہماری اس بات پر یہ امر شاہد ہے کہ بعض
لوگون کی آنکھین قائم ہوتی ہین پر ان مین بینائی کا مادہ نہین ہوتا جیسے موتیا بند والا اسی طرح انکی آنکھین تو
قائم ہون اور انکا رنگ نیلا ہو اور کچھہ دیکھہ بہال نہ سکتے ہون اسمین اندہیا دہ برائی ہے کفار کے لیے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ
بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰلُ اور تخافت کی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے تسار
کے ساتھہ تفسیر کی یعنے وہ آپسمین مشورہ کرین گے اور بعض نے کہا یَتَسَارُّوْنَ یعنے
وہ چپکے چپکے آپسمین باتین کرینگے اور یہ جملہ حالیہ ہے یا مستانفہ اس چیز کے بیان کے لیے جسمین

وہ اسدن ہونگے اور خفت لغت مین سکون کو کہتے ہین اور مخافتت اور تخافت اور خفت بہت کے وزن پر ان سبکے معنے پوشیدہ باتین کرنیکے ہین پہر جو شخص اپنی آواز کو پست کرے کہتے ہین فلان نے خفت الصوت اور معنے یہ ہین کہ وہ اپنی آواز کو پست کرینگے اور انکو چپ کر رہینگے اور انکا بعض بعض کو چپکے چپکے اسدن کی ہول اور رعب کیوجہ سے کہیگا ان لبثتم الا آیۃ اور بس بہت سے مراد دنیا کا ٹہرنا ہے یا قبر مین یا دو نفخون کے درمیان ٹہرنا اور اسکا مقدار چالیس سال کا ہوگا

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝

اور تجھسے پوچھتے ہین پہاڑون کا حال سو تو کہہ کہ انکو بکہیر دیگا میرا رب اڑا کر پہر کر چھوڑیگا زمین کو چٹیل میدان نہ دیکھے تو اسمین موڑ نہ ٹیلا اسدن پیچھے دوڑینگے پکارنے والے کے ٹیڑھی نہین جسکی بات اور دب گئین آوازین رحمن کے ڈر سے پہر تو نہ سنے مگر گہس گہسی آواز **ف** اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تجھسے کفار پوچھتے ہین کہ یہ پہاڑ قیامت کے دن باقی رہین گے یا دور ہو جاوین گے تو کہہ انکو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر اور انکو انکے اماکن سے لیجاوے گا اور انکو مٹا دے گا اور انکو چلا دیگا چلانا پہر چھوڑے گا زمین کو چٹپر میدان اور قاع کہتے ہین صاف اور برابر زمین کو اور صفصف قاع کے معنے تاکید ہے اور بعضون نے کہا صفصف وہ زمین ہے جسمین کوئی پیداوار نہ ہو لیکن پہلے معنے بہتر ہین اگرچہ دوسری معنے بہی لازمی معنے ہین اور یہ بہی مراد ہو سکتے ہین اسی سبب سے فرمایا لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا یعنے تو اسدن زمین مین کوئی وادی دیکھے گا اور نہ ٹیلا نہ نیچا مکان اور نہ اونچا مکان قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ وَمُجَاهِدٌ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَالضَّحَّاكُ وَقَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ اور جب یہ احوال دیکھین گے تو پیچھے دوڑینگے پکارنے والے کے جسطرف مامور ہونگے اسیطرف مبادرت کرینگے اگر اونکا یہ قبول کرنا دنیا مین ہوتا تو بہت مفید تہا انکے لیے پہر انکی یہ قبولیت ایسے وقت مین ان سے وقوع مین آوے گی کہ ان کو کچھ فائدہ نہ دے کَمَا قَالَ تَعَالَىٰ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ یعنے سو خرابی ہے منکرون کو جس وقت دیکھین گے ایک دن بڑا کیا سنتے دیکھتے ہونگے جسدن آوینگے ہمارے پاس پر بے انصاف آج کے دن صریح بہٹکتے ہین اور فرمایا يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ

یعنے نکل پڑینگے قبرون سے جیسے ٹڈی بکھر پڑے دوڑتے جاوین پکار پر کہین گے منکر یہ دن مشکل آیا
محمد بن کعب قرظی نے کہا اللہ لوگون کو قیامت کے دن اٹھاویگا اندھیرے مین اور لپیٹ لیگا آسمان
کو اور گرا دیگا ستارے اور چلا جاویگا سورج اور چاند اور بلاوے گا بلانے والا اور پیچھے لگ جاوینگے
آواز کے قصد کرینگے اس آواز کرنے والے کا یہی تفسیر ہے اللہ عز و جل کے قول یَوْمَئِذٍ یَتَّبِعُوْنَ
الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَہٗ کے اور قتادہ نے عوج کی تفسیر میل کے ساتھ کی اور کہا لَا عِوَجَ لَہٗ اے لا
یَمِیْلُوْنَ عَنْہُ یعنے اسکی طرف چھوڑ کر دوسری طرف نہین جھکین گے اور ابو صالح نے کہا لَا عِوَجَ لَہٗ
لَا عِوَجَ عَنْہُ لام لہ مین عن کے معنے مین ہے اور خشوع سے مراد اللہ کے قول وَخَشَعَتِ
الْاَصْوَاتُ مین سکون ہے قَالَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا وَکَذَا قَالَ السُّدِّیُّ
اور ہمس کی تفسیر سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے وطی اقدام کے ساتھ نقل کی یعنے
پاؤن کے چلنے کی آواز کَذَا قَالَ عِکْرِمَۃُ وَمُجَاھِدٌ وَالضَّحَّاکُ وَالرَّبِیْعُ بْنُ اَنَسٍ وَقَتَادَۃُ
وَابْنُ زَیْدٍ وَغَیْرُھُمْ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے نقل کیا کہ ہمس صوت
خفی ہے اور یہ بھی ایک روایت ہے عکرمہ اور ضحاک سے اور کہا سعید بن جبیر نے ہمس کہتے ہین حدیث
کو اور اسکے پوشیدہ کرنے کو اور وطا اقدام کو تو سعید سے دو طرح مروی ہے اور دونو احتمال ہین وطاء اقدام
کا احتمال تو اسطرح کہ ممکن ہے کہ ہمس سے مراد لوگون کے محشر کیطرف جانیکا آواز ہو اور رہا کلام خفی کا احتمال
تو وہ اسلیے کہ کبھی وہ بات کرینگے کبھی ساکت ہونگے کَمَا قَالَ تَعَالٰی یَوْمَ یَاْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا
بِاِذْنِہٖ فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ یعنے جب وہ دن مقرر آوے گا تو نہ بولے گا کوئی جاندار مگر اسکے
حکم سے سو ان مین کوئی بدبخت ہے کوئی نیکبخت فتح البیان کا بیان یہ ہے ابن جریج نے کہا قریش نے
بولے کیونکر رہان پہاڑ دن کو قیامت کے دن کیا کرے گا اور یہ انہون نے استہزا کے طور پر پوچھا تو اللہ نے
حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم کیا کہ جواب مین کہین وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ الاٰیۃ اور
فَقُلْ مین فاء شرط محذوف کے جواب کے لیے ہے اور اصل عبارت یون ہے اِنْ سَاَلُوْکَ فَقُلْ
یا فاء مسارعت کے لیے ہے سائلین کے الزام کی طرف ابن الاعرابی نے یَنْسِفُہَا نَسْفًا کی تفسیر مین کہا یَقْلَعُہَا
قَلْعًا مِنْ اُصُوْلِہَا ثُمَّ یُصَیِّرُہَا رَمْلًا کَثِیْبًا سَیْلًا ثُمَّ یُصَیِّرُہَا کَالصُّوْفِ الْمَنْفُوْشِ
تُطَیِّرُہَا الرِّیَاحُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا ثُمَّ کَالْھَبَاءِ الْمَنْثُوْرِ یُقَالُ نَسَفَتِ الرِّیْحُ التُّرَابَ نَسْفًا

یعنے اللہ سبحانہٗ پہاڑون کو انکی جڑون سے کو کنپڑا مارے گا پہر ریت بنا دیگا کہ وہ بہے گی پہر انکو بنا دیگا جیسا
اون دُہنی ہوئی پہر انکو ہوا اوڑا دے گی ایسی ایسی پہر انکو کر دیگا جیسے خاک اڑتی عرب کا محاورہ ہے کہ جب ہوا مٹی کو اوڑاتی ہے
تو کہتے ہین نَسَفَتِ الرِّيحُ التُّرَابَ نَسْفًا اور یہ ماخوذ ہے باب ضرب سے اور اسم آلہ ہے مِنْسَف میم کی کسرہ کے ساتھ
مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے شاید ابن الاعرابی نے یہ تفسیر مذکور آیات کے درمیان جمع کرنیکے لیے کی ہے اسلیے کہ آیت
مین پہاڑون کا اپنی جڑون سے اکھاڑا جانا مذکور ہے اور سورہ قارعہ مین انکا قیامت کے دن اون دُہنی ہوئی کیطرح
ہو جانا مذکور ہے کما قال تعالٰی وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ یعنے اور ہوجاوینگے قیامت کے دن
ہووین پہاڑ جیسے رنگی اون دُہنی فَيَذَرُهَا یعنے پہر مواضع جبال اور انکے اجزاء ساقط کو جو اوڑانے کے پیچھے باقی رہ جاویگے
قاع صفصف بنا دیگا اور اسکی دوسرے زمین کے اجزاء کی سطح کے برابر کر دیگا ان جبال شوامخ کے دور کرنے اور اوڑانے
کے پیچھے جو ہمیشہ تہے اور ضمیر فیذرہا مین زمین کیطرف عائد ہے جسپر قرینہ حال دلالت کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زمین
ہی تو نسف جبال کے بعد باقی رہیگی قاعًا صفصفًا کی تفسیر مین ابن الاعرابی نے کہا هُوَ الْأَرْضُ الْمَلْسَاءُ بِلَا نَبَاتٍ وَلَا
بِنَاءٍ یعنے قاع وہ زمین ہے صاف اور سخت جسمین نہ انگوری سبزہ ہو اور نہ عمارت ہو اور فراء نے کہا قاع وہ زمین
ہے جسمین پانی کہرا نہ ہو اور صفصف کی تفسیر مین کہا اَلصَّفْصَفُ الْقَرْعَاءُ الْمَلْسَاءُ الَّتِي لَا نَبَاتَ فِيهَا
كَأَنَّ أَجْزَاءَهَا صَفٌّ وَاحِدٌ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ تو صفصف وہ گنجی زمین ہے صاف جسمین کوئی انگوری نہ ہو گویا
اسکے اجزاء ہر طرف سے ایک طرح ہے تو صفصفًا قاعًا کے ہم معنے ہے تو وہ گویا قاعًا کی تاکید ہے جوہری نے کہا اَلْقَاعُ
الْمُسْتَوِي الصُّلْبُ مِنَ الْأَرْضِ یعنے قاع وہ زمین ہے جو برابر اور سخت ہو اور اقوع اور اقواع اور قیعان اسکے جمع
ہین اور عرب کی لغت سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قاع صرف منکشف (کہلی) جگہہ کو کہتے ہین اور صفصف
برابر اور سخت جگہہ کو اور عوجا کی تفسیر مین ابن الاعرابی نے پستی کے ساتھ کی اور امت کہتے ہین چہوٹے ٹیلون کو اور
لغت مین امت کہتے ہین مطلق اونچے مکان کو عوج کہتے ہین جہکاؤ کو اور امت کہتے ہین نشان کو اور بعض نے
عوج کی وادی کے ساتھ تفسیر کی اور امت کی رابیہ (ٹیلے) کے ساتھ اور بعض نے کہا امت نتو (ابہار) یسیر ہے جب
رسی کو کہنچیں اور اسمین کوئی پیچ نہ رہے تو کہتے ہین مَدَّ فُلَانٌ حَبْلَهُ حَتَّى مَا فِيهِ أَمْتٌ یعنے فلان شخص
نے اپنی رسی کہنچی یہانتک کہ اسمین پیچ نہ رہا اور بعض نے ان دونو لفظون کی تفسیر مطلق انخفاض (پستی) اور ارتفاع
(اونچان) کے ساتھ کی اور بعض نے کہا عوج صدوع (دراڑ) ہے اور امت اکمہ (ٹیلا) ہے اور مواضع جبال کی وصف
مین عوج بکسر العین کو ذکر کیا باوجود اسبات کے کہ عوج بکسر العین کا استعمال معانی مین آتا ہے اور مفتوح العین

کا بیان اور محسوسات مین اسکی شدت خفا کے لیے گویا یہ ہو گئے معانی کے قبیل سے یعنے اگر تو ان مواضع مین
ہندسہ کے آلات کے ساتھہ تامل کرے تو بہی کسی قسم کی کجی نہ پاوے قالہٗ ابو السعود۔ اور بیان اسکے لیے صاحب کشاف
نے وہ تکلف کیا ہے جسکی کچہہ ضرورت نہین ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے عوجا ولا امتا کی تفسیر مین کہا ہے
الارض الملساء التی لیس فیہا رابیۃ مرتفعۃ ولا انخفاض یعنے وہ وہ زمین ہے سخت جسمین کوئی اونچا
ٹیلا نہ ہو اور نہ کوئی پستی بیضاوی نے کہا اسمین تین حالتین ہین ترتیب وار تو پہلی دو حالتین باعتبار احساس
کے ہین اور تیسری باعتبار آلات ہندسہ کے اسلیے اللہ سبحانہ وتعالی عوج بکسر العین کو بیان کیا جو معانی کے ساتھ مخصوص ہے
فرا نے کہا داعی سے حشر کا صوت ہے بعض نے کہا اسرافیل کا آواز جب وہ صور مین پہونکے گا اور راجح یہ ہے کہ داعی
جبرائیل ہونگے اور نفخ صور مین اسرافیل اور لا عوج لہ مین عوج سے انکا عدول کرنا مراد ہے اسکی پکار سے
پہر وہ طاقت نہ رکہین گے اس کی کہ اس سے مڑ جاوین اور منحرف ہو جاوین داہنے یا بائین بلکہ سارعت کرینگے اسطرف
کذا قال اکثر المفسرین اور بعض نے کہا کہ اس کی آواز کے لیے عوج نہ ہو گا
اور بعض نے کہا انکے اتباع کے لیے عوج نہ ہوگا اور پہلے معنے بہت ظاہر ہین محمد بن کعب قرظی نے کہا لوگ قیامت کے
دن اندہیرے مین اٹہائے جاوینگے آسمان لپیٹ لیا جاویگا اور ستارے جہڑ پڑین گے اور سورج اور چاند نہ رہیگا
اور ایک منادی ندا کرے گا تو لوگ اس (منادی کی) آواز کے پیچہے دوڑینگے اسکا قصد کر کے یہی تفسیر ہے اللہ عز وجل
کے قول یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ کی اور ابو صالح نے آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ اسرافیل علیہ السلام
صور اپنے منہ مین لین گے اور کہڑے بیت المقدس کے صخرہ پر اور ندا کرینگے اسطرح ایتہا العظام البالیۃ و
الجلود المتمزقۃ واللحوم المتفرقۃ والاوصال المتقطعۃ ہلمی الی عرض الرحمن یعنے اے بوسیدہ
ہڈیو اور اے پارہ پارہ شدہ چمڑو اور جدا جدا ہوئی ہوئی گوشتو اور اے ٹوٹے ہوے جوڑو چلے آو رحمن کے سامنے
پیش ہونیکے لیے فان اللہ یامرکن ان تجتمعن لفصل القضاء اسلیے کہ اللہ تمکو حکم کرتا ہے کہ تم
اکٹہے ہو جاؤ فصل قضا کے واسطے پہر وہ آوینگے ہر طرف سے نہ عدول کرینگے اسطرف سے اور خشعت
الاصوات للرحمن کی تفسیر مین کہا گیا ہے خفضت لہیبتہ وجلالہ یعنے آواز پست ہو جاوینگے
اسکی ہیبت اور بزرگی کے سبب سے اور بعض نے کہا ضعفت لعظمتہ یعنے ناتوان ہو جاوینگے
اسکی عظمت کے آگے اور بعض نے کہا ذلت من شدۃ الفزع یعنے ذلیل ہو جاوینگے بسبب سخت
گہبراہٹ کے اور بعض نے خشوع کی سکون کے ساتہہ تفسیر کی قال ابن عباس پس کما مر اور مراد اصوات سے اصحاب

اصوات ہین اور ہمس سے صوت خفی مراد ہے قال ابن عباس و مجاہد اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ ہمس وہ آواز ہے جو حشر کیطرف لوگونکے جانے سے نکلے گا انکے قدمون سے اور جب اونٹ چلتے ہین اور انکے پاؤن سے زمین پر پڑنے سے آواز نکلتے ہین تو کہتے ہین ہمست الابل یعنے اونٹون نے اپنے چلنے کی ساتھ آواز نکالا اور یہ استشعار مفرغ ہے زمخشری نے کہا ہمس سے مراد ذکر خفی ہے اور اسی قبیل سے ہے یہ کہ کہتے ہین حروف ہموسہ یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا ۝ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بہ علما ۝ وعنت الوجوہ للحی القیوم ۝ وقد خاب من حمل ظلما ۝ ومن یعمل من الصلحت وہو مؤمن فلا یخاف ظلما ولا ہضما ۝ اسدن کام نہ آویگی سفارش مگر جسکو حکم دیا رحمن اور پسند کی اسکی بات یعنے اسکی سفارش ملیگی وہ جانتا ہے جو انکے آگے اور پیچھے اور یہ قابو مین نہین لاتے اسکو دریافت کرکے اور کرتے ہین منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہتے کے اور خراب ہوا جسنے بوجھ اٹھایا ظلم کا اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیان اور وہ یقین رکھتا ہے سو اسکو ڈر نہین بے انصافی کا اور نہ دبانے کا یعنے اسپر زور نہ ہوگا اللہ کے ان انصاف ہے **ف** اللہ عزوجل فرماتا ہے قیامت کے دن اسکے پاس کسی کی سفارش کام نہ آویگی مگر جسکو حکم دیوے رحمن اور پسند کرے اسکی بات کما قال تعالیٰ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموت والارض ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم یعنے کون ایسا ہے کہ سفارش کرسکے پاس مگر اسکے اذن سے جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے اور پیٹھ پیچھے اور یہ نہین گھیر سکتے اسکے علم مین سے کچھ مگر جو وہ چاہے گنجایش ہے اسکی کرسی مین آسمان اور زمین کو اور نہین تھکتا انکے تھامنے سے اور وہی ہے اوپر سب سے بڑا اور جیسے فرمایا وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی یعنے اور بہت فرشتے ہین آسمانون مین کام نہین آتی انکی سفارش کچھ مگر جب حکم دے اللہ جسکے واسطے چاہے اور پسند کرے اور جیسے فرمایا لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یشفعون الا لمن ارتضی وہم من خشیتہ مشفقون یعنے نہین اسے بڑھکر اس سے بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہین اسکو معلوم ہے جو ہے انکے آگے اور پیچھے اور وہ سفارش نہین کرتے مگر اسکی جس سے وہ راضی ہوا اور وہ اسکی ہیبت سے ڈرتے اور جو کوئی ان مین کہے کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اسکو ہم بدلا دینگے دوزخ یہی ہم بدلا دیتے ہین بے انصافون کو اور فرمایا ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ

یعنے اور کام نہیں آئی سفارش اسکی پاس مگر اسکو جسکے واسطے حکم دیا اور فرمایا یَوۡمَ یَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ
صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَہُ الرَّحۡمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا یعنے جسدن کھڑا ہو روح اور فرشتے قطار ہوکر
کوئی نہیں بولتا مگر جسکو حکم دیا رحمن نے اور بولا بات ٹھیک اور صحیحین میں بغیر وجہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے مروی ہے حالانکہ آپ آدم کی اولاد کے سردار ہیں اور سب پیدایش سے بہتر اللہ کے نزدیک افضل ہیں کہ آپ
نے فرمایا میں قیامت کے دن سفارش کی اجازت لینے کو چلونگا عرش کے تلے آؤنگا اور میں اللہ کے لیے سجدہ میں
گر دونگا اور وہ مجھ پر (یعنی دل) محامد کہولیگا (سکھاویگا) جو مجھے اسوقت یاد نہیں ہیں اور جسقدر وہ چاہیگا مجھے
(سجدہ میں) پڑا رہنے دیگا پھر فرماویگا اے محمد تو اپنا سر اٹھا اور کہہ تیری بات سنی جاویگی اور تو سفارش کر
تیری شفاعت (ہم) منظور کرینگے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میرے لیے ایک حد مقرر کیجاویگی
میں انہوں کو بہشت میں داخل کرونگا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار بار جانا عرش کے تلے سفارش کی اجازت
کیلیے بیان کیا صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیۡہِ وَعَلٰی سَائِرِ الۡاَنۡبِیَآءِ اور احادیث میں یہی ہے کہ
اللہ تعالی فرماویگا جن لوگون کے دلون میں مثقال کے برابر ایمان ہے انکو دوزخ سے نکالدو پھر فرشتے
بہت مخلوق کو دوزخ سے نکالینگے پھر اللہ عزوجل فرماویگا ان لوگون کو (بھی) دوزخ سے نکالدو جنکے
دلون میں ایمان کا آدھا مثقال ہے ان لوگون کو (بھی) نکالدو جن لوگون کے دلون میں ایک جو کے برابر
ایمان ہے (ان لوگون کو بھی نکالدو) جنکے دلون میں چیونٹے سے چھوٹے کے برابر ایمان ہو آخر
حدیث تک اور عَنَتِ الۡوُجُوۡہُ لِلۡحَیِّ الۡقَیُّوۡمِ کی تفسیر میں ابن عباسؓ اور غیر واحد نے کہا خَضَعَتۡ وَذَلَّتۡ
وَاسۡتَسۡلَمَتِ الۡخَلَائِقُ لِجَبَّارِہَا الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ الۡقَیُّوۡمِ الَّذِیۡ لَا یَنَامُ وَہُوَ
قَیِّمٌ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ یُدَبِّرُہٗ وَیَحۡفَظُہٗ فَہُوَ الۡکَامِلُ فِیۡ نَفۡسِہٖ الَّذِیۡ کُلُّ شَیۡءٍ فَقِیۡرٌ اِلَیۡہِ
لَا قِوَامَ لَہٗ اِلَّا بِہٖ یعنے خاضع اور ذلیل اور مستسلم اور منقاد ہوجاویگی مخلوق اپنے جبار کے لیے جو زندہ
ہے (اور) نہیں مریگا سب کا تھامنے والا جو نہیں سوتا اور قیم ہے ہر چیز پر تدبیر کرتا ہے ہر
امر کی اور اسکی حفاظت کرتا ہے تو وہ فی ذاتہ کامل ہے جسکی طرف ہر چیز محتاج ہے اور اسکے سوا
کوئی چیز قائم نہیں ہوسکتی اور یہ جو فرمایا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ حَمَلَ ظُلۡمًا تو یہ اسلیے کہ اللہ ہر ایک حق والے
کو اسکا حق دلادیگا (رضیت کرکے) کہ اللہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی سے بدلہ لیگا تو سینگ والی
(بے) سینگ والی کو اسکا حق دلاویگا حدیث قدسی میں آیا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَعِزَّتِیۡ وَجَلَالِیۡ لَا

یُجَاوِزُ فِی الْیَوْمِ ظُلْمَ ظَالِمٍ یعنے آج کے دن کسی ظالم کا ظلم (جو اسنے دنیا مین کسی پر کیا تھا) تجاوز نکرے اور صحیح مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالْخَیْبَةُ کُلُّ الْخَیْبَةِ مَنْ لَقِیَ اللهَ وَهُوَ بِهٖ مُشْرِكٌ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ یعنے ظلم سے بچتے رہو اسلیے کہ ظلم قیامت کے دن بہت اندھیرون کا باعث ہوگا اور ٹوٹا سارا ٹوٹا اس شخص کو واسطے ہوگا جو اللہ کو قیامت کے دن ملے اور (وہ دنیا مین) اللہ کے ساتھ شرک کرتا رہا ہو اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم یعنے بیشک شریک بنانا بے انصافی بڑی ہے جب اللہ نے ظالمون کا بیان کیا اور انکی وعید تو بیان کیا پرہیزگارونکا اور انکے حکمون کا اور وہ یہ ہے کہ پرہیزگارون پر ظلم نہ ہوگا اور ہضم سے مراد یہ ہے کہ انکے ثوابون مین کمی نکیجاویگی اور انکے حسنات کو کم نکیا جاویگا قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمُجَاهِدٌ وَالضَّحَّاكُ وَالْحَسَنُ وَقَتَادَةُ وَغَیْرُ وَاحِدٍ اور ظلم سے زیادتی مراد ہے اور وہ اسطرح کہ ایکشخص پر دوسرے شخص کے گناہ ملادے جاوین اور ہضم سے نقص مراد ہے فتح کا بیان یہ ہے کہ جسدن وقوع مین آویگا جو ہمنے بیان کیا اسدن کسی شافع کی شفاعت مفید نہ ہوگی جونسا ہو مگر اس شخص کی شفاعت جسکو رحمن دوسرے شخص کیلیے سفارش کرنے کی اجازت دیوے وَرَدَّهٗ بِکَلَامِ الْقَاضِیْ کَالْکَشَّافِ اسلیے کہ اسمین شافع کی تعظیم کا بیان ہے اور لام لہ مین تعلیل کے لیے ہے ای لاجلہ اور رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا کے یہ معنے ہین کہ اسکی بات کو شفاعت کے باب مین پسند کرے یا یہان بھی لام تعلیل کے لیے ہے اور معنے یہ ہوں رَضِیَ لِاَجْلِهٖ قَوْلَ الشَّافِعِ یعنے اسکے لیے شافع کا قول پسند کرے اور مطلب یہ ہے کہ سفارش اس شخص کو مفید ہوگی جسکی سفارش کرنے کی رحمن نے اجازت دی اور اسکے لیے دنیا مین پسندیدہ قول تھا اور اسی کی مثل ہے اللہ کا قول وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی (سورہ انبیا مین) اور اللہ عزوجل کا قول لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (سورہ مریم مین) اور اللہ تعالی کا قول فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ یعنے کام نہ آویگی انکو سفارش سفارش کرنیوالون کی (سورہ مدثر مین) اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ کوئی شخص کسی شخص کی اسکی اجازت کے سوا شفاعت وسفارش نکریگا مگر جسکی سفارش کی اللہ اجازت دیوے تو ثابت ہوا کہ سفارش اللہ کے اذن اور اجازت کے سوا نہوگی سُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ شَأْنَهٗ اور اس سے معلوم ہوا کہ غیر مومنین (یعنے مشرک اہل بدع واہوا) کی سفارش ہی نہوگی وَبِهٖ صَرَّحَ الْبَغَوِیُّ اور فساق ملک کے حق مین شفاعت کا ثبوت سو یہ آیت بڑی محکم دلیل ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے قول وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا

ہوالیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ شفیع ہونے کے کسی قول پر راضی ہو اور فاسق کے اقوال مین سے اسکی قول اشہد
ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ پر تو اللہ خوش ہی ہے تو ثابت ہوا کہ ان کے بعد سفارش اور شفاعت فاسق
کے لیے مفید ہوگی کیونکہ نفی سے استثنا کرنا اثبات کا فائدہ دیتا ہے اور جملہ رضی لہ قولا مین اس شخص کا بیان ہے
جسکے لیے سفارش کی اجازت دیجاویگی اور اس تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے دنیا مین کلمہ لا الہ الا اللہ سچے
دلسے پڑھا یعنے مسلمان ہوا اور اسلام پر مرا اگرچہ وہ مرتکب کبائر ہی کیون نہ ہو شفاعت اسکی ہوگی یَعْلَمُ مَا
بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ مین مابین ایدیہم سے مراد ساعت اور آخرت کے امور ہین اور ماخلفہم سے امور دنیا مراد ہین اور غرض یہ
ہے کہ جمیع خلق کو اسکا علم محیط ہے اور بعض نے کہا ما بین ایدیہم اور ما خلفہم سے وہ لوگ مراد ہین جو انکی اتباع کرینگے
اور بعض نے کہا دونو ضمیرین شافعین کیطرف لوٹتی ہین اور ابن جریر نے کہا ضمیر ملائکہ کیطرف راجع ہے اللہ نے خبر دی
کیا ملائکہ کے پوجاریون کو کہ تمہارے معبودان باطل نہین جانتے اپنے آگے پیچھے کی باتین لیکن عموم اولی ہے اور انکے
علوم اللہ عزوجل کی ذات اور صفات اور معلومات کا احاطہ نہین کر سکتے بعض نے کہا ضمیر لا یحیطون مین اسی
طرف ہے جس طرف پہلی دونو ضمیرین عائد ہین اور معنے یہ ہین کہ وہ انہین سے کچھ بھی نہین جانتے اور عنت
کی تفسیر کی گئی ہے ذلّت اور خضعت ساتھ قالہ ابن الاعرابی اور ابن عباس اور قتادہ سے بھی ایسا
ہی مروی ہے اور مجاہد نے کہا خشعت اور ابو العالیہ نے کہا خضعت اور ابن عباس سے یہ بھی مروی
ہے کہ عنت الوجوہ سے مراد رکوع سجود ہے زجاج نے کہا عنت کے معنے لغت مین خضعت ہین جب
کوئی ذلیل ہوا اور کوئی شخص اسکو ذلیل کرے تو کہتے ہین عنا فلان اور اسی قبیل سے ہے عرب کا قول اسیر کے لیے
عانی کی جمع عنات ہے اور بعض نے کہا عنت مشتق ہے عنا سے جسکے معنے تعب (تکلیف) کے
ہین اور وجوہ سے اہل وجوہ اور اصحاب وجوہ مراد ہین اور وجوہ کو اسلیے ذکر مین خاص کیا کہ وجوہ مین
خضوع زیادہ ظاہر ہوتا ہے اور پہلے منہ پر ہی اسکا نمود ہوتا ہے پھر اصحاب وجوہ کی دو قسمین بیان فرمائین
ایک قسم بیان فرمائی اپنے قول وقد خاب من حمل ظلما کے ساتھ اور ظلم سے مراد یہان شرک ہے ذکرہ
قالہ ابن جریج وقتادہ اور دوسری قسم کو بیان فرمایا اپنے قول ومن یعمل من الصلحت کے ساتھ
اور صالحات سے مراد طاعات ہین اور اگلا جملہ (جو حال واقع ہوا ہے) دلیل ہے اسپر کہ کوئی عمل ایمان کے سوا
مقبول نہین ہے بلکہ ایمان قبول ہونیکی شرط ہے اور ہضم سے مراد نقص اور کسر ہے جب کوئی شخص کسی
کو اپنا حق چھوڑ دیوے تو کہتا ہے ھضمتک من حقی یعنے مینے تجھکو اپنا حق چھوڑ دیا اور

جب کسی شخص کا کھانا ہضم ہو جاتا ہو یعنے اسکے پیٹ سے جلدی طعام کی ثقالت دور ہو جاتی ہو تو کہتے ہیں فُلَانٌ يَهْضِمُ الطَّعَامَ یعنے فلان آدمی طعام کی ثقالت کو ناقص کرتا ہے اور جس عورت کا پیٹ دبلا اور لاغر ہو یعنے پشت کے ساتھ ملا ہوا تو کہتے ہیں هٰذِهٖ امْرَأَةٌ هَضِيْمُ الْكَشْحِ یعنے یہ عورت لاغر بطن والی ہے اور اسی قبیل سے اللہ عزوجل کا قول وَطَلْعُهَا هَضِيْمٌ یعنے کیا تم چھوڑے جاؤ گے اے میری قوم (صالح ع نے جو اپنی قوم کو کہا تھا یہ اس کلام کا ٹکڑا ہے) (ان) کھجوروں میں جنکے گابھے ملائم ہیں (یعنے دقیق ہیں ایک دوسرے پر سوار گویا بعض گابھا بعض پر ظلم کرتا ہے اور اسکا حق کم کر دیتا ہے) اور جب کسی شخص پر ظلم ہو تو کہتے ہیں رَجُلٌ هَضِيْمٌ وَمُهْتَضَمٌ اور یہاں فعیل معنے میں مفعول کے ہے یعنے فلان آدمی مظلوم ہے اور قاضی ماوردی نے ظلم اور ہضم کے درمیان فرق کیا ہے اور کہا کہ ظلم سارے حق کا نہ دینا ہے اور ہضم کہتے ہیں بعض حق روکنے کو اور بعض نے کہا ظلم اور ہضم دونو قریب المعنی ہیں قتادہ نے کہا ظُلْمًا اَنْ يُّزَادَ فِيْ سَيِّاٰتِهٖ وَلَا هَضْمًا اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ یعنے ایسا نہ ہوگا کہ انکے سئیات میں زیادت کیجاوے اور انکے حسنات میں کمی کیجاوے اور بعض نے کہا ہضم سے غصب مراد ہے اور بعض نے لَا يُؤَاخَذُ بِذَنْبٍ لَمْ يَعْمَلْهُ وَلَا تُبْطَلُ عَنْهُ حَسَنَةٌ عَمِلَهَا یعنے اس سے اس گناہ کا مواخذہ نہ ہوگا جسکو اس نے نہیں کیا اور اسکی کوئی نیکی برباد نہ ہوگی جسکو اسنے کیا ہے

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝

اور اسی طرح اتارا ہمنے یہ قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر سنایا اس میں ڈر کا شاید وہ بچ چلیں یا ڈالے انکے دل میں سوچ سو بلند درجہ اللہ کا اس سچے بادشاہ کا اور تو جلدی نہ کر قرآن لینے میں جبتک پورا ہو چکے اسکا اترنا اور کہہ اے رب مجھکو بڑہتی دے بوجھ

ف جبرئیل ع جب قرآن لاتے حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم انکے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاوین اسکو پہلے منع فرمایا تھا سورہ قیامت میں اور تسلی کر دی تھی کہ اسکا یاد رکھوانا اور لوگون تک پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہوں پھر تقید کیا اور بھولنے پر مثل فرمائی آدم کی انتہے ما فی الموضح مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے سورہ قیامت کی وہ آیتیں جنمیں اللہ عزوجل نے حضرت کو منع فرمایا اور تسلی کر دی یہ ہیں لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ تک یعنی نہ چلا قرآن کے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو
سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو سمیٹ رکھنا اور پڑھنا پھر جب ہم پڑھنے لگیں تو ساتھ رہ اسکے پڑھنے کے پھر
مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکا کھول بتانا اور بخاری نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
وحی کے لینے میں بہت تکلیف ہوتی اور آپ ساتھ ساتھ اپنی زبان کو ہلاتے جاتے تو اللہ نے اس آیت کو نازل فرمایا
اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب جبرئیل وحی لاتے اور اس وحی کو سناتے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ
ساتھ پڑھتے جاتے اسلیے کہ انکو قرآن کے یاد رکھنے کی زیادہ حرص تھی تو اللہ عز وجل نے اپنے نبی کو وہ ہدایت
فرمائی جو وہ آپکے حق میں آسان اور خفیف ہو تاکہ آپ پر تکلیف نہ ہو اور فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا
جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ کہا اَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ مِنْ غَيْرِ اَنْ تَنْسٰى مِنْهُ شَيْئًا
فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ اور اس آیت میں فرمایا وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ آخر آیت تک یعنی تو جلدی نکر قرآن
لینے میں جب تک پورا نہ ہو چکے بلکہ چپ رہ جب فرشتہ تجھپر پڑھکر فارغ ہو جاوے تو تو اسکے پیچھے پڑھ اور کہہ
رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا یعنی اے رب مجھکو زیادہ علم دے ابن عیینہ رضہ نے کہا وَلَمْ يَزَلْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
زِيَادَةٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ یعنی ہمیشہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھتی ہی میں رہے یہانتک
کہ قبض کیا آپکو اللہ نے حدیث میں آیا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَابَعَ الْوَحْيَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ حَتّٰى كَانَ الْوَحْيُ
اَكْثَرَ مَا كَانَ يَوْمَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی لگاتار پے در پے اللہ عز وجل
اپنے رسول پر وحی (اپنے احکام) بھیجتا رہا یہانتک کہ سب دنوں کی بہ نسبت سے زیادہ وحی آئی جس دن
آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ابو ہریرہ رضہ سے مرفوعا مروی
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ
وَزِدْنِيْ عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ یعنی یا اللہ مجھکو فائدہ دے اس چیز سے جو تو نے مجھکو سکھائی
(یعنی جو علم تو نے مجھے عنایت کیا اسکو مفید بنا یعنی اسپر عمل کروں وہ مجھپر وبال کا باعث نہ ہو اسطرح کہ میں اسپر
عمل نہ کروں) اور مجھے تعلیم فرما اس چیز کی جو مجھے فائدہ دے اور مجھے زیادہ دے علم اور سب تعریف ہے اللہ عز وجل
کو ہر حال پر اس حدیث کو ترمذی نے بھی نکالا ابو کریب سے انہوں نے عبد اللہ بن نمیر سے اور کہا غریب من
هٰذَا الْوَجْهِ اور روایت کیا اسکو بزار نے عمرو بن علی فلاس سے انہوں نے ابو عاصم سے انہوں نے موسیٰ بن عبیدہ سے
اسنے روایت کیا حدیث کے آخر میں وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ یعنی میں اسکی پناہ ڈھونڈتا

ہون وہ ذخیون کے حال سے فہم مین کہا ہے اسی انزال کیطرح ہمنے سارا قرآن اُتارا عرب کی لغت مین
انکے سمجہانے کے لیے اور تو کہ وہ غور کرین اسکی نظم مین جو ایک معجزہ ہے اور دلالت کرتا ہے کہ اسکی مثل بنانا طاقت
بشر سے خارج ہے اور یہ خالق قضاء وقدر کے پاس سے آتا ہے اور قرآن کو مضمر کیا انزلناہ مین حالانکہ اسکا پہلے ذکر
نہین ہوا قرآن کے شان کی تعظیم کے لیے اور اسلیے کہ وہ عقول مین مرکوز ہے اور اذہان مین حاضر ہے اور من الوعید
مین لفظ من اخفش کیہان زائدہ ہے اور ذکر سے مراد عبرت ہے اور گذشتہ امتون کی ہلاکت کے ساتھ اتعاظ
(نصیحت لینا) اور بعض نے ذکر کی تفسیر ورع کے ساتھ کی اور بعض نے شرافت کے ساتھ اور بعض نے کہا ذکر طاعت
اور عبادت ہے کیونکہ ذکر کا اطلاق طاعت اور عبادت پر آتا ہے جب اللہ سبحانہ نے بندونکے لیے اپنی عظیم نعمت کا
اظہار کیا قرآن کے انزال کے ساتھ تو اپنے نفس کو منزہ کیا مخلوقات کی مماثلت سے شی من الاشیاء مین
یعنے اللہ عزوجل ملحدین کے الحاد سے جلیل ہے اور ہر چیز سے برتر ہے جو مشرک اور معطل اسکی صفات مین
بکتے ہین وہ اصل بادشاہ ہے ثواب و عقاب سب کچہ اسی کے ہاتھ مین ہے اپنے امر و نہی کا نافذ ہے اور وہی
اپنے ملکوت اور ربوبیت مین مستحق ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ وہ اسکے لائق ہے کہ اسکے وعدون کی
امید کیجاوے اور اسکے وعید سے خوف کیا جاوے وہ وہی اپنی ذات اور صفات مین ثابت ہے بعض نے کہا اللہ عز
وجل نے اپنے نفس کی ملک حق کے ساتھ اسلیے وصف کی کہ اسکا ملک ہمیشہ رہیگا اور متغیر نہ ہوگا اور یہ فعل الغیر
(کسی دوسرے کیطرف سے) حاصل نہین ہوا ہے اور نہ اسکا غیر اسکا اہل ہے اللہ سے نہ بہکر ولا تعجل بالقران الآیۃ کی یہی
معنے ابو الطیب نے بیان کیے جو حافظ ابن کثیر نے بیان کیے پہر کہا کہ بعض نے کہا اسکی تفسیر مین کہ نہ ڈال
لوگون کیطرف قرآن اس سے پہلے کہ تیرے پاس اسکی تاویل آوے اور نقضی کو بصیغہ متکلم بہی پڑہا گیا ہے
ابن عباس نے کہا لا تعجل حتے نبینہ لک یعنے جلدی نکر یہانتک کہ ہم اسکو تیرے لیے بیان کردین اور قتادہ نے کہا
لا تتلہ علے احد حتی نتمہ لک یعنے اسکو کسی پر نہ پڑہ یہانتک کہ ہم تیرے لیے اسکو پورا نہ کرین اور
حسن بصری سے مروی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بی بی کو طمانچہ مارا تو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس آئی قصاص طلب کرتی تہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو قصاص دیدیا تو اللہ نے یہ آیت اُتاری
ولا تعجل آخر آیت تک پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹہیرے رہے یہانتک اُتری یہ آیت (سورہ نسا)
اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ یعنے مرد حاکم ہین عورتون کے لیے آخر آیت تک اسکو فریابی
نے نکالا اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا یعنے

سے اپنے جی میں اس سبب سے سوال کرے علم کا تھا اسکی تکمیل کتاب کے معانی کے ساتھ کیونکہ یہی مطلوب تک پہنچانیوالا
ہے استعمال کے سوا تو جب آپ پر قرآن مجید سے کچھ اترتا آپکا علم اسکے ساتھ زیادہ ہو جاتا اور اللہ عزوجل نے اپنے
رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کو کسی شے میں طلب زیادۃ کا امر نہیں فرمایا مگر علم میں طلب زیادت کا ارشاد فرمایا اور اسمین
تواضع اور شکر ہے اللہ سبحانہ کے لیے اور تنبیہ ہے علم اور اسکی فضیلت کی عظیم وقعت پر اور ابن مسعودؓ جب
اس آیت کو پڑھتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا یا اللہ مجھے زیادہ علم دے اور ایمان اور
یقین ذکرہ الخطیب کہا ابو الطیب نے اپنی تفسیر میں اور میں کہتا ہوں رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا نَافِعًا وَّ
عَمَلًا صَالِحًا وَّاِیْمَانًا کَامِلًا وَّیَقِیْنًا تَامًّا وَّعَاقِبَۃً مَّحْمُوْدَۃً یعنے اے رب مجھے بڑھتی دے سمجھ
اور نیک کرداری اور پورا ایمان اور کامل یقین اور بہتر انجام مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے میں بھی یہی کہتا ہوں اور
ساتھ یہ بھی وَاَسْاَلُکَ مَا سَاَلَکَ نَبِیُّ فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْکَ نَبِیُّ
مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی ○ فَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اِنَّ ھٰذَا عَدُوٌّ لَّکَ وَلِزَوْجِکَ فَلَا
یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّۃِ فَتَشْقٰی ○ اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰی ○ وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا
وَلَا تَضْحٰی ○ فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا
یَبْلٰی ○ فَاَکَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ وَعَصٰٓی
اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ○ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰی ○ اور جب کہا ہمنے فرشتوں کو سجدہ کرو
آدم کو تو سجدہ کر پڑے مگر ابلیس نے نہ مانا پھر کہدیا ہمنے اے آدم یہ دشمن ہے تیرا اور تیری جورو کا سو نکلوا نہ دے
تمکو بہشت سے پھر تو تکلیف میں پڑے گا تجکو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اسمیں نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے تو اسمیں
نہ دہوپ پھر جی میں ڈالا اسکے شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجکو درخت سدا جینے کا اور بادشاہی
جو پرانی نہ ہو پھر دونو کہا گئے اسمیں سے پھر کھل گئیں انپر انکی بری چیزیں اور لگے گانٹھنے اوپر اپنے
پتے بہشت کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نوازا اسکو اسکے رب نے پھر متوجہ ہوا اور
راہ پر لایا **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انسان (انسان کے
ساتھ) اسلیے نام دہرا کہ (اللہ نے) اسکو تعہد کیا (ایک کام کا) تو وہ بھول گئے رواہ ابن ابی حاتم وکذا

رواہ علی بن ابی طلحۃ عنہ ومجاہد وحسن کہا نسیان سے مراد آیت مین ترک ہے اور اگلی آیتا
مین اللہ عزوجل نے بیان کی ہے آدم علیہ السلام کی تشریف اور انکی تکریم اور بیان کرتا ہے کہ اُسنے آدم علیہ
السلام کو انہین بہت مخلوق پر فضیلت دی اور گذر چکی گفتگو اس قصہ پر سورۂ بقرہ اور سورۂ اعراف اور سورۂ حجر اور
سورۂ کہف مین اور آوے گا یہ قصہ سورۂ ص مین بیان کرتا ہے اسمین آدم کی پیدایش کا اور یہ کہ اُسنے حکم کیا فرشتون
کو کہ آدم کو سجدہ کرین تشریفًا اور تکریمًا اور بیان کرتا ہے کہ ابلیس کی آدم اور اُسکی اولاد کے ساتھ قدیمی عداوت
ہے اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی اور اِبا سے مراد امتناع اور استکبار ہے اور
زوجک مین زوج سے مراد حوا علیہا السلام ہین اور فلا یخرجنکما الآیۃ کے یہ معنے ہین کہ تجھکو اس امر کی فکر
چاہیے کہین وہ پلید تیرے اخراج مین ساعی ہو پھر تعب وعنا وشقاوت مین پڑے گا اور تجھے تکلیف ہوگی
رزق کی طلب مین اور بلا شبہ تو اسجگہ عیش رغید مبارک مین ہے جو تجھے بلا تکلیف اور مشقت روزی پہنچتی ہے
اور بھوک کو ننگ کے ساتھ اسلیے بیان کیا کہ بھوک باطن کی ذلت ہے اور ننگ ظاہر کی ذلت اور ظمأ اور ضحی
بھی لا تظمؤ فیہا ولا تضحی مین متقابل ہین کیونکہ ظما باطن کی حرارت کو کہتے اور ضحی ظاہر کی حرارت
کو اور یہ جو فرمایا فَوَسْوَسَ اِلَیْہِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰٓاٰدَمُ ھَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا
یَبْلٰی تو سورۂ اعراف مین گذر چکا کہ شیطان نے اُنکے پاس قسم کہائی کہ مین تمہارا دوست ہون پھر ڈہلایا اُنکو
فریب سے جیسے فرمایا وَقَاسَمَھُمَآ اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ فَدَلّٰھُمَا بِغُرُوْرٍ اور گذر چکا کہ اللہ عزوجل نے
تقید کردیا آدم ؑ کو اور اُنکی بی بی کو کہ سب پہل کہاوین پر ایک معین درخت کے پاس نہ پہٹکین اور شیطان
اُنکے ساتھ لگا رہا یہانتک کہ اُنکو اُسنے اس درخت کے کہانے پر ابہارا اور انہون نے اُس سے کہالیا اور شجرۂ
خلد اس درخت کو کہتے ہین جسکا کہانیوالا سدا جیتا رہے اور حدیث مین شجرۂ خلد (سدا جینے کے درخت)
کا ذکر آتا ہے ابو ہریرہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَشَجَرَۃً
یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّھَا مِائَۃَ عَامٍ مَا یَقْطَعُھَا وَھِیَ شَجَرَۃُ الْخُلْدِ یعنے بہشت مین ایک درخت
ہے جسکے سایہ مین سوار سو سال تک سیر کرتا رہے گا اور اسکو قطع نہ کرسکے گا اور شجرۂ خلد ہے رواہ
ابو داؤد الطیالسی ورواہ الامام احمد ایضًا ابی بن کعب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ رَجُلًا طُوَالًا کَثِیْرَ شَعْرِ الرَّاْسِ کَاَنَّہٗ نَخْلَۃٌ سَحُوْقٌ
فَلَمَّا ذَاقَ الشَّجَرَۃَ سَقَطَ عَنْہُ لِبَاسُہٗ فَاَوَّلُ مَا بَدَا مِنْہُ عَوْرَتُہٗ فَلَمَّا نَظَرَ اِلٰی عَوْرَتِہٖ

حَتّٰی تَعَلَّقَتْ فِی الْجَنَّۃِ فَاَخَذَتْ شَعْرَہٗ شَجَرَۃٌ فَنَازَعَہَا فَنَادَاہُ الرَّحْمٰنُ یَا اٰدَمُ مِنِّیْ تَفِرُّ
فَلَمَّا سَمِعَ کَلَامَ الرَّحْمٰنِ قَالَ یَا رَبِّ لَا وَلٰکِنِ اسْتِحْیَاءً یعنی آدم علیہ السلام دراز قد سر کے بہت بالوں والے گویا سحوق
کی کھجور تو جب آپنے درخت میں سے کھایا اُنکا لباس آپکے بدن سے گر گیا پہلے جو عضو آپکے بدن سے ننگا ہوا
وہ آپکی عورت (شرمگاہ ستر) تھی تو جب آپنے اپنے ستر کو دیکھا بہشت میں دوڑنے لگے اور پکڑ لیا آپ کے
(سر کے) بالوں کو ایک درخت نے پھر اس درخت سے (بالوں کو) چھڑوایا تو رحمن (اللہ) نے آواز دی اے
آدم تو مجھسے بھاگتا ہے جب آدم نے رحمن (اللہ) کی بات سنی تو عرض کیا نہیں اے رب پر مجھے شرم آتی ہے
بھلا بتلا تو اگر میں توبہ کروں اور تیری طرف پھر آؤں تو تو مجھے بہشت میں پھر لوٹا کر داخل کریگا فرمایا کیوں
نہیں فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ یعنے پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے
رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اسپر بیشک وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان وَھٰذَا مُنْقَطِعٌ بَیْنَ الْحَسَنِ وَ
اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فَلَمْ یَسْمَعْہُ مِنْہُ وَفِیْ رَفْعِہٖ نَظَرٌ اَیْضًا یعنے اس حدیث کی سند میں حسن بصری اور
ابی بن کعب کے درمیان انقطاع ہے کیونکہ حسن نے ابی بن کعب سے نہیں سنا اور اس حدیث کے مرفوع ہونے
میں بھی اعتراض ہے اور طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْہِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ کی تفسیر میں مجاہد نے کہا یَرْقَعَانِ
کَہَیْئَۃِ الثَّوْبِ یعنے بہشت کے پتوں کو جوڑ کر لباس کی طرح بنانے لگے وَکَذَا قَالَ قَتَادَۃُ وَالسُّدِّیُّ
اور سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے اسکی تفسیر میں روایت کیا انہوں نے کہا یَنْزِعَانِ وَرَقَ التِّیْنِ فَیَجْعَلَانِہٖ
عَلٰی سَوْاٰتِہِمَا یعنے تین (انجیر) کے پتے کھینچ کھینچ کر اپنے عیب کی جگہوں (شرمگاہوں)
پر رکھنے لگے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی الاٰیۃ کی تفسیر میں ابوہریرہؓ نے مرفوعا
روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حَاجَّ مُوْسٰی اٰدَمَ فَقَالَ لَہٗ اَنْتَ الَّذِیْ اَخْرَجْتَ
النَّاسَ مِنَ الْجَنَّۃِ بِذَنْبِکَ وَاَشْقَیْتَہُمْ قَالَ اٰدَمُ یَا مُوْسٰی اَنْتَ الَّذِی اصْطَفَاکَ اللّٰہُ
بِرِسَالَاتِہٖ وَبِکَلَامِہٖ اَتَلُوْمُنِیْ عَلٰٓی اَمْرٍ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ اَوْ قَدَّرَہُ
اللّٰہُ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی یعنے موسیٰ
نے آدمؑ سے جھگڑا کیا اور کہا آدمؑ کو وہ آپ ہی ہیں جنہوں نے لوگوں کو بہشت سے نکلوا دیا آپ گناہ کرکے
اور ڈالدیا انکو تکلیف میں آدمؑ نے فرمایا اے موسیٰؑ وہ آپ ہی ہیں جنکو (اللہ نے) چن لیا اور لوگوں سے
اپنے پیغام دیکر اور کلام کرکے کیا تو مجھکو الزام دیتا ہے ایسے امر پر جسکو اللہ نے میرے پر لکھدیا تھا پیدا کرنے

سے پہلے یا یوں فرمایا مقدر کیا اسکو اللہ نے میرے بننے سے پہلے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو آدم
علیہ السلام غالب آئے موسیٰ پر هٰذَا الْحَدِیْثُ لَهٗ طُرُقٌ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَغَیْرِهِمَا مِنَ الْمَسَانِیْدِ
یہ حدیث بہ طرق لکھتے ہین پہلے ابوہریرہ رضی سے کہ حضرت صلعم فرماتے ہین احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ اٰدَمُ
مُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی اَنْتَ الَّذِیْ خَلَقَكَ اللهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَ
اَسْكَنَكَ فِیْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ اَهْبَطْتَ النَّاسَ اِلَی الْاَرْضِ بِخَطِیْئَتِكَ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسٰی
الَّذِی اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَتِهٖ وَكَلَامِهٖ وَاَعْطَاكَ الْاَلْوَاحَ فِیْهَا تِبْیَانُ كُلِّ شَیْءٍ وَقَرَّبَكَ
نَجِیًّا فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللهَ كَتَبَ التَّوْرٰىةَ قَالَ مُوْسٰی بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا قَالَ اٰدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَ
فِیْهَا وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰۤی اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللهُ عَلَیَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ
اَنْ یَّخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی یعنی آدم
اور موسیٰ نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا تو آدم م موسیٰ پر غالب آئے موسیٰ م بولے (اے آدم) وہ آپ ہی ہین
جنکو اللہ (عزوجل) نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور تجھ مین تیرا روح پھونکا اور تجھکو اپنے فرشتون سے سجدہ کرایا
اور تجھکو اپنے جنت مین بسایا پھر تونے اتار دیا لوگون کو آپ گناہ کرکے آدم م نے فرمایا آپ وہی موسیٰ م
ہین جنکو اللہ (عزوجل) نے چن لیا اپنے پیغام دیکر (لوگون کی طرف) اور کلام کر کر اور آپ ہی ہین جنکو
(اللہ عزوجل نے توریت کی) تختیان دین جن مین ہر چیز کی شرح ہے اور تجھکو راز رکھنے کے لیے نزدیک کیا
پھر تونے کسقدر پایا کہ اُسنے لکھی توریت (میرے پیدا کرنے سے پہلے) موسیٰ م نے فرمایا چالیس سال
آدم علیہ السلام نے فرمایا پھر تونے توریت مین (اس آیت کو) نہی پایا ہے وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی
موسیٰ علیہ السلام نے کہا جی ہان آدم م نے فرمایا کیا پھر تو مجھے اولاہنا دیتا ہے اس کام پر جو مینے کیا اور
اسکو مجھپر اللہ تعالی نے میرے پیدا کرنے سے پہلے لکھ چکا تھا چالیس سال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
تو آدم م غالب آئے موسیٰ م پر رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ قَالَ الْحٰرِثُ فَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِذٰلِكَ
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثم کا بیان یہ ہے کلام و لقد عہدنا مین قسم کا
توطیہ ہے اور یہ جملہ مستانفہ ہے اپنے ماقبل کا مقرر ہے وعید کے پھیر پھیر کر سنانے سے اور معنے یہ ہین
کہ ہمنے آدم م کو حکم کیا اور وصیت کی اور معہود محذوف ہے اور وہ معہود وہی ہے جو انشاء اللہ تعالی ابھی آتا ہے
کہ ہمنے آدم کو ایک خاص درخت کے کہانے سے روکا اور نسیان سے اس عمل کا ترک کرنا مراد ہے جسیم

عہد امر ہو اور اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کما فی قولہ تعالیٰ انا نسینٰکم کما نسیتم لقاء یومکم
ھذا یعنے ہم تمکو ویسا ہی عذاب مین چھوڑ دینگے جیسے تم نے اسدن کے ملنے کو بھلا دیا اور جیسے فرمایا فالیوم
ننسٰہم کما نسوا لقاء یومہم ھذا یعنے سو آج ہم انکو عذاب مین چھوڑ دینگے جیسے وہ بھولے اسدن کا
ملنا ایسا ہو تو آدم علیہ السلام کے عصیان کے ساتھ موصوف ہوکر غوی ہونے مین کوئی اشکال نہ ہوگا اور بعض نے کہا نسیان
اپنی حقیقت پر محمول ہے اور وہ بھول گئے اس عہد کو جو انکے ساتھ اللہ نے کیا اور سہو کیا انہون نے اُس سے
اور اسوقت مین آدم علیہ السلام نسیان کے ساتھ ماخوذ تھے اگرچہ نسیان اس امت (مرحومہ) سے مرفوع ہے اور اس آیت
سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تسلی دینا مراد ہے قول اول پر یعنے بنی آدم کا شیطان کی تابعداری کرنا
ایک عادی امر اور ایک جاری سنت ہے اگر کفار نے عہد کو توڑا تو انکے باپ آدم علیہ السلام عہد توڑ چکے کذا قال ابن جریر
والقشیری اور ابن عطیہ نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ اس سے آدم کا کفار جاحدین بالعہد کے مماثل ہونا لازم آتا ہے تو
یہ اعتراض کچھ چیز نہین ہے اسلیے کہ مماثلت تو نفس فعل مین ہے ورنہ آدم علیہ السلام کو اللہ نے پھر نواز لیا اور راہ پر
لایا اسکو) اور فنسی کو باب تفعیل سے بھی پڑھا گیا ہے مجہول کے صیغے پر اور معنے یہ ہین کہ آدم علیہ السلام کو ابلیس نے بھلا
دیا کہا ابن عباس نے انسان کو انسان اسی لیے کہا گیا کہ انہون نے اللہ کے عہد کا خلاف کیا اور بھول گئے اور ولم نجد یا مشتق
ہے وجدان سے جسکے معنے ہین علم کے یا وجود سے جو عدم کی ضد ہے اور عزم سے صبر اور حفاظت مراد ہے
یعنے اس چیز سے انہون نے صبر نہ کیا جس سے ہم نے انکو روکا تھا قالہ ابن عباس اور لغت مین عزم کہتے ہین
نفس کو کام پر آمادہ کرنے کو اور اسپر تصمیم کو اور ایک عقیدہ پر جو ساتھ عقیدہ ہو چلا جانا اور آدم علیہ السلام نے اپنے
نفس کو بچا لیا تھا اسپر کہ اس مخصوص درخت سے نہ کھا دین اور اسپر مصمم تھے جب انکے جی مین شیطان نے
اس درخت کے کھانیکا خیال ڈالا تو انکی طبیعت نرم ہوگئی اور انکا عزم شکست ہوگیا اور بشریت کے تقاضا
نے اسکو بالیا اور بعض نے کہا عزم صبر ہے جیسے گذرا یعنے انکے لیے ہم نے درخت کے کھانے سے صبر نہ پایا
نحاس نے کہا اور عرب کی لغت میں عزم انہین معنے مین مستعمل ہوتا ہے جو شخص گناہون سے بچے
اسکے حق مین کہتے ہین لِفُلَانٍ عَزْمٌ اَوْ صَبْرٌ وَثَبَاتٌ عَلَى التَّحَفُّظِ عَنِ الْمَعَاصِیْ حَتّٰی
یَسْلَمَ مِنْہَا یعنے فلان کے لیے عزم ہے یا صبر ہے یا یون کہو فلان شخص گناہون سے بچنے پر ثابت رہتا
ہے یہانتک کہ انسے سالم رہتا ہے اور اسی سے ہے اللہ عز وجل کا قول فاصبر کما صبر اولوا العزم
من الرسل اور بعض نے کہا ولم نجد لہ عزما علی الذنب یعنے ہم نے آدم علیہ السلام کا گناہ پر کوئی قصد

نہین ہا یا دیہ قال ابن کیسان اور بعض نے کہا ولکم فیہا ما تعیز و ما علیہ اور یہی قول ہے ابن قتیبہ
کا پہر اللہ نے شروع کیا آدم علیہ السلام کے بہولنے کے قصہ کی کیفیت اور انکے عزم کا فقدان اس قصہ کو اللہ عزوجل
نے قرآن مجید کی سات سورتون مین مکرر بیان فرمایا اور اسکا سر وہی اللہ عزوجل جانتا ہے یا اسنے اپنی بعض
مخلوق کو جتا دیا ہے اور ابلیس لعنۃ اللہ علیہ جن ہے فرشتون کے ساتہ رہتا تہا اور انکے ساتہ اللہ کی عبادت کرتا تہا تو
استثنا منقطع ہے اور بعض نے کہا متصل ہے وجہ اول اولی ہے اور ابلیس کی عداوت کا سبب آدم اور اسکی بی بی کے ساتہ
ہوا جو اسنے اللہ کی نعمت کے آثار دیکہے ان دونو پر تو حسد کرکر انکا دشمن ہوگیا شقاوت سے مراد شدت اور عسر ہے
اور شقا ممدود اور مقصور دونو طرح پڑہنا جائز ہے اور معنے یہ ہین کہ تو ما لا بد منہ معاش کی تلاش مین تکلیف اور
مشقت اوٹہاوے گا پہر تیرا معیش تیرے ہاتہ کی محنت کے ساتہ ہوگا جسمین تو اپنی پیشانی کا پسینہ
بہا دیگا یعنے تجہکو حرث و زرع اور طحن اور خبز مین تکلیف اوٹہانا پڑیگا اور فتشقیا نہین فرمایا اسلیے کہ خطاب اول
قصہ سے لیکر یہانتک صرف آدم کے ساتہ ہی ہے یا اسلیے کہ مرد کی شقاوت کے ضمن مین اسکے اہل کی شقاوت
بہی ہے جیسے مرد کی سعادت کے ضمن مین اسکے اہل کی سعادت ہوتی ہے پہر اسکی علت مین وہ راحت بیان کی جو
انکو اس درخت خاص سے بعد ان لک ان لا تجوع الخ اور معنے یہ ہین کہ تیرے لیے یہ ہے کہ تجہکو ان مین انواع
معاش کے ساتہ اور تنعم اصناف نعم کے ساتہ اکل شرب اور ملابس بہم ہے اور جب اسنے نفی کی جوع
اور عرے کی تو اس سے ثابت کیا سیری اور پہننے کے فائدے اسی طرح ظما اور ضحی کی نفی کرکے اس سے
ثابت کیا ان کی ضدون کو کیونکہ ظما کی نفی سے لازم آتا ہے ری کا حصول اور مسکن کا وجود جس سے دہوپ
کی مشقت کو دفع کرے جب کوئی شخص دہوپ مین کہڑا ہوتا ہے اور اسکو اسکی گرمی پہونچتی ہے تو کہتے ہین
فلان ضحی ضحیً ابن عباس نے کہا لا یصیبک فیہا عطش ولا حر یعنے تجہکو اسمین نہ پیاس
لگے اور گرمی کا ڈر ہو کیونکہ اسمین شمس نہین ہے بقولہ تعالی لا یرون فیہا شمسا ولا زمہریرا
یعنے دیکہینگے وہان دہوپ نہ سردی اور جیسے فرمایا واصحب الیمین ما اصحب الیمین فی
سدر مخضود و طلح منضود و ظل ممدود و ماء مسکوب و فاکہۃ کثیرۃ
لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ و فرش مرفوعۃ یعنے اور داہنے والے کیسے داہنے والے بیری کے
درختون مین لدے ہوئے اور کیلے تہ برتہ اور چہاؤن لمبی اور پانی بہتا اور میوہ بہت نہ ٹوٹا اور نہ روکا
اور بچہونے اونچے پہر اللہ عزوجل نے بیان کیا کہ ہمنے آدم علیہ السلام کو امر معاش مین مشغول ہونے

اور مسائل کی تحصیل میں تکلیف اٹھانے سے کفایت کی اور اس میں کچھ شبہہ نہیں ہے کہ متاعب (تکلیفوں)
کے حصول جنپر دنیا میں انسان کی کفایت ہوتی ہے وہ کہانے پینے اور لباس اور مکان کا حاصل کرنا ہے اور
انکے سوا اور جتنی چیزیں ہیں وہ فضول ہیں انکے سوا انکار ممکن ہے اور اس آیت میں اللہ کی طرف سے آدم علیہ
السلام کو الہام ہے کہ اے آدم اگر تو میری اطاعت کریگا تو تیرے لیے یہ ساری بہشت ہی اور اگر تو میری
وصیت کو ضائع کرے گا اور تو میرے عہد کی حفاظت نہ کرے گا تو میں تجھکو جنت سے نکالکر دنیا میں
ڈالدونگا اور تجھکو دنیا میں تعب اور نصب اٹھانا پڑے گا جسکے ساتھ تو بھوکا اور ننگا اور پیاسا اور گرمی کو
دور کرے اس صورت میں فتشقی میں شقاوت سے مراد یہی دنیا کی شقاوت ہے کما قالہ فی تفسیر الکبیر نہ آخرت کی
شقاوت مراد ہے کہ شقاوت یہی کہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کہا دے مروی ہے کہا اللہ سبحانہ وتعالی نے جوع
اور عری کے درمیان تقابل کہا اور ظما اور ضحو کے درمیان اگرچہ جوع (بھوک) عطش (پیاس) کے مقابل ہے اور عری
(ننگ) ضحو (گرمی دھوپ) کے مقابل ہے اسلیے کہ بھوک باطن کی ذلت ہے اور ننگ ظاہر کی ذلت ہے اور پیاس باطن
کی حرارت ہے اور گرمی ظاہر کی حرارت تو جنت کی بسنے والے سے اسکی نفی کی ظاہر اور باطن کی ذلت کی اور اسی طرح ظاہر
اور باطن کی حرارت کی ذکرہ ابن قتیبۃ ابو السعود نے کہا اور پیاس کو بھوک سے اللہ سبحانہ وتعالی نے جدا بیان
کیا حالانکہ ان دونوں میں عادۃً مذکور ہونے میں مجانست اور مقارنت ہے اور یہی طرح ننگ اور گرمی کو جدا جدا بیان
کیا حالانکہ یہ دونو عادۃً مذکور ہونے میں مقارن ہوتے ہیں مقام امتنان اور احسان کا پورا حق ادا کرنے کے لیے
اور اسی اشارہ کیا اس طرف کہ ان چاروں میں ہر ایک کا نہ ہونا علیحدہ ایک نعمت ہے اور اگر بھوک اور پیاس دونو
کو جمع کیا جاتا اور ننگ اور گرمی کو اکٹھا کیا جاتا تو بسا اوقات خیال میں آتا کہ ان چاروں میں دو دو کی نفی
میں ایک ایک نعمت ہے اور بس اس امر کے ثابت کرنیکے لیے ان امور مذکورہ میں سے ہر ایک کی نفی مقصود
بالذات اور اسکا مذکور ہونا بالاصالت ہے اور یہ غرض نہیں ہے کہ امور مذکورہ میں سے بعض کی نفی تو
بالاصالت مذکور ہے اور بعض کی استطراداً اور تبعاً مذکور ہے جیسے متجانسین کو جمع کرنے کی صورت میں اس غلطی
کا خیال تھا اور اللہ سبحانہ وتعالی کے قول فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ اور اسکے مابعد کی تفسیر سورہ
اعراف میں اللہ عزوجل کے قول فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ الآیۃ میں گذر چکی لیکن اسکے معنی میں ہم
اتنا ذکر کرتے ہیں قال ابو البقاء نے کہا یہاں وسوسہ کا صلہ الی بیان کیا اسلیے کہ یہاں وسوسہ اسرار کے معنے
میں ہے اور سورہ اعراف میں لام بیان کیا اسلیے کہ وہاں وسوسہ ذکر کے معنے میں ہے اور اللہ عزوجل

قولہ تعالیٰ یا آدم الآیۃ میں صورت وسوسہ کا بیان ہے اور شجرۃ خلد وہ درخت ہے کہ جو شخص اس درخت
میں سے کہا لیوے تو وہ کبھی نہیں مرتا اور سدا جیتا رہتا ہے امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ
سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشت میں ایک درخت ہے جسکے سایہ میں سوار سو برس تک
سیر کرتا رہیگا اور اسکو قطع نہ کرسکے گا اور وہ شجرۃ خلد ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کوئی یہ کہے کہ جب آدم اور حوا
علیہما السلام نے شجرۃ خلد میں سے کہا لیا تو وہ دونوں کیونکر مرے شجرۃ خلد میں سے کہانیوالا تو کبھی نہیں مرتا اور سدا جیتا رہتا اسلیے کہ
یہ تو شیطان کا مغالطہ تہا جس سے آخر انکو غلطی میں ڈالا اور اسی کیطرف اشارہ ہے کہ یہ فدلّٰہما بغرور
میں اور جس درخت سے اللہ نے آدم کو کہانے سے روکا تہا وہ شجرۃ خلد نہ تہا شیطان نے آدم کو شجرۃ خلد کہکر
مغالطہ میں ڈالا علامہ ابو الطیب نے کہا عصیان سے مراد کہ یہ وعصی آدم ربہ میں مخالفت ہے اللہ عزوجل کی
نہی کی درخت سے کہانیکے ساتھ تو عصیان مخالفت کو کہتے ہیں اور آدم نے خلاف کیا اللہ کا تاویل
کے ساتھ کیونکہ انکا اعتقاد تہا کہ کوئی شخص اللہ کی جہوٹی قسم نہیں کہاتا یا انہوں نے ابلیس کی قسم سنکر اعتقاد کیا
کہ اب نہی منسوخ ہوگئی یا انہوں نے اعتقاد کیا کہ اللہ عزوجل نے مجھکو شجرۃ معینہ سے منع کیا ہے اور اس جنس
کے بقیہ افراد سے منع نہیں کیا گیا فغوی یعنی بہرہ صواب سے بہک گیا یا بہک گیا اپنے مطلوب سے اور اسکا
مطلوب درخت کے کہانے سے جنت میں سدا رہنے کا تہا اور چونکہ ابلیس نے شجرۃ معینہ کو شجرۃ خلد کہکر
مغالطہ ڈالا اسلیے آدم نے جس غرض کے لیے اس سے کہایا وہ غرض حاصل نہ ہوئی علامہ ابو الطیب نے
کہا ہذا ہو الحق فی تقریر ہذا الکلام اور بعض نے کہا غوایت سے مراد انکے عیش کا بگڑ جانا ہے
دنیا میں اترنے کے ساتھ اور بعض نے کہا غوایت سے اپنی ہدایت کی جگہ کا بہول جانا مراد ہے اور بعض
نے کہا غوایت سے یہ مراد ہے کہ آدم کو اس درخت میں سے بہت کہانے سے تخمہ ہوگیا کہا
ابن قتیبہ نے کہا آدم علیہ السلام نے اس درخت سے جس سے انکو روکا گیا تہا ابلیس کے استزلال
(پہسلانے) اور اسکے فریب دینے کے ساتھ اور اسلیے کہ اس نے آدم کے واسطے قسم کہائی کہائی
قولہ تعالیٰ وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین یہانتک کہ انکو گرا دیا فریب کے ساتھ اور آپنے یہ
گناہ کچھ اعتقاد محکم اور صحیح نیت کے ساتھ نہیں کیا ہم صرف اتنا کہتے ہیں عصیٰ آدم ربہ فغویٰ
انتہی قاضی ابوبکر نے کہا آج کسی شخص کو جائز نہیں ہے کہ آدم کی اس گناہ کی بابت کوئی بات کرے علامہ
ابو الطیب نے کہا آدم کے اس گناہ کے بیان کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور اس سے کوئی مانع نہیں ہے

اس پہر کہا کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب مین خبر دی کہ آدم م نے اسکی نافرمانی کی اور جیسے کہا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔ علامہ نسفی نے اپنی تفسیر مدارک مین کہا کہ اللہ عزوجل نے جو آدم م کی بابت فرمایا وعصیٰ آدمُ ربہٗ فغویٰ اسمین نہ فرمایا زلَّ آدمُ تو اسمین زجر عظیم ہے اور موعظت بلیغہ سب مکلفین کے لیے گویا کہ یون فرمایا دیکھو اور عبرت پکڑو مینے کسطرح کس مغلظت کے ساتہ نبی معصوم کی زلت کو بیان کیا تو پہر تم سے صغائر ہوجائے مین تم ان مین کیون سستی کرتی ہو کبائر تو بجائے خود ہے علامہ شوکانی نے اس معنی مین کہا ہے

عصیٰ ابو العالم وهو الذی من طینته صوّره الله

واسجد الاملاک من اجله وصیّر الجنة ماواه

اغواه ابلیس فمن ذا انا المسکین ان ابلیس اغواه

یعنے جہان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے (اللہ کا حکم) ٹالدیا اور وہ وہ ہین جنکا اللہ نے مٹی سے نقشہ کہینچا اور فرشتون سے اسکو سجدہ کرایا اور بہشت کو اسکا ٹہکانا بنایا اسکو ابلیس نے بہکا دیا تو پہر میری عاجزی کیا حقیقت ہے اگر ابلیس نے مجہے بہکا دیا اور رازی نے انبیا کی عصمت مین یہان ایک لمبی گفتگو کی اور اس گفتگو کو خازن نے بھی اپنی تفسیر مین بیان کیا تو ہم اسکے بیان کرنیکے ساتہ کلام کو لمبا نہین کرتے ابن فورک نے کہا یہ گناہ آدم م سے انکے پیغمبر ہونے سے پہلے وقوع مین آیا بعض نے کہا ان دونو کے توبہ کرنے سے پہلے اللہ عزوجل نے انکو نواز لیا قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۝ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ ۝ فرمایا اترو یہان سے دونو اکٹہے رہو ایک دوسرے کے دشمن پہر کبھی پہنچے تمکو میری طرف سے راہ کی خبر پہر جو چلا میرے بتائی راہ پر نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑےگا اور جس نے منہ پہیرا میری یاد سے تو اسکو ملنی ہے گذران تنگی کی اور لا دینگے ہم دن قیامت کے اندہا وہ کہیگا اے رب کیون اٹہا لایا تو مجہکو اندہا اور مین تو تہا دیکہتا فرمایا یون ہی پہنچی تہین تجہکو ہماری آیتین پہر تو نے انکو بہلا دیا اور اسیطرح آج تجہکو بہلا دینگے یہ جو فرمایا ایک دوسرے کے دشمن یعنے وہی انکی اولاد جیسا آپسمین رفاقت کرکے گناہ کیا اس رفاقت کا بدلا یہ ملا کہ اولاد آپسمین دشمن ہوئی اور یہ جو فرمایا تو نے انکو بہلا دیا یعنے آیتون کو بہلا دیا یعنے عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا

اور پیغمبر صلعم نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ مجھکو دکھائے گئے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی
شخص کو یاد ہوئی پھر اسنے بہلا دی **ف** اللہ عزوجل نے فرمایا آدم اور حوا اور ابلیس کو اترو یہان سے
یعنے بہشت سے سب اتر جاؤ اور ہمنے اس قصہ کو مبسوط بیان کیا سورۂ بقرہ میں اور بعضکم لبعض عدو میں
مراد یہہ ہے کہ آدم و حوا اور انکی اولاد اور ابلیس اور اسکی اولاد آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہین اور اللہ عزوجل کے
قول فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى سے مراد انبیاء اور رسل ہین اور بیان ہین قالہ ابو العالیۃ اور فَمَنِ اتَّبَعَ
هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى کی تفسیر میں ابن عباس رض نے کہا لا يضل في الدنيا ولا يشقى في
الآخرة یعنے جو چلا میری راہ تو وہ نہ دنیا میں بہکیگا اور نہ آخرت میں تکلیف میں پڑیگا اور فَاِنَّ
لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا میں دنیا میں تنگ گذران مراد ہے یعنے جو شخص اللہ کی یاد سے منہ پہیرے تو اسکی
کسی قسم کی طمانیت نہین ہوتی اور نہ اسکا سینہ کشادہ ہوتا ہے بلکہ اسکا سینہ تنگ اور غبار رہتا ہے اپنی ضلالت
کی وجہ سے اگرچہ ظاہر میں وہ شخص متنعم ہو اور جو چاہے پہنے اور جو چاہے کہاوے اور جہان چاہے رہے
کیونکہ اسکا دل جبتک یقین اور ہدایت تک واصل نہ ہو تو وہ قلق اور حیرت اور شک میں رہتا ہے اور ہمیشہ
شبہون میں متردد رہتا ہے تو یہ معیشت کی تنگی سے ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے شاید اللہ عزوجل کا یہ
قول اللہ سبحانہ وتعالی کے اس قول کی طرح ہے فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ
وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاۗءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ
اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ یعنے سو جسکو اللہ چاہے کہ راہ دے کہولدے اسکا سینہ حکم برداری
کو اور جسکو چاہے کہ راہ سے بہلا دے اسکا سینہ کردے تنگ غضا گویا زور سے چڑہتا ہے آسمان پر یہی طرح
ڈالیگا اللہ عذاب یقین نہ لانے والون پر علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ ضنک شقاوت
ہے اور عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ انہون نے فرمایا فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا کی تفسیر کہ جو
چیز میں نے اپنے کسی بندے کو دی وہ چیز قلیل ہو یا کثیر پھر وہ مجھ سے اسمین نہ ڈرے تو اسمین کوئی بھلائی
نہین ہے اور یہی ضنک ہے معیشت میں اور یہ بھی ابن عباس رض سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب کسی
قوم نے حق سے اعراض کیا اور وہ دنیا کی فراخی میں تھے اترانے تو انکی معیشت تنگ ہو گئی اور یہ اسلیے کہ انکو
خیال تہا کہ اللہ کب ہماری معاش کو ہم سے روک سکتا ہے اور یہ انکی اللہ عزوجل کے ساتھ سوء ظنی تہی
اور اسکی تکذیب تو جب بندہ اللہ عزوجل کی تکذیب کرتا ہے اور اسکے ساتھ سوء ظنی کرتا ہے اور اسپر بہروسا نہین

کرتا ہے اسکی معیشت تنگ ہوجاتی ہے تو یہی ضنک ہے اور ضحاک نے کہا ضنک سے برا عمل اور خبیث رزق مراد
ہے اور یہی قول ہے عکرمہ اور مالک بن دینار کا اور سفیان بن عیینہ نے ابو حازم سے روایت کیا اور انہوں نے ابو سلمہ
سے انہوں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اللہ عز وجل کے قول معیشۃ ضنکا کی تفسیر میں کہا ہے اسکی قبر تنگ کیجاویگی یہانتک
کہ اسکی پسلیاں ایکدوسری میں داخل ہوجاوینگی ابو حاتم نے ابو سعید سے مرفوعا روایت کیا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا قبر کا اسکو گھونٹنا (یہی معیشت میں ضنک ہے) حافظ ابن
کثیر نے کہا اور اس حدیث کا موقوف ہونا صحیح ہے ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ سے مرفوعا روایت کیا کہ مسلمان
اپنی قبر میں (گویا) ایک سبز باغیچہ میں ہوتا ہے اور ستر (ستر) ہاتھ تک اسکے واسطے قبر فراخ ہوجاتی ہے اور اسکی
قبر میں اسطرح روشنی ہوتی ہے جیسے چاند کی چمک چودھویں رات میں (اے لوگو) تم جانتے ہو آیت فَاِنَّ
لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا کس بارے میں نازل ہوئی اور جانتے ہو کہ اس آیت میں معیشۃ ضنک سے کیا مراد ہے
لوگوں نے عرض کیا اللہ عز وجل (اپنے علم ازلی کی وجہ سے) اور اسکا رسول (یعنی اللہ عز وجل کے بتانیکے
ساتھ) ان باتوں کو خوب جانتے ہیں فرمایا معیشت ضنک سے کافر کا قبر میں عذاب دیا جانا مراد ہے اس ذات پاک
کی قسم کہ کافر پر ننانوے تنینوں کو مسلط کیا جاتا ہے تم کو معلوم ہے تنین کسکو کہتے ہیں وہ تنین ننانوے
سانپ ہیں جن میں سے ہر ایک سانپ کی سات (سات) سر ہیں قیامت تک اسکے بدن پر پھرتے رہیں گے
اور اسکو ڈستے رہیں گے اور کاٹتے رہیں گے حافظ ابن کثیر نے کہا رَفْعُهٗ مُنْكَرٌ جِدًّا ابو ہریرہ سے مرفوعا مروی
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا معیشت جسکو اللہ نے ذکر کیا ہے اس آیت میں یہ مراد ہے کہ کافر پر ننانوے سانپ مسلط
کیے جاوینگے جو اسکے گوشت کو نوچتے رہیں گے قیامت تک رَوَاهُ الْبَزَّارُ بِاِسْنَادِهٖ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ
اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ حُجَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ابو ہریرہ سے ہی مرفوعا مروی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معیشت سے مراد قبر کا عذاب ہے رَوَاهُ الْبَزَّارُ اَيْضًا بِاِسْنَادِهٖ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حافظ ابن کثیر نے کہا اس
حدیث کا اسناد اچھا ہے اور وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى میں اعمی سے مراد یہ ہے کہ اسکی پاس کوئی دلیل
نہ ہوگی قَالَهٗ مُجَاهِدٌ وَاَبُوْ صَالِحٍ وَالسُّدِّيُّ اور عکرمہ نے کہا کافر دوزخ کے سوا ہر چیز سے اندھا
ہو جاویگا اور احتمال ہے کہ کافر کو اندھا کر کے قبر سے اٹھایا جاوے یا دوزخ کیطرف اندھا کر کے ہانکا جاوے
بصر اور بصیرت سے کما قال تعالی وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا مَاْوٰهُمْ

جہنم کلما خبت زدنٰھم سعیرا یعنے اور اٹھا دینگے ہم انکو قیامت کے دن اوندھے منہ پر اندھے اور گونگے
اور بہرے ٹھکانا انکا دوزخ ہے جب بجھنے لگیگی بھڑکا دینگے انپر بھڑکا اسی لیے کافر کہیگا رب لم حشرتنی
اعمٰی وقد کنت بصیرا قال کذلک اتتک ایٰتنا فنسیتہا وکذلک الیوم تنسٰی یعنے کافر
کہیگا میرے دنیا مین تو بینا تھا تو اب تونے مجھکو اندھا کرکے کیون اٹھایا اللہ عزوجل فرماویگا اسلیے کہ تونے
آیات الٰہی سے روگردانی کی اور تونے انکے ساتھ اس شخص کا سا معاملہ کیا جسنے آیات الٰہی کے پہنچ جانیکے بعد
انپر عمل نہ کیا اور تونے انکو بھلا دیا اور انسے اعراض کیا اور انسے غفلت کی تو آج ہم بھی تیرے ساتھ بےپروائی
کا سا معاملہ کرینگے کما قال تعالیٰ فالیوم ننسٰھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا وما کانوا بایٰتنا
یجحدون یعنے سو آج ہم انکو بھلا دینگے جیسے وہ بھولے اپنے اس دن کا ملنا اور جیسے تھے ہماری آیتون سے
جھگڑتے اور جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے رہا قرآن کے لفظون کو بھلا دینا باوجود اسکے معنے سمجھنے کے
اور اسکے مقتضی کے ساتھ قائم رہنے کے تو یہ اس خاص وعید مین داخل نہین ہے اگرچہ اسبارہ مین
دوسرے طریق سے ایک سخت وعید آیا ہے کیونکہ حدیث مین قرآن مجید کے الفاظ بھلا دینے
مین نہی اکید اور وعید شدید وارد ہوئی ہے امام احمد نے اپنی اسناد کے ساتھ سعد بن عبادہ سے
روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے قرآن مجید کو بھلا دیا وہ اللہ عزوجل کو ملیگا کوڑھی
ہوکر اور عبادہ بن صامت سے بھی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی روایت کیا رواہ الامام
احمد من حدیث یزید بن ابی زیاد عن عیسٰی بن فائد عن عبادۃ بن الصامت عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم علامہ ابو الطیب نے تفسیر فتح البیان مین لکھا ہے کہ اھبطا مین خطاب اگرچہ لفظا
تثنیہ ہے لیکن معنے جمع کے لیے ہے تاکہ اس آیت اور سورہ اعراف کی آیت کے درمیان موافقت رہے
اور بالجملہ اللہ عزوجل نے ہبوط کے ساتھ خاص آدم اور حوا علیہما السلام کو کیا اسلیے کہ وہ دونو بشر کا مبدا
اور اصل ہین پھر خطاب کو ان دونو کے لیے اور انکی اولاد کے لیے عام کردیا اور فرمایا بعضکم لبعض عدو
یعنے بعض اولاد بعض کی دشمن ہوگی اسلیے کہ بعض بعض پر ظلم کرینگے اور بعضے یہ ہین کہ انکی عداوت
آپسمین معاش وغیرہ کے امر مین ہوگی یہانتک کہ قتال اور خصام تک نوبت پہنچیگی پھر اگر ارسال رسل اور
انزال کتب کے ساتھ میری ہدایت تمہارے پاس آوے اور کوئی شخص تم مین سے اس کتاب اور رسول کی اتباع
اور اطاعت کرے تو وہ دنیا مین نہ بہکیگا اور آخرت مین تکلیف مین نہ پڑیگا ابن عباس سے

مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے اللہ کی کتاب کی تابعداری کی تو اسکو اللہ دنیا مین ضلالت
سے بچا لیتا اور قیامت کے دن بُرے حساب سے امن دیگا اور یہ اسلیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا فَمَنِ اتَّبَعَ
هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَالطَّبَرَانِیُّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ وَابْنُ
مَرْدُوَیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ابن عباس کہتے ہین متبع قرآن کو اللہ عزوجل دنیا مین گمراہ ہونیسے بچا لیتا ہے
اور آخرت مین تکلیف مین واقع ہونیسے پہلے پھر ابن عباس نے یہی آیت پڑھی اور جسنے میری ہدایت سے اعراض
کیا جو مجھے ملانے والی ہے اور میری طرف بلانے والی ہے اور میرے دین اور میری کتاب کی تلاوت اور اسپر
عمل کرنیسے روگردانی کی اور میری ہدایت کے پیچھے نہ چلا تو اسکو ملنی ہے تنگی کی گذران اور اس آیت کے
معنے یہ ہین کہ اللہ عزوجل نے اپنی ہدایت کی متبع اور اپنے دین کے متمسک کے لیے مقرر کر دیا ہے کہ وہ
دنیا مین ہنیا مریا بے ہم و غم و بے تعب نفس حیات بسر کرے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا مَنْ عَمِلَ
صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنے جسنے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت اور وہ یقین پر ہے تو اسکو
ہم جلا دینگے اچھی زندگی اور بدلے مین دینگے انکو حق انکا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے مترجم عفا اللہ عنہ
کہتا ہے اچھی زندگی کے جلانے سے قیامت کا جلانا مراد ہے یا دنیا مین اللہ کی محبت اور اس لذت
مین جینا حافظ ابن کثیر نے کہا اور جو شخص اسکی ہدایت کا متبع نہ ہوا اس سے معرض ہو تو اسکے لیے اللہ عزوجل
مقرر کیا ہے کہ وہ تنگ معیشت مین رہے اور تعب اور نصب مین مبتلا رہے اور دنیا مین جو متاعب اسکو
پہنچتے ہین وہ ذرہ بمقدار ہین مقابلہ مین ان متاعب کے جو اسکو آخرت مین پہنچینگے تو وہ آخرت مین
شدید التعب اور عظیم الضیق اور کثیر النصب ہوگا ابو سعید خدری سے مرفوعاً مروی ہے کہ معیشت
ضنک سے قبر کا عذاب مراد ہے اَخْرَجَهُ الْبَیْهَقِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَهٗ وَمُسَدَّدٌ فِیْ مُسْنَدِهٖ
اور عبد الرزاق کے لفظ یہ ہین کہ اسکی قبر اسپر تنگ ہو جاویگی یہانتک کہ اسکی پسلیاں ایکدوسری مین
دھس جاوینگی اور ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہے کہ اس سے قبر کا گھونٹنا مراد ہے پھر وہی ننانوے سانپ
والی حدیث نقل کی جو ابن کثیر سے مذکور ہو چکی اور ابو ہریرہ سے مرفوعاً کہ اس سے قبر کا عذاب ہی مراد
ہے اَخْرَجَهُ الْبَیْهَقِیُّ وَالْبَزَّارُ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُهُمْ علامہ ابو الطیب نے کہا ہمارا مذکورہ ترجمہ جو بتا
ہے معیشت ضنکا کی عذاب قبر کیساتھ تفسیر کرنیکو اور ابن مسعود نے اسکی شقاوت کیساتھ ہی تفسیر کی اور بعض

نے کہا اس سے دوزخ کے زقوم اور ضریع اور غسلین مراد ہے اور بعض نے کہا معیشت ضنک سے مراد کسب
خبیث ہے اور ابن جبیر نے کہا کافر سے قناعت مسلوب ہو جاتی ہے پھر وہ سیر نہیں ہوتا خواہ کتنا ہی مال دیا جاوے
اور بعض نے کہا کہ معیشت ضنک سے گناہوں میں مدہوش رہنا مراد ہے اگرچہ بظاہر نعمت میں رہے قالہ
الرازی مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے امام رازی کی یہ توجیہ بہت نیک ہے اور اگر معیشت ضنک سے دنیا کے
معاش کی تنگی مراد لیجاوے تو یہ ہمارے مشاہدہ کے خلاف ہے کیونکہ جو اسکے ذکر اور ہدایت سے
معرض اور روگردان ہیں وہی عیش فراوان میں ہیں اور اصل یہ ہے تو یہ سب توجیہیں ہیچ اور لغو ہیں جب جناب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعدد حدیثوں میں معیشت ضنک کی تفسیر عذاب کے ساتھ وارد ہو چکی ہے
تو اسی کو لینا فرض ہے اور اسی پر چلنا اعلے و اولی ہے اور اسپر اعتراض بھی کوئی وارد نہیں ہوتا اور ہم
معرض عن القرآن کو قیامت کے دن مسلوب البصر اٹھاوینگے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا الآیۃ بعض نے کہا حجت سے اندھا ہونا مراد ہے اور بعض نے کہا کافر
جہات خیر سے اندھا ہوگا جہات خیر میں سے کسی جہت کی طرف راہ نہ پاویگا اور عکرمہ سے ایک روایت میں
ہے کہ آگ کے سوا اسکو اور کچھ نظر نہ آوے گا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ
الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ۝ اور اسیطرح ہم بدلا دینگے اسکو جس نے حد چھوڑا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی
باتوں اور پچھلے گھر کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنا ف یعنی یہ عذاب اندھا ہونا حشر میں ہے اور دوزخ
میں اسپر زیادہ انتہی مانی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے اور اسیطرح ہم مسرفین اور
آیات الٰہی کے مکذبین کو جزا دیتے ہیں دنیا اور آخرت دونوں میں کما قال تعالیٰ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ یعنی انکو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں
اور آخرت کی مار تو بہت سخت ہے اور کوئی نہیں انکو اللہ سے بچانے والا ولہذا اللہ عزوجل نے فرمایا ولعذاب
الآخرۃ اشد وابقی یعنی پچھلے گھر کا عذاب دنیا کے عذاب سے شدید الالم اور کفار کے لیے سدا رہنے والا
ہے اسمیں خالداً مخلداً محبوس رہیں گے ولہذا حضرت نے فرمایا متلاعنین (اس میاں بی بی) سے
(جنہوں نے آپسمیں لعان کیا) بیچ یہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت سہل ہے فتح البیان کا بیان
ہے کہ اسراف سے انہماک فی الشہوات مراد ہے اور بعض نے کہا اشراک باللہ قال سفیان أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ

كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ
تَرْضٰى ۝ سو کیا سوجھ انکو نہ آئی اس سے کہ کتنی کھپا دین ہمنے پہلے انسے سنگتین یہ پھرتے ہین انکے گھرون
مین اسمین خوب پتے ہین عقل رکھنے والون کو اور کبھی نہ ہوتی ایک بات نکل گئی تیرے رب سے تو مقرر ہوتی
بھینٹ اور جو نہ ہوتا وعدہ ٹھیرایا ف آخر وعدہ پر بھینٹ (لڑائی) ہوئی مسلمانون اور کافرون
مین) سو تو سہتا رہ جو کہین اور پڑھتا رہ خوبیان اپنے رب کی سورج نکلنے سے اور ڈوبنے سے پہلے اور
کچھ گھڑیون مین رات کے پڑھا کر اور دن کی حدون پر شاید تو راضی ہوگا یہ جو فرمایا دن کی حدون پر تو پہر پہر ہم
وقت مین نمازون کے سوا پہلے پہر کے اور تو راضی ہوگا یعنے امت کو مدد ہوگی دنیا مین اور بخشش
گناہون کی تیری سفارش سے انتہٰی مافی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے
اے محمد کیا ان ایات الٰہی کے مکذبین کو جو کچھ تو لایا ہے (قرآن) اسکے ساتھ سوجھ نہین آئی کہ ہمنے
انکے پہلے کس قدر سنگتون کو کھپا دیا جنہون نے اللہ کے رسولون کو جھٹلایا پھر وہ ہلاک و خراب و
نیست و نابود ہوگئے تو ابِن مین سے کوئی باقی ہے یا اونکا کوئی نشان ثابت رہ جیسے یہ لوگ اسکا
مشاہدہ و معائنہ کررہے ہین ان سنگتون کے دیار خالی پڑے دیکھکر جنکو وہ چھوڑ گئے اب یہ انکے گھرون
مین پھرتے ہین اسمین عقول صحیحہ اور الباب مستقیمہ کے واسطے اللہ عزوجل کے واحد فرد صمد ہونے پر پتے ہین
کما قال تعالیٰ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ
بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ یعنے سو کئی بستیان ہمنے
کھپا دین اور وہ گنہگار تہین اب وہ ڈہی پڑی ہین اپنی چھتون پر اور کتنے کنوئین نکمے پڑے ہین اور کتنے محل گچ گیری کے کیا
وہ پھرے نہین ملک مین جو انکو دل ہوتے جنسے بوجھتے یا کان ہوتے جنسے سنتے سو کچھ انکھین
اندھی نہین ہوتین پر اندھے ہوتے ہین دل جو سینون مین ہین اور فرمایا سورۂ الم تنزیل سجدہ مین اَوَلَمْ يَهْدِ
لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ
یعنے کیا انکو سوجھ نہ آئی اس سے کہ کھپا دین ہمنے انسے پہلی سنگتین پھرتے ہین انکے گھرون مین اسمین
بہت چیزین ہین کیا سنتے نہین پھر فرمایا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى یعنے
اگر اللہ کیطرف سے یہ بات نہ نکل چکی ہوتی کہ ہم کسیکو عذاب نہین کرینگے مگر پہلے حجت قائم کرکے اور انپر عذاب نازل

کی ایک مین رات نہ ہوتی تو تیرا ناگہان عذاب آجاتا لہذا فرمایا اپنے نبی کو تسلی دینے کے لیے فاصبر علیٰ ما یقولون
الآیۃ یعنے انکی تکذیب سے تجھکو جو صدمہ پہنچتا ہے سو تو اسکو سہار اور طلوع آفتاب کے قبل تسبیح کرنے سے فجر کا نماز
پڑھنا مراد ہے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے تسبیح کرنے سے عصر کی نماز کا ادا کرنا مقصود ہے جریر بن عبد اللہ
بجلی رضی اللہ عنہ سے صحیحین مین مرفوعًا مروی ہے کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنظر الی القمر لیلۃ البدر فقال انکم سترون ربکم کما ترون ہذا القمر لا تضامون فی رؤیتہ
فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا فافعلوا ثم قرا ہذہ الآیۃ
یعنے ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور چاندکی چودھوین رات تھی تو آپنے چاند کیطرف دیکھا اور
فرمایا تم بیچ بیچ دیکھو گے قیامت کے دن اپنے مالک کو جیسے تم آج چودھوین رات کے چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمکو
اسکے دیکھنے مین کوئی تکلیف نہین ہے تو اگر تم کر سکو کہ آفتاب نکلنے سے پہلے نماز پڑھو (فجر کی نماز) اور
ڈوبنے کے پہلے (عصر کی نماز) تو یہ کام کرو پھر آپنے آیت بالا پڑھی عمارہ بن رویبہ کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے لن یلج النار احد صلی قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا یعنے جسنے
آفتاب نکلنے اور آفتاب ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھی (یعنے فجر اور عصر کی) تو وہ دوزخ مین نہ جاویگا رواہما الامام احمد
عن سفیان بن عیینۃ عن عبد الملک بن عمیر عن عمارۃ بن رویبۃ ورواہ مسلم ایضا من حدیث عبد
الملک بن عمیر ابن عمر کہتے ہین حضرت نے فرمایا ان ادنی اہل الجنۃ منزلۃ لمن ینظر فی ملکہ مسیرۃ
الفی سنۃ ینظر الی اقصاہ کما ینظر الی ادناہ وان اعلاہم منزلۃ لمن ینظر الی اللہ تعالی فی
الیوم مرتین یعنے بہشت والون مین سے جس شخص کا ادنے مرتبہ ہوگا (اسکا ملک اسقدر فراخ ہوگا) کہ وہ اپنے ملک کے
دو ہزار سال کی مسافت تک دیکھیگا اور اسکو اپنے ملک کا پرلا کنارہ ویسا ہی دکھائی دیگا جیسے ورلا کنارہ اور جس
کا اعلے مرتبہ والا درجہ ہوگا جسکو ایک دن مین اللہ کا دو بار دیدار نصیب ہوگا اور آناء اللیل مین تسبیح کرنے سے تہجد کی نماز
کا پڑھنا مراد ہے اور بعض نے آناء اللیل مین تسبیح کرنے سے مغرب اور عشا کی نماز کا ادا کرنا مراد رکھا ہے اور اطراف
النہار مقابلہ مین آناء اللیل کے ہین اور یہ جو فرمایا لعلک ترضی تو یہ ویسا ہی ہے جیسے فرمایا ولسوف یعطیک
ربک فترضی یعنے اللہ دیگا تجھکو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا حضرت نے فرمایا اللہ عز وجل جنت والون کو فرماویگا
یا اہل الجنۃ فیقولون ربنا وما لنا لا نرضی وقد اعطیتنا ما لم تعط احدا من خلقک فیقول انی
اعطیکم افضل من ذلک فیقولون وای شیء افضل من ذلک فیقول احل علیکم رضوانی فلا

أُحِلُّ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا یعنے ای بہشت والو وہ عرض کرینگے حاضر ہین ای ہمارے مالک اور دوبارہ حاضر
ہین اللہ عزوجل فرماویگا کیا تم خوش ہوگئے (اسی پر جو مینے تمکو عنایت کیا) اور عرض کرینگے ای ہمارے مالک
اور ہم کیون خوش نہ ہون اور تونے وہ چیزین عنایت کین جو تونے اپنی پیدایش مین کسی کو نہین دین اللہ عزوجل
فرماویگا مین تمکو ان سے بہتر چیز دینا چاہتا ہون وہ یہ کہ مینے تمپر اپنی خوشی کو اتار دیا تو اب اسکے بعد کبھی تم سے
ناخوش نہین ہونگا اور دوسری روایت مین ہے کہ اللہ عزوجل فرماویگا يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا
يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَكُمُوهُ فَيَقُولُونَ وَمَا هُوَ أَلَمْ يُبَيِّضْ وُجُوهَنَا وَيُثَقِّلْ مَوَازِينَنَا وَيُزَحْزِحْنَا
عَنِ النَّارِ وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْطَاهُمْ خَيْرًا مِنَ
النَّظَرِ إِلَيْهِ وَهِيَ الزِّيَادَةُ یعنے ای بہشت والو تمہارا ایک اللہ کے ہان عہد ہے وہ تمہاری ساتھ اسکو پورا
کرنا چاہتا ہے وہ عرض کرینگے وہ کیا وعدہ ہے (ای ہمارے مالک) کیا تونے ہمارے چہرے چمکدار نہین کیے اور
ہمارے تولون کو بھاری نہین کیا اور تونے ہمکو آگ سے دور نہین کیا اور تونے ہمکو بہشت مین داخل نہین کیا
تو پھر اللہ عزوجل پردہ کھول دینگے پھر بہشت والے اللہ عزوجل کیطرف دیکھنے لگین گے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم قسم کھاکر فرماتے ہین بخدا انکے نزدیک انکی طرف دیکھنے سے بڑھکر کوئی چیز محبوب اور پسندیدہ نہ ہوگی اور
یہی زیادت ہے (جسکا اللہ عزوجل نے آیت لدینا مزید مین بیان فرمایا ہے) انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان
کا بیان یہ ہے کہ أفلم یہد الآیۃ مین استفہام تقریع اور توبیخ کے لیے ہے اور یہد کو متکلم کے صیغہ کے
ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور اس صورت مین معنے ظاہر ہین اور یہ جملہ مستانفہ اپنے ماقبل کی تقریر کے لیے لایا
گیا ہے اور معنے آیت کے بالظاہر تو یہ معلوم ہوتے ہین کہ یمشون الخ القرون کا حال ہے یعنے کیا مکہ والون
پر ان لوگون کی خبر مخفی ہے جنکو ہمنے انسے پہلے ہلاک کر دیا ایسے حالت مین کہ وہ انہین گھرون باردون مین
چلتے پھرتے تھے کیا اس سے عبرت نہین لیتے پھر رسول کی تکذیب سے باز آوین یا یہ معنے ہون کہ انکو
امم گذشتہ کے دیار مین گذرنے کے وقت یہ سوجھ نہین آتی کہ جیسے اللہ عزوجل نے ان ساکنون کو جنکے
گھرون مین ہم چلتے پھرتے ہین اپنے رسولون کی تکذیب کی وجہ سے ہلاک کر دیا مبادا ہمکو بھی محمد صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تکذیب اور آیات الہی کے انکار کے سبب ہلاک نہ کر ڈالے اور کلمہ سابقہ سے مراد اللہ عزوجل کا اس امت
سے عذاب کو مؤخر کردینا ہے قیامت تک اور لزاما مصدر ہے بمعنے لازم کا یعنے اگر پہلے سے دار آخرت تک تاخیر
عذاب کا وعدہ نہ ہوتا تو ان کفار کے ساتھ بھی ویسے ہی عذاب چمٹ جاتا جیسے قرون ماضیہ کو چمٹا اور اجل مسمی کا کلمہ

عطف ہے اور اس سے قیامت کا دن مراد ہے یا بدر کا دن اور اگر اجل کا عطف کان کی ضمیر پر ڈالیں جو کان میں مستتر ہے
تو بھی ممکن ہے یعنی اگر کلمہ سابقہ نہ ہوتا تو اخذ عاجل اور اجل مسمی دونوں ان لوگوں کو لازم ہو جاتے جیسے
عاد اور ثمود کو لازم ہوئی اور یہیں بظاہر تعسف ہے ابن عباس نے کہا ہے کہ کلام میں تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر یوں ہے ولولا کلمۃ
واجل مسمی لکان لزاما اور لزاما سے انہوں نے مقتل بدر اور سدی نے ہلاکت مراد لی ہے اور مجاہد نے کہا اجل سے
یہی کلمہ سابقہ مراد ہے گویا اجل مسمی کلمہ سابقہ کی تفسیر ہے) پھر جب اللہ عز وجل نے ظاہر کیا کہ ہم انکی بالکل بیخ کنی
نہیں کرینگے تو آپ کو صبر کا ارشاد فرمایا اور فرمایا فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ یعنی وہ تجھے ساحر اور کذاب اور شاعر
اور کاہن وغیرہ جو کہکر طعن دیتے ہیں تو تو انکے ان مطاعن پر صبر کر اور انکی وجہ سے نہ گھبرا کیونکہ انکے عذاب
کا ایک معین وقت ہے جو اپنے وقت سے مقدم اور متاخر نہیں ہو سکتا اور وہ لامحالہ معذب ہونگے تو تو مطمئن رہ اور
صبر کر اور بعض نے کہا یہ آیت قتال کی آیت کے ساتھ منسوخ ہے اور بعض نے کہا نہیں یہ آیت محکمہ ہے شہاب نے
کہا فاء فاصبر میں سببیہ داخل ہے اور غرض یہ ہے کہ تو انکے بری برتاؤ کی وجہ سے مضطرب کیوں ہوتا ہے لیکن
یہ غرض نہیں ہے کہ تو قتال کو موقوف کرے تا کہ آیت کو منسوخ قرار دیا جاوے اور سبح بحمد ربک سے اکثر مفسرین کے
نزدیک پانچوں نمازیں مراد ہیں اور اللہ عز وجل کا اسکے بعد قبل طلوع الشمس آخر تک فرمانا مؤید ہے اسلیے کہ قبل طلوع
الشمس میں فجر کی نماز کیطرف اشارہ ہے اور قبل غروب میں عصر کی نماز کیطرف مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے
عمارہ بن رویبہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جسنے سورج کے نکلنے
اور ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھی وہ دوزخ میں نہ جاویگا اور آناء اللیل سے مغرب اور عشا کا وقت مراد ہے اسلیے
کہ آناء سے مراد ساعات ہیں اور آناء جمع اِنا کی ہے جسکے معنے ساعت کے ہیں ابن عباس کہتے ہیں کہ یہاں
صلوٰۃ مکتوبہ ہی مراد ہے پھر وہی جریر بجلی کی حدیث بیان کی جو حافظ ابن کثیر نے لکھی اور اطراف نہار
سے زوال کا وقت مراد ہے کیونکہ وہ دونوں کناروں کو جمع کر لیتا ہے تو زوال نصف اول کی انتہا ہے
اور نصف ثانی کا ابتدا ہے اور مراد اس سے ظہر کی نماز ہے اسلیے کہ ظہر کی نماز واقع ہوتی ہے نہار اول کے
آخر کنارہ میں اور نہار آخر کے اول کنارہ میں اور بعض نے کہا ظہر اور عصر دونو نمازوں کا اشارہ قبل غروبہا
میں کیا گیا ہے اور اس آیت سے نفل نماز مراد ہے علامہ ابو الطیب نے کہا اگر کوئی کہے کہ اس آیت میں نماز کی
طرف تو اشارہ نہیں ہے بلکہ ان وقتوں میں سبحان اللہ کہنا الحمد للہ کہنا مراد ہے تو یہ کہنا صواب سے
بعید نہ ہوگا اور تسبیح کا اگرچہ صلوٰۃ پر اطلاق کیا جاتا ہے لیکن یہ مجاز ہے اور حقیقت پر چلنا بہتر ہوتا ہے

جب تک مجاز پہ چلنے کے لیے کوئی قرینہ موجود نہو مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے مجاز پہ چلنے کے لیے جریر بجلی اور عمارہ بن رویبہ کی حدیثون سے بڑھکر اور کس قرینہ کی ضرورت ہے جنکو مسلم و ابو داؤد و نسائی اور بخاری نے نکالا اور وہ دونون حدیثین گذر چکین کہ حضرت نے فجر اور عصر کی نماز کی تاکید کی تو عمارہ کی حدیث مین ان دونو نمازون کے ادا کرنیکو دوزخ سے نجات کا باعث قرار دیا اور جریر کی حدیث مین ان دونو نمازونکو ادا کرنیکو دیدار الٰہی کا موجب کیا پھر بطور استشہاد یہی آیت پڑھی تعجب آتا ہے علامہ سید ابو الطیب پر کہ انہون نے کیسے اس توجیہ کو بعید عن الصواب قرار نہ دیا بلکہ اسکو قریب من الصواب ٹہرایا حالانکہ ان دونو حدیثونکو سید صاحب نے اپنی تفسیر مین بیان فرمایا ہے لیکن چوک گئے اللہ مجھکو اور انکو معاف فرماوے اور بہشت برین عنایت فرماوے وما ذلک علی اللہ بعزیز تو اطراف جمع کیا حالانکہ دن کے دو کنارے ہین اس التباس کے واسطے

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۝ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝

اور نہ پسار اپنی آنکھین اس چیز پر جو برتنے کو دی ہمنے ان مین سے بہت لوگون کو رونق دنیا کی جیسے انکے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی روزی بہتر ہے اور دیر رہنے والی اور حکم کر اپنے گھر والونکو نماز کا اور آپ قائم رہ اسپر ہم نہین مانگتے تجھسے روزی ہم روزی دیتے ہین تجھکو اور آخر بھلا ہے پرہیزگاری کا **ف** آقا اپنے غلام سے روزی کمواتے ہین وہ خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے انتہی مافی موضح القرآن حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ عزوجل ان آیتون مین اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے ای محمد تو ان اہل رفاہت (آسودہ لوگون) اور انکے امثال اور اشباہ کو نظر کی نعمتون کی طرف نہ دیکھ یہ رونق زائل (دور ہونیوالی) اور نعمت حائل (فنا ہونیوالی) ہے اسکے ساتھ اللہ عزوجل انکو آزماتا ہے اور جانچتا ہے اور اسکے بندون مین سے تھوڑے ہی حق مانتے ہین مجاہد نے کہا ازواج سے اغنیاء مراد ہین اور غرض یہ ہے کہ ہمنے تجھکو ان لوگون سے بہتر باتین عطا فرمائین کما قال فی الآیۃ الاخرٰی وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ یعنی ہمنے دین مین تجھکو سات آیتین وظیفہ اور قرآن جیسے درجہ کی بات دی پس اپنی آنکھین ان چیزون پر جو برتنے کو دین ہمنے انکو کئی طرح کے لوگون کو اور نہ غم کیا کر اور جھکا اپنے بازو ایمان والون کے واسطے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اس آیت مین اللہ عزوجل نے بعض بیان فرمایا کہ اس بڑی نعمت مین دیکھ اللہ کا قرآن کی ضمن سے عطا ہوا اور سات آیتین وظیفہ کیا سورۂ فاتحہ

گیا اور بڑا قرآن بھی اسکو فرمایا ہر سورت قرآن ہی ہے سب سے بڑا ہے درجہ مین رسول علیہ السلام نے فرمایا جسکو اللہ عز و جل نے قرآن دیا پھر کسی کی نعمت دیکھکر ہوس کری اسنے قرآن کی قدر نجانی کہا حافظ ابن کثیر نے اسیطرح جس نعیم کو اللہ عز و جل نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے آخرت مین ذخیرہ کر رکھا ہے وہ ایسی عظیم ہے جو احاطہ وصف سے خارج ہے کما قال تعالیٰ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى واسیواسطے فرمایا وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور صحیح مین ہے کہ عمر بن خطاب جب اس بالاخانہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے جسمین آپ بیبیون سے ایلا کرنیکے بعد جدا رہے تھے تو عمر رضہ نے آپکو دیکھا تو تکیہ لگا کر لیٹے ہوے تھے ایک کھجور کے بورئے پر اور گھر مین اور کچھہ نہ تھا مگر تہی کہ قرظ کا ڈھیر لگا رہتا تھا اور ایک پرانی مشک لٹک رہی تھی تو عمر اسحالت کو دیکھکر روئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو کیون روتا ہے عرض کی کسریٰ (ایران کا بادشاہ) اور قیصر (روم کا بادشاہ) یہ دونو کس شان و شوکت مین ہین اور آپکو اللہ عز و جل نے اپنی مخلوق مین سے چن لیا ہے (اور پھر آپ اسقدر تکلیف مین ہین) تو حضرت نے فرمایا اَوَفِي شَكٍّ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي حَيٰوتِهِمُ الدُّنْيَا یعنی تجھے کچھ شک ہے اے خطاب کے بیٹے یہ ایسے لوگ ہین جنکو انکے مزے انکے دنیا کے جینے مین دیدے گئے حافظ ابن کثیر نے کہا تو حضرت نے باوجود دنیا پر قادر ہونیکے دنیا پر سب سے بڑھکر اس سے بے رغبت تھے جب آپکو کچھ حاصل ہوتا اسطرح اور اسطرح اللہ کے بندون مین خرچ کر دیتے اور کل کے واسطے اپنے نفس کے لیئے کوئی چیز نہ رکھتے ابو سعید مرفوعاً کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا سب باتون سے بڑھکر مجھے تمپر اس بات کا زیادہ خوف ہے کہ تمپر دنیا کی رونقین کھولی جاوینگی لوگون نے عرض کیا اور دنیا کی رونق سے کیا غرض ہے یا رسول اللہ فرمایا دین کے برکات (خزانے) قتادہ اور سدی نے کہا آیت مین زہرۃ الحیوۃ الدنیا سے دنیا کی زینت مراد ہے اور قتادہ نے فتنہ کی ابتلا کے ساتھ تفسیر کی اور بیان اللہ عز و جل کا قول وَاْمُرْ اَهْلَكَ ویسا ہی ہے جیسے اسنے سورہ تحریم مین ارشاد فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ یعنی اے ایماندارو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والون کو اس آگ سے جسکی ایندھن ہین آدمی اور پتھر اسپر فرشتے مقرر ہین تند خو زبردست بے حکمی نہین کرتے اللہ کی جو بات انکو فرمائی اور وہی کرتے ہین جو حکم ہو اور غرض یہ ہے کہ وامر اہلک مین بھی اللہ عز و جل نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے عذاب سے خود بچنے اور اپنے اہل

کو سمجھانے کا ارشاد فرمایا نماز کی اقامت اور اسپر صبر کرنے کے ساتھ زید بن اسلم اپنے باپ اسلم سے روایت کیا کرتے ہیں کہ
عمر کا معمول تھا کہ بعض رات کو سویا کرتے اور رات میں انہوں نے ایک وقت مقرر کر رکھا تھا جسمین وہ
تہجد پڑھا کرتے پھر بعض دفعہ نہ اٹھتے تو ہم کہتے شاید آپ نہ اٹھیں جیسے پڑھا کرتے ہیں لیکن جب انکو جاگ
آتی تو اپنی بی بی کو بھی جگاتے اور یہ آیت پڑھتے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا اور لا نسألك
رزقا نحن نرزقك کے یہ معنے ہیں کہ جب تو نماز کو برپا رکھیگا تو تیرے پاس ایسی جگہ سے روزی آویگی جہاں سے
تجھکو آنیکا وہم و خیال بھی نہو کما قال تعالی وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَحْتَسِبُ اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے وہ کر دیگا اسکا گذارہ اور روزی دے اسکو جہاں سے اسکو خیال بھی نہ
اور فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ
أَن يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ یعنی اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی
سو اپنی بندگی کو میں نہیں چاہتا اُن سے روزینہ اور نہیں چاہتا کہ مجھکو کھلاویں اللہ جو ہے وہی ہے
روزی دینے والا زور آور مضبوط و لہذا بیان فرمایا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ اور ثوری نے
لا نسألك رزقا کے معنے میں کہا کہ ہم تجھکو معاش کی طلب میں تکلیف نہیں دینگے ہشام جب کسی دنیادار
کے پاس جاتا اور اسکی کچھ دنیا داری دیکھتے جب اپنے گھر واپس آتے تو گھر کے اندر آتے وقت یہ آیت پڑھتے
وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ آخر آیت تک پھر فرماتے نماز کا خیال رکھو نماز کو برپا رکھو اللہ تم پر مہربانی فرماویگا
رواه ابن أبي حاتم ثابت کہتے ہیں جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھوک لگتی تو اپنی بی بیوں کو
بلاکر فرماتے نماز پڑھو اور ثابت کہتے اور یہی سنت ہے انبیاء (گذشتہ) کے درمیان بھی کہ جب انکو کوئی تکلیف
پہونچتی وہ نماز کیطرف گھبرا کر جاتے رواه ابن أبي حاتم أيضا ابو ہریرہ رض سے مرفوعا مروی ہے
کہ حضرت نے فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے يا ابن آدم تفرغ لعبادتي أملأ صدرك غنى وأسد فقرك
وإن لم تفعل ملأت صدرك شغلا ولم أسد فقرك انتهى اے آدم کے بیٹے خالی ہوجا میری عبادت
کے لیے یعنی باخلاص میری عبادت کر اور جو کام کرتا ہے اسمیں للہیت کی نیت ہو میں تیرے سینہ کو (دل کو)
بے پرواہی سے بھر دونگا اور تیری حاجت کو بند کر دونگا (تو محتاج نہ رہیگا) اور اگر تو نے یہ کام نہ کیا تیرے
سینہ دل کو شغل سے بھر دونگا (کہ دنیا کے ہموم اور غموم سے نہیں چھوٹے گا) اور تیری حاجت کو بند نہیں
کرونگا (تو محتاج ہی رہیگا) رواه الترمذي وابن ماجه ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت

زلت کہتے ہیں من جعل الھموم ھمًّا واحدًا ھمّ المعاد کفاہ اللہ ھمّ دنیاہ ومن تشعّبت بہ الھموم
احوال الدنیا لم یبال اللہ فی ای اودیتہ ھلک یعنے جسنے اپنے تمام غموں کو ایک غم کر لیا یعنے آخرت کا
غم مقدم رکھا اور غموں سے تو اللہ عزوجل اسکے دنیا کے تمام غموں کو دور کر دیتا ہے اور جسکو دنیا کے غموں نے گھیر لیا
(اور اسنے آخرت کا کچھ خیال نہ کیا دنیا کے اکٹھا کرنے اور سودی غیرہ کے فکر میں پہنسا رہا) تو اللہ پروا نہیں
کرتا وہ دنیا کے جس غم میں ہلاک ہو جاوے رواہ ابن ماجۃ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت م
نے فرمایا من کانت الدنیا ھمّہ فرّق اللہ علیہ امرہ وجعل فقرہ بین عینیہ ولم یاتہ
من الدنیا الا ما کتب لہ ومن کانت الآخرۃ نیتہ جمع لہ امرہ وجعل غناہ فی قلبہ و
اتتہ الدنیا وھی راغمۃ یعنے جسکو صرف دنیا اکٹھا کرنیکا فکر ہو (آخرت کا کوئی خیال نہو) اللہ اسکے کام
کو بکھیر دیتا ہے اور اسکی آنکھوں کے درمیان حاجت رکھ دیتا ہے (یعنے وہ ہر طرف دنیا کے حاصل کرنیکے
لیے دیکھتا ہے) حال یہ ہے کہ اسکو دنیا میں سے اسی قدر ملتا ہے جسقدر اسکے لیے لکھا گیا ہے اور جسکی
نیت میں آخرت کا فکر ہو اسکے کاموں کو اللہ اکٹھا کر دیتا ہے اور فراہم کر دیتا ہے اور غنا کو اسکے دل میں
رکھ دیتا ہے اور اسکے پاس دنیا ذلیل ہو کر آتی ہے (یعنے جسقدر دنیا کا ملنا اسکے لیے مقدر ہے وہ بہر حال
اسکو ملتا ہے اور وہ اس سے بے رغبت ہوتا ہے تو گویا دنیا ذلیل ہو کر اسکے پاس آئی اسلیے کہ اسکی
رغبت اسمیں نہیں رہی) اور اللہ عزوجل کے قول والعاقبۃ للتقوٰی کے یہ معنے ہیں کہ جنت اسی شخص کے
لیے ہے جو اللہ عزوجل سے ڈرے صحیح میں مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے آجکی
رات میں ایک خواب دیکھا گویا میں عقبہ بن رافع کے گھر میں ہوں اور ہمارے پاس ابن طاب کی کھجوروں
میں سے کھجوریں لائی گئیں تو میں نے اسکی تاویل کی کہ دنیا میں (بھی) ہمارا انجام نیک ہوگا اور ہمارا
امر (دین) بلند ہوگا اور ہمارا دین خوب پسندیدہ ہے فتح البیان کا بیان یہ ہے اللہ عزوجل
نے اپنے پیغمبر کو دنیا داروں کے سامان لذت کیطرف رغبت اور میل کی نظر کرنے سے منع فرمایا اس سے
معلوم ہوا کہ جس نظر میں میل اور رغبت نہو وہ معاف ہے اور پرہیزگاروں نے ظالموں اور فاسقوں کے
لباس اور مراکب سے نظر کے نیچی رکھنے کے وجوب میں بڑی تشدید کی ہے یہانتک کہ حسن بصری نے کہا تم
فاسقوں کے سواریوں کے چلنے کی آواز کیطرف نظر نہ کرو لیکن دیکھو کہ ان پلیدوں کی گردنوں سے
کسطرح گناہوں کی ذلت جھکتی ہے اور اس آیت کی تفسیر سورۂ حجر میں گذر چکی اور رزق ربک میں سے

اللہ عزوجل کا جنت مین ثواب دینا مراد ہے اور وہ چیزین جنکو اسنے اپنے نیک بندون کے لیے آخرت
مین مہیا کر رکہا ہے یعنے آخرت کا رزق دنیا کے رزق سے بہرحال بہت بہتر ہے کیونکہ آخرت کا
رزق منقطع نہین ہے اور دنیا کی چیزین منقطع ہین اور بعض نے کہا یہان رزق ربک مین رزق سے غنائم
مراد ہین جنکو اللہ عزوجل نے اس امت کے لیے حلال کر دیا لیکن اسکو اخروی رزق پر حمل کرنا بہت بہتر ہے
اسلیے کہ خیریت محققہ اور وہ دوام جسکو انقطاع نہین ہے یہ دونو اخروی رزق مین متحقق ہو سکتے ہین
بخلاف دنیاوی رزق کے اگرچہ دنیا کا رزق حلال ہوگا قال تعالیٰ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ
اللّٰهِ بَاقٍ یعنے تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاویگا اور جو اللہ کے پاس ہے سو رہتا ہے ابو رافع رضہ سے روایت
ہے کہ حضرت صلعم کے گہر ایک مہمان آیا اور آپکے گہر مین کہانے پکانے کے لیے کوئی چیز نہ تہی جس سے اسکی مہمانی
کرین تو آپنے مجہکو ایک یہودی کی طرف بہیجا یہ کہکر کہ تو ہمکو رجب کے چاند تک کچہ آٹا قرض دے وہ بولا
نہین ہم قرض نہین دیتے مگر اس صورت مین کہ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس اپنی کوئی
چیز رہن رکہین ابو رافع کہتے ہین مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور مین نے آپکو خبر دی اسکی تو آپنے فرمایا
سنو (اے ابو رافع) اللہ کی قسم مین آسمان و زمین دونو مین امانتدار ہون اور اگر وہ مجہے قرض دیتا تو
مین بخدا اسکا قرض ادا کر دیتا میری زرہ لیجا ابو رافع کہتے ہین مین آپ سے جدا نہین ہوا کہ یہ
آیت (باب) اتری گویا اللہ عزوجل نے آپکو دنیا سے بے رغبت کیا اَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ
اَبِيْ شَيْبَةَ وَغَيْرُهُمْ اور اہل سے مراد اہل بیت ہین بعض نے کہا اہل سے ساری امت مراد ہے اور نماز
کی محافظت اور اسپر صبر کرنیکا حکم دیا اسلیے کہ وہ روکتی ہے فحشاء اور منکر سے ابو سعید رضہ سے مروی ہے
کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے دروازے تک آٹہ مہینے
تک آتے رہے اور فرماتے رہے نماز کے پابند رہو اللہ تمپر رحم کرے یہی چاہتا ہے اللہ کہ دور کرے تمسے گندی
باتین اے گہر والو اور ستہرا کرے تمکو ستہرا کرنا عبد اللہ بن سلام رضہ سے مروی ہے کہ حضرت صلعم کے گہر والون پر جب کوئی
تکلیف اترتی یا تنگی آتی تو آپ انکو نماز پڑہنے کا ارشاد فرماتے اور یہ آیت پڑہتے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ
عَلَيْهَا الآية اور عروہ بن زبیر جب بادشاہون کی شان و شوکتون کیطرف دیکہتے پہر یہی آیت پڑہتے پہر
پکار کر فرماتے نماز کا خیال کرو نماز کو برپا رکہو اللہ تمپر رحم کرے اور بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت ہے
کہ جب انکے لوگون کو بہوک یا تنگی پہنچتی فرماتے اٹہو اور نماز پڑہو اسی بات کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے اور

الحکم بن دینار سے بھی ایسے ہی مروی ہے اور اس آیت میں دلیل ہے کہ تقوی ہی طالب کا مرتبہ ہے اور یہی ہر لائق
کہتے ہیں وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ○ وَلَوْ
أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ
مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ○ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ
السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ○ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہم پر کوئی نشانی اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی انکو
نشانی اگلی کتابوں میں کی اور اگر ہم کھپا دیتے انکو کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ بھیجا
ہم تک کسی کو پیغام لیکر کہ ہم چلتے تیری کلام پر ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم
راہ دیکھو آگے جان لوگے کون ہیں سیدھی راہ والے اور کون سوجھے ہیں اھ یہ جو فرمایا نشانی اگلی کتابوں میں
کی یعنے اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخر زمان کی یا یہ معنے کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کفایت ہے یہ پیغمبر بھی
انہیں باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی بات نئی نہیں کہتا یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق قصے بیان
کرتا ہے انتہی مافی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ عزوجل کفار کیطرف سے خبر دیتا ہے کہ یہ کہتے ہیں محمد
ہمارے پاس کوئی علامت جو اسکے سچے رسول ہونے کی دلیل ہے کیوں نہیں لے آتا اللہ عزوجل نے اسکے
جواب میں ارشاد فرمایا کیا انکی اگلی کتابوں میں سے نشانی نہیں پہنچ چکی یعنے قرآن عظیم جسکو اللہ عزوجل نے
اسپر اتارا اور یہ امی ہے نہ لکھ سکتا ہے اور نہ اسنے اہل کتاب سے کچھ سیکھا ہے اور حال یہ کہ اس قرآن میں
ان لوگوں کی خبریں موجود ہیں جو سالف دہور میں گذر چکے کتب متقدمہ صحیحہ کے موافق اسلیے کہ قرآن
کتب متقدمہ کے مضامین پر شامل ہے انمیں کے صحیح مضمون کو غلط مضمون سے جدا کر دیتا ہے کما قال تعالیٰ
فی سورۃ العنکبوت وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ
مُّبِينٌ ○ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ ○ یعنے اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اسپر کچھ نشانی اسکے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے
اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھولکر کیا انکو بس نہیں کہ ہمنے تجھ پر اتاری کتاب کہ انپر پڑھی جاتی ہے
بیشک اسمیں مہر ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو کہ مانتے ہیں صحیحین میں مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کوئی ایسا پیغمبر نہیں ہے کہ انکو ایسے ہی کے مطابق معجزے دیے گئے جسپر بہت کچھ لوگ ایمان لاتے ہیں اور
جو معجزہ مجھکو عنایت ہوا ہے سو وہ ایک وحی ہے جسکو میری طرف اللہ عزوجل نے بھیجا اور میں امید کرتا ہوں کہ

قیامت کے دن میرے ہی بہت تابعدار ہونگے حافظ ابن کثیر نے کہا احادیث میں حضرت کے اس معجزہ
کا بیان فرمایا جو ان سب معجزوں سے بزرگ ہے جو آپ کو دی گئی ورنہ آپ کے غیر محدود اور غیر محصور معجزات ہیں جو
حدیث کی کتابوں اور اپنی اپنی مواضع میں مذکور ہیں پھر اللہ عزوجل نے فرمایا اگر ہم ان مکذبین اور جاحدین کو
ہلاک کر دیتے اس سے پہلے کہ انکی طرف اس رسول کریم کو بھیجا اور اس کتاب عظیم کو اتارا تو یہ کہتے اے
ہمارے مالک تو نے ہماری طرف ہمارے ہلاک کرنے سے پہلے اپنا رسول کیوں نہیں بھیجا تو کہ ہم اسپر ایمان لاتے اور اسکی تابعداری
کرتے کما قال فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى پھر اللہ عزوجل بیان فرماتا ہے کہ یہ مکذب متعنت
معاند ہیں اگرچہ انکے پاس ساری نشانیاں آویں تو بھی ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ دکھ کی مار دیکھیں کما قال تعالیٰ
اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
الْاَلِيْمَ اور دوسری جگہ فرمایا وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ
فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا یعنے اور قسمیں کہاتے تھے کافر اللہ کی تاکید کی قسمیں اپنی اگر
آویگا انکے پاس کوئی ڈر سنانے والا البتہ بہتر راہ چلینگے اور کسی ایک امت سے
پھر جب آیا اُن پاس ڈر سنانے والا اور زیادہ ہوا انکا بدکنا اور سورہ
انعام میں فرمایا وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ
عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا
لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ اور قسمیں کہاتے ہیں اللہ کی تاکید سے
کہ اگر انکو ایک نشانی پہنچی البتہ اسکو مانینگے تو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب
نشانیاں آوینگی تو یہ مانینگے اور ہم الٹ دینگے انکے دل اور آنکھیں جیسے منکر ہوئے ہیں اس سے پہلی بار اور
چھوڑ رکھینگے انکو اپنی خوشی میں بہکتے پھر اللہ عزوجل نے فرمایا قُلْ كُلٌّ الآیۃ یعنے اے محمد تو کہہ اس شخص کو جو
مکذب ہے اور مخالف اپنے کفر اور عناد پر مستمر ہے تم بھی راہ دیکھو اور ہم بھی منتظر ہیں اب معلوم ہو جاویگا کون
ہے سیدھی راہ والا اور کسنے حق اور سبیل رشاد کا راہ پایا ہے کما قال تعالیٰ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ
الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا یعنے اور آگے جان لینگے جس وقت دیکھینگے عذاب کون بہت بہکا ہے راہ سے اور
کما قال تعالیٰ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ یعنے جان لینگے کل کون ہے جھوٹا بڑائی مارتا
آخر تفسیر سورۃ طٰہٰ وللہ الحمد والمنۃ فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور تمام کتب

متقدمین میں آپکے نبی ہونیکی صراحت اور آپکے آنیکی بشارت ہے تو اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ صحف اولی میں جو
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونیکا بیان ہے کیا یہی دلیل انکے لیے کافی نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ کتب متقدمہ
منزلہ کی صداقت اور صحت کے مقر اور معترف ہیں اور ان میں وہ دلائل موجود ہیں جو انکی نبوت سے انکار کو دفع کرتے
ہیں اور انکی نعت اور تصنیف کاملہ بتاتے ہیں اور بعض نے کہا معنے آیت کے یہ ہیں کیا انکو سوجھ نہیں دی ہلاکت
اہلاک نے ان لوگوں کو جنہوں نے لوگوں میں سے کفر کیا اور انہوں نے اسی طرح آیات کے مانگنے میں افراط اور تعنت کیا
انکو خوف نہیں آتا کہ انکے پاس بھی وہ آیات پہنچیں جنکا انہوں نے اقتراح کیا اور انکا بھی وہی حال ہو جو انکا حال
ہوا یا یہ معنے ہوں کیا انکے پاس قرآن مجید نہیں پہنچا اگر وہ بھی آیات میں سے ایک آیت ہے بلکہ اس سے بڑھکر کوئی
معجزہ نہیں ہے کیونکہ یہ بیان ہے تمام کتب منزلہ کے لیے اور غرض یہ ہے کیا انکے پاس آیتیں نہیں پہنچیں اور
خاص کر وہ جنکو نہیں پہنچا جسکے آنیکا صحف اولی میں بیان ہے اور یہاں اللہ عز وجل نے فرمایا کہ اگر لوگوں پاس رسول
نہ پہنچتے تو وہ یہ عذر انکو کہتے کہ ہمارے پاس رسول نہیں آئے پھر وہ ہمکو تیرے حکم سناتے اور ہم انکی اتباع کرتے علامہ
سید ابو الطیب نے فرمایا اللہ عز وجل نے ان کافروں کا یہ عذر لنگ رسولوں کے انکی طرف بھیجنے کے ساتھ قطع کر دیا
انکے ہلاک سے اول اور اسی لیے دوزخ کے داروغہ انسے دریافت کرینگے اور فرماوینگے اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ
قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ یعنے
جس بار ڈالا جاویگا دوزخ میں ایک ڈال (ایک جماعت) پوچھینگے انسے دوزخ کے داروغہ کیا نہ پہنچا تمکو کوئی ڈر سنانیوالا
کہینگے کیوں نہیں ہم پاس پہنچے تھے ڈر سنانیوالے پھر ہمنے جھٹلایا اور کہا کوئی نہیں اتاری اللہ نے کچھ چیز تم پڑے ہو
بڑے بہکاوے میں (اور سورۂ زمر میں فرمایا وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ
اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ
لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یعنے اور ہانکے گئے جو منکر ہیں دوزخ
میں جتھے جتھے یہانتک کہ جب پہنچیں گے دوزخ پر کھولے گئے دروازے اسکے اور کہنے لگے انکو داروغہ اس کے
کیا نہ پہنچے تھے تم پاس رسول تم میں کے پڑھتے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تمکو اس دنکی ملاقات سے
بولے کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا کافروں پر اور فرمایا سورۂ انعام میں یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ
یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا
عَلٰۤی اَنْفُسِنَا یعنے اے جماعت جنوں اور انسانوں کی تمکو نہیں پہونچے تھے رسول تمہارے اندر کے سناتے تمکو

سیرے علم اور قدرت سے یہ دن سامنے آئے سیر ہوئے ہمنے اپنے گناہ کہا ابن عباس اور فراء نے کہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ اصحاب
صراط سوی سے مراد وہ لوگ ہیں جو بالکل گمراہ نہیں ہوئے اور من اہتدی سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے گمراہی
کے بعد ہدایت پائی اور مَن دونو جگہون مین استفہامیہ ہے یا موصول ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ
شکر خدا کا کہ اس سورہ مبارکہ کا ترجمہ تمام ہوا چھٹے ماہ ربیع الاول ۱۳۱۱ ہجری روز ہفتہ کو وقت ظہر شہر لاہور میں
اللہ تعالے اسکو اپنے فضل سے قبول فرماوے اور باقی سورتوں کے ترجمہ کے اتمام کی توفیق دیوے اور ناظرین باتمکین
کی خدمت میں مترجم مسکین گذارش کرتا ہے کہ بقدر اس ترجمہ کے لکھنے میں حتی الوسع کوشش کی ہے اگر کسی مقام میں غلطی یا سہو
پاوین تو اسکی اصلاح فرماوین اور دعاء خیر سے یاد کرین اللہ تعالی ہماری اور سب اہل اسلام کی مغفرت کرے آمین یا
رب العالمین ابتدا ہوتا ہے ترجمہ سورۂ انبیا علیہم السلام کا

سورہ انبیا

قرطبی نے کہا سورہ انبیا جمیع کے قول مین مکی ہے اور یہ سورت ایک سو گیارہ آیت ہیں اسکو سورہ انبیا اسلیے کہا
مطلب ہے کہ اسمین انبیا کے قصے مذکور ہین ابن مسعود رض نے حق مین اس سورت اور سورہ کہف اور سورہ بنی اسرائیل
اور سورہ طٰہٰ اور سورہ مریم کے کہا ہے اِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ اخرجہ البخاری و
غیرہ عامر بن ربیعہ کہتے ہین کہ میرے پاس عرب کا ایک شخص آیا تو مینے اسکی عزت کی اور اس شخص نے حضرت سے
آگے سفارش کی پھر وہ عامر کے پاس آیا اور بولا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ وادی جاگیر مین مانگی ہے
جس سے عمدہ عرب کے ملک مین کوئی نالا نہیں ہے اور مینے ارادہ کیا ہے کہ اسکا ایک ٹکڑا مین تجھکو دیدون جو تیرے
اور تیری اولاد کے کام آوے عامر رض نے کہا مجھکو تیری جاگیر کی کچھ ضرورت نہیں ہے آجکے دن ایک سورت
نازل ہوئی جسنے ہمکو دنیا سے غافل کر دیا ہے اور وہ یہی سورت تھی (یعنے سورۃ انبیاء علیہم السلام)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ
وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَسَرُّوا النَّجْوَی ۚ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ
اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ
الْعَلِیْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ
مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ ۝ نزدیک آگیا لوگون کے انکے حساب کا وقت

اور وہ بیخبر منہ پھیر رہے ہیں کوئی نصیحت نہیں پہونچتی انکو انکے رب سے نئی مگر اسکو سنتے ہیں کھیل میں لگے کھیل میں
ہوتے ہیں دل انکے اور چپکے سے مصلحت کی بے انصافوں نے یہ شخص کون ہے ایک آدمی ہے تمہی سا پھر کیوں
پہنستے ہو جادو میں آنکھوں دیکھے اس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ ہے سنتا جانتا
یہ چھوڑ کر کہتے ہیں اڑتے خواب ہیں نہیں جھوٹھ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے پھر چاہیے لاوے ہم پاس
کوئی نشانی جیسے لائے ہیں پہلے نہیں مانا ان سے پہلے کسی بستی نے جسکو کھپایا ہمنے اب کوئی یہ مانیں گے
نقصانی موضح القرآن یہ تنبیہ ہے اللہ عزوجل کی جانب سے قیامت کے نزدیک ہونے پر اور پھر لوگ اس قیامت سے
غفلت میں ہیں اور بے خبر اسکے لیے کوئی عمل بجالاتے ہیں اور نہ اسکے واسطے مستعد ہوتے ہیں ابو سعید خدری
مرفوعا کہتے ہیں کہ فی غفلة معرضون سے کفار کا دنیا میں مشغول ہونا مراد ہے حافظ ابن کثیر نے کہا اور فرمایا اللہ
نے أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ یعنی آ پہنچا حکم اللہ کا سو اسکی شتابی مت
کرو وہ پاک ہے اور اونچا ہے انکے شریک بنانے سے اور فرمایا اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ وَإِن يَرَوْا آيَةً
يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنی پاس آ لگی وہ گھڑی (یعنی قیامت کا دن) اور پھٹ گیا چاند اور اگر
دیکھیں وہ (کافر) کوئی نشانی ٹال دیں اور کہیں یہ جادو ہے چلا آتا حافظ ابن عساکر نے حسن بن ہانی ابو نواس
شاعر کے ترجمہ میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا سب لوگوں سے بڑھ کر شیخ طاہر ابو العتاہیہ کا یہ شعر ہے ؎

النَّاسُ فِي غَفَلَاتِهِمْ وَرَحَا الْمَنِيَّةِ تَطْحَنُ

یعنی سب لوگ اپنی بے خبری میں ہیں اور موت کی چکی پس رہی ہے (وما احسن قول الشاعر

يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِي وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابًا

کسی نے پوچھا شیخ طاہر نے یہ مضمون کس آیت سے اخذ کیا ہے انہوں نے کہا اللہ عزوجل کے اس قول سے اقْتَرَبَ
لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ پھر حافظ ابن کثیر نے عامر کی وہی حدیث ایک کی جگہ
ہمنے اس سورہ کے ترجمہ میں بیان کیا پھر اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ یہ تو اس وحی کی طرف کان ہی نہیں
لگاتے جسکو ہمنے اپنے رسول پر اتارا اور اس آیت میں خطاب قریش کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کے ساتھ جو کفر میں
انکے ساتھ مشابہ ہیں اور ذکر محدث میں محدث سے اسکے نزول کا جدید ہونا مراد ہے جیسے ابن عباس نے کہا ما لكم
تسألون أهل الكتاب عما بأيديهم وقد حرفوه وبدلوه وزادوا فيه ونقصوا منه وكتابكم أحدث
الكتب بالله تقرؤونه محضا لم يشب یعنی تمکو کیا ہے کہ اہل کتاب سے (جنہوں نے بدل ڈالا اور گھٹایا بڑھایا) وہ چیزیں پوچھتے ہو جو انکے

مین سے حالانکہ انہون نے ان کتابون کو محرف و مبدل کر دیا ہے اور انہین برباد کیا ہے اور اسکو گنوا دیا ہے
اور تمہاری کتاب (قرآن مجید) اصدق کتب اللہ ہے یعنے یہی اللہ عزوجل کیجانب سے نازل ہوئی ہر تم اسکو
خالص خالص سمجھتے ہو یہی نکتہ اسمین کچھ بھا نہین دیکھا ماقال التنادی بحق هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لیکر حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونیکو خیال کرتے تھے کہ یہی ہماری طرح ایک بشر ہے اسکو وحی کے ساتھ کیون خاص کیا گیا ہم
کو جیسا کہ علامہ اللہ نے کفر کے اس قول کی حکایت کیا اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ یعنے چپکے چپکے مشورتین کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ تم جو ہمکے تابعداری کرو تو تمہاری ایسی مثال ہو جیسے کوئی جادو مین پڑے آنکھون دیکھکر اللہ عزوجل نے انکی افترا
و اختلاق اور کذب کی جواب دینے کے لیے اپنے پیغمبر کو ارشاد فرمایا کہ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
یعنے جسکو آسمان اور زمین کی خبرین معلوم ہین اسپر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے اور اسی نے یہ قرآن اتارا جو اولین
اور آخرین کے اخبار پر مشتمل ہے اور اسکی طرح لانے کی کسی کو استطاعت نہین ہے کوئی نہین لا سکتا ہے جو آسمانون
زمین کے بھیدون کو جانتا ہے وہ جو تمہارے اقوال مختلف ہے اور تمہارے احوال جانتا ہے اور اس آیت
مین تہدید ہے انکے لیے اور وعید اور اللہ عزوجل نے اپنے قول بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ الآیۃ مین
کفار کی لعنت اور انکے انکار سے خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ قرآن کی بابت انکے مختلف ہفوات ہین کبھی
تو اس پاک کلام کو سحر سے تعبیر کرتے ہین اور کبھی اسکو شعر بتاتے ہین اور کبھی اضغاث احلام کہکر اپنے منہ
پلید کرتے ہین اور کبھی اسکو مفتری قرار دیتے ہین اور خبر دی ہے کہ یہ لوگ اس کتاب کی شان مین حیران ہین
اور اس سے بہکے ہوئے کما قال تعالیٰ اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ
سَبِیْلًا یعنے دیکھ کیسی بنائی ہین کہاوتین اور بہکے اب پا نہین سکتے راہ اور فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَۃٍ سے یہ
غرض ہے کہ کفار پہلے پیغمبرون کیطرح معجزون کا اقتراح کرتے ہین صالح ع کی اونٹنی کیطرح اور موسیٰ اور
عیسیٰ کی مانند اور اللہ عزوجل نے انکے اس قول کا جواب اپنے اس قول مین دیا ہے وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ
اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَۃَ مُبْصِرَۃً فَظَلَمُوْا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا
تَخْوِیْفًا یعنے اور ہمنے تو نشانیان اسلیے بھیجنی موقوف کردین کہ اگلون نے انکو جھٹلایا اور ہمنے دی اس سے
پہلے قوم ثمود (صالح ع کی قوم) کو اونٹنی سوجھانے کو پھر اسکا حق نہ مانا اور نشانیان جو ہم بھیجتے ہین سو
ڈرانے کو ولنعم البیان فرمایا مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَهْلَکْنٰهَا اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ یعنے اس سے
پہلے جو ہمنے کسی بستی مین بستیون مین سے کسی رسول کو بھیجا اور اس بستی والون کو اس رسول کے ہاتھ

معجزہ دیا گیا تو وہ بہی ایمان نہین لائی بلکہ انہون نے اسکو جہٹلایا اور انکو بہی اس تکذیب کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا
پہر یہ لوگ آیات کو دیکہکر ایمان لا دینگے انکے سوا ہماشا وکلا کبہی نہین کما قال تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْہِمْ کَلِمَتُ
رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْہُمْ کُلُّ اٰیَۃٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ یعنے جنپر ٹہیک ہو چکی بات تیرے رب
کی وہ نہ مانینگے اگرچہ پہنچین انکو ساری نشانیان جب تک نہ دیکہین دکہہ کی مار کہا حافظ ابن کثیر نے ہٰذَا
کُلُّہٗ وَقَدْ شَاہَدُوْا مِنَ الْاٰیٰتِ الْبَاہِرَاتِ وَالْحُجَجِ الْقَاطِعَاتِ وَالدَّلَائِلِ الْبَیِّنَاتِ عَلٰی یَدَیْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ہُوَ اَظْہَرُ وَاَجْلٰی وَاَبْہَرُ وَاَقْطَعُ مِمَّا شُوْہِدَ مَعَ غَیْرِہٖ
مِنَ الْاَنْبِیَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ یعنے اسکے علاوہ قریش نے تو حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتہو نپر ان آیات باہرہ اور حجج قاطعہ اور دلائل بینیہ کا مشاہدہ اور معائنہ کیا جو انبیا کے
معجزات سے بڑہکر ظاہر اور جلی اور باہر اور قاطع تہین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ملّی تاج کہتے ہین مجہسے حسن نے
حدیث بیان کی جنہنے عبادہ بن صامت کو دیکہا کہ عبادہ بن صامت کہتے تہے ہم مسجد مین تہے اور ہمارے
ساتہہ ابوبکر صدیق تہے کچہہ قرآن مجید پڑہ رہے تہے تو عبد اللہ بن سلول (رئیس منافقین) آیا اور اسکے پاس
ایک غالیچہ تہا اور ایک مخمل کی نہالی تہی اسنے انکو رکہدیا اور انپر تکیا لگایا اور وہ آدمی ذی وجاہت اور باتونی اور جہگڑالو
تہا بولا یَا اَبَا بَکْرٍ قُلْ لِمُحَمَّدٍ یَاْتِیْنَا بِاٰیَۃٍ کَمَا جَآءَ الْاَوَّلُوْنَ جَآءَ مُوْسٰی بِالْاَلْوَاحِ وَجَآءَ دَاوٗدُ
بِالزَّبُوْرِ وَصَالِحٌ بِالنَّاقَۃِ وَجَآءَ عِیْسٰی بِالْاِنْجِیْلِ وَالْمَآئِدَۃِ یعنے ای ابوبکر کہہ محمد (صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنے صاحب) سے کہ لا دے ہمارے پاس کوئی نشانی جیسے پہلے پیغمبر نشانیان لائے موسی ع
تختیان لائے اور داود ع زبور لائے اور صالح ع اونٹنی لائے اور عیسی ع انجیل اور مائدہ لائے تو ابوبکر رو دئے اور حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور ابوبکر بولے اٹہو ہماری ساتہہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس منافق سے
استغاثہ کرین تو حضرت نے فرمایا اِنَّہٗ لَا یُقَامُ لِیْ اِنَّمَا یُقَامُ لِلّٰہِ یعنے میرے لیے نہو اللہ عزوجل کے واسطے اٹہنا
چاہیے ہمنے عرض کیا یا رسول اِنَّا لَقِیْنَا مِنْ ہٰذَا الْمُنَافِقِ یعنے ہمکو اس پلید منافق سے سخت تکلیف پہنچی ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ جِبْرَئِیْلَ قَالَ لِیْ اُخْرُجْ فَاَخْبِرْ بِنِعَمِ اللّٰہِ الَّتِیْ اَنْعَمَ بِہَا
عَلَیْکَ وَفَضِیْلَتِہِ الَّتِیْ فُضِّلْتَ بِہَا فَبَشَّرَنِیْ اَنِّیْ بُعِثْتُ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اُنْذِرَ
الْجِنَّ وَاٰتَانِیْ کِتَابَہٗ وَاَنَا اُمِّیٌّ وَغَفَرَ ذَنْبِیْ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَاَخَّرَ وَذَکَرَ اسْمِیْ فِی الْاَذَانِ وَاَیَّدَنِیْ
بِالْمَلٰٓئِکَۃِ وَاٰتَانِیَ النَّصْرَ وَجَعَلَ الرُّعْبَ اَمَامِیْ وَاٰتَانِیَ الْکَوْثَرَ وَجَعَلَ حَوْضِیْ مِنْ اَعْظَمِ الْحِیَاضِ

يوم القيامة وعدني المقام المحمود والناس مهطعون مقنعون رؤسهم وجعلني في اول
زمرة تخرج من الناس وادخل في شفاعتي سبعين الفا من امتي الجنة بغير حساب
واتاني السلطان والملك وجعلني في اعلى غرفة في الجنة في جنت النعيم فليس فوقي
احد الا الملائكة الذين يحملون العرش واحل لي ولامتي الغنائم ولم تحل لاحد كان
قبلنا یعنے میرے لیے جبرئیل ؑ نے فرمایا باہر جا اور ظاہر کر وہ احسان جو اللہ نے تجھپر کیے اور وہ فضیلت جسکی ساتھہ تو بزرگی
دیا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھکو بشارت دی کہ مین احمر اور اسود (سب کی) طرف پیغمبر کر کے
بھیجا گیا ہون اور مجھے اللہ نے حکم کیا ہے جنون کو ڈرانے کا اور دی اسنے مجھکو اپنی کتاب حالانکہ مین امّی ہون
(پڑھنا نہین جانتا) اور میرے اگلے پچھلے سب قصور اسنے معاف کر دیے اور مشہور کیا میرا نام لینا اذان مین اور
فرشتون کے ساتھہ میری مدد کی اور میری نصرت کی اور کر دیا اسنے (میرا) رعب میرے آگے اور مجھے کوثر عنایت فرمایا
اور میری (اس) حوض (کوثر) کو اسنے تمام (ان) حوضون سے عظیم بنایا (جو اور پیغمبرون کو عنایت فرمائے)
قیامت کے دن اور مقام محمود کا میری ساتھہ وعدہ کیا اور لوگ دوڑتے ہونگے اوپر اٹھائے اپنے سر اور مجھے کیا
اس پہلی زمرہ مین جو لوگون سے خارج ہوگا اور داخل کیے میری شفاعت مین ایسے ستر ہزار لوگ جو بلا حساب
بہشت مین داخل ہونگے اور دیا مجھکو ملک اور غلبہ اور کیا مجھکو جنت کی اوپر کے مکان مین جنات نعیم مین سے
تو میرے اوپر اور کوئی نہ ہوگا حاملین عرش کے سوا اور حلال کی اسنے میرے اور میری امت کی واسطے غنیمتین اور مجھسے
پہلے کسی کے لیے غنیمتون کو حلال نہین کیا رواه ابن ابي حاتم حافظ ابن کثیر نے کہا هذا الحديث
غريب جدًا انتهى قال الحافظ ابن کثیر کہا علامہ ابو الطیب نے فتح البیان مین قرب اور اقتراب دونو کے ایک
ہی معنے مین کہا کرتے ہین قرب الشيء واقترب کہا زجاج نے حسابهم مین مضاف محذوف ہے اور وہ وقت
ہے جیسے اللہ عزوجل کے قول اقتربت الساعة مین محذوف ہے اور معنے یہ ہین لوگون کے لیے انکے حساب کا
وقت آپہونچا اور حساب کی وقت سے قیامت مراد ہے اور حساب پر للناس کو مقدم کیا انکو ڈرانے اور گھبرانیکے
لیے اور اقتراب حساب سے اسکا اسنے قریب ہونا مراد ہے کیونکہ قیامت لوگون سے ہر ایک ساعت مین اقرب
ہے بنسبت اپنے سے پہلی ساعت کے اور بعضون نے کہا ہے کہ جو چیز آنیوالی ہو وہ قریب ہوتی ہے اور دور تو وہ چیز
ہے جو منقرض اور ماضی ہو اور ہر آدمی کا مرنا اسکی ساعت کا قائم ہونا ہی اور یہ بھی ہے کہ قیامت بنسبت زمانہ
ماضی کے قریب ہے کیونکہ جو زمانہ دنیا کا باقی ہے وہ زمانہ ماضی سے قلیل ہے اور ناس سے عام لوگ مراد ہین بعض

کہا مطلق شرک مراد ہے بعض نے کہا کفر مراد ہے ان صورتوں میں حساب سے بدلہ کا مراد ہونا ظاہر ہے یا حقیقۃً
مین حساب کو سبب ہونا مراد ہے اور اس چیز سے جو انکے ساتھ دنیا مین معاملہ کیا جاویگا معرض مین آخرت اور اسپر
پر ایمان لانے اور اسکے فرائض کے ساتھ قائم ہونے سے اور گردان پھیرنے اسکی مناہی کے ساتھ منزجر ہونے سے
مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ یہ آیت اول کی علت ہے اور من ابتداء غایت کے واسطے ہے لہذا معتزلہ نے
اور جہمیہ نے اس آیت سے دلیل لی ہے کہ قرآن کے الفاظ محدث ہیں اسلیے کہ ذکر سے اسجگہ قرآن مراد ہے اور جواب یہ ہے
ان الفاظ کے محدث ہونے میں جو اصوات اور حروف سے مرکب ہوں تو کوئی نزاع نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ جو اصوات
اور حروف سے مرکب ہیں یہ صیغ النزول ہیں اور انکے حدوث میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور نزاع جو ہے تو کلام
نفسی میں ہے اور قرآن مجید کے قدیم و محدث ہونے میں بہت اہل علم اور فضل ماموں رشید اور معتصم باللہ اور واثق
باللہ کے زمانے میں آزمائے گئے اور اسی مسئلہ میں امام احمد بن حنبل کو سخت اذیت پڑی اور آپکو دیر تک محبوس رکھا اور اسی
کی وجہ سے محمد بن نصر خزاعی کی گردن ماری گئی اور اسوقت میں ایک فتنہ عظیم برپا ہوا اور یہ قصہ بسبب مشہور ہونے
کے ذکر کے لائق نہیں ہے اور جو اس قصہ کی حقیقت پر مطلع ہونا چاہتا ہے وہ ذہبی کی کتاب النبلاء المورخ الاسلام
میں امام احمد بن حنبل کے ترجمہ کا مطالعہ کرے اور سنت کے اماموں نے اس مسئلہ کا جواب نہیں دیا جب انسے قرآن کے
مخلوق اور حادث ہونیکی بابت پوچھا گیا اور اس استفہام میں وہ مصیب ہیں اور انہی ائمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کیوجہ سے
اللہ عزوجل نے اپنے نبی علیہ السلام کی امت کو بڑی بدعت سے محفوظ رکھا اور لیکن سنت کے اماموں نے اللہ انپر رحم کرے
اس مسئلہ میں اس حد تک مجاوزت کی کہ قرآن کے قدیم ہونے پر جزم کیا اور صرف اتنی جزم پر ہی اکتفا کی بلکہ حادث
کہنے والے کو کافر بنایا اور اس سے بڑھکر یہ فرمایا کہ جو شخص کہے لفظی بالقرآن مخلوق وہ بھی کافر ہے اور اس سے اور بڑھکر
یہ فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کے قدیم کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر ہے اور میری تمنا ہے کاش کہ سلف
وقف کی حد کو تجاوز نہ کرتے اور اس امر کے علم کو علام الغیوب کیطرف راجع کرتے اسلیے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے
آزمانے کے زمانے تک اور اس مسئلہ کے ظہور تک اس مسئلہ میں کسی قسم کی گفتگو مسموع نہیں ہوئی اور کوئی کلام اس مسئلہ
میں انسے منقول نہیں ہے تو گویا اس مسئلہ کے جواب سے امتناع اور ازیال وقف کے ساتھ تمسک اس مسئلہ کے علم کو اسکے
عالم کیطرف راجع کرنا یہی طریقہ سلف تھا اور اسی میں آدمی اللہ کے بندوں کی جماعتوں کو کافر کہنے سے سالم اور محفوظ
رہ سکتا ہے والامر للہ سبحانہ بعض نے کہا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہر ایک کو دوسرے کے پیچھے ملاحظہ کرتا ہے یعنی اتارتا
ہے ایک کو دوسرے کے بعد اور ایک سورت کو دوسری سورت کے پیچھے جس وقت اتارنے کی ضرورت ہوتی ہے جب کام

اور سور اور وقت کے بیان کرنیکے لیے بعضون نے کہا ذکر محدث سے حضرت پر کچھ حدیث مراد ہے اور وہ جسکو اپنے قرآن
حبیب کے علاوہ بیان فرمایا اور معنے اول اولی ہین وَاَسَرُّوا النَّجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الآیۃ مبتدا نصب سے ملایا گیا
ہے اگر ایک خاص جنایت کے بیان کرنیکے لیے جنایات معتادہ کے بیان کرنیکے پیچھے اور نجوی اسم ہے تناجی سے
اور نجوی اس بات چیت کرنے کو کہتے ہین جو پوشیدہ کیجاوے اور معنے اَسَرُّوا النَّجْوٰی کے مبالغہ فی الاخفاء کے ہین اس
طرح کہ انکی کانا پھوسی اور تناجی کو انکے سوا کسی اور نے نہین سمجھا نہ تفصیلاً اور نہ اجمالاً اور اس امر کو پوشیدہ انہون نے
اسلیے کیا کہ وہ مبادی شر اور عناد مین تھے اور کید اور فساد کے مقدمات کی تمہید مین ابو عبیدہ نے کہا اسرار اسجگہ ضداد
مین سے ہے معنی مین اخفوا الکلام کے یعنے انہون نے پوشیدہ بات کی یا معنے مین اظہروا الکلام کے یعنے انہون نے اپنے بھید
کو ظاہر کردیا هَلْ هٰذَا نجوے کے بدل ہی اور ہل معنے مین نفی کے ہی اور معنے یہ ہین کہ یہ رسول نہین ہی مگر تمہاری
مثل آدمی اسمین علم مین کوئی فرق نہین ہی اور جو بیان کرتا ہے وہ سحر ہے اور جب تمہارے جیسا آدمی ہے
اور جو کچھ بیان کرتا ہے وہ سحر ہے تو تم کسطرح اسکو مانتے ہو اور اسکی اتباع کرتے ہو یہ تو تم دیدہ دانستہ آنکھون
دیکھتے گڑھے مین پڑتے ہو اور انکا یہ قول مبنی ہے انکے اس اعتقاد پر کہ رسول نہین ہوتا مگر فرشتہ اور جو چیز خرق
عادت بشر کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہ سحر ہوتی ہے اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر کو انکے مناجات پر مطلع فرماکر ارشاد
فرمایا کہ انکو یون جواب دیوی رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ یعنے میرا رب آسمان و زمین کی
باتون مین سے کوئی بات مخفی نہین ہے وہ تمہاری اس نجوی اور مناجات پر مطلع ہے اور وہ ہر مسموع کو
سنتا ہے اور ہر معلوم کو جانتا ہے تو پھر جو کچھ تمنے آپسمین نجوی کیا اسکی اسکو کیسے خبر نہ ہوگی بَلْ قَالُوْا الآیۃ
مین مواضع ثلاثہ مین بل کا کلمہ ایک غرض سے دوسری غرض کیطرف انتقال کے لیے ہے اضغاث احلام سے
وہ اخلاط مراد ہین جنکو انسان منام مین دیکھتا ہے قال الزجاج قتیبی نے کہا اضغاث احلام سے جھوٹی
خوابین مراد ہین یزیدی نے کہا اضغاث وہ خوابین ہین جنکی تعبیر نہ ہوسکے قتادہ نے کہا اضغاث احلام سے
اباطیل اور اداویل مراد ہین جنکو انسان خوابین دیکھتا ہے اور اسجگہ شعر سے وہ کلام مراد ہے جو سامع کے
خیال مین معانی معلوم ہون اور حقیقت مین وہ کچھ بھی نہ ہو اور سامع اسمین رغبت کرے یہان شعر سے
یہی مراد ہی اور کہنا کہ اس افترابہ تلون و تردد مین بڑی عظیم دلیل ہے اس پر کہ وہ قرآن کی حقیقت سے جاہل تھے نہین جانتے
تھے کہ وہ کیا ہی بلکہ اسکی کنہ کو پہچانتے تھے اور وہ معلوم کرچکے تھے کہ یہ کلام معجز ہے اور اللہ کیجانب سے آیا ہے پر چاہتے تھے کہ اسکو
سینہ بسینہ مکر سے نابود کرین [illegible] اسکا ہر فقرہ [illegible] ہوتا ہے جس شخص کا جرم [illegible] غالب [illegible] اللہ [illegible] ظاہر ہوجاتا ہے

پہر ان صفات کے بعد انکا قول بیان کرنا فلیاتنا بآیۃ الآیۃ اور یہ شرط محذوف کا جواب ہے یعنے اگر امر ویسا نہین ہے
جیسے ہم کہتے ہین اور یہ اللہ کیطرف سے سچا رسول ہے تو یہ ہمارے پاس کوئی نشانی پہلے پیغمبرونکی طرح سے لاوے جیسے موسیٰ
کے عصا کی طرح یا صالح ع کی اونٹنی کی مثل اور یہ انکا سوال تعنت کا سوال تہا کیونکہ اللہ عزوجل نے انکو وہ آیات عطا
فرمائین جو انکے ایمان لانے کے لیے کافی تہین اور اگر اللہ عزوجل کو اپنے علم ازلی مین انکا ایمان لانا معلوم ہوتا تو
انکو وہ آیات بہی عطا کرتا جنکے لیے انہون نے اقتراح کیا کما قال وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ
اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنے اگر اللہ جانتا ان مین کچہ بہلائی تو انکو سناتا اور جواب انکو سنادے تو الٹے بہاگین منہ
پہیر کر جاہین کے کہا انہون نے ان آیات کا اقتراح کیا جنہین مدت تہو اللہ عزوجل نے انکے جواب مین یہ ارشاد فرمایا مَآ اٰمَنَتْ
قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ یعنے مشرکین مکہ سے پہلے جنکو ہمنے انکی تکذیب کی وجہ سے ہلاک کر دیا ان
مین سے کوئی ایمان نہ لایا اور امم سالفہ مین اللہ عزوجل کی یہی سنت جاری رہی کہ آیت مانگنے والون کو جب آیت دیگئی اور وہ اسکے
سامنے ایمان نہ لائے تو انپر ایسا عذاب اترا کہ جس نے انکی بالکل بیخ کنی ہوتی رہی اور غرض یہ ہے کہ جب امم مہلکہ
مین سے کوئی امت آیت کے دیے جانیکے وقت ایمان نہ لائی تو یہ مشرک اپنے سوال کے مطابق آیت دیے جانے کے
وقت کب ایمان لاوینگے قتادہ کہتے ہین مکے والون نے کہا حضرت محمد کے لیے اگر وہ باتین حق ہین جنکو آپ
فرماتے ہین اور آپکو ہمارا ایمان لانا پسند آتا ہے تو آپ صفا پہاڑ کو سونیکا بنادین پہر آپکے پاس جبریل ع آئے
اور کہا اگر آپ چاہین تو ہم ویسا ہی کر دیتے ہین جیسے تیری قوم نے سوال کیا اگر یہ اس پہاڑ کے سونا ہونے
کے بعد بہی ایمان نہ لائے تو انکو مہلت نہ ملیگی اور اگر آپ چاہتے ہین تو انکی ساتہہ مدارات کرین آپنے فرمایا مین اپنی
قوم کے ساتہہ مدارات کرونگا تو اللہ نے اس آیت کو نازل فرمایا پہر اللہ عزوجل نے انکے قول هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ الآیۃ کا
جواب دیا اور فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۰ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ
فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۰ اور پیغام نہین بہیجا ہمنے تجہسے پہلے مگر
یہی مردون کے ہاتہہ کہ حکم بہیجتے تہے ہم ان کو سو پوچہو یاد رکہنے والون سے اگر تم نہین جانتے اور
ایسے بدن نہ بنائے تہے وہ کہ کہانا نہ کہاوین اور نہ تہے وہ رہجانے والے یعنے ہمیشہ ہی آئی انکو پہر سچ کیا ہمنے ان سے
وعدہ پہر بچا دیا انکو اور جسکو ہمنے چاہا اور کہپا دیے ہاتہہ چہوڑنے والے الحافظ ابن کثیر نے کہا اللہ عزوجل اس شخص کا رد کرتا
ہے جو آدمیون مین سے رسولون کے مبعوث ہونیکا انکار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جتنے رسول پہلے گذرے وہ سب بشر ہی تہے آدمی نہین

کوئی رسول فرشتہ نہ تھا کما قال فی الآیۃ الاخری وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُوحِي اِلَيْهِمْ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا اَفَلَا تَعْقِلُونَ یعنے اور تجھ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہم نے وہ سب مرد تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم اُن کو بستی کے رہنے والے سو کیا یہ لوگ نہیں پھرے ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا آخر اُنکا جو ان سے پہلے تھے اور پچھلا گھر تو بہتر ہے پرہیزگاروں کو اب کیا تم نہیں سمجھتے وکما قال تعالیٰ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ یعنے تو کہہ میں نیا رسول نہیں ہوں اور اللہ عز وجل نے دوسری آیت میں امم گذشتہ سے یہی قول حکایت کیا ہے کہ انہوں نے بھی اپنے رسولوں پر یہی اعتراض کیا فرمایا فَقَالُوا اَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا وَاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ یعنے جب امم گذشتہ کے پاس رسول نشانیاں لیکر آتے تو وہ کہتے کیا آدمی ہمکو راہ سوجھاویں گے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑا اور اللہ نے بے پروائی کی اور اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسْاَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنے یہود و نصاریٰ کے عالموں سے دریافت کرو اور سائر طرف سے پوچھو کہ جو رسول انکے پاس آئے تھے وہ بشر تھے یا ملائکہ اور وہ تو بشر ہی تھے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ عز وجل نے اپنی نعمت کو اپنی خلقت پر پورا کر دیا ہے ان میں سے رسول بھیجکر تاکہ وہ ان سے ہر ایک قسم کا سوال کر سکیں اور یہ جو فرمایا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا الآیۃ تو اسکے معنے یہ ہیں کہ وہ ایسے جسم تھے جو کھانا کھاتے تھے کما قال تعالیٰ وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْاَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا یعنے اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازاروں میں اور رکھے ہم نے تم میں ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھیں ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہے اور غرض یہ ہے کہ پہلے رسول بھی بشر ہی تھے انسانوں میں کے وہ بھی لوگوں کی طرح کھانے پیتے تھے اور کسب اور تجارت کو ادھر بازاروں میں جاتے تھے اور اس میں انکا کچھ نقصان نہ تھا اور نہ اس سے انکو کچھ ضرر لاحق ہوا جیسے مشرکین نے خیال کیا اپنے اس قول میں جسکو اللہ عز وجل نے سورۂ فرقان میں حکایۃً بیان کیا وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا اَوْ يُلْقٰى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا یعنے اور کہنے لگے کافر کیسا رسول کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اتارا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا اسکے ساتھ ڈرانے کو

یا انسانکے پاس نہ اتارا بیجا تا اسکو ایک بانہ کر کہا یا کرتا اس مین سو اور کنہ کے تمام سالن سڑ کر تے تھے اس ایک جو جاندار
مدرکا اور پہیجو فرمایا وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ تمام کے معنی ہین کہ انکے لیے دنیا مین خلود نہین تھا بلکہ اپنی اپنی زندگی
بسر کرکے رحلت کرجاتے اور حضرت عیسی علیہ السلام بھی اپنے وعدہ معلوم پورا ہونے سے پہلے جلد ہی مر گئے اگرچہ وہ ابتک زندہ
ہین پر کسی مسلمان کا خیال نہین ہے کہ انکے لیے دنیا مین بخلاف اور لوگون کے خلود ہے اور سدا رہنا کیونکہ اللہ
عزوجل نے کسی بشر کو ہمیشہ جینا نہین دیا اما بالاستیناف رسولون اور اور لوگون مین یہ ہے کہ انکے طرف اللہ عزوجل
کی طرف سے حکم آتا ہے اور انکی طرف اللہ تعالی کیطرف سے فرشتہ وہ باتین لیکر اترتے ہین جنکی اسکی مخلوق کو حاجت و
ضرورت ہوتی ہے پھر وہ رسول کسی چیز کا امر کرتے ہین اور کسی چیز سے روکتے ہین اور پہیجو فرمایا ثُمَّ صَدَقْنَاهُمُ الْوَعْدَ
الآیۃ تو اسکے معنی یہ ہین کہ جو اللہ عزوجل نے پہلے رسولون کے ساتھ ظالمون کی ہلاکت کا وعدہ فرمایا اس نے ظالمون
کو ہلاک کرکر اپنے وعدہ کو سچا کیا ولہذا فرمایا فَأَنْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ نَشَاءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِينَ یعنے ہمنے بچایا رسولون
کو اور جنکو ہم نے چاہا اور کہا پہلی ہمنے ہاتھ چھوٹ نکلے یعنی رسولون کے تابعدارون کو ہلاکت سے نجات دی
اور جنہون نے آیات الہی کی تکذیب کی اور رسولون کو جھٹلایا ان کو کہا دیا انتہی قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان
کا بیان یہ ہے کہ امم سالفہ کی طرف بھی انہین لوگون کو بھیجا جو تیری جنس کے افراد مین سے تھے اور اصطفاء اور ارسال
کے لیے لائق تھے اور ہمنے کبھی انکی طرف فرشتے نہین بھیجے کما قال تعالی قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ
يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا یعنے تو کہہ اے محمد اگر ہوتے زمین مین فرشتے
پھرتے بستے تو ہم اتارتے انپر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دیکر اور سورہ انعام مین اللہ عزوجل نے فرمایا وَقَالُوا لَوْلَا
أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا
وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ یعنے اور کہتے ہین کیون نہ اترا اسپر کوئی فرشتہ جو اسکے ساتھ ہو کر لوگون کو ڈراتا اور
اگر ہم اسکے ساتھ ڈرانے کو فرشتہ اتارین تو فیصل ہو چکے کام پھر ان کو فرصت نہ ملے اور اگر ہم رسول کرتے
کوئی فرشتہ تو وہ بھی صورت مین ایک مرد کے کرتے اور ان پر شبہ ڈالتے وہی شبہ جو لاتے ہین پھر اللہ عزوجل نے
فرمایا کہ اگر کفار مکہ کو اس امر کی خبر نہین ہے کہ پہلے رسول بھی جنس بشر سے تھے تو یہود اور نصاری کے جاننے والون
سے پوچھ لینا چاہیے کہ اگرچہ انہون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا ہے پر اس امر کا کبھی
انکار نہ کرین گے کہ پہلے رسول جنس بشر سے تھے اور خطاب کفار کیطرف کیا انکی تبکیت اور انکو الزام کے دینے
کے لیے علامہ ابو الطیب نور اللہ مرقدہ نے کہا اس آیت سے مقلدین نے تقلید کے جواز پر دلیل لی ہے اور

استدلال محض بیہودہ ہے اور اگر یہ مادہ وجوب ثابت ہوگا کہ کسی عالم سے کتاب اور سنت پوچھنا واجب ہے نہ اسکی نری رائے
سے اور تقلید کہتے ہین بیدلیل کسی کا قول بلا حجت مان لینا اور مقلد جب ایسا کرے اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت
سے کوئی مسئلہ پوچھے تو اس وقت وہ مقلد نہین رہتا کما امام رازی نے تفسیر کبیر مین اور بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ پہلے
ذکر سے اہل قرآن لئے ہین اور یہ تاویل بیہودہ ہے اسلیے کہ وہ تو قرآن مجید مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت مین
طاعن تھے وہ کیونکر اہل قرآن کو پوچھتے تھے اور یہ بیت فقہائے جو اس آیت سے نکالا ہے کہ عامی کو لائق ہے کہ علماء کے فتوون
کی طرف رجوع کرے اور ایک مجتہد دوسرے مجتہد کو اسپر عمل کر سکتا ہے تو یہ بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس آیت مین خاص مشرکین کو
کو خطاب ہے جو ایک مخصوص موقع مین وارد ہوا اور اہل ذکر سے یہود اور نصاری علی التعیین مراد ہین تھا اور سورہ نحل
کی تفسیر مین ہم بیان کر چکے کہ اس آیت کریمہ کا سیاق ایک خاص سوال کا مفید ہے اور اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ آیت
اتباع کی دلیل ہے نہ تقلید کی دلیل اور علامہ محمد بن علی شوکانی نے اس مسئلہ کو بڑے بسط کے ساتھ مستقل رسالون
مین بیان کیا ہے ان مین سے ایک کا نام القول المفید فی حکم التقلید ہے اور ایک کا نام ادب الطلب و منتہی الارب
ہے اور انکے سوا علامہ صاحب نے اپنی اکثر تصانیف مین تقلید کا رد کیا ہے پھر جب اللہ عز و جل انکے اس شبہ کے جواب
سے فارغ ہوئے تو تاکیداً بیان فرمایا کہ رسل بشر ہی کی جنس سے ہوتے ہین اور فرمایا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا
لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ الآیات اور غرض یہ ہے کہ رسل بھی طبیعت کے حکم مین بنی آدم کے
سائر افراد کی مساوی ہین جیسے اور لوگ کھاتے ہین وہ بھی کھاتے تھے اور جیسے اور لوگ پہنتے ہین وہ بھی پہنتے تھے اور
رسل کچھ دنیا مین سدا نہین رہتے بلکہ اپنے اپنے آجال پر دنیا سے تشریف لیجاتے ہین اور انکا یہی اعتقاد
تھا کہ رسول نہین مرتے تو یہ کہکر اللہ عز و جل نے انکو جواب دیا انتہی ما قال العلامة ابو الطیب فی تفسیرہ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ
اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا ع ۱
بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ
اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــَٔـلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ
دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝ ہمنے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب کہ اس مین تمہارا
نام ہے کیا تم کو بوجھ نہین اور کتنی توڑ مارین ہمنے بستیان جو تھین گنہگار اور اٹھا کھڑے کیے انکے پیچھے اور
لوگ پھر جب آہٹ پائی ہماری آفت کی تبھی لگے وہان سے ایڑ کرنے ایڑ مت کرو پھر جہان تم کو عیش ملا تھا
اور اپنے گھرون مین شاید کوئی تم کو پوچھے رہنے لگے ہائے خرابی ہماری ہم تھے

بیشک گنہگار ہیں یہی انکی پکار رہی یہانتک کہ ڈھیر کر دیے کاٹ کر بجھے پڑے ہیں انتہی مافی الروضہ حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ عزو
جل قرآن کی شرافت پر تنبیہ کرتا ہے اور اسکی قدر کی معرفت پر رغبت دلاتا ہے لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم کہکر
ابن عباس نے کہا ذکر سے شرافت مراد ہے اور مجاہد نے کہا ذکر سے حدیث مراد ہے اور حسن بصری نے کہا دین مراد ہے
افلا تعقلون یعنی کیا تم اس نعمت کو نہیں سمجھتے ہو تو قبول کرو کما قال اللہ تعالی وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ
وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ یعنے اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تم سے پوچھ ہوگی اور کم خبریہ ہے معنی
میں تکثیر کے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا وَکَمْ اَہْلَکْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ وَکَفٰی بِرَبِّکَ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ
خَبِیْرًا بَصِیْرًا یعنے اور بہت کھپا دیں ہمنے سنگتیں نوح سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ جانتا دیکھتا
اور فرمایا فَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اَہْلَکْنٰہَا وَہِیَ ظَالِمَۃٌ فَہِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِہَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَۃٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ
یعنے سو بہت بستیاں ہمنے کھپا دیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ ڈہی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوئیں نکمے
پڑے اور کتنے محل گچ کے اور یہ جو اللہ عزوجل نے فرمایا وَاَنْشَاْنَا بَعْدَہَا الآیۃ تو اسکے معنے یہ ہیں کہ انکے بعد ہمنے
اور لوگ پیدا کر دیے فلما احسوا باسنا کے یہ معنے ہیں کہ جب انہوں نے یقین کیا کہ ان پر عذاب لامحالہ واقع ہوگا جیسے
انکے پیغمبر نے وعدہ کیا تو اسوقت اس سے بہاگنے لگے انکو کہا گیا اب عذاب سے مت بہاگو اور جس نعمت اور سرور
اور معیشت اور عمدہ عمدہ گہروں میں تم تھے اس میں لوٹو کہ تم سے نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا سوال ہو قتادہ
کہتے ہیں یہ انسے استہزا کہا گیا قالوا یا ویلنا انا کنا ظالمین یعنے انہوں نے ایسے وقت میں اپنے گناہوں کا
اقرار کیا جب وقت انکو انکا اقرار مفید نہ ہوا اور اپنے ظلم اور گناہوں کا اقرار کرتے ہی رہے کہ ہمنے انکو کاٹ دیا کاٹ
دیا اور انکی حرکات اور اصوات مٹ گئے مٹ جانا انتہی ماقال الحافظ ابن کثیر فتح البیان میں کہا ہے
اے معشر قریش یعنے تمہاری طرف قرآن عظیم الشان نیر البرہان اتارا جس میں تمہاری شرافت ہے اور یہ کلام صفت
ہے قرآن مجید کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اسکو چلایا گیا ہے اور ذکر سے مراد شرافت ہے قالہ ابن عباس کقولہ وانہ
لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون یعنے اس میں وہ چیز ہے جو تمہاری ثنا اور شرافت کی موجب ہے اسلیے کہ یہ قرآن
تمہاری زبان اور لغت میں ہے تمہارے درمیان اترا ایک ایسے شخص کی زبان پر جو تمہاری قوم کا ہے تو اس قرآن
کی شہرت تمہارے مشہور ہونے کا باعث ہے بعض نے کہا ذکرکم سے مراد یہ ہے کہ اس میں تمہارے دین کے امر مذکور ہیں اور
تمہاری شرع کے احکام اور تمہارے اعمال کی جزا کہ نیک عمل ثواب کا موجب ہے اور بد عذاب کا باعث بعض نے کہا
ذکر سے مکارم اخلاق مراد ہیں بعض نے کہا ذکر سے تذکرہ مراد ہے اس صورت میں ذکر کے معنے وعد اور وعید کے

ہونگی بعض نے کہا اس سے غفلت مراد ہے ابو السعود نے کہا اور یہی قرآن کریم کے سیاق کے مناسب ہے اسلیے کہ افلا تعقلون
میں ہمزہ انکار توبیخ کے لیے ہے اور اس میں انکو برانگیختہ کیا ہے امر کتاب میں تدبر پر اور اسکے مواعظ کے فنون اور
زواجر میں جو ان جملہ اسکے قوارع سابقہ اور لاحقہ میں تامل کرنے پر اور فا عطف کیواسطے ہے اور معطوف علیہ مقدر
ہے یعنی تم فکر نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے کہ امر اسطرح ہے پھر انکو ڈرایا وعذاب بیان کر کر جو امم مکذبہ پر جاری
ہوا اور فرمایا وکم قصمنا من قریۃ کانت ظالمۃ الآیۃ اور کم خبریہ ہے جو تکثیر کا مفید ہے اور قصم کہتے ہیں چیز
کے توڑنے پھوڑنے کو کہتے ہیں قصمت ظہر فلان جب کسی کی پیٹھ توڑیں اور انقصمت سنہ جب اسکا دانت ٹوٹ
جاوے اور بیان اس سے مراد ہلاک اور عذاب ہے اور قریہ سے اہل قریہ مراد ہے اور ظالمین کافرین بابہ مکذبین آیات
اللہ مراد ہیں اور ظلم لغت میں کہتے ہیں کسی چیز کو اسکی غیر محل میں رکھنا اور کفار نے کفر کو ایمان کی جگہہ میں کیا
ابن عباسؓ کہتے ہیں اللہ عزوجل نے حمیر میں سے ایک پیغمبر کو مبعوث کیا جسکا نام شعیب تھا تو اسکی طرف ایک شخص
لاٹھی لیکر کودا اور اسکو لاٹھی سے مارا تو انپر بخت نصر نے چڑھائی کی اور انکی ایسی بیخ کنی کی کہ ان میں سے کسیکو
نہ چھوڑا انہیں لوگوں کے حق میں اللہ عزوجل نے اس آیت کو نازل فرمایا وکم قصمنا من قریۃ خامدین تک
اور کلبی نے کہا اس آیت میں بنی ازد کے گانو حضور کا ہلاک کرنا مراد ہے جو یمن میں واقع تھا تو تکثیر اس قریہ کی
افراد کے اعتبار سے ہوگی اور انشاء سے اہل قریہ کے ہلاک کے بعد اور قوم کا ایجاد اور احداث
کرنا مراد ہے اور احساس سے ادراک اور شعور اور عذاب کو بصر سے دیکھنا مراد ہے اور اخفش نے کہا
احساس سے خوف اور توقع مراد ہے اور باس سے عذاب شدید مراد ہے اور رکض سے جلد بھاگنا مراد ہے جب انہوں نے
عذاب کا مقدمہ دیکھا بعض نے کہا لا ترکضوا کے قائل ملائکہ تھے جب وے بھاگنے لگے تو فرشتوں نے پکارا اب
نہ بھاگو اور بعض نے کہا اسوقت جو لوگ ایمان دار تھے انہوں نے اسپر استہزاء اور تعجیز کے طور پر انکو کہا کہ
اب نہ بھاگو اور ان نعمتوں کیطرف جاؤ جو تمہاری بطر اور کفر کا باعث تھیں اور ان گھروں کیطرف جن میں تم
بستے تھے اور جنکے ساتھ تم فخر کرتے تھے شاید تم سے سوال ہو اور باتیں مشورہ لیا جاوے اور انکے دفع کے لیے تدبیر پوچھی
جاوے اور یہ باتیں انکے ساتھ تہکم کے طور پر اور انکی توبیخ کے لیے ہوگی اور بعض نے کہا معنے یہ ہیں شاید تم اس
عذاب سے سوال کیے جاؤ جو تمپر نازل ہوا ہے پھر تم سائل کو اپنے علم اور مشاہدہ کی خبر دو اور بعض نے کہا معنے یہ
ہیں شاید تم سے ایمان مانگا جاوے یعنی عذاب کے نازل ہونے سے پہلے تم سے ایمان طلب کیا جاتا تھا یا یہ معنے
ہیں کہ تم سے کوئی سائل تمہاری دنیا سے مانگے تو تم اسکو عطا کر سکو نہ دو اسلیے کہ تم اہل نعمت اور ثروت

ہوا اور یہ سب مضمون ہیں انکی توبیخ اور تہکم پر اور بعض نے اسکے سوا کچہ اور معنے بیان کیے مفسرین اور اہل اخبار نے کہا ہے
کہ مراد اس آیت میں اہل حضور ہیں جو یمن کا ایک گاؤن تہا اور حضور کے رہنے والے عرب تہے اور اللہ عزوجل نے انکی طرف
ایک پیغمبر کو بہیجا جسکا نام شعیب بن مہدم تہا اور ان پیغمبر کی قبر یمن کے پہاڑون میں سے صنین پہاڑ میں ہے حضور اور اس
پہاڑ میں ایک برید کا فاصلہ ہے اہل اخبار نے کہا یہ شعیب نہیں ہیں جنکو اللہ عزوجل نے مدین والون کیطرف بہیجا
علامہ ابو الطیب کہتے ہیں اور قبر کے آثار صنین پہاڑ میں موجود ہیں اور اس جگہ کے عام لوگون کا یہ خیال ہے کہ یہ قدم
بن قادم کی قبر ہے غرض جب اہل حضور نے انکی تکذیب کی اور انکو مار ڈالا تو ان کا بخت نصر نے پیچہا کیا اور ان کو
تلوارون سے کاٹا اور جو ہمارے کسی نے پکارا دیکہا انبیا کا بدلا کس طرح لیا جاتا ہے اور جب انہون نے یہ کلمہ سنا
تو انہون نے اپنے گناہ کا ایسے وقت میں اقرار کیا جب ان کو مفید ہوا جب فرشتون نے کہا لا ترکضوا تو وہ بولے
او ہماری ہلاکت ہم ہی اپنی جانون پر ظلم کرنے رہے جس کے سبب ہم عذاب کے لائق ہوئے اور یہ ان کی
پکار رہی یہانتک کہ ہمنے انکو کاٹ دیا تلوارون کے ساتہ جیسے زراعت کو ہنسلی سے کاٹا جاتا ہے اور حصید بمعنے
محصود کے معنے میں ہے اور خمود سے موت مراد ہے جو شخص مرجاوے اسکے حق میں کہا کرتے ہیں قد طفئ
مجاہد نے کہا وہ تلوار کے ساتہ کاٹے گئے فرشتے انکو مومنون کو مارتے تہے یہانتک کہ انکو انکے مساکن کیطرف
لوٹادیا ابن ابی حاتم نے ابن وہب سے نکالا کہ خبر دی لوگون میں سے مجہے ایک شخص نے بات سنائی کہ یمن میں
دو گاؤن تہے ایک کا نام حضور اور دوسرے کا نام قلابہ تو یہان کے رہنے والون نے فخر اور تکبر شروع کیا یہانتک
(کہ دات کو) اپنے دروازے بند نہ کرتے جب اترانے لگے تو اللہ عزوجل نے ان کیطرف ایک شخص کو پیغمبر بنا کر بہیجا
اسنے انکو (اللہ تعالی کی توحید کیطرف) بلایا اور انہون نے اسکو مار ڈالا پہر بخت نصر کے دل میں اللہ عزوجل نے یہ
عزم ڈالدیا کہ ان لوگون کے ساتہ لڑائی کرے تو اس نے انکی طرف ایک لشکر کو روانہ کیا وہ ان سے لڑا انہون نے
اس لشکر کو ہزیمت دی اور وہ لشکر شکست کہا کر بہاگ گیا پہر اس نے اور ایک لشکر کو بہیجا جو پہلے سے زیادہ
زبردست تہا اسکو بہی انہون نے شکست دی جب بخت نصر نے معلوم کیا کہ وہ زبردست ہیں تو خود آکر ان کا
مقابلہ کیا اور انکو انکے گاؤنون میں سے نکالدیا اور وہ ان گاؤن میں سے بہاگنے لگے اور اسی حالت میں انہون نے
یہ سنا کہ کوئی کہتا تہا لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا اِلٰى مَا اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ پہر وہ گہرون کی طرف لوٹ آئے
اور انہون نے سنا کہ وہ کہہ رہا تہا او لوہی کا بدلا پہر وہ تلوار کے ساتہ کاٹے گئے انہیں گاؤن کے حق میں
فرمایا وَكَمْ قَصَمْنَا الآیۃ علامہ ابو الطیب کہتے ہیں اور حضور کے گاؤن اب تک مشہور ہیں حضور اور مدینہ

صنعا کے درمیان ایک مہینہ کا فاصلہ ہے اور حضور کے گاؤں صنعا کے یمن کی طرف میں تھے انتہی مالی فتح البیان وَمَا
خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ
كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝
وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ اور ہمنے نہیں بنایا آسمان و زمین اور جو انکے بیچ ہے کھیلتے اگر ہم چاہتے کہ بنالیں کچھ کھلونا تو بنالیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہمکو کرنا ہوتا یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اسکا سر پھوڑتا ہے پھر تب وہ سٹک جاتا ہے اور تمکو خرابی ہے ان باتوں سے جو بتاتے ہو اور اسیکا ہے جو کوئی ہے آسمان و زمین میں اور جو اسکے نزدیک رہتے ہیں ٹہائی نہیں کرتے اسکی عبادت سے اور نہیں کرتے کاہلی یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے کھلونا کہا بیٹے کو اور یہ جو فرمایا پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کو مٹانے کو ان کا ملون کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا لئے تھے مالی موضح القرآن حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو انصاف اور عدل کے ساتھ پیدا کیا تا وہ بدلا دیوے برائی والوں کو انکے کیے کا اور بدلا دیوے بھلائی والوں کو بھلائی کما قال اللہ تعالی نے سورۃ النجم میں وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى اور یہ کہ اس نے ان کو عبث اور لعب کے طور پر نہیں بنایا کما قال وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ یعنے اور ہمنے نہیں بنایا آسمان اور زمین اور جو انکے بیچ ہے نکما یہ خیال ہے ان کا جو منکر ہیں سو خرابی ہے منکروں کو آگ سے اور فرمایا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہمنے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر نہ آؤگے ابن کثیر نے لو اردنا الآیہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر ہمنے کھلونا بنانا ہوتا تو ہم اپنے پاس سے بناتے اور ہم بہشت و دوزخ موت بعث حساب کو پیدا نہ کرتے اور حسن اور قتادہ وغیرہما نے کہا کہ لہو سے مراد اہل یمن کی لغت میں عورت ہے ابراہیم نخعی نے کہا من لدنا سے مراد یہ ہے کہ ہم حورعین میں سے عورت بنا لیتے اور عکرمہ اور سدی نے کہا لہو سے مراد ولد ہے اور یہ تفسیر اور اس سے پہلی تفسیر دونوں متلازم ہیں اور یہ ایسا ہے جیسے فرمایا لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ یعنے اگر چاہتا کہ

اولاد کرے تو جتنا چاہتا اپنی مخلوق میں جو چاہتا وہ پاک ہے وہی ہے اکیلا زبردست اللہ عزوجل نے اپنے نفس مقدس کی تنزیہ
بیان کی مطلقاً اولاد کے بنانے سے لاسیما اس انکے بعد باطل سے جو کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عیسیٰ و حضرت
عزیر علیہما السلام کو بیٹا بنایا اور فرشتوں کو بیٹیاں کما قال تعالیٰ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَ
قَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن
قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ یعنے اور یہود نے کہا عزیر بیٹا اللہ کا اور نصاریٰ نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا
یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے اب یہ مشرک بھی فرشتوں کو بیٹیاں قرار دیتے ہیں اگلے منکروں (یہود و نصاریٰ)
کی ریس کرنے لگے مارے اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا
اور قتادہ اور سدی اور ابراہیم نخعی اور مغیرہ بن مقسم نے کہا کہ إِن كُنَّا فَاعِلِينَ میں اِن نافیہ ہے یعنے
ما نافیہ کے مجاہد نے کہا قرآن مجید میں شرط کے سوا جہاں اِن کا لفظ آیا ہے انکار مراد ہے بلکہ
ہم حق بیان کرتے ہیں تو باطل مٹ جاتا ہے ولہذا قال فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ یعنے جھوٹ مضمحل
ہو جاتا ہے اور ای اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے بیٹا قرار دینے والو تمہارا کو اسی خرابی ہے اسلیے کہ تم جھوٹے ہو
پھر اللہ عزوجل نے خبر دی کہ فرشتے رات دن میری عبادت میں لگے رہتے ہیں اور ساتھ ان عبادت کرنا ہی انکا
داب اور عادت ہے اور فرمایا وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ
وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ یعنے اور اسی کا ہے جو ہے تمام زمین میں اور جو لوگ (فرشتے) اسکے پاس ہیں نہ اینٹھتے
اسکی عبادت کرنے کو اور نہیں کاہلی کرتے کما قال تعالیٰ لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا
الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا یعنے مسیح ہرگز عار نہ لانے
اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیک والے اور جو کوئی کنیا وے اسکی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ
جمع کرے ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو ایمان لائے ہیں اور عمل کیے اچھے انکو پورا دیگا ان کا ثواب اور بڑھتی
دیگا اپنے فضل سے اور جو کنیائے اور تکبر کیا سو انکو مار دیگا دکھ کی مار اور نہ پاویں گے اللہ کے سوا کوئی حمایتی
اور نہ مددگار اور یہ جو فرمایا وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ تو استحسار سے تعب اور ملول مراد ہے وہ رات دن اسکی یاد میں ہیں اور
قصداً اور عملاً اسکے لیے مطیع ہیں اور اسکے اطاعت پر قادر ہیں کما قال لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَ
يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب میں تشریف
فرما تھے کہ آپ نے صحابہ کو فرمایا کیا تم بھی سنتے ہو جو میں سنتا ہوں لوگوں نے عرض کیا ہم کو تو کوئی سنائی

نہین دیتی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین آسمان کا چیخنا سنتا ہون اور اسکو چیخنے مین کوئی عیب نہین ہے زیبا ہے
اسکو چیخنا لائق ہے جیسے دوسری روایت مین آتا ہے وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ اور اس مین بالشت بھر بھی جگہہ نہین ہے مگر
کوئی نہ کوئی فرشتہ اس مین سجدہ کر رہا ہے یا قیام کر رہا ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَقَالَ غَرِیْبٌ وَلَمْ یُخَرِّجُوْهُ عبد اللہ بن حرث
بن نوفل کہتے ہین کہ مین کعب احبار کے پاس بیٹھا اور مین اسوقت لڑکا تھا مینے ان سے پوچھا اللہ عز وجل نے جو فرشتون
کے حق مین فرمایا ہے یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ کیا ان کو تسبیح سے کلام اور خدا کے احکام پہونچانے
اور اور کام نہین روکتے تو کعب نے پوچھا یہ لڑکا کون ہے لوگون نے کہا یہ لڑکا بنی عبد المطلب مین سے ہے عبد اللہ کہتے ہین
تو کعب نے میرے سر کو بوسہ دیا پھر بولا اے بچے انکے لیے تسبیح کہنا اسطرح مقرر ہوا ہے جیسے تمہارے واسطے سانس لینا کیا
تو سانس لینے کیوقت بات نہین کرتا اور سانس لینے وقت نہین چلتا پھرتا جیسے بات کرنا اور چلنا تجھ کو سانس لینے سے
نہین روکتا اسیطرح انکو کلام اور رسالت اور عمل تسبیح سے نہین روکتی انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان کا بیان
فائح یہ ہے کہ ہمنے آسمان و زمین و ما بینہما کو عبث اور باطل نہین بنایا بلکہ اس تنبیہ کے لیے کہ ان چیزون کا کوئی خالق
ہے اور وہ اس سے بھی بڑی بڑی چیزین پیدا کر سکتا ہے اسکے امر کا امتثال واجب ہے اور ما بینہما سے وہ ساری کائنات
مراد ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے باختلاف الانواع وتباین الاجناس اور معنے یہ ہے کہ ہمنے اس سقف مرفوع
کو برابر نہین کیا اور اس مہاد موضوع کو نہین بچھایا اور ان عجائبات کو جو ان دونون کے درمیان ہین نہین بنایا لہو
لعب کے لیے انکی پیدایش مین تو فوائد ہین جنمین سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انکی خلقت مین فکر کیا جاوے اور انکو منافع
غیر معدود اور غیر محصور مین غور کی جاوے اور ان سے انکے مدبر کی قدرت پر دلیل لیجاوے اور تو کہ محسن اور مسئی کو ہم اپنی
حکمت کے موافق بدلا دین پھر اللہ عز وجل نے اپنی ذات مقدس کو نقصان الی صفتون سے پاک کیا اور فرمایا لَوْ اَرَدْنَا
اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا الآیۃ لہو اس چیز کو کہتے ہین جسکے ساتھ کھیلین طرطوسی نے کہا اصل مین لہو وہ چیز ہے جو حکمت
کے مخالف ہو بعض نے کہا لہو سے یہان زوجہ اور ولد مراد ہے اور بعض نے کہا فقط زوجہ مراد ہے اور بعض نے کہا فقط ولد
مراد ہے جوہری نے کہا اور کبھی لہو کہکر اس سے صحبت مراد لیتے ہین ومنہ قول الشاعر وَفِیْهِنَّ مَلْهًی لِلصَّدِیْقِ
وَمَنْظَرٌ اور اس آیت مین ان لوگون کا رد ہے جو صاحبہ اور ولد کو اللہ عز وجل کیطرف نسبت کرتے ہین تعالی عن
ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا اور بعض نے کہا اس آیت مین اُن لوگون کا رد ہے جو کہتے ہین اصنام اور ملائکہ اللہ عز وجل کی بیٹیان
ہین ابن قتیبہ نے کہا آیت مین نصاری پر رد ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے خصوصیت پر کوئی دلیل نہین ہے بلکہ آیتہ
کریمہ ان سبکا مونہہ بند کرتی ہے فراء اور مبرد اور زجاج کہتے ہین ہو سکتا ہے کہ کلمہ اِنْ کُنَّا فَاعِلِیْنَ مین نفی کی واسطے ہو جیسے

مفسرین نے ذکر کیا اور معنے یہ ہوں کہ ہمنے یہ کام نہیں کیا اور نہ بی بی بنائی اور نہ اولاد اور اسکا شرط قرار دینا بھی ممکن ہے یعنے اگر ہمنے یہ کام کرنا ہوتا تو اپنے پاس سے کرتے فراء نے کہا اور یہ دونوں قول جیسے ہیں سے عربیت کے قاعدے کے بہت قریب ہی پہلا ہے عزوجل نے اتخاذ ولد سے انکار بالاستعراض کیا اور فرمایا انکے بیہودہ خیال کو چھوڑ دو یہ تو کذب باطل ہے بلکہ ہماری شان تو یہ ہے کہ ہم حق کو باطل پر مارتے ہیں اور ایمان کو کفر پر پھر وہ اسکو مغز کر دیتا ہے اور پھوڑ دیتا ہے اور دمغ لغت میں کہتے ہیں سر پھوڑنے کو بعض نے کہا حق سے مراد قول لا الہ الا اللہ ہے اور یہ کہ اسکی اولاد نہیں ہے اور باطل سے مراد ان کا یہ قول ہے اتخذ اللہ ولدا اور بعض نے کہا حق سے مواعظ مراد ہیں اور باطل سے معاصی اور بعض نے کہا باطل سے شیطان مراد ہے اور بعض نے کہا باطل سے انکا جھوٹ اور اللہ سبحانہ و تعالی کو ان صفات کے ساتھ موصوف کرنا مراد ہے جنکے ساتھ وہ موصوف نہیں ہے اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اسکے غلام ہیں اور اللہ سبکا وہ مالک ہے اور خالق اور رازق اور ان پر انعام کرنے والا اقسام اقسام کے نعمتوں کے ساتھ پھر بعض مخلوق کس طرح اسکے شریک ہو سکتے ہیں اسکے بھی ایسی عبادت کیجاوے جیسے اسکی عبادت کیجاتی ہے اور من عندہ سے ملائکہ مراد ہیں اور اس میں انلوگوں کا رد ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں اور من فی السموت کے بعد انکا علاحدہ بیان کرنا حالانکہ وہ من فی السموت میں داخل تھے اسمین اشارہ ہے انکی تشریف اور کرامت کا اور اس طرف کہ وہ اسکے پاس ایسے ہیں جیسے بادشاہوں کے پاس مقرب ہوتے ہیں ابو السعود نے کہا تمثیل کے طریقہ علامہ ابو الطیب نے کہا اور میں کہتا ہوں بلکہ تحقیق کے طور پر جیسے یہ قرآن کریم کے نظم کا ظاہر ہے پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے ملائکہ کی وصف بیان کی کہ وہ اس سبحانہ کی عبادت سے متکبر اور مستنکف نہیں ہیں اور اسکے آگے ذلیل ہونیکو برا نہیں جانتے اور نہ وہ اس عبادت اور اطاعت میں تھکتے ہیں لا یستحسرون کے معنے میں اختلاف ہے تو ابو زید نے کہا لا یکلون یعنے تھکتے نہیں اور ابن الاعرابی نے کہا لا یفشلون یعنے بزدل نہیں ہوتے اور ابن عباس نے کہا لا یرجعون یعنے وہ میری طاعت سے پھرنے کے نہیں زجاج نے کہا آیت کے معنے یہ ہیں کہ یہ لوگ جنکو تمنے اللہ سبحانہ و تعالی کی اولاد قرار دیا وہ تو اللہ سبحانہ و تعالی کے بندے ہیں وہ اسکی عبادت سے ناک نہیں چڑھاتے اور نہ ڈھیلائی کرتے ہیں کما قال إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ یعنے جو لوگ پاس ہیں تیرے رب کے بڑائی نہیں کرتے اسکی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اسکی پاک ذات کو اور اسیکو سجدہ دیتے ہیں اور بعض نے کہا اسکی عبادت سے منقطع نہیں ہوتے علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے فرمایا وھذہ الکلمات مستعارة

أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۝ کیا ٹھیرا لیے ہیں انہوں نے اور معبود زمین میں کے
وہ اٹھا کھڑا کرینگے اگر ہوتے ان دونوں میں اور حاکم سوائے اللہ کے دونوں خراب ہوتے سو پاک ہے اللہ تخت کا صاحب ان باتوں
سے جو بتاتے ہیں اس سے پوچھا نہ جاوے جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاوے انتہی اللہ عزوجل اس شخص پر انکار فرماتا ہے جو اس
سبحانہ وتعالی کو چھوڑ کر اور ٹھاکر بناوے اور فرماتا ہے ام اتخذوا الآیۃ یعنی کیا زمین والوں میں سے انہوں نے اللہ تعالے
کو چھوڑ کر حمایتی بنایا ہے جو مردوں کو زندہ کرینگے اور وہ ان کو زمین سے اٹھا کھڑا کرینگے یعنے وہ تو ان باتوں پر
قادر نہیں پھر تو کیوں انہوں نے انکو اسکے انداد ٹھیرایا اور کیسے انکی اسکے ساتھ عبادت کرنے لگے پھر سبحانہ وتعالی نے
خبر دی کہ اگر فی الواقع اور نفس الامر کوئی اور الہ موجود بھی ہوتا اللہ وحدہ لا شریک لہ کے سوا تو آسمان و زمین خراب
ہو جاتے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ
وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ یعنے
اللہ تعالی نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ اسکے ساتھ کسی کا حکم چلتا یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنے بنائی کو اور چڑھ
جاتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے انکے بتانے سے جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جو یہ شریک بتاتے ہیں اور
یہاں فرمایا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ یعنے جو کہتے ہیں کہ اسکی اولاد ہے یا اسکے شریک ہیں اللہ سبحانہ
اس سے برتر ہے اور پاک ہے سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَتَقَدَّسَ وَتَنَزَّهَ عَنِ الَّذِيْ يَفْتَرُوْنَ وَيَأْفِكُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا
اور پھر فرمایا لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ تو یہ اسلیے کہ وہ ہی ایسا حاکم ہے جسکا حکم کوئی ہٹانیوالا نہیں
اور کوئی اسکا سامنا نہیں کر سکتا اسلیے کہ وہ عظیم ہے اور ذوالجلال ہے اور کبیر ہے اور علیم ہے اور حکیم ہے اور عادل
ہے اور لطیف ہے اور وہ اپنی مخلوق کو پوچھے گا انکے اعمال سے کقولہ فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ یعنے سو قسم ہے تیرے رب کی یعنے اپنی ہمکو پوچھنا ہے ان سب سے جو کام کرتے ہیں اور یہ آیت باب میں ایسی
ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ یعنے اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی نہیں بچا سکتا
انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان کا بیان یہ ہے مفضل نے کہا اس استفہام سے مقصود انکے اس فعل شنیع
کا جحود اور انکار ہے یعنے انہوں نے ایسا کوئی الہ نہیں بنایا جو احیا اور ایجاد من العدم پر قادر ہو اور ام منقطعہ
ہے اور ہمزہ انکار وقوع کے لیے ہے یعنے ان سے یہ کام وقوع میں نہیں آیا مبرد نے کہا ام اس جگہ معنی میں بل کے
ہے اور معنے یہ ہیں کہ بھلا ان مشرکوں نے زمین میں سے ایسے حمایتی بنا لیے جو مردوں کو زندہ کر لیں اور ام بمعنی
بل کے معنے میں مرجوح ہے کیونکہ اس سے لازم آویگا کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا مگر یہ کہ کہا جاوے کہ ام استفہام کے ساتھ

تو اسوقت امر منقطع ہوجاویگا اور معنے صحیح ہوجاوینگے پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تعدد آلہ کے بطلان پر برہان قائم
کیا اور فرمایا لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ الآیہ یعنے اگر آسمانوں اور زمین میں اللہ عزوجل کے سوا اور الٰہ ہوتے
عبادت کے لائق تو یہ دونوں خراب ہوجاتے سمیت ان چیزوں کے جو ان دونوں میں ہیں اور یہ انتظام نہ رہتا جسکا
مشاہدہ ہو رہا ہے کیونکہ عادۃً یہی پایا جاتا ہے کہ متعدد حاکموں کو وقت اتفاق نہیں رہتا تو متعدد آلہ سے تمانع
کا وجود ظاہر ہوتا کیونکہ جس کام کو دو شخص یا دو سے زیادہ کریں وہ اپنے نظام پر نہیں چلتا اور عقل اس امر پر دلیل ہے
اور یہ اسلیے کہ اگر ہم فرض کریں کہ اگر دو ہیں تو ان دونوں میں سے ایک اسکے انفراد کی حالت جسم کی تحریک
صحیح ہے اور جب دوسرا اکیلا ہو تو اس سے جسم کی تسکین صحیح ہے اب اگر یہ دونوں اکٹھے ہوجاویں تو واجب ہے کہ یہ دونوں
اپنی اسی حالت پر رہیں جیسے کہ حالت انفراد میں تھی فَعِنْدَ الِاجْتِمَاعِ يَصِحُّ أَنْ يُحَاوِلَ أَحَدُهُمَا التَّحْرِيكَ وَ
الْآخَرُ التَّسْكِينَ فَإِمَّا أَنْ يَحْصُلَ الْمُرَادَانِ وَهُوَ مُحَالٌ وَإِمَّا أَنْ يَمْتَنِعَا وَهُوَ أَيْضًا مُحَالٌ کیونکہ لازم آتا ہے
کہ ان دونوں میں سے ہر ایک عاجز ہو تو ثابت ہوا کہ قول بوجود الٰہین موجب فساد ہے تو یہ قول ہی باطل ٹھیرا قالہ
الکرخی سید علامہ ابوالطیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں ادلہ قرآنیہ اور حجج فرقانیہ جو اللہ تعالیٰ کی توحید
پر دلالت کرتی ہیں وہ اس مسئلہ میں براہین کلامیہ اور مسائل عقلیہ فلسفیہ سے بے نیاز کر دیتی ہیں اور اللہ عزوجل
کے بیان کے بعد اس سے بڑھکر کوئی بیان نہیں ورد نہ خبر القتادہ کہا امام رازی نے قول بوجود الٰہین مفضی
الی المحال ہے پھر انہوں نے اسپر دلائل بیان کیے اور یہ دلیل جسکو اللہ عزوجل نے بیان کیا یہ توحید کی مسئلہ میں بڑی
حجت ہے اور ہر ایک صورت میں جسکو انہوں نے بیان کیا فساد لازم آتا ہے اور جب تو نے پہچان لیا کہ جو کچھ
عالم علوی اور عالم سفلی میں ہے وہ حادث اور مخلوق ہے تو یہ دلیل ہے اللہ عزوجل کے واحد فرد احد ہونیکی تعالیٰ
اللہ عن الانداد علواً کبیراً اور دلائل سمعیہ وحدانیت پر تو یہ قرآن مجید میں کثیر ہیں اور جو شخص تمانع
کے دلالت میں طعن کرتا ہے وہ آیت کی تفسیر میں یہ کہتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اگر آسمان و زمین میں کوئی الٰہ
ہوتا جسکی الوہیت کے عبدۃ الاصنام قائل ہیں تو جہان کا خراب ہونا لازم آتا کیونکہ یہ جمادات ہیں عالم کی تدبیر
پر قادر نہیں ہیں کہتے ہیں اور یہ تقریر عمدہ ہے اسلیے کہ اللہ عزوجل نے کفار سے حکایت کیا کہ انہوں نے زمین
میں سے معبود ٹھیرالیے ہیں جو احیاء پر قادر نہیں ہیں پھر اس اعتقاد کے فساد پر دلیل بیان کی تو واجب ہے کہ دلیل
اسی کے ساتھ خاص کیا جاوے کہا ملا علی قاری حنفی نے اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے جو کہا کہ اس آیت
میں حجت اقناعی ہے تو محققین نے جیسے امام غزالی اور ابن الہمام حجت اقناعی کے ساتھ قناعت نہیں کی بلکہ

انہوں نے اس آیت کو حقائق قطعیہ سے شمار کیا ہے بعض نے کہا کہ جو شخص اس آیت کو حجت اقناعی کہے وہ کافر ہے انتہی کسائی
اور سیبویہ اور اخفش اور زجاج اور جمہور نحات کا یہ قول ہے کہ اِلَّا اس جگہ استثنا کے واسطے نہیں ہے بلکہ غیر کے معنی میں ہے
اور صفت ہے آلہہ کی اسی لیے اِلّا کے بعد جو اسم ہے وہ مرفوع ہے فراء نے کہا اِلَّا اس جگہ معنی میں سوا کے ہے اور فساد
کی وجہ آسمان و زمین میں یہ ہے کہ اگر آخر کا اللہ کے ساتھ ہوتا اس امر کا مستلزم ہے کہ ان میں سے ہر ایک استبداد بالتصرف پر
قادر ہو اور اس وقت تنازع اور اختلاف واقع ہو جاویگا جو موجب فساد ہے فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ
فا اسلیے ہے کہ مابعد کو ماقبل پر مرتب کرے وحدانیت کے ثبوت پر یعنے وہ عز وجل منزہ اور مبرا ہے شریک سے اسکے لیے اثبات
بخوبی اور نیز بندون کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے مالک کی ان چیزون سے تنزیہ بیان کیا کریں جو اسکے لائق نہیں ہے
لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ جملہ مستانفہ ہے اور اس میں اس امر کا بیان ہے کہ اللہ سبحانہ چونکہ قوی السلطنت عظیم الجلالت
ہے مخلوق میں سے کسی کو اس امر کی قدرت حکمت وطاقت نہیں ہے کہ مالک سے قضا و قدر کی بابت کچھ سوال کرے کہ
تو نے فلان کو عزیز کیون کیا اور فلان کو ذلیل اور فلان کو سعید کیون بنایا اور فلان کو شقی کیونکہ وہی رب مالک
خالق ہے اور بندون سے تقریعًا و توبیخًا پوچھا جاویگا کہ تو نے یہ کام کیون کیا اور تو نے یہ کیون نہ کیا کیونکہ بندے
اسکے غلام ہیں انپر اپنے مالک کے امر کا امتثال اور اسکی فرمانبرداری واجب ہے اور اللہ عز وجل سے فوق اور کوئی نہیں ہے
جو اس سے اسکے کامون کی بابت سوال کرے کہ یہ تو نے کیون کیے بعض نے کہا معنے یہ ہیں کہ اللہ عز وجل کو اسکے
افعال پر مواخذہ نہ ہوگا اور مخلوق ماخوذ ہوگی بعض نے کہا اسے کہ اللہ عز وجل نے اپنے بندون کے لیے بیان کر دیا کہ
جو شخص اپنے اعمال سے پوچھا جاوے جیسے مسیح اور ملائکہ وہ الٰہ ہونے کے صالح اور لائق نہیں ہے ابن عباس کہتے
ہیں زمین میں کوئی قوم قدریہ سے بڑھکر میری دشمن نہیں ہے اور یہ عداوت محض اسی لیے ہے کہ وہ اللہ عز وجل کی
قدرت کے قائل نہیں ہیں (اور اللہ عز وجل) فرماتا ہے لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ انتہے مانی الفتح

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا
أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ کیا پکڑے ہیں اس سے ورے اور صاحب رشا کر تو کہہ لاؤ اپنی سند یہی بات ہے میرے ساتھ
والون کی اور مجھ سے پہلون کی کوئی نہیں پر وہ لوگ نہیں سمجھتے سچ بات پھر ٹلانے میں ف پہلی آیت میں بود
کا ذکر فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر وہ حاکم ہوتے تو جہان خراب ہوتا اب انکا ذکر فرمایا جو خدا کے نائب
ٹھہراتے ہیں انکو مالک کی سند چاہیے اس بغیر کیونکر نائب ہووے ف اور نہیں بھیجا ہمنے تجھ سے پہلے کوئی رسول

مگر اسکو یہی حکم بھیجا کہ بات یہین ہے کہ کسی کی بندگی نہیں ہے سوا میرے سو میری بندگی کرو انتہے ثانی الموضح اللہ عزوجل بیان
فرماتا ہے کہ کیا ان مشرکون نے اس سے ورے اور اسکے سوا اللہ کو چھوڑ کر اور معبود اور حامی اور ناصر اور صاحب بنا لیے
تو کہہ اے محمد ان مشرکون سے تم لاؤ اپنا برہان اس تقریر پر اور لاؤ اپنی سند اس اپنی سو وضع پر یہ میری بات یعنی قرآن
اور مصحف میرے ساتھ والون کی یعنے پہلی کتابیں ہیں تو تمہاری اس قول اور زعم فاسد اور کاسد کے خلاف ہیں ہر کتاب جس نبی پر
نازل ہوئی وہ کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) کے ساتھ ناطق ہے پر تم اے مشرکو سچ بات نہیں سمجھتے اور پھر ٹلاتے ہو اور اس سے
معرض اور روگردان ہو اللہ نے فرمایا وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون جیسی دوسری
آیت میں فرمایا وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ
یعنے پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے کبھی ہم نے ٹھہرائے ہیں رحمن کے سوا اور حاکم کہ پوجے جاوین یعنے کسی دین
میں غیر کی عبادت نہیں کہا اور پوچھ دیکھ یعنے جس وقت انکی ارواح سے ملاقات ہو یا انکے احوال کتابون سے تحقیق کر
اور فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى
اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ
یعنی ہم نے اٹھائے ہیں ہر امت میں رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑدنگے سے سو کسی کو راہ دی اللہ نے اور کسی پر
ثابت ہوئی گمراہی سو پھرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا آخر جھوٹلانے والون کا تو جس نبی کو اللہ عزوجل نے مبعوث کیا اور
کسی قوم کیطرف بھیجا وہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف اپنی قوم کو بلاتا رہا اور فطرت بھی اسیکی شاہد عدل
ہے اور مشرکون کے پاس کوئی برہان نہیں ہے جیسے فرمایا حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ
یعنی مشرکین اور کفار جو جھگڑا ڈالتے ہیں اسکی بات میں جب خلق اسکو مان چکی انکا جھگڑا اوکھ رہا ہے انکے رب کے ہان
اور ان پر غصہ ہے اور انپر سخت مار ہے انتہے فتح البیان میں کہا ہے کہ ام اَمِ اتَّخَذُوْا مین معنے مین بل کے ہے
اور اس میں اللہ نے انکی الوہیت باطل کر کے اونکی معبود بنانے کی بطلان کیطرف غیر اللہ تعالی کا معبود بنانے والونکو توبیخ کی
اور ان سے دلیل طلب کی اور فرمایا قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یعنی اس دعوی پر کہ یہ صنم یا ملائکہ یا اور انکے سوا کوئی اور چیز
معبود ہین یا انکا معبود بنانا جائز ہے کوئی دلیل پیش کرو اور مشرکین کے لیے دلائل میں کسی
دلیل کی طرف سبیل نہیں ہے نہ عقلی دلیل کیطرف اور نہ نقلی دلیل کیطرف عقلی دلیل تو گذر چکی اور نقلی دلیل کیطرف
اللہ عزوجل نے هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ الآیۃ فرما کر اشارہ فرمایا اور معنے یہ ہین کہ یہ وحی جو توحید کی شان میں وارد ہے
اور برہان قاطع کو متضمن اور شامل ہے یہ میری امت کا مذکور ہے اور امم سابقہ کا بھی یہی مذکور ہے یعنے تو تمہیر حجت قائم

کردی اور اسکو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا اب تم اپنی دلیل پیش کرو اور بعض نے کہا معنے یہ ہیں کہ یہ قرآن کریم ہے اور یہ ہیں وہ کتابیں جو مجھ سے پہلے نازل ہوئیں ان میں غور کرو اور فکر کرو اور رجوع کرو آیا ایک میں بھی ان کتابوں میں سے اسکے غیر اللہ کی عبادت کا حکم کیا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہیں کہ تم اپنی سند پیش کرو اس بات پر کہ رسولوں میں سے کسی رسول نے اپنی امت کو غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیا ہے آیا دلیل اس ذکر میں ہے جو میرے پاس ہے یا اس ذکر میں جو مجھ سے پہلے نازل ہوا ان میں اللہ کی توحید کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور اس میں انکی تبکیت ہے جو انکے دعوی کی نقیض کے اثبات کو شامل ہے اور بعض نے کہا یہ آیت وعید اور تہدید پر محمول ہے یعنے جو چاہو کرو عنقریب ہی پردہ کھلجاویگا اور بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُم مُّعْرِضُونَ میں اللہ سبحانہ وتعالی کیطرف سے اضراب ہے اور کلام مقتضی میں داخل نہیں ہے اور انسے جو دلیل طلب کی ہے اس سے انتقال کیا ہے اس امر کے بیان کیطرف کہ ان لوگوں کے لیے دلیل اور برہان کا قائم کرنا مؤثر نہیں ہے اسلیے کہ یہ حق سے جاہل ہیں اور حق اور باطل کے درمیان تمیز نہیں کر سکتے ہیں وہ معرض ہیں تو بسبب اپنی جہالت کے جو ان میں سے بہت لوگوں پر مستولی اور غالب ہے قبول حق سے معرض ہیں اور اس نظر اور فکر اور تامل سے جو حق تک پہونچانے والی ہے روگردان ہیں اور توحید اور اتباع رسول سے اعراض پر مستمر ہیں اور اسی وجہ سے تو کسی حجت میں متامل نہیں ہیں اور کسی برہان میں متدبر نہیں ہیں اور کسی دلیل میں متفکر نہیں ہیں اور آیت وما ارسلنا من قبلک الآیۃ اجمال اول کی تفصیل ہے اور مقصود یہ ہے کہ توحید وہ چیز ہے جس کے ساتھ کتب آسمانیہ ناطق ہیں اور سب رسولوں کا اسپر اتفاق ہے اور انہ لا الہ الا انا میں توحید کے امر کو ثابت کیا ہے اور آیت کو ختم کیا ہے اپنے عباد کو عبادت کا ارشاد کر کے اور فرمایا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۝ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝

اور کہتے ہیں رحمن نے کر لیا کوئی بیٹا اس لائق نہیں لیکن وہ بندے ہیں جنکو عزت دی نہیں آگے بڑھکر بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں اسکو معلوم ہے جو انکے آگے اور جو انکے پیچھے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اسکی جس سے وہ راضی ہو اور وہ اسکی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی ان میں کہے کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اسکو ہم بدلا دینگے دوزخ یہی ہم بدلا دیتے ہیں بے انصافوں کو اللہ عزوجل ان لوگوں پر رد کرتا ہے جو خیال کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرشتوں میں سے اولاد بنائی ہے جیسے عرب کے لوگوں کا خیال تھا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں تو فرمایا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ یعنے وہ اس لائق نہیں کہ کسی کو اولاد بناوے اور جنکو ولد قرار دیتے ہیں

ڈالے ہوے بندے ہیں اسکے پاس انکی عزت ہو منازل عالیہ اور مقامات سامیہ میں اور وہ اسکی حد سے بڑھکر قولاً و فعلاً کبھی نہیں بولتے اس سے پیشتر بلکہ اسکے حکم کے موافق کلام کرتے ہیں نہ کسی کام کے ساتھ اس سے پیشدستی کرتے ہیں اور نہ اسکے کسی امر سے تخلف کرتے ہیں بلکہ اسکے فعل کیطرف مبادرت کرتے ہیں اور اسنے تبارک و تعالیٰ علم انکے ساتھ محیط ہے اسپر انکی اعمال میں کوئی چیز مخفی نہیں ہے اسکو معلوم ہے جو انکے آگے ہو اور جو انکے پیچھے اور یہ جو فرمایا کہ وہ سفارش نہیں کرتے مگر اسکی جس سے راضی ہو تو یہ ویسی ہی ہے جیسے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ یعنے کون ایسا ہو جو سفارش کرے مگر اسکے اذن سے اور جیسے فرمایا وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ یعنے اور کام نہیں سفارش اسکے پاس مگر اسکو جسکے واسطے حکم دیا اور جیسے فرمایا يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا یعنے اس دن کام نہ آویگی سفارش مگر جسکو حکم دیا رحمن نے اور پسند کی اسکی بات حافظ ابن کثیر نے کہا اس مضمون کی بہت آیتیں ہیں جن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے سوا سفارش نہ ہوگی اور جملہ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ شرط ہے فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ الآیۃ اسکی جزا ہے اور شرط کا واقع ہونا واجب و لازم نہیں ہے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ اور فرمایا لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ فتح میں کہا ہے کہ اس قول کے قائل کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں وہ خزاعہ اور جہینہ اور بنو سلمہ اور بنو ملیح تھے اور بعض نے کہا اس سے یہود مراد ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ اسکا حمل اس شخص پر صحیح ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ولد ٹھیراوے کائناً من کان اور یہود کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ اور نصاری کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے جیسے اللہ نے فرمایا وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ اور عرب کی ایک جماعت کا یہ خیال تھا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں تو ان سب کا اس آیت میں رد ہے پھر اللہ عزوجل نے اپنی نفس مقدس کی تنزیہ بیان کی اور فرمایا سُبْحَانَهُ یعنے اسکے لیے تنزیہ ہے اس قول سے وہ عزت دیئے بندے ہیں اور عبودیت ولادت کے منافی ہے اس عادت کے موافق جسکا عرب کے نزدیک خلاف نہیں ہوتا اور انسان کا عبد اسکا ولد نہیں ہوتا یا قواعد شرع کے مطابق کہ جب کوئی شخص اپنی اولاد کا مالک ہو تو وہ آزاد ہو جاتی ہے اور پہلی تقریر منافات کے اثبات میں بہت ظاہر ہے کیونکہ مخاطب وہ عرب ہیں جو قواعد شرع سے ناواقف تھے اور ان میں قتادہ نے کہا یہود کہتے ہیں کہ اللہ نے جنون کے ساتھ مصاہرت کی ہے اور ان سے فرشتے پیدا ہوئے ہیں اللہ سبحانہ انکی تکذیب فرماتا ہے بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ یعنے فرشتوں کو تو محض انکی عبادت کی وجہ سے عزت دی ہو اور ان کو چن لیا ہے علامہ ابوالطیب رحمہ فرماتے ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ملائکہ

کو ساتھ باتون کے ساتھ موصوف کیا جن مین سے پہلی وصف تو یہ جملہ ہے بل عباد مکرمون اور وصف اخیر وہم من
خشیتہ مشفقون الآیہ لا یسبقونہ بالقول کی تفسیر مین ابن قتیبہ وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ کوئی بات نہین کرتے جب تک نہ فرمادے
یا اسکا حکم نہ کرے اور اس مین انکی کمال طاعت اور انقیاد کی دلیل ہے تو اسکے امر کے ساتھ قائم مین اور اسکے لیے تابع
اور اپنے مالک کے لیے مطیع تو وہ قولاً اور فعلاً کسیطرح مخالفت نہین کرتے اور وہ جانتا ہے جو انہون نے کیا اور جو
وہ کر رہے ہین اور جو کرینگے بعض نے کہا ما بین ایدیہم وما خلفہم سے مراد یہ ہے کہ جو انکے پیدا کرنے سے پہلے ہے اسکو بھی
جانتا ہے اور جو انکے پیدا کرنے کے بعد ایجاد کیا اسکو بھی جانتا ہے یا اس سے دنیا اور آخرت مراد ہے اور مقصود یہ ہے کہ جب
انہون نے جان لیا کہ اسکا علم ما کان وما یکون ما ہو کائن کو محیط ہے تو وہ کوئی کام نہین کرتے اور نہ کوئی بات کہتے ہین
مگر اسکے حکم کے ساتھ اور من ارتضے سے اہل لا الہ الا اللہ مراد ہین اور صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ ملائکہ دار آخرت مین
سفارش کرینگے قتادہ نے کہا اہل توحید کے لیے اور مجاہد سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور حسن نے کہا اس شخص کے واسطے سفارش
کرینگے جس نے (دنیا مین) لا الہ الا اللہ کہا اور ابن عباس نے کہا من ارتضی سے وہ لوگ مراد ہین جن سے اللہ سبحانہ وتعالی
لا الہ الا اللہ کی شہادت کی ساتھ خوش ہوا اور حاکم نے جابر سے نکالا اور اسکو صحیح کہا اور بیہقی نے کتاب البعث و
النشور مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا شفاعتی لاہل الکبائر من امتی یعنے مین
ان لوگون کی سفارش کرونگا جنہون نے کبیرہ گناہ کیے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اللہ سبحانہ وتعالی
مجھے بھی ان لوگون مین سے کرے جنکے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالی کی اجازت
کے ساتھ سفارش کرینگے ویرحم اللہ عبدا قال آمینا اور اللہ عز وجل کا قول ومن یقل منہم علی سبیل الفرض ہے اس لیے
کہ فرشتون کا معصوم ہونا ثابت ہے مفسرین کہتے ہین اس سے مراد ابلیس ہے کیونکہ ملائکہ مین بجز ابلیس کے سوا کسی نے
یہ نہین کہا کہ مین الہ ہون اور ساحت اور مجاز کے سبیل سے ہے کیونکہ وہ معبود ہونے کا منکر ہے لیکن اللہ تعالی کی عبادت
سے ابی ہے اور اسکا فرشتون مین سے ہونا اس اعتبار سے ہے کہ وہ ان مین محسوب تھا بعض نے کہا ضمیر مطلق خلائق
کی طرف لوٹتی ہے اور بعض نے کہا انبیا کی طرف اشارہ ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے بات وہی صواب ہے جو حافظ ابن کثیر
نے کہی کہ شرط کا واقع ہونا لازم نہیں ہے اور اسکی دلیل مین دو آیتین قرآن کریم کی انہون نے بیان کین جنکا ذکر ہو چکا
اسان تاویلات باردہ اور توجیہات ثکلیہ کی کچھ ضرورت نہین ہے انتہے ملخصا فی الفتح اولم یر الذین کفروا

ان السموت والارض کانتا رتقا ففتقنہما وجعلنا من الماء کل شیء حی افلا یؤمنون ○ وجعلنا

فی الارض رواسی ان تمید بہم وجعلنا فیہا فجاجا سبلا لعلہم یہتدون ○ وجعلنا السماء

سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ

فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ○ اور کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے پھر ہمنے ان کو کھولا اور بنائی ہمنے پانی سے سب چیز جس میں جی ہے پھر کیا نہیں یقین کرتے اور رکھے ہمنے زمین بوجھ کبھی انکو لیکر جھک پڑے اور رکھیں اس میں کشادہ راہیں شاید وہ راہ پاویں اور بنایا ہمنے آسمان کو چھت بچاؤ کی اور وہ اسکے نمونے دھیان میں نہیں لاتے اور وہی ہے جسنے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند سب ایک ایک گھر میں پھرتے ہیں یہ جو فرمایا منہ بند تھے یعنے ایک چیز تھی زمین جسکو پھر پھاڑا اور کانیں اور سبزی بھانت بھانت نکالی آسمان کو کتنے سارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدی اور جاندار بنائے پانی سے یعنے ہر جاندار کو نطفہ سے پیدا کیا اور یہ جو فرمایا کہ زمین میں کھلی راہیں رکھیں شاید وہ راہ پاویں یعنے ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں اگر پہاڑ ایسے ڈھیر پڑے ہوتے کہ راہیں بند ہوتیں تو یہ بات کہاں تھی اور یہ جو فرمایا کہ ہمنے آسمان کو بچاؤ کی چھت یعنے کوئی اسکو توڑ نہیں سکتا اور اسکے نمونے تارے اور چاند اور رات اور دن اور یہ جو فرمایا سب ایک ایک گھر میں پھرتے ہیں یعنے اپنی اپنی راہ میں پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے اللہ عزوجل نے جو اشیا کو پیدا کرنے میں اپنی قدرت تامہ اور سلطان عظیم کو استعمال کیا ہے اور پھر جمیع مخلوق کو اپنے مقہور کر رکھا ہے اسپر خبردار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میری الوہیت کے منکروں اور میرے ساتھ اوروں کی عبادت کرنے والوں نے نہیں دیکھا کہ پیدا کرنے کے ساتھ مستقل اور تدبیر کے ساتھ مستبد وہی ہے پھر کیسے لائق ہے کہ اسکے ساتھ اسکے غیر کی عبادت کی جاوے یا اسکے ماسوا کو اسکا ساجھی بنایا جاوے کیا نہیں جانتے کہ آسمان اور زمین سب کے سب متصل تھے اور بعض بعض کے ساتھ متلاصق اور بعض پر بعض متراکم ابتدا امر میں پھر اسکو اس سے کھولدیا اور سات آسمان بنا دیے اور سات ہی زمینیں اور پہلے آسمان اور زمین کے درمیان ہوا کے ساتھ فصل کیا اور آسمان برسانے لگا اور زمین اگانے ولہذا فرمایا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ یعنے یہ مخلوقات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایک کے بعد دوسری حادث ہوتی ہے آنکھوں سے اور یہ سب اس صانع فاعل مختار قادر علی ما یشاء کے وجود پر دلیل ہے

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ   تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

عکرمہ کہتے ہیں ابن عباس سے پوچھا گیا پہلے رات تھی یا دن تو ابن عباس بولے بھلا بتلاؤ تو جب آسمان اور زمین ایک دوسرے کے ساتھ متلاصق و متراکم تھے کیا انکے درمیان ظلمت کے سوا کچھ اور بھی تھا اسلیے کہ تم جانو کہ رات دن سے پہلے ہے رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عبداللہ بن دینار کہتے ہیں عبداللہ بن عمر کے پاس

ایک شخص آیا اسکو پوچھتا تھا اولم یر الذین کفروا ان السموٰت والارض کانتا رتقا کی تفسیر سے تو انہوں نے فرمایا اس بڈھے
کے پاس جاؤ اور ان سے اسکی تفسیر پوچھو پھر فرمایا اور جو وہ جواب تجھے بتلاویں وہ میرے پاس آکر مجھے بتلانا وہ ابن عباسؓ کے
پاس گیا اور اس نے ان سے پوچھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں آسمان اور زمین منہ بند تھے آسمان کا منہ بند تھا
کہ وہ پانی نہیں برساتا تھا اور زمین کا منہ اسطرح بند تھا کہ وہ اگاتی نہ تھی تو جب اللہ تعالیٰ نے زمین میں بسنے والے پیدا کیے آسمان
سے پانی برسانا شروع کیا اور زمین سے سبزی (نباتات) اگانی پھر وہ آدمی عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گیا اور اسکو جاکر بتایا
جو ابن عباسؓ سے سنا تو ابن عمرؓ نے فرمایا اب میں نے جان لیا کہ ابن عباسؓ کو قرآن کریم کا علم دیا گیا ہے ابن عباسؓ
نے سچ کہا ایسا ہی تھا ہے اور بولا قَدْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يُعْجِبُنِيْ جُرْأَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى تَفْسِيْرِ الْقُرْاٰنِ یعنے میں
کہا کرتا تھا کہ ابن عباسؓ جو قرآن کی تفسیر کرنے پر دلیری اور جرأت کرتا ہے مجھے پسند نہیں آتی لیکن میں نے اب
جان لیا کہ اسکو قرآن مجید کی تفسیر میں دسترس ہے اور عطیہ عوفی نے بھی یہی کہا کہ آسمان سے بارش نہیں ہوتی تھی
تو اس سے بارش ہونے لگی اور زمین سے اگتا نہیں تھا اس سے اگنے لگا اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں میں نے ابو صالح
حنفی سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا آسمان ایک تھا تو اللہ نے سات آسمان کر دیے اور زمین بھی
ایک تھی تو اسکو سات زمینیں کر دیا هٰكَذَا قَالَ مُجَاهِدٌ اور یہ زیادہ کیا کہ آسمان اور زمین آپس میں ملے
ہوئے نہ تھے اور سعید بن جبیر کہتے ہیں بلکہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے تو جب آسمان کو بلند کیا اور زمین
کو اس سے جدا کیا تو یہ دونو کھل گئے جسکا اللہ عزوجل نے اپنی کتاب پاک میں ذکر کیا ہے اور حسن اور قتادہ کا یہ
قول کہ یہ دونوں اکٹھے تھے تو انکے درمیان ہوا کو فاصلہ بنایا اور یہ جو فرمایا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ
تو اسکے معنے یہ ہیں کہ ہر جاندار کو نطفہ سے پیدا کیا ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
بابرکت میں عرض کی کہ یا نبی اللہ جب آپ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور میرا جی
خوش ہو جاتا ہے اب تلایے ہر چیز کس سے بنی ہے فرمایا ہر ایک چیز پانی سے مخلوق ہوئی ہے رَوَاهُ
ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ بِاِسْنَادِهٖ اور امام احمد نے باسنادہ ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور میرا جی خوش ہو جاتا ہے آپ مجھے تلایے
ہر چیز سے آپ نے فرمایا ہر چیز پانی سے مخلوق ہوئی ہے ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا (اب) آپ مجھے کام
تلایے کہ جسکو کرنے سے میں بہشت میں چلا جاؤں فرمایا اَفْشِ السَّلَامَ وَاَطْعِمِ الطَّعَامَ وَصِلِ الْاَرْحَامَ
وَقُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ یعنے سلام کو پھیلا اور محتاجوں کو کھانا کھلا اور

ماتے اور ان سے سلوک کرا اور رات کو انہکو تہجد پڑھ جب لگ سوتے ہوں ہیں سلامتی کے ساتھ بہشت میں چلا جا وَرَوَاہُ
اَیْضًا عَبْدُ الصَّمَدِ وَعَفَّانُ وَیَعْمُرُ عَنْ ہَمَّامٍ کَذٰلِکَ وَہٰذَا اِسْنَادٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ مگر ابو میمونہ
سنن کے راویوں میں سے ہے اور اسکا نام سلیم ہے اور ترمذی کے نزدیک اسکی حدیث صحیح ہے وَقَدْ رَوَاہُ
سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ مُرْسَلًا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور یہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ
تو رواسی سے مراد جبال ہیں جنکے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین کو ٹھیرایا اور اسکو ثابت رکھا تو لوگوں کو لیکر جھکنے
پڑے اور یہ کہتے ہیں اضطراب اور حرکت کو اگر پہاڑ نہ ہوتے تو زمین والوں کو قرار حاصل نہ ہوتا اسلیے کہ وہ
پانی کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے اور زمین پانی کے مقابلہ میں ربع کے موافق ہوگی اتنے حصے کو ہوا اور شمس کے لیے
ظاہر کردیا ہے تاکہ رہنے والے آسمان کا مشاہدہ کریں اور ان آیات باہرہ اور حکمتوں اور دلیلوں کو دیکھیں
جو آسمان میں ہیں اور یہ جو فرمایا وَجَعَلْنَا فِیْہَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّہُمْ یَہْتَدُوْنَ تو اُس نے پہاڑوں میں
رستے بنا دیے ہیں جنمیں چلکر ایک قطر سے دوسرے قطر تک اور ایک اقلیم سے دوسری اقلیم تک پہنچ جاتے ہیں جیسے
کہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض پہاڑ ایک ملک سے دوسرے ملک تک پھیلے ہوتے ہیں لیکن اللہ نے ان میں رستے رکھدیے
ہیں جن میں لوگ چلکر اس ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ جاویں ولہذا فرمایا لعلہم یہتدون اور سقف محفوظ سے
یہ مراد ہے کہ وہ زمین پر قبہ کیطرح سایہ کیے ہوئے ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰہَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا
لَمُوْسِعُوْنَ یعنے اور آسمان کو بنایا ہمنے ہاتھ کے بل اور ہمکو سب مقدور ہے اور فرمایا وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰہَا
یعنے اور آسمان کی قسم اور جیسا اسکو بنایا اور فرمایا اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَہُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰہَا وَ
زَیَّنّٰہَا وَمَا لَہَا مِنْ فُرُوْجٍ یعنے نہیں نگاہ کی آسمانوں کو اپنے اوپر کیسا ہمنے اسکو بنایا اور رونق دی
اور اس میں نہیں کوئی سوراخ اور بنا کہتے ہیں قبہ کو کھڑا کرنا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بُنِیَ
الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ اَیْ خَمْسَۃِ دَعَآئِمَ یعنے اسلام کو پانچ ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے اور محفوظ سے
عالی مراد ہے اور بچا ہوا ٹوٹنے پھوٹنے سے مجاہد نے کہا مرفوع ابن عباسؓ کہتے ہیں ایک شخص نے کہا یا رسول
اللہ مَا ہٰذِہِ السَّمَآءُ یعنے یہ آسمان کیا ہے فرمایا ہٰذَا مَوْجٌ مَّکْفُوْفٌ عَنْکُمْ یعنے یہ ایک موج ہے جو گرنے
گرنے سے روکی ہوئی ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاِسْنَادُہٗ غَرِیْبٌ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اس حدیث کا
مضمون قرآن کریم میں موجود ہے سورہ فاطر کی اس آیت میں اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ
تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَہُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا یعنے تحقیق اللہ

تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نجاویں اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے ان کو اسکے سوا وہی تحمل والا بخشتا اور سورہ حج کی اس آیت میں وَیُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ یعنے اللہ تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اسکے حکم سے مقرر اللہ لوگون پر نرمی کرنا ہر مہربان حافظ ابن کثیر نے کہا یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ یعنے اور بہتیری نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں جنپر ہو نکلتے ہیں اور انپر دھیان نہیں کرتے یعنی یہ لوگ زمین کی اتساع عظیم میں اور آسمان کی ارتفاع باہرین فکر نہیں کرتے اور اس زینت کیطرف دھیان نہیں کرتے جس کے ساتھ اس نے رات اور دن کو مزین کیا ہے اور ان کواکب ثوابت میں غور نہیں کرتے ہیں جو آسمان مین جم رہے ہیں اور کواکب سیارات کی طرف خاصکر سورج کیطرف جو رات اور دن میں فلک کی مسافت کو بکمال قطع کر لیتا ہے اور یہ وہ مسافت ہے جسکا مقدار اسکے مقدر کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے اور ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التفکر والاعتبار میں بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ۳۰ سال عبادت کی اور جو شخص ۳۰ سال بنی اسرائیل میں سے عبادت کرتا اسپر بادل سایہ کرتے تو اس شخص پر بادل نے سایہ نہ کیا آخر اس امر کی اپنی ماں سے شکایت کی کہ اور لوگ جب ۳۰ سال تک عبادت کرتے ہیں تو ان پر بادل سایہ کرتے ہیں اور میں نے بھی اللہ عزوجل کی ۳۰ سال عبادت کی ہے لیکن مجھ کو کبھی بادل نے سایہ نہیں کیا تو اسکی ماں نے کہا بیٹا شاید تو نے اپنی اس عبادت کی مدت میں کوئی گناہ کیا ہو تو وہ بولا بخدا میں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا اور مجھ خبر ہے تو اس نے کہا شاید تو نے گناہ کا خیال ہو گا وہ بولا میں نے کبھی گناہ کا خیال ہی نہیں کیا وہ بولی شاید آسمان کی طرف کبھی دیکھا اور بغیر فکر کے نظر کو لوٹا لیا وہ بولا ایسا تو میں نے کئی بار کیا ہے وہ بولی اسی لیے تو آزمایا گیا ہے پھر اللہ عزوجل نے ان میں سے بعض آیات پر خبردار کرنے کے لیے فرمایا وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ یعنے وہی ہے جس نے بنائی رات اور اس میں ظلمت اور سکونت کو رکھا اور بنایا دن اور اس میں روشنی اور انست رکھی کبھی یہ طویل ہو جاتی ہے اور وہ قصیر اور کبھی وہ طویل ہوتا ہے اور یہ قصیر اور اس نے بنایا آفتاب اور ماہتاب آفتاب کے لیے حرکت ہے جو اسی کے ساتھ خاص ہے اور اسکا خاص ایک فلک (گھر) ہے اور زمانہ علیحدہ اور حرکت اور ایک خاص سیر اور ماہتاب کے لیے دوسرا نور ہے اور دوسرا فلک (گھر) اور اور چال اور اور اندازہ اور سب میں سے ہر ایک اپنے اپنے گھر میں پھرتے ہیں ابن عباسؓ کہتے ہیں یہ اسطرح دورہ کرتے ہیں جیسے چرخہ تکلہ میں دورہ کرتا ہے مجاہد نے کہا تو تکلہ نہیں دورہ کرتا مگر چکر میں اور چکر نہیں دورہ کرتا مگر

تھے جسطرح نجوم اور آفتاب اور ماہتاب نہیں دورہ کرتے مگر آسمان پر اور نہیں دورہ کرتا آسمان مگر انکے ساتھ کما
قال تعالی فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ
یعنے پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی اور رات بنائی آرام اور سورج اور چاند حساب سے اندازہ رکھا ہے زور آور خبردار
نے انتہی اقال الحافظ ابن کثیر فتح مین کہا ہے کہ ہمزہ اولم یرد الآیہ مین انکار کے لیے ہے اور یہان سے جلکر سمجھو کہ
اللہ عزوجل نے توحید پر چند دلیلین قائم کین جن مین انکی جہالت ثابت کی ہے اسطرح توحید سے جو کرسون دور ہٹے
ہین وجہ یہ ہے کہ لوگ آیات تکوینیہ مین جن سے اللہ تعالی کا مستقل بالالوہیت ہونا ثابت ہوتا ہے غور نہیں کرتے
اور ان مین تدبر اور تفکر اور تامل سے کام نہیں لیتے اور نہیں سمجھتے کہ ماسوی اللہ اسکے ملکوت کے تحت
مین مقہور ہین اور رتق کہتے ہین سد کو جو ضد ہے فتق کی او عرض یہ ہے کہ یہ دونو شے واحد تہے بیضاوی نے کہا
اور کفار کو اگرچہ یہ خبر نہین ہے کہ آسمان اور زمین دونو شے واحد تہے تو غور کرکے اس بات کے جاننے پر قادر ہین
کیونکہ فتق ایک عارض ہے جو ابتداء مؤثر واجب (الوجود) کا محتاج ہے یا علماء سے استفسار کر سکتے ہین یا کتب
کا مطالعہ کر سکتے ہین انتہے اور گازرونی نے اس سے منع کیا اور کہا کہ اس مین اعتراض ہے اور ان کا غور کرکر
اس بات کے جاننے پر متمکن ہونا ممنوع ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ دونون جدا جدا پیدا کیے گئے ہون رتق اور فتق
کے سوا اور رتق اور فتق پر قرآن سے دلیل لیجاوے کہ قرآن کی رتق اور فتق پر نص ہے تو ہم کہینگے یہی انکے
اثبات مین کافی ثبوت ہے اور عقلی دلیل کی جو مذکور ہوئی کوئی ضرورت نہیں ہے فَفَتَقْنٰهُمَا یعنے بعض کو بعض
سے ہوا کے ساتھ جدا کر دیا آسمان کو مرفوع کر دیا اور زمین کو اسکی جگہہ پر چہوڑ دیا اور فتق کہتے ہین دو چیزون
کے درمیان فصل کرنے کو اور یہی اقوال نقل کیے جو حافظ ابن کثیر سے مذکور ہوئے پہر کہا اور قرطبی نے بہت
طویل کلام کی ہے اور کعب احبار وغیرہ سے اور بعض علماء سلف کے اقوال نقل کیے گئے ہین اور انکی طرف جانا مناسب
نہین ہے مگر اسوقت جبکہ ان چیزون سے کوئی چیز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو پہر جس پانی کو ہم نے
آسمان سے اتارا اور وہ زمین سے پہوٹتا ہے اسکو ہمنے ہر شئے کی حیات کا سبب بنایا بعض کہتے ہین کہ یہان مرد
کا نطفہ مراد ہے وبہ قال ابو العالیۃ و اکثر المفسرین افلا یؤمنون مین ہمزہ انکار کے لیے ہے یعنے
کہ کفار باوجود اسکے کہ آیات ربانی انکے ایمان لانے کے مقتضی ہین وہ ایمان نہیں لاتے محفوظا سے مراد
یہ ہے کہ وہ گرنے سے محفوظ ہے اور زمین پر ساقط ہونے سے محروس ہے فراء نے کہا نجوم کے ساتھ شیاطین سے
محفوظ ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ یعنے اور بچاؤ بنایا ہر شیطان سرکش سے اور جبر

کہا محفوظ سے یہ مراد ہے کہ وہ عماد کا محتاج نہیں ہے بعض نے کہا محفوظ سے یہاں اسکا مرفوع ہونا مراد ہے اور بعض
نے کہا کہ آسمان مشرک اور عاصی سے محفوظ ہے وہاں کوئی مشرک اور عاصی نہیں ہے اور بعض نے کہا ٹوٹنے اور پھٹنے
سے محفوظ ہے اور بعض نے کہا فساد سے محفوظ ہیں اور وقت معلوم سے پہلے انحلال سے وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا اور یہ کفار
ان آیات سے جو آسمان میں موجود ہیں اللہ اس صانع کے وجود اور وحدت اور اسکی قدرت اور کمال حکمت کی دلیل
ہیں روگردان ہیں اللہ اس سے اگلی آیت میں ایک دوسری نعمت کو یاد دلایا وہ یہ کہ انکے لیے رات کو بنایا تو اسمیں
چین پکڑیں اور دن کو بنایا تو اس میں کچھ اسکا فضل تلاش کریں اور سورج کو دن کی علامت ٹھیرایا اور چاند کو رات
کا نشان تو کہ پہچانیں برسوں کی گنتی اور حساب اور ان میں سے ہر ایک چکی کی طرح آسمان میں گھوم رہے ہیں ابن عباس
نے کہا فلک تکلے کی سنگ کیطرح ہے آسمان کے اندر وہ ان میں اسطرح گھومتے ہیں جیسے سنگ تکلے میں گھومتا ہے
اور افلاک نجوم کا فلک واحد ہے اور فلک اصل میں کہتے ہیں مستدیر چیز کو اور اسی لیے کہتے ہیں فلکۃ المغزل
اسلیے کہ وہ مستدیر (گول) ہوتا ہے اور کلام عرب میں فلک ہر اس چیز کا نام ہے جو مستدیر (گول) ہو بعض نے
کہا فلک آسمان کی گولائی کا نام ہے بعض نے کہا فلک پانی ہے یا ایک شاہ رگ ہوئی ہے آسمان کے نیچے جس
میں یہ کواکب تیرتے ہیں اہل ہیئت کہتے ہیں افلاک سخت جسموں کا نام ہے جو نہ ثقیل (بھاری) ہیں اور نہ
خفیف (ہلکی) خرق اور التیام اور نمو اور ذبول کے قائل نہیں ہیں اور تفسیر کبیر میں ہے فلک عرب کی کلام میں ہر گول چیز
کا نام ہے اور اسکی جمع افلاک ہے اب عقلا کا اس میں اختلاف ہے تو بعض نے کہا فلک کوئی جسم نہیں ہے اور وہ تو
ان نجوم کی استدارت ہیں اور اکثروں نے کہا افلاک اجسام ہیں جنمیں نجوم گھومتے ہیں اور یہی ظاہر قرآن کے موافق
ہے اب کواکب کے حرکات میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے اور تین باتوں کا اس میں امکان ہے ایک یا تو فلک
ساکن ہوگا اور کواکب اس میں اسطرح متحرک ہونگے جیسے مچھلی کھڑے ہوئے پانی میں حرکت کرتی ہے اور یا فلک بھی
متحرک ہوگا اور کواکب بھی اور کواکب کی حرکت یا افلاک کی حرکت کی مخالف ہوگی یا موافق یا کواکب کی حرکت
فلک کی حرکت کے سرعت اور بطائی میں مساوی ہوگی یا مخالف اور یا یہ فلک تو متحرک ہوگا اور کواکب ساکن ہونگے
اور جو قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے وہ پہلی قسم ہے اور وہ یہ کہ افلاک تو ساکن ہیں اور کواکب ان میں جاری ساری
ہیں جیسے کھڑے پانی میں مچھلی تیرتی ہے انتہی علامہ ابو الطیب علیہ الرحمہ نے فرمایا اور حق مسلک یہی ہے کہ سموات
اور افلاک کی صفت کی پہچان کیطرف کوئی سبیل نہیں ہے مگر صادق مصدوق کی خبر دینے کے ساتھ انتہی ما فی

الفتح وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۞ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝ اور نہین دیا ہمنے تجہسے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پہر کیا اگر
تو مرگیا تو وہ رہجاوینگے ہر جی کو چکہنی ہے موت اور ہم تمکو جانچتے ہین برائی سے اور بہلائی سے آزمانیکو اور
ہماری طرف پہر آوٴگے کافر کہتے تہے اس شخص کو کہ یہ دہوم جہان یہ مرا پہر کچہ نہین اتہے مانی الوضح اسعز وجل
فرماتا ہے ای محمد ہمنے تجہسے پہلے کسی بشر کو دنیا مین ہمیشہ جینا اور سدا رہنا نہین دیا بلکہ جو کوئی ہے زمین پر نبٹر
جانیوالا ہی اور رہیگا منہہ تیرے رب کا بزرگی اور تعظیم والا اور اس آیت کریمہ سے علماء مین سے ان لوگون نے دلیل
لی ہے جو کہتے ہین کہ خضر علیہ السلام فوت ہوگئی اور وہ ابتک زندہ نہین ہین کیونکہ وہ بشر ہین اور اس مین بحث
نہین کہ وہ ولی تہے یا نبی یا رسول اور اسعز وجل نے فرمایا وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد اور سب کے لیے فنا ہے
ولہذا فرمایا کل نفس ذائقة الموت اور امام شافعی سے مروی ہے کہ اونہون نے یہ دو نون شعر پڑہے ۝

تمنی رجال ان اموت وان امت فتلک سبیل لست فیها باوحد

فقل للذی یبغی خلاف الذی مضی تهیا لاخری مثلها فکان قد

اور یہ جو فرمایا ونبلوکم بالشر والخیر فتنة تو اس سے یہ غرض ہے کہ ہم تمکو کبہی مصائب کے ساتہہ آزماوینگے اور کبہی نعمتون
کے ساتہہ جانچینگے پہر ہم دیکہینگے کون شاکر ہے اور کون کافر اور کون صابر ہے اور کون قانط صبیر علی بن
ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا اس آیت کی تفسیر کہ اونہون نے کہا نبلوکم کی تفسیر یہ ہے نَبْتَلِيكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً
بِالشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ وَالصِّحَّةِ وَالسُّقْمِ وَالْغِنَى وَالْفَقْرِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالطَّاعَةِ وَالْمَعْصِيَةِ وَالْهُدَى
وَالضَّلَالِ یعنی برائی اور بہلائی کے ساتہہ آزمانے کے یہ معنی ہین کہ ہم تم کو تکلیف دیکر اور خوشی دیکر اور
تندرست کرکر اور بیمار کرکر اور غنی کرکر اور محتاج کرکر اور حلال دیکر اور حرام دیکر آزماوینگے اور آزماوینگے
طاعت اور معصیت کے ساتہہ اور ہدایت اور گمراہی کے ساتہہ پہر تم ہمارے پاس آوٴگے اور ہم تم کو تمہاری عملون
کی جزا انہین کے موافق دینگے فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ دنیا مین سدا رہنا اور ہمیشہ باقی رہنا ہمنے
تجہسے پہلے بہی کسی بشر کے لیے نہین ٹہیرایا اسلیے کہ دنیا مین سدا رہنا حکمت تکوینیہ اور تشریعیہ کے مخالف
ہے اگر تو بہی اپنی اجل مقسوم کے ساتہہ مرجاویگا تو یہ رہجاوینگے اور سمجہے ہین کہ اگر تو مرجاوے گا تو یہ بہی
مرجاوینگے پہر موت مین کوئی شماتت نہین ہے اور اس آیت کے نزول کا سبب مشرکین کا وہ قول ہے جسکو اسعز وجل
نے سورۂ طور مین مشرکین سے حکایت کیا أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي
مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ یعنے کیا کہتے ہین یہ شاعر ہے ہم راہ دیکہتے ہین اسپر گردش زمانے کی تو کہہ تم راہ دیکہو

اور مین بھی تمہارے ساتھ ہون اور کہتا ہون بعض تفسیر سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکالا
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل ہوئے اور آپ فوت ہو چکے تھے تو انا
للہ وانا الیہ راجعون فبابیٹ صلی اللہ علیہ وسلم وانبیا آبتاہ فعلی نبیک خیر الخلق کلھم (تو ابوبکر نے آپکو بوسہ دیا
اور فرمایا وانبیاہ واخلیلاہ واصفیاہ پھر پڑھی یہ آیت وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۗىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ
الْخٰلِدُوْنَ اور كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ مین نفس سے مخلوق نفس مراد ہے اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ باری تعالی بھی
تو نفس ہے کما قال اللہ تعالی تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اسلیے کہ اللہ عزوجل حی ہے اس پر
موت کا طاری ہونا صحیح اور جائز نہیں ہے اور ذوق بیان عبارت ہے موت کے مقدمات اور اسکے آلام عظیمہ
سے جو اسکے حلول پر پہلے ہوتے ہین اور نبلوکم بالشر والخیر فتنۃ سے یہ مراد ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ویسا معاملہ کرینگے
جیسے کوئی امتحان لیتا ہے کیونکہ اسپر کوئی خافیہ مخفی نہیں ہے تمہارا شکر اور صبر دیکھنے کے لیے اور ہمارا ا
مرجع اور بازگشت اور مآل اور مصیر اور پھر آنا ہماری ہی طرف ہے نہ کسی اور کی طرف نہ استقلالا اور نہ اشتراکا
پھر ہم تمکو تمہارے اعمال کی جزا دینگے اسکے مطابق جو تم سے ظاہر ہوگا تم سے اچھے عمل ظاہر ہوئے تو اچھی
جزا دینگے اور اگر برے ظہور مین آئے تو بری جزا دینگے اور اس مین اشارہ ہے اس طرف کہ اس دنیا کی زندگی
سے مقصود یہی ہے کہ تمکو ثواب اور عقاب کے واسطے مبتلے کیا جاوے انتہی ما فی الفتح وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ
يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ
مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ اور جہان تجھکو دیکھا منکرون نے اور کام نہین تجھسے مگر
ٹھٹھے مین پکڑنا کیا یہی شخص ہے کہ نام لیتا ہے تمہارے ٹھاکرون کا اور وہی رحمن کے نام سے منکر ہین بنا ہے آدمی
شتابی کا اب دکھاتا ہون تمکو اپنے نمونے سو مجھسے جلدی مت کرو یہ جو فرمایا نام لیتا ہے ٹھاکرون کا یعنے برا
کہتا ہے لکھا ہے فی الموضح اللہ عزوجل اپنے پیغمبر کو فرماتا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ کہ جب کہ کفار قریش ابوجہل
اور اسکے اشباہ دیکھتے ہین تو تیرے ساتھ استہزاء اور ٹھٹھے کے سوا انکو کوئی کام نہین ہوتا اور کہتے ہین کیا یہ
غرت مین فرق ذلک لکھا ہے یہی ہے جو ہمارے ٹھاکرون اور معبودون اور الہون کو برا کہتا ہے اور ہمارے احلام
(عقلون) کو سفاہت (بیوقوفی) قرار دیتا ہے اور حال یہ ہے کہ یہ رحمن کے نام سے منکر ہین اور اللہ تعالی کے
ساتھ کفر کرتے ہین اور اسکے رسول کے ساتھ تمسخر کرتے ہین جیسے اللہ تعالی نے دوسری آیت مین فرمایا
وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا یعنے اور جب
تجھکو دیکھا کچھ کام نہین تجھسے مگر ٹھٹھے کرنے کیا یہی ہے جسکو بھیجا اللہ نے پیغام دیکر یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلا دے
ہمکو ہمارے ٹھاکرون سے کبھی ہم نہ ثابت رہتے انپر اور آگے جانینگے جس وقت دیکھینگے عذاب کون بچلا
ہے راہ سے اور اللہ تبارک وتعالے کا قول خُلِقَ الْاِنْسَانُ ایسے ہی ہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالی نے دوسری آیت
مین فرمایا وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا یعنے اور ہے انسان اُتاولا کامون مین مجاہد کہتے ہین اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام
کو ہر چیز کے بعد بنایا اُس دن کے پچھلے پہر جس مین کہ اُس نے مخلوق کو پیدا کیا اور جب روح اسکی آنکھون اور زبان
اور سر مین پہرا ابھی نیچے نہین پہونچی تہا کہ بولا اے میرے مالک مجھے سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے طیار کر ابوہریرہ رضہ
سے مرفوعا مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ
خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُهْبِطَ مِنْهَا وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا
عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّيْ وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ يُقَلِّلُهَا فَسَاَلَ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ
فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَرَفْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ هِيَ اٰخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ
هِيَ الَّتِيْ خَلَقَ فِيْهَا اٰدَمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ
یعنے بہتر دن جس مین آفتاب نکلا جمعہ کا دن ہے اس مین حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی مین بہشت
مین داخل کیے گئے اور اسی مین بہشت سے اُتارے گئے اور اسی مین قیامت قائم ہوگی اور اسی مین ایک ایسی گھڑی
ہے کہ نہین پاتا ہے اس ساعت کو کوئی بندہ مسلمان حال یہ کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے کوئی بہتری
کا سوال کرے مگر اللہ سبحانہ وتعالی اسکو دیدیتا ہے ابوسلمہ جو اس حدیث کا راوی ہے اس نے کہا عبداللہ بن سلام
نے کہا مین اس ساعت کو پہچانتا ہون وہ جمعہ کے دن کی پچھلی ساعت ہے اور اسی ساعت مین اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام
کو پیدا کیا اللہ عزوجل نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ اور بیان جو
اللہ سبحانہ وتعالی نے انسان کی عجلت کو بیان کیا تو اس مین حکمت یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالی نے
رسول علیہ السلام کے ساتھ ٹھٹھے کرنے والون کا بیان فرمایا تو صحابہ کی نظرون مین یا خود جناب مقدس کے
نفس مقدس مین لاحق ہوا کہ ان سے اس استہزا اور سخریہ کا انتقام بہت جلد لینا چاہیے اسوقت فرمایا انسان
بڑا اُتاولا اور جلدباز اور عجول ہے اللہ عزوجل ظالم کو مہلت دیا کرتا ہے یہانتک کہ جب اسکو پکڑ لیتا ہے پھر
اسکو نہین چھوڑتا پہلے تاجیل کرتا ہے پھر تعجیل اور مہلت دیتا ہے پھر تاخیر نہین کرتا ولہذا فرمایا ساُوریکم

آیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ یعنے ہین مکو اپنا غضب اور حکم اور ان لوگون پر جنہون نے نافرمانی کی اپنی قدرت کہا اون کا جلدی
نکرو انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان کا بیان تہا کہ جن لوگون کا اس آیت کریمہ مین ذکر ہے یہ وہی ہین جنکو
حقتین اللہ عزوجل نے سورہ حجر مین فرمایا اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ
يَعْلَمُوْنَ یعنے ہم بس ہین تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والون کو جو ٹھیراتے ہین اللہ کے ساتھ اور کسی کی بندگی سو آگے
معلوم کرینگے اور آیت کے معنے یہ ہین کہ کفار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسلیے طعن کرتے ہین اور عیب لگاتے ہین
کہ آپ انکے بتون اور ٹھاکرون کی بابت فرماتے تہے یہ نہ نافع ہین اور نہ ضار نہ کسی کو برائی لگا سکین اور نہ کسی سے
برائی ہٹا سکین حالانکہ یہ اللہ کی توحید اور قرآن سے منکر ہین تو یہ بہت لائق ہین کہ ان پر طعن کیا جاوی اور عیب ٹھیرا
جاوی اور اس سوء صنیع و فعل قبیح کا انپر انکار کیا جاوے اور یہ جو فرمایا کہ انسان جلدی سے بنا ہے تو اسکے یہ معنے
ہین کہ چونکہ وہ احوال مین مستعجل ہے اور اپنے افعال مین جلدباز اور ناوادار گویا وہ جلدی سے پیدا کیا گیا اور اس
مین استعارہ بالکنایت ہے اور عجل اور عجلت ضد ہے بطاء کی اور معنے یہ ہین کہ انسان چونکہ جلد بنایا گیا ہے اس لیے
اپنے احوال و افعال مین جلدبازی کرتا ہے اگرچہ یہ استعمال اسکے لیے مضر ہے اور عرب لوگ جس شخص سے جو کام کثیر
الوقوع ہو اسکو کہتے ہین کہ یہ شخص گویا اسی سے بنا ہے جیسے بہت کہلاڑ کو کہا کرتے ہین اَنْتَ مِنْ لَعِبٍ وَّخُلِقْتَ
مِنْ لَعِبٍ اور اس اطلاق کے ساتھ اسکا اس وصف مین مبالغہ ہوتا ہے اور اس معنی پر دلالت کرتا ہے اللہ عزوجل
کا قول وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا اور انسان سے جنس انسان مراد ہے بعض نے کہا انسان سے آدم علیہ السلام مراد ہین
کیونکہ جب انکو اللہ عزوجل نے پیدا کیا اور اس مین روح پہونکی اور روح سر مین پہرنے لگی تو پاؤن مین روح کے
پہونچنے کے پہلے اٹھنے لگے تو گر پڑے اسلیے اللہ عزوجل نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ کذا قال عکرمۃ
وسعید بن جبیر والسدی والکلبی ومجاہد اور عکرمہ کے لفظ یہ ہین کہ جب آدم علیہ السلام مین روح
پہونکا گیا اور سر مین پہرا تو انہون نے چہینک لی اور فرمایا الحمد للہ ملائکہ نے جواب دیا یرحمک اللہ اور اٹہنے لگے
پاؤن مین روح کے چلنے سے پہلے اور گر پڑے اور اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ اور
ابن جریر سے بہی اسکی مثل روی ہے اور ابو عبیدہ اور بہت سے عالمون کا یہ قول ہے کہ حمیر کی لغت مین عجل مٹی کو
کہتے ہین بعض نے کہا یہ آیت نضر بن حارث کے حق مین نازل ہوئی جس نے کہا تہا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ
مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ یعنے یا اللہ اگر یہی دین حق ہے
تیری پاس سے تو ہمپر برسا پتہر آسمان سے یا لا ہمپر دکہ کی مار اور بعض نے کہا زبرقان کے حق مین نازل ہوئی ہے

جب انہوں نے عذاب کے مانگنے میں جلدی کی اور اخفش نے کہا اسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل نے آدم کو فرمایا ہو تو وہ
ہو گیا بعض نے کہا اس آیت میں قلب ہے اور تقدیر عبارت یون ہے خُلِقَ الْعَجَلُ مِنَ الْاِنْسَانِ یعنے جلدی انسان
سے پیدا ہوئی اسلیے کہ جلدی انسان سے زیادہ وقوع میں آتی ہے اور عجلت اور انسان کے درمیان تلازم ہے اور
یہ معنے حکایت کیے گئے ہیں ابو عبیدہ اور نحاس اور ابو عمرو سے لیکن قول اول اولے ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں تم کو
اپنی نشانیاں دکھاؤں گا یعنے اپنے انتقام تم سے اور اپنی مواعید آخرت میں دوزخ کے عذاب کے ساتھ یا دنیا میں
جیسے بدر کے دن واقع ہوا تم اسکی طلب میں جلدی نہ کرو وہ لامحالہ تم پر نازل ہوگا بعض نے کہا آیات سے وہ معجزات
مراد ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر دلالت کریں اور اس سے وہ عاقبت اور عمدہ انجام مراد
ہے جو اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ٹھیرایا اور معنے اول اولی ہیں اور دلالت کرتا ہے
اللہ عزوجل کا قول وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ
لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کبھی جانیں یہ منکر اس
وقت کو کہ نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ اپنے پیٹھ سے اور نہ انکو مدد پہونچے گی کوئی نہیں وہ آویگی بے خبر پھر انکی
ہوش کھو دیگی پھر نہ سکیں گے کہ اسکو پھیر دیں نہ انکو فرصت ملیگی اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مشرک تکذیباً و عناداً اور جحوداً
اور کفراً اور استبعاداً وقوع عذاب کے لیے جلدی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ عذاب کا کب ہوگا اگر تم اے
مسلمانوں اس وعدہ میں سچے ہو اللہ عزوجل فرماتا ہے کبھی کافر جانیں اسوقت کو جب نہ روک سکیں گے یہ اپنے منہ سے
آگ اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ انکو مدد پہونچے گی تو عذاب کے طلب کے لیے کبھی جلدی نہ کریں سورۂ عنکبوت میں
فرمایا وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن
تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ یعنے شتاب مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور دوزخ گھیر رہی ہے
منکروں کو جس دن گھیرے گا انکو عذاب اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہیگا چکھو جیسا کچھ کرتے تھے اور سورۂ زمر میں
فرمایا لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ
یعنے ان کو اوپر سے بادل ہیں آگ کے اور نیچے سے بادل یہ چیز سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اے بندے میرے
تم مجھ سے ڈرو اور سورۂ اعراف میں فرمایا لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي
الظَّالِمِينَ یعنے انکو دوزخ کے فرش ہیں اور اوپر سائبان اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں بے انصافوں کو اور سورۂ

ہین فرمایا سرابیلہم من قطران وتغشی وجوہہم النار یعنے کرتے ہین انکی گندہک کے اور ڈہانکے لیتی ہے انکو منہ کو آگ تو عذاب انکو ہر طرف سے گہیرے گا اور انکی مدد نہوگی جیسے فرمایا وما لہم من اللہ من واق یعنے اور کوئی نہین انکو اللہ سے بچانے والا انتہی قال الحافظ فتح مین کہا ہے کہ یہ کفار استہزاء اور تعجیز کے طور پر کہتے تھے بعض کہا وعدہ سے یہان قیامت مراد ہے ولقد استہزئ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منہم ما کانوا

بہ یستہزءون ○ قل من یکلؤکم باللیل والنہار من الرحمن بل ہم عن ذکر ربہم معرضون ○ ام لہم آلہۃ تمنعہم من دوننا لا یستطیعون نصر انفسہم ولا ہم منا یصحبون ○

اور ٹہٹہے ہو چکے ہین کتنے رسولون سے تجہسے پہلے پہر اولٹ پڑے ٹہٹہا کرنیوالون پر ان مین سے جس چیز کا ٹہٹہا کرتے تھے تو کہ کون چوکی دیتا ہے تمہاری رات مین اور دن مین رحمن سے کوئی نہین وہ اپنے رب کے ذکر سے ٹال رہے ہین یا انکے کوئی ٹہاکر ہین کہ انکو بچاتے ہین ہمارے سوا وہ اپنی مدد نہین کر سکتے اور نہ انکو ہماری طرف سے رفاقت انتہی ما فی الموضح اللہ عزوجل اپنے رسول کو تسلی دیتا ہے اس رنج مین جو آپکو مشرکون کی تکذیب اور استہزاء کی وجہ سے پہنچتا تہا کہ ای محمد یہ رنج استہزاء اور تکذیب کیوجہ سے کچہ نیا آج تجہے ہی نہین ہوتا بلکہ تیرے پہلے بہی رسولون سے ٹہٹہے ہو چکے ہین پہر بلکہ مین مستہزئین پر وہ عذاب واقع ہو رہا جسکے وقوع مین وہ بعید سمجہتے تہے کما قال تعالی و لقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا واوذوا حتی اتاہم نصرنا ولا مبدل لکلمات اللہ ولقد جاءک من نبای المرسلین اور جہٹلایے جا چکے رسولون کو تجہسے پہلے پہر صبر کرتے رہے جہٹلانے پر اور ایذا پر جبتک پہنچی انکو مدد ہماری اور کوئی بدلنے والا نہین اللہ کی باتین اور تجہ کو پہونچ چکا ہے کچہ احوال رسولون کا پہر اللہ تعالی نے بیان کیا اپنا انعام جو اس نے اپنے بندون پر کیا ہے انکی رات دن مین انکو محفوظ رکہنے مین اور انکی حراست اور حفاظت مین اپنی اس مبارک آنکہ کے ساتہ جسکے پاس نیند نہین پہنچتی اور فرمایا قل من یکلؤکم باللیل والنہار من الرحمن اور رحمن معنے مین بدل اللہ عزوجل کے ہے یعنے اللہ عزوجل کے بدل اور اسکے سوا کون تم کو آفات اور بلیات سے رات دن مین محفوظ رکہتا ہے کما قال الشاعر ع

جاریۃ لم تلبس المرققا   ولم تذق من البقول الفستقا

یعنے یہ لڑکی ہے جس نے باریک لباس نہین پہنا اور ساگ چہوڑکر پستہ نہین کہایا ○ من البقول یعنی من بدل کے معنے مین ہے اور یہ جو فرمایا بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے ٹال رہے ہین تو مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالی ان پر انعام کیے ہین انکا اقرار کرتے ہین اور اسکے احسان کو اپنے اوپر معترف ہین اعراض کرتے ہین نہ اسکے آیات والاء

کرنے میں کما قال تعالیٰ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ یعنے پہچانتے ہیں اللہ کا
احسان پھر منکر ہوجاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں پھر بیان فرمایا کیا انکے کوئی شاکر ہیں کہ انکو بچاتے ہیں ہم کے
سوا یہ استفہام انکار اور توبیخ اور تقریع کے لیے ہے یعنی امر ویسا نہیں ہے جیسا انہوں نے خیال کیا اور نہ ویسا
جیسا انہوں نے زعم کیا ولہذا فرمایا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ یعنے یہ الٰہ سو جنکی طرف
اللہ کو چھوڑ کر اپنے افعال کو منسوب کرتے ہیں یہ تو اپنی مدد نہیں کرسکتے اور نہ انکو ہماری طرف سے رفاقت ہے انتہیٰ
ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر و فتح میں کہا ہے اس آیت کا سیاق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی اور تعزیت
کے لیے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر تیرے ساتھ یہ لوگ استہزا کرتے ہیں تو غم نہ کر اور نہ بچا تجھ سے پہلے رسولوں کے
ساتھ باوجود انکے عدد کے کثیر اور ان کے مخالف کو خطیر ہونیکے بھی ایسا ہی معاملہ کیا گیا اور اسی وجہ اور باعث سے انپر
اس عذاب نے احاطہ کیا جسکی وجہ سے وہ ٹھٹھے کرتے تھے کلاء سے مراد حرست ہے ابن عباس رضی نے کہا یکلؤکم یحفظکم اور
مطلب یہ ہے کہ تو کہہ اے محمد ان تمسخر کرنے والوں سے تقریع اور توبیخ کے طور پر تمہاری کون حرست اور حفاظت
کرتا ہے رات میں جب تم سوتے ہوتے ہو اور دن میں جب تم اپنی معاش کے لیے چلتے پھرتے ہو اور رات کو اسلیے مقدم
کیا کہ اس میں اکثر حادثات کا وقوع ہوتا ہے من الرحمن رحمن کے پاس اس عذاب سے جسکے حلول اور نزول کے تم مستحق
ومستوجب ہو زجاج نے یہی معنے بیان کیے اور فراء نے کہا آیت کے معنے یہ ہیں تمہاری کون حفاظت کرتا ہے دنیا
اور آخرت کے عذاب سے جسکو وہ تم پر اتارنا چاہتا ہے اور رحمت کے عنوان کا جو تعرض کیا تو اس میں اشارہ ہے
اس طرف کہ انکے حافظ اور حارس اسکی رحمت عامہ کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ اپنی مدد نہیں
کرسکتے اس سے غرض یہ ہے کہ جب وہ اپنے نفوس کی نصرت سے عاجز ہیں تو وہ اپنے غیر کی مدد کے کب طاقت رکھتے
ہیں تو یہ جملہ مستانفہ جس میں پہلے انکار کا اثبات ہے اور انکے باطل اعتقاد کی وضاحت ہے اور یہ جو فرمایا کہ ان کو
ہماری طرف سے رفاقت نہیں ہے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ کافر ہمارے عذاب سے نہیں چھوٹیں گے ابن قتیبہ نے
کہا انکو کوئی شخص ہمارے عذاب سے نہیں چھڑا دیگا اور جب اللہ عزوجل نے انکی بتوں کے نافع ہونے کا ابطال کیا
تو اب اس خیر اور برکت کی طرف انتقال کیا جس میں متصرف ومتمتع ہیں اور فرمایا کہ یہ تمتع دنیا کی زندگی ہے تو
ہماری طرف سے ہے نہ ان اصنام کی طرف سے اور فرمایا بَلْ مَتَّعْنَا هٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ۝ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا

إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ۝ کوئی نہیں پر ہم نے برتا ایان کو اور انکے باپ دادون کو یہانتک کہ بڑھ گیا انپر جینا پہر کیا نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہین زمین کو گہٹاتے اسکے کنارون سے اب کیا یہ جیتنے والے ہین تو کہہ مین جو تمکو ڈراتا ہون سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکار کو جب کوئی انکو ڈر سناوے اور کبہی پہنچے انکو ایک بہاپ تیرے رب کی آفت کی تو مقرر کہنے لگین گے اے خرابی ہماری بیشک ہم تہے گنہگار اور رکہینگے ہم ترازوئین انصاف کے قیامت کے دن پہر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر رائی کے دانے کے وہ ہم لے آوینگے اور ہم بس ہین حساب کرنیکو یہ جو فرمایا گہٹاتے ہین اسکے کنارون سے تو اس سے یہ مراد ہے کہ عرب کے ملک مین مسلمان پہیلنے لگے ہے انتہی ما فی الموضح اللہ عزوجل مشرکین کی طرف خبر دیتا ہے کہ مشرکین کو جو اس غوایت وضلالت پر مغرور ومجبول کیا ہے تو اس امر نے کیا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی مین آسودہ ہین اور کہانا پینا اور حسن نعمت و فرحت و نشاط و لذت مین وہ ہین پاس مین وہ طویل العمر ہوئے تو وہ خیال کر بیٹہے کہ وہ بہی کسی بہلی راہ پر ہین پہر اللہ عزوجل نے کفار کو وعظ کے طور پر فرمایا أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ حافظ ابن کثیر نے کہا مفسرین کا اس آیت کی تفسیر مین اختلاف ہے جسکو سورہ رعد کی تفسیر مین بیان کر چکے اور اس آیت کی تفسیر وہ اللہ تعالی کا یہ قول ہے وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُم مِّنَ الْقُرَىٰ وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ حسن بصری نے کہا اس سے مراد اسلام کا غالب ہونا ہے کفر پر اور معنے یہ ہین کیا یہ عبرت نہیں پکڑتے اسکے ساتہ کہ اللہ عزوجل اپنے اولیاء کی انکے اعداء پر مدد کیا کرتا ہے اور ہمیشہ امم مکذبہ اور بے انصاف بستیون کو ہلاک کر دیا کرتا ہے اور اپنے مومن بندون کو نجات دیدیا کرتا ہے و لہذا فرمایا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ یعنے یہ غالب ہونگے بلکہ مغلوب اسفل اور اذل اور اخسر ہونگے اور یہ جو فرمایا تو کہہ مین جو تمکو ڈراتا ہون سو حکم کے موافق تو اسکا مطلب یہ کہ مین تو اللہ عزوجل کا پیغام بر ہون جس عذاب و نکال سے مین تمکو ڈراتا ہے تو وہ اپنی طرف سے نہیں بناتا بلکہ وہ حکم ہے جو میری طرف اللہ تعالی نے بہیجا لیکن یہ حکم اور یہ وعید اس شخص کو کچہ فائدہ نہیں دیتا جسکی بصیرت کو اللہ سبحانہ وتعالی نے کہو لیا اور اسکی سمع اور بصر یا اس نے ختم کر دی و لہذا فرمایا وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ اور یہ جو فرمایا اور کبہی پہنچے انکو ایک بہاپ تیرے رب کی آفت کی تو مقرر کہنے لگین بیشک ہم تہے گنہگار تو اسکا مطلب یہ کہ اگر ان مکذبین کو اللہ کے عذاب مین سے ایک ادنی سا عذاب بہی لگ جاوے تو اقرار کرلین اپنے گناہون کا اور یہ کہ بیشک بے انصافی کرتے تہے اپنی جانون پر دنیا مین اور یہ جو فرمایا اور رکہین گے ہم ترازوئین قیامت کے دن پہر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ پہر تو بہت

لوگون کا تو یہی خیال ہے کہ ترازو ایک ہی ہے اور جمع کیا اس لفظ کو ان اعمال کی کثرت کے اعتبار سے جو اس مین تولے جاوینگے
اور اسکا قول فلا تظلم نفس شیئا ویسا ہی ہے جیسا اسنے فرمایا ولا یظلم ربک احدا یعنے اور ظلم نکرے گا
تیرا رب کسیپر اور جیسے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ وَاِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْہُ
اَجْرًا عَظِیْمًا یعنے اللہ حق نہین کمتا کسی کا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا
ثواب اور جیسے سورہ لقمان مین لقمان کا قول بیان فرمایا جسکے ساتھ اسنے بیٹے کو وعظ فرمایا یٰبُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ
مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ
خَبِیْرٌ یعنے اے بیٹے اگر کوئی چیز ہووے برابر رائی کے دانے کے پھر رہی ہو کسی پتھر مین یا آسمانون مین یا زمین
مین لا حاضر کرے اسکو اللہ بے شک اللہ چھپی جانتا ہے خبردار صحیحین مین ابوہریرہؓ سے مرفوعا مروی ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ یعنے دو کلمے ہین جو زبان پر ہلکے ہین یعنے انکے کہنے مین کچھ محنت
نہین لیکن ترازوے اعمال کے قیامت کے دن وہ بھاری ہونگے اور مالک کو بہت پسند ہین وہ دو کلمے یہ ہین سبحان
اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ بہت مختصر کلمے ہین اور انکا پڑھنا بھی سہل ہے انسان
کو چاہیے کہ ہر وقت ان کلمون کو پڑھتا رہے عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ نے مرفوعا روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَسْتَخْلِصُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَنْشُرُ عَلَیْہِ
تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ سِجِلًّا کُلُّ سِجِلٍّ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَتُنْکِرُ مِنْ ھٰذَا شَیْئًا اَظَلَمَتْکَ کَتَبَتِیَ
الْحَافِظُوْنَ قَالَ لَا یَا رَبِّ قَالَ اَفَلَکَ عُذْرٌ اَوْ حَسَنَۃٌ قَالَ فَبُھِتَ الرَّجُلُ فَیَقُوْلُ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ
بَلٰی اِنَّ لَکَ عِنْدَنَا حَسَنَۃً وَّاحِدَۃً لَا ظُلْمَ عَلَیْکَ الْیَوْمَ فَتُخْرَجُ لَہٗ بِطَاقَۃٌ فِیْھَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ اَحْضِرُوْہُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا ھٰذِہِ الْبِطَاقَۃُ مَعَ ھٰذِہِ
السِّجِلَّاتِ فَیَقُوْلُ اِنَّکَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِیْ کِفَّۃٍ وَّالْبِطَاقَۃُ فِیْ کِفَّۃٍ قَالَ فَطَاشَتِ
السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَۃُ قَالَ وَلَا یَثْقُلُ شَیْءٌ مَّعَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنے اللہ عزوجل میری
امت مین سے ایک شخص کو مخلوق کے سامنے نکال کر کھڑا کرینگے قیامت کے دن اور اسپر اسکے گناہون کے ننانوے
دفتر کھولدینگے جن مین سے ہر دفتر حد نظر تک منتشر ہوگا اور کھلا ہوا پھر فرماویگا کیا تو ان گناہون مین سے کسی
گناہ کا انکار کرتا ہے کیا تجھپر میرے لکھنے والون نے ظلم کیا ہے وہ عرض کریگا نہ اے میرے مالک نہین ان

گناہون مین سے کسی گناہ کا انکار کرتا ہون اور نہ تیری محافظون نے مجھپر کچھ بے انصافی کی ہے اللہ تعالی فرماویگا
کیا تیرا کوئی عذر یا کوئی نیکی ہے جسکی وجہ سے تو چھوٹ جاوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر وہ شخص حیران ہو کر
کہیگا ای میرے مالک میرے پاس کوئی عذر نہین اور مین نے کوئی بھلائی نہین کی اللہ عزوجل فرماویگا نہین تو نے
ایک نیکی کی ہے تجھپر آج ظلم نہ ہوگا پھر اسکے لیے ایک پرچی نکال جاویگی جسپر یہ کلمہ لکھا ہوگا اشہد ان لا
الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اور اللہ عزوجل فرماویگا اسکو میزان کے پاس لاؤ بندہ عرض کریگا
اے میرے مالک اس پرچی کی کیا حقیقت ہے ان دفترون کے مقابلہ مین تو اللہ عزوجل فرماویگا تم پر آج ظلم نہ کیا
جاویگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر وہ دفتر ایک پلہ مین دہرے جاوینگے اور وہ پرچی دوسرے پلے
مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر وہ دفتر ہلکے ہو جاوینگے اور وہ پرچی تول مین ان دفترون سے بھاری
ہو جاویگی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحمن رحیم کے اسم کے مقابل کوئی چیز بھاری نہین ہو سکتی ہے رواہ الترمذی
وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ غَرِيبٌ عبد اللہ عمرو بن عاص فرما
کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تُوضَعُ الْمَوَازِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُؤْتَى بِالرَّجُلِ فَيُوضَعُ
فِي كِفَّةٍ فَيُوضَعُ مَا أُحْصِيَ عَلَيْهِ فَتَمَايَلَ بِهِ الْمِيزَانُ قَالَ فَيُبْعَثُ بِهِ إِلَى النَّارِ قَالَ فَإِذَا أُدْبِرَ بِهِ
إِذَا صَائِحٌ مِنْ عِنْدِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَا تَعْجَلُوا فَإِنَّهُ قَدْ بَقِيَ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيهَا لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ فَتُوضَعُ مَعَ الرَّجُلِ فِي كِفَّةٍ حَتَّى يَمِيلَ بِهِ الْمِيزَانُ یعنے قیامت کے دن میزان رکھی جاویگی
اور ایک آدمی کو لاکر ایک پلہ مین رکھا جاویگا اور اسکے گناہون کو دوسرے پلہ مین تو اسکے گناہ جھک
جاوینگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اس شخص کو آگ کی طرف روانہ کیا جاویگا جب پیٹھ دیگا
تو ایک اللہ کیطرف سے آواز دیگا جلدی نہ کرو اسکا ایک عمل باقی ہے فرمایا پھر وہ پرچہ لایا جاویگا جس
مین لا الہ الا اللہ لکھا ہوگا اور اسکو آدمی کے ساتھ پلہ مین رکھا جاویگا رواہ الامام احمد حضرت عائشہ صدیقہ
فرماتی ہین ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آکر شکایت کی اور بولا یا رسول اللہ میرے غلام ہین
جو مجھے جھٹلاتے ہین اور میری چوری کرتے ہین اور میرے نافرمان ہین اور مین انکو مارتا ہون اور برا بھلا
کہتا ہون تو میرا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا جو انہون نے تیری چوری کی اور نافرمانی کی اور تیری تکذیب کی اور
جو تو نے انکو عذاب دیا انکا مقابلہ کیا جاویگا اگر تو نے انکو انکے گناہون کے موافق سزا دی ہے تو چھوٹ
جاویگا نہ تجھکو سزا ملیگی اور نہ تجھکو ثواب ہوگا اور اگر تیری سزا انکے گناہون سے کم نکلی تو تیری فضیلت

رہیگی اسا گر تیری سزا انکے گناہون سے بڑھ گئی تو تجھ سے انکے لیے بدلا لیا جاویگا فجعل الرجل یبکی بین یدی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویہتف یعنی وہ شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین چیخنے چلانے لگا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مالہ ما یقرء کتاب اللہ ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ
فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین وہ شخص
بولا یا رسول اللہ مجھے اسی مین بہترائی معلوم ہوتی ہے کہ مین ان سے جدا ہو جاؤن مین آپ گواہ کرتا ہون کہ وہ لوگ
(آزاد) مین سب کے سب مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے تو مجھ فقیر ناتوان کا کیا حال ہوگا جسکا ہر وقت اور
ہر آن اور ہر لحظہ لوگون کی ایذا رسانی اور انکو برائی سے پہونچانے مین بسر ہوتا ہے حالانکہ میرا لوگون پر کوئی حق نہین ہے اس
بیچارے کو تو مظلوم ہے اور وہ لوگ میرے کیا لگتے ہین جنکی مین رات دن غیبت کیا کرتا ہون اگر مجھکو اس رحمن رحیم
کی رحمت عامہ شاملہ نے نہ ڈھانک لیا تو میری نجات کی کوئی صورت نظر نہین آتی مین جانتا ہون کہ غیبت حقوق العباد
مین سے ہے اور اسکو پروردگار نہین بخشیگا جبتک کہ اہل حقوق معاف نکرین مگر مین حدیث قدسی انا عند ظن عبدی
بی کے مضمون مین غور کرکے امید ظن رکھتا ہون کہ جو مین نے آجتک کسی کی غیبت کی یا کسیکا نقصان کیا
وہ اپنی طرف سے انکو کچھ انعام دیکر مجھکو بخشوا دیگا تفضلا علی عبدہ الفقیر الیہ لا الی غیرہ وما ذلک علی
اللہ بعزیز اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث کو یاد کرکے اپنے جمیع ذنوب سابقہ سے اسطرح استغفار کرتا ہون کہ اے
میرے مالک مینے گناہ کیے اور مین جانتا ہون کہ تو میرا ایسا مالک ہے کہ گناہون کو معاف بھی کرتا ہے اور ان پر پکڑ بھی
کرتا ہے تو اب میرے سارے گناہ چھوٹے بڑے معاف کر دے اور ان مین سے ایک کو بھی نہ چھوڑ اور مجھے اسوقت ایسا کر دے
جیسے میری ماں نے مجھکو آج جنا آمین یا رب العالمین ویرحم اللہ عبدا قال آمینا فتح کا بیان یہ ہے کہ اہل مکہ کو اللہ
عز وجل نے اپنے انعامون اور احسانون کے ساتھ بہرہ ور اور سودمند کیا اور اسکے ساتھ انکا زمان ممتد ہوا تو ان کو
دھوکا ہوا اور انہون نے خیال کیا کہ انکی یہ نعمتین کبھی زائل نہ ہونگی اور ہمیشہ ایسے ہی سرسبز رہینگے تو اللہ سبحانہ
وتعالی نے انکو جواب دیا یہ فرما کر افلا یرون الآیۃ یعنی یہ مشرک دیکھتے نہین کہ ہم کفر کی زمین کا ارادہ وقصد کرتے
ہین اور اسکو غلبہ اور ظہور کے ساتھ گھٹاتے چلے آتے ہین انکے اطراف سے پھر ہم ایک بلد کو دوسرے کے پیچھے اور
ایک ملک کو دوسرے کے بعد لیتے ہین مسلمانون کے اسپر غالب کرنیکے ساتھ اور اس امر کو اپنی طرف مضاف ومنسوب
کیا اس امر کی اہتمام اور تعظیم کے لیے اور اس مین دلیل ہے جہاد اور مجاہدین کی عظمت شان پر اور بعض نے کہا
ہم اسکو گھٹاتے ہین قتل اور قید کرنے کے ساتھ تو یہ اس امر کا نوید ہے جسکو مسلمانون کے ہاتھون پر

جاری کریگا اور اس آیت پر سورۂ رعد مین پوری کلام گذر چکی اور اس مین اشارہ ہی کہ غالب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اصحاب ہی ہونگے قل انما انذرکم الآیۃ ارشاد فرمایا کہ تو انکو کہ مین جو تم کو ساعت سے ڈراتا ہون اور خوف دلاتا ہون
تو اسکی صفات سے قرآن مجید کے ساتھہ نہ اپنی طرف سے اور اللہ کا قول ولا یسمع الصم الدعاء یا تو اسی کلام کا تتمہ اور بقیہ ہے
جسکے کفار مشرکین کو کہنے کو ساتھہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور ہوئی یا یہ قول اللہ کی طرف سے ہے اور معنی یہ ہین
کہ جسکے کانون کو اللہ سبحانہ وتعالی نے بہرا کر دیا اور اسکے دل پر اللہ عزوجل نے مہر کی اور اسکی آنکھون پر پردہ ڈالا یا وہ
پکار نہین سن سکتا اور غرض یہ ہے کہ تو ان لوگون کو سنا نہین سکتا اور نفحہ سے مراد دلیل ہے اور یہ ماخوذ ہے
نفح المسک سے قالہ ابن کیسان اور مبرد نے کہا نفحہ کسیکام کے ایک بار کرنے کو کہتے ہین خفیف طور پر بعضون نے کہا
نفحہ سے مراد حصہ ہے بعض نے کہا طرف مراد ہی بعض نے کہا خفیف سا واقع ہونا مراد ہے اور ان سب اقوال کے معانی
قریب قریب ہین اور معنے یہ ہین کہ اگر کفار کو عذاب مین ایک خفیف سا اثر بھی لگ جاوے تو انکا اجملہ کہین آخر ظلم کے
بیان خبر کے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب مراد ہے یعنی اپنی جانون پر ویل اور ہلاکت کو پکارین اور اپنے ظلم کا
اعتراف اور اقرار کرین اور لام لیوم القیمۃ معنے مین فی کے ہے اور موازین میزان کی جمع ہے اور اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ قیامت کے دن متعدد تولین ہونگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ موازین سے ایک ہی میزان مراد لی جاوے اور کہا
جاوے کہ جمع کا لفظ تعظیم کے لیے بولا گیا ہے یا باعتبار اسکے اجزا کے کیونکہ صحیح بات یہی ہے کہ جمیع امم اور جمیع اعمال
کے لیے ایک ہی میزان ہوگی اور حدیث مین جو میزان کی صفت اور کیفیت وارد ہوئی ہے اس مین کفایت ہے اور
موازین کے لفظ پر ہم سورہ اعراف اور کہف مین بقدر بحث کر چکے جو آگے لوٹنے سے مغنی ہے اور قسط موازین کی
وصف اور معنی ذوات قسط ہے اور قسط سے عدل مراد ہے اور قسط سے موازین کو موصوف کیا گیا اسلیے کہ تول کبھی مستقیم
ہوتی ہے اور کبھی غیر مستقیم تو اللہ عزوجل نے بیان کر دیا کہ وہ میزان قیامت والی جادۂ اعتدال سے خارج
نہ ہوگی اور رہی یہ بحث کہ وہ میزان کس چیز سے بنی ہے اور وہ اب موجود ہی یا نہین تو ہم اس سے توقف کرتے ہین اور
ہمارا اعتقاد ہے کہ ہر ایک شخص کے حق مین وزن نہ ہوگا کیونکہ جنکو بے حساب جنت مین جانا ہے جیسے انبیا اور
ملائکہ انکا کیا تولا جانا ہے اور وزن جن اور انسانون مین سے ان کے لیے رکھا جاوے گا جنکو تکلیف دی گئی ہے اور
فرمایا فلا تظلم نفس شیئا یعنے کسی محسن کے احسان مین کمی نہ کی جاویگی اور نہ کسی گنہگار کے گناہ زیادہ کیے جاوینگے
اور زجاج نے کہا کان کی ضمیر راجع ہے عمل والی طرف اور ابو علی فارسی نے کہا ظلم کی طرف اور اسدی نے کہا
اور اسکی ضمیر کا ظلم کی طرف رجوع کرنا مناسب ہے فلا تظلم نفس شیئا کی دلیل سے اور اسکے لانے سے ہلکا ظاہر ہوا

مراد ہے اللہ سب کو بہتر ہین گننے کو بعض نے کہا یا جان حسب سے یعنی ابن الم کے کافی ہین حاسبین سے عالمین کیونکہ جو شخص کسی شی کا محاسبہ کرتا ہے وہ اسکو جان لیتا ہے اور یاد کر لیتا ہے اور بعض نے کہا حاسبین سے مجازین مراد ہے یعنی ہم بس ہین جزا دینے والے اور غرض اس سے ڈرانا ہے کیونکہ محاسب اس قسم کا عالم ہو کہ اسپر کسی چیز کا مشتبہ ہونا ممکن نہ ہو اور اس قسم کا توانا اور قادر ہو کہ وہ کسی سے مغلوب ہو اور کسی سے نہ تھکے تو عاقل کو لائق ہے کہ اس سے بہت سخت خوف کرے اور امام احمد اور ترمذی نے نکالا اور ابن جریر نے اپنی تہذیب مین اور بیہقی وغیرہم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا میرے غلام ہین جو میری تکذیب کرتے ہین اور میرے مال مین سے چوری کرتے ہین اور میری نافرمانی کرتے ہین اور مین انکو مارتا ہون اور سخت سست کہتا ہون تو مین ان مین سے کیسا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو انہون نے تیری چوری کی اور تیری نافرمانی کی اور تیری تکذیب کی اسکا حساب کیا جاویگا اور اسکا بھی حساب کیا جاویگا جو تونے انکو سزا دی تو اگر تیری سزا انکے قصورون کے مقابل کم ہوئی تو تجھکو فضیلت ہوگی یعنے تو بچ رہا اور اگر تیری سزا انکے گناہون کے مطابق نکلی تو چھوٹ گیا نہ تجھپر نہ تیرے لیے اور اگر تیری سزا انکے گناہون سے زیادہ نکلی تو تجھسے انکے لیے قصاص لیا جاویگا وہ شخص رونے لگا اور چلانے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو اللہ عزوجل کی کتاب نہین پڑھتا وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ حاسبین تک اس مرد نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے تو انکی جدائی مین ہی بھلائی نظر آتی ہے مین آپ گواہ کرتا ہون کہ وہ آزاد ہین علامہ ابو الطیب نے کہا بعضے بہت حدیثون مین وارد ہین اور شیخ شبلی سے روایت کیا گیا ہے کہ انکو کسی نے خواب مین دیکھا تو پوچھا آپکے ساتھ اللہ عزوجل نے کیا معاملہ کیا وہ بولے

حَاسَبُوْنَا فَدَقَّقُوْا ثُمَّ مَنُّوْا فَاَعْتَقُوْا

وَكَذَا كُلُّ مَالِكٍ بِالْمَمَالِيْكِ يَرْفُقُ

یعنے اللہ عزوجل کے فرشتون نے میرا حساب لیا پھر باریک نظر سے حساب کیا پھر احسان کر کر چھوڑ دیا اور یہی دستور ہے کہ ہر ایک مالک اپنے مملوکون کے ساتھ لطف کیا کرتے ہین پھر اللہ عزوجل نے اس سابق اجمال کی تفصیل شروع کی جسکو اس نے وما ارسلنا تبارک کے عنوان مین بیان کیا اور دس قصے بیان فرمائے پہلا قصہ حضرت موسی علیہ السلام کا ہے اور دوسرا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیسرا حضرت لوط علیہ السلام کا پھر نوح علیہ السلام کا پھر داود علیہ السلام کا اور سلیمان علیہ السلام کا پھر حضرت ایوب علیہ السلام کا پھر اسمعیل اور ادریس اور ذی الکفل علیہم السلام کا پھر یونس علیہ السلام کا پھر زکریا علیہ السلام کا پھر مریم اور انکے جگر گوشہ فرزند ارجمند حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر فرمایا

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَ
هُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ۝ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝ اور ہم نے دی تھی
موسیٰ اور ہارون کو چکوتی اور روشنی اور نصیحت ڈر والوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بے دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ
رکھتے ہیں اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے اس امر پر تنبیہ کر کے کہ اللہ تعالیٰ بہت
جگہ قرآن میں موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو ساتھ بیان فرماتا ہے اور اسی طرح ان دونوں رسولوں کی
کتابوں کا بھی ساتھ ذکر فرماتا ہے ولہذا فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ الآیۃ مجاہد نے کہا فرقان
سے کتاب مراد ہے اور ابو صالح نے کہا توریت مراد ہے اور قتادہ نے کہا توریت کے حلال حرام مراد ہیں اور وہ جو اللہ تعالیٰ
نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا اور ابن زید نے کہا اس سے مدد مراد ہے اور قول فیصل اس میں یہ ہے کہ کتب
سماویہ سب شامل ہیں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے پر اور ہدایت اور ضلالت کے درمیان تفرقہ پر اور
غی اور رشاد اور حلال اور حرام کے درمیان اور ایسی باتوں پر شامل ہیں جن سے دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے اور
ہدایت اور خوف اور انابت اور خشیت پیدا فرمایا الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ پھر متقیوں کی وصف میں فرمایا الَّذِينَ
يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ کقولہ تعالیٰ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ
یعنی جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکھے اور لایا دل جس میں رجوع ہے اور جیسے فرمایا إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ
لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ یعنی جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے بے دیکھے ان کو معافی ہے اور نیگ بڑا پھر فرمایا
وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ یعنی یہ کتاب جس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے نہ پیچھے سے اور اتاری ہوئی حکمت
والے سب خوبیوں سراہے کی آیا تم اس کا انکار کرتے ہو اور وہ غایت جلا اور ظہور میں ہے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر
فتح مبین کہا ہے فرقان سے مراد بیان توریت ہے قال ابو صالح اور قتادہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے کیونکہ توریت حلال اور
حرام اور حق اور باطل کے درمیان فارق ہے اور ابن زید نے کہا فرقان سے حق مراد ہے اور بعض نے کہا فرقان کہ
بیان نصر علی الاعداء مراد ہے یعنی دشمنوں پر مدد دی جانا کما فی قولہ تعالیٰ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ
الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ یعنی اور یقین لائے ہو اس چیز پر جو ہم نے اتاری اپنے بندے پر جس دن تمہاری
مدد ہوئی جس دن بھڑ گئیں دو فوجیں کہا ثعلبی نے اور یہ قول ظاہر آیت کو بہت مناسب اور بہت قریب ہے اور ضیاء
سے یہ مراد ہے کہ انھوں نے جہل اور غوایت کی ظلمات میں اس کتاب سے روشنی حاصل کی اور ذکر سے موعظت مراد
ہے اور متقیوں کو اس لیے خاص کیا کہ وہی ایسی چیزوں کے ساتھ منتفع ہوتے ہیں بخلاف غیر متقیوں کے اور

انکی وصف مین فرمایا اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ اور یا سلیے کہ خشیت اور تقوی مین تلازم ہے یعنی تقوی
کو خشیت لازم ہے یا یہ غرض ہے کہ اسکے عذاب سے ڈرتے ہین حالانکہ عذاب کو انہون نے نہین دیکھا وہان سے غائب
ہے یا یہ کہ وہ عذاب سے غائب ہین اسلیے کہ وہ دنیا مین ہین اور عذاب آخرت مین ہے بعض نے کہا و مراد کہ خلوات مین
(تنہایون) مین اللہ سے ڈرتے ہین جب لوگون کی نظرون سے در پردہ ہوتے ہین وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ یعنے وہ قیامت کے
اہوال سے خائف ہین اور یہ عام کے بعد خاص کے ذکر کرنے کے قبیل سے ہے اسلیے کہ مخلوقات مین سے یہ اعظم مخلوق ہے
اور هٰذَا کا اشارہ قرآن مجید کیطرف ہے قال قتادہ اور اشارہ قرآن کریم کی طرف قریب کے حرف کے ساتھ کیا اس
اشارہ کیلیے کہ اسکا لینا لوگون پر سہل ہے زجاج نے کہا قرآن ذکر ہے اس شخص کے لیے جو اسکے ساتھ نصیحت لینا
چاہے اور یہ وعظ ہے جو اسکے ساتھ متعظ ہو اور مبارک ہے یعنے کثیر البرکت اور کثیر الخیر ہے اور یہ جو فرمایا
اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ تو اس سے یہ غرض ہے کہ تم کیون اس قرآن کے اللہ کے پاس سے آنیکا انکار کرتے ہو حالانکہ
تم تو دعوے اسکے پاس سے ہونے کے قائل ہو یا یہ معنے کہ تم اہل لسان ہو تم کلام کی ندرت اور لطائف کو جانتے
ہو اور قرآن کی بلاغت کو سمجھتے ہو اس قدر کہ دنیا تمہارے سوا اور کوئی نہین سمجھتا باوجود اسکے کہ اس مین تمہارے
شرافت ہے پھر تم کیون اس سے منکر ہو اگر تمہارے سوا اور اہل زبان اسکا انکار کرتے تو تم کو انکا مقابلہ چاہیے
تھا انتہی ما فی الکلم وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ
قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ
كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ۝ قَالَ بَلْ
رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ اور البتہ دی تھی ہمنے
ابراہیم کو اسکی نیک راہ اور ہم سب کچھ جانتے ہین اسکی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتین ہین جنپر
تم لگے بیٹھے ہو بولے ہمنے پایا اپنے باپ دادون کو انکو پوجتے بولا مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے غلطی
مین صریح بولے تو ہمارے پاس لایا سچی بات یا تو کھلاڑیان کرتا ہے بولا نہین پر رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور
زمین کا جسنے انکو بنایا اور مین اسی بات کا قائل ہون اللہ عزوجل اپنے خلیل جلیل علیہ السلام کی خبر دیتا ہے کہ
بچپن اور صغرسنی ہی مین انکو حق بتلا دیا تھا اور بتا دیا تھا انکو حجت قائم کرنا اپنی قوم پر جیسے فرمایا وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ
اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ یعنے ہماری دلیل ہے کہ ہمنے ابراہیم کو اسکی قوم کے مقابل اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی خبر بچپن مین مذکور ہے کہ آپکے باپ نے آپ کو غار مین رکھا اور آپ شیر خوار تھے اور کچھ دنون کے

بعد اسکے شکر اللہ نے ستارون اور مخلوقات کی طرف نگاہ اور وہ قصہ جسکو بہت مفسرین نے نقل کیا ہے ان مین
سے اکثر باتین تو بنی اسرائیل سے ماخوذ ہین ان اخبار مین سے جو خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق ہوگی
اسکو ہم قبول کرینگے اور جو آپکے فرمانے کے مخالف ہوگی اسکو ہم رد کرینگے اور جس چیز مین نہ موافقت ہوگی اور نہ مخالفت
اسکی نہ ہم تصدیق کرینگے نہ تکذیب بلکہ اس مین توقف کرینگے لیکن جو خبر اس قسم کی ہو کہ وہ نہ تو ہمارے پیغمبر کے فرمودہ
کے مخالف ہو نہ موافق تو اسکے روایت کرنے مین اکثر مفسرین نے اجازت دی ہے اور بہت ایسی خبرین ہین جنمین
چندان فائدہ نہین ہے اور نہ ان سے کچھ حاصل ہے جس سے دین مین کچھ نفع پہونچنے کی امید ہو اور اگر انکے بیان مین
مکلفین کا کچھ فائدہ ہوتا تو ہمارے شریعت کاملہ شاملہ انکو بیان کرتی اور جس مسلک کو ہم نے اس تفسیر مین اختیار
کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمنے بہت اسرائیلی خبرون سے اعراض کیا ہے اسلیے کہ انکے لکھنے مین تضییع اوقات ہے اور بہت
سی خبرین ان مین سے محض جھوٹ اور باطل ہین کیونکہ انکے نزدیک صحیح اور سقیم کے درمیان کوئی فرق نہین
ہے جیسے اس امت کے حفاظ متقین نے اس مسئلہ کو لکھدیا ہے اور مقصود بیان صرف اتنا ہے کہ اللہ عزوجل نے
خبر دی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ہمنے پہلے سے ہدایت دی ہوئی تھی اور یہ فرمایا وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ تو اس سے یہ
مراد ہے کہ وہ اس لائق تھا پھر فرمایا اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ
اور یہی وہ رشد ہے جسکو آپ بچپنی مین دیے گئے وہ یہ کہ آپنے اپنی قوم پر اسکو چھوڑکر اصنام اوثان کی عبادت
کرنے کا انکار فرمایا اور فرمایا یہ کیا مورتین ہین جنپر تم لگے بیٹھے ہو اور انکی عبادت پر معتکف ہو اصبغ بن نباتہ
ایک لوگون پر گذرے جو شطرنج (چوسر) کھیل رہے تھے تو فرمایا مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ یعنی
یہ کیا مورتین ہین جنپر تم لگے بیٹھے ہو البتہ اگر ایک شخص تم مین انگارہ کو ہاتھ مین لیوے اور اسکے بجھنے تک
اسکو ہاتھ مین لیے رہے تو یہ بہتر ہے اس چوسر کو ہاتھ لگانے سے رواہ ابن ابی حاتم ابراہیم علیہ السلام کو لوگون
کو اسکے سوا اور کوئی نہ بن پڑے ابراہیم علیہ السلام کے جواب مین کہ بولے وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ
و لہذا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ تم اور تمہارے باپ دادے
سب غلطی مین ہو صریح اور تمہارے باپ دادون کے ساتھ اس امر مین کلام کرنا جبکی سو تشنیع اور امر قبیح
سے تمنے دلیل لی ایسا ہی ہے جیسے تمہارے ساتھ کلام کی تو تم اور تمہارے آبا و اجداد ایک سے ہو اور تم مین
سے کوئی بھی صراط مستقیم پر نہین ہے جب آپنے انکی جہالت ثابت کی اور انکے باپ دادون کو گمراہ قرار دیا اور
انکے معبودون کی کسر شان کی تو وہ بولے اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ یعنی تو ہمکو ایسی باتین

سنا ہو تو اپنی طرف سے شبہ کے طور پر کہتا ہو تو ہمین سمجہا دے اس سے پہلے ہمنے کبھی یہ بات نہین سنی فرمایا بل ربکم
رب السموات والارض الذی فطرہن یعنے تمہارا مالک وہی ہے جسکے سوا کوئی معبود نہین ہے اسی نے آسمانو
اور زمین کو بنایا اور جن چیزون کو یا آسمان اور زمین مین ہین جیسے اشیا کا وہی خالق ہے اور مین یہی اعتقاد رکھتا ہون
کہ اسکے سوا کوئی الہ نہین ہے اور اسکے سوا کوئی رب نہین ہے لا الہ الا ہو ولا رب سواہ انتہی قال الحافظ فی تفسیرہ
لقمہ کا بیان یہ ہے کہ جو رشد کہ ابراہیم اور ابراہیم کے امثال رسل کے واسطے لائق تھی وہ ہمنے ابراہیم علیہ السلام کو دی اور
ہرون کو توریت دینے سے پہلے تو ہمکا یہ رجیل ہے کے فدیہ سے دی اور مجاہد نے کہا من قبل سے یہ مراد ہے کہ ہمنے
اسکو لڑکپن مین ہدایت دکھا دی اور قرار کا بھی یہی قول ہے کہ نبوت اور بلوغ سے پہلے ہمنے اسکو ہدایت یاب کر دیا یعنے نبوت
سے پہلے اسکو نظر اور استدلال کی توفیق دی جب ان پر اندہیری رات نے اور آپ نے سورج اور چاند اور ستارے
دیکہے اور یہ بیان پارہ واذا سمعوا سورہ انعام مین بڑی تفصیل سے گذرا اور اکثر مفسرین نے یہی کہا ہے اور پہلی
صفون کی نسبت کم مفسر قائل ہین اور ابیہ کو مراد آزر ہے اور قوم سے نمرود اور اسکے اتباع مراد ہین اور تماثیل سے
مراد صور اور اصنام ہین قالہ مجاہد اور اس مین تجاہل عارفانہ ہے اسلیے کہ آپ جانتے ہین کہ یہ لوگ انکی عظمت
کرتے ہین اور پہر انسے دریافت کیا انکی تحقیر کے لیے اور تمثال اصل مین اس مصنوعی چیز کو کہتے ہین جو اللہ کی
مخلوق مین کسی چیز کے مشابہ ہو اور عکوف کہتے ہین کسی شے پر کسی غرض کے لیے لازم اور مستمر رہنے کو اور یہ تہتر
بت تہے ان مین سے بعض تو سونے کے تہے اور بعض چاندی کے اور بعض لوہے کے اور بعض قلعی کے اور بعض
تانبے کے اور بعض پتہر کے اور بعض لکڑی کے اور سب سے بڑا جو تہا وہ سونے کا تہا جواہر کے ساتھ جڑاؤ کیا ہوا
تہا اور اسکی دو آنکہون مین دو یاقوت تہے جو رات مین دو چراغون کی طرح روشنی دیتے تہے پہر ابراہیم علیہ السلام
کی قوم نے بہی وہی جواب دیا جو ہر عاجز کی لاٹہی ہے جس پر وہ ٹہکا لگاتا ہے اور پہر ایک مقلد ہی کی جاری ہے
جسکے ساتھ وہ ڈوبتے ہوئی تمسک کرتا ہے اور وہ کیا ہے محض اباء و اجداد کی تقلید کو ساتھ تمسک کرنا یعنے ہم
نے اپنے اباء و اجداد کو انکی عبادت کرتے دیکہا تو ہم بہی اقتداءً انکی عبادت کرنے لگے اور ملت اسلامیہ کے مقلد بہی یہی
جواب دیا کرتے ہین جب کتاب و سنت کا کوئی عالم انکے ایسے عمل پر انکار کرتا ہے جسکا دار مدار محض رای
پر ہوتا ہے اور وہ دلیل کے ساتھ مدفوع بہی ہوتا ہے یہی ہماری اماموں نے فرمایا جبکہ ہمنے اپنے اباء و اجداد کو تقلید
کرتے ہوئے دیکہا صادی ہے نے کہا تو ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے کوئی جواب نہ دیا تقلید کے سوا اور اس امت
کے مقلدون کا بہی جواب ہے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو انکے اس قول کا جواب دیا وہ یہ کہ تم اور تمہارے

آبا و اجداد بھی صریح خسران اور ضیع غلطی اور ظاہر گمراہی میں پڑے رہے جسکا غلط ہونا کسی ذی عقل پر مخفی نہیں ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے ان بتوں کی عبادت کی جو ضرر کے مالک تھے اور نہ نفع کے اور نہ سنتے تھے اور نہ دیکھتے تھے اور اس سے بڑھکر کوئی ضلالت نہیں ہے اور اس خسران کے کوئی خسران مساوی نہیں ہے علامہ نسفی نے کہا ابراہیم علیہ السلام نے لقد کنتم الآیہ میں یہ ظاہر کیا کہ مقلِد بکسر لام اور مقلَد بفتح لام دونو ضلالت ظاہرہ کی سلک (دھاگے) میں پروئے گئے ہیں علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اور ان مقلدوں نے جو اہل اسلام میں ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ان کتابوں کو لیا ہے جن میں علماء اسلام میں سے ایک عالم کے اجتہاد جمع کیے گئے ہیں اور اس عالم کی بابت ہمارا یہ خیال ہے کہ وہ ایسی دلیل پر واقف نہیں ہوا جو اسکے مجتہدہ مسائل کے مخالف ہو یا تو اسلیے کہ اسکا اپنا قصور ہے اور یا اسلیے کہ اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق نہیں کی تو ان مجتہدہ مسائل کے مخالف دلیلوں کو یا غیر نے پایا اور اس نے انکو ظاہر کیا عمدہ طور پر ظاہر کرنا گویا اس نے ان دلیلوں کے سر پر چراغ رکھدیا اور بولا یہ ہے اللہ عزوجل کی کتاب اور یہ ہے اللہ کے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی سنت اور یہ شعر پڑھا ؎

دَعُوا كُلَّ قَوْلٍ عِنْدَ قَوْلِ مُحَمَّدٍ   فَمَا آمِنٌ فِي دِينِهِ كَمُخَاطِرِ

تو مقلدین نے ویسا ہی جواب دیا جیسے پہلے لوگوں نے جواب دیے اور بولے ؎

وَهَلْ أَنَا إِلَّا مِنْ غَزِيَّةَ إِنْ غَوَتْ   غَوَيْتُ وَإِنْ تَرْشُدْ غَزِيَّةُ أَرْشُدِ

اور کسی نے کیا عمدہ کہا ہے يَأْبَى الْفَتَى إِلَّا اتِّبَاعَ الْهَوَى   وَمَنْهَجُ الْحَقِّ لَهُ وَاضِحٌ بیضاوی نے کہا تقلید اگر جائز ہے تو اس شخص کو جائز ہے جسکو فی الجملہ اسکے حق ہونے کا علم ہے پھر خلیل جلیل کی قوم نے انکی گفتگو سنی تو کہنے لگے أَجِئْتَنَا الآیہ یعنی تو اپنے قول میں قاصد ہے یا لاعب ہے اس سے غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آنا انکے پاس مراد نہیں ہے اسلیے کہ ابراہیم علیہ السلام انکے پاس موجود تھے ان سے غائب نہ تھے آپ نے انکی تقلید سے اعراض کرکے فرمایا بل ربکم الآیہ بعض نے کہا آپ نے اس خطاب سے ہنسی سے ضرب کیا اپنے دعوی پر دلیل قائم کرکے انکو اول سے صحبت ظاہر ہیں

وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ○ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ○ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ○ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ○ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ○ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ○ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ○

اور قسم اللہ کی میں علاج کرونگا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکوگے پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا انکو ٹکڑے

تھا کہ شاید انکا کر شاید ان کے پاس پھر آویں کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکروں پر وہ کوئی ہے بے انصاف
وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان انکو کچھ کہتا اسکو پکارتے ہیں ابراہیم وہ بولے پکڑ لاؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں
بولے کیا تو نے کیا یہ ہمارے ٹھاکروں سے اے ابراہیم بولے نہیں پر یہ کیا انکے اس بڑے نے سو ان سے پوچھو اگر وہ
بولتے ہیں اور جو فرمایا کہ میں علاج کروں گا تو یہ انہوں نے چپکے کہا پھر جب وہ شہر سے باہر گئے ایک میلہ میں تب
بتخانہ میں جا کر سب کو توڑا انتہی ملخصاً حافظ ابن کثیر نے کہا پھر خلیل جلیل علیہ صلوات اللہ علیہ و سلامہ نے
قسم کھائی جسکو انہوں نے بعض لوگوں کو سنایا کہ وہ ضرور انکے بتوں کے توڑنے کا کچھ علاج کریں گے اور ضرور انکو
تکلیف دینگے اور توڑ دیں گے جب وہ میلہ میں چلے جاویں گے اور وہ ایک میلہ کیا کرتے جسکو وسطی باہر جاتے سدی نے کہا جب
میلہ کا وقت آیا تو خلیل علیہ السلام کے باپ بولے بیٹا اگر تو ہمارے ساتھ ہمارے میلے میں چلے تو تو دیکھے کہ ہمارا دین کیسا
عمدہ ہے تو آپ انکے ساتھ باہر نکلے اور تھوڑا سا رستہ چلکر قصداً زمین پر گر پڑے اور فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ یعنے میں بیمار ہوں
اور لوگ چلے جاتے تھے اور آپ پڑے تھے اور لوگ کہتے تھے اٹھو اور آپ فرماتے تھے میں بیمار ہوں جب اکثر لوگ گذر چکے اور
ناتوان اور کم طاقت پیچھے رہ گئے تو آپنے فرمایا تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ اور ان لوگوں نے سن لیا محمد بن اسحاق
نے ابو الاحوص سے روایت کیا اس نے عبد اللہ سے کہ جب خلیل جلیل علیہ السلام کی قوم میلے کے واسطے باہر نکلے تو ابراہیم
پاس آئے اور بولے اے ابراہیم تو ہمارے ساتھ کیوں نہیں چلتا فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ اور اس سے ایک دن پیشتر آپنے فرمایا تھا
تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ اور آپکا فرمانا کچھ لوگوں نے سنا تھا اور یہ جو فرمایا پھر آپ
نے کر دیا انکو ٹکڑے تو یہ ویسے ہی ہے جیسے فرمایا فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ یعنے پھر گھسا انپر مارتا داہنے ہاتھ سے
اور یہ جو فرمایا مگر ایک بڑا ان کا شاید وہ اسکے پاس پھر آویں تو اسکے تفسیر میں لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ آپنے قدوم
(وہ تیشہ) بڑے بت کے ہاتھ میں رکھ دیا تاکہ وہ لوگ یہ خیال کریں کہ اس نے اپنے نفس کے لیے غیرت کھائی ہے اور اس
نے برا مانا ہے اپنے ساتھ ان چھوٹے بتوں کا پوجا جانا اسلیے اس نے انکو توڑ دیا ہے وہ جب لوٹ کر آئے اور انہوں نے
خلیل جلیل کے کام کا مشاہدہ کیا جو انہوں نے انکی اہانت کی جو انکے معبود ہونے اور انکے پوجاریوں کی مخالفت
عقل پر دلالت کرے بولے مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ اور جنہوں نے آپ کے حلف اٹھانے کو سنا تھا
اسپر کہ میں انکا ضرور علاج کروں گا وہ بولے سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ابن عباس کہتے ہیں اللہ
عز و جل نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس حالت میں کہ وہ جوان ہوتا اور کسی عالم کو علم نہیں دیا گیا مگر جوانی کی حالت
میں اور استشہاد اسی آیت سے ہی قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ رواه ابن ابی حاتم عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ

سے سب لوگوں کے سامنے الملا ہو اور ابراہیم علیہ السلام کا یہی مقصود اکبر تھا کہ ایک عظیم محفل میں انکی جہالت کی تشہیر
اور انکے عقلوں کی قلت بیان کریں اصنام کی عبادت میں جو نہ اپنی جانوں سے ضرر کو دفع کر سکیں اسنا با کچھ بگاڑ سکیں
حقیقۃ حال ہے تو ان سے کہیں کچھ طلب کیا جاوے جب بت پرستوں نے بلا کر پوچھا ءانت فعلت ھذا بالھتنا یا ابرھیم
فرمایا بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون اور انکی غرض یہ تھی کہ یہ لوگ خود اقرار کریں
کہ یہ بول نہیں سکتے اور یہ بولنا ایسے پتھروں سے صادر نہیں ہوتا کیونکہ وہ جماد ہیں ابو ہریرہؓ نے مرفوعاً بیان کیا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان ابراھیم لم یکذب غیر ثلاث ثنتین فی ذات اللہ قولہ بل فعلہ
کبیرھم ھذا وقولہ انی سقیم قال بینا ھو یسیر فی ارض جبار من الجبابرۃ ومعہ سارۃ
اذ نزل منزلا فاتی الجبار رجل فقال انہ قد نزل ھھنا رجل بارضک معہ امرأۃ احسن الناس
فارسل الیہ فجاء فقال ما ھذہ المرأۃ منک قال ھی اختی قال فاذھب فارسل بھا الیّ فانطلق
الی سارۃ فقال ان ھذا الجبار قد سألنی عنک فاخبرتہ انک اختی فلا تکذبینی عندہ فانک اختی
فی کتاب اللہ وانہ لیس فی الارض مسلم غیری وغیرک فانطلق بھا ابراھیم ثم قام یصلی فلما ان
دخلت علیہ فرآھا اھوی الیھا فتناولھا فاخذ اخذا شدیدا فقال ادعی اللہ لی ولا اضرک
فدعت لہ فارسل فاھوی الیھا فتناولھا فاخذ بمثلھا او اشد ففعل ذلک الثالثۃ فذکر مثل
المرتین الاولتین فقال ادعی اللہ ولا اضرک فدعت لہ فارسل ثم دعا ادنی حجابہ فقال انک
لم تأتنی بانسان ولکنک اتیتنی بشیطان اخرجھا واعطھا ھاجر فاخرجت واعطیت ھاجر
فاقبلت فلما احس ابراھیم بمجیئھا انفتل من صلاتہ وقال مھیم قالت کفی اللہ کید الکافر
الفاجر واخدمنی ھاجر قال محمد بن سیرین فکان ابو ھریرۃ اذا حدث بھذا الحدیث
قال فتلک امکم یا بنی ماء السماء یعنے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین بار
کے سوا اور ان میں دو دفعہ تو محض اللہ عزوجل کی ذات میں ایک انکا جھوٹ تو یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے ان بتوں
کو نہیں توڑا اس بڑے بت نے توڑا ہے یہ محض اللہ عزوجل کے لیے تھا اور دوسرا جھوٹ یہ کہ آپنے فرمایا انی سقیم
یعنے میں بیمار ہوں جب انہوں نے آپ کو میلے میں جانے کی طرف بلایا یہی محض اللہ عزوجل کے واسطے فرمایا اور تیسرا
جھوٹ یہ ہے کہ آپ ایک بار ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں جا رہے تھے اور آپکے ساتھ آپکی بی بی حضرت ام
المومنین سارہ علیہا السلام تھیں اور آپ ایک مقام میں جا اترے کہ اسی شہر میں وہ ظالم رہتا تھا اور کسی نے

جو آپکو دیکھا اور آپکے ساتھ آپکی بی بی بی سارہ کو) تو وہ بادشاہ کے پاس آیا اور بولا آپکے ملک مین یہان ایک مرد آیا ہے اسکے ساتھ ایک عورت خوبصورت ہے ظالم نے اسکو آپکے پاس بہیجا پہر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس ظالم پاس آئے وہ ظالم بولا یہ عورت آپکی رشتہ مین کون ہے آپنے فرمایا یہ میری بہن ہے اور یہ ظاہر جہوٹ ہے اور حقیقت مین یہ بہی جہوٹ نہین تہا اسلیے کہ آپنے دینی رشتہ مراد لیا جیسے آپ خود اس سے آگے جاکر فرماوینگے ظالم بولا آپ جاییے اور اپنی بہن کو میرے پاس بہیجدیجیے آپ گئے اور فرمایا اس ظالم نے مجہسے تیرا رشتہ پوچہا تہا تو مین کہہ دیا ہون کہ تو میری بہن ہے تو مجہے اسکے پاس جاکر جہٹلانا مت اسلیے کہ اللہ کی کتاب یعنی دین مین میری بہن ہے اور زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مسلمان نہین ہے اور آپ خود اسکو لیکر گئے (سبحان اللہ پیغمبرون کو کسقدر اللہ تعالی کی اطاعت کا خیال ہوتا ہے آپنے ام المومنین کو چوکیدار کے ساتہ نہین بہیجا آپ خود ساتہ تشریف لائے اور یہ اسلیے کہ اجنبی مرد کو اجنبی عورت کے ساتہ چلنا حرام ہے اور ظالم کے پاس جو آپنے خلوت مین انکو بہیجا تو یہ ظلماً اس مردود نے ام المومنین کو طلب کیا اور اسکے دفع پر آپ کو طاقت نہتی لیکن چونکہ اللہ عزوجل پر کامل بہروسا تہا اسلیے اللہ تعالی نے کیسے ظالم کی کید کو دفع کیا اور ام المومنین کو اسکی شرارت سے محفوظ و معصوم رکہا اللہ کے انپر کروڑون اور لاکہون سلام اور ابرہیم خلیل جلیل اللہ ان کی بی بی ام المومنین سارہ علیہا السلام کی حرمت اور طفیل اور انکے تصدق سے میرا خاتمہ ایمان پر کر او دنیا اور آخرت مین میرے ستر ڈہانک مین سچے دل سے تیری عالی درگاہ مین عرض کرتا ہون کہ مین دنیا مین بہی تیرا ہی محتاج اور فقیر ہون اور آخرت مین بہی تیرا ہی فقیر ہون میرا کوئی وقت تیری طرف فقیر ہونے سے خالی نہین اللہ اللہ اللہ انی احوج ماکنت الیک فے الدنیا والآخرۃ آمین یا آلہ العالمین) پہر آپ علاحدہ ہوکر نماز پڑہنے لگے (سبحان اللہ اللہ کے پیارے جب انکو کوئی تکلیف پہونچے تو بہی اسی سے اسکا کشف چاہین اور جب ان کو خوشی ہو تو بہی اسی کا حمد کرین انکا کوئی وقت اللہ کی یاد سے خالی نہین رہتا تکلیف کو دیکہو اور پہر آپ نماز پڑہ رہے ہین ہماری حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہی یہی معمول تہا کہ جب انکو کوئی تکلیف پہونچتی آپ نماز کی طرف گہبراتے اور پہر سورۂ طٰہٰ کے اخیر رکوع مین کچہ گفتگو گذری فرمایا اللہ عزوجل نے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ) جب حضرت ام المومنین ظالم کے پاس داخل کی گئین اور اس ظالم نے آپ کو دیکہا اور آپ کو ہاتہ لگانیکے لیے جہکا اور (خدا کی مدد سے) خود سخت پکڑا گیا اور بولا میرے لیے اللہ سے دعا کرو (کہ مجہکو چہوڑ دیوے) اور مین تجہ کو تکلیف نہ دونگا آپنے اس مردود کے لیے دعا کی پہر وہ کہل گیا پہر پلید نے ارادہ کیا پکڑنے کا اور خود پکڑ گیا ویسا ہی بلکہ اس سے زیادہ سخت اور بولا میرے لیے دعا کرو اور مین

اسکو تکلیف دونگا آپنے دعا کی وہ پہر کہل گیا پہر اوسنے اپنے خاص چوکیدار کو بلایا اور بولا تو میرے پاس آدمی کی قسم سے نہیں لایا تو میرے پاس جن کی قسم سے ایک شخص لے آیا اسکو باہر کردے اور دی اسکو ہاجر پہر ام المومنین حضرت سارہ علیہا السلام باہر ہوگئیں بعد اسکے ہاجر دی گئیں اور آپ تشریف لائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پاس جب ابراہیم علیہ السلام نے معلوم کیا آپ کا آنا تو آپنے نماز سے سلام پہیرا اور فرمایا کیسی گذری ام المومنین نے فرمایا اللہ نے کافر فاجر کی برائی سے مجہکو بچا لیا اور اس نے مجہے خدمت میں ہاجرہ دی محمد بن سیرین نے کہا جو اس حدیث کے راوی ہیں ابو ہریرہ کے شاگرد کہ ابو ہریرہ جب یہ حدیث بیان کیا کرتے فرماتے یہ ہاجرہ جو حضرت سارہ علیہا السلام کو ملیں یہی تمہاری ماں ہیں اے عرب کے لوگو یعنے تم انہیں کی اولاد میں ہو اسلیے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے ہی پیدا ہوئے اور عرب حضرت اسمعیل کی اولاد میں سے ہیں انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر زیادہ فتح البیان کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکو مطلع کردیا کہ میں زبانی دلیل پر کفایت نہیں کرونگا بلکہ میں بعد اس تمہاری عمل شنیع اور فعل قبیح کے اللہ سبحانہ وتعالی پر بہروسا کرکے ہاتہوں سے بہی تغییر دونگا اسلیے کہ عزوجل کے دین کی حمایت کرلیے اور یہ آپ کا فعل دلالت کرتا ہے کہ آپ حق پہنچنے ایکی پیچہے کہ آپنے زبان سے انکو سمجہایا اور آپنے جمع کیا قول اور فعل دونوکو اور کید کہتے ہیں مکر کو اور یہان بتون کے توڑنے میں جد وجہد اور جہاد مراد ہے بعض نے کہا آپنے یہ بات دل میں کہی تہی اور بعض نے کہا ایک شخص نے ان میں سے اس بات کو سن لیا اور اوسنے اسکو فاش کردیا مفسرین نے لکہا ہے کہ انکا ایک میلا تہا جو ہر سال کے بعد اس میں اکٹہا ہوا کرتے اور بولا ابراہیم علیہ السلام کو اگر تو بہی ہمارے ساتھ ہماری میلے میں جاوے تو تجہے ہمارا دین عمدہ معلوم دیوے اس وقت آپنے یہ فرمایا ابن عباس کہتے ہیں کہ آپنے ان میں سے بڑے بت کو نہیں توڑا اور آپ کی منشا یہ تہی کہ یہ لوگ لوٹ کر پہر اسی پاس آوین پہر میں انکے ساتھ جہگڑا کرون اور غالب ہوجاؤن لعلہم الیہ یرجعون میں ضمیر ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹیگی امام رازی نے کہا لیکن جب ہم کہیں کہ ضمیر کبیر کیطرف عود کرتی ہے تو اسوقت معنی یہ ہونگے یہ لوگ اس بت کے پاس آوین اور اسکو پوچہیں کیا ہوا یہ ٹوٹے ٹکڑے میں اور تو صحیح سالم ہے اور یہ کلہاڑی تیری گردن میں کس نے ڈالی اور یہ آپ کا قول مبنی ہے انکی کثرت جہالت اور انکے ساتھ تسخر پر اور انکی عادت یہ تہی کہ جب لوٹتے تو ان کو سجدہ کرکر گہر میں جاتے اور بعض نے کہا معنے یہ ہیں شاید یہ بہی سمجہ توحید کا پہر پوچہیں کیونکہ معبود تو وہ ہوتا ہے جسکی طرف مہمات اور مشکلات کا رجوع کیا جاتا ہے اور جب انکے پاس آوینگے تو وہ جواب نہ دیگا تو جان لینگے کہ یہ تو نفع اور ضرر کے مالک نہیں ہیں اور نہ خیر و شر کے عالم

میں اور یہ اُنکی بابت کہ جو خبر دی گئی ہے وہ جو انکے ساتھ واقع ہوا اور بعضوں نے کہا الیہ کی ضمیر اللہ عزوجل کیطرف راجع
ہے لیکن یہ قول بہت بعید ہے جب وہ اپنے میلے سے لوٹ کر آئے اور انہوں نے اپنے معبودوں اور شاگردوں کو ٹوٹا
ہوا پایا تو بولے ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے معاملہ کیا وہ تو بڑے بے انصافوں میں سے ہے جن لوگوں نے ابراہیم
علیہ السلام کو یاد کرتا کہ ان اصنام کو کہتے سنا تھا وہ بولے ایک جوان انکو برا بھلا کہتا تھا اسکو ابراہیم کہتے ہیں تو کہنے لگے
پھر اسکو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ بھی دیکھ لیں یعنی اسکی سزا کو اور پھر کوئی ایسا برا کام نہ کرے بعضوں نے کہا مطلب
یہ ہے کہ لوگ گواہی دیں کہ ہمنے اسکو توڑتے دیکھا ہے یا یہ کہ ہمنے اسکو بتوں پر عیب لگاتے دیکھا ہے پھر حضرت ابراہیم کو جب انہوں نے
بلایا اور انہوں نے آپ سے پوچھا کہ تو نے یہ کام کیا ہے اور یہ انہوں نے اپنے زعم میں آپ پر حجت قائم کرنے کے لیے
آپ سے پوچھا آپ نے ان پر حجت قائم کر کر فرمایا اس بڑے نے کیا ہوگا شہاب نے کہا یہ کنایہ فرضیہ کی سبیل سے ہے اور
اس سے لازم آتا ہے کہ صنم کبیر کا یہ فعل نہیں ہے بلکہ یہ فعل میرا ہے اور حاصل یہ ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے لیے
وجہ ابلغ پر فرمایا جو انکے ساتھ استہزا اور انکی تضلیل کو شامل ہے انتہی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن منذر اور ابن
ابی حاتم وغیرہ نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کبھی کسی امر میں جھوٹ
نہیں بولا مگر تین مقاموں میں کہ وہ سب کے سب اللہ کی ذات میں ہیں ایک تو یہ کہ انہوں نے فرمایا میں بیمار ہوں
اور آپ بیمار نہ تھے اور دوسرا جو آپ نے سارہ کو فرمایا یہ میری بہن ہے اور تیسرا یہ جو فرمایا اس بڑے نے کیا ہوگا اور
یہ حدیث ابوہریرہؓ کی حدیث سے اس سے طویل ہے جسکو ہمنے ابھی نقل کیا اور اسی کی مثل ابویعلی نے ابوسعیدؓ
کی حدیث سے نکالا پھر فرمایا کہ انہیں سے پوچھ لو کہ یہ کام انکے ساتھ کس نے کیا ہے اگر ان کا بولنا ممکن ہے اور
یہ کلام پر قادر ہیں اور جو کچھ ان سے کہا جاوے اسکو سن لیتے ہیں پھر اس مفروض کے مطابق اسکا جواب دے
سکتے ہیں اور فاسئلوہم ان کانوا ینطقون میں شرط کا جواب شرط پر مقدم ہے ابراہیم علیہ السلام نے اس قول
کے ساتھ ارادہ کیا ہے بات کے بیان کرنے کا کہ جو شخص متکلم نہ ہو اور عالم نہ ہو وہ عبادت کا استحقاق نہیں رکھتا اور
نہ اسپر عقلاً الٰہ کا اطلاق جائز ہے تو اس کلام میں آپ ایسی تعریض کی چال چلے جس سے اقرار کرا دے اس امر کا
کہ جمادات جنکی یہ عبادت کرتے ہیں وہ الٰہ نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے جب کہا کہ یہ تو نہیں بول سکتے تو آپ نے
فرمایا تو تم ان چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہو جو بولنے سے عاجز ہیں اور اپنے تئیں بھی نادان ہیں جو انکی پاس
انکی جگہ میں انکی ذاتوں پر واقع ہوا ہے تو آپ کی کلام باطل کے فرض کر لینے کے قبیل سے ہے خصم کے
ساتھ تاکہ اسپر دلیل قائم ہو اور وہ حق امر کا اقرار اور اعتراف کرے کیونکہ اسکا شبہ قطع ہو جاتا ہے جب اسکا

رجوع ہوجاتا ہے فَرَجَعُوا إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ○ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَى رُءُوسِهِمْ لَقَدْ
عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ○ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ
أُفٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ پھر سوچے اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو (یعنی سمجھے کہ ٹھہر پوچھا کیا حاصل) پھر اوندھے ہو رہے سر ڈال کر اور کہنے لگے تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو کہ تمہارا کچھ نہ بھلا کرے نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا کیا تم کو بوجھ نہیں اللہ عزوجل ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ جب انکو ابراہیم علیہ السلام نے قائل کیا جو فرمایا تو انہوں نے اپنے جیوں میں سوچا اور خود اپنے آپ کو ملامت کی کہ تم نے خود غفلت کی کہ یہاں کوئی چوکیدار نہ چھوڑا جو انکی حفاظت درست کرتا پھر سر اوندھے کیے اپنے قتادہ کہتے ہیں قوم کو بڑی حیرت نے پکڑ لیا اور بولے تو تو جانتا ہے کہ نہیں بول سکتے سدی نے کہا ثم نکسوا علی رؤسہم کی تفسیر میں کہ وہ فتنہ میں پڑ گئے اور ابن زید نے کہا سب سوچنے میں لگے اور قتادہ کا قول کہ قوم کو سخت حیرت نے پالیا بہت ظاہر ہے اس لیے کہ انہوں نے یہ کام سر نیچا کر کے حیران ہو کر اور عاجز ہو کر کیا ولھذا کہنے لگے تو تو جانتا ہے جیسے یہ بولا کرتے ہیں پھر تو کیوں ہم کو کہتا ہے انکو پوچھو اگر یہ بولا کرتے ہیں اور تو جانتا ہے یہ نہیں بولا کرتے جب انہوں نے اقرار کر لیا کہ یہ بول نہیں سکتے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ وَلَا يَضُرُّكُمْ یعنی جب وہ بول نہیں سکتے اور کسی بھلے برے کے مالک و مختار نہیں ہیں تو تم ان کو کیوں پوجتے ہو تف ہے تمہارے لیے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ عزوجل کو چھوڑ کر جس ضلالت اور کفر غلیظ میں تم ہو نہیں ہے جس میں جاہل ظالم فاجر ہی پھنسا کرتے ہیں تم تدبر نہیں کرتے اور یہی حجت کی بابت جسکے ساتھ اپنی قوم کو ملزم کیا سورہ انعام میں فرمایا وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ انتہیٰ ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر و فہم کا یہ بیان ہے کہ بعض نے بعض کی طرف رجوع کیا اس شخص کی طرح جسکے پاس اپنے کام کی دلیل نہیں رہتی وہ اپنی حجت سے منقطع ہو جاتا ہے اور خصم کی دلیل کے صحیح ہونے کو مان لیتا ہے اور اپنے عقل کی طرف رجوع کرتا ہے اور یا یہ مطلب کہ انہوں نے اس گفتگو سے سمجھ لیا کہ جو شخص اپنے نفس سے ضرر کو دفع نہیں کر سکتا اور جو نہ انکو ضرر پہنچا سکا کچھ نقصان نہیں کر سکتا اسکا عبادت کے مستحق ہونا محال ہے ولھذا انہوں نے کہا انکم انتم الظالمون یعنی تم ہی بے انصاف ہو کہ ایسے جمادات کی پوجا کرتے ہو اور جس کی طرف تم نے اپنے قول انہ لمن الظالمین کہنے کے ساتھ ظلم کو منسوب کیا تھا وہ ظالم

نہین ہے پھر وہ اپنے جہل اور عناد کی طرف لوٹ آئے اور بولے لقد علمت ما ہؤلاء ینطقون یعنے تو جانتا ہے کہ یہ بولنا ان بتون کا
کام نہین ہے پھر تم ان سے پوچھنے کا ہمکو کیون حکم کرتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے انکی تبکیت کے لیے فرمایا اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ
مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّکُمْ اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنے جنکی
تم اللہ عزوجل کے بدل عبادت کرتے ہو وہ تمہارے اصلا نہین کرتے اگر تم انکی عبادت کرتے رہو اور تم کو انواع ضرر مین
سے کسی قسم کا ضرر پہنچا نہین سکتے اگر تم انکی پوجا نکرو پھر زجرا اور توبیخا اور تقریعا فرمایا مین تم سے اور تمہارے
معبودان باطل سے بیزار ہون جنکی تم اللہ کو چھوڑ کر اسکے بدل عبادت کرتے ہو کیا تم اتنی عقل بھی نہین رکھتے
جسکے ساتھ غور کرکے تم اس فعل شنیع اور اس صنع قبیح کا قبح اور برائی معلوم کرو اور جانو کہ یہ اصنام عبادت کا استحقاق
نہین رکھتے اور یہ عبادت کے لائق نہین ہین اور اسکا مستحق تو وہی اللہ تعالی ہے جسنے ہمکو بنایا اور وہ کھلاتا پلاتا
جلاتا مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر اختیار کا مالک ہے اور اس آیت مین ان مشرکین اور انکی معبودان باطل کی
تحقیر ہے قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا
عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو اپنے
ٹھاکرون کی اگر کچھ کرتے ہو ہمنے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور آرام ابراہیم پر اور چاہنے لگے اسکا برا پھر انہین
کو ڈالا ہمنے نقصان مین لیتے ہین جب ان کفار کی حجت ڈگ پڑی اور ان کا عجز ظاہر ہوا اور حق غالب اور باطل
مندفع ہوا تو انہون نے اپنی ملک کی جاہ کی استعمال کی طرف عدول کیا اور بولے اسکو جلا دو اور اپنے آلہہ کی مدد کرو
اگر تمنے کچھ کرنا ہے اور انہون نے بہت ایندھن اکٹھا کیا یہانتک کہ اگر کوئی عورت ان مین سے بیمار ہوتی تو وہ
نذر کرتی کہ اگر مجھے عافیت دی گئی تو مین ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کے لیے ایندھن اٹھا کر لاؤن گی پھر
انہون نے اس ایندھن کو ایک گڑھے مین زمین کے ڈالا اور اسکو جلایا اور اسکے شرر عظیم تھے اور بڑی بلند لاٹ
اور اتنی آگ جلائی کہ ویسی کبھی نہین جلائی گئی اور ابراہیم علیہ السلام کو انہون نے منجنیق کے پلے مین ڈالکر پھینکنے
کا ارادہ کیا فارس کے گنوارون مین ایک گنوار نے اشارہ کیا شعیب جبائی نے کہا اسکا نام ہیزن تھا اس کو
اللہ تعالی نے زمین مین دھنسا دیا تو وہ قیامت تک اس مین چلا جاوے گا جب انہون نے آپکو اس مین ڈالکر پھینکا
تو آپنے فرمایا حسبی اللہ ونعم الوکیل مجھے بخاری نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ حسبی اللہ ونعم الوکیل اس کلمہ کو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے فرمایا جب آگ مین پھینکا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ کلمہ پڑھا جب لوگون نے [illegible]
وقت کہا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ یعنے

ابو سفیان کے پاس اور قریش جمع کیا اسباب تمہارے مقابلے کو سو تم ان سے خطرہ کرو پھر ان کو زیادہ ایمان اور کہا بس ہے
ہمکو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے (ترجمہ) حسن رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بدر کی لڑائی سے فارغ ہو کر لوٹے
تو ابو سفیان نے چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ پر شب خون ماریں تو الزام انہیں پر ہو اور لڑائی سے خوف کھایا ایک شخص
مدینہ کی طرف جاتا تھا اسکو کچھ دنیا کیا کہ وہان کی طرف کی ایسی خبر دے مسلمانوں کو وہ خوف کھاوین اور جنگ کو نہ آوین
وہ شخص مدینے مین ہو کے کہنے لگا کہ مکے کے لوگوں نے بڑی جمعیت کی ہے تمکو لڑنا بہتر نہیں مسلمانوں کو حق تعالی نے
استقلال دیا کہا کہ ہمکو اللہ بس ہے آخر بدر پہ گئے تین روز رہکر تجارت کر کے نفع لیکر پھر آئے اسکو بدر صغری کہتے ہین
اور اس سے پہلے جو لڑائی بیان ہوئی بدر پہ ہو چکی اسکو بدر کبری کہتے ہین حافظ ابن کثیر نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَمَّا اُلْقِیَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی النَّارِ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ فِی السَّمَاءِ
وَاحِدٌ وَّاَنَا فِی الْاَرْضِ وَاحِدٌ اَعْبُدُكَ یعنے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام انگار مین ڈالے گئے تو فرمایا الٰہی
بے شک تو آسمان مین (عرش معلی پر) اکیلا ہی ہے اور مین زمین مین اکیلا ہون تیری عبادت کرتا ہون رواہ
الحافظ ابو یعلی اور مروی ہے کہ جب آپکو جکڑنے لگے تو آپنے فرمایا لا الٰہ الا انت سبحانک لک الحمد ولک الملک
لا شریک لک یعنے (الٰہی) تیرے سوا کوئی عبادت کا استحقاق اور صلاحیت اور استعداد نہیں رکھتا تو ان تمام
عیبوں سے پاک اور سلامت ہے جو جاہل تیرے لیے بناتے ہین تیری ہی تعریف ہے اور تیری ہی اصلی بادشاہت ہے اور
تیرا کوئی ہمتا یا مثال اور شریک اور ساجھی نہیں ہے شعیب جبائی کہتے ہین خلیل جلیل علیہ السلام کی عمر اسوقت
سولہ برس کی تھی فاللہ اعلم بعض سلف نے بیان کیا ہے کہ آپکے سامنے حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور فرمایا تجہکو
(اسوقت) کچھ حاجت ہے فرمایا تیری تو مجہکو ضرورت نہیں ہے اور اسکی حاجت ہے جو بے پرواہ نہیں ہون سعید
بن جبیر کہتے ہین اور ابن عباس سے بھی مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا گیا تو مینہ کا داروغہ
کہنے لگا مَتٰی اُؤْمَرُ بِالْمَطَرِ فَاُرْسِلَهٗ یعنے مین کب بارش اتارنیکا حکم دیا جاؤن پھر اسکو برساؤن سعید بن جبیر کہتے
ہین پھر اللہ عزوجل کا حکم اس فرشتے کے امر سے پہلے پہنچا فرمایا اللہ عزوجل نے یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ
سعید بن جبیر کہتے ہین زمین پر کوئی آگ نہ رہی مگر بجھ گئی کعب احبار کہتے ہین اس دن انگار (آگ) سے کسی نے فائدہ
نہین اٹھایا اور انگار (آگ) نے ابراہیم کے وثاق (رسیوں) کے سوا جنسے ساتھ آپ کو باندھ کر پھینکا تھا) کچھ
نہ جلایا علی بن ابی طالب سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ ابراہیم
کو ضرر نہ پہونچا رواہ الثوری عن الاعمش عن شیخ عن علی بن ابی طالب ابن عباس اور ابو العالیہ کہتے

ہین کہ اسد عزوجل نے بردًا کے ساتھ سلامًا نہ فرماتے تو اس کی ٹھنڈک ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہونچاتی اور جویبر نے ضحاک
سے اس آیت کی تفسیر مین نقل کیا کہ اُنھون نے فرمایا انھون نے بہت سی لکڑیون کو جمع کرکے ایک حظیرہ یعنے باڑہ بنایا تھا
اور ہر طرف سے اس مین آگ لگائی اور جس چیز کو آگ لگی اسکو اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا کہا اور لوگ بیان کرتے ہین کہ
جبرئیل آپکے ساتھ ساتھ رہے آپکو سہارا کئے ہوے تھے اور پسینہ پونچھتے تھے تو آپ کا پسینہ پونچھنا سوا اور کوئی تکلیف نہین
پہونچی سدی نے کہا آپکے ساتھ سایہ کا فرشتہ رہا منہال بن عمرو کہتے ہین مجھے خبر دی گئی ہے کہ ابراہیم علیہ
السلام آگ مین ڈالے گئے اور اس مین پچاس یا چالیس دن رہے فرمایا مین نے کوئی دن اور نہ کوئی رات ایسی عمدہ بسر
کی ان پچاس یا چالیس راتون سے مین چاہتا ہون کہ مین ساری عمر ویسے ہی بسر کرون ابوہریرہ کہتے ہین کہ ابراہیم
علیہ السلام کو باپ نے کیا عمدہ کہا جب اُنھون ابراہیم علیہ السلام سے پردہ اٹھایا اور آپ آگ مین تھے اور اس نے
پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے دیکھا نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ یعنے اے ابراہیم تیرا مالک سب مالکون سے
خوب ہے قتادہ کہتے ہین کوئی دابہ نہین تھا مگر وہ آپکے آگ بجھاتا تھا سوا چھپکلی کے زہری کہتے ہین
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھپکلی کے مارنیکا حکم دیا اور فرمایا یہ بدکار ہے نافع کہتے ہین مجھکو فاکہ بن مغیرہ مخزومی
کی ایک لونڈی نے خبر دی کہ وہ حضرت عائشہؓ پاس آگئی اور اس نے حضرت ام المومنینؓ کے گھر مین ایک برچھی دیکھی
اور پوچھا کہ اے ام المومنین آپ کا اس برچھی کے ساتھ کیا کام ہے تو انھون نے فرمایا ہم اسکے ساتھ چھپکلیون
کو مارا کرتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم علیہ السلام انگار مین ڈالے گئے تو زمین کوئی ایسا
نہ رہا مگر وہ انگار کو بجھانے لگا اس چھپکلی کے سوا تو یہ حضرت ابراہیم کے انگار کو پھونکین مارتا تھا اور اسکو حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس (بدکار) کے مارنیکا ارشاد فرمایا **مترجم** عفا اللہ عنہ کہتا ہے یہان ایک اعتراض
وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو جلانا قتل کا باعث اور موجب وعلت ہے تو صرف اسی چھپکلی کو
مارنا چاہیے تھا جس نے آپ پر آگ کو بھڑکایا تھا اب وہ چھپکلی جس نے آگ بھڑکائی تھی وہ تو موجود نہین ہے پھر اور
چھپکلیون کو مارنا ظلم نہین تو اور کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مارنے کا ارشاد کیون فرمایا اسکا
جواب یہ ہے کہ جناب شاہ رسالت علیہ التحیۃ والتسلیم نے جو اس نوع کے قتل کا ارشاد فرمایا تو اسکے قتل کے لیے
ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر پھونکنے کو آپنے علت قرار نہین دیا اسکے قتل کی علت تو وہی ہے جو سانپ اور بچھو
کے قتل کی علت ہے اور وہ اس نوع کا زہریلا ہونا ہے جیسے ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ علی شرح المشکوٰۃ مین اسی
حدیث کی شرح مین لکھا ہے وَهُوَ فِي الْجُمْلَةِ مِنْ ذَوَاتِ السُّمُوْمِ الْمُؤْذِيَةِ یعنے چھپکلی فی الجملہ زہریلا

اور ایذا دینے والے جانوروں میں سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں جو قتل کے ارشاد کے بعد اس نوع کا ایک
فعل یعنی پھونکنا بیان فرمایا ہے تو یہ اس نوع کی زیادہ خباثت اور اذیت کا بیان ہے قتل کی علت کا بیان نہیں ہے
اب اعتراض نہ رہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا مَنَّ عَلَیَّ بِاَنْ اَخْطَرَهَا بِبَالِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ اور اخسرین کے
معنی میں مراد ہے یعنی انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ نبی کے ساتھ ایک برائی کا ارادہ کیا تو یہ برائی انہیں پر آئی اللہ نے
اور اپنے نبی کو اس جلتی آگ سے بچا لیا اسکو ٹھنڈک بنا کر فَکَانُوْا هُنَالِكَ علیہ کہتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام آگ
میں ڈالے گئے توران کا بادشاہ دیکھنے کے لیے آیا تو ایک شرارہ اس آگ میں سے اڑ کر اسکے ابہام (انگوٹھے) پر پڑ گیا اور
اس نے اس بادشاہ کو اون کی طرح جلا دیا یعنی بہت جلد وہ جل گیا جیسے اون بہت جلد جل جاتی ہے انتہی قال
الحافظ ابن کثیر تفسیر فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جواب میں ان سے کوئی
حیلہ نہ بن پڑا اور آپکے مجادلے سے وہ لاچار ہوئے اور مناظرہ کے مسالک ان پر تنگ ہو گئے اور بعض بعض کے لیے بولے
ظلم اور غشم کی طرف متوجہ ہو کر اور اپنا غلبہ جتانے کے لیے کہ اسکو جلا دو اور جلانے کے ساتھ اس صنم پر جو کیا ہے
کا بدلہ لیلو اگر تمنے مدد کرنا ہے اور یہی حال اور دین ہوتا ہے مبطل مجروح کا کہ جب اسکا حجت قاطعہ کے ساتھ
ٹوٹ جاتا ہے اور اسکو فضیحت ہوتی ہے اور اسکے لیے کوئی فرار کی جگہ نہیں رہتی تو وہ مقابلہ اور مناصبہ بھی
کیا کرتا ہے اور اسکا قائل نمرود بن کنعان بن سحاریب بن نمرود بن کوش بن حام بن نوح تھا بعض نے کہا یہ فارس کے
کردوں میں سے ایک شخص نے کہا اسکا نام ہیزن تھا اسکو اللہ عزوجل نے زمین میں دھنسا دیا اور انہوں نے اسکے
جلانے کے لیے بہت لکڑیاں اکٹھی کیں اور ان سب میں آگ لگا دی اور آپ کو رسیوں میں باندھ دیا اور منجنیق میں
ڈالکر آپ کو آگ میں جلایا قال المحلی اور لکڑیاں اکٹھا کرنے کی مدت ایک مہینہ بھر تھی اور سات دن وہ آگ
جلتی رہی اور ابراہیم کے ٹھیرنے کی مدت اس آگ میں بھی سات ہی دن ہے اور تفسیر کبیر میں وہ قول نقل کیا ہے چالیس
اور پچاس کا اور ایسا ہی کہا ابو السعود نے اور جب آپ ڈالے گئے تو اسوقت آپکی عمر سولہ سال کی تھی یا ۲۶ سال
کی قال الماوردی جب انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالدیا تو ہم نے فرمایا یَا نَارُ کُوْنِیْ الآیة
ابو حیان نے ابن عباس سے نقل کیا کہ اگر اللہ عزوجل علی ابراہیم نہ فرماتے تو آگ روشن ہی نہ ہوتی اور نہ
جلتی پھر وہی شئیں بیان کیں جو حافظ ابن کثیر نے بیان کیں اور کہا کہ بعض حکما نے ذکر کیا ہے کہ چھپکلی کسی
گھر میں نہیں جاتی جس میں زعفران ہو مگر وہ زعفران سفید ہو جاتا ہے قال ابن قتیبہ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے
کہ پہلا کلمہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جبکہ آگ میں ڈالے گئے حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہے اخرجہ ابن ابی حاتم

یا ابن المنذر اور سدی سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے ارشاد سے آگ کو ندا کی تھی یا نار کونی
سے مروی ہے کہ اگر بردا کے بعد سلامتی کا ذکر نہ ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام مر جاتے سردی کی مارے اور حضرت علی علیہ السلام
سے بھی ایسا ہی مروی ہے معتمر بن سلیمان کہتے ہیں جبرئیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور اس وقت
آپ کو زنجیروں سے باندھ رہے تھے اور فرمایا اے ابراہیم تجھ کو کوئی حاجت ہے فرمایا تیری طرف کوئی ضرورت نہیں ہے

وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً
وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ
الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ۝ وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ
الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ۝ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا

إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ اور بچا نکالا ہمنے اسکو اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہمنے جہان کے
واسطے اور بخشا ہمنے اسکو اسحاق اور یعقوب یا انعام میں اور سب کو کیا نیک بخت اور انکو کیا ہمنے پیشوا راہ
بتاتے ہمارے حکم سے اور کہہ بھیجا ان کو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی نماز اور دینی زکوۃ اور وہ تھے ہماری
بندگی میں لگے اور لوط کو دیا ہمنے حکم اور سمجھ اور بچا نکالا اسکو اس شہر سے جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ برے
بے حکم اور اسکو لے لیا ہم نے اپنی مہر میں وہ ہے نیک بختوں میں یہ جو فرمایا اس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی
ہے ہمنے جہان کے واسطے تو اس سے شام کی زمین مراد ہے جس میں آسودگی خوب ہے اور یہ جو فرمایا اور یعقوب دیا
انعام میں تو اس سے یہ مراد ہے کہ ہمنے انعام میں یا پوتا دیا تھی بیٹے ہی کی التجا تھی فی الموضح اللہ تعالی ابراہیم
علیہ السلام کے حال کی خبر دیتا ہے کہ اسکو اللہ تعالی نے اپنی قوم کی آگ سے بچا لیا اور ان کو انکے درمیان سے
نکال دیا اس طرح کہ وہ ہجرت کر کے شام کے بلاد میں چلے گئے بیت المقدس کی طرف ابی بن کعب رضی کہتے ہیں کہ
مبارک زمین سے اس آیت میں شام کی زمین مراد ہے اور کوئی میٹھا پانی نہیں ہے مگر وہ صخرہ کے نیچے سے ہی نکلتا
ہے رَوَاهُ الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ وَكَذَا قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ أَيْضًا اور قتادہ کہتے ہیں کہ آپ عراق
کے ملک میں رہتے تھے تو انکو اللہ عزوجل نے شام کی طرف جانے کے لیے ارشاد فرمایا اور جو چیز اور زمین میں کم ہو جاتی
ہے وہ شام میں زیادہ ہوتی ہے اور جو شام میں بھی کم ہو تو فلسطین میں زیادہ ہوتی ہے اور شام کی بلاد کو محشر
منتشر کی زمین بھی کہتے ہیں اور اسی میں حضرت عیسی علیہ السلام اتریں گے اور اسی میں مسیح دجال ہلاک ہوگا عیسی
علیہ السلام کے ہاتھ سے، کعب احبار کہتے ہیں مبارک زمین سے حران کا ملک مراد ہے اور سدی کہتا ہے کہ لوط

اور سارہ ابراہیم علیہما السلام دونون ہجرت کرکے شام کو جاتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ام المؤمنین حضرت سارہ
علیہا السلام ملین اور وہ حران کے بادشاہ کی صاحبزادی تھین اور اس سے پہلے وہ کبھی لوگون کے دین مین
طعن کیا کرتی تھین تو آپنے اسکے ساتھ اس شرط پر نکاح کیا کہ اسکو لیکر کہین چلے جاوین روا ابن جریر اور ہو
غریب اور مشہور یہ ہے کہ آپکی چچازاد ہمشیرہ تھین اور آپکا انکے ساتھ نکاح ہوا ہوا تھا) اور آپ انکو لیکر ہجرت
کرکے چلے اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ مبارک زمین سے مراد مکہ کی زمین ہے تو نہین سنا کہ اللہ عزوجل
نے فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ
اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنے تحقیق پہلا گھر جو ٹھیرا لوگون کیواسطے یہی ہے جو مکہ مین ہے برکت والا اور
نیک راہ جہان کو لوگون کو اس مین نشانیان ظاہر ہین کھڑے ہونیکی جگہ ابراہیمؑ کی اور جو اسکے اندر آیا
اسکو امن ملا اور نافلہ سے عطیہ مراد ہے قالہ عطاء ومجاہد اور ابن عباس اور قتادہ اور حکم بن عیینہ کا یہ قول
ہے کہ نافلہ ولد ولد (پوتا) مراد ہے یعنی اسحاق علیہ السلام کے گھر یعقوب علیہ السلام پیدا ہونگے کما قال تعالے
فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ یعنے ہمنے خوشخبری دی سارہ علیہا السلام کو اسحاق کی اور
اسحاق کے پیچھے یعقوبؑ کی اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو ایک بیٹا
طلب کیا اور فرمایا رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ یعنے اے رب میرے بخش مجھکو کوئی نیک بیٹا اور اللہ نے آپ کو
اسحاقؑ و یعقوبؑ انعام مین دیا امام سے وہ شخص مراد ہوتا ہے جسکی اقتدا کی جاوے اور ان لوگون کو ہم
نے ایسے بنایا جنکی پیروی کیجاتی ہے اور ہدایت بامرنا سے یہ مراد ہے کہ اللہ کی توحید کی طرف اسکے حکم سے
بلاتے تھے ولہذا فرمایا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا
لَنَا عٰبِدِيْنَ اور اقامت صلوۃ کا عطف جو فعل خیرات پر ڈالا حالانکہ اقامت صلوۃ اور ایتاء زکوۃ
یہ سب فعل خیرات مین بطریق اولی داخل ہین تو یہ خاص کے عام پر عطف ڈالنے کی قبیل سے ہے اور یہ جو فرمایا
کہ وہ عابد تھے تو اس سے یہ غرض ہے کہ وہ جس چیز کا لوگون کو حکم کرتے اسپر خود بھی عمل کرتے پھر لوط علیہ السلام
کا ذکر فرمایا اور وہ لوط بن ہاران بن آزر ہین ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور آپکے تابع تھے
اور آپ ہی کے ساتھ انہون نے ہجرت کی کما قال تعالے فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ
اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنے پس مان لیا ابراہیمؑ کو لوط علیہ السلام نے اور بولے ابراہیم مین وطن
چھوڑتا ہون اپنے رب کی طرف بیشک وہی ہے زبردست حکمت والا پھر لوط علیہ السلام کو اللہ تعالے نے

حکم اور سمجھ دیا اور انکی طرف وحی کی احسان کر کے نبی بنایا اور انکو بھیجا سدوم اور اعمال (متعلقات) سدوم کی
طرف پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور مخالفت کی اور انکو اللہ تعالیٰ نے بچا دیا اور ان کی بنیاد کاٹ دی جیسے اس
امر کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز کی بہت جگہوں میں خبر دی ہے وکما فرمایا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي
كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ
فتح میں کہا ہے کہ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے قال ابن عباس یعنے چھوٹے ہاران کے
اور ایک آپ کا تیسرا بھائی تھا اسکا نام ناخور تھا اور یہ تینوں آزر کے بیٹے تھے اور بڑا ہاران وہ ابراہیم
علیہ السلام کا چچا اور سارہ علیہا السلام اسی بڑے ہاران کی بیٹی تھیں اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائی
ہوئی تھیں اللہ عزوجل نے حکایت کیا کہ ہم نے ابراہیم اور لوط علیہما السلام دونوں کو انکی قوم کی شرارت سے بچایا
مفسرین نے کہا ہے ارض سے آیت میں ارض شام مراد ہے قال ابی اور آپ کا گھر عراق میں تھا اور اللہ عزوجل نے
شام کی زمین کو مبارک فرمایا اسلیے کہ ملک شام کثیر الخصب الاشجار اور کثیر الثمار والانہار ہے اور دوسرا یہ کہ شام
پیغمبروں کی معدن ہے اور برکت کہتے ہیں اصل میں خیر کے ثابت ہونیکو بعض نے کہا ارض سے مکہ مبارکہ مراد ہے
بعض نے کہا بیت المقدس مراد ہے اسلیے کہ بیت المقدس ہی سے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو مبعوث کیا اور وہاں بھی
بہت ارزانی ہے لیکن ارض شام کا مراد ہونا سب سے بہتر ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک عراق کے شہر
کوثی سے نکلے اور آپکے ساتھ لوط علیہ السلام تھے آپکے برادر زادہ اور سارہ علیہا السلام آپکی بی بی تھیں آپ
اپنے دین کو لیکر بھاگ نکلے اسلیے رہنے کے لیے کسی جگہہ کی التماس میں تھے اور اسلیے رب کی عبادت پر
امان کے طالب تھے یہاں تک کہ حران میں جا کر اترے اور وہاں جسقدر پروردگار کو منظور تھا ٹھیرے پھر حران سے چلے
اور مصر میں آئے پھر مصر سے چلکر شام کو آئے اور فلسطین کی زمین جسے سبع میں اترے اور لوط علیہ السلام
کو مؤتفکہ میں چھوڑا اور مؤتفکہ اور سبع کے درمیان سات دن کی مسافت ہے پھر لوط علیہ السلام کو اللہ نے
نبی کرکے مؤتفکہ والوں کی طرف بھیجا ذکرہ الخازن فی تفسیرہ العالمین کی تفسیر گذر چکی پھر اللہ تعالےٰ نے
وہ احسان بیان کیے جبکہ ابراہیم علیہ السلام کو رکھا اور فرمایا وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً اور اسحاق
علیہ السلام کو پیغمبر طلب کرنے پر دیا اور کل عمر ابراہیم علیہ السلام کی ایک سو چھیالیس (۱۴۶) ہوئی بعض نے کہا نافلہ سے عطیہ مراد ہے
قال الزجاج و مجاہد و عطا بعض نے کہا نافلہ سے بیان ولد الولد (پوتا) مراد ہے کیونکہ وہ زیادت ہے ولد پر اور ابن عباس رضی
نے کہا ابن الابن مراد ہے اور قتادہ اور حکم سے بھی ایسا ہی مروی ہے اسواسطے کہا نافلہ سے خاص یعقوب

مراد ہیں کیونکہ وہ اولوالعزم ہیں اور فرمایا وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ یعنے ان چاروں ابراہیمؑ اور لوطؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ میں سے ہر ایک
کو ہمنے نیکوکار بنایا نہ یہ کہ بعض کو بعض کے سوا غرض ان چاروں کو صالح عمل بطاعت امر و ترک معصیت والے بنایا یعنی
انکا اصلاح ہے اس جگہ نبوت مراد ہی اور حکم سے نبوت مراد ہی اور علم سے امر دین کی معرفت یا اسکی کیفیت یعنی سمجھ مراد ہو
تو اس صورت میں سبب کا سبب پر عطف ہوگا بعض نے کہا حکم سے جھگڑوں میں فیصلہ کرنا مراد ہے بعض نے کہا حکم سے
فہم مراد ہو اور خبائث سے لواطت و گوز بازی اور کنکر چلانا اور غلیل مارنا اور جانور کے ساتھ کھیلنا وغیر ذلک مراد
ہیں مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ سب ناشائستہ افعال اس امت کے لوگوں میں موجود ہیں اور بار بار لواطت اور
گوز بازی اور غلیل مارنا اور جانور بازی یعنے بٹیر بازی کبوتر بازی تیتر بازی مینڈھا بازی وغیرہ کے لوگ مرتکب ہیں
اور ان سب سے بڑھکر العیاذ باللہ لواطت میں اکثر شہروں کے لوگ مبتلا ہیں اور اس تک نوبت
پہنچ گیا کہ حدیث لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الحدیث کا مصداق بن گئے حالانکہ فاعل اور
مفعول دونوں کے قتل کرنے کا ارشاد آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اور اللہ عزوجل سے نہیں ڈرتے اور جانور بازی کا بھی یہی حال ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے اس شخص کو جو پرندہ کے پیچھے جا رہا تھا شیطان قرار دیا اور اس پرندہ کو بھی شیطان فرمایا اسکو ابن ماجہ نے ام المومنین
حضرت عائشہؓ سے نکالا اور ابو ہریرہؓ کی روایت میں خاص کبوتر کا ذکر ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث کے عموم میں داخل ہے مرغ
بازی بٹیر بازی وغیرہ کہ سب کھیلیں جو اللہ عزوجل کی یاد سے بھلا دیں اب امت محمدیہ کے لوگوں نے ایسے کاموں کا کوئی دقیقہ
نہیں چھوڑا جو موجب عذاب ہو لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود پر جود کی وجہ سے یہ لوگ عذاب سے بچے ہوئے ہیں
پر سخت افسوس ہے لوگوں پر کہ وہ باوجود ایسے نبی امی علیہ التحیۃ والتسلیم کی امت ہونیکے جسکی وجہ سے وہ ہلاکت سے محفوظ
ہیں اسکی اتباع نہیں کرتے اور اپنی ناکردنی کی کچھ ہوں سے سوال نہیں طلب کرتے اللہ تعالیٰ انکو ہدایت پہنچا دیوے اور
ورطہ جہنم سے انکو کھینچ لے آمین یا اللہ العالمین ؎ فیا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلہم ومن نحا

إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ اور نوح جب اس نے پکارا اس سے پہلے پھر
سن لی ہمنے اسکی پکار اور بچا دیا اسکو اور اسکے گھر کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اسکی ان لوگوں پر جو جھٹلاتے تھے ہماری
آیتیں وہ تھے برے لوگ پھر ڈبا دیا ہمنے ان سب کو اکٹھا یعنی یاد کر اے محمد صلعم اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ نوح علیہ السلام جو اللہ
کے نبی ہے اور اسکے رسول تھے جب انہوں نے اپنی لوگوں کی ہلاکت کی دعا مانگی تو انکی دعا ہمنے منظور فرمایا جیسے فرمایا

تتمارٰی کہ آیتون مین سے ہین ففتحنا ابواب السماء بماء منہمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی
امر قد قدر وحملنٰہ علی ذات الواح ودسر تجری باعیننا جزاء لمن کان کفر یعنے پہر پکارا نوح نے
اپنے رب کو کہ مین مغلوب ہون تو بدلا لے پہر ہم نے کہولدیے دہانے آسمان کے ریلے پانی کی اور بہا دیے زمین سے چشمے پہر
ملگیا ایک کام پر جو ٹہیر رہا تہا اور سوار کیا اسکو ایک تختون اور کیلون والی کشتی پر بہتی ہماری آنکہون کے سامنے
بدلا اسکی طرف سے جسکی قدر نجانی تہی اور جیسے فرمایا وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا
انک ان تذرہم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا یعنے اور کہا نوح نے اے رب چہوڑ زمین پر
ایک گہر منکرون کا بسنے والا اسواسطے اگر تو چہوڑ دیگا ان کو بہکاوینگے تیرے بندون کو اور جو جنینگے سو ڈہیٹہ حق نہ سمجہنا ولقد نادانا
نوح اذ نادی من قبل فاستجبنا لہ فنجینٰہ واہلہ من الکرب العظیم اور اہل سے مراد وہ لوگ ہین جو
آپکے ساتہ ایمان لائے جیسے فرمایا قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنین واہلک الا من سبق علیہ
القول ومن اٰمن وما اٰمن معہ الا قلیل یعنے کہا ہم نے لادلے اس مین ہر قسم سے جوڑا دوہرا اور اپنے گہر کے
لوگ مگر جسپر پہلے ٹہر چکی بات اور جو ایمان لایا ہو اور ایمان نہ لائے تہے اسکے ساتہ مگر تہوڑے اور کرب سے شدت اور
تکذیب اور انکی ایذا مراد ہے کیونکہ آپ ان مین ساڑہے نوسو برس تک رہے انکو اللہ تعالی کی توحید کیطرف بلاتے تہے تو نہ
ایمان لائے ان مین سے مگر تہوڑے اور وہ ستاتے کرتے آپکو تکلیف دیتے اور ایک قرن دوسرے قرن کو اور ایک جیل دوسرے
جیل کو اسکی مخالفت کی وصیت کرجاتا تو اللہ عز وجل نے ان سب کو کہپا دیا اور زمین کے منہ پر ان مین سے کسی کو نہ چہوڑا
جیسے انکے پیغمبر نے انپر بددعا کی تہی قال الحافظ فتح مین کہا ہے من قبل سے من قبل ہؤلاء الانبیاء المذکورین مراد ہے
یعنے تو یاد کر نوح علیہ السلام کا حال جب انہون نے پکارا اپنے مالک کو ان سب پیغمبرون سے پہلے جنکا بیان مذکور ہوا اور
آپ اپنی قوم کیطرف پیغمبر کرکے بہیجے گئے اور آپ چالیس سال کے تہے اور ٹہیرے اپنی قوم مین ساڑہے نوسو سال
اور طوفان کے بعد ساٹہ سال تک جیتے رہے تو کل عمر آپکی ایکہزار پچاس سال کی ہوئی کذا فی التفسیر نوح علیہ السلام
سب پیغمبرون مین زیادہ عمر ہوئی اور انہین نے سب سے زیادہ اپنی قوم سے تکلیفین اٹہائین اور آیت باب کے یہ معنی ہین
کہ آپنے اپنی قوم پر دو طرح بددعا کی ایک تو تفصیل کے ساتہ اور ایک اجمال کے ساتہ تو تفصیل کے ساتہ جو آپ نے
بددعا کی وہ تو سورہ نوح کے آخر مین مذکور ہے رب لا تذر آخر آیت تک اور آپکی اجمالی دعا سورہ قمر کی آیت مین ہے انی مغلوب
فانتصر اور یہی ہمارے سردار رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ہین انہون نے اپنی قوم کے ہدایت کو اسطرح دعا کی یہ کہکر رب
اہد قومی فانہم لا یعلمون کہا یعنے اے میرے مالک میری قوم کو راہ دکہا اسلیے کہ وہ ہماری طرح نہین سمجہتے

اسی لیے آپ کی امت جنت میں اور لوگوں سے دو حصے زیادہ ہوگی اور کرب عظیم سے طوفان میں غرق ہونا اور قوم کی تکذیب سے رہائی
یعنی ان کی باتوں سے اور تعالیٰ نے اکو بچا لیا اور اصل میں کرب کہتے ہیں سخت غم کو انتہی مافی الفخر وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ

یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَکُنَّا لِحُکْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ

وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّعِلْمًا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَکُنَّا فٰعِلِیْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ

لَبُوْسٍ لَّکُمْ لِتُحْصِنَکُمْ مِّنْۢ بَاْسِکُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰکِرُوْنَ ۝ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَی

الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا ۚ وَکُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ۝ وَمِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ

عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِکَ ۚ وَکُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ۝ اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے فیصلے کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں
اس کھیت کو رات میں بکریاں ایک لوگوں کی اور رو برو تھا ہمارے ان کا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور
دونوں کو دیا ہم نے حکم اور سمجھ اور تابع کیے ہم نے ساتھ داؤد کے پہاڑ تسبیح کرتے تھے اور اڑتے جانور اور ہم نے یہ کیا تھا
اور اس کو سکھایا ہم نے بنانا ایک تمہارا پہناوا کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی سے سو کچھ تم شکر کرتے ہو اور سلیمان
کے تابع کی ہوا جھپک سے چلتی اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جہاں برکت دی ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے
اور تابع کیے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اس کے واسطے اور کچھ کام بناتے اس کے سوا اور ہم تھے ان کو تھام رہے یہ جو فرمایا
کہ سمجھا دیا وہ فیصلہ سلیمان کو تو یا اس لیے کہ حضرت داؤد نے بکریاں دلوا دیں کھیتی والوں کو ہم لائے ان کے نقصان کا
ان کے عوض میں جیسے کہ غلام کو لے لیتے تھے اس کے موافق یہ حکم کیا حضرت سلیمان علیہ السلام لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ
جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھو ان کا دودھ پیو اور کھیتی کو پالو دو یا کریں بکری والے جب کھیتی جیسی
تھی ویسی ہو جاوے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں اس میں دونوں کا نقصان نہ ہوا اور یہ جو فرمایا کہ داؤد کے
ساتھ پہاڑ تسبیح کرتے اور جانور تو یا اس لیے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے تھے ان کو زبور پڑھنے کے وقت
پہاڑ اور جانور بھی ان ہی کی سی آواز سے پڑھتے اور یہ جو فرمایا کہ ہم نے سکھایا داؤد کو ایک تمہارا پہناوا تو وہ یہ کہ
داؤد علیہ السلام لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور بنا لیتے بغیر آگ کے اور یہ جو فرمایا کہ ہم نے سلیمان کو
ہوا تابع کر دی تو وہ اس طرح کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں
سے اس پر بیٹھتے پھر ہوا اپنی قدرت سے اس کو زمین سے اٹھاتی اور پھر نرم ہوا چلتی صبح سے شام کو اور شام سے صبح کو پہنچنے
کی راہ دو مہینہ میں پہنچاتی اور یہ جو فرمایا کہ تابع کیے سلیمان کے لیے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اس کے واسطے
تو یا اس لیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام شیطانوں اور جنوں سے غوطہ لگوا کے جواہر دریا سے نکلواتے جانے

آدمی کا مقصود نہیں اور عمارت کے بلندی کا سامان ہو کر دراتے اور سفر میں جو من کے برابر گلن کو نبھے کراور کنوئیں جابر دیکھیں اشارہ چلنے اور ان میں کما بکانے اور سفت کا سامان ہو جیتے انتہی الی موضح القرآن علی حافیۃ الفرقان

ابن اسحاق نے مورّ روایت کیا اس نے عبداللہ بن مسعود سے کہ کھیتی انگور کا باغ تھا بکریاں اسکے خوشے روند گئیں وَكَذَا قَالَ شُرَيْحٌ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نفش سے مراد چرانا ہے اور کہا شریح اور زہری اور قتادہ نے نفش کا اطلاق نہیں کیا جاتا مگر اسی معنے پر جو رات میں واقع ہو قتادہ نے کہا اور ہمل نہار میں دن میں روندنے کو مسن ابن مسعود اللہ عز وجل کے قول وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ کی تفسیر میں روایت کیا کہ انھوں نے فرمایا انگور کا باغ تھا جس نے اپنے خوشے نکالے تھے تو ایک لوگوں کی بکریوں نے انگور خراب کر دیا تو حضرت داود علیہ السلام نے وہ بکریاں دلوادیں انگور والوں کو اور سلیمان علیہ السلام بولے غیر ہذا یا نبی اللہ فیصلہ تو یوں نہ چاہئے اور کے پیغمبر داود علیہ السلام نے کہا پھر کیونکر ہے فیصلہ (اسے پیارے بیٹے) فرمایا باغ والوں کو بکریاں دیجاویں اور وہ ان کا دودھ پیا کریں اور بکری والوں کو کھیتی دیجاوے وہ ان کو پانی دیا کریں جب کھیتی جیسے تھی ویسی ہو جاوے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں (اس میں دونوں کا نقصان نہ ہو) یہ معنی ہیں اللہ عز وجل کے قول فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ کے وكذا روى العوفي عن ابن عباس اور خلیفہ نے ابن عباس سے یوں روایت کیا کہ حضرت داود علیہ السلام نے اصحاب حرث (کھیتی والوں) کو بکریاں دلوادیں تو نکلے بکریاں چرانے والے انکے ساتھ (صرف) کتے ہی تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا پیغمبر خدا نے کیسے فیصلہ کیا تو انھوں نے بتلایا جیسے فیصلہ کیا تھا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر میں تمہارے اس مقدمہ کا منصف قرار دیا جاؤں تو میں اسکے سوا اور فیصلہ کروں داود علیہ السلام کو اسکی اطلاع ہوئی تو انھوں نے آپ کو (سلیمان علیہ السلام کو) بلایا اور پوچھا اگر تجھے اس مقدمہ کا حکم بنایا جاوے تو تو کیسے فیصلہ کرے فرمایا أَدْفَعُ الْغَنَمَ إِلَى صَاحِبِ الْحَرْثِ فَيَكُونُ لَهُمْ أَوْلَادُهَا وَأَلْبَانُهَا وَسِلَاؤُهَا وَمَنَافِعُهَا وَيَبْذُرُ أَصْحَابُ الْغَنَمِ لِأَهْلِ الْحَرْثِ مِثْلَ حَرْثِهِمْ فَإِذَا بَلَغَ الْحَرْثُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ أَخَذَهُ أَصْحَابُ الْحَرْثِ وَرَدُّوا الْغَنَمَ إِلَى أَصْحَابِهَا یعنے میں بکریاں کھیت والوں کو دیدوں تو وہ بکریوں کا بچہ اور دودھ وغیرہ سب چیزوں سے فائدہ اٹھاتے رہیں اور بکریاں والے کھیتی والوں کی زمین میں بیج ڈالیں جیسے تخم ڈالا تھا جب کھیتی ویسی طیار ہو جاوے جیسے تھی تو کھیتی کھیتی والے لے لیں اور بکریاں بکری والوں کو دیدیں

حماد بن سلمة عن علي بن زيد قال حدثني خليفة عن ابن عباس اور مرہ نے اس طرح روایت کیا کہ انھوں نے

ها الحرث الذي نفشت فيه الغنم انما كان كرما قد تدلت ورقته ولا عنقود من عنب الا اكلته فاتوا داود فاعطاهم رقابها فقال سليمان لا بل تؤخذ الغنم فيعطاها اهل الكرم فيكون لهم لبنها ونفعها ويعطى اهل الغنم الكرم فيعمرونه ويصلحونه حتى يعود كالذي كان ليلة نفشت فيه الغنم ثم يعطى اهل الغنم غنمهم واهل الكرم كرمهم یعنے جس کھیت کو بکریاں روند گئیں تھیں وہ انگور کا کھیت تھا تو بکریوں نے ایک پتّا بھی نہ چھوڑا اور نہ کوئی خوشہ جس کو کھا نہ لیا تو کھیت والے داؤد علیہ السلام پاس جھگڑا لائے آپ نے انکو بکریاں دلوادیں سلیمان علیہ السلام نے فرمایا فیصلہ یون نہیں ہے فیصلہ تو یون ہے کہ بکریاں تو انگور باغ والون کو دیجاویں اور وہ ان کا دودھ پیا کریں اور اسکے سوا اور فوائد بھی لیتے رہیں اور جو باغ تھا (تھا) اور بکری والون کو کھیت دیجاوے وہ اسکو آباد کریں اور اسکی اصلاح کریں یہانتک کہ وہ اسی حالت پر آجاوے جسپر کہ باغ اس رات میں تھا جس میں بکریوں نے اسکو روندا اور کھایا پھر بکری والون کو انکی بکریاں دیجاویں اور باغ والون کو انکا باغ دیاجاوے رواه ابن ابي حاتم باسناده وهكذا قال شريح ومرة ومجاهد وقتادة وابن زيد وغير واحد اسمعیل نے عامر سے روایت کیا کہ دو شخص قاضی شریح کے پاس آئے اور ایک نے کہا کہ اس شخص کی بکریوں نے میرا تانا توڑ ڈالا قاضی شریح نے فرمایا دن کو یا رات کو اگر دن میں اسکی بکریوں نے تیرا تانا توڑا تو بکری والا بری الذمہ ہے اس لئے کہ دن کو خود تجھے حفاظت لازم ہے اور اگر رات میں اسکی بکریوں نے تیرا تانا توڑا ہے تو بکری والا ضامن ہے پھر شریح نے یہی آیت پڑھی وداود وسليمان اذ يحكمان في الحرث اذ نفشت فيه غنم القوم وكنا لحكمهم شاهدين رواه ابن جرير باسناده حافظ ابن کثیر نے کہا شریح کا یہ قول حدیث کے موافق ہے جسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے لیث بن سعد کی حدیث سے نکالا ہے زہری سے انہوں نے حرام بن محیصہ سے کہ براء بن عازب رض کی اونٹنی ایک باغ میں چلی گئی اور اسکو اسنے خراب کردیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا على اهل الحوائط حفظها بالنهار وما افسدت المواشي بالليل ضامن على اهلها یعنے دن میں باغ والے اپنے باغوں کی حفاظت کریں اور مویشی جس چیز کو رات میں خراب کر جاویں تو وہ نقصان جانور والون کو بھرنا ہوگا وقد علل هذا الحديث اور اس مسئلہ پر ہمنے کتاب الاحکام میں بڑی بسط کے ساتھ گفتگو کی وبالله التوفيق اور جو فرمایا ففهمناها سليمان وكلا آتينا حكما وعلما اس کی تفسیر میں ابن ابی حاتم نے باسنادہ روایت کیا کہ ایاس بن معاویہ کو جب قاضی بننے کے لیے کہا گیا تو حسن بصری اسکے پاس آئے

اور ایاس بولے کہ حسن بصری بولے آپ کیسے معلوم ہیں فرمایا اے ابو سعید مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ قاضی کے اقسام ہیں جس قاضی
نے اجتہاد کیا اور اس نے غلطی کی تو وہ دوزخ میں گیا اور جس قاضی نے خواہش کی طرف میلان کیا وہ بھی دوزخ میں گیا اور
جس قاضی نے اجتہاد کیا اور اسکا اجتہاد درست ہوا تو وہ جنت میں جاویگا اور حسن بصری نے فرمایا اللہ عزوجل نے جو
ہمارے لیے بیان فرمایا ہے یعنے قرآن مجید آیا ہے اس میں داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا قصہ بیچ ہے اور انبیا
حاکم ہوتے ہیں اور ان میں سے سلیمان نے داؤد علیہ السلام کے فیصلے کو رد کر دیا اور اللہ نے فرمایا وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ
إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ تو اللہ عزوجل نے سلیمان علیہ
السلام پر ثنا کی اور داؤد علیہ السلام پر مذمت بیان نہیں کی حالانکہ انہوں نے اجتہاد میں خطا کی اور اللہ عزوجل نے تو
حاکموں کو تین باتوں پر مجبور کیا ہے ایک تو یہ کہ حکم کے ساتھ تھوڑا سا مول لیں یعنے رشوت لیکر خلاف حق فیصلہ نہ
کریں دوسرا فیصلہ میں خواہش کی تابعداری نہ کریں تیسرا فیصلہ کرنے میں کسی سے خوف نہ کریں پھر حسن بصری نے یہ آیت پڑھی
يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ
اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ یعنے اے داؤد ہم
نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ چل جی کی چاہ (خواہش) پر پھر وہ خواہش (
تجھکو بچلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے انکو سخت مار ہے اس پر کہ بھلا دیا دن حساب کا اور فرمایا فَلَا
تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ یعنے سو تم نہ ڈرو (فیصلہ کرنے میں) لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور فرمایا وَلَا تَشْتَرُوا
بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا یعنے اور مت خرید کرو میری آیتوں پر مول تھوڑا حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے انبیاء
علیہم السلام تو وہ سارے معصوم ہیں اور اللہ عزوجل کی طرف سے انکی تائید کی جاتی ہے اور اس مسئلہ میں سلف اور
خلف کے علماء محققین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور پیغمبروں کے سوا اور لوگ تو وہ ہرگز معصوم نہیں ہیں
بخاری میں عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَصَابَ فَلَهُ
أَجْرَانِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ یعنے جب حاکم اجتہاد کرے تو اجتہاد میں صواب کو پہونچے تو اسکو دوگنا اجر
ملتا ہے اور اگر اجتہاد کیا تو اس میں غلطی کی تو ایک اجر ملتا ہے تو یہ حدیث کی نص اس وہم کو رد کرتی جو ایاس بن معاویہ
سے واقع ہوا کہ مجتہد اگر اجتہاد میں غلطی کرے تو وہ دوزخ میں جاویگا واللہ اعلم اور سنن (اربعہ) میں مروی ہے
کہ حاکم تین طرح کے ہوتے ہیں ایک حاکم جنت میں جاتا ہے اور دو دوزخ میں جنت میں تو وہ حاکم جاتا ہے جس نے
حق کو دیکھا اور اسکے ساتھ فیصلہ کیا اور وہ دو حاکم جو دوزخ میں جاویں گے ان میں کا ایک تو وہ ہے

جس نے بمہارت کے ساتھ فیصلہ کیا دوسرا وہ جس پر حق روشن ہوگیا اور اسکے برخلاف فیصلہ کیا تو وہ دوزخ میں جاویگا
اور یہی قصہ کے موافق ہے جو قرآن میں مذکور ہے اور حدیث جو امام احمد نے اپنی مسند میں نکالا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَانِ لَهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَأَخَذَ أَحَدَ الِابْنَيْنِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ
فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا فَدَعَاهُمَا سُلَيْمَانُ فَقَالَ هَاتُوا السِّكِّينَ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى
يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا لَا تَشُقَّهُ فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى یعنے اگلے زمانے میں ایک وقت دو عورتیں راہ میں تھیں
انکے ساتھ انکے دو بیٹے تھے (ہر ایک کا ایک) بہیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بیٹے کو لیکر چلدیا اونہوں نے جھگڑا کیا داؤد
علیہ السلام کے پاس تو انہوں نے وہ بیٹا جو (باقی رہ گیا تھا) بڑی عورت کو دلا دیا وہ دونوں جب کچہری سے باہر آئیں تو
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں کو بلایا اور بولے چھری لاؤ میں اسکو کاٹ کر تم دونوں میں بانٹ دوں
آدہوں آدہ تو بڑی تو چپ ہی اسلیے کہ وہ اسکا بیٹا نہ تہا اسکے مر جانے پر اسکو کیا غم اور چہوٹی بولی اللہ آپ پر
مہربانی کرے وہ اسیکا بیٹا ہے آپ اسکو کاٹنے مت تو آپ نے اس بیٹے کی چہوٹی عورت کے حق میں ڈگری کر دی
اور اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے بہی نکالا اپنی اپنی صحیح میں اور نسائی نے اس حدیث پر یوں باب مقرر کیا بَابُ
الْحَاكِمِ يُوهِمُ خِلَافَ الْحُكْمِ لِيَسْتَعْلِمَ الْحَقَّ یعنے امام یا حاکم حق بات دریافت کرنیکے لیے فیصلہ کے مخالف بہی
حکم کر سکتا ہے وہم کے طور پر اور ایسا ہی قصہ حافظ ابو القاسم بن عساکر نے سلیمان علیہ السلام کے ترجمہ میں بیان کیا
اپنی تاریخ میں حسن بن سفیان کے طریق سے اس نے صفوان بن صالح سے اس نے ولید بن مسلم سے اس نے سعید بن
بشیر سے اس نے قتادہ سے اس نے مجاہد سے اس نے ابن عباسؓ سے اور ایک طویل قصہ بیان کیا جسکا خلاصہ یہ ہے إِنَّ
امْرَأَةً حَسْنَاءَ فِي زَمَانِ بَنِي إِسْرَائِيلَ رَاوَدَهَا عَنْ نَفْسِهَا أَرْبَعَةٌ مِنْ رُؤَسَائِهِمْ فَامْتَنَعَتْ عَلَى
كُلٍّ مِنْهُمْ فَاتَّفَقُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ فَشَهِدُوا عَلَيْهَا عِنْدَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهَا مَكَّنَتْ مِنْ
نَفْسِهَا كَلْبًا لَهَا قَدْ عَوَّدَتْهُ ذَلِكَ مِنْهَا فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا فَلَمَّا كَانَ عَشِيَّةُ ذَلِكَ الْيَوْمِ جَلَسَ سُلَيْمَانُ
وَاجْتَمَعَ مَعَهُ وِلْدَانٌ مِثْلُهُ فَانْتَصَبَ حَاكِمًا وَتَزَيَّا أَرْبَعَةٌ مِنْهُمْ بِزِيِّ أُولَئِكَ وَآخَرُ بِزِيِّ الْمَرْأَةِ
وَشَهِدُوا عَلَيْهَا بِأَنَّهَا مَكَّنَتْ مِنْ نَفْسِهَا كَلْبًا فَقَالَ سُلَيْمَانُ فَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فَقَالَ لِأَوَّلِهِمْ مَا كَانَ
لَوْنُ الْكَلْبِ فَقَالَ أَسْوَدُ فَعَزَلَهُ وَاسْتَدْعَى بِالْآخَرِ فَسَأَلَهُ عَنْ لَوْنِهِ فَقَالَ أَحْمَرُ وَقَالَ الْآخَرُ أَغْبَرُ
وَقَالَ الْآخَرُ أَبْيَضُ فَأَمَرَ عِنْدَ ذَلِكَ بِقَتْلِهِمْ فَحُكِيَ ذَلِكَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَدْعَى مِنْ فَوْرِهِ
بِأُولَئِكَ الْأَرْبَعَةِ فَسَأَلَهُمْ مُتَفَرِّقِينَ عَنْ لَوْنِ ذَلِكَ الْكَلْبِ فَاخْتَلَفُوا عَلَيْهِ فَأَمَرَ بِقَتْلِهِمْ یعنے

بنی اسرائیل میں ایک عورت خوبصورت تھی جسکو بنی اسرائیل میں سے چار رئیسوں نے ارادہ وصل کا کیا اوسنے انکار کیا تو وہ
سب آپس میں باہم اتفاق کیا کہ اسکو کسی طرح تکلیف پہونچاویں اور داؤد علیہ السلام کے پاس جا کر گواہی
دی کہ اس عورت نے ایک کتے کو اپنے اوپر قادر کیا ہے انہوں نے کہا کہ اس فعل کی عادت اول سے ہے حضرت داؤد
علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت کو رجم کیا جاوے اسدن کے پچھلے پہر سلیمان علیہ السلام ایک جگہ بیٹھے اور لڑکے
پاس بیٹھے کھیلنے کیواسطے اکٹھے ہوئے تو آپ حاکم بن بیٹھے اور چار آدمیوں کو وہی
لباس پہنایا جو ان چاروں نے پہنا ہوا تھا جنھوں نے عورت خوبصورت پر جھوٹی گواہی دی تھی اور ایک لڑکے کو
عورت کا لباس پہنایا تو ان چاروں لڑکوں نے جنکو ان چار شاہدوں کیطرح پہنایا گیا تھا گواہی دی کہ اس عورت نے اپنے کتے
کو اپنی جان پر قدرت دی دیا اس سے زنا کراتی ہے سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ان چاروں شاہدوں کو جدا جدا کر
کرو ایک کو پوچھا جس کتے سے یہ زنا کراتی ہے اسکا کیا رنگ ہے وہ بولا اسکا سیاہ رنگ ہے اسکو کنارے کر دیا دوسرے کو
بلایا اور پوچھا اس کتے کا کیا رنگ ہے وہ بولا اسکا رنگ سرخ ہے اسکو بھی باہر کر دیا تیسرے کو بلا کر دریافت کیا تو
بولا شتر رنگ ہے اسکو بھی باہر کر دیا چوتھے کو بلا کر پوچھا تو وہ بولا وہ کتا سفید ہے تو اسوقت حضرت سلیمان علیہ السلام
نے یہ فیصلہ کیا کہ ان چاروں شاہدوں کو قتل کیا جاوے حضرت داؤد علیہ السلام پاس یہ حکایت اور انکی کہیں بیان
کی گئی تو انہوں نے فوراً ان چاروں کو طلب کیا اور اسیطرح جدا جدا ان سے دریافت کیا کہ اس کتے کا کیا رنگ
ہے انہوں نے اسکا رنگ بتانے میں اختلاف کیا آپنے فرمایا انکو قتل کر دیا جاوے اور یہ جو فرمایا کہ داؤد علیہ السلام
کے ساتھ پہاڑ تابع کیے تسبیح پڑھتے تھے اسکے ساتھ اور تابع کیے اڑتے جانور آخر آیت تک تو اسلیے کہ آپ
خوش الحان کے ساتھ زبور پڑھتے تھے جب آپ اسکے ساتھ ترنم کرتے تو جانور ہوا میں کھڑے ہو جاتے اور آپکے پڑھنے
کے ساتھ وہ بھی پڑھتے اور اسیلیے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو موسی اشعری کے گھر پر گذرے اور وہ رات کو قرآن مجید
پڑھ رہے تھے اور ان کی آواز نہایت عمدہ تھی تو آپ وہاں کھڑے ہوگئے اور اسکا پڑھنا کان لگا کر سنا اور فرمایا لقد
اوتی مزمارا من مزامیر آل داؤد یعنے بیشک ابو موسی اشعری کو داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے ورثہ
ملا پھر ابو موسیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں جانتا کہ آپ میرا پڑھنا سن رہے ہیں تو میں بہت عمدہ کرکے پڑھتا ابو عثمان نہدی
کہتے ہیں ما سمعت صوت صنج ولا بربط ولا مزمار مثل صوت ابی موسی یعنے میں نے کسی جھانجھ اور نہ
کسی بربط اور نہ کسی باجے کا آواز سنا جو ابو موسی کی آواز جیسا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا لقد اوتی مزمارا من مزامیر آل داؤد اور یہ جو فرمایا کہ ہمنے داؤد کو ایک ستار اپنا دیا اسکا باتوں سے

نہ ہوں گا بنانا مراد ہے قتادہ کہتے ہیں کہ زرہیں داؤد علیہ السلام سے پہلے تختوں کی طرح ہوتی تھیں اور کڑیوں کو پہلے انہوں نے ہی جوڑا کما قال تعالیٰ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ یعنے اور نرم کر دیا ہم نے اسکو لوہا کہ بنا کشادہ زرہیں اور اندازے سے جوڑ کڑیاں اور کرو تم سب کام بھلا میں جو کرتے ہو دیکھتا ہوں اور اسی واسطے فرمایا لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ اور یہ جو فرمایا اور سلیمان کو تابع کی ہوا جھپٹے سے چلتے اسکے حکم سے اس زمین کی طرف جہاں برکت دی ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے تو یہ اس طرح کہ آپ نے ایک تخت بنوایا لکڑی کا بہت بڑا جس پر وہ سب چیزیں اٹھ لیتے جنکی امور مملکت میں ضرورت و حاجت ہوتی ہے اور اشیاز از قسم گھوڑے اور اونٹ اور خیمے اور لشکر پھر آپ ہوا کو اٹھانے کا ارشاد فرماتے وہ نیچے ہو کر اس کو اٹھا لیتی اور آپ کو مع آپکے سب اتباع کے لے چلتی اور آپ پہ جانور سایہ کر آپ کو گرمی سے بچاتے جہاں آپ کو اترنا ہوتا وہاں اترتے اور آلات اور حشم ولشکر کو اتار لیتی کما قال تعالےٰ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ یعنی پھر ہم نے تابع کی اسکے ہوا چلتی اسکے حکم سے نرم نرم جہاں پہونچنا چاہتا اور فرمایا غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنے اور سلیمان کے آگے ہوا صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کو اعلیٰ چھ لاکھ کرسیاں بچھائی جاتی تھیں اور آپکے گرداگرد انسانوں میں سے مسلمان بیٹھ جاتے پھر انکی پچھلی صف میں جنوں میں کے مسلمان پھر آپ جانوروں کو ارشاد فرماتے سایہ کرنیکا پھر ہوا کو حکم دیتے ان کے اٹھانے کا علیہ التحیۃ والتسلیم عبد اللہ بن عمیر کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام ہوا کو حکم دیتے وہ بڑی پہاڑ کی طرح اکٹھا ہو جاتی ہے پھر آپ فرماتے ایک فرش بچھانے کو لیے وہ زمین میں سے ایک بلند مکان پر بچھایا جاتا پھر آپ ان گھوڑوں کو منگواتے جنکے پر ہوتے پھر وہ اٹھتے یہاں تک کہ آپکے اس فرش پر چڑھ جاتے پھر وہ ہوا آپ کو آسمان کے نیچے پھر نیچے پر سے اٹھا لیجاتے اور آپ سر جھکائے بیٹھے رہتے داہنے بائیں خیال نہ کرتے اللہ عزوجل کی تعظیم کے لیے اور اس شکر کے لیے کہ اسکی سلطنت اور مملکت کے مقابل میری ملک کی کچھ حقیقت نہیں ہے یہاں تک کہ ہوا آپ کو وہاں رکھ دیتی جہاں آپ اترنا چاہتے اور یہ جو فرمایا اور تابع کیے سلیمان کے کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکو واسطے آخر تک تو اس سے غرض یہ ہے کہ وہ جن جو دریا میں غوطہ لگا کر لاتے جواہر اور لوہا دریا سے نکلواتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور فرمایا اور جو اسکے سوا ان سے کچھ اور کام لیتے سو تو یہ کہ عمارتیں بنواتے بھاری بھاری کام ان سے لیتے کما قال تعالیٰ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ یعنے اور تابع کیے سلیمان علیہ السلام

کے شیطان یا سی عمارت کرتے اور غوطہ لگانے والے اور کتنے اور بندھے ہوئے زنجیرون مین اور یہ جبر دیا یا اور ہم ہی انکو تھامے
ہوئے تھے تو اس سے یہ غرض ہے کہ اللہ عزوجل ہی سلیمان علیہ السلام کو بچاتا تھا اس سے کہ آپ کو کوئی جن تکلیف پہنچا دے
بلکہ سارے جن آپکے قبضہ اور قہر کے تحت مین تھے کسی کو دلیری نہ تھی کہ آپکے نزدیک ہو سکے بلکہ آپ ان مین جو
حکم لگانا چاہتے لگاتے اگر چاہتے انکو چھوڑ دیتے اور اگر چاہتے تو جکڑ دیتے ولہذا فرمایا وآخرین مقرنین فی الاصفاد
انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر وفتح البیان کا بیان یہ ہے کہ داؤد اور سلیمان کے ذکر سے انکی خبر اور قصے
کا ذکر کرنا مراد ہے بعض نے کہا وہ مزرعت کی کھیتی تھی اور یہ عرف کے بہت قریب ہے اور بعض نے کہا وہ انگور کا
کھیت تھا اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے و بہ قال ابن عباس اور حرث کا لفظ کھیت اور انگور کے کھیت
دونون پر اطلاق آتا ہے مگر کھیتی مین وہ اخیر کا کھیت تھا ابن سکیت کہتے ہین نفش ذرن اور رفا کی فتح کے
ساتھ یہ ہے کہ بکریان چرانے والے سے سوا رات کو بیل ٹہرین اور غنم القوم سے بعض لوگون کی بکریون کا
ریوڑ مراد ہے داؤد علیہ السلام کی بات سے اور لحکمہم کے لفظ مین اللہ تعالی نے دو شخصون پر جمع کا اطلاق کیا
اس سے معلوم ہوا کہ تثنیہ پر جمع کا اطلاق ہو سکتا ہے اور یہی اہل عربیت کی ایک جماعت کا قول ہے جیسے زمخشری
اور رضی اور ان دونون سے فرار نے اس قول کیطرف سبقت کی ہے اور تثنیہ کے مقام مین جمع کا اطلاق کیا
گیا ہے مجازا یا اسلیے کہ تثنیہ جماعت ہے اور کم سے کم جماعت دو عدد ہوتے ہین اکثر اسپر دلالت کرتی ہے
لحکمہما کی قرءت بعض نے کہا ضمیر عود کرتی ہے دونون حاکمون اور محکوم علیہ کیطرف تو یہ تو یقینا جماعت ہمین
اور اس صورت مین حقیقت اور مجاز کے درمیان جمع ہو جاتی ہے اسلیے کہ حقیقت تو یہ ہے کہ مصدر کو فاعل کیطرف
مضاف کیا جاوے اور مصدر کا مفعول کیطرف مضاف کرنا تو یہ مجاز ہے اور شاہدین سے حاضرین مراد ہین
اور یہ جملہ معترضہ ہے اور بیہقی نے سنن مین ابن مسعود سے روایت کیا جسکے لفظ یہ ہین کہ انگور کے خوشے نکلے
ہوئے تھے تو اسکو بکریون نے بگاڑ ڈالا داؤد علیہ السلام نے بکریان باغ والون کو دلا دین تو سلیمان علیہ
السلام نے فرمایا غَیْرَ ھٰذَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یعنے فیصلہ نہین ہے اسطرح کے پیغمبر ہیں ہر کیونکر ہے فرمایا یُدْفَعُ
الْکَرْمُ اِلٰی صَاحِبِ الْغَنَمِ فَیَقُوْمُ عَلَیْہِ حَتّٰی یَعُوْدَ کَمَا کَانَ وَتُدْفَعُ الْغَنَمُ اِلٰی صَاحِبِ الْکَرْمِ
فَیُصِیْبُ مِنْہَا حَتّٰی اِذَا عَادَ الْکَرْمُ کَمَا کَانَ دُفِعَتِ الْکَرْمُ اِلٰی صَاحِبِہٖ وَالْغَنَمُ اِلٰی صَاحِبِہَا قَالَ
قولہ فَفَہَّمْنٰہَا سُلَیْمٰنَ یعنے پانچ بکری والون کو سپرد کیا جاوے اور وہ اسکا کام کاج کرین یہانتک کہ ویسا
ہو جاوے جیسا تھا (جس رات بکریون نے مسل ڈالا) اور بکریان باغ والون کو دیجاوین اور وہ ان سے فائدہ

تہا وین جب باغ جیسے تہا ویسا ہو جاوے تو باغ باغ والون کو دیا جاوے اور بکریان بکری والے لے لین اور یہی معنی ہین اسے
عزوجل کے قول ففہمنٰہا سلیمان کلاًّ آتینا کے اور مسروق سے اسی طرح مروی ہے وکذا عن ابن عباسؓ لیکن ابن عباسؓ کے اثر مین
کرم کا ذکر نہین ہے اور ابن عباسؓ ہی سے طویل اثر بہی مروی ہے اور ابوہریرہؓ کی وہ حدیث بیان کی جسکو بخاری اور
مسلم وغیرہما نے نکالا اور ابن کثیر نے مذکور ہوئی کہ ایک وقت دو عورتین اکٹہی تہین انمین سے ہر ایک کے ساتہ انکا
ایک بیٹا تہا بہیڑیا آیا اور ان مین سے ایک بچے کو اٹہا کرلے گیا وہ دونون داؤد کے پاس جہگڑا لائین تو آپ نے اس بچے کی
بڑی عورت کے حق مین ڈگری کردی تو وہ دونون نکلین داؤد کی کچہری سے ان کو سلیمان علیہ السلام نے بلایا اور فرمایا
چہری لاؤ مین اسکو کاٹ کر تم دونون مین تقسیم کردون چہوٹی بولی اللہ تجہہ پر رحم کرے اسکو نہ کاٹ (یہ اسیکا بیٹا ہے)
تو سلیمان علیہ السلام نے چہوٹی عورت کے حق مین بچے کی ڈگری دیدی علامہ ابوالطیب نے کہا یہ حدیث اگرچہ اس قصہ مین
داخل نہین ہے جسکو آیت نے حکایت کیا لیکن یہ بہی منجملہ ان واقعات کے ہے جو داؤد و سلیمان علیہما السلام کے فیما بین واقع
ہوئی مفسرین نے کہا ہے کہ دو مرد داؤد علیہ السلام پاس آئے اور آپکے پاس آپکے بیٹے سلیمان علیہ السلام بہی موجود تہے
ان دونون مین سے ایک کہیت والا تہا اور دوسرا بکری والا کہیت والا بولا اسکی بکریان رات مین چہوٹ گئین
اور میرے کہیت مین پڑ گئین اور انہون نے اسکا ایک پتا بہی نہین چہوڑا داؤد علیہ السلام نے فرمایا بکریان تو لے جا سلیمان
علیہ السلام نے فرمایا کیا اسکے سوا فیصلہ نہین ہے وہ یہ کہ باغ والے بکریان لیجاوین اور وہ انکے دودہ پنیر مین اور
ان سے فائدہ اٹہاوین اور بکریان والے باغ پر متعین ہوکر باغ کی حفاظت کرین یہانتک کہ جب باغ ایسا ہو جاوے
جیسا اس پہلی حالت مین تہا جس رات بکریون نے اسکو روندا تو انکی بکریان انکو دیجاوین اور انکا باغ ان کو دیا جاوے داؤد
علیہ السلام نے فرمایا اَلْقَضَاءُ مَا قَضَیْتَ فیصلہ وہی ہے جو تو نے فیصلہ کیا اور اسی کے ساتہ انکو حکم کیا نحاس
کہتے ہین داؤد علیہ السلام نے بکریان کہیت والون کو دلائین اسلیے کہ بکرین کا مول باغ کے مول کے قریب قریب
تہا اور داؤد علیہ السلام کے فیصلے مین یہہ کہا گیا ہے کہ اس مین طرفین سے کسیکا نقصان نہین تہا بلکہ مساوات تہی
علما کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ داؤد نے فیصلہ وحی کے ساتہ کیا اور سلیمان نے بہی وحی کے ساتہ کیا لیکن جو وحی
سلیمان کو ہوئی وہ ناسخ تہی اس وحی کی جسکے ساتہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا تہا اور یہ تفہیم جسکا ذکر اللہ
نے کیا ہے وہ وحی کے طریق سے ہوگی اور جمہور کا یہ قول ہے کہ ان دونون کا فیصلہ اجتہاد کے ساتہ تہا اور انبیاء کے
اجتہاد کے حکم مین اہل علم کی گفتگو مشہور ہے اور اسیطرح بعد کو یہی معروف ہے جو انہون نے مجتہدین کے اختلاف مین
بیان کیا ہے اور اس مین بہی اختلاف ہے کہ آیا ہر ایک مجتہد مصیب ہوتا ہے یا ان مین سے ایک اور اس آیت سے

ان لوگون نے دلیل لی ہے جو کہتے ہین کہ ہر مجتہد مصیب ہے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ غلطی پر کوئی گناہ نہین ہے اور رہا یہ امر کہ ہر ایک دونون مین سے مصیب تھا پس نہ آیت دلالت کرتی ہے نہ اسکے سوا کوئی اور آیت بلکہ متفق علیہ حدیث نے تصریح کر دی ہے کہ ایک مفتون سے غلطی ہوتا ہے اسطرح کہ آپنے فرمایا إِنَّ الْحَاكِمَ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِنِ اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ یعنے حاکم جب اجتہاد کرے اور صواب کو پہونچے تو اسکے واسطے دوگنا اجر ہے اور اگر غلطی کرے تو اسکے لیے ایک اجر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلطی کرنیوالے کا خطی نام رکھا اب کیونکر کہہ سکتے ہین کہ جس شخص نے اجتہاد مین غلطی کی وہ مصیب ہے اور اسکی غلطی اللہ تعالی کے علم کے موافق ہے کیونکہ اللہ کا حکم ایک ہے اختلاف مجتہدین سے مختلف نہین ہوتا ورنہ لازم آویگا مجتہدون کی اجتہادون پر اللہ عزوجل کے حکم کا موقوف ہونا اور لازم باطل ہے تو ملزوم بھی باطل ہوا اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ جس چیز کی حلت اور حرمت مین مجتہدین نے اختلاف کیا ہے وہ چیز اللہ کے علم مین حلال بھی اور حرام بھی ہو اور یہ لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بھی باطل ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے علم مین ہمیشہ ترمیم ہوتی رہی ہو اس مجتہد کے موجود ہونیکے وقت جسکے لیے اس حادثہ مین اجتہاد ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی اس حادثے مین فیصلہ نہین کر سکتا مگر مجتہدون کے فیصلے کے ساتھ تو یہ لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بھی باطل ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ ہر حادثے مین ثواب کو پہنچنا یہ مجتہدون کا کام نہین ہے لیکن بات یہ ہے کہ مجتہد خطا پر آثم نہین ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کہ جب انکے واسطے ظاہر ہوا کہ میرے بیٹے سلیمانؑ کا فیصلہ حق ہے تو اسکی طرف رجوع کیا اور شوکانی نے اس سب کو القول المفید اور ادب الطلب مین باسقدر وضاحت سے بیان کیا ہے جس پر زیادتی متصور نہین ہے جس کو تحقیق حق پر واقف ہونے کا شوق ہو وہ ان دو کتابون کو مطالعہ کرے اور مطالعہ کرے ہماری اس کتاب کا جسکا نام ہمنے حصول المامول من علم الاصول رکھا اور ہماری اس کتاب کا جسکا نام الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ ہے تو ہماری ان دونون کتابون مین یہ مسئلہ اس طرح مفصل مذکور ہے جس مین غیر سے بے نیازی ہے حسن بصری کہتے ہین لَوْلَا هٰذِهِ الْآيَةُ لَرَأَيْتُ الْحُكَّامَ قَدْ هَلَكُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمِدَ هٰذَا بِصَوَابِهٖ وَأَثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِاجْتِهَادِهٖ یعنے اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی تو میرے خیال مین حاکم ہلاک ہو جاتے لیکن اللہ تعالی نے اس آیت مین دونو کی تعریف کی سلیمانؑ کی تعریف کی اسلیے کہ وہ صواب کو پہونچے اور داؤد کی ثنا کی اسلیے کہ انہونے راہ کے واسطے) کوشش کی اور مجاہد کہتے ہین کہ سلیمان علیہ السلام نے جو فیصلہ کیا یہ صلح تھی ورنہ فیصلہ وہی تھا جو داؤد علیہ السلام نے کیا واللہ اعلم پھر اگر اعتراض ہو کہ شریعت محمدیہ اور ملت اسلامیہ مین اس حادثہ کا کیا حکم ہے جس مین داؤد اور سلیمان علیہما السلام نے فیصلہ کیا تو ہم کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے براء کی حدیث سے کہ آپ نے

فرمایا جانور والون پر اپنے جانورون کو رات مین روکے رہین اور باغات والے اپنے باغون کی دنمین نگاہبانی کرین اور جن کے جانور رات
کو رات مین مویشی خراب کر جاوین تو مویشی والے اسکے ضامن ہونگے یعنے جتنا نقصان ہوا ان کو دینا ہوگا اور یہ ضمان اسی
قدر ہوگی جسقدر وہ چیز ضائع ہوئی یا اسکی قیمت اور جمہور نے اسی حدیث کیمینی (?) پر عمل کیا ہے اور ابوحنیفہ اور اسکے اصحاب
اور کوفیون کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور جانور جب کسی کھیتی کو رات مین یا دن مین خراب کر جاوین
تو جانور والون کو کوئی چیز دینا نہین آتی اور انہون نے داخل کیا ان کے فساد کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول
کے عموم مین کہ آپ نے فرمایا جرح العجماء جبار یعنے چوپائے اگر کسیکو زخمی کر ڈالین تو اسکا قصاص باطل ہے اور چوپائے
کے ہر فعل کو انہون نے اسکے زخمی کرنے پر قیاس کیا اور اسکا جواب یہ ہے کہ اس قیاس کا کوئی اعتبار نہین ہے اسلیے
کہ یہ مقابلہ مین نص کے ہے اور بعض علم والون کا یہ مذہب ہے کہ جانور والون کو جو جانورون نے بگاڑ دیا بھرنا ہوگا اور اسمین
رات اور دن مین کوئی فرق نہین کیا اور ان لوگون کا جواب براء (?) کی حدیث ہے اور اس مسئلہ پر علامہ شوکانی نے نیل الاوطار
مین بڑی بسط سے گفتگو کی ہے جو انہون نے منتقے الاخبار کی شرح مین کتاب لکھی ہے اور اسپر دلیل کہ سلیمان اور داؤد
علیہما السلام دونو کا حکم وحی کے ساتھ تھا اجتہاد کے ساتھ نہ تھا اللہ عزوجل کا یہ قول ہے ففہمنا سلیمان اور ہمنے
فرمایا وکلا آتینا حکما وعلما تو اس مین اللہ سبحانہ وتعالی نے خبر دی ہمکو اس امر کی کہ انہون نے ہر ایک کو ان دونون مین سے
یہ دو حکم دیے تھے اور وہ دونون امر اگر خاص ہون تو ان کا صادق آنا اس فیصلہ پر جسکو اللہ سبحانہ تعالی نے داؤد اور
سلیمان سے حکایت کیا مقدم ہے انکے صادق آنے سے اس فیصلے کے غیر پر اور اگر وہ دونو امر عام ہون تو یہ فرد حکم
اور علم سے ہوگا اور وہ یہ ہے کہ جو فیصلہ اس قضیہ مین داؤد اور سلیمان مین سے ہر ایک سے واقع ہوا ہے وہ اس
عام کے افراد سے بہت لائق ہے اسلیے کہ وہ اس عام کے تحت مین داخل ہے اور وہ عام اسپر بطور دلالت بھی کرتا ہے اور
اس سے دفع ہوگیا یہ امر کہ داؤد کا حکم شرعی حکم نہین ہے جو تفہیم کے ساتھ سلیمان کی تخصیص سے خیال مین آتا ہے
اور معنے یہ ہین کہ ہمنے داؤد اور سلیمان دونون مین سے ہر ایک کو حکم اور بہت علم دیا نہ اکیلے سلیمان کو اور جب
تعالی نے داؤد اور سلیمان کی علی سبیل الاشتراک مدح بیان فرمائی تو ہر چیز کا بیان فرمایا جو ہر ایک کے ساتھ ان
دونون مین سے خاص ہے اور داؤد کے حال سے شروع کیا اور فرمایا وسخرنا اور تسخیر کہتے ہین بلا اجرت کام کرنے
کے تکلیف دینے کو اور بیان تذلیل یعنے فرمانبردار کر دینا مراد ہے اور تسبیح سے بمعنی مین ہو سکتا ہے کہ حقیقی تسبیح
مراد ہو اور مجازی تسبیح کا بھی احتمال ہے تسبیح کی حقیقت ہونیکی ایک جماعت قائل ہے اور یہی قرآن کریم کی نظم
کا ظاہر ہے اور یہ اسطرح کہ جب داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے اور بعض نے پہاڑ

اسکے ساتھ نماز پڑھتے جب آپ نماز پڑھتے قال قتادہ اور یہی تسبیح کے معنے مین اور مجاز کی دوسری جماعت قائل
ہے اور انہون نے جبال کی تسبیح کو ان لوگون کی تسبیح پر حمل کیا ہے جو انکو دیکھکر ان کی عظم خلقت اور قدرت
خالق کی وجہ سے تسبیح کرتے ہین بعض نے کہا پہاڑ داؤد علیہ السلام کے ساتھ اسیطرف جاتے جس طرف آپ جاتے
اور جو شخص پہاڑون کو انکے ساتھ چلتے دیکھتا وہ سبحان اللہ کہتا تو انکی تسبیح سے ان دیکھنے والے کی تسبیح مراد ہے
اور ظاہر وقوع ہونا تسبیح کا ہے ان سے نطق کے ساتھ اللہ عزوجل ان مین کلام کو پیدا کردیتے جیسے کنکر حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ مین سبحان اللہ کہتے اور لوگون نے یہ سنا اور پہاڑون کی تسبیح صرف داؤد علیہ
السلام ہی سنتے قال ابو حیان اور جبال کو مقدم کیا طیر پر اسلیے کہ جبال کی تسخیر اور انکی تسبیح مین زیادہ عجبت
ہے اور انکا مسخر کرنا اور ان کا سبحان اللہ کہنا قدرت پہ دلیل ہے اور اعجاز مین داخل ہے کیونکہ جبال جماد مین اور
پرندے حیوان ہین اور حیوان کا ناطق ہونا کچھ تعجب کی بات نہین ہے بلکہ بعض پرندے جیسے طوطا مینا وغیرہ تو باتین
بھی کرتے ہین سکھانے سے لبوس عرب کے نزدیک ہتھیار کو کہتے ہین وہ زرہ ہو یا جوشن تلوار ہو یا برچھی اور آیت
مین خاص زرہ مراد ہے اور لباس بمعنی ملبوس کے ہے جیسے رکوب اور حلوب کہتے ہین پہلا جس نے زرہ بنائی
اور انکو پرویا اور کڑیان بنائین وہ حضرت داؤد علیہ السلام ہی ہین اور اس سے پہلے تختے تھے کہتے ہین اللہ نے
نرم کردیا لوہا داؤد علیہ السلام کیواسطے اسکو آگ مین ڈالنے کے سوا کام مین لاتے گویا وہ آپکے لیے موم ہوتا پھر اللہ
تعالی نے اس چیز کا بیان فرمایا جسکے ساتھ اس نے سلیمان علیہ السلام کو خاص کیا اور فرمایا ولسلیمان الریح الآیات

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ
مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ اور ایوب

کو جس وقت پکارا اپنے رب کو کہ مجھکو پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والون سے رحم والا پھر ہمنے سن لی اس
کی پکار اور ہٹا دی جو اسپر تھی تکلیف اور دیے اسکو اسکے گھر والے اور انکے برابر ساتھ انکے اپنے پاس کی مہر سے
اور نصیحت ہے بندگی والون کو حضرت ایوب کو حق تعالی نے دنیا مین سب طرح سے آسودہ کیا تھا کھیت اور مواشی
اور لونڈی غلام کمانے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور تھے شکر گذار رہتے پھر آزمانے کو انپر شیطان
کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے مواشی مر گئے اور اولاد کبھی دب گئی دوستدار الگ ہو گئے بدن مین آبلہ پڑکر کیڑے
پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت مین شاکر تھے ویسے بلا مین صابر رہے ایک قرن کے بعد یہ دعا کی اللہ
تعالے نے اولاد مری ہوئی جلا دی اور نئی اولاد دی زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر اور نہا کر چنگے ہو گئے

اور سوا انجی کی ثمریان سائین اور سطح درست کرتا تھی انتہی مافی موضح القرآن اللہ عزوجل اس بلا اور امتحان اور آزمایش کا مذکور فرماتا ہے جو ایوب علیہ السلام کو انکو مال یا اولاد اور بدن مین پہونچی اور یہ اس طرح ہو کہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین ہر طرح آسودہ کیا تھا چوپائے اور دواب اور انعام اور حرث بہت کچھ تھا اور اولاد افراد گھر عمدہ تو آپ کو ان سب مین آزمایا گیا اور جو کچھ آپکے پاس تھا سب کچھ برباد ہوگیا پھر آپ بدن مین آزمائے گئے بعض نے کہا جذام کی بیماری کے ساتھ اور آپکے مبارک وجود پر جسد مین دل اور زبان کے علاوہ کوئی عضو صحیح و سالم نہ رہا دل اور زبان کے ساتھ اللہ کو یاد کرتے اور آپ سے آپکے پاس بیٹھنے والے کو تکلیف پہونچتی اور آپ شہر سے باہر نکال دیے گئے اور ایک عورت کے سوا جو آپکی بی بی تھی کوئی رفیق نہ رہا وہ جیسے نعمت مین شاکر تھی ویسے ہی بلا مین بھی صابر رہی اور آپکے امر پر قائم اور لوگون کی محنت مزدوری کر کر آپ کو کھلاتی پلاتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الصّٰلِحُوْنَ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یعنے سب لوگون پر زیادہ تکلیف اور آزمایشین پیغمبرون کو پہونچتی ہین پھر نیکون کو پھر ان سے کم درجے والون کو پھر ان سے کم مرتبہ والون کو اور دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِهٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِهٖ صَلَابَةٌ زِیْدَ فِیْ بَلَائِهٖ یعنے مرد کو اسکے دین کے موافق آزمایا جاتا ہے اگر اسکے دین مین صلابت ہوتی ہے تو اسکو زیادہ آزمایا جاتا ہے اور حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے پیغمبر بڑے اعلیٰ درجہ کے صابر تھے اور صبر مین لوگ ایوب علیہ السلام ہی کی مثل بیان کیا کرتے ہین یزید بن میسرہ کہتے ہین جب اللہ عزوجل نے ایوب علیہ السلام کو مبتلا کیا اور انکا اہل اور مال اور اولاد سب ہلاک ہوگیا اور آپ کی کوئی چیز نہ رہی تو آپ اللہ کو بہت یاد کرتے پھر فرماتے اَحْمَدُكَ رَبَّ الْاَرْبَابِ الَّذِیْ اَحْسَنْتَ اِلَیَّ اَعْطَیْتَنِیَ الْمَالَ وَالْوَلَدَ فَلَمْ یَبْقَ مِنْ قَلْبِیْ شُعْبَةٌ اِلَّا قَدْ دَخَلَهُ ذٰلِكَ فَاَخَذْتَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ مِنِّیْ وَفَرَّغْتَ قَلْبِیْ فَلَیْسَ یَحُوْلُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ شَیْءٌ لَوْ یَعْلَمُ عَدُوِّیْ اِبْلِیْسُ بِالَّذِیْ صَنَعْتَ حَسَدَنِیْ قَالَ فَلَقِیَ اِبْلِیْسُ مِنْ ذٰلِكَ مُنْكَرًا مین تیری تعریف کرتا ہون اے سب مالکون کے مالک تو نے میری طرف احسان کیا تو نے مجھکو مال دیا اور اولاد دی اور میرے دل کا کوئی کنارہ باقی نہین رہا تھا مگر ان چیزون کی محبت اس مین اثر کر گئی تھی اب تو نے یہ سب چیزین مجھ سے لے لین اور میرے دل کو فارغ کر دیا اب میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہین ہے اگر میرا دشمن ابلیس جانے گا کہ تو نے میرے ساتھ یہ کام کیا ہے تو وہ میرے ساتھ حسد کرے گا یزید بن میسرہ کہتے ہین تو ابلیس کو اس سے صدمہ پہونچا ایوب بن میسرہ کہتے ہین اور ایوب علیہ السلام نے فرمایا یا رب اِنَّكَ اَعْطَیْتَنِی الْمَالَ

وَالْوَلَدِ فَلَمْ یَتَّجِعْ عَلٰی بَابِیْ اَحَدٌ یَشْکُوْ بِظُلْمٍ ظَلَمْتُہٗ وَاَنْتَ تَعْلَمُ ذٰلِکَ وَاِنَّہٗ کَانَ یُوْطَأُ لِیْ
الْفِرَاشُ فَاَتْرُکُہَا وَاَقُوْلُ لِنَفْسِیْ یَا نَفْسُ اِنَّکِ لَمْ تُخْلَقِیْ لِوَطْءِ الْفِرَاشِ مَا تَرَکْتُ ذٰلِکَ اِلَّا ابْتِغَاءَ
وَجْہِکَ یعنے اے مالک میرے تونے مجھکو مال دیا اور اولاد دی تو میرے دروازہ پر کوئی شخص آکر کھڑا نہین ہوا جو مطالبہ
کرے مجھسے اس ظلم کی بابت جو مینے اسپر کیا ہو اور میرے لیے فراش بچھایا جاتا اور مین اسکو چھوڑ دیتا اور اپنے نفس
کو کہتا اے نفس تو فراشون کو روندنے کے لیے نہین بنا ہے یہ کام نہین کیا مگر تیری رضامندی اور خوشی کے
واسطے رواہ ابن ابی حاتم اور وہب بن منبہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کی خبر مین ایک طویل قصہ مروی
ہے جسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسکو متاخرین مفسرین مین سے بہی بہت
لوگون نے بیان کیا ہے اور اس قصہ مین غرابت ہے طول کے ڈر سے ہمنے اسکو چھوڑ دیا اور مروی ہے کہ آپ
بلا مین بڑی دراز مدت تک مبتلا رہے اب لوگون کا اس مین خلاف ہے کہ آپ کو اس دعا کرنے پر کسنے ابہارا اور
کسنے آپ کو ان کلمات کے کہنے پر برانگیختہ کیا تو حسن اور قتادہ کا یہ قول ہے کہ ایوب علیہ السلام سات سال
تک مبتلا رہے اور کچھ اوپر مہینے بنی اسرائیل نے آپ کو مزبلہ (کوڑے کچرے کے مقام) پر ڈالدیا تہا جانور
اور انکے سوا اور کیڑے مکوڑے آپ کے مبارک جسم پر پہرتے اور اللہ تعالی نے اس آفت اور بلا کو آپ سے
ٹال دیا اور ان کا اجر بڑا کیا اور انپر ثنا کی اور وہب بن منبہ کہتے ہین تین سال تک مبتلا رہے
نہ زیادہ نہ کم سدی کہتے ہین ایوب علیہ السلام کا سارا گوشت گر گیا یہانتک کہ پٹہے اور ہڈیان ہی رہ گئین تو آپ کی
بی بی جو آپکے رفیق رہی وہ آپ پر قیام کرتی (آپکی خبر لیتی) اور راکھ لاکر آپکے نیچے بچھا کر آپ کو اسپر لٹاتی وہ
بولی جب آپکی بیماری کا زمانہ دراز ہو گیا اے ایوب کبہی آپ دعا مانگیے اپنے مالک سے وہ تجھسے اس بلا کو ٹال
دیوے آپنے فرمایا قَدْ عِشْتُ سَبْعِیْنَ سَنَةً صَحِیْحًا فَهُوَ قَلِیْلٌ لِلّٰهِ اَنْ اَصْبِرَ سَبْعِیْنَ سَنَةً یعنے مین نے
ستر سال عافیت مین گذارے تو یہ بلا کا زمانہ ستر سال کی عافیت کے مقابلہ مین کم ہے مین قسم کہاتا ہون کہ مین ستر
سال ہی صبر کرون گا وہ گہبرائین اس سے وہ چلی جاتین اور لوگون کی مزدوری کر کر جو کچہ ملتا آپ کو کہلا جاتین
اور ابلیس پر تلبیس لعین ان مین سے دو شخصون کے پاس گیا جو حضرت ایوب علیہ السلام کے دوست تہے اور بہلی
اور بولا تمہارے بہائی ایوب تو ایسی ایسی تکلیف مین مبتلا ہین وہ دونو آپ پاس بیمارپرسی کے لیے آئے اور
ساتھ اپنے ملک سے شراب ہی لیتے آئے اس لیے کہ وہ اسکو پیے گا تو تندرست ہو جاویگا جب وہ اگر پاس پہونچے تو دیکھے
ایوب علیہ السلام نے فرمایا تم کون ہو وہ بولے ہم فلان اور فلان (آپکے دوست اور بہائی) ہین آپنے ان کو

مرحبا فرمایا اور فرمایا مَرْحَبًا بِمَنْ لَا يَجْفُوْنِيْ عِنْدَ الْبَلَاءِ یعنے وہ شخص جو مجھپر بلا کے وقت جفا نہین کرتا اسکے واسطے مبارک
ہے وہ بولے اے ایوب معلوم ہوتا ہے کہ تو دل مین کوئی اور بات رکہتا ہوگا اور اسکے سوا دوسری بات کا اظہار کرتا ہوگا اسلیئے
اللہ سبحانہ وتعالی نے تجہکو اس آفت مین مبتلا کیا ہے اور تو اس عذاب مین پہنسا ہے تو آپنے اپنا سر مبارک آسمان کی
طرف اٹہایا اور فرمایا هُوَ يَعْلَمُ مَا أَسْرَرْتُ شَيْئًا أَظْهَرْتُ غَيْرَهُ وَلٰكِنَّ رَبِّيْ ابْتَلَانِيْ لِيَنْظُرَ أَصْبِرُ أَمْ أَجْزَعُ
یعنے وہ جانتا ہے کہ مین نے کوئی ایسی پوشیدہ بات نہین کہی جسکے غیر کو مینے ظاہر کیا ہو لیکن میرے مالک نے مجہکو آزمایا
ہے وہ دیکہتا ہے مین صبر کرتا ہون یا گہبراتا ہون وہ بولے اے ایوب ہماری شراب پی لے تو اچہا ہو جاویگا آپ
غصہ ہوئے اور فرمایا تم دونو کو میرے پاس ابلیس خبیث لایا ہے اور اسنے تم کو اسکا امر کیا ہے تمہاری ساتہ بات
کرنا اور تمہارا کہانا اور تمہارا پینا مجہپر حرام ہے وہ دونون اوٹہ گئے آپکے پاس سے اور آپکی بی بی نکلی مزدوری کیواسطے تو انہنے
ایک گہر والون کا کہانا پکایا جنکے ہان بچہ تہا تو ام المومنین نے اس بچے کیواسطے ٹکیا پکائی ان کا بچہ سوتا تہا انہون نے
اسکو جگانا برا اور ناگوار سمجہا انہون نے وہ ٹکیا ام المومنین کو دیدی آپکی بی بی وہ ٹکیا لیکر حضرت ایوب علیہ السلام
کے پاس آئی تو آپنے نہ کہایا اور فرمایا مَا كُنْتِ تَأْتِيْنِيْ بِهٰذَا فَمَا بَالُكِ الْيَوْمَ تو تو ایسی ٹکیا دلایا کرتی نہی آج تیرا
کیا حال ہے بی بی صاحبہ نے وہ بات بتلائی آپنے فرمایا فَلَعَلَّ الصَّبِيَّ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَطَلَبَ الْقُرْصَ فَلَمْ يَجِدْهُ
فَهُوَ يَبْكِيْ عَلٰى أَهْلِهِ فَانْطَلِقِيْ بِهٖ یعنے شاید بچہ جاگ اٹہے اور ٹکیا مانگے اور اسکو ٹکیا نہ ملی تو وہ اپنے گہر والون کو دق کرتا ہوگا
اسکو لیجا بی بی صاحبہ لوٹ گئین جب ان لوگون کے گہر مین پہونچین تو انکی بکری نے ایکا پاون شٹکا بی بی صاحبہ کے مونہہ سے
نکلا تَعِسَ أَيُّوْبُ الْخَطَّاءُ جب انکے مکان پر گئین تو بچہ جاگے تہا اور وہ ٹکیا مانگ مانگ کر رو رہا تہا اپنے
گہر والون پر اور ٹکیا کے سوا اور کوئی چیز ان سے نہ لیتا بی بی صاحبہ نے فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ أَيُّوْبَ اور اسکو ٹکیا
دیکر چلی آئین اور شیطان بی بی صاحبہ کے پاس ایک طبیب کی شکل بنکر سامنے آیا اور بولا تیرے گہر والے کی بیماری
نے طول پکڑا اگر وہ اچہا ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک مکہی پکڑ کر فلان بت کے نام پر ذبح کرے وہ اچہا ہو جاویگا
پہر توبہ کرے اسکے پیچہے بی بی صاحبہ نے آکر خبیث کی بات سنائی آپنے فرمایا قَدْ أَتَاكِ الْخَبِيْثُ یعنے تیرے
پاس بہی اس مردود ابلیس پلید آیا فَلِلّٰهِ عَلَيَّ إِنْ بَرِئْتُ أَنْ أَجْلِدَكِ مِائَةَ جَلْدَةٍ مجہپر اللہ کیلیے نذر ہے کہ جب
مین اچہا ہونگا تجہکو سو درّے لگاونگا پہر روزی کی طلب کیواسطے نکلین بڑی تکلیف ہوئی اور جس گہر مین جاتین
وہ کچہ کام نکرتے تب ایسکو طلب مین تکلیف ہوئی اور ڈرین کہ ایوب علیہ السلام کو بہوک نے تنگ کیا ہوگا تو ایک
مینڈہی اپنے سر سے کترلی اور اسکو ایک شریف آدمی کے بیٹے کے پاس بیچا انہون نے آپکو بہت سا طعام کہانا

دیا اسکو لیکر ایوب علیہ السلام پاس آئین جب ایکو دیکھا تو اسکو برا سمجھا اور فرمایا یہ تو کہان سے لائی انہون نے عرض
کی مینے ایک گہر والون کا کام کیا اونہون نے مجھ کو مزدوری مین یہ کہانا دیا کل کو پھر آپ کمانے کی طلب کے لیے
نکلین اور ہر چند مزدوری طلب کی لیکن مزدوری کا اتفاق نہوا پھر ایک اپنی مینڈہی کاٹ ڈالی اور اسے لیکر گو
ہاتہا اسکو بیچ دیا اونہون نے بی بی صاحبہ کو ویسا ہی کہانا دیا اور آپ وہ کہانا ایوب علیہ السلام پاس لے آئین ایوب
علیہ السلام نے فرمایا وَاللّٰہِ لَا اَطْعَمُہٗ حَتّٰی اَعْلَمَ مِنْ اَیْنَ ھُوَ فَوَضَعَتْ خِمَارَھَا فَلَمَّا رَاٰی رَاْسَھَا مَحْلُوْقًا
جَزَعَ جَزَعًا شَدِیْدًا فَعِنْدَ ذٰلِکَ دَعَا اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ
یعنے مین یہ کہانا نہ کہاؤن گا جبتک مجھکو معلوم نہو جاوے کہ تو یہ کہانا کہان سے لائی بی بی صاحبہ کپڑا (اوڑہنی)
سر سے اٹہایا جب ایوب علیہ السلام نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کا سر محلوق (منڈا ہوا) ہے تو آپ سخت گہبرائے
اور اسوقت اللہ عزوجل کو ان کلمات سے پکارا اور فرمایا رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ
نوف بکالی کہتے ہین کہ جس شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ضرر دیا اسکا نام مبسوط تہا اور ایوب علیہ السلام
کی بی بی فرمایا کرتین ادع اللہ فیشفیک آپ اللہ سے دعا مانگیے اگر اللہ عزوجل شفا عنایت فرمادے اور آپ شفا
کی دعا نہ مانگتے یہانتک کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت آپ پر سے گذری اور وہ آپس مین کہتے تہے مَا اَصَابَہٗ
مَا اَصَابَہٗ اِلَّا بِذَنْبٍ عَظِیْمٍ یعنے جو مصیبت اور رنج اسکو پہونچا ہے وہ اسکو نہین پہونچا مگر کسی بڑے گناہ کے
سبب سے اسوقت آپنے فرمایا رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ رواہ ابن ابی حاتم عبداللہ
بن عبید بن عمیر کہتے ہین کہ ایوب علیہ السلام کے دو بہائی تہے وہ دونو آپکے پاس ایکدن آئے لیکن تعفن کی
وجہ سے وہ آپکے پاس نہ بیٹہ سکے اور دور ہوکر بیٹہے اور ایک نے ان مین کا بولا دوسرے کے واسطے لَوْ کَانَ اللّٰہُ
عَلِمَ مِنْ اَیُّوْبَ خَیْرًا مَا ابْتَلَاہُ بِھٰذَا یعنے اگر اللہ عزوجل جانتا ایوب بہتر آدمی ہین تو انکو یہ بلا کیون
پہونچاتا تو ایوب کو کبہی ان باتون سے ایسا صدمہ پہونچا کہ پہر کبہی ایسا صدمہ نہ پہونچا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ لَمْ اَبِتْ
قَطُّ شَبْعَانَ وَاَنَا اَعْلَمُ مَکَانَ جَائِعٍ فَصَدِّقْنِیْ یعنے اے میرے مالک اگر تو جانتا ہے کہ مین کسی رات پیٹ
سیر ہوکر نہین سویا حالانکہ مجھ کو معلوم ہو کوئی بہوکا تو میری تصدیق کر تو آسمان سے آواز آیا کہ ایوب سچا ہے
اور ان دونو نے آسمانی آواز کو سنا پہر فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ لَمْ یَکُنْ لِّیْ قَمِیْصَانِ قَطُّ
وَاَنَا اَعْلَمُ مَکَانَ عَارٍ فَصَدِّقْنِیْ یعنے اے اللہ تو جانتا ہے کہ مین نے دو کرتے نہین رکہے اپنے پاس حالانکہ
مجھ کو کوئی ننگا معلوم ہو تو میری تصدیق کر تو آسمان سے اسکی صداقت کا آواز آیا اور وہ دونون آسمانی آواز

ستے تو پھر فرمایا اللّٰھم بعزتک یعنی یا اللہ میں تیری عزت کی پناہ میں آیا پھر سجدہ میں گر کے اور فرمایا اَللّٰھُمَّ بِعِزَّتِكَ
لَا اَرْفَعُ رَأْسِیْ حَتّٰی تَکْشِفَ یعنی یا اللہ مجھے تیری عزت کی قسم میں اپنا سر نہیں اٹھاؤں گا یہاں تک کہ میری اس بلا کو
کھول دے پھر آپ نے سر ؔ اٹھایا یہاں تک کہ آپ جنگل بیلے ہوگئے وَ کَذٰلِکَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِّنْ وَجْہٍ اٰخَرَ مَرْفُوْعًا
بِنَحْوِ ھٰذَا اور اسکو ابن ابی حاتم نے دوسرے طریق سے اسی کی مثل انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ اَیُّوْبَ لَبِثَ بِہٖ بَلَآؤُہٗ ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ سَنَۃً فَرَفَضَہُ الْقَرِیْبُ
وَالْبَعِیْدُ اِلَّا رَجُلَیْنِ مِنْ اِخْوَانِہٖ کَانَا مِنْ اَخَصِّ اِخْوَانِہٖ کَانَا یَغْدُوَانِ اِلَیْہِ وَیَرُوْحَانِ فَقَالَ
اَحَدُھُمَا لِصَاحِبِہٖ تَعْلَمُ وَاللّٰہِ لَقَدْ اَذْنَبَ اَیُّوْبُ وَاللّٰہِ ذَنْبًا مَّا اَذْنَبَہٗ اَحَدٌ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ
فَقَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ وَمَا ذَاکَ قَالَ مُنْذُ ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ سَنَۃً لَّمْ یَرْحَمْہُ اللّٰہُ فَیَکْشِفَ مَا بِہٖ فَلَمَّا
رَاحَا اِلَیْہِ لَمْ یَصْبِرِ الرَّجُلُ حَتّٰی ذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ یعنی اللہ کے پیغمبر ایوب علیہ السلام اٹھارہ برس مبتلا رہے
اور آپکے قریب اور بعید سب لوگوں نے چھوڑ دیا مگر دو مخصوص نے جو آپ کی برادری میں سے تھے اور انکا آپ کے ساتھ
زیادہ تعلق تھا وہ دو وقت ان میں آپکے پاس آتے سویرے اور تیسرے پہر ان میں کا ایک اپنے ساتھی سے کہا
تو جانتا ہے اللہ کی قسم ایوب نے تو ایسا گناہ کیا کہ جہان بھر میں دنیا گناہ کبھی کسی نے نہیں کیا دوسرا بولا وہ کیا
کیونکر وہ بولا اٹھارہ برس گذر گئے اور اللہ نے ایوب پر رحم ہی نہیں کیا اور اسپر آفت کو ٹال دیتا جب وہ دونوں ایک
دن تیسرے پہر آئے تو وہ آدمی نہ رہ سکا یہاں تک کہ اس نے ایوب علیہ السلام سے کہہ دیا کہ یہ میرا صاحب یہ کہتا ہے
ایوب علیہ السلام نے فرمایا مَآ اَدْرِیْ مَا تَقُوْلُ غَیْرَ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَعْلَمُ اَنِّیْ کُنْتُ اَمُرُّ عَلَی الرَّجُلَیْنِ
یَتَنَازَعَانِ فَیَذْکُرَانِ اللّٰہَ فَاَرْجِعُ اِلٰی بَیْتِیْ فَاُکَفِّرُ عَنْھُمَا کَرَاھِیَۃَ اَنْ یُّذْکَرَ اللّٰہُ اِلَّا فِیْ حَقٍّ یعنی
میں نہیں جانتا کہ کیا کہتا ہے اسکے سوا کہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ میرا گذر ایسے دو آدمیوں پر ہوتا جو آپس میں جھگڑا
ہوتے اور جھگڑے میں وہ اللہ کا نام لیتے تو میں اپنے گھر جا کر ان دونوں کی طرف سے کفارہ دیدیتا اس خیال سے
کہ کہیں انہوں نے اللہ عزوجل کا نام ناحق نا مرمیں نہ لے لیا ہو اور ایوب حاجت ضروری کے لیے جاتے تھے جب حاجت سے
فارغ ہوتے تو آپ کی بی بی آپ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیتی یہاں تک کہ آپ اپنے مکان پر پہونچ جاتے ایک
دن انکی بی بی نے آنے میں دیر کی تو اللہ تعالے نے ایوب کو وحی کی کہ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ھٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ
وَّ شَرَابٌ یعنی لات مار اپنے پاؤں سے چشمہ نکل آتا تیرے نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو حافظ ابن کثیر نے کہا رَفْعُ ھٰذَا
الْحَدِیْثِ غَرِیْبٌ جِدًّا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا جوڑا پہنایا آپ ایک

کناری ہو کر ایک گوشہ مین بیٹھ گئی اور آپ کی بی بی آئی اس نے آپکو نہ پہچانا اور بولی اے بندے خدا کے یہان ایک مبتلا
آدمی جو تھا وہ کہان چلا گیا شاید کتے اسکو لگ گئے ہون یا بھیڑیے اور ایک گھڑی تک آپکے ساتھ باتین کرتی
رہی اونہون نے فرمایا او کمبخت مین ایوب ہون وہ بولی تو مجھ سے ٹھٹھے کرتا ہے اللہ کے بندے اونہون نے فرمایا
بدبخت مین ہی ایوب ہون مجھپر اللہ تعالیٰ نے میرا جسم پھیر دیا ابن عباس کا یہی قول ہے اور بعینہٖ ایوب علیہ
السلام کا وہی مال اور اسباب اور دیا وہب بن منبہ کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی طرف وحی
کی کہ مین نے تجھکو تیرا گھر اور مال اور اسباب اور دیدیا اب تو اس پانی مین غسل کر کیونکہ اس مین تیری شفا (۱۸۱)
ہے اور اپنے ساتھیون کے نزدیک ہو اور انکے لیے اللہ سے معافی مانگ اونہون نے تیرے حق مین نافرمانی کی
روایت ابن ابی حاتم بشیر بن نہیک نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے
ایوب علیہ السلام کو تندرست کر دیا تو انپر سونے کی ٹڈیان برسائین تو ایوب علیہ السلام ان کو اپنے ہاتھ سے
پکڑ کر اپنے کپڑے مین ڈالنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایوب علیہ السلام کو کہا گیا کیا تو سیر نہین
ہوتا اونہون نے عرض کیا وَمَنْ يَشْبَعُ مِنْ رَحْمَتِكَ يَارَبِّ یعنے اے اللہ تیری رحمت سے کون سیر ہوتا ہے اسی طرح
مالک اس حدیث کی اصل صحیحین مین ہے اور جابر نے فرمایا وَاٰتَيْنَاهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ تو ابن عباس
سے گذر چکا کہ اونہون نے فرمایا کہ آپ کا اہل اور مال اور عیال آپ پر پھیر گیا رَوَاهُ العوفی عن ابن عباس اور
مروی ہے ایسی ہی مثل عبد اللہ بن مسعودؓ اور مجاہد سے اور یہی قول ہے حسن اور قتادہ کا اور بعض نے زعم کیا ہے کہ حضرت
ایوب علیہ السلام کی اس بی بی کا نام رحمت تھا اگر اسکے قائل نے اس اسم کو آیت کے سیاق سے اخذ کیا ہے تو
اس نے بہت بعید کہا اور اگر اسکو اہل کتاب کی نقل سے اخذ کیا ہے اور اہل کتاب سے یہ نقل صحیح ہو تو وہ نہ تصدیق
کے لائق ہے نہ تکذیب کے اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ مین اسکا نام لیا بنت میشا بن یوسف بن یعقوب
بن اسحاق بن ابراہیم بیان کیا ہے اور بعض نے کہا لیا یعقوب علیہ السلام کی بیٹی حضرت ایوب علیہ السلام
کے گھر مین تھین مجاہد کا یہ قول ہے کہ ایوب علیہ السلام کو کہا گیا اے ایوب تیرے گھر والے بہشت مین ہین
اگر تو چاہتا ہے تو تجھکو ہم دیدیتے ہین اور اگر تو چاہتا ہے تو ان کو تیرے لیے وہان چھوڑ رکھا جاوے اور
انکے عوض مین اور دیدیے جاوین فرمایا مین ان کو یہان لینا نہین چاہتا بلکہ مین انکو جنت مین ہی رہنے دیتا
ہون تو وہ آپکے واسطے بہشت مین چھوڑے گئے اور انکے عوض دنیا مین اور دیے گئے اور حماد بن زید نے
ابو عمران جونی سے روایت کیا اس نے نوف بکالی سے اس نے کہا اُوْتِيَ اَجْرَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَاُعْطِيَ

مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ فِي الْاَهْلِ یعنے ایوب علیہ السلام کو انکا اجر آخرت مین دیا جاویگا اور اسنے ہی دنیا مین بھی دیے گئے حماد
بن زید کہتے ہین یہ تفسیر کو مطرف کے آگے بیان کیا تو انہون نے فرمایا تعرفت وجھا قبل الیوم یعنے حق
اس آیت کے معنے آجکے دن کے پہلے نہین سمجھا تھے وھکذا اروی عن قتادۃ و السدی و غیر واحد
من السلف واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ یعنے یہ کام جو ہمنے اسکے ساتھ کیا ہمیر
ہماری مہربانی تھی اور ایوب علیہ السلام کو اس امر مین ہمنے پیشوا بنایا تاکہ اہل بلا یہ خیال نہ کرین کہ ہمنے ان کو
اسلیے آزمایا ہے کہ ہمارے نزدیک ذلیل ہین اسلیے کہ اللہ کے مقدورات اور اسکی ابتلا پر صبر کرتے ہین ایوب
علیہ السلام کی اقتدا کرین ولہ الحکمۃ البالغۃ فی ذلک فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام کو
حسب نقیہ ان مال اور اولاد اور جسم کی تفریق (پارہ پارہ ہونے) اور تمام لوگون کے ان سے جدا ہونے کے ساتھ آزمایا گیا
تو انہون نے اپنے مالک کو پکارا اور فرمایا رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اب اس ضر مین خلاف
ہے جو آپ پر نازل ہوا تھا بعض نے کہا آپ اٹھکر نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے اور پھر اٹھ نہ سکتے بعض نے کہا
آپنے عجز کا اقرار کیا تھا اور یہ صبر کے منافی نہین ہے بعض نے کہا چالیس دن تک وحی بند رہی بعض نے کہا
کہ ایک کیڑا آپکے گوشت سے گر پڑا اور آپنے اسکو اٹھا کر وہان ہی رکھدیا جہان سے گرا تھا اور وہ آپ کا
بدن کھانے لگا اسوقت آپنے بے اختیار فرمایا رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ بعض نے
کہا کیڑے آپکا بدن کھاتے رہے یہانتک کہ ایک کیڑے نے آپکے دل کو پکڑا اور بعض نے کہا آپ کو رنج ہوا
ابلیس کے قول سے جو اس نے آپکی بی بی کو کہا اسجدی لی یعنے تو مجھکو سجدہ کر اور آپ ڈرے اسکے بے ایمان
ہونے سے بعض نے کہا کراہت کرتے تھے آپسے آپکے لوگ بعض نے کہا ضر سے شماتت مراد ہے بعض نے کچھ اور
کہا اور ابن عساکر اور دیلمی اور ابن النجار نے عقبہ بن عامر سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قال
اللہ یا ایوب تدری ما جرمک علی حتی ابتلیتک قال لا یا رب قال لانک دخلت علی
فرعون فداھنت عندہ فی کلمتین یعنے اللہ نے ایوب علیہ السلام کو فرمایا تو جانتا ہے اے ایوب تو نے
کیا جرم کیا تھا کہ مینے تجھ کو مبتلا کیا عرض کی اے میرے مالک نہین مین نہین جانتا فرمایا مینے تجھکو اسلیے
مبتلا کیا کہ تو فرعون پاس گیا اور تونے اسکی دو باتون مین پاس خاطر کی ابن عباس کہتے ہین انما کان
ذنب ایوب انہ استعان بہ مسکین علی ظالم یدرؤہ فلم یعنہ ولم یامر بالمعروف ولم
ینہ الظالم عن ظلم المسکین فابتلاہ اللہ یعنے ایوب علیہ السلام نے یہ گناہ کیا کہ ان سے ایک مسکین

نے ایک ظالم پر مدد طلب کی جو اسکو ستا رہا تہا تو آپنے اس مظلوم کی مدد نکی اور نہ اس ظالم کو اچہی بات کا حکم کیا اور نہ اسکو اسکے ظلم سے روکا اسلیے آپ کو اللہ تعالی نے اس ابتلا مین مبتلا کیا حافظ ابن کثیر نے کہا کہ اسکی اسناد مین جید ہے اور جب ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو تضرع اور خشوع کے ساتہ پکارا تو اسکی وصف بیان کی غایت رحمت کے ساتہ اور فرمایا و انت ارحم الراحمین اور سوال مین تلطف کیا اور مطلوب کی صراحت نہین کی گویا یون کہا اَنْتَ اَہْلٌ اَنْ تَرْحَمَ وَ اَیُّوْبُ اَہْلٌ اَنْ یُّرْحَمَ یعنے تو رحم کرنے کے لائق ہے اور ایوب اس لائق ہے کہ اسپر رحم کیا جاوے تو تو اسپر رحم کر اور اسلیے اسکی تکلیف کو اٹہا دے اور شکوہ کیا اللہ کی طرف اسکی مناجات مین لذت اٹہانیکے لیے نہ ضرر کے شکوے سے اور اسکیطرف شکایت کرنے مین اعلے درجہ کا قرب ہے جیسے اسکی شکایت کرنے مین اعلے مرتبہ کا بعد ہے تو اللہ تعالے نے خبر دی کہ ہمنے ایوب علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور فرمایا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ الآیہ یعنے اسکی بابت پکار کو جو دعا پر شامل تہی قبول فرمایا اور اسکو اس تکلیف سے نکال لیا جس مین وہ رنجور تہا اور جو کچہ ان کا تلف ہوا تہا اسکا اعادہ کیا اور فرمایا لات مار اسنے لات ماری تو پانی کا ایک چشمہ پہوٹ نکلا اور اسکو حکم کیا اس مین سے نہانیکا انہون نے کیا جو اللہ نے حکم کیا پہر جو ظاہر بیماری تہی وہ دور ہو گئی پہر چالیس قدم تک چلے اور اسکو حکم کیا دوسری بار لات مارنیکا پہر دوسری بار لات ماری اور ایک چشمہ پہوٹا ٹہنڈے پانیکا تو اسکو حکم کیا اس مین سے پینے کا پہر جو باطن مین بیماری تہی وہ دور ہو گئی پہر ویسے ہی تندرست ہو گئے جیسے تہے پہر عبد اللہ بن عبید بن عمیر کا یہی قول نقل کیا جو ابن جریر سے منقول ہوا اور وَ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ کی تفسیر مین لوگون کا خلاف ہے تو بعض نے کہا اسکی اہل کو اسنے چہوڑ دیا اور اتنے اور دنیا مین دیے نحاس کہتے ہین اور اس اثر کا اسناد صحیح ہے اور آپکے گہر والے سب مر گئے تہے ایک بیوی کے سوا ان کو اللہ نے جلا دیا آنکہ کے پلک سے جلدی اور اسکو اسکی مثل انکے ساتہ اور دیدی اور اسیکا ظاہر قرآن مقتضی ہے اور اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اور آپکے سات بیٹے اور سات بیٹیان تہین بعض نے کہا اسکے یہ معنی ہین کہ جتنا آپ کا عیال تہا اس سے دوگنا اللہ تبارک و تعالی نے دیدیا تو اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہون گے ہمنے اسکو دیا اسکے اہل کی مثل اور انکی مثل انکے ساتہ پہر مجاہد کا یہ قول نقل کیا کہ ایوب کو کہا گیا تیرے گہر والے بہشت مین ہین اگر تو چاہے تو دنیا مین تجہ کو دیتے ہین اور اگر تو چاہتا ہے تو ان کو تیرے لیے جنت مین چہوڑ دیتے ہین اور انکے عوض دنیا مین اور دیتے ہین ایوب علیہ السلام نے عرض کیا مین دنیا مین ان کو لینا نہین چاہتا بلکہ انکو جنت مین

یہی ہے وسعید وجمہور سے مجاہد نے کہا مَذخُورًا لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ وَعُوِّضَ مِثْلَہُمْ فِی الدُّنْیَا یعنے انکو بہشت مین
ہی رہنے دیا اور ان کے عوض دنیا مین ان کو اور اہل دیا گیا اور ابن مسعود کہتے ہین کہ ایوب علیہ السلام کو بعینہ وہی اہل
اور اسکی مثل دیا گیا پھر انس رض کی وہی حدیث نقل کی جس مین دو آدمیون کے سوا سب لوگون کا ایوب علیہ
السلام کو چھوڑ دینا مذکور ہے اور ان دونون کا آپکے پاس دو وقت آنا اور کہا اسکو نکالا ابن ابی الدنیا اور
ابو یعلی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور رویانی اور ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کہا اسکو حاکم نے اور ابن
نے انس رض سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے اور آپ کو ہر قریب اور بعید
نے چھوڑ دیا مگر دو شخصون نے جو آپکے خاص بھائیون مین تھے وہ آپکے پاس صبح شام آتے ایک بولا دوسرے
کے لیے اللہ کی قسم ایوب نے ایسا گناہ کیا ہے کہ دنیا کسی نے گناہ نہین کیا اسنے کہا یہ کیسے بولا اٹھارہ سال
ہوئے پھر اسنے آجتک مہربانی نہین فرمائی کہ اسکی تکلیف کو دور کر دیتا جب شام کو ایوب علیہ السلام کے پاس وہ دونو
آئے تو ان مین پھر ایک سے صبر نہ ہو سکا آپ کے کہنے کے سوا ایوب علیہ السلام نے فرمایا مین نہین جانتا تم کیا کہتے
اسکے سوا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو خوب خبر ہے کہ مین دو شخصون کے پاس سے گذرتا جو جھگڑتے ہوتے اور اللہ کو یاد
کرتے تو مین گھر جا کر انکی طرف سے کفارہ دیدیتا اس ڈر کے مارے کہ کہین انہون نے اللہ کا نام ناحق مین نہ لیا ہو
اور آپ کو حاجت (ضروری) ہوتی تو آپکی بیوی آپکے دونو ہاتھ پکڑکر لیجاتی (جب آپ فارغ ہوتے تو پھر دونو
ہاتھون سے پکڑ کر لے آتی ایک دن انہون نے بی بی پر دیر کی تو اللہ تعالے نے وحی کی کہ تو لات مار
اپنے پاؤن کے ساتھ یہ نہانے کی جگہ ہے ٹھنڈی اور پینا بی بی صاحبہ نے سمجھا کہ انہون نے تو دیر کی ہے مین
خود چلون اور آپ کو تکتے ہو کر ملی اور وہ آرہے تھے اور ان سے اللہ تعالے نے بلا کو دور کر دیا تھا اور وہ پہلی حالت سے بھی
اچھے تھے جب بی بی صاحبہ نے ان کو دیکھا تو بولی (اے فلانے) تجھ مین اللہ برکت دیوے تو نے یہان اللہ کے پیغمبر
مبتلے کو نہین دیکھا اللہ کی قسم تیری صورت بہت ملتی جلتی ہے انکی اس شکل سے جب وہ تندرست تھے فرمایا تو مین
وہی ہون فرمایا اور آپکے (جب انکو آزمایش ہو چکی) دو خردار تھے ایک گیہون کا اور ایک جو کا تو اللہ تعالے
نے دو بادلون کو بھیجا جب وہ دونون ہمعام کے مقابل آئے جہان خردار پڑے تھے تو اس بادل مین جو گندم کے خردا
کے مقابل آیا سونا برسا یہان تک کہ بہنے لگا اور اس بادل سے جو جو کے خردا کے مقابل آیا چاندی برسی الخ
اس مین اختلاف ہے کہ آپ کتنی مدت تک اس بلا مین مبتلا رہے بعض نے کہا سات سال اور سات مہینے اور سات
دن اور سات رات تک مبتلا رہے بعض نے کہا تیس سال تک بعض نے کہا اٹھارہ سال تک کرخی نے کہا

وَهٰذَا الْقَوْلُ هُوَ الصَّحِيْحُ یعنے یہ قول ہی صحیح ہے اور ایوب علیہ السلام کی کل عمر ۹۳ سال کی تہی اور ایوب علیہ السلام ہو کر رہنے والون مین سے تھے عیص بن اسحاق کے بطن سے منسوب تھے اور آپ کی والدہ لوط بن ہاران کی اولاد مین سے تہین تھے ما قال العلامة ابو الطیب فی الفتح وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اور اسمعیل اور ادریس اور ذا الکفل کو یہ سب مین صبر کرنے والے اور ہمنے انکو اپنی رحمت مین داخل کیا یہ نیک بختون مین ہین کہتے ہین ذو الکفل نہ نبی تھا نہ ایوب کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور یہ محنت سہی تھی ما قال فی الفتح اسمعیل علیہ السلام سے ابرہیم خلیل جلیل علیہما السلام کے بیٹے مراد ہین اور انکا ذکر سورہ مریم مین گذرا اور ایسا ہی ادریس علیہ السلام کا ذکر بہی گذرا اور ذو الکفل تو ظاہر سیاق سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ہی تھے اسلیے کہ انبیا کے ساتھ اسکو مقرون نہین کیا مگر اس لیے کہ وہ نبی ہونگے اور اوروں نے کہا وہ ایک نیک مرد تھے اور وہ بادشاہ عادل اور حاکم مقسط تھے اور ابن جریج نے مجاہد سے اللہ عز وجل کے قول وذا الکفل کی تفسیر مین روایت کیا کہ ذو الکفل ایک نیک مرد تھا نبی نہ تھا ایک نبی کے واسطے انکی قوم کی ضمانت دی تہی کہ ان لوگون سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہونچیگی اور آپکے لیے مین انکو سیدہا رکہون گا اور انکے درمیان عدل کے ساتھ فیصلے کرون گا اور انہنے اپنی ضمانت پوری کی اس سے وہ ذو الکفل کے ساتھ نامزد ہو گیا وَكَذَا رَوَى ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ حافظ ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد سے روایت کیا کہ یسع پیغمبر جب بوڑہے ہو گئے تو انہون نے فرمایا لَوْ اَنِّيْ اسْتَخْلَفْتُ رَجُلًا عَلَى النَّاسِ يَعْمَلُ عَلَيْهِمْ فِيْ حَيَاتِيْ حَتّٰى اَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُ یعنے مین ایک شخص کو حاکم بنانا چاہتا ہون لوگون پر جو لوگون کے کام کرے میری زندگی مین اور دیکہون وہ کیسے کام کرتا ہے تو لوگون کو اکٹہا کیا اور فرمایا جو شخص میری تین نصیحتون پر عمل کرے مین اسکو خلافت دیدون گا دن کو روزہ رکہے اور رات کا قیام کرے اور غصہ نہ ہوا کرے مجاہد کہتے ہین تو ایک مرد اٹہا جو لوگون کی آنکہون مین حقیر معلوم ہوتا تہا وہ بولا مین آپ کی نصیحت پر چلون گا الیسع علیہ السلام نے فرمایا تو دن کو روزہ رکہیگا اور رات کا قیام کرے گا اور غصہ نہ ہوا کرے گا وہ بولا ہان مجاہد کہتے ہین پہر لوگون کو اسدن واپس کر دیا اور دوسرے دن جمع کر کے پہر ویسے ہی فرمایا تو اور لوگ تو چپ رہے لیکن وہی مرد جو پہلے دن اٹہا تہا اٹہا اور بولا مین قبول کرون گا آپ کی نصیحت کو تو اسکو خلیفہ بنایا مجاہد کہتے ہین تو ابلیس شیطانون کو کہتا فلان شخص کو گمراہ کرو تو ان سے وہ بچا رہا ابلیس بولا اب مجہکو اور اسکو چہوڑ دو اور اسکے پاس ایک شیخ کبیر فقیر کی صورت مین آیا اور آیا اسوقت جب وہ قیلولہ کے لیے لیٹا اور رات دن مین وہ اسی وقت سویا کرتا تو دروازہ کو آکر ٹہوکا دیا

بولا کون ہے ابلیس بولا میں ایک شیخ کبیر مظلوم ہوں کہا ہے کہ پھر وہ اٹھا اور دروازہ کھولا اور ایک قصہ شروع کر دیا بولا
میرے اور میرے لوگوں کے درمیان ایک جھگڑا ہے اور انہوں نے مجھپر ظلم کیا ہے اور میرے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے اور یہ معاملہ
کیا ہے اور بات کو طول دیتا تھا یہانتک کہ دوپہر ہو گیا اور قیلولہ کا وقت نہ رہا اور فرمایا جب میں نکلے پھر باہر جاؤنگا
تو میرے پاس آنا میں آپکا حق آپکو دلا دونگا پھر آپ فیصلوں کے لیے نکلے پھر گئے اور اپنی مجلس میں بیٹھے اور دیکھنے
لگے کہیں وہ بوڑھا نظر آتا ہے تو اسکو نہ دیکھا پھر اٹھکر اسکو تلاش کیا جب کل ہوا تو لوگوں کے درمیان فیصلے
کرنے لگے اور اسکے منتظر تھے لیکن اسکو نہ دیکھا جب قیلولہ کے لیے آئے اور لیٹے تو ابلیس آیا اور دروازہ کو ٹھوکا
پوچھا کون ہے وہ بولا میں شیخ کبیر مظلوم ہوں اٹھے اور دروازہ کھلوایا اور فرمایا میں نے تمکو کہا نہ تھا کہ جب فیصلوں کے
لیے بیٹھونگا تو اسوقت میرے پاس آنا ابلیس بولا میرے لوگ سب لوگوں سے زیادہ خبیث ہیں جب وہ پہچانینگے
کہ آپ بیٹھے ہیں تو کہینگے ہم تجھکو تیرا حق دیتے ہیں اور جب آپ اٹھ جاوینگے تو وہ منکر ہو جاوینگے فرمایا جا
جب میں نکلے پھر آونگا تو پھر آنا پھر قیلولہ کا وقت نہ رہا پھر آپ فیصلوں کے واسطے چلے اور وہاں جاکر اسکی انتظاری
کی لیکن وہ مردود نظر نہ آیا اور آپکو اونگھ نے تکلیف دی اسلیے کہ آپنے دو دن سے قیلولہ بھی نہیں کیا اور
اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کہدیا کہ اس دروازے کے کسیکو نزدیک آنے نہ دینا یہانتک کہ میں سو جاؤں مجھکو نیند نے
تنگ کیا ہے جب وہ وقت ہوا تو وہ مردود بھی آ حاضر ہوا اس آدمی نے کہا چلا جا چلا جا مردود بولا میں تو اسکے باہر
کل بھی آیا تھا تو وہ شخص بولا انہوں نے ہمکو حکم کیا کہ ہم دروازے کے قریب کسی کو جانے نہ دیں جب اسنے نہ مانا تو اسنے
ایک روشندان گھر میں دیکھا اور اس سے گھس گیا اور گھر میں جاکر دروازہ ٹھوکنے لگا اندر سے مجاہد نے کہا اور وہ شخص
جاگ اٹھے اور بولا اے فلانے میں نے تجھکو حکم نہیں دیا تھا کہ جب میں فصل خصومات کے لیے بیٹھونگا اسوقت آنا ابن عتبہ
ہمکو کہنے آیا یا مجاہد نے کہا تو وہ دروازہ کی طرف اٹھے اور دیکھا تو وہ بند ہی جیسے بند کیا اور وہ مردود آپکے ساتھ
گھر میں موجود ہے تو آپنے اسکو پہچان لیا اور فرمایا اَعَدُوُّ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ اَعْیَیْتَنِیْ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ فَفَعَلْتُ
مَا تَرٰی لِاُغْضِبَکَ تو انہوں نے فرمایا تو تو اسکا دشمن ہے بولا ہاں تو نے مجھکو ہر چیز میں تھکا دیا اور میں نے کیا یہ
کام جو تو نے دیکھا تجھکو غصہ دلانے کے لیے اسلیے اللہ نے اسکا ذوالکفل نام رکھا اسلیے کہ جس امر کی ذمے کفالت
لی اسکو پورا کیا ھٰکَذَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِیْثِ زُھَیْرِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ مُجَاھِدٍ
بِمِثْلِہٖ ابن جریر کہتے ہیں ایک قاضی تھا بنی اسرائیل میں جب وہ مرنے لگا تو بولا کون میری جگہ کام کریگا
اس شرط پر کہ غضب میں نہ آوے ابن عباس کہتے ہیں ایک مرد تھا میں اسکا کفیل تھا ہوں اسلیے اسکا نام ذوالکفل

رکہا گیا ابن عباسؓ نے کہا وہ سارے دن روزہ رکھتا اور ساری رات نماز پڑھتا اور غصہ کو روکتا رہتا اور لوگون کے درمیان فیصلہ کرتا کہا اور اس نے ایک وقت اپنے قیلولہ کے لیے مقرر کر رکھا تھا وہ سی طرح قیلولہ کرتا رہا تو ایک بار اسکی قیلولہ کے وقت اسکے پاس شیطان آیا آپ کو اسکے اصحاب نے کہا تو کون ہے وہ بولا میں ایک آدمی بیچارہ ہون میرا ایک شخص پر کچھ حق ہے اور وہ مجھپر غالب آگیا ہے وہ بولا تو کہڑا رہ یہانتک کہ خلیفہ صاحب بیدار ہون کہا اور وہ سو رہے تھے تو ابلیس چیخنے لگا جان کر یہانتک ان کو بیدار کر دیا اونہون نے چیخنا اور چلانا سنکر دیانت کیا کون ہے شیطان بولا میں ایک بیچارہ آدمی ہون میرا ایک آدمی پر کچھ حق آتا ہے فرمایا جا اسکو کہہ میرا حق دیدے ابلیس بولا وہ نہیں مانتا فرمایا جا تو اس پاس ابن عباسؓ نے فرمایا پھر ابلیس گیا اور پھر کل کو آیا خلیفہ نے پوچھا کیونکر آیا بولا میں تو اسکے پاس گیا لیکن اس نے تو تیری بات کے لیے سر بھی نہیں اٹھایا فرمایا جا اسکو کہہ میرا حق دیدے کہا پھر ابلیس گیا اور کل پھر آ حاضر ہوا جسوقت اس نے قیلولہ کیا اسکے اصحاب نے کہا نکل جا اللہ تعالے تجھ کو ہلاک کرے تو ہر دن سے وقت پر جسوقت سوتے ہین تو ان کو دم بھر بھی آرام نہیں لینے دیتا کہا پھر چلانے لگا تم مجھے اسلیے اندر نہیں جانے دیتے کہ مین بیچارہ بیکس ہون کاش مین غنی آدمی ہوتا پھر ابن بجا رہنے یہ غوغا سنکر پوچھا کیون کیا ہوا بولا مین اسکے پاس گیا تھا اس نے مجھکو مارا فرمایا چل مین تیرے ساتھ چلتا ہون ابن عباسؓ فرماتے ہین تو خلیفہ وقت نے اسکا ہاتھ پکڑا ہوا تھا جب اس نے دیکھا کہ یہ میرے ساتھ چلیگا تو اس نے ہاتھ کھینچا اور بھاگا وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ وَمُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ وَابْنِ حُجَيْرَةَ الْأَكْبَرِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ السَّلَفِ نَحْوَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَاللهُ أَعْلَمُ کنانہ بن اخنس کہتے ہین مینے (ابو موسیٰ) اشعری سے سنا اور وہ اس منبر پر فرماتے تھے کہ ذو الکفل کوئی نبی نہ تھا وہ بنی اسرائیل میں کا ایک آدمی تھا ہر دن میں سو نماز پڑھتا تو اسکے بعد ذو الکفل نے اسیطرح بوجھ اٹھانیکا ذمہ لیا پھر وہ ہر دن سو نماز پڑھتا رہا اس لیے اسکو ذو الکفل کہنے لگے وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ فَذَكَرَهُ مُنْقَطِعًا وَاللهُ أَعْلَمُ ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کفل بنی اسرائیل میں ایک شخص کا نام تھا کبھی گناہ سے نہ بچتا تو اسکے پاس ایک عورت آئی اور اسکو کفل نے ساٹھ اشرفیان دیں اسکے ساتھ زنا کرنے کے لیے جب اسکے ہاتھ پاؤن کے درمیان بیٹھا تو وہ عورت کانپ گئی اور روئی کفل بولا تو کیون روتی ہے مینے تجھ پر کوئی جبر و اکراہ نہیں کیا بولی نہیں یہ بات تو درست ہے کہ تو نے مجھپر کوئی جبر نہیں کیا لیکن یہ کام مینے کبھی نہیں کیا اور مجھکو حاجت یہ کام کرانے لگی فرمایا تو غم کھاتی ہے اسقدر حالانکہ

تو نے کبھی کام کیا نہیں اور صبر کیا نہ کانا جس نے جہان بھر کے عیب نہیں چھوڑے اور اسکے اوپر سے اوترا اور بولا
اخر فیان لیجا پھر بولا اسکی قسم کفل جب تک جیتا رہیگا اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کریگا اور وہ اس رات مرگیا اور صبح
کے وقت اسکے دروازے پر لکھا تھا قد غفر اللہ الکفل ھکذا اوقع فی الروایۃ الکفل من غیر اضافۃ واللہ
اعلم یعنے اس روایت میں کفل بغیر اضافت کے سواہی وارد ہو گئے اللہ تعالی خوب جانتا ہے اور اس حدیث کو اصحاب اصول
و صحاح ستہ والون از نہیں نکالا اور اسکی سند غریب ہے اور بہر صورت بن حدیث مین کفل ہے ذوالکفل نہیں ہے
تو شاید یہہ کوئی اور آدمی ہو واللہ اعلم انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا بیان یہہ ہے کہ ذوالکفل سے
مراد الیاس علیہ السلام ہین بعض نے کہا یوشع بن نون جو موسی علیہ السلام کے خادم تھے اور سفر مشہور مین انکے ساتھ
ہی تھے ابعض نے کہا زکریا علیہ السلام اور صحیح امر یہ ہے کہ ذوالکفل وہ بنی اسرائیل مین کا ایک شخص تھا جو گناہون
سے بچتا اور اس نے توبہ کی اور اسکی توبہ کو اللہ نے قبول فرمایا اور اسکو بخشدیا پھر وہی اقوال نقل کیے جو ابن کثیر سے
منقول ہوئے پھر وہی ابن عمر کی مرفوع حدیث بیان کی جو ابھی مذکور ہوئی پھر کہا اور جمہور اس طرف گئے ہین کہ ذوالکفل
نبی نہ تھا اور یہی قول ہے ابو موسی اشعری اور مجاہد وغیرہما کا اور ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ وہ نبی تھا اور شاید یہی
صحیح ہوگا اور یہی قول ہے حسن کا اور اسکی دلیل یہ بیان کی ہے کہ اللہ نے اسمعیل اور ادریس کے ساتھ بیان کیا دوسرا
یہ کہ اس سورت کا نام سورہ انبیا ہے پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے ان لوگون کی وصف بیان کی صبر کے ساتھ اور فرمایا
وکل من الصابرین یعنے ہر ایک صبر کے ساتھ ماموور تھے اسکے ساتھ قائم رہنے پر صابر تھے اور رحمت سے فی رحمتنا مین جنت
مراد ہے یا نبوت یا مطلق خیر وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ
نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصہ سے لڑکر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکینگے پھر پکارا ان اندھیرون مین
کہ کوئی حاکم نہیں سوا تیرے تو بے عیب ہے مین تھا گنہگارون سے پھر سن لی ہمنے اسکی پکار اور بچادیا اس کو غمگینی
سے اور یون ہی ہم بچادیتے ہین ایمان والون کو حزقیل کے بارے مین ہے کہ تہے یونس علیہ السلام شرق مین
عبادت کئے اور دنیا سے الگ حکم ہوا کہ ان کو بھیج نینوا شہر مین مشرکون کو منع کرین بت پوجنے سے خفہ ہو گئے
راہ مین ندی آئی ایک بیٹا کنارے چھوڑا ایک کندھے پر لیا عورت کا ہاتھ پکڑا جب پانی مین زور کیا عورت کا
ہاتھ چھوٹ گیا اسکے تھامنے کو کندھے کا لڑکا پھسل پڑا گھبراہٹ مین دو زربہ گئی کنارے آئے دوسرے لڑکے پاس
اسکو بھیڑیا لیگیا جب اس شہر مین پہنچے سوا دن سے لے پیغام اللہ تعالی کا دیا وہ ٹھٹھے کرنے لگے ایک مدت پھر

آخر خفا ہوکر بددعا کی عذاب کی اور آپ نکل گئے تین دن کا وعدہ کرکے تیسرے دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اللہ تعالیٰ کے آگے توبہ کی روئے بت سارے توڑ ڈالے عذاب ٹل گیا شیطان نے یونس علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ قوم اچھے بھلے ہیں ان پر عذاب نہ آیا یہ دلمیں خفا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ نہ دیکھی کسی طرف چل نکلے ایک کشتی پر سوار ہوئے (کشتی) بھنور میں چکر کھانے لگی لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے بھاگا خاوند سے قرعہ ڈالا تو انکے نام پر آیا دریا میں ڈالدیا ایک مچھلی نگل گئی اس اندھیرے میں رب کو پکارا اپنی تقصیر قبول ہوئی مچھلی نے کنارے پر اگل دیا وہاں ایک بیل نے چھاکر ان پر چھاؤں کی اور ہرنی نے دودھ پلایا جب قوت پائی حکم ہوا اسی قوم میں پھر جانے کا وہ آرزو مند تھے راہ دیکھتے انکی صورت اور ترکے پیدا ہوئی بیٹھے ہیں سو لوگوں نے چھڑا دیا تھا اور بہتوں کو نکال دیا تھا اسی شہر (نینوے) میں اب انکی قبر ہے اور جو فرمایا سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکینگے یعنی مہربانی کے معاملہ میں اسکو رعنی نہ کر سکینگے وہ ایسا ہوا ہے اور حکومت کے معاملہ میں ہر چیز آسان ہے انتہی مانی موضح القرآن یہ یونس علیہ السلام کا قصہ قرآن کریم کے مختلف مقاموں میں مذکور ہے اس سورت میں اور سورہ صافات میں اور سورہ ن میں اور وہ یہ کہ یونس بن متی کو اللہ تعالیٰ نے نینوا کے لوگوں کیطرف پیغمبر کرکے بھیجا اور نینوا موصل کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے یہ ان کو اسکی توحید کی طرف بلاتے رہے انہوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور اپنے کفر پر اصرار کیا آپ انکے درمیان سے خفا ہوکر نکل پڑے اور انکے ساتھ وعدہ کیا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب الٰہی آویگا جب شہر کے لوگوں کو عذاب کا آنا معلوم ہوا اور انہوں نے جانا کہ پیغمبر نے جھوٹ نہیں بولا تو شہر کے لوگ جنگل کیطرف نکلے اپنے بچوں اور انعام اور مواشی کو ساتھ لیکر اور انہوں نے ماؤں اور انکی اولاد کو جدا کردیا پھر اللہ کے آگے انہوں نے عاجزی کی اور گڑگڑائے اور اسکی طرف رغبت کی اور اترانے لگے اونٹ اور انکے فصیل (ٹوڈے) اور بولنے لگیں گایاں اور انکے بچھڑے بھیں بھیں کرنے لگیں بکریاں اور انکے چھیلے تو ان سے اللہ نے عذاب کو اٹھا لیا کما قال تعالیٰ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ یعنے سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاتی پھر کام آتا ان کو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب یقین لائی کھولدیا ہمنے ان پر سے ذلت کا عذاب دنیا کے جینے میں اور کام چلایا انکا ایک وقت تک اور پھر یونس علیہ السلام تو وہ اپنی قوم کو عذاب کا وعدہ سنا کر چلے گئے اور ایک لوگوں کے ساتھ مل کر کشتی میں سوار ہوئے وہ کشتی بھنور میں آکر ڈوبنے لگی کشتی والوں نے ڈوبنے سے ڈر کر قرعہ ڈالا تو قرعہ یونس علیہ السلام کے نام پڑا کشتی والوں نے یونس علیہ السلام کو ڈالنا مناسب جانا اسلیے

کہ آپ نیک صورت و نیک سیرت تھے آپکی شکل دیکھکر پھر دوبارہ اونھون نے قرعہ ڈالا پھر اونھین کے نام قرعہ پڑا پھر کشتی والون
نے اُنکو دریا مین نہ ڈالا اور تیسری بار پھر قرعہ ڈالا تو پھر انھین کے نام پڑی بات سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا فَسَاهَمَ فَكَانَ
مِنَ الْمُدْحَضِينَ یعنے قرعہ ڈلوایا تو ہوگیا یونس الزام کہایا پھر یونس علیہ السلام کھڑے ہوے اور کپڑے اتار کر خود بخود
دریا مین گر پڑے اور اللہ عز و جل نے بحر اخضر سے ایک مچھلی کو روانہ کیا ابن مسعودؓ کے قول کے موافق وہ بحار کو پھاڑتی
ہوئی آئی اوس نے یونس علیہ السلام کو نگل لیا جب اونھون نے اپنے آپکو دریا مین ڈالدیا اور اللہ نے اس مچھلی کو حکم بھیجا کہ
کہ اسکا گوشت نہ کہا دی اور اسکی کوئی ہڈی نہ توڑے اسلیے کہ یونس تیرے لیے رزق نہین ہے اور تیرا شکم تو اسکے لیے
بندیخانہ ہے اور اسلیے یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ذوالنون فرمایا نون کہتے ہین مچھلی کو اور اللہ کے قول اذ ذہب
مغاضبا کی تفسیر مین ضحاک نے کہا کہ یونس علیہ السلام اپنی قوم سے خفا ہوکر چلے گئے اور یہ جو فرمایا فظن ان لن نقدر
علیہ تو اسکے یہ معنی ہین کہ اسکو یہ خیال آیا کہ ہم اسکو مچھلی کے پیٹ مین قید کرلینگے اور تنگ کرینگے ایسا ہی مروی
ہے ابن عباس اور مجاہد اور ضحاک وغیرہم سے اور یہی ابن جریر کا مختار ہے اور ابن جریر نے قدر کو تنگ کے معنے ہونے
پر اللہ کے اس قول سے دلیل لی ہے وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ یعنے اور جسکو تنگ روزی ہوئی
ملتی ہے اسکی روزی تو خرچ کرے اسکو جیسا دیا اسکو اللہ نے اور عطیہ عوفی نے کہا کہ قدر یہان معنے مین قضا و تقدیر کے ہے یعنے
یونس نے خیال کیا کہ ہم اسپر کوئی حکم نہین کرینگے عرب بعجرد اور تزید کو قدر کے لفظ سے ایک معنی مین استعمال کرتے
ہین شاعر نے کہا ہے فَلَا عَائِدٌ ذَاكَ الزَّمَانُ الَّذِي مَضَى تَبَارَكْتَ مَا تُقْدِرْ يَكُنْ فَلَكَ الْأَمْرُ اور
اسی معنی سے ہے اللہ عز و جل کا یہ قول سورہ قمر مین فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ یعنے پھر ملگیا پانی ایک کام
پر جو تقدیر ہوچکا تھا اور یہ جو فرمایا کہ یونس علیہ السلام نے ظلمات مین یہ کہا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین
تو ابن مسعودؓ نے کہا ظلمات سے مچھلی کے پیٹ کی ظلمت (اندھیرا) اور دریا کی ظلمت اور رات کی ظلمت مراد ہے و
كَذَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَالضَّحَّاكِ وَالْحَسَنِ
وَقَتَادَةَ اور سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ ظلمات سے مچھلی کا اندھیرا ایک اور مچھلی کے پیٹ مین مراد ہے اور پھر
دریا کا اندھیرا ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ وغیرہما کہتے ہین کہ یہ مچھلی بحار کو پھاڑتی ہوئی یونس علیہ السلام کو قرار بحر
مین لیکر پہنچی اور یونس علیہ السلام نے کنکرون کی تسبیح سنی بحر کے قرار مین تو اوسوقت اور اس جگہ فرمایا لا الہ
الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین عوف اعرابی کہتے ہین کہ جب یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ کے
اندر چلے گئے تو انھون نے خیال کیا کہ اب مر جاونگا پھر اپنے پاؤن کو ہلایا جب پاؤن ہلے تو شکر کے لیے سجدہ کیا

گر پہونداکی یَا رَبِّ اتَّخَذْتَ لَكَ مَسْجِدًا فِيْ مَوْضِعٍ لَمْ يَبْلُغْهُ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ یعنے اے میرے مالک تُنے مجکو
ایسے مقام میں سجدہ کیا جہاں کسی بشر کا گذر نہیں ہوا سعید بن جبیر کہتے ہیں یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس
دن مچھلی کے رہا ابن جریر ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے لَمَّا اَرَادَ
اللّٰهُ حَبْسَ يُوْنُسَ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَى الْحُوْتِ اَنْ خُذْهُ وَلَا تَخْدِشْ لَهٗ لَحْمًا وَلَا تَكْسِرْ لَهٗ عَظْمًا فَلَمَّا انْتَهٰى
بِهٖ اِلٰى اَسْفَلِ الْبَحْرِ سَمِعَ يُوْنُسُ حِسًّا فَقَالَ فِيْ نَفْسِهٖ مَا هٰذَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ
اَنَّ هٰذَا تَسْبِيْحُ دَوَابِّ الْبَحْرِ قَالَ وَسَبَّحَ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ فَسَمِعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ تَسْبِيْحَهٗ فَقَالُوْا
يَا رَبَّنَا اِنَّا نَسْمَعُ صَوْتًا ضَعِيْفًا بِاَرْضٍ غَرِيْبَةٍ قَالَ ذَاكَ عَبْدِيْ يُوْنُسُ عَصَانِيْ فَحَبَسْتُهٗ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ
فِي الْبَحْرِ قَالُوا الْعَبْدُ الصَّالِحُ الَّذِيْ كَانَ يَصْعَدُ اِلَيْكَ مِنْهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عَمَلٌ صَالِحٌ قَالَ نَعَمْ
قَالَ فَشَفَعُوْا لَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَاَمَرَ الْحُوْتَ فَقَذَفَهٗ فِي السَّاحِلِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَهُوَ سَقِيْمٌ یعنے جب
اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو قید کرنیکا ارادہ کیا تو اس مچھلی کی طرف وحی کی رجسکے پیٹ میں یونس کو محبوس کرنا
تھا کہ یونس کو نگل لے اور اسکا گوشت زخمی نہ کرنا اور نہ اسکی ہڈی توڑنا جب مچھلی یونس کو لیکر دریا کے اسفل میں
پہونچی تو یونس نے کچھ حرکت سنی تو اپنے جی میں سوچا یہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انکی طرف وحی کی حالانکہ آپ مچھلی
کے پیٹ ہی میں تھے یہ دریا کے رہنے والے جانداروں کی تسبیح ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر یونس نے
بھی تسبیح کی مچھلی کے پیٹ میں اور فرشتوں نے یونس کی تسبیح کو سنا اور عرض کی اے ہمارے مالک ہم ایک
ضعیف سا آواز سنتے ہیں جو وہ آواز کسی دور دراز زمین کے شخص کا ہے اللہ نے فرمایا یہ میرے بندے یونس کا آواز
ہے اس نے میری نافرمانی کی تو میں نے اسکو قید کیا مچھلی کے پیٹ میں فرشتوں نے عرض کیا وہی نیک بندہ ہے
جسکے ہر دن اور رات میں تیری طرف نیک عمل چڑھا کرتے تھے فرمایا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو
فرشتوں نے یونس علیہ السلام کی سفارش کی اس وقت اللہ نے مچھلی کو ارشاد فرمایا کہ یونس کو دریا کے کنارے اگلدے
جیسا اللہ نے فرمایا پھر ڈالدیا ہم نے اسکو چٹیل میدان میں اور وہ بیمار تھا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَرَوَاهُ الْبَزَّارُ فِيْ
مُسْنَدِهٖ مِنْ طَرِيْقِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ بِنَحْوِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا نَعْلَمُهٗ يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ یزید رقاشی کہتے ہیں میں نے انس بن مالک سے سنا اور میں یہی جانتا ہوں
کہ انس بن مالک نے اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اِنَّ يُوْنُسَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ بَدَا لَهٗ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ

قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاَقْبَلَتْ هٰذِهِ الدَّعْوَةُ تَحُفُّ بِالْعَرْشِ فَقَالَتِ
الْمَلٰٓئِكَةُ يَا رَبِّ صَوْتٌ ضَعِيْفٌ مَعْرُوْفٌ مِنْ بِلَادٍ غَرِيْبَةٍ فَقَالَ اَمَا تَعْرِفُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَبِّ وَمَنْ
هُوَ قَالَ عَبْدِیْ يُوْنُسُ الَّذِیْ لَمْ يَزَلْ يُرْفَعُ لَهٗ عَمَلٌ مُتَقَبَّلٌ وَدَعْوَةٌ مُجَابَةٌ قَالُوْا يَا رَبِّ اَوَلَا تَرْحَمُ
مَا كَانَ يَصْنَعُهٗ فِی الرَّخَآءِ فَتُنَجِّيْهِ مِنَ الْبَلَآءِ قَالَ بَلٰى فَاَمَرَ الْحُوْتَ فَطَرَحَهٗ فِی الْعَرَآءِ یعنے جب یونس
علیہ السلام کیلیے ظاہر ہوا کہ ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالی کو پکارنا چاہیے تو انہوں نے فرمایا لا الٰہ الا انت سبحنک
انی کنت من الظالمین اور یہ دعا انکی عرش تک پہونچی فرشتوں نے عرض کی لے ہمارے مالک ضعیف سا آواز تو دور
دراز ملک کا ہے اللہ نے فرمایا تم نہیں پہچانتے ہمکو عرض کی یہ کسکا آواز ہے فرمایا میرے بندے یونس کا وہ بولا پھر بندہ
وہ یونس جسکا ہمیشہ مقبول عمل اور دعا مستجاب مرفوع ہوتی ہے (فرمایا ہان) عرض کی ہمارے مالک کیا تو رحم نہیں
کرتا (اسپر) اس عمل کیوجہ سے جسکو وہ عافیت مین بجالاتا تھا پھر تو اسکو اس آفت سے بچا لیوے فرمایا کیون نہیں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تبارک وتعالی نے مچھلی کو حکم کیا کہ یونس کو پھینک میدان مین ڈالدے
رواہ ابن ابی حاتم اور یہ جو فرمایا پھر ہمنے یونس کی پکار سن لی اور اسکو بچا لیا غم سے اور اسیطرح ہم بچا لیا کرتے ہین
ایمان والون کو تو غم سے بچانے سے آیت مین بطن حوت اور ظلمات سے نجات پانا مراد ہے اور اسی طرح جب ایمان والے
شدائد اور تکالیف مین مبتلے ہوتے ہین اور ہماری طرف رجوع کرکر ہمکو پکارتے ہین تو ان کو بھی انکے گھیرنے
سے بچا لیتے ہین خاصکر جب حالت بلا ہین اس دعا کے ساتھ وسیلہ پکڑلین سیلیے کہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرنیکی
ترغیب ہماری سردار اور انبیا کے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی ہے سعد بن ابی وقاص
سے روایت ہے کہا عثمان بن عفان پر مسجد مین سے گذر ہوا مینے انپر سلام کیا پھر میری طرف دیکھکر انہون نے
اپنی آنکھین پھیرلین اور مجھکو سلام کا جواب نہ دیا مین عمر بن خطاب پاس آیا اور مینے کہا یا امیر المومنین کیا اسلام
مین کوئی امر حادث ہوا ہے دو بار مینے اسیطرح کہا حضرت عمر نے فرمایا نہین اسلام مین تو کوئی نئی بات حادث
نہین ہوئی ہے اور تو کیون یہ بات کرتا ہے مین نے کہا اور تو کوئی بات نہین ہے اسکے سوا کہ حضرت عثمان
پر میرا ابھی گذر ہوا مسجد مین تو مین نے انپر سلام کیا وہ میری طرف دیکھکر آنکھین پھیر آئے پھر مجھکو سلام کا جواب
نہین دیا سعد بن ابی وقاص کہتے ہین پھر حضرت عمر نے عثمان کو بلا بھیجا جب وہ تشریف لائے تو ان سے دریافت
کیا کہ آپنے اپنے بھائی مسلمان (سعد بن ابی وقاص) کو اسکے سلام کا کیون جواب نہین دیا حضرت عثمان
نے فرمایا مینے تو یہ کام نہین کیا سعد کہتے ہین مینے کہا کیون نہین آپنے میرے سلام کا جواب نہین دیا یہانتک

کہ حضرت عثمانؓ نے بھی حلف اٹھائی اور میں نے بھی حلف اٹھائی شدہ گفتگو میں پھر عثمانؓ کو یاد آگیا اور عذر بیان کیا آپنے سلام
کیا ہوگا اور میں نے جواب نہ دیا ہوگا اور میں اوس سے معافی مانگتا ہوں اپنے قصور پر اور اسکیطرف رجوع کرتا ہوں بلا
شک (آپ پر جو میرے گذری تھا اور میں ہمت اپنے جی میں ایک حدیث کو یاد کر رہا تھا جسکو میں نے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا میں یاد کر رہا اسکی قسم مجھے وہ حدیث یاد نہیں آئی یہانتک کہ میری آنکھوں اور دل
پر پردہ آگیا سعد کہتے ہیں میں نے کہا میں تجھ کو سنائے دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے
بیان کیا (اور فرمایا) پہلی دعا (آپکا اتنا فرمانا ہی تھا) کہ ایک گنوار آیا آپ اسکے ساتھ (اس حدیث کو چھوڑ کر)
باتیں کرنے لگے اور آپ اس سے فارغ ہو کر اٹھ گئے پھر میں آپکے پیچھے پیچھے ہو لیا جب میں ڈرا کہ آپ میرے
آپ تک پہنچنے سے پہلے اپنے محل میں چلے جاوینگے تو میں نے اپنا پاؤن زمین پر مارا اور آپنے میری طرف
التفات فرمایا اور فرمایا کون ہے ابو اسحق ہے (ابو اسحق سعد بن ابی وقاص کی کنیت ہے) میں نے عرض کی
جی ہاں آپکا خادم سعد ہی ہے فرمایا پھر کیوں میں نے عرض کی اور تو کوئی بات نہیں ہے اسکی قسم لیکن سوا کہ
آپنے بیان فرمائی ہمارے واسطے پہلی دعا پھر یہ گنوار آیا اور اس نے آپکو اپنی باتوں میں لگا لیا حضرتؐ نے
فرمایا وہ مچھلی والے کی دعا ہے (یعنے یونس بن متی علیہ السلام کی) جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے لَآ اِلٰہَ
اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور اس دعا کے ساتھ کوئی (اللہ عزوجل کو) نہیں پکارتا کسی
چیز کے لیے کبھی مگر اللہ تعالی اسکی پکار سن لیتا ہے رواہ الامام احمد و رواہ الترمذی والنسائی فی الیوم
واللیلۃ من حدیث ابرہیم بن محمد بن سعد عن ابیہ سعد بہ سعد سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا مَنْ دَعَا بِدُعَاءِ یُوْنُسَ اسْتُجِیْبَ لَہٗ یعنے جو شخص یونس علیہ السلام کی دعا کے ساتھ اللہ عزوجل
کو) پکارے اسکی دعا منظور ہو جاتی ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور سعد ہی سے مروی ہے کہا میں نے سنا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے اِسْمُ اللّٰہِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی
دَعْوَۃُ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی یعنے اللہ کا اسم اعظم کہ جسکے ساتھ جب وہ پکارا جاوے پکار نیوالے کی پکار کو مان
لیوے اور جب وہ نام لیکر مانگا جاوے تو اس نام لیکر مانگنے والے کو دیدیوے یونس بن متی کی دعا ہے سعد بن
ابی وقاص کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا یہ دعا یونس علیہ السلام کے واسطے ہی خاص تھی یا تمام مسلمانوں
کے واسطے عام ہے فرمایا یہ دعا یونس بن متی کے لیے تو خاص تھی اور سب مسلمانوں کے واسطے عام ہے جب
اس دعا کے ساتھ اللہ کو پکاریں تو نے نہیں سنا اللہ عزوجل کا قول فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا

اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے یونس نے پکارا ان اندھیرون مین کہ کوئی حاکم نہین سوا تیرے تو بے عیب ہے مین تہا گنہگارون سے پہر سن لی ہمنے اسکی پکار اور بچادیا اسکو گہٹنے سے اور یونہی ہم بچا دیتے ہین ایمان والون کو تو اس مین اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو شخص ان کلمات کے ساتھ ہمکو پکارتا ہے ہم انکی دعا بہی سُن لیتے ہین رواہ ابن جریر کثیر بن معبد کہتے ہین مینے حسن بصری سے پوچہا اور کہا اے ابو سعید حسن کی کنیت ہے کیا خدا کا اسم اعظم کہ جب اسکے ساتھ پکارا جاوے مان لیوے اور جب اسکے ساتھ مانگا جاوے دیدیوے وہ بولے اے بھتیجے تو قرآن نہین پڑہا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا اور پڑہا وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ تک (اور فرمایا) اے میرے بھتیجے یہی اللہ کا وہ بڑا اسم ہے کہ جسکے ساتھ وہ پکارا جاتا ہے پکارنیوالے کی پکار سن لیتا ہے اور جب اسکے ساتھ مانگا جاتا ہے دیدیتا ہے رواہ ابن ابی حاتم انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ ذوالنون وہ یونس بن متے ہین اور متی شقے کے وزن پر یونس علیہ السلام کے والد ماجد کا نام ہے اسکے موافق جو صاحب قاموس نے کہا یا اسکی والدہ کا نام اسکے موافق جو ابن کثیر وغیرہ نے کہا شہاب نے کہا اور متی اسکے باپ کا نام ہے صحیح قول پر اور ذوالنون انکو کہا گیا اسلیے کہ انکو مچھلی نے نگل لیا اور نون کہتے ہین مچھلی کو اور نون کی جمع انوان ہے اور نینان ابن اعرابی نے کہا نونۃ الصبی وہ وہ سوراخ ہے جو چہوٹے بچے کی ٹہوڑی مین ہوتا ہے حسن بصری اور شعبی اور سعید بن جبیر نے مغاضبا کی تفسیر مین کہا مغاضبا لربہ اور اسیکو ابن جریر اور قتیبی نے پسند کیا اور یہی ابن مسعودؓ سے حکایت کیا گیا ہے نحاس نے کہا ہے بعض لوگون نے اس تفسیر سے انکار کیا ہے اسلیے کہ عرب کی لغت اور لسان سے واقف نہین ہے حالانکہ یہ قول صحیح ہے اور مغاضبا لربہ کے معنی مغاضبا لاجل ربہ ہین یعنے اپنے رب کے لیے غصہ ہو کر چلا گیا جیسے کہتے ہین غضبت لک اے من اجلک اور ضحاک نے کہا مغاضبا لقومہ یعنے اپنی قوم سے غصہ ہو کر چلے گئے اور یہی ابن عباسؓ سے مروی ہے اور ایک جماعت کا یہ قول ہے جن مین کہ ہے اخفش کہ آپ اس بادشاہ سے غصہ ہو کر چلے گئے جو اس وقت تہا اور بادشاہ کا نام حزقیا تہا بعض نے کہا آپ کسیپر غصہ نہین ہوئے نہ اپنے رب سے اور نہ اپنی قوم سے اور نہ بادشاہ سے لیکن یہ مفاعلہ ماخوذ ہے اس سے کہ جب کوئی ناک چڑہاتا ہے کہتے ہین غضب اور یا اسلیے کہ آپنے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تہا اور وہ فلسطین مین بستے تہے اور آپ چل گئے اور انہون نے توبہ کی اور اللہ تعالے نے ان سے عذاب ٹال دیا جب آپ پہر آئے اور معلوم ہوا کہ وہ ہلاک نہین ہوئے اس سے ناک چڑہائی اور اسلیے نکل گئے اب نظن ان لن نقدر کی تفسیر مین خلاف ہوا ہے متکلم کی قراءت پر تو بعض نے کہا آیت کے معنے یہ ہین کہ آپکے ظن مین یہ بات واقع ہوئی کہ آپ یونس کو

عذاب کرنے پر قادر نہیں ہے اور یہ معنی مروی ہین حسن اور سعید بن جبیر سے اور یہ قول مردود ہے اسلیے کہ ایسے کے ساتھ
ایسا گمان کرنا کفر ہے اور ایسے خیال انبیاء سے صادر نہیں ہوتے اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ ہم آپ
اسپر تنگی نہ کرینگے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ یعنے اللہ کشادہ کرتا ہے روزی
جسکی چاہے اور تنگ کرتا ہے روزی جسکی چاہے) اور اسی قبیل سے ہے اللہ تعالی کا قول وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ
اور بعض نے کہا قدر سے بیان تقدیر اور قضا مراد ہے اور معنی یہ ہین کہ اس نے خیال کیا کہ ہم نے تقدیر مین میرے لیے عذاب
نہین لکھا ہوگا قَالَهُ قَتَادَةُ وَمُجَاهِدٌ اور اسی معنی کو فراء اور زجاج نے پسند کیا ہے ثعلب نے کہا یہ تقدیر کے معنی
مین ہے قدرت کے معنے مین نہین ہے اور عمر بن عبد العزیز اور زہری کی قرات جس مین نون مضموم اور دال مشدد ہے
اسکی تائید کرتی ہے اور یہی ابن عباسؓ سے حکایت کیا گیا ہے اور اسیکی مؤید ہے قتادہ اور اعرج کی قرات نُقَدِّرُ
مشدد مجہول اور یقدر مخفف مجہول بھی پڑھا گیا ہے اور لوگون نے اس صحیح حدیث کے معنون مین بھی ویسا ہی اختلاف
کیا ہے جیسے اس آیت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے جس مین مذکور ہے کہ ایک آدمی نے کوئی بھلائی نہین کی تھی اسنے
وصیت کی اپنے گھر والون کو کہ جب مین مرون مجھے جلا دین (اور کچھ راکھ دریا مین بہا دین اور کچھ ہوا مین اڑا دین)
اور بولا اگر مجھ پر اللہ تعالی قدرت پاویگا تو مجھے ایسا عذاب کریگا کہ ویسا عذاب اسنے کسی کو نہ کیا ہوگا) اور اگر
اس مین گفتگو کی جاوے تو کلام طویل ہو جاتی ہے اور ہمنے بیان اسقدر تو بیان کر دیا ہے کہ جسکا دیکھنے والا اور
تاویل کا محتاج نہین رہتا بعض نے کہا یہ واقعہ آپکے رسول ہونے سے پہلے کا ہے اور خازن نے اسکو صحیح قرار دیا ہے
اور اسپر دلالت کرتا ہے اللہ تعالی کا قول سورہ صافات مین انکی مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے ذکر کے پیچھے وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى
مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ یعنے اور بھیجا اسکو لاکھ آدمیون پر یا زیادہ پھر اسم اعظم کی بابت وہی حدیثین نقل کین جو
ہمنے ابن کثیر سے بیان کین اور کہا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ
يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ ابْنِ مَتَّى یعنے کسی شخص کو لائق نہین ہے کہ وہ کہے مین (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دوسرا
قائل) بہتر ہے یونس بن متی سے اور بخاری وغیرہ مین یہ ابن مسعودؓ سے بھی مروی ہے اور صحیحین مین ابوہریرہؓ سے مروی
ہے انتہی ما قال العلامہ ابو الطیب فی تفسیرہ

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ
الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَى وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ
وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝ اور زکریا کو جب پکارا اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھکو
اکیلا اور تو ہے سب سے بہتر وارث پھر ہمنے سن لی اسکی پکار اور بخشا اسکو یحیی اور چنگی کر دی اسکی عورت وہ لوگ

دوڑتے تھے بھلائیون پر اور پکارتے تھے ہمکو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے دبے ، لوگ کہتے ہین جو کوئی اسکو پکارتا
توقع سے یا ڈر سے وہ صاحب تحقیق نہین بیان کی اسکی غلطی نکل آتی ہے ماخذ موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے اپنے بندہ
زکریا کی کہ اسنے اللہ تعالیٰ سے بیٹا مانگا جو اسکے پیچھے نبی ہو اور یہ قصہ بڑی بسط کے ساتھ سورہ مریم مین اور سورہ آل
عمران مین بھی گذرا اور اسجگہ اختصار کے ساتھ بہ نسبت ماقبل کے جب زکریا نے پکارا اپنے رب کو اپنی قوم سے پوشیدہ اور فرمایا
رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ زکریا علیہ السلام لاولد اور لاوارث تھے اللہ عزوجل نے انکی اس دعا کو
منظور فرمایا ولہذا فرمایا فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ابن عباسؓ اور مجاہد اور سعید بن
جبیر کا یہ قول ہے کہ زکریا علیہ السلام کی بی بی عاقر (بانجھ) نازا تھی تو انکی بابت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے یہی مراد
ہے اسکی اصلاح سے اور طلحہ بن عمر نے عطا سے روایت کیا کہ زکریا علیہ السلام کی بی بی زبان دراز تھی تو اسکو اللہ نے
سنوار دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اسکی پیدایش مین کوئی عیب تھا تو اسکو اللہ تعالیٰ نے سنوار دیا وَهَكَذَا قَالَ مُحَمَّدُ
بْنُ كَعْبٍ وَالسُّدِّيُّ یعنے محمد بن کعب قرظی اور سدی کا بھی یہی قول ہے حافظ ابن کثیر نے کہا وَالْأَظْهَرُ مِنَ
السِّيَاقِ الْأَوَّلُ یعنے قرآن کریم کے سیاق سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انکی بی بی بانجھ تھین **مترجم** عفا اللہ عنہ کہتا
ہے اور کیونکر قول اول اظہر نہ ہو حالانکہ خود سبحانہ وتعالیٰ نے اس امر کی سورہ آل عمران اور مریم مین تصریح کی ہے کہ
وہ نازا تھین آل عمران مین ہے جب زکریا علیہ السلام کو فرشتون نے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ تجھکو خوشخبری دیتا ہے
یحییٰ کی جو گواہی دیگا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت پاس نہ جاویگا اور نبی ہوگا نیکون مین بولا رَبِّ
أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ یعنے اے رب کہان سے ہوگا مجھکو لڑکا اور مجھپر آیا بڑھاپا
اور عورت میری بانجھ ہے اور سورہ مریم مین فرمایا وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ
لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا یعنے زکریا علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ مین ڈرتا ہون بھائی بندون سے اپنے پیچھے اور
عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا اور جب اللہ نے دعا کو قبول فرمایا تو بولے رَبِّ
أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا یعنے اے رب کہان سے ہوگا مجھکو لڑکا
اور میری عورت بانجھ ہے اور مین بوڑھا ہون یہانتک کہ اکڑ گیا ان آیات مین تصریح ہے انکے نازا ہونے کی اور
اسکی اصلاح سے اسکے عقر کا دور کرنا مراد ہے اور یہ جو فرمایا وہ بھلائیون مین دوڑتے تھے تو اسکے یہ معنے ہین کہ عمل
قربات اور فعل طاعات مین جلدی کرتے تھے ثوری نے رَغَبًا وَرَهَبًا کی تفسیر مین کہا رَغَبًا فِيمَا عِنْدَنَا وَرَهَبًا مِمَّا
عِنْدَنَا یعنے بھلائیان جو ہمارے نزدیک ہین انکی رغبت سے اور ہمارے عذاب کے خوف سے علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے

وَكَانُوا لَنَا خٰشِعِيْنَ کی تفسیر میں نقل کیا اَيْ مُصَدِّقِيْنَ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ یعنے اور وہ جو چیز کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا
اسکی تصدیق کرتے تھے اور مجاہد نے کہا مومنین حقًا یعنے وہ سچے ایماندار تھے اور حسن اور قتادہ نے کہا ستذللین للہ عزوجل
یعنے اللہ تعالیٰ کے آگے گڑگڑانے والے تھے ابوالعالیہ نے کہا خائف تھے ابوسنان نے کہا خشوع اس خوف کو کہتے ہیں جو
دل میں لگا رہے اور دل سے جدا نہ ہو اور مجاہد نے خشوع کی تواضع سے تفسیر بھی کی ہے اور یہ سب قول متقارب المعنی ہیں
عبداللہ بن حکیم کہتے ہیں خَطَبَنَا اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَتُثْنُوْا
عَلَيْهِ بِمَا هُوَ لَهٗ اَهْلٌ وَتَخْلِطُوا الرَّغْبَةَ بِالرَّهْبَةِ وَتَجْمَعُوا الْاِلْحَافَ بِالْمَسْئَلَةِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَثْنٰى
عَلٰى زَكَرِيَّا وَاَهْلِ بَيْتِهٖ فَقَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا یعنے ابوبکرؓ
ہمکو خطبہ سنایا پھر فرمایا اما بعد میں تمکو وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنیکی اور اسپر ثنا کرنیکی جسکے وہ لائق ہے اور
رغبت کے ساتھ رہبت کے ملانے کی اور الحاف کے سوال کے جمع کرنیکی اسلیے کہ اللہ عزوجل نے زکریا اور اسکے گھروالوں
کی ثنا کی اور فرمایا وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈرتے تھے اور تھے ہمارے آگے
دبے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیرؒ فی تفسیرہ فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ فردا سے آیت میں منفرد اور وحید اور لا ولد مراد
ہے اور اس آیت پر گفتگو سورہ آل عمران میں گذر چکی اور خیر الوارثین سے یہ مراد ہے کہ تو ہر ایک مرنیوالے کے پیچھے
بہتر ہے جو باقی رہیگا تو تو ہی مجھے کافی وافی ہے اگر تو مجھے اولاد نہ دیوے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تو اپنے دین کو
ضائع اور برباد نہیں کریگا اور تیرے دین کو تیرے بندوں میں سے وہ شخص تھام لیگا اور اسکے ساتھ قائم ہوگا جسکو
تو ان میں سے پسند کرے اور تبلیغ کے لیے چن لے اور اس آیت کی تفسیر سورہ مریم میں بھی بڑی بسط اور استیفا کے
ساتھ گذر چکی وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ میں اصلاح سے زکریا کی بی بی کا عقر دور کرنا مراد ہے کیونکہ وہ بانجھ اور نازا تھیں تو
ان کو اللہ تعالیٰ نے ولود (جننے والی) بنا دیا فَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ بِاِصْلَاحِ زَوْجِهٖ بعض نے کہا زکریا علیہ السلام
کی بی بی بدخلق تھی اسکو اللہ نے خوش خلق والی کر دیا علامہ ابوالطیب نواب محمد صدیق حسن خان مرحوم فرماتے ہیں اگرچہ
دونوں باتیں مراد لی جاویں تو اس میں کون چیز مانع ہے اسطرح کہ اللہ نے اسکے عقر کو دور کرکے اسکو ولود بنا دیا اور اسکے
اخلاق کو درست کرکے پسندیدہ اخلاق والی کر دیا ابن عباسؓ کہتے ہیں زکریا علیہ السلام کی بی بی زبان دراز تھی
تو اسکو اللہ نے سنوار دیا اور ایسا ہی مروی ہے تابعین کی ایک جماعت سے اور ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے وَهَبْنَا لَهٗ
وَلَدَهَا اور قتادہ نے کہا کہ وہ بانجھ تھی اسکو اللہ نے ولود بنا کر اس سے یحییٰ علیہ السلام پیدا کیا مترجم عفا اللہ عنہ
کہتا ہے اگر زکریا علیہ السلام کی بی بی کی زبان میں درازی ہو تو کوئی عجب نہیں ہے پہ بیان انکی زوج کی

اصلاح سے اسکے خلق کی اصلاح مراد لینا سیاق قرآن کے مخالف ہے اور ہم اسکو مفصل طور پر ابن کثیر رحمہ اللہ کی تقریر
کے ضمن میں بیان کر چکے اور جب اللہ عزوجل نے اسکے بانجھ ہونے کی قرآن میں ہے کہ کسی ایک مقام میں تصریح کر دی
ہے تو اب اختلاف کیا معنے رکھتا ہے وَاِذَا جَآءَ نَهْرُ اللّٰهِ فَقَدْ بَطَلَ نَهْرُ مَعْقِلٍ پھر اس احسان کی اللہ تعالیٰ
نے علت بیان کی اور فرمایا اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ الآیۃ اور معنی یہ ہیں کہ انبیاء مذکورین وجوہ خیرات
میں باوجود انکے ثبات اور استقرار کے اصل خیر میں مبادرت و مسارعت کرتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ وہ رغبت اور
رہبت میں ہمکو پکارتے تھے تو اس سے یہ مراد ہے کہ حالت رخا اور حالت شدت دونوں میں وہ ہماری طرف تضرع
کرتے بعض نے کہا رغبت سے ہاتھوں کی پشتوں کا آسمان کی طرف اٹھانا مراد ہے اور رہبت سے ہاتھوں کی
پیٹھوں کا اور ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے قول رَغَبًا وَّ
رَهَبًا کی تفسیر پوچھے تو آپنے فرمایا رَغَبًا هٰكَذَا وَرَهَبًا هٰكَذَا وَبَسَطَ كَفَّيْهِ يَعْنِيْ جَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا لِلْاَرْضِ
فِي الرَّغْبَةِ وَعَكْسَهُ فِي الرَّهْبَةِ یعنے رغبت میں اسطرح اور رہبت میں اسطرح اور آپنے رغبت میں اپنے ہاتھوں
کی پشتوں کو زمین کیطرف کر کے بتلایا (اور انکی پیٹھوں کو آسمان کی طرف) اور رہبت میں اسکے الٹ یعنی ہاتھوں
کی پیٹھ زمین کیطرف اور انکی پیٹھیں آسمان کی طرف انتہی مالی الفتح وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا
مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اور وہ عورت جسنے قید میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی
ہمنے اس عورت میں اپنی روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نمونہ جہان والوں کو اسیطرح اسکی عادت ہے کہ وہ مریم
اور اسکے بیٹے عیسے علیہما السلام کا قصہ زکریا اور اسکے بیٹے یحیے علیہما السلام کے قصے کے ساتھ ملا کر بیان
کیا کرتا ہے پہلے حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا کرتا ہے پھر اسکے بعد مریم کا قصہ اسلیے کہ زکریا علیہ السلام
کا قصہ مریم علیہا السلام کے قصے کے ساتھ مربوط ہے کیونکہ زکریا علیہ السلام کے قصے میں ایک شیخ کبیر اور بانجھ
عورت سے ولد کے ایجاد کرنیکا بیان ہے اور مریم علیہا السلام کے قصے میں بلا اب (باپ کے) ولد کے ایجاد کا ذکر ہے
تو یہ اس سے عجب ہے اسیطرح یہ قصہ سورہ آل عمران اور سورہ مریم میں مذکور ہوا ہے اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے زکریا
علیہ السلام کا قصہ بیان کر کے مریم علیہا السلام کے قصے کو اسکے پیچھے بیان فرمایا اپنے قول وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ
فَرْجَهَا الآیۃ کے ساتھ اور مراد التی سے مریم ہے جیسا اللہ نے اسکی تصریح کر دی سورہ تحریم میں فرمایا وَمَرْيَمَ ابْنَتَ
عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ
الْقٰنِتِيْنَ یعنے اور مریم بیٹی عمران کی جسنے روکی اپنی شہوت کی جگہ پھر ہمنے پھونکدی اسمیں اپنی طرف

کی جان اور سچ جانا اپنے رب کی باتین اور اسکی کتابین اور تہی بندگی کرنے والون مین اور جو فرمایا کہ ہم نے اسکو اور اسکے بیٹے کو جہان والون کے سمجھنے کو نشانی بنایا یعنے اس امر کی دلیل کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور جو چاہے بنا سکتا ہے اور اسکا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو بنانا کہے اسکو ہو وہ ہو جاوے اور یہان یہ اسعزوجل کا قول اسکے اسقول کی طرح ہے جو سورہ مریم مین فرمایا وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا یعنے اور عیسیٰ کو ہم کیا چاہین لوگون کو نشانی اور مہر ہماری طرف سے اور ہے یہ کام ٹہیر چکا ابن عباس سے عکرمہ نے روایت کیا کہ عالمین سے یہان جن وانس دونو عالم مراد ہین روایہ ابن ابی حاتم انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح البیان کا بیان کاشف یہہ ہے کہ التی سے مراد مریم علیہا السلام ہے اسلیے کہ انہون نے اپنی شہوت کی جگہہ کو روکا حلال اور حرام دونوں سے اور اسکو کسی بشر نے نہین چہوا اور اسد تعالی نے اسکا مذکور کیا انبیا کے ساتھ اگرچہ وہ انبیا مین سے نہین ہے عیسے علیہ السلام کے ذکر کے لیے اور اسلیے کہ مریم کے قصے مین ایک آیت باہرہ اور دلالت قاہرہ ہے اسد کی کمال قدرت پر اور عجیب صنعت پر بعض نے کہا فرج سے مراد کرتے کا گریبان ہے اور غرض یہہ ہے کہ وہ طاہرۃ الاثواب تہین اور اسکی مثل سورہ نسا اور مریم مین گذر چکا اور اسد تعالی نے نفخ کو اپنی طرف منسوب و مضاف کیا حالانکہ نفخ جبرئیل سے واقع ہوا فرشتے کی تعظیم اور تشریف کے لیے اور روح سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام کی روح ہے بعض نے کہا روح سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین یعنے ہم نے جبرئیل کو ارشاد کیا تو انہون نے اسکے کرتے کی گریبان مین اس روح کو پہونکدیا اور مریم علیہا السلام نے عیسی علیہ السلام کو اٹھا لیا اپنے پیٹ مین اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ

اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۚ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝

یہ لوگ ہین تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور مین ہون رب تمہارا سو میری بندگی کرو اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا لوگون نے آپس مین اپنا کام سب ہمارے پاس پہر آوینگے سو جو کوئی کرے نیک کام اور وہ یقین رکھتا ہو سو اکارت نکرینگے اسکی دوڑ اور ہم اسکو لکہتے ہین انتہے ما فی الموضح ابن عباس اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا اسد کے قول ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ ملت سے دین مراد ہے اور حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر مین کہا اسد نے کہولدیا ان کے لیے جو جو ہے انکو بچنا سزاوار ہے اور بیان کردی وہ چیزین جنپر انکو چلنا چاہیے پہر فرمایا اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً یعنے یہ تمہاری سنت ہے ایک سنت یعنے غرض یہ ہے کہ یہ ہے تمہاری شریعت جسکو ہم نے بیان کیا واسطے تمہارے فرمایا وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ اور یہہ

آیت ویسی ہی ہے جیسا اللہ تعالی نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ یعنے اے رسولو کہاؤ ستھری چیزین اور کام کرو بہلا جو کرتے ہو مین جانتا ہون اور یہی شریعت تمہاری رہی کہ حلال کہانا حلال اوسے کماکر اور نیک کام کرنا اور نیک کام سب خلق جانتے ہین) ایک شریعت رہنے سب رسولون کے دین مین یہی ایک حکم ہے اور مین ہون تمہارا رب مجہسے ڈرتے رہو پہر پہوٹ کرکر لیا کام اس مین ٹکڑے ٹکڑے ہر فرقہ جو اسکے پاس ہے اسپر ریجہ رہے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نحن معشر الانبیاء اولاد علات دیننا واحد یعنے ہم پیغمبرون کی جماعت کی ہے مثال علاتی بہائیون کیطرح ہے ہمارا دین ایک ہی دین ہے یعنے سب پیغمبرون کی شریعتون کا مقصود تو یہی ہے کہ اللہ اکیلے کی عبادت اور پرستش کرنی چاہیے اور اسکی عبادت مین کسی کو شریک مقرر کرنا نہین چاہیے اگرچہ وہ شریعتین بعض فروعی احکام مین ایکدوسرے کے مخالف ہین کما قال تعالے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا یعنے ہر ایک کو تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ اور یہ جو فرمایا کہ پہر انہون نے آپس مین اپنا کام ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اس سے یہ مطلب ہے کہ امم نے اپنے رسولون پر اختلاف کیا کسینے اپنے رسولون کی تصدیق کی اور کسینے ان کو جہٹلایا اور لہذا فرمایا كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ یعنے دن قیامت کے تم سب میرے پاس حاضر ہوگے اور مین ہر ایک کو اسکے کردہ کے مطابق جزا دونگا اگر اسکے کردار عمدہ ہونگے تو جزا بہی عمدہ لیگا اور اگر اسکے کام ناشائستہ ہین تو بری سزا بہگتے گا ولہذا فرمایا فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ

وَ حَرٰمٌ عَلٰى قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ

كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ۝ وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یٰوَیْلَنَا قَدْ

كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ اور مقرر ہو رہا ہے ہر بستی پر جسکو ہمنے کہپادیا کہ وہ نہین پہرتے یہانتک کہ جب کہولدین یاجوج اور ماجوج کو اور وہ ہر اونچان سے پہسلتے آوین اور نزدیک پہنچے سچا وعدہ پہر تب ہی اوپر لگ رہین منکرون کے آنکھین ہائے خرابی ہماری ہم بیخبر رہے اس سے نہین پر ہم تہے گنہگار یہ جو فرمایا کہ وہ نہین پہرتے تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ کفر نہین چہوڑتے تب ہی کہتے ہین اور یہ جو فرمایا ہم تہے گنہگار اس سے مراد یہ ہے کہ خبر پہونچی تہی جان کے ٹلا دی انتہی ما قال فی الموضح وحرام علی قریۃ کی تفسیر مین ابن عباسؓ نے کہا کہ جس بستی والون کو ہلاک کیا گیا انپر قیامت سے پہلے دنیا مین آنا حرام ہے وھکذا صرح بہ ابن عباس

وَاَبُوْ جَعْفَرِ الْبَاقِرُ وَقَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ یعنے ابن عباس اور ابو جعفر باقر اور قتادہ اور بہت لوگوں نے اس تفسیر
کی صراحت کی ہے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کفر نہیں چھوڑنے حافظ ابن کثیر نے کہا اور سیاق کو
بہت ظاہر ہے واللہ تعالی اعلم اور اللہ کے قول حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر نے
فرمایا ہم بیان کر چکے کہ یاجوج اور ماجوج دونو قومیں بنی آدم علیہ السلام کے سلالہ (نطفہ) میں سے ہیں بلکہ یہ قومیں
نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں یافث کی اولاد میں سے جو ترک کا اب ہے اور ترک بھی انہیں میں کی ایک جماعت
ہے جو اس سد کر دے رکھی جسکو ذوالقرنین نے بنایا تھا اور بنا کر بولا هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ
رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰ
هُمْ جَمْعًا یعنے یہ سد ایک مہر ہے میرے رب کی جب آوے گی وعدہ میرے رب کا گرا دے اسکو ڈھا کر اور ہے وعدہ
میرے رب کا سچا اور چھوڑ دینگے ہم خلق کو اسدن ایک دوسرے میں دھنستے اور پھونک ماری صور میں پھر جمع کر لاویں
ہم انکو ساری اور بیان فرمایا حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ نسل کے یہ
معنے ہیں کہ فساد کی طرف جلدی جاوینگے اور حدب وہ اونچی زمین کا نام ہے قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ
وَاَبُوْ صَالِحٍ وَالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُمْ اور یہ انکے خروج کیوقت کی صفت اور کیفیت ہے گویا سامع اسکا شاہد و معاین
ہے اور اسکا دیکھنے والا اور کوئی نہ بتا دے تجھکو جیسا بتا دی خبر کہنے والا یعنے اللہ سے زیادہ احوال کون جانے
وہی فرماتا ہے کہ انکے خروج کیوقت یہ صفت ہوگی اور یہ ایسے نے خبر دی جو ماکان اور مایکون کا عالم ہے جانتا ہے
چھپی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی لا الٰہ الا ہو عبد اللہ بن یزید کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ بچوں کو دیکھا کہ ان میں
کے بعض بعض پر کودتے تھے بولے هٰكَذَا يَخْرُجُ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ یعنے اسیطرح یاجوج ماجوج نکلیں گے
ایک دوسرے پر کودتے ہوئے اور انکے خروج کا ذکر وارد ہوا ہے متعدد حدیثوں میں سنت نبویہ کی ابو سعید رضی
اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تُفْتَحُ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ فَيَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ كَمَا
قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ فَيَغْشَوْنَ النَّاسَ وَيَنْحَازُ الْمُسْلِمُوْنَ عَنْهُمْ اِلٰى
مَدَائِنِهِمْ وَحُصُوْنِهِمْ وَيَضُمُّوْنَ اِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ وَيَشْرَبُوْنَ مِيَاهَ الْاَرْضِ حَتّٰى اَنَّ بَعْضَهُمْ لَيَمُرُّ
بِالنَّهْرِ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكُوْهُ يَابِسًا حَتّٰى اَنَّ مَنْ بَعْدَهُمْ لَيَمُرُّ بِذٰلِكَ النَّهْرِ فَيَقُوْلُ قَدْ كَانَ
هٰهُنَا مَاءٌ مَرَّةً حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ اِلَّا اَحَدٌ فِيْ حِصْنٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ قَالَ قَائِلُهُمْ هٰؤُلَاءِ قَدْ فَرَغْنَا
مِنْهُمْ بَقِيَ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يَهُزُّ اَحَدُهُمْ حَرْبَتَهٗ ثُمَّ يَرْمِيْ بِهَا اِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ اِلَيْهِ مُخْضَبَةً دَمًا

لِلْبَلَاءِ وَالْفِتْنَةِ فَبَيْنَاهُمْ عَلَى ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ دُوْدًا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ كَنَغَفِ الْجَرَادِ الَّذِيْ يَخْرُجُ فِيْ اَعْنَاقِهِ فَيُصْبِحُوْنَ مَوْتٰى لَا يُسْمَعُ لَهُمْ حِسٌّ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ اَلَا رَجُلٌ يَشْرِيْ لَنَا نَفْسَهٗ فَيَنْظُرَ مَا فَعَلَ هٰذَا الْعَدُوُّ قَالَ فَيَتَجَرَّدُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ مُحْتَسِبًا نَفْسَهٗ قَدْ اَوْطَنَهَا عَلٰى اَنَّهٗ مَقْتُوْلٌ فَيَنْزِلُ فَيَجِدُهُمْ مَوْتٰى بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَيُنَادِيْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلَا اَبْشِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ كَفَاكُمْ عَدُوَّكُمْ فَيَخْرُجُوْنَ مِنْ مَدَائِنِهِمْ وَحُصُوْنِهِمْ وَيُسَرِّحُوْنَ مَوَاشِيَهُمْ فَمَا يَكُوْنُ لَهُمْ رَعْيٌ اِلَّا لُحُوْمُهُمْ فَتَشْكَرُ عَنْهُ كَاَحْسَنِ مَا شَكَرَتْ عَنْ شَيْءٍ مِّنَ النَّبَاتِ اَصَابَتْهُ قَطُّ یعنے یاجوج ماجوج کھول جاوینگے پھر لوگون پر نکلینگے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا اور وہ ہر اونچان سے پھیلتے آوین پھر ڈہانک لینگے لوگون کو اور مسلمان ان میں سے نکلکر اپنے شہرون اور قلعون مین چلے جاوینگے اور مواشی بھی اپنے ساتھ لیجاوینگے اور یاجوج ماجوج زمین کے پانی سب پی لینگے یہانتک کہ ان مین کے بعض لوگ ایک نہر پر سے گذرینگے پھر اسکا سارا پانی پی لینگے اور اسکو چھوڑینگے سوکھا اور جب انکے پچھلے لوگ اس نہر پر سے گذرینگے تو کہینگے کبھی یہان پانی ہوتا تھا جب لوگون مین سے کوئی باقی نہ رہیگا اسکے سوا جو کسی قلعہ مین چھپا ہوا ہے یا شہر مین یاجوج ماجوج کی قوم مین سے ایک شخص کہے گا زمین والون سے تو ہم فارغ ہو چکے اب اسمان والے باقی رہگئے پھر ان مین کا ایک اپنا تیر نکالکر اسمان کی طرف پھینکیگا وہ خون آلودہ ہوکر گرے گا اور یہ امر انکے ابتلا اور آزمایش کے لیے ہوگا وہ اسی حالت مین ہونگے کہ اللہ عزوجل انکی گردنون مین ایک پھنسی ظاہر کریگا جیسے ٹڈی کی گردن مین ہوتی ہے پھر وہ صبح کو مر جاوینگے انکی بھنک (بھی) نہ نکلیگی مسلمان بولینگے کوئی ایسا آدمی ہے جو ہمارے لیے اپنی جان کو بیچڈالے (اسکی راہ مین) پھر دیکھے یاجوج ماجوج کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک شخص ان مین سے اپنی نفس کو (اللہ پر قربان کرکے) اتریگا لیکن اسکو یقین ہوگا اپنے مار جانے کا تو وہ ان کو پاویگا مردہ بعض بعض پر پڑے ہوئے پھر آواز کرے گا اے مسلمانون کی جماعت خوش ہو جاؤ اللہ عزوجل نے تمہارے دشمن کو خود سنبھال لیا پھر مسلمان اپنے شہرون اور قلعون کیطرف نکل آوینگے اور اپنے مواشی بھی ہانک لاوینگے پھر مواشی کے واسطے اور کوئی چارہ نہ ملے گا اون کے گوشت کے سوا پھر مواشی ان کے گوشتون کو ایسے خوش ہوکر کھاوینگے کہ انہون نے کوئی گھاس ویسے خوش ہوکر نہ کھایا ہوگا

رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ پھر نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا بیان کیا ایک صبح تو آپنے اسکو پست فرمایا اور بلند

کہ تمنے خیال کیا وہ مدینہ کی کھجورون کے کنارہ مین آگیا پھر فرمایا دجال کے سوا بھی اور باتون کا مجہکو تمپر ڈر ہے کیونکہ اگر دجال نکلا اور مین تمہارے درمیان موجود ہوا تو مین اسکا مقابلہ کرون گا تمہاری طرف سے اور اگر وہ نکلا اور مین تم مین موجود نہ ہوا تو ہر ایک اپنی اپنی طرف سے اسکا مقابلہ کرے اور اللہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان پر اور وہ جوان ہوگا گھنگر بال والا اسکی آنکھ (جیسے انگور) پھولا ہوا اور وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلیگا اور داہنے اور بائین فساد پہیلا دیگا اللہ کے بندو ثابت رہنا ہمنے عرض کی یا رسول اللہ وہ زمین مین کسقدر رہے گا فرمایا چالیس دن (پہلا) دن سال کیطرح ہوگا اور (دوسرا) دن مہینہ کے برابر ہوگا اور (تیسرا) دن جمعہ (ہفتہ) کے برابر اور باقی دن تمہارے ان دنون کی برابر ہے ہمنے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسدن مین جو سال کے برابر ہوگا بھلا اس مین ہمکو ایکرات دن کی نماز کافی ہے فرمایا دن کا اندازہ کر لینا ہمنے عرض کی (زمین مین) اسکی سیر کس قدر جلدی ہوگی فرمایا اس بادل کیطرح جسکو پیچھے سے ہوا چلاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دجال ایک قبیلہ کے پاس آویگا اور ان کو اپنے خیال کیطرف بلاویگا وہ اسکا کہا مان لینگے تو بادل کو حکم کریگا وہ برسا دیگا اور زمین کو حکم کرے گا وہ اُگا دیگی اور آوینگے ان کے پاس مواشی انکے اور انکی کوہانین ایسی لنبی ہونگی کہ (اس سے پہلے) ویسی کبھی نہوئی ہون اور انکی کوکھین ایسی بھری ہونگی کہ ویسی کبھی نہ بھری ہونگی اور انکے تھن دودہ سے ایسے لبریز ہونگے کہ ویسے کبھی لبریز نہوے ہون اور گذریگا دوسرے قبیلہ پر اور ان کو بلاویگا (اپنی طرف) تو وہ اسکی بات کو نہین مانینگے پھر انکے مال اسکے پیچھے پیچھے ہو لینگے اور وہ لوگ صبح ہوتے بھوکے ننگے رہجاوینگے (معاذ اللہ کیا فتنہ کا زمانہ ہوگا اللہ تعالی مجہ عاجز کو اور سب مسلمانون کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے) اور گذرے گا ویران جگہون مین پھر کہے گا انکو نکال خزانے اپنے پھر اس ویرانے کے خزانے اسکے پیچھے پیچھے ہو لینگے جیسے شہد کی مکھیان یعسوب کے پیچھے ہو لیتی ہین (شہد کی مکھیون کے بادشاہ کو یعسوب کہتے ہین) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور گذرے گا ایک مرد کے ساتھ پھر اسکو تلوار کے ساتھ دو ٹکڑے کرکے اتنے اتنے فاصلے پر رکھے گا جیسے تیر مارنے والے سے تیر کے گرنے کی جگہ تک فاصلہ ہوتا ہے پھر اسکو بلاویگا پھر وہ زندہ ہوکر دجال کے پاس آویگا (مسلم کی روایت مین ہے کہ اسکو بلاکر دجال کہیگا تو میرے ساتھ ایمان نہین لاتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کہیگا تو مسیح کذاب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر آرہ منگوایگا اور اسکے مانگ پر رکھکر اسکو دو ٹکڑے کر دیگا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دجال ان دونو ٹکڑون کے درمیان چلیگا پھر اسکو کہیگا اٹھکر کھڑا ہو تو وہ اٹھ کھڑا ہوگا پھر اسکو کہیگا تو میرے ساتھ ایمان لاتا ہے وہ کہیگا مجہکو تو زیادہ یقین آیا کہ تو ہی دجال ہے جسکی ہمارے مشفق نے خبر دی ہے فرمایا حضرت صلی

تب وہ مومن کہیگا اور تو یہ دجال ہی ہے اب میرے پیچھے کسی شخص کے ساتھہ یہ معاملہ نہ کر سکے گا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہر اسکو دجال پکڑے گا اسکو ذبح کرنیکے لیے تو اللہ تعالی اسکی گردن سے لیکر ہنسلی تک تانبے کی کر دیگا اور وہ دجال اسکو ذبح نہ کر سکے گا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہر دجال اس مومن کے اسکے دونوں ہاتہون اور پاؤن سے پکڑ کر (اسکو آگ مین) چلاویگا اور گمان کرینگے کہ دجال نے اسکو آگ مین پہینکا اور وہ تو حقیقت مین جنت مین ڈالا جاویگا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے اس شخصکا اللہ کے نزدیک سب شہیدون سے بڑہکر مرتبہ ہوگا دجال اسیحال مین ہوگا کہ اللہ تعالی مسیح بن مریم کو بہیجیگا پہر مسیح بن مریم دمشق کے پورب کی طرف سفید مناری پر نزول فرماوینگے دو حلون کے درمیان رکہنے والے اپنے دونو ہاتہہ دو فرشتون کے بازوون پر پہر آپ اسکے پیچھے ہو لینگے یہانتک کہ اسکو لُد کے دروازے مین پکڑکر قتل کر ڈالینگے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی حال ہوگا کہ اللہ عزوجل عیسے بن مریم کی طرف وحی کرینگے اس امر کی کہ مینے اپنے بندون مین سے ایسے بندے نکالے ہین جنکے ساتھہ لڑائی کرنے کی کسیکو طاقت وقدرت نہین ہے تو تو میرے بندون کو طور پر لیجا اور اللہ عزوجل یاجوج ماجوج کو بہیجدینگے جیسے اسنے فرمایا وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ پہر رغبت ہونگے عیسی اور اسکے یار اللہ عزوجل کی طرف اور پیدا کریگا اللہ تعالی یاجوج ماجوج کی گردنون مین پہوڑے پہر وہ صبح ہوتے ہی یکدم مر جاوینگے جیسے ایک شخص مرتا ہے پہر اترینگے عیسے علیہ السلام اور اسکے ساتھی پہر نہ پاوینگے زمین مین کوئی جگہ مگر وہ بہرا ہوگا انکی چربی اور بدبو سے پہر دعا مانگینگے عیسی علیہ السلام اور اسکے یار اللہ کے آگے پہر وہ انکے اٹہانیکے لیے ایسے جانور بہیجدیگا جنکی گردنین اونٹون کی طرح ہونگی پہر وہ جانور انکو اٹہاکر جہان اللہ کو منظور ہوگا پہینکدینگے کہا ابن جابر نے پہر حدیث بیان کی عطا بن یزید سکسکی نے کعب یا کسی اور سے کہ وہ جانور انکو مہیل مین پہینکدینگے مینے کہا اے ابو یزید اور مہیل کہان ہے وہ بولا جہان سورج نکلتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور اللہ بارش اتاریگا چالیس دن تک لگاتار بارش ہوتی رہیگی اور اسمین سے کوئی گہر باقی نہ رہیگا نہ کچا اور نہ پکا پہر وہ مینہ زمین کو دہوکر آئینہ کی طرح صاف کر دیگا اور زمین کو حکم ہوگا تو اپنے پہل نکال اور اپنی برکت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر اس دن جماعت کو ایک انار کافی ہوگا اور وہ جماعت اس انار کے سایہ مین بیٹہینگے (اللہ اللہ کیسی مہربانی ہوگی اللہ تعالی کی اپنے بندون پر) اور برکت کی جاویگی دودہ مین یہانتک کہ ایک اونٹنی دودہیلی لوگون مین سے ایک قبیلہ کو سیر کر دیگی اور ایک گائے دودہیلی ایک چہوٹی جماعت کو سیر کر دیگی اور ایک بکری گہر والون کو کافی ہوگی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسیطرح لوگ اسمین نصیحہ ہین ہونگے کہ اسوقت اللہ عزوجل ایک عمدہ ہوا بھیجیگا وہ انکی بغلون کے نیچے اثر کریگی اور اسکے
اثر سے ہر مسلمان کا روح نکلجاویگا اور بری لوگ رہجاوینگے اور بیحیائی سے عورتون پر اسطرح سوار ہونگے
جیسے گدہے (یعنے رستون اور کوچون مین زنا اور بیحیائی کے کام کرنے پر ہونگے)
اور انہی پر قیامت قائم ہوگی رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَانْفَرَدَ بِاِخْرَاجِہٖ مُسْلِمٌ دُوْنَ الْبُخَارِیِّ فَرَوَاہُ مَعَ
بَقِیَّۃِ اَھْلِ السُّنَنِ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ جَابِرٍ بِہٖ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے تیسری حدیث ابن حرملہ اپنی خالہ سے روایت کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور آپنی
پٹی باندہ رکہی تہی اپنی مبارک انگلی پر اسلیے کہ مبارک انگلی پر بچہونے کاٹا تہا (قربان آپکی مبارک انگلی
کے اور ہم تصدق ہین اسپر) اور فرمایا تم کہتے ہو کہ ہمارا کوئی دشمن نہین ہے اور تم ہمیشہ دشمن سے لڑتے
رہوگے یہانتک کہ یاجوج ماجوج آوین انکے منہ چوڑے ہونگے اور آنکہین چہوٹی صُہْبُ الشِّعَافِ وہ ہر اونچان سے
پہیلتے آوینگے گویا انکے منہ ڈہالین ہین مطرقہ رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اَیْضًا وَکَذَا رَوَی ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ
مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَرْمَلَۃَ الْمُدْلِجِیِّ عَنْ خَالَۃٍ لَہٗ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ سَوَاءً چوتہی حدیث سورہ اعراف کی تفسیر آخر مین گذر چکی اور اسکو روایت
کیا ابن مسعودؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا مین جس رات مجہے معراج ہوا ابراہیم اور موسی اور
عیسے علیہم السلام کو ملا حضرت نے فرمایا پہر ان تینون پیغمبرون نے قیامت کا ذکر کیا اور موسیٰ اور عیسے نے
قیامت کا امر ابراہیمؑ پر ڈالا (کہ وہ بتلاوین) اونہون نے فرمایا مجہے قیامت کا حال معلوم نہین ہے پہر
ابراہیمؑ اور عیسیٰ نے موسےؑ پر اس امر کو ڈالا اونہون نے بہی فرمایا مجہے قیامت کی خبر نہین ہے پہر ابراہیم
اور موسیٰ نے عیسے پر ڈالا تو اونہون نے فرمایا رہا اسکا واقع ہونا اور جب ہونا تو اسکے وقت کو تو اللہ سبحانہ
کے سوا کوئی جانتا نہین اور میرے ساتہ میرے ربنے عہد کیا کہ دجال نکلیگا اور میرے ساتہ دو شاخین ہونگی
جب وہ مجہے دیکہیگا تو وہ پگہلنے لگیگا جیسے قلعی (آگ پر رکہنے سے) پگہلجاتی ہے اور یہ حالت ہوگی کہ
پتہر اور درخت کہنے لگینگے اے مسلم میرے پاس کافر ہے آ اسکو قتل کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر
ان کو اللہ تعالی ہلاک کریگا اور لوگ چلے جاوینگے اپنے ملکون اور وطنون مین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پہر اسوقت یاجوج اور ماجوج کی آمدنی ہوگی اور وہ ہر اونچان سے پہیلتے آوینگے پہر روندینگے
آوینگے انکے ملکون کو اور کسی چیز پر انکا گذر نہ ہوگا مگر اسکو ہلاک کردینگے اور کسی پانی پر نہ گذرینگے

مگر اُسکو صفا صاف کر دینگے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر لوگ اپنے اپنے وطنون کیطرف رجوع کرینگے
انکی شکایت سے تو انکے لیے بد دعا کرینگے تو ان کو اللہ تعالی ہلاک کر دیگا اور وہ مر جاوینگے یہانتک کہ انکی بدبو
سے زمین گندی ہو جاویگی اور اتاریگا اللہ تعالی بارش کو پھر انکے جسمون کو بہا کر دریا مین ڈالدیگا پھر جو میرے
ساتھ اللہ تعالی نے عہد کیا ہے اس مین یہ ہے کہ جب یہ وقت ہوگا تو قیامت کی مثال حامل عورت کی ہوگی (حامل
عورت اس مہینے والی کو کہتے ہین جسکے جننے کا زمانہ پورا ہو چکا ہو آج جنے یا کل جنے) جسکے گھر والی نہین جانتے
کہ کب وہ ناگہان جن پڑیگی رات یا دن مین رَوَاہُ الاِمَامُ اَحمَدُ وَرَوَاہُ ابنُ مَاجَۃَ عَن مُحَمَّدِ بنِ
بَشَّارٍ عَن یَزِیدَ بنِ ھٰرُونَ عَنِ العَوَّامِ بنِ حَوشَبٍ بِہٖ نَحوَہٗ اور ابن ماجہ کی روایت مین اتنا زیادہ ہے
کہ عوام نے (جو اس حدیث کا راوی ہے) کہا اور اس حدیث کی سچائی کی دلیل قرآن مجید مین موجود ہے فرمایا اللہ
تعالی نے حَتّٰی اِذَا فُتِحَت یَاجُوجُ وَمَاجُوجُ وَھُم مِن کُلِّ حَدَبٍ یَّنسِلُونَ حافظ ابن کثیر نے کہا اور
اسکو ابن جریر نے اسی آیت کی تفسیر مین ابن جبلہ کی حدیث سے روایت کیا اور اس بارہ مین بہت حدیثین ہین اور اسی
طرح سلف سے بھی آثار کثیرہ مروی ہین ابو الصیف کہتے ہین کعب نے کہا جب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا زمانہ
آویگا تو وہ دیوار کو کھودینگے یہانتک کہ انکے کلہاڑون کی آواز وہ لوگ سن لینگے جو انکے متصل ہین
ہین جب رات پڑیگی تو اللہ تعالی ان مین سے ایک شخص کی زبان سے یہ کلمہ نکلوائیگا (چلو اب چلین) اب کل آوینگے
اور دیوار سے پار ہو جاوینگے جب صبح ہو جاوینگے تو اسکو اللہ تعالی پھر ویسے ہی بنا دیگا پھر یاجوج ماجوج کل کو آوینگے
تو اس دیوار کو کل کا ان پاوینگے اور پھر اسکو کھودینگے یہانتک کہ انکی کلہاڑیون کی آواز انکے پاس کے
لوگ سُنینگے پھر جب رات پڑ جاویگی تو ایک شخص کی زبان پر اللہ تعالی نکلوائیگا چلو اب چلین کل آوینگے
اور انشاء اللہ نکل پڑینگے پھر کل کو آوینگے تو دیوار کو ویسا پاوینگے جیسے چھوڑ گئے تھے پھر اسکو کھودینگے
یہانتک کہ نکل پڑینگے پھر انکی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ کے پاس گذریگی اور اسکا سارا پانی پی لیگی پھر
دوسرا انبوہ اسی بحیرہ کے پاس سے گذریگا تو اسکے کیچڑ کو چاٹ لیگا پھر تیسرا انبوہ گذریگا تو اس مین سے لوگ
کہینگے اس بحیرہ مین کبھی پانی تھا اور لوگ ان سے بھاگ جاوینگے اور کوئی چیز ان کا مقابلہ نکریگی پھر وہ آسمان
کیطرف تیر چلاوینگے اور وہ انکی طرف خون آلودہ ہو کر لوٹینگے تو وہ کہینگے ہم زمین اور آسمان والون پر
غالب آگئے پھر عیسی بن مریم علیہ السلام ان پر بددعا کرینگے اور فریاد کرینگے اَللّٰھُمَّ لَا طَاقَۃَ وَلَا یَدَ لَنَا بِھِم فَاکفِنِیھِم
بِمَا شِئتَ یعنے یا خدایا ہمارے پاس کوئی طاقت اور کوئی قوت نہین ہے جسکے ساتھ ہم ان کا مقابلہ کرین تو تو

خود انکو سنبھال لے جس طرح تو ملے ہے پھر ان پر اللہ تعالیٰ ایک بیماری کو مسلط کر دیگا جسکو نغف کہتے ہین اور وہ انکی گردنون
مین نکلیگی (پھر وہ سب کے سب) ایک دفعہ مر جاوینگے اور اللہ تعالیٰ جانورون کو بھیجے گا کہ وہ انکو اپنی چونچون سے
اٹھا کر دریا مین پھینکدینگے اور بھیجیگا اللہ تعالیٰ ایک چشمہ جسکو حیات کہتے ہین اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ زمین کو پاک
کر دیگا اور زمین اگا دیگی یہانتک کہ ایک انار اہل بیت کو سیر کر دیگا کعب نے کہا پھر لوگون کا یہی حال ہوگا کہ انکو
ایک خبر پہنچے گی کہ ذو السویقتین (چھوٹی پنڈلیون والا) تمہارے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے کعب نے کہا پھر عیسیٰ
بن مریم علیہما السلام ایک لشکر کے ٹکڑے نے سات سو یا سات اور آٹھ سو کے درمیان سو انکی طرف بھیجینگے یہانتک
کہ جب وہ کسی بستی مین ہونگے تو اللہ تعالیٰ ایک مبارک عمدہ ہوا بھیجے گا اور اس مین ہر مسلمان کا روح قبض
ہو جاویگا پھر ردی لوگ رہجاوینگے پھر اس طرح زنا کرینگے جسطرح چارپائے لوگون کے سامنے ایکدوسرے پر سوار
ہو جاتے ہین اور اسوقت قیامت کی ایسی مثال ہوگی جیسے وہ آدمی کہ اپنے جننے والی گھوڑی کے گرد گھومتا ہے
تاکتا ہے اور منتظر ہے کہ جنے کعب نے کہا پھر جو شخص میرے اس قول کے بعد یا میرے اس علم کے بعد کوئی اور بات
کہے تو وہ متکلف ہے حافظ ابن کثیر نے کہا وَهٰذَا مِنْ اَحْسَنِ سِيَاقَاتِ كَعْبِ الْاَحْبَارِ لِمَا شُهِدَ لَهُ مِنْ
صَحِيْحِ الْاَخْبَارِ یعنے یہ کعب کا بہت خوب اور نہایت عمدہ سیاق ہے اسلیے کہ صحیح حدیثین اسکے اس سیاق کی
شاہد ہین حافظ ابن کثیر نے کہا اور حدیث مین ثابت ہوا ہے کہ عیسیٰ بن مریم بیت عتیق کا حج کرینگے ابو سعید
خدری مرفوعاً کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَيُحَجَّنَّ هٰذَا الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ
يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ یعنے یاجوج اور ماجوج کے خروج کے بعد اس گھر کا حج ہوگا اور عمرہ انفرد باخراجه
البخاری اور وعد حق سے مراد آیت باب مین قیامت کا دن ہے جب یہ احوال اور زلازل اور بلابل حاصل ہونگے
قیامت آن پہونچیگی اور سب ہونے لگے گی جب واقع ہو لیگی تو کافر کہینگے هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ یعنے یہ دن مشکل آیا و لہٰذا
بیان فرمایا فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا
ظٰلِمِيْنَ انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح کا بیان فائح یہ ہے کہ حرام اہل مدینہ کی قرات ہے اور کوفہ والون
نے اسکو حرم پڑھا ہے اور یہی قرات ہے علی اور ابن مسعود اور ابن عباس کی اور یہ دونو لغتین ہین جیسے حل اور
حلال اور آگے کہا کہ یہ معنے مین کہ ہمنے اسکا ہلاک کرنا ٹھیرا لیا اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگون کا ہمارے پاس
جزا کے لیے نہ آنا اور رجوع نہ کرنا حرام ہے اور ممتنع ہے بعض نے کہا لا زائد ہے یعنی جن بستیون کو ہمنے
کھپا دیا ہے وہ ہلاکت کے بعد دنیا کی طرف پھر نہ آوینگے اور اسی کو ابو عبیدہ نے پسند کیا بعض نے کہا حرم

بیان وَحَرٰمٌ کے معنی میں ہیں بعض نے کہا آیت کے یہ معنی ہیں کہ جن بستیوں کو ہم نے کھپا دیا ہے ان کا توبہ کی طرف
رجوع کرنا ممتنع اور محال ہے اور یہ معنی اس صورت میں ہونگے جب لا زائدہ ہو کا سے کہا اور آیت مشکل ہے اور اسکے
معنے میں عمدہ قول وہ ہے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا وَاجِبٌ اَنَّهُمْ لَا یَتُوْبُوْنَ یعنے واجب
ہے کہ جن بستیوں کو ہم نے کھپا دیا ہے وہ توبہ نہ کرینگے زجاج اور ابو علی فارسی کا یہ قول ہے کہ کلام میں اضمار اور
تقدیر ہے اصل میں کلام اسطرح ہے وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْيَةٍ حَكَمْنَا بِاسْتِئْصَالِهَا اَوْ بِالْخَتْمِ عَلٰی قُلُوْبِ اَهْلِهَا
اَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْهُمْ عَمَلٌ لِاَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ اَيْ لَا يَتُوْبُوْنَ یعنے جس بستی کی استیصال کا ہم نے حکم کر دیا
یا اسکے اہل کے دلوں میں مہر کر دی تو ان سے کسی عمل کا قبول کرنا یہ حرام ہے اسلیے کہ وہ توبہ نہ کرینگے اور یاجوج
اور ماجوج یہ دونوں قبیلے ہیں انسانوں میں سے کہتے ہیں کہ وہ اور لوگوں سے نو حصہ زیادہ ہیں اور فتح سے مراد اس
سد کا مفتوح ہونا جسکے پرے وہ مسدود و محبوس ہیں اور وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ میں ہُم سے مراد وہ یاجوج ماجوج
رہے ہیں یا تمام عالم لیکن یاجوج ماجوج کا مراد ہونا اظہر ہے حدب بہر اونچی زمین ہے اور نسل کہتے ہیں سرعت کو
اور بعض نے کہا نسل سے صرف نکلنا مراد ہے زجاج نے کہا انسلان کہتے ہیں بھیڑیے کے دوڑنے کو اور ابن عباسؓ
نے نسل کی اقبال کے ساتھ تفسیر کی (اور یہ معنے سب سے قریب ہیں) علامہ ابو الطیب علیہ الرحمہ نے فرمایا اور
یاجوج اور ماجوج کی صفت اور انکے خروج کے وقت اور انکے حال اور مآل کے بیان میں احادیث کثیرہ وارد ہیں
جنکے بیان ذکر کرنے میں کوئی چنداں فائدہ متعلق نہیں ہے اور ہماری کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ ان
مضمونوں پر پوری طرح شامل ہے جسکو انپر پورا مطلع ہونا منظور ہو وہ ہماری کتاب حل القاب کی طرف رجوع
کرے وعد حق سے حساب مراد ہے جو فتح یاجوج ماجوج کے بعد قیامت میں ہوگا اور فراء اور کسائی وغیرہما کا
یہ قول ہے کہ وعد حق سے قیامت مراد ہے انتہی ما قال العلامۃ ابو الطیب فی تفسیر فتح البیان اِنَّكُمْ وَمَا

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا
وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا
الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ○
لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

اور جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے سوا ایندھن ہے دوزخ میں تمکو اسپر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ لوگ ٹھاکر نہ پہنچتے اسپر
اور ساری اس میں پڑی رہیں گے انکو وہاں چلانا ہے اور اس میں بات نہیں سنتے مگر اپنے جلنے کی ضد سے

جنکو آگے شیونکی ہمارے طرف سے نیکی وہ اوس سے دور رہینگے یعنے ایک بار گذر کر پھر ہمیشہ دور رہینگے نہین سُنینگے
اسکی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزون مین سدا رہین نہ غم ہوگا ان کو اس بڑے گھبراہٹ مین اور لینے آوین گے انکو
فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تم سے وعدہ تھا انتہی ملخصاً فی الموضح حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی اہل مکہ کے مشرکین
قریش اصنام اوثان کو جو عابدین اصنام و اوثان ہین سے مشرکین قریش کے دین پر ہین مخاطب کرکے فرماتا ہے
اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ابن عباسؓ نے حصب کی وقود کے ساتھ تفسیر کی
یعنے تم اور تمہارے معبود جنکو تم نے اللہ کو چھوڑ کر اپنا حاجتی ٹھیرالیا ہے جہنم کا ایندہن ہین کقولہ تعالی وَقُوْدُهَا
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنے دوزخ کی جھپٹیان ہین آدمی اور پتھر اور ابن عباسؓ نے حصب جہنم کی شجر جہنم کے ساتھ بھی
تفسیر کی ہے یعنے تم اور تمہارے معبود من دون اللہ دوزخ کے درخت ہین اور ایک روایت مین ہے کہ انہوں نے
فرمایا زنگی (حبشی کی) زبان مین حصب حطب کو کہتے ہین اور حطب کہتے ہین ایندہن کو اور مجاہد اور عکرمہ اور قتادہ
کا بھی یہی قول ہے اور حضرت علی اور عائشہؓ نے حصب جہنم کو حطب جہنم پڑہا ہے ضحاک نے کہا حصب جہنم سے
وہ چیز مراد ہے جسکو دوزخ مین پھینکا جاویگا اور یہی قول ہے غیر ضحاک کا اور سب کے قول متقارب المعنی ہین اور
ورود سے دخول مراد ہے اور یہ جو فرمایا لَوْ کَانَ هٰؤُلَاءِ اٰلِهَةً الآیہ تو اسکے معنی یہہ ہین کہ اگر یہ اصنام و اوثان
و انداد جنکو تم نے اللہ کے سوا حاجتی ٹھیرالیا بیشک معبود ہوتے تو دوزخ مین نہ جاتے اور تم عابد اور تمہارے
معبود سب کے سب دوزخ مین سدا رہوگے زفیر دوزخیون کا وہ آواز ہے جو باہر آویگا اور شہیق وہ آواز جو اندر
جاویگا مسعودی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ابن مسعود نے کہا اِذَا بَقِیَ مَنْ یُّخَلَّدُ فِی النَّارِ جُعِلُوْا فِیْ
تَوَابِیْتَ مِنْ نَّارٍ فِیْهَا مَسَامِیْرُ مِنْ نَّارٍ فَلَا یَرٰی اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَنَّهٗ یُعَذَّبُ فِی النَّارِ غَیْرُهٗ ثُمَّ تَلَا
عَبْدُ اللّٰهِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّهُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ یعنے جب دوزخ مین وہی لوگ رہجاوینگے جنکو ہمیشہ
دوزخ مین سدا رہنا ہوگا تو ان مین سے ہر ایک کو آگ کے صندوقون مین ڈالا جاویگا جن مین آگ کی میخین
لگی ہوئی ہونگی تو ان مین سے ہر ایک دوزخی یہی خیال کرے گا کہ میرے سوا کوئی دوسرا معذب نہین ہے پھر عبد اللہ
بن مسعود نے یہی آیت پڑہی لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّهُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَرَوَاهُ ابْنُ
جَرِیْرٍ مِنْ حَدِیْثِ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْمَسْعُوْدِیِّ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ خَبَّابٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَذَکَرَهٗ
اور یہ جو فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی تو حسنی سے رحمت مراد ہے عکرمہ نے کہا اور اسکے
غیر نے کہا اس سے سعادت مراد ہے حافظ ابن کثیر نے کہا جب اللہ تعالی نے اہل نار اور انکے عذاب کا ذکر کیا

بسبب انکے کفر کرنیکے بیان فرمایا تو اسکے بعد حال ان سعادتمند لوگون کا جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان
لائے اور وہی لوگ ہین جنکے لیے اسکی طرف سے سعادت سابق ہو چکی اور دنیا مین انہون نے اعمال صالحہ آگے کیے
کما قال تعالیٰ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ یعنے جنہون نے کی
بھلائی انکو ہے بھلائی اور زیادتی اور نہ چڑہیگی انکے مونہہ پر سیاہی اور نہ رسوائی اور فرمایا هَلْ جَزَآءُ
الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ یعنے اور کیا بدلا ہے نیکی کا مگر نیکی اور جیسے اونہون نے دنیا مین بھلے کام کیے ویسے
ہی اللہ تعالیٰ نے انکا انجام عمدہ کیا اور انکو اچھی جزا دی اور ان کو عذاب سے رہائی دی اور ان کو جزیل اور جمیل
ثواب عطا فرمایا اور فرمایا اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا اور حسیس حریق ہے اور بعضے
کہتے ہین جو صراط پر سانپ ہونگے کافرون کو کاٹینگے جب انکو کاٹینگے تو وہ کہیگا حس حس اور فرمایا وَ
هُمْ فِیْمَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ یعنے ان کو محذور و مرہوب سے اللہ بچائیگا اور مطلوب اور محبوب
انکو حاصل ہوگا نعمان بن بشیر کے چچا زاد بھائی کہتے ہین کہ مین حضرت علیؓ کے ساتھ ایک رات باتین کر رہا تھا
کہ آپ نے پڑہی یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ حضرت علی نے فرمایا
مین ان لوگون مین ہون اور عمرؓ ان مین سے ہین اور عثمانؓ ان مین سے ہین اور زبیرؓ ان مین سے ہین اور طلحہؓ
ان مین سے ہین اور عبد الرحمانؓ بن عوف ان مین سے ہین یا فرمایا سعدؓ ان مین سے ہین نعمان کے بھائی
نے کہا اور نماز کے لیے اقامت ہوئی پھر حضرت علیؓ نماز کو کھڑے ہوے اور مین خیال کرتا ہون کہ حضرت
علیؓ کپڑا کھینچتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا رواہ ابن ابی حاتم محمد بن حاطب
کہتے ہین مین نے حضرت علیؓ سے اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ کی تفسیر مین سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ان لوگون سے
عثمانؓ اور عثمانؓ کے اصحاب مراد ہین رواہ شعبة عن ابی بشر عن یوسف المکی ورواہ ابن ابی حاتم
ایضا ورواہ ابن جریر من حدیث یوسف بن سعد ولیس بابن ماهك عن محمد بن حاطب
عن علی فذکرہ اور ابن جریر کے لفظ یہ ہین عثمان بھی ان لوگون مین سے ہین جنکا اس آیت مین مذکور
ہے علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اللہ کے قول اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ الآیہ کی تفسیر مین کہ
یہ اولیاء اللہ ہونگے جو صراط پر بجلی سے جلد گذرینگے اور کفار اس مین اوندہے منہ گھٹنون کے بل گرینگے
حافظ ابن کثیر نے کہا فهذا مثال لما ذکرناہ اور دوسرون کا یہ قول کہ یہ آیت معبودین مین سے استثنا
کے لیے نازل ہوئی ہے اب نکل گئے ان مین سے حضرت عزیر اور حضرت مسیح علیہما السلام عطاء نے ابن عباس

سے روایت کیا کہ اللہ تعالی نے فرمایا إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ
پرستش کیا اور فرمایا إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ابن عباس نے کہا اُن
ملائکہ اور عزیر اور عیسے وغیرہم مراد ہیں جنکی اوثان اصنام انداد کے ساتھ اسکو چھوڑکر پوجا کیجاتی ہے کذا
قال عکرمۃ والحسن وابن جریج ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا کہ آیت إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ
لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى عیسی بن مریم اور عزیر علیہما السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اصبغ نے علی مرتضی سے روایت
کیا اس آیت کی تفسیر میں کہ حضرت علی مرتضے نے فرمایا کُلُّ شَيْءٍ يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ فِي النَّارِ إِلَّا الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَعِيسَى بْنَ مَرْيَمَ یعنے ہر چیز کہ اللہ تعالی کے سوا عبادت کی جاتی ہے وہ دوزخ میں جاویگی
مگر آفتاب و ماہتاب و عیسی بن مریم علیہما السلام کہ یہ دوزخ میں نہیں جاوینگے رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ بِإِسْنَادِهِ
ضعیف ابن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا کہ أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ سے عیسے اور مریم اور ملائکہ اور
آفتاب اور ماہتاب مراد ہیں اور ایسا ہی مروی ہے سعید بن جبیر اور ابو صالح اور عنیر واحد سے اور ابن ابی حاتم
اسمعیل کی عزیب اپنی اسناد کے ساتھ ابو ہریرۃ سے بیان کی انہوں نے اسکو روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اس آیت کی تفسیر میں کہ ان لوگوں سے عیسے اور عزیر اور ملائکہ مراد ہیں (اور بعض مفسرین نے اس آیت کی
تفسیر میں) ابن الزبعری کا قصہ اور مشرکوں کا مناظرہ بھی بیان کیا ہے عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا
کہ عبد اللہ بن زبعری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا تو کہتا ہے کہ تجھ پر اللہ تعالے نے یہ آیت
اتاری ہے إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ اور بولا کہ سورج
اور چاند اور ملائکہ اور عزیر اور عیسی بن مریم ان سب کی بھی پوجا کیجاتی ہے تو یہ سب لوگ بھی آگ میں جاوینگے
تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا
خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ یعنے اور جب کہاوت لائے مریم کی بیٹے
کی تب ہی تیری قوم لگتی ہے اس سے چلانے (اور کہتے ہیں کہ ان کو بھی خلق پوجتے ہیں انہیں کیوں خوبی
سے یاد کرتے ہو اور ہماری پوجوں کو برا کہتے ہو) اور کہتے ہیں ہمارے ٹھاکر بہتر ہیں یا وہ یہ نام جو دھرتے
ہیں تجھ پر سب جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں سب جھگڑالو پھر اسکے بعد آیت باب نازل ہوئی إِنَّ الَّذِينَ
سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ذَكَرَهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ مَرْدَوَيْهِ بِإِسْنَادِهِ وَ
رَوَاهُ الْحَافِظُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فِي كِتَابِهِ الْمُخْتَارَةِ ابن عباس کہتے ہیں آیت انکم وما تعبدون آخر تک

نازل ہوئی تو مشرک سمجھے کہ ملائکہ اور عزیر اور عیسیٰ بھی تو معبود ہیں اسکے سوا اسپر یہ آیت نازل ہوئی لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا
وَرَدُوْهَا الآیۃ یعنے اگر یہ لوگ نیک معبود ہوتے تو کبھی یہ مشرک اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں تو یہ مشرک دوزخ میں نہ جاتے
اور یہ مشرک سب کے سب دوزخ میں سدا رہینگے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے اسی کی مثل روایت کیا لیکن اس
میں یہ ہے کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ محمد بن اسحق
بن یسار نے اپنی کتاب السیر میں فرمایا اور اس روایت کے مطابق جو مجھے پہونچی ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم ایکدن بیٹھے تھے ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد میں اور نضر بن حارث بھی آکر آپکے ساتھ بیٹھ گیا اور مسجد میں اور بھی
قریش کے بہت لوگ تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکلم فرمایا اور نضر بن حارث آپکے سامنے ہوا پھر حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نضر بن حارث کے ساتھ گفتگو کی یہانتک کہ اسکو ساکت کردیا اور سب مشرکوں پر یہ آیت
پڑھی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً
مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اٹھ کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن زبعری آکر مشرکوں کے پاس بیٹھ گیا ولید بن مغیرہ نے عبداللہ بن زبعری کے آگے
نضر بن حارث کی شکایت کی اور بولا اللہ کی قسم نضر بن حارث بن عبدالمطلب نے محمد بن عبداللہ بن ہاشم
بن المطلب کو کچھ جواب نہ دیا اب اور اس نے زعم کیا کہ ہم اور جنکی ہم پوجا کرتے ہیں یہ سب دوزخ کا ایندھن
ہیں عبداللہ بن زبعری بولا اللہ کی قسم اگر میں محمد کو پکڑتا تو میں انکے ساتھ مخاصمہ کرتا اب محمد سے یہ پوچھو کہ جتنے
لوگ اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں وہ سب کے سب اپنے عابدوں کے ساتھ دوزخ میں جاوینگے کیونکہ ہم ملائکہ کی عبادت
کرتے ہیں اور یہود عزیر کی عبادت کرتے ہیں اور نصاری مسیح عیسیٰ بن مریم کی تو ولید اور جو مشرک اس مجلس میں
بیٹھے تھے عبداللہ بن زبعری کے اس قول پر بڑے نازان اور مسرور ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ عبداللہ بن زبعری غالب
آیا اور جیت گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اسکی اللہ کے سوا پوجا
کی جاوے وہ اپنے عابدوں کے ساتھ دوزخ میں جاویگا اور یہ مشرک تو شیطانوں اور ان لوگوں کے پوجاری ہیں جو انکو
بدون اسکی پوجا کا حکم کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى
اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ یعنے عیسیٰ
اور عزیر اور وہ احبار اور رہبان جو اسکی طاعت پر گذر گئے اور انہوں نے انکی عبادت کی اور اہل ضلالت نے اللہ کو
چھوڑ کر انکو رب ٹھیرا لیا یہ لوگ دوزخ میں نہ جاوینگے اور جو انہوں نے کہا کہ ہم ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں اور ملائکہ

اسکی بیٹیان ہین تو اسکی بابت یہ آیت نازل ہوئی وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ
لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ
ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ یعنے اور کہتے ہین رحمن نے کر لیا کوئی بیٹا وہ اس لائق نہین لیکن وہ بندے ہین جن کو عزت دی
(اس نے) نہین اس سے بڑھکر بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہین اسکو معلوم ہے جو انکے آگے اور پیچھے اور وہ
سفارش نہین کرتے مگر اسکی جس سے وہ راضی ہو اور وہ اسکی ہیبت سے ڈرتے ہین اور جو کوئی ان مین کہے کہ میری
بندگی ہو اس کے سوا سو اسکو ہم بدلا دین دوزخ یہی ہم بدلا دیتے ہین بے انصافون کو اور عبد اللہ بن زبعری نے
جو عیسے علیہ السلام کی بابت ذکر کیا اور بولا کہ وہ بھی من دون اللہ معبود ہے اور ولید اور حاضرین نے اسکی اس حجت
اور خصومت سے تعجب کیا اور لوگ اس حجت پر مسرور ہوئے تو اسی بارے مین یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ
مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ
خَصِمُوْنَ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً
فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یعنے اور جب کہاوت لائی
مریم کے بیٹے کو تب ہی قوم تیری لگتی ہے اس سے چلانے اور کہتے ہین ہمارے ٹھاکر بہتر ہین یا وہ یہ نام جو دھرتے
ہین تجھ پر سب جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہین جھگڑالو وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہمنے اسپر فضل کیا اور کھڑا کیا بنی اسرائیل
کے واسطے اور اگر ہم چاہین نکالین تم سے فرشتے رہین (وہ) زمین مین تمہاری جگہ (یعنے حضرت عیسی مین آثار
فرشتون کے سے تھے اس سے معبود نہین ہوتا اگر چاہین تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کرین جیسے عیسی کو پیدا کیا)
اور وہ عیسی نشان ہے اس گھڑی کا سو اس مین دھوکا نہ کرو اور میرا کہا مانو یہ ہے سیدھی راہ یعنے حضرت عیسی کا آنا نشان ہے قیامت کا
سو اسکے آنے مین کسیطرح شک کرنا حافظ ابن کثیر کہتے ہین اور عبد اللہ بن زبعری کا یہ قول مقابلہ کے طور پر بالکل
غلط اور بڑی فاحش خطا ہے اسلیے یہ آیت تو مکہ والون کی مخاطبت کے لیے نازل ہوئی ہے انکے اصنام کی عبادت
کرنے مین جو لا یعقل ہین اور معبودین کا ذکر انکے عابدین کی تقریع اور توبیخ کے لیے کیا اور فرمایا اِنَّكُمْ وَمَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تو کیسے اس آیت کی رو سے مسیح بن مریم اور عزیر اور ان لوگون پر
اعتراض ہو سکتا ہے جو نیک عمل والے ہین اور عابدین کی عبادت سے خوش نہین ہین اور ابن جریر نے اپنی تفسیر
مین اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ ما کا لفظ ما تَعْبُدُوْنَ مین غیر ذوی العقول کے لیے ہے اسلیے کہ ما

کا لفظ عرب کے نزدیک لا یعقل کے لیے موضوع ہوا ہے اور عبد اللہ بن زبعری اسکے پیچھے مسلمان ہی ہوگیا اور یہ شخص شاعر تھا اور ابتدا میں مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا پھر مسلمان ہونیکے بعد اعتذار میں یہ شعر کہے ؎

یا رسول الملیک ان لسانی راتق ما فتقت اذ انا بور

اذ اجاری الشیطٰن فی سنن الغی ومن مال الیہ مبثور

اور فزع اکبر سے مراد موت ہے رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ یَحْیٰی بْنِ رَبِیْعَۃَ عَنْ عَطَاءٍ اور بعض نے کہا فزع اکبر صور میں پھونکنا مراد ہے قَالَہُ الْعَوْفِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَبُوْ سِنَانٍ سعید بْنُ سِنَانٍ الشَّیْبَانِیُّ اور اسی کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں پسند کیا بعض نے کہا فزع اکبر سے وہ وقت مراد ہے جب بندے کو دوزخ کی طرف لیجانے کا حکم کیا جاویگا قال الحسن البصری بعض نے کہا جب دوزخ والوں پر آگ کا سرپوش دیا جاویگا قَالَہُ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَابْنُ جُرَیْجٍ بعض نے کہا فزع اکبر وہ وقت مراد ہے جب موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان مینڈھے کی صورت میں لاکر ذبح کیا جاویگا قَالَہُ اَبُوْ بَکْرٍ الْھُذَلِیُّ فِیْمَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْہُ اور یہ جو فرمایا وَتَتَلَقّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ھٰذَا الآیۃ تو اس سے یہ مراد ہے کہ جب برگزیدہ لوگ اپنے قبروں سے خارج ہونگے تو انکے استقبال کے لیے فرشتے آوینگے یہ بشارت و نوید دیتے ہوئے ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنے تم امید رکھو اس چیز کی جو تم کو مسرور کردیگی انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ تمام اہل مکہ جن چیزوں کو پوجتے ہو اصنام اور آفتاب اور ماہتاب اعوان ابلیس اور اعوان ابلیس کو یہ سب دوزخ کا ایندھن ہے حصب ہر وہ چیز ہے جسکے ساتھ آگ جلائی جاتی ہے یا بھڑکائی جاتی ہے کذا قال الجوہری اور ابو عبیدہ کا یہ قول ہے کہ جس چیز کو آگ میں ڈالا جاوے وہ اس آگ کا حصب ہے اور ایسا ہی اللہ عزوجل کا فرمانا وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اور طا کے ساتھ بھی یہ لفظ پڑھا گیا ہے یعنی حطب جہنم اور ضاد معجمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی حضب جہنم فراء نے کہا ہمارے لیے بیان کیا گیا ہے کہ حضب ضاد معجمہ کے ساتھ وہ یمن کی لغت میں حطب ہے اور اصنام کو آگ میں ڈالنے کی وجہ باوجود اسکے کہ وہ جمادات ہیں جنکو اس سزا کی کوئی سمجھ نہیں ہے اور نہ انکو اس ڈالنے سے کچھ محسوس ہوگا انکے عابدوں کی تبکیت ہو اور زیادہ توبیخ ہے انکے لیے اور حسرت کا دوگنا کرنا ان پر بعض نے کہا انکو تپایا جاویگا پھر انکے عابدوں کو زیادہ دکھ دینے کیواسطے انکے ساتھ چپکائے جاوینگے اور اسیطرح آفتاب اور ماہتاب بھی یہ دونوں تہہ بہ تہہ کیے ہوئے آگ میں ڈالے جاوینگے اس بارے میں ابو ہریرہؓ سے حدیث ثابت ہوئی ہے اسکو بیہقی نے نکالا اور اسکی اصل بخاری میں ہے اَنْتُمْ لَھَا وَارِدُوْنَ میں خطاب واسطے

اور تغلیبا معبود دونون کو ہی اور وعدہ مراد دخل ہے بعض اہل علم دالون کا یہ قول ہے کہ اس آیت مین عیسی اور عزیر اور
ملائکہ داخل نہین ہین کیونکہ مَا کا لفظ غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے اور اگر عموم کا ارادہ ہوتا تو اللہ تعالی فرماتا
مَنْ تَعْبُدُوْنَ فرماتا زجاج نے کہا اور اس لیے کہ اس آیت کے مخاطب مکے کے ہی مشرک تھے نہ انکے سوا دوسرے ابن عباس
نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک بولے پھر ملائکہ اور عیسی اور عزیر بھی تو پوجے جاتے ہین اللہ کے سوا تو یہ آیت
نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے فرمایا
اور اس بارے مین وہ نہین ہین اور اللہ کے قول لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا مین عباد اصنام کے لیے
تبکیت اور توبیخ شدید ہے زفیر مغموم شخص کی سانس کی آواز کو کہتے ہین اور بیان مراد انین اور بکا اور
تنفس شدید اور عویل ہے اور اسکا بیان سورہ ہود مین گذر چکا اور یہ جو فرمایا کہ وہ اس مین نہ سنینگے یعنی ان مین
کا بعض بعض کا آواز شدت ہول کی وجہ سے نہ سنیگا پھر ابن مسعود کا وہ اثر بیان کیا جو ابن کثیر سے منقول ہوا
اور بعض نے کہا کہ دوزخی بہرے ہونگے کما قال اللہ تعالی وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا
وَّصُمًّا اور ان سے سماع (سننا) اسلیے مسلوب ہوگا کہ سننے مین کچھ راحت و انسیت ہوتی ہے بعض نے کہا وہ
وہ چیز نہ سنینگے جو انکو مسرور کرے ملکہ وہی بات سنینگے جس سے وہ اندوہگین ہی ہون پھر جب اللہ سبحانہ
تعالے نے ان اشقیا کا حال بیان کیا تو سعدا کا حال بھی بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ الآیۃ اور ان الذ
الذین مین معنے مین الّا کے ہے اور حسنے سے عمدہ وعدہ اور نیک خصلت مراد ہے اور وہ سعادت ہے بعض نے کہا حسنے
سے توفیق مراد ہے بعض نے کہا بشارت الجنۃ مراد ہے بعض نے کہا نفس جنۃ مراد ہے حضرت جنید بغدادی فرماتے
ہین اس آیت کے معنے یہ ہین سَبَقَتْ مِنَّا الْعِنَايَةُ فِي الْبِدَايَةِ فَظَهَرَتْ لَهُمُ الْوِلَايَةُ فِي النِّهَايَةِ یعنی
جنکے لیے ابتدا امر مین ہماری طرف سے عنایت سبقت کر چکی ہے انکے لیے انجام اور آخر امر مین ولایت ظاہر
ہوتی ہے حس اور حسیس ایسی چیز کے آواز کا نام ہے جو تیرے پاس سے گذرے اور معنی یہ ہین کہ وہ نار کی حرکت
اور اسکا آواز نہین سنینگے ابن عباس کہتے ہین لَا يَسْمَعُ اَهْلُ الْجَنَّةِ حَسِيْسَ النَّارِ اِذَا نَزَلُوْا مَنَازِلَهُمْ
مِنَ الْجَنَّةِ یعنے بہشت والے دوزخ کا آواز بھی نہین سنینگے جب بہشت سے اپنے گھرون مین اترینگے اور اللہ
کا قول وَهُمْ فِيْمَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ ایسا ہی ہے جیسے اس نے فرمایا وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ
لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ یعنے اور تم کو وہان سب جو چاہے جی تمہارا اور تمکو وہان
ہے جو منگواؤ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان سے اور قرطبی نے تفسیر مین وہی اقوال نقل کیے جو ابن کثیر کے

منقول ہوئی اور ابن عمر سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثَلَاثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ لَا يَهُولُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ كَانَ يُؤَذِّنُ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَعَبْدٌ أَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ یعنے تین شخص وہ کستوری کے ٹیلون پر ہونگے (اور) انکو فزع اکبر (یعنی بڑا ہول) اہول میں نہ ڈالیگا ایک وہ مرد جس نے کسی قوم کی امامت کرائی اور وہ اسپر خوش تھے اور دوسرا وہ مرد جو ہر رات دن اذان دیتا رہا (اور) تیسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے مالکون کا بھی حق ادا کیا اور تلقی سے مراد استقبال ہے جنت کے دروازون پر جنتیون کے استقبال کے واسطے فرشتے آوینگے ان کو مبارکباد دیتے ہوئے محلی نے کہا انکے استقبال کے لیے انکی قبرون پر آوینگے جب وہ قبرون سے نکلینگے اور ممکن ہے کہ دونون مقامون میں استقبال کے واسطے آوین اور اس سے کوئی مانع نہین ہے اور یہ کہین گے هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنے یہ وہی جنت ہے جسکا تم کو دنیا مین وعدہ ملتا تھا مفسرین کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالی کے قول اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ الآیہ سے لیکر یہانتک تمام وہ لوگ مراد مین جو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہین اور خاص مسیح اور عزیر اور ملائکہ ہی مراد نہین ہین کیونکہ حضرت علیؓ نے اس آیت کو پڑہا اور فرمایا مین اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ انہین لوگون مین سے ہین اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ جب آیت اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الآیہ اتری تو ابن زبعری آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور بولا ای محمدؐ تو کہتا ہے کہ عزیر نیک تہا اور عیسیٰ نیک تہا اور مریم نیک بی بی تہی آپ نے فرمایا ہان مین تو یہی کہتا ہون کہ یہ نیک لوگ ہین (بولا پہر ملائکہ اور عیسیٰ اور عزیر ان سب کی اللہ کے سوا پوجا کی جاتی ہے تو یہ بہی معاذ اللہ) دوزخ مین جاوینگے تو اسکے جواب مین اللہ نے آخر تک یہ آیت اتاری اسکو ابن مردویہ نے اور ضیا نے مختارہ مین نکالا ابن عباسؓ سے اور نکالا اسکو ابوداؤد اور طبرانی نے دوسری اسناد کے ساتھ اس سے طویل ابن عباسؓ ہی سے انتہی مافی الفتح يَوْمَ

نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

جسدن ہم لپیٹ لین آسمان کو جیسے لپیٹتے مین طومار مین کاغذ جیسا سرے سے بنایا پہلے بار پہر اسکو دوہراوینگے وعدہ ضرور ہے ہمپر ہم کو کرنا انتہی مافی الموضح اللہ تعالی فرماتا ہے کہ یاد کر قیامت مین ہونیوالے بھید کو جیسا کہ فرمایا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ یعنے اور نہین سمجھے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک

مٹھی ہر اسکی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوں سکے داہنے ہاتھ میں وہ پاک ہر اور بہت اونچا ہر اس سے کہ جنکو
بناتے ہیں ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَقْبِضُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
الْاَرَضِیْنَ وَتَکُوْنُ السَّمٰوٰتُ بِیَمِیْنِہٖ یعنے اللہ تعالیٰ سب زمینوں کو قیامت کے دن ایک مٹھی میں لیگا اور
آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں انفرد بہ من ہذا الوجہ البخاری رحمہ اللہ ابو الجوزاء ازدی نے ابن عباسؓ سے روایت
کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمان مع ان میں کی مخلوق کے لپیٹ لیگا اور اسیطرح ساتوں
زمینوں کو مع ان میں کی بستی کے اور ان سب کو وہ داہنے ہاتھ میں لیگا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے
مبارک ہاتھ میں اس طرح ہونگے جسطرح اسکے ہاتھ میں رائی کا دانہ پڑا ہے اور سجل سے مراد کتاب ہے بعض نے کہا یہاں
سجل ایک فرشتہ مراد ہے فرشتوں میں سے ابن عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کے قول یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب میں کہا کہ
سجل وہ فرشتہ ہے جب وہ استغفار کو لیکر چڑھتا ہے (آسمان پر) تو اللہ تعالیٰ (فرماتا ہے اُکْتُبَاھَا نُوْرًا لکھدو
اسکو نور رواہ ابن ابی حاتم وکذا رواہ ابن جریر عن ابی کریب عن ابن یمان۔ اور امام ہمام ابو جعفر باقر کا بھی
یہی قول ہے کہ سجل ایک فرشتہ ہے اور سدی نے بھی اس آیت کی تفسیر میں کہا سجل وہ فرشتہ موکل ہے صحف
کے ساتھ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عملنامہ اس سجل (فرشتے) کے سامنے پیش کرتے ہیں پھر وہ اسکو لپیٹ کر
رکھدیتا ہے قیامت تک بعض نے کہا سجل سے مراد اس مرد کا نام ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں میں سے تھا
اور وحی کا کاتب تھا ابو الجوزاء نے ابن عباسؓ سے دوسری سند کے ساتھ روایت کیا کہ سجل سے مراد ایک مرد
ہے رواہ ابن ابی حاتم اور اسی ابو الجوزاء نے اور سند کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ سجل وہ حضرتؐ
کا کاتب تھا رَوَاہُ نُوْحٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ کَعْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ وَھٰکَذَا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ
وَالنَّسَائِیُّ کِلَاھُمَا عَنْ قُتَیْبَۃَ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ نُوْحِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ کَعْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِکٍ
عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ السِّجِلُّ کَاتِبٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابن عدی نے ابن
عباسؓ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کاتب تھا جسکو سجل کہتے تھے اور یہی مراد ہے اللہ
تعالیٰ کے قول یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسے یہ کاتب کتاب کو
لپیٹ لیتا ہے اسیطرح ہم آسمان کو لپیٹ لینگے ابن عدی نے کہا یہ روایت محفوظ نہیں ہے نافع نے
ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ سجل وہ حضرتؐ کا کاتب تھا رَوَاہُ الْخَطِیْبُ الْبَغْدَادِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ حافظ ابن کثیر
نے کہا وَھٰذَا مُنْکَرٌ جِدًّا مِنْ حَدِیْثِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا یَصِحُّ اَصْلًا وَکَذٰلِکَ مَا تَقَدَّمَ عَنِ

ابن عباس من روایۃ ابی الجوزاء او ذکر غیرہ لا یصح ایضاً یعنے اور یہ حدیث جسکو خطیب بغدادی نے اپنی تفسیر میں
نافع کی حدیث سے اس نے ابن عمرؓ سے روایت کیا بالکل ثابت نہیں ہے اور ایسے ہی ابن عباسؓ کی وہ حدیث جسکو ابو داؤد وغیرہ
نے روایت کیا اور گذر چکی وہ بھی ثابت نہیں ہے حافظ ابن کثیر نے کہا اور حافظوں کی ایک جماعت نے تصریح کی کہ یہ
حدیث موضوع ہے اگرچہ سنن ابوداؤد میں موجود ہے ہمارے شیخ ہیں حافظ کبیر ابو الحجاج مزی اللہ تعالیٰ انکی عمر کو فراخ
کرے اور انکی اجل میں تاخیر کرے اور اسکا انجام نیک اعمال پر کرے اور اس حدیث پر ہمنے ایک مستقل رسالہ
میں گفتگو کی ہے ولله الحمد اور امام ابو جعفر ابن جریر نے اس حدیث کے رد کے لیے کمر باندھی ہے اور اسکو پوری طرح
رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ صحابہ میں کوئی ایسا آدمی معروف نہیں ہے جسکا نام سجل ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے کاتب مشہور و معروف ہیں ان میں کوئی ایسا کاتب نہیں ہے جسکا نام سجل ہو حافظ ابن کثیر نے کہا
امام ابو جعفر بن جریر اس امر میں صادق ہیں اور یہ ایک بڑی قوی دلیل ہے اس حدیث کے منکر ہونے پر اور جس نے
سجل کو اسماء صحابہ میں مذکور کیا ہے تو اس نے اسی حدیث پر اعتماد کیا ہے نہ اسکے سوا کسی اور حدیث پر واللہ اعلم
اور روایت صحیح جو ابن عباس سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ سجل سے صحیفہ مراد ہے قالہ علی ابن ابی طلحۃ والعوفی
عنہ اور اسی پر نص کی مجاہد اور قتادہ اور بہت لوگوں نے اور اسی کو ابن جریر نے پسند کیا کیونکہ یہ معنے لغت سے بھی
ثابت ہیں تو بصورت یہ معنی کلام کے یہ ہونگے جس دن ہم لپیٹ لیں گے آسمان جیسے مکتوب پر صحیفہ لپیٹا جاتا
ہے اور یہ جو فرمایا کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین تو اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ کام
یعنے مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنا لامحالہ ہونیوالا ہے جیسے انکو پہلی بار بنایا انکے اعادہ (دوسری بار بنانے) پر
بھی قادر ہے اور اس امر کا واقع ہونا واجب ہے کیونکہ یہی منجملہ اسکے ان مواعید کے ہے جن میں خلف اور تبدیل
متصور نہیں ہے ولہذا فرمایا انا کنا فاعلین ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعظ کو لیے
کھڑے ہوئے اور فرمایا انکم محشورون الی اللہ عز وجل حفاۃ عراۃ غرلا کما بدأنا اول خلق
نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین یعنے بیشک تم اللہ کیطرف اٹھائے جاؤگے برہنہ پا برہنہ تن بے ختنہ
(اور استشہاد یہ آیت پڑھی) کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین رواہ الامام
احمد وذکر تمام الحدیث واخرجاہ فی الصحیحین من حدیث شعبۃ وذکرہ البخاری عند
ہذہ الآیۃ فی کتابہ یعنے یہ حدیث صحیحین میں بھی موجود ہے اور اسکو امام بخاری نے اپنی کتاب کی کتاب
التفسیر میں اس آیت کی تفسیر میں نکالا اور لیث بن ابی سلیم نے اس نے مجاہد سے اسنے عائشہؓ سے اسنے حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا اور عوفی نے ابن عباسؓ سے اس آیت کی یہی تفسیر نقل کی کہ ہر چیز ہلاک ہو جاویگی جیسی
پہلی بار کچھ موجود نہ تھا انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان کا بیان خاتمہ یہ ہے اور طی کا لفظ آیت میں دو
معنوں کا احتمال رکھتا ہے ایک احتمال تو یہ ہے کہ اس سے لپیٹنا مراد لیا جاوے جو نشر (کھولنے) کی ضد ہے اور یہی
معنے ہیں اللہ تعالی کے قول والسموات مطویات بیمینہ میں اور دوسرا احتمال تو وہ یہ ہے کہ طی کے معنے اخفا اور تعمیہ
اور محو کرنے کے جاویں اس لیے کہ اللہ سبحانہ آسمان کے رسوم کو مٹا دیگا اور اسکے نجوم کو مکدر کر دیگا اور سماء سے
جنس سماء مراد ہے اور سجل سے صحیفہ مراد ہے بعض نے کہا سجل سے کاغذ مراد ہے اور سجل مشتق ہے مساجلت سے
اور مساجلت کہتے ہیں مکاتبت کو اور اسکا اصل وہ سجل ہے جسکے معنے ڈول کے ہیں جب دو شخص ملکر ڈول کھینچیں
تو کہتے ہیں ساجلت الرجل یعنے میں نے اور اس نے ملکر ڈول کھینچا پھر مکاتبت میں اسکا استعمال کیا گیا اور ایک
دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنیمیں اور سجل سین اور جیم کے پیش کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور فتح سین اور
سکون جیم کے ساتھ بھی بعض نے کہا سجل ایک فرشتے کا نام ہے جو تیسرے آسمان پر رہتا ہے اور وہی بنی آدم کے
عملنامے لپیٹتا ہے بعض نے کہا سجل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب کا نام تھا یہ ابن عباسؓ نے کہا اسکو نکالا ابو داؤد
اور نسائی نے اور ابن عمرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث سخت منکر ہے اور حافظوں
کی ایک جماعت نے اسکے موضوع ہونیکی تصریح کی ہے اگرچہ یہ حدیث ابو داؤد میں موجود ہے ان میں سے ہیں حافظ
مزی اور علامہ محمد بن علی شوکانی نے اس حدیث پر ایک مستقل رسالہ میں گفتگو کی اور حافظ ابن جریر بھی اس
حدیث کے انکار کے درپے ہوئے اور انہوں نے بہت عمدہ طور سے اسکو رد کیا اور آخر تک وہی تقریر بیان کی جو
حافظ ابن کثیر سے مذکور ہوئی اور اللہ کے قول کما بدانا اول خلق کے وہی معنے بیان کیے جو حافظ ابن کثیر نے
کیے پھر کہا کہ یہ آیت بھی ویسی ہی ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ
مَرَّةٍ یعنے قیامت کے دن اللہ تعالی فرماویگا مشرکوں اور کافروں کو جب انکو قبروں سے نکالکر اللہ تعالی کے سامنے
پیش کیا جاویگا اور تم ہمارے پاس آئے ہو ایک ایک جیسے ہم نے بنائے تھے پہلی بار پھر فرمایا وَعْدًا عَلَیْنَا یعنے یہ ہم نے وعدہ
کر لیا ہے جسکا انجاز اور ایفا ہم پر ضرور اور لازم ہے اور مراد اس سے بعث اور اعادہ ہے مخلوق کا پھر انا کنا فاعلین
فرما کر اسکی تاکید فرمائی یعنے ہم نے اس وعدہ کو ضرور پورا کرنا ہے تو اسکے لیے مستعد ہو جاؤ اور اس یوم موعود کے
اہوال سے ہوشیار رہنے کے لیے کچھ بھلے کام کرو اور اللہ کا قول کنا فاعلین ایسے قول کَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا کی طرح

ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○ اِنَّ فِیْ

هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اور ہمنے لکھدیا ہے زبور میں نصیحت
کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہونگے میرے نیک بندے اس میں مطلب کو پہونچتے ہیں ایک لوگ بندگی والے اور تجھکو جو ہمنے
بھیجا سو مہر کرکے جہان کے لوگوں پر انتہی مقال نے الموضح حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے اس سعادت
کی جو اسنے دنیا اور آخرت میں اپنے نیک بندوں کیلئے مقرر کی ہے اور خبر دیتا ہے اس وراثت کی جو اسنے انکے
واسطے دنیا اور آخرت میں ٹھیرادی ہے جیسا اسنے فرمایا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ یعنے زمین ہے اللہ کی اسکا وارث کرے جسکو چاہے اپنے بندوں میں اور آخر بھلا ہے ڈر
والوں کا اور فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ یعنے ہم
مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کے جیتے اور جب کھڑے ہونگے گواہ جسدن کام نہ آویں
منکروں کو انکے بہانے اور انکو پھٹکار ہے اور انکو برا گھر اور فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى
ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ
بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنے وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں نیک
کام البتہ پیچھے حاکم کرے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جمادیگا ان کو دین انکا جو
پسند کردیا ان کیواسطے اور دیگا ان کو انکے ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے شریک نکرینگے میرا کوئی اور جو
کوئی ناشکری کریگا اس پیچھے سو وہی لوگ ہیں بیحکم ولہذا فرمایا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ
اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ اعمش کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیرؓ سے قول وَلَقَدْ كَتَبْنَا کی
تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا زبور سے مراد توریت اور انجیل اور قرآن ہے اور مجاہد نے کہا زبور سے کتاب یعنی
لوح محفوظ مراد ہے اور ابن عباسؓ و شعبی اور حسن اور قتادہ اور غیر واحد کا یہ قول ہے کہ زبور سے وہ صحیفہ مراد ہے جو
حضرت داؤد علیہ السلام پر اترا اور ذکر سے من بعد الذکر میں توریت مراد ہے اور دوسری روایت میں ابن عباسؓ
نے کہا کہ ذکر سے قرآن کریم مراد ہے اور سعید بن جبیر نے کہا ذکر وہ ہے جو آسمان میں ہے اور مجاہد نے کہا زبور
سے کتابیں مراد ہیں اور ذکر سے لوح محفوظ مراد ہے جو اللہ کے پاس ہے اور اسی کو ابن جریر نے پسند کیا اور
ایسا ہی کہا زید بن اسلم نے کہ ذکر سے پہلی کتاب مراد ہے اور ثوری نے کہا ذکر وہ لوح محفوظ ہے اور عبد الرحمٰن
بن زید بن اسلم نے کہا زبور وہ کتابیں ہیں جو انبیاء پر نازل ہوئیں اور ذکر وہ ام الکتاب ہے جس میں ان کتابوں

سے پہلے اشیا کو لکھا تھا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے توریت اور زبور میں
اپنے سابق علم میں خبر دی ہے آسمانوں اور زمین کے بنانے سے پہلے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو
زمین کا وارث کر دیگا اور انکو جنت میں داخل کریگا اور امت محمدیہ یہی نیک لوگ ہیں اور مجاہد نے ابن عباسؓ سے
اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کی تفسیر میں روایت کیا کہ ارض سے جنت کی ارض مراد ہے اور یہی قول
ہے ابو العالیہ اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور شعبی اور قتادہ اور سدی اور ابو صالح اور ربیع بن انس اور ثوری کا
ابو الدرداءؓ نے کہا ہم ہی صالح ہیں (جسکا مذکور آیت باب میں ہے) اور سدی نے کہا صالحون سے مؤمنون مراد
ہیں اور یہ جو فرمایا اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ یعنے اس کتاب میں جسکو ہمنے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر اتارا البتہ مطلب کو پہنچانا ہے اسلیے کہ یہ کتاب انکو دین و دنیا میں فائدہ دینے والی ہے اور اس میں
کفایت ہے عابد لوگوں کے واسطے اور عابدین سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اسکے موافق
جو اللہ نے مقرر کی اور اسنے چاہا اور جسکو اسنے پسند کیا اور انہوں نے اللہ کی طاعت و انقیاد کو شیطان کی
طاعت اور اپنے نفسوں کی شہوت پر ترجیح دی اور یہ جو فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ تو اس
میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اُسنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہانوں کے واسطے مہربانی بنایا
پھر جسنے اس رحمت کو قبول کر لیا اور اس نعمت کی اسنے قدردانی کی وہ دنیا اور آخرت میں سعادتمند ہوا
اور جسنے اس رحمت کو نہ لیا اور پھیر دیا اور اس نعمت کے لینے سے انکار کیا تو وہ دنیا و آخرت میں خائب و خاسر
و زیان کار ہوا کما قال تعالیٰ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ
یَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ یعنے تو نے نہ دیکھے جنہوں نے بدلا کیا اللہ کے احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم
کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے پیٹھینگے اس میں اور برا ٹھکانا ہے اور قرآن کی وصف میں فرمایا قُلْ هُوَ
لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ
مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ یعنے تو کہہ ایمان والوں کو سوجھ ہے اور روگ کا دفع کرنے والا اور جو یقین نہیں لاتے انکے
کانوں میں بوجھ ہے اور یہ انکو اندھاپا ہے ان کو پکارتے ہیں دور کی جگہ سے ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ کسینے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ مشرکوں پر بددعا کریں فرمایا اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ
رَحْمَةً یعنے مجھکو پروردگار نے لعنت کرنیوالا بنا کر مخلوق کے پاس نہیں بھیجا اور میں تو رحمت ہی کے لیے ایک
مہربانی بنا کر بھیجا گیا ہوں رواہ مسلم وانفرد باخراجه اور ایک اور حدیث میں ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا

رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ یعنے مین مہربانی ہون کہ جو اسکو لیتا ہے وہ اسکو پالیتا ہے رواہ عبد اللہ بن ابی عمر
وَغَیْرُہٗ عَنْ وَکِیْعٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا قَالَ اِبْرَاھِیْمُ الْحَرْبِیُّ وَ
قَدْ رَوَاہُ غَیْرُہٗ عَنْ وَکِیْعٍ فَلَمْ یَذْکُرْ اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَکَذَا قَالَ الْبُخَارِیُّ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ
فَقَالَ کَانَ عِنْدَ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ مُرْسَلًا یعنے اس حدیث کو عبد اللہ بن ابی عوانہ وغیرہ نے روایت کیا وکیع
سے انہون نے اعمش سے اُنہون نے ابو صالح سے اُنہون نے ابو ہریرہ سے مرفوعا کہا ابراہیم حربی نے اور روایت کیا اسکو غیر ابن
ابی عوانہ نے تو اُسنے ابو ہریرہ کا ذکر نہین کیا اور ایسا ہی کہا بخاری نے اور بخاری اس حدیث سے پوچھے گئے تو فرمایا
کہ یہ حدیث حفص بن غیاث کی پاس مرسل ہے حافظ ابن عساکر نے کہا اور اسکو روایت کیا مالک بن سعید بن خمس نے
اعمش سے اسنے ابو صالح سے اسنے ابو ہریرہ سے مرفوعا یہ حافظ ابن عساکر نے یہ حدیث کو ابو بکر بن مقری اور ابو عبد اللہ
حاکم طریق سے چلایا کہ ابو ہریرہ نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا رَحْمَۃٌ مُّھْدَاۃٌ اور ابن عمر
سے دوسری اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً مُّھْدَاۃً
بُعِثْتُ بِرَفْعِ قَوْمٍ وَخَفْضِ اٰخَرِیْنَ یعنے اللہ تعالی) نے مجھکو مہربانی کرکے بھیجا ہے جو شخص اس رحمت کو
لینا چاہے تو وہ اس رحمت کی طرف راہ پاسکتا ہے مین بھیجا گیا ہون ایک لوگون کے (درجات) بلند
کرنے کے لیے اور دوسرے لوگون کے درجات) پست کرنیکے واسطے جبیر بن مطعم کہتے مین ابو جہل جب حج سے
واپس ہوکر مکہ مین آیا تو بولا اے معشر قریش اِنَّ مُحَمَّدًا نَزَلَ یَثْرِبَ وَاَرْسَلَ طَلَائِعَہٗ وَاِنَّمَا یُرِیْدُ اَنْ
یُّصِیْبَ مِنْکُمْ شَیْئًا فَاحْذَرُوْا اَنْ تَمُرُّوْا طَرِیْقَہٗ اَوْ تُقَارِبُوْہُ فَاِنَّہٗ کَالْاَسَدِ الضَّارِیْ اِنَّہٗ
حَنِقَ عَلَیْکُمْ لِاَنَّکُمْ نَفَیْتُمُوْہُ نَفْیَ الْقِرْدَانِ عَنِ الْمَنَاسِمِ وَاللّٰہِ اِنَّ لَہٗ لَسَحَرَۃً مَا رَاَیْتُہٗ قَطُّ وَلَا اَحَدًا
مِنْ اَصْحَابِہٖ اِلَّا رَاَیْتُ مَعَھُمُ الشَّیَاطِیْنَ وَاِنَّکُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ عَدَاوَۃَ اِبْنَیْ قَیْلَۃَ یَعْنِی الْاَوْسَ
وَالْخَزْرَجَ فَھُوَ عَدُوٌّ اِسْتَعَانَ بِعَدُوٍّ فَقَالَ لَہٗ مُطْعِمُ بْنُ عَدِیٍّ یَا اَبَا الْحَکَمِ وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ
اَحَدًا اَصْدَقَ لِسَانًا وَلَا اَصْدَقَ مَوْعِدًا مِنْ اَخِیْکُمُ الَّذِیْ طَرَدْتُّمْ وَاِذْ فَعَلْتُمُ الَّذِیْ فَعَلْتُمْ
فَکُوْنُوْا اَکَفَّ النَّاسِ عَنْہُ یعنے اے قریش کی جماعت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یثرب (مدینہ منورہ) مین
جا اترا ہے اور اس نے اپنے جاسوس بھیجے ہوئے ہین اور وہ چاہتا ہے کہ تمسے تمہارا مال لیوے تو تمنے
بچتے رہنا کبھی اس راہ نہ گذرنا اور کبھی اسکے پاس نہ جانا وہ تو شیر شکاری ہے وہ تمپر خفا ہے اسلیے
کہ تمنے اسکو مکہ سے بری طرح نکالا ہے اسکی قسم اسکے پاس جادوگر ہین اور کبھی مینے اسکو نہین دیکھا کہ

نہ انکے یارون کو مگر انکے ساتھ مین شیطانون کو دیکھتا ہون اور تم جانتے ہو کہ اوس اور خزرج تمہاری کیسی بیری ہین اور یہی بیری ہمارا (جنہون نے ہماری) ابری مدد چاہی ہے تو ابوجہل کے جواب مین مطعم بن عدی بولا اے ابو الحکم (ابوجہل کی کنیت ہی) مین نے نہین دیکھا کسی شخص کو کہ وہ زبان کا سچا ہو اور مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ وہ وعدے کا پکا ہو تمہاری بہائی سے جسکو تم نے ہانک دیا اور نکال دیا یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھکر کوئی سچا اور کوئی عہد کا پکا نہین ہے سبحان اللہ ہماری حضرت کی سچائی اور پاکیزگی کے دشمن بھی قائل تھے یا اللہ مجھکو اپنے اس حبیب کے تصدق سے بخشدے اور دنیا آخرت مین میری سرخروئی رکھ لے) اور جیسا تم نے کیا وہ کام جو کیا تو اب تم سب لوگون سے بڑھکر اس سے بچو رواہ الطبرانی ابو سفیان بن حارث نے کہا تم آگے سے بڑھکر محمد سے عداوت کرو اوس اور خزرج کے لوگون نے اگرچہ فتح پالی تو انہون نے نہ تمہاری قرابت کا لحاظ کرنا ہے اور نہ کسی عہد کا اگر تم میرا کہنا مانو تو دو باتون مین سے ایک بات کرو یا اوس و خزرج کو منع کردو اور یا محمد کو انکے درمیان سے نکالدو اور وہ وحید مطرود رہجاوے اور یہی اوس اور خزرج تو انکی تو کوئی بات ہی نہین ہے مین تمہاری طرف سے انکو بس ہون اور بولا ؎

سَأَمْنَحُ جَانِبًا مِنِّی غَلِیظًا ۔۔۔ عَلٰی مَا کَانَ مِنْ قُرْبٍ وَبُعْدٍ
رِجَالُ الْخَزْرَجِیَّةِ أَهْلُ ذُلٍّ ۔۔۔ إِذَا مَا کَانَ هَزْلٌ بَعْدَ جِدٍّ

اور یہ ابو سفیان بن حارث کی گفتگو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش با ہوش تک پہونچ گئی تو آپ نے فرمایا وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ لَأَقْتُلَنَّهُمْ وَلَأُصَلِّبَنَّهُمْ وَلَأَهْدِیَنَّهُمْ وَهُمْ کَارِهُونَ إِنِّی رَحْمَةٌ بَعَثَنِی اللّٰهُ وَلَا یَتَوَفَّانِی حَتّٰی یُظْهِرَ اللّٰهُ دِینَهٗ لِی خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِی الَّذِی یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْکُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِی یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِی وَأَنَا الْعَاقِبُ یعنے اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین ان سے لڑون گا اور ان کو سولی دونگا اور انکے ساتھ صلح کرونگا گو برا مانین مین تو مہربانی ہون جسکو اللہ نے بھیجا ہے اور مجھکو اللہ نہ ماریگا یعنے میری جان قبض نہ کرے گا جب تک اپنا دین غالب نہ کرے میرے پانچ نام ہین میرا محمد نام ہے اور میرا احمد نام ہے اور میرا ماحی نام ہے (یعنے کفر کے میٹنے والا) جسکے ساتھ کفر کو اللہ میٹاتا ہے اور مین سب سے پہلے قبر سے اٹھایا جاؤنگا اور لوگ میرے پیچھے اٹھائے جاوینگے اور مین خاتم ہون یعنے نبوت کا سلسلہ میرے پر ختم ہوگیا ہے (اب کوئی نبی نہین ہونے کا) حافظ ابن کثیر نے کہا مین امید کرتا ہون کہ یہ

مدینہ نبیچہ ہے عمرو بن قرہ کندی بہت سے یمن غز وشمار ن ایک شہر کا نام ہے امین ابن اکرتے اور بہت سی چیزیں بیان فرمایا
کرتے جناب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سب حذیفہ سلمان کے پاس آئے اور بولے حذیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے غضب میں اور فرمایا ایما رجل من امتی سببتہ سبۃ فی غضبی او لعنتہ لعنۃ فانما انا رجل من ولد آدم اغضب
کما تغضبون وانما بعثنی رحمۃ للعالمین فاجعلها صلوۃ علیہ یوم القیامۃ یعنی جس شخص کو
میں نے غصہ میں کہ برا کہا یا اسپر لعنت کی تو میں بھی آدم کی اولاد میں سے ایک آدمی ہوں مجھ کو غصہ ہوتا ہوں جیسے تم غصہ ہوتے
ہو اور میں غصہ ہو جاتا ہوں جیسے تم کو غصہ آتا ہے اور مجھکو اللہ تعالی نے جہانوں کیواسطے مہربانی ٹھہرا کر
بھیجا ہے تو اگر کوئی ہو ایسا بن گالی کہ جس نے کسی مسلمان کو نکالی ہو اور اس لعنت کو جس نے کسی مسلمان پر کی ہو رحمت
کر دونگا قیامت کے دن رواہ الامام احمد ورواہ ابو داؤد عن احمد بن یونس عن زائدۃ
حافظ ابن کثیر نے کہا اگر اعتراض ہو کہ ان لوگوں کیواسطے آپکا وجود رحمت کیسے ہو سکتا ہے جنہوں نے آپکو
نہ مانا اور آپکے ساتھ کفر کیا تو جواب وہ ہے جسکو حافظ ابو جعفر بن جریر نے باسنادہ ابن عباس سے روایت کیا اللہ
عز وجل کے قول وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کی تفسیر میں کہ جو شخص اللہ تعالی کے ساتھ ایمان لایا اور
اسنے پچھلے دن کو مانا اسکے لیے دنیا اور آخرت میں رحمت لکھی گئی اور جسنے اللہ اور اسکے رسول علیہ السلام کو نہ
مانا تو وہ خسف اور قذف ہونے سے محفوظ رہا جیسے پہلی امتیں اور پہلی امتیں محفوظ نہیں اور ایسے ہی
اسکو روایت کیا ابن ابی حاتم نے مسعودی کی حدیث سے ابو سعد سعید بن مرزبان بقال سے اسنے سعید بن جبیر سے انہوں نے
ابن عباس سے پھر ایسے ہی بیان کیا واللہ اعلم اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے آیت باب کی تفسیر میں روایت
کیا کہ آپنے فرمایا من تبعہ کان لہ رحمۃ فی الدنیا والآخرۃ ومن لم یتبعہ عوفی مما کان یبتلی
بہ سائر الامم من الخسف والمسخ والقذف یعنے جسنے آپکی تابعداری کی اسکے لیے آپ دنیا اور آخرت
میں رحمت ہیں اور جسنے آپکی تابعداری نہیں کی تو وہ بھی آپکی وجہ سے اس خسف اور قذف اور مسخ سے
بچ گیا جسکے ساتھ پہلے لوگوں کو عذاب دیا گیا رواہ ابو القاسم الطبرانی انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ
زبور اصل میں کتاب کو کہتے ہیں جب کوئی شخص لکھتا ہے تو کہتا ہے زبرت الکتاب اور اس تقدیر پر زبور کا
اطلاق توریت اور انجیل اور ہر ایک آسمانی کتاب پر ہو سکتا ہے اور داؤد کی کتاب پر بھی جسکا نام زبور تھا اور ذکر
کتب منزلہ میں ہے قال الزجاج اور بعض نے کہا اس جگہ زبور سے خاص داؤد کی کتاب مراد ہے اور ذکر سے لوح
محفوظ مراد ہے قال البیضاوی والخازن وابو السعود وابو حیان اور بعض نے کہا ذکر سے قرآن مراد ہے قالہ ابن عباس

اور یہی ابن عباسؓ کا قول ہے ذکر سے مراد وہ اصل ہے جس سے کتابیں منقول ہوکر اتریں اور انکے معنے میں اختلاف
ہوا ہے تو ابن عباسؓ کا تو یہ قول ہے کہ ارض جو آیت باب میں ہے ارض جنت مراد ہے اور ابن عباسؓ اور انکے تابعین کا
استدلال یہ دلیل اللہ سبحانہ تعالیٰ کا یہ قول ہے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ
نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ اور بعض نے کہا آیت باب میں ارض سے ارض مقدسہ مراد ہے اور بعض نے کہا اس سے بت
کافر لوگوں کی ارض مراد ہے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب ان کو فتح کرکے وارث ہوئے اور بعض نے
کہا ارض مصر ہے جسکے بنی اسرائیل مراد ہیں اس دلیل سے کہ اللہ تعالے نے فرمایا وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ
مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَ
دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ یعنے اور وارث کیا ہمنے جو لوگ کمزور ہو رہے تھے
اس زمین کے مشرق کے اور مغرب کے جس میں برکت رکھی ہم نے اور پورا ہوا نیکی کا وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر
اس پر کہ وہ ٹھیرے رہے اور خراب کیا ہم نے جو بنایا تھا فرعون اور اسکی قوم نے اور انگور چڑھاتے چھتریوں پر اور جو امر
ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ اس میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بشارت دی ہے کہ وہ مسلمان
ہوکر کافروں کی زمین کا وارث بنا دیگا اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے بعض نے کہا یہ آیت عام ہے ہر صالح ولایت ارض
کو اب سوقت یہ شامل ہوگی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اور اسکی سوا اور امتوں کو بھی اور یہ جو فرمایا اِنَّ فِي
هٰذَا لَبَلَاغًا تو اسکے یہ معنی ہیں کہ جو وعظ اور تنبیہ اس سورت میں مذکور ہوئی ہے وہ البتہ مراد تک پہونچنے اور مقصود
تک وصول کے لیے کافی و وافی ہے قالہ الرازی اور بعض نے کہا ہذا کے ساتھ آیت باب میں قرآن کریم کی طرف
اشارہ ہے اور قرآن مجید جنت تک پہونچنے کا زاد (توشہ) ہے مسافر کے بلاغ کی طرح اور عابدین سے وہ لوگ مراد
ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور اپنا سارا اہتمام اسی عبادت میں ہی رکھتا ہے
اور عبادت کرنے میں خضوع اور تذلل کرے اور قوم عابدین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مرحومہ ہے اور عبادت
کا سرمایہ نماز ہے ابوہریرہؓ کہتے ہیں عبادت کا سرمایہ پانچوں نمازیں ہیں اور ابن مردویہ اور ابو نعیم اور دیلمی نے انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اِنَّ فِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
لَشُغْلًا لِلْعِبَادَةِ یعنے جو شخص پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے وہ عبادت میں مشغول رہتا ہے اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ
سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا هِيَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً
یعنے آیت باب میں عبادت سے پانچوں نمازوں کا مسجد حرام میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا مراد ہے اور بعض نے کہا

بیان عالمین سے عالم عامل ہو وے مراد ہیں امام رازی نے کہا اور اولی یہ ہے کہ عالمین سے آیت باب میں وہ لوگ مراد لیے جاوین
جو عالم باعمل ہوں کیونکہ علم کی مثال درخت کیطرح ہے اور عمل کی مثال پھل کی طرح اور درخت پھل کے سوا کسی کام کا
نہیں اور پھل کا درخت کے سوا ہونا محال ہے اور یہ جو فرمایا وما ارسلناک تو اسکے یہ معنے ہیں کہ اے محمد ہم نے تجھکو شرائع
اور احکام دیکر بھیجا تو تجھکو رحمت بنا کر بھیجا جہانوں کے لیے اور عالمین سے جن وانس مراد ہیں اور استثنا مفرغ
ہے اعم احوال اور علل سے اور معنی یہ ہیں کہ تجھکو ہم نے کسی سبب کے لیے نہیں بھیجا سوا اپنی رحمت واسعہ اور جس
چیز کو تو دیکر مبعوث ہوا ہے تو دارین کی سعادت کا باعث و سبب ہے بعض نے کہا کفار کے واسطے آپ اس لیے
رحمت کا سبب ہیں کہ وہ آپ کی وجہ سے خسف اور قذف اور استیصال سے مامون ہوئے تھے بعض نے کہا عالمین سے خاص مومن
مراد ہیں لیکن عالمین سے جن اور انس سب کا مراد لینا اولی ہے اور اس پر اللہ تعالی کا یہ قول دلیل ہے وَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ پھر ان آثار کو بیان کیا جو ابن کثیر سے منقول ہوئی اور امام احمد اور طیالسی
طبرانی اور ابونعیم نے ابوامامہ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ
وَهُدًى لِلْمُتَّقِينَ یعنے اللہ نے مجھکو جہانوں کے واسطے مہربانی بنا کر بھیجا اور پرہیزگاروں کی راہ کہنیو پھر اللہ سبحانہ
نے بیان فرمایا کہ اس رحمت کا اصل وہ توحید اور شرک سے برارت ہے اور فرمایا قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ

إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ
بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ○ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ○ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ
فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ○ قُلْ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○

تو کہہ مجھکو تو حکم یہی آتا ہے کہ صاحب تمہارا ایک صاحب ہے پھر ہو تم حکمبرداری کرتے پھر اگر منہ موڑیں تو تو کہہ میں نے
خبر دی تمکو دونو طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو تمکو وعدہ ملتا ہے وہ رب جانتا ہے پکار کی
بات اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور میں نہیں جانتا شاید اس میں تمکو جانچنا ہے اور برتوانا ایک وقت
تک رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا اور رب ہمارا رحمن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم
بناتے ہو اور یہ جو فرمایا میں نے خبر کردی تمکو دونوں طرف برابر یعنے اب بھی تم دونو بات کرسکتے ہو ایک طرف
کا زور نہیں آیا انتہے انی الموضح حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد
فرماتا ہے کہ مشرکوں کو یوں کہو کہ مجھکو تو یہی حکم آتا ہے کہ تمہارا الہ ایک ہی اللہ ہے پھر ہو تم مسلمان یعنے
اور پھر تم اس کے آگے جھکتے اگر یہ اعراض کریں اسلام سے روگردانی جسکی طرف تو انکو بلاتا ہے تو کہہ میں نے تمکو

خبر کر دی دونوں طرف کی برابر جیسے تم میرے مقابل ہو میں بھی تمہارا مقابل ہوں اور جیسے تم مجھ سے بیزار ہو میں تم
سے بیزار ہوں اور یہ اس تعالیٰ کا قول ویسا ہی ہے جیسا اس نے فرمایا وَاِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ
اَنْتُمْ بَرِيٓـُٔونَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ یعنے اور اگر تجھکو جھٹلا دیں تو تو کہہ مجھکو میرا کام کرنا اور
تم کو تمہارا کام تم بیزار نہیں میرے کام کا اور میں بیزار نہیں جو تم کرتے ہو اور جیسے فرمایا وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً
فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ یعنے اور اگر تجھکو ڈر ہو ایک قوم کے دغا کا تو
جواب دے انکو برابر کی برابر اللہ کو خوش نہیں آتے دغا باز یعنے خبر اعلام اور انکا علم عہدوں کے توڑنے کے ساتھ برابر
ہو جانا چاہیے اور یہی معنے ہیں آیت باب کے یعنے میں تم کو خبردار کرتا ہوں کہ میں تم سے بیزار ہوں اور تم مجھ سے بیزار ہو اس
لیے کہ میں تمہارا بیزار ہو جاتا ہوں اور یہ جو فرمایا وَاِنْ اَدْرِيٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ یعنے جس
چیز کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے وہ لا محالہ واقع ہونیوالا ہے لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ وہ نزدیک ہے یا دور ہے
اور میرا رب جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو وہ تمام غیب چیزوں کا واقف ہے اور ظواہر اور ضمائر
کو جانتا ہے اور سر اور اخفی کا عالم ہے اور ظاہر اور باطن میں جو بندے کرنے والے ہیں اسکو وہ جانتا ہے اور اس
قلیل اور جلیل سب کی وہ جزا دیگا اور یہ جو فرمایا وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ موعود
کی تاخیر میں شاید تمکو جانچنا ہے اور برتوانا ایک مدت تک عوفی نے ابن عباسؓ سے اسکے قول رب احکم بالحق کی
تفسیر میں روایت کیا اِفْصِلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا الْمُكَذِّبِيْنَ بِالْحَقِّ یعنے اے میرے مالک تو ہمارے اور
ہماری قوم کے درمیان جنہوں نے حق کو نہ مانا اور اسکو جھٹلایا فیصلہ کر قتادہ کہتے ہیں انبیا علیہم السلام یہ دعا کیا
کرتے تھے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ یعنے اے رب فیصلہ کر ہمارے
اور ہماری قوم کے بیچ انصاف کا اور تو ہے بہتر فیصلہ کرنے والا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اللہ تعالے
نے یہی دعا کرنیکا ارشاد فرمایا امام مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اونہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جب کسی جہاد میں تشریف لیجاتے تو یہی دعا فرماتے رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى
مَا تَصِفُوْنَ آخر تفسیر سورۃ الانبیاء علیہم السلام ولله الحمد والمنۃ انتہی ما قال الحافظ
ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ اسلام سے مسلمون میں انقیاد اور اخلاص للعبادت مراد ہے اور اس استفہام
سے مراد امر ہے یعنے مسلمان ہو جاؤ اگر وہ اسلام سے روگردان ہوں تو تو کہہ ہمارا تمہارا مقابلہ ہے
تم اور ہم اعلام میں برابر ہیں اور مساوی ہیں نے اس اعلام کے ساتھ بعض کو خاص نہیں کیا بعض کو چھوڑ کر

پھر جو منہ پھیر لین کہ اُنکے سننے مین کہ جو کچھ مجھکو حکم ہوا ہے وہ مین نے تمکو سب کے برابر پہونچا دیا اور یہ نہیں ہے کہ ایک چیز
کو ایک شخص کو اپنے ظاہر کرون اور دوسرے سے اسکو چھپاؤن اور مانو عدون مین شی موعود سے غلبہ اسلام اور غلبہ اہل
اسلام کفار پر مراد ہو بعضے نے کہا شے موعود عقاب مراد ہے یا قیامت جو عذاب کو شامل ہے اور اسکو اللہ تعالی
کے سوا کوئی نہین جانتا بعضے نے کہا مین تمکو خبردار کرتا ہون لڑائی کے ساتھ لیکن یہ مجھے معلوم ہے کہ لڑائی کا حکم
کب حکم ہوگا اللہ سبحانہ وتعالی تمہاری کفر اور اسلام پر طعن کرنے کو سب کو جانتا ہے جسکو تم ظاہر کرو یا اس کو
چھپاؤ اسپر مخلوقات کا کوئی حال مخفی نہین ہے اور شاید وہ تم کو اسلیے مہلت دیتا ہو کہ تمہارا الصنیع دیکھے ربیع
بن انس کہتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوا تو آپنے بعض بنی امیہ کو منبر پر لوگون کو خطبہ
سناتے دیکھا تو یہ بات آپ پر ناگوار گذری اللہ نے اس آیت کو اتارا اور فرمایا کہ اس سے سلطنت مراد ہے اور مجاہد
کا یہ قول ہے کہ جس عذاب اور جس ساعت کی اسنے تمکو خبر دی ہے شاید اسکی تاخیر مین تمہارا جانچنا مقصود ہو پھر اللہ
سبحانہ وتعالی نے اپنے پیغمبر کی دعا کی حکایت فرمائی کہ اس نے اپنے امر کو اللہ کے سپرد کر دیا اور عرض کی رب احکم
بالحق الآیۃ اور اللہ نے آپ کی اس دعا کو منظور فرمایا اور انکو عذاب کیا بدر مین پھر عاقبت اور غلبہ اور نصرت کو اپنے
عباد مومنین کے لیے ٹھیرایا اور سب تعریف اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان کا پھر اس حکایت کا تتمہ بیان
فرمایا اور فرمایا وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ یعنے اور ہمارا مالک مہربان ہے اور ہم اس سے مدد
چاہتے ہین ان باتون پر جو تم ظاہر کرتے ہو اور بیان کرتے ہو کفر اور تکذیب وہ اپنے بندون پر کثیر الرحمت ہے
اور وہی ہمارا جمیع امور مین مستعان ہے اللہ کا شکر ہے کہ سورۂ انبیا کا ترجمہ محض اسکے کرم اور فضل سے ماہ
مبارک ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ختم ہوا سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ
سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ وَبِعِزَّتِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ

اور شروع ہوتا ہے اسی کی توفیق سے ترجمہ سورۂ حج کا

سُوْرَةُ الْحَجِّ

اس سورت کی سات اور ستر آیتین ہین یا اٹھتر اور علما کا اختلاف ہے کہ آیا یہ سورت مکی ہے یا مدنی ابن عباسؓ کہتے
ہین کہ سورہ حج مدینے مین نازل ہوئے اور ابن زبیرؓ اور مجاہد سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور قتادہ کہتے ہین مگر
چار آیتین وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ سے لیکر اللہ کے قول عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ تک تو یہ چار

آیتیں مکے میں نازل ہوئیں اور ابن عباسؓ نے تین آیتوں کو مستثنے کیا ہے اور بعض نے چار ہی کو مستثنے کیا ہے
لیکن ان چار آیتوں کا ختم عذاب الحریق پر بتایا ہے اور نقاش سے مروی ہو کہ انھوں نے سورۂ حج میں دس آیتیں
شمار کیں جو مدینے میں نہیں اتریں اور جمہور کا یہ قول ہے کہ یہ سورت مختلط ہو اس میں کچھ مکے میں نازل ہوئی
اور کچھ مدینے میں قرطبی نے کہا یہی قول صحیح ہے اور آیات کا مقتضا یہی ہے کیونکہ جن آیتوں کی ابتدا میں
یا ایہا الناس ہے وہ مکے میں نازل ہوئیں اور جنکے ابتدا میں یا ایہا الذین آمنوا ہے وہ مدینے میں نازل
ہوئیں غزنوی کہتے ہیں یہ سب سورتوں میں سے عجیب سورت ہو جو ہر حالت میں اتری رات میں اور دن میں سفر
اور حضر میں مکے میں اور مدینے میں صلح کے زمانے اور حرب کے زمانے میں اور اس سورت میں ناسخ اور منسوخ
اور محکم اور متشابہ سب قسم کی آیتیں ہیں اور اسکی فضیلت میں وہ حدیث وارد ہوئی ہے جسکو امام احمد اور
ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے عقبہ بن عامر سے نکالا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیا سورہ حج کو دوسری سورتوں پر دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دیگئی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں اور جو ان
دونو سجدوں کو نہ کرے وہ اس سورت کی تلاوت نکرے اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے لیکن اسکی
اسناد قوی نہیں ہے اور بہت صحابہ سے مروی ہوا ہے کہ سورہ حج میں دو سجدے ہیں اور یہی قول ہے ابن مبارک
اور شافعی اور امام احمد اور اسحاق کا اور بعض نے کہا کہ سورۂ حج میں ایک ہی سجدہ ہے اور یہ قول ہے سفیان
ثوری کا اور یہی مروی ہے ابن عباسؓ اور ابراہیم نخعی سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ
عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ
اللَّهِ شَدِيدٌ ۝ لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن اسکو دیکھوگے
بھولجاویگی ہر دودھ پلانیوالی اپنے پلائے کو اور ڈالدیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشا
اور انپر نشا نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے انتہی بافی موضح القرآن اللہ تعالی اپنے بندوں کو حکم کرتا ہے اپنے سے
ڈرنے کا اور انکو خبر دیتا ہے قیامت کے دن کے اہوال اور زلازل اور احوال سے جنکا ان کو سامنا ہے اب
مفسرین کا اس میں اختلاف ہو کہ قیامت کا بھونچال لوگوں کی قبروں سے اٹھنے کے بعد ہوگا یا یہ عبارت ہو
زمین کے بھونچال سے جو قیامت کے قائم ہونے سے پہلے دنیا میں ہوگا کما قال تعالی اذا زلزلت الارض زلزالها

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا یعنے جب نکالے زمین کو لٹکے سب نکال پڑا اور نکال دے اسے زمین اپنے بوجھ اور فرمایا وَ
حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ یعنے اور اٹھائی زمین اور پہاڑ
پھر ٹکڑے جاوین ایک چوٹ پھر اسدن ہوپڑی ہوپڑنیوالی اور فرمایا اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا
فَكَانَتْ هَبَاۗءً مُّنْۢبَثًّا وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً یعنے جب ہلی زمین کپکپا کر اور ٹکڑے ہون پہاڑ ٹوٹ کر پھر
ہوجاوین گرد اڑتی اور تم ہوجاو تین قسم ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ یہ زلزلہ دنیا کی آخر عمر مین ہونے والا ہے اور
یہ ساعت کے حالات سے پہلے حالت ہے علقمہ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ زلزلہ قیامت سے پہلے واقع ہوگا رواہ
ابن جریر ورواہ ابن ابی حاتم من حدیث الثوری عن منصور والاعمش عن ابراھیم عن علقمۃ
فذکرہ یعنے اس اثر کو ابن ابی حاتم نے بھی ثوری سے روایت کیا اسنے منصور اور اعمش سے ان دونون نے
ابراہیم سے اسنے علقمہ سے پھر اثر کو اسیطرح بیان کیا ابن ابی حاتم کہتے ہین اور شعبی اور ابراہیم اور عبید بن
عمیر سے اسیطرح مروی ہے ابوکدینہ کہتے ہین عطا نے عامر شعبی سے اس آیت کی تفسیر مین نقل کیا کہ اونہون نے
کہا ھٰذا فی الدنیا قبل یوم القیمۃ یعنے زلزلہ جو نکال دنیا مین واقع ہوگا قیامت کے دن سے پیشتر اور امام
ابوجعفر بن جریر نے اس شخص کی دلیل جو اس زلزلے کی دنیا مین ہونیکا قائل ہے صور (نرسنگا) کی حدیث مین بیان
کی ہے اسطرح کہ ابوہریرہؓ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللہَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ خَلَقَ الصُّوْرَ فَاَعْطَاہُ اِسْرَافِیْلَ فَھُوَ وَاضِعُہٗ عَلٰی فِیْہِ شَاخِصٌ بِبَصَرِہٖ اِلَی الْعَرْشِ یَنْتَظِرُ
مَتٰی یُؤْمَرُ یعنے اللہ تعالی جب آسمان اور زمین کے بنانیسے فارغ ہوے تو صور کو بنایا پھر وہ صور اسرافیل کے حوالے
کی اور وہ اسکو اپنے مونہ مین رکھے عرش کیطرف آنکھین اٹھائے ہے منتظر ہے حکم کا ابوہریرہؓ کہتے ہین مین نے
عرض کی صور کیا چیز ہے جسکو اللہ تعالی نے آسمان و زمین کے بنانے کے بعد بنایا اور پھر وہ اسرافیل کے حوالے کی ا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قَرْنٌ یعنے وہ ایک شاخ ہے سینگ ہے ابوہریرہؓ نے عرض کی وہ شاخ کیسی ہے
فرمایا قَرْنٌ عَظِیْمٌ یُنْفَخُ فِیْہِ ثَلٰثُ نَفَخَاتٍ الْاُوْلٰی نَفْخَۃُ الْفَزَعِ وَالثَّانِیَۃُ نَفْخَۃُ الصَّعْقِ وَالثَّالِثَۃُ
نَفْخَۃُ الْقِیَامِ یَاْمُرُ اللہُ اِسْرَافِیْلَ بِالنَّفْخَۃِ الْاُوْلٰی فَیَقُوْلُ اُنْفُخْ نَفْخَۃَ الْفَزَعِ فَیَفْزَعُ اَھْلُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللہُ وَیَاْمُرُہٗ فَیَمُدُّھَا وَیُطَوِّلُھَا وَلَا یَفْتُرُ وَھِیَ الَّتِیْ یَقُوْلُ اللہُ تَعَالٰی وَمَا یَنْظُرُ
ھٰۤؤُلَاۗءِ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً مَّا لَھَا مِنْ فَوَاقٍ فَتَسِیْرُ الْجِبَالُ فَتَکُوْنُ سَرَابًا وَتُرَجُّ الْاَرْضُ بِاَھْلِھَا
رَجًّا وَھِیَ الَّتِیْ یَقُوْلُ اللہُ تَعَالٰی یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَۃٌ فَتَکُوْنُ

الارض كالسفينة المرتقة في البحر تضربها الامواج تكفأ باهلها وكالقنديل المعلقة
بالعرش ترجحه الارواح فيمتد الناس على ظهرها فتذهل المراضع وتضع الحوامل وتشيب
الولدان وتطير الشياطين هاربة حتى تاتي الاقطار فتلقاها الملائكة تضرب وجوهها
فترجع ويولي الناس مدبرين ينادي بعضهم بعضا وهي التي يقول الله تعالى يوم التناد يوم تولون
مدبرين ما لكم من الله من عاصم ومن يضلل الله فما له من هاد فبينما هم على ذلك اذا انصدعت
الارض من قطر الى قطر ورأوا امرا عظيما فاخذهم لذلك من الكرب ما الله اعلم به ثم نظروا
الى السماء فاذا هي كالمهل ثم خسف شمسها وقمرها وانتثرت نجومها ثم كشطت عنهم یعنے
ایک بار سنگا ہے جس میں اسرافیل تین بار پھونکیں گے پہلی پھونک لوگوں کو گھبراہٹ میں ڈالنے کی ہوگی اور دوسری بیہوش
کرنے کے لیے اور تیسری پھونک میں سب لوگ جہانوں کے مالک کے سامنے اور اسکے روبرو کھڑے ہو جاوینگے
اللہ تعالیٰ اسرافیل کو پہلی بار پھونک مارنیکا ارشاد فرماویگا تو کہے گا پھونک دے (سنگا میں گھبراہٹ کیلیے
وہ پھونک ماریگا) تو آسمان اور زمین والے گھبرا جاوینگے مگر جسکو اللہ چاہے اور اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم کریگا
تو وہ اس پھونک کو دراز کریگا اور لمبا کرے گا اور تھکیگا نہیں اور اسی نفخہ کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما
ينظر هؤلاء الا الآية یعنے اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ بھی مگر یہی ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لیگی پھر اڑینگے
پہاڑ پھر ہو جاوینگے مٹی اور ہلیگی زمین اپنے اہل کے ساتھ کپکپا کر اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم
ترجف الراجفة تتبعها الرادفة قلوب يومئذ واجفة یعنے جس دن کانپے گی کانپنے والی (یعنے پہلا
آوے اسکے پیچھے دوسری (یعنے لگاتار پھونک چلے آوینگے) کتنے دل اسدن دھڑکتے ہونگے پھر ہو جاویگی زمین اس
جہاز کی طرح جو دریا میں ڈوب رہا ہے اور پھر رہی ہیں جسمیں اسکو جہاز اپنے اہل کے ساتھ الٹ پلٹ رہا ہے اور جیسا
اس قندیل کیطرح جو ایک چھت کے ساتھ لٹک رہی پھر اور ہلا رہی ہیں اسکو ہوائیں اسوقت بہلا دینگی دودھ پلانیوالیاں
(اپنے بچوں کو) اور ڈالدینگی پیٹ والیاں اپنے پیٹوں کو اور بوڑھے ہو جاوینگے لڑکے اور شیطان بھاگ کر
کناروں کی طرف چلے جاوینگے پھر انکو فرشتے ملکر انکے مونہوں کو ماریں گے پھر لوٹ آوینگے اور لوگ بھاگ کر پیٹھ
پھیر کر بعض انکا بعض کو پکاریگا اسی بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مومن آل فرعون کی طرف سے حکایت کر کے
ويا قوم اني اخاف عليكم يوم التناد يوم تولون مدبرين ما لكم من الله من عاصم ومن يضلل
الله فما له من هاد یعنے اور اے میری قوم میں ڈرتا ہوں کہ تم پر آوے دن ہانک پکار کا جسدن بھاگو گے پیٹھ پھیر کر

کوئی نہین ہم کو اسے بچانیوالا اور جسکو غلطی مین ڈالے اللہ تو کوئی نہین اوسکو سجھانیوالا لوگ اسی حال مین ہونگے کہ زمین
ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھٹ جاویگی اور ایک بڑا امر دیکھینگے تو اس سے انکو وہ غم لاحق ہوگا جسکی
حقیقت اور ماہیت کو اللہ ہی واقف ہے پہر وہ آسمان کیطرف نظر کرینگے تو وہ تلچھٹ کیطرح (سیاہ) ہوگا پہر
آفتاب و ماہتاب بدون نور کیا جاویگا اور ستارے جہڑ پڑینگے پہر انکا چھلکا اتارا جاویگا فرمایا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَالْاَمْوَاتُ لَا یَعْلَمُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ یعنے اور مردون کو ان احوال مین سے کسی ہول
کی خبر نہ ہوگی رَوَاہُ الْاِمَامُ اَبُوْ جَعْفَرِ بْنُ جَرِیْرٍ بِاِسْنَادِہٖ ابوہریرہ کہتے ہین فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی
الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰہُ سے شہید لوگ مستثنے ہین اور فزع تو ان لوگون کو پہونچیگا جو زندہ ہین اور شہدا اگرچہ جیتے
ہین لیکن وہ اپنے رب کے پاس جیتے ہین اور اسی کے پاس انکو روزی ملتی ہے اور ان کو بچا لیا اونسے اس دن کی
برائی سے اور ان کو امن مین رکھا اور وہ فزع اللہ کا عذاب ہے کہ بد ترین خلق پر اسکو بہیجیگا اسیکی بابت اللہ
تعالی فرماتا ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّا
اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ
اس حدیث کو طبرانی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ اور اونسے بہت طول کے ساتھ روایت کیا اور غرض اس سے
یہ ہے کہ اس حدیث مین اس زلزلہ کے قیامت سے پہلے ہونے کی دلیل ہے اور زلزلہ کو ساعت کیطرف اس لیے
مضاف کیا گیا کہ وہ اسکے قریب واقع ہوگا جیسے کہا جاتا ہے اشراط الساعۃ اور اسکی مثل واللہ اعلم اور بعضون
نے کہا بلکہ اس زلزلہ سے وہ ہول اور فزع اور زلزلے اور بلبلے مراد ہین جو قیامت کے دن عرصات (میدانون)
مین قبرون سے اٹھنے کے بعد واقع ہونگے اور اسی کو ابن جریر نے پسند کیا اور ان لوگون نے کئی حدیثون سے دلیل
لی عمران بن حصین سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض سفرون مین فرمایا اور آپکے اصحاب
بہی نزدیک نزدیک ہو رہے تھے آپ نے ان دونون آیتون کے ساتھ آواز بلند کیا (اور فرمایا) یٰاَیُّھَا النَّاسُ
اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ
کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ جب آپکے اصحاب
نے آپکا مبارک آواز سنا تو انہون نے سواریون کو تیز کیا اور انہون نے سمجھا کہ شاید وہ منزل آگئی جب وہ آپکے پاس
آئے تو آپنے فرمایا اے لوگو تم جانتے ہو یہ کونسا دن ہے یہ وہ دن ہے جسدن آدم علیہ السلام کو بلایا جاویگا اللہ تعالے
آدم علیہ السلام کو بلاکر فرماوینگے اے آدم نکال ایک جماعت آگ کی طرف روانہ کرنے کے لیے آدم علیہ السلام

عرض کرینگے الٰہی آگ کی جماعت سے کون لوگ ہر اور مین اللہ تعالیٰ فرماویگا ہر ہزار سے نوسو ننانوے آگ مین جاوینگے
اور ایک جنت مین جاویگا عمران بن حصین کہتے ہین پہر آپ کے اصحاب پر بقدر نا امیدی طاری ہوئی کہ انہون نے اگر
حلکا بہی استغفار نہ کیا جب آپ نے معلوم کیا کہ لوگ نا امید ہو گئے تو فرمایا خوش ہو جاؤ اور عمل کرو اس ذات کی قسم جس
کے ہاتھ مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے تم ایسے دو پیدائشون کے ساتھ ہو کہ وہ دو نو جسکے ساتھ ملتے ہین
وہ کثیر ہو جاتی ہے وہ یاجوج ماجوج اور وہ لوگ ہین جو بنی آدم کے نافرمان ہین اور ابلیس کی اولاد عمران بن حصین
کہتے ہین پہر صحابہ خوش ہوئے اور وہ نا امیدی کی حالت چلی گئی پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمل کرو
اور خوش ہو جاؤ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے تم نہین ہو لوگون مین مگر شمار اونٹ کی کروٹ مین
یا رقمہ دابہ کے ہاتھ مین رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَهٰكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فِي كِتَابِ
التَّفْسِيرِ مِنْ سُنَنَيْهِمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ هِشَامٍ وَهُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ
قَتَادَةَ بِهِ بِنَحْوِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيحٌ یعنے یہ حدیث کو اسیطرح ترمذی اور نسائی نے بہی اپنی اپنی
کتابون کی کتاب التفسیر مین محمد بن بشار سے روایت کیا اور انہون نے یحییٰ بن سعید قطان سے اور انہون نے ہشام دستوائی
سے انہون نے قتادہ سے اسی کی مثل اور ترمذی نے کہا اس حدیث کو روایت کر کے یہ حدیث حسن صحیح ہے اس حدیث کا
دوسرا طریق عمران بن حصین کہتے ہین کہ جب آیت باب نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین تہے
آپ نے فرمایا تم جانتے ہو کس دن کے حق مین اللہ نے یہ آیت اتاری ہے لوگون نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے فرمایا یہ وہ دن ہے جس مین اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرماویگا نکال دوزخ کی جماعت کو
آدم علیہ السلام عرض کرینگے اور دوزخ کی جماعت کون ہین فرمایا ہر ہزار مین سے (نوسو ننانوے) آدمیون کو
دوزخ مین بہیجدو اور ایک کو جنت مین تو مسلمانون نے رونا شروع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درمیانے
چال چلو اور سیدہے چلو کیونکہ کوئی نبی نہین آیا مگر جاہلیت کے زمانہ مین فرمایا تو اس عدد (نوسو ننانوے) کو
اہل جاہلیت سے پورا کیا جاویگا اگر پوری ہو گئی تو فبہا ورنہ منافقون سے یہ تعداد پوری کی جاویگی اور تمہاری
مثال اور لوگون کے سامنے تو ایسی ہے جیسے رقمہ ہوتا ہے دابہ کے ہاتھ مین یا جیسے شامہ ہوتا ہے اونٹ کی کروٹ
مین پہر فرمایا مین امید کرتا ہون کہ تم بہشت والون مین چوتہا حصہ ہوگے تو لوگون نے تکبیر کہی پہر فرمایا مین امید
کرتا ہون کہ تم جنت والون کا تیسرا حصہ ہو تو لوگون نے اللہ اکبر کہا پہر فرمایا مین امید کرتا ہون کہ تم بہشت والون
مین آدہون آدہ ہو تو لوگون نے اللہ اکبر کہا عمران بن حصین کہتے ہین اب یہ مجہے معلوم نہین ہے کہ آپ نے

دو تہائیان فرمایا نہین رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ پہر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُرْوَۃَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ وَقَدْ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِیْثِ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عُرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْعَلَاءِ بْنِ زِیَادِ الْعَدَوِیِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ فَذَکَرَہٗ یعنے اور یہ حدیث مروی ہوئی ہر عروہ سے بہی اس نے حسن بصری سے اس نے عمران سے اور اسکو ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی عروبہ کی حدیث سے روایت کیا اُس نے قتادہ سے اس نے حسن اور علا بن زیاد عدوی سے ان دونون نے عمران بن حصین سے پہر اسی حدیث کو بیان کیا اور اسیطرح روایت کیا اس حدیث کو ابن جریر نے بندار (محمد بن بشار) سے اُس نے غندر سے اُس نے عوف سے اس نے حسن سے (مرسلاً) کہا حسن نے مجھکو پہنچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوہ تبوک سے لوٹے اور آپکے ساتھ آپکے اصحاب تہے مدینے کو دیکہتے کے بعد یہ آیت پڑہی یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ اور حدیث کو بیان کیا ابن جدعان کے سیاق کی طرح واللہ اعلم اور عکرمہؓ نے ابن عباسؓ سے اسی حدیث کو روایت کیا اور کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت باب پڑہی پہر عکرمہ نے حدیث کو ویسے ہی چلایا اور اس مین بیان کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین امید کرتا ہون کہ تم بہشت والون کی چوتہائی ہوگے پہر فرمایا مین امید کرتا ہون کہ تم بہشت والون کی تہائی ہوگے پہر فرمایا مین امید کرتا ہون کہ بہشت والون کا نصف ہوگے پہر فرمایا تم جو ہو نو ہزار حصون مین کا ایک حصہ ہوگے رواہ ابن ابی حاتم ابو سعید خدریؓ کہتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن فرمادیگا اے آدم وہ عرض کرینگے مین حاضر ہون اے ہماری مالک اور بار بار حاضر ہون پہر ایک آواز ہوگا (اے آدم) اللہ تجہکو ارشاد فرماتا ہے کہ تو اپنی اولاد سے ایک جماعت نکال جسکو آگ کی طرف بہیجا جاوے آدم علیہ السلام عرض کرینگے اے میرے مالک اور بعث نار (آگ کی جماعت) کون ہے اللہ تعالی فرمادیگا ہر ہزار مین سے نوسو ننانوے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسوقت رکہدیگی پیٹ والی اپنا پیٹ اور بوڑہا ہوجاویگا بچہ اور تو لوگون کو مست دیکہیگا اور وہ مست نہونگے پر اللہ کی آفت سخت ہے یہ سنکر لوگ گہبرائے اور انکے رنگ اڑگئے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوسو ننانوے یاجوج ماجوج مین سے ہونگے اور ایک تم مین کا ہوگا (گہبراتے کیون ہو) تمہاری نسبت لوگون مین اسطرح ہے جیسے ایک بال کالا سفید گائے کی کروٹ مین یا سفید بال سیاہ بیل کے پہلو مین اور مین امید کرتا ہون کہ تم بہشت مین چوتہائی ہوگے تو ہمنے اللہ اکبر کہا پہر فرمایا مین امید کرتا

ہون کہ تم بہشت مین اتہائی ہوگے پہر ہمنے اللہ اکبر کہا پہر فرمایا مین امید کرتا ہون کہ تم بہشت مین آدہی ہوگے رَوَاہُ
الْبُخَارِیُّ عِنْدَ تَفْسِیْرِ هٰذِهِ الْآیَةِ وَتَرَدَّدَ الْبُخَارِیُّ فِیْ غَیْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ
مِنْ طُرُقٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ قیامت کے دن ایک
منادی کو ندا کریگا (جو یہ ندا کریگا) اے آدم اللہ نے تجہے ارشاد فرمایا ہے کہ تو اپنی اولاد مین سے آگ کی جماعت کو نکال
آدم علیہ السلام عرض کرینگے وہ کون ہین ندا ہوگی فیصدی ننانوے لوگون مین سے ایک مرد ہوگا وہ ایک جو
صدی ہو نجات پاویگا وہ کون ہوگا اسکے پیچہے یا رسول اللہ فرمایا تم نہین جانتے کہ تمہاری نسبت اور امتون
مین ایسے جیسے خام اونٹ کے سینے مین رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَانْفَرَدَ بِهٰذَا السَّنَدِ بِهٰذَا السِّیَاقِ
عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ تم قیامت کے دن برہنہ تن برہنہ پا بے ختنہ اٹہائے جاؤگے عائشہ کہتی ہین مین نے
عرض کی یا رسول اللہ جب عورتین اور مرد سب کے سب برہنہ اٹہینگے تو بعض بعض کیطرف دیکہینگے فرمایا اے
عائشہ اِنَّ الْاَمْرَ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یُّهِمَّهُمْ یعنے وہ ایسا سخت وقت ہوگا کہ اس مین کسیکو کسیکیطرف
دیکہنے کا خیال تک نہ آویگا (دیکہنا تو کیا) رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ عائشہ رضہ
کہتی ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن کوئی دوست کسی دوست کو یاد کریگا فرمایا اے عائشہ
تین وقتون مین تو کوئی دوست کسی دوست کو یاد نہ کریگا میزان (تول) کے پاس جہان معلوم نہین ہے
کہ میری تول بہاری نکلتی ہے یا ہلکی اور نہ اعمالنامون کے اڑنے کیوقت جبتک معلوم نہ ہو کہ داہنے ہاتہ
مین عملنامہ ملتا ہے یا بائین ہاتہ مین اور نہ اسوقت جب دوزخ مین سے ایک گردن کی شکل برآمد ہوگی اور ان
کو گہیر لیگی اور انپر غصہ ظاہر کریگی اور وہ گردن یہ کہیگی تین قسم کے لوگ میرے حوالے کیے جاوینگے اور تین بار
اس بات کو لوٹاویگی ایک تو وہ لوگ میرے حوالے کیے جاوینگے جنہون نے اللہ کے ساتہ اور معبود کی بہی پوجا کی
اور ایک وہ لوگ جو حساب کے دن (یعنے اِس دن) کو نہین مانتے تہے اور ایک وہ لوگ جو ناحق زور کرتے تہے
اور (حق کے مخالف تہے) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر وہ گردن انپر لپٹ پڑیگی اور انکو جلا دیگی
دوزخ کے گڑہون مین اور دوزخ کے منہ پر ایک پل ہوگی جو بال سے باریک ہوگی اور تلوار سے تیز اسپر کنڈیان
اور کانٹے پکڑ لینگے انکو جو اسپر جاتے ہے اور لوگون کا گذر اسپر کئی طرح سے ہوگا پہلی جماعت تو بجلی کیطرح
پار ہو جاویگی اور دوسری آنکہ کے پلک کی طرح اور تیسری ہوا کیطرح اور پہر تیز گہوڑے اور اونٹون کی
طرح اور انکا یہ آواز ہوگا اے ہمارے مالک بچا بچیو تو کوئی ان مین کا بالکل بچ جاویگا اور کوئی

ان میں کا مغز ہو کر بہہ جاویگا اور سیکروہ کے کوڑے بان اور کانٹے دوزخ میں ہونگے کہ جن کو پھینک مارینگے رواہ الامام
احمد حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور قیامت کے دن کے احوال میں احادیث اور آثار کثیرہ ہیں جن کے بیان کا اور
محل ہے یہ مقام انکی ذکر کا متحمل نہیں ولہذا فرمایا اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ یعنے ساعت کا زلزلہ امر
عظیم اور خطب جلیل ہے اور رستہ ہی گھبراہٹ میں ڈالنے والا اور حادثہ ہولناک اور زلزال اس رعب و گھبراہٹ
کا نام ہے جو نفوس میں معلوم ہونے لگتا ہے جیسا کہ اسنے فرمایا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا
یعنے احزاب کے دنوں جانچے گئے ایمان والے اور جھنجھوڑے گئے زور جھنجھوڑانا انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر
فی تفسیر فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جب گذشتہ سورت (سورہ انبیا) کو اسنے اعادہ (قیامت) اور اسکے
ماقبل مابعد کے ذکر پر ختم کیا تھا پس اس سبحانہ وتعالیٰ نے اس سورت کو قیامت اور احوال قیامت کے ذکر کے
۱ اتقوا ساتھ شروع کیا اور تقویٰ کی ترغیب دی جو وہ بڑا مفید اور بڑا سود مند زاد ہے اسلیے اور فرمایا یٰاَیُّهَا النَّاسُ
رَبَّكُمْ یعنے لوگو اسکے ارشادوں کے بجا لانے اور اسکے منہیات سے اجتناب کے ساتھ اسکے عذاب و
عقاب سے ڈرو اور بچاؤ حاصل کرو اور ناس کا لفظ ان تمام مکلفین کو شامل ہے جو دنیا کے مونہہ پر موجود ہیں اور جو
قیامت تک وجود پذیر ہونگے اور یہ مسئلہ اپنے محل میں ثابت ہو چکا ہے اور ہم نے اس مسئلہ کا ایک ٹکڑا سورہ
بقرہ میں آیت یا ایہا الناس اعبدوا ربکم کی تفسیر میں بیان کیا پھر تقویٰ کے ارشاد کرنیکا سبب بیان کیا اور
اسکی علت مذکور فرمائی اور فرمایا اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ یعنے بے شک قیامت کا ہیولناک ایک بڑی
چیز ہے اور زلزلہ کہتے ہیں شدت حرکت اور انزعاج (ہلانے) کو اور یہ محاورہ ماخوذ ہے پاؤں کے ایک جگہ
سے پھسلانے سے کہا کرتے ہیں زل عن الموضع قدمہ یعنے فلاں شخص کا اپنی جگہ سے پاؤں نکل گیا اور کہا کرتے
ہیں زلزل اللہ قدمہ یعنے فلاں کے پاؤں کو اسنے ہلا دیا اور زلزلہ حرف کا مکرر لانا اسکے معنے کی تاکید
پر دلیل ہے اور یہ مصدر کے فاعل کیطرف مضاف کرنیکے قبیل سے ہے اور اسکا مفعول محذوف ہے اور وہ زمین
ہے اور زلزلہ کا اسناد اور اسکی اضافت ساعت کی طرف مجاز عقلی کے قبیل سے ہے اور اس صورت میں اس
زلزلہ سے وہ زلزلہ مراد ہے جو قیامت کے اشراط میں سے ہے اور وہ قیامت کے دن سے پہلے واقع ہوگا اور یہی
جمہور کا قول ہے یا زلزلہ مضاف ہے ظرف کی طرف اسلیے کہ اس میں واقع ہوگا جیسے اسنے فرمایا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ اور اس زلزلہ کا وقت قیامت کا دن ہوگا اور بعض نے کہا یہ واقع رمضان کی پندرہویں تاریخ میں
ہوگا اور اسکے بعد پھر صبح پہیم سے نکلے گا اور معتزلہ جو کہتے ہیں کہ معدوم چیز کو مسمیٰ کرسکتے ہیں تو اس میں

اسکی کوئی دلیل نہین ہے اسلیے کہ یہ تو اسکا اسکے موجود ہونے کے وقت کا نام ہے یعنے اسکے موجود ہونے کے وقت
اسکا یہ نام ہوگا اور بعض نے کہا زلزلہ سے جو شئی کے ساتھ تعبیر کی تو اسلیے کہ عقلین اسکی کنہ کے ادراک سے قاصر اور
اسکی حقیقت اور ماہیت کے معلوم کرنے سے عاجز ہین پھر وہی حدیث بیان کی جسکو مختلف طرق سے بیان کیا
گیا اور یہ جو فرمایا یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ تو ذہول سے مشغول ہونا مراد ہے بعض نے کہا نسیان مراد ہے بعض نے کہا لہو
ہے اور یہ سب معانی قریب قریب ہین پھر کہتے ہین مَا کا لفظ عَمَّا أَرْضَعَتْ مین مصدریہ ہے اور معنے یہ ہین کہ
دودھ پلانیوالی دودھ پلانے سے غافل ہوجاویگی پھر کہتے ہین اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ قیامت
سے پہلے دنیا مین ہی واقع ہوگا کیونکہ قیامت کے بعد نہ کسی عورت کو پیٹ ہوگا اور نہ کوئی مادہ کسی بچے کو دودھ
پلاویگی اور بعض نے کہا یہ تو ایک تمثیل ہے اس سے حقیقت مراد نہین ہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ
مزمل مین فرمایا یَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا یعنے ایسا دن ہے کہ وہ دن لڑکون کو بوڑھا کر دیگا اور بعض نے
کہا یہ زلزلہ نفخہ اولے کے ساتھ واقع ہوگا پھر کہتے ہین اور احتمال ہے کہ زلزلہ سے قیامت کے اہوال اور احوال
مراد ہون جیسے اللہ نے پہلے لوگون کے احوال ان لفظون مین بیان فرمائے مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ
وَزُلْزِلُوا اور مروی ہے کہ یہ دونون آیتین غزوہ بنی المصطلق مین رات کے وقت نازل ہوئین اور جناب رسالت
مآب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونو کو پڑھا تو اس رات سے بڑھکر کبھی اسقدر زیادہ رونیوالے دیکھے نہین
گئے قالہ ابو حیان فی البحر پھر جب اللہ نے چاہا کہ منکرین بعث وحساب پر حجت قائم کرے تو اس کے پہلے
ایک ایسا مقدمہ بیان کیا جو جمیع اہل جدل کو شامل ہے اور فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ ○ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ
السَّعِيرِ ○ اور بعضا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات مین بیخبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان بے حکم کا جس
کی قسمت مین لکھا ہے کہ جو کوئی اسکا رفیق ہو سو وہ اسکو بہکاوے اور لیجاوے عذاب مین دوزخ کے انتہی ما
فی الموضح اللہ تعالیٰ ان آیتون مین اس شخص کی مذمت کرتا ہے جو بعث وحساب کا مکذب ہے اور اللہ کے مردون
کے جلانے سے منکر ہے اور ان کتابون سے روگردان ہے جنکو اللہ نے انبیاء پر نازل فرمایا اور اپنے قول
اور انکار اور کفر مین ہر شیطان مرید کا تابعدار ہے وہ شیطان جنون سے ہون یا انسانون سے اور یہی
حال اور چال ہے اس امت کے اہل بدعت وضلالات کا جو حق سے منہ موڑتے ہین اور باطل سے منہ جوڑتے
ہین جس روشن حق کو اللہ نے اپنے رسول پر اتارا اسکو چھوڑتے ہین اور ان لوگون کے اقوال کے پیچھے چلتے

ہیں جو اپنے اہوا اور آراء کے ساتھ بدعت کی طرف داعی ہیں لہذا انکی شان اور انکے امثال اور اشباہ اور نظرا
کی شان و حق میں فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ كُتِبَ
عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ یعنے کما کتب علیہ میں شیطان پر لکھہ
جانا ہے اسکی قسمت میں لکھا جانا مراد ہے اور من تولاہ میں تولے سے اتباع اور تقلید مراد ہے اور یہ جو فرمایا تو اسکو
بہکاوے اور لیجاوے دوزخ میں یعنے دنیا میں جسکو بہکاوے گمراہ کرے اور آخرت میں کھینچکر دوزخ میں ڈالدے
سدی نے ابو مالک سے روایت کیا کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی اور یہی قول ہے ابن جریج کا ابوما
لک کہتے ہیں کہ ایک خبیث قریش کے خبیثوں میں سے بولا مجھے خبر دو اپنے رب سے وہ سونیکا ہے یا چاندی کا
یا تانبے کا پہر آسمان اس مردود کے اس کلمے سے کانپ گیا جب اسنے اپنا سر اٹھایا تو اسکا آدہا اسکے سر سے جدا ہو کر
اسکے آگے گر پڑا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ اور لیث بن ابی سلیم مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی آیا اور
وہ بولا مجھے اپنے رب کی خبر دو وہ کس چیز کا ہے وہ یاقوت کا ہے یا کس چیز کا مجاہد کہتے ہیں پہر ایک بجلی
آئی اور اسنے اسکو پکڑ لیا انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ میں جھگڑنے
سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کی شان اور اسکی قدرت اور اسکی صفتوں میں جھگڑا کرتا ہے اور وہ فاسد خیال کرتا ہے
کہ رب العلمین حشر و نشر پر قادر نہیں ہے اعاذنا اللہ من ہذہ الہفوات اور اس قول فاسد اور زعم کاسد پر اسکے
پاس کوئی صحیح صریح دلیل نہیں ہے بلکہ ہر مؤول آدمی جو اسکی صفات میں تاویل کرتا ہے یا ممثل ہے یا معطل ہے
کہ اللہ کو اسکی صفات سے بے بہرہ کرنا چاہتا ہے اور اللہ کی کسی صفت کا قائل نہیں ہے یا مشبہ ہے کہ اللہ کی
صفات مخلوق کی صفتوں کے مشابہ قرار دیتا ہے سو کسی دلیل روشن کے یا یہ معنی ہیں کہ اللہ کے دین میں مکابرہ
(ناحق جدال مراد) کرتا ہے اور اباطیل اور تقلید آراء رجال کا تابع ہے جس میں کوئی خیر نہیں ہے اور اپنے فکر
اور حجت اور جدال میں ہر اس شیطان کا تابع ہے جو اللہ پر سرکشی کرتا ہے اور نافرمانی ہے زجاج نے کہا
مرید اور مارد وہی سخت زمین کو کہتے ہیں [illegible] ابلیس [illegible] میں یا وہ رؤسا کفار مراد ہیں جو اپنے اتباع
کو کفر کی طرف دعوت کرتے ہیں مفسر کہتے ہیں کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی ہے اور وہ بہت
جھگڑالو تھا کہتا تھا کہ اللہ مردوں کو دوبارہ جلانے پر قادر نہیں ہے بعض نے کہا یہ آیت ولید بن مغیرہ اور عتبہ
بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی ہے اور کتاب سے قضاء مراد ہے کہا یہ قتادہ نے اور مجاہد سے بھی ایسا ہی
مروی ہے پہر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس مقصود کو بیان فرمایا جو کفار پر حجت قائم کرنے کے بعد مقصود ہے اور

فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ

مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا

ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ

اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ لوگو اگر تم کو دھوکا ہے جی اوٹھنے مین تو ہم نے تمکو بنایا مٹی سے پھر بوند سے

پھر پھٹکی سے پھر بوٹی سے نقشہ بنا اور بن نقشہ بنے اسواسطے کہ تم کو کھول سناوین اور ٹھیرا رکھتے ہین ہم پیٹ مین

جو کچھ چاہین ایک ٹھیرے ہوے وعدے تک پھر تم کو نکالتے ہین لڑکا پھر جب تک کہ پہونچو اپنے جوانی کے زور کو

اور کوئی تم مین پورا بھر لیا اور کوئی تم مین پھر چلایا نکمی عمر تک تا سمجھ کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اور تو دیکھتا ہے

زمین دبلی پڑی پھر جہان ہمنے اوتارا اسپر پانی تازی ہوئی اور ابھری اور اگائین ہر بھانت بھانت رونق کی

چیزین یہ اسواسطے کہ اللہ وہی ہے تحقیق اور وہ جلاتا ہے مردے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے

اس مین دھوکا نہین اور یہ کہ اللہ اٹھاویگا قبرون مین پڑے ہوؤن کو انتہے ماقال فی الموضح جب اللہ تعالی نے بعث

کے مخالف معاد کے منکر کا ذکر فرمایا تو اپنے معاد پر قادر ہونے کی وہ دلیل بیان فرمائی جسکا وہ اپنی ابتدا

پیدائش مین مشاہدہ و معاینہ کرتے ہین اور فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ الآیۃ یعنے

لوگو اگر تم کو بعث یعنی معاد اور ارواح اور اجساد کے قیام مین قیامت کے دن دھوکا ہے اور شک ہے تو ہم

نے تمہاری اصل باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر اسکی اولاد بنائی نچڑے پانی یعنی بوند سے پھر پھٹکی سے

پھر بوٹی سے اور یہ اسلیے کہ جب نطفہ عورت کے رحم (بچہ دان) مین جاکر ٹھیر جاتا ہے تو چالیس دن تک نطفہ

ہی رہتا ہے ایسے ہی ہو کچھ اس مین ان دنون ملتا ہے وہ بھی نطفہ ہی کا حکم رکھتا ہے پھر وہ نطفہ پلٹ کر

سرخ پھٹکی ہو جاتی ہے پھر چالیس دن تک وہ پھٹکی ہی رہتی ہے پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے جسکی کوئی

صورت نہین ہوتی اور نہ اس مین کوئی خط ہوتا ہے پھر اس مین تشکیل اور تخطیط شروع ہوتی ہے اور اس

گوشت کی بوٹی مین اللہ تعالی ایک سر کی شکل بناتا ہے اور دو ہاتھ اور سینہ اور دو رانین اور دو پاؤن اور

ساری جلد پھر کبھی تو عورت اسکو شکل بننے سے پہلے گرا دیتی ہے اور کبھی اسکو ڈالتی ہے جسوقت جب اسکی

شکل بن رہتی ہے ولہذا فرمایا ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ اور غرض یہ ہے کہ تم ان امور کا مشاہدہ

کرتے ہو اور یہ کام ہم اسلیے کرتے ہین تو کہ پہر حجت قائم ہو اور تم کوئی عذر نہ لا سکو لہذا فرمایا لِنُبَيِّنَ لَكُمْ اور کبہی
مضغہ تشکیل کے بعد رحم مین برقرار رہتا ہے عورت نہ اسکو قبل تشکیل گراتی ہے اور نہ تشکیل کے بعد ڈالتی ہے اور
مجاہد نے کہا مضغہ ہی سقط مراد ہے اور مخلقہ سے مخلوق اور غیر مخلقہ سے غیر مخلوق پہر جب مضغہ پر چالیس دن گذرجاتے
ہین تو اللہ تعالی ایک فرشتہ بہیجتا ہے اس مین روح پہونکنے اور اسکو برابر کرنے کے لیے جیسے اللہ عز وجل کو اس کا
بنانا منظور ہوتا ہے اگر اللہ کو اسکا حسین بنانا منظور ہوتا ہے تو فرشتہ اسکو حسین بناتا ہے اور قبیح بنانا زیر نظر
ہوتا ہے تو اسکو قبیح بناتا ہے اور اگر اسکا نر بنانا علم ازلی مین مقدر ہو چکا ہے تو اسکو نر بناتا ہے اور مادہ بنانا ہوتا
ہے تو مادہ بناتا ہے اور لکہتا ہے اسکی روزی اور اسکی عمر اور یہ کہ بدبخت ہو یا نیک بخت جیسے صحیحین کی حدیث
مین یہ مضمون ثابت ہو اعمش کی حدیث سے اس نے زید بن وہب سے اس نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہ ہمکو صادق
مصدوق جناب رسالت مآب حضرت شاہ رسالت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حدیث سنائی اور یہ فرمایا کہ
ایک تمہاری کی پیدایش (نطفہ) چالیس دن تک اپنی مان کے پیٹ مین (نطفہ ہی) رہتا ہے پہر اسقدر دنون
علقہ (پہٹکی) رہتا ہو پہر اتنے دنون بوٹی بنکر رہتا ہے پہر اسکے پاس اللہ تبارک وتعالی ایک فرشتہ بہیجتا
ہے اور اسکو چار باتون کا حکم ہوتا ہے اسکی روزی لکہنے اور عمل لکہنے اور اجل لکہنے اور اس امر کے لکہنے
کا کہ بد ہو یا نیک پہر اس مین روح پہونکتا ہے علقمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہین کہ نطفہ جب رحم مین
قرار گیر ہوتا ہے تو اسکی پاس فرشتہ آتا ہے اسکو رکہنے کے لیے اور پوچہتا ہے اے مالک یہ مخلوق ہوگا یا غیر
مخلوق اگر ارشاد ہوتا ہے مخلوق نہین ہوتا تو اس مین روح نہین ڈالی جاتی اور رحم اسکو گرا دیتی ہے خون کیحالت
مین اور اگر حکم ہوتا ہے مخلوق ہو تو فرشتہ عرض کرتا ہے یہ نر ہوگا یا مادہ بد ہوگا یا نیک اسکی عمر کس قدر ہے اور
یہ کسقدر چلے پہرے گا اور کس زمین مین مریگا عبد اللہ کہتے ہین نطفہ سے پوچہا جاتا ہے تیرا کون مالک ہے وہ کہتا
ہے میرا مالک اللہ ہے پہر پوچہا جاتا ہے تیرا کون رازق (روزی رسان) ہے وہ کہتا ہے اللہ تعالی میرا روزی
رسان ہے اور اس فرشتے کو کہا جاتا ہو اس کتاب کی طرف جا تو اس مین اس نطفہ کی بعدی کیفیت پائیگا
عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین پہر وہ نطفہ پیدا ہوتا ہے اور جیتا رہتا ہے اور اپنی روزی کہاتا ہے اور اپنے قدم
چلتا ہے یہانتک کہ جب اجل آجاتی ہے وہ مرجاتا ہے پہر وہان مدفون ہوتا ہے پہر عامر شعبی نے آیت باب پڑہی
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ
ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ الآیۃ جب وہ نطفہ مضغہ ہو جاتا ہے تو چوتہی پیدایش مین اور ستاکر

اور ذی روح ہو جاتا ہے اور اگر وہ غیر مخلقہ ہوتا ہے تو رحم اسکو خون ہی کی حالت مین گرا دیتے ہین اور اگر مخلوق ہوتا
ہے تو نسمہ ہو جاتا ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر۔ حذیفہ بن اسید سے مرفوعًا کہتے ہین فرشتہ نطفہ کے پاس جب وہ رحم
مین ٹہر جاتا ہے داخل ہوتا ہے چالیس دن یا پینتالیس دن کے بعد اور کہتا ہے اے مالک میرے یا نیک ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اُسکو لکھا جاویگا پھر وہ عرض کرتا ہے نر ہے یا مادہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُن کو بھی لکھا جاویگا اور لکھتا ہے وہ فرشتہ
اسکا عمل اور اسکا چلنا اور اسکی روزی اور اسکی عمر پھر صحیفے لپیٹ دیے جاتے ہین پھر اس مین کمی بیشی نہین ہوتی۔ رواہ ابن
ابی حاتم و رواہ مسلم من حدیث سفیان بن عیینۃ و من طریق اٰخر عن ابی الطفیل بنحو
معناہ۔ اور یہ جو فرمایا کہ پھر ہم تم کو نکالتے ہین لڑکا یعنے وہ اپنے بدن مین ضعیف ہوتا ہے اور سمع اور بصر مین
کم طاقت اور حواس اور بطش اور عقل مین ناتوان پھر درجہ بدرجہ تھوڑی تھوڑی شیئًا فشیئًا اللہ تعالیٰ اسکو قوت
عنایت فرماتا ہے اور اسکے ساتھ تلطف فرماتا ہے   اور اسکے والدین رات کی گھڑیون اور دن کی ساعتون
مین اسپر شفقت کرنے مین آئہذا فرمایا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ یعنے شیئًا فشیئًا اسکے ہر ایک امر کو ہم بڑھا
دیتے ہین اور اسکے والدین کو اسپر مہربان کر دیا ہے تو کہ اسکے قوی کامل ہون اور بڑہین اور وہ عنفوان شباب
تک وصل اور حسن منظر اچھی صورت تک پہونچ جاوے پھر کوئی ان مین سے عین شباب اور قوت کی حالت
مین مر جاتا ہے اور کوئی ان مین کا نکمی عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے تو کہ جاننے کے بعد نہ جانے اور سمجھنے کے
بعد نہ سمجھے ولہذا فرمایا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ
عِلْمٍ شَيْـًٔا اور ارذل عمر سے وہ شیخوخت اور ہرم اور ضعف قوت و عقل و فہم اور تناقص احوال کا زمانہ مراد
ہے اور خرف اور ضعف فکر کا ولہذا فرمایا کہ لا یعلم من بعد علم شیئًا کما قال تعالیٰ اَللّٰهُ الَّذِیْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ
مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ یعنے اسی نے جسنے بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری سے پیچھے زور
پھر دیگا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال بناتا ہے جو چاہے وہی سب جانتا کر سکتا۔ انس بن مالک سے مرفوعًا کہتے ہین
کہ بچہ جب تک بالغ نہین ہوتا اگر وہ اس زمانہ مین نیکی کرے تو اسکے والد کے لیے یا ماں باپ دونون کے لیے
وہ نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر بدی کرے تو وہ بدی نہ اس بچے پر لکھی جاتی ہے نہ اسکے ماں باپ پر اور جب
وہ بلوغ کو پہونچ جاتا ہے تو اسپر قلم جاری ہو جاتی ہے اور وہ دو فرشتے جو اسکے ساتھ مین انکو حکم ہوتا ہے
اسکی حفاظت کا اور تشدید کا جب وہ اسلام مین چالیس سال گذارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو تین آفتون سے بچا لیتا ہے

جنون اور جذام اور برص سے جب وہ پچاس برس پوری کر لیتا ہے (اسلام میں) تو اللہ اسپر حساب کی تخفیف کر دیتا ہی
پھر جب وہ ساٹھ سال پوری کرتا ہے (اسلام میں) تو اللہ اسکو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے ان چیزون کے ساتھ جو چاہتا
ہے پھر جب وہ ستر سال کا ہو جاتا ہے تو آسمان والے اسکو چاہنے لگتے ہیں پھر جب وہ اسی سال کا ہوتا ہے تو اسکی
نیکیان اللہ تعالیٰ لکھتا ہے اور اسکی برائیون سے درگذرتا ہے پھر جب نوے سال کو پہونچ جاتا ہے تو اللہ اسکے اگلے پچھلے
قصور سب معاف کر دیتا ہے اور اسکے گھر والون میں اسکی سفارش منظور فرماویگا اور اسکو امین اللہ کا لقب دیا
جاتا ہے اور وہ اللہ کا اسیر ہوتا ہے زمین میں پھر جب ارذل عمر (نکمی عمر) تک پہونچ جاتا ہے تو جاننے کے بعد
کچھ نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ اسکی نیکیون کو ویسا لکھتا ہی جیسے اپنی صحت میں کیا کرتا تھا اور بدی کرے تو بدی اسکے اوپر
نہیں لکھی جاتی رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُو یَعْلٰی ابن کثیر کہتے ہیں ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ جِدًّا وَفِیْہِ نَکَارَۃٌ شَدِیْدَۃٌ
وَمَعَ ھٰذَا فَقَدْ رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِیْ مُسْنَدِہٖ مَوْقُوْفًا وَمَرْفُوْعًا یعنے یہ حدیث غریب ہے اور
اس میں بڑی سخت نکارت ہے اور باوجود اسکے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں موقوفا اور مرفوعا دونون
طرح بیان کیا ہے پھر امام احمد کا سیاق بیان کیا اور کہا انس کہتے ہیں جب مسلمان مرد چالیس سال کا ہو جاتا
تو اسکو کئی آفتون سے بچا لیتا ہے یعنی جنون اور برص اور جذام سے پھر جب پچاس سال تک
پہنچ جاتا ہے تو اسکا حساب نرم کر دیتا ہے اور جب ساٹھ سال کا ہو جاتا ہے تو اسکو اللہ تعالیٰ رد انابت اور
رجوع عنایت کرتا ہے جسکی وجہ سے اسکو چاہتا ہے اور اسکے ساتھ محبت کرتا ہے جب ستر سال کو پہونچتا ہے تو اسکو
اللہ چاہتا ہے اور آسمان والے بھی چاہتے ہیں اور جب اسی سال کو پہونچ جاتا ہے تو اسکی نیکیان اللہ
قبول فرماتا ہے اور اسکی برائیان مٹاتا ہے اور جب نوے سال کا ہو جاتا ہے تو اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا
ہے اور اسکا نام اسیر اللہ فی الارض کہا جاتا ہے اور اسکے گھر والون میں اسکی سفارش منظور کریگا پھر حافظ
ابن کثیر نے اس روایت کو اس سیاق کو چلایا جس میں امام احمد نے اسکو مرفوع کیا ہے اور کہا انس بن مالک سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو اسلام میں چالیس سال عمر نہیں دیجاتی مگر اس سے اللہ تعالیٰ
تین طرح کی آفتین ٹال دیتا ہی جنون اور جذام اور برص کو اور باقی حدیث کو بابر اسیطرح بیان کیا انس بن مالک
کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی بندہ کو اسلام میں چالیس سال عمر نہیں دیجاتی مگر اس سے اللہ تعالیٰ
کئی قسم کی آفتین ٹال دیتا ہے جنون کو اور جذام اور برص کو جب پچاس سال کا ہو جاتا ہے تو اسکے حساب میں
نرمی ہو جاتی ہے جب ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اسکو اللہ اپنی طرف متوجہ ہونا عنایت کرتا ہے جسے پھر وہ چاہتا ہے

پھر جب وہ ستر سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اسکا نام اسیر اللہ رکھا جاتا ہے اور آسمان
والے اسکو چاہنے لگتے ہیں جب وہ اسی سال کو پہنچتا ہے تو اللہ اسکی نیکیاں قبول کرتا ہے اور اسکی برائیوں سے
تجاوز فرماتا ہے پھر جب نوے سال کی اسکی عمر ہو جاتی ہے تو اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسکا نام
اسیر اللہ فی الارض رکھا جاتا ہے اور اسکے اہل بیت میں اسکی سفارش منظور فرماتا ہے رَوَاهُ الْحَافِظُ اَبُوْ بَكْرِ الْبَزَّارُ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَبِيْبٍ عَنْ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ
ابْنِ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهٖ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اور یہ جو فرمایا وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً تو یہ دوسری دلیل ہے اسکے
احیاء موتی پر قادر ہونیکی جیسے وہ مرے پڑے دبی ہوئی زمین کو زندہ کر دیتا ہے ایسے ہی مردوں کو زندہ کریگا اور ہامدہ وہ زمین ہے جس میں
کوئی انگوری نہ ہو اور نہ کوئی اور چیز قتادہ کہتے ہیں ہامدہ وہ زمین ہے جس میں گھس گھس کر غبار اڑ رہی ہو اور
سدی نے ہامدہ کی مردہ زمین کے ساتھ تفسیر کی اور فرمایا فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ
مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ یعنے جب اللہ سبحانہ وتعالی زمین پر بارش اتارتا ہے تو وہ انگوری کے ساتھ ہلتی ہے اور اسنے
مرے پیچھے زندہ ہوتی ہے اور پہولتی ہے اور اٹھتی ہے اس تری کی وجہ سے جو اس میں تھی پھر وہ طرح طرح کی شاداب
رنگا رنگ کی زراعتیں اور نوع نوع کی سبزیاں اور قسم قسم کے چارے اور گونا گون کی نباتات اگاتی ہے مختلف
الوان اور طعوم اور خوشبوئیں اور شکلیں اور فائدے مختلف ہوتے ہیں ولہذا فرمایا وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ
بَهِيْجٍ اور یہ جو فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ تو اسکے معنے یہ ہیں کہ یہ کام اسلیے کہ تم جان لو وہی خالق اور مدبر ہے
اور جو چاہے وہ کر سکتا ہے اور وہ ایسے ہی مردوں کو بھی جلائیگا جیسے وہ مری زمین کو زندہ کر دیتا ہے اور اس سے
ان انواع کو اگاتا ہے کما قال تعالے اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنے جس
نے زمین کو جلایا وہ مردوں کو بھی زندہ کر دیگا اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور فرمایا اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا
اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ یعنے اسکا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہے اسکو ہو وہ ہو جاوے اور یہ جو فرمایا کہ قیامت
آنیوالی ہے سو اس میں دہوکا مت کھاؤ تو اسکے یہ معنے ہیں کہ اسکے آنے میں شک نہ کرو اور شبہہ نہ نکالو اور
یہ جو فرمایا کہ اللہ اٹھاویگا قبروں میں پڑوں کو تو اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ انکے ریزہ ریزہ اور نابود ہو جانے کے
بعد پھر انکا اعادہ کریگا اور انکو از سر نو عدم سے موجود کرے گا کما قال تعالی وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ
قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ الَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

بِقَادِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنے کیا دیکھتا نہیں آدمی کہ ہمنے بنایا ایک بوند سے پھر تب ہی وہ ہو گیا جھگڑتا بولتا اور بٹھاتا ہے ہم پر کہاوت اور بھول گیا اپنی پیدایش کہنے لگا کون جلاویگا ہڈیاں جب کھوکھلی ہو گئیں تو کہہ انکو جلا دیگا جس نے انکو بنایا پہلے اور وہ سب بنانا جانتا ہے جس نے بنا دی تم کو سبز درخت سے آگ پھر اب تم اسی سے سلگاتے ہو کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں سکتا کہ بناوے ایسے آدمی کیوں نہیں اور وہ ہے اصل بنانیوالا سب جانتا اسکا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہے اسکو ہو وہ ہو جاوے سو پاک ہے وہ ذات جسکے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کیطرف پھر جاوگے اور اس باب میں آیات کثیرہ ہیں لقیط بن عامر ابو رزین عقیلی کہتے ہیں میںنے عرض کیا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا ہم سب اپنے مالک کو قیامت کے دن (جوں کا توں) دیکھینگے اور مخلوق میں اسبات کے سمجھانے کے لیے کون سی نشانی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَنْظُرُ اِلَى الْقَمَرِ مُخْلِيًا بِهٖ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاللّٰهُ اَعْظَمُ یعنے کیا تم میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہہ پر چاند کو چودھوین رات میں نہیں دیکھ سکتا ہمنے عرض کی جی کیوں نہیں دیکھ سکتے ہیں فرمایا تو اللہ تو چاند سے کہیں بڑا ہے ابو رزین کہتے ہیں میںنے عرض کی یا رسول اللہ اللہ مردوں کو کیونکر جلاویگا اور اسکے سمجھانے کیواسطے مخلوق میں کونسی علامت ہے تو آپنے فرمایا اَمَرَرْتَ بِوَادِيْ اَهْلِكَ مُمْحِلًا یعنے تو کبھی ویران خستہ حال میدان میں سے نہیں گذرا میںنے عرض کی جی ہاں میںنے ایسی زمین دیکھی ہے فرمایا پھر کبھی تو اس زمین میں ایسی حالت میں بھی گذرا ہے جبکہ وہ سبزی سے لہرا رہی ہو میںنے عرض کی جی ہاں میںنے اسکو پھر سبز بھی دیکھا فرمایا كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَذٰلِكَ اٰيَتُهٗ فِيْ خَلْقِهٖ یعنے پھر اسیطرح اللہ تعالی مردوں کو بھی جلاویگا اور اسکے سمجھانے کے لیے اللہ نے مخلوق میں نشان رکھدیا ہے نقلہ الامام احمد ورواہ ابو داود وابن ماجۃ من حدیث حماد بن سلمۃ انہیں کہتے ہیں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور میںنے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا فرمایا اَمَرَرْتَ بِاَرْضٍ مِّنْ اَرْضِكَ مُجْدِبَةً ثُمَّ مَرَرْتَ بِهَا مُخْصِبَةً یعنے کیا تو اپنے ملک میں کبھی ایسی زمین پر بھی گذرا ہے جہاں قحط پڑا ہو پھر اسکے بعد تونے اس زمین کو سرسبز دیکھا ہو ابو رزین بولا جی ہاں فرمایا اسیطرح ہے جی اٹھنا رواہ الامام احمد ایضا معاذ بن جبل کہتے ہیں جسنے جان لیا کہ اللہ وہی ہے حق اور قیامت آنے والی ہے اسکے آنے میں کوئی شک

نہیں ہے اور اللہ زندہ کریگا ان لوگون کو جو قبرون مین پڑے ہین وہ جنت مین جاویگا رواہ ابن ابی حاتم انتہی ما قال الحافظ
ابن کثیر فی تفسیرہ فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اگر تم کو دوبارہ جی اٹھنے مین وہم ہوتا ہے تو اپنے باپ آدم علیہ السلام
کی پیدایش مین غور کرو تا کہ تمہارے دلون سے ریب زائل ہو جاوے اور شبہہ رفع اور شک دور اسلیے کہ ہمنے تم کو
تمہارے باپ کی پیدایش کے ضمن مین مٹی سے بنایا یہ پہلا انسان کی پیدایش کا طور ہے اطوار سبعہ سے اور وہ مٹی ہے
اور نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور اسکا نکلنا لڑکا ہوکر اور اسکا جوانی کی حد تک پہنچنا اور اسکا مرجانا یا اسکا پلٹنا
نکمی عمر کیطرف اور ثم من نطفۃ سے آخر تک اطوار سبعہ کی تفصیل ہے نطفہ سے منی مراد ہے اور منی کو نطفہ اسلیے
کہتے ہین کہ وہ قلیل ہوتا ہے اور نطفہ کہتے ہین پانی کی ایک بوند کو اور نطفہ کا اکثر پر اطلاق ہوجاتا ہے
اور جس رات مین صبح تک بارش ہوتی رہے اور بوندی پڑتی رہین اس رات کو کہتے ہین لیلۃ نطوف اور علقہ کہتے
ہین جمے ہوئے خون کو بعض نے کہا نہایت سرخ خون کو علقہ کہتے ہین اور اس سے مراد وہ خون ہے جو منی
کے رحم مین ٹھیرنے کے بعد بنتا ہے اور مضغہ گوشت کی اتنی بوٹی کو کہتے ہین جو کہانیوالے کے ایک لقمہ کے
برابر ہو اور یہان وہ گوشت کا لوتھڑا مراد ہے جو علقہ کے بعد ہوجاتا ہے مخلقہ سے نقشا بنا ہوا مراد ہے اور
غیر مخلقہ سے وہ لوتھڑا مراد ہے جسکا نقشہ نہ بنا ہو ابن عباس کہتے ہین مخلقہ وہ مضغہ ہے جسکی پوری پیدایش
ہو اور اس مین جان بہی ہو اور غیر مخلقہ وہ ہے جو گرجاتا ہے اور اسی کی مثل تابعین کی ایک جماعت سے
مروی ہے اور ابن الاعرابی کا یہ قول ہے کہ مخلقہ وہ مضغہ ہے جسکی پیدایش شروع ہوجاوے اور غیر مخلقہ وہ
ہے جسکا نقشہ نہ بنا ہو اکثر کا یہ قول ہے کہ جس مضغہ کی خلقت کامل ہوکر اس مین روح بہی پہونکی گئی ہو وہ تو
مخلقہ ہے اور جو گرجاوے وہ غیر مخلقہ ہے فراء نے کہا مخلقہ اسکو کہتے ہین جسکی پیدایش پوری ہوجاوے اور
غیر مخلقہ وہ جو گرجاوے اور بخاری اور مسلم اور سنن والون اور انکے سوا اورون نے اپنی اپنی کتابون مین
ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مین ایک کی پیدایش اسکی مان کے پیٹ
مین چالیس دن جمع رہتی ہے نطفہ سے پہر وہ اتنے ہی دنون مین علقہ رہتا ہے پہر وہ اتنے ہی دنون مضغہ
رہتا ہے پہر اللہ تعالی اس پر فرشتہ بہیجتا ہے اور وہ اس مین روح پہونک دیتا ہے اور چار باتون کا حکم کیا
جاتا ہے اسکی روزی اور عمر اور عمل اور بد یا نیک ہونیکا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کہائی اور فرمایا اسکی قسم
جسکے بغیر کوئی برحق معبود نہیں ہے ایک تمہارا البتہ جنت والون کے کام کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکو اور جنت
کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ بچ رہجاتا ہے تو اسپر تقدیر سبقت کرتی ہے پہر وہ دوزخیون کے کام کرکر دوزخ

مین چلا جاتا ہے اور ایک تمہارا دوزخیون کے کام کرتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہے اوسپر کتاب (قضا) سبقت کرتی ہے تو وہ جنتیون کے کام کرکے جنت مین چلا جاتا ہے اور اس باب مین احادیث کثیرہ ہین پہر فرمایا لنبین لکم یعنے ہمنے تم کو اس لفظ بدیع پر اسلیے پیدا کیا ہے تو کہ تم یہ جان لو کہ میری قدرت کاملہ ہے تم کو طرح طرح کے بنانے مین اور اس طرح میرے بنانے سے دلیل لو اسپر کہ وہ ہمکو دوبارہ بنا سکتا ہے اور اجل مسمے سے ولادت کا وقت مراد ہے زجاج نے کہا نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا مین طفل معنے مین اطفال کے ہے اور اسپر دلیل نخرجکم مین ضمیر مخاطب کا جمع ہونا ہے اور عرب مین واحد کے اسم کا اطلاق جمع پر شائع و ذائع ہے اور معنے یہ ہین کہ ہر ایک کو تم مین سے لڑکا بنا کر نکالتے ہین جیسے کہا کرتے ہین اَلْقَوْمُ يُشْبِعُهُمْ رَغِيْفٌ اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ قوم مین سے ہر ایک شخص ایک ایک چپاتی کے ساتھ سیر ہو سکتا ہے مبرد نے کہا یہ اسم مصدر ہے جیسے رضا اور عدل اور واحد اور جمع دونون پر واقع ہوجاتا ہے جیسے اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ اور طفلا منصوب ہے تمیز پر یہ ابن جریر نے کہا اور اس مین بعد ہے اور ظاہر تو یہ ہے کہ طفلا حال ہے اور طفل کا لفظ بولا جاتا ہے چھوٹے بچے پر اسکے تولد ہونے سے بالغ ہونے تک اور اشد معنے کمال عقل اور کمال قوت اور کمال تمیز کا زمانہ ہے بعض نے کہا اشد تیس برس سے چالیس تک کے زمانہ کا نام ہے اور یہ اصل مین جمع ہے شدت کی جیسے انعم جمع ہے نعمت کی اور اس لفظ پر پوری بحث سورہ انعام مین گذری اور ارذل عمر سے اخس اور ادون عمر مراد ہے اور وہ خرف اور ہرم ہے پچہتر سال تک پہونچ جانا قالہ علی بعض نے اسّی سال تک پہونچنا ارذل عمر کہا ہے قتادہ نے کہا نوّے سال تک پہونچنا کسی عمر تک پہونچتا ہے یہانتک کہ کچہ نہ سمجھے لکیلا اسد تعالی نے فرمایا لکیلا یعلم من بعد علم شیئا اور معنی یہ ہین کہ وہ عالم بالاشیا اور ان کو سمجھنے کے بعد جاہل عن الاشیا اور ان سے بے سمجھ ہوجاتا ہے جیسے طفولیت مین سخیف الرای اور قلیل الفقہ والعقل و الفہم تہا پہر جن چیزون کو جانتا ہوتا ہے ان کو بہول جاتا ہے اور جنکو پہچانتا ہے انکا انکار کرتا ہے اور اسیکی مثل اسد عز وجل کا قول لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ یعنے ہمنے بنایا آدمی خوب سے خوب انداز پر پہر پہینکدیا اسکو نیچے سے نیچے اور جیسے فرمایا وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ یعنے اور جسکو ہم بوڑھا کرین اوندھا کرین خلقت مین پہر کیا بوجھ نہین سکتے **مترجم** عفا اسد عنہ کہتا ہے اس مین بہی ایک نکتہ ہے یہ پیدا ہونے کا دھیان کرنا مست تہا پہر دیا ہی بڈھا ہوا اور علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ کا آیت کریمہ لقد خلقنا الانسان سے حسن تقویم کا آیت باب کرم سے کہنا درست نہین ہے اسلیے کہ آیت

سورۂ تین میں احسن تقویم سے غرض ترقی کے مقامات کے لائق بنانا مراد ہے اور اسفل سافلین سے جانوروں کی بدتر ہونا مراد ہے جیسا کہ بعض علما نے سمجھا اور اس پر دلیل سورۂ تین کی اگلی آیت ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیۃ تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والے احسن تقویم سے خارج نہیں ہوتے اور اگر احسن تقویم سے شباب کا زمانہ مراد لیا جاوے اور اسفل سافلین سے شیخوخت کا تو استثنا مستقیم نہیں ہوگا واللہ اعلم عکرمہ کہتے ہیں جو قرآن مجید پڑھا کرے وہ خرف (یا ولا) نہیں ہوتا اور یہ وہ (جسکا آیت بالا میں ذکر ہے) اور نکس (جس کا آیت یٰس میں ذکر ہے) اسی شخص کے ساتھ خاص ہیں جو قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا اور عالم نہیں ہے اور قرآن کے پڑھنے والے اور عالم اپنے آخر عمر میں باولے نہیں ہوتے بلکہ جوں جوں انکی عمر دراز ہوتی ہے انکی عقل ترقی میں ہوتی ہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے میں نے اس امر کا مشاہدہ کیا ہے کہ قرآن کے بہت پڑھنے والے اور عالم باعمل خرف نہیں ہوتے اول تو میں نے استادی و مرشدی جناب حافظ محمد صاحب مرحوم کو دیکھا کہ وہ باوجود کثیر العمر ہونیکے خرف نہیں تھے انکی عمر تقریبا نوّے سال کی ہوگی پر انکی بحمدہ تعالیٰ تا دم وفات ہوش و حواس ٹھیک رہے مترجم عفا اللہ عنہ نے جناب ممدوح سے لڑکپن میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا تھا اور انہیں جناب نے مترجم کو حدیث کا پڑھانا شروع کرایا جناب ممدوح اب اسی ١٣١٠ ہجری مقدس میں وفات پاگئے ہیں اللہ عز وجل آپ کو بہشت بریں میں درجات عالیہ عنایت فرماوے یہ کثیر التصنیف تھے اور انکی تصنیف سے پنجاب کے لوگوں نے اتنا فائدہ اٹھایا کہ شاید اس سے پہلے کسی شخص کی تصنیف سے کسی نے فائدہ اٹھایا ہو انکے حق میں قُلْ هِنْدِیٌّ تَنَآئُلَهٗ کہیں تو بجا ہے انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر ہندی شعروں میں بڑی خوبی سے لکھی جس میں انہوں نے تقریبا معالم التنزیل ساری ہندی میں کر دی ہے اسکو تالیف ہوئے تقریبا دس سال ہوئے لیکن خدا کے فضل سے اسقدر مقبول و منظور نظر الٰہی ہوئی کہ تادم حال پانچ چھ بار مطبع ہو کر مقبول طبائع اہل جہان ہو چکی ہے اور اب پھر طبع ہو رہی ہے اور یہ عالم بالقرآن ہونے کے علاوہ حافظ قرآن بھی تھے اور ایسے درجہ کے آدمی بہت تھوڑے ہوتے ہیں صدہا میں دو چار بلکہ ایک دو ہیں بس اور یہ شعر انکے حال کے شاہد عدل ہے ؎

چو می پرسی ز حال نسخہ دل حیث تحریرش — کتاب بے بدل دارم کہ قرآن ست تفسیرش

اور یہ شعر بھی انہیں کے حال کے شاہد عدل ہے ؎

روز قیامت ہر کسی در دست گیرد نامۂ — من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن در بغل

انکا درجہ بلاشک لائق رشک و غبط کے ہے اور علم وراثت میں خوب ماہر تھے سراجی کا ترجمہ ہندی شعروں

مین بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کیا اور وہ مدت سے اردو بار کا اسکے آخر طبع ہو چکا ہے آگے بعد اسکے اس عاجز نے جناب
میاں صاحب سید محمد نذیر حسین صاحب کو دیکھا سنہ ۱۲۸۳ھ مین مین جناب ممدوح کی خدمت مین مستفید تھا اس
وقت آپکی عمر بھی تخمیناً اسی برس سال کی ہوگی انکے مناقب لاتعد ولاتحصی ہیں اور بقدر مشہور ہیں کہ انکا ذکر
کرنا بھی فضول ہے سنہ ۱۲۸۳ھ مین چونکہ مین ابھی بچہ تھا اسلیے صاحب ممدوح نے میری سند مین بچہ کرکے
تعبیر کیا ہے کہ جسکے ساتھ غایت درجہ کی محبت کرتے تھے اور تادم حال قرآن وحدیث کا درس دیتے ہیں آپ ہنوز زندہ
ہیں خدا کے فضل سے ابتک زندہ ہیں اور اسکی وجہ یہی ہے کہ آپ قرآن کثرت سے پڑھتے ہیں اور عالم باعمل ہیں
جزاہما اللہ عنا وعن سائر المسلمین اور اللہ تعالی کا قول وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً یہ حشر ونشر پر اور دلیل ہے اور اس چیز
انہون نے زمین کو انزال ماء کے ساتھ زندہ کرنے سے مردون کے جلانے پر دلیل لی ہے اور ہامدہ وہ خشک زمین ہے
جو کچھ نہ اگاوے ابن قتیبہ نے کہا ہامدہ مری خشک زمین ہے جیسے آگ بجھ جاتی ہے اور ہمود کہتے ہیں سکون اور
خشوع اور دروس کو اور بعض نے کہا ہامدہ وہ زمین ہے جس مین تری نہ رہی ہو اور بعض نے ہامدہ کی ہالکہ کے
ساتھ تفسیر کی ہے اور ان اقوال کے معنے قریب قریب ہیں اور اہتزاز کہتے ہیں شدت حرکت کو اور معنی یہ ہیں
کہ زمین انگوری کے ساتھ متحرک ہوتی ہے کیونکہ انگوری زمین سے خارج نہیں ہو سکتی جبتک بعض زمین کو بعض
سے حقیقۃً جدا کرے مبرد نے کہا اراد ہے انگوری کا ابھار مراد ہے علامہ ابو الطیب نے کہا انگوری کا ابھار زمین کے
ہلنے سے بہت ظاہر ہے اور ربو کہتے ہیں ارتفاع کو بعض نے کہا پھولنی اور زیادہ ہونے کو اور معنی واحد ہیں اور
زَوْجٍ بَهِيجٍ سے صنف حسن یا در لون مستحسن مراد ہے جو اپنی طرف دیکھنے والون کو خوش کردے اور بہجہ کہتے
ہین حسن کو قالہ ابن عباسؓ اور زمین کیطرف اسناد مجازی ہے کیونکہ اگلنے والا حقیقت مین اللہ ہی ہے اور
ذلک کا اشارہ اس صنع بدیع کیطرف ہے اور معنے یہ ہیں کہ یہ عجیب صنعت حاصل ہے اس امر پر دلیل قائم کرنے
کے لیے کہ اللہ وہ اپنی ذات وصفات وافعال مین واحد وفرد ہے اور بسبب سوا جمیع اشیا کا وہ یگانہ ہی موجد ہے
تو یہ خاص آثار مین اسکی قدرت عامہ تامہ کے فردہ میں سے اور حق اس وجود کا نام ہے جو متغیر نہ ہو اور نہ زائل بعض
نے کہا اس سے ذوالحق علی عبادہ مراد ہے یعنے اسکا بندون پر حق ہے اور بعض نے کہا وہ اپنے افعال مین سچا ہے
اور حسب اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان کیا کہ جمیع موجودات اسکی محتاج ہیں اور اس نے انکو [illegible]
کر دیا ہے اپنے ارادہ کے موافق تو اسکے بعد فرمایا وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ
السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ اسکے معنے یہ ہیں کہ وہ سبحانہ ان امور کے

ساتھ متفرد ہیں جو اس آیت میں مذکور ہیں) اور اللہ کے سوا اور کسی کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ دعوی کرے کہ میں بھی
ان امور میں سے کوئی امر کر سکتا ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس سے دلیل لی اس امر پر کہ وہی حقیقی حق غنی مطلق ہے اور
ہر موجود کا وجود اسی سے مستفاد و حاصل ہے انتہی ما قال العلامۃ السید ابو الطیب فی الفتح ومن الناس من یجادل

فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا خزی

ونذیقہ یوم القیمۃ عذاب الحریق ذلک بما قدمت یداک وان اللہ لیس بظلام للعبید
اور بعض شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بے خبر اور بے سوجھ اور بے کتاب چمکتی اپنی کروٹ موڑ کر کہ بہکا دے
اللہ کی راہ سے اسکو دنیا میں رسوائی ہے اور چکھاوینگے ہم اسکو قیامت کے دن جلن یہ اسپر ہوا جو آگے بھیج چکے
تیرے دو ہاتھ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا بندوں پر انتہی مافی الموضح حافظ ابن کثیر کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ضلال
جہال مقلدین کا بیان فرمایا اپنے قول ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ویتبع کل شیطان مرید میں تو اس آیت
میں اللہ تعالیٰ نے کفر اور بدعت کے سرداروں کا حال بیان فرمایا جو ضلالت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور فرمایا بعض
ایسے لوگ ہیں جو اسکی بات میں بے خبر اور بے سوجھ سمجھے جھگڑتے ہیں نہ انکی عقلیں صحیح ہیں کہ وہ سمجھ کر جھگڑیں اور نہ
انکے پاس نقلیں صریح ہیں کہ انکی بات کو قبول کیا جاوے بلکہ وہ مجرد رای اور محض ہوا کے تابع ہیں اور ثانی عطفہ کی
ابن عباس وغیرہ نے یہ تفسیر کی ہے متکبر عن الحق اذا دعی الیہ یعنے وہ حق سے ناک چڑہاتا ہے جب اسکو اسکی طرف بلایا جاتا
ہے اور بعض نے کہا اسکی تفسیر میں لاوی عطفہ وھو رقبتہ یعنی یعرض عما یدعی الیہ من الحق ویثنی
رقبتہ استکبارا یعنے جس حق امر کی طرف اسکو بلایا جاتا ہے اس سے اپنی گردن کو پھیر لیتا ہے تکبر کر کر قالہ
مجاھد وقتادۃ ومالک عن زید بن اسلم جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فتولی برکنہ اپنے اس قول میں وفی
موسیٰ اذ ارسلناہ الی فرعون بسلطن مبین فتولی برکنہ وقال سحر او مجنون یعنے اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ کے حال میں جب بھیجا ہمنے اسکو فرعون پاس دیکر سند کھلی پھر اس نے منہ موڑا اپنے زور پر اور کہا یہ
جادوگر ہے یا دیوانہ اور جیسے فرمایا واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنفقین
یصدون عنک صدودا یعنے اور جب انکو کہیے آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف تو
تو دیکھے منافقوں کو بند ہو رہتے ہیں تیری طرف سے اٹک کر اور جیسے فرمایا واذا قیل لھم تعالوا
یستغفر لکم رسول اللہ لووا رءوسھم ورایتھم یصدون وھم مستکبرون اور جب کہیے ان کو
آؤ معاف کروا دے تم کو رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ رکتے ہیں اور غرور کرتے ہیں اور لقمان

نے اپنے بیٹے سے فرمایا وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا یعنے اور نہ پھلا اپنی گال لوگون کی طرف اور مت چل زمین پر اتراتا یعنے تکبر کر کر انکی طرف منہ پہیر اور فرمایا وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ یعنے اور جب سنائی اسکو ہماری آیتین پیٹھ دیجاوے غرور سے گویا ان کو سنا ہی نہین گویا اسکے دو کان بہرے ہین سو خوشخبری دی اسکو دکھ والی مار کی اور لیضل عن سبیل اللہ مین بعض نے کہا لام عاقبت کے لیے ہے کہ کبھی وہ گمراہ کرنیکا قاصد نہین ہوتا اور اسکا تعلیل کے لیے ہونا بھی محتمل ہے اب یا تو اس آیت مین معاندین کیطرف اشارہ ہے اور یا یہ مراد ہے کہ ایسے کام کے کرنیوالے کو جو منجر اس خلق دلی اور خسیس خو پر پیدا کیا تو اسلیے کہ ہم اسکو ان لوگون مین سے گردانین جو اللہ کی راہ سے بہکاتے ہین اور یہ جو فرمایا ذلک بما قدمت یداک تو یہ کافر کو تقریع اور توبیخ کے طور پر کہا جاویگا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ تَمْتَرُونَ یعنے پکڑو اسکو اور دھکیل لیجاؤ بیچون بیچ دوزخ کے پھر ڈالو اسکے سر پر جلتے پانی کا عذاب چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار اور وہ اپنے آپ کو دنیا مین ایسا ہی سمجھتا تھا یہی ہے جس مین تم دھوکا رکھتے تھے حسن بصری کہتے ہین مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ دوزخیون مین کا ہر یک ایک دن مین ستر ہزار بار جلایا جاویگا رواہ ابن ابی حاتم فتح کا بیان یہ ہے کہ اسکی شان مین مجادلین سے وہ لوگ مراد ہین جو ملائکہ کے بنات اللہ ہونے کے قائل ہین اور مسیح کو ابن اللہ اور ایسا ہی حضرت عزیر کو ولد اللہ قرار دیتے ہین بعض نے کہا نضر بن حارث کے حق مین یہ آیت اتری بعض نے کہا ابوجہل کی شان مین بعض نے کہا بنی عبد الدار کے ایک آدمی کے حق مین قالہ ابن عباس بعض نے کہا یہ ہر اس شخص کو شامل ہے جو لوگون کے ضلال و اغوا کے درپے ہو بہرحال اعتبار مدلول الفاظ کا ہے اگرچہ سبب خاص ہو اور معنے آیت کریمہ یہ ہین اور لوگون مین ایک جماعت ہے جو اللہ کی شان مین جدال و مراء کرتی ہے اب اسمین ہر ایک مجادل داخل ہوگا وہ اللہ تعالی کی ذات بابرکت مین جھگڑا کرے یا اسکی صفات مین بحث کرے یا اسکی روشن شریعتون مین مجادلہ ہو بعض نے کہا بغیر علم مین علم سے ضروری علم مراد ہے اور لا ہدی مین نظری استدلالی علم مراد ہے کیونکہ دلیل سے معرفت کا رستہ ہاتھ آتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ علم کو عموم پر حمل کیا جاوے اور ہدی کو اسکے لغوی معنے پر اور وہ ارشاد ہے اور کتاب سے وحی مراد ہے اور کتاب منیر سے قرآن مراد ہے اور معنے یہ ہے کہ وہ ایسا ہی جھگڑتا ہے حالانکہ اسکے پاس ضروری مقدمہ ہے نہ نظری مقدمہ اور نہ سمعی مقدمہ اور مقدمہ سے دلیل مراد ہے

اور انسان کو علم انہین تین طریقون سے حاصل ہوتا ہے اور تینون سے وہ روشن حجت اور واضح برہان مراد ہے اور یہ کہ حق اللہ کے قول بغیر علم کے تحت مین داخل ہے لیکن اسکا تنہا مذکور کرنا جبریل کے تنہا مذکور کرنے کی طرح ہے ملائکہ کے ذکر کے بعد اور یہ اسلیے کہ علم کے اور سب افراد پر اسکو فرد کامل ہونیکی وجہ سے فوقیت ہے اور جس نے علم کو علم ضروری پر حمل کیا ہے اور ہدی کو علم استدلالی نظری پر تو اُس نے کتاب کو اسجگہ سمعی دلیل پر حمل کیا ہے غرض اس آیت مین دونون دلیلون کی نفی ہے عقلی دلیل کی بھی اور نقلی کی بھی بہ نسبت ان دونون کے اقسام کے اور جو ہم نے بیان کیا وہ بہتر ہے اور جو آیت گذشتہ مین مجادل سے مراد ہے وہی اس آیت مین اس مجادل سے مراد ہے اور بہت مفسرین کا یہی قول ہے اور تکرار مین اسکی مذمت مین مبالغہ کرنا مقصود ہے جیسے تو کسی شخص کو مذمت کرنے اور جھڑکنے کیوقت کہے اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا یعنے تو نے یہ کام کیا ہے تو نے یہ کام کیا ہے بعض نے کہا تکرار اسلیے کہ ہر ایک آیت مین بہ نسبت دوسری کے فائدہ زیادت ہے بعض نے کہا پہلی آیت مین مقلدین بکسر لام کی مذمت ہے اور دوسری آیت مین مقلدین بفتح اللام کی ہجو اور برائی مذکور ہے ذکرہ الزمخشری زمخشری نے کہا اور یہی مقام اور اسکے محل کے بہت موافق اور مناسب ہے انتہی علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے فرمایا زمخشری کے اس قول پر کوئی دلیل نہین ہے جیسے اس شخص کے قول پر کوئی دلیل نہین ہے جو کہتا ہے کہ پہلی آیت متبوعین کے تابعین کے اضلال کے ساتھ خاص ہے اور دوسری شامل ہے ہر مضل اور مجادل کو اور ثانی عطفہ حال ہے قَالَ قَتَادَۃُ اور ابن عباسؓ اور سدی اور ابن زید اور ابن جریج کہتے ہین کہ ثانی سے معرض مراد ہے اور عطف سے جانب اور کروٹ مراد ہے مرد کی دونو کروٹون کو کہتے ہین عطفا الرجل داہنے اور بائین کروٹ کو اور اسکے دو معنی ہین ایک تو یہ کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی گردن تکبر اور جاڑے سے پھیر لیتا ہے یہ معنی زجاج نے بیان کیے اور کہا کہ متکبر کی صفت ہے ابن عباسؓ نے کہا متکبر فی نفسہ یعنے خود پرست دوسرے معنے یہ ہین کہ ثانی عطفہ سے معرض عن الذکر مراد ہے یعنے ذکر سے روگردان کذا قال الفراء والمفضل وغیرہما یعنے اللہ تعالی نے فرمایا وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا (سورہ لقمان مین) اور فرمایا لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ (سورہ منافقون مین) اور جیسے اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور دنیا کی خواری سے مراد بری شہرت ہے بعض نے کہا دنیوی خزی سے بدر کے دن کا قتل مراد ہے اور عذاب حریق سے نار محرقہ (جلانیوالی آگ) کا عذاب مراد ہے اور تمام بدن سے ہاتھ کے ساتھ تعبیر کی اور فرمایا بما قدمت یداک اسلیے کہ غالباً ہاتھ ہی معاصی کے مباشر ہونے مین اصل ہوتے ہین اسواسطے دوسری سورتون مین قدمت ایدیکم فرمایا کیونکہ آیت ابو جہل کیلیے ابو جہل کے حق مین اتری ہے اور دوسری سورتون کی آیتین ان لوگون کے بارے

جن جنکا مذکور یہان ہوچکا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ
اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ
نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اور بعض شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اسکی کنارے پر پہر اگر مل گئی اسکو
بہلائی چین پکڑا اسپر اور اگر مل گئی اسکو جانچ پہر گیا الٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت یہی تو ہے صریح ٹوٹا سنا ہے
اللہ کے سوا ایسے چیز کہ اسکا برا نہین کرتی اور ایسی کو کہ اس کا بہلا نہین کرتی
یہی ہے دور پڑا بہول کر پکارے جاتا ہے البتہ جسکا ضرر پہلے پہونچے نفع سے بیشک برا دوست ہے اور برا رفیق۔
ف یہ اس شخص کا بیان ہے جو دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاوے تو چہوڑ دے اور ادہر
دنیا گئی ادہر دین گیا کنارے پر کہڑا ہے یعنے دل ابہی نہ اس طرف ہے نہ اس طرف ہے جیسا کوئی مکان کے کنارے کہڑا
ہے جب چاہے نکل جاوے انتہی ملخصا الموضح مجاہد اور قتادہ وغیرہما کا یہ قول ہے کہ حرف سے شک مراد ہے یعنی
اسکی بندگی شک پر کرتا ہے اور انکے سوا اوروں نے حرف کا طرف کے ساتھ تفسیر کی ہے اور طرف کے معنے مین
کنارے کے اور اسی محاورہ سے ہے حَرْفُ الْجَبَلِ یعنے پہاڑ کا کنارہ اور غرض یہہ ہے کہ بعض لوگ دین مین کنارے
پر رہکر داخل ہوتے تہے اگر اپنی طبیعت کے موافق بات بنی تو ٹہیرا رہا ورنہ بہاگ گیا سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے اس
آیت کی تفسیر مین نقل کیا کہ اونہون نے کہا ایک آدمی مدینہ مین آتا اگر اسکی عورت لڑکا جنتی اور اسکی گہوڑی
جنتی تو وہ کہتا یہ دین تو عمدہ ہے اور اگر اسکی بی بی نہ جنتی اور نہ اسکی گہوڑی تو کہا کرتا کہ یہ دین تو برا ہے
رواہ البخاری باسنادہ سعید بن جبیر ابن عباسؓ سے راوی ہے کہ اونہون نے فرمایا گنوار دن مین سے
(کچہ) لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آتے اور مسلمان ہوجاتے جب اپنے بلاد کی طرف لوٹتے تو اگر انکو اتفاق
اور بارش ہوتی اور مویشی کی ولادت اچہی ہوتی تو کہتے یہ ہمارا دین تو نہایت عمدہ پاکیزہ ہے اور اسکو پکڑے رہتے
اور اگر (پہر) کوئی گرانی اور قحط کا وقت آجاتا اور ولادت : ہوتی تو کہتے اس ہمارے دین مین تو کوئی بہلائی
نہین ہے اسکے بارے مین اللہ تعالے نے اپنے نبی پر یہ آیت اتاری وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ
فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ
رواہ ابن ابی حاتم اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ جب کوئی شخص مدینہ مین آتا اور مدینہ کی زمین
روبانک ہے) پہر اگر اسکا بدن تندرست رہتا اور اسکی گہوڑی بچہ اچہا جنتی اور اسکی بی بی لڑکا جنتی

تو خوش ہوتا اور اسکے ساتھ چین پکڑتا اور کہتا کہ جب کا میں اس دین میں آیا مجھے بھلائی ہی پہنچتی رہی اور اگر
اسکو مل گئی جانچ یعنے مدینہ کی آب وہوا اسکے مخالف پڑی اور اسکی بی بی بیٹی جنتی اور خیرات کا مال اسکو
کو نہ ملتا تو اسکو شیطان وسوسے ڈالتا اور وہ کہتا کہ جب کا میں اس دین میں آیا مجھے برائی ہی پہنچتی
رہی اور یہی فتنہ ہے وَهٰكَذَا ذَكَرَ قَتَادَةُ وَالضَّحَّاكُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ السَّلَفِ فِي
تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ یعنے سلف میں سے ضحاک اور ابن جریج اور بہت لوگون کا یہی قول ہے اس آیت کی
تفسیر مین عبدالرحمان بن زید بن اسلم کہتے ہین اس سے منافق مراد ہے اگر اسکی دنیاوی حالت اچھی رہتی ہے تو
عبادت پر قائم رہتا ہے اور دنیاوی حالت تباہ ہو جاتی ہے تو عبادت پر قائم نہین رہتا اور الٹ کر
کافر ہو جاتا ہے اور مجاہد نے کہا اپنے منہ پر اولٹ جانے سے یہی مراد ہے کہ وہ مرتد ہو کر کافر ہو جاتا ہے اور
یہ جو فرمایا گنوائی دنیا اور آخرت تو یہ ظاہر ہے اسلیے کہ دنیا اسکے ہاتھ آئی نہین تھی تو وہ کافر ہوا اور
آخرت اسلیے گنوائی کہ اس نے اللہ عظمت والے کے ساتھ کفر کیا تو وہ آخرت مین نہایت درجہ کی بدبختی مین
ہوگا اور اہانت مین رہیگا اسی واسطے فرمایا ذٰلک ہو الخسران المبین یعنے یہی خسارت عظیمہ اور صفقہ خاسرہ ہے
اور من دون اللہ سے اصنام اور انداد اور اوثان مراد ہین جنسے وہ فریاد رسی چاہتا ہے اور مدد کا طالب
ہے اور روزی کا خواہان وہ تو نہ اسکا کچھ بھلا کر سکین اور نہ اس سے کچھ برائی ہٹا سکین اس پر ہکرا اور کیا
ضلالت اور گمراہی اور بھٹکنا ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ اسکو پکارتا ہے جسکا نقصان پہلے پہنچے اسکے
فائدے سے تو اس سے یہ مراد ہے کہ اسکا ضرر دنیا مین اسکے فائدے سے اقرب ہے اور رہا آخرت کا امر تو
اس مین تو اسکا ضرر اور نقصان محقق اور مستیقن ہے اور لبئس المولی ولبئس العشیر کے یہ معنے ہین کہ جس چیز
کی وہ اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتا ہے وہ اسکا برا ولی اور ناصر ہے اور برا رفیق اور ہم نوالہ و پیالہ ابن جریر نے
اسکے معنے مین یہ بیان کیا ہے البتہ وہ شخص برا ہے جو اسکی پوجا کا دعوے کرتا ہے اگر اسکو بھلائی ملے
تو چین پکڑے اور اگر اسکو جانچ ملی تو الٹے مونہہ پھرا اور مجاہد نے جو کہا کہ اس سے بت مراد ہے تو یہ کلام
کے سیاق سباق کے مناسب ہے واللہ اعلم انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ ان
آیتون مین اہل شقاوت کی شقاوت کا بیان ہے اکثر مفسرین کا تو یہی قول ہے کہ حرف سے شک مراد ہے
لیکن اصل مین حرف کناری کو کہتے ہین اور حقیقت مین جو شخص کناری کنارا ہو وہ مستقر نہین ہوتا اور
جو شخص اپنے دین مین شک کے ساتھ عبادت کرتا ہے اور اسکو اس مین ثبات اور اطمینان نہین ہوتا اسکی

ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی پہاڑ کے کنارے پر کھڑا ہے اور غرض یہ ہے کہ شک کرنیوالا متردد اور متزلزل ہوتا ہے
اپنے دین میں اور اسکو خدا کے وعدہ وعید پر کامل یقین نہیں ہوتا بخلاف مومن کے کہ وہ اللہ کا یقین اور بصیرت
پر عبادت کرتا ہے تو وہ کنارے پر نہیں ہوتا تو آیت میں استعارہ تمثیلیہ ہے بعض نے کہا حرف سے شرط مراد ہے
اور شرط وہ آئندہ کا قول فان اصابہ خیر الآیۃ ہے اور خیر سے آسایش اور صحت اور عافیت اور سلامتی اور اولاد
اور مال کی کثرت مراد ہے اور عبادت کے ساتھ مطمئن ہونے سے اسپر ثابت رہنا اور مستمر رہنا مراد ہے یا یہ معنی
ہیں کہ اسکا دل اس خیر کے ساتھ چین پکڑتا ہے جو اسکو ملی اور اس کی طرف ساکن ہوتا ہے اور فتنہ سے وہ چیز مراد
ہے جسکے ساتھ وہ مبتلا ہو اپنے اہل میں اور مال میں یا اپنے نفس اور معیشت میں جیسے جدب اور مرض کے ساتھ
اور ساری محنتوں کے ساتھ اور منہ پر الٹنے سے لوٹ کر کافر ہو جانا مراد ہے پھر منہ پر الٹنے کے بعد کا حال بیان
فرمایا اور فرمایا کہ نہ دنیا ہاتھ لگی نہ دین ہاتھ لگا دونوں طرف سے تہی دست رہا دھوبی کے کتے کی طرح کہ وہ نہ
گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا دنیا کی خسارت تو یہ ہے کہ غنیمت سے محروم رہا اور ثنا حسن کی جگہ مذموم ہوا اور مال اور
دم کی حفاظت بھی گئی اور آخرت کی خسارت ظاہر ہے کہ کافر کے لیے جہنم طیار ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا
خسارت ہوگی پھر وہی بخاری کی حدیث اور ابن عباس کا اثر نقل کیا جو حافظ ابن کثیر سے منقول ہوا اور کہا ابو سعید
سے مروی ہے ایک یہودی مرد مسلمان ہوا (خدا کی حکمت) وہ اندھا ہوا اور اسکا مال اور اولاد کچھ نہ رہا تو اس نے
اسلام سے بدشگونی لی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور کہا میری بیعت پھیر دو فرمایا اسلام نہیں
پھیرا جاتا وہ بولا مجھے تو اس دین میں کوئی بھلائی نہ پہونچی میں اندھا ہو گیا اور میرا مال اور اولاد نہ رہا تو آپ نے
فرمایا اے یہودی اسلام (بھی) لوگوں (دین کے کھرے کھوٹے) کو اسطرح پرکھتا ہے اور کھرے کو کھوٹے سے جدا کر
دیتا ہے جیسے آگ لوہے اور سونے اور چاندی کی میل کچیل کو ان چیزوں سے جدا کر دیتی ہے اور ابن ثابت بن یمن یہ اثر
آخر میں اخرجہ ابن مردویہ اور دعوت سے مراد عبودیت ہے دون اللہ میں عبادت ہے یعنے منقلب علی وجہہ اللہ کی عبادت سے
تجاوز کرکے ان اصنام و اوثان کی عبادت کرتا ہے کہ اگر ان کی عبادت کو چھوڑ دیوے اور انکی نافرمانی کرے
تو کچھ برا نہیں کر سکتے اور اگر انکی عبادت کرتا رہا کرے تو وہ بھلا نہیں کر سکتے اسلیے کہ یہ معبود جماد ہیں
جو ضرر اور نفع پر قادر نہیں ہیں اس آیت میں اللہ تعالی نے ان سے نفع اور ضرر کی نفی کی اور فرمایا عبادت
کرتا ہے اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی جن سے ضرر ہے نہ نفع اور اس سے اگلی آیت میں ضرر اور نفع کو انکے لیے ثابت
کیا اور فرمایا یدعوا لمن ضرہ اقرب من نفعہ الآیۃ تو ان دونوں آیتوں کے درمیان جمع کی یہ صورت ہے کہ یہ معبود ان

باطلہ یعنا تھا نہ ضرر رساں ہیں اور نہ نفع رساں لیکن انکی عبادت کی وجہ سے عابد کو ضرر لاحق ہو سکتا ہے تو اس لحاظ
سے کہ یہ ضرر کا موجب ہیں ضرر اور نفع کو انکی طرف منسوب کیا ہے جیسے اللہ کے قول رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا
مِّنَ النَّاسِ میں جبکہ وہ ضلالت کے موجب و باعث و سبب ہونگی وجہ سے ضلال (گمراہ کرنے) کو اصنام کی طرف مجازاً
منسوب کیا شہاب نے کہا نفع تو نفس الامری اور حقیقی اور واقعی بات کے لحاظ سے ہے کہ حقیقت میں وہ نافع ضار نہیں
ہیں اور اثبات انکے زعم باطل کے اعتبار سے ہے انتہی اور اس سے اگلی آیت جو یدعوا سے شروع ہوتی ہے تو وہاں
دعوت سے قول مراد ہے یعنے کافر قیامت کے دن اگلا جملہ کہیگا اسکی قسم جسکا ضرر اور نقصان اسکے فائدہ سے
بہت قریب ہے تو بہت برا ناصر و دوست ہے اور بہت برا رفیق ہے اور یہ اسلیے کہ اصنام تو کسی حال میں احوال
میں سے نافع نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے عابدین کیلیے محض ضرر ہی ضرر ہیں کیونکہ وہ انکی عبادت کی وجہ سے دوزخ
میں پہنچینگے اور یہ جملہ جملہ گذشتہ کا مقرر ہے انتہی ما قال العلامۃ فی الفتح اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ اللہ داخل کریگا
انکو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی انکے نیچے نہریں اللہ کرتا ہے جو چاہے انتہی جب اللہ نے
اہل ضلالت و شقاوت کا بیان فرمایا تو انکے بعد اہل رو سعادت کا بیان فرمایا جو اپنے دلوں کے ساتھ اللہ اور
اسکے رسول پر ایمان لائے اور اپنے افعال کے ساتھ ایمان کو سچ کر دکھایا پھر انہوں نے کیے بھلے کام سارے
جو اسکے قرب کے موجب ہیں اور منکرات کو چھوڑ دیا تو اللہ نے وراثت میں دیے انکو رہنے کے درجے بڑی جنت
کے باغوں میں اور جب بیان کیا کہ ان کو اس نے گمراہ کیا اور انکو ہدایت یاب تو فرمایا اللہ کرتا ہے جو چاہے انتہی
ما فی تفسیر ابن کثیر فتح میں کہا ہے کہ جب اللہ سبحانہ و تعالی مشرکین اور کنارے پر عبادت کرنے والوں کے احوال
بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو مومنین کا اخروی حال بیان فرمایا اور خبر دی کہ وہ ان کو اس وصف کے باغوں
میں داخل کریگا اور وعدہ اس شخص کیواسطے ہے جو بہر حال اسکی عبادت و پرستش کرے نہ اسکے لیے جو اسکی
کنارے پر عبادت کرے اور باغوں کے تلے انہار کے جریان (بہنے کا) مذکور ہو چکا اور ہم بیان کر چکے کہ اگر جنات
سے اشجار (شکا نعمہ اگر مراد ہے درخت گھنے درخت) اپنے نیچے والی چیزوں کو ڈھانکنے والی مراد ہیں تو نہروں کا انکے
تلے میں بہنا ظاہر ہے اور اگر جنات سے ارض مراد لی جاوے تو مضاف محذوف ماننا پڑیگا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی
لے من تحت اشجارہا پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ یعنے وہ سبحانہ جو کام کرنا چاہے کر لیتا ہے وہ اپنے کاموں
میں نہ پوچھا جاویگا پھر جسکو چاہے ثواب دیوے اور جسکو چاہے عذاب کرے اور اکرام کرے جسکا چاہے اور

امانت کرے جسکی چاہے فلا آدا الا ہو ولا رب ۱۰ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ
اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝ جسکو یہ خیال ہو کہ ہرگز مدد نکرے گا اسکو اللہ دنیا مین اور آخرت
مین تو تانے ایک رسی آسمان کو پہر کاٹ دے اب دیکھے کچھ گیا اسکی تدبیر سے اسکے جی کا غصہ اور یون اتارا ہمنے
یہ قرآن کہلی باتین اور یہ ہے کہ اللہ سوجھ دیتا ہے جسکو چاہے دنیا کی تکلیف مین جو کوئی خدا سے نا امید ہو کر
اسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزین پوجے جنکو ہاتھ نہین پہ بھلا وہ اپنے دل کی تشفی اس صورت قیاس کرے
جیسے ایک شخص اونچی لٹکتی رسی سے لٹک رہا ہے اگرچہ وہ نہین سکتا توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جاوے
جب اسنے رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تکنے یعنے اونچان کو انتہے ما قال فی موضح
القرآن ابن عباسؓ نے کہا اس آیت کی تفسیر مین کہ جسکو خیال ہو کہ اللہ تعالی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہرگز مدد
نکریگا دنیا و آخرت مین تو وہ اپنے گہر کی چہت مین ایک رسی لٹکا دے پہر اسکے ساتھ پھانسی لے لیوے وکذا قال
مُجَاهِدٌ وَعِكْرِمَةُ وَعَطَاءٌ وَاَبُو الْجَوْزَاءِ وَقَتَادَةُ وَغَيْرُهُمْ اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے فلیمدد
بسبب الی السماء کی تفسیر مین کہا کہ وہ آسمان مین پہونچنے کا ذریعہ طلب کرے اور وہان جا کر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی مدد کی وحی قطع کر دے اور یہ اسلیے کہ مدد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان سے پہونچتی ہی لیکن ابن عباسؓ
اور اصحاب ابن عباسؓ کا قول معنے مین اولے اور اظہر اور حکم مین ابلغ ہے اور معنے یہ ہین کہ جو شخص خیال کرتا
ہے کہ اللہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسکی کتاب اور دین کی مدد نہین کریگا تو وہ جاوے اور خود کشی کر لیوے
اگر اسکو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسکے دین اور کتاب کا منصور ہونا برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اللہ لا محالہ ان
کی مدد کرنیوالا ہے جیسا اسنے فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ
الْاَشْهَادُ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ یعنے ہم مدد کرتے
ہین اپنے رسولون کی اور ایمانوالون کی دنیا کی زندگی مین اور جب کھڑے ہونگے گواہ جس دن کام نہ آوین منکرون کو انکے
بہانے اور انکو پہٹکار ہے اور ان کو برا گہر ولہذا فرمایا فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ یعنے خود کشی کر کے
دیکھ لے اسکے جی کا غصہ اور جلن گئی اور آیات بینات سے وہ آیتین مراد ہین جو اپنے لفظون اور معنون مین واضح
ہین اور اسکی حجت ہین لوگون پر اور یہ جو فرمایا وان اللہ یہدی من یرید یعنے وہ سمجھا دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بہکاتا
ہے اور جسکو چاہتا ہے سوجھا دیتا ہے اور اسیکو اولے ہے حکمت تامہ اور حجت قاطعہ اس امر مین اس سے پوچھا نجاوے

جو وہ کرے اور لوگون سے پوچھا جاوے چونکہ وہ حکیم ہے اور رحیم ہے اور عادل ہے اور علیم ہے اور قاہر ہے اور عظیم ہے
اسکے حکم کو کوئی پیچھے ڈالنے والا نہین ہے اور وہ جلد حساب لینے والا ہے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ
فتح کا بیان یہ ہی نحاس نے کہا اور وہ کیا عمدہ قول ہے جو اس آیت کی تفسیر مین کہا گیا ہے کہ اس آیت کے یہ معنی ہین جو
شخص خیال کرتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالی مدد نہ کریگا اور وہ طیار ہے اس مدد کے توڑنے کو جو حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم دیے گئی تو وہ کوئی ایسا حیلہ نکالے جسکے ساتھ آسمان تک پہنچ جاوے اور وہان جاکر مدد کو توڑ ڈالے
پھر دیکھے کیا یہ کام کرنا اور حیلہ بنانا اسکے جی کا غصہ دور کرتا ہے اور من کو لفظ کا من کان مین کفار پر حمل کرنا عطا
کی کلام کے موافق ہے اور یہی کی نقل ہے بخاری مین اور ابو السعود نے کہا کہ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالی اپنے
رسول علیہ السلام کی دنیا اور آخرت دونون مین ضرور مدد کریگا اور اسکو اس مدد کرنے سے کوئی صارف جو لادی ہو
اور کوئی عاطف جو ثانی ہو پھیر نہین سکتا اور جسکو اسکے اعدا اور حساد سے یا غصہ مین پیچ التاب اور وہ خیال کرتا ہے
کہ اللہ تعالی یہ کام نہین کریگا بسبب اسکی دہشت کے بعض امور کے ساتھ تو وہ استفراغ مجہود مین مبالغہ کرے اور ہر جہد
مجہود کی کوشش مین مجاہدت کرے اور اسکا مآل کار اور اسکی امر کی عاقبت یہ ہوگی کہ وہ خفا ہوکر بغضے گھٹ کر
مرجاویگا کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اسکی کوششین رائگان ہین اور اسکے مبادی کے مقدمات بے پہل ہین بعض نے کہا یہ
معنے ہین کہ ایک رسی اپنے گہر کی چہت مین لٹکا دی پھر اس مین گردن ڈالکر اسکو کہینچے تو گلا گھٹ کر مر جاوے
اور غرض یہ ہے کہ غصہ مین گھٹ کر مر جاوے اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لا محالہ مدد کرے گا اور اسکے امر کو غالب
کریگا اور اسکو اسکا غیظ وغضب کچھ مفید نہ ہوگا اور یہی قول ہے ابن عباس کا اور بعض نے کہا جسکو یہ خیال ہے کہ یہ
اسکو روزی نہین دیگا تو وہ خودکشی کرے پھر دیکھے آیا یہ خودکشی اسکو کچھ فائدہ بخشتی ہے یا اسکے پاس روزی
لاتی ہے پھر فرمایا وکذلک انزلناہ یعنی جسطرح ہمنے آیات سابقہ کو نازل فرمایا اسیطرح ہم نے باقی قرآن کو بھی اتارا اسحال مین کہ
آیات بینات ہین یعنے واضحات ہین جنکی دلالت اپنے مدلولات پر ظاہر ہے اور اللہ جسکو ہدایت کرنا چاہتا ہے ہدایت
کرتا ہے ابتداءً یا جو شخص پہلے سے مہدی ہے اسکی ہدایت زیادہ کرتا ہے اور جسکو بہکانا چاہتا ہے اسکو بہکا
دیتا ہے انتہی ملخصا فتح البیان إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ
وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ جو لوگ
مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاری اور مجوس اور جو شرک کرتے ہین اللہ فیصلہ کریگا ان مین قیامت
کے دن اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔ مجوس آگ پوجتے ہین اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہین معلوم نہین پیچھے بگڑی

ہیں یا سرے سے غلط ہیں اللہ تعالیٰ مختلف دین والوں کی طرف سے خبر دیتا ہے مومنین اور یہود اور نصاریٰ اور صابئین
کی طرف سے اور سورۃ البقرہ کی اسی آیت میں ان سب کی تعریف اور لوگوں کا اختلاف ان میں گذر چکا تو اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ ہم ان سب کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کریں گے اور ان کے درمیان عدل کے ساتھ حکم کریں گے پس
جو لوگ ہم پر ایمان لائے انکو جنت میں اور جنہوں نے اسکے ساتھ کفر کیا اور اسکو نہ مانا انکو جہنم میں داخل کرینگے
اسلیے کہ ہم انکے افعال پر شہید اور انکے اقوال کے حفیظ اور انکے اسرار سے علیم ہیں انتہے فتح کا بیان یہ ہے
کہ مومنون وہ ہیں جنہوں نے اللہ کو مانا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا مومن وہ ہیں جو آیات بینات
کے ساتھ ایمان لائے اور یہود وہ موسیٰ علیہ السلام کی ملت کی طرف منسوب ہیں اور صابئین وہ ستاروں کے پوجتے
ہیں بعض نے کہا صابئین بھی نصاریٰ کی ایک ملت ہیں لیکن یہ قول درست وصواب نہیں ہے بلکہ وہ ایک
اور جماعت ہے جو ملل منسوبہ الی الانبیاء میں سے کسی ملت کی طرف منسوب نہیں کرتا اور نصاریٰ وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کی ملت کی طرف منسوب ہیں اور مجوس وہ آگ کو پوجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہان کے دو اصل ہیں نور
اور ظلمت اور بعض نے کہا مجوس وہ آفتاب وماہتاب کے پوجاری ہیں بعض نے کہا وہ نجاستوں کا استعمال کرتے
تھے بعض نے کہا مجوس نصاریٰ میں سے ایک فرقہ ہے جو ان سے جدا ہوا اور ٹاٹ پہننے لگے اور بعض نے کہا انہوں نے
ایک اور نیا مذہب نکالا کچھ یہود کے دین سے اخذ کرتے ہیں اور کچھ نصاریٰ کے دین سے اور مشرک وہ بت پرست
ہیں اور انکی تحقیق سورہ بقرہ کی اسی آیت کی تفسیر میں گذر چکی لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ بقرہ میں نصاریٰ
کو صابئین پر مقدم کیا ہے اور یہاں نصاریٰ کو صابئین سے پیچھے تو بعض نے کہا سورہ بقرہ میں تقدیم کی یہ
وجہ ہے کہ نصاریٰ اہل کتاب ہیں بخلاف مجوس کے اور یہاں صابئین کی تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ صابئین کا
زمانہ مقدم ہے نصاریٰ کے زمانہ سے قتادہ کہتے ہیں صابئین وہ ایک جماعت ہے جو ملائکہ کی پوجا کرتے ہیں اور قبلہ
کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور زبور پڑھتے ہیں اور مجوس وہ آفتاب وماہتاب اور آگ کو پوجاری ہیں اور مشرک
وہ بت پرست ہیں اور ابن عباس نے کہا والذین ہادوا یہود ہیں اور صابئون کے پاس کوئی کتاب نہیں ہے اور
مجوس وہ اصحاب اصنام ہیں اور مشرکوں سے عرب کے نصاریٰ مراد ہیں انتہے الم تر ان اللہ یسجد لہ من

فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من

الناس وکثیر حق علیہ العذاب ومن یہن اللہ فما لہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء ۝ تو نے
نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے

اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی اور بہت ہین کہ اپر ٹہیر چکا عذاب اور جسکو اللہ ذلیل کرے اسکو کوئی نہین
عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ایک سجدہ یہی کہ سب اس مین شامل ہین آسمان اور زمین مین جو کوئی ہے وہ
یہ کہ اللہ کی قدرت مین بے بس ہین اور ایک سجدہ یہی ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اسکو جس کام کا بنایا اس کام مین لگے یہ
بہت آدمی کرتے ہین بہت نہین کرتے اور خلق ساری کرتے ہین انتہی ملخصا فی الموضح اللہ سبحانہ وتعالی خبر دیتا ہی
کہ وہی سبحانہ اکیلا عبادت کا مستحق ہے اس استحقاق مین اسکا کوئی شریک نہین ہی چونکہ وہ عظمت والا ہے اسکی
عظمت کے لیے ہر چیز طوعا وکرہا خوشی اور ناخوشی سے خواہ نخواہ سجدہ کرتی ہے اور ہر ایک چیز کا وہی سجدہ ہے
جو اس کے ساتھ خاص ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ
الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ یعنے کیا نہین دیکھتے جو اللہ نے بنائی ہے کوئی چیز ڈہلتی ہین
چہائیین انکی داہنے سے اور بائین سے سجدہ کرتین اللہ کو اور وہ عاجزی مین ہین یعنے ہر چیز ٹہیک دوپہر کہڑی
ہے اسکا سایہ کہڑا ہے جب دن ڈہلا سایہ جہکا پہر جہکتے جہکتے شام تک زمین پر پڑگیا جیسے نماز مین کہڑے
سے رکوع رکوع سے سجدہ اسیطرح ہر چیز آپ کہڑی ہر اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک مین کسی موسم مین داہنی
طرف جہکتا ہے کہین بائین طرف اور اس سورت مین فرمایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ الآیۃ اور مطلب یہ کہ آسمانون کے کنارون مین ملائکہ اسکے آگے ساجد ہین اور زمین کے جمیع قطار
و حیوانات جن اور انس اور جانورون اور اڑنے والون سے یعنے جمیع اشیا جیسے فرمایا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَ
الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ
حَلِيْمًا غَفُوْرًا یعنے اسکو ستہرائی بولتے ہین آسمان ساتون اور زمین اور جو کوئی ان مین ہے اور کوئی چیز
نہین جو نہین پڑہتی خوبیان اسکی لیکن تم نہین سمجہتے انکا پڑہنا بیشک وہ ہے تحمل والا بخشتا اور آیت باب
مین آفتاب ماہتاب کو کب کو مذکور فرمایا خاصکر اسلیے کہ یہ چیزین اللہ کے سوا پوجی جاتی ہین تو اس نے بیان
کردیا کہ یہ چیزین تو اپنے خالق کی ساجد ہین اور وہ اسکے مربوب اور فرمانبردار ہین جیسے فرمایا لَا تَسْجُدُوْا
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ سجدہ نکرو سورج کو اور چاند کو اور سجدہ کرو
اللہ کو جسنے وہ بنائے اور صحیحین مین ابوذر سے مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ای ابوذر) تو جانتا
ہے سورج کہان جاتا ہے مین نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا وہ جاتا ہے عرش کے
تلے سجدہ کرنے کو پہر اجازت چاہتا ہے (نکلنے کے لیے) اور عنقریب ہے کہ اسکو اجازت نہ ملیگی) اور کہا جائیگا

اسکے سوا ہر جا بطرق متعددہ امام احمد کی مسند اور سنن ابی داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں ہے کسوف کی حدیث میں کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک آفتاب و ماہتاب دونو مخلوق ہیں اسکی پیدایش میں سے اور ان دونوں کو نہیں گہن لگتا کسی شخص کے مرنے کے لیے اور نہ جینے کے لیے لیکن اللہ عزوجل جب مخلوق میں کسی چیز کے لیے تجلی فرماتا ہے تو وہ اسکے آگے جہک جاتی ہے اور عاجزی سے اسکی اطاعت کرتی ہے جیسا اللہ جلشانہ نے کوہ طور پر تجلی فرمائی تہی تو وہ پاش پاش ہوگیا اور طور پر تجلی فرمانا قرآن مجید میں مذکور ہے وہ ذرا سا پہاڑ تہا سورج اتنا بڑا جسم ہے کہ ہماری زمین سے تیرہ چودہ لاکہ حصے بڑا ہے مگر خداوند کریم کے تجلی کے سامنے اسکی نور کی حقیقت نہیں رہتی اور وہ کالا پڑ جاتا ہے اور چاند کا بہی یہی حال ہے چاند زمین سے تو چہوٹا ہے لیکن طور سے کہیں بڑا ہے اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ گہن تو چاند یا زمین کے حائل ہوجانیکی وجہ سے ہوتا ہے جیسے ہیئت دانوں نے ثابت کیا ہے پہر تجلی کے کیا معنے ہونگے اور اگر گہن تجلی کی وجہ سے ہوتا تو اسکا وقت مقرر نہ ہوتا حالانکہ اب کاملین علم ہیئت نے سورج اور چاند کے گہن کے اوقات ایسے دریافت کیے ہیں کہ ایک منٹ ان سے آگے پیچہے گہن نہیں ہوتا اور سال بہر کے پیشتر یہ لکہہ دیتے ہیں کہ اس سال سورج گہن فلان تاریخ اور فلان وقت میں ہوگا اور یہ بہی بتلا دیتے ہیں کہ سورج یا چاند کا قرص گہن سے کل چہپ جاویگا یا اسقدر حصہ اور یہ بہی دکہلا دیتے ہیں کہ کس ملک میں کتنا گہن ہوگا دوسرا یہ اگر گہن تجلی کی وجہ سے ہوتا تو سب ملکوں میں یکسان گہن ہوتا کم و بیش نہ ہوتا کیونکہ تجلی میں ہر ملک یکسان ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم کی تجلی یہ ایک ایسا لفظ ہے جسکے معنے اور مقصد کا ادراک ہماری افہام سے خارج ہے صرف ان لفظوں کے لغوی معنے ہم سمجہتے ہیں مگر حقیقی مطلب اور مراد کو وہی جانتا ہے تو جائز ہے کہ اجرام علویہ کا حائل ہونا ہی مدلول ہو اسکی تجلی کا یا اسکی علامت ہو علاوہ اسکے احتمال ہے کہ کبہی گہن تجلی الٰہی کے وجہ سے ہوتا ہو اور کبہی حائل ہوجانے کی وجہ سے اب اوقات کا مقرر ہونا یہ تجلی کے خلاف نہیں ہے شاید تجلی کے اوقات مقرر ہوں اسیطرح کم و بیش ہونا گہن کا اسکا کوئی اور سبب ہو جسکو ہم نہ سمجہے ہوں علاوہ یہ خیال کہ گہن ہمیشہ چاند یا زمین کے حائل ہوجانے سے ہوتا ہے علمای ہیئت نے نکالا ہے اور ہیئت کا علم یقینی نہیں ہے حکیم دیوجانس کا یہ حال تہا کہ جب اسکے سامنے کوئی علم ہیئت کے مسائل بیان کرتا تو وہ کہتا آپ آسمان سے کب اترے ہیں اس صورت میں جائز ہے کہ اہل ہیئت نے جو گہن کی علت سمجہی ہے وہ نہ ہو اور تجلی الٰہی اسکی علت ہو جیسے حدیث میں ہے اور مخبر صادق کا فرمانا یقینی ہے واللہ اعلم ابو العالیہ کہتے ہیں آسمان میں کوئی ستارہ نہیں ہے اور نہ آفتاب اور نہ ماہتاب مگر وہ اسکے آگے سجدہ میں گرتا ہے جب ڈوبتا ہے پہر وہان سے نہیں لوٹتا یہانتک کہ اسکو اجازت دیجاتی ہے یہانتک کہ اسکو طلوع کی اجازت ہوتی ہے پہر وہ دہنی جانب سے ہوکر چلتا ہے یہانتک کہ اپنی مطلع پر آجاتا ہے بعضے کہتے ہیں پہاڑ اور درخت زوال کا سجدہ یہ ہے کہ صبح پچہم کیطرف ہوتا ہے اور شام کو وقت پورب کی طرف

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر عرض کی یا رسول اللہ میں نے آج رات اپنے آپ کو دیکھا اور میں سوتا تھا یعنے خواب میں
دیکھا گویا میں ایک درخت کے تلے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں نے سجدہ کیا اور جب میں نے سجدہ کیا تو اس درخت نے بھی سجدہ کیا تو میں نے
سنا اس درخت سے وہ کہہ رہا تھا اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَّضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ
ذُخْرًا وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ یعنے یا اللہ تو لکھ میرے واسطے اس سجدہ کے بدلے
اجر اور دور کر دے اسکی وجہ سے میرا بوجھ اور کر اسکو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ اور اسکو قبول کر مجھ سے جیسے تو نے اسکو قبول کیا
اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے ابن عباس کہتے ہیں تو میں نے اسیوقت دیکھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ والی آیت پڑھی تو
سجدہ کیا اور میں نے سنا آپ سے کہ آپ یہی دعا پڑھ رہے تھے جو اس مرد نے درخت کی طرف سے حکایت کی تھی رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ اور دواب سے آیت میں جمیع حیوانات مراد ہیں اور امام احمد کے پاس ایک حدیث آئی
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چارپایوں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے منع کیا اور فرمایا کہ رُبَّ مَرْكُوْبَةٍ خَيْرٌ وَّاَكْثَرُ
ذِكْرًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ رَّاكِبِهَا یعنے بہت سواریاں بہتر ہوتی ہیں یا فرمایا اللہ تعالے کو بہت یاد کرتی ہیں اپنے اوپر سوار ہونے
والے سے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اور یہ جو فرمایا اور بہت آدمی یعنے بہت آدمی سجدہ کرتے ہیں اللہ کے لیے خوشی سے اور اپنے فعل
سے اسکو عبادت سمجھکر اور بہت ہیں کہ انپر ٹھیر چکا عذاب اور یہ وہ لوگ ہیں کہ سجدہ کرنے سے ممتنع اور آبی اور مستکبر
ہیں اور جسکو اللہ سبحانہ وتعالے ذلیل کرے اسکو کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ ان سے کہا گیا یہاں ایک مرد ہے جو مشیت (تقدیر) میں گفتگو کرتا ہے تو حضرت علی نے اس سے پوچھا (بتا تو) تجھ کو
اللہ نے ویسے بنایا جیسے اس نے چاہا یا جیسے تو نے چاہا بولا نہیں بلکہ اپنے چاہے سے اور اپنے ارادے اور مشیت کے مطابق وموافق
فرمایا پھر وہ تجھ کو بیمار کرتا ہے جب چاہتا ہے یا اسوقت جب تو بیمار ہونا چاہتا ہے وہ بولا نہیں بلکہ وہ مجھکو بیمار کرتا ہے
اپنے ارادے اور مشیت کیوقت فرمایا اب یہ بتا کہ وہ تجھ کو شفا کب عنایت فرماتا ہے جب وہ شفا دینا چاہتا ہے اسوقت
یا جب تو اچھا ہونا چاہتا ہے بولا نہیں وہ تو اسیوقت شفا دیتا ہے جب چاہتا ہے فرمایا اچھا اب یہ بتا کہ وہ تجھ کو
جہاں چاہیگا داخل کریگا یا جہاں تو چاہے گا بولا نہیں وہاں ہی مجھ کو داخل کریگا جہاں اسکا ارادہ ہوگا حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَاللّٰهِ لَوْ قُلْتَ غَيْرَ ذٰلِكَ لَضَرَبْتُ الَّذِيْ فِيْهِ عَيْنَاكَ یعنے بخدا اگر اسکے سوا کچھ اور جواب
دیتا تو میں تیرا سر تیرے بدن سے جدا کر دیتا جس میں تیری دونو آنکھیں ہیں ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ اعْتَزَلَ الشَّيْطٰنُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَهٗ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ
الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ یعنے جب آدم کا بیٹا (آدمی) سجدہ کی آیت پڑھکر سجدہ کرتا ہے تو شیطان

جدا ہو جاتا ہے روتا ہوا اور کہتا ہے ہاے خرابی آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اسنے سجدہ کیا اب وہ جنت مین جاویگا اور مجھکو سجدہ کا
حکم ہوا مینے انکار کیا اب میرے لیے دوزخ ہے **ف مترجم** عفا اللہ عنہ کہتا ہے ان لوگون سے جنکو ذرا بھی خدا کا خوف
نہین نہ جنت اور دوزخ سے کچھ غرض ہے شیطان ہی اچھا ہے کہ کبھی اپنے حال پر روتا تو ہے اور اپنے افعال پر پچھتاتا
تو ہے ہمارے زمانہ مین ایک فرقہ بہت شائع ہوا ہے جسکو نیچر کہتے مین نہ یہ خدا کا قائل ہے نہ جنت دوزخ کا بس دنیا کی
زندگی ہے اور کچھ نہین اسکا قائل ہے آدمی اور جانور مین کچھ فرق نہین کرتا مذہب اور ملت کو ایک ڈھکوسلا جانتا ہے خدا تعالے
اس فرقہ سے بچاوے شیطان بھی اس سے گھبراتا ہے ۸ حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا عقبہ بن عامر کہتے ہین مینے عرض کیا
یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا سورہ حج کو باقی قرآن پر دو سجدون کے ساتھ فضیلت دیگئی ہے فرمایا ہان فمن
لم یسجدہما فلا یقرأہما یعنے جو شخص ان سجدون کے مقام پر پہنچکر سجدہ نکرے وہ ان دونون سجدے والی آیتون کو نہ پڑہے
رواه الامام احمد ورواه ابو داود والترمذي من حديث عبد الله بن لهيعة ۹ امام ترمذی نے کہا اسکی سند
قوی نہین ہے اور لیکن اس قول مین نظر ہے اسلیے کہ ابن لہیعہ نے اس حدیث مین سماع کی تصریح کی ہے اور ابن لہیعہ
کے بہت ضعیف ہونیکی وجہ بھی اسکا مدلس ہونا ہے اور ابو داود نے مراسیل مین اپنے اسناد کے ساتھ خالد بن معدان
سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورہ حج کو باقی قرآن پر دو سجدون کے ساتھ فضیلت دی گئی
ہے پھر ابو داود نے کہا اور یہ حدیث اس اسناد کیساتھ مرفوع بھی مروی ہے لیکن وہ سند صحیح نہین ہے امیر المومنین
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج مین دو سجدے کیے جب مدینہ مین تھے اور فرمایا اس سورت کو دو سجدون کے ساتھ فضیلت
دیگئی ہے اور ابو داود اور ابن ماجہ نے حرث بن سعید دمشقی کی حدیث سے روایت کیا اسنے عبد اللہ بن منین سے اسنے
عمرو بن عاص سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پندرہ سجدے قرآن مین پڑہائے ان مین سے تین مفصل مین ہین
(والنجم وانشقت واقرأ مین) اور سورہ حج مین دو سجدے حافظ ابن کثیر نے کہا فهذه شواهد يشد بعضها
بعضا یعنے تو یہ شواہد ہین جن مین سے بعض بعض کے مقوی ہین انتہے قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ رویت سے آیت
کی قول الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض مین رویت قلبی مراد ہے نہ بصری رویت کیونکہ ان چیزون
کا اللہ کے لیے سجدہ کرنا وہ ہمارے لیے عقل کے طریق سے ثابت کیا ہے اسلیے کہ ان چیزون کے سجدہ کرنیکو ہم اپنی آنکھون
سے تو نہین دیکھتے ۱۱ خطاب آیت مین ہر صالح خطاب کو ہے ۱۲ سجود سے آیت باب مین فرمانبرداری مراد ہے طاعت
کا سجدہ مراد نہین ہے جو عقل کے ساتھ خاص ہے برابر ہے کہ من کے کلمہ کو عقلا کے ساتھ خاص کیا جاوے یا عقلا اور غیر
عقلا دونو کو شامل ہو ولہذا من فی السموات پر شمس اور قمر اور نجوم اور جبال اور شجر اور دواب کا عطف ڈالا اسلیے

کہ سجود سے وہ انقیاد اور رام ہونا مراد ہو نہ وہ سجدہ جو اہل عقل کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالی نے ان چیزوں کو مفرد بیان کیا
باوجود اس بات کے کہ یہ اشیا من کے تحت میں داخل ہیں اس صورت میں جب ہم من کو عام قرار دیں اسلیے کہ ان چیزوں کا
سجود کے ساتھ قائم ہونا عادۃً بعید ہے اور جملہ کثیر من الناس مرفوع ہے ابتدا پا اور اسکی خبر محذوف ہے اور اصل عبارت
یوں ہے وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْتَحِقُّ الثَّوَابَ یعنی اور بہت لوگ سجدہ کرنیکی وجہ سے) ثواب کے مستحق ہیں اور من پر
عطف ہونیکے ساتھ کثیر اسلیے مرفوع نہیں ہوا کہ ان چیزوں کا سجود تو وہ طاعت کا سجود ہے جو عقلا کے ساتھ خاص
ہے اور سجود گذشتہ سے وہ انقیاد مراد ہے اگر کثیر من الناس عطف کے ساتھ مرفوع ہوتا تو اس صورت میں دو مختلف معنی
ایک لفظ میں جمع ہو جاتے اور بہت لوگوں کے سجود کو بھی انقیاد پر حمل کیا جاوے نہ خاص سجود پر تو عطف کے ساتھ کثیر
کا مرفوع ہونا درست ہو جاویگا اگرچہ اسکا صاحب کشاف اور اسکے اتباع نے انکار کیا ہے اور کثیر ثانی بھی ابتدا
پر مرفوع ہے اور حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ اسکی خبر ہے قالہ الکسائی والفراء بعض نے کہا کہ کثیر اول پر محذوف ہے اور
معنے یہ ہیں کہ بہت لوگ سجدہ کرتے ہیں اور بہت لوگ اس سے متنفر ہیں اور منکر اور بعض نے کہا اسکے یہ معنی ہیں بہت
لوگ جنت میں جاوینگے اور بہت لوگوں پر عذاب ثابت ہو چکا هَكَذَا حَكَاهُ ابْنُ الْأَنْبَارِيِّ اور یہ جو فرمایا وَمَنْ يُهِنِ
اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ تو اہانت سے یہ مراد ہے کہ اسکو کافر بدبخت بنا دی یعنے جسکو اللہ تعالے نے کافر شقی بنا دیا
تو اسکا کوئی مکرم اور عزت دہندہ نہیں ہے جو اسکو سعید عزیز بنا دے پھر فرمایا إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ یعنے وہ جن اشیا کا ظاہر کرنا
چاہتا ہے انکو ظاہر کر دیتا ہے جن میں جملہ انکے شقاوت ہے اور سعادت اور اکرام ہے اور اہانت اور اس آیت اور اس سے
پہلی آیت کا ظاہر معتزلہ کے قول کو رد کرتا ہے کیونکہ انکا یہ کہنا ہے شَاءَ أَشْيَاءَ وَلَمْ يَفْعَلْ یعنے اللہ نے اشیا
کا اظہار چاہا لیکن ظاہر نہیں کیا ان کو اور اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ یعنے وہ جو چاہے کر لیتا ہے
علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ سجدہ سجود مؤکدہ میں سے ہے تو قاری اور مستمع (دونو) کو اسکے تلاوت اور
سننے کیوقت سجدہ کرنا ضروری ہے انتہی ملخصاً فتح البیان هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ
كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ
وَالْجُلُودُ ۝ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ۝ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا
وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ یہ دو مدعی ہیں جھگڑے ہیں اپنے رب پر سو جو منکر ہوئے انکے واسطے بیونتے ہیں کپڑے
آگ کے ڈالتے ہیں انکے سر پر جلتا پانی گل جاتا ہے اس سے جو انکے پیٹ میں ہے اور کھال بھی اور انکے واسطے ہیں ہتھوڑیاں
لوہے کی جس بار چاہا کہ نکل پڑیں اس سے گھٹنے کے مارے پھر ڈالدیے اندر اور چکھتے رہو جلن کی مار صحیح میں ابومجلز

کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اس نے روایت کی قیس بن عباد سے اور اس نے ابوذرؓ سے کہ ابوذرؓ قسم کھاتے تھے قسم کھانا اس
بارے میں کہ یہ آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ آخر آیت تک حمزہ اور انکے دونوں ساتھیوں (علی اور
عبیدہ) اور عتبہ اور اسکے دونوں ساتھیوں (شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ) کے حق میں نازل ہوئی جب انہوں نے آمنا
سامنا کیا بدر کے دن یہ بخاری کے الفاظ ہیں جنکو بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے بخاری نے باسناد امیر
المومنین حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا میں سب سے پہلے رحمٰن کے سامنے گھٹنوں کے بل
کھڑا ہونگا خصومت کے لیے قیامت کے دن قیس (جو حدیث کا راوی ہے) نے کہا اور انہی کے حق میں یہ آیت نازل
ہوئی ہے هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ اور کہا یہ وہ ہیں جنہوں نے بدر کے دن مسلمانوں اور
مشرکوں کی طرف سے آپس میں آمنا سامنا کیا علی اور حمزہ اور عبیدہ نے مسلمانوں کی طرف سے) اور شیبہ بن ربیعہ
اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے (مشرکوں کی طرف سے) انفرد بہ البخاری سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے
هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں روایت کیا کہ قتادہ نے کہا مسلمان اور اہل کتاب کا جھگڑا
ہوا تو اہل کتاب بولے ہمارا پیغمبر تمہارے پیغمبر سے پہلے ہے (زمانہ) اور ہماری کتاب بھی تمہاری کتاب سے
پہلے اتری تو ہم اللہ کے تم سے زیادہ قریب ہیں اور مسلمان بولے ہماری کتاب سب کتب سماویہ پر حاکم ہے اور ہمارے
نبی نے نبوت کو ختم کر دیا اب انکے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا اور جو دعویٰ کریگا وہ جھوٹا ہے تو ہم اللہ کے تم سے زیادہ قریب
ہیں تو اسلام کو اللہ تعالیٰ نے انکے مقابل پر غالب کیا اور یہ آیت اتاری هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ
وَكَذَا رَوَى الْعَوْفِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور شعبہ نے قتادہ سے آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ
کی تفسیر میں روایت کیا کہ اس سے مصدق اور مکذب مراد ہیں اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں نقل
کیا کہ یہ کافر اور مومن کے حق میں ہی مراد ہیں اور عکرمہ نے کہا دو جھگڑا کرنے والوں سے جنت اور نار مراد ہیں
آگ بولی مجھ کو سزا دینے کے لیے مقرر کر اور جنت نے کہا مجھ کو مہربانی کے لیے ٹھیرا اور مجاہد اور عطا کا قول
کہ اس آیت میں خصمین (دو جھگڑا کرنے والوں) سے مراد کافر اور مومن ہیں جمیع اقوال کو شامل ہے اور بدر وغیرہ کا
قصہ سب اس میں آجاتا ہے اسلیے کہ مومن اللہ عزوجل کے دین کی نصرت چاہتے ہیں اور کافر ایمان کے نور کو
بجھانا اور حق کو خوار کرنا اور باطل کا ظہور چاہتے ہیں اور اسی کو ابن جریر نے پسند کیا اور یہ قول نہایت عمدہ
ہے ولہذا فرمایا فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ یعنی ہر جگہ کافر ہوں انکے لیے آگ کے کپڑے
بیونتے گئے ہیں سعید بن جبیر کہتے ہیں اور یہ کپڑے تانبے کے ہونگے اسلیے کہ جب اسکو گرم کیا جاتا ہے تو جیسے

اسیا ہی نہایت گرم ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُؤُسِهِمُ الْحَمِيمُ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ
تو اس میں حمیم سے وہ گرم پانی مراد ہے جس میں غایت درجہ کی حرارت ہو سعید بن جبیر کہتے ہیں اس سے گلا ہوا تانبا مراد ہے
کہ جب اسکو انکے سروں پر ڈالا جاویگا تو انکی چربیوں اور آنتوں کو گلا دیگا جو انکے شکموں میں ہیں قالہ ابن عباس
ومجاهد وسعيد بن جبير وغيرهم اور اسیطرح انکے چہرے بھی گل جاوینگے اور ابن عباس و سعید کہتے ہیں انکے
چہرے گر پڑینگے ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُؤُسِهِمْ فَيَنْفُذُ
الْجُمْجُمَةَ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهٖ فَيَسْلُتُ مَا فِيْ جَوْفِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ
كَمَا كَانَ یعنے کھولتا پانی انکے سروں پر ڈالا جاویگا اور انکی کھوپری کو پار ہو کر پیٹ تک پہونچیگا اور ان چیزوں
کو جو اسکے پیٹ میں ہیں لیکر پاؤں تک پہنچ جاویگا اور یہی صہر (پگھلانا) ہے جسکا آیت سورۂ حج يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ
بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ میں ذکر ہے رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَقَالَ حَسَنٌ
صَحِيْحٌ یعنے اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ابن مبارک کی حدیث سے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے وَهٰكَذَا
رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ بِهٖ عبداللہ بن سری کہتے ہیں کہ کافر کے پاس
دوزخ میں فرشتہ ایک برتن چمٹے کے ساتھ پکڑ کر لاویگا بسبب اسکی حرارت کے جب اسکو اسکے چہرے کے
نزدیک کریگا تو وہ اسکو برا سمجھے گا عبداللہ بن سری کہتے ہیں پھر فرشتہ اس موگری کو جو اسکے پاس ہوگی اٹھاویگا
اور کافر کے سر پر ماریگا اور اسکے دماغ پر اس برتن کو ڈالدیگا اور وہ اسکے دماغ سے نافذ ہو کر اسکے جوف شکم تک
پہنچیگا تو یہی معنے ہیں اللہ تعالی کے قول يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ الاٰیۃ کے اور یہ جو فرمایا وَلَهُمْ مَقَامِعُ
مِنْ حَدِيْدٍ یعنے انکے واسطے موگریاں ہیں لوہے کی تو ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا لَوْ اَنَّ مِقْمَعًا مِنْ حَدِيْدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ فَاجْتَمَعَ لَهُ الثَّقَلَانِ مَا اَقَلُّوْهُ مِنَ الْاَرْضِ یعنے اگر (دوزخ
کی موگریوں میں سے) ایک لوہے کی موگری کو زمین میں رکھدیں اور اسکے اٹھانے کے واسطے جن اور آدمی اکٹھا ہو جاویں
تو اس موگری کو زمین سے نہ اٹھا سکیں رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اور یہی ابو سعید ہی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَوْ ضُرِبَ الْجَبَلُ بِمِقْمَعٍ مِنْ حَدِيْدٍ لَتَفَتَّتَ ثُمَّ عَادَ كَمَا كَانَ وَلَوْ اَنَّ دَلْوًا مِنْ
غَسَّاقٍ يُهْرَاقُ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا یعنے اگر کسی پہاڑ کو (دوزخ کی) ایک موگری ماری جاوے
تو وہ ریزے ریزے اور پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے اور پھر ویسا ہی ہو جاوے اپنی پہلی حال کی طرح اور اگر
ایک ڈول غساق (یعنے پیپ) کا دنیا میں اونڈھا یا جاوے تو دنیا کے لوگ گندے ہو جاویں رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ

ایضاً اور ابن عباسؓ نے اللہ کے قول وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ کی تفسیر میں روایت کیا کہ جب وہ گرز ان کافروں کو ماریں گے تو ان کا ہر ایک عضو (جوڑ) علیحدہ علیحدہ ہو کر گر پڑے گا پھر وہ موت طلب کرینگے اور یہ جو فرمایا كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا اسکی تفسیر میں اعمش نے ابو ظبیان سے اس نے سلمان سے روایت کیا النار سوداء مظلمة لا يضيء لهبها ولا جمرها یعنے دوزخ کی آگ وہ سیاہ آگ ہے اندھیری نہ اسکی لاٹ چمکیگی اور نہ اسکا انگارا روشن ہوگا پھر سلمان نے اسکی دلیل میں یہ آیت پڑھی كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا اور زید بن اسلم نے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا کہ اہل دوزخ دوزخ میں سانس نہ لینگے اور فضیل بن عیاضؒ کہتے ہیں واللہ ما طمعوا في الخروج إن الأرجل لمقيدة وإن الأيدي لموثقة ولكن يرفعهم لهبها وتردهم مقامعها یعنے بخدا دوزخی نکلنے کی خواہش نہ کرینگے بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ انکے پاؤں جکڑے ہونگے بیڑیوں سے اور انکے ہاتھ بندھے ہونگے مانند کڑیوں سے لیکن انکو دوزخ کی لاٹ اٹھائیگی اور اسکی گرز انکو لوٹا دینگی اور یہی معنی ہیں آیت باب کے اور یہ جو فرمایا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ تو یہ اللہ تعالیٰ کا قول ویسا ہی ہے جیسے اس نے فرمایا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ سورہ سجدہ کی اس آیت میں وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ یعنے اور وہ جو بے حکم ہوئے سو انکا گھر ہے آگ جب چاہیں کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹے جاویں پھر اسی میں اور کہیے انکو چکھو آگ کی مار جسکو جھٹلاتے تھے اور غرض یہ ہے کہ وہ عذاب کے ساتھ قولاً اور فعلاً خوار و ذلیل کیے جاوینگے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح میں کہا ہے کہ خصمین دو جھگڑالو ان میں ایک خصم تو یہود اور نصاریٰ اور صابئین اور مجوس اور مشرکین میں سے الجنس اور اخبث فریق ہیں یعنے مشرک اور دوسرا خصم تو وہ مسلمان تھے تو ان دو فریقوں کے جھگڑنے کا اس آیت میں مذکور ہے قال الفراء وغیرہ اور بعض نے کہا خصمین سے بہشت و دوزخ مراد ہیں اور یہ قول ضعیف ہے بعض نے کہا خصمین سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے بدر کے دن مسلمانوں اور کافروں کی طرف سے مقابلہ کیا مسلمانوں کی طرف سے تو حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت علی اور عبیدہ رضوان اللہ علیہم تھے اور کافروں کی طرف سے عتبہ اور شیبہ دونوں ربیعہ کے بیٹے اور ولید عتبہ کا بیٹا اور ابوذر قسم کھایا کرتے اللہ عزوجل کی کہ یہ آیت انہیں لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جیسے یہ ابوذرؓ کا قول صحیحین وغیرہما میں ثابت ہے اور یہی صحابہ و تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے اور صحابہ و تابعین   اسباب نزول کو اپنے سوا اور لوگوں سے زیادہ جانتے پہچانتے ہیں اور صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت علیؓ سے بھی ثابت ہوا ہے کہ حضرت علیؓ نے

فرمایا یہ لوگ ہی حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور میں خصومت کے لیے سبب ہے یہ اللہ کے سامنے کہ گفتگو کی اہل میں گا
قیامت کے دن اور نفی سے اللہ کی دین یا اسکی ذات یا صفات یا شریعت میں جھگڑا کرنا مراد ہے اور ان تمام چیزوں
میں جھگڑا کرنا ہی مراد ہو سکتا ہے ابو حیان نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ جھگڑا آخرت میں ہوگا اسلیے کہ تقسیم فالذین
کفروا الآیۃ میں حرف فا کے ساتھ شروع کی جو تعقیب پر دلالت کرتی ہے اور اگر ہم کہیں کہ یہ اختصام دنیا میں ہو چکا
تو جواب یہ ہے کہ جب اس مضمون کی تحقیق قیامت میں ہی ہوگی تو اس اعتبار سے قیامت کے دن کو اس کا ظرف بنایا گیا
ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس اجمال کی تفصیل کی جسکو اس نے اپنے قول تفصیل منہم میں بیان فرمایا فَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ یعنے انکے اجسام اور ابدان کے مطابق اور موافق انکے لیے کپڑے
بیونتے جاوینگے کیونکہ نیا لباس اور جدید کپڑے اس شخص کے بدن کے موافق قطع کیا جاتا ہے جسکے پہننے کے لیے
بنایا جاتا ہے تو تقطیع سے تقدیر مراد ہے مجازاً گویا سبب کا ذکر کیا جو وہ قطع کرنا ہے اور سبب کا ارادہ کیا
جو تقدیر اور تخمین ہے اور ثیاب کو جمع کیا اسلیے کہ آگ بسبب متراکم ہونے اپنے کے ان پر ان کپڑوں کی طرح
ہے جو بعض پر بعض پہنے جاتے ہیں اور اس میں زیادہ مبالغہ ہے اسکے جمع کے مقابل جمع کر دانے سے اور یہی نکتہ
قطعت کے معنے سویت وجعلت لبوسا لہم کے ہیں یعنے آگ کو انکے برابر کیا جاویگا اور اسکو انکا لباس بنایا جاویگا
اور آگ کو کپڑوں کے ساتھ اسلیے مشابہت دیگئی کہ وہ آگ دوزخیوں پر اس طرح شامل ہوگی جیسے کپڑا بدن کو
ڈھانک لیتا ہے اور ایک آئندہ امر کو ماضی کے صیغہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اسپر خبردار کرنے کے لیے کہ اسکا
واقع ہونا یقینی اور وقتی ہے بعض نے کہا یا تانبے کے کپڑے ہونگے گلا کر بنائے ہوئے اور وہ آگ کی طرح ہونگے
اور یہی سرابیل ہونگے جنکا اللہ سبحانہ نے سورہ ابراہیم کے آخر کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ یعنے اور دیکھیگا تو انکا
اسدن جڑے ہوئے زنجیروں میں کرتے ہیں انکے گندھک کے ڈھانکے لیتی ہے انکو منہ کو آگ قالہ سعید بن جبیر
اور اسکے لفظ اور بڑھائے کہ برتنوں میں کوئی ایسی چیز نہیں جو تانبے کے بعد اس سے زیادہ تپے اور گرم ہو اور
بعض نے کہا آیت کے معنے یہ ہیں کہ آگ ان کو گھیر لے گی علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اور حق امر یہ ہے کہ قرآنی
نظم کو اسکے ظاہر پر جاری کیا جاوے اور ہم اسکی ایسی تاویل کرنے پر خوش نہیں ہیں جو قرآن کریم کے الفاظ کے
مخالف ہو اور بیان جیسے وہ گرم پانی مراد ہے جسکو دوزخ کی آگ سے جوش دیا جاویگا اور اسکی حرارت غایت درجہ
اور نہایت مرتبہ کو پہنچ گئی ہو ابن عباس کہتے ہیں مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ کی تفسیر میں کہ انکی انتڑیاں بہ جاوینگی اور

والجلود کی تفسیر مین ابن عباس کہتے ہین کہ انکے چمڑے جھڑ جاوینگے ابوہریرہؓ نے آیت باب پڑھی اور بولا مینے سنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ کھولتا پانی ضرور انکے سرون پر ڈالا جاویگا اور انکی کھوپڑیون سے نفوذ کرے گا
یہانتک کہ انکے پیٹ مین پہونچے گا پھر جو چیز انکے پیٹ مین ہے اسکو کاٹ کر انکے پاؤن مین سے نکلیگا اور
یہی صہر ہے جسکو اللہ سبحانہ وتعالی نے آیت باب مین مذکور فرمایا ہے پھر وہ دوزخی پہلی حالت پر ہو جاویگا اخرجہ
الترمذی والحاکم وصححاہ وابن جریر وابن ابی حاتم وغیرہم ابن عباس کہتے ہین دوزخی جلتے
ہونگے اور انکی انتڑیان اور چمڑے گر رہے ہونگے اور ابن عباس ہی سے مروی ہے وہ دوزخی (کھولتا) پانی پلائے
جاوینگے جب انکے حلقون مین پہونچیگا تو ان کو گلا دیگا اور چمڑون کو بھی پیٹون کی چیزون کے ساتھ گھولدیگا صہر
کہتے ہین گھولدینے کو اور صہارت وہ چیز ہے جو بدن سے گھلی بعض نے کہا انکے چمڑے نہین گلینگے تو اسکے موافق
کوئی فعل مقدر مانا جاویگا **مترجم** عفا اللہ عنہ کہتا ہے شاید اس قائل نے اسکو اخذ کیا ہے اللہ سبحانہ کے اس
قول سے جو سورہ نساء کے آٹھوین رکوع مین ہے إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ
جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا یعنی جو لوگ منکر
ہوئے ہماری آیتون سے ان کو ہم ڈالینگے آگ مین جب پک جاویگی انکی کھال بدلکر دینگے انکو اور کھال کہ چکھتے
رہین عذاب اللہ ہے زبردست حکمت والا اور اس آیت مین اس امر کی صراحت نہین ہے کہ انکے چمڑے نہ گلینگے
بلکہ اسکا ظاہر تو یہ ہے کہ وہ بھی گلجاوینگے اسلیے کہ جب کوئی چیز پک جاتی ہے تو وہ گھلنے لگتی ہے اور یہ بات
ظاہر ہے کہ جب وہ کھولتا پانی اس قدر سخت ہے کہ اسکے اندر کی چیزون کو گلا دے گا تو کیا اسکے ظاہر جلد کو نہ گلا دیگا

انتہی ملخصاً فی الفتح إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ

وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝ اللہ تعالی داخل کرے گا انکو جو یقین لائے اور کین بھلائیان باغون مین
بہتی انکے نیچے نہرین گہنا پہنا دینگے ان کو وہان کنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک ہے وہان ریشم کی اور راہ پائی
انہون نے ستھری بات کی اور راہ پائی اس خوبیون سراہے کی یہ جو فرمایا کہ وہان گہنا اور وہان پوشاک معلوم ہوا
یہ دونون یہان نہین اور گہنون مین سے کنگن اسواسطے کہ غلام کی خدمت پسند آئی ہے تو کڑے ڈالتے مین
ہاتھ مین اور یہ جو فرمایا کہ انہون نے راہ پائی ستھری بات کی تو اس سے یہ مراد ہے کہ بہشت مین جھگڑنا اور بکنا نہین
سوائے خوشی کی بات اور شکر اسکے یا دنیا مین توحید کی بات پائی اور مسلمانی کی راہ انتہی ملخصاً فی موضح القرآن

حافظ ابن کثیر نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے دوزخیون کا بیان فرمایا اور سبحانہ وتعالیٰ انکے حال اور جس غم اور نکال مین وہ
معذب ہونگے پناہ مین رکھے اور اپنے حفظ مین رکھے اس جلن کے عذاب سے جسکی بابت انکو کہا جاویگا کہ اب جلن کا عذاب
چکھو اور ان زنجیرون سے محفوظ رکھے جن مین وہ جکڑے جاوینگے اور ان آگ کے کپڑون سے مامون رکھے جو ان کے لیے
طیار ہوے ہین اور جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کا حال بیان فرمایا تو جنت والون کا حال بھی مذکور فرمایا ہم اللہ تعالیٰ
سے اسکا فضل اور کرم طلب کرتے ہین اللہ فرمایا إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور نہرون اور ندیون سے انکے تلے بہنے سے یہ مراد ہے کہ اسکے اطراف واکناف وارجا اور جوانب
مین اسکے جاری ہونگے بہتی ہونگی ان بہشتون کے درختون اور محلون کے نیچے وہ ان کو جہان چاہینگے پھیر کر لیجاوینگے
اور پہنائے جاوینگے ان مین سونے کے کنگن یعنے اپنے ہاتھون مین جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس حدیث مین جسکو
بخاری اور مسلم نے روایت کیا تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ یعنے مومن کو وہانتک زیور
پہنایا جاویگا جہانتک وضو کا پانی پہنچتا ہے کعب احبار کہتے ہین بہشت مین ایک فرشتہ ہے اگر تو چاہے کہ مین اس
کا نام بیان کرون تو اسکا نام بیان کرسکتا ہون وہ بہشت والون کے لیے زیور بنا رہا ہے جب سے اسکو اللہ نے
پیدا کیا ہے اور وہ قیامت تک بناتا جاویگا اگر اس زیور سے ایک کنگن (دنیا مین) ظاہر کیا جاوے تو وہ آفتاب
کو ایسا بے نور کرے جیسے آفتاب مہتاب کے نور کو بے نور کردیتا ہے اور اللہ کا قول وَلِبَاسُهُمْ
فِيهَا حَرِيرٌ یہ دوزخیون کے ثیاب کے مقابل ہے اور جنتیون کا لباس ریشم کے ہر ایک قسم سے ہوگا جیسے اس نے
فرمایا عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا
طَهُورًا إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا یعنے اوپر پوشاک بہشتیون کے کپڑے
ہین باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے اور انکو پہنائے ہین کنگن روپے کے اور انکو انکے رب نے شراب پلائی جو دلکو
دہو گئی یہ ہے تمہارا بدلہ اور کمائی تمہاری نیک لگی صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ
یعنے دنیا مین حریر اور دیباج نہ پہنو جس نے انکو دنیا مین پہنا وہ انکو آخرت مین نہ پہنیگا اور دوسری حدیث مین
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردون کو ملتا ہے بہشت مین جو کوئی یہان پہنے وہ
یہ چیزین وہان نہ پہنیگا اور اللہ تعالیٰ کے قول وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ کے یہ معنے ہین کہ ان کو
جنت مین داخل ہوتے وقت سلام کہا جاوے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ یعنے اور داخل
کیے جاوینگے جو لوگ ایمان لائے تھے اور کام کیے تھے نیک باغون مین بہتی نیچے انکو نہرین رہا کرین ان مین اپنے رب کے حکم
سے انکی ملاقات ہے وہان سلام اور فرمایا جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَ
ذُرِّیّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ یعنے
باغ ہین بسنے کے داخل ہونگے ان مین اور وہ جو نیک ہوے انکے باپ دادون مین اور جورون مین اور اولاد مین اور
فرشتے آتے ہین ان پاس ہر دروازے سے کہتے ہین سلامتی تم پر بدلا اسکے کہ تم ثابت رہے سو خوب ملا پچھلا گھر اور فرمایا
لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا یعنے نہ سنینگے وہان بکبک سواے سلام اور انکو
ہے روزی انکی وہان صبح اور شام یعنے بکبک نہ سنینگے اور سلام علیک کی آواز بلند سنینگے اور فرمایا لَا یَسْمَعُوْنَ
فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا یعنے نہین سنتے وہان (جنت مین) بکنا اور نہ جھوٹ لگانا مگر ایک بولنا
سلام سلام تو آیت باب کے یہ معنے ہین کہ وہ ایسے مکان کی راہ دیے جاوینگے جس مین سلام جو طیب اور عمدہ اور ستھری
بات ہے سنینگے اور بکبک نہین سنینگے اور سورہ فرقان مین فرمایا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا یعنے اور لینے
آوینگے ان کو وہان دعا اور سلام کہتے اور یہ ہدیہ اور تحفہ اور دعا سب کچھ اسطرح ہے جسطرح دوزخیون کو توبیخ کے
طور پر کہا جاویگا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ اور یہ جو فرمایا اور راہ پائی اس حمید (خوبیون سراہے) کی تو اسکے یہ
معنے ہین کہ وہ اس مکان مین داخل کیے جاوینگے جہان اپنے مالک کی ثنا گو اور تعریف کنان ہی رہینگے ان خیرون
پر جو اس نے ان پر احسان کیں اور ان انعامون پر جو اس نے انپہ کیے اور انکو انکی طرف ملایا جیسے صحیح حدیث مین آیا
ہے اِنَّهُمْ یُلْهَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ وَالتَّحْمِیْدَ كَمَا یُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ یعنے بہشتیون کی زبان پر سبحان اللہ اور
الحمد للہ ایسا جاری ہوگا جیسے لوگ دنیا مین سانس لیتے ہین اور بعض مفسرین نے اللہ تعالی کے قول وَهُدُوْا اِلَی
الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ مین قول سے قرآن مراد رکہی ہے اور بعض نے کہا اس سے یہی قول سے کلمۂ توحید مراد ہے اور بعض
نے اذکار مشروعہ مراد لیے ہین اور صراط الحمید سے دنیا مین اسلام اور آخرت مین جنت مراد ہے واللہ اعلم انتہی ما قال الحافظ ابن
کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اہل جنت کے جنت مین داخل ہونیکا بیان کرکے ان چیزون کو بیان فرمایا
جن نعمتون کو اس نے جنت والون کے لیے طیار کر رکہا ہے اور فرمایا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا
لؤلؤ وہ موتی ہے جسکو صدف سے نکالا جاتا ہے قشیری کہتے ہین اور مراد یہ ہے کہ سونے کے کنگنون کو موتیون سے
جڑاؤ کیا جاویگا اور اس مین کون سا بعد ہے کہ جنت مین موتیون کے کنگن بھی ہون جیسے جنت مین سونے کے کنگن

ہونگی امام قرطبی نے کہا مومن کو جنت مین تین طرح کے کنگن پہنائے جاوینگے سونے کے کنگن اور چاندی کے کنگن
جسکا سورہ دہر مین مذکور ہے اور کنگن موتی کے اوراسکے قول ہے وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ سے یہ مراد ہے کہ ان
کا تمام لباس ریشم کا ہوگا جیسے لباس کی اضافت انکی طرف اسکی مقتضیات اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو کہ لباس میں سے
جو نوع انپر دنیا مین حرام ہے وہ انپر آخرت مین حرام ہو اور ریشم بھی انکے منجملہ لباس مین ہو اسلیے کہ اس مین تو وہ
چیز ان کو میسر ہوگی جسکو انکے جی چاہینگے اور قول طیب سے مراد وہ کلمہ توحید ہے اور بعض نے کہا الحمد للہ کہنا
بعض نے کہا قرآن مراد ہے بعض نے کہا وہ بشارات مراد ہین جو اللہ کی طرف سے انکو ملینگے اور قرآن مجید مین وہ آیات
بھی ہین جو اس قول مجمل پر دلالت کرتی ہے جو ہر جگہ مذکور ہوا جیسے اللہ تعالی نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا
وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ یعنے اور جنتی جنت مین جانے
وقت کہینگے شکر اللہ کا جسنے سچ کیا ہمسے اپنا وعدہ اور وارث کیا ہم کو اس زمین کا کہ پکڑ لین بہشت مین سے جہان
چاہین سو کیا خوب نیگ ہے محنت کرنیوالون کا (یہ آیت سورہ زمر مین ہے) اور فرمایا وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي
هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ یعنے اور جنتی جنت مین داخل ہوکر کہینگے شکر اللہ کو
جسنے ہمکو یہان راہ دی اور ہم نہ تھے راہ پانیوالے اگر نہ راہ دیتا ہم کو اللہ (یہ آیت سورہ اعراف مین ہے) اور فرمایا
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنے اور جنتی کہینگے شکر اللہ کا جسنے
دور کیا ہمسے غم بیشک ہمارا رب بخشتا ہے قبول کرتا ابن عباس نے ہدایت کی الہام کے ساتھ تفسیر کی اور ابو العالیہ
کہتے ہین کہ یہ اللہ نے خصومت کے بارے مین فرمایا جب مشرکین کو نے کہا عُزّٰى لَنَا وَلَا عُزّٰى لَكُمْ تو مسلمانون نے جواب
دیا اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ اور ابن زید سے مروی ہے کہ طیب قول سے مراد یہ کلمہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهٗ یعنے اللہ پاک کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں ہے اور اللہ
بہت بڑا ہے اور سراہیے اللہ ہی کو جسنے سچ کیا ہمسے اپنا وعدہ اور دوسری ہدایت سے ارشاد مراد ہے اور صراط
حمید سے صراط محمود مراد ہے اور وہ وہ طریق ہے جو جنت تک پہونچانے والا ہو یا صراط حمید سے اسلام مراد ہے

قال الضحاک انتهى ما فى الفتح اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ
جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝
جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہمنے بنائی سب لوگون کو اسمین برابر ہے
اس مین لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اس مین چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھاوینگے دکھ کی مار

یعنے جنہون نے لوگون کو وہان جانے سے بند کیا وہ سزا پاوینگے انتہے ما قال فی موضح القرآن اور تعالی کفار پر انکار فرماتا ہے کہ
مومنون کو مسجد حرام سے اور اس مین مناسک کے ادا کرنے سے روکتے ہین اور انکے اس دعوی کا انکار ہے کہ وہ کعبہ کے اختیار والے
ہین حالانکہ وہ اسکے اختیار والے نہین ہین اسکے اختیار والے وہی ہین جو پرہیزگار ہین لیکن وہ اکثر خبر نہین رکھتے اور اس آیت
مین دلیل ہے کہ یہ آیت مدنی ہے جیسے سورہ بقرہ مین فرمایا يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ
وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ یعنے تجھسے پوچھتے ہین
مہینے حرام کو اس مین لڑائی کرنی تو کہہ لڑائی اس مین بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اسکو نہ ماننا اور مسجد حرام سے روکنا
اور نکال دینا اسکے لوگون کو وہان سے اس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے ہان اور بیان اس سورت مین فرمایا اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنے کفار کی یہ صفت ہے کہ وہ اپنے کفر کے علاوہ اللہ
کی راہ سے اور مسجد حرام مین جانے سے روکتے ہین ان مسلمانون کو جو اسکا ارادہ رکھتے ہین حالانکہ وہی زیادہ لائق ہین
حقیقت مین اس گھر کے اور اس آیت مین یہ ترتیب ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالی کے اس قول مین اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ
قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنے اللہ اپنی طرف ان لوگون کو راہ دیتا ہے جو یقین
لائے اور چین پکڑتے ہین انکے دل اللہ کی یاد سے سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہین دل یعنے مومنون کی یہ صفت
ہے کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پکڑتے ہین اور یہ جو فرمایا الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ اِۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ
تو اس سے یہ غرض ہے کہ یہ مشرکین لوگون کو مسجد حرام تک وصول اور پہنچنے سے روکتے ہین حالانکہ اسکو اللہ تعالی نے برابر کی
جگہ بنایا اس مین مقیم اور آفاقی کے درمیان کوئی فرق نہین ہے اور اسی واسطے فرمایا سَوَآءَ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ یعنے برابر ہے
اس مین لگا رہنے والا اور باہر کا رہنے والا علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اللہ کے قول سواء العاکف فیہ والباد کی
تفسیر مین روایت کیا کہ اہل مکہ اور آفاقی مسجد حرام مین برابر ہین اور مجاہد نے اللہ کے قول سواء العاکف فیہ والباد کی
تفسیر مین کہا کہ اہل مکہ اور غیر اہل مکہ یعنے وہان کے مقیم اور آفاقی مکہ کے منازل مین برابر ہین کذا قال ابو صالح
وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدٍ اور عبد الرزاق نے معمر سے اسنے قتادہ سے روایت کیا کہ مکہ
مین اہل مکہ اور غیر اہل مکہ سب مساوی ہین اور یہی مسئلہ تھا جس مین شافعی اور اسحاق بن راہویہ کا مسجد خیف مین
جھگڑا ہوا اور امام احمد بن حنبل بھی موجود تھے تو امام شافعی علیہ الرحمۃ تو اسطرف گئے کہ مکے کے رباع بسے ہوئے گھر مملوک ہو سکتے
ہین اور ایک دوسرے کو ورثہ مین پہنچ سکتے ہین اور انکا کرایہ پر دینا درست و صواب ہے اور انہون نے دلیل لی اس حدیث
سے زہری کی حدیث ہے جسکو انہون نے علی بن حسین سے روایت کیا اس نے عمرو بن عثمان سے اس نے اسامہ بن زید سے کہا

یعنے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کل مکہ میں جا کر اپنے گھر میں اترو گے آپ نے فرمایا اور کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے فرمایا لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَلَا الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ یعنے کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اخرجاہ فی صحیحیہما اور امام شافعی نے دلیل لی اس حدیث سے جس میں ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے صفوان بن امیہ سے ایک گھر خرید کیا اور اسکی قیمت میں چار ہزار روپیے اوسکو جیلخانہ مقرر کیا اور یہی قول ہے طاؤس اور عمرو بن دینار کا اور گئے اسحاق بن راہویہ طرف اسکی کہ گھر وراثت میں ملتے تھے اور نہ انکو کرایہ پر دینا درست تھا اور یہ ایک مسلک ہے سلف کی ایک جماعت کا اور مجاہد اور عطاء نے اسپر نص کی کہ اسحاق بن راہویہ نے دلیل لی اپنے اس قول پر اس حدیث سے جسکو ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا اس نے عیسیٰ بن یونس سے اس نے عمر بن سعید بن حسین سے اس نے عثمان بن ابی سلیمان سے اس نے علقمہ بن فضلہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوگئے اور ابوبکرؓ بھی اور عمرؓ بھی اور مکے کے گھروں کو سوائب کہا جاتا تھا جو شخص خود محتاج ہوتا وہ خود ان میں آباد رہتا اور جو شخص مستغنی ہوتا اور اسکے پاس علاوہ سکونت کے گھر کے اور گھر ہوتا تو وہ ان میں اور لوگوں کو بساتا اور کرایہ وغیرہ نہ لیتا۔ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں مکے کے گھروں کا بیچنا اور خریدنا منع ہیں اور ایسے ہی انکا کرایہ پر دینا رواہ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْهِ ابن جریج نے کہا عطاء بن سائب حرم میں کرایہ پر مکانوں کے دینے سے منع کرتے تھے ابن جریج نے کہا اور مجھے عطاء نے خبر دی کہ عمرؓ بن خطاب مکے کے گھروں کے دروازے بنانے سے منع فرماتے حاجیوں کو انکے عرصات میں اترنے کے لیے پھر پہلے سہیل بن عمرو نے اپنے گھر کا دروازہ بنایا تو حضرت عمرؓ بن خطاب نے کہلا بھیجا اسکے بارے میں تو وہ بولا اے امیر المومنین مجھے رہنے دو میں ایک تاجر سوداگر آدمی ہوں اور میں نے اپنے گھر کے دو دروازے اس لیے لگائے کہ میرا مال محفوظ رہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا فَلَكَ اِذًا یعنے اگر یہ بات ہے تو تجھ کو اجازت ہے اور مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا يَا اَهْلَ مَكَّةَ لَا تَتَّخِذُوْا لِدُوْرِكُمْ اَبْوَابًا لِيَنْزِلَ الْبَادِيْ حَيْثُ يَشَاءُ یعنے اے مکے کے رہنے والو اپنے گھروں کے عرصات کے آگے دروازہ نہ لگاؤ تو کہ آفاقی (جو حج وعمرہ وغیرہ کے لیے مکہ میں آتے ہیں) جہاں چاہیں اتریں رواہ عبدالرزاق عن معمر عن منصور عن مجاہد معمر نے عطاء سے سنا وہ کہتے ہے تھے آیت سواء العاکف فیہ والباد کی تفسیر میں کہ آفاقی مکے میں جہاں چاہیں اتریں عبداللہ بن عمروؓ سے موقوفاً مروی ہے جو شخص مکے کے گھروں کا کرایہ کھاوے وہ انگار کھاتا ہے اور امام احمد ایک درمیانی چال چلے اور فرمایا مکے کے گھر مملوک ہو سکتے ہیں اور ورثہ میں بھی آ سکتے ہیں لیکن کرایہ پر ان کا دینا جائز نہیں ہے جَمْعًا بَيْنَ الْاَدِلَّةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور یہ جو فرمایا وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ تو عربیت والوں میں سے بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ با بالحاد میں زائدہ ہے جیسے سورہ مومنون کی

آیت تُنْبِتُ بِالدُّهْنِ میں بازائدہ ہے اور غرض یہ ہے کہ وہ زمین دہن کو اگاتی ہے ایسا ہی بیان بھی یہی معنے ہیں کہ جو شخص مکہ میں الحاد کا ارادہ کرے جیسے اعشی نے کہا ہے

ضَمِنَتْ بِرِزْقِ عِيَالِنَا أَرْمَاحُنَا   بَيْنَ الْمَرَاجِلِ وَالصَّرِيحِ الْأَجْرَدِ

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے بواد یمان ینبت الشث صدرہ + واسفلہ بالمرخ والشبہان اور غرض یہ ہے کہ جو شخص وہاں امر فظیع کا برے گناہوں سے ارادہ کرے اور ظلم سے عمد مراد ہے اور غرض یہ ہے کہ ظلم کا قاصد اور ارادہ مند ہو اور اس میں متاول نہ ہو جیسا ابن جریج نے اسکو ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ اس سے تعمد مراد ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے ظلم کی شرک کے ساتھ تفسیر کی اور مجاہد نے کہا اس کی تفسیر میں کہ غیر اللہ کی عبادت کرے مکہ میں یہ الحاد ہے كَذَا قَالَ قَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ اور عوفی نے ابن عباسؓ سے ظلم کی تفسیر میں روایت کیا کہ ظلم یہ ہے کہ تو حرم میں ان چیزوں کو حلال جانے جنکو تجھ پر خدا نے حرام کیا لوگوں سے برائی کرنا یا ناحق قتل کرنا پھر تو ظلم کرے اسپر جس نے تجھ پر ظلم نہیں کیا اور تو اسکو مار ڈالے جو تجھکو نہیں مارتا جب کسی نے یہ کام کیا تو وہ عذاب الیم کا مستوجب و مستحق ہوا اور مجاہد نے کہا اسکی تفسیر میں کہ کرے مکہ میں برا عمل اور یہ حرم کا خاصہ ہے کہ حرم میں آفاقی اگر گناہ کا قصد کرے تو وہ سزا دیا جاویگا اگرچہ اسکو عمل میں نہ لاوے ابن مسعودؓ نے اللہ کے قول وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ الآیہ کی تفسیر میں کہا کہ اگر ایک مرد عدن ابین (یمن کا ایک مقام کا نام ہے) میں رہکر مکہ میں الحاد کا ارادہ کرے تو اسکو عذاب الیم چکھاویگا رواہ ابن ابی حاتم شعبہ نے کہا سدی نے اس حدیث کو ہمارے لیے مرفوع کیا اور میں تمہارے لیے مرفوع نہیں کرتا یزید بن ہارون جس نے اس حدیث کو شعبہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں هُوَ قَدْ رَفَعَهُ یعنے شعبہ نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور اس حدیث کو امام احمد نے بھی یزید بن ہارون سے روایت کیا حافظ ابن کثیر کہتے ہیں میں کہتا ہوں یہ سند صحیح ہے بخاری کی شرط پر لیکن اس حدیث کا موقوف ہونا صحت کے قریب اور بہت مناسب ہے اسکے مرفوع ہونے سے اسی لیے شعبہ نے اسکے موقوف ہونیکو عبد اللہ بن مسعودؓ کی کلام سے ثابت کیا وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَسْبَاطٌ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَوْقُوفًا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مرہ نے عبد اللہ سے روایت کیا کہ کوئی مرد نہیں ہے جو برائی کا ارادہ کرے اور وہ اسپر لکھی جاوے لیکن اگر کوئی شخص عدن ابین میں رہکر اس گھر بیت اللہ میں کسی شخص کو مارنے کا ارادہ کرے تو اسکو اللہ تعالیٰ دردناک عذاب چکھاویگا قَالَهُ الثَّوْرِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ وَكَذَا قَالَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ منصور نے مجاہد سے روایت کیا کہ جب یہ آیت پڑھتے تو فرماتے لَا وَاللّٰهِ بَلٰى وَاللّٰهِ یعنے نہیں بخدا نہیں اللہ کی قسم ہم اسکے گھر میں خرابت سے الحاد کا ارادہ نہیں کرتے قَالَهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ

اور عبد اللہ بن عمرو سے بھی مجاہد نے ایسا ہی روایت کیا سعید بن جبیر کہتے ہین کہ خادم کو گالی دینا بھی ظلم ہے اور اس سے ادنی درجہ
کی بات بڑا ظلم ہے کہ وہ بھی ظلم ہے اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا اسیر کا مکہ مین تجارت کرنا شرارت سے
الحاد کا ارادہ کرنا ہے اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ مکہ مین غلہ بیچنا الحاد ہے اور حبیب بن ابی ثابت کہتے ہین کہ شرارت
سے بھی مراد جلب مکہ مین احتکار (غلہ کا روکنا) مراد ہے وکذا قال غیر واحد یعلے بن امیہ مرفوعا راوی ہین کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکہ مین غلہ روکنا الحاد ہے رواہ ابن ابی حاتم سعید بن جبیر نے اللہ عز وجل کے قول ومن یرد فیہ بالحاد
بظلم مین روایت کیا کہ یہ آیت عبد اللہ بن انیس کے حق مین اتری جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمراہ دو آدمیون کے
ساتھ بھیجا ان مین سے ایک مہاجر تھے اور دوسرے انصار تو انہون نے نسبون مین فخر کیا اور عبد اللہ بن انیس نے غصے مین
آکر انصاری کو مار ڈالا پھر مرتد ہوکر مکہ کیطرف بھاگ گیا اسکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ یُرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ
یعنے جو شخص حرم کی پناہ لے الحاد کے ساتھ یعنے اسلام سے رو گردان ہو کر اور یہ آثار مذکورہ اگرچہ دلالت کرتے ہین کہ اشیاء
مذکورہ الحاد مین سے ہین لیکن الحاد کا لفظ ان سب سے اعم ہے بلکہ اس مین تنبیہ ہے اس پر کہ وہ اس سے بھی اغلظ ہے و
لہذا اصحاب فیل (ہاتھی والون) نے بیت اللہ کی تخریب (خراب کرنے) کا ارادہ کیا تو اللہ تعالے نے انپر جانور
بھیجے جماعت جماعت جو پھینکتے انپر پتھر بان کھنگر کی پھر کر ڈالا انکو جیسے بھس کھایا ہوا یعنے انکو اکھاڑ مارا اور کر دیا
ان کو عبرت اور دہشت انکو واسطے جو انکے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اور حدیث مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَغْزُوْ ھٰذَا الْبَیْتَ جَیْشٌ حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِبَیْدَآءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِاَوَّلِھِمْ
وَاٰخِرِھِمْ یعنے اس گہر کا ارادہ کرے گا ایک لشکر یہانتک کہ جب وہ بیداء (ایک میدان ہے حدیبیہ کے پاس)
پر آوین گے تو پہلے پچہلے سب دہنسا دیے جاوینگے آخر حدیث تک سعید کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عمرؓ عبد اللہ بن زبیرؓ کے پاس
آئے اور فرمایا اے زبیرؓ کے بیٹے ڈر اللہ کے حرم مین الحاد (شرارت) کرنے سے اسلیے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے اس گہر مین قریش کا ایک آدمی الحاد (شرارت) کریگا اگر اسکے گناہ جنون اور
انسانون جو دو بڑی بھاری جماعتین ہین کے گناہون کے ساتھ تولے جاوین تو اس ایک آدمی کے گناہ جہک جاوین
تو تو سوچ اور وہ آدمی نہ بن رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ اور ایک روایت مین یون ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ عبد اللہ بن زبیرؓ
کے پاس آئے اور وہ حطیم مین بیٹھے تہے تو عبد اللہ بن عمر بولے اے زبیرؓ کے بیٹے تو حرم مین الحاد (شرارت) کرنے سے
ڈر اور مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تہے ایک قریش کا آدمی اس
حرم کا ستر توڑ دیگا اگر اسکے گناہ ثقلین (جنون اور انسانون) کی دو بڑی بھاری جماعتون کے گناہون کے ساتھ

تو لیجاوین تو اس ایک آدمی کے گناہ جبتک جابین تو زہوش لکھے اور وہ نہ بن رواہ الامام احمد ایضا انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر
فتح کا بیان یہ ہے کہ مسجد حرام سے نفس مسجد مراد ہے اور نظم قرآن کا ظاہر یہی ہے اور بعض نے کہا اس سے سارا حرم مراد ہے
کیونکہ مشرکون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب کو حرم مین بھی داخل ہونے نہ دیا حدیبیہ کے دن بعض نے
کہا مسجد حرام سے مکہ مراد ہے اور یہی اللہ تعالی کا قول الذی جعلناہ للناس سواء العاکف فیہ والباد دلیل ہے عاکف
سے مکہ کا مقیم مراد ہے اور بادی سے آفاقی مراد ہے خواہ جنگل سے آوے یا بنیر جنگل سے اور مسجد حرام کی صفت مین یہ امر
بیان کیا اس لیے روکنے والون کی زیادہ تقریع اور توبیخ کے لیے بعض نے کہا ہم نے اسکو بنایا قبلہ لوگون کے لیے
انکی نماز کیواسطے اور منسک اور جای عبادت وہان کے رہنے رہنے والے کو لیے اور نہ رہنے والے کے یہ جیسے
مقیم کو پہونچتا ہے کہ اس گھر کی تعظیم اور اس مین مناسک کو ادا کرے ویسا ہی باہر سے آنیوالے کو اور اسیطرف
گئے ہین مجاہد اور حسن اور اہل علم کی ایک جماعت اور مساوات کے یہ معنے ہین کہ کعبہ کی تعظیم اور اس مین عبادات کے
بجالانے اور اسمین نماز کے ادا کرنے کی فضیلت اور اسکے گردا گرد طواف کی فضیلت مین سب مساوی ہین
جبیر بن مطعم نے مرفوعا روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا
طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ یعنے اے عبد مناف کی اولاد تم جو
شخص اس گھر کا طواف کرنا چاہے اسکو طواف کرنے سے نہ روکو اور نہ روکو جو یہان نماز پڑھے رات اور دن کی
جس گھڑی مین وہ پڑھنا چاہے اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ قرطبی نے کہا لوگون کا اتفاق ہے
کہ نفس مسجد حرام مین مساوات ہے اور مکہ کے مساوات مین لوگون کا خلاف ہے تو مجاہد اور امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ مکہ
کے گھرون اور اسکی منازل مین مقیم اور طاری (آفاقی) مساوی ہین اور عمر بن خطاب اور ابن عباس اور ایک جماعت
کا یہ مذہب ہے کہ جہان اسکو مکان ملے وہان اتر پڑے اور رب منزل گھر والے پر واجب ہے کہ آفاقی کو جگہ دیوے
وہ چاہے یا نہ چاہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مکہ کے گھر اور اسکے منازل مسجد حرام کیطرح نہین ہین اور اہل دور
اور اہل منازل کو پہونچتا ہے کہ جو شخص انکے منازل اور گھرون مین اترنا چاہے اسکو روکین اور حاصل یہ ہے کہ
گفتگو اس مین دو قاعدون کی طرف لوٹتی ہے پہلا قاعدہ تو یہ ہے کہ آیا مسجد حرام سے آیت باب مین نفس مسجد
حرام مراد ہے یا سارا حرم یا خاص مکہ مراد ہے اور دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ آیا مکے کی فتح صلح کے ساتھ ہوئی یا لڑائی
کے بعد اور اس صورت مین کہ مکے کی فتح عنوۃ تھی آیا مکہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص اہل مکہ کو عنایت کر دیا
یا اسکو عام کیا ہر اس شخص کے لیے جو اس مین آکر اترے اور علامہ محمد بن علی شوکانی نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت کے

کے ساتھ بیان کیا منتقے الاخبار کی شرح نیل الاوطار میں جس میں نظر اور مطالعہ زیادت کی طرف محتاج نہیں ہوتا پھر علامہ نے شرح منتقے میں فریقین کے دلائل بیان کرنے کے بعد کہا اور دلائل میں سے واضح دلیل اس امر پر یہ ہے کہ مکہ عنوۃ (لڑائی کے ساتھ) فتح ہوا اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِیْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ یعنے کسی شخص کو نہیں پہونچا کہ مکہ میں لڑائی کرنے کی جائز ہونے پر بسبب مکہ میں لڑائی کرنے کے ساتھ دلیل پکڑے اور مجھ کو بھی دن کی ایک گھڑی لڑائی کرنا حلال ہوا حدیث میں اس امر کی صراحت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دن کی ایک گھڑی خونوں کا گرانا مکہ میں حلال ہوا اور اس گھڑی میں وہ حرمت نہ رہی اور اسکے بعد پھر لوٹ آئی اور اگر مکہ صلح کے ساتھ مفتوح ہوتا تو آپ کے اس فرمانے کے کچھ معنے نہ تھے اور عقیلی نے اتحاف میں اس امر پر قوی دلائل بیان کیے کہ مسجد حرام سے آیت باب میں نفس مسجد مراد ہے اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مسجد حرام سے سارا حرم مراد ہے اللہ کی مخلوق ساری اس میں مساوی ہے اور سعید بن جبیر سے بھی اسیکی مثل مروی ہے اور سعید بن جبیر کا یہ بھی قول ہے کہ لوگ منازل مکہ میں بھی مساوی ہیں تو اہل مکہ کو لائق و واجب ہے کہ باہر سے آنیوالوں کو مکان دیں یہاں تک کہ وہ اپنے مناسک اور عبادات کو ادا کر لیں اور آفاقی اور مکے والے مکہ کے گھروں اور حرم میں مساوی ہیں اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ جو شخص مکے کے گھروں کی مزدوری میں سے کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں آگ کھاتا ہے اور مروی ہے کہ ایک مرد نے حضرت عمرؓ سے مدے کے پاس مکہ میں ایک مکان جاگیر کے طور پر طلب کیا اور بولا اَقْطِعْنِيْ مَكَانًا لِيْ وَلِعَقِبِيْ یعنے مجھ کو ایک مکان مقطعہ کے طور پر جاگیر دیجیے جس میں میں اپنی زندگانی بسر کروں اور میرے بعد میری اولاد کے کام میں آوے تو حضرت عمرؓ نے اس سے اعراض کیا اور فرمایا هُوَ حَرَمُ اللّٰهِ سَوَاءٌ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ یعنے یہ اللہ تعالی کا حرم ہے جس میں مقیم اور آفاقی سب کے سب مساوی ہیں اور عمرؓ مکے والوں کو روکتے تھے کہ گھروں کے باہر دروازے نہ لگاویں تاکہ حاجیوں کو عرصات (میدان) میں اترنے میں تکلیف نہ ہو ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آیت سواء العاکف فیہ والباد کی تفسیر میں سَوَاءٌ الْمُقِيْمُ وَالَّذِيْ يَدْخُلُ یعنے عاکف سے مقیم اور بادی سے مکہ میں باہر سے آنیوالے مراد ہیں اَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ وَغَيْرُهُ قَالَ الشَّوْكَانِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ ابن عمرؓ سے مرفوعا مروی ہے مَكَّةُ مُبَاحَةٌ لَا تُؤْجَرُ بُيُوْتُهَا وَلَا تُبَاعُ رِبَاعُهَا یعنے مکہ آفاقی اور مقیم سب کے واسطے مباح ہے اسکے گھروں کا کرایہ نہ لیا جاوے اور اسکے مکان نہ بیچے جاویں اخرجہ ابن مردویہ اور دارقطنی نے ابن عمرؓ سے مرفوعا نکالا جسنے مکے کے گھروں کا کرایہ کھایا اس نے آگ کھائی ہے قول ہے مکے کے گھروں کا بیچنا جائز نہیں ہے اور نہ انکا

کرایہ پر دینا کیونکہ مملوک ہونے کی صورت مین مقیم اور آفاقی اسمین مساوی نہین ہو سکتے اور ابو حنیفہ کا یہی قول ہے
اور اہل علم پر مکہ کے گھرون کا بیچنا اور انکا کرایہ پر دینا درست ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی علیہ الرحمۃ کا اور انھون
نے دلیل لی اللہ تعالیٰ کے قول اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ سے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے دیار کو انکی طرف منسوب
کیا اور یہ نسبت ملک اور اختصاص کی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فتح مکہ کے دن مَنْ اَغْلَقَ بَابَہٗ
فَھُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ یعنے جسنے اپنا دروازہ بند کر لیا اسکو امن دیا جاویگا
اور جو شخص ابو سفیان کے گھر مین آجاوے اسکو بھی امن دیا جاوے تو حدیث مین آپنے باب اور دار کو منسوب کیا انکی
طرف اور قول اول بہت قوی ہے واللہ اعلم اور الحاد لغت مین مطلق میل کو کہتے ہین مگر یہان اسنے بیان
کر دیا کہ ظلم کیطرف میل مراد ہے اب اس مین خلاف ہو کہ یہان ظلم سے کونسا ظلم مراد ہے بعض نے کہا ظلم سے
شرک مراد ہے بعض نے کہا شرک اور قتل بعض نے کہا حرم کے جانورون کا شکار کرنا اور اسکے درختون کا کاٹنا بعض
نے کہا ظلم سے جھوٹی قسمین مراد ہین بعض نے کہا حرم مین گناہون کا مرتکب ہونا ظلم ہے یہانتک کہ نوکر کو
گالی دینا بعض نے کہا حرم مین احرام کے سوا جانا یا حرم کے محرمات مین سے کسی چیز کا مرتکب ہونا ظلم ہے بعض نے
کہا ظلم سے غلہ کا روکنا مراد ہے یعلی بن امیہ سے مرفوعا مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ
اِحْتِکَارَ الطَّعَامِ فِی الْحَرَمِ اِلْحَادٌ فِیْہِ یعنے غلہ کا حرم مین روکنا اس مین شرارت کرنا ہے اخرجہ ابو داؤد
اور ابن عمرؓ سے مروی ہو کہ مکہ مین غلہ کا بیچنا شرارت ہے اور عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھون نے فرمایا
مینے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اِحْتِکَارُ الطَّعَامِ بِمَکَّۃَ اِلْحَادٌ یعنے مکہ مین غلہ کا روکنا
الحاد ہے اخرجہ البیہقی فی الشعب اور یہ جو فرمایا نُذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تو اس سے آخرت مین عذاب الیم کا
اذاقہ مراد ہے قالہ السدی بعض نے کہا اس آیت سے یہ مراد ہو کہ وہ شخص مکہ مین معصیت کے مجرد ارادہ کے ساتھ عذاب
دیا جاتا ہے اور یہی مذہب ہے عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابن عمرؓ اور ضحاک اور ابن زید وغیرہم کا یہانتک کہ یہ لوگ کہتے
ہین اگر ایک کوئی شخص عدن ابین مین رہکر حرم مین شرارت کرنیکا ارادہ کرے تو اسکو اللہ تعالیٰ عذاب
کرتا ہے اور ابن مسعودؓ مرفوعا کہتے ہین لَوْ اَنَّ رَجُلًا ھَمَّ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ وَّھُوَ بِعَدَنِ اَبْیَنَ لَاَذَاقَہُ اللّٰہُ
عَذَابًا اَلِیْمًا یعنے اگر ایک مرد ارادہ کرے بیت اللہ مین ظلم کرنے کا اور وہ عدن ابین مین ہو تو اسکو اللہ تعالیٰ
دردناک عذاب چکھا دے ابن کثیر نے کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے بخاری کی شرط پر اور اسکا موقوف ہونا بہت
مناسب ہے اسکے مرفوع ہونے سے اور اسی عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جو شخص گناہ کا ارادہ کرے

اور اسکو عمل میں نہ لاوے حالانکہ وہ بیت اللہ میں نہیں ہے تو اسپر وہ گناہ لکھا نہیں جاتا ہے یہانتک کہ اسکو عمل میں لاوے اور جو شخص بیت اللہ میں گناہ کا ارادہ کرے تو اسکو اللہ تعالیٰ دنیا سے نہیں اٹھاتا ہے یہانتک کہ اسکو دردناک عذاب چکھا لیتا ہے اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آیت باب عبداللہ بن انیس کے حق میں اتری جب اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو آدمی دیکر بھیجا کسی کام کے لیے جن میں سے ایک مہاجر تھا اور دوسرا انصاری تھا ان دونوں نے نسبوں میں فخر کیا اور عبداللہ بن انیس نے غصہ میں آکر انصاری کو مار ڈالا پھر اسلام چھوڑ کر مکہ کو بھاگ گیا تو اسکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ یعنے جو شخص شرارت کرکے مکہ میں پناہ گیر ہو مرتد ہو کر مکہ میں آجاوے تو اسکے واسطے عذاب الیم طیار رہے حاصل یہ ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جو شخص بیت حرام میں ہو وہ صرف ظلم کے ارادے پر ماخوذ ہو جاتا ہے تو یہ آیت مخصص ہے اس حدیث کی جو میں وارد ہوا ہے إِنَّ اللَّهَ غَفَرَ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا یعنے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے خیالات معاف کردیے ہیں مگر یہ کہا جاوے کہ ارادہ بیت الحرام میں زیادت ہے مجرد حدیث النفس پر اور بالجملہ اس مسئلہ میں بحث ہے اور ٹھیک تقریر ایسے طریق پر جو ادلہ کو جمع کرے اور اشکال کو اٹھا دیوے بہت طویل ہو جاتی ہے اور اسی آیت کی مثل ہے حدیث مرفوع ابو بکرہ نفیع بن حارث کی إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ فَدَخَلَ النَّارَ یعنے دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لیکر مقابلہ کریں تو مارنے والا اور جو شخص مارا جاوے دونو دوزخ میں جاوینگے عرض کیا گیا یا رسول اللہ بھلا اس نے تو مارا اور دوزخ میں گیا مقتول بیچارے کا کیا قصور فرمایا وہ بھی اپنے مارنیوالے کے مارنے کی خواہش رکھتا تھا دیکھو اس حدیث میں بھی یہ ہے کہ مقتول مجرد حرص قتل کی وجہ سے دوزخی ہے اور شوکانی نے اس مسئلہ کو ایک مستقل رسالہ میں لکھا ہے

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝

اور جب ٹھیک کردیا ہمنے ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا کہ شریک نہ کر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ والوں کے۔ اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آویں تیری طرف پاؤں چلتے اور سوار دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آتے راہوں دور سے ف کہتے ہیں کعبہ طوفان نوح کی جگہ لگے سو زیر گئی تھی پیغمبروں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیم کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا

ایک بادل غریب آکر کھڑا ہوا اسکی چھاؤن پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور استون مین رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت
مین ہی ٹھہری کہ تنگے لوگ ہو گئے اسکو آباد کرنے والے اور لوگون مین پکارنے کا ذکر یون ہے کہ ایک پہاڑ پر کھڑے
ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت مین لبیک کہا
جنکی قسمت مین حج ہے ایک بار یا دو بار یا زیادہ اپنے شوق سے ہزارون خلق پیادہ آتے ہین لیکن فرض تب ہے
کہ سواری پیدا ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہو تو امام مالک کے ہان فرض ہے انتہی
ما قال فی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا اس مین تنبیہ اور تہدید ہے ان لوگون کے لیے جنہون نے
غیر اللہ کو پوجا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کیا قوم قریش سے اس مکان مین جسکی بنیاد پہلے ہی دن
سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسی احد لاشریک کی عبادت پر رکھی گئی تھی پس اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابراہیم
علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ ٹھیک کر دی گئی یعنے ان کو اسکی طرف رہبری کی اور انکی سپرد کر دیا اور انکو اسکے
بنانیکا حکم دیا اور اس آیت سے اکثرون نے استدلال کیا ہے ان لوگون مین سے جو اس بات کے قائل ہین کہ
بیت اللہ کی بنیاد پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی اور ان سے پہلے اسکی بنا نہین ہوئی چنانچہ صحیح
مین ابوذر سے مروی ہے کہ مینے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ
ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بَیْتُ الْمَقْدِسِ قُلْتُ کَمْ بَیْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً یعنے اے رسول اللہ پہلے کونسی مسجد
بنائی گئی فرمایا مسجد حرام مینے کہا پھر کونسی فرمایا بیت المقدس مینے عرض کیا ان دونون کی بنا مین کتنی مدت کا
فاصلہ ہے فرمایا چالیس برس کا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا الآیۃ
یعنے تحقیق پہلا گھر جو ٹھہرا لوگون کے واسطے یہی ہے جو مکہ مین ہے برکت والا اور دوسری جگہ فرمایا وَعَهِدْنَآ اِلٰٓی
اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ یعنے اور کہدیا ہمنے
ابراہیم اور اسمعیل کو کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والون کے اور اعتکاف والون کے اور رکوع اور سجدہ والون
کے اور بنا بیت اللہ مین جو صحیح حدیثین اور آثار وارد ہوئے ہین پہلے ہم اُس تفصیل سے ذکر کر چکے ہین کہ بیان انکے
اعادہ کی حاجت نہین اور اس آیت مین اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا شریک نہ کر میرے ساتھ یعنے اسکی بنا صرف میرے
نام پر کر اور اللہ تعالیٰ کے قول وَطَهِّرْ بَیْتِیَ کی تفسیر مین قتادہ اور مجاہد نے کہا کہ شرک سے پاک کر اور اللہ تعالیٰ
کا قول لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْقَآئِمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ یعنے کر اسے اسکو خالص واسطے ان لوگون کے جو خاص اللہ
وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے ہین۔ پس طواف بیت اللہ کا تو معروف ہے اور یہ عبادت خاص بیت اللہ کے باہر

کہاتی ہے کیونکہ بیت اللہ کے سوا زمین کے کسی حصہ مین ضمن نہین کیجاتی اور عاکفین بمعنے نماز مین کہڑے ہونیوالے مراد ہین اسلیے فرمایا
والرکع السجود اور طواف کو نماز کے ساتھ اسلیے متصل کر دیا کہ یہ دونون خاص بیت اللہ کے ساتھ شرع مین ہین سو طواف تو بیت اللہ
کے پاس ہی کیا جاتا ہے اور نماز گو تمام بیت اللہ کیطرف منہ کرکے پڑہی جاتی ہے مگر جو نماز دفع حرج کے لیے اس کلیہ سے
مستثنے ہے جیسے اشتباہ قبلہ کیوقت یا لڑائی کے موقع پر یا نماز نفل حالت سفر مین واللہ اعلم اور اللہ تعالی کا یہ قول وَاَذِّنْ فِی
النَّاسِ بِالْحَجِّ یعنے پکار دے لوگون مین واسطے بلانیکی طرف حج اس گہر کے جسکے بنانیکا ہمنے تجہے حکم دیا۔ ذکر کرتے ہین
کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے رب مین سب لوگون کو کس طرح پہونچا دون حالانکہ میری آواز ان تک نہین پہونچ سکتی حکم
ہوا تو پکار پہونچا دینا ہمارا کام ہے پس کہڑے ہوے مقام ابراہیم پر اور بعضے کہتے ہین کسی پتہر پر اور بعض نے کہا کوہ
صفا پر اور بعض کے نزدیک جبل ابی قبیس پر اور کہا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ قَدِ اتَّخَذَ بَیْتًا فَحُجُّوْہُ یعنے اے لوگو تمہارے
رب نے ایک گہر بنایا اسکیطرف توجہ کرو کہتے ہین یہ آواز سنکر پہاڑ جہک گئے یہانتک کہ یہ آواز زمین کے کنارون تک پہنچ
گئی اور جو لوگ ماؤن کے شکم مین اور باپون کی پشت مین تہے ان کو بہی یہ آواز سنا دیا اور جس نے سنا کیا پتہر کیا ڈہلا
کیا درخت اور جس کے لیے اللہ تعالی نے قیامت تک حج مقدر کیا تہا سب نے جواب دیا لبیک اللہم لبیک۔ یہ وہ مضمون
ہے جو ابن عباس اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اکثر سلف سے مروی ہے واللہ اعلم ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس مضمون
کو تفصیل وار ذکر کیا۔ اور آیت یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ الآیۃ سے استدلال کیا ان علماء نے جنکا یہ مذہب
ہے کہ حج پاؤن چلکر افضل ہے اس شخص کو جو چل سکتا ہو سوار ہوکر حج کرنے سے کیونکہ اللہ تعالے نے انکا ذکر پہلے
کیا پس انکے ذکر کا اہتمام اور انکی ہمتون کی قوت اور انکے ارادون کی پختگی سمجہی گئی روایت کی وکیع نے ابو العمیس سے
انہون نے ابو حلحلہ سے انہون نے محمد بن کعب سے انہون نے ابن عباس سے کہ انہون نے کہا مجہکو کسی چیز کا افسوس نہین
مگر یہ کہ مجہے خواہش ہے کہ مینے پاؤن چلکر حج کیا ہوتا اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا یَاْتُوْکَ رِجَالًا اور اکثر علماء کا مذہب
یہ ہے کہ سوار ہوکر حج کرنا افضل ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے لیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سوار ہوکر حج کیا باوجودیکہ آپ کو کمال قوت تہی۔ اور اللہ تعالی کے قول یَاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ مین فج کے معنے ہین طرق
یعنے رستے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وَجَعَلْنَا فِیْھَا فِجَاجًا سُبُلًا اور رکہین اس مین کشادہ راہین۔ اور عمیق کے معنے
ہین بعید سے یہی کہا مجاہد اور عطا اور سدی اور قتادہ اور مقاتل ابن حیان اور ثوری وغیرہم نے۔ اور یہ آیت ایسی
ہی ہے جیسے اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام سے حکایت کی کہ انہون نے اپنی دعا مین کہا فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ
النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ یعنے سو رکہ بعضے لوگون کے دل جہکتے انکی طرف پس اہل اسلام سے کوئی شخص ایسا نہین

جو بیت اللہ کی زیارت اور طواف کا شائق نہو پس لوگ سب اطراف و جوانب سے اسکی زیارت کا قصد کرتے ہین انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر۔ فتح البیان مین کہا ہے اور یاد کر جب بتا دیا ہمنے اس گھر کی جگہ کو ٹھکانا واسطے ابراہیم علیہ السلام کے قالہ الزجاج اور بعض نے کہا بوّا نا کے معنی ہین بتینا اور طوفان کے زمانہ مین بیت اللہ آسمان کیطرف اٹھایا گیا تھا پس اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام کو اسکی جگہ اسطرح معلوم کرائی کہ ایک ہوا بھیجی اس نے بیت اللہ کی جگہ کو جھاڑ دیا پس ابراہیم نے اسکو اسکی پرانی بنیاد پر بنا کیا اور بلندی میں سات گز اونچا بنایا سقف تک گز اور لمبا زمین تیس گز اور سوت گز سے بنایا اور حطیم کو بیت مین داخل کیا اور سقف بنایا اور دروازہ رکھا اور اسکے لیے ایک کنوان کھودا اس مین وہ الدی جاتی تھی جو چیز بیت اللہ کے لیے ہدیہ بھیجی جاتی اور ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اسکو شیث علیہ السلام نے بنایا تھا اور ان سے پہلے آدم علیہ السلام نے اور ان سے پہلے ملائکہ نے اور پہلے سورہ بقرہ مین اس پر کلام ہو چکی اور یہ جو فرمایا اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا یعنے ہم نے ابراہیم علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ مت عبادت کر میرے غیر کی مبرد نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو گویا یون کہا گیا کہ اس گھر مین میری توحید کر کیونکہ لَا تُشْرِكْ بِیْ کے معنی ہین وَحِّدْنِیْ اور ایک فرقہ نے کہا اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ کا خطاب حضرت خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور یہ قول نہایت ضعیف ہے وَطَهِّرْ بَیْتِیَ کے معنے مین پاک کر میرے گھر کو شرک سے اور ناپاکیون سے اور بت پرستی سے۔ اور اس آیت مین طعن ہے ان لوگون پر جنھون نے شرک کیا بیت اللہ کے مجاورون مین سے یعنے یہ شرط تھی تمہارے باپ ابراہیم اور ان کے پہلون پر لیکن تمنے اس شرط کو پورا نہ کیا بلکہ شرک کیا اور مراد تطہیر سے اسکا پاک کرنا ہے کفر سے اور بتون سے اور خونریزی اور بدعات وغیرہ نجاسات سے اور بعض نے کہا فقط بتون سے پاک کرنا مراد ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ قبیلہ جرہم اور قوم عمالقہ کے بت ابراہیم علیہ السلام کے بنانے سے پہلے بیت اللہ کی جگہ اور اسکے آس پاس رکھے ہوئے تھے اور بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ بیت اللہ کو ستھرا رکھا اسلیے کہ اس مین بت پرستی کیجاوے اور سورہ برارت مین اسکا بیان کافی گذر چکا اور طائفین سے مراد وہ ہین جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہین اور قائمین سے مراد نماز گذارنے والے ہین اور اسکے بعد فرمایا وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ نماز کے ارکان بیان کرنے کے لیے تاکہ اس عبادت کی عظمت شان پر دلالت کرے اور طواف کو نماز کے ساتھ اسلیے مقرون کیا کہ یہ دو نو بیت اللہ ہی پر مشروع ہین چنانچہ طواف بیت اللہ کے پاس کیا جاتا ہے اور نماز اسکی طرف متوجہ ہو کر پڑھی جاتی ہے اور اللہ تعالی کے قول وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے منقول ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کے بنانے سے فارغ ہوئے جناب باری مین عرض کیا کہ مین تو فارغ ہو چکا حکم ہوا اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ عرض کیا اے میرے رب میری آواز نہین پہونچ سکتی فرمایا پکار پہونچانا میرے ذمہ ہے سوال کیا اے میرے رب مین کیونکر پکارون

فرمایا کہ یَاَیُّھَا النَّاسُ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ یعنے اے لوگو فرض ہوا تم پر حج کرنا اس گھر پرانے کا
تو سن لیا اس آواز کو سب نے جو ان ولون نے کیا تو دیکھنا نہین کہ لوگ زمین کے ہر طرف سے آتے ہین تلبیہ کہتے ہوئے
اور یہ اسباب ہین جنکے آثار صحابہ کی ایک جماعت سے وارد ہوئے ہین اور بعضون نے کہا ایک گروہ نے اصطلاح کہا اور نداء
کیا ہیں جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام ابراہیم پر تو وہ بلند ہوگیا یہانتک کہ اونچے پہاڑون کی طرح ہوگیا اور
بعض نے کہا جبل ابی قبیس پر چڑھے سو جب آپ جب پکارنے لگے تو پہاڑون نے اپنے سر جھکا لیے اور بستیان
اونچی ہوگئین اسوقت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کانون مین انگلیان ڈالکر داہنے اور بائین اور مشرق اور
مغرب کی طرف منہ پھیرا اور لوگون مین حج کے لیے منادی کردی کہا اے لوگو تمہارے رب نے ایک گھر بنایا اور تم پر اسکا
حج فرض کیا سو تم اپنے رب کا کہا مانو تو جواب دیا انکو جنکے لیے حج مقدر تھا جو باپون کے پشت اور ماؤن کے شکم مین
تھے اور کہا لبیک اللھم لبیک قسطلانی نے کہا جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا اس نے ایک حج کیا اور جس نے دو بار لبیک
کہا اس نے دو حج کیے اور جس نے اس سے زیادہ تلبیہ کیا حج کیے اپنے تلبیہ کے مقدار انتھے کہتے ہین پہلے جس نے
جواب دیا وہ اہل یمن ہین اسلیے اکثر حج کرنیوالے یمنی ہی ہوا کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ خطاب ہمارے پیغمبر محمد کو ہے یعنی یمن کو خبر کر دو انکو اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ان پر حج واجب ہے اس قول پر ابراہیم علیہ السلام کا خطاب اللہ تعالیٰ کے قول والرکع السجود پر ختم ہوگیا
اور بعض نے کہا کہ انکا خطاب تو اللہ تعالیٰ کے قول مکان البیت پر ہی ختم ہوگیا اور اسکے مابعد ہمارے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ حجۃ الوداع مین یہ بات کہدین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا خطبہ سنایا
ہمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا یَاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا یعنے اے لوگو خدا نے
تم پر حج فرض کیا سو تم حج کرو اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ مدارک مین کہا پہلا قول اظہر ہے اور آیت یَاْتُوْکَ رِجَالًا مین
پاؤن چلنے والون کو سواری والون پر ذکر مین مقدم کیا اسلیے کہ انکو چلنے مین زیادہ مشقت ہوتی ہے کرخی نے
کہا اسلیے کہ سوار کو ہر قدم کے بدلے ستر نیکیان ملتی ہین اور پاپیادہ کو سات سو نیکیان حرم کی نیکیون سے ہر نیکی
لاکھ نیکی کے برابر ہے اور ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام نے پاپیادہ ہی حج کیا۔ مین کہتا ہون قابل اعتبار
اس باب مین یہ ہے کہ سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے چلکر حج کرنے سے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سوار ہو کر
حج کیا چنانچہ بروایات صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے اور اتباع سنت کی فضیلت سب فضیلتون سے بڑھکر ہے اگرچہ پاؤن
چلکر حج کرنے کو بھی فی نفسہ فضیلت ہے خواہ اسکو احرام سے پہلے یا پیچھے چلنے کی طاقت ہو یا نہ ہو۔ آور جو نسی حدیث
کرخی نے امام غزالی اور رافعی کی تبعیت سے ذکر کی وہ ضعیف ہے اسکو ابن علان نے کتاب مثیر شوق الانام میں ملے

بیت اللہ الحرام میں ذکر کیا اسے ابن حجر مکی نے بھی اسکو شرح عباب اور شرح منہاج میں ضعیف کہا اور تقدیم کا جواب یہ ہے
کہ کبھی تقدیم سے فضیلت قطعی نہیں سمجھی جاتی اور کبھی مفضول کو مقدم اور افضل کو مؤخر کر دیتے ہیں فرمایا اللہ سبحانہ و
تعالیٰ نے فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ اور فرمایا لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ اور فرمایا إِنَّ
مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا الی غیر ذلک من الآیات فلیعلم اور یاتوک للعیشات ابراہیم لوگ تیرے پاس آئینگے حالانکہ لوگ بیت
اللہ کو آتے ہیں اسلئے کہ جو کعبہ میں حج کو آیا گویا وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا کیونکہ انکی ندا کو قبول کیا اور فرمایا وَ
عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یعنے دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر اور فرمایا يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ یعنے آئینگے وہ اونٹ
ہر ہر دور دراز راستے کہا نسفی نے مقدم کیا پاؤں چلنے والوں کو سواروں پر یا پیادوں کی فضیلت کے اظہار کے
لیے انتہی اور یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ استطاعت جسکی تفسیر حدیث صحیح میں زاد اور راحلہ آئی ہے فرض حج کی شرط
ہے اور اس آیت سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ راکب بحر پر حج واجب نہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ مکہ دریا
کے کنارے پر واقع نہیں وہاں پہنچنا تو ان ہی دو صورتوں میں سے ایک کے ساتھ ممکن ہے یا پاؤں چلکر یا سوار ہو کر پس اللہ
تعالیٰ نے وہی صورت ذکر کی جس سے وہاں پہنچ سکتے ہیں واللہ اعلم لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ
اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ
لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ کہ پہنچیں اپنے بھلے کی جگہوں پر
اور پڑھیں اللہ کے نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپاؤں مواشی کے جو اس نے دیئے ہیں انکو سو کھاؤ اس میں سے
اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو۔ پھر چاہیے نبیڑیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم
گھر کا **ف** جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھاوے اور جو بدلا قصور کا ہو اس میں آپ نہ کھاوے اور کئی دن فرمایا
تین دن کو ذبح کی دسویں تاریخ اور گیارہویں اور بارہویں ان دنوں میں بڑا قبولیت کا کلمہ یہی ہے اللہ کے نام پر
ذبح کرنا جہاں ہو لبیک شروع کرنے میں حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن میلے کچیلے
رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کر چکے ہیں حجامت کر کے غسل کر کے کپڑے پہنکر طواف کو جاتے ہیں جسکو ذبح کرنا
ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی پوری کریں اور وہ جو باقی ہوں وہ ادا کریں اصل منت اللہ کی ہے اور کسیکی
نہیں انتہی کہا حافظ ابن کثیر نے ابن عباس نے فرمایا لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ یعنی منافع دنیا اور آخرت کے ہیں منافع آخرت
رضائے الٰہی کی خوشنودی ہے اور منافع دنیا سو وہ ہیں جو انکو حاصل ہوتے ہیں قربانیوں اور ذبائح اور تجارتوں کی
منفعتوں سے اسی طرح کہا مجاہد وغیرہ نے کہ وہ منافع دنیا اور آخرت کے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ یعنے تمپر کچھ گناہ نہیں کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے
وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ کی تفسیر میں شعبہ و ہشیم نے روایت کی
ابی البشر سے سعید سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کا عشرہ ہے اور بخاری علیہ الرحمۃ نے اس مضمون
کو ابن عباس سے تعلیقا روایت کیا صیغہ جزم کے ساتھ اور اسی کی مثل ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور مجاہد اور قتادہ اور
عطا اور سعید بن جبیر اور حسن اور ضحاک اور عطا خراسانی اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا اور
مشہور مذہب امام احمد بن حنبل سے کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عرعرہ نے کہا حدیث کی ہمسے شعبہ نے سلیمان
سے اونھوں نے مسلم البطین سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے اونھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے فرمایا کوئی عمل کسی دن میں افضل نہیں ان دنوں میں عمل کرنے سے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جہاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی اس سے افضل نہیں آپ نے فرمایا نہ جہاد اللہ کی راہ میں (اس سے افضل ہے) مگر جو
شخص نکلے خطرے میں ڈالتا اپنی جان کو اور مال کو پس لوٹ نہ لاوے کسی چیز کو۔ اور روایت کیا اس حدیث کو امام احمد
اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسکی مثل اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے اور اس باب میں ابن عمر
و ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی روایتیں آئی ہیں۔ میں کہتا ہوں میں نے ان سب طرق کی
تلاش کر کے ایک علاحدہ رسالہ میں بیان کیے ہیں انہیں میں سے ہے وہ جو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی
ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے کوئی دن نہیں جن میں عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظمت والا
اور محبوب تر ہو ان دس دنوں سے سو ان دنوں میں تہلیل و تکبیر اور تحمید کثرت سے کرو روایت کیا امام احمد اور ایک اور وجہ سے
مجاہد سے ابن عمر سے اسکی مثل مروی ہے اور امام احمد نے جابر سے مرفوعا روایت کی ہے کہ یہ وہ دس دن ہیں جنکی اللہ
نے اپنے اس قول میں قسم کھائی ہے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ اور بعض سلف نے کہا یہ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس قول وَ
أَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ میں مراد ہیں اور سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عشرہ میں روزہ
رکھا کرتے تھے اور امام بخاری نے کہا ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بازار کیطرف جایا کرتے تھے ان دس دنوں میں
پس تکبیر کہتے تھے اور لوگ بھی انکی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اور یہ دسہا یوم عرفہ پر شامل ہے صحیح مسلم میں ابی قتادہ
سے ثابت ہوا ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزے کا ثواب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ
سے امید رکھتا ہوں کہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو اور شامل ہے یہ عشرہ یوم نحر کو بھی جو حج
اکبر کا دن ہے حدیث میں ہے کہ نحر کا دن اللہ کے نزدیک سب دنوں سے افضل ہے۔ بالجملہ اس عشرہ کو بعض نے

تو کہا کہ سال بھر کے دنوں سے افضل ہے کما نطق بہ الحدیث اور اکثر نے کہا عشرۂ اخیرۂ رمضان پر فضیلت دی ہے کیونکہ جو عبادات
صلوٰۃ وصیام وصدقہ وغیرہ کے عشرۂ رمضان میں ہیں عشرۂ ذی الحجہ میں ہیں اس عشرہ میں بھی ہیں اور اس عشرہ میں ایک خصوصیت
ہے کہ فرض حج اسی میں ادا کیا جاتا ہے اور بعض نے کہا عشرۂ اخیرۂ رمضان افضل ہے کیونکہ یہ لیلۃ القدر پر شامل ہے جو
ہزار مہینہ سے بہتر ہے اور بعض نے میانہ روی کی پس کہا کہ دن اس عشرہ کے افضل ہیں اور راتیں عشرۂ رمضان کی اور
اس سے مختلف فیہ دلیلوں میں اجتماع ہو جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ایام معلومات میں ایک دوسرا قول ہے حکم نے مقسم سے
اس نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ ایام معلومات سے مراد یوم نحر اور تین دن اسکے بعد کے ہیں اور یہی مروی ہے ابن عمرؓ
اور ابراہیم نخعی سے اور یہی ہے مذہب امام احمد کا ایک روایت میں ان سے **قول ثالث** نافع نے ابن عمر رضی
اللہ عنہما سے نقل کیا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایام معلومات سے یوم نحر اور اسکے مابعد کے دو دن مراد ہیں اور ایام معدودات
سے یوم نحر کے پیچھے کے تین دن مراد ہیں روایت ابن ابی حاتم اور یہ اسناد صحیح ہے ابن عمرؓ سے اور سدی کا یہی
قول ہے اور یہی ہے مذہب امام مالکؒ بن انس کا اور تائید کرتا ہے اس قول کی اور اس سے پہلے قول کی اللہ تعالیٰ کا
قول عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ **قول رابع** یہ ہے کہ وہ عرفہ کا دن ہے اور نحر کا دن اور ایک دن
اس کے پیچھے کا اور یہ مذہب ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور کہا ابن وہب نے حدیث کہی مجھ سے ابن زید بن اسلم نے اپنے
باپ سے کہ انہوں نے کہا معلومات سے یوم عرفہ اور یوم نحر اور ایام تشریق مراد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ
مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ میں بہیمۃ الانعام سے اونٹ اور گائے اور بکری مراد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں مفصل
بیان فرمایا اللہ تعالیٰ کے قول فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ سے استدلال کیا ان علماء نے جنکا یہ مذہب
ہے کہ قربانی سے کھانا واجب ہے اور یہ قول غریب ہے - اور اکثر علماء اسپر ہیں کہ یہ امر باب رخصت سے یا باب استحباب سے چنانچہ
ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی ہدی کو نحر کیا حکم کیا ہر ایک میں سے ایک ایک بوٹی کا پھر
پکائی گئیں تو آپ نے ان کا گوشت کھایا اور ان کا شوربا پیا - کہا عبداللہ بن وہب نے کہ مجھ سے امام مالکؒ نے کہا
کہ مستحب ہے اپنی قربانی سے کھانا کیونکہ خدا جل وعلا فرماتا ہے فَكُلُوا مِنْهَا کہا ابن وہب نے میں نے لیث سے پوچھا تو
انہوں نے بھی اسکی مثل کہا - سفیان ثوری نے منصور سے نقل کیا انہوں نے ابراہیم سے فَكُلُوا مِنْهَا کی تفسیر میں
روایت کیا کہ مشرکین اپنی قربانیوں میں سے نہیں کھایا کرتے تھے پس مسلمانوں کے لیے رخصت دی گئی سو جو چاہے
کھاوے اور جو چاہے نہ کھاوے اور مجاہد اور عطاء سے بھی اسی کی مثل مروی ہے ہشیم نے حصین سے انہوں نے
مجاہد سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کا قول فَكُلُوا مِنْهَا ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا

یعنے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرو اور فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ یعنے پھر جب تمام ہو جاوے
نماز تو پھیل جاؤ زمین میں۔ اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اسی قول کو پسند کیا اور جو لوگ اس قول کے قائل ہیں کہ قربانی دو حصوں
میں کر آدھا گوشت خیرات کیا جاوے اور دونوں سے اس آیت میں جو اس قول سے استدلال کیا ہے فَكُلُوْا مِنْهَا
وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ کیونکہ خدا عزوجل و علا نے قربانی کے دو حصے فرمائے ہیں ایک نصف مضحی کا اور ایک نصف
فقراء کا اور ایک اور قول یہ ہے کہ قربانی تین حصوں پر بانٹی جاوے ایک ثلث خود مضحی کا اور ایک ثلث ہو اہل قرابت اور
دوستوں کو ہدیہ بھیجے اور ایک ثلث کو خیرات کر دے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک اور آیت میں فرمایا ہے فَكُلُوْا مِنْهَا
وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ بعضوں نے کہا کہ اس میں سے اور کہا کہ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرنے کو اور عنقریب اسپر
بحث ہوگی اسی آیت کی ذیل میں اگر چاہا اللہ جل جلالہ نے اور اسی کی ذات پاک کا بھروسہ ہے اور قولہ تعالیٰ الْبَآئِسَ
الْفَقِيْرَ کی تفسیر میں کہا عکرمہ نے کہ وہ ایسا شخص ہے جو ناچار ہو اور سوال سے بچتا ہو باوجودیکہ اسپر تکلیف ہو اور
مجاہد نے کہا وہ وہ ہے جو تنگدست ہو اور قتادہ نے کہا وہ جو اپاہج ہے اور مقاتل بن حیان نے کہا وہ نابینا ہے
اور قولہ تعالیٰ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ کی تفسیر میں علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ
اتارنا احرام کا ہے سر منڈوانے اور کپڑے پہننے اور ناخن کتروانے سے اور اسکی مثل اور کاموں سے اسیطرح عطا
اور مجاہد کے طریق سے بھی ابن عباس سے مروی ہے اور اسیطرح کہا عکرمہ اور محمد بن کعب قرظی نے اور عکرمہ نے ابن
عباس سے نقل کیا کہ تفث سے مناسک مراد ہیں۔ اور اللہ جل جلالہ کے قول وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ کی تفسیر میں علی
بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ جو قربانی کی چیزیں ان میں سے منت مانی جاوے اور ابن ابی نجیح
نے مجاہد سے نقل کیا کہ پورا کریں حج اور قربانی کی منت کو اور جو انسان نے ایسی چیز کی نذر مانی ہو جو حج میں ہوتی ہو
اور ابراہیم بن میسرہ نے مجاہد سے نقل کیا کہ مراد ذبائح ہیں اور لیث ابن ابی سلیم نے مجاہد سے وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ
کی تفسیر میں بیان کیا کہ مراد ہر نذر ہے جو مدت معین تک مانی جاوے اور عکرمہ نے کہا کہ حج کو پورا کریں اور اسیطرح سفیان
سے مروی ہے کہ حج کی نذریں پوری کریں تو جو شخص حج میں داخل ہو اسپر لازم ہے کہ ان اعمال کو بجا لاوے یعنے بیت اللہ
کا طواف اور سعی بین الصفا والمروہ اور وقوف عرفہ و مزدلفہ اور رمی جمار جسطرح اسکو حکم ہوا اسیطرح امام ابن ابی حاتم
اور مالک سے بھی اسی کی مثل مروی ہے اور یہ جو فرمایا وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ مجاہد نے اسکی تفسیر میں کہا کہ مراد
طواف واجب نحر کے دن کا اور کہا ابن ابی حاتم نے حدیث کہی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث سنائی ہم کو موسیٰ بن
اسمعیل نے کہا حدیث کی ہمکو حماد نے ابی حمزہ سے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تو سورۂ حج پڑھتا ہے

اور تعالیٰ فرماتا ہے وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ یہی سب مناسک کے اخیر ہے کہ بیت عتیق کا طواف کیا جاوے
میں کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسیطرح کیا تھا کیونکہ جب آپ نحر کے دن منی کیطرف رجوع کیا
رمی جمرہ سے شروع کیا تو اسکو سات کنکروں سے رمی کی اسکے بعد اپنی ہدی کو نحر کیا اور اپنا سر مبارک منڈوایا پھر لوٹ کر
بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا لوگوں کو حکم کیا گیا کہ
انکے آخر ملاقات بیت اللہ سے طواف ہو مگر حائضہ عورت سے تخفیف کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے قول بالبیت العتیق
میں حجت ہے اس شخص کی جسکا یہ مذہب ہے کہ طواف حطیم کے باہر سے واجب ہے کیونکہ حطیم اصل میں اس بنیاد میں داخل
ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا اگرچہ قریش نے اسکو بیت سے خارج کر دیا جب ان کے پاس نفقہ کی تنگی ہوگئی
اور اسیلیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حطیم کے باہر سے طواف کیا اور آپ نے خبر دی کہ حطیم بیت اللہ کے جز وہی
اور آپ نے ہر دو شامی رکنوں کا استلام نہ کیا کیونکہ یہ دونوں ابراہیم علیہ السلام کی پرانی بنیاد پر پورے نہیں کئے
گئے اور اسیلیے ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا جب
آیت وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حطیم کے باہر سے طواف کیا اور
قتادہ نے امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا کہ انہوں نے کہا عتیق اسلیے ہے کہ پہلا
گھر ہے جو لوگوں کیواسطے بنایا گیا اور اسیطرح کہا عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے۔ اور عکرمہ سے مروی ہے کہا بیت اللہ کا
نام بیت عتیق اسیلیے رکھا گیا کہ وہ غرق سے آزاد کیا گیا طوفان نوح علیہ السلام کے وقت اور خصیف نے کہا بیت عتیق
سے اسیلیے مسمی کیا گیا کہ اسپر کوئی زبردست غالب نہیں ہوا۔ اور ابن ابی نجیح اور لیث نے مجاہد سے روایت کیا کہ یہ
آزاد کیا گیا ہے اس سے کہ اسپر جبابرہ تسلط پاویں اور اسیطرح قتادہ نے کہا اور کہا حماد بن سلمہ نے حمید سے انہوں نے
حسن بن مسلم سے اور انہوں نے مجاہد سے کہ بیت عتیق اسیلیے ہے کہ کسی نے اسکے ساتھ برا ارادہ نہیں کیا مگر
ہلاک ہی ہوگیا اور عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے زبیر سے بیان کیا کہ بیت عتیق ہے اس
لیے نامزد کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ظالموں کے ہاتھ سے آزاد کر دیا ہے اور ترمذی نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کیا
کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیت عتیق اسیلیے نام رکھا گیا کہ اسپر کبھی کوئی جبار غالب نہیں ہوسکا
اور اسیطرح ابن جریر نے محمد بن سہل بخاری سے انہوں نے عبداللہ بن صالح سے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے پھر
اسکو دوسری وجہ سے زہری سے مرسلاً روایت کیا انتہی قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان میں کہا منافع سے دنیا اور آخرت
کی منفعتیں مراد ہیں اور بعض نے کہا مناسک مراد ہیں اور بعض نے کہا مغفرت مراد ہے اور بعض نے کہا تجارت

مراد ہے جیسے آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ یعنے نہیں ہے تمپر کوئی گناہ کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مراد انکی بازار ہیں اللہ تعالیٰ نے منافع دنیاوی ہی کا ذکر کیا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ منافع دنیا و آخرت دونوں مراد ہیں آخرت کی منفعت تو خدا تعالیٰ کی رضامندی ہے اور دنیا کی منفعت
سو وہ ہیں جو ان کو اسمیں حاصل ہوتی ہیں ذبائح اور قربانیوں کے گوشتوں سے اور تجارت سے اور یہ جو فرمایا ویذکروا اسم
اللہ یعنے یاد کریں اللہ کا نام ہدی اور قربانیوں کے ذبح کے وقت اور بعض نے کہا یہ ذکر کنایہ ہے ذبح سے کیونکہ ذبح ذکر
سے منفک نہیں ہوتا اور ذکر کو ذبح کی جگہ اسواسطے ذکر کیا کہ تنبیہ ہو اسپر کہ مقصود قربانی سے یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا
نام ذکر کیا جاوے اور ایام معلومات سے مراد قربانی کے دن ہیں جیسا کہ قول آئندہ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ
سے سمجھا جاتا ہے وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالصَّاحِبَانِ اور بعض نے کہا عشرہ ذی الحجہ مراد ہے وَهُوَ قَوْلُ
أَكْثَرِ الْمُفَسِّرِينَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایام معلومات سے ایام عشر مراد ہیں اور
نیز ابن عباس سے مروی ہے کہ یوم نحر اور تین دن اسکے بعد کے مراد ہیں اور نیز انہیں سے مروی ہے کہ ایام تشریق مراد
ہیں اور یہ بھی انسے مروی ہے کہ ایک دن یوم ترویہ سے پہلے اور ایک یوم ترویہ اور ایک یوم عرفہ مراد ہیں وَقَدْ
تَقَدَّمَ الْكَلَامُ فِي الْأَيَّامِ الْمَعْلُومَاتِ وَالْمَعْدُودَاتِ فِي الْبَقَرَةِ فَلَا نُعِيدُهُ اور جو کلام ذبح اضحیہ کے وقت میں
ہے وہ کتب فقہ اور شروح حدیث میں معروف ہے اور قولہ تعالیٰ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ میں بہیمۃ
الانعام سے انعام مراد ہیں اور انعام یہ ہیں اونٹ گائے دنبہ بکری جو ذبح کیے جاتے ہیں یوم عید میں اور اسکے بعد
ہدایا اور ضحایا سے اور قولہ تعالیٰ فکلوا منہا سے یہ مراد ہے کہ ان کے گوشتوں میں سے کھاؤ اور جمہور کے نزدیک بیان امر
استحباب کے لیے ہے اور ایک طائفہ کا یہ مذہب ہے کہ وجوب کے لیے ہے اور قولہ تعالیٰ واطعموا البائس الفقیر
بائس سے مراد وہ شخص ہے جو نہایت مفتقر ہو اور پھر فقیر کو اسکے بعد زیادت ایضاح کے سبب ذکر کیا ابن عباس رضی
اللہ عنہما نے کہا بائس وہ مصیبت زدہ شخص ہے جسکے پاس کچھ نہ ہو اور یہاں امر وجوب کے لیے ہے اور بعض نے کہا
استحباب کے لیے ہے اور یہ جو فرمایا ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ یعنے بعد حلال ہونے کے اور پیچھے اس کے کہ نکلیں احرام
سے اور جو انکے ذمہ مناسک میں اور اگر جمع ہو گیا ہے کہ اپنی میل کچیل اتاریں یہاں قضا سے مراد ہے ادا کرنا یعنے
اپنی میل دور کرنے کو ادا کریں تفث کے معنے ہیں سر اور میل اور بالوں اور ناخونوں کے بڑھ جانیکے باعث
ہونڈا اور گندا ہو جانا۔ اہل تفسیر نے اجماع کیا کی حکایت النیسابوری نے زجاج سے کہا اہل لغت تفث کا معنے نہیں
جانتے تھے اور ابو عبیدہ نے کہا کہ شعر و کلام میں کوئی ایسا نہیں آیا جس سے معنے تفث پر حجت لی جاوے ابن عرفہ نے کہا اصل

تفث مین تفث ہر گندی چیز کو کہتے ہین جو انسان کو لاحق ہوتی ہے اور بعض نے کہا قضا تفث کے معنے تیل لگانا کیونکہ حاجی غبار آلودہ پراگندہ بالون والا ہوا کرتا ہے جو او مان (تیل لگانا) اور استحمد اور (احترا کرنا) نہین کرتا جبتک اعمال کے احرام سے نکلتا ہے سر منڈا کر کپڑے پہنتا ہے یہی قضا تفث ہے زجاج نے کہا گویا احرام سے اعمال کیطرف نکلنا قضا تفث ہے اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ تفث سے کل مناسک مراد ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسکی مثل مروی ہے اور ابن عباسؓ سے یہی مروی ہے کہ تفث سے سر کا منڈانا اور دور کرنا عانہ کے بال لینا اور بغلون کے بال اکھیڑنا اور مونچھ کا دور کرنا اور وقوف عرفہ اور صفا مروہ میں دوڑنا اور رمی جمار کرنا اور ناخونون اور لبون کا کترنا اور ذبح کرنا اور قولہ تعالے وَلْيُوفُوا تخفیف اور تشدید سے دو طرح آیا ہے نُذُورَهُمْ یعنے حج مین جو نیک کام کرنے کی او نشے کی نذر مانی ہو اور بیان وجوب کے لیے ہے اور بعض نے کہا یہان نذر سے مراد اعمال حج مین یا ہدایا وضحایا ہے و قولہ تعالی وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ مین طواف سے مراد طواف افاضہ ہے جو واجب ہے اور اُس کا وقت نحر کے دن رمی اور حلق کے بعد ہے ابن جریر نے کہا تاویل کرنیوالون کے نزدیک اسمین کچھ خلاف نہین اور عتیق کے معنے ہین قدیم جیسے کہ اللہ تعالے کے قول اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الآیہ یعنے تحقیق پہلا گھر جو ٹہیرا لوگون کے واسطے آور عتیق اسلیے نام رکہا گیا کہ اللہ تعالی نے اسکو آزاد کردیا ہے اس سے کہ اسپر کوئی جبار دسترس پاوے سو کئی ظالم اسکی طرف چلکر گئے کہ اسکو گرا دین پر اللہ تعالی نے انکو اس کام سے روک لیا اور بعض نے کہا اسلیے کہ اسمین اللہ تعالی گنہگارون کی گردنون کو عذاب سے آزاد کرتا ہے اور بعض نے کہا اسلیے کہ غرق طوفان سے آزاد کیا گیا اس زمانہ مین آسمان کیطرف اٹھایا گیا تھا اور بعض نے کہا اسلیے کہ وہ کبھی کسی کے ملک مین نہین آیا اور بعض نے کہا کہ عتیق کے معنے ہین بزرگ اور وارد ہوئے ہے بیت اللہ کے بیت عتیق نام رکھنے کی وجہ مین کئی آثار صحابہ کی ایک جماعت سے اور یہ زمینون کا طواف ہے چنانچہ عرش آسمانیون کا طواف ہے اور فضیلت طواف مین بہت احادیث وارد ہیں لیکن یہان انکے ذکر کا محل نہین ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ

الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ

مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ

سَحِيْقٍ ۝ یعنے یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے ادب کی سو بہتر ہے اسکو اپنے رب کے پاس اور حلال ہین تم کو چارپائے مگر جو تم کو سناتے ہین سو بچتے رہو بتون کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ایک اسکی طرف کے ہوکر نہ اسکے ساتھ ساجھی بناکر اور جس نے شریک بتایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے پھر اچکتے ہین اسکو اڑتے جانور یا

لیے ذالا اسکو ہوا نے کسی دور مکان مین **ف** فرمایا کہ ہمی اللہ کے ادب بیشے قربانی کے جانور آتے ہوئے نہ لوٹی اور قیمتی جانور لاوے اور اسپر جہول اچہی ڈالکر یہ وہ بہی خیرات کرے اور چوپایہ تم کو حلال ہین یعنے کہانے مین برواج ہے الا بتیر سے چوپایہ حرام ہیں یہن اور بچو بتون کی گندگی سے جوکسی تہان پر ذبح کیا اور مار ہوا اور جہوٹی بات سے یعنے جو کسی کے نام کا کے ذبح کیا وہ بہی حرام ہے اور جو کوئی شریک کرے اسکی مثال فرمائی اسواسطے کہ جسکی نیت اللہ ہی ہے وہ قائم ہے اور جہان نیت بہت طرف لگی وہ سب اسکو راہ مین یہ ہماکے گر پاس سے سنکر ہوکرے ہوگیا انتہی ملنے موضح القرآن کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالی فرماتا ہے یہ ہے وہ جسکا ہمنے حکم کیا طاعات سے اور مناسک مین اور جو عطا کیا ثواب جزیل سے اور یہ جو فرمایا وَمَن یُعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ یعنی جو پرہیز کرے گناہون سے اور اللہ کے حرامون سے اور ان گناہون کا کرنا اسکے جی مین بہت بہاری ہو پس وہ بہتر ہے اسکو اسکے رب کے نزدیک یعنے اسکو بڑی بہلائی اور ثواب جزیل ملیگا جس طرح نیکیون کے کرنے پر ثواب جزیل ہے اور اجر کبیر اسیطرح محرمات کی ترک اور گناہون سے بچنے پر بہی ثواب ہے ابن جریر نے کہا مجاہد سے اللہ تعالی کے قول ذٰلِكَ وَمَن یُعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ کی تفسیر مین کہا حرمت مکہ اور حج اور عمرہ ہے اور سب وہ چیزین جن سے اللہ تعالی نے منع فرمایا گناہون سے اسیطرح کہا ابن زید نے اور یہ جو فرمایا وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ یعنے حلال کردیے ہمنے تمہارے لیے چوپایے مگر جو تمہیں سنائے جاتے ہین اور نہیں ٹہیرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی قول تعالی اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ یعنے مگر جو تم کو سنایا جاتا ہے حرام کردینے مردار سے اور خون اور خنزیر کے گوشت سے اور جسپر سوا خدا کے کسی اور کا نام پکارا گیا اور جسکا گلا گہونٹ کر مارا گیا آخر آیت تک تا ابن جریر نے کہا اور اسکو قتادہ سے حکایت کیا اور یہ جو فرمایا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ لفظ مین اس قول مین بیان جنس کے لیے ہے یعنی بچو اس ناپاکی سے کہ وہ خود بت ہین اور خدا تعالے کے ساتھ شرک کرنے کو جہوٹی بات بولنے کے ساتھ مقارن کیا جیسا اللہ تعالی کے اس قول مین قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے تو کہہ میرے رب نے منع کیا ہے سو بیحیائی کے کام جو کہلے ہین ان مین اور جو چہپے اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جسکی اس نے سند نہین اتاری اور یہ کہ جہوٹ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہین خدا کے ساتھ شریک کرنیکو خدا پر جہوٹ بولنے کے ساتھ مقارن کیا اور اسی حکم مین ہے جہوٹی گواہی صحیحین مین ابوبکرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ قُلْنَا بَلٰى یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ اَلَا وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ

یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ یعنے کیا نہ خبر دون مین تم کو بڑے گناہون سے بڑے گناہون کی ہمنے کہا ہان یا
رسول اللہ فرمایا خدا کے ساتھ ساجھی ٹہیرانا اور والدین کی نافرمانی کرنی اور پہلے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگا
ہوئے تھے پہر سیدھے بیٹھ گئے تو فرمایا سن رکھو اور جھوٹ بولنا سن رکھو اور جھوٹی گواہی دینا بھی اسی حکم مین ہے اور
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار اس کلمہ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ اَلَا وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ کو مکرر کرتے رہے یہانتک کہ
ہمنے اپنے جی مین کہا کاش آپ خاموش ہوجاتے۔ اور امام احمد نے ایمن بن خریم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اِشْرَاكًا بِاللّٰهِ یعنے جھوٹی شہادت
خدا کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے تین بار آپ نے یہ کلمہ فرمایا پہر آپ نے یہ آیت پڑہی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ
وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ وَھٰکَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ مَنِيْعٍ عَنْ مَرْوَانَ ابْنِ مُعَاوِيَةَ بِهٖ ثُمَّ
قَالَ غَرِيْبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهٗ مِنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ بْنِ زِيَادٍ وَقَدِ اخْتُلِفَ عَنْهُ فِيْ رِوَايَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَا
نَعْرِفُ لِاَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ سَمَاعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور نیز امام احمد نے خریم بن فاتک اسدی سے
روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑہی تو جب نماز سے پہرے سیدہے کہڑے ہوگئے اور فرمایا جہوٹی
گواہی اشراک باللہ کے برابر ہے پہر آپ نے یہ آیت پڑہی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ
غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ اور سفیان ثوری نے عاصم بن ابی النجود سے روایت کیا انہون نے وائل بن ربیعہ سے اور انہون نے
ابن مسعود سے کہ انہون نے فرمایا تَعْدِلُ شَهَادَةُ الزُّوْرِ الْاِشْرَاكَ بِاللّٰهِ یعنے جہوٹی گواہی شرک کے برابر ہے پہر حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑہی۔ اور یہ جو فرمایا حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ یعنے دین کو خالص کرنیوالے ہوکر اللہ کے بندگی
کو اور پہیرنیوالے ہو باطل سے حق کی طرف جانیکا ارادہ کرکے اور اسیلیے فرمایا غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ پہر بیان کی اللہ تعالے
نے شرک کی ایک مثال اسکی گمراہی مین اور اسکے ہلاک ہونے مین اور ہدایت سے دور ہونے مین پس فرمایا وَمَنْ
يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ۔ خر کے معنے ہین سَقَطَ مِنْهَا یعنے آسمان سے گر پڑا اور قولہ تعالے
فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ کے معنے ہین تُقَطِّعُهُ الطُّيُوْرُ فِي الْهَوَاۗءِ یعنے پرندے ہوا مین کاٹ لیجاتے ہین اور
قولہ تعالے اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ مین سحیق کے معنے ہین بعید جو ہلاک کرنیوالا ہے اس شخص کو
ہوا مین گر پڑا اسی لیے براء کی حدیث مین آیا اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا تَوَفَّتْهُ مَلٰۗئِكَةُ الْمَوْتِ وَصَعِدُوْا بِرُوْحِهٖ
اِلَى السَّمَاۗءِ فَلَا تُفْتَحُ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاۗءِ بَلْ تُطْرَحُ رُوْحُهٗ طَرْحًا مِنْ هُنَاكَ ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ یعنے
جب کافر کو موت کے فرشتے وفات دیتے ہین اور اسکی روح کو لیکر آسمان کی طرف چڑہتے ہین تو اسکے لیے آسمان کے دروازے

میں کہ سعلتے بجز اسکی سچ وہیں جنگل والی ہے پھر آپ نے یہی آیت پڑھی وَقَدْ تَقَدَّمَ الْحَدِيثُ فِي سُورَةِ
إِبْرَاهِيمَ بِحُرُوفِهِ وَأَلْفَاظِهِ وَطُرُقِهِ اللہ تعالیٰ نے مشرک کے لیے ایک اور مثال سورۂ انعام میں فرمائی اور وہ
یہ آیت ہے قُلْ أَنَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي
اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ
الْهُدَىٰ الآیۃ تو کہہ کیا ہم پکاریں اللہ تعالیٰ کے سوا جو نہ بھلا کرے ہمارا نہ برا اور پھر جاویں الٹے پاؤں جب اللہ ہم کو راہ
دے چکا جیسے ایک شخص کو بہلا دیا جنوں نے جنگل میں بھٹکتا اسکے رفیق پکارتے ہیں اوس کی طرف کہ آ ہمارے پاس تو
کہہ اللہ نے جو راہ بتائی سو وہی راہ ہے انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر۔ فتح کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول ذٰلک کے
معنے ہیں بات یوں ہی ہے اور یہ کلمہ اور اسکے مثال بولے جاتے ہیں دو کلاموں میں فاصلہ کرنیکے لیے یا ایک کلام کی
دو حصوں میں فاصلہ کرنیکے لیے یعنی جب کوئی مضمون نویس مقدم کرتا ہے کلام کے ایک حصہ کو بعض معانی میں پھر جب
ارادہ کرتا ہے دوسرے معنے میں خوض کرنے کا تو کہتا ہے هٰذَا وَقَدْ كَانَ كَذَا قَالَهُ أَبُو حَيَّانَ یا معنے یہ ہے
کہ کرو تم یہ کام اور ذٰلک کا مشار الیہ وہ اعمال حج ہیں جنکا ذکر سابقا ہو چکا اور لفظ حُرُمَاتِ اللہ تعالیٰ کے قول وَ
مَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ میں جمع حرمت کی ہے اور حرمت وہ ہے جسکی پردہ دری حلال نہیں زجاج نے کہا حرمت
وہ ہے کہ واجب ہے قیام ساتھ اوسکے اور حرام ہے کوتاہی اس میں اور اس آیت میں حرمت سے مراد وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ
نے منع فرمایا اور جس میں پڑنا ناجائز ہوا جیسے جدال اور جماع اور صید اور ظاہر آیت سے یہ ہے کہ حرمت عام ہے ہر ناجائز
کام کو حج میں ہو یا غیر حج میں چنانچہ لفظ اسیکو چاہتا ہے اگرچہ سبب خاص ہے اور انکی تعظیم یہ ہے کہ ان سے پرہیز
کرے مجاہد نے کہا حرمت مکہ ہے اور حج اور عمرہ اور سب گناہ جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا اور بعض نے کہا وہ بیت
حرام ہے اور مشعر حرام اور مسجد حرام اور بلد حرام اور شہر حرام اور انکی تعظیم یہ ہے کہ یہ انکی مراعات کے ساتھ قائم کیا
جاوے اور انکی حرمت نگاہ رکھی جاوے اور بعض نے کہا حرمات سے مراد مناسک حج ہیں اور انکی تعظیم سے مراد ان کا
ادا کرنا اور پورا کرنا قولہ تعالیٰ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ یعنے پس تعظیم انکی اسکے لیے بہتر ہے آخرت میں انمیں
سے کسی کے تہاون کرنے سے اور رجوع فرمایا وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ مراد یہ ہے کہ حلال ہے تمہارے لیے یہ کھانا ان
چوپاؤں کو ذبح کرنے کے بعد اور وہ چوپائے یہ ہیں اونٹ گائے بکری كَمَا تَقَدَّمَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ
یعنے مگر نہیں حلال وہ حرام چوپائے جنکا حرام ہونا تم کو سنایا جاتا ہے کتاب عزیز میں اور وہ مردار ہے اور جو چیز اسکے
ساتھ مذکور ہے آیت مائدہ میں اور اللہ تعالیٰ کے قول فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ میں رجس کے معنے ہیں

گندگی ہے جیسے میل اور بت پرستی معنوی گندگی ہے اور وثن مورت کو کہتے ہیں ماخوذ ہے محاورہ وثن الشئ سے جبکہ ہمیشہ
ہی قائم کیا شئی کو اسکے مقام میں اور صلیب کو بھی وثن اسلیے کہا جاتا ہے کہ وہ کھڑی کی جاتی ہے اور گاڑی جاتی
ہے اپنے مقام میں پھر اس مقام سے دور نہیں کی جاتی اور مراد پرہیز کرنا ہے بتوں کی پرستش سے اور بتوں کو رجس
اسلیے کہا گیا کہ وہ رجس کا سبب ہے اور رجس عذاب کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کو حکماً رجس بنایا
اور رجس کے معنے ہیں ناپاکی اور ناپاکی ناپاکی ذاتی وصف نہیں بلکہ وصف شرعی ہے پس بتوں کی ناپاکی زائل نہیں
ہوتی مگر ساتھ ایمان کے جیسا کہ نجاست حسی نہیں زائل ہوتی بغیر پانی کے ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچو
شیطان کی فرمانبرداری سے جو بت پوجنے کے اندر ہے قولہ تعالیٰ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ یعنے اور بچو کہنے سے
اس بات کے جو باطل ہے اور باطل کا نام زور اسلیے رکھا گیا کہ وہ حق سے پھرا ہوا ہے اسی طرح ہے اللہ تعالیٰ کا قول
تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ اور اس جگہ قول زور سے ہر جھوٹی بات علی العموم مراد ہے پس اس قول کا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ
مِنَ الْأَوْثَانِ کے بعد لانا تعمیم بعد التخصیص ہے کیونکہ بتوں کی پوجا کرنی جھوٹ کا سر ہے اور مشرک کا یہ خیال ہوتا ہے
کہ بتان بندگی کرنے کے لائق ہیں تو سب جھوٹوں سے بڑا جھوٹ خدا جل وعلا کے ساتھ شرک کرنا ہے جس لفظ کے ساتھ
ہو اور زجاج نے کہا کہ بیان قول الزور سے مراد انکا بعض چوپاؤں کو حلال بنا لینا اور بعض کو حرام بنا لینا ہے اور
ان کا یہ کہنا هٰذَا حَلَالٌ وَهٰذَا حَرَامٌ اور بعض نے کہا قول الزور سے مراد جھوٹی گواہی دینا ہے اور ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا مراد خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنا اور اسکو جھٹلانا ہے اور بعض نے کہا مراد اس
سے وہ ہے جو مشرک اپنے تلبیہ میں کہا کرتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ
یعنے میں حاضر ہوں تیری بندگی کے لیے تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک شریک کہ وہ اور جو چیز اسکے ملک میں ہے سب کا
تو مالک ہے ۔ امام احمد اور ترمذی اور ابن منذر وغیرہم نے ایمن بن خریم سے نقل کیا کہا کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ سنانے کو پس فرمایا اے لوگو جھوٹی گواہی خدا کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ٹھیرائی گئی تین
بار یہ کلمہ فرمایا پھر یہ آیت پڑھی کہا احمد نے یہ حدیث غریب ہے اور نہیں پہچانتے ہم واسطے ایمن بن خریم کے سماع
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور صحیحین وغیرہما میں ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں تمکو سب گناہوں سے بڑے گناہوں کی تین بار فرمایا ہمنے عرض کیا ہاں
یا رسول اللہ ہمیں خبر دیجیے فرمایا خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنی اور آپ تکیہ لگائے
ہوئے تھے پس اٹھ بیٹھے تو فرمایا اور جھوٹی بات سن رکھو اور جھوٹی گواہی پس آپ اس لفظ کو بار بار

تو ناراض ہے یہانتک کہ ہم نے اپنے دلون مین کہا کاش آپ سکوت فرماتے قولہ تعالی حُنَفَآءَ لِلّٰهِ یعنے حق پر سیدہے ہو کر یا حق کیطرف رجوع کر کے درحالیکہ مسلمان ہو اور خدا تعالی کے دین کے سوا سب دینون سے منہ پہیرنےوالی ہو قولہ تعالی غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ یعنی دراتحال کہ خدا کے ساتھ کسی شی کو شریک کرنیوالے نہین ہو کہا گیا ہے کہ اہل جاہلیت حج کرتے تہے دراتحال کہ مشرک ہوتے تہے پس جب اللہ تعالی نے اسلام کو ظہور دیا اہل اسلام کو ارشاد فرمایا کہ اب تم حج کرو اس حال مین کہ خدا تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہین کرتے ہو اور اللہ تعالی کے قول فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ مَكَانٍ سَحِیْقٍ کی تفسیر مین کہا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے مشرک کے حال کو اس شخص کے حال سے تشبیہ دی جو آسمان سے گر پڑے کیونکہ وہ اپنی جان کے لیے کوئی حیلہ نہین کر سکتا یہانتک کہ گر پڑتا ہے جہان اسکو ہوا جا گرا دے پس وہ خواہ مخواہ ہلاک ہی ہو جاتا ہے یا پرندون کے اچک جانے سے یا کسی اور جگہہ جا گرنے سے ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۝ یہ ہو چکے اور جو کوئی ادب رکہے اللہ کے نام لگی چیزون کا سو وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔ تمکو چوپایون مین فائدے ہین ایک ٹہیرے وعدے تک پہر ان کو پہونچنا اس قدیم گہر تک ف جتنے مواشی ہین اسکو حق یہی ہے کہ کام لے لیجیے پہر کعبہ پاس لیجا کر ذبح ہو تب بہی مگر یہ بات دشوار ہے تو جہان بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اسکی نیاز کعبہ کو پہونچی دور ہو یا نزدیک انتہی کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالی فرماتا ہے بات یون ہی ہے اور جو کوئی اللہ کے حکمون کی تعظیم کرے سو وہ دلون کی پرہیزگاری سے ہے اور منجملہ تعظیم شعائر اللہ کے ہے تعظیم ہدایا اور قربانیون کی چنانچہ حکم سے مروی ہے انہون نے مقسم سے انہون نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ انہون نے فرمایا انکی تعظیم یہ ہے کہ ان کو خوب موٹا تازہ کرے اور اچہی طرح سے رکہے اور کہا ابن ابی حاتم نے حدیث سنائی ہم کو ابو سعید اشج نے کہا حدیث کہی ہم سے حفص بن غیاث نے ابن ابی لیلے سے اس نے ابن ابی نجیح سے انہون نے مجاہد سے انہون نے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین کہا تعظیم سے مراد ہے موٹا کرنا اور اچہا کرنا اور بڑا کرنا اور ابو امامہ نے سہل سے نقل کیا ہم مدینے مین قربانیون کو موٹا کرتے تہے اور سب مسلمان بہی موٹا کرتے تہے رواہ البخاری اور ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم علیہ وعلی آلہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ سفید خاکی رنگ جانور کا خون اللہ تعالی کے نزدیک محبوب تر ہے دو سیاہ رنگ والون سے رواہ احمد وابن ماجۃ قالوا والعفرآء هی البیضآء بیاضًا لیس بناصع یعنے کہتے ہین عفرا ایسی سفید رنگ

چیز کا نام ہے جسکی سفیدی خالص نہین یعنی سفید جانور غیر سے افضل ہے اور غیر سفید رنگ کا بھی کفایت کرسکتا ہے کیونکہ صحیح بخاری مین انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی مین ذبح کیے دو مینڈھے چت کبرے شاخدار اور ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کیا ایک مینڈھا سینگ والا نر کہ جو کھاتا تھا سیاہی مین اور دیکھتا ہے سیاہی مین اور چلتا ہے سیاہی مین رَوَاہُ اَھلُ السُّنَنِ وَصَحَّحَہُ التِّرمِذِیُّ اور سیاہی مین کھانے اور دیکھنے اور چلنے سے یہ مراد ہے کہ اسکے ان جگہون کا رنگ کالا تھا اور سنن ابن ماجہ مین ابو رافعؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کیے دو مینڈھے بڑے بڑے موٹے تازے شاخدار چت کبرے خصی اور اسی طرح روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے شاخدار چت کبرے خصی قربانی کیے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ہم کو حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیکھ بھال لین ہم آنکھ کو اور کان کو اور یہ کہ نہ قربانی کرین ہم مقابلہ کو اور مدابرہ کو اور نہ شرقاء کو اور نہ خرقاء کو رَوَاہُ اَحمَدُ وَاَھلُ السُّنَنِ وَصَحَّحَہُ التِّرمِذِیُّ اور اسی حدیث سے یہ سمجھا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ ہم قربانی کرین اعضب القرن (سینگ ٹوٹا) اور اعضب الاذن (کان کٹا) جانور کو کہا سعید بن مسیب نے عضب کے یہ معنے ہین کہ آدھا یا آدھے سے زیادہ گیا ہوا ہو وَقَالَ بَعضُ اَھلِ اللُّغَۃِ اِن کُسِرَ قَرنُھَا الاَعلٰی فَھِیَ قَصمَاءُ فَاَمَّا العَضبُ فَھُوَ کَسرُ الاَسفَلِ وَعَضبُ الاُذُنِ قَطعُ بَعضِھَا اور بعض اہل لغت نے کہا اگر سینگ کی اعلی جانب شکستہ ہو جاوے تو اوسکو قصماء کہتے ہین اور عضب کے معنے ہین نیچے کی طرف کا ٹوٹ جانا اور عضب الاذن کے معنے ہین بعض کان کا کٹ جانا اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایسے جانور کی قربانی جائز تو ہے مگر مکروہ ہے اور امام احمد علیہ الرحمۃ نے کہا سینگ ٹوٹے اور کان کٹے جانور کی قربانی جائز ہی نہین بدلیل اسی حدیث کے اور امام مالک علیہ الرحمۃ نے کہا اگر خون سینگ سے جاری ہو تو جائز نہین ورنہ جائز ہے واللہ اعلم لیکن مقابلہ پس اس جانور کو کہتے ہین جسکے کان کی اگلی جانب کٹ جاوے اور مدابرہ وہ ہے جسکے کان کی پیچھے کی جانب کٹ جاوے اور شرقاء وہ ہے جسکا کان طول مین کٹا ہوا ہو قَالَہُ الشَّافِعِیُّ [illegible] جسکے کان کے بیچ الداغ سے گول سوراخ ہو گیا ہو واللہ اعلم اور براءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار چیزین ہین جو قربانی مین جائز نہین ایک تو کانا جانور جسکا عور (کانا ہونا) ظاہر ہو دوسرے مریض جسکی مرض صاف معلوم ہوتی ہو تیسرے لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو چوتھے کسیر (شکستہ اندام) جسکا مغز نہ ہو رَوَاہُ اَحمَدُ وَاَھلُ السُّنَنِ وَصَحَّحَہُ

الترمذی۔ اور ان عیبون میں کراہت کم ہوتا ہے اسلیے کہ وہ ضعف اور لاغری کے سبب بری طرح چر نہیں سکتی
کیونکہ اور بکریان اسنے بیل مرغی پہونچتی ہین اسلیے انکا قربانی کرنا جائز نہیں شافعی وغیرہ الائمہ کے نزدیک گا
هُوَ ظَاهِرُ الْحَدِيْثِ اعتقوری سی ہوس والے جانور میں شافعی سے دو قول منقول ہین۔ اور ابوداؤد نے
عتبہ بن عبد السلمی سے حدیث کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مصفرہ اور مستاصلہ اور نجقا اور شیعہ اور
کسیرہ سے اور مصفرہ کی تفسیر مین بعض نے کہا وہ دبلا جانور ہے اور بعض نے کہا جسکا کان جڑ سے اکھیڑا گیا ہو اور
مستاصلہ کے معنے مین جسکا سینگ ٹوٹ گیا ہو اور نجقا کانے جانور کو کہتے ہین اور شیعہ وہ ہے جو ہمیشہ دوسرون کے
پیچھے پیچھے رہے اور بسبب ضعف کے آگے کبھی نہ ہو اور کسیرہ لنگڑی کو کہتے ہین پس یہ سب عیوب مانع ہین قربانی مین
جائز ہونے سے لیکن اگر قربانی کے لیے معین ہونے کے بعد ان عیبون میں سے کوئی عارض ہو جاوے تو امام
شافعی کے نزدیک کچھ حرج نہیں بخلاف امام ابوحنیفہ کے اور امام احمد نے ابوسعید سے روایت کیا کہ مین نے ایک مینڈھا
قربانی کے لیے خریدا تھا تو بھیڑیے نے اسکی چکتی کاٹ لی پس مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپنے
فرمایا اسی کو قربانی کرو۔ اور حدیث مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان کو دیکھ بھال
لین یعنے ہدیہ اور قربانی چاہیے کہ خوب موٹی تازی اور قیمتی ہو امام احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت
کیا کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عمدہ اونٹ ہدی کے لیے بھیجنا چاہا پھر اسکے بدلے کو تین سو دینار
ملنے لگے تو حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مینے ایک
نجیب ہدی کے لیے بھیجنا تجویز کیا اب بھی اسکے تین سو دینار ملتے ہین اب اسے بیچکر اسکی قیمت سے اور قربانیان
خریدون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں اسیکو نحر کر۔ اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا
کہ قربانیان اللہ کے نام لگی چیزون میں سے ہین اور محمد بن موسیٰ سے ذکر کیا وقوف اور مزدلفہ اور جمار اور رمی اور حلق
اور قربانیان شعائر اللہ مین سے ہین اور ابن عمرؓ نے کہا سب شعائر مین سے بیت اللہ عظمت والا ہے اور یہ جو فرمایا لَكُمْ
فِيْهَا مَنَافِعُ اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے لیے قربانیون مین بہت فائدے ہین انکے دودھ سے اور اون سے اور سواری
سے اور بار لادنے اور سواری کی مدت مقررہ تک مقسم نے ابن عباسؓ سے الی اجل مسمی کی تفسیر مین نقل کیا کہ جب تک
انکا نام ہدی نہ رکھا جاوے اور مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے قول لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى کی تفسیر مین کہا کہ
سواری اور دودھ اور نسل منافع ہین پس جب اسکا نام ہدی یا بدنہ رکھا گیا یہ سب منافع جاتے رہے اور اسیطرح
کہا عطا اور ضحاک اور قتادہ اور عطا خراسانی وغیرہم نے۔ اور اور مفسرین نے کہا بلکہ ان سے نفع لینا جائز

اگرچہ ہدی ہی ہون جب حاجت پڑی چنانچہ صحیحین میں انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا
کہ اپنے بدنہ کو ہانکے لیے جاتا ہے فرمایا اسپر سوار ہو لے اس نے عرض کیا کہ یہ تو بدنہ ہے آپ نے فرمایا اِرْکَبْھَا وَیْحَکَ یعنے
اسپر سوار ہو لے تیرا ہلاک ہو (یہ کلمہ وَیْحَکَ) دوسری بار کہا یا تیسری بار اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا اسپر سوار ہو لے بھلائی سے جب تجھ کو اسکی حاجت پڑے
اور شعبہ نے زہیر بن ابی ثابت اعمی سے نقل کیا انہوں نے مغیرہ بن حذف سے انہوں نے حضرت علی سے کہ انہوں نے ایک
مرد کو دیکھا کہ قربانی کو ہانکے لیے جاتا ہے اور اسکے ساتھ اسکا بچہ ہے فرمایا اسکا دودھ مت پیا مگر جو اسکے بچے سے بچ
جاوے اور جب نحر کا دن آویگا تو اسکو اور اسکے بچے کو ذبح کر دینا اور قولہ تعالیٰ ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ
یعنے ہدی کا محل اور اسکے پہنچنے کی جگہ بیت العتیق کیطرف ہے اور بیت العتیق کعبہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
دوسری آیت میں فرمایا هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ یعنے کہ نیاز پہونچاوی کعبہ تک اور فرمایا وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ
يَبْلُغَ مَحِلَّهُ یعنے اور نیاز کی قربانی کو بند پڑے نہ پہونچے اپنی جگہہ تک وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَى مَعْنَى الْبَيْتِ
الْعَتِيقِ قَرِيبًا وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ابن جریج نے عطا سے نقل کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے كُلُّ مَنْ
طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ یعنے جسنے بیت اللہ کا طواف کیا وہ حلال ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ مَحِلُّهَا
إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ انتہی۔ فتح البیان میں کہا اللہ تعالیٰ کے قول ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ میں شعائر سے مراد
اعلام دین ہیں اور حج کی ہدایا بھی اس میں داخل ہیں بدخول اولی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ شعائر سے
مراد ہیں قربانیاں اور ان کا موٹا تازہ کرنا اور انکی عزت کرنا اور انسان کو مناسب ہے کہ انکی قیمت میں جھگڑے
نہیں روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ ہدی بھیجے ان میں ابو جہل کا بھی ایک اونٹ تھا جسکے
کے ناک میں سونے کا حلقہ پڑا ہوا تھا اور حضرت عمر نے ایک اونٹنی ہدی بھیجی جسکا ان کو تین سو دینار ملتا تھا۔ اور یہ
جو فرمایا فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ یعنے یہ تعظیم شعائر تقوی ہو ناشی ہے دلوں کے فعلوں سے ہے اور قلوب کو اسلئے
ذکر کیا کہ دل ہی تقوی کی مرکز ہے قولہ تعالیٰ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ یعنے تمہارے لیے شعائر میں عموماً یا خاص قربانیوں
میں فائدے ہیں جیسے سواری دودھ نسل صوف وبر وغیرہ جب ہے اسے کچھ ضرر نہیں قولہ تعالیٰ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى
یعنے مدت معلوم تک کہ وہ نحر کا وقت ہے اور کہا گیا ہے اُس وقت تک جب اسکا نام قربانی رکھا جاوے قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ
وَعَنْ مُجَاهِدٍ نَحْوَهُ وَقَالَ فِي ظُهُورِهَا وَأَلْبَانِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَصْوَافِهَا مَنَافِعُ إِلَى أَنْ تُسَمّٰى
هَدْيًا فَإِذَا سُمِّيَتْ هَدْيًا ذَهَبَتِ الْمَنَافِعُ یعنے انکی پیٹھوں میں اور دودھوں میں اور پشموں میں اور بالوں اور

اور ان دنون مین فائدہ وہی ہے جبتک ان کا نام ہدی نہ رکھا جاوے سو جب ان کا نام ہدی رکھا گیا وہ سب منافع جاتے رہے
اور اللہ تعالیٰ کے قول ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ کی تفسیر مین دو قول ہین ایک یہ کہ محل کے معنے مین جہان قربانیون
کا ذبح کرنا حلال ہے دوسرا قول یہ ہے کہ محل منسوب ہے احلال الحرام سے یعنے سب شعائر حج جیسے وقوف عرفہ اور رمی جمار
اور سعی ختم ہوجاتے ہین طواف افاضہ تک وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم
مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ
قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ اور ہر فرقے
کے واسطے ٹھیرا دی ہے قربانی کہ یاد کرین نام اللہ کا ذبح پر چوپایون کے جو انکو دیے سو اللہ تمہارا ایک ہے سو اسی کے
حکم مین رہو اور خوشی سنا عاجزی کرنیوالون کو وہ کہ جب نام لیجیے اللہ کا ڈر جاوین انکے دل اور سہنے والے جو
ان پر پڑے اور کھڑے رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین **ف** یعنے مویشی ذبح کرنے نیاز اللہ کی ہر
دین مین عبادت رکھی ہے اسکے سوا اور کی نیاز ذبح کرنا اوس کی عبادت ہوگئی تو شرک ہوا۔ انتہی مافی موضح القرآن
حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ذبح مناسک اور خون کا بہانا اللہ تعالیٰ کے نام پر سب
دینون مین شروع رہا اور علی بن طلحہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ منسک کے معنے ہین عید کے اور عکرمہ نے کہا ذبح
کے اور زید بن اسلم نے اللہ تعالیٰ کے قول لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا کی تفسیر مین کہا کہ منسک مکہ ہے اللہ تعالیٰ نے
کسی امت کے لیے مکہ کے سوا کوئی منسک نہین ٹھیرایا۔ اور چوپایون پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنا جیسے صحیحین مین انسؓ
سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو مینڈھے چت کبرے شاخدار لائے گئے تو آپ نے بسم اللہ کہا
اور تکبیر کہی اور اپنا پاؤن مبارک انکے صفاح (پہلوؤن) پر رکھا اور زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ ہمنے کہا یا لوگون نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہین یہ قربانیان آپ نے فرمایا یہ تمہارے باپ ابرہیم علیہ السلام کی سنت
ہے پھر لوگون نے عرض کیا کہ ہمین انسے کیا ثواب ملیگا آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی لوگون نے پوچھا اون کا کیا
حکم ہے آپ نے فرمایا انکے بھی ہر بال کے بدلے نیکی ہے رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَخْرَجَهُ الْإِمَامُ
أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ مَاجَةَ فِي سُنَنِهِ مِنْ حَدِيثِ سَلَامِ بْنِ مِسْكِينٍ بِهٖ قولہ تعالیٰ فَإِلَٰهُكُمْ
إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا یعنے تمہارا معبود ایک ہی ہے گو شرائع انبیا طرح طرح کی ہین اور بعض بعض کی ناسخ
ہین لیکن سب خداے واحد لا شریک کی عبادت کی طرف دعوت کرتے ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا
مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ یعنے اور نہین بھیجا ہمنے تجھ سے

چاہے کوئی رسول مگر اسکو یہی حکم بھیجا کہ بات یون ہے کسی کی بندگی نہین سوا میرے سو میری بندگی کرو اور اسی لیے فرمایا فَلَهٗ
اَسْلِمُوْا ای اَخْلِصُوْا اَوِ اسْتَسْلِمُوْا لِحُكْمِهٖ وَطَاعَتِهٖ یعنے اسی کے لیے اخلاص کرو اور اسکے حکم پر گردن رکھو
اور اسکی بندگی پر کمربستہ ہو اور اللہ تعالی کے قول وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ کی تفسیر مین مجاہد نے کہا مخبتین سے مراد مین اطمینان
والے اور ضحاک اور قتادہ نے کہا تواضع والے اور سدی نے کہا ڈر والے اور عمرو بن اوس نے کہا مخبتین وہ ہین جو ظلم نکرین
اور وہ ظلم کیے جاوین تو انکی مدد نکیجاوے اور ثوری نے کہا مخبتین وہ ہین جو اہل اطمینان ہین اور اللہ کی قضا
پر راضی ہو کر گردن رکھدیتے ہین۔ اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اسکی تفسیر اسکے مابعد سے کیجاوے یعنے مخبتین وہ ہین جن کا
دل اللہ تعالی سے ڈر جاوے جب خدا کا ذکر کیا جاوے اور جو مصیبتون پر صبر کرتے ہین قولہ تعالی وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ
یعنے جو لوگ خدا تعالی کا حق جو اُسنے جو انکے ذمہ ادا فرائض صلوات مین واجب کیا ادا کرتے ہین قولہ تعالی وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ یعنے جو اللہ تعالی نے انکو دیا خوشی سے اپنے اہل و اقارب پر خرچ کرتے ہین اور فقرا اور محتاجون
کو دیتے ہین اور ان کو ساتھ خوش خلقی سے پیش آتے ہین باوجودیکہ انکو حدود اللہ پر قایم رکھتے ہین اور یہ باتین
صفات منافقین کے برخلاف ہین کیونکہ وہ ان سب باتون مین بعکس کرتے ہین کما تقدم تفسیرہ فی سورۃ
برارۃ انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر فتح البیان مین کہا قولہ تعالی وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا کی تفسیر مین
ازہری نے کہا مراد منسک سے اس آیت مین موضع نحر ہے اور منسک بکسر سین وبفتح سین دو لغتین ہین
فرا نے کہا منسک کے معنے کلام عرب مین یہ ہین اَلْمَوْضِعُ الْمُعْتَادُ فِیْ خَیْرٍ اَوْ شَرٍّ اور ابن عرفہ نے کہا منسک کے معنے
ہین اللہ کی طاعت کا ایک مذہب اور فراء سے یہی منقول ہے کہ منسک عید کو کہتے ہین وبہ قال ابن عباس اور بعض
نے کہا منسک حج ہے اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر مین کہا منسک سے مراد خون کا بہانا ہے اور عکرمہ نے کہا ذبح
مراد ہے اور زید بن اسلم سے منقول ہے وہ مکہ ہے اللہ تعالی نے کسی امت کے لیے مکہ کے سوا کوئی منسک نہین بنایا
اور پہلا قول سب سے اولی ہے لقولہ تعالی لِیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ قولہ تعالے عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ
الْاَنْعَامِ انعام کی قید اسلیے لگائی گئی کہ قربانی انعام کے سوا اور کسی جانور کی درست نہین اگرچہ اس کا
کہانا حلال ہی ہو اور آیت مین دلیل ہے اس امر پر کہ مقصود ذبح مذکور سے اللہ تعالی کا نام ہی یاد کرنا ہے اور
قربانی کی فضیلت مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین یہ انکے ذکر کا موقع نہین پھر اللہ تعالی نے اپنے تفرد
بالالہیۃ اور اپنے وحدہ لاشریک ہونیکی خبر دی اور فرمایا فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پھر ان کو اسلام اور فرمانبرداری
اور عبادت کا حکم دیا اور فرمایا فَلَهٗ اَسْلِمُوْا یعنے اسیکو فرمانبردار ہو اور اسیکیواسطے اخلاص کرو اور اسی کی اطاعت

کرد اور قولہ تعالیٰ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ یعنے بس خوشی سنا تواضع اور خشوع اور اخلاص کرنے والون کو مخبتین ماخوذ ہی
خبت سی اور وہ پست زمین کو کہتے ہین یعنے خوشخبری دے انکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چیز کی جو اسنے
انکے لیے ثواب جزیل اور عطاء جلیل سے تیار کر رکھا ہے اور مخفی نہین مخبتین کے ساتھ تعبیر کرنیکی خوبی اسلیے کہ
نزول خبت حجاج کیلیے مناسب ہے اسلیے کہ ان مین صفات تواضع موجود ہوتے ہین جیسے تجرد عن اللباس اور سر کا
ننگا ہونا اور وطن سے بے وطن ہونا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان مخبتین کی صفت مین فرمایا اَلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ
وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ یعنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے انکے دل اسکے مخالفت سے خوف کہا جاتے ہین اور اللہ
سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر کیوقت ان مین خوف کا آجانا انکے کمال یقین اور قوت ایمان کی دلیل ہے قولہ تعالیٰ
وَالصّٰبِرِينَ عَلٰى مَا أَصَابَهُمْ یعنے اللہ تعالیٰ کی طاعت مین جو ان کو بلیات او مصیبتین ومحن پہونچتی ہین
اپر صبر کرتے ہین اور یہ جو فرمایا وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ انکی اقامت صلوٰۃ یعنے ٹھیک وقتون مین اچھی طرح نماز کو
ادا کرنیکے ساتھ انکی وصف کی اسلیے کہ سفر مین تقصیر فی الصلوٰۃ کا احتمال ہے پہر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انکی
اور صفت بیان کی بقولہ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ یعنے صدقہ کرتے ہین اللہ تعالیٰ کے دیئے کو اور وجوہ
خیرات مین خرچ کرتے ہین اور مواضع حج مین خیرات کرتے ہین اور اس سے مراد صدقہ نفل ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ
وہ صدقات واجبہ بطریق اولی ادا کرتے تھے وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ
فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ
كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ اور کعبے کو چڑہانے کے اونٹ ٹہرائے ہم نے تمہارے واسطے
نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اس مین بھلا ہے سو پڑہو انپر نام اللہ کا قطار باندہ کر پہر جب گر پڑے انکی کروٹ تو کہاؤ
اس مین سے اور کہلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسیطرح تمہارے بس مین دیے وہ جانور شاید تم احسان
مانو ف اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے کھڑا کرے قبلے کے سامنے پہ چھاتی مین زخم دیجیے جب سارا لہو
نکل چکا وہ گر پڑا کاٹنے لگو محتاج دو طرح کے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہین اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے انتہی کہا
حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے بندون پر احسان کرکر اس چیز کا جو انکے لیے پیدا کی قربانیون سے اور
بنایا انکو اپنے شعائر سے ابن جریج نے عطا سے نقل کیا کہ آیت وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ
مین بدن سے مراد گائے اور اونٹ ہین اور اسیطرح مروی ہے ابن عمرؓ سے اور سعید بن مسیب سے اور حسن بصری
سے اور مجاہد نے کہا بدنہ صرف اونٹ ہی مین سے ہوتا ہے مین کہتا ہون بدنہ کا اطلاق اونٹ پر تو متفق علیہ

ہے اور گائے پر بدنہ کے اطلاق کے صحیح ہونے میں علما کا اختلاف ہے دو قولوں پر صحیح تر یہ ہے کہ گائے پر بھی شرعاً بدنہ کا اطلاق
صحیح ہے چنانچہ صحیح حدیثیں ہیں ۔۔ اور یہ کہ بدنہ کئی آدمیوں کی طرف سے کفایت کرتا ہے تو جمہور علما کا مذہب تو یہ ہے
کہ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہو سکتا ہے علی ہذا القیاس گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے جائز ہے جیسا کہ
اس قول کے موافق حدیث ثابت ہو چکی ہے مسلم کے نزدیک جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہا ہم کو حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہم قربانی بدنہ اور بقرہ میں سات سات آدمی شریک ہو جاویں اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے
کہا بلکہ اونٹ اور گائے دس دس کی طرف سے کفایت کر سکتی ہیں اور اس مضمون کی حدیث بھی مسند امام احمد اور سنن
نسائی وغیرہما میں وارد ہو چکی واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے لیے اس میں بہتری
ہے یعنے ثواب ہے دار آخرت میں اور سلیمان بن یزید کعبی سے مروی ہے وہ ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں وہ
اپنے باپ سے وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا
عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ دَمٍ وَإِنَّهَا لَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُونِهَا وَ
أَظْلَافِهَا وَأَشْعَارِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا
یعنے کسی بھی آدمی نے نحر کے دن کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ تعالی کے نزدیک بہت محبوب ہو خون کے بہانے سے اور تحقیق
وہ قربانی آویگی قیامت کے دن اپنے سینگوں اور کھروں اور بالوں سمیت اور تحقیق خون اللہ کے ہاں کسی مرتبہ میں
جا پہنچتا ہے پہلے اس سے کہ زمین پر گرے پس قربانی کو خوشدلی سے کرو رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ
اور سفیان ثوری نے کہا ابو حازم قرض لیکر قربانی کو ہانکتے تھے تو انسے کسی نے کہا تم قرض لیکر قربانی لیجایا کرتے
ہو انہوں نے جواب دیا میں نے سنا ہے اللہ تعالی کا فرمان لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا أُنْفِقَتِ الْوَرِقُ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ نَحِيرَةٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ
یعنے میں نے چاندی کو کسی چیز میں نہیں خرچ کیا جو عید کے دن قربانی سے بہتر ہو رواہ الدارقطنی فی سننہ
اور مجاہد نے لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ کی تفسیر میں کہا کہ خیر سے مراد اجر اور منافع ہیں اور ابراہیم نخعی نے کہا سوار
ہونا اور دودھ دوہنا حاجت کے وقت مراد ہے اور اللہ تعالی کے قول فَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ
کی تفسیر میں مطلب بن عبداللہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے حدیث کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ عید اضحے کی نماز پڑھی تو جب نماز سے فارغ ہوئے آپ کے پاس ایک دنبہ لایا گیا تو آپ نے اسے ذبح
کیا بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِيْ کہکر رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی

اور محمد بن اسحاق نے روایت کیا یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ
سے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی عید کے دن دو مینڈھے اور فرمایا جب انکو ذبح کیواسطے
روبقبلہ کیا وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِنَّ صَلَاتِي
وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ
مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ یعنے مین نے اپنا منہ کیا اسی کیطرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایکطرف کا
ہوکر اور مین نہین شریک کرنیوالا میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کیطرف ہے جو صاحب ہے سارے جہان
کا کوئی شریک نہین اسکا اور یہی مجھکو حکم ہوا اور مین سب سے پہلے فرمانبردار ہون۔ اے اللہ یہ تیرا ہی دیا ہوا ہے
اور تیرے ہی واسطے قربانی کرتا ہون یہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت کی طرف سے ہے پھر بسم اللہ اکبر
پڑہا اور ان کو ذبح کیا اور علی بن حسین نے ابو رافع سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قربانی کرتے
دو مینڈھے موٹے تازے شاندار چت کبرے خرید فرماتے پس جب نماز اور خطبے سے فارغ ہوتے ایک آپکے پاس لایا
جاتا حالانکہ آپ عیدگاہ ہی مین کہڑے ہوئے ہوتے تو اسکو خود بدولت ذبح کرتے چہری سے پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا
عَنْ اُمَّتِي جَمِيعِهَا مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لِي بِالْبَلَاغِ یعنے اے اللہ یہ میری سب امت کی طرف
سے ہے جنہوں نے تیری توحید اور میری رسالت کا اقرار کیا پھر آپکے پاس دوسرا مینڈھا لایا جاتا تو اسکو بھی بنفس نفیس
ذبح فرماتے پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنے اے اللہ یہ محمد اور آل محمد کیطرف سے ہے پس
ان دونون مین سے مسکینون کو بھی دیتے اور آپ اور آپ کا اہل عیال بھی ان مین سے کہاتے رواہ احمد وابن ماجہ
اور اعمش نے ابو ظبیان سے روایت کی انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ
عَلَيْهَا صَوَافَّ یعنے تین پاؤن پر کہڑے کرکے در انحال کہ ان کا بایان ہاتھ بندھا ہو اب بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ پڑہا اور اسیطرح مروی ہے مجاہد اور علی بن ابی طلحہ اور عوفی سے ابن عباسؓ سے
اسی کی مثل اور لیث نے مجاہد سے نقل کیا جب تو نے اسکا بایان پاؤن باندہ دیا تین پاؤن پر کہڑا ہو جاویگا اور ابن
ابی نجیح نے مجاہد سے اسکی مثل نقل کیا اور ضحاک نے کہا ایک پاؤن باندہ دے تو تین پاؤن پر کہڑی ہو جاویگی اور
صحیح مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ایک مرد پر گذرے کہ اونٹ کو لٹا کر اسے نحر کر رہا ہے تو فرمایا
اسکو اٹھا دے اور ایک پاؤن باندہکر کہڑا کر جیسے حضرت ابو القاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور جابرؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اونٹون کو نحر کرتے تہے بایان ہاتھ باندہکر

بانی قوائم پر کھڑا کرکے رواہ ابوداؤد اور کہا ابن جریج نے مجھسے حدیث بیان کی عطا ابن دینار نے کہ سالم بن عبداللہ نے سلیمان
بن عبدالملک سے کہا کہ اسکی دہنی طرف سے کھڑا ہوکر اسکے بائیں میں نحر کر اور صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حجۃ الوداع کی صفت میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تریسٹھ بدنہ اپنے ہاتھ مبارک سے نحر کیے اس طرح کہ جو کاٹتے
تھے ایک برچھی سے جو آپکے ہاتھ میں تھی اور عبدالرزاق نے کہا خبر دی ہمکو معمر نے قتادہ سے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت
میں صوافن ہے یعنے درانحال کہ ہاتھ باندھکر کھڑا کیا ہوا ہے اور سفیان ثوری نے منصور سے اس نے مجاہد سے نقل کیا کہ
جس نے صوافن پڑھا اُسنے تو اسکی تفسیر میں کہا معقولۃ یعنے درحالیکہ اسکا ہاتھ بندھا ہوا ہے اور جسنے پڑھا صواف اس نے
کہا صافّہ تن باندھکر اور طاؤس اور حسن وغیرہم نے کہا فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافِيَ یعنے خالصۃ للہ عزوجل
وکذا رواہ مالک عن الزہری اور عبدالرحمان بن زید نے کہا صوافی یعنی اس میں شرک نہیں مانند شرک اہل جاہلیت
کے اپنے بتوں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے قول فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا کی تفسیر میں ابن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا یعنے
گر پڑے زمین پر وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَذَا قَالَ مُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ اور عوفی نے ابن عباسؓ سے نقل
کیا کہ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا کے معنے میں سب نحر کیا گیا اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اسی آیت کی تفسیر میں کہا
کہ مراد یہ ہے جب جاوے اور ابن عباسؓ اور مجاہد کی بھی یہی مراد ہے کیونکہ قربانی میں سے نحر کے بعد کھانا جائز نہیں ہے جبتک
کہ مر جاوے اور اسکی حرکت ختم ہو جاوے اسلیے کہ مرفوع حدیث میں آچکا ہے کہ جان کے نکلنے سے پہلے جلدی نہ کرو وقد
رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ فِي جَامِعِهِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ فَرَافِصَةَ الْحَنَفِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
أَنَّهُ قَالَ ذَلِكَ اور اسی کی تائید کرتی ہے شداد بن اوس کی حدیث جو صحیح مسلم میں آئی ہے إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ
وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ یعنے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ بھلائی کرنیکو فرض کیا جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو یعنی
مثلہ نہ بناؤ اور جب ذبح کرنے لگو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور مناسب ہے کہ ایک تمہارا اپنی چھری کو تیز کرے تاکہ اپنے
ذبیحہ کو آرام دیوے اور ابو واقد لیثی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چیز جانداروں میں سے کاٹی جاوے
حالانکہ وہ زندہ ہے تو وہ چیز مردار ہے رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ اور اللہ تعالیٰ کا قول
فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ کی تفسیر میں بعض سلف نے کہا کہ فَكُلُوا مِنْهَا امر اباحت کا ہے اور امام مالک
نے کہا یہ مستحب ہے اور انکے غیر نے کہا واجب ہے اور یہ بعض شافعیہ کا ایک قول ہے اور اس میں خلاف ہے کہ قانع
اور معتر سے کیا مراد ہے سو عوفی نے تو ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ قانع وہ ہے جو مستغنی ہو اس چیز کے ساتھ جو تونے

سو دی اور وہ گہر بیٹہہ رہے اور معتر وہ ہے جو تیرے آگے پہچے پہرے تاکہ تو اسے گوشت دیوی اور سوال نکرے۔ وکذا قال
بہ محمد بن کعب القرظی اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ قانع وہ ہے جو سوال سے بچے اور معتر وہ ہے
جو سوال کرے وھذا قول قتادۃ وابراھیم النخعی ومجاھد فی روایۃ عنہ اور ابن عباسؓ اور عکرمہ
اور زید بن اسلم اور کلبی اور حسن بصری اور مقاتل بن حیان اور مالک بن انسؒ نے کہا قانع وہ ہے جو تیری طرف ہاتہہ
اور بچہ سے مانگے اور معتر وہ ہے جو تیرے سامنے سر ہے اور تضرع کرے اور سوال نکرے وہذا لفظ الحسن اور سعید بن جبیر
نے کہا قانع وہ ہے جو مانگے کہا کیا تو نے قیماخ شاعر کا قول نہین سنا ؎ لمال المرء یصلحہ فیغنی
مفاقرہ اعف من القنوع ۔ بیشک مرد کا مال اسکی اصلاح کر دیتا ہے تو بے پروا کر دیتا ہے اسکو حرج
احتیاج سے درآنحال کہ وہ مانگنے کو ہاتہہ اٹہانے سے بچتا ہے یعنی من السوال و بہ قال زید اور زید بن اسلم نے کہا قانع
وہ مسکین ہے جو مانگتا پہرے اور معتر وہ دوست ناتوان ہے جو ملاقات کو آوے وھو روایۃ عن ابنہ عبد الرحمن
بن زید ایضا اور مجاہد سے بہی مروی ہے کہ قانع وہ تیرا ہمسایہ غنی ہے جو دیکہتا ہو اس چیز کو جو تیرے گہر مین آوے
اور معتر وہ شخص ہے جو تیرے پاس بانہہ رہے۔ اور مجاہد سے یہی مروی ہے کہ قانع وہ ہے جو طمع رکہے اور معتر وہ
ہے جو قربانیون کے ساتہہ لگا رہے غنی ہو یا محتاج وعن عکرمۃ نحوہ اور اس سے یون بہی مروی ہے کہ قانع اہل مکہ ہین
اور ابن جریر کا مختار یہ ہے کہ قانع وہ ہے جو سوال کرے کیونکہ وہ اس محاورہ سے ماخوذ ہے اقنع بیدہ یعنی اسوقت کہ تو
مین جب اپنا ہاتہہ سوال کے لیے اٹہاوے اور معتر اعترا سے ماخوذ ہے اور وہ ایسا شخص ہے جو گوشت کہانے
کے لیے در پے رہے اور اس آیت کریمہ سے حجت لی ان علماء نے جنکا یہ مذہب ہے کہ قربانی تین حصون پر تقسیم کیجاوے
ایک ثلث تو اسکے مالک کا ہے خود کہاوے اور ایک ثلث اپنے دوستون کو ہدیہ بہیجے اور ایک ثلث فقراء پر صدقہ
کرے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر اور صحیح حدیث مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو فرمایا انی کنت نھیتکم عن ادخار لحوم الاضاحی فوق ثلث فکلوا و
ادخروا ما بدا لکم یعنی مین تم کو منع کیا کرتا تہا اس سے کہ قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کیے
جاوین سو اب کہاؤ اور جب تک تمہارے جی مین آوے ذخیرہ رکہو اور ایک روایت مین ہے فکلوا وادخروا و
تصدقوا یعنی کہاؤ اور ذخیرہ رکہو اور خیرات کرو اور ایک روایت مین ہے فکلوا واطعموا وتصدقوا
یعنی کہاؤ اور کہلاؤ اور خیرات کرو۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ قربانی کا آدہا گوشت تو خود صاحب کہاوے اور آدہا
صدقہ کرے اسلیے کہ پہلی آیت مین اللہ تعالی نے فرمایا فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر اور بدلیل اس

حدیث کی فَکُلُوا وَادَّخِرُوا وَتَصَدَّقُوا پس اگر سارا گوشت قربانیکا خود ہی کہا جاوے تو بعض علما کی نزدیک اُسپر
کچھ ضمانت نہین وَبِہٖ قَالَ ابْنُ سُرَیْجٍ مِنَ الشَّافِعِیَّۃِ اور بعض علما نے کہا کہ اُسپر ساری قربانی کی ضمانت پڑتی ہے
اسکی مثل یا اسکی قیمت بہردے اور بعض نے کہا اُسپر آدہی کی ضمانت ہی اور بعض نے کہا اُسکے مول کا ضامن ہے
مترجم عفی عنہ کہتا ہے قیمت اور مول مین یہ فرق ہی کہ مول تو اُسے کہتے ہین کہ جتنے کو خریدا خواہ بازار مین اُس سے
کم یا زیادہ قیمت ہے اور قیمت بازار کے بہاؤ کو کہتے ہین اور بعض نے کہا اسکی ادنی جزو کا ضامن ہی اور یہی
مشہور ہے مذہب شافعی سے رہا جلود کا حکم تو مسند امام احمد مین قتادہ بن نعمان سے حدیث اضاحی مین یون آیا ہے فَکُلُوا
وَتَصَدَّقُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِجُلُودِهَا وَلَا تَبِيعُوهَا یعنے سو کہاؤ اور صدقہ کرو اور انکے چمڑون سے نفع اٹھاؤ اور
فروخت نہ کرو اور بعض علما نے چمڑون کو بیچنے کی بہی رخصت دی ہے اور بعض علما نے کہا فقرا آپس مین تقسیم کر لین
واللہ اعلم رہا مسئلہ براء بن عازب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا کام جو ہم اپنے اس دن مین
شروع کرتے ہین یہ ہے کہ نماز پڑہین پہر نماز سے لوٹ کر قربانی کرین پس جس نے یہ کیا اُسنے ہماری سنت کو پا لیا اور
جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا تو وہ گوشت ہے جو اُسنے اپنے گہر والون کے لیے پہلے ہی کر لیا قربانی کے حساب مین
نہین اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونون نے نکالا اسی لیے کہا شافعی نے اور ایک جماعت علما نے کہ اول وقت
قربانی کا یہ ہی کہ جب سورج عید کے دن چڑہے اور نماز عید اور دونون خطبون کے بقدر وقت گذر جاوے اور امام احمد
نے یہ شرط بہی زیادہ کی کہ نماز و خطبتین کے بعد امام بہی ذبح کر چکے بدلیل اس حدیث کی جو صحیح مسلم مین آئی ہے وَ
اَنْ لَا تَذْبَحُوْا حَتّٰى يَذْبَحَ الْاِمَامُ یعنے ذبح نہ کرو یہانتک کہ ذبح کرے امام اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا
بستیون والون کو جائز ہے کہ طلوع فجر کے بعد ذبح کر لین کیونکہ انپر عید کی نماز نہی امام صاحب کے یہان نہین
لیکن شہر والون کو امام کی نماز سے پہلے ذبح کرنا جائز نہین واللہ اعلم رہا مدت قربانی کا مسئلہ تو بعض کے نزدیک
صرف عید ہی کے دن قربانی مشروع ہے اور بعض نے کہا شہر والون کو صرف عید کے دن کیونکہ شہرون مین
قربانی سہولت سے مل سکتی ہے اور دیہاتیون کو عید کے دن بہی اور اسکے بعد ایام تشریق مین بہی جائز ہے
وبہ قال سعید بن جبیر اور بعض نے کہا سب کے لیے عید کا دن اور ایک دن اسکے بعد کا اور بعض نے کہا دو
دن عید کے پیچہے اور امام احمد کا یہی قول ہے اور بعض نے کہا عید کا دن اور اسکے بعد تین دن تشریق کے بہی وبہ قال
الشافعی جبیر بن مطعم کی حدیث کی وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب ایام تشریق ذبح کا وقت ہے
رواہ احمد وابن حبان اور بعض نے کہا ذبح کا وقت آخر ذی الحجہ تک رہتا ہے وَبِہٖ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَاَبُوْ سَلَمَۃَ

ابی عبد الرحمن هو قول غریب قولہ تعالی کذلک سخرناها لکم لعلکم تشکرون اللہ تعالی فرماتا ہے ہمنے
جانورون کو تمہارے ایسے تابع اور فرمانبردار اور تمہارے زبردست بنا دیا کہ چاہو تو سوار ہو لو اور چاہو تو دودھ نکال لو اور چاہو
تو ذبح کر لو جیسا کہ خود اللہ سبحانہ وتعالی نے دوسری آیت مین فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا
أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ الی قولہ تعالی أَفَلَا يَشْكُرُونَ یعنے کیا نہین دیکھتے کہ ہمنے بنا دیے ان کو
اپنے ہاتھون بنائے سے چوپائے پھر وہ انکے مالک ہین اور عاجز کر دیا انکو انکے آگے پھر ان مین کوئی ہے انکی سواری
اور کسی کو کھاتے ہین اور انکو ان مین فائدے ہین اور پینے کے گھاٹ پھر کیون شکر نہین کرتے انتہی ما قال الحافظ
ابن کثیر فتح البیان مین کہا وَالْبُدْنَ بضم با و سکون دال ہی ایک قرات ہے اور دونون کے ضمہ سے بھی ایک
قرات ہے اور یہ دونو لغتین ہین اور امام شافعی کے نزدیک یہ اسم اونٹ کے ساتھ خاص ہے اور اونٹ کو بدنہ اسلیے
کہتے ہین کہ بدانت کے معنے موٹاپے کے ہین اور اونٹ مین یہ صفت پائی جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک
نے کہا گائے اور اونٹ دونون کو بدنہ کہتے ہین وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ أَوْلَى لِمَا سَيَأْتِي مِنَ الْأَوْصَافِ الَّتِي هِيَ ظَاهِرَةٌ فِي
الْإِبِلِ وَلِمَا تُفِيدُهُ كُتُبُ اللُّغَةِ مِنِ اخْتِصَاصِ هَذَا الْاِسْمِ بِالْإِبِلِ ابن القیم نے کہا شافعیہ کی کلام
ازہری کی کلام کے موافق ہے اور حنفیہ کی کلام صحاح کے موافق ہے اور شَعَائِرِ اللهِ سے مراد اعلام شریعت
ہین جنکو اللہ تعالی نے مقرر فرمایا اور اضافت شعائر کی اسم اللہ کی طرف تعظیم شعائر کے لیے ہے اور بعض نے کہا بدنہ
کو شعائر مین اسلیے کہا کہ اسکا اشعار کیا جاتا ہے اور اشعار اسے کہتے ہین کہ کسی دھاردار چیز سے اسکی کوہان مین
چوکا دیا جاوے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ ہدی ہے وَقَدْ تَقَدَّمَ بَيَانُهُ قَرِيبًا اور اللہ تعالی کے قول لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ
مین خیر سے منافع دنیہ اور دنیویہ مراد ہین كَمَا تَقَدَّمَ قولہ تعالی فَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا یعنے انکے نحر کے
وقت اللہ کا نام یاد کرو اور یون کہو اَللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَإِلَيْكَ قولہ تعالی
صَوَافَّ یعنے در انحال کہ کھڑے ہون صفین بندہین انکے قدمون کی کیونکہ یہ پاؤن باندہکر کھڑا کرکے نحر کیے
جاتے ہین اور ایک قرات مین ہے صَوَافِيَ یعنے خالص اللہ تعالی کے لیے بغیر اسکے کہ شریک کیا جاوے اللہ کا انکو
نحر کیوقت نام لینے مین کسی کو اور واحد صواف کا جو جمہور کی قرات ہے صافہ ہے اور صوافی کا واحد صافیہ ہے
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات مین ہے صوافن نون کیساتھ جو جمع ہے صافنہ کی اور صافنہ اسے کہتے ہین جس
کا ایک ہاتھ باندہکر اونچا کیا جاوے تاکہ اضطراب نہ کرے اور اسی سے ہے قول اللہ تعالی کا الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ
اور اصل مین یہ صفت گھوڑون مین ہوتی ہے بولتے ہین صفن الفرس فهو صافن جب تین پاؤن پر کھڑا ہو جاوے

اور جو تنہا پاؤں دوہرا کرلے ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا جب تو بدنہ کو نحر کرنا چاہے تو اسکو تین پاؤں پر
کھڑا کر دے ایک ہاتھ باندھکر پھر کہہ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اور صحیحین وغیرہما میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے کہ انہوں نے ایک مرد کو دیکھا کہ اپنے بدنہ کو بٹھا کر نحر کرتا ہے تو فرمایا اِبْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یعنے اسکا ایک پاؤں باندھکر اٹھا دے جیسے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ
ہے اور کھڑا کر نیکا مسنون ہونا بسبیل ندب کے ہے رہا جواز تو نحر کرنا اور پہلو پر لٹا کر گلے کیطرح ذبح کرنا بھی جائز
ہے اور اللہ تعالے کے قول فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا میں وجوب کے معنے سقوط کے ہیں بولا جاتا ہے وَجَبَتِ
الشَّمْسُ ای سَقَطَتْ اور کہتے ہیں وجبت الجدار یعنے سقط اور اسی سے ماخوذ ہے وجب شیء گویا وہ ہمپر
گر پڑا اور ہمیں اسکا کرنا لازم ہوگیا تو آیت کا مطلب ہوا جب نحر کے بعد اسکا پہلو زمین پر گر پڑا اور یہ گرنا روح
نکلنے کے وقت ہوتا ہے تو یہ گرنا مرنے سے کنایہ ہے اور یہ جو فرمایا فَكُلُوا مِنْهَا اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تمہارا جی چاہے
تو تم اس میں سے کھاؤ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ امر استحباب کے واسطے ہے اور یہ جو فرمایا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ
الْمُعْتَرَّ اس امر میں خلاف ہے بعض نے تو کہا یہ امر بھی ندب کے لیے ہے جیسے پہلا ندب کے لیے ہے وَبِهِ قَالَ مُجَاهِدٌ
وَالنَّخَعِيُّ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ سُرَيْجٍ اور امام شافعی اور ایک جماعت نے کہا یہ امر وجوب کے لیے ہے اور اس میں خلاف
ہے کہ قانع سے کیا مراد ہے بعض نے تو کہا وہ سائل ہے بولتے ہیں قَنَعَ الرَّجُلُ بفتح النون يَقْنِعُ بكسرها جب
سوال کرے اور بعض نے کہا قانع وہ ہے جو سوال سے بچے اور قدر ضرورت پر کفایت کرے ذکر معناه الخليل
وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ابن السکیت نے کہا عرب کے بعضے ایسے ہیں جو قنوع کو قناعت کے معنے میں ذکر کرتے ہیں
اور قناعت کے معنے ہیں تقدیر پر راضی رہنا اور سوال سے پرہیز کرنا اور پہلے قول کے قائل ہوئے ہیں زید بن اسلم
اور اسکا بیٹا اور سعید بن جبیر اور حسن اور دوسرے قول کے قائل ہوئے ہیں عکرمہ اور قتادہ اور ابن عمر اور ابن عباس
رضی اللہ عنہم نے کہا قانع وہ ہے جو اسی چیز پر قناعت کرے جو تو نے اسکو دی۔ رہا معتر سو اسکی تفسیر میں محمد
بن کعب قرظی اور مجاہد اور ابراہیم اور کلبی اور حسن نے کہا وہ وہ ہے جو سامنے آوے اور مانگے نہیں اور بعض
نے کہا وہ وہ ہے جو تیری ساتھ لگا اور تجھ سے مانگ اور امام مالک نے کہا بہت عمدہ تفسیر جو میں نے سنی یہ ہے کہ قانع
وہ شخص ہے جو محتاج ہو اور معتر وہ شخص ہے جو زیارت کو آوے اور ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ دونوں ایسے
ہیں کہ سوال نہیں کرتے فرق اتنا ہے کہ قانع اسی چیز پر خوش رہتا ہے جو اسکے پاس ہے مانگتا نہیں اور
معتر وہ ہے جو تیرے سامنے آتا ہے اور مانگتا نہیں اور امام حسن نے معتر کی جگہ پڑھا معتری اور اسکے معنے بھی

معتر کے معنے کی شرح مین اور اس آیت کی تفسیر مین تابعین سے کئی طرح کے اقوال منقول ہین اور مرجح معنے لغوی ہے خصوصًا
حسب تعامل ومن بعدہم مین اسکی تفسیر مین خلاف ہو قولہ تعالی كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ یعنے اس تسخیر عجیب کیطرح جو قولہ تعالے
صَوَآفَّ کا مفہوم ہے یعنے انکو تمہارے زیر کردیا کہ تمہارے ساتھ باد و قربانی تک چلے جاتے ہین تو تم انکو نحر کرتے ہو اور ان سے
نفع اٹھاتے ہو اس سے پہلے کہ لادتے اور سوار ہوتے اور دودھ دوہتے وغیرہ کے لیے تمہارے مسخر تھے قولہ تعالی لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

یعنے تاکہ اس نعمت کا جو اللہ سبحانہ وتعالی نے تم کو عنایت کی شکر کرو لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ

يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اللہ کو نہین
پہنچتے انکے گوشت نہ لوہو لیکن اسکو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب اسیطرح انکو بس مین دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو
اسپر کہ تمکو راہ سوجھائی اور خوشی سنا نیکی والون کو انتھے۔ کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالی فرماتا ہے ان ہدیون اور
قربانیون کا ذبح کرنا صرف اسلیے ہے کہ تم انکے ذبح کے وقت اللہ تعالی کا نام یاد کرو کہ وہی خالق اور رزق رسان ہے
نہ اسلیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو انکے گوشتون اور خونون سے کچھ نفع پہونچتا ہے کیونکہ اللہ تعالی اپنے ماسوا سے بے پروا
ہے اور جاہلیت والون کا دستور تھا کہ جب اپنے ٹھاکرون کے لیے ذبح کرتے تھے اپنی قربانیون کے گوشت مین سے
کچھ ڈالتے تھے اور انکے خونون مین سے چھڑکتے تھے تو اللہ تعالی نے انکے رد کے لیے فرمایا لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا اور ابن
جریج سے مروی ہے کہ اہل جاہلیت اپنی قربانیون کا گوشت اور خون بیت اللہ پر چھڑکتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اصحاب نے کہا کہ ہم زیادہ لائق ہین اس بات کے کہ یہ کام کرین پس اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری لَنْ يَّنَالَ
اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ یعنے اللہ تعالی تقوی کو قبول فرماتا ہے اور اسپر جزا
دیتا ہے رواہ ابن ابی حاتم چنانچہ صحیح حدیث مین وارد ہوا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَ
لٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ یعنے اللہ تعالی تمہاری صورتون اور مالون کو نہین دیکھتا لیکن تمہارے دلون
اور اعمال کیطرف نظر فرماتا ہے اور یہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ صدقہ اللہ تعالی کے ہاتھ مین پہونچتا ہے اس سے
پہلے کہ سائل کے ہاتھ مین پڑے اور قربانیکا خون اللہ تعالی کے ہان (مرتبہ قبولیت) مین پڑتا ہے پہلے اس سے کہ
زمین پر پڑے كَمَا تَقَدَّمَ فِي الْحَدِيْثِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا اور اس حدیث کا
معنے یہ ہے کہ اللہ تعالی عمل مین اخلاص کرنیوالے سے قبول فرماتا ہے پہلے اس سے کہ زمین پر پڑے اور علماء محققین کے
نزدیک اس حدیث کا معنے متبادر یہی ہے اسکے سوا کچھ اور نہین واللہ اعلم۔ وکیع نے یحیی بن مسلم بن ضحاک سے نقل کیا کہا
مینے عامر شعبی سے قربانیون کے چمڑون کا حکم پوچھا تو انہون نے کہا اللہ تعالی کو انکے گوشتون اور خونون سے کچھ نہین پہنچتا

چاہے تو بیچ ڈال اور چاہے تو اپنے پاس رکھ اور چاہے تو خیرات کر دے قولہ تعالی كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ یعنے اسیلیے اونٹون کو اللہ تعالی نے تمہارے تابع کر دیا کہ اسکی بڑائی بیان کرو جیسے اس نے تمہین ہدایت کی اپنے دین اور شریعت کی طرف اور اس چیز کی طرف جسکو وہ دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے اور جیسا اس نے تمہین منع فرمایا ان کامون کے کرنے سے جنسے وہ خوش نہین اور جنکو ناپسند کرتا ہے قولہ تعالی وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ یعنے خوشی سنا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیک کام کرنیوالون کو جو اللہ تعالی کے حدود پر قائم ہین اور جو پیروی کرتے ہین اس چیز کی جو اللہ تعالی نے انکے لیے شریعت مقرر کی اور تصدیق کرتے ہین رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس چیز مین جو اللہ تعالی کیطرف سے انکو پہونچائی **مسئلہ** امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا یہ مذہب ہے کہ قربانی واجب ہے اس شخص پر جو نصاب کا مالک ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے شرط اقامت کو بھی زیادہ کیا اور انکی دلیل مین یہ حدیث بیان کی گئی جس کو امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ایسی سند کیساتھ جسکے راوی سب ثقہ ہین ابو ہریرہ رضہ سے مرفوعا کہ جو باوجود وسعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے پاس بھی نہ آوے لیکن یہ حدیث باوجود غرابت کے امام احمد نے اسکو منکر کہا اور ابن عمر نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ مین دس برس مقیم رہے ہر سال قربانی کرتے تھے رواہ الترمذی اور امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما نے کہا قربانی واجب نہین بلکہ مستحب ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكٰوةِ یعنے مال مین زکوۃ کے سوا کوئی حق لازم نہین اور پہلے ذکر ہوچکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری امت کیطرف سے قربانی کی پس امت سے اسکا وجوب ساقط ہوگیا اور ابو سریحہ نے کہا مین ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ہمسایہ تھا پس یہ دونون صاحب قربانی نہین کرتے تھے اس خوف سے کہ مبادا لوگ انکی پیروی کرین (اور رفتہ رفتہ واجب جاننے لگین) اور بعض علما نے کہا قربانی سنت کفایہ ہے جب ایک محلہ یا گھر والون سے ادا کرے باقیون کے ذمہ سے معاف ہوجاتی ہے اسلیے کہ مقصود اظہار شعار اسلام ہے اور امام احمد اور اہل سنن نے روایت کی اور ترمذی نے اسکو حسن کہا مخنف بن سلیم سے کہ انہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا عرفات مین کہ فرماتے تھے ہر صاحب خانہ پر ہر سال مین قربانی اور عتیرہ واجب ہے جانتے ہو عتیرہ کسے کہتے ہین عتیرہ وہ ہے جسکو تم رجبیہ کہتے ہو اور اسکے اسناد مین کلام کی گئی ہے اور ابو ایوب نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ایک شخص اپنے اور اپنے گھر والون کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتا تھا سو اس مین سے کھاتے تھے اور کھلاتے تھے یہانتک کہ سب لوگون کو قربانی کی وسعت ملگئی سو اب یہ حال ہے جو تو دیکھتا ہے یعنے ہر ہر آدمی اپنی قربانی علاحدہ کرتا ہے رواہ الترمذی وصححہ وابن ماجہ اور عبداللہ بن ہشام ایک بکری سب اپنے اہل کیطرف سے قربانی

کرتے ہے رَوَاہُ البُخاری و مسلم رہا قربانی کے جانور کی عمر کا مسئلہ سو مسلم نے جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ذبح کرو مگر مُسِنّہ (یعنے دو سالہ) لیکن اگر میسر نہ ہو تو جذعہ (یعنے جسپر اکثر سال گذر چکا ہو) دنبہ ذبح کرو۔ ابن زہری نے
کہا جذعہ بالصورت جائز نہین اور اوزاعی نے اسکا مقابلہ کیا اور کہا جذعہ ہر جنس سے جائز ہے اور یہ دونون قول غریب ہین
جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اونٹ گائے اور بکری سے تو ثنی ہی جائز ہے اور دنبہ مین سے جذعہ جائز ہے۔ سو ثنی اونٹ مین سے وہ ہے
جو پانچ برس کا ہو کر چھٹے مین شروع ہو اور گائے مین سے ثنی وہ ہے جو دو برس پورے کرکے تیسرے مین داخل ہو اور بعضے کہتے ہین
تین برس کا ہو کر چوتھے مین شروع ہو اور بکری مین سے ثنی وہ ہے جسکو دو برس ہون اور ضأن کے جذعے مین کئی قول ہین
ایک قول تو یہ ہے کہ سال بھر کا ہو اور بعضے کہتے ہین دس مہینے کا جذعہ ہوتا ہے اور کسی نے کہا آٹھ مہینے کا اور بعض نے کہا چھ
مہینے کا اور یہ سب کمتر مدت ہے جو اسکے سن مین کہی گئی اور اس سے کم عمر کو حمل کہتے ہین اور دونون مین فرق یہ ہے کہ
حمل کی پیٹھ کے بال کھڑے ہوتے ہین اور جذع کی پیٹھ کے بال لیٹے ہوئے ہوتے ہین اور انکے کن پٹیان ہٹ گئی ہین واللہ
اعلم انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر۔ فتح البیان مین کہا قولہ تعالی لن ینال اللہ سے مراد یہ ہے کہ نہین چڑھتے اور نہ اٹھائے
جاتے ہین اللہ تعالی کی طرف اور نہین پہنچتے مرتبہ قبول و رضا کو ان قربانیون کے گوشت جو تم خیرات کرتے ہو اور نہ انکے خون
جو نحر کے وقت بہتے ہین صرف اس لحاظ سے کہ وہ گوشت ہین یا خون ہین وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ یعنے ولیکن اسکی طرف
پہونچتی تمہارے دلون کی پرہیزگاری اور عمل صالح کے اندر اخلاص اور اللہ تعالی کی ذات پاک کا ارادہ کرنا باوجود ایمان کے
سو یہ چیز ہے جو اللہ تعالی قبول فرماتا ہے اور اسپر بدلا دیتا ہے اور بعض نے کہا مراد اصحاب لحوم و دما ہین یعنے ضحیہ اور
قربانی کرنیوالے اپنے رب کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ نہین ہوتے مگر پرہیزگاری کے ساتھ مقبول ہوتے ہین ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مشرک جب قربانیان کرتے تھے تو انکے خونون کو کعبے کے پاس بہا کر کعبہ پر چھڑکتے تھے پس مسلمانون
نے بھی ارادہ کیا کہ ایسا ہی کرین تو اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اور ابن جریج سے بھی اسکی مثل مروی ہے قولہ کَذٰلِکَ سَخَّرَهَا
لَکُمْ تسخیر کو دوبارہ ذکر فرمایا یاد دلانے کے لیے اور یہ جو فرمایا لِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ اس سے مراد یہ ہے نحر کرتے وقت انکا قول
اللہ اکبر ہے نحر کے وقت پہلی آیت مین تو اللہ تعالی کا نام یاد کرنے کا حکم فرمایا اور اسجگہ تکبیر کو ذکر فرمایا کہ بسم اللہ اور تکبیر
کے جمع کرنے کی مشروعیت سمجھی جاوے اور بعض نے کہا تکبیر سے مراد اللہ سبحانہ و تعالی کی ایسی صفت بیان کرنا ہے جو
اسکی کبریا پر دلالت کرے اور یہ جو فرمایا عَلٰی مَا هَدٰىکُمْ اسکا معنے یہ ہے کہ اسکی بڑائی بیان کرو اسکے اس احسان پر کہ تمکو
اپنی نزدیکی ڈھونڈنے کی کیفیت سکھادی اور اللہ تعالی نے فرمایا وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ محسن سے مراد بعض نے کہا اخلاص والے
ہین اور بعض نے کہا اہل توحید ہین اور ظاہر یہ ہے کہ جس شخص سے کوئی نیکی صادر ہو کہ اسپر محسن کا اطلاق صحیح ہو

وہ سب آیتین مراد ہین اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ ۝ اللہ تعالیٰ دفع کر
کو ہٹا دیگا ایمان والون سے اللہ کو خوش نہین آتا کوئی دغاباز ناشکر **ف** یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے مین تہے
حکم تہا کہ مسلمان صبر کرین کافرون کی بدی پر صبر کیا جب مدینے مین آئے حکم ہوا کہ جو تم سے بدی کرتے ہین تم بہی بدلا لو تب جہاد شروع
ہوا اگلی آیت مین حکم ہے انتہی حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے ان بندون سے جنہون نے اسپر بہروسا کیا
اور اسکی طرف رجوع ہوئے دفع کرے گا شریرون کی بدی اور فاجرون کے مکر اور ان کی حفاظت اور نگہبانی کریگا اور
ان کو مدد دیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہہ فرمایا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنے کیا اللہ بس نہین اپنے بندے کو اور فرمایا
وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا یعنے اور جو کوئی بہروسا
رکہے اللہ پر تو وہ اسکو بس ہے اللہ مقرر پورا کر لیتا ہے اپنا کام اللہ نے رکہا ہے ہر چیز کا اندازہ اور اللہ تعالیٰ کا قول اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ اسکے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ نہین پسند کرتا اپنے بندون مین سے اس شخص کو جو ان صفتون سے
موصوف ہو ایک خیانت عہد و پیمان مین کہ پورا نہ کرے اپنی کہی ہوئی بات کو دوسرے کفران یعنے نعمت کا انکار کرنا کہ
منعم کے احسانون کو نہ مانے فتح البیان مین کہا اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ مین یُدَافِعُ کی جگہہ بعض قرأتون مین یدفع
بہی آیا ہے اور اسجگہہ مفاعلہ کا صیغہ اپنے اصلی معنے سے مجرد ہے یعنے بیان وقوع الفعل من الجانبین مراد نہین چنانچہ
دوسری قرأت اسپر دلالت کرتی ہے اور استعمال عرب مین بہتیری جگہہ اس صیغہ کو بولکر اسکا اصل معنے مراد نہین لیا جاتا
جیسے بولتے ہین عَاقَبْتُ اللِّصَّ اور بیان وقوع فعل ایک ہی جانب سے ہے وَقَدْ قَدَّمْنَا تَحْقِیْقَہٗ اور بعض نے کہا
بیان یہ صیغہ مبالغہ کی غرض سے لایا گیا اور بعض نے کہا تکرر واقع پر دلالت کرنیکے لیے اور مراد دفع عن المؤمنین سے یہ ہے
کہ مشرکین کی شرارتین مؤمنین سے دفع کرتا ہے اور بعض نے کہا انکی حجت کو زبردست کرتا ہے اور بعض نے کہا انکو توفیق دیتا
ہے ابو حیان نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسچیز کا ذکر نہین کیا جو مومنون سے ہٹاتا ہے تو کہ افخم اور اعظم اور اعم ہو اور یہ جو فرمایا
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ یہ پہلے جملہ کے مضمون کی تاکید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مومنون سے انکے دفع کرنے
سے بخوبی سمجہا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مبغوض ہین اللہ انکو دوست نہین رکہتا زجاج نے کہا جس نے غیر اللہ کے نام کا ذکر
کیا اور ذبیحہ کے ساتہہ بتون کا تقرب چاہا وہ خوان کفور ہے اور خوان اور کفور دونون مبالغہ کے صیغے لانے سے یہ
غرض ہے کہ سمجہا دے کہ وہ کفار واقع مین ایسے ہی ہین یہ غرض نہین کہ جس نے انکی خیانت سے کم درجہ کی خیانت کی یا
انکے کفر سے نیچے کے درجے کا کفر کیا وہ اس وعید سے خارج ہین اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰہَ
عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ

اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا
وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ حکم ہوا ان کو جن سے لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور
اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جنکو نکالا انکے گھرون سے اور کچھ دعوی نہین سوا اسکے کہ وہ کہتے ہین ہمارا رب اللہ
ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگون کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدین جن مین
نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ تعالی ضرور مدد کریگا اسکو جو مدد کریگا اسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا۔
ف جو اسکی مدد کرے یعنے اسکے دین کی اور اسکے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم مین کرے انسان سے بھی
معاملے ہے ہیں بہتر یہ آپس مین سزا پاوین۔ انتہی مالی موضح القرآن کہا حافظ ابن کثیر نے عوفی کے نے ابن عباس رضی سے
نقل کیا یہ آیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق مین اتری
جب کفار کی ایذا رسانی کی وجہ سے شہر سے نکل گئے تھے۔ اور کہا اکثر سلف نے جیسے ابن عباس رضی اور مجاہد اور عروہ بن
زبیر اور زید بن اسلم اور مقاتل بن حیان اور قتادہ وغیرہم مین یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے بارہ مین اتری اور بعض علما نے
اس آیت سے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ یہ سورت مدنی ہے وَقَالَہٗ مُجَاھِدٌ وَالضَّحَّاکُ وَقَتَادَۃُ وَغَیْرُ وَاحِدٍ اور
ابن جریر نے سعید بن جبیر سے ابن عباس رضی سے نقل کیا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے نکل گئے تو حضرت خلیفہ اول ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اَخْرَجُوْا نَبِیَّھُمْ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ لَیَھْلِکُنَّ یعنے یہ تو ضرور ہلاک ہو
جاوینگے انہون نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکالدیا انا للہ وانا الیہ راجعون ابن عباس رضی فرماتے ہین تب اللہ تعالی
نے یہ آیت اتاری اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ تو ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ نے فرمایا میں نے جان لیا کہ عنقریب قتال ہوگا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ یُوْسُفَ الْاَزْرَقِ
بہ اور امام احمد کی روایت مین یہ بھی زیادہ ہے کہ یہ پہلی آیت ہے جو قتال مین اتری وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ
فِی التَّفْسِیْرِ مِنْ سُنَنَیْھِمَا وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِّنْ حَدِیْثِ اِسْحَاقَ بْنِ یُوْسُفَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ
حَسَنٌ اور یہ جو فرمایا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ یعنے اور وہ قادر ہے اپنے مومن بندون کی نصرت پر بغیر
لڑائی کے لیکن وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندون کی طاعت مین کوشش کرنیکا امتحان کرے کَمَا قَالَ فَاِذَا لَقِیْتُمُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا ذٰلِکَ وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰہُ لَانْتَصَرَ مِنْھُمْ وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَا بَعْضَکُمْ بِبَعْضٍ وَ
الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَھُمْ سَیَھْدِیْھِمْ وَیُصْلِحُ بَالَھُمْ وَیُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ

عرفها لهم یعنے سو جب تم بھڑو منکرون سے تو گردنین مارنی یہانتک کہ جب کہ تم ڈال چکے ان مین تو مضبوط باندھو
قید پہر یا احسان کریو پیچھے اور یا چھڑوائی لیجیو جبتک رکھدے لڑائی اپنا ہتھیار یہ سن چکا اور اگر چاہے اللہ تو بدلا
لے ان سے پر جانچنے کو تمہارے ایک سے دوسرے کو اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین تو نہ کھوویگا وہ انکے کیے ان کو
راہ دیگا اور سنواریگا انکا حال اور داخل کریگا بہشت مین معلوم کرادی ہے ان کو اور چنانچہ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی
نے قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ
وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ یعنے لڑو ان سے تا عذاب کرے
اللہ ان کو تمہارے ہاتھون اور رسوا کرے اور تم کو ان پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل کتنے مسلمان لوگون کو اور نکالے
ان کے دل کی جلن اور توبہ دیگا اللہ تعالی جسکو چاہے گا اور اللہ تعالی سب جانتا ہے حکمت والا اور فرمایا أَمْ حَسِبْتُمْ
أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا
الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ یعنے کیا جانتے ہو کہ چھوٹ جاؤگے اور ابھی معلوم نہین کیے اللہ نے تم
مین سے جو لوگ لڑے ہین اور نہین پکڑا انہون نے سوا اللہ کے اور اسکے رسول کے اور مسلمانون کے کسی کو بھیدی
اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی اور فرمایا أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا
مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ یعنے کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤگے جنت مین اور ابھی معلوم نہین کیے اللہ نے جو
لڑنے والے ہین تم مین معلوم کرے ثابت رہنے والے اور فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَ
الصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ یعنے البتہ تم کو جانچینگے تا معلوم کرین جو تم مین لڑائی والے ہین اور ٹھیرنے والے اور
تحقیق کرین تمہاری خبرین اور آیات اس مضمون مین بہت ہین اور اسیلیے فرمایا إِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ اور
اسی لیے کہا ابن عباس نے اللہ تعالی کے قول وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ کی تفسیر مین وَقَدْ فَعَلَ یعنے اور بیشک
اللہ تعالی نے یہ کام کیا اور بات یہی ہے کہ اللہ تعالی نے جہاد کو بڑی مناسب وقت مین مشروع کیا کیونکہ جب اہل اسلام
مکے مین تھے اسوقت مشرکون کی گنتی بہت تھی پس اسوقت اگر مسلمانون کو لڑائی کا حکم کیا جاتا حالانکہ وہ دسوین حصے
سے کم تھے تو یہ بات انپر بہت شاق گذرتی اور اسی لیے جب مدینہ والون نے لیلۃ العقبہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے بیعت کی اور وہ کچھ اوپر اسی آدمی تھے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم یہ کام نکرین کہ جھک
پڑین اہل وادی یعنے اہل منی پر منی کی راتون مین اور انکو قتل کر ڈالین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
مجھے اسکام کا حکم نہین ہوا سو جب مشرکون نے بغاوت کی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیچ مین سے نکال

دیا اور آپکے قتل کا ارادہ کیا اور آپکے اصحاب کو ستا دیا پس ان مین سے ایک طائفہ تو حبشہ مین چلے گئے اور کچھ مدینہ منورہ کیطرف ہجرت کر گئے سو جب مدینہ مین قرار پکڑ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حسب وعدہ انکے پاس پہونچ گئے اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم آپکے پاس اکٹھے ہو گئے اور آپکی نصرت پر کمر بستہ ہو گئے اور مدینہ انکو دار الاسلام و جائے پناہ بن گیا سو تب اللہ تعالی نے دشمنون کا جہاد مشروع کیا پس یہ آیت سب سے پہلے جہاد کی مشروعیت مین نازل ہوئی اور یہ جو فرمایا اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ عوفی نے اسکی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب بلا وجہ اور ناحق مکے سے مدینہ کیطرف نکالے گئے قولہ تعالی اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ یعنے اونھون نے اپنی قوم کے ساتھ کوئی بدی نہین کی تھی اور نہ انکا کوئی قصور تھا مگر یہ کہ انھون نے اللہ کی توحید کی اور اس واحد لا شریک کی بندگی کی ۔ اور یہ استثنا منقطع نفس الامر کی نسبت ہے ورنہ مشرکین کے نزدیک تو یہ کبیرہ گناہ تھا چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ یعنے نکالتے ہین رسول کو اور تم کو اس پر کہ تم مانو اللہ اپنے رب کو اور فرمایا اصحاب الاخدود کے قصہ مین وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ یعنے اور ان سے بدلا نہ لیتے تھے مگر اسیکا کہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے خوبیون سراہا اور اسی لیے جب مسلمان بنا خندق مین یہ رجز پڑھتے تھے ؎

لَاهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا — وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا — وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا — اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

یعنے اے اللہ اگر تیری ذات پاک ہماری رہنما نہ ہوتی تو ہم کبھی راہ پر نہ آتے ۔ اور نہ ہم صدقہ کرنے کی توفیق پاتے اور نہ ہم نماز پڑھتے سو اتار ہم پر سکینت یعنی دلجمعی اور ہماری قدمون کو ثابت رکھ اگر کافرون سے مٹھ بھیڑ ہو جاوے بیشک انھون نے ہم پر تعدی اور سرکشی کی جب وہ فتنہ کرنا چاہتے ہین تو ہم انکی نہین مانتے سو جب صحابہ یہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انکی موافقت کرتے تھے اور ہر قافیہ کا اخیر انکے ساتھ آپ بھی کہتے تو جب صحابہ یہ پڑھتے اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا تو پکار کر بلند آواز سے فرماتے اَبَيْنَا پھر اللہ تعالی نے فرمایا وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ یعنے اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ تعالی ایک قوم کو دوسری سے ہٹا دیتا ہے اور ایک لوگون کی شر سے دوسرون کو بچاتا ہے ان اسباب سے جو اس نے پیدا کیے اور مقدر فرمائے تو ملک تباہ ہو جاتا اور قوت والا ناتوان کو ہلاک کر ڈالتا اور صوامع کہتے ہین نصاری کے درویشون کے چھوٹے چھوٹے عبادتخانون کو قالہ ابن عباس ومجاهد وابو العالیة و

عکرمۃ والضحاک وغیرھم اور قتادہ نے کہا وصابئین (کہ کواکب پرستوں) کے عبادت خانے ہیں اور قتادہ سے یہ بھی مروی
ہے کہ مجوس (آتش پرستوں) کی جو ٹیکریوں کو کہتے ہیں اور مقاتل بن حیان نے کہا وہ گھر ہیں جو راستہ پر ہوں اور
صوامع کو بڑی عبادتخانوں کو کہتے جن میں کوئی ایک عابد رہتے ہوں اور یہ بھی نصاری ہی کے رہتے ہیں قالہ ابو العالیۃ
والضحاک وقتادۃ وابن مخزمۃ ومقاتل بن حیان وخصیف وغیرھم اور ابن جبیر نے مجاہد وغیرہ سے حکایت
کیا ہے کہ وہ یہودیوں کے عبادتخانے ہیں۔ اور سدی نے ایک شخص سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حکایت کیا کہ وہ
یہودیوں کے عبادتخانے ہیں واللہ اعلم اور اللہ تعالیٰ کے قول صلوات کی تفسیر میں عوفی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ وہ کنائس
ہیں اور اسی طرح عکرمہ اور ضحاک اور قتادہ نے کہا کہ وہ یہود کے کنائس ہیں اور وہ ان کو صلوات کہتے ہیں اور سدی نے ایک
شخص سے اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا وہ نصاری کے کنائس ہیں اور ابو العالیہ وغیرہ نے کہا صلوات سے مراد صابئین
کے عبادت خانے ہیں اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے نقل کیا صلوات سے مراد مسجدیں ہیں اور یہ جو فرمایا يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ
اللّٰهِ كَثِيرًا اسکی تفسیر میں بعض نے کہا فیہا کی ضمیر مساجد کی طرف عائد ہے کیونکہ یہ اقرب المذکورات ہے اور ضحاک نے
کہا سب ہی میں اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے پڑھا جاتا ہے اور ابن جریر نے کہا ٹھیک تفسیر یہ ہے لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ
الرُّهْبَانِ وَبِيَعُ النَّصَارَى وَصَلَوَاتُ الْيَهُودِ وَهِيَ كَنَائِسُهُمْ وَمَسَاجِدُ الْمُسْلِمِينَ الَّتِي يُذْكَرُ
فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا کیونکہ یہی مستعمل ہے جو کلام عرب میں معروف ہے اور بعض علماء نے کہا یہ ترقی ہے اقل سے اکثر
کی طرف حتی کہ مسجدوں تک نوبت آپہونچی اور انہیں مسجدوں کے آباد کرنے والے اور عبادت کرنیوالے اکثر ہوتے
ہیں اور انہیں لوگوں کی نیت صحیح ہوتی ہے اور یہ جو فرمایا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهُ یہ ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ
کا یہ قول يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ
وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ یعنے اے ایمان والو اگر تم مدد کروگے اللہ تعالیٰ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جما دیگا تمہارے پاؤں اور جو
لوگ منکر ہوئے ان کو لگی ٹھوکر اور کھو دیے انکے کئے اور جو فرمایا ان اللہ لقوی عزیز یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو
قوت اور عزت سے موصوف کیا سو اسکی قوت ہی کا نتیجہ ہے کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اندازہ کیا اشیاء کا ماپ کر اور اس
کی عزت کی وجہ سے کوئی باز والا اس پر قہر نہیں چلا سکتا اور کوئی غالب اس پر غلبہ نہیں پا سکتا بلکہ ہر شے اسکے سامنے ذلیل
ہے اسکی طرف محتاج ہے اور جسکا مددگار ہو زبردست عزت والا تو ضرور وہ منصور ہوگا اور اسکا دشمن مقہور ہوگا اللہ تعالیٰ نے
فرمایا وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ
اور بیان ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں بیشک انہی کو مدد ملتی ہے اور ہمارا لشکر جو ہے بیشک

وہی زبردست ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ یعنے اللہ لکھ چکا کہ میں زبردست رہونگا اور میرے رسول بیشک اللہ زور آور ہے زبردست انتہی۔ قال الحافظ ابن کثیر۔ فتح البیان میں کہا ہے مفسرین نے ذکر کیا کہ مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو زبانوں اور ہاتھوں سے ایذا پہونچاتے تھے تو اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس شکایت لاتے تھے تو آپ فرماتے صبر کرو ابھی مجھکو لڑائی کا حکم نہیں ہوا سو یہی حال رہا یہانتک کہ آپنے ہجرت کی اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل فرمائی اور یہ پہلی آیت ہے جس میں لڑائی کا حکم ہوا اس سے پیچھے کہ کچھ اوپر ستر آیتوں میں اس سے نہی وارد ہو چکی تھی۔ اور بعض نے کہا یہ آیت ایک خاص قوم کے حق میں اُتری جو مکے سے ہجرت کرکے مدینہ کی طرف جاتے تھے تو رستے میں مشرکین مکہ نے انکو روکا پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ان لوگوں کے ساتھ لڑائی کرنے میں جو ان کو ہجرت سے مانع ہوئے تھے اور یہ جو فرمایا بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا اس سے مراد یہ ہے کہ انکو لڑائی کا حکم اسواسطے دیا کہ مشرک لوگ انپر ظلم اور تعدی کرتے تھے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رمز وکنایہ کے طور مشرکوں پر انکے ظفریاب ہونیکا وعدہ فرمایا ہے جیسے کہ انکو وعدہ دیا تھا کہ کفار کا نشان ہی مٹا دیگا پس فرمایا وَ إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مکہ سے ہجرت فرمائی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ قوم ضرور ہلاک ہوجاویگی جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے درمیان نہیں رہنے دیا انا للہ وانا الیہ راجعون اسوقت یہ آیت اتری أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ الخ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ۔ وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ هٰذَا عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ التَّابِعِينَ پھر اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی صفت فرمائی اپنے اس قول میں الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ دیار سے مراد مکہ ہے اور یہ جو فرمایا إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ یعنے مومنوں کو کفار نے مکے سے نکالدیا ناحق بغیر کسی وجہ کے جو انکے نکالنے کا موجب ہو مگر اسلیے کہ انہوں نے کہا ہمارا صرف ایک اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ میں دفع کی جگہ بعض قرائتوں میں دفاع بھی آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول لَهُدِّمَتْ تشدید کے ساتھ بھی صحیح ہے اور بلا تشدید مخفف بھی جائز ہے صوامع نصاریٰ کے درویشوں کے عبادتخانوں کو کہتے ہیں جو جنگل میں بنے ہوئے ہوتے ہیں اور بعض نے کہا صابئین کی جھونپڑیوں کو کہتے ہیں اور یہ صومعہ کی جمع ہے اور صومعہ کہتے ہیں منار بلند کو نہ لپشت کو پھر اسلام میں انکا استعمال ان بلند جگہوں میں ہو گیا جنپر اذان کہی جاتی ہے اور بِيَعٌ بِيعَةٌ کی جمع ہے اور یہ نصاریٰ کے ان عبادتخانوں کو کہتے ہیں جو شہر میں ہوں اور بعض نے کہا یہود کے عبادتخانوں کو کہتے ہیں اور صلوات سے مراد بعض مفسرین نے تو کہا یہود کی پرستش گاہیں ہیں اور بعض نے کہا نصاریٰ

کی اور ابن عطیہ نے صلوات مین تو قرار دین ذکر کین اور صلوۃ کی جمع ہے کنیسہ کو صلوۃ اسلیے کہتے ہین کہ اس مین نماز پڑہی
جاتی ہے اور بعض نے کہا یہ کلمہ معرب ہے اصل اسکا عبرانی مین صلوثا ہے قالہ السمین اور اسکا معنے انکی زبان مین عیدگاہ
ہے تو صومعت مین یہ مجانسہ ہوگا قالہ الشہاب اور مساجد سے مراد مسلمانون کی مسجدین ہین اور صوامع اور بیع اور صلوات
کو مساجد پر مقدم اسلیے کیا کہ انکی بنا مقدم ہے اور ان کا وجود پہلے سے ہے یا اسلیے کہ شریف سے اشرف کی طرف انتقال
ہو اور ظاہر تو یہ ہے کہ ہدم سے اسکے حقیقی معنے ہی مراد ہین کما ذکرہ الزجاج وغیرہ اور بعض نے کہا مجازی معنے مراد ہین
یعنے عبادت سے انکو معطل اور ویران کردینا مراد ہے کہ اگر نہ ہوتے وہ احکام جو اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے پیغمبرون اور مومنین
کے لیے مقرر فرمائے ہین جیسے دشمنون کے ساتھ لڑائی کرنی اور حدود شرعیہ کا قائم کرنا تو اہل شرک غالب ہوجاتے اور عبادت
گاہین دنیا سے جاتی رہتی اور بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ اگر خدا تعالی کفار کو دفع نہ کرتا تو موسی علیہ السلام کے زمان مین
کنائس یہود کو عبادتخانے گرائے جاتے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین صوامع و بیع گرائے جاتے اور حضرت
خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفی احمد مجتبی صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمان مین مسجدین گرادی جاتین
ابن عطیہ نے کہا یہ بہت ٹھیک تاویل ہے ان سب تاویلون مین سے جو اس آیت مین کی گئین پس اس تفسیر پر اللہ تعالی
نے کفار کو ان سے اوسوقت ہٹایا جب وہ حق پر تھے تحریف سے پہلے اور انکی شریعت کے منسوخ ہونے سے پہلے اور بعض
نے کہا معنے یہ ہین کہ اگر اللہ تعالی ظالمون کے ظلم کو ولاۃ احکام کے عدل سے دفع نہ کرتا تو یہ فتنے حادث ہوتے اور بعض
نے کہا اگر اللہ تعالے عذاب کو ببرکت دعاء اخیار وابرار نہ ہٹاتا اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ یہ
آیت اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین نازل ہوئی اور معنے اسطرح ہے کہ اگر اللہ تعالی صحابہ کے ذریعہ
سے تابعین سے دفع نہ کرتا تو یہ باتین واقع ہوتین ابوحیان نے کہا اللہ تعالی کی عادت اسطرح جاری ہے سب امتون مین
کہ اس قتال ومدافعہ کے ذریعہ سے کلام کا انتظام رہتا ہے اور احکام شرع قائم رہتے ہین اور عبادتگاہین گرائے جانے
سے محفوظ رہتی ہین اور اسکے اہل قتل اور پریشانی سے بچے رہتے ہین اور اسکی تائید کرتا ہے اللہ تعالی کا قول وَقَتَلَ دَاوُدُ
جَالُوتَ یعنے مارا داود نے جالوت کو پھر فرمایا وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ یعنے
اگر دفع نہ کرتا اللہ لوگون کو ایک کو ایک سے تو خراب ہوجاوے ملک اللہ یہ جو فرمایا يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا یہ مساجد
کی صفت ہے اور بعض نے کہا چارون کی صفت ہے اللہ جو فرمایا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهٗ اسکے معنی یہ ہین کہ اللہ
تعالی مدد کریگا اس شخص کی جو اللہ تعالی کے دین پاک کی مدد کرے اور اسکے دوستون کی امداد کرے اور اللہ تعالی کی
مدد اسطرح ہوتی ہے کہ انکو اپنے دشمنون پر ظفریاب کرتا ہے اور اسکے دین کی مدد کرنے کے یہ معنی ہین کہ قتال مین خ

جیسی چاہئے کرے اور اسکے اولیاء اور دینیات کو منع کرے اور معارف و طاعات پر اعانت کرے فرمایا تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی مدد پر طاقت رکھتا ہے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے پر قادر ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وہ کہ اگر ہم انکو مقدور دیں ملک میں کھڑی کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برے سے اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے آخر ہر کام کا **ف** یعنے یہ ہیں قائم کرینگے ایک مدت آخر اسلام ہی جانے انتہی کہا حافظ ابن کثیر نے ابن ابی حاتم نے کہا **حَدَّثَنَا** اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِيْنَا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ فَاُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ قُلْنَا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ مَكَّنَّا فِي الْاَرْضِ فَاَقَمْنَا الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْنَا الزَّكٰوةَ وَاَمَرْنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَيْنَا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ فَهِيَ لِيْ وَلِاَصْحَابِيْ یعنے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں اتری الذین ان مکناہم الآیہ پس ہم ناحق اپنے گھروں میں سے نکالے گئے ہمارا کچھ قصور نہیں تھا مگر یہ کہ ہمنے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ہمیں مقدور ملا زمین تو ہم نے نمازیں قائم کیں اور زکوٰۃ ادا کی اور بھلے کاموں کا حکم کیا اور برے کاموں سے روکا سو انجام کی بھلائی مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ملی آور ابو العالیہ نے کہا وہ حضرت خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والے ہیں اور صباح بن سوارہ کندی نے کہا میں نے عمر بن عبد العزیز کو خطبہ پڑھتے سنا کہ انہوں نے یہ آیت پڑہی الذین ان مکنہم فی الارض الآیہ پھر کہا سنو یہ آیت صرف والی یعنی حاکم ہی کے لیے خاص نہیں ملکہ والی اور رعیت دونوں کو شامل ہے سنو میں تمہیں خبر دوں جو تمہارے حقوق والی کے ذمہ ہیں اور جو والی کے حقوق تمہارے ذمہ ہیں والی کے ذمہ تمہارا یہ حق ہے کہ تم کو حقوق اللہ میں پکڑے یعنی اللہ کے حقوق میں تم سے باز پرس کرے اور آپس میں تمہارے ایک دوسرے سے حق دلوادے اور تم کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے جتنا اس سے ہو سکے اور تمہارے ذمہ اسکا حق یہ ہے کہ خوشی سے اسکی فرمان برداری کرو بدون اسکے کہ تم اسکی فرمانبرداری کو ناخوش رکھو یا ظاہر کو باطن کے مخالف رکھو عطیہ عوفی نے کہا یہ آیت ایسی ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا قول وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ یعنے وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں نیک کام البتہ پیچھے حاکم کرے گا انکو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور یہ جو فرمایا وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ یہ ایسا ہے جیسا اللہ تبارک وتعالیٰ

نزل وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ یعنے اور آخر بھلا ہے ڈر والوں کا اور زید بن اسلم نے کہا وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ کے
معنے ہیں اور اللہ کے پاس ہے ثواب ان کے اعمال کا انتہی قال الحافظ ابن کثیر فتح میں کہا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ
فِی الْاَرْضِ کے معنے یہ ہیں کہ وہ لوگ کہ اگر ہم انکو ٹھکانا دیں زمین میں اس طرح کہ ان کو ان کے دشمنوں پر نصرت دیویں
اور بعض نے کہا الذین سے مراد مہاجرین اور انصار اور تابعین ہیں اور بعض نے کہا صلوات خمسہ ادا کرنیوالے
مراد ہیں اور بعض نے حکام عادل اور بعض نے کچھ اور کہا اور یا اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی اس حال سے جو انکی سیرت
ہوگی اگر انکو زمین میں مقدور ملا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ثنا واللہ ثنا قبل بلا یعنے خدا کی
قسم یہ تو تعریف ہے امتحان سے پہلے انکی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء کی ثنا کی پہلے اس سے کہ یہ نیکیاں ان
سے وقوع میں آویں پس خدا کی مار ہے ان لوگوں کو جو ان بزرگوں پر طعن کرتے ہیں اسکے پیچھے کہ خدا جل وعلا
ان کی تعریف کر چکا چنانچہ اہل بدعت اور روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کا شیوہ غیر مرضیہ ہے اور یہ جو فرمایا اَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب
سمجھا جاتا ہے اس شخص پر جسکو اللہ تعالیٰ نے زمین میں حکومت بخشی اور اسکے قائم کرنیکی قدرت دی تک تقدم
تفسیر الآیۃ اور یہ جو فرمایا وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ یعنے امور کا رجوع اللہ کے حکم اور تدبیر کی طرف ہے نہ اسکے
غیر کے حکم اور تدبیر کیطرف اور زید بن اسلم سے اللہ تعالیٰ کے قول اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ کی تفسیر
منقول ہے کہ ارض سے مراد مدینہ منورہ کی زمین ہے اور صلوٰۃ سے فرض نماز مراد ہے اور زکوٰۃ سے زکوٰۃ مفروضہ مراد ہے
اور امر بالمعروف سے مراد ہے توحید کا پھیلانا اور نہی عن المنکر سے شرک سے روکنا مراد ہے اور وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ
کے معنے ہیں اللہ کے پاس ہے ثواب ان کاموں کا جو انہوں نے کیے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا
کر دیا کہ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو صنادید عرب اور اکاسرہ وقیاصرہ عجم پر مسلط کیا اور ان لوگوں
کی زمینوں اور گھروں کا انہیں وارث بنا دیا حضرت خلیفہ ثالث عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں اتری ہم ناحق اپنے گھروں سے نکال دیے گئے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ملک
کی حکومت بخشی تو ہم نے نمازیں قائم کیں اور زکوٰۃ ادا کی اور بھلے کاموں کا حکم کیا اور بری کاموں سے منع کیا
تو یہ میری اور میرے ساتھیوں کی فضیلت ہے وَاِنْ یُّکَذِّبُوْكَ فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ

وَقَوْمُ اِبْرٰھِیْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْیَنَ ۚ وَکُذِّبَ مُوْسٰی فَاَمْلَیْتُ لِلْکٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُھُمْ

فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ۝ فَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَھْلَکْنٰھَا وَھِیَ ظَالِمَةٌ فَھِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ

وَقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ○ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ج
فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ○ اور اگر تجھ کو جھٹلاویں تو ان سے پہلے جھٹلا چکے
ہین نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابرہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور جھوٹلایا موسیٰ کو پہر مین نے ڈھیل
دی منکرون کو پہر ان کو پکڑ لیا تو کیسا ہوا میرا انکار سو کتنی بستیان ہمنے کہپا دین اور وہ گنہگار تہین اب وہ ڈہی پڑی
ہین اپنی چہتون پر اور کتنے کنوئین نکمے پڑے اور کتنے محل گچ گیری کے کیا یہ سے نہین ملک مین جہان کو دل ہوتے
جن سے بوجہتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ آنکھین اندھی نہین ہوتین پر اندھے ہوتے ہین دل جو سینون مین ہین
انتہی ملخصًا فی موضح القرآن۔ کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتا ہے مخالفین کے
جھوٹلانے مین کہ اگر ان کفار نے تمہاری تکذیب کی تو پہلی امتین بہی اپنے پیغمبرون کو جھٹلا چکی ہین چنانچہ قوم نوح وغیرہ
نے اپنے نبیون کی تکذیب کی یہانتک کہ فرمایا وَكُذِّبَ مُوْسٰى یعنے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام باوجودیکہ آیات
بینات اور دلائل واضحات لیکر آئے تہے وہ بہی جھٹلائے گئے اور یہ جو فرمایا فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ یعنے مین نے انکو
مہلت دی اور ڈہیل دی ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ یعنے پہر مینے ان کو پکڑا تو کس طرح ہوا میرا انکار
ان پر اور میرا عذاب انکے لیے بعض سلف نے ذکر کیا کہ فرعون کے دعوی خدائی اور ہلاک ہوجانے مین چالیس برس کا فاصلہ تہا
اور صحیحین مین ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ
لَمْ يُفْلِتْهُ یعنے اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈہیل دیتا ہے یہانتک کہ جب اسکو پکڑتا ہے اسے چہٹکنے نہین دیتا پہر حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پڑہا اللہ تعالیٰ کا قول وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ
یعنے اور ایسی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیون کو اور وہ ظلم کر رہے ہین بیشک اسکی پکڑ دکہ دینی زور کی پہر اللہ
تعالیٰ نے فرمایا فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا یعنے بہتیری بستیون کو ہمنے کہپا مارا وَهِىَ ظَالِمَةٌ سے یہ مراد ہے کہ وہ
اپنے پیغمبرون کو جھٹلاتے تہے قولہ تعالیٰ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا کی تفسیر مین ضحاک نے کہا عروش سے مراد چہت
ہین یعنے انکے گہر ڈہے گئے ہین اور انکی بستیان ویران ہوگئی ہین اور یہ جو فرمایا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ یعنے کتنے کنوئین نکمے
پڑے ہین ان مین سے کوئی پانی نہین پیتا بعد اسکے کہ وہ نہایت شاداب تہے انپر جہرمٹ پڑا رہتا تہا پانی پینے
والون کی کثرت سے اور قولہ تعالیٰ وَقَصْرٍ مَّشِيْدٍ کی تفسیر مین عکرمہ نے کہا مشید وہ ہے جو گچ سے سفید بنائی گئی ہو اور
علی بن ابیطالب اور مجاہد اور عکرمہ اور عطا اور سعید بن جبیر اور ابو الملیح اور ضحاک سے بہی اسی کی مثل مروی ہے اور
انکے سوا اورون نے کہا مشید سے مراد ہے بلند اور ساقدون نے کہا مشید بلند مضبوط کو کہتے ہین اور یہ سب اقوال

آپس میں قریب قریب ہیں انمیں کچھ منافات نہیں کیونکہ کسی کو شدت بنا اور شکل بندی اور پختگی اور مضبوطی نے امرِ جل
جلالہ کے عذاب کے اترنے سے کبھی نہیں بچایا کما قال تعالیٰ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ
بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ یعنے جہاں تم ہوگے موت تم کو آپکڑیگی اگرچہ تم ہو مضبوط برجوں میں اور یہ جو فرمایا اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ
اس سے مراد یہ ہے کہ کیا انہوں نے ملک میں سیر بالابدان اور سیر بالتفکر نہیں کیا اور یہ سیر فکری بھی کفایت کرتا ہے چنانچہ
ابن ابی الدنیا نے کتاب التفکر والاعتبار میں مالک بن دینار سے نقل کیا کہ اللہ تعالےٰ نے موسیٰ بن عمران علیٰ نبینا و
علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ لوہے کی جوتیاں اور لاٹھی بنا پھر ملک میں سیاحت کر کے آثار سابقین اور
عبرت انمیں کو طلب کر یہانتک کہ جوتیاں پھٹ جاویں اور لاٹھی ٹوٹ جاوے کہا ابن ابی الدنیا نے بعض حکما نے فرمایا
اپنے دل کو مواعظ کے سننے سے زندگی تازہ بخش اور تفکر اور سوچنے سے اسکو روشن اور نورانی بنا اور زہد سے اسے مشق
کر اور یقین سے اسکو قوت دے اور (ذکر) موت سے اسے تابع اور فرمانبردار کر اور فنا سے اسے قدرت دے اور دنیا کے
آفات سے اسے بینا کر اور انقلاب دہر اور گردش روزان کی دہمکی سے اسکو ڈراتا رہ اور گذشتہ لوگوں کے اخبار و وقائع
اسکے پیش کرتا رہ اور اسکو یاد دلا جو پہلے لوگوں کو پہونچا اور انکے دیار و آثار میں اسکو سیر کرا اور دیکھ ان کا کیا حال
ہوا اور کہاں اترے اور کہاں سے کوچ کر گئے یعنے دیکھو پہلی امتوں پر جنہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا کیا کیا عذاب
اور نکال اترا اور یہ جو فرمایا فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا اس سے مراد یہ
ہے تو کہ وہ نصیحت پکڑیں اور عبرت حاصل کریں اور یہ جو فرمایا فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ
فِی الصُّدُوْرِ یعنے آنکھوں کے نابینا ہونے سے اندھا نہیں ہوتا بلکہ اندھا ہونا تو یہ ہے کہ چشم بصیرت نابینا ہو قوت باصرہ
صحیح سلامت ہی کیوں نہو اسلیے کہ وہ عبرت نہیں حاصل کر سکتی اور خبر سے نتیجہ نکالنا اسکا کام نہیں۔ کیا خوب کہا
بعض شعرا نے اس معنی میں وہ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جبارہ اندلسی ستری ہیں جنکی وفات سنہ ۱۱۷ میں ہوئی ؎

یَا مَنْ یَصِیْحُ اِلٰی دَاعِی الشَّقَاءِ وَقَدْ نَادٰی بِہِ النَّاعِیَانِ الشَّیْبُ وَالْکِبَرُ

ای بدبختی کے پکارنیوالے کیطرف شور مچانیوالے تجھے تو دو موت کی خبر دینے والے سفید بال اور بڑہاپا پکار رہے ہیں ؎

اِنْ کُنْتَ لَا تَسْمَعُ الذِّکْرٰی فَفِیْمَ تُرٰی فِیْ رَأْسِکَ الْوَاعِیَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ

اگر تو پند و نصیحت کو نہیں سنتا تو تیرے سر میں دو یادرکھنے والے کان اور آنکھ کس کام میں ہیں ؎

لَیْسَ الْاَصَمُّ وَلَا الْاَعْمٰی سِوٰی رَجُلٍ لَمْ یَھْدِہِ الْھَادِیَانِ الْعَیْنُ وَالْاَثَرُ

بہرہ اور اندہا اس مرد کے سوا کوئی اور نہیں جسکو دو رہنما آنکھ اور آثار نے ہدایت نہیں کی ؎

لا الدهر يبقى ولا الدنيا ولا الفلك الاعـ — ـلى ولا النيران الشمس والقمر

نہ زمانہ باقی رہیگا اور نہ دنیا اور نہ بلند آسمان اور نیرین (نورانی جسم) سورج اور چاند

ليرحلن عن الدنيا وإن كرها — فراقها الثاويان البدو والحضر

دونوں بود و باش کی جگہیں جنگل اور بستی دنیا سے ضرور کوچ کر جائینگے گو دنیا کا فراق ان کو ناگوار ہو۔ فتح البیان میں کہا قولہ تعالی وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ یعنے اگر ان کفار نے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری تکذیب کی تو یہ کوئی نئی بات نہیں ان سے پہلی امتیں جیسے قوم نوح اور عاد یعنے قوم ہود اور ثمود یعنے قوم صالح اور قوم ابراہیم اور قوم لوط اور مدین کے جو شعیب علیہ السلام کی قوم ہیں اپنے اپنے پیغمبروں کی تکذیب کر چکی ہیں۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالے نے تسلی دی ہے جس کے ضمن میں آپکے جھٹلانیوالوں کے ہلاک کرنے کا وعدہ سمجھا جاتا ہے جسطرح اللہ تبارک وتعالے نے پہلے پیغمبروں کے مکذبین کو ہلاک کیا اور اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قوم کی ایذا رسانی پر صبر کرنیکا ارشاد ہے اور صبر میں پہلے انبیا علیہم السلام کی اقتدار کا حکم ہے وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا لِلْاُمَمِ فِيْمَا كَانَ مِنْهُمْ مِنْ اَنْبِيَائِهِمْ وَكَيْفَ كَانَتْ عَاقِبَتُهُمْ اور خلاصہ یہ ہے کہ اے اشرف الخلق جھٹلایا جانے میں تم تنہا نہیں ہو کیونکہ یہ لوگ اپنے پیغمبروں کو تمہاری قوم سے پہلے جھٹلا چکے ہیں تو تم انکا حال دیکھکر تسلی پکڑو۔ قالہ الخطیب اور عاد اور ثمود میں قوم کا لفظ نہیں فرمایا کیونکہ وہ اسی مختصر نام سے مشہور ہیں اور اصل تعبیر میں علم ہی ہے اور ان دونو قوموں کو سوا اور کسیکا علم نہیں تھا اسلیے ان میں قوم کا لفظ زیادہ کرنیکی ضرورت پڑی اور ان دونوں کو قوم ہود اور قوم صالح کرکے نہیں فرمایا اور اصحاب مدین کو قوم شعیب نہیں کہا کیونکہ انکی قوم مدین میں اور اصحاب ایکہ دونو کو شامل ہے اور انہیں میں اصحاب ایکہ سے تکذیب میں سبقت لیگئے ہیں تو مدین شعیب کی قوم تھا اسکو انہی کو ذکر کیا اور یہ جو فرمایا وَكُذِّبَ مُوْسٰى اس میں نظم سابق کو بدل دیا اور فعل مجہول لائے اور یوں نہ فرمایا وقوم موسی اسلیے کہ موسی علیہ السلام کی قوم نے انکی تکذیب نہیں کی بلکہ اور لوگوں نے انکی تکذیب کی جو قبطی کہلاتے تھے اور یہ جو فرمایا فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ یعنے پس میں نے کافروں کے عذاب کو موخر کر رکھا اور انکو ڈھیل دی اور حرف فا جو ترتیب کیلیے ہے فَاَمْلَيْتُ میں بطور لایا گیا کہ امہال کی ترتیب تکذیب پر سمجھی جاوے اور فَاَمْلَيْتُ لَهُمْ نہ فرمایا فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ فرمایا کہ وضع ظاہر موضع المضمر سے انپر زیادہ تشنیع سمجھی جاوے اور انکی صفت کفر کی علی الاعلان تصریح ہو جاوے اور یہ جو فرمایا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ یعنے ڈھیل اور امہال کی مدت گذر جانیکے بعد میں نے مکذبین کے سانوں فرقوں میں سے ہر ایک

قریش کو عذاب سے پکڑا اور یہ جو فرمایا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ یہ استفہام تقریری ہے یعنے سو دیکھ کیسا ہوا میرا انکو بگاڑ دینا اور انکی حالت نعمت و رحمت کو بدل دینا۔ اور استفہام کو تعجب پر حمل کرنا بہت واضح ہے۔ ابوحیان نے کہا اس استفہام کے ساتھ تعجب کا معنے بھی ہوتا ہے پس گویا اسطرح کہا گیا مَا أَشَدَّ مَا كَانَ إِنْكَارِيْ عَلَيْهِمْ اور نکیر اسم ہے ماخوذ منکر سے اور مصدر بمعنے انکار ہی ہے۔ زجاج نے کہا یعنے پھر میں نے ان کو پکڑ لیا پس انپر انکار کیا پورا انکار۔ جوہری نے کہا نکیر اور انکار بری کام کے بدل دینے کو کہتے ہیں۔ پس مراد انکار سے ضد کو ضد سے بدل دینا ہے چنانچہ زندگی کو موت سے اور آبادی کو ویرانی سے اور یہان انکار لسانی اور قلبی مراد نہیں۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے جھٹلانیوالی بستیوں کے عذاب کی کیفیت کو ذکر فرمایا پس کہا فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا یعنے پس بہتیری بستیوں کو ہمنے ہلاک کیا یعنے انکے اہل و سکان کو ہلاک کیا وقد تقدم الکلام علی ہذا الترکیب فی آل عمران اور یہ جو فرمایا وَهِيَ ظَالِمَةٌ بستیوں کی طرف ظلم کی نسبت کرنے سے انکے اہل کیطرف ظلم کا منسوب کرنا مراد ہے یعنی وَأَهْلُهَا ظَالِمُوْنَ اور یہ جو فرمایا فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوْشِهَا یعنے وہ تو اپنے چھتوں پر گری پڑی ہیں اسلیے کہ وہ خالی پڑی ہیں ان میں کوئی سکونت نہیں کرتا یہانتک کہ وہ ڈھے گئیں اور انکی دیواریں چھتوں پر گر پڑیں اور یہ جو فرمایا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ اس سے مراد یہ ہے اہل پر معطلۃ ہکذا قال الزجاج اور معطلہ سے مراد متروک ہے اور بعض نے کہا جو اپنے اہل سے خالی پڑے ہیں کہ وہ تو ہلاک ہو گئے اور بعض نے کہا گہرے کنوئیں مراد ہیں اور بعض نے کہا جو رسی ڈول سے خالی پڑے ہیں قتادہ نے کہا جنکو مالکوں نے ویران کر دیا اور انسے چھوڑ دیا اور ابن عباسؓ نے کہا جو متروک پڑے ہیں انکا اہل ہی کوئی نہیں اور یہ جو فرمایا وَقَصْرٍ مَّشِيْدٍ یعنے وہ محل جنکی بادگی اونچی عمارتیں ہیں کذا قال قتادۃ والضحاک وعن قتادۃ المشید المحصن هلکوا وترکوہ یعنے مکانوں کو پختہ اور مضبوط بنایا تو آپ ہلاک ہو گئے اور ان کو چھوڑ گئے۔ اور سعید بن جبیر اور عطا اور عکرمہ اور مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا مشید سے مراد مجصص یعنے گچ ہے شید سے ماخوذ ہے اور وہ گچ کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا مشید کے معنے محکم کے ہیں قالہ الکلبی اور جوہری نے کہا شید وہ ہے جو شید سے بنائی جاوے اور شید بالکسر وہ چیز ہے جس سے دیوار لیپی جاوے چونہ ہو یا بلاط اور شَید بالفتح مصدر ہے بولتے ہیں شَادَهُ يَشِيْدُهُ شَيْدًا جَصَّصَهُ اور مشید مشدد کے معنے مطول و دراز کے ہیں اور معنے یہ ہیں کہ بہتیرے بلند مضبوط محل ویران اور خالی پڑے ہیں اور معطلہ کے معطل ہونیکا معنے یہ ہے کہ اپنے اہل سے خالی پڑے ہیں یا ان میں آلات خانہ وغیرہ کچھ نہیں۔ کہا قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں وہ کنوان اور محل حضرموت میں معروف اور مشہور ہیں سو محل تو اونچا نظر آتا ہے پہاڑ کی چوٹی پر کہ

وہانتک کسی حال مین نہین چڑہا جاسکتا اور کنوا پہاڑ کے منہ مین ہی ہوا اس مین کسی چیز کو ٹہیرنے نہین دیتی جو اس مین گرے
اسی نکال ڈالتی ہے اور ثعلبی وغیرہ نے حکایت کیا کہ کنوان یمن کے عدن مین ہے شہر حضر مین تہا اور اس قصر
کے مالک قوم حضر تہے اور کنوین کے صاحب ملک بدو دیہات کے بادشاہ تہے اور ثعلبی وغیرہ نے یہی حکایت
کیا کہ کنوان یمن کے عدن مین تہا ایک شہر مین جسکا نام حضور ہے چار ہزار آدمی جو صالح علی نبینا علیہ السلام
پر ایمان لاکر عذاب سے بچ گئے تہے وہان اترے اور حضرت صالح علیہ السلام بہی انکے ساتہ تہے اور حضرت صالح
علیہ السلام کا وہین انتقال ہوگیا تو اس مکان کا نام حضر موت ہوگیا کیونکہ حضرت صالح علیہ السلام جب اس
مین بسنے لگے تو فوت ہوگئے پہر انہون نے شہر حضور کو بنایا اور اس کنوئین پر بیٹہ گئے اور ایک مرد کو اپنا امیر
بنایا اور مدتون تک وہان بستے رہے اور انکی نسل چل پڑی یہانتک کہ بہت ہوگئے اور بت پرستی کرنے لگے اور کافر
ہوگئے پہر اللہ تعالی نے ان مین ایک پیغمبر ارسال کیا جسکو حنظلہ بن صفوان کہتے تہے اور وہ ان مین بوجہ اٹہایا کرتے تہے
تو ان لوگون نے انکو بازار مین قتل کرڈالا پس اللہ تعالی نے انکو ہلاک کردیا پس انکا کنوان اجاڑ پڑا ہے اور انکے گہر ویران
ہوگئے ہین پہر ایک لمبا قصہ ذکر کیا اور اسکے بعد کہا لیکن قصر مشید تو ایک مکان ہے جسکو شداد بن عاد بن ارم نے
بنایا جسکی مثل زمین مین کوئی دوسری جگہ نہین بنائی گئی ۔ جیسا کہ اہل تواریخ نے ذکر کیا اور انکا خیال ہے ۔ اور اسکا
حال بہی ایسا ہی ہے جیسے اس کنوین مذکور کا حال ہے کہ مانوس ہونے کے بعد وحشتناک ہے اور آبادی کے بعد ویران
ہوگیا اور کوسون تک کوئی اسکے قریب نہین جاسکتا کیونکہ اس مین جنون کی آواز اور ہولناک چیخین سنی جاتی ہین
بعد اسکے کہ اس مین عیش وعشرت کی گرم بازاری تہے اور بادشاہ اس مین رونق افروز تہا اور اسکے اہل موتیون کی
لڑی کی طرح انتظام سے آرام پذیر تہے پس ہلاک ہوگئے اور کوئی وہان پہر کر نہ آیا پس اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت
مین انکا ذکر موعظت اور عبرت کے طور پر فرمایا ثعلبی نے کہا اور بعضے کہتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو بخت نصر نے ہلاک
کیا چنانچہ سورہ انبیا مین آیہ وکم قصمنا من قریۃ کی تفسیر مین مذکور ہوا تہے اور نسفی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ ہر علم مین
پہر اللہ سبحانہ تعالی نے اہل مکہ پر ان آثار کے عبرت پذیر ہونے سے انکار کرکے فرمایا اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ
ان کو سفر کی ترغیب دینے کے لیے تاکہ ان لوگون کے پچہڑنے کی جگہون کو دیکہہ کر نصیحت پکڑین اور یہ بہی احتمال ہے کہ انہون نے
سفر کیا ہو اور ان وقائع سے عبرت نہ لی ہو تو اسلیے اللہ تعالی نے انپر انکار کیا کما فی قولہ تعالی وَاِنَّکُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ
مُصْبِحِیْنَ وَبِالَّیْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنی اور تم گذرتے ہو انپر صبح کیوقت اور رات کو پہر کیا نہین بوجہتے اور یہ جو فرمایا
فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَا یعنی اگر یہ لوگ ملک مین سیر کرتے تو ان کے دل ایسے ہوتے جن سے سمجہتے جن باتون

کا سمجھنا اور یقین کرنا واجب ہے جیسے توحید وغیرہ اور عقل بمعنیٰ علم کے معنے میں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبرت کے نقصان کے مشاہدہ
کے سبب سے اگر دل ایسے ہو جاتے جن سے سمجھتے جن چیزوں کا سمجھنا ضروری ہے اور تعقل کا قلوب کی طرف اسلیے اسناد کیا
کہ عقل کا محل دل ہے جیسے کان سننے کا محل ہیں اور بعض نے کہا عقل کا محل دماغ ہے اس صورت میں بھی دل کیطرف
تعقل کا اسناد کرنے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ دل ہی عقل کے ادراک کا باعث ہوتا ہے اگرچہ عقل کا محل دل سے خارج ہے اور علما
معقول نے عقل کے محل اور ماہیت میں بڑا اختلاف کیا جسکے ذکر سے نحق کلام کو طول دینے کی ضرورت نہیں اور یہ جو
فرمایا او اذان یسمعون بہا یعنے انکے کان ہوتے جن سے سنتے جن باتوں کا سننا واجب ہے جو انکے پیغمبروں نے
ان کو اسکی کلام سے سنایا اور جو اہل اخبار نے نقل کیا امم ہالکہ کے حالات سے اور جھٹلانے والوں کے انجام کار سے
اور یہ جو فرمایا فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ اس سے مراد یہ ہے کہ انکے مشاعر ظاہرہ
میں تو کچھ خلل نہیں واقع ہوا آفت تو انکے دلوں پر پڑی بسبب اتباع ہوا اور تقلید آبا کے یعنے انکے عقول حق
کی جگہوں کو نہیں سمجھتے اور نصیحت اور اعتبار کے مواضع میں نہیں دھیان کرتے۔ فرا اور زجاج نے کہا اللہ تعالے
کا قول التی فی الصدور تاکید کے باب سے ہے جسکو عرب اپنی کلام میں بڑھا دیتے ہیں کقولہ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ وَیَقُوۡلُوۡنَ
بِاَفۡوَاہِھِمۡ وَیَطِیۡرُ بِجَنَاحَیۡہِ وَیَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ وَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ ؕ وَاِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ
کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ○ وَکَاَیِّنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اَمۡلَیۡتُ لَہَا وَہِیَ ظَالِمَۃٌ ثُمَّ اَخَذۡتُہَا ۚ وَاِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ
اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب اور اللہ تعالی ہرگز نہ ٹالیگا اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے ہاں ہزار برس کے برابر
ہے جو تم گنتے ہو اور کتنی بستیاں کہ میں نے ان کو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر ان کو پکڑا اور میری طرف پھر آنا ہے
ف یعنے ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔ انتہی ما فی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالے
اپنے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو فرماتا ہے کہ یہ کفار ملحد اللہ اور اسکی کتاب اور اسکے پیغمبر اور پچھلے دن کو جھٹلانے
والے تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں کما قال تعالیٰ وَاِذۡ قَالُوا اللّٰہُمَّ اِنۡ کَانَ ہٰذَا ہُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِکَ فَاَمۡطِرۡ
عَلَیۡنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ یعنے اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیری پاس سے
تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار اور فرمایا وَقَالُوۡا رَبَّنَا عَجِّلۡ لَّنَا قِطَّنَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡحِسَابِ اور کہتے ہیں
اے رب شتاب دے ہمکو چٹھی ہمارے پہلے حساب کے دن سے اور یہ جو فرمایا وَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ یعنے جو اللہ تعالی نے
وعدہ کیا قیامت کو قائم کرنے سے اور اپنے اعدا سے بدلہ لینے سے اور اپنے دوستوں کا اکرام کرنے سے اس میں
خلاف نہیں کریگا اسے ضرور ہی پورا کریگا اصمعی نے کہا میں ابو عمرو بن العلا کے پاس بیٹھا تھا تو انکے پاس عمرو بن

عبید یا اللہ کہا ای ابا عمرو کیا خدا تعالی وعدہ کا خلاف کرتا ہے تو انہون نے جواب دیا نہین پہر اس نے آیت وعید پڑھی
تو اونہون نے کہا کیا تو عجمی ہے عرب تو وعدہ خلافی کو عیب سمجہتے ہین اور وعید سے رجوع کرنے کو کرم اور احسان سمجہتے ہین
کیا تو نے شاعر کا قول نہین سنا ہے لَا یَرْهَبُ ابْنُ الْعَمِّ وَالْجَارُ سَطْوَتِیْ وَلَا أَنْثَنِیْ عَنْ سَطْوَةِ الْمُتَهَدِّدِ میرے
چچازاد اور ہمسایہ میرے حملے سے خوف کہاتے ہین + اور مین کسی دہمکانے والے کی دہمکی سے نہین دبتا فَإِنِّیْ وَإِنْ أَوْعَدْتُهٗ
أَوْ وَعَدْتُهٗ + لَمُخْلِفُ إِیْعَادِیْ وَمُنْجِزُ مَوْعِدِیْ سو مین تو اگر اسے ڈر سناؤن یا وعدہ دون اپنے ڈر کے
کاسنے و خلاف کرتا ہون اور وعدہ کو پورا کرتا ہون اور یہ جو فرمایا وَإِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ
اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی جلدی نہین کرتا کیونکہ جو اسکی خلقت کے نزدیک ہزار سال کا مقدار ہے وہ اسکے نزدیک ایک
دن کی مثل ہے اسکے تحمل اور بردباری کے اعتبار سے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مین انتقام پر قادر ہون اور مجہہ سے کوئی
چیز بچ نہین سکتی گو اسکو مہلت اور ڈہیل دیجاوے اس لیے اسکے بعد فرمایا وَكَأَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ أَمْلَیْتُ لَهَا وَ
هِیَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَیَّ الْمَصِیْرُ ابن ابی حاتم نے اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ فقرا مسلمین آدہے دن کے مقدار جو پانسو برس کا ہے اغنیا سے پہلے جنت مین جاوینگے
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ الثَّوْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ صَحِیْحٌ
اور ابن جریر نے ابو ہریرہ سے موقوفا روایت کیا کہ اونہون نے کہا فقرا مسلمین اغنیا سے پہلے جنت مین جاوینگے آدہے
دن کے مقدار انکا شاگرد سمیر بن نہار کہتا ہے مین نے پوچھا آدہے دن کا مقدار کیا ہے کہنے لگے کیا تو قران نہین پڑہتا میں نے عرض
کیا کیون نہین پڑہتا ہون کہا وَإِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ابو داود نے اپنی سنن کی کتاب الملاحم
کے آخر مین کہا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِیْرَةِ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ عَنْ
سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ إِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ لَا تَعْجِزَ أُمَّتِیْ عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ
یُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ یَوْمٍ قِیْلَ لِسَعْدٍ وَمَا نِصْفُ یَوْمٍ قَالَ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین
امید کرتا ہون کہ میری امت ایسی عاجز اور درماندہ نہو گی کہ آدہے دن تک پیچھے رکھی جاوین کسی نے سعد سے پوچھا آدہا دن
کتنا ہے اونہون نے کہا پانسو برس ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا کہ اونہون نے آیہ وَإِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ
كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ کی تفسیر مین کہا ان دنون مین سے جن مین اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین کو پیدا کیا وَ
رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ ابْنِ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ مَهْدِیٍّ بِهٖ قَالَ مُجَاهِدٌ وَعِكْرِمَةُ وَنَصَّ عَلَیْهِ أَحْمَدُ بْنُ
حَنْبَلٍ فِیْ كِتَابِ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِیَّةِ اور مجاہد نے کہا یہ آیت ایسی ہے جیسے اللہ تعالی کا قول یُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ

السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنے تدبیر کے اتارتا ہے کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے اسکی طرف ایک دن مین جسکا اندازہ ہزار برس ہین تمھاری گنتی مین۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا اور نیز ان سے اہل کتاب مین سے ایک مرد سے نقل کیا جو مسلمان ہو گیا تھا کہ اللہ تعالی نے آسمانون اور زمینون کو چھ دن مین پیدا کیا اور اللہ سبحانہ وتعالی کے ہان کا ایک دن تمھاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے اور اللہ تعالی نے دنیا کی مدت عمر چھ دن بنائی اور قیامت کو ساتوین دن مین بنایا اور اللہ تعالی کے ہان کا ایک دن تمھاری ہزار برس کے برابر ہے پس وہ چھ دن تو گذر چکے ہین اور تم ساتوین دن مین ہو۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے حامل کی مثال جب اپنے وضع کے مہینے مین داخل ہو تو جس دن بچہ جنے اسدن اسکی حمل کی مدت پوری ہو گئی۔ انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر۔ فتح البیان مین کہا یہ جو فرمایا يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ یعنی تجھ سے جلدی عذاب مانگتے ہین کیونکہ وہ عذاب کے آنے سے سخت منکر تھے پس ان کا یہ استعجال گویا تمسخر اور دل لگی کے طور پر ہے گویا وہ لوگ یہ بات اسوقت کہتے تھے جب پیغمبر ان سے اللہ تعالی کا وعدہ عذاب کے آنے کی نسبت سنتے تھے اور یہ جو فرمایا وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ فراء نے اسکی تفسیر مین کہا اس آیت مین انکو دنیا اور آخرت مین عذاب آنیکا وعید ہے اور زجاج نے ایک اور وجہ ذکر کی اور کہا اللہ تعالی سے کوئی چیز فوت نہین ہوتی اسکے نزدیک ایکدن اور ہزار برس برابر ہین قدرت مین یکسان ہین جس عذاب کے مانگنے مین یہ جلدی کر رہے ہین اسکے جلدی آنے اور دیر سے آنیکے درمیان قدرت مین کچھ فرق نہین مگر اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے ڈھیل دیتا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی تو اپنے وعدہ کا خلاف نہین کرتا اور اسکا وعدہ پہلے ہو چکا ہے تو عذاب کا آنا ضرور ہے علامہ جلال الدین محلی نے جلالین مین کہا اللہ تعالی نے اس وعدہ کو بدر کے دن پورا کیا یعنے انکو دنیا کا عذاب آ گیا کہ ستر آدمی ان مین سے قتل کیے گئے اور ستر آدمی گرفتار کیے گئے اور یہ جو فرمایا وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنے آخرت مین انکے عذاب کے دنون مین کا ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جسے تم شمار کرتے ہو دنیا مین اور یہ جملہ کلام مستانف ہے جو انکی جلد بازی اور انکے جواب کے بیان کے لیے شروع کی گئی ہے یعنے اسکی حکومت اور بادشاہت بہت بڑی ہے کہ اسکے ہان کا تھوڑا سا زمانہ بھی تمھارے نزدیک بہت بڑی مدت کا سا ہے کما فی قولہ تعالی اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا یعنے وہ دیکھتے ہین اسکو دور اور ہم دیکھتے ہین اسکو نزدیک فراء نے کہا یہ انکے لیے آخرت مین عذاب کے ممتد ہونیکا وعید ہے یعنے آخرت مین انکے معذب ہونے کے زمانے سے ایک دن اتنا دراز ہے جیسے ہزار برس اور بعض نے کہا معنے یہ ہے کہ آخرت مین خوف اور شدت کا ایک دن ایسا ہے جیسے دنیا کا ہزار برس جن مین خوف اور شدت ہو اور علی ہذا القیاس خوشی اور راحت کے دن اور تشبیہ مین ہزار برس

اقتصار اسلیے کیا کہ عرب مین شمار عدد جو بغیر تکرار کے حاصل ہوتا ہے یہی ہے اور بعض قراءتون مین یعدون یائے تحتانیہ کے ساتھ آیا ہے یستعجلون کی مطابقت کے لیے اور بعض قراءتون مین تائے فوقانیہ کے ساتھ آیا ہے خطاب کے صیغہ سے اور پہلی قراءت کو ابو عبیدہ نے اختیار کیا ہے اور دوسری کو ابو حاتم نے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن ان چھ دنون مین سے جن میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہزار برس کے برابر ہے اور عکرمہ سے منقول ہے کہ وہ دن قیامت کا دن ہے اور عکرمہ سے یہی مروی ہے کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ اپنے ایک ہفتہ ہے سات ہزار برس کا جس مین سے چھ ہزار برس گذر چکے وَاَخْرَجَہٗ ابْنُ عَدِیٍّ وَالدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا اور دنیا کی مدت کی پوری بحث کہ کس قدر گذر چکی اور کس قدر باقی ہے ہماری کتاب لقطۃ العجلان مما تمس الیٰ معرفتہ حاجۃ الانسان مین ہے اور یہ جو فرمایا وکاین من قریۃ املیت لہا وہی ظالمۃ ثم اخذتہا اسکے معنے یہ ہین کہ بہتیری بستیان ہین جنکے باشندون کو ہمنے پہلے مہلت دی اور وہ ظلم کرتے رہتے تھے پھر انکو پکڑ لیا۔ یا اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ جس نے ایک قوم کو مہلت اور ڈھیل دیکر پھر پکڑ لیا۔ جعبری نے کہا اس مضمون کو دوبارہ لانا باوجودیکہ پہلے مذکور ہو چکا تاکید کے لیے ہے اور حقیقت مین تکرار نہین کیونکہ پہلا تو ہلاک کے بیان کے لیے مذکور ہوا تھا قولہ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ کی مناسبت کے لیے اور دوسرا ڈھیل دینے کے بیان کو ہے واسطے مناسبت قولہ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ کے اور بعض نے اسکا معنے اسطرح بیان کیا کہ بہتیری بستیان والے جو تمہاری طرح ظلم کرتے تھے مین نے انکو کچھ مدت ڈھیل دی پھر انکو عذاب مین پکڑا ۱۲ اور سب کا رجوع میرے حکم کیطرف ہے اور جملہ وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ ما قبل کے بیان کا تتمہ ہے قُلْ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○ وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ○ تو کہہ لوگو مین تو ڈر سنانے والا ہون تم کو کھولکر سو جو یقین لائے اور کین بھلائیان ان کے گناہ بخشے ہین اور روزی عزت کی اور جو دوڑے ہماری آیتون کو ہرانے وہ ہین لوگ دوزخ کے ۱۲ موضح القرآن

کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کفار نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذاب کا وقوع طلب کیا اور اسے جلدی مانگا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہدو ای لوگو میرا ذمہ تو یہی ہے کہ تم کو کھولکر ڈر سنا دون یعنے مجھ کو خدا تعالے نے تمہاری طرف اسی لیے بھیجا کہ تمہین سخت عذاب کا ڈر سنا دون جو سامنے آرہا ہے اور تمہارا حساب میرے ذمہ کچھ نہین تمہارا کام اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو تم پر جلدی عذاب بھیجدے اور اگر چاہے دیر سے بھیجے اور اگر چاہے تو اسکیطرف رجوع ہونیوالون کی توبہ قبول کرے اور اگر چاہے تو جسکی شقاوت لکھ رکھی ہے اوسکو گمراہ کر دے اور وہ کر ڈالتا ہے جس چیز کو چاہے اور جو ارادہ کرے اور جو پسند کرے کوئی اسکے

حکم کا پھیرنے والا نہیں اور وہ جلدی ہی حساب کرنے والا ہے اور مین تو صرف کھولکر ڈرسنانیوالا ہون پس جو ایمان لائے اور نیک
کام کیے یعنے جنکے دلون نے مانا اور اپنے ایمان کی تصدیق کی اعمال کے ساتھ انکے لیے ہے بخشش اور روزی عزت کی یعنے
بخشش پہلے گناہون کی اور تھوڑی نیکی پر جیسا بدلا محمد بن کعب قرظی نے کہا اللہ تعالی کا قول وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ جہان ہی تم
ہو اسکی مراد جنت ہے اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اسکی تفسیر مین مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالی کی آیتون کے
ہرانے کی کوشش کرنے سے مطلب یہ ہے کہ لوگون کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت سے روکتے ہین اسیطرح کہا عبداللہ
بن زبیر نے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے معاجزین کی تفسیر مین مراغمین مقابلہ کرنے والی اور
جو فرمایا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ جحیم سے مراد ہے آگ نہایت گرم دکھ دینے والی جسکا عذاب اور نکال سخت ہے اللہ تعالی ہمکو
اس سے بچاوے اللہ تعالی نے فرمایا اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا
يُفْسِدُوْنَ یعنے جو منکر ہوئے ہین اور روکتے رہے ہین اللہ کی راہ سے انکو ہمنے بڑہائی مار پر مار بدلا انکا جو شرارت کرتے
انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر۔ فتح البیان مین کہا اللہ تعالی کا قول قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ فَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ یعنے اللہ تعالی نے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ
لوگون کو خبر کردین کہ مین تمہارے لیے ڈرسنانیوالا ہون قیامت سے پہلے اور تم کو بتادینے والا ہون جو عذاب تمپر اترے گا
سو جس شخص نے ایمان لیا اور بھلے کام کیے اسکو ملی بخشش اور اسکے گناہ ڈھک گئے اور جو اسکے برخلاف ہو وہ دوزخ مین جائیگا
رزق کریم سے مراد جنت ہے اور ہر نوع کا کریم وہ ہے جو اس نوع کی سب اچھی چیزون کو جمع کرے اور اس قسم کے سب کمالات اس
مین موجود ہون اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا یعنے جنہون نے ہماری آیات کے باطل کرنے مین کوشش کی چنانچہ
انہون نے کہا قرآن شعر ہے یا سحر ہے یا کہا اساطیر الاولین یعنے پہلے لوگون کی کہانیان ہین اور یہ جو فرمایا مُعٰجِزِيْنَ
یہ ماخوذ ہے اس محاورہ سے کہ بولتے ہین عاجزہ یعنے سابقہ یعنے ہر ایک دو شخصون مین سے دوسرے کے تھکانے اور عاجز کرنے
کے فکر مین ہے جب ایک آگے نکلجاوے اس وقت بولتے ہین اعجزہ وعجزہ قالہ الاخفش اور بعضون نے کہا اسکے یعنے
ہین کہ معاجزین وہ ہین جنہون نے یہ ظن کیا اور سوچ رکھا کہ اللہ تعالی ہمتک نہ پہنچیگا اور ہم اسکے قابو مین سے نکل جاوینگے
اور ہمکو عذاب نہ کریگا قالہ الزجاج اور بعض نے کہا معاجزین کے معنے ہین معاندین قالہ الفراء اور ابن عباس نے کہا
مُرَاغِمِيْنَ مُشَاقِّيْنَ اور یہ جو فرمایا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ یعنے وہ لوگ صاحب ہین آگ جو جلائی گئی ہے۔ انتہی
ما فی الفتح ۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا
يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اسکے خیال میں پھر اللہ تعالیٰ مٹاتا ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کرتا ہے اپنی باتیں اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا اسواسطے کہ اس شیطان کے ملائے سے جانچے انکو جنکے دلمیں روگ ہیں اور جنکے دل سخت ہیں اور گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور پڑے اور اسواسطے کہ معلوم کریں جنکو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اسپر یقین لاویں اور دب جاویں اسکے آگے انکے دل اور اللہ سمجھانیوالا ہے یقین لانیوالوں کو راہ سیدھی ف نبی کو ایک حکم اللہ پاک سے آتا ہے اس میں ہرگز تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کا خیال اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے مکے میں گئے عمرہ کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ جتا دیتا ہے کہ اسی کا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں یہ جو کہا جانچے انکو جن کے دل میں روگ ہے اور معلوم کریں جنکو سمجھ ملی۔ یعنے اس میں گمراہ اور بہکتے ہیں سو انکا کام ہے بہکنا اور ایمان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا دخل نہیں اگر ہوتا تو یہی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جسکی نیت اعتقاد پر ہو اسکو اللہ تعالیٰ یہ بات سجھاتا ہے۔ انتہی مافی موضح القرآن کہا حافظ ابن کثیر نے بیان اکثر مفسرین نے غرانیق کا قصہ بیان کیا اور یہ کہ اکثر صحابہ جو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرکے گئے تھے وہ وہاں سے لوٹے اس خیال سے کہ مشرکین قریش مسلمان ہوگئے ہیں لیکن یہ قصہ جن طرق سے مروی ہے سب کے سب مرسل ہیں میں نے کسی صحیح طریق سے اسکو مسند نہیں پایا واللہ اعلم ابن ابی حاتم نے کہا ہم سے حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے اس نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابوداؤد نے اس نے کہا ہم کو حدیث سنائی شعبہ نے ابوبشر سے اس نے سعید بن جبیر سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں سورہ نجم پڑھی پس جب اس آیت پر پہونچے أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ کہا اسوقت شیطان نے آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمہ ڈال دیا تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَىٰ وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَىٰ یعنے یہ بلند مرتبہ والی مورتیں ہیں جنکی شفاعت کی امید کی جاتی ہے تو مشرکین نے کہا انہوں نے کبھی آج سے پہلے ہمارے ٹھاکروں کو بھلائی سے یاد نہیں کیا تو سورت ختم کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور مشرکین نے بھی سجدہ کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ

آیَاتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ بُنْدَارٍ عَنْ غُنْدَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٖ بِنَحْوِهٖ وَهُوَ مُرْسَلٌ اور بزار نے اپنی سند میں یوسف بن حماد سے حدیث کیا اس نے امیہ بن خالد سے اس نے شعبہ سے اس نے ابو بشر سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے غالباً حسب کرکے شک سے حدیث بیان کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں سورۂ نجم پڑھی یہاں تک کہ آپ پہنچے آیت افرأیتم اللات والعزیٰ تک باقی وہی پہلی حدیث ذکر کی پھر بزار نے کہا ہم نہیں جانتے کہ اس اسناد کے سوا کسی اور سند سے یہ حدیث متصل مروی ہوئی ہو اس کے وصل کے ساتھ امیہ بن خالد منفرد ہوا اور وہ ثقہ مشہور ہے اور یہ تو روایت کی جاتی ہے کلبی کے طریق سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے ثُمَّ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ وَعَنِ السُّدِّيِّ مُرْسَلًا وَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ مُرْسَلًا اَيْضًا اور قتادہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مقام کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ آپکو اونگھ آئی تو شیطان نے آپ کے زبان پر یہ کلمہ جاری کر دیا اِنَّ شَفَاعَتَهَا لَتُرْتَجٰى وَاِنَّهَا لَمَعَ الْغَرَانِيْقِ الْعُلٰى تو مشرکوں نے اس کلمہ کو یاد کر لیا اور شیطان نے جرأت کر کے کہہ دیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ پڑھے اور انکی زبان پر یہ کلمے جڑ گئی پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ الآیۃ تو شیطان کو اللہ نے دفع کر دیا پھر ابن ابی حاتم نے ابن شہاب کے طریق سے نقل کیا کہ سورۂ نجم نازل ہوئی اور مشرک کہا کرتے تھے اگر یہ مرد (کبھی) ہمارے ٹھاکروں کو بھلائی سے ذکر کرتا تو ہم اسکو اور اسکے ساتھیوں کو ٹھہرا لیتے لیکن یہ شخص اور اپنے دین کے مخالفوں کو جیسے یہود اور نصاریٰ اسقدر برائی اور سختی سے یاد نہیں کرتا جسقدر ہمارے ٹھاکروں کو برائی سے یاد کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر انکی ایذا رسانی اور تکذیب کی بڑی شدت اور تکلیف تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی گمراہی سے بڑے غمناک تھے اور انکی ہدایت کے نہایت خواہاں تھے پس جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ نجم اتاری اور حضرت نے پڑھا اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى تو اسوقت شیطان نے یہ کلمات ڈال دیے جب اللہ تعالیٰ نے طواغیت کا ذکر کیا پس کہا وَاِنَّهُنَّ لَهُنَّ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَهِيَ الَّتِيْ تُرْتَجٰى اور یہ کلمات شیطان کے سجع اور فتنہ انگیزی سے تھے تو یہ کلمے ہر مشرک مکہ کے دل میں گڑ گئی اور انکی زبانوں پر چڑھ گئے اور خوش ہوگئے اور کہنے لگے کہ محمد نے اپنے پہلے دین اور اپنی قوم کے مذہب کی طرف رجوع کیا پھر جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ نجم کے اخیر پر پہنچے آپ نے سجدہ کیا اور سب حاضرین نے کیا مسلمان اور کیا مشرک سجدہ کیا مگر ولید بن مغیرہ نے جو ایک بڈھا آدمی تھا اس نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا لی اور اسپر سجدہ کیا تو دونوں فریق نے اپنی جماعت

کے سجدہ میں تعجب کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا مسلمانون کو تو اسلیے تعجب ہوا کہ مشرکوں
نے باوجودیکہ ایمان اور یقین نہیں رکھتے سجدہ کیا اسلیے کہ مسلمانون نے وہ کلمات نہین سنے تھے جو شیطان نے
مشرکین کے کانون مین ڈالدیے تھے اور انکے دل مطمئن ہوگئے تھے اس بات کے ساتھ جو شیطان نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے خیال مین ڈالدی تھی اور انکے دلون مین یہ پھونک دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمے سورت
مین پڑھے ہین تو انہوں نے اپنے بتون کی تعظیم کے لیے سجدہ کیا پس یہ کلمہ لوگون مین مشہور ہوگیا اور شیطان نے اس کو
بہت ظاہر کیا یہانتک کہ ملک حبشہ مین پہونچادیا اور وہان مسلمانون مین سے عثمان بن مظعون اور انکے ساتھ
والے تھے وہ آپس مین باتین کرنے لگے کہ اہل مکہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور انکو ولید بن مغیرہ کا ایک مٹھی بھر مٹی پر سجدہ کرنا پہونچا اور کہنے لگے کہ اب مسلمانون
کو مکہ مین امن ہوگیا ہے اور جلدی چلے آئے سو وقت اللہ تعالی نے شیطان کی ڈالی ہوئی بات کو منسوخ کیا اور اپنی
آیتون کو پختہ کیا اور اقرار شیطان سے بچایا اور فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ
أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ
لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي
شِقَاقٍ بَعِيدٍ پس جب اللہ تعالی نے اپنا حکم بیان کیا اور اسکو سجع شیطان سے بچایا پھر مشرکین اپنی گمراہی اور مسلمانون
کی عداوت کی طرف رجوع کر گئے اور ان پر سختی کرنے لگے وَھٰذَا اَیْضًا مُرْسَلٌ اور ابن جریر کی تفسیر مین زہری سے
ابی بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے اسی کی مثل منقول ہے۔ مین کہتا ہون محمد بن اسحاق نے سیرۃ مین
اسی کی مثل ذکر کیا اور سب طرق مرسل اور منقطع ہین واللہ اعلم اور بغوی نے اپنی تفسیر مین ابن عباس اور محمد بن کعب
قرظی وغیرہما کی کلام کا مجموعہ اسی کی مثل ذکر کیا پھر اسجگہ ایک سوال کیا کہ یہ بات کیونکر واقعہ ہوئی باوجود عصمت
کے جسکا اللہ تعالی اپنے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے لیے ذمہ دار ہے پھر کئی ایک جواب لوگون سے نقل کیے سب سے
عمدہ جواب یہ ہے کہ شیطان نے یہ بات مشرکون کے کانون مین ڈالدی تو انہوں نے گمان کیا کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے صادر ہوئی اور واقع مین بات یون نہ تھی بلکہ یہ شیطان کی بناوٹ تھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
نہ کہی تھی واللہ اعلم وعلی ہذا القیاس متکلمین نے بھی اس قصہ کی صحت تسلیم کرکے کئی ایک جواب دیے ہین اور قاضی
عیاض رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب شفا مین اسکا تعرض کیا اور جواب دیا جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ قصہ واقعی ہے کیونکہ
نقل سے ثابت ہوگیا ہے اور اللہ تعالی کے قول إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ مین اللہ تعالی نے اپنے رسول

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ تم گھبراؤ نہیں اس قسم کے واقعات پہلے رسولوں اور پیغمبروں پر گذر چکے ہیں۔ بخاری نے
کہا ابن عباسؓ نے فی امنیتہ کی تفسیر میں کہا کہ جس وقت بات کرتا ہے شیطان اسکی بات میں کچھ ملا دیتا ہے پس اللہ تعالی
شیطان کی ملائی ہوئی بات کو باطل کرتا ہے پھر اپنی باتوں کو مضبوط کرتا ہے علی بن طلحہ نے ابن عباسؓ سے اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی
الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ کی تفسیر میں نقل کیا کہ اِذَا حَدَّثَ اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِی حَدِیْثِهٖ یعنے جب بات کرتا ہے
شیطان اسکی بات میں کچھ ملا دیتا ہے۔ مجاہد نے کہا اِذَا تَمَنّٰی یعنے اِذَا قَالَ اور اُمْنِیَّتِهٖ کی تفسیر میں بعض کہتے
ہیں قراءتہ۔ بغوی نے کہا اکثر مفسرین نے کہا اللہ تعالیٰ کے قول تمنی کا معنے ہے تلا و قرأ کتاب اللہ اَلْقَی
الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ ای فی تلاوتہ کہا شاعر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں جب شہید ہوئے ؎

تمنی کتاب اللہ اول لیلہ ۔ و آخرها لاقی حمام المقادر

یعنے اول شب میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی تھی اور آخر رات میں تقدیر کے تیر بربادے ملا اور ضحاک نے کہا اِذَا
تَمَنّٰی اِذَا تَلَا ابن جریر نے کہا یہ قول بہت مناسب ہے تاویل کلام کے ساتھ اور یہ جو فرمایا فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ
نسخ کی حقیقت لغت میں ازالہ اور دور کرنا ہے علی بن طلحہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا یعنے پس اللہ تعالیٰ شیطان
کی ڈالی ہوئی بات کو باطل کر دیتا ہے اور ضحاک نے کہا جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے منسوخ کیا اس بات کو جو شیطان نے
ڈالی تھی اور اللہ تعالیٰ اپنی باتوں کو محکم کرتا ہے اور یہ جو فرمایا یعنے اللہ تعالیٰ جو امور کائن اور حادث ہوتے ہیں سب کو
جانتا ہے اس پر کوئی بات مخفی نہیں حکیم یعنے حکمت والا ہے اپنی تقدیر میں اور اپنی خلق اور امر میں اسی کے لیے ہے
حکمت تامہ اور حجت بالغہ اسی لیے فرمایا لِیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مرض سے مراد
شک اور شرک اور کفر اور نفاق ہے جیسے مشرکین جب خوش ہوئے تھے اس بات سے اور انہوں نے اعتقاد کیا تھا کہ بات
صحیح ہے اللہ کی طرف سے اور واقع میں شیطان کی طرف سے تھی ابن جریج نے کہا اَلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ سے مراد
منافقین ہیں اور وَالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ سے مراد مشرکین ہیں اور مقاتل بن حیان نے کہا وہ یہود ہیں اور یہ جو فرمایا وَاِنَّ
الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ یعنے ظالم پڑے ہیں گمراہی اور مخالفت اور عناد میں جو حق اور صواب سے دور ہے اور
یہ جو فرمایا وَّلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ یعنے اور تو کہ جانیں وہ لوگ جن
کو دیا گیا ہے علم نافع جس کے سبب حق اور باطل میں تفریق کر سکتے ہیں اور تو کہ اللہ اور رسول پر ایمان لانے والے
جانیں کہ جو ہمنے تجھ پر وحی بھیجی وہ حق ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس نے اسے اتارا اپنے علم اور حفظ اور نگہبانی
کے ساتھ اس بات سے کہ اس میں اسکا غیر ملجاوے بلکہ وہ کتاب ہے بزرگ نہیں آسکتا اس میں باطل سامنے سے نہ پیچھے

سے اُتاری ہوئی ہے حکمت والے سراہے گئے کی اور یہ جو فرمایا فَيُؤْمِنُوا بِهٖ یعنے اسکی تصدیق کریں اور اسکی تابعداری
کریں اور یہ جو فرمایا فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ یعنے انکے دل اسکے سامنے جھکتے ہیں اور اسکے آگے پست ہو جاویں اور
یہ جو فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنے اللہ تعالی مومنوں کو سیدھے راستے کیطرف
ہدایت کرتا ہے دنیا اور آخرت میں لیکن دنیا میں تو حق کے سمجھنے اور ماننے کی توفیق دیتا ہے اور باطل کی مخالفت
اور اس سے بچنے کی ہمت دیتا ہے اور آخرت میں انکو سیدھے راستے کی ہدایت کرتا جو بہشت کے درجوں کو پہونچا
دیتا ہے اور عذاب الیم اور درکات جحیم سے دور رکھتا ہے انتہی قال الحافظ ابن کثیر و فتح البیان میں کہا ہے اللہ
تعالی کا قول وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ یہ دوسری تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی تسلی کے بعد اور یہ جو فرمایا
مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ رسول اور نبی کے معنے میں کچھ تغایر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے انبیا کی تعداد پوچھی گئی تو آپنے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر پوچھا گیا کہ ان میں سے رسول کتنے ہیں
تو فرمایا تین سو تیرہ اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ رسول وہ شخص ہے جو خلقت کی طرف بھیجا گیا ساتھ ارسال جبرئیل
کے اسکی طرف ظاہراً اور ساتھ کلام کرنے جبرئیل کے مشافہۃً اور نبی وہ شخص ہے جسکی وحی الہام ہو یا خواب میں اور
بعض نے کہا رسول وہ ہے جو شریعت لیکر بھیجا گیا اور اسکے پہونچانے کا حکم کیا گیا اور نبی وہ ہے جسکو پہلے نبی
کی شریعت کی طرف بلانے کیلیے حکم کیا گیا اور اسپر کوئی کتاب نہیں نازل ہوئی اور دونوں کے واسطے معجزات
ظاہرہ کا ہونا شرط ہے قولہ تعالی اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ کے معنے میں جب خواہش کرتا ہے اور
اپنے دل میں خیال باندھتا ہے اس چیز کا جسے چاہتا ہے واحدی نے کہا مفسرین کہتے ہیں تمنی کے معنے میں تلا
مفسرین کی ایک جماعت نے اس سورت کے شان نزول میں کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی قوم کا اعراض
شاق گذرا چونکہ آپ اپنی قوم کے مومن ہو جانے پر نہایت حریص تھے آپکے دل میں یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہو اگر
ایسی کوئی آیت نہ اُترے جس سے یہ لوگ نفرت کریں پس اتفاقاً ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی ایک
چوپال میں بیٹھے تھے کہ آپ پر سورہ نجم اتری پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو انکو پڑھنا
شروع کیا یہانتک کہ آپ اس آیت پر پہونچے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى
وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى اور وہ خیال بھی آپکے دل میں تھا اسوقت آپکی زبان پر شیطان کی
ڈالی ہوئی یہ بات نکلی تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى تو جب قریش نے یہ کلمات سنے خوش ہو گئے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے گئے یہانتک کہ سورت کو ختم کیا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ

کے اخیر مین سجدہ کیا سب جو پاس اون نے کیا مسلمان کیا مشرک سب نے سجدہ کیا پس قریش اس بات کی خوشی
مین وہان سے چلے گئے اور کہنے لگے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے شاکرون کو اچھی طرح یاد کیا پھر
جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے آپ نے یہ کیا کیا لوگون کو وہ کلمات بھی پڑھ سنائے جو مین اللہ تعالی کیطرف
سے نہین لایا تھا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غمناک ہو گئے اور سخت ڈرے اسوقت اللہ تبارک و
تعالی نے یہ آیت اُتاری کذا قالوا اور یہ قصہ بالکل غلط ہے کسیطرح سے ثابت نہین اور باوجود صحیح ہونے
کے بلکہ باطل ہونے اس قصہ کے محققین نے اسکو کتاب اللہ سے رد کیا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَلَوْ
تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ یعنے اور اگر بنا لاتا ہم پر کوئی
بات تو ہم پکڑتے اسکا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اسکے دل کی رگ اور فرمایا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى یعنے اور
نہین بولتا اپنے چاو سے اور فرمایا وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ یعنے اور اگر یہ ہوتا کہ ہم
نے تجھ کو ٹھیرا رکھا تو تو لگ ہی جاتا جھکنے انکی طرف . پس اللہ تعالی نے انکی طرف جھکنے کے پاس جانیکی بھی
نفی کر دی چجائیکہ انکی طرف جھک جاوین بزار نے کہا هَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ اور بیہقی نے کہا هَذِهِ الْقِصَّةُ غَيْرُ ثَابِتَةٍ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ پھر بیہقی نے اس
مین کلام کرنی شروع کی کہ اس قصہ کے راویون پر طعن ہے اور امام الائمہ ابن خزیمہ نے کہا یہ قصہ زنادقہ کا بنایا
ہوا ہے قاضی عیاض نے شفا مین کہا کہ کل امت مرحومہ نے اجماع کیا ہے اس امر پر کہ جو چیز اللہ کیطرف سے پہنچانی
فرض ہے اس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہین اس سے کہ خلاف واقع کی خبر دین نہ قصداً اور عمداً اور
نہ سہواً اور غلط سے خلاف ہو سکتا ہے امام رازی نے کہا یہ قصہ باطل ہے موضوع ہے اسکا قائل ہونا ہرگز جائز نہین
اور اللہ تعالی نے فرمایا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى اور فرمایا سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى اور
اس مین شک نہین کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بتون کی تعظیم جائز رکھی وہ کافر ہو گیا کیونکہ
یہ بات بالتحقیق معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی سعی بتون کی نفی اور انکا باطل کرنا ہے پس اگر
ہمنے آپ سے بتون کی تعظیم کرنی بھی جائز رکھی تو آپ کی شریعت سے امان اٹھ جاتی ہے اور اس سے ہر ایک بھی
احکام و شرائع سے اس بات کا جائز ہونا ماننا پڑتا ہے کہ شاید یہی شیطان کا ڈالا ہوا ہو اور اس سے اللہ تعالی
کا قول بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ باطل ہوا جاتا ہے کیونکہ عقل کے
نزدیک وحی مین گھٹا دینے اور بڑھا دینے مین کچھ فرق نہین پس ان وجوہ عقلیہ و نقلیہ سے ہمنے بالاجمال یہ بتا

معلوم کر لی کہ یہ قصہ موضوع ہے انتہی مختصرا پھر فتح مین ابن کثیر کی کچھ عبارت نقل کر کے کہا کہ حاصل یہ ہے کہ سب
روایتین یا اسباب ہین مرسل ہین یا منقطع ہین جنکے ساتھ حجت نہین قائم ہو سکتی اور اسباب مین بہت سی
روایتین ہین جو ان سب پر واقف ہونا چاہے تو سیوطی کی در منثور کا مطالعہ کرے اور یہان انکا ذکر کرکے
طول دینے سے کچھ فائدہ نہین اور ہمنے تجھے سمجھا دیا کہ وہ سب ایسی ہین جن سے حجت نہین قائم ہو سکتی کیونکہ
اس قصہ کو کسی نے اہل صحت سے روایت نہین کیا اور نہ کسی ثقہ نے اسکو کسی سند صحیح اور سلیم متصل سے ذکر
کیا اسکو تو صرف مفسرین اور مؤرخین نے ذکر کیا جو ہر ایک اوپری بات کے نقل کرنے پر حریص ہین ۔ جو ہر ایک
صحیح اور سقیم کو بلا امتیاز کتابون سے نقل کر دیتے ہین اور اس قصہ کے ضعف پر دلیل ہے اسکے راویون کا
اضطراب اور اسکی سند کا انقطاع اور اسکے الفاظ کا اختلاف اور ابن مسعودؓ کی صحیح حدیث مین تو اتنا ہی
آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ نجم پڑھی تو آپنے سجدہ کیا اور جو لوگ وہان موجود تھے سب نے
سجدہ کیا مگر قریش مین سے ایک بوڑھے نے ایک مٹھی بھر کنکر یا مٹی لیکر اپنے ماتھے کیطرف اٹھائی عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین ہمنے اسکے بعد اسکو دیکھا کہ وہ کافر ہی قتل کیا گیا اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ
اور ابن عباسؓ کی صحیح حدیث مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ نجم مین سجدہ کیا اور آپ کے
پاس سب مسلمانون اور مشرکون اور جنون اور آدمیون نے سجدہ کیا رواہ البخاری پس یہی بیان ہے جو صحیح
مین مروی ہوا اس مین کچھ ذکر نہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کا ذکر کیا یا ان کو پڑھا اور کچھ بغیر
نے اس قصہ مین ابن عباسؓ سے ذکر کیا اسکو کلبی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا اور وہ نہایت ضعیف ہے بلکہ
متروک ہے اسکا کچھ اعتبار نہین اور اسیطرح اسکو نحاس نے نکالا ایک دوسری سند سے جس مین واقدی ہے
پس یہ تو اس قصہ کے ضعف سند کا حال ہے اور معنے کے اعتبار سے لوگون نے اس قصہ سے اور وجوہ سے
جواب دیے ہین جنکا ذکر تطویل بلا طائل ہے ۔ خازن نے اپنی تفسیر مین اور نسفی نے مدارک مین انکا پورا بیان
کیا اور حافظ ابن حجر نے اسکے اصل کے فی الجملہ ثابت ہونے پر تنبیہ کی اور کہا ان مین سے تین سندین صحیح
کی شرط پر ہین لیکن وہ مرسل ہین اور جب میرے نزدیک اس قصہ کا بطلان ثابت ہو گیا تو تجھے معلوم ہو گیا کہ
تَمَنّٰی کے معنے قَرَأَ اور تَلَا کے ہین کما اورد مناہ من حکایۃ الواحدی لذلک عن المفسرین بغوی نے کہا اکثر
مفسرین کہتے ہین تَمَنّٰی کے معنے مین تَلَا وَقَرَأَ کِتَابَ اللّٰہِ یعنے کتاب اللہ کی تلاوت کی اور اسے پڑھا اور
اَلْقَی الشَّیْطَانُ فِیْ اُمْنِیَّتِہٖ کے معنے ہین کہ شیطان نے اسکی قرأت اور تلاوت مین کچھ ڈالدیا جیسے جبریا

نے کہا هَذَا الْقَوْلُ أَشْبَهُ بِتَأْوِيلِ الْكَلَامِ اور اسکی تائید کرتا ہے جو پہلے اللہ کے قول لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ
إِلَّا أَمَانِيَّ کی تفسیر مین مذکور ہوچکا اور بعض نے کہا تمنّیٰ کے معنی پر حکایت اور فِي أُمْنِيَّتِهِ کے معنی مین فِي
حَدِيثِهِ رُوِيَ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بعض نے کہا تمنّیٰ کے معنی مین قَالَ پس معنے آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ شیطان
نے مشرکین کے کانون مین یہ بات ڈالدی بدون اسکے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے ساتھ کلام
کی ہو اور بدون اسکے کہ آپ کی زبان سے یہ بات نکل گئی ہو پس آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
لیے تسلی ہے یعنے آپ اس بات سے گھبرائین نہین اور غمناک نہ کرے آپکو یہ بات کیونکہ اس بات کی مثل پہلے
انبیا اور رسولون کو پہونچ چکے ہین اور اس تقدیر پر کہ تمنّیٰ کے معنے حدیث نفس اور خیال مین گذرنے
کے ہون چنانچہ فرا اور کسائی نے حکایت کیا انہون نے کہا محاورہ مین بولتے ہین تَمَنَّى إِذَا حَدَّثَ
نَفْسَهُ یعنے تمنّے اسوقت بولتے ہین جب اسکے دلمین خیال آوے تو معنے یہ ہونگے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے خیال مین کوئی بات آئی شیطان نے اسکے ساتھ تکلم کیا اور مشرکین کے کان مین ڈالدیا
بدون اسکے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے ساتھ تکلم کیا ہو اور بغیر اسکے کہ آپکی زبان مبارک
پر یہ کلمہ جاری ہوا ہو ابن عطیہ نے کہا اس مین خلاف نہین کہ شیطان کی کا القا ان الفاظ کے ساتھ تھا جو سنے
گئے جنکے ساتھ فتنہ واقع ہوا قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ هَذَا أَحْسَنُ الْوُجُوهِ وَهُوَ الَّذِي يَظْهَرُ تَرْجِيحُهُ
وَكَذَا اسْتَحْسَنَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ هَذَا التَّأْوِيلَ اور فرمایا فِي أُمْنِيَّتِهِ یعنے فِي تِلَاوَتِهِ اور بعض نے
آیت کی تاویل مین کہا کہ غرانیق سے فرشتے مراد ہین لیکن یہ ٹھیک نہین اسلیے کہ قول فَيَنْسَخُ اللّٰهُ
مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ أَيْ يُبْطِلُهُ اسکو رد کرتا ہے کیونکہ شفاعت ملائکہ تو باطل نہین اور کسی نے کہا کہ یہ کلمات
آپ کی زبان پر بطریق سہو و نسیان جاری ہوگئے اور سہو اور نسیان کا انبیا پر طاری ہوجانا جائز
ہے اور یہ قول بھی مردود ہے اسوجہ سے کہ سہو اور نسیان خدا کی طرف سے پہونچانے کی امور مین جائز نہین
کما ہو مقرر فی موضعہ ضحاک نے کہا تمنّی سے تلاوت اور قراءت مراد ہے اور فَيَنْسَخُ اللّٰهُ سے یہ مراد ہے کہ اللہ
تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام مٹا دیتے ہین اس بات کو جو شیطان نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان
مبارک پر ڈالدی تھی اور مجاہد نے کہا تمنّیٰ کے معنے ہین تَكَلَّمَ اور أُمْنِيَّتِهِ سے مراد ہے كَلَامِهِ
پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین خبر دی کہ سنت اللہ پیغمبرون علیہم السلام کے حق مین اسطرح جاری ہے
کہ جب کوئی قول فرماتے ہین تو شیطان لعین اپنی طرف سے اس مین کچھ ملا دیتا ہے پس یہ نص ہے اس

امر مین کہ شیطان نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلام کی طرف سے زیادت کردی نہ یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کلمات کو کہا کیونکہ آپ تو معصوم تھے اور امام طبری جلیل القدر وسیع العلم قوی النظر عالم نے اسکی طرف سبقت کی اور اس سے کہ نہیں کہا تھا کہ انما فطنی الفتنۃ پہر پہر بیان اللہ سبحانہ وتعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تسلی دی کہ یہ قضیہ پہلے انبیاء ورسل کو بھی واقع ہو چکا ہے اب اللہ سبحانہ وتعالی بیان فرماتا ہے کہ ہمکو مین باطل کردونگا اور اسکو برقرار نہ رہنے دونگا اور شیطان کی فریب بازی ہمیشہ نہ چلیگی پس فرمایا فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ یعنے اللہ اسکو باطل کریگا اور اسکو نابود و غیر ثابت کریگا ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيَاتِهٖ یعنے اللہ اپنی آیات کو محکم اور ثابت کریگا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ یعنے اللہ تعالی اپنے سب اقوال وافعال مین کثیر العلم والحکمۃ ہے اور فتنہ سے مراد ہے گمراہی اور محنت اور مصیبت اور مرض سے مراد ہے شک اور نفاق اور قاسیۃ القلوب سے مشرک مراد ہین کیونکہ انکے دل کبھی حق کے لیے نرم نہین ہوتے اور صواب کی طرف کبھی رجوع نہین کرتے پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے ان دونون طائفون کے ظالم ہونے پر مہر کردی اور فرمایا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ یعنے ظالم سخت عداوت مین ہین بیان عداوت کو دوری کے ساتھہ مبالغہ وصف کیا اور واقع مین دوری کے ساتھہ موصوف تو وہ شخص ہے جسکے ساتھہ عداوت قائم ہے اور جب اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ بیان کیا کہ شیطان کا یہ القا اہل نفاق وشک وشرک کے حق مین فتنہ ہے اب یہ بیان فرماتا ہے کہ مومنین کے حق مین جو عالم باسرہین قرآن کی حق وصدق ہونیکے علم کا موجب ہوا پس فرمایا وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ یعنے اور تو کہ وہ لوگ جنکو دیا گیا علم توحید اور قرآن کا اور تصدیق اس امر کی کہ اللہ تعالی جو چاہے منسوخ کرتا ہے جان لین کہ یہ قرآن حق ہے نازل ہوا تیرے رب کی طرف سے اور بعض نے کہا اَنَّهُ کی ضمیر راجع ہے شیطان کے القا کی قدرت دینے کی طرف کیونکہ اسکی عادت انبیاء کے ساتھہ اسیطرح جاری ہے لیکن اس قول کو رد کرتا ہے اللہ تعالی کا قول فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ کیونکہ مراد یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ ایمان لاویں اور اس ایمان پر ثابت رہین فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ یعنے انکے دل قرآن کے لیے خاشع ہو جاوین اور اسکی رام و منقاد ہو جاوین کیونکہ تمکین شیطان کے ساتھ ایمان لانا اور اسکے واسطے دلون کا منقاد ہونا تو ممکن نہین کہ مراد ہو بلکہ یہ قرآن کی شان ہے وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنے اللہ تعالی ہادی اور رہنما ہے ایمان والون کا اسکے دین مین صراط مستقیم اور طریق صحیح و قویم کیطرف جس مین کجی نہین وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ

يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ اور منکرون کو ہمیشہ رہیگا اس
مین دہوکا جبتک آپہونچے انپر قیامت بیخبر یا آپہونچے انکو آفت ایکدن کی جس مین انہین خلاصی کی راہ
اسدن اللہ کا ہے چکوتی کرے گا ان مین سو جو یقین لائے اور کین بہلائیان نعمت کے باغون مین ہین اور جو
منکر ہوئے اور جھوٹلائین ہماری باتین سو انکو ہے ذلت کی مار۔ انتہے۔ کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالی کفار
کے حال سے اخبار فرماتا ہے کہ وہ ہمیشہ قرآن سے شک وشبہ مین رہین گے قالہ ابن جریج واختارہ ابن جریر
اور سعید بن جبیر اور ابن زید نے کہا کہ ضمیر منہ کا مرجع القے الشیطان ہے اور قولہ تعالی حَتّٰی تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ
بَغْتَةً کی تفسیر مین مجاہد نے کہا فَجْاَءَةً اور قتادہ نے بغتۃ کی تفسیر مین کہا کہ اچانک آگیا انپر حکم اللہ کا اور اللہ نے
کبھی کسی قوم کو نہین پکڑا مگر آرام اور غفلت اور نعمت کیوقت پس تمکو خدا تعالی سے جلدی نہ پکڑنے سے نہ
دہوکا لگے کیونکہ خدا تعالی کے ساتھہ مغرور نہین ہوتے مگر بیحکم لوگ اور قولہ تعالی اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ
عَقِيْمٍ کی تفسیر مین مجاہد نے ابی بن کعب سے نقل کیا کہ وہ بدر کا دن ہے وَكَذَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَعِكْرِمَةُ
وَسَعِيْدُ ابْنُ جُبَيْرٍ وَقَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَاخْتَارَهُ ابْنُ جَرِيْرٍ اور عکرمہ اور مجاہد سے ایک روایت
مین یون ہی منقول ہے کہ وہ قیامت کا دن ہے جسکی رات نہین وَكَذَا قَالَ الضَّحَّاكُ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ
وَهٰذَا الْقَوْلُ هُوَ الصَّحِيْحُ وَاِنْ كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ مِنْ جُمْلَةِ مَا اُوْعِدُوْا بِهٖ لٰكِنْ هٰذَا هُوَ الْمُرَادُ
یعنے یہی صحیح قول ہے اگرچہ یوم بدر بھی منجملہ اسکے ہے جسکے ساتھہ انکو ڈرایا گیا لیکن مراد وہی قیامت کا دن ہے
اسلیے فرمایا اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ کقولہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وقولہ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ
الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا یعنے راج اس دن سچا ہے رحمان کا
اور ہے وہ دن منکرون پر مشکل ۔ اور یہ جو فرمایا فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ یعنے پس جن لوگون کے دل ایمان لائے اور انہون نے اللہ اور رسول
علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق کی اور اپنے علم کے موافق عمل کیا اور انکے دل اور اقوال اور اعمال آپس مین
موافق ہوئے وہ نعمت کے باغون مین ہین انکے واسطے ہے وہ نعیم مقیم جو نہین پھرتی اور لٹنے والی نہین ہوتی اور نہ
فنا ہونی ہے قولہ تعالی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا یعنے جنکے دلون نے حق کو نہ مانا اور اس سے انکار
کیا اور اسکی تکذیب کی اور رسولون علیہم السلام سے مخالفت کی اور انکی پیروی سے تکبر کیا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

عَذَابٌ مُّهِينٌ پس انکے لیے ہے عذاب ذلت کا یعنے انکے تکبر اور حق کے نہ ماننے کے بدلے کقولہ تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ای صاغرین یعنے بیشک جو لوگ بڑائی کرتے
ہین میری بندگی سے اب پیٹھینگے دوزخ مین ذلیل ہوکر تنبیہ کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالی کے قول وَلَا يَزَالُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ مین ضمیر کے مرجع مین کئی قول ہین کسی نے کہا قرآن سے شک مین ہین کسی نے
کہا دین سے جسپر صراط مستقیم کا ذکر دلالت کرتا ہے اور بعض نے کہا رسول سے اور بعض نے کہا القاء شیطان سے
یعنی کہتے ہین کہ کیا وجہ ہے اس نے بتون کو خیر سے یاد کیا تھا پھر اس سے رجوع کر گیا اور مُرْيَة ضم میم سے بھی آیا
ہے اور یہ دونون مشہور لغتین ہین اور ابو البقا کی ظاہر کلام سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ دو لغتین ہین سمین نے
کہا اس جگہ ضم کا ہونا مجھے یاد نہین اور قولہ تعالی حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ مین ساعت سے مراد قیامت ہے
یا موت اور بغتۃ کے معنے مین فجاءۃ قولہ اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ مین یوم عقیم سے یوم قیامت مراد
ہے کیونکہ اسکے بعد کوئی دوسرا دن نہین پس اس اعتبار سے وہ عقیم ہوا اور عقیم لغت مین اسے کہتے ہین جسکے اولاد
نہ ہو اور چونکہ ایام پے در پے آتے ہین اسکو بہیئت ولادت پر خیال کیا گیا ہے اور جب اس دن کے بعد کوئی دن
نہین اسی عقم کے ساتھ وصف کیا اور بعض نے یوم عقیم کی یوم حرب کے ساتھ تفسیر کی یعنے آوے ان پر عذاب لڑائی
کے دن کا جس مین قتل کیے جاوینگے جیسے یوم بدر قالہ ابن عباس وعن ابی بن کعب نحوہ وعن سعید
ابن جبیر وعکرمۃ مثلہ اور مجاہد سے مروی ہے کہ انہون نے کہا وہ قیامت کا دن ہے جسکے لیے رات
نہین اور ضحاک اور سعید سے بھی اسی کی مثل مروی ہے اور بعض نے کہا یوم کو عقم کے ساتھ اسلیے وصف کیا کہ
اس مین الفت اور رحمت نہین پس گویا وہ خیر سے عقیم ہے ومنہ قولہ تعالی فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ
الْعَقِيْمَ ای التی لا خیر فیہا ولا تاتی بمطر یعنے ہم نے بھیجی جھنجھا نہر ہوا بغیر جس مین کچھ خیر نہین ہے اور نہ مینہ
برسانی ہے قولہ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ یعنے غلبہ ظاہر اور استیلاء تام قیامت کے دن صرف اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے
ہے کوئی اس مین اسکا مخالف نہین اور کوئی اسکو اس سے ہٹانے والا نہین۔ الی آخرہا فی الفتح وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا
عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ
کی راہ مین پھر مارے گئے یا مر گئے پھر البتہ انکو دیگا اللہ تعالی روزی خاصی اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دیتا

البتہ بہونچاویگا انکو ایک ایسی جگہ جسکو پسند کرینگے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا یہ سن چکے اور جسنے بدلا دیا جیسا
اوسکو دیا تہا پہر اسپر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگذرتا ہے بخشتا ف یعنی بدلا
وہی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلا نہ لینا بہتر تہا بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلا لیا کافروں کی ابتدا
کا پہر کافر آئے زیادتی کرنیکو احد میں اور احزاب میں پہر اللہ نے پوری مدد کی انتہی مافی موضح القرآن حافظ
ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی ان لوگوں کے حال سے خبر دیتا ہے جنہوں نے اللہ تعالی کی راہ میں اور اسکی رضامندی
اور اسکے ثواب کے طلب کے لیے ہجرت کی اور اوطان اور اہل و اخوان کو چھوڑا اور اپنے بلاد اور امصار سے
مفارقت اختیار کی اللہ اور رسول کی خاطر اور اسکے دین کی نصرت اور تائید کیلیے ثُمَّ قُتِلُوْا یعنی پہر وہ جہاد
میں مارے گئے یا لڑائی بغیر اپنے بچھونوں پر فوت ہوگئے تو انہوں نے اجر جزیل اور ثنائے جمیل کو حاصل کر لیا
کما قال تعالی وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ
عَلَى اللّٰهِ یعنی اور جو کوئی نکلے اپنے گہر وطن چہوڑ کر اللہ اور رسول کیطرف پہر آ پکڑے اسکو موت سو ٹہیر
چکا اسکا ثواب اللہ پر اور فرمایا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا یعنی انپر جاری کریگا اپنے فضل سے اور جنت
کے رزق سے جس سے انکی آنکہیں ٹہنڈی ہوجاوین اور اللہ سب سے بہتر روزی دینا لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا
يَّرْضَوْنَهٗ یعنی انکو جنت میں داخل کرے گا کما قال تعالی فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ
وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ یعنی سو جو اگر وہ ہوا پاس والوں میں تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا سو اللہ
تعالی نے خبر دی کہ اسکو راحت اور رزق اور جنت نعیم حاصل ہوگا چنانچہ اسجگہ فرمایا کہ اللہ انکو اچہی
روزی عنایت کریگا پہر انکو پہونچاویگا ایسی جگہ جسکو وہ پسند کرینگے قولہ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ یعنی تحقیق
اللہ خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی اور اسکی راہ میں جہاد کیا اور جو اس عمل کے مستحق ہیں
حَلِيْمٌ یعنی بردباری کرتا ہے اور درگذرتا ہے اور بخشتا ہے انکے گناہوں کو اور ڈہانک دیتا ہے ان کی پس ان
کی ہجرت اسی کیطرف اور اسکے توکل اور بہروسا اوسپر ہے پس جو شخص قتل کیا گیا اللہ کی راہ میں مہاجر ہو
یا غیر مہاجر سو وہ اللہ کی نزدیک زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے کما قال تعالی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ یعنی اور نہ سمجہ جو لوگ مارے گئے اسکی راہ میں
مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے وَالْاَحَادِيْثُ فِيْ هٰذَا كَثِيْرَةٌ كَمَا تَقَدَّمَ پس جو
شخص اسکی راہ میں فوت ہوگیا مہاجر ہو یا غیر مہاجر آیت کریمہ اور احادیث صحیحہ اسپر اجر رزق اللہ

اللہ کے فضل و احسان کی ضمانت ہے ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ شرحبیل بن سمط سے نقل کیا کہ ہم ملک روم میں
ایک قلعہ پر بہت مدت تک مقیم اور مرابط رہے تو ہم پر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ گذرے تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو شخص حالت رباط میں فوت ہوا اسپر اللہ تعالی اس طرح کا اجر جاری
کریگا اور اسپر رزق (شہداء) جاری کریگا اور (قبر کے) دو امتحان لینے والوں سے امن میں ہیگا پس اگر تم
جی چاہے آیت وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا
وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ اور نیز ابن
ابی حاتم نے اپنی اسناد سے نقل کیا کہ ہمام نے ابو قبیل اور ربیعہ بن سیف معافری سے سنا کہ وہ دونوں کہتے
تھے کہ ہم رودس میں تھے اور ہمارے ساتھ فضالہ بن عبید انصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تو وہ دو جنازوں پر گذرے ایک انمیں کا مقتول تھا اور دوسرا متوفی پس لوگوں نے قتیل کیطرف توجہ کی
تو فضالہ نے کہا کیا بات ہے میں لوگوں کو دیکھتا ہوں اسپر جھک پڑے اور اسکا ساتھ چھوڑ دیا لوگوں نے کہا
یہ اسکی راہ میں مارا گیا کہنے لگے مجھے کچھ پروا نہیں ان دونوں میں سے جسکی قبر سے اٹھایا جاؤں کیا ان
لوگوں نے کبھی کلام اللہ سنا ہے وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا یہاں تک کہ آیت کو
ختم کیا اور نیز ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ عبد الرحمن بن جحدم خولانی کہتے ہیں کہ میں
دریا میں فضالہ بن عبید کے ساتھ دو جنازوں پر حاضر ہوا ایک کو تو ان میں سے منجنیق کے ساتھ مصیبت پہنچی
تھی اور دوسرا اپنی موت سے مرا تھا تو فضالہ بن عبید متوفی کی قبر پاس بیٹھ گئے تو ان سے کہا گیا تم نے شہید کو چھوڑ دیا اور
اسکی قبر پر نہ بیٹھے کہنے لگے ان دونوں میں سے جسکی قبر سے میں اٹھایا جاؤں مجھے کچھ پروا نہیں (یعنے
دونوں کو ایک سی فضیلت ہے) اللہ تعالی فرماتا ہے وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا
أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا الآیتین پس اے بندے تجھے اس سے بڑھکر اور کیا چاہیے کہ
تو ایسی جگہ میں داخل کیا جاوے جسکو تو پسند کرے اور تجھے اچھی روزی عنایت کیجاوے وَاللّٰهِ مَا أُبَالِي
مِنْ أَيِّ حُفْرَتَيْهِمَا بُعِثْتُ اور ابن جریر نے بھی اپنی سند کے ساتھ اسی مضمون کی مثل روایت کیا اور یہ
جو فرمایا ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ الآیۃ اسکی تفسیر میں مقاتل بن حیان اور ابن جریر نے
ذکر کیا کہ یہ آیت صحابہ کے ایک سریہ کے حق میں اتری جبکا شہر محرم میں مشرکوں کی ایک جماعت سے مٹھ
بھیڑ ہو گیا تو مسلمانوں نے انکو واسطے دیے کہ شہر حرام میں ان سے قتال نہ کریں لیکن مشرکوں نے نہ مانا

اور انکو انہون نے ہی مجبور کیا اور انپر بغاوت اور سرکشی کی پس مسلمانون نے لاچار ہوکر ان سے لڑائی کی تو اسد تعالیٰ انکو کافرون پر نصرت دی اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ انتہیٰ ما قال الحافظ ابن کثیر۔ فتح البیان مین کہا اسد سبحانہ تعالیٰ نے اپنے قول وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مین مہاجرین کو علاحدہ کرکے ذکر کیا انکو مزید شرف کے ساتھ خاص کرنیکے لیے اور انکی تعظیم شان کے لیے بعض مفسرین نے کہا مہاجرین وہ لوگ ہین جو مکہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ مین چلے گئے اور بعض نے کہا وہ لوگ مراد ہین جنہون نے لشکر یا سریہ مین جاکر وطنون سے مفارقت اختیار کی اور یہ بھی کچھ بعید نہین کہ اسکو دونون امرون پر حمل کیا جاوے اور سب اسکے رستہ اور اسکی طاعت مین ہین اور قولہ تعالیٰ ثُمَّ قُتِلُوْٓا بعض قرأتون مین تشدید کے ساتھ بھی آیا ہے معنے تکثیر پر اور یہ جو فرمایا اَوْ مَاتُوْا اس سے یہ مراد ہے کہ حالت ہجرت مین موت ہو گئے اور اسد تعالیٰ کے قول لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا مین رزق حسن سے نعیم جنت مراد ہین جنکو انقطاع نہین اور بعض نے کہا غنیمت مراد ہے کیونکہ وہ حلال ہے اور بعض نے کہا علم و فہم مراد ہے چنانچہ شعیب علیہ السلام نے فرمایا وَرَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا اور وعدہ رزق حسن مین مقتول اور متوفی کو یکسان شریک کرنے سے مقتول کی فضیلت قدر عطے مین نہین سمجھی جاتی اور نہ مساوات دونون کی سمجھی جاتی ہے اگر تفضیل ہو تو دوسری دلیل سے ہوگی اور کتب فروع مین تو یہ مذکور ہے کہ مقتول افضل ہے کیونکہ وہ شہید ہے پھر فتح مین ابن ابی حاتم کی وہی حدیث بیان کی جو ابن کثیر سے نقل ہو چکی اور اسکی تائید مین ذکر کیا اسد تعالیٰ کا قول وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا الآیہ اور یہ جو فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ یہ جملہ پہلے جملہ کی تذییل ہے اسکی تائید کے لیے یعنے اسد تعالیٰ سب روزی دینے والون سے افضل ہے کیونکہ وہ سبحانہ تعالیٰ بغیر حساب محض اپنے احسان سے دیتا ہے اور جو بعض بندون کا رزق بعض کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے وہ بھی اسد تعالیٰ کی طرف سے ہے لَا رَازِقَ سِوَاهُ وَلَا مُعْطِیَ غَیْرُهٗ اور جب اسد سبحانہ و تعالیٰ نے رزق کا ذکر فرمایا اب مسکن کا بھی ذکر فرماتا ہے اپنے اس قول سے لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا یَّرْضَوْنَهٗ ۔ مدخلا بفتح میم و ضم میم دونون طرح پڑھا گیا ہے اور مراد اس سے جنت ہے اور اس آیت مین بندون پر وہ امتنان اور انکے واسطے وہ بشارت ہے جسکا اندازہ نہین ہوسکتا کیونکہ جس جگہہ کو وہ پسند کرینگے وہ انکے نفوس کے لیے نہایت مناسب اور انکے مطالب کے نہایت متقارب ہوگی مزید بران وہ جنت مین دیکھینگے مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اور یہ وہ ہے جسکو وہ پسند کرین گے اور اسکے بھی

بتکہ ہے اور یہ جو فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ یعنے اللہ تعالیٰ عالمین کے درجات اور انکے استحقاق کو مراتب جانتا
تحمل والا ہے درگذر کرتا ہے تفریط مفرطین سے کہ انکو مہلت دیتا ہے اور انپر جلدی عذاب نہین بھیجتا اور اللہ
تعالیٰ کے قول وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ مین تثلیث سے یہ مراد ہے کہ اسی مقدار پر اقتصار کرے
جتنا اوسپر ظلم ہوا اور اُسپر زیادہ نہ کرے اور یہ جو فرمایا ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے پہلے اوسپر ظلم
کیا پھر دوبارہ اسپر ظلم کرے اور بعض نے کہا مراد اس بغی سے یہ ہے جو مشرکین سے واقع ہوا مسلمانون کو وطن
سے نکل دینے سے بعد اس سے کہ انکے نبی کو جھٹلایا اور اسکے ساتھ ایمان لانیوالون کو ستایا اور لام لَيَنْصُرَنَّهُ
اللّٰهُ قسم محذوف کا جواب ہے یعنے بخدا اللہ تعالیٰ مظلوم کو ظالم پر نصرت دیگا اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ یعنے
اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنیوالا ہے اور بہت ڈھانپنے والا ہے مومنین کے لیے جو گناہ ان سے صادر ہوئے
ہین یا شہر حرام مین لڑائی کرنے کو معاف کردیگا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ
فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ
وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ یہ اسواسطے کہ اللہ پیٹھاتا ہے رات کو دن مین اور دن کو رات مین اور اللہ
سنتا ہے دیکھتا ف یعنے اسیطرح کفر مین اسلام کو غالب کریگا) ت یہ اسواسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس
کو پکارتے ہین اسکے سوا وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا۔ انتہی ما فی موضح القرآن کہا حافظ ابن
کثیر نے اللہ تعالیٰ اس امر پر تنبیہ فرماتا ہے کہ وہی خلقت کا پیدا کرنے والا تصرف کرتا ہے اپنی خلقت مین
جسطرح چاہے کما قال قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ
وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ
وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ ۝ یعنے تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جسکو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس
سے چاہے اور عزت دیوے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی بیشک تو ہر چیز پر
قادر ہے تو لیآوے رات کو دن مین اور لے آوے دن کو رات مین اور تو نکالے جیتا مردے سے اور
تو نکالے مردہ جیتے سے تو رزق دیوے جسکو چاہے بیشمار۔ اور رات کو دن مین اور دن کو رات مین داخل کرنیکے
یہ معنے ہین کہ اسکے اسمین اور اسکو اسپر داخل کرے پس کبھی رات لمبی اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے جیسا کہ جاڑے مین
اور کبھی دن لمبا ہو جاتا ہے اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے جیسے گرمیون مین قوله تعالیٰ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ

بَصِیْرٌ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے بندون کی باتین سنتا ہے اور انکے احوال دیکھتا ہے اور انکے حالات اور حرکات
اور سکنات مین سے کوئی چیز اسپر مخفی نہین اور جب یہ بات بیان ہو چکی کہ وہ متصرف ہر وجود مین ایسا حاکم ہے کہ
کوئی اسکے حکم کو پھیر نہین سکتا فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ یعنے وہی سچا معبود ہے جسکے سوا اور کسی کی عبادت
لائق نہین کیونکہ وہی بڑے غلبہ والا ہے کہ جو چاہے وہ ہو جاوے اور جو نہ چاہے وہ نہین ہوتا اور سب چیز اسکی
طرف محتاج ہے اسکے سامنے ذلیل ہے اور فرمایا وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ یعنے اور اللہ
کے سوا جسکی پوجا کرتے ہین بتون اور مورتون اور تھانون اور جس چیز کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے
پس وہ سب باطل ہے کیونکہ کوئی نفع اور نقصان کا مالک نہین اور اللہ تعالیٰ کا قول وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ
الْکَبِیْرُ ایسا ہی جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ اور اللہ کا قول وَهُوَ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ
پس ہر چیز اسکے قہر اور سلطان اور عظمت کے تحت ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ کیونکہ وہ ایسا عظیم
ہے جس سے بڑھکر کسی کی عظمت نہین ایسا عالی شان ہے جس سے بڑھکر کسی کا شان نہین ہے ایسا کبیر ہے جس
سے بڑھکر کسی کی بڑائی نہین تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ وَتَنَزَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ الْمُعْتَدُوْنَ عُلُوًّا
کَبِیْرًا انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر نے تفسیر فتح البیان مین کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ
اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ اشارہ ہے اس مضمون کی طرف جسکا ذکر پہلے ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ
مظلوم کی مدد کرتا ہے یعنے اس نصرت کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اور اسکی کمال قدرت کا یہ نمونہ ہے
کہ رات کو دن مین اور دن کو رات مین داخل کر دیتا ہے قالہ الرازی اور بیضاوی نے کہا کہ وہ قادر ہے
بعض امور کو بعض پر بدل لانے پر اور اشیاء متعاندہ کے درمیان ادل بدل کرنے پر اسکی عادت جاری ہے اور بناء
کو ایلاج کے ساتھہ تعبیر کیا کیونکہ ایک کا بڑھانا دوسرے مین سے گھٹانے کو مستلزم ہے اور بعض نے کہا ظلمت لیل
کو ضیاء نہار کی جگہہ کر دیتا ہے سورج کے غائب کرنے کے ساتھہ اور ضیاء نہار کو ظلمت لیل کی جگہہ رکھہ دیتا ہے
سورج کے طلوع کرنے کے ساتھہ پس مراد حاصل کرنا ایک عرض کا ہے دوسرے کی جگہہ اور آل عمران مین اس ایلاج کا
معنے گذر چکا قولہ تعالیٰ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ یعنے اللہ تعالیٰ سنتا ہے ہر ہر کہا ہے ایک قول کا سننا دوسرے کے
سننے سے نہین مشغول کرتا بَصِیْرٌ دیکھتا ہے ہر ہر کو یا یون کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے سب اقوال کو ان مین
اگرچہ مختلف آوازین طرح طرح کی بولیون مین مختلط ہون اور سب افعال کو دیکھتا ہے اسکو کوئی چیز دوسری چیز سے
حجاب نہین ہو سکتی ہوائون مین اگرچہ اندھیرے سے حوالی دشوار ہون فَلَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اور اسہ

تعالی کے قول مَا شَآءَ تک کا اشارہ الیہ مضمون ہی جو بیان گذرچکا اللہ سبحانہ وتعالی ہی کمال قدرت والا ہو اور علم تام
کے ساتھ موصوف ہونے سے بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ یعنے اللہ سبحانہ وتعالی صاحب حق ہی پس اسکا دین حق ہی اور اس
کی عبادت حق ہی اور اسکا اپنے دوستون کو اپنے دشمنون پر نصرت دینا حق ہے پس وہ اللہ عز وجل اپنی ذات مین
اور اپنے افعال وصفات مین سب مین حق ہی اور اللہ تعالی کے قول وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ
مین يَدْعُوْنَ تاء فوقانیہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اس صورت مین مشرکون کو خطاب ہوگا اور یاء تحتانیہ کے ساتھ
بھی پڑھا گیا ہے اس صورت مین انکے حال سے اخبار ہوگا اور یہ دونون قرات سبعہ مین سے ہین اور معنے یہ ہے
کہ جن بتون کو یہ الہ کہتے ہین وہ باطل ہین جنکا کچھ ثبوت نہین اور نہ انکو معبود ہونیکا کچھ ثبوت ہی یعنے انکی
ذات بھی معدوم ہے اور انکی الوہیت بھی باطل ہے اور باطل زائل کو کہتے ہین اور مجاہد نے کہا باطل سے یہان شیطان
مراد ہے وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ یعنے اللہ تعالی اپنی قدرت کے ساتھ سب اشیاء سے بلند ہے اور اسکی
ذات اشباہ واضداد سے پاک ہے متصف ہے ساتھ صفات کمال کے منزہ ہے ہر چیز سے جو بطلے ظالم کہتے ہین
صاحب کبریائی ہے جسکی سلطنت کے سوا سب چیز حقیر ہے پھر اللہ تعالی نے اپنی کمال قدرت پر دلیل مین ذکر فرمائی
پس کہا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ
مَا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝ تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر صبح کو زمین ہو جاتی ہے سبز بیشک
اللہ تعالی چھپی تدبیرین جانتا ہے خبردار اسیکا ہے جو کچھ آسمان وزمین مین ہے اور اللہ وہی ہے بے پرواہ سب
خوبیون سراہا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس مین دیا تمہارے جو کچھ ہے زمین مین اور کشتی چلتی دریا مین اسکے حکم
سے اور تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اسکے حکم سے مقرر اللہ لوگون پر نرمی کرتا ہے
مہربان اور اسی نے تمکو جلایا پھر مارتا ہے پھر جلاویگا بیشک انسان ناشکر ہے **ف** یعنے اسکا حق نہین
مانتا (انتہی ملخص الموضح) کہا حافظ ابن کثیر نے یہ بھی اللہ تعالی کی قدرت وعظیم سلطان پر دلیل ہے اور
امر یہ کہ وہ بھیجتا ہے ہوا کو ان کو وہ اٹھاتی ہین بادل پس مینہ برستا ہی زمین خشک پر جسمین کوئی گھاس
وغیرہ نہین اور وہ ہو رہی پڑی خشک سیاہ محفظ ناک پس جب اترا اسپر پانی تازی ہوئی اور ابھری

اسیے جو فرمایا فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً فا اس مین تعقیب کیلیے ہے اور ہر شے کی تعقیب اسکے حال کے موافق ہوا
کرتی ہے چنانچہ فرمایا اسد تعالی نے فَخَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً الآیۃ اور صحیح
مین ثابت ہو چکا کہ خلقت علقہ اور مضغہ مین چالیس دن کی مدت کا فاصلہ ہے معہذا اسکی تعقیب فا کے ساتھ
کی گئی اسیطرح بیان ہی نزول اور اخضرار ارض مین اسکے حال کے مناسب فاصلہ کا ہونا تعقیب بلا تراخی
ہی ہے یعنی زمین ہری بھری ہو جاتی ہے بعد اسکے کہ مدت تک خشک ویران پڑی رہی تھی اور بعضے
نقل کیا گیا ہے کہ وہ ارض حجاز ہے کہ وہ بارش کی تہوڑی سی سرسبز ہوجاتی ہے فاللہ اعلم اور یہ جو فرمایا اِنَّ
اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ یعنے اسد تعالی کو سب علم ہے جو زمین کے اطراف واقطار واجزا مین ہے دانون سے
اگرچہ صغیر ہی ہون اسپر کوئی چیز مخفی نہین پس ہر دانہ کی طرف اسکا حصہ پانی وغیرہ سے پہونچا کر اسے اگاتا
ہے چنانچہ اسد تعالے نے حضرت لقمان کیطرف سے حکایت کیا یَا بُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ
خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ
یعنے اے بیٹے اگر کوئی چیز ہووے برابر رائی کے دانہ کے پہر رہی ہو کسی پتھر مین یا آسمانون مین یا زمین
مین لا حاضر کرے اسکو اسد بیشک اسد چہپے جانتا ہے خبردار۔ اور دوسری جگہہ فرمایا اَلَّا يَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي
يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے کیون نہ سجدہ کرین اسد کو جو نکالتا ہے چہپی چیز آسمانون اور
زمین مین اور اسد تعالی نے فرمایا وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ
وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ یعنے اسد نہین گرتا کوئی پات جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی
دانہ زمین کے اندہیرون مین اور نہ ہرا نہ سوکہا جو نہین کہلی کتاب مین اور فرمایا وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ
مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِي كِتٰبٍ
مُّبِينٍ یعنے اسد غائب نہین رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بہر زمین مین اور نہ آسمان مین اور نہ چہوٹا نہ اس سے
بڑا جو نہین کہلی کتاب مین اسد اسی لیے کہا امیہ بن ابی الصلت نے یا زید بن عمرو بن نفیل نے اپنے قصیدہ مین

وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ يُّنْبِتُ الْحَبَّ فِي الثَّرٰى　　فَيُصْبِحَ مِنْهُ الْبَقْلُ يَهْتَزُّ رَابِيَا
وَيُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّهٗ فِيْ رُءُوْسِهٖ　　فَفِيْ ذٰلِكَ اٰيَاتٌ لِّمَنْ كَانَ وَاعِيَا

یعنے اور تم دونون فرعون سے جا کر کہو کون اگاتا ہے دانہ کو گیلی خاک مین پس ہو جاتا ہے سبزہ تازہ تازہ ابہرنے
والا اور نکالتا ہے اس سے دانہ اسکے سرون مین پس اس حدوث مین کان رکہنے والے کے لیے بڑی

ہین اور یہ جو فرمایا لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یعنی اسکے ملک مین ہی سب جو کچھ آسمان زمین مین ہی پہر
وہ کل اپنے ماسوا سے غنی و بے نیاز ہی اور سب چیزین اسکی محتاج ہین اور اسکے بندی ہین اور یہ جو فرمایا
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ یعنے جو کچھ زمین مین حیوانات وجمادات وزروع وثمار ہین سب
ہے سبکو تمہاری مسخر اور تابع کر دیا اور یہ جو فرمایا وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ یعنے اسد تعالی کی تسخیر
اور اسکے چلانے سے بحرون جنمین کشتی اپنے اہل کو لیکر اچہی ہوا کے ساتہ رفق اور نرمی سی چلتی ہے
پس اس مین لادتے ہین جو چاہتے ہین مال تجارت وبضاعت ومنافع سے ایک شہر سے دوسرے شہر
کیطرف اور زمین کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کیطرف اور جو چیزین ان لوگون کے پاس تہین وہ
ان لوگون کے پاس لاتے ہین چنانچہ انکے ہان کی چیزین انکے پاس لیے گئے تہے جسکی انہین حاجت
تہی اور جیسے چاہتے تہے اور یہ جو فرمایا وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یعنے اگر اسد
تعالی چاہتا آسمان کو حکم کرتا تو زمین پر گر پڑتا اور ہلاک ہوجاتے جو لوگ زمین مین ہین لیکن وہ اپنی
مہربانی اور رحمت اور قدرت سی تہام رکہتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اسکے حکم سے
اسیلیے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنے اسد تعالی لوگون پر باوجود اسکے کہ وہ ظلم کرتے
ہین نرمی اور مہربانی فرماتا ہے کما قال فی الآیۃ الاخری وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى
ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ یعنی اور تیرا رب معاف بہی کرتا ہے لوگون کو انکی گنہگاری
پر اور تیری رب کی مار سخت ہے اور اسد تعالی کا یہ قول وَهُوَ الَّذِيْ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ
يُحْيِيْكُمْ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ اسد تعالی کے اسقول کی مثل ہے كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ
اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنے تم کسطرح منکر ہو اسد کے
اور تہے تم مردی پہر اس نے تم کو جلایا پہر تم کو مارتا ہے پہر جلا دیگا پہر اس پاس الٹے جاؤگے اور جیسے اسد
تعالی کا یہ قول قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ یعنے
تو کہہ اسد جلاتا ہے تم کو پہر ماریگا تمکو پہر اکٹھا کریگا تمکو قیامت کے دن تک اس مین کچہ شک نہین اور
جیسے اسد تعالی کا یہ قول قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ یعنے بولے اے رب ہمارے تو موت
دیچکا ہمکو دو بار اور زندگی دیچکا دوبار اور معنے کلام کا یہ ہے کہ کسطرح اسد تعالے کیلیے انداد بناتے
ہو اور اسکے ساتہ اسکے غیر کی عبادت کرتے ہو حالانکہ پیدا کرنے اور رزق دینے اور تصرف مین اسد تعالی

مستقل ہے کسیکا اس مین دخل نہین وَھُوَ الَّذِیْٓ اَحْیَاکُمْ کے معنے ہین کہ اللہ تعالی وہ ذات پاک ہی جسنے تم کو پیدا کیا بعد اسکے کہ نہ تہے تم کوئی شئے جسکا ذکر کیا جاوے بس نہین موجود کیا پہر تم کو ماریگا پہر تم کو جلاوے گا بیچ قیامت کے دن اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ یعنے انسان ناشکر ہے نہ ماننے والا۔ انتہی ما قال ابن کثیر فی تفسیرہ۔ فتح البیان مین کہا اللہ تعالی کے قول اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کا معنے یہ ہے کہ کیا تو نہین جانتا کہ اللہ تعالی نے آسمان سے مینہ برسایا تو فلان فلان فوائد حاصل ہوئے بیان اللہ تعالی نے چند نعمتون کا ذکر فرمایا ایک تو پانی کا برسانا جس سے زمین کی سرسبزی حاصل ہوئی اور اللہ تعالی کے قول فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّۃً کی تفسیر مین ابن عطیہ نے کہا جس رات مین مینہ برسے اسکی صبح کو زمین کا سرسبز ہوجانا نہین ہوتا مگر مکہ اور تہامہ مین اور ظاہر یہ ہے کہ مراد خود زمین کا تر و تازہ ہوجانا ہے نہ اس اعتبار سے کہ اس مین گہاس وغیرہ اگ پڑتے ہین کما فی قولہ تعالی فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْھَا الْمَآءَ اھْتَزَّتْ وَرَبَتْ اور اللہ تعالی کے قول اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی ہر چہوٹے بڑی چیز کو جانتا ہے بعض نے کہا بندون کو رزق پہونچانے مین لطف فرماتا ہے اور بعض نے کہا زمین سے نباتات کے اگانے مین اعجوبہ کاری کرتا ہے خَبِیْرٌ یعنے اپنے بندون کی تدبیر اور مصلحت کی خوب خبر رکہتا ہے بعض نے کہا تاخیر مطر کے وقت جو بندون کے دلون مین نا امیدی ہوتی ہے اسکی اسے خبر ہے اور بعض نے کہا بندون کے حاجات سے خبردار ہے دوسرے اللہ تعالی کا قول لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الآیہ یعنے جو کچہ آسمانون اور زمین مین ہے سبکا خالق و مالک و متصرف و معبود وہی اللہ ہے اور وہ سب انہی رزق مین اسکے محتاج ہین اور اللہ تعالی بے نیاز ہے اسکو کسی چیز کی حاجت نہین اور ہر حال مین مستوجب حمد ہے پہر اللہ تعالی نے تیسری نعمت کا بیان فرمایا اپنے اس قول مین اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ سو اللہ تعالی نے خبر دی کہ تمہارے واسطے جس جس چیز کی تمہین حاجت ہے وہ تمہاری تابع اور مسخر کر دی جیسے چار پائے اور درخت اور نہرین اور پتہر اور لوہا اور آگ کہ تمہارے تابع کر دیا اس منفعت مین جو ان سے ارادہ کی جاتی ہے اور حیوان کو کہانے اور سوار ہونے اور لادنے اور دیکہنے کے واسطے تمہارے مسخر کر دیا اور ان کو تمہاری منفعت کے لیے بنایا۔ پہر چوتہی نعمت کا اس قول سے بیان فرمایا وَالْفُلْکَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ یعنے اور تمہارے لیے مسخر کیا کشتیون کو دریا مین چلتے ہین اسکے حکم سے اور اسکی تقدیر و اذن سے پس اگر اللہ نے انکو مسخر نہ کیا ہوتا تو ڈوب جاتین یا ٹہیری رہتین اور پانچوین نعمت کا بیان فرمایا

یعنے وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یعنے آسمان کو تھام رکھتا ہے کہ مبادا زمین
پر گر پڑے مگر اسکے حکم سے اور یہ تھام رکھنا اسلیے ہے کہ اسکو اس صفت پر پیدا کیا جسکے ساتھ تھمے رہنا
اور نہ گرنا لازم ہے اور یہ بڑی نعمت ہے کہ پہلی نعمتوں کی تکمیل اسکے بغیر نہیں ہوتی اور آسمان جرم ثقیل ہے
اور جسکا یہ حال ہو اسکا گرنا ضروری ہوتا ہے اگر کوئی اس سے مانع نہ ہو اور یہ کہ اگر ویسے مانع قدرت کاملہ ہی تھامے رکھنے
اسے اپنی قدرت سے روک رکھا کہ مبادا گر پڑے تو پہلے نعمتیں جنکے ساتھ احسان اور امتنان کیا ہے وہ
بھی باطل ہو جاوین اور یہ جو فرمایا مگر اسکے حکم سے یعنے اسکے ارادے اور مشیئت سے گر پڑیگا قیامت کے دن
پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت رافت اور رحمت والا ہے
کہ اپنے بندوں کے لیے ان چیزوں کو مسخر کیا اور انکے واسطے اسباب معاش کو مہیا کیا اپنے فضل اور انعام سے
پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چوتھی نعمت کا ذکر فرمایا وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ
یعنے اسنے تمہیں زندہ کیا بعد اسکے کہ تم بیجان اور لاشئے تھے پھر تمہاری عمرین تمام کر کے تمہیں موت
دیگا پھر تمہیں بعث کے وقت حساب و کتاب کے لیے زندہ کرے گا پھر فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ یعنے
انسان بڑا ناشکرا اور نعمتوں کا انکار کرنے والا ہے باوجودیکہ وہ نعمتیں بے پردہ ظاہر ہیں اور بعض افراد
انسان کا اس حکم سے خارج ہونا اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ مراد تو تمام جنس کا ایسی صفت کے ساتھ
موصوف کرنا ہے جو اسکے بعض افراد مین پائی جاتی ہے مبالغۃً اور حسن سے کفور کی تفسیر مروی ہے
کہ مصیبتوں کو شمار کرتا رہتا ہے اور نعمتوں کو بھلا دیتا ہے انتہی مافی الفتح وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا
مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ
وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ
فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ ہر فرقے کو ہمنے ٹھیرادی ہے ایک راہ بندگی کی کہ وہ اس طرح کرتے ہیں بندگی
سو چاہیے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں اور بلائے جا اپنے رب کیطرف بیشک تو ہے سیدھی راہ سوجھا
اور اگر جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اللہ چکوتی کرے گا تم مین قیامت کے دن
جس چیز میں تم کئی راہ تھے ف یعنے اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے
ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔ انتہی ما فی الموضح حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ
ہر قوم کے لیے ایک عبادت گاہ ٹھیرائی ہے ابن جریر نے کہا لکل امۃ سے ہر نبی کی امت مراد ہے کہا

اور اصل مین منسک کلام عرب مین اس جگہ کا نام ہے جسکا ہنا معتاد ہو اور اسکی طرف آمد و رفت کرے اچھے کام کے لیے یا برے کام کے لیے اور اسی لیے مناسک حج کا یہ نام رکھا گیا کیونکہ لوگ انپر آمد و رفت کرتے ہین اور انکے عادی ہوتے ہین اور اللہ تعالی کے قول وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَى هُدًى مُسْتَقِيمٍ مین طریق مستقیم موصل الی المقصود مراد ہے کقولہ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ یعنے اور نہ ہو کہ وہ تجھکو روک دین اللہ کے حکمون سے جب اتر چکے تیری طرف اور بلا اپنے رب کیطرف اور اللہ تعالی کا قول وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ اللہ تعالی کے اس قول کی مثل ہے وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ یعنے اور اگر تجھکو جھوٹلاوین تو تو کہہ مجھکو میرا کام کرنا اور تمکو تمہارا کام تمپر ذمہ نہین میرے کام کا اور قولہ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ مین تہدید شدید و وعید اکید ہے جیسے اللہ تعالے کے قول هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ كَفَى بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ یعنے اسکو خوب خبر ہے جن باتون مین لگے ہو وہ بس ہے حق بتانیوالا میرے تمہارے بیچ اسیلیے فرمایا اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ اور یہ اللہ تعالی کے قول کی مثل ہے فَلِذَلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ الآية یعنے سو تو اسیطرف بلا اور قائم رہ جیسا فرمادیا اور نہ چل انکی چاؤ پر اور کہہ مین یقین لایا ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ و فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے عود کیا امر تکالیف کی طرف بسمت زجر و تنبیہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے معاصرین کے لیے اہل ادیان مین سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھ منازعت کرنے پر پس فرمایا لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا یعنے ہر قرن کے لیے قرون ماضیہ اور باقیہ مین سے ایک شریعت خاص مقرر کی اور بعض نے کہا منسک عید مراد ہے اور بعض نے کہا موضع قربانی حیوان ذبح کرتے ہین اور بعض نے کہا موضع عبادت قولہ تعالی هُمْ نَاسِكُوهُ یعنے ضمیر كُلِّ أُمَّةٍ کیطرف عود کرتی ہے یعنے وہی امت اسکے ساتھ عمل کرتی ہے نہ اسکا غیر پس توریت اس امت کا منسک ہے جو بعثت موسی سے بعثت عیسی تک موجود ہوئے اور انجیل اس امت کا منسک ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے زمانہ سے حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم کے مبعوث ہونے تک تھے اور قرآن قیامت تک مسلمانون کا منسک ہے اور منسک مصدر میمی ہے اسم مکان نہین چنانچہ اللہ تعالی کا قول هُمْ نَاسِكُوهُ اسپر دلالت

کرتا ہے اگر اسم مکان ہوتا تو هُمْ نَاسِكُوْنَ فِيْهِ کہا جاتا اور بعض نے کہا منسک ذبائح مراد ہیں مگر تخصیص
کی کوئی وجہ نہیں اور خصوص سبب کا اعتبار نہیں ہوا کرتا بلکہ عموم لفظ کا اعتبار ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالی
کے قول فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ میں فا ترتیب کے لیے ہے ماقبل پر اور ضمیر امم سابقہ کی بس ماندگان کی
لیے ہے یعنے ہمنے ہر امت کے لیے شریعت مقرر کی اور منجملہ امم کے یہ امت محمدیہ بھی ہے اور یہ موجب ہی
اسکا کہ پہلی امتوں کے بقایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منازعت نہ کریں بلکہ امر دین میں آپ
کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور نہی یا تو حقیقت پر محمول ہو یا کنایہ ہے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم انکی منازعت کیطرف التفات نفرماویں پس گویا معنے یہ نہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے
زجاج نے کہا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکے ساتھ نزاع کرنے سے نہی ہے گویا یوں کہا گیا لَا تُنَازِعْهُمْ
اَنْتَ جیسے بولتے ہیں لَا يُخَاصِمُكَ فُلَانٌ اے لَا تُخَاصِمْهُ اور جیسے کہا جاتا ہے لَا يُضَارِبَنَّكَ فُلَانٌ
اَيْ لَا تُضَارِبْهُ اور یہ اسلیے ہے کہ باب مفاعلہ عکس کو چاہتا ہے ضمنا اور زجاج سے آیت کے معنے میں حکایت
کیا گیا ہے ای فَلَا يُجَادِلُنَّكَ یعنے تجھ سے جدال اور جھگڑا نہ کریں اسپر دلالت کرتا ہے اگلا قول
وَاِنْ جَادَلُوْكَ اور بعض قرأتوں میں يُنَازِعُنَّكَ کی جگہ يَنْزِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ بھی پڑھا گیا ہے یعنے تم کو غلبہ کر
تمہارے دین پر غالب نہ آجاویں لیکن جمہور کی قراءت يُنَازِعُنَّكَ ہی ہے جیسے مذکور ہوا۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا هُمْ نَاسِكُوْهُ اي ذَابِحُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ اي فِي الذَّبْحِ اور عکرمہ اور
مجاہد سے منقول ہے منازعت اہل شرک کا یہ قول ہے اَمَّا مَا ذَبَحَ اللّٰهُ بِيَمِيْنِهٖ فَلَا تَاْكُلُوْهُ
وَاَمَّا مَا ذَبَحْتُمْ بِاَيْدِيْكُمْ فَهُوَ حَلَالٌ یعنے جو اللہ تعالی نے اپنے یمین کے ساتھ ذبح کیا اسے
تو کہتے ہو مت کھاؤ اور جو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے ہو وہ حلال ہے اور یہ جو فرمایا وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ
لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ یعنے ان منازعین کو یا سب لوگوں کو علی العموم اپنے رب کی راہ اسکی توحید اور اسکے
ساتھ ایمان لانے کیطرف بلاؤ کہ تم تو طریق مستقیم پر ہو جس میں کچھ کجی نہیں قولہ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ
الاٰیۃ یعنے اور اگر نہ مانیں مگر جدال اور جھگڑا ہی کریں اس سے پیچھے کہ انکے لیے بیان کیا گیا ہے اور
ان پر حجت ظاہر ہو چکی تو تم ان سے کہو اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے یہ قول جو وعید پر شامل ہے انکو سناؤ
اور یہ جو فرمایا اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ الاٰیۃ یعنے اللہ تعالی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان قیامت کے
دن فیصلہ کرے گا جس بات میں وہ جھگڑتے تھے امر دین سے پس اسوقت حق اور باطل میں تمیز

ہوجاوے گی اور یہی آیت مین اس امت کے لیے تعلیم ہے کہ جو باطل کے ساتھ جدال کرتا چاہے اسکو اسطرح جواب
دینا چاہیے اور بعض نے کہا یہ حکم آیت سیف کے ساتھ منسوخ ہے مگر جب صحیح ہے کہ مراد انکو
قتال سے رکا رہنا ہو اور یہ بات متعین نہین بلکہ صحیح ہے کہ معنے یہ ہو کہ انکے ساتھ جدال ترک کرو اور انکا کام
خدا کے سپرد کرو اور یہ انکے لیے وعید ہوگا انکے اعمال پر اور اس سے کہ آیت سیف نہین منسوخ کرتی بلکہ
یہ مشروعیت قتل کے بعد بھی باقی ہے کیونکہ اسکو اسکے ساتھ کچھ منافات نہین اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ
مَا فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِیۡ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ۝ کیا تجھ کو معلوم نہین کہ اللہ جانتا
ہے جو کچھ ہے آسمان وزمین مین یہ سب لکھا کتاب مین یہ اللہ پر آسان ہے ف یعنے بندون کے عمل بھی
ایک کتاب مین لکھے ہین حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی خبر دیتا ہے کمال علم کی اپنی مخلوق کے ساتھ
اور وہ محیط ہے سب کائنات آسمان وزمین پر نہین غائب رہتا اس سے ایک ذرہ بہر زمین مین نہ آسمان
مین اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا اور اللہ تعالی کو سب کائنات کے موجود ہونے سے پہلے معلوم تہے اور اسکو اپنی
کتاب لوح محفوظ مین لکھ رکھا تہا چنانچہ صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ قَدَّرَ مَقَادِیۡرَ الۡخَلَائِقِ قَبۡلَ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بِخَمۡسِیۡنَ
اَلۡفَ سَنَةٍ وَكَانَ عَرۡشُهٗ عَلَی الۡمَآءِ یعنے اللہ تعالی نے مقادیر خلائق کو آسمانون اور زمین کے پیدا
کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے مقدر کر رکھا تہا اسوقت اسکا عرش پانی پر تہا اور سنن مین صحابہ
کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے سب سے پہلے قلم کو
پیدا کیے اس سے کہا لکھ اسنے کہا مین کیا لکھون فرمایا لکھ جو کچھ ہونے والا ہے پس قلم جاری ہوا
اوس چیز کے ساتھ جو قیامت تک ہونے والا ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا کہ اللہ تعالی
نے لوح محفوظ کو پیدا کیا سو برس کی مسافت کے مقدار اور قلم کو حکم کیا پہلے اس سے کہ خلقت کو پیدا کرے
اور اللہ تبارک وتعالی عرش پر تہا کہ لکھ قلم نے عرض کیا مین کیا لکھون فرمایا جسکا پیدا ہونا میرے علم
مین ہے قیامت تک پھر قیامت تک جس کا موجود ہونا اللہ کے علم مین تہا اسکو قلم نے لکھ دیا پس یہی
مراد ہے اللہ تعالے کے قول سے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ
وَالۡاَرۡضِ اور یہ بھی اللہ تبارک وتعالے کے تمام علم سے ہے کہ اللہ تعالی اشیاء کو انکے موجود ہونے سے
پہلے جانتا تہا اور انکو مقدر کر رکھا تہا اور لکھ بھی رکھا تہا پس جو کچھ بندے کرتے ہین اسکو بھی پہلے

جانتا تھا جس طرح پر وہ کرینگے پس پیدا کرنے سے پہلے جانتا تھا کہ یہ اپنے اختیار سے مطیع ہوگا اور یہ عاصی اور اس نے
کو اپنے پاس لکھ رکھا تھا اور اس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے علم سے اور وہ امر سہل اور آسان ہے اسی لیے فرمایا
اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ تفسیر فتح مین کہا ہے کہ یہ جملہ پہلے جملہ کے مضمون کی تاکید ہے
یعنے اے محمد تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالی جو کچھ آسمان و زمین مین ہے سب کو جانتا ہے اور یہ تمہارا اختلاف بھی
اسکی منجملہ ہے یعنے جو کچھ آسمان و زمین مین ہے اسکے معلومات سے اسکے پاس ام الکتاب مین لکھا ہوا ہے اور یہ
یعنے اختلاف عباد کا فیصلہ کر دینا اللہ پر آسان ہے یا مانی السماء والارض پر محیط ہونا اجمالاً اور تفصیلاً اللہ
تعالی پر سہل ہے اگرچہ مخلوق پر یہ بات متعذر ہے وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ
مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ
وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ
اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اور پوجتے ہین اللہ کے سوا جس
کی سند نہین اتاری اس نے اور جسکی خبر نہین انکو اور بے انصافون کا کوئی نہین مددگار اور جب سنائی انکو ہماری
آیتین صاف تو پہچانے منکرون کے منہ پر بری شکل نزدیک ہوتے ہین کہ دوڑ پڑین انپر جو پڑھتے ہین انکے آگے
ہماری آیتین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ایک چیز اس سے بری وہ آگ ہے اسکا وعدہ دیا ہے اللہ نے منکرون کو
اور بہت بری ہے پھر جانے کی جگہ۔ حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی مشرکون کے حال سے خبر دیتا ہے جو
انہون نے جہالت کی اور کفر کیا اللہ کے سوا ان چیزون کی پوجا کی جنکی بابت اللہ نے کوئی سند نہین اتاری
سلطان سے مراد حجت اور برہان ہے چنانچہ اللہ تعالی نے دوسری جگہ فرمایا وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا
اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ یعنے اور جو کوئی پکارے
اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اسکے رب کے نزدیک بیشک بھلا نہ ہوگا
منکرون کا اسی لیے بیان فرمایا مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ یعنے انکے پاس کوئی علم
نہین اس چیز کا جو انہون نے گھڑ لی اور بہتان باندھ لیا وہ تو صرف ایسا امر ہے جو اپنے باپ دادون سے سیکھ
لیا بلا حجت و بلا دلیل اور اصل اسکی یہی ہے کہ شیطان نے انکو ایک بات بنا دی اور اسکو انکی نظر مین جچا
دیا اسی لیے اللہ تعالے نے انکو دھمکایا اپنے اس قول سے وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ یعنے کوئی انکا حامی
نہین جو انکو اللہ کے عذاب و نکال سے بچا سکے پھر فرمایا وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ یعنی اور جب

بیان کی جاتی ہین انکے سامنے قرآن کی آیات اور حجج اور دلائل واضحات کلی توحید پر کہ اسکے سوا کوئی بندگی کے لائق
نہین اور اسکے بھیجے ہوئے بندے سچے ہین تو قریب ہو کہ حملہ کر بیٹھین ان لوگون پر جو انپر حجت قائم کرتے ہین دلائل
صحیحہ کے ساتھ قرآن سے اور کچھ دور نہین کہ انکو ماربیٹھین اپنے ہاتھ اور زبانون برائی سے تم ان سے کہدو لے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تمکو نہ بتاؤن جو بات اس سے بھی بری ہے یعنی آگ کا عذاب نہایت سخت اور شاق
ہے اس غصہ اور سے جسکو ساتھ تم اللہ کے مومنین دوستون کو ڈراتے ہو دنیا مین اور یہ آخرت کا عذاب تمہارے
اس کرتوت پر بہت بڑا ہے اس سے جو تم انہین ستاتے ہو اللہ آگ سے ہانکا اور بری خوابگاہ اور جائے بازگشت
ہے إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر قسیم کا بیان یہ ہے کہ بیانکی بعض فضائح
وقبائح کی حکایت ہو یعنے وہ بتون کی پرستش کرتے ہین حالانکہ وہ کسی حجت کے ساتھ تمسک نہین کرتے جو
اللہ سبحانہ کی طرف سے ہو یہ تو دلیل سمعی کی نفی ہے اور یہ جو فرمایا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ یعنے انکو پاس کوئی
دلیل عقلی بھی نہین جس سے کسیطرح اس فعل کا جواز سمجھا جاوے اور جو لوگ شرک کر کے اپنے جانون پر ظلم کرتے
ہین انکا کوئی مددگار نہین جو ان سے عذاب اللہ کا ہٹا دیوے اور جب انپر قرآن مین سے ہماری آیات واضح
ظاہرۃ الدلالۃ پڑھی جاتی ہین تو تو منکرون کے منہ مین ایک اوپرا امر دیکھیگا اور وہ غصہ اور ترشروئی ہے
ان آیات کے سننے کے وقت یا منکر سے مراد انکار ہے یعنی ان آیتون کا انکار انکے منہ مین پہچانا جاوے گا
اور بعض نے کہا اپنے آپ کو اونچا اور بڑا سمجھنا اور اللہ تعالی کے قول يَكَادُونَ يَسْطُونَ مین سطو کے معنے
ہین کودنا اور حملہ کرنا اصل مین سطو کے معنے قہر کے ہین ابن عباس نے یسطون کی یبطشون کے ساتھ تفسیر کی
ہے اور الَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا سے مراد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور اسکے اصحاب رضوان
اللہ علیہم اجمعین اور یہی حال ہے اہل بدعت کا جب کوئی عالم کتاب عزیز کی آیات یا صحیح حدیثین جو اسکے
اعتقاد باطل کے مخالف ہین انکو پڑھ کر سناتا ہے تو انکے منہ مین بری شکل نظر آتی ہے اور اگر اسکو حملہ
کرنیکی طاقت ہو تو گزرے اسکے ساتھ ایسی بات جو مشرکین کے ساتھ نہین کرتا اور ہم نے اہل بدعت سے
اس قسم کی بہت باتین دیکھی ہین جنکا احاطہ نہین ہو سکتا اور اللہ تعالی حق کی مدد کرتا ہے اور دین کو
قوت دیتا ہے اور باطل کو نابود اور بدعت کو نیست کرتا ہے اور بیان کرنیوالون کا حافظ ہے جو اسکے
احکام لوگون کو سنانے مین وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ پھر اللہ تعالی نے اپنے رسول کو حکم کیا کہ انپر رد کرے
پس فرمایا قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ یعنے تم کہو کیا مین تمکو خبر دون اسچیز سے جو بہت بری ہے آیات اللہ کے سنانیوالون

پر تمہارے غصے اور حملہ کرنے سے آگ ہے جسکا اللہ نے کافرون کو وعدہ دیا ہے اور بہت برا ٹھکانا اور جا ہی بلند
گشت سے انتہی ملنے الفتح یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ
ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ لوگو ایک
کہاوت کہی ہے اسکو کان دھر کر سنو جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہ بنا سکیں ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہوں اور
اگر کچھ چھین لے انسے مکھی چھوڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور جسکو چاہتا ہے اسکی قدر نہیں
سمجھی جیسے اسکی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف چاہنے والا کافر اور جسکو چاہتا ہے انکے
بت کہی جاتی ہے بت کرنا مورت اٹرائی ہے نہ اس مورت کا شیطان انتہی ملنے موضح القرآن حافظ ابن
کثیر نے کہا اللہ تعالی بتوں کی حقارت اور بت پرستوں کی حماقت پر تنبیہ کرکے فرماتا ہے اے لوگو جن چیزوں کی
جاہل مشرک عبادت کرتے ہیں انکی ایک مثال بیان کی گئی سو تم اسے غور سے سمجھ کر سن لو کہ جنکی یہ اللہ کے سوا پوجا
کرتے ہیں وہ ایک مکھی کو بھی نہیں پیدا کر سکتے سارے ہی اس کام کے لیے جمع کیوں نہ ہو جاویں یعنے سب اصنام
و انداد جنکی یہ پوجا کرتے ہیں اتفاق کرکے جمع ہو جاویں کہ ایک مکھی بنا دیں تو انکو اس بات کی قدرت نہ ہوگی
امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ اللہ تعالی نے فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہے جو میری مخلوق جیسا
پیدا کرنے کا دم بھرے بھلا میری مخلوق میں کی ایک چیونٹی یا ایک مکھی یا ایک دانہ تو بنا دیں اور صحیحین
میں بھی اسکی مثل مروی ہے پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے دوسری مثال فرمائی کہ اگر ایک مکھی انسے کچھ چھین کر لے
جاوے تو اس سے چھوڑا نہ سکیں یعنے مکھی کے پیدا کرنے سے عاجز ہیں بلکہ اس سے بڑھکر انکا عجز یہ ہے کہ اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے
اور اس سے بدلا نہیں لے سکتے اگر ان سے کچھ خوشبو وغیرہ جو انپر لگی ہے لے بھاگے اور وہ اس سے چھوڑا لینا چاہیں
تو کبھی نہیں چھوڑا سکتے حالانکہ مکھی خدا تعالی کی مخلوق میں سے نہایت ضعیف اور حقیر ہے اسی لیے اللہ
تعالی نے فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طالب بت ہیں اور مطلوب مکھی
ہے اور اسکو ابن جریر نے پسند کیا وَهُوَ ظَاهِرُ السِّیَاقِ اور سدی وغیرہ نے کہا طالب بت پرست ہیں اور
مطلوب بت ہیں پھر اللہ تعالی نے فرمایا مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ یعنے انہوں نے اسکی قدر اور اسکی عظمت نہ پہچانی کہ اسکے
ساتھ ان بیجان مورتوں کی عبادت کرنے لگے جو بوجہ ضعف اور عجز کے مکھی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اِنَّ
اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ یعنے اللہ تعالی ایسا زبردست توانا ہے جسنے اپنی عظمت اور قوت سے ہر شے کو پیدا کیا اور

ایسا قادر ہے جو پہلی بناتا ہے پھر دوبارہ بناویگا اور یہ اُسپر بہت آسان ہو البتہ تیرے رب کی پکڑ سخت ہے وہی
پہلے بناتا ہے پھر بناویگا اسیکی مثل ہے یعنے الاہے صاحب بڑی قوت کا عزیز کے معنے ہین وہ ہر چیز پر غالب
ہے اپنے ماسوا کو مغلوب اور مقہور کرلیا ہے اُسکا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اسکی عظمت اور غلبہ کے واسطے وَهُوَ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ انتہی ما فی تفسیر ابن کثیر۔ فتح البیان مین کہا ضُرِبَ الْمَثَلُ اسکے قول وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ کے ساتھ متصل ہے اور ضُرِبَ مَثَلٌ اسواسطے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حجتین جو ضرب امثال کے طریق سے
ہون وہ لوگون کے افہام کیطرف اقرب ہین۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا یہ آیت ایک بت کے حق مین
نازل ہوئی اخفش نے کہا یہان کوئی مثال نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ اونہون نے میری مثل بنائی نحاس
نے کہا معنے یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے مثال بیان کی ان بتون کی جنکو یہ پوجتے ہین اللہ کے سوا اور کہا یہ قول
سب اقوال سے اچھا ہے جو اس آیت کی تفسیر مین کہے گئے یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہاری اور تمہارے معبودون
کی ایک کہاوت بیان کی قتیبی نے کہا ضرب مثل کے یہ معنے ہین کہ ایسے معبودان باطلہ کی بندگی کی
گئی جو ایک مکھی کے بنانے پر قادر نہین اور مثل اصل مین کلام کے ایسے جملے کو کہتے ہین جو لوگون کا زبان
زد ہو جاوے جو انکے خیال مین ایک اوپری بات ہو اور اس مثل کے مضرب کو اسکے مورد کے ساتھ بہت مشابہت
دیتے ہین پھر کبھی لفظ مثل کو اوپرے قصہ یا اوپری حالت کیلیے مستعار کرلیتے ہین چنانچہ یہ قصہ جو
اس آیت مین مذکور ہے اسی معنے کر اسکو مثل کہا گیا قولہ تعالیٰ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ یعنے اس مثال کو غور سے
سنو اور خوب سوچو کیونکہ استماع بلا تدبر کا کچہ فائدہ نہین یعنے کفار نے غیر اللہ کی عبادت کرکے اسی اللہ کا مثل
بنایا پس تم اس مثل کی خبر سنو پھر انکا حال بیان فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی تم
جنکو اللہ کے سوا پکارتے ہو اور مراد ان سے بت ہین جو کعبہ کے آس پاس رکھے گئے تہے اور بعض نے کہا مراد
ان سے وہ سردار ہین جنہون نے انکو اللہ کی طاعت سے روکا اور بعض نے کہا شیاطین مراد ہین جو اللہ کی
نافرمانی کا باعث تہے اور پہلا قول مقام کے موافق اور تمثیل مین اظہر ہے قولہ تعالیٰ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا
یعنے ایک مکھی باوجود اسکے ضعیف اور صغیر و قلیل ہونیکے نہین بنا سکتے وَسُمِّيَ ذُبَابًا لِاَنَّهٗ كُلَّمَا
ذُبَّ لِاسْتِقْذَارِهٖ اٰبَ لِاسْتِكْبَارِهٖ یعنے مکھی کا نام ذباب اسواسطے رکھا گیا کہ جب اسکو گندہ اور
مستقذر ہونیکی وجہ سے دفع کیا جاوے اپنی سرکشی اور شرارت کیوجہ سے پھر لوٹ کر آجاتی ہے اور لن اس
جگہ تاکید نفی مستقبل کیلیے ہے گویا یون کہا گیا محال ہے کہ یہ مکھی کو پیدا کرسکین اور مکھی کو اسکی خلقت

اور قدارت کیواسطے خاص کیا گیا اور معنے یہ ہے کہ یہ اصنام ایک مکھی کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہین باوجودیکہ یہ صغیر الجسم حقیر الذات ہے اور یہ سب ایات سے اجہل اور جہل ہے اسلیے کہ یہ اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈالتی ہے اور اسکی زندگی کی مدت چالیس دن ہے اور اسکی اصل خلقت گندگیون سے ہے پہر بعض سے بعض پیدا ہوتی جاتی ہین جب اسکا بس اگندہ سفید چیز پر پڑے تو سیاہ دکہائی دیتا ہے اور جب سیہ چیز پر پڑے تو سفید نظر آتا ہے قولہ تعالی وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ یعنے اگر یہ بت سب جمع ہوجاوین تب بہی ایک مکھی کے پیدا کرنے پر قادر نہین تو عاقل کو کیونکر لائق ہے کہ انکو معبود بنا دے پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے انکا اس سے بڑہکر عاجز اور بے قدر ہونا بیان فرمایا پس کہا وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ یعنے اگر خلق اقل وارذل ان بتون سے کوئی چیز اچک لیجاوے تو یہ اس چیز کو اس سے چہڑانے پر قادر نہین کیونکہ یہ نہایت عاجز اور بہت ضعیف ہین پس جب یہ الہہ باطلہ اس ضعیف جانور کے پیدا کرنے سے بلکہ اس سے کوئی چیز چہوڑا لینے سے عاجز ہوئے تو اس سے بڑے جانورون سے تو بطریق اولی ضعیف و اعجز ہونگے پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے انکے ضعف سے تعجب کرکے فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ یعنے بت جو مکھی کے پیدا کرنے یا اس سے کوئی چیز چہوڑانے کا طالب ہے اور مکھی جو مطلوب ہے دونون عاجز ہین یہ گویا ان دونون مین مساوات ہے بلکہ غور سے دیکہا جاوے تو طالب مطلوب سے بڑہکر اضعف ہے کہ یہ تو حیوان ہے اور وہ جماد اور یہ غالب اور وہ مغلوب پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا کہ ان مشرکون نے جنہون نے اللہ کے سوا ان عاجز معبودون کی پرستش کی انہون نے اللہ کو جیسے لائق تہا نہین پہچانا پس کہا مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ یعنے اس کی تعظیم نہ کی جس تعظیم کے وہ لائق تہا اور اسکو نہ پہچانا جس طرح پہچاننا چاہیے تہا کہ ان ناچیزون کو اسکا شریک ٹہرایا پہر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ یعنے اللہ تعالی ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے اور غالب ہے اور کوئی اسکا مقابلہ نہین کرسکتا بخلاف مشرکون کے معبودون کے کہ وہ جماد لایعقل ہین کچہ نفع ونقصان نہین پہونچا سکتے اور کسی چیز پر قادر نہین پہر اللہ سبحانہ وتعالے نے ارادہ کیا کہ نبوات والٰہیات مین جو ان مشرکون کا اعتقاد ہے اسے رد کرے تو فرمایا

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ترجمہ اللہ چہانٹ لیتا ہے فرشتون مین پیغام پہونچانیوالے اور آدمیون مین اللہ سنتا ہے دیکہتا جانتا ہے جو انکے آگے اور جو انکے پیچہے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام

کی ف اللہ پیغام پہونچانیوالے چھانٹ لیتا ہے یعنے ساری خلقت مین بہتر وہ لوگ ہین پیغام پہونچانیوالے
فرشتون مین بہی وہ فرشتے اعلی ہین انکو چہوڑ کر بتون کو مانتے ہین نکمے اور یہ جو کہا اللہ تک پہنچتا ہے ہر کام
کی یعنے وہ بہی اختیار نہین رکہتے اختیار ہر چیز مین اسکا ہے انتہی ما فی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے
کہا اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ پسند کر لیتا ہے فرشتون سے بہی پیغام پہونچانے والے جس چیز مین چاہے از
شریعت اور قضا و قدر سے اور آدمیون سے بہی چھانٹ لیتا ہے اپنے احکام پہونچانے کے واسطے اللہ سنتا
ہے دیکہتا ہے یعنے اپنے بندون کے اقوال کو سنتا ہے انکے احوال کو دیکہتا ہے اور انکو جانتا ہے جو اس عہدہ
پیغمبری کے لائق ہین کما قال اللہ تعالی اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ یعنے اللہ بہتر جانتا ہے
جہان بہیجے اپنے پیغام اور یہ جو فرمایا یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ
یعنے جانتا ہے جو اپنے پیغمبرون تک تم کریگا اس امر مین جس مین انکو بہیجا پس انکے امور سے کچہ اس پر مخفی نہین کما
قال عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ
یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ رَصَدًا لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّہِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْہِمْ وَاَحْصٰی
کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا یعنے جاننے والا بہید کا سو نہین خبر دیتا اپنے بہید کی کسیکو مگر جو پسند کر لیا کوئی رسول تو
وہ چلاتا ہے اسکے آگے اور پیچہے چوکیدار ف یعنی رسول کو خبر دیتا ہے غیب کی پہر چوکیدار رکہتا ہے
اسکے ساتہہ کہ اس مین شیطان دخل نکرنے پاوے اور اپنا نفس غلط نہ سمجہے یہی معنے ہین اس بات کے کہ
پیغمبرون کو عصمت ہے اللہ دیکو نہین اور انکا معلوم بیشک ہے اورون کے معلوم مین شبہہ ہے ت تا جانے
کہ انہون نے پہونچائے پیغام اپنے رب کے اور قابو مین رکہا جو انکے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی
پس وہ اللہ سبحانہ وتعالی انکا نگہبان ہے خبر رکہتا ہے اس بات کی جو ان پر گذرتی جاتی ہے اور انکا حافظ
و ناصر ہے انتہی ما فی تفسیر ابن کثیر۔ فتح البیان مین کہا۔ اللہ تعالے فرشتون سے پیغام بر چھانٹ لیتا
ہے جیسے جبرئیل اور اسرافیل اور میکائیل اور عزرائیل اور حفظہ اور آدمیون سے بہی چھانٹ لیتا ہے
اور وہ انبیا ہین پس فرشتون کو نبی کیطرف بہیجتا ہے اور نبی کو لوگون کی طرف یا فرشتون کو قبض
ارواح مخلوقات کے لیے بہیجتا ہے یا انکو منافع کی تحصیل کے لیے یا انپر عذاب اتارنیکے لیے حاکم نے نکالا
اور صحیح کہا عکرمہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو کلام
کے ساتہہ برگزیدہ کیا اور ابرہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتہہ اور نیز حاکم نے ابن عباس سے نکالا اور صحیح کہا کہ

بنی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران اللہ کے صفی (برگزیدہ) ہین محلی نے کہا یہ آیت ہو قت اتری جب
منکرین نے کہا ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا یعنے کیا اسپر ذکر (قرآن) اتارا گیا اور ہم سے کچھ بڑا اور خوب
نہیں اور اسبات کا قائل ولید بن مغیرہ تھا اور اس آیت کی ماقبل سے مناسبت یہ ہے کہ جب پہلے الہیات کے
متعلق امور کا ذکر ہوا اب نبوات کی متعلق امور کا ذکر کیا اور رازی نے کہا وجہ مناسبت یہ ہے کہ جب پہلی بتون
کی پرستش کا ابطال کیا اب فرشتون کی عبادت کا ابطال فرماتا ہے الی آخرہ قال ابو الطیب فی تفسیرہ يٰٓاَيُّهَا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا
فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ
هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ
عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى
وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلائی شاید تم
بھلا پاؤ اور محنت کرو اللہ کی واسطے جو چاہیے اسکی محنت اس نے تمکو پسند کیا اور نہین رکھی تمپر دین مین کچھ
مشکل دین تمہارے باپ ابراہیم کا اس نے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے سے اور اس قرآن مین تا رسول
ہو بتلانے والا تمپر اور تم ہو بتانے والے لوگون پر سو کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور پکڑو اللہ کو وہ تمہارا
صاحب ہے اور خوب مددگار ف اس نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنے اوسنے یا ابراہیم نے پہلے دعا مین
کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن مین شاید ان ہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور تا رسول بتانیوالا
یعنے پسند کیا تمکو اسواسطے کہ تم اور امتون کو سکھاؤ اور رسول تمکو سکھا دے اور یہ امت جو سب سے پیچھے
آئی سب کی غلطی اسپر معلوم ہوئی سب کو راہ بتاتی ہے انتہی مافی موضح القرآن - حافظ ابن کثیر نے کہا
ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس سجدہ ثانیہ مین اختلاف ہے کہ یہان سجدہ معتبر ہے یا نہین دونون قولون پر اور
پہلی سجدہ پر ہم نے عقبہ بن عامر کی حدیث بیان کی ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلَتْ سُوْرَةُ
الْحَجِّ بِسَجْدَتَيْنِ فَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا یعنے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے
کہ سورہ حج کو باقی سورتون پر دو سجدون کی وجہ سے فضیلت ہے پس جو یہ دونون سجدے نہ کرے ہون وہ اس سورت
ہی کو نہ پڑھے اور یہ جو فرمایا وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ یعنے اپنے مالون اور زبانون اور جانون سے
اسکی راہ مین جہاد کرو کما قال تعالیٰ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ اور یہ جو فرمایا هُوَ اجْتَبٰىكُمْ یعنے اے

امت محمدیہ تمکو اللہ تعالی نے برگزیدہ کیا اور تمکو پسند کیا سب امتون پر اور تم کو فضیلت دی اور مشرف اور
خاص کیا اکمل رسول اور اکمل شرع کے ساتھ اور تمپر دین مین کوئی مشکل نہین ڈالی یعنے تمہارے تنگی نہین ڈالی
کوئی بات جسکی تم کو طاقت نہو اور ایسا کوئی حکم تمپر لازم نہین کیا جو شاق ہو تمپر مگر تمہارے لیے اس چیز
کوئی مخرج اور کشایش پیدا دی پس نماز جو سب ارکان اسلام سے اکبر ہے شہادتین کے بعد حضر مین چار رکعتین
واجب ہے اور سفر مین دو رکعتین رہجاتین ہین اور خوف مین بعض ائمہ ایک ہی رکعت پڑھتے ہین کما ورد
بہ الحدیث اور پاؤن پر اور سوار ہوکر بھی پڑھنی جائز ہے اور استقبال قبلہ سے اور بلا استقبال بھی جائز
ہے اور علی ہذا القیاس نفل سفر مین قبلہ اور غیر قبلہ کیطرف منہ کرکے پڑھنے جائز ہین اور قیام نماز مین ساقط
ہوجاتا ہے عذر مرض کے لیے تو مریض بیٹھکر بھی پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے کی طاقت نہو تو پہلو پر لیٹکر
بھی پڑھ سکتا ہے اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الرُّخَصِ وَالتَّخْفِیْفَاتِ فِیْ سَائِرِ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ اسی
لیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ یعنے مجھکو سہل دین دیکر بھیجا گیا اور معاذ
اور ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہما کو جب یمن کیطرف امیر بناکر بھیجا فرمایا بَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَیَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا یعنے
بشارت دو اور لوگون کو دین سے متنفر مت کرو اور آسانی کرو اور سخت گیری نکرو وَالْاَحَادِیْثُ فِیْ ھٰذَا
کَثِیْرَۃٌ اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالی کے قول وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ کی
تفسیر مین فرمایا من ضیق یعنے دین کے کام مین تمپر تنگی نہین کی اور یہ جو فرمایا مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ ابن جریر
نے اسکی تفسیر مین کہا یعنے دین مین تمپر تنگی نہین کی بلکہ وسعت دی ہے جیسے تمہارے باپ ابراہیم کی ملت ہے اور
یہ بھی احتمال ہے کہ معنے یہ ہو کہ لازم پکڑو اپنے باپ ابراہیم کی ملت کو اور یہ جو فرمایا ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ
مِنْ قَبْلُ اسکی تفسیر مین امام عبد اللہ بن مبارک نے ابن جریج سے نقل کیا اس نے عطا سے اس نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہ سمّٰکم کا فاعل اللہ عز وجل ہے وَکَذَا قَالَ مُجَاھِدٌ وَعَطَاءٌ وَالضَّحَّاکُ وَالسُّدِّیُّ وَ
مُقَاتِلُ بْنُ حَیَّانَ وَقَتَادَۃُ اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا نام رکھنے والا ابراہیم علیہ السلام ہین قا
ذٰلِکَ لقولہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ابن جریر نے کہا یہ بات ٹھیک
نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے قرآن مین تو اس امت کا نام مسلمین نہین کہا اور یہان تو اللہ
تعالی فرماتا ہے ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا مجاہد نے کہا اللہ نے تمہارا نام مسلمین کہا سابق
کتابون مین اور اس مین یعنے قرآن مین وکذا قال غیرہ حافظ ابن کثیر کہتے ہین مین کہتا ہون یہی ٹھیک ہے

اللہ تعالی نے فرمایا هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ پھر مسلمانوں کو ترغیب دلائی اسی چیز پر جو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے کہ یہی تمہارے باپ ابراہیم خلیل اللہ کی ملت ہے پھر اللہ تعالی نے اپنا بڑا احسان ذکر
کیا کہ پہلے اگلے زمانہ میں انبیا سابقین کی کتابوں میں جو احبار اور رہبان پڑھتے چلے آئے ہیں تمہارا ذکر ثنا اور
تعریف کے ساتھ کیا اور اس منہ کا پہنے فعل میں فرمایا هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ نسائی نے اس آیت کی تفسیر
میں حرث اشعری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جاہلیت کی پکار پکاری وہ دوزخ میں
پڑیگا ایک مرد نے کہا اگرچہ نماز و روزہ کرے فرمایا اگرچہ نماز و روزہ کرے پس تم اللہ کی پکار پکارو کہ اس نے تمہارا نام رکھا
مسلمین مومنین عباد اللہ اور ہمنے یہ حدیث کو بطولہ سورہ بقرہ میں آیت يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الآية کی تفسیر
میں نقل کیا اسی لیے فرمایا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ یعنے ہم نے تم
کو ایسی امت وسط عدل پسندیدہ سب امتوں کے نزدیک مشہور بالعدالت اسلیے بنایا کہ تم قیامت کے دن لوگوں پر
گواہ ہو اسلیے کہ قیامت کے دن سب امتیں اس امت کے انبیا سوا پر سردار افضل ہونیکا معترف ہونگی اسلیے اس امت
کی شہادت ان پر مقبول ہوگی اس بابہ میں کہ رسل علیہم السلام نے انہیں رب کے احکام رسالات امتوں کو پہنچا دیے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت کے گواہ ہونگے وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ
اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا یعنے اسی طرح کیا ہمنے تم
کو امت معتدل کہ تم ہو بتانیوالے لوگوں پر اور رسول ہو تم پر بتانیوالا ہم نے امت نوح کی حدیث ذکر کرچکے اب اعادہ
کی حاجت نہیں قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یعنے اس نعمت عظیمہ کا مقابلہ کرو اور شکر سے بسر
جو حق تعالی کا تم پر ہے ادا کرو فرائض و واجبات سے اور ترک محرمات سے وہ ادا کرو اور اہم فرائض سے ہے نماز کا قائم کرنا
اور زکوۃ کا دینا اور وہ احسان ہے خلق اللہ پر ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے فقیر کے لیے غنی پر واجب کیا کہ اپنے مال سے
سال میں کچھ تھوڑا سا حصہ ضعفا اور محتاجوں کو دو کما تقدم بيانه وتفصيله في آية الزكوة من سورة التوبة
پھر فرمایا وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ یعنے اللہ کے ساتھ قوت پکڑو اور اسکے ساتھ مدد پکڑو اور اس پر توکل کرو اور اسکی تائید پکڑو هُوَ مَوْلٰىكُمْ
وہی یعنے تمہارا حافظ و ناصر ہے اور تمکو تمہارے دشمنوں پر فتح دینے والا ہے قولہ تعالی فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ یعنے
اچھا والی اور اچھا مددگار ہے دشمنوں سے وہیب بن ورد نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اے ابن آدم اپنے غصہ کے وقت میں مجھ
یاد کر میں اپنے غضب کے وقت تجھے یاد کرونگا پس تجھے ہلاک نکرونگا ہلاک ہونیوالوں میں اور جب تجھ پر ظلم ہو تو صبر کر اور میری
نصرت پر راضی رہ کیونکہ میری نصرت تجھکو بہتر ہے تیری اپنی نصرت سے اپنی جان کے لیے رواہ ابن ابی حاتم واللہ

طاعۃ اللہ یعنے جہاد وہی ہے جو اسکی طاعت مین کوشش کرے پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے مکلفین کی شان کی تعظیم کی اس قول
سے ھُوَ اجْتَبٰکُمْ یعنے اسنے تمکو اپنے دین کے لیے پسند کیا اور اس مین انکی بڑی تشریف ہے پہر چونکہ بعض حالات مین بعض
تکلیف مین مشقت تہی اسلیے فرمایا وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ یعنی اللہ نے تم پر دین مین کچہہ تنگی اور شدت نہین
ڈالی اور اس حرج مرفوع مین علما کا اختلاف ہے بعض نے کہا وہ یہ ہے کہ اللہ نے تمکو دو دو تین تین چار چار کی اجازت دی
اور ملک یمین بہی دیا کہا اور بعض نے کہا اس سے مراد ہے قصر صلوۃ اور افطار مسافر کیلیے اور نماز اشارہ سے اس شخص کے لیے جسکو
طاقت نہین مگر اشارہ کی اور اندہے اور لنگڑے اور مریض سے جہاد کا معاف ہونا اور ضرورت کے وقت مردار کا کہانا جائز ہونا
اور خلاف اہلہ کیوجہ سے تقدیم وتاخیر صیام مین خطا کا معاف ہونا اور اسیطرح فطر وضحی اور بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے
انپر حرج نہین کی ساتہ تکلیف ان امور کے جو انپر شاق ہین لیکن انکو تکلیف دی ان امور کی جنپر وہ قادر ہین اور ان کو
احکام شاقہ کے ساتہ مکلف نہین کیا جیسے بنی اسرائیل کو اور بعض نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ انکے لیے گناہ سے مخرج بنایا
ساتہ کہولنے باب توبہ کے اور قبول کرنے استغفار کے اور کفارہ ان احکام مین جنمین کفارہ مشروع ہے اور قبول ہونا ارش اور قصاص
کا جنایات مین اور ساتہ پہیر دینے مال یا اسکی مثل یا قیمت کے غصب وغیرہ مین سو ایسی کوئی بات نہین جسکا دین اسلام مین کوئی
رستہ گناہ اور عذاب سے بچنے کا نہو اور بعض نے کہا دین سے مراد توحید ہے اور اس مین کوئی حرج نہین بلکہ اس مین تخفیف
ہے کیونکہ یہ انکو ماقبل کے گناہونکا کفارہ ہے گو بہلی مدت تک شرک مین رہا ہو اور اسکا ادا کرنا کسی زمان اور مکان معین پر
موقوف نہین قرطبی مین ہے علمانے کہا رفع حرج انہین لوگون کیلیے ہے جو جادہ شرع پر مستقیم ہین لیکن چور اور صاحب
حدود کہ انپر تو حرج ہے انہونے مفارقت دین اختیار کرکے خود اپنے اوپر حرج کو لازم کیا اور شرع مین اس سے بڑہ کر کوئی حرج
نہین کہ ایک مرد دو شخصوں کے مقابلہ سے نہ بہاگے جہاد مین لیکن ثبات یقین اور وجود عزم کیوقت یہہ بہی کوئی حرج نہین
انتہی اور پہلا معنے اولی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آیت ان سب کو شامل ہے پس اللہ تعالی نے جن کامون مین مشقت تہی انکو بندونسے
اتار دیا یا تو سرے سے انکو تکلیف ہی نہین دی جسطرح اندہے لنگڑے کو تکلیف نہ دی یا اسطرح تخفیف کی کہ اسکا بدل جائز رکہا
جسمین مشقت نہین اور یا گناہ سے خلاص ہونیکا قاعدہ مقرر کرنے کیوجہ سے اور کسی نے کہا ہے یہ آیت اور اسکا بڑا فائدہ ہے
اور اسی آیت کی مثل ہے اللہ سبحانہ وتعالی کا قول فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اور اللہ تعالی کا قول یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ
الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ اور اللہ تعالی کا قول رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا
رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اور صحیح حدیث مین ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا قد فعلت کما سبق بیانہ فی تفسیر ہذہ الآیۃ والاحادیث
فی ہذا کثیرۃ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انہونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو فرمایا تنگی نہین ڈالی تمپر

تو ابن عباسؓ سے کہا کیا ہمپر دین مین تنگی نہین کہ چوری کرین یا زنا کرین انہون نے کہا کیون نہین کہا پہر آیت کا کیا مطلب ہے ابن عباسؓ نے کہا جو تشدد بنی اسرائیل پر تہا وہ تمسے معاف کیا گیا اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کہا کرتے تہے مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ یعنی حرج سے یہ اسلام کی کشادگی اور توسع ہے جو اللہ تعالے نے توبہ اور کفارات مقرر فرمائی اور نیز انہی سے مروی ہے کہ یہ ہلال رمضان مین ہے جب تمہین اسکو شک پڑے اور حج اور اضحے اور فطر اور اکثر اشیاء مین اور یہی انسے مروی ہے کہ انسے حرج کی تفسیر پوچہی گئی تو فرمایا قبیلہ ہذیل کا کوئی آدمی میرے پاس بلا لاؤ پس ایک مرد آیا تو اس سے کہنے لگے تمہاری بان مین حرج کسے کہتے ہین اس نے کہا حرج درخت مین سے اسے کہتے ہین جسمین کوئی مخرج نہو تو ابن عباسؓ نے فرمایا حرج وہ بات ہے جسکا مخرج نہین اور ایک روایت مین اس طرح ہے کہ ہذیل نے کہا تنگ چیز کو کہتے ہین تو ابن عباسؓ نے کہا یہی اسکی تفسیر ہے اور حضرت خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی سے مروی ہے کہ انہون نے یہ آیت پڑہی پہر فرمایا بنی مدلج کا ایک مرد میرے پاس بلا لاؤ اور اس سے پوچہا حرج تم کس چیز کو کہتے ہو اس نے کہا تنگی کو قولہ تعالی مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰہِیْمَ یعنے تمپر تمہارے دین مین گنجایش دی جیسے تمہارے باپ ابراہیم کے دین مین گنجایش تہی قالہ ابن جریر زمخشری و زجاج نے کہا منصوب ہے کہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو وبہ قال الحوفی واتبعہ ابو البقاء اور فراء نے کہا کملۃ ابیکم اور بعض نے کہا تقدیر یہ ہے وافعلوا الخیر کفعل ابیکم ابراہیم پس ملت کو فعل کے قائم مقام کیا اور اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام کو انکا باپ کہا اسلیے کہ وہ سب عرب کے باپ ہین اور غیر عرب جو انکی اولاد سے نہین انکا ادب ایسا ہے کرنے مین جیسا بیٹا باپ کا ادب کرتا ہے کیونکہ وہ انکے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہین اور سدی نے کہا ملت کے معنے ہین دین کے قولہ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ یعنے نزول قرآن سے پہلے اگلی کتابون مین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ عزوجل نے تمہارا یہ نام رکہا اور تابعین کی ایک جماعت سے بہی اس کی مثل مروی ہے ابن جریر نے اشعری کی وہی روایت نقل کی جو ابن کثیر نے بیان کی اور بعض نے کہا سمّٰکم کی ضمیر کا مرجع ابراہیم علیہ السلام ہین یعنے انہون اسوقت سے پہلے اپنے زمانہ مین تمہارا نام مسلمین رکہا تہا اور وہ انکا یہ قول ہے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ پس اللہ تعالے نے انکی یہ دعا ہمارے حق مین قبول فرمائی قولہ تعالی وَفِیْ ھٰذَا اور اس کے مین بہی کہ جس نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کیا وہ مسلمان ہے نحاس نے کہا یہ قول علماء امت کے قول کے برخلاف ہے اور بعض نے کہا ہذا سے مراد قرآن ہے یعنے اس قرآن مین بہی تمہارا نام مسلمین رکہا اور تمکو سب امتون پر فضیلت دی پہر اللہ تعالے نے اسکی علت بیان فرمائی اپنے اس قول کے ساتہ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ یعنے روز قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے گواہ ہون اس امر کے کہ انہون نے تمہین یہ بات پہونچائی وَتَکُوْنُوْا شُہَدَاءَ عَلَی النَّاسِ یعنے اور تاکہ تم لوگون کی اسبات پر گواہ ہو کہ انکے پیغمبرون نے علی نبینا وعلیہم الصلوۃ و

دین اسلام انکو احکام الٰہی پہونچا دیے کیونکہ حبیب اللہ تعالیٰ نے یا ابراہیم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے انکا نام مسلمان کہا
تو حکم ہے انکو اسلام اور انکی عدالت کا اور سبب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے مقبول ہونیکا جوان میں
داخل ہین بدخول اولی اور سبب ہے اور امتون پر انکی گواہی کے مقبول ہونیکا تا امام اقیمک وَقَدْ تَقَدَّمَ بیان
مَعْنٰی هٰذِهِ الْاٰیَۃِ فِی الْبَقَرَۃِ پھر اللہ تعالیٰ نے انکو حکم کیا سب ارکان اسلامیہ میں سے بڑے رکن کا پس فرمایا فَاَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ یعنے نماز کو معہ واجبات کے ادا کرو اور اسپر مداومت کرو وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنے زکوۃ کو معہ شرائط ادا کرو
اور خاص کر ان دونون خصلتون کو ذکر کیا انکے مزید شرف کے لیے قولہ تعالیٰ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ یعنے اللہ ہی کی پناہ
بچاؤ بناؤ ان چیزون سے جن سے ڈرتے ہو اور اسی کیطرف پناہ پکڑو لپنے سب احوال میں اور مدد اس کے سوا اور کسی
سے نہ مانگو اور بعض نے کہا اعتصام سے مراد ہے تمسک ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور بعض نے اسکی تفسیر میں کہا اللہ کے دین کے ساتھ تمسک کرو اور بعض نے کہا اپنے سب امور میں اللہ پر بھروسا
رکھو هُوَ مَوْلٰىكُمْ یعنے وہ تمہارا مددگار ہے اور تمہارے چھوٹے بڑے سب کاموں کا متولی ہے فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ
النَّصِیْرُ یعنے وہ تمہارا اچھا مولی اور اچھا مددگار ہے یعنے تمہاری متولی امور اور ناصر علی الاعدا ہونے میں
کوئی اسکا مماثل نہین۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ لاکھ لاکھ شکر ہے اس

قادر مطلق فعال لما یرید کا جس نے محض لپنے فضل و کرم سے اس خاکسار ذرہ بے مقدار عاجز بیکار
کے ہاتھ سے تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کا آٹھوان جلد تمام کرایا سُبْحَانَ
رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

شائقین تفسیر کلام اللہ کو مژدہ ہو کہ ان ایام سعادت فرجام میں تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان
جسکو نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے شروع کیا تھا۔ اور ختم ہونے سے پہلے ہی اونہون نے داعی اجل
کو لبیک کہا اور اس جہان سے رخصت ہوگئے ہیں) کا آٹھوان جلد تمام ہو کر چھپ چکا ہے گویا تفسیر کے خواہش مندون کیلیے
نسخہ کحل الجواہر تیار ہوا ہے کیون نہ ہو کہ تفسیر ابن کثیر جو اکثر سلف کے اقوال کا مجموعہ ہے اور تفسیر فتح
البیان جو عربی میں نواب صاحب موصوف نے تالیف فرمائی تھی تمام اس میں درج ہے اب خریدارون
کی جلد جلد فرمائشین آنی چاہیئن اب اسکا نوان جلد بھی چھپنا شروع ہوگیا ہے +